دُنیا کی ہر قوم کے نام

امن و اتحاد کا پیغام

تقویم

فتح فتحمندی فاتحین

از

علی بخش صابری مہدی

ملنے کا پتہ:- اقبال بنگلہ نمبر ۵ سینٹ سوسیٹن کالونی، ہل روڈ باندرہ بمبئی ۵۰

بار اول قیمت للہ عنہ ۱۴

عرضِ حال!

اس خدا عزوجل کا لہزار ہزار شکر ہے۔ جو علیٰ کُلِّ شَیءٍ قدیر ہے۔ (قادر مطلق) ہاں جسے چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے۔ ہزار ہا شکر و احسان ہے کہ اسی رب قدیر اور مختار مطلق نے مجھ عاجز اور گنہگار بندہ کو اپنی بیش بہا نعمتوں الہاموں اور روحانی ہدایتوں سے سرفراز فرما کر ایک نوزائیدہ ناچیز کو اپنے فضل و کرم سے مالا مال کیا۔

جیسا کہ آپ حضرات کو علم ہوگا میں شروع شروع فلمی دنیا میں بہ حیثیت ایک اداکار اور میوزک ڈائرکٹر کے داخل ہوا۔ جہاں میری دلی خواہش کہ میں بھی کسی فلم کا ہیرو بنوں چنانچہ ۱۹۳۱ء میں کرشنا فلم کمپنی کی پکچر ہرپرشیں چندر میں ڈائرکٹر کانجی بھائی راٹھور نے مجھے ہیرو کی حیثیت سے منتخب بھی کیا۔ اور میں نے تین دن کام بھی کیا۔ پھر چند وجوہات کی بنا پر میں کمپنی سے الگ ہوگیا۔ اپنی اس مقصد برآری کیلئے ایک مخلص کرم فرما کی ہدایت پر میں نے سورہ آلِ عمران کا ورد شروع کیا اور میرا دل فلمی دنیا سے متنفر ہونے لگا۔ اور پھر اسطرح ایک اور بزرگ مخلص کی تلقین پر آیۃ الکرسی کا بھی چالیس یوم تک عمل کیا۔ اور پھر ایک شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حاجی ملنگ بابا رح کے مزار اقدس پر حاضر ہوں۔ اور وہاں نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں گیا ہوں۔ کہ ایک بزرگ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم درود شریف کا ورد کرتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ انھوں ہدایت فرمائی کہ روزانہ پابندی سے درود شریف پڑھا کرو۔ چنانچہ میں نے درود شریف کا ورد شروع کر دیا۔ اور کچھ ہی عرصہ میں میری مشتاق و بیقرار نگاہیں سرور کائنات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زیارت پاک سے فیضیاب ہوگئیں۔ اور میرے دل و دماغ میں اور میری زندگی میں عظیم تغیر واقع ہوا۔ اس ورد کو آج ۴۲ برس گذر چکے۔ اس دوران میں اللہ تبارک و تعالےٰ کی مہربانیوں اور اس کے فضل و کرم کے صدقہ میں میں نے فلمی دنیا کو یک لخت خیرباد کہہ دیا اور مجھے خوابوں میں ہدایتوں بشارتوں اور بیش بہا نعمتوں سے نوازا گیا۔ اور احکامات بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سب سے پہلا خواب ——— ؟

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

اور کہہ آیا حق اور گم ہوا باطل۔ تحقیق باطل تھا گم ہونے والا

۱۳۵۴ھ ——— (ماہ یکم محرم الحرام) ——— (رہبر در جمعہ مبارک) ——— (بمقام پہاڑ) ———

پہلی رات ——— پہلے میں نے خواب میں پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے۔ جو کہ بہت ہی لذیذ۔ ۔ اور کو لمبت پکا ہوا تھا۔ پھر کسی نے کہا کہ منہ صاف کرو۔ پھر ایک بھیڑ ہے اس کے چھ سات بچے ہیں جو بالکل سفید ہیں۔ کوئی کھوا ہے اور کوئی بیٹھا ہے۔ ایک گوبھی کا درخت ہے جو بہت بڑا ہے اور بہت بڑے بڑے پھول اس کے ساتھ لٹک رہے ہیں۔ ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ تیرے درخت کا ایک آدمی تین سو روپیہ دیتا ہے۔ میں نے کہا بھائی مجھے قرضہ نہ دینا ہے۔ میں ایک ہزار روپیہ کا مقروض رہوں۔ اگر دو، ایک ہزار روپیہ دے تو میں دیر دوں گا۔ وہ بولا کہ اچھا ایک ہزار قبول ہے۔

دوسری رات ——— میں کسی چیز پر سوار ہوں ایک قلعہ کی سیڑھی دوار ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا مقام ہے۔ تو مجاور صاحب بلے کہ یہ خانہ کعبہ ہے۔ تو میں اترا اور اندر گیا دیکھا کہ سب دروازے کھلے ہیں اور آدمی بہت آرہے ہیں اور وہاں کچھ بھی بہت ہیں۔

تیسری رات ——— اتوار کے دن دیوانی کے گلے پر تین پتھر میرے لگے ہیں اور بالکل بچ گیا ہوں۔

چوتھی رات ——— ایک کمرہ ہے اس کے باہر چار پائی پر سلوچنا بیٹھی ہے۔ میں سیڑھیوں پر چڑھ کر چوتھے پر گیا تو سلوچنا اٹھی اور میرے ساتھ ہاتھ ملایا۔

پانچویں رات ——— رات کو ایک نائک اسٹیج ہے میں کالا سوٹ پہنے ہوں اور سر پر ہیٹ ہے۔ اور ایک بچہ میرے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اور تماشہ دیکھنے والے لوگ بہت سے ہیں۔ اور میرے کام کو دیکھ کر بہت خوش ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں کہ یہ کام بہت اچھا ہے۔ اتنے میں سلوچنا آئی ہے اور کرسی پر بیٹھ گئی ہے۔ اتنے میں ایک آدمی کہتا ہے کہ سلوچنا اور اشرف خان کا نکاح ہو گیا ہے۔ میں نے کہا نکاح! تو وہ بولا کہ نکاح نہیں ہوا بلکہ دو گواہوں کے دستخط ہو چکے ہیں۔ ایک منشی سعید اور دوسرے اشرف خان کے تو میں نے کہا کہ نہیں! تو وہ بولا کہ اب تو نکاح ہو گیا ہے۔ تمہارا کبھی خیال رکھیں گے۔ تو میں نے کہا کہ نکاح ٹوٹ جائے گا۔ تو کہا کہ اب تو پختہ ہو گیا ہے۔ اتنے میں صرف مرد کی تصویر سامنے آئی ہے۔ میں نے کہا کہ اسکو بھی اشرف خان نے چھوڑ دیا ہے۔ اور میں نے سلوچنا سے کہا کہ اشرف خان تمکو کیسا رکھتا ہے۔ تو وہ کہتی ہے کہ مجھے اشرف خان بہت خوش رکھتا ہے۔ بڑا مزہ آتا ہے جب وہ مجھ کو خوش کرتا ہے۔

چھٹی رات ——— سڑک پر ایک ٹھیلہ جا رہا ہے۔ اس کے اندر پیل ایک ٹوکرے میں بھرے ہوئے ہیں۔ رنگ لال اور کالا ہے۔

ساتویں رات ——— میں اپنی جگہ گندم رہا ہوں ایک کھیت ہے جو گیہوں کا ہے۔ اس میں نیولا اور گلہری لڑ رہے ہیں۔ جو نیولے نے گلہری کے پاؤں میں آ پڑے ہیں تو نیولا فوراً بھاگ گیا ہے۔ اور گلہری نے میری بائیں ایڑی کو دانتوں سے پکڑ لیا ہے۔ میں نے پاؤں کو ہلا کر ایسا پھینکا کہ گلہری دور جا کر گری۔ پھر کوئی کہتا ہے۔ کہ جہاں تک تمکو مراد لیکر آنا ہوگا۔ اور مراد بھی وہ جس کے لیے تم عرصہ سے پریشان ہو۔

آٹھویں رات ——— ایک روز دربار کا سین ہے۔ سید قاسم اور بشیر دو نوکر کھڑے ہیں دربار میں اور بھی بہت سے آدمی ہیں اتنے میں بشیر کو میں نے بغل میں لے لیا ہے۔ پھر دیکھا کہ سید قاسم ہنسے میں نے کہا کہ آپ بھی یہ کام کر رہے ہیں۔ وہ ہنسے تو میں نے منہ چوم لیا ہے میرے سر کے لباس میں ہوں اتنے میں آواز آرہی ہے۔ ! ماسٹر علی بخش! علی بخش۔ ایک نے کہا کہ آپ کو بلاتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ سیڑھی لگی ہوئی ہے۔ نیچے چار پانچ ترکی ٹوپی پہنے ہوئے اور سوٹ میں ملبوس ہیں ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں اور مجھ کو بلا رہے ہیں ایک بھی بہت لمبا ہے اور موٹا ہے۔ ! پھر میں نے دیکھا کہ ایک آدمی قبائل کے رنگ و شکل کا ہے۔ شلوار پہنے ہوئے اور سر سے ننگا ہے۔ میں بولا تو اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور کہا کہ اسی سلسلہ کی بات کرنی ہے۔ میں نے کہا کہ میں تو بہت کام کر رہا ہوں۔ مجبور ہوں۔ چونکہ میں پولیس بھی پہنے ہوئے ہوں تو اتنا کہا کہ اٹھو اور جاؤ۔ میں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ آواز آئی کہ ولی اللہ کا قول جھوٹا ہوتا ہے؟ جو آدمی نیچے کھڑے تھے وہ بہت ہی خوب صورت تھے۔ نویں رات ! ——— کہ کمپنی کا مالک آیا ہے۔ میں نے کہا کہ او بھائی تم نے میرے ساتھ کام کیا ہے میرے بچے ٹھیک نہیں ہوئے ہیں۔ اور اسکو میں نے کہا کہ بالکل میرے بچوں کو تمنے ضائع کر دیا ہے۔ ایک مجھے بھی دے۔ تو

عطا ہوئے کہ اس نازک دور میں جبکہ نسل انسانی موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہے تم امن واتحاد کی جوت جگاؤ۔ اور بلا لحاظ مذہب وملت ہر فرد کو دعوت حق اور پیغام امن واتحاد دو۔ چنانچہ میں نے اپنے تمام خواب یکجا جمع کر کے اسے کتاب کی شکل میں "تقویم فتح فتح مندی فاتحین" کے عنوان سے آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اسکا بغور مطالعہ کرنے کے بعد آپ میرے متعلق کسی اچھے نتیجہ پر پہونچ سکیں گے

اسی دوران میں مجھے خدمت خلق کے لئے دوائیاں بھی عطا ہوئیں جس میں "کیمیائے فیض عام" جو ہر قسم کے مایوس العلاج امراض دمہ۔ کیسرہ۔ گھٹیا۔ فالج۔ لقوہ۔ ذیابیطس جریان سوزاک، کمزوری، ہسٹریا، ریاح بواسیر وغیرہ) کا ایک حکمی علاج ہے۔ اور "بیچی جوت" جو آنکھوں کے تمام امراض (کمزوری بصارت، جالا پھولا ڈھلکہ، موتیا بند، آشوب چشم) وغیرہ کی مجرب دوا ہے۔ اور خارش داد چنبل وغیرہ کے لئے "مرہم خاص" ہے۔ یہ تمام بیش بہا نعمتیں جن سے ہزار ہا بندگان خدا آجتک فیض اٹھا چکے ہیں۔ اور اٹھا رہے ہیں یہ خدمت بہت ہی قلیل داموں میں ۳ر بہر میں آج بھی صابری دواخانہ سے ہر جمعہ واتوار کو جاری ہے۔

اس دور نازک میں جبکہ انسانیت شدید آزمائشوں اور سائنس کی محیر العقول مگر مہلک ایجادات سے ہراساں و پریشان ہے۔ میرا پیغام تمام نسل انسانی کیلئے امن و اتحاد کا پیغام ہے۔ کہ اسی پر عمل پیرا ہو کر انسانیت کو سکون واطمینان حاصل ہوگا۔ اور خدشات وخطرات کے بادل دور ہو کر امن واتحاد کا آفتاب طلوع ہوگا جسکی آج شدید ضرورت ہے ——— ! آپ حضرات سے مکرر التجا ہے کہ کتاب زیر نظر کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ جس کے پیش کرنے سے میرا مطلب ومقصد کسی قسم کے لالچ کے بغیر اور ہر قسم کی نمود ونمائش سے بے نیاز ہو کر محض بندۂ خدمت خلق ہے۔ اور یہ بھی آپ ہی کی مرضی پر موقوف ہے کہ آپ کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد فیصلہ کریں اور اس نیک کام میں حصہ لیں تاکہ یہ پیغام عوام تک پہونچنے میں مدد ملسکے۔ وما علینا الا البلاغ۔!

داعی امن ——— !

(علی بخش صابری مہدی)

یہ کہہ کر میں چلا آیا۔ راستہ میں دیکھا کہ ایک بنیئے کی دکان ہے میرے دل میں آیا کہ یہی کام کروں۔ اس کے پاس نمک تیل آٹا چاول دال سب سامان ہے اور بتی جل رہی ہے۔ پھر میں آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ ہے جو پانی کی وجہ سے پھولی ہوئی ہے۔ اس کے اوپر نہایت سرسبز درخت ہیں اور انکے رنگ برنگ کے پھول گویا جنگلی باغیچہ ہے۔ **چوبیسویں رات!** ——— دیکھا کہ ایک مستری کریم دین ہیں ان کی داڑھی کالی ہے اور وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ وہ مجھ سے بڑے ہیں ان کے پاؤں کی طرف جھک گیا ہوں انھوں نے مجھے اٹھالیا اور میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا یہ وہ مستری ہیں جنھوں نے اپنے ملک میں ہمکو مصیبت کے وقت مستریوں کے کام پر لگایا تھا۔ مدت ہوئی مر چکے ہیں مرزائی تھے۔

پچیسویں رات ——— تین آدمی ہیں میں نے شکل نہیں پہچانی۔ ایک عورت ہے وہ بالکل ننگی کھڑی ہے میں نے دیکھا اور منہ پھیر لیا ہے۔ اسکے بعد دیکھا کہ ایک مسجد ہے اسمیں بیٹی اور میری عورت اور اقبال سوئے ہوئے ہیں۔ اور ایک دوسری عورت ہے وہ میرے آگے سوئی ہوئی ہے وہ بالکل جوان ہے اس کے اوپر میرا ہاتھ ہے۔ اقبال نے کہا کہ اس سے جماع کر لو میں نے کہا ہرگز نہیں یہ مسجد ہے یہ پاک جگہ ہے۔ اتنے میں کیا دیکھا کہ ایک چٹھی ہے اسپر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پتہ لکھا ہوا ہے۔ ملک پنجاب لاہور کوچے۔ پھر میں پنجاب گیا ہوں وہاں ایک سندر ملا ہے اس سے میں نے کہا۔ آپ نے دسہرہ نہیں منایا میں نے کہا کہ کچھ کھڑ بڑی ہے۔ پھر آنکھ کھل گئی۔

چھبیسویں رات! ——— ہمارے گھر میں کھانے خوب پک رہے ہیں۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ اب میری باری ہے۔ میں نے کہا کہ مت پکاؤ وہ کہتا ہے ہم ضرور پکائیں گے ہمنے کھانا کھایا ہوا ہے۔ اس نے میرے گھر میں بہت سا گائے کا کچا گوشت لاکر ڈالا ہے۔ پھر دسہرے کا ایک بہت بڑا جلوس آرہا ہے۔ سامنے مزار بابا جی کا ہے۔ سب لوگ سبز سبز کپڑے پہنے ہوئے ہیں درمیان میں ایک میر صاحب چھوٹا سا ساز بجاتے جا رہے ہیں۔ اور میک اپ یہ ہے کہ ایک جوان عورت ہے جو سفید ساڑھی پہنے ہوئے ہے اس کے ہاتھ میں ایک گڈوا ہے۔ تو وہ ایک آدمی کو کہتی ہے کہ اسکو ذرا چھیڑو۔ تو وہ آدمی چھوٹے چھوٹے کنکر مارتا ہے۔ میر صاحب جھاڑی میں چھپتے ہیں۔ ایک مجھ سے کہتا ہے کہ دیکھو میرا منہ پھٹ گیا۔ میں نے کہا کہ سندور سے میری آنکھ کھل گئی۔

ایک اہم خواب .... جو میں نے صفر المظفر کی پہلی شب کو دیکھا۔ وہ درج ذیل ہے

تین بیل میرے آگے جا رہے ہیں ہل ان کے کندھے پر ہے رفتار ان کی تیز ہے۔ پھر ایک مسجد ہے اس میں ایک حوض ہے وہاں آدمی کافی ہیں پھر ایک محل کا بہت بڑا دروازہ ہے میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے ایک آدمی بولا کہ یہ بادشاہ کا محل ہے جو کہ مسجد کے ساتھ ہے۔ یہ محل مسجد کے پیچھے کی طرف نہایت پختہ ہے اور مینار بھی ہے۔ اسمیں کا مزار پاک بھی ہے۔ میں نے پوچھا۔ (بار بار) وہ یہی کہتا ہے۔ کہ محل ہے۔ اتنے میں ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ تم درود شریف پڑھتے ہو۔ میں نے کہا نہیں تب اس نے کہا کہ تم درود شریف پڑھا کرو۔ جیسے ہی میں نے درود شریف شروع کیا اس نے کہا تم پہلے وضو کر لو میں نے وضو کیا پھر کہا کہ یکبار درود شریف روزانہ پڑھا کرو یا پچیس مرتبہ دائیں اور پچیس مرتبہ بائیں ہاتھ پر پھونک کر یہ دعا پڑھا کرو ——— "(یا اللہ پاک رازق رہے اور بے حساب رزق دے)"

دوسری رات۔ فضل حسین اور اقبال ٹرام کے ذریعہ بمبئی سے آئے ہیں۔ فضل حسین خوش ہو ہو کے کہہ رہا ہے کہ ماسٹر جی اقبال بابی کی مراد مل گئی ہے میں نے کہا کیا تو اس نے تھیلا کھولا ہے۔ اس میں ہری گھانس بھری ہوئی ہے۔ اتنے میں اقبال کہتی ہے کہ مجھکو تو بوزجاجی لنگ بابا کے یہاں سے ملا ہے۔ دیکھو کستوری میٹھا ہے اس کے بعد ایک پھانک تربوز کی ہے جو ایک دم سرخ ہے۔ بس آنکھ کھل گئی

دوسری رات۔ ایک جگہ بہت سارے گانے بجانے والے میٹھے ہیں اور گانا ہو رہا ہے مجھ سے بھی کہا گانا گاؤ میں ہارمونیم پر بیٹھ کر گا رہا ہوں اور اتنے زور سے گا رہا ہوں کہ طبلہ والے کو تار کا بھی پتہ نہیں چلتا میں جیت گیا ہوں اور وہ ہار گیا ہے۔ پھر اجمیر شریف ہے میں سیڑھیوں پر چڑھ کر اوپر گیا ہوں ایک آدمی نے مجھ سے آجاؤ تمہارا تو کھلا میدان ہے۔ پھر کہا کہ تم آگے ہو جاؤ۔ وہ آدمی مولانا ہیں۔ واقعی سب ننگ بابا کے ہیں۔ کیوں کہ یہ سولے اپنے قبیلہ کے کسی کو آنے نہیں دیتے۔ میں اور آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک راستہ ہے۔ اس پر شہر میں اور ایک جنت پر نور اور پُر غرور ہیں۔ اتنے میں بہت سے لوگ آئے ہیں اور ایک میت کو غسل دینے لگے ہیں۔ پھر ایک چارپائی پر جنازہ رکھا ہے وہ بہت

وہ کہتا ہے کہ اچھا میں بولتا ہوں۔ میں نے کہا کہ پھر ابسا ڈاکٹر کٹرا اور دولین جید رشاہ اور میں ہیرو اور میری عورت ہیروئن۔ قہ اس نے کہا کہ اچھا ابھی فلم چلا نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر کب ملوں تو اس نے کہا کہ ملو! میں نے کہا کہ اگر آپ چانس دیتے ہو تو ملوں ورنہ نہیں۔ اس نے کہا ضرور مجھ سے ملو۔ میں نے کہا کہ آخیر کب میں ملوں تو جواب ملا کہ ساڑھے بارہ دن یا چودہ دن کے بعد مجھ سے ملئے۔ بعد میں کوئی کہتا ہے کہ نہیں رسپونس نما ہے۔ میں نے ہاتھ ملایا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔ یہ پیش امام کی شکل ہے۔ ہنستے ہیں تو سفید دانت بہت خوب صورت معلوم ہوتے ہیں

دسویں رات ! ـــــــ پہاڑ پر زبیدہ کی شکل بھی خواب میں آئی ہے۔ جو کہ بکری لگائے لیٹی ہے۔ اور ایک بہت خوب صورت عورت اندر گھوم رہی ہے۔ زبیدہ نے مجھ سے کچھ باتیں ضرور کی ہیں لیکن مجھ کو یاد نہیں۔ اور وہ عورت آگے پیچھے گھومتی ہے۔

گیارہویں رات ! ـــــــ کوئی آدمی کہتا ہے اور میں نے کہا تمہاری۔ تو وہ بولا کہ تم سمجھو کہ چار سال کیلئے میں نوکر ہو چکا ہوں۔ میں نے کہا کہ اچھا اور میں کہ سہی پر بیٹھ گیا ہوں طرز ٹھیک کر رہا ہوں بلکہ بنا رہا ہوں۔ آنکھ کھل گئی ہے۔

بارہویں رات ! ـــــــ ایک فقیر کہہ رہا ہے۔ پنجتن پاک سے مانگو۔ میں نے کہا کہ میں اللہ سے مانگ رہا ہوں۔ تو وہ بولا کہ خدا کے پاس کیا ہے؟ جو تھا وہ تو پنجتن پاک نے لوٹ لیا ہے۔ آنکھ کھل گئی۔ انیسویں رات ! ـــــــ میں ٹرام پر سوار ہوں دوسری منزل پر جا رہا ہوں۔ ٹرام بمبئی جا رہی ہے۔ جب بھائی کلہ برج پر سے تھوڑی ادھر ہے۔ تو دیکھا کہ ایک شخص سیاہ لباس پہنے ہوئے ہے۔ نہ سر پر ٹوپی نہ پاؤں میں جوتی ہے۔ اس کا نام غلام نقشبند ہے جو کہ گوئیٹہ پولیس میں افسر تھا۔ اور لباس ماتم حسنین علیہ السلام کا معلوم ہوتا ہے۔ گرجے کی طرف سے میں نے اسکو دیکھا ہے۔ بارش خوب زور سے برس رہی ہے۔ مجھے پیاس ہے۔ ایک آدمی نے ٹھنڈے پانی کا گلاس بھر کر مجھے دیا ہے۔ میں نے پی لیا ہے۔ پھر میں اٹھا اور میں نے عرض کی کہ باجی آپ ہی تعبیر دیجئے۔ پھر دیکھا کہ ..... رات ہی کا پانی ہے۔ میں جا رہا ہوں ایک نالہ بہہ رہا ہے جو خوب گہرا ہے۔ پانی صاف ہے۔ میں اس فکر میں ہوں کہ کہیں گہرا پانی نہ ملے۔ کنارے پر آ گئی آتے جاتے ہیں۔ ایک جگہ گہرا پانی ہے۔ میں کود گیا ہوں میں بچے بیٹھا جاتا ہوں۔ اور اوپر سے بچھوؤں جیسے گلہ سڑے نکلے جاتے ہیں۔ اور لکھا جاتا ہے کہ ہے حقا کہ بنا لا الہ الا اللہ است حسین ! ۔ میں نے تعبیر مانگی تو ایک ملکہ ہے۔ جو جارج پنجم کی ہے۔ ایک دم سفید لباس پہنے ہوئے جا رہی ہے۔ جیسے پھری ہوتی ہے۔ میں نے آگے سے اسکا نقاب سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ پھر دیکھا کہ وہی ملکہ سیاہ لباس پہنے ہوئے جا رہی ہے۔ اور تین نوکر اسکے ساتھ ہیں وہ بھی سیاہ میں ہیں۔ ایک عورت کے داڑھی ہے۔ میں پیچھے پیچھے جا رہا ہوں۔ دیکھا تو کھانا تیار ہے۔ اور وہ بھاگ گئے ہیں۔ وہ چاروں ایک دیہاتی مکان میں ہیں۔ میں وہی کھانا کھانے لگا تو انھوں نے منع کیا کہ یہ مت کھاؤ۔ یہ کتوں کا جھوٹا ہے۔ میں نے کہا کہ ایک نے اگر مجھے دیا ہے۔ آنکھ کھل گئی۔ بیسویں رات ! ـــــــ ایک بہت موٹی لاش ہے۔ اور ایک گھوڑا فضل حسین لے کر کھڑا ہے۔ اور ایک لال گھوڑے کو کچھ آدمی قبر میں اتار رہے ہیں۔ کفن اسکا ذرا میلا ہے۔ میں نے دوسرے کو بولا کہ یہ چیز اسکے نیچے رکھ دو تو پانی ہم ڈالتے ہیں اتنے میں پاؤں کی طرف سے اسکی قبر میں پانی گھس آتا ہے جیسے ایک نالہ بہہ رہا ہے۔ اکیسویں رات ! ـــــــ میں سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا گھر ہے۔ اس پر ایک چارپائی پر سفید چادر بچھی ہوئی ہے۔ میرے بچے بھی ہیں اور میری عورت اقبال بھی ہے۔ وہ کہہ رہی ہے۔ بھلا کیسے تم دعا مانگتے ہو۔ مانگو۔ میں نے چادر پکڑ کر دعا مانگنا اور رونا شروع کر دیا ہے۔ رویا بھی ایسا ہوں کہ بہت موٹے موٹے آنسو نکل رہے ہیں۔

بائیسویں رات ! ـــــــ ایک آدمی ہے اور دو بچے ہیں وہ بچوں کو گود میں لے کر دعا مانگ رہا ہے میرے لئے میں نے کہا کہ آپ دعا کرو۔ تو اس نے بچوں کو دکھاتے ہوئے یہ کہا کہ یہ دیکھو دونو معصوم بچے تمہارے لئے دعا مانگ رہے ہیں دونوں بچے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ قریباً ڈیڑھ ڈیڑھ سال کے بچے ہیں۔ پھر سروج فلم کمپنی کا اسٹوڈیو ہے اس کے اندر میں گھس گیا ہوں دو پلاٹ سین کے لئے پینٹر نے بنا کر رکھے ہیں جو کہ بہت ہی خوب صورت ہیں اور پارٹ باوشاہ کا ہے۔ اور ایک دوسری اسٹوری ہے۔ میں نے کہا کہ دیکھو یہ پارٹ میرے اوپر کتنا فٹ ہے۔ ابھی رکھ رہے تھے صرف ایک آدمی کے ساتھ باتیں ہی کر رہا ہوں اتنے میں آنکھ کھل گئی ! ۔ تیئیسویں رات ! ـــــــ ایک راستہ ہے میں جا رہا ہوں مگر مجھے بھوک لگی ہے میں نے کہا میرے بھائی کے پاس ایک اور جگہ ہے میں گیا ہوں اسکو میں نے کہا کہ مجھے بھوک لگی ہے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی تیری بھاوج کھانا لے کر آتی ہے پھر کھانا۔ اتنے میں وہ آگئی اور اس کے ہاتھ میں ایک رکابی ہے جس میں بلاؤ ہے۔ مجھے بہت رنج ہوا میں نے کہا میں نہیں کھاتا۔ اگر میں زندہ رہا تو اپنی ہی کمائی کر کے کھاؤں گا۔ تمہارا خوشامد نہ کروں گا .....

مجھ کو کہا نہیں گیا کہ تم میرو ہو۔ اتنے میں اقبال نے کہا کہ فیروز کو بھی بلوا لو۔ کیونکہ وہ ڈریس وغیرہ اچھے اچھے بناتا ہے۔ اور اسکو لکھو کہ تنخواہ مبلغ ۲۵۰- روپیہ ہے۔ حیدر شاہ کے علاوہ اور بھی بہت سے آدمی ہیں۔ مالک کو پھنسانے والا رجمنٹ اللہ درزی ہے۔ اور وہ کہہ رہا ہے کہ یہ لکھ پتی آدمی ہے۔ میں نے اسکو خوب پختہ کر لیا ہے یہ صرف کمپنی بنائے گا۔ لکھا ہوا تو بہت کچھ نظر آیا مگر صاف طور پر یہ پڑھنے میں آ سکا۔ مَتَاعٌ قَلِيلٌ مِنْ رَبِّ الرَّحِيمِ ۔ اور میں حضور اور مالک دونوں کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ کہ آپ تو خاص روشنی اور اللہ کی رحمت ہو۔ چودھویں رات ! ——— رات کو پڑھتے پڑھتے آنکھ لگ گئی۔ دیکھا کہ ایک آدمی نے تسبیحوں کے ڈھیر لگائے ہیں۔ اور کہا ہے کہ اسکو پڑھو تسبیحوں کا رنگ لال اور کالا ہے۔ ایک پتلی میں میرے پاس کچھ گوشت ہے۔ جو بہت ہی اچھا ہے اور استاد غلام حسین نے بھی بہت تعریف کی۔ پھر میں نے انگیٹھی سلگائی ہے اور گوشت میں مصالحہ ڈال کر چڑھا دیا ہے جب گوشت اچھی طرح بھن چکا ہے تو استاد غلام حسین نے پوچھا بھن گیا گوشت؟ میں نے کہا جی ہاں تو بولے ذرا دکھاؤ۔ دیکھ کر بولے کہ یہ تو بہت ہی اچھا بھنا ہوا ہے۔ پندرھویں رات ! ——— امیر حسین اور کچھ میں کچھ بحث ہو رہی ہے۔ دوران بحث میں میں کہہ رہا ہوں پروردگار جو چاہے کر سکتا ہے۔ جس نے نبی اور ولی بنائے وہی مالک ہے۔ اس کے ثبوت میں قرآن شریف کی آیتیں میں نے حفظ پڑھنا شروع کر دیں۔ اور پڑھتے پڑھتے ہی بیدار ہوا۔ سولھویں رات ——— چاندی کے چھ روپئے میرے پاس ہیں۔ اسمیں سے ایک روپیہ میں نے ماجبیں کو دیدیا ہے۔ حضور بابا کا مزار ہے۔ گلاب میرے گلے پڑ ہی ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ اے بابا جی کا مزار ہے۔ اسی کے سرہانے چارپائی پر میں سویا ہوا ہوں۔ اور وہ خاموش ہو گئی ہے ! ۔ سترھویں رات ——— ایک جنگل کی طرف جا رہا ہوں سامنے ایک فوگو ٹ بند فقیر نے بھاگنا شروع کیا ہے۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے جا رہا ہوں برسات پڑ رہی ہے اور پانی بہتا نظر آ رہا ہے۔ وہ فقیر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا بابا کا روضہ نظر آ رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کچھ تو واجا تھا۔ پڑھتے ہوئے کسی نے کتاب دکھلا کر کہا یہ تو بہت زبردست ہے ——— اٹھارھویں رات ! ——— کوئی جگہ ہے میں نہانے کی تیاری کر رہا ہوں پانی لا کر اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ جو گرم ہے۔ ٹھنڈے پر بیٹھا ہوں۔ اقبال نے کہا ہے کہ بستر بھیگ جائیں گے برسات آ رہی ہے۔ میں نے جا کر بستر ٹھکانے کر لئے میں برسات برسنا شروع ہو گئی ہے۔ پانی اتنا برسا ہے کہ نیچے کی سب دوکانیں پانی میں دوب گئی ہیں۔ میں نے خوف زدہ ہو کر دروازہ بند کر لیا ہے اور دعا مانگنا شروع کر دی ہے۔ کہ اللہ اس پانی کو رستہ دے جو یہ نکل جائے۔ فوراً پانی کو رستہ مل گیا ہے۔ دیکھا تو پانی بالکل نکل گیا ہے۔ پھر میرے منہ سے یہ نکلا کہ اے اللہ بخش دے میرے اللہ مجھ کو۔ بیسویں رات ——— اونچی بلکہ بہت اونچی اونچی سیڑھیاں ہیں۔ اس پر اقبال، امر جبیں اور خورشید چڑھے جا رہے ہیں۔ اقبال کے پیٹ میں بچہ ہے۔ سیڑھیاں ختم ہونے کو نہیں کہیں کوئی سہارا نظر نہیں آ رہا ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے اس میں ہم سب جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ پھر وہ مسجد آسمان کی طرف اڑ گئی ہے۔ اکیسویں رات ——— ! ایک سڑک ہے اور میں ہاتھ میں بندوق اور فوجی لباس پہنے چلا آ رہا ہوں۔ دیکھا ایک چھاؤنی ہے وہاں پہرہ ہے۔ ایک سپاہی نے کہا ہالٹ (HALT) میں نے کہا رعیت "تو اس نے کہا رعیت تو جاؤ" اتنے میں دو سوار ایک سفید گھوڑے پر سوار ہیں۔ اور کپڑے بھی بالکل سفید ہیں۔ گھوڑا دوڑا ہوا آیا ہے اور چلا گیا ہے۔ اس کے آگے دو دو گھوڑے جا رہے ہیں۔ اور میں بھی پیدل چل رہا ہوں اور کچھ دور شریف کی فضیلت دیکھی ہے لیکن یاد نہیں۔ بائیسویں رات ! ——— ایک نالی ہے لوگ آ رہے ہیں اور پانی بھر کر لے جا رہے ہیں اور میں مالک بن کر بیٹھا ہوا ہوں۔ تیئیسویں رات ! ——— کچھ درجہ تھی تو حضور بابا ملنگ شاہ نے پوری کر کے دکھائی جو میرے حق میں تھی۔ چوبیسویں رات ——— میری عورت نے لڑکی کی خواہش کی ہے۔ میں نے اسے مارا ہے اور ایک مکان عالیشان ہے جس میں ہم رہتے ہیں ..... پیر انور امیر ہیں۔ وہ کوٹھے پر بیٹھے ہیں آج پیاسی معلوم ہو رہی ہے اور ایک آدمی اور ہے۔ اس نے کہا کہ ہم نے بہت دنوں سے پانی بند کر رکھا ہے۔ خیر تم جا دیکھ لو۔ تو ہم دونوں نے دیکھا کہ پانی کے گھڑے بھرے رکھے ہیں۔ بہت سیر ہو کر پانی پیا۔ ٹھنڈا تھا۔ پھر میں نیچے گھوڑا کر آیا ایک نیا کپڑا اسنہرے رنگ کا دیکھا جسمیں شیرینی اور امیر صاحب کے حکم سے مجھے ملی ہے۔ پچیسویں رات ——— دیکھا کہ ایک گنبد اور ایک دروازہ ہے اور اس کی طرف دو قدم میں آگے بڑھا جا رہا ہوں۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی ہے۔ چھبیسویں رات ——— ایک جگہ ہے جہاں کچھ سودا ہے۔ اشرف اور میں ڈائرکٹر کمپنی اور دو تین آدمی اور ہیں۔ باتوں باتوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ اشرف یہ میدان ہے لگاؤ۔ پیچھے کی بات میں نہیں جانتا۔ اتنے میں جعفر خاں نے لوگوں کو کہا کہ اشرف بھائی ترس کھاتا ہے کہ ایک تو بیچارے پر

موٹا ہے۔ ایک پاؤں نہائت صاف اور سفید کھلا ہوا مجھے نظر آیا ہے۔ پھر آدمی چلے گئے ہیں۔ اور مردہ کفن میں لپٹا ہوا پڑا ہے۔ یہ جنازہ خواجہ صاحب کا ہے۔ پھر ایک مزار ہے جو خواجہ صاحب کا ہے۔ کٹھرے پر بہت سارے تاگے بندھے ہوئے ہیں۔ میں نے بھی اپنے نام کا تاگا باندھ دیا ہے۔ اور بہت سے لوگ قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ جوتوں کی جگہ میں کھڑا ہوں۔ ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ تم بولو کہ میرے پیر کا حکم نہ تھا۔ میرا پیر بہت طاقت والا ہے۔ مگر میں پھر بھی آیا۔ میں اپنے پیر کے پاس جا رہا ہوں۔ میرے پیر آپ بھی ہیں۔ اور حضور ننگے شاہ بھی آپ ہیں ملنگ بھی آپ ہیں سب کچھ آپ ہیں۔ میں نے تو دوری کا پردہ اٹھایا ہے۔ میں تو ایک ہی سمجھ کر آیا ہوں۔ آنکھ کھل گئی۔

تیسری رات! ——— ایک بہت اونچا کھجور کا درخت۔ اس میں کھجور کے بہت ہی بڑے بڑے گوشے لٹک رہے ہیں میں اور ایک دوسرا آدمی اوپر چڑھے ہوئے ہیں اور کھجوریں توڑ توڑ کر کھا رہے ہیں جو بہت میٹھی ہیں

چوتھی رات ——— جناب امام حسین علیہ السلام کی زیارت پاک ہے اور ایک دوسری بھی ہے۔ امام پاک سے میری یہ عرض کہ یہ کون ہیں۔ فرمایا کہ علی اکبرؑ ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ کیا بات ہے۔ حضور کا حکم اس میں بھی ایک راز ہے جو میں جانتا ہوں یا شہزادہ علی اکبر جانتے ہیں۔ پانچویں رات ——— رات کو پڑھتے ہیں۔ نہ آنکھ لگ گئی تو امیر بھائی ہنس ہنس کر کہہ رہے ہیں کہ ملنگ، بابا آپ سے بہت خوش ہیں جب ہی تو یہ کلام پڑھنے کو آپ دیا ہے۔ میں نے کہا کہ ابھی تک کوئی آدمی آیا نہیں۔ تو وہ کہتے ہیں آ رہے ہیں میں نے کہا یہ کلام کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ صحیح رب ہے۔ جب وہ خوش ہوتا ہے تب ہی حکم دیتا ہے۔

چھٹی رات! ——— ایک اگاسی میں بیٹھا ہوں اور ایک لڑکا اور ہے اور اسکی عمر چودہ یا پندرہ برس کی ہے سر پر روئی ٹوپی ہے ایک نے کہا کہ یہ ہے۔ میں نے کہا کہ ہم کو بھی دو تو وہ ہنسا اور کہتا ہے کہ یہ بیکار ہے۔ میں نے کہا تو نہ دو گے۔ اس نے ہنسکر کہا کہ دوں گا۔ میں نے کہا کب؟ تو وہ بولا پانچ چھ بجے۔ اسکے بعد ایک قلعے کی دیوار ہے۔ میں کھڑا ہوں اور سورج نکلا ہوا ہے

ساتویں رات! ——— تصور میں جناب رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک کرسی پر جلوہ افروز ہیں میں ان کے سامنے کھڑا ہوں کاغذ بھی رکھے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کاغذ لاؤ۔ پھر حضورؐ نے خود ہی اپنے دست مبارک سے کاغذ اٹھایا ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ یہ جو چاہے سو کرے۔ میں نے عرض کی کہ رزق تو حضور نے لکھا دولت دنیا اسکو بے حساب ملے۔ اسکے بعد ایک رسوئی ہے ایک آدمی آیا ہے اس نے میرے سامنے دہی کی بھری ہوئی ٹھنک (تشتری) رکھدی ہے اور کہتا ہے تم اسکو کھاؤ۔ پھر پیچھے ایک موٹا ہے اس میں تین آدمی کھادی کے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہیں دروازہ کھلا ہے وہ میرے انتظار میں ہیں۔

آٹھویں رات! ——— پھر خواب میں میں چلا جا رہا ہوں سفید پائجامہ ہے۔ قمیص سفید ہے کہ سیاہ ہے۔ ہاتھ میں لکڑی ہے۔ سر ننگا ہے۔ میرا ایک گانا ہے جو تمام ایکٹرلیوں نے لیا ہے۔ میں گلی میں جا رہا ہوں۔ ایک عورت کہتی ہے کہ یہ گویا ہے۔ اسکا گانا لے لو! ماسٹر صاحب بھی جا رہے ہیں۔ نویں رات! ——— ایک کھیت ہے اس میں عورتیں بہت ہیں سب کی سب کالی ہیں۔ میں انکو بچوں کی طرح پیچھے گراتا جاتا ہوں۔ اسکے بعد ایک ہوٹل نظر آیا ہے میں اس کے اندر گیا ہوں وہاں آدمی بیٹھے ہیں میں انکو چائے پلا رہا ہوں۔ اتنے میں میری عورت کہتی ہے آپ نے ان کو کیوں مارا۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ حسین بخش یہ آپ، خلاصہ کریں میں بادشاہ بنا ہوا ہوں اور تاج پہنے ہوئے ہوں۔ دسویں رات ——— ایک خوب صورت عورت ہے جو دوڑی دوڑی آ رہی ہے۔ آتے ہی لپٹ گئی ہے

گیارھویں رات ——— حضور سید دو کائنات کی زیارت پاک۔ نورانی چہرہ۔ گندمی رنگ۔ سر سے حضور ننگے بیٹھے ہیں تھوڑے سے آدمی اور بھی ہیں غیب سے ندا آئی کہ .... یہ رسول اللہ ہیں۔ میں نے زیارت کی اور حضور نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اٹھکر ... دعا فرمائی۔ اور ایک مکان بہت روشن اور صاف ہے! بارھویں رات! ——— ایک عورت ہے جو کہ بلا ہے وہ آئی ہے۔ میں نے کہا جاؤ اور نہ میں حیدر شاہ کو بلاتا ہوں۔ اتنے میں میں نے حیدر شاہ کو بلایا ہے تو وہ جانے لگی ہے۔ پھر بھی حیدر شاہ نے کلام پڑھ کر اسکی پیٹھ پر پھونک دیا ہے۔ وہ بھاگی جا رہی ہے اور حیدر شاہ بھی برابر بڑھے جا رہا ہے۔ منہ اسکا پیٹھ کی طرف ہے۔ اماں فاطمہ صاحبہ آئیں۔ میں نے کہا کہ آپ کیوں آئیں۔ کہا کہ بابا نے روانہ کیا ہے۔ بس میں جا رہا ہوں ایک شہر ہے۔ میرے پاس تلوار ہے جو میرے دل کی طرف لگی ہوئی ہے۔ حیدر رسندھی ایکٹر ہنس ہنس کر کہہ رہا ہے۔ وہ کام آپ کو نہ دیں گے مجھ کو دیں گے۔ ایک آفیسر ہے اس میں ایک بہت ہی موٹا سا آدمی بیٹھا ہے۔ کالا کوٹ پہنے ہوئے ہے۔ میری طرف اسکی پیٹھ ہے۔ بس بات نہیں ہوئی ہے و ..... تیرھویں رات! ——— ایک کمپنی بن رہی ہے وہاں ہیرو میں ہوں۔ مالک سے یہ فیصلہ ہے کہ کمپنی میرے ہاتھ ہوگی۔ مگر

بھر کے کوئی رکھ گیا ہے۔ گوشت نہایت ہی خوب صورت اور مٹا تازہ ہے۔ حیدر شاہ مجھ سے کہتا ہے کہ میرا سب کام ہو گیا ہے۔ اگر آپ ایک پیسہ گیارہ آنے دیں تو سب اچھا ہو جائے گا۔ میں بولا نہیں چپ ہو گیا جب تو بات ٹالنے کی تدبیر میں تھا کہ تقدیر میرے پاس کہاں ہے بیکار ہی نے تنگ کر دیا ہے۔

(۶) **چھٹی رات** :- ——— پڑھتے پڑھتے تصور میں خاتون جنت کا تشریف لانا اور میرا توبہ قبول کرنا۔ میرا حضور جد عالم سے عرض کرنا کہ اس نام لیوا کی دونوں مراد دلا دیں۔ اور جناب امام شہید کا بھی نانا سے یہی عرض کرنا اور بچپن پاک کا اٹھا ہونا اور دعا مانگنا کہ پروردگار اس اپنے بندہ کو دین اور دنیا دونوں دے۔ اور پھر جناب امام حسنین اور سید الشہدا کا اپنے سچے پروردگار کے آگے عرض کرنا۔ اور باقی حضور دو عالم، اور مشکل کشا، اور امام حسین پاک و فرشتوں کا دعا مانگنا اور پیدا کرنے والے کا میری عرض مانگنا اور دستخط کر دینا اور مرادیں دے دینا کہ دین اور دنیا ہمنے تمہیں دیا۔ لباس بادشاہی میرے مالک کا دینا۔ اور تاج کلغی سعیت۔ سب کا خوش ہونا اور مجھکو مبارک باد دینا۔ اور حکم ہوا کہ تمہاری قبول۔ بخشے میرے رب۔

(۷) **ساتویں رات** :- ——— (۷) فیروز کی مسہری میں شادی ہے۔ اس کے سسرے کو میں نے کہا کہ مجھکو سونا یا سونے کی چیز بنا دو تو اس نے انکار کر دیا ہے۔ اتنے میں غلام عباس درزی میرا کوٹ لے کر آیا ہو

(۸) جو زراڈ جھلا ہے۔ بازو میں۔ مجھ سے کہہ رہا ہے یہ بچے میں نے لیا ہے۔ **آٹھویں رات** ——— حیدر شاہ کا نکاح ہوا ہے سب خوش ہیں۔ اگا سی میں ایک آدمی آیا ہے اس نے کپڑے بدلے ہیں وہ اپنے دو بٹوے چمڑے کے بھول گیا ہے۔ وہ بٹوے میں نے لیے ہیں ایک میں دو سو روپیہ سے کچھ اوپر ہیں۔ اور دوسرے میں پانچ لاکھ کے نوٹ ہیں۔ وہ واپس آیا ہے اور اپنے بٹوے مجھ سے مانگ رہا ہے۔ مگر میں نے

(۹) دیئے نہیں ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ اچھا مجھے نہیں دیتے تو میں پولیس میں لکھوا دیتا ہوں۔ تم بھی پانچ لاکھ روپیہ خرچ نہیں کر سکتے ہو۔ میری آنکھ کھل گئی ہے۔

نویں رات ——— ایک دربار لگا ہوا ہے۔ رسول کریم بھی تشریف رکھتے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جیسے آپ بانی دربار ہیں ہر طرف آدمی ہی آدمی ہیں۔ میں جانے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن کوئی جانے نہیں دیتا ہے۔ اندر سے آواز آتی ہے کہ پھر رسول کو آنے دو۔ تب میں الجھ گیا

(۱۰) اور مجھ کو بھی جگہ مل گئی ہے۔ یہ سب واقعہ پڑھتے وقت سامنے ہے۔ **دسویں رات** ——— کوئی جگہ ہے اور دو آدمی ہیں۔ ان میں ایک خوب صورت عورت کا سودا بھر رہا ہے جو لینے والا ہے اسکی عورت ہے اور قیمت سترہ روپیہ ہے۔ کچھ نوٹ ہیں کچھ چاندی کے روپیہ بھی ہیں۔ اور انکا ایگریمنٹ ہو رہا ہے۔ ایک عورت تو سے پر روٹی پکا رہی ہے۔ فروخت کرنے والے نے اس عورت کو سب روپے دیدیئے ہیں۔ وہ

(۱۱) کہتی ہے میں کہاں رکھوں۔ میں نے کہا کہ مجھکو دیدو۔ کیا میرا بھروسہ نہیں ہے۔ اس نے وہ سب روپیہ مجھکو دیدیئے ہیں۔ پھر آنکھ کھل گئی ہے ——— **گیارھویں رات** ——— سیڑھیوں پر جوان عورتیں چڑھ رہی ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چڑھ رہا ہوں۔ اور وہ مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ ہم چڑھ گئے ہیں۔ آغا جانی خوجوں کی شادی ہو رہی ہے۔ کچھ آدمی اندر پیچھے ہوئے صرف باتیں کر رہے ہیں۔ بارھویں رات ———

(۱۲) ——— (۱۲) ایک آدمی مجھ سے باتیں کر رہا ہے۔ اور ایک بہت بڑا دریا ہے جو خوب بہہ رہا ہے۔ دور سے ایک کشتی آتی ہے اور میرے قریب سے ہو کر چلی گئی ہے۔ دیکھا اسمیں کوئی آدمی نہیں تھا۔ اس کے بعد حضور نبی علیہ السلام نے کچھ دیا ہے۔ وہ یاد نہیں رہا۔ ———

(۱۳) **تیرھویں رات** ——— ایک کمپنی ہے سب لوگ میک اپ لگائے ہوئے ہیں۔ فتح سنگھ بھی میک اپ میں ہے۔ وہ بڑ بڑی مونچھیں لگائے ہوئے ہے۔ مالک کہتا ہے یہ کام تو ماسٹر کا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے۔ ایک بہت بڑی لاری ہے۔ اس پر لاری چلا رہی ہے۔ اس پر سب ایکٹر ہیں وہ مجھکو دیکھ کر مذاق کرتے جاتے ہیں اور ہنستے جاتے ہیں۔ میں ایک موٹر گاڑی پر بیٹھا ہوں۔ اور عبدالرحمٰن بھی ہے۔ گاڑی کھڑی ہے

(۱۴) اتنے میں لال رنگ کے گھوڑوں کا ایک بہت بڑا گلہ جا رہا ہے۔ سڑک بھری ہوئی ہے۔ اور پھر فوج جا رہی ہے۔ ایک آدمی میری طرف فوجی کپڑے پہنے ہوئے آتا ہے۔ پھر فتح سنگھ نے حلوہ لا کر دیا ہے۔ وہ میں نے گھٹنے پر رکھ لیا ہے۔ اور کچھ اور چیز بھی کسی نے دی ہے ———

(۱۵) **چودھویں رات** :- ایک جگہ بہت گانے والے ہیں میں بھی واہی تباہی ہارمونیم بجا رہا ہوں اور بجا کر میں اٹھا اور گھر کو چلا آ رہا ہوں۔ اور عزیز

(۱۵) سعید کرتا اور سفید پائجامہ پہنے ہوئے ہوں ——— **پندرھویں رات** :- ایک کمرہ تھا نہ نے مجھ کو بلایا ہے۔ اور کہا ہے کہ میں کمپنی کھول رہا ہوں اور آپ کو جانتا ہے۔ میں نے مہتہ جی کو کہا نہیں:۔ میں نے پھر پچھلے واقعات سنا ڈالے۔ اس نے کہا خیر پہلی تاریخ ہے آپ

(۱۶) اس کمپنی کے نوکر ہیں۔ ——— **سولھویں رات** :- مقام ملتان کا ہے۔ اور حضور مجاور بابا اور انکی ہمشیرہ صاحبہ بیٹھی ہیں مجاور بابا نے تین چار خربوزے بہت بڑے بڑے ایک باریک ململ کے دوہرے میں لپیٹ کر دیئے ہیں۔ جو ایک دم پختہ ہیں۔ انکی بہن نے کہا کہ ایک اور

(۱۷) چیز دیجئے۔ تو آپ نے کہا کہ نہیں یہی ٹھیک ہے۔ کیونکہ یہ بڑھتے ہیں۔ **سترھویں رات** ——— ! علی بخش استاد کا بھائی اور دوسرا سکندر بخش میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ شاگرد نافرمان نہیں ہونا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ مرنے والے استاد میر الہٰی بخش نے مجھکو کہا ہے

سے بیکار ہیں۔ غریب کو کہنے سے کیا فائدہ۔ میں نے کہا بالکل نہیں۔ اتنے میں ایک دروازے میں بہت سے لوگ نکل رہے ہیں کھانا کھا کے تو میں اس شور و شغب میں دوسرے دروازہ پر جا کر بیٹھ گیا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بہت بڑا دیوانخانہ ہے۔ اس میں نیاز کھلائی جا رہی ہے میرے بھی آگے ایک رکابی آگئی۔ مگر اسمیں نمکین ہے۔ میں نے کہا بھائی میٹھا بھی تو لاؤ۔ میں نمکین نہیں کھاؤنگا نفسیاتی خواہش بڑھتی ہے پھر میں نے پوچھا یہ کونسا مقام ہے۔ جواب ملا بارگاہ گنج بخش کا دربار ہے۔ آپ خزانوں کے مالک ہیں۔ میں فاتحہ پڑھنے کے لیئے اٹھا دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد ہے اسمیں دربار لگا ہوا ہے میں قرآن شریف پڑھ رہا ہوں۔ اور نماز بھی تو ایک چھوٹا سا بچہ میرے آگے پیچھے ہو رہا ہے بابا کہتے ہیں کہ یہ ایسے ہی بھلاتے ہیں۔ اور میں قرآن کریم برابر پڑھے جا رہا ہوں۔ ستائیسویں رات ——— قرآن شریف پڑھ پڑھ کر بہت لوگوں کو سنا رہا ہوں۔ اور مسئلے بھی بیان کر رہا ہوں۔ آسمان پر چاند ہے جو آدھا ہے۔ اسی کے بیچ میں ایک ستارہ ہے اسکی روشنی بہت تیز ہے۔ اور وہ میرے سر پر گھوم رہا ہے۔ تھوڑے ستارے اِدھر اُدھر جا رہے ہیں۔ اٹھائیسویں رات ——— سردار کا گھر ہے۔ اسکا بٹوہ نکال رہا ہوں۔ اسمیں صرف ایک دو نوٹ اور چونی ہے وہ میں نے لے لی ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سردار ہنس رہی ہے۔ میں نے پھر اس کے بٹوے میں دو ہی روپے اور چونی رکھدی ہے اور ہنس رہا ہوں۔ اُنتیسویں رات ——— دریا خوب بہہ رہا ہے معلوم ہوتا ہے بہت دور سے آ رہا ہے۔ تھوڑی دور ایک جال بھی لگا ہوا ہے لیکن اس میں کوئی چیز نہیں پھنسی ہے۔ آپ نے میں نے فریاد کی ہے تو حضور فرمانے لگے کہ گھبراؤ نہیں ہمنے مشکل کشا سے کہا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جب آپ موجود ہیں تو اسی وشائیں سب پاک آگئے مشکل کشا بھی ہیں۔ میں حضور سے عرض کر رہا ہوں کہ مجھکو دونوں جہاں کی کامیابی ہے۔ آپ فرمانے لگے وقت قریب ہے۔ وقت آگیا ہے گھبراؤ نہیں (خواب میں یا اللہ کا اشارہ ہوا ہے) تیسویں رات! ——— میں ایک مکان میں گیا ہوں وہاں بہت سے لوگ بیٹھے ہیں۔ اور طنبورے کے ساتھ گانا ہو رہا ہے۔ گو میرا بھی گانا دہی ہے۔ مگر میں پوچھتے پھچتے وہاں پہنچا ہوں۔ دوبارہ پھر گیا ہوں۔ نہ بھول گیا ہوں۔ راستہ گلیوں کا ہے۔ اس کے بعد میں پھر گیا ہوں تو ایک آدمی نے اچھی طرح سمجھا کر گلیوں کا نشان بتایا جو میں بھول نہیں سکتا۔ لیکن تینوں دفعہ گانا بجانا طنبورے کے ساتھ اچھی طرح ہو رہا ہے۔ پھر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو میرے ساتھ کیا اور کہا کہ ان کو رستہ بتاؤ۔ وہ آدمی ایک ایسے راستہ سے لیگیا۔ جس میں ایک مندر جو خالی ہے مگر اسکے پیلہ نظر آ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میدان بھی ہے اور خوب پانی بھی ہے۔ گویا یہ سمندر کا مندر ہے جو کنارہ ہی پر ہے پھر وہ گھر لے گیا ہے۔ پہلی رات! ——— پڑھتے پڑھتے اونگھ آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھی عورت جو سفید ساڑھی میں ملبوس ہے۔ اس نے ایک پیتل کی گاگر دودھ سے بھری ہوئی میرے گھر میں بالکل بیچ میں لاکے رکھی ہے اور بول رہی ہے کہ دروازہ بند کر دو۔ میں نے کہا نہیں کھلا رہنے دو ——— دوسری رات! دیکھتا کہ مالک اور کمپنیوں کی بات چیت چلا رہی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ دیکھو یہ شکتی کمپنی جو ہے نا اسکا فلم ایک دم ذلیل ہو گا۔ اور بھی سب فیل ہیں۔ یہ میں خوب زور زور سے کہہ رہا ہوں۔ اتنے میں ایک خوب صورت نوجوان راستہ سے جاتے ہوئے میری بات سنتا ہے۔ اور میرے قریب آ گیا ہے تو میں نے ایک آدمی کو چائے کے لیے بھیجا ہے۔ وہ آدمی ڈھیلا معلوم ہوا۔ پھر میں خود چائے لینے گیا ہوں گلیاں تلاش کرتے کرتے بالآخر ایک معمولی سی دوکان پر پہونچا دیکھا کہ ایک لڑکا بیٹھا ہوا ہے میں نے اسکو چائے کے لیئے کہا اس نے جواب دیا کہ ہم نے بنانی چھوڑ دی ہے۔ میں بولا کہاں جاؤں تو اس نے کہا کہ پہاڑ پر جاؤ۔ وہاں ایک آدمی ہے اس کے پاس چائے ملیگی وہاں جتنی دکانیں ہیں وہ سب اسی آدمی کے ماتحت ہیں۔ میں تلاش کرتے کرتے وہاں پہونچا اور اس کو میں نے چائے کے لیئے کہا۔ اور پھر اس سے کہا کہ تمہارا نام کیا ہے اور تم کام کیا کرتے ہو۔ وہ بولا کہ میرا نام ماسٹر رام رکھا ہے اور میں ریلوے کا کنٹریکٹ کملکٹر ہوں۔ ابھی کمپنی کا سامان بھرا جاتا ہے۔ سیمنٹ کی چیزیں جو ہیں وہ چاندی کی ہیں اسکی حفاظت کی ضرورت ہے اور انھیں گاڑی میں لے جاؤنگا۔ پھر میں گھر آگیا۔ تیسری رات! ——— دیکھا کہ سرکس کمپنی آئی ہے اس میں پبلک بہت جا رہی ہے اور مجھسے بھی کوئی کہہ رہا ہے کہ تم بھی چلو۔ کمپنی ایک ہندو پلاٹ کر رہی ہے۔ اسمیں تبلیغ ہے۔ دنیا دیکھنے جا رہی ہے۔ میں نے کہا کہ میرے پاس پیسے نہیں میں نہیں جانا۔ چوتھی رات ——— (خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ نماز کھانے چلا گیا ہوں۔ بھائی اور بھاوج کے گھر تو بھاوج کو ہم نے کہا کہ ہم تو نیاز کھانے آئے ہیں۔ اس نے بہت سا بھنا ہوا گوشت نکالا ہے۔ ہم دو آدمی کھانے لگے ہیں۔ اس نے کہا اور دوں تو میں نے کہا بس ہمتو ناک ناک تک ہو لیئے ہیں۔ پانچویں رات ——— ہمارا آٹا گوندھنے کا تھال کچے گوشت سے

بھی وہاں بیٹھی رو رہی ہے۔ میں نے اسکو دیکھا ہے۔ پھر بہت سے لوگوں نے شراب پی ہے۔ تو میں نے بھی پی لی ہے۔ مجھے نشہ چڑھ گیا ہے اور لوگوں کے پاس آکے میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے بھی شراب پی ہے ——— چھبیسویں رات ۱۔ بابا کے پاس عرض دی ہوئی ہے۔ تو حضور نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ بابا ملنگ آئے ہیں۔ تو میں سوتا سوتا اٹھا ہوں درود شریف پڑھتا ہوا جب میں آیا تو حضور دروازہ میں کرسی پر بیٹھے ہوئے تعویز لکھ رہے ہیں۔ میری طرف دیکھا میں نے آپکی زیارت کی پھر میں آگے بڑھا دیکھا کہ کچھ عورتیں ہیں جو باہر ہیں ہانگ رہی ہیں اور انتظار میں ہیں ——— ستائیسویں رات۔ ملنگ بابا کے چبوترے پر مولوی صاحب مجھ سے کہتے ہیں کہ جب ماسٹر جوڈ تکلیف مول لیتے ہیں تو ہم کیا کریں۔ میں نے کہا کیسے۔ وہ بولے کہ جو آپ نے خواب سنایا تھا۔ اتنے میں اقبال کہہ رہی کہ مولوی صاحب ذرا یہ کام کرنا۔ وہ کام میں نے کر دیا پھر بولی یہ کام کرنا وہ بھی میں نے کر دیا۔ پھر بولی یہ کام کرنا وہ بھی میں نے کر دیا۔ پھر بولی تو میں نے جوتا اٹھا کر سر میں مارا اسکے۔ یہ ہمارا گھر ہے۔ پھر ایک چولھا ہے اسمیں آگ جل رہی ہے۔ لیکن آگ کوئلے کی ہے۔ اور اوپر ہنڈیا چڑھی ہوئی ہے۔ اسمیں دال چڑھائی ہے تو موی صاحب بولے کہ بہت ہو جائیگی اتنی کون کھائے گا۔ میں نے کہا کہ مولیٰ صاحب پکنے دیجئے مال بچوں کا گھر ہے ہم دو تین کھاتے رہیں گے۔ پھر ہم نے چکھی ہے جو بہت مزیدار ہے ——— اٹھائیسویں رات ۱۔ میں ریل گاڑی پر سوار ہوں اور پاس میرے پاسپورٹ ہے۔ اور ایک چیز تو چاپانی پنکھے کی طرح ہے۔ اور دوسری چیز ہے: اس کے اوپر انگلش کے ہندسے لکھے ہیں ایک آدمی نے پوچھا تو میں نے اسکو دکھایا تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو بمبئی ہے۔ صرف دہلی تک ہے۔ پھر میں نے دوسرا دکھایا تو کہا کہ ٹھیک ہے کسی غریب آدمی کو آپ دیدیتے تو اچھا ہو جاتا۔ پنجاب جا رہا ہوں ——— انتیسویں رات۔ دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر مانک لال کھڑا ہے۔ اور ایک بہت بڑا کمرہ ہے اسمیں آدمی کھانا کھا رہے ہیں۔ کپڑے سب سفید پہنے ہوئے ہیں۔ کھانے کے بعد ایک نے کہا کہ یہ بچی زرا اسٹیج کو دکھانا تو میری گود میں مہر جبیں ہے۔ اسنے مانک لال کو سلام کیا۔ بچی کو وہ لے گئی۔ اسنے مٹھی بھر کے روپیہ مجھے دیئے ہیں۔ چھ حرف چاندی ہی چاندی کے تھے۔ وہ میں نے اپنے پاکٹ میں رکھ لیے ہیں۔ اور بیٹھے کہتا ہے کہ جلد میں تمکو تالابھی دلا دیتا ہوں جو گھر کو لگا لینا۔ میں نے کہا کہ ابھی تو روپیہ نہیں۔ پھر دیکھا کہ میں مٹی کھودتا ہوں تو اسمیں سے روپیہ نکل رہے ہیں۔ تو اسی نے کہا کہ ماسٹر صاحب آپ کہاں رہتے ہیں۔ میں نے کہا صاحب آپ کے پاس ہی رہتے ہیں۔ تو کہا اچھا ——— تیسویں رات۔ تصور میں حضور سرور دو عالم۔ ایک گلاس میں خوض کوثر کا پانی لئے ہوئے مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ تم پی لو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اپنے دست مبارک سے مجھ کو پلائیں۔ میں نے منہ کھول دیا ہے اور حضور میرے منہ میں آب کوثر ڈال رہے ہیں۔ اور اٹھتے ہوئے میں درود شریف پڑھ رہا ہوں

۷ الثانی پہلی رات ——— دوپہر کے وقت بابا کا دربار ہے۔ بہت سارے آدمی بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں جو سب سادات میں سے ہیں۔ ایک آدمی ایک بیمار کو دو یا تین روپیہ دے رہا ہے

ایک آدمی نے کہا کہ گنیش واسن کہتا ہے کہ ماسٹر کو ادھر سے نہیں جانے دینا۔ مجھ کو غصہ آگیا۔ اور میں نے ہاتھ میں ایک لکڑی لی ہے اور میں چل رہا ہوں کہ پانی نظر آیا اور دل دل بھی تو میں سیدھا چلا جا رہا ہوں۔ پھنسا بھی جا رہا ہوں۔ اور یا علی یا علی پکارتا بھی جاتا ہوں۔ اور دلدل سے نکلا بھی جاتا ہوں۔ اور بکریاں بھی چرا رہا ہوں۔ پھر ایک اونچی جگہ نظر آئی ہے میں اسپر بھی چڑھا جا رہا ہوں کسی نے کہا کہ بلا ہے میں نے یا علی یا علی کہنا شروع کر دیا ہے۔ پہلے ذرا خوف آیا مگر بعد میں ایک دم چلا گیا ہوں ——— دوسری رات میں اپنی ساس سے لڑ رہا ہوں۔ اور اسی جھگڑے میں ایک بہت موٹا اور سیاہ سانپ ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مر چکا ہے۔ اسکے بعد میں کشتی پر سوار ہوں اور چار پانچ آدمی اور ہیں۔ دریا خوب زور سے بہہ رہا ہے۔ پار کشتی لگ گئی ہے ——— تیسری رات۔ ملنگ بابا کا پہاڑ ہے ہم چڑھ کر دیکھ رہے ہیں کہ ایک بہت بڑا لوہے کا کڑا ہے۔ فضل حسین کہہ رہا ہے کہ یہی ہے وہ چراغ جو دیو نی سر پر رکھتی تھی اور جسے میں نظر آتا تھا۔ میں نے کہا چلو دیکھو تو ہم نیچے کی طرف گئے ہیں۔ تو مٹی ہی مٹی کا ایک ٹیلہ ہے۔ اور پرانا منڈوا بھی ہے۔ لیکن گھاس نہیں ہوئی ہیں۔ ایک نے کہا کہ کیوں آئے۔ میں نے کہا کہ بابا زمان شاہ صاحب کو دیکھنے تو وہ کہنے لگا کہ قسم کھاؤ کیوں جھوٹ بولتے ہو پھر ہم واپس آگئے۔ تو ایک منڈوا ہے وہاں کچھ ہو رہا ہے میں چلا جا رہا ہوں ——— چوتھی رات۔ دیکھا کہ ایک عورت اور ایک مرد آتے ہیں۔ اور مجھ سے کہا کہ اب ہم کام کرنے جاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کو سواری پر جانا چاہیئے۔ انھوں نے کہا کہ آپ سواری لا دو۔ میں نے کہا کہ اچھا میں بازار جا رہا ہوں پھر میں چوک میں ہوں اور نشانی سفید ہے۔ چوک مین پاک کی ہے۔ اتنے میں ایک گلی ہے وہاں پر سلیم جہام ہے۔ اس نے مجھے ایڈوانس والا ایک روپیہ دیا ہے۔ اور کہا کہ یہ آپ کی امانت ہے۔ میں نے جیب میں رکھ لیا ہے

(۱) کہ ان کو نہ ماننا کیونکہ میری اور انکی بنتی نہیں ہے۔ ——— اٹھارویں رات۔ پڑھتے وقت گریہ وزاری میں تصور سامنے ہے۔ اور اپنے مالک سے میں خود ہی باتیں کر رہا ہوں۔ تو میرے پروردگار نے نہایت ہی فضل وکرم سے مجھسے باتیں کیں۔ اتنے میں دل کے اندر سے اور میرے مولا کی طرف سے ثار یح کی شعاع سے ایک اور پرکار سنہ ملا ہے۔ پیدا کرنے والے نے سرتاپا مجھے فضل وحکمت دی ہے بادشاہی پوشاک اور رتھالوں کے تھال اور تلوار اور الف کے مانند لکڑی یہ سب چیزیں آسمان سے فرشتے لا رہے ہیں۔ جبرئیل و میکائیل اور سب فرشتے مبارکباد دے رہے ہیں۔ حضور نبی و علی کی بدولت صحت کلی دونوں جہاں کی روزی اور اولاد نرینہ ساتھ فضل وکرم کے سب کا حکم ہوا۔ اسکے بعد آنکھ لگ گئی۔ دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ پڑھتے رہو۔ "وَنُقَلِّبُ سُرُرَ لَكَ ط"، کچھ ملے گا اور اقبال

(۱۵) اچھی ہوگی اللہ کے فضل سے ——— اُنیسویں رات۔ ——— کوئی آدمی نے مجھ سے روپیہ لیے ہیں۔ پھر میں اپنے گھر گیا تو دیکھا اوپر چھت کے پاس سے زرا دیوار کری ہے۔ پھر میں نے ایک آدمی بلایا اس نے ناپ کر کہا ایسے ٹھمک ہو جائیگا۔ اسمیں ایک ستون تھا وہ گھیبے کی عورت نے لڑالی لڑکر نکال لیا۔ لیکن وہ مکان مظبوطی سے کھڑا ہے۔ گھیبا غصے میں آیا ہے۔ میں نے کہا بھائی تمھاری عورت میری تو ماں بہن ہے۔ اس کے بعد دیکھا کہ ایک لاش ہے۔ اس کے دفن کیلئے چندہ کیا ہے۔ میں نے بھی اپنا قرضہ مانگا ہے۔ تو وہ بولا کہ میرے پاس نہیں ہے۔ جب ہم گاتب دونگا۔ پھر دریا پر گئے تو دیکھا کہ لوگ چلے گئے ہیں۔ لاش ہم راستہ میں ہی چھوڑ گئے تھے۔ میں نے پوچھا لاش کہاں ہے۔ جواب ملا راستہ میں پڑی ہے۔ میں نے کہا اب کیسے آئیگی جواب ملا مسجد کے آگے پڑی ہے ہم چندہ کر کے لے آئیں گے۔ اور

(۱۶) لاش ہنوز وہی ہے ——— بیسویں رات۔ میں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ گیا ہوں تو بہن سے بات کی ہے۔ وہ بیوہ ہے اس کے پانچ سات بچے ہیں۔ اور دوسرے یتیم بچے بھی اس کے پاس ہیں۔ وہ کہہ رہی ہے یہ سب بھوکے ہیں ہم سب بہت مصیبت میں ہیں۔ کھانا ہے تو کھاتے ہیں نہیں تو نہیں۔ اسکے بعد میں آگے گیا تو میری بھاوج ملیں۔ تو انھوں نے کہا کہ فلاں شخص بیمار ہے اور پتہ بتایا ہے میں اسی پتہ پر گیا وہ چارپائی پر پڑا ہے۔ میں نے اس سے اسکا حال پوچھا وہ خوش ہوگیا۔ پھر میں اور آگے بڑھا۔ تو دیکھا کہ اماں پیر بخش لنگوٹی پہنے کھڑا ہے وہ بہت ہی موٹا اور لمبا دیکھائی پڑ رہا ہے۔ اس نے کوئی بات کی ہے اور مجھ کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر خوب گھمایا اور بہت ہی داد دی اور کہا کہ شاباش ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ اللہ کا یہی حکم ہے۔ کہ کسی بیمار کو پوچھنا اور نیکی کرنا چاہیئے۔ وہ بہت ہی خوش ہوئے اس کے بعد اجمیر شریف کا دربار ہے۔ اور ایک حجرہ ہے۔ اسمیں یہی مولوی پیش امام ہیں۔ حیدر شاہ بھی ہیں۔ اور بہت سے آدمی اور قوال بھی آرہے ہیں مولانا حیدر شاہ سے کہہ رہے ہیں میں ابھی آتا ہوں۔ اور آپ درگاہ کی طرف منہ کر کے رو رہے ہیں۔ اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میرا

(۲۱) حجرہ دیکھنا تاکہ کوئی چیز ضائع نہ ہو جائے ——— اکیسویں رات۔ نانو بھائی کی کمپنی کا کچھ ذکر ہو رہا ہے بہت سے آدمی بیٹھے ہیں۔ اور اقبال لڑکا مجھ سے مذاق کر رہا ہے۔ مجھے بنا رہا ہے اور ایکدم ذلیل کر رہا ہے۔ پھر آواز آئی یہ لاٹری بڑے لڑکے کے نام کی ہے۔ چھوٹے کی نہیں ہے ——— بائیسویں رات سامنے پڑھتے وقت حضور سرور دو عالم فرما رہے ہیں کہ یہ تسبیح

(۲۲) ہے تم لو۔ ایک بھیڑیئے کے پاس تھی تو چھین لی ہے تسبیح کا رنگ انگوری ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں لیتا کیونکہ میں گنہگار ہوں۔ حضور جب ناراض ہوں گے تو واپس لے لیں گے۔ حضور فرمانے لگے کہ ہم ہرگز تم سے واپس نہیں لیں گے۔ میں نے لی ہے۔ اتنے میں حضور خاتون جنت آئی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اے بیٹی تو بھی دعا کر یہ تیرے بچوں کا غم کرنے والا ہے۔ خاتون جنت نے دعا کے لیئے ہاتھ اٹھائے۔ بعد میں جناب حسن اور حسین ع آئے۔ حضور نے ان سے بھی یہی کہا۔ پھر جناب مشکلکشا آئے۔ آپنے فرمایا کہ ایکطرف مولا مشکل کشا ہے اور دوسری

(۲۳) طرف سردار دو جہاں ہیں۔ درمیان میں دونوں شہزادے ہیں اور ساتھ میں خاتون جنت ہے۔ سب نے لیئے دعائے خیر کے لیئے ہاتھ اٹھائے اور ان کے پیچھے شہدائے کربلا نے ——— تیئیسویں رات۔ دیکھا کہ سردار بالکل بے پردہ ہے اور اللہ

(۲۴) نے مجھے بچایا ہے۔ پھر بابا ملنگ کے دربار میں۔ اقبال مہ جبیں اور میں ہوں۔ لڑکا ذرا آگے جاتا ہے یہ میرا لڑکا ہے جو اقبال کی گود میں ہے چوبیسویں رات ——— پڑھتے وقت سامنے حضور سرور دو عالم کا حلیہ گنبد خضرا میں سے تمام نعمتوں کا سجا ہوا ایک تھال ملا۔ اور اوپر سے بھی پروردگار کی ذات کی مہربانی سے ایک تھا اترا۔ اور حضور نے چابیوں کا گچھا میری طرف پھینکا۔ اور فرمایا کہ یہ خزانوں کی چابیاں ہیں جو چاہو کرو۔ یہ خزانے ہیں لیکن برے کاموں سے بچنا۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو گنہگار ہوں۔ اور بدکار ہوں بھول ہو گئی تو معاف ہو جائے گی۔ یہ حکم ہوا آج سے ... پھر دروازہ ہو گیا ہے۔ پھر حضور اور تمام اہلبیت نے دعائیں فرمائیں۔ ———

(۲۵) پچیسویں رات۔ حضور بابا ملنگ کے دربار ہے۔ اور ایک بارات نکلی ہے۔ جب کہاروں نے ڈولی اٹھائی تو کچھ بھی

۔ بارھویں رات (۱۲) ——— ایک جگہ سے مجھے بہت سا حلوہ ملا ہے۔ وہ حلوہ لیکر میں کہیں جا رہا ہوں۔ اتنے میں اسٹیشن نظر آیا معلوم ہوا کہ گاڑی چھوٹنا ہی چاہتی ہے۔ میں نے ٹکٹ خریدنے کی کوشش کی۔ گو بھیڑ بہت ہے مگر ٹکٹ مل گیا ہے۔ اور میں سکنڈ کلاس میں بیٹھ گیا ہوں۔ تو ٹکٹ کلکٹر نے کہا ٹکٹ دکھلاؤ۔ میں نے کہا ٹکٹ میرے پاس ہے وہ بولا نہیں دکھلاؤ۔ اور وہ حلوہ بھی میرے پاس رکھا ہے۔ میں نے اسے ٹکٹ دکھایا تو وہ خاموش ہو گیا۔ اسکے بعد دیکھا کہ کسی کی شادی ہے۔ بہت آدمی کھانا کھانے گئے ہیں۔ میں بھی ہوں وہاں۔ ایک لڑکی کی شادی ہو رہی ہے میں نے اس لڑکی کو دیکھا ہے وہ بہت خوب صورت ہے۔ تیرھویں رات ——— میں اور مہ جبیں ہیں اور ایک پل ہے اور اسکے اوپر ایک چارپائی ہے جسے میں نے پکڑا ہوا ہے۔ چارپائی ایک دم نئی ہے۔ پھر ہم لوگ بازار کی طرف بڑھے کہ خورشید نظر آئی ہے۔ پھر کپڑے والے کی دوکان پر ہم کھڑے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اسکی دودھ کی دوکان پہلے اُدھر تھی۔ اسکی میں نے بہت تعریف کی اور اسکی پہلوانی کی بھی بہت تعریف کی ہے۔ وہ بہت خوش ہوا میں نے اس سے چار پیسہ کی ریڑھی لی ہے تو اس نے ریڑھی چھپر کر دیدی ہے۔ پھر نقصوا ور نثار بھی موٹر میں آگئے۔ اور مہ جبیں کو لیکر خورشید کے گھر لے گئے ہیں اور ہم لوگ تانگہ میں ہیں اور خیال یہ ہے کہ ابھی جاکر کچی کو لے لوں گا۔

— چودھویں رات ——— میں اپنے عزیزوں سے لڑ رہا ہوں۔ اور پروردگار کے پاس اس جھگڑے کی درخواست کی ہے انہوں نے حکم دیا ہے کہ تم اس کمرے میں پڑھا کرو۔ وہ ایک گنبد ہے جو پروردگار کے رہنے کی جگہ ہے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ اور کمرے بھی ہیں صرف آواز سے باتیں ہو رہی ہیں۔ بعد میں دیکھا ایک سڑک ہے۔ پھر ایک کمرہ ہے جاکر دیکھا وہاں ایک جوتی پڑی ہے ..... کمرہ نانبھائی کا آفس ہے۔ باہر نکلا تو رام جی درزی کے پاس ایک جوتی ہے۔ وہ میری لڑکی خورشید سے پوچھ رہا ہے کہ دوسری جوتی کہاں ہے میں نے کہا وہ تو اندر کمرے میں پڑی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ آپ سات بجے آجائیے کیونکہ آپکا سین ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے نانو بھائی سے پوچھا ہے یا نوٹس میں نام دیکھا ہے۔ وہ بولے آپ سات بجے ضرور تشریف لائیے۔ آنکھ کھل گئی۔ پندرھویں رات ——— باجی اور خورشید ہمارے دروازے کی طرف دیکھ رہی ہے۔ اور میں باہر سے پائخانہ پھر کے آرہا ہوں۔ کہ خورشید نے دیکھا ہے اور اٹھ کر جانے لگی ہے۔ میں نے کہا کہ تم بیٹھو۔ اس نے کہا کہ آپ بات تو نہیں کرتے ہیں۔ ——— سولھویں رات ۔ سڑک ہے اور ایک دیوار ہے۔ اسپر میرے وہ استاد ہیں جنھوں نے مجھے گانا شروع کرایا تھا۔ اور اقبال اسی سڑک پر توا رکھ کر روٹی پکا رہی ہے۔ اور میں نے کمبل اوڑھ لیا ہے تو وہ مجھے ستا رہی ہے۔ میں نے جاکر اسے منع کیا ہے۔ کہ سڑک تمام آدمیوں سے بھری پڑی ہے کوئی سن لے گا اب خاموش ہو جاؤ۔ تو اس نے کہا کہ یہ سب انگوٹھیاں ہیں میں نے کہا جی ہاں وہ بولے یہ کیا ہے۔ میں نے کہا یہ تحقیق ہے اور میرا نام اور یہ ایک ہیں۔ تو استاد ہنس رہے ہیں۔ نہایت اچھی شکل میں ہیں۔ اور بہت ہی خوش ہیں۔ ہاتھ میں ان کے کتاب ہے وہ پڑھ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس وقت تم ہمکو بلاؤ ہم آنیکے لیئے تیار ہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں آپ تو میرے باپ ہیں۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں اور میرا دل اور کہہ رہا ہے معلوم نہیں کیا۔ اور وہ ہنس رہی ہیں ۔ ——— سترھویں رات ۔ مجھ کو حضور مشکلکشا کی زیارت ہوئی ہے۔ میں ان کے پاس گیا ہوں اور وہ میرے ساتھ بڑے ہیں۔ اور جس کام کیلئے میں نے عرض کیا تھا وہ ہو گیا ہے۔

اٹھارھویں رات ۔ حمید آیا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ میں نے کھا ہوا ہے۔ اور بچوں کے لیئے بیٹ سفید کوٹ اور ایک کرتا لیا ہے۔ اسکے بعد مجید آیا ہے۔ کہ میری عورت بگڑ رہی ہے کہ تم دوسری عورت کے پاس کیوں جاتے ہو۔ میں نے کہا میں جاؤنگا۔ میں گیا اس نے کہا کہ مجھکو چھوڑ دو۔ پھر اس نے کہا کہ ایک پاکٹ سگریٹ اور دو سگریٹ الگ دو تو میں چلی جاؤں گی۔ تو میں نے دیدیئے ہیں اور وہ چلی گئی

انیسویں رات ۔ ——— ایک ہرا جنگل ہے اور ایک مکان ہے۔ اسمیں میری بڑی لڑکی ہے اور ایک بچہ اڑ رہا ہے تو میری لڑکی بولتی ہے کہ بابا دیکھو یہ خدا ہے۔ اور اسی جگہ پر ایک بزرگ ہیں جو صاحب کرامت ہیں نام انکا زمان شاہ ہے پھر آنکھ کھل گئی ..... امام صاحب۔ مولوی صاحب اور نعیم صاحب کو دیکھا اور کہا کہ آداب بات کرو۔ پھر دیکھا کہ ہرا سا آم کا درخت ہے اور بہت ہی پھل اسمیں لگے ہوئے ہیں۔ آم کا رنگ بھی ہرا ہے۔ اور اسکی دم بھی ہری ہے اور بے حساب لگے ہوئے ہیں اور اسمیں سے تین کھائے بھی ہیں۔ جو نہایت میٹھے ہیں ——— بیسویں رات۔ بہت سارے پان گھر میں ہرے بھرے پڑے ہیں۔ مولوی صاحب بولے۔ پان دیجئے میں نے عرض کیا۔ کہ آپ کے کھانے کے مناسب وہ پان ابھی آئے نہیں ہیں۔ اسی وقت ایک ہرا کھیت گیہوں کا ہے جس کے بیچ میں کھڑا ہوں۔ اتنے میں حسین بخش آیا اسکے ہاتھ میں مٹی کا لوٹا کرا بھرا ہوا ہے۔ اس نے وہ کھیت میں ڈال دیا۔ اور مجھ کو کہتا ہے

آتے وقت بازار میں بزاز کی دوکان پر اس نے پکارا۔ مسٹر علی گنش چھوٹے اصحابی صاحب ادھر آؤ۔ دو چار دفعہ پکارا ہے میں نہیں گیا

(۵) پانچویں رات ——— راستے میں ایک موٹر ہے۔ جسمیں چار آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ موٹر چھوٹی سی ہے اور وہ بھی خراب ہے۔ میں نے ڈرائیور سے کہا ہے۔ اس نے کہا یہ دیکھئے ٹوٹی ہوئی ہے۔ راستہ میں ایک ہندو لڑکا ملا اُسنے کہا کہ کیا احوال ہیں۔ میں نے کہا کہ وہاں میرے دو نشان رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں تو غریب کرتا ہوں۔ جناب حسین کے نام سے۔ میں نے کہا تو پھر تو ورنہ ذلیل ہوگا۔ میں نے بھی رام کو دس بارہ برس کے بعد مانا ہے۔ ——— چھٹی رات۔ دن کو باباصاحب کا مزار ہے وہاں اقبال رنڈی اور اسکی لڑکی ہے۔ وہ خود بخود میرا سر دبانے لگ گئی ہے۔ میں انکار کر رہا ہوں مگر وہ دبائے جا رہی ہے اور میری بہت تعریف کرتی جاتی ہے۔ بال اسکے آدھے کالے اور آدھے سفید ہیں۔ یعنی زیارت ایک بزرگ اور ایک سید کی ہوئی ہے پہلے ——— ساتویں رات۔ پہلے چاول کی رکابی میرے سامنے آئی۔ اور میں نے اسمیں سے ایک نوالہ اپنے منہ میں ڈالا۔ پھر میرا بھاوج کے متعلق کچھ آدمیوں نے کہا کہ وہ مر گئی ہے۔ ہم جاتے ہیں۔ صبح کو ایک لڑکے کی لاش سڑک پر جاتی نظر آئی ہے۔ ——— آٹھویں رات۔ میں بھونانی اور ایک اور آدمی نے سین لینے کا ارادہ کیا ہے تو بھونانی نے کہا کہ آدمی کہیں ملتا ہے کیا کیا جائے۔ میں نے کہا افسوس ہے تمنے میری قدر نہ کی تو اسنے کہا کہ اچھا مسٹر ہی کو کام دیدو۔ اسکے بعد ایک پہاڑ پر ایک بہت بڑا شہر ہے۔ جو ایک دم اونچا چلا گیا ہے۔ پھر میں واپس آرہا ہوں تو راستہ ہی میں رفع حاجت کرنے کے لیئے بیٹھ گیا ہوں۔ اسکے بعد مصطفےٰ آیا اس نے پوچھا ماماں جی کیا ہوا اور یہ کیا ہے۔ تو نے سفید کاغذ پہ پارٹ لکھا ہے۔ تو یہ پارٹ مجھے ملا ہے۔ وہ بولا شکر ہے۔ میں گھر آیا تو ایک بہت بڑا مکان ہے جو تین چار منزل میں ہے۔ ایک پلنگ نیچے لٹک رہا ہے اسکو میں نے کھینچ لیا ہے۔ اپنے کمرے میں نواب لڑکی سوئی ہوئی ہے۔ میں نے نیچے دیکھا تو ایک فقیر لنگوٹ بندھا مگر ہے بڑھا۔ بال کچے پکے ہیں۔ اس نے اوپر دیکھا کہ ہماری حالت اچھی نہیں ہے۔ میں ضرور کچھ دیتا اتنے میں دوسرا فقیر آیا اس نے اس سے کچھ مانگا تو اس نے کہا کہ بھائی اللہ ہی کا نام ہے۔ اور وہ اٹھا اور آگے کسی مکان کے سامنے بیٹھا پھر فتح سنگھ آیا اور جھاڑو والی تو کہا میں دیتا ہوں۔ وہ جھاڑو لے کر نکلا تو میں اس سے جھاڑو چھیننے لگا۔ اس نے تھوڑا ہی چھوا ہوگا کہ میں نے اس سے جھاڑو چھین لی۔ لیکن وہ بدن سے ننگا ہے۔ یہ پارٹ ملک الحجاج کا ہے۔ نویں رات ——— حضور بابا ملنگ کا دربار ہے وہاں میلا لگا ہوا ہے سب لوگ جا رہے ہیں۔ ایک دن رہ گیا ہے تو گاڑی پر سوار ہو کر میں بھی گیا ہوں۔ وہاں پیر بادشاہ بڑے مجھے ملے اور کہنے لگے تم بھی ملنگ بابا جاتے ہو میں نے کہا جی ہاں۔ پہلے تم ہمارے یہاں بھی آتے تھے نا؟ تو میں نے کچھ دو روپیہ روز دیتا تھا۔ پھر میرا لڑکا تھا خبر نہیں اسنے کیا دیا۔ اتنے میں سفید کپڑے اور سفید صافہ پہنے ہوئے ہوں۔ تو مولا بخش کہنے لگا کہ کتنے تو تیس روپے کمالیئے اور میں پانچ نہ پھر رہا ہوں۔ اتنے میں درگاہ والے پیر صاحب کہتے ہیں کہ لڑائی ہو رہی ہے تو تمہارے بھائی شرف الدین کو زخم لگا ہے۔ آنکھ کھل گئی ہے۔ دسویں رات ——— سامنے پڑھتے پڑھتے میرے پر درد گار سے الف ملا ہے جسکی شکل لمبی ہے اور مانند لکڑی کے ہے۔ اور ایک بہت بڑے دریا کی زیارت ہوئی ہے۔ جو کہ عرش معلیٰ ہے رب العلیٰ نے اپنے سایۂ رحمت میں لیا اور ہلاکر مذکورہ چیز عنائت فرمائی۔ گیارھویں رات: ———

——— ایک بالاخانہ ہے پہلے اسمیں ایک آدمی رہتا تھا میں نے اسکو نکال دیا اور میں اسپر قبضہ کیئے ہوئے ہوں وہ ادھر اُدھر کہتا پھر رہا ہے۔ میں مار دونگا۔ بدلہ لونگا۔ مگر مکان کے ارد گرد جنگل لگا کر چلا گیا اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا بچہ بیمار ہے۔ ایک بڑھی عورت پانی دم کرکے دیتی ہے تو شفاء ہو جاتی ہے۔ میں نے بھی اپنے لیئے اس سے پانی مانگا ہے۔ قریب ہی دو تین عورتیں اور ہیں جو اس بڑھیا کہتی ہیں کہ اسکو دم کرکے مت دینا میں خوشامد کر رہا ہوں بڑھیا کہتی ہے کہ یہ پانی بھرا پڑا ہے جو دریا کا ہے خالص۔ اس کو گلاس میں ڈالو میں دم کیئے دیتی ہوں۔ اس کے بعد ایک بوڑھا سا آدمی نظر آیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے بھی کام دو تو وہ بولا کہ ہم تم کو ضرور کام دیں گے۔ میں نے کہا اچھا۔ وہ بولا کیا کام جانتے ہو میں نے کہا سب کام جانتا ہوں۔ وہ بولا کہ ابھی تو تھوڑا سا ٹیپ کا کام ہے یہ کرکے دو۔ میں نے کہا کہ مجھے ہیرو کا ایک چانس دو۔ اور دیکھو۔ وہ بولا کہ ضرور دیا جائیگا مگر پہلے یہ ٹیپ کرلو۔ ..... ایک بوڑھی عورت لیٹی ہوئی ہے وہ ایک بوڑھے کو کہہ رہی ہے کہ اسکو چانس نہ دینا پھر میں اپنے گھر آرہا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مکان میں ایک عورت خوب باتیں کر رہی ہے۔ میں اسے دیا دینے لگا اور میں نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ مارا ہے وہ اٹھی اور

کوئی کتاب پڑھ رہا ہے۔ شائد قرآن شریف ہے۔ اس نے مجھکو بلایا ہے۔ میں گیا ہوں مگر میرے کپڑے سفید ہیں اور سر سے ننگا ہوں اور وہ بوڑھا فقیر کوئی تعویذ لکھ کر اٹھا ہے۔ اور وہ بوڑھی عورت رو رہی ہے۔ اور مجھ سے کہتی ہے کہ دیکھو بیٹا پڑھا ولی آیا ہوا ہے۔ تم بھی فیض لے لو۔ میں کہنا ہی چاہتا تھا۔ کہ تم لوگ بنکر آئے ہو کہ اتنے میں آنکھ کھل گئی ——— تیسویں رات

——— رات کو کچھ دیکھا تو کہہ رہا ہوں۔ کہ یہ تو وہی ہے جو پہلے دیکھا ہے۔ پھر ایک بہت بڑا گھر ہے جسمیں میری عورت روٹی پکا رہی ہے۔ اسکی چھت اسفدر نیچی ہے کہ میرا سر لگ رہا ہے۔ اگلا کسی میں میرے استاد کا بھائی چارپائی پر بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرے روپیہ رکھ لو نہیں تو میں کھا جاؤں گا یا نہیں۔ وہ تگڑے جسم کا۔ میں نے جاکر اسکے روپیہ رکھدیئے پھر کہتا ہے کہ مجھکو چاہئیں میں نے کہدیا لو۔ پھر ایک جگہ کھلی سی نظر آئی ہے۔ اس میں میں ایک خوبصورت عورت کے ساتھ ہوں اور وہ عورت مجھے بہت پیاری ہے۔ کہتی ہے۔ اور ایک عورت جس کا گھر سامنے ہے وہ عورت اور اسکی ماں اوپر سے دیکھ رہی ہیں۔ اور ہم بیاہ کئے ہی جا رہے ہیں۔ ——— پہلی رات ۱۔ مولوی صاحب

——— وہ جمادی الاوّل ۷۴ھ

بائے اور بولے کہ بابا کے یہاں چلو میں نے انکار کر دیا۔ پھر میں خود اکیلا چلا۔ یا ہوں اور پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیا ہے اور پھر چڑھنے کی بہت کوشش کر رہا ہوں مگر نہیں چڑھ سکتا۔ اتنے میں مولوی صاحب آگئے انھوں نے پکارا اور قریب آکر بولے ٹھہرو اور میری کمر اور ہاتھ پکڑ کے اوپر لے گئے۔ اور بانس کی سیڑھی نے بھی کڑ کڑ کیا ہے۔ پھر ہم دونوں چلنے لگے۔ مولوی صاحب بولے کہ آپ میرے ساتھ کیوں نہ آئے۔ میں نے کہا۔ کوئی چیز ملنے والی ہے۔ حالانکہ میرے پاس کل بارہ چودہ آنے ہیں۔ وہ بولے اچھا فائدہ آج ہی وہ چیز تمھیں مل جائے گی۔ لیکن نشانی یاد رکھنا۔ اگر شراب، چرس، بھنگ بھی پئے تو سمجھنا کہ ملنگ بابا نے بزرگی دی ہے

——— دوسری رات۔ ایک کمپنی ایک انگریز کی ہے۔ اسمیں ایک بوڑھی عورت ہے اسکی ایک۔ لڑکی ہے جو خوبصورت ہے۔ لڑکی کھڑی ہے اور ماں بیٹھی ہے۔ وہ دونوں میری ٹرائی لے رہی ہیں میں چارپائی پر بیٹھا ہوں۔ میں اپنے بازو پر بندھے ہوئے تعویذ کو دیکھ رہا ہوں۔ تو وہ بوڑھی کہتی ہے کہ تم ہندوستانیوں کا بدن کھلا اور ننگا ہوتا ہے صرف لنگوٹ باندھتے ہو بس یہی نقص ہے۔ کہ ایکشن بار بار کرتے ہو۔ تو میں نے کہا کہ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے ہم اسٹیڈی ایکشن بھی کر سکتے ہیں۔ وہ بہت خوش ہوئی مگر اسکی لڑکی گھبرائی ہوئی ہے۔ اسکو ٹائم دو۔ اتنے میں ایک اور لڑکی آئی۔ جو اسکی سہیلی تھی۔ لیکن دونوں نے چاندی کے زیور پہنے ہوئے تھے۔ میں نے کہا خوب انگریز بھی ہندوستانی زیور پہننے لگے۔ بوڑھیا نے مجھ سے پوچھا کہ تمنے کتنی کمپنی میں کام کیا ہے۔ میں نے کہا کہ چھ کمپنیوں میں تو وہ خوش ہوئی۔ پھر بڑھیا نے کہا کہ بات تو ہوئی تنخواہ کیلئے کل گیارہ بجے آیئے۔ لڑکی نے بھی انگلیوں سے پانچ پانچ کا اشارہ کیا۔ اور دونوں لڑکیاں چلنے لگیں اور بوڑھی عورت بھی چلتے چلتے بڑھیا نے کہا کہ تنخواہ تم کو ڈیڑھ سو روپیہ ملے گی۔ میں نے کہا کہ یہ تو میرے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ میں نے تین برس گانے میں وہ محنت کی ہے کہ دوسرا کرے تو سینہ پھٹ جائے۔ تو لڑکی نے پانچسو یا ہزار کا اشارہ کیا ہے۔ بڑھیا نے کہا کہ خیر کچھ بھی ہو ہم نئے آدمی کو سکھاتا ہے۔ ہم آپ کو ضرور رکھیں گے پھر وقت دیا ہے ——— تیسری رات

مولوی صاحب بولے کہ جب آپ مانگا تو دین و دنیا دونوں مانگا ایک نہیں مانگا۔ میں نے کہا کہ جناب میں اسی طریقے سے مانگتا ہوں۔ مجھکو روشنی دیجئے دنیا کیا ہے؟ یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔ وہ بولے بالکل ٹھیک ہے۔ اور ہم ایک پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں۔ ———

——— چوتھی رات ایک آدمی ہاتھ میں ٹارچ لیئے ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔ اسکی روشنی بہت ہی اعلیٰ درجے کی ہے۔ اسنے جب اسکی روشنی مجھ پر ڈالی تو میں نے کلیجہ پکڑا۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرا بدن نور ہی نور ہے اسکے بعد جاگ گیا۔ ——— پانچویں رات ۔ بہت سے مزار قطار در قطار ہیں ایک آدمی سے میں نے مزاروں کے متعلق پوچھا۔ وہ کہنے لگا یہ مزار کیکر جب کا ہے۔ میں نے کہا کہ اجمیر صاحب کا مزار بھی ہے۔ تو اس نے کہا اجمیر شریف کا مزار وہ ہے۔ اسکے بعد ایک عورت اور چھوٹا بچہ ہے۔ تو مجھکو پائخانہ کی حاجت ہوئی۔ ایک بزرگ میرے ساتھ ہیں۔ میں نے پائخانہ کر کے پانی سے استنجا کیا اور کھڑا ہو گیا۔ تو بزرگ نے کہا کہ ہم نفس کو اس سے بھی زیادہ صاف کرتے ہیں۔ مولوی صاحب، مجاور صاحب اور حضور ملنگ شاہ کے علاوہ کچھ اور بھی دیکھا لیکن یاد نہیں۔ بعد میں گانا گایا اور ہیرو کا میک اپ لگایا۔ بلکہ ایک روم میں آئینے کے سامنے بھی دیکھا۔ تیار ہو کر گیا ہوں۔ ———

کہ آپ کو ایسی مٹی نہیں پھینکنا چاہیئے تھی ایک ڈھیلا دکھا کر - یہ کچھ ہوتا ہے - میں چپ ہوں - ——— اکیسویں رات - میری والدہ صاحبہ بہت بڑی بڑی روٹیاں پکا رہی ہیں ان کے اوپر گھی خوب لگا ہوا ہے اور میں کھا رہا ہوں کسی اور نے بھی روٹی مانگی ہے مگر والدہ کہتی ہیں کہ نہیں - پہلے میرا یہ لڑکا کھائے پھر دونگی - اور میرے حق میں کچھ بہت ہی اچھا میں نے سنا ہے جو مجھے یاد نہیں - صرف لفظ سفید یاد ہے ——— ! بائیسویں رات - ایک پہاڑ پر میں چلا جا رہا ہوں - وہ تمام کا تمام ہرے رنگ کا گھیت ہے جو کہ گیہوں کا ہے - وہاں نیا زبھی نظر آیا ہے اور ایک تیتر ہے یا اور کوئی جانور ہے - مجھے بھوک لگی ہوئی ہے میں اسے کھا گیا ہوں - اور چلا ہی جا رہا ہوں - پھر آگے منزل مقصود ہے - میں وہاں گیا ہوں اور پھر اسی جگہ پر واپس آگیا ہوں - کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بازار ہے اور میں وہاں گاجر لے رہا ہوں - گاجر چھلی ہوئی ہے اور گنڈیری نما ہے - اور میں کھا رہا ہوں - پھر ایک عورت ہمسایہ عورت سے کہتی ہے کہ ذرا تم مہمہ جیبیں کو اٹھالو - کیونکہ اسکی ماں گھر میں نہیں ہے اور بھی کچھ دیکھا مگر یاد نہیں ——— ——— تئیسویں رات - دیکھا کہ ایک تالاب ہے جو ایکدم برسات کے پانی سے بھرا ہوا ہے اور میں اسمیں غوطے لگانے کے بعد بیچ میں گھوم پھر رہا ہوں - اور پھر نہا رہا ہوں - ایک بہت بڑا کالا سانپ آیا اور بیدھا چلا گیا - اور پھر ایک لال رنگ کا سانپ آیا مجھکو کاٹنا ہی چاہتا تھا کہ میں نے اسکو مار ڈالا اور سر کچل دیا ہے ——— چوبیسویں رات - دو بجے دریا کے کنارے کھیلتے جا رہے ہیں - اتنے میں دیکھا کہ وہ دونوں دریا میں گر گئے ہیں - میں نے آدمیوں کو آواز دی کہ انھیں پکڑلو - مگر کوئی نہیں کودا پھر میں دوسرے کنارے پر کھڑا چیخ رہا ہوں اور میں نے کوئی چیز پھینکی ہے اور وہ دونوں بچے میرے پاس آگئے ہیں - زندہ اور سلامت ہیں ! اسکے بعد میرا سانڈ بھی چل رہا ہے اور میں بھی - اور ایک درخت بہت موٹا اور بڑا ہے - جو پانی میں بہا جا رہا ہے - حالانکہ میرے ساتھو نے کہا کہ تم چلاؤ - پھر پانی خشک ہوتا جا رہا ہے - لیکن وہ پیڑ چلتا ہی گیا - اس کے آگے ایک پہاڑ ہے جو بہت اونچا ہے میں چڑھتا گیا ہوں ایک گائے بھی ہے پھر پہاڑ کے اوپر ایک بہت بڑا درخت ہے - مگر گائے نیچے دکھائی دے رہی ہے - پھر میں اسی درخت پر چڑھ گیا ہوں - اوپر جاکر مجھے اترنے کی فکر ہوئی ہے مگر راستہ معلوم نہیں ہو رہا ہے - درخت کے دو شاخوں میں ایک پاؤں ادھر اور دوسرا ادھر ڈال کر بیٹھ گیا ہوں - اسکے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ جیسی ہے وہاں سے گذر کر مکان میں گیا ہوں - وہاں عورتیں ہی عورتیں ہیں جو ناچ اور گانا کر رہی ہیں - پھر وہی عورتیں نیچے کے مکان میں ناچ رہی ہیں - چراغ روشن ہے اور انکے ناچ کو دیکھنے کے لیئے گلیوں میں بھی چراغ روشن ہیں - جنکا رنگ لال ہے اور چراغ بھی اسی قسم کا ہے - جیسے ہتھیاروں سمیت ایک عورت مرد کی گود میں لیٹی ہے - اور اسپر ناچ ہو رہا ہے ——— پچیسویں رات - ایک بہت بڑے مکان میں میرے گھر کا اسباب پڑا ہے ایک سید کہتا ہے کہ خدا کی راہ میں میری نوکری کا بند وبست کر دو - تو میں نے نوکر کرا دیا ہے - پھر بولا کہ یہ لکڑی بھی دو تو میں نے کہا کہ یہ نہ دونگا - یہ تو میری ہے - جب وہ چل پڑا تو میں نے اسکو بلایا کہ بھائی تو یہ تو لکڑی ہے اللہ کے نام پر تو میں جان دینے کیلئے بھی تیار ہوں - بعد میں کمرے میں پلنگ پر لیٹے لیٹے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت کمرے سے پانی بھر کر جا رہی ہے راستہ میں ایک آدمی اسے چھیڑتا ہے - میں نے کہا کہ کیا کرتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ جناب میں تمہاری باتیں کرتا ہوں - اور وہ لڑکی صرف پندرہ سولہ برس کی ہے ——— چھبیسویں رات - کوئی وظیفہ پڑھ کے کہتا ہے کہ خوب رو خوب رو تیری مراد کا وقت بالکل قریب ہے مل جائیگی - پھر کوئی کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میں تیرا خدا ہوں - ——— ستائیسویں رات ——— رات کو ویسے تو خواب میں بہت کچھ دیکھا تھا لیکن صرف اتنا یاد رہا کہ امام پاک حسین علیہ السلام نے ایک ناریل دیا ہے - پھر بعد میں دو اور ناریل دیئے ہیں - گویا کہ امام پاک کے ہاتھ سے تین ناریل ملے - ——— اٹھائیسویں رات - سروج کمپنی میں ہیں گیا ہوں تو مالک کمپنی مجھ سے کہتا ہے - کیا بات ہے کہو - میں نے کہا میں کچھ نہیں کہتا - پھر اس کا سالہ کہتا ہے کیا بات ہے - میں نے کہا میں جانے والا ہوں - پھر میں شاردا کمپنی میں چلا گیا - وہاں سے کچھ اسباب لیکر واپس اسی جگہ پر آیا ہوں اور کیا دیکھتا ہوں کہ مالک کمپنی ایک رنڈی کو لیکر کمرے کے اندر گیا ہے - اور اسکی عورت جو بہت خوب صورت ہے اور زرا بھاری ہے اندر سے نکلی ہے - اسکا سالہ پھر مجھ سے مخاطب ہوا کہ آپ کہاں جائیں گے میں نے کہا کلکتہ جاؤں گا سامان بالکل تیار ہے وہ بولا بالکل نہیں جب تک بیٹھ حکم نہ دیگا ہم آپکو کلکتہ ہرگز نہ جانے دیں گے - پھر آنکھ کھل گئی - ——— (۲۹) انتیسویں رات - ایک جگہ دو فقیر ہیں ایک بوڑھا سفید داڑھی والا اور دوسرا سیاہ داڑھی والا - اور ایک بوڑھا فقیرنی بھی ہے اور لباس تینوں کا جوگی رنگ کا ہے - سیاہ داڑھی والا فقیر قبلہ رخ بیٹھکر

ایک سنار کی دکان پر گیا ہوں۔ اور اندر بیٹھ کر میں نے کپڑے اتار دیئے۔ اور ایک چاپو کا گچھا میں نے سنار کو دیدیا تو اس نے چابی سے کاٹ ڈالا اور فوراً اٹھا اور دنگا کہنے کہ میں پولیس میں رپورٹ کرتا ہوں۔ کہ یہ چابیاں چوری کی ہیں۔ میں نے کہا کہ میری بات سنو تو اس نے کہا کہ اب نہیں جاتا۔ پھر میں نے کہا کہ اب میں کہ چھوڑتا ہوں۔ اب ضرور تو رپورٹ کرے گا۔ اور پولیس کو میرا نام بتا دیگا کہ مسٹر علی بخش ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اپنے باپ کا بیٹا نہیں جو تو کو ادھر چھوڑوں۔ میری باتیں نرم تھیں اور اسکی باتیں گرم

(۱۳) تیرھویں رات ۔ دریا جاری ہے اور کشتیاں چل رہی ہیں۔ مجھ کو جلوس نکل رہا ہے اور میرے رشتہ دار جلوس دیکھنے کے لیے آئے ہیں۔ ان میں سے میرا ایک بھائی کہتا ہے کہ لڑکی کا رشتہ ہمکو دو۔ میں نے کہا تم ہم کو دو وہ کہتا ہے کہ ہم تو نہیں دیتے۔ میں نے کہا کہ میں ہرگز نہیں دیتا۔ پھر میں نے اپنی بھاوج کو شرکت پر روپیہ اور سات روپیہ دیئے ہیں۔ اسپر میرے رشتہ دار مجھسے لڑنے آئے ہیں۔ میں نے صلح بھی کیا مگر وہ باز نہیں آئے۔ آخر میں نے ایک کے گھونسہ دیا تو وہ گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ سب لوگ مجھ ہی کو جھوٹا ٹھہرا رہے ہیں۔ اور ہجوم بہت ہو گیا ہے میں نے کہا کہ جو بھی کوئی آئے گا سب کو فنا کر دونگا۔ سب لوگ گھبرانے لگے کہ اس کا فیصلہ پنچ نامہ میں ہوگا۔ میرے چاروں طرف آدمی جمع ہو گئے بالآخر یہی فیصلہ کیا گیا کہ پنچ نامہ کیا جائے چلنے کی تیاری ہو گئی۔ اسکے بعد میرے گھر میں میری عورت نے کہا کہ گھر میں آؤ۔ میں اندر گیا تو دیکھتا ہوں کہ مکتب خانہ ہے۔ بہت سے بچے قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ پڑھانے والے اپنے مولوی صاحب ہی ہیں۔ میں بیٹھ گیا ہوں اور ایک صاحب ہیں کہ جو اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر پڑھا رہے ہیں۔ میں نے ان کے متعلق مولوی صاحب سے انھوں نے کہا کہ یہی ہیں بابا صاحب۔ انھوں نے یہ سنتے ہی منہ سے کپڑا ہٹا دیا مگر مجھے کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی۔ جو میں کہتا کہ آپ ہمارے گھر چلیں اور اسکو پاک کریں۔ جب بابا نے چہرے سے نقاب اٹھائی تھی تو میں نے رونا شروع کر دیا تھا۔ اور خوب ہی رویا تھا۔ وہ بزرگ سر پر سبز رنگ کی پگڑی باندھے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ عقیدہ تو ایسا ہو۔ شاباش گھر میں جانے کی تو ضرورت ہی نہیں۔ میں مسلسل روئے جا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ حضور آپ تو میرے دل کی بات جانتے ہیں۔ آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ وہ یہی فرماتے رہے کہ عقیدہ ہو تو ایسا ہو۔ اور بیچ ہاتھ میں ہے ——— !.....

چودھویں رات ! سایک پہاڑ پر جا رہا ہوں سامنے سفید ابر ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں مجھے روشنی مل جائیگی۔ اسکے بعد دیکھا کہ میرے گھر میں مودک بہت ہی شرمندگی کی حالت میں آیا ہے پھر ایک اور مالک کمپنی بھی ہے جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے بین کو جو سیڑھیوں پر کھڑا ہوا ہے کہا کہ دو سو ڈاو اٹھا لاؤ تو مجھ کو کہنا ہے کہ صبح ہی صبح اس کو سو ڈا بلا ناگوما مارنا ہے۔ گوئی اور چیز نہ لگے میں نے کہا کہ اچھا لیکر آؤ۔ ان کو پلانے کے لیے ——— (۱۵) پندرھویں رات ۔ ایک چاندی کی انگوٹھی جسمیں ہار لگنے عقیق کے لگے ہوئے ہیں وہ مجھے ملی ہے میں نے پہنا لی ہے۔ پھر ایک پہاڑ نظر آیا جو درختوں کی وجہ سے بہت ہی سرسبز ہے۔ وہاں کچھ لوگ باتیں کر رہے ہیں لیکن اترنے کو راستہ نہیں۔ اور ایک رسی لٹک رہی ہے اسکے ساتھ ایک کرتا بھی بندھا ہے۔ تو میں نے پہلے وضو کیا ہے بعد میں اسکو پکڑ کر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یا علے یا علے کہتا ہوا نیچے اترا ہوں۔ پھر بائیں طرف دیکھا تو پہاڑ سرسبز ہے اور اونچائی کے لحاظ سے بہت ہی اونچا ہے۔ اور آوازیں چلی آرہی ہیں۔ میں اسی پر چلا جا رہا ہوں ———

(۱۶) سولھویں رات ۔ بہت سے مچھان ہیں ان میں کچھ مقدمہ چل رہا ہے۔ پھر ایک اور آدمی سے ہم دونوں میں باتیں ہو رہی ہیں کہ اگر سچا عاشق ہو تو حضور امام حسینؓ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ نہیں۔ میں نے کہا اگر سچا عاشق خدا اور رسول ہو تو حضرت علیؓ کی زیارت ہوتی ہے۔ اور حضور امام حسینؓ کی بھی زیارت ہو جاتی ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک مسجد ہے اسپر سبیدی ہوئی ہے۔ اور وہ بہت جوں صبے رنگ ہے اور کچھ کچھ رنگ بھی لگا ہوا ہے اور اس مسجد کا مالک میں ہوں۔ پھر دیکھا کہ ایک سفید گھوڑا ساز و سامان سے تیار کھڑا ہے۔ میں نے اپنے مالک سے کہا کہ جب گھوڑا تیار دیا ہے تو تاج پڑے اور تلوار بھی دے۔ تو یہ سب سامان تھال میں بھر کر میرے مالک نے بھیجدیا گو کہ مجھ کو دین دنیا مل گئی۔ تمام فرشتوں نے مبارکباد دی اور خوش ہوئے۔ جو بے حساب تھے۔ میں بڑا بد کار ہوں تو اپنے رحم و کرم سے میری آخری دنیا اچھی کر!

(۱۷) سترھویں رات ۔ میرا ہوٹل ہے اسمیں میں نے تیاں جلا دیں ہیں کچھ بجلی کی ہیں۔ اور ایک بجلی کا پنکھا بھی لگایا ہے جو چلتے چلتے رک گیا ہے۔ دیا سلائی فوراً کر سی سے اٹھا اور اس نے پنکھے کو پکڑ لیا اور دوسرے آدمی سے پیچ کس مانگنے لگا۔ میں نے کہدیا کہ آپ اس کو دیکھئے اس کے بعد کہا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے ہی وطن میں سفید کپڑے پہنے گھر سے نکلا ہوں۔ میرے ہاتھ میں گیہوں کے

چھٹی رات ۔ چچا امیر بخش اور اللہ دتا کو بیمار دیکھا ۔ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہیں اور مجھ سے کہا ہے کہ کہاں جاتے ہو ۔ میں نے کہا کہ کپڑے بہن کر پڑھنے جاتا ہوں ۔ وہ بولے کہ کیا تم کو پڑھنا آتا ہے ؟ ہمسے سیکھو ۔ میں نے کہا کہ تمکو کیا آتا ہے ۔ وہ بولے کہ تم کو خبر بھی نہیں ۔ میں نے کہا کہ اگر تمکو پڑھنا آتا ہے تو یہ چیز کتنی دفعہ پڑھنی چاہیئے ۔ وہ بولے تیس دن کام ہو یاد ہو یہ واقعہ ایک درگاہ کا ہے اور میں نے بہت ہی اچھا گانا گایا ہے :۔

ساتویں رات ۔ میں اپنے وطن میں ہوں اور دہنیں ہیں ۔ بڑی بہن چھوٹی بہن چھوٹی بہن کا گلہ کرتی ہے اور ایک ہرا کھیت ہے اسمیں ایک عورت ہے اور میں بھی ہوں ۔ پھر دیکھا بہت سی بھینسیں آرہی ہیں جب وہ کھیت میں آگئیں تو مستی کرنے لگیں ۔ پھر بھاگنا شروع کر دیا ہے ۔ پھر ایک جنگل ہے وہاں اقبال ہے وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ تم جلدی گھر جاؤ ۔ مہ جبیں کو سنبھالو تو میں گاڑی پر سوار ہو کر آیا ہوں ۔ تو میں نے مہہ جبیں کو پیار کیا ہے اور اپنے پاس پلنگ پر سلایا ہے ۔

آٹھویں رات ۔ سروج کمپنی کا اسٹوڈیو ہے اور سی کی شادی کا کھانا ہے بہت سے لوگ جا رہے ہیں ۔ تو ان کے ساتھ میں بھی جا رہا ہوں ۔ آگے نانو بھائی کھڑا ہے اور وہ کہہ رہا ہے "سلام ماسٹر صاحب" آپ بھی آگئے ۔ میں نے کہا آپ نے انکار کر دیا ہے اور ہم کو نکال دیا ہے ۔ اب دوسرے کی دعوت بھی نہ کھائیں پسنکرو ۔ ہنسنے لگا اور ہم اندر داخل ہو گئے ۔ ..... صبح پڑھ پڑھتے آنکھ لگ گئی تو آدمی آئے اور ایک پیتل کی کونڈی جس میں رگملے رکھے جاتے ہیں میٹھے چاولوں کی بھر کر میرے آگے رکھ دی ہے

.....نویں رات ..... میں نے دیکھا کہ میری ایک رشتہ دار عورت جماع کر رہی ہے ۔ اسکو دیکھکر میرے کپڑے بھی خراب ہو گئے پھر غسل کر کے میں سو گیا دیکھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون ، اور حضرت مریم کی زیارت ہوئی اور کچھ باتیں کر رہے ہیں ۔ پھر اگاؤں سے گذر کر ایک راہ پر جا رہا ہوں لنگوٹ میرے بندھا ہوا ہے ۔ اتنے میں پیچھے سے ایک لڑکی دوڑی ہوئی آئی ۔ اور کہنے لگی ادھر مت جاؤ وہاں جاؤ اُدھر گاؤں ہے ۔ مگر میں چلا ہی جا رہا ہوں ۔ پھر دیکھا کہ ایک کھیت جوار کا بہت بڑا ہے اور اسمیں بہت پانی ہے ۔ دو لڑکیاں ایک رنگ کی آئیں اور مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ تم کدھر جاتے ہو ۔ میں نے کہا آگے ۔ انھوں نے کہا کہ میڑ میڑ جاؤ وہ سامنے گاؤں نظر آرہا ہے ۔ میں نے دیکھا کہ عمارتیں ہی عمارتیں ہیں جو ایکدم سفید ہیں اور اور پانی صاف دکھائی دے رہا ہے مگر گہرا اسقدر ہے کہ جسکا کوئی اندازہ نہیں ۔ اور کھیت وغیرہ بھی سرسبز ہیں ۔ اور موٹھ بھی اسی جوار کے کھیت میں ہے ۔ جاتے جاتے میں ایک اور راستہ پر نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں کوئی چیز ہے اور ایک آدمی مجھ سے آگے آگے جا رہا ہے ۔ پھر ایک جنگلی جانور ہے جو کبھی آگے جاتا ہے اور کبھی پیچھے آتا ہے ۔ تو وہ آدمی مجھ سے بولا کہ اسکو اس سے مارو تو فوراً مر جائیگا میں نے ویسا ہی کیا تو وہ الٹا میرے پیچھے پڑ گیا ۔ میں وہاں سے بھاگ کر ایک جنگل سرائیں پہونچا وہاں تین آدمی ایک بچہ سمیت ہیں انھوں نے جو گیا رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہو گئے ہیں ۔ اس آدمی نے مجھ سے کہا کہ وہ تو پھر زندہ ہو گیا ہے اور آرہا ہے ۔ تو میں نے کہا کہ آنے دو تو وہ لوگ مجھے جلدی جلدی قلعہ کے اندر لے گئے قلعہ میں ایک جوگیا رنگ کا کرتا پہنے ہوئے نظر آیا اس سے ملاقات ہوئی ۔ اس نے کہا قلعہ تو لا دی ہے ۔ وہ جانور آیا اور قلعہ کے باہر ہی گھوم کر چلا گیا

دسویں رات ۔ دیکھتا ہوں کہ میرا ایک دوست اور میں بازار کو گئے ہیں ۔ میں مزدوری کہنے لگا اور وہ نل لگانے لگا ۔ پھر میں بیٹھا ہوں اور اس نے سر پہ نل اٹھائے ہیں ۔ اور میں نے بانس کی لکڑیاں لی ہیں ۔ پھر میں نے دیکھا کہ میرے دانت جڑ گئے ہیں ۔ جب میں نے دانت کو ہاتھ لگایا تو ایک ٹکڑا گر گیا ہے ۔ اور میں آئینے میں بھی دیکھتا ہوں اور سڑک پہ بھی چلتا ہوں ۔

گیارھویں رات :۔ ایک جگہ میں بیٹھا ہوا صابون سے منہ دھو رہا ہوں ۔ اور ایک بزرگ جو میرے آخری پیر ہیں بیٹھے ہیں ۔ انکو میں نوٹ اور کاغذ کی شکل میں تحفہ دے رہا ہوں اسطور سے کہ جب ایک چیز دیتا ہوں تو دوسری یاد آجاتی ہے ۔ اس کے ساتھ ایک فقیر اور بھی ہے وہ کہتا ہے واہ واہ ۔ مرید ہو تو ایسا ہو کہ جو اللہ کی راہ میں سب کچھ دینے کو تیار ہے ۔ پھر میں ایک خط پر پتہ لکھ رہا ہوں کہ ۔ "بخدمت جناب [illegible] سید الشہداء" آنکھ کھل گئی ۔

بارھویں رات ۔ پہاڑ ہے اس پر ایک جگہ نہانے کی ہے ۔ اس پر ایک ہندو عورت جو بڑھیا ہے نہانے کے لئے کھڑی ہے ۔ مگر نل بند ہیں ۔ میں اوپر چڑھا تو پانی پہاڑ سے نیچے اتر رہا ہے شکل اسکی دریا کی ہے ۔ میں اسمیں نہا رہا ہوں آگے ایک جالی دار پتھر ہے ۔ پھر دیکھا کہ ایک بازار صرف میووں کا ہے ۔ وہاں کیلے اور انگور وغیرہ بہت ہیں ۔ دوکانوں پر لوگوں کا ہجوم ہے پھر میں

کیروا دیں گے اور سر و رج کا اسٹوڈیو ہے (اللہ پاک ہم سیاہ کاروں پر رحم کرے) ـــــ (۲۴) ـــــ چوبیسویں رات! ۔ دیکھا کہ شکلیشا میری مدد کر رہے ہیں ۔ اور انھوں نے میری مدد کر دی ہے ۔ جو مجھے یاد نہیں ۔ پھر حیدر شاہ کسی بچے کو اٹھائے پھر رہا ہے ۔ اور ہنڈیا چولھے پر چڑھی ہوئی ہے جبر جبر کی آواز آئی ہے میں سمجھا کہ شائد بچے کو گرا دیا ہے ۔ مگر نہیں دیکھا کہ وہ گھسا ہی پھر رہا ہے ۔ پھر حسن ہوٹل والے نے مرغی ذبح کی ہے ۔ پھر میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ کیا ایسی ہی سیاہ اور لال مرغی منگائی تھی ۔ اقبال بولا کہ اسکی کھال اتار دی ہے ۔ اسکا گوشت بالکل صاف ہو گیا ہے پیٹ پھاڑنا باقی ہے ۔ اور چاند کی خوب اچھی روشنی دیکھی ہے ـــــ (۲۵) ـــــ پچیسویں رات ـ ایک چھوٹی سیپ میں سے جسکا منہ کھلا ہوا ہے میں سو سو روپے کے نوٹ نکال رہا ہوں ۔ اور تصویل میں بیٹھے بیٹھے آنکھ رکھی ہے ۔ اسمیں سے سفید دھواں نکل رہا ہے ۔ آج دن کو رامو بھائی نے مجھے گھر سے بلایا ہے اور کہا ہے کہ تھوڑا میوزک دیدو ۔ میں نے بولا ہے تو میں بیٹھ گیا ہوں ۔ اتنے میں بالی گنگا پر اور عزنوی بھی آ گئے رامو بھائی سے میں نے کہا کہ میں کمپنی میں اس بات کا نوکر نہیں ہوں کہ آپ کو میں لکھے دیتا ہوں کہ میں ایک گانا بھی نہ دونگا ۔ تو وہ بولا کہ بیشک میں سنتا ہوں ۔ مگر تم کو کیا خبر ہے نانو بھائی مجھے نہ دیتا ہے ۔ ماسٹر کیا تمنے یہ کہا کہ میں میوزک کا نوکر نہیں ہوں ۔ میں نے کہا ہاں تو وہ شرمندہ ہو گیا ۔ پھر ایک سبز پہاڑ ہے وہاں مانک لال کرشنا کمپنی کا مالک بیٹھا ہے ۔ اسکی انگلی زخمی ہے وہ کہہ رہا ہے کہ ابھی پولیس تفتیش کرنے آئیگی ۔ میں نے کہا کیوں بولا کہ مجھے زہر دیا گیا ہے میں نے کہا وہی بات ہوئی جسکا تمھیں ڈر تھا ۔ پھر میں پیشاب کر کے خاک کی تھیلی ڈھونڈ رہا ہوں ۔ تو اسنے بھی کہا کہ ایک تھیلی میرے لیے بھی ڈھونڈو ۔ میں ہاتھ پر باندھوں گا پھر ہنومان آیا میں نے اسکو سلام کیا ۔ میں نے اسکے سلام کا جواب دیا ۔ اور میں نے کہا کہ اللہ نے مجھے لائق بنایا ہے ۔ میں تو دینے والا ہوں کچھ بھی ہو ۔ پھر میں چلا تو کمپنی کا معمولی سین ہو رہا ہے ۔ سین میں چار آدمی ہیں ۔ اور ایکٹنگ ہو رہی ہے ۔ جسکو اسٹیشن ماسٹر ہے اور اسکی بیوی سامنے بندھی ہے ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ تم اپنے نوکر کو گھانس لینے کے لیئے ادھر بھیجو ادھر گھانس اچھی ہے ۔ اور کچھ بزرگوں نے میری بہتری بھی کی ہے ۔ کچھ دیر تک تو روشنی معمولی قسم کی میرے دل پر پڑتی رہی ۔ پھر پورا چاند نظر آیا اسکی روشنی پڑی ہے ۔ اے اللہ تو مجھ عاجز پر رحم کر تو سب سے بڑھکر رحم کرنے والا ہے ۔ ـــــ (۲۶) ـــــ چھبیسویں رات ، پہاڑ بھی ہیں اور درخت بھی ہے ۔ کوئی کہتا ہے کہ تیری مراد مل گئی ۔ میرے پاس چھوٹی سی تھیلی ہے جو میں نے پھینک دی ہے ۔ اور میں بھاگا اور میں نے کچھ دور جا کر سجدہ کیا ہے ایک لمبا سا آدمی ہے ۔ اس سے میں نے کہا کہ میرا مرشد نیچاب میں ہے ۔ وہ ایسا تھا اس نے کہا کیوں ؟ میں نے کہا کہ ہمارے پنجاب میں لوگ ایسا ہی کرتے ہیں ۔ ـــــ (۲۷) ـــــ ستائیسویں رات ، میں مٹی اور ریت باندھ کر مسروج کمپنی میں ڈالنے جا رہا ہوں ۔ لیکن وہ راستہ میں گر گئی ہے ۔ میں پھر لینے کیلئے آیا ہوں اونچی پر چڑھ رہا ہوں مسجد بھی راستہ میں دیکھی ہے ۔ ایک گھوڑا گاڑی جا رہی ہے اسکو راستہ میں ایک آدمی نے روک دیا ہے ۔ کہ ابھی مت جاؤ سیٹھ نہیں ہیں ۔ پھر حسین بخش ملا ہے نوکری کی بات کرنا چاہتا ہے ۔ اور اپنی نوکری کی بات بھی کر رہا ہے اور میں یہ کہتا جا رہا ہوں کہ اسکی نیت اچھی نہیں ہے کیونکہ اسکا باپ میرے ساتھ روتا مرا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ میری عورت نے تو بلانے کے لیئے نہیں بولا ہے ۔ خدا نے چاہا تو میرا کام ہو جائیگا تو بھی اپنی عورت کو بلا لینا اور اپنا گھر الگ لے لینا تمھارا الٹو کا تو ساتھ میں ہے ہی ۔ اور ایک ستارہ بہت روشن دیکھا ہے ۔ پھر لال اور ہرا جھنڈا دیکھا ہے ۔ اسکے بعد بلڈنگ جو ایک دم نئی ہے ۔ ایسا معلوم ہوا کہ اسمیں کمپنی کا آفس ہے ۔ مگر دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں کوئی آفس نہیں ہے ـــــ (۲۸) ـــــ اٹھائیسویں رات :۔ پڑھتے پڑھتے تصور آیا کیا دیکھا کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ سیاہ لباس پہنے ہوئے کھڑی میں اور پیر ماری ہیں کہ اے مؤمن ہرگز نہ گھبرا تیرے ساتھ پنجتن اور تیرے دادا گو ہیں ۔ تو انشاء اللہ تعالے کامیاب ہوگا ۔ ضرور اللہ پاک رحم کرے گا تیری کامیابی کا وقت قریب آگیا ہے ۔ اے میرے پیدا کرنے والے پروردگار ضرور تو رحم کرنے والا ہے مجھ بیکس پر ضرور ترس کھا اور رحم فرما تو ہی سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے ـــ ایک جگہ شیرینی بٹ رہی ہے اور سب سے پہلے مجھے حصہ ملا ہے اور بڑا دیا ہے جو بہت بڑا ہے ۔ بعد میں اسٹیشن جانے کا گاڑی پر سوار ہوں ۔ اور پھر بازار میں جا رہا ہوں اور لباس میرا اپنے ملک کا ہے ۔ ایک جو مجھ سے کہتا ہے کیا تمنے یہ کپڑے ملکی پہنے ہوئے ہیں ۔ میں نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ اپنا اصلیت کو نہ بھولنا چاہیئے ۔ پھر ایک قبیلہ میں گیا وہاں ایک آدمی نے مجھ سے کہا کہ چار بجے گاڑی جاتی ہے سوتم اسیر بیٹھنا ۔ اسکے بعد ایک مکان ہے اسمیں میں اور میری عورت اقبال ہیں ۔ اور ہم دونوں نے غسل کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو مکان والا کہتا ہے کہ اسکو خراب نہ کرو ۔ بعد میں جب اس نے دیکھا کہ ہم غسل کے لیئے سفید دھلے ہوئے کپڑے پہنے بیٹھے ہیں تو کہتا ہے کہ یہاں میلاد شریف پڑھا جائیگا ۔ تو میں نے اپنی جگہ چٹائیاں بچھا دیں تو کہتا ہے کہ باہر میدان میں میلاد شریف پڑھا جائیگا ۔ میں نے چٹائیاں

دانے ہیں۔ میں اور میرے رشتہ دار دونوں کھا رہے ہیں۔ مولوی صاحب اور حضور بابا صاحب دونوں کھا کے جانا چاہتے ہیں۔ پھر میں حضور بابا ملنگ کے یہاں ہو آیا۔ تو حضور آئے ہیں تب میں نے زیارت کی ہے۔ پھر میں لیٹا ہوں اور رضائی اوڑھی ہے۔ اسکے بعد وضو کے پانی کے لیے لوٹا کو کہا کہ اُدھر ہے۔ میں گیا تو مسجد سے آگے کنواں ہے۔ وہاں اور بھی آدمی ہیں اور میرا بہن بھی ہے جو سری ہوئی ہے۔ میں نے کہا تم ہٹ جاؤ میں پانی لونگا۔ وہ لوگ ہٹ گئے ہیں اور میں کنویں کے کنارے پر بیٹھ کر کنویں میں دیکھ رہا ہوں اور حضور بابا نے پوری زیارت کرائی ہے۔ میرے مولا بخش دے مجھے۔ مسجد کے بعد حضور بابا کا کار بار دیکھا وہاں بہت سے آدمی کھڑے ڈر رہے ہیں۔ ایک دیو کھڑا ہے۔ میں اسکے پاس گیا ہوں۔ تو اسکی گردن کٹ کے میرے سامنے آپڑی ہے۔ اور دربار پھر حضور کی زیارت ہوئی ہے۔ ——

(۱۸) ۱۷ ٹھارویں رات:۔ میں پنجتن پاک کو پکار رہا ہوں اور پھر میں خود بچوں کو درس دے رہا ہوں۔ بچوں کے کپڑے سپید ہیں۔ ایک بچے نے شرارت کی ہے اور میں غصہ ہوا ہوں۔ پھر میں نے حکم دیا ہے کہ جاؤ نماز پڑھو۔ بعد میں وہ امرود لے کے آئے ہیں جو میں نے بھی کھائے ہیں بعد میں اقبال نے کہا کہ وہ بستر پڑا ہے لپیٹو۔ (۱۹) انیسویں رات میں کسی سے لڑ رہا ہوں۔ اور گانا بھی ہوا ہے سامنے والے نے بھی خوب گایا ہے اور میں تو اتنا جوش میں گایا ہوں کہ وہ دب گیا ہے — پھر میں کمپنی بنانے والا ہوں۔ اس نے کہا ٹھہرو میں بھی حصہ لوں گا۔ اس کے بعد ایک عورت اور ایک لڑکا آیا۔ میں نے پیشاب کیا اور خوب زور سے توبہ کی۔ اللہ مجھے شیطان سے بچا۔ پھر صبح پڑھتے وقت ایک عورت کالی ساڑھی والی بائیں طرف سے کہتی ہے میری بات سنو۔ میرے تمام بال کھڑے ہو گئے اور میں نے پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ پھر ایک مرد بولا کہ میری سنو۔ غرضیکہ سب نے خوب بگیرا۔ لیکن اللہ میاں ہی نے بچایا۔ میرے مولا مجھے بخشدے میرا توبہ قبول کرنے والا ہے تو ہی ہے۔ ——

(۲۰) بیسویں رات:۔ پہاڑ پر کھڑا ہوں اور گھاس کی کٹھڑی ایک لڑکے نے اٹھائی ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ جو اور سبھوں میں اچھا گھاس ہے۔ دوسرے لڑکے کو روانہ کر دے آئے گا۔ (رحم کر بخشدے میرے اللہ مجھ پر فضل و کرم دے) ——

اکیسویں رات:۔ دیکھا کہ کچھ لوگ جنازہ اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ اور بھی بہت سے لوگ ساتھ میں ہیں۔ بعد میں میں کچھ کہہ رہا ہوں۔ تو کوئی کہتا ہے کہ اللہ سے قرب حاصل ہونا ان کاموں سے جتنے آپ کام کریں گے اتنا ہی اللہ قریب ہو گا اور بھی بہت سی نشانیاں نظر آئیں۔ لیکن میں نے تو صاف کہہ دیا کہ مجھ پر ظاہر ہو جائے اور میرا قلب روشن ہو جائے پھر میں مصطفےٰ کمال پاشا کے پاس گیا ہوں۔ تو اس نے میری بڑی عزت کی ہے۔ اس سارے شہر میں بادشاہی الگ ہے۔ تو ایک مولوی اور پیر صاحب کے پاس میرا مقابلہ رکھ دیا ہے۔ اور بہت سی اشتہار بازی شروع ہے۔ جو بھی وہ بات کرتا ہے اس سے میں جیت جاتا ہوں۔ اور پاشا بہت ہی خوش ہوئے کہنے لگے کہ اس پیر کا مجھے بہت ہی خیال ہو اور وہ رو نے لگا لیکن فتح ہماری ہی ہے۔ ہم تین آدمی اس سارے شہر میں ایک طرف ہیں۔ اور سارا شہر ایک طرف ہے مگر اسطرف پاشا بادشاہ ہے۔ پھر میں نے عرض کی کہ اب مجھے گھر روانہ کر دیجئے۔ اور میں ان کے یاد کو چومنے کے لیے جھکا جا رہا ہوں۔ تو پاشا نے مجھ کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا لیا ہے اور میں سمجھے جا رہا ہوں کہ آپ کو تو میں کلیجے میں رکھے ہوئے ہوں۔ میرے بادشاہ میرے شہنشاہ آپ ہی ہو تم سے خوش بھی ہیں۔ اتنے میں ساتھ والے نے کہا کہ حضور اب جنگ پر بھی جانا ہے۔ تو میں نے کہا کیا تو کہا کہ ہر طرف جانا ہے۔ مگر چلیں گے پہاڑوں کی طرف سے۔ تو میں چومنے کے لیے دوڑا کہنے لگے کہ جہاں جہاں لڑائی پر جاؤنگا تمہاری تعریف کرتا جاؤنگا۔ جب بادشاہ اٹھانے لگا تو اسکا ہاتھ اور بدن مانند لوہے کا تھا۔ میں بہت گھبرایا میں نے کہا کہ حضور مجھکو روانہ کر دیں۔ پھر دیکھا ان میں دونوں آگئے میں چلنے لگا دوڑ کے دوڑے اور مجھ سے مذاق کرنے لگے۔ تب بادشاہ نے آواز دی خبردار مجھ کو جانتے ہو کہ میرا کیا نام ہے۔ تب وہ ہٹ گئے (رحم کر میرے مولا مجھ عاصی پر تو ہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے) —— بائیسویں رات پیشاب کر رہا ہوں دریا بہہ رہا ہے کشتی ڈوب رہی ہے۔ پھر اٹھنے لگی تو میں اسکے اوپر چڑھ گیا۔ اور پھر دریا کے کنارے پر ہوں اور ایک بہت بڑی مچھلی ہے اور دریا میں۔ ایک مچھلی کو اچھلتے بھی دیکھا ہے (رحم کر میرے مولا اور بخشدے میرے مالک میرا قلب کر دے تو ہی صاحب فضل ہے۔)

(۲۳) تیئیسویں رات:۔ ڈاکٹر سردار والا موبھائی کو کہہ رہا ہے کہ تم کو اتنی بڑی بڑی تنخواہیں ملتی ہیں سیٹھ کو بولو ہماری قدر کریں۔ میں نے کہا کہ رامو بھائی اقبال کے سامنے ایسی باتیں نہ کرنا۔ پھر اقبال بچے کو لیکر کچھ کر رہا ہے۔ پھر ایک چارپائی پر سفید چادر بچھی ہے۔ میں وضو کرنے کے بعد اسی چارپائی پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ رہا ہوں سلام پھیرنے کے بعد میری آنکھوں سے سفید سفید آنسوں بہہ رہے ہیں۔ اور رامو ڈاکٹر کو کہہ رہا ہے کہ ہم تمکو کلکتہ روانہ کر دیں گے۔ ناچ کے لیے وہاں اقبال کام کر رہی ہے۔ تمکو بہت ہی فائدہ

کر و نماز پڑھو نماز ہو رہی ہے۔ میں دیکھ آیا ہوں اور میں خود بھی وضو کرنے لگا ہوں۔ اے میرے مولا تو اپنی بزرگی اور عزت کے صدقے سے رحم فرما اور میری مراد دے تو ہی سب سے بڑھ کر فضل کرنے والا ہے۔ ——— (۵) ——— پانچویں رات:۔ پہاڑ پر گیا ہوں اور ایک شہر ہے مجھ سے ایک آدمی کہتا ہے کہ دیکھو بابا کے حکم سے یہ مٹی ہوا ہے نہیں تو پہلے شہر تھے۔ اس کے بعد میں نہانے کی فکر میں ہوں ایک کنواں ہے لیکن نہانے کا کوئی برتن نہیں۔ البتہ ایک لوٹے میں رسی بندھی ہوئی ہے۔ میں کنویں میں ڈالنے لگا تو ایک آدمی کہتا ہے کہ ادھر نہانے کا حکم نہیں ہے۔ بابا کا حکم ہے۔ مگر میں نہانے لگ گیا اور میں نے کہا کہ دیکھا جائے گا۔ پھر میں نے دیکھا کہ میری لڑکی کے منہ پر مٹی ہے۔ میں نے کہا پیار دے کہتی ہے کہ منہ دھو کر دوں گی۔ پھر میں سو کر اٹھا تو دیکھتا ہوں کہ میری چارپائی پر خط پڑا ہے اور وہی کتاب میری جو میرے ایک دوست کے پاس تھی۔ اور وہ خط میں پڑھ رہا ہوں کہ کلکتہ میں آپ کی نوکری نہیں ملتی کیونکہ آپ نے جلدی کی ہے اور یہ کتاب بھی اپنی لے لو۔ بندن میرا ننگا ہے صرف لنگی بندھی ہوئی ہے۔ (اے اللہ پاک رحم کر اور میری مراد دے۔ روشنی اور رزق بے حساب دے اور تو ہی رزاق ہے ——— (۶) ——— چھٹی رات:۔ پان کھا کر ایک لڑکے کو کہہ رہا ہوں کہ تو میرا جانشین ہے وہ بولا کہ ہرگز نہیں۔ مجھ میں کیا لیاقت ہے کہ آپ کا میں مقابلہ کروں۔ اور پان کھا رہا ہوں اور ساتھ میں مبین اور مہہ جبیں ہے۔ ہم لوگ چلے جا رہے ہیں۔ ایک آدمی ہم کو راستہ میں ملا۔ اسکے آگے بھینسیں ہیں۔ اس سے پوچھا کہ ہم کو اسکول کا راستہ بتاؤ۔ وہ کہتا ہے کہ یہ راستہ ہے اور اس اسکول کا نام ڈنر ہے۔ اور ایک سڑک ایسی جا رہی ہے۔ جو بڑے رستہ کے ساتھ ملتی ہے اور میں نے مبین کو کہا کہ مہہ جبیں کو لیکر جلدی آؤ اور وہ آ رہا ہے۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ معاف کرنا تم تو علیؑ علیؑ کہتے ہو۔ تم اگر صرف ایک انڈے کو بھی دیکھا کر تو جو کام چاہو گے ہو جائیگا ——— (۷) ——— ساتویں رات:۔ دریا خوب بڑا اور خوب زوروں میں بہہ رہا ہے۔ اور مجھے مکہ یا مدینہ جانا ہے۔ بی فضل حسین سے کہہ رہا ہوں کہ میں کیسے جاؤں تو وہ کہتا ہے کہ گاڑی جانے والی ہے اسکے پاؤدان پر بیٹھ جاؤ تو ابھی پہونچ جاؤ گے۔ میں نے ایسا کیا ہے تو میں پہونچ گیا ہوں۔ وہاں میرے رشتہ داروں کا گھر ہے۔ وہاں میں گیا ہوں تو چھڑوس والی بھابی بھی رئیس کر کے آئی ہے اور اسکا لڑکا بھی لیٹا ہے۔ اور ایک عورت اور ہے جو نہائیت نیک اور بڑے گھر کی معلوم ہوتی ہے۔ اسکا لڑکا بھی لیٹا ہوا ہے ——— لیٹی ہوئی ہے اسکا لڑکا ہائے ہائے کر کے اٹھا۔ تب اس عورت نے بڑا چھرا لیکر اسکی ران کاٹ ڈالی۔ تو اسمیں سے ایک آدھے گز کا کپڑا نکلا ہے تو وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ یہ تمہارا سبز رنگ لال۔ تو اس عورت نے اسکو فوراً مار ڈالا ہے۔ پھر پڑھتے پڑھتے میں نے چاند نکلتے دیکھا ہے اور میں اپنے دل گیا ہوں۔ تو حویلی کے باہر دروازے پر نوار کی چارپائی پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور میرے آگے گنے پڑے ہوئے ہیں ان کو چوس رہا ہوں۔ میں نے علاوہ سے پوچھا کہ کیا نیچ دیتے ہیں۔ بولیں کہ اس میڑی والے نے دیدیے ہیں۔ پھر غلام علی نے ایک آدمی کو بلایا اور اسکو مارا ہے۔ اسکی ماں ہائے ہائے کرتی آئی ہے اور مجھ سے اسکی فریاد کر رہی ہے۔ میں نے کہا کہ میں کیا کروں تو ہی کچھ تو کہو۔ میں نے غلام علی کو بلایا اور غصہ میں گالیاں دی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ اسنے چھٹوں میں گیہوں کے دانے چرا لیئے ہیں اس لیئے مار رہا ہوں۔ میں نے کہا ہے ایمان تو ایسا کرتا ہے میں تیرے ایک گھونسہ مار کر جان نکالدوں گا ——— (۸) ——— آٹھویں رات:۔ خاندان حضرت ابراہیمؑ ۱۴ حضرت اسحٰقؑ ۱۴ اور حضرت یعقوبؑ ۱۴ جو کہ شیطان کو اور مجھ کو قرآن شریف پڑھا رہے ہیں۔ اور پسلا سپارہ ہے۔ بعد میں پڑھتے پڑھتے سو گیا تو میری ساس نے میرے آگے چارا کر رکھ دی ہے پھر لیکن میں پڑھ رہا ہوں۔ بعد میں نظر گوشت روٹی پکا ہوا لایا ہے کہ آپ کھاؤ۔ ——— (۹) ——— نویں رات:۔ دیکھا کہ میں ایک شہر کے اندر سے گذر رہا ہوں تو دو ہاتھ میں ایک دوسرے کا سر دیکھ رہی ہیں۔ ایک عورت ان میں بہت ہی خوب صورت ہے۔ سب مجھ کو دیکھکر اس خوبصورت عورت سے کہتی ہیں کہ اسکے ساتھ نکاح کر لو۔ میں ایک گلی میں سے گذر رہا ہوں مجھ کو بلایا تو میں گیا۔ میں نے کہا کہ اچھا میرا نکاح ہو گیا جب میں اس عورت کو لیجانے لگا تو کئی آدمی آئے اور کہنے لگے کہ تم اس عورت کو نہیں لے جا سکتے۔ آخر بات لڑائی پر ٹھہری ایک آدمی کہنے لگا کہ ان کے پاس بندوق ہے جانو بھی بندوق لا کیسے جانے دیتے۔ اس لڑکی کا دوسرا خاوند بھی بھاوج بھی آ گیا۔ علی بخش تو نوٹ دراز کرتا ہے اس سے کم تو عجیب بیوقوف ہو۔ اور یہ بھی بیوقوف ہے۔ اور تیسرا میں چلو ہم تینوں مل کر خوب کام کریں گے۔ (یا اللہ اپنا فضل کر اور میری مراد دے تو ہی سب سے بڑھکر فضل کرنے والا ہے۔ ——— (۱۰) ——— دسویں رات:۔ ہمارے مکان سے سامان بندھ کر اسٹیشن پر گیا ہے۔ میری عورت بھی سامان کے ساتھ ہے اور میں اکیلا رہ گیا ہوں۔ کہ ایک عورت پندرہ سولہ برس لال رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے آئی ہے اور ساتھ میں ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔ وہ مجھ سے کہتی ہے کہ میری ساس مجھ پر ظلم کرتی ہے۔ پھر میں دوسری منزل پر ایک مکان میں گیا ہوں۔ جو خالی ہے اور مالک کو میں نے بلایا ہے۔ چونکہ غسل ختم ہو چکا تھا اور اسکے جیسے مجھے لینے تھے۔ وہ آیا تو اسپر میں اتنا غصہ ہوا کہ میں اسکو مارنے پر مستعد ہوں۔ میرے پاس

اٹھا کر باہر بچھا دیں۔ سلاد پڑھا جا رہا ہے اور لیمپ روشن ہے۔ آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد پھر کچھ سونے کے زیور ہیں اور سفید کپڑے والوں میں سے ایک آدمی نے دوسرے شخص کو کہا کہ ہم پولیس کو بلائیں گے تمنے یہ زیور ہمارے چرائے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے بنائے ہیں دوسرا بھی یہی کہتا ہے۔ میں نے بھی ہاتھ میں لیکر دیکھے ہیں ان کے ہاتھوں میں بتیاں ہیں جو جل رہی ہیں۔ (اللہ رحم کرے ہم گنہگار ہیں پر تو ہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے میرا سینہ کھولدے۔ اور مجھے میری مراد دے۔ ——— (۲۹) ——— انتیسویں رات۔ کوئی پوچھتا ہے کہ تمہارا کوئی رشتہ دار ہے۔ میں نے جواب دیا نہیں صاحب پھر بہت سے آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسا بات ہے۔ ان میں سے ایک بولا کہ یہ سب آپکی بد دلت۔ اور آپ کی ہی محنت کا نتیجہ ہے۔ کہ جو مسجد اور گلاب کے بوٹے لگے ہیں۔ پھر ایک موٹر لاری کھڑی ہے اسمیں سے مصطفےٰ نامی لڑکا کوئی چیز نکال کر لے جا رہا ہے۔ پیچھے اترنے لگا تو میرعوث نے کہا کہ نیچے مت جاؤ میں نے کہا کہ ابھی آتا ہوں۔ دیکھا تو وہ پنڈہ لے جا رہا ہے۔ میں نے اسکی گردن پر دو چار گھونسے ایسے مارے کہ اسکو ہوش آگیا۔ اور پنڈہ اسکے ہاتھ سے لے لیا ——— (۳۰) ——— تیسویں رات۔ ایک مکان ہے وہاں تاش کھیل رہے ہیں اور ایک عورت بھی ہے اور ایک بادشاہ ہے جو بہت بدصورت ہے۔ ایک شخص وہاں سے جاتا ہے تو بادشاہ اسکو چھوڑنے جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں جاتا ہوں تو اس نے انکار کیا۔ پھر وہ آیا تو میں نے کہا کہ وہ آتا ہے۔ میں نے کہا کہ بتی بجھا دو۔ بتی بجھنے میں زرا دیر لگی تو میں خود بجھا دی۔ پھر سامنے ایک خوبصورت عورت کرسی پر بیٹھی ہے۔ اور ایک بوڑھا آدمی داڑھی والا مونڈھے پر بیٹھا ہے۔ اداس معلوم ہوتا ہے اسکے منہ کا گوشت اڑا جاتا ہے اور میں قبلہ رخ بیٹھا ہوں۔ اور دو آدمی قطب کی طرف دیکھ رہی ہیں جو کہ میری ہیں۔ ———

جمادی الثانی سنہ ۱۴۳۵ھ

(۱) ——— پہلی رات۔ پڑھتے ہوئے رات کو چارپائی پر ایک ننگی عورت پڑی ہے۔ میں نے خدا کے خوف سے لاحول کہا۔ اور شکلتا کو بلایا۔ (یعنی پکارا) پھر ایک اور آنکھ لگ گئی تو دیکھا کہ حیدر شاہ سیڑھیوں کے نیچے بیٹھا ہے۔ میں نے کہا کہ روشنی نہیں ہے تو اس نے ایک مائس دیا تیلیوں سے بھرا ہوا۔ اور کہا کہ آپ چلیے میں آتا ہوں۔ پھر ایک کمپنی بن رہی ہے اور مالک چھٹا بھی ہے اور سفید لباس میں ہے وہاں میرا نام آیا تو سب نے مخالفت کی اس نے کہا کہ خواہ کچھ بھی ہو میں تو اپنے ملکی ہی کو ہیرو بناؤنگا۔ اور اس نے سفید کاغذ پر میرے نام ہیرو کا پاٹ لکھا ہے۔ اس کے بعد میں نے اپنے ہی گھر میں بڑے بھائی کو مرا ہوا دیکھا ہے۔ پھر والدہ کو دیکھا ہے پھر میں بھاگا ہوا جا رہا ہے اور آدمی میرے پیچھے لگے ہیں۔ میں نے بھائی کو مارا ہے اور گھر سے بھاگا ہوں۔ بھاگتے بھاگتے دریا کے کنارے جا کر ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دوسرے درخت کے نیچے والد اور دونوں بھائی ہیں۔ تو والدہ نے بھائی سے کہا کہ اسکو دھر ملا کیونکہ یہ نیاز باطنا ہے۔ میں نے کہا اگر مجھکو بلاؤ گے تو میں اوپر اڑ جاؤنگا۔ اڑنے کی تیاری بھی کر رہا ہوں۔ اڑتے ہوئے خود کو دیکھا نہیں۔ (رحم کر میرے مولا مجھ پر میں بہت ہی گنہگار ہوں۔ ——— (۲) ——— دوسری رات۔ میں نے دیکھا کہ میں اپنے گھر میں اور نواب کمپنی کا مالک بیٹھے ہیں اتنے میں دو شہزادے سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے۔ ان کے ساتھ ایک چھوٹا سا بچہ بھی ہے اس کو لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ بچہ ہے۔ اور اسکو گھر لیا ہے۔ اور وہ مدنی نواب اسکو پیار کر رہا ہے۔ اور میں ہاتھ باندھے کھڑا ہوں شہزادوں میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے کہ یہ استغفار تسبیح پڑھتا ہے۔ پھر دیکھا کہ میری ماں مر گئی ہے سب لوگ میرے گھر میں آئے ہیں۔ میری بھاوج کہتی ہے کہ ہم تو اپنا حصہ کھا رہے ہیں۔ تیری ہوئی بہن کہتی ہے کہ میں ہی جاتی ہوں۔ تم پر بوجھ ہے اور دن چڑھے پی رہی ہے۔ میں نے کہا کہ میرا تو نہیں کھاتے تو وہ کہتی ہے کہ کون کہتا ہے۔ ہم سب کھا رہی ہیں تو کھا رہے ہیں۔ میں رو دیا۔ اور میں نے کہا کہ بہن مجھے خدا نے اس لائق نہیں کیا۔ بیکار رکھی ہوں۔ اگر خدا مجھکو دے تو تم بال بچوں سمیت جو چاہو کے میرے ساتھ کھاؤ۔ میں اف نہ کرونگا۔ میں بازار میں چل رہا ہوں اور قلفی والے کی دوکان پر بیٹھے گیا ہوں مہ جبیں کہتی ہے۔ مجھے قلفی دلاؤ۔ میں نے کہا کہ میرے پاس پیسے نہیں تو وہ کہتا ہے کہ کوئی حرج نہیں اور اسنے قلفی کھول دی۔ اور یہ اسکو کہتی ہے کہ بھائی کے بھی کچھ قلفی دے تو وہ ایک چھوٹا سا بچہ جاتا ہے تو اس نے اسکو بھی قلفی دی تو وہ کہتا ہے کہ اسکو کہ بند روڈ راتا ہے۔ پھر دیکھتا ہوں کہ میں دکھن گیا ہوں اور میرا سیٹ و مکان بنا ہے۔ پانی بہت برسا ہے اور مکان کافی تیار ہے۔ اور مہ جبیں وہاں پانی میں گری ہوئی دو رہی ہے۔ میں نے جو کے اسکو اٹھایا۔ پھر اپنے سامنے فیروز سے کہا کہ جلدی دھوبی سے کپڑا لاؤ ہم آہستہ آہستہ چلتے ہیں اور راستہ میں ہم پھر قلفی والے کی دوکان پر بیٹھ گئے ہیں۔ (رحم کر میرے مولا تو ہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ ——— (۴) ——— چوتھی رات۔ نوشت کی پیٹ فاطمہ نے بھر کر میرے آگے رکھی ہے۔ اور میرے بہت سی مچھلیاں پکڑ کے لایا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ میرے حصہ کی ہیں۔ پھر میں گھر میں ہوں اور کوئی اچھی سی بات کر رہا ہوں۔ (رحم کر میرے مولا تو ہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے کہ میں صبح کی نماز ہو رہی ہے۔ پھر میں بھاگا بھاگا گھر میں آیا اور سب کے کہا کہ جلدی

سے نکلتے وقت باہر جاتے ہوئے دیکھا کہ سینکڑوں ہزاروں کتے بیٹھے ہیں۔ میں نے صرف ایک سفید کرتا پہنا ہوا ہے۔ اور مولا سنگھ کے سب کپڑے سفید ہیں ایک بوتل اس نے مجھے بلائی تھی اور دوسری میرے بھائی کو دی تھی وہ بھی میں پی گیا (یا اللہ تیرا رحم درکار ہے تو ہی پاک ذات ہے اپنا فضل وکرم مجھ گنہگار پر فرما۔) ——— (۱۶) ——— سولھویں (رات ۱:- پڑھتے پڑھتے حضور بی بی نے فرمایا کہ مؤمن گھبرانا نہیں تیرا خدا ایسا نہیں جو مایوس کر دے۔ انشاء اللہ تعالےٰ تو ضرور کامیاب ہوگا۔ سب پاک تیرے ساتھ ہیں۔ پھر تیرے امام کا فرمانا کہ مومن نہ گھبرا وقت بالکل قریب ہے۔ تیرا رب قدرداں ہے کبھی تجھے ناامید نہ چھوڑے گا۔ تو کامیاب ہے اور ہوگا۔ معاً میرا خیال دل میں آیا کہ آج مشکل کشا ضرور آئینگے۔ اور میرا سینہ کھول جائیں گے۔ بعد میں خواب دیکھا کہ میرے گا گوشت پکا ہوا میرے سامنے ہے۔ پھر ایک موٹی عورت کو میں اس کے پیسے دے رہا ہوں نہیں لیتی۔ پھر خواب دیکھا کہ صبح کے وقت وہی رسول نما جبہ پہنے ہوئے ہاتھ میں عصا لیئے ہوئے آئے ہیں اور اندر جاکر کرسی پر بیٹھ گئے ہیں۔ پھر خواب دیکھا کہ ایک اسٹوری تیار ہے۔ اور اسکا ہیرو میں ہوں۔ اور ایک ننگی عورت چارپائی پر لیٹی ہوئی ہے اور وہ کہہ رہی ہے کہ خالتو جگہ نہیں ہے۔ اور میں لڑ رہا ہوں کسی دوسرے سے اسکی ایکٹرن کی جو مزدوری تھی وہ میں نے تجھیں لی ہے پھر کچھ عورتیں دوسری جگہ میک اپ کر رہی ہیں۔ ادھر میرے ساتھ بہت موٹے موٹے آدمی ہیں۔ یہ عورت نے پکارا تو کچھ آدمی اٹھے اور ناچنے لگے۔ کویا یہ جائیں گے اور میرے تابع ہیں۔ میں نے منع کیا کہ خبردار کوئی مت جانا۔ پھر دونو مولانا ہیں اور وہ آدمی چار پیسہ اور ایک انگنی مجھے دکھا رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ یہ مولانا کے لیے ہیں اور انکو گھر تک کا خرچہ دینا چاہیئے۔ مولا کہتے ہیں کہ میں نے تو نہیں مانگا۔ پھر انہوں نے ڈیٹائی ہے میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ تو نے ہی مجھے تباہ کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کیسے میں نے کہا کہ اول تو نے مجھے چانس ہی نہیں دیا اگر دیا بھی تو میرا نام بھی نہیں دیا۔ صرف یہی وجہ تھی کہ تو نے کہا فلاں کد ھر بھی جائیں گے ذلیل ہو گے ادھر ہی آئیں گے۔ رحم کر میرے مولا تو نے مجھے پیدا کیا اور تو ہی دعا سننے والا ہے۔ بخشدے مجھ سیاہ کار کو تیری رحمت بے پایاں ہے۔ اور اب میری ذلت کا وقت آرہا ہے۔ تو ہی بچانے والا ہے میری مراد دے اور رحم کر میرے اللہ) ——— (۱۷) ——— سترھویں (رات ۱:- میں روٹی کھا رہا ہوں اور ایک بہت بڑے صفہ جیسے کے اندر آدمی بیٹھے ہیں پھر صبح پڑھتے وقت تصور میں ایک آدمی اپنی پیٹھ پر ایک بہت بڑی مچھلی لاد کر لایا ہے اور میرے سامنے رکھ دی ہے پھر ایک بہت بڑا رنگی کا گولا ہے جو آسمان سے اترا ہے اور میں نے اپنا سینہ آگے کر دیا ہے مگر میرے روئیں گھڑے ہو گئے ہیں۔ (رحم کر میرے پروردگار اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے مجھ گنہگار پر رحم کر اور میری مراد دے تو ہی سب سے بڑھ کر مراد دینے والا ہے ——— (۱۸) ——— پڑھتے پڑھتے تصور میں ایک آدمی آیا اور اسکے ہاتھ میں ایک بہت بڑا قلمدان ہے میرے آگے رکھ کر کہ چلا گیا ہے اور ایک آدمی سامنے بیٹھے بیٹھے کہہ رہا ہے کہ آج تمکو ضرور مراد ملجائیگی۔ اللہ کے حکم سے۔ (میرے پاک رب مجھ پر رحم کر میری مراد بہت جلد دے اپنے فضل وکرم سے۔ تو ہی کرم کرنے والا ہے) قرآن شریف پڑھا ہے لیکن یہ یاد نہیں کہ کیا پڑھا ہے۔ پھر امیر بھائی کہتے ہیں کہ دیکھئے اب آپ کو ملنے والی ہے اسلئے میرا خیال ضرور رکھو۔ میرے ملک میں ایک ہندو ہے اور وہ حکیم ہے اسکے دواخانے میں ہیں اور مہمہ جیسے گئے ہیں میں کرسی پر بیٹھا ہوں اور وہ کھڑی ہے۔ میں نے پوچھا تو وہ کہتا ہے کہ کیا کروں میں جتنا کماتا ہوں ماسٹر صاحب اتنا ہی خرچ ہو جاتا ہے۔ تبی جل رہی ہے۔ بوتلیں، پھل اور انگور وغیرہ پڑے ہیں۔ تو میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے آپ کو چوک منڈی میں مایوس دیکھا تھا۔ اسکی یہ تعبیر ہے کہ مایوسی باعث کامیابی ہے۔ تو وہ بولا کہ ہاں ہمارے یہاں لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ہمارے یہاں بھی عربی میں لکھا ہے۔ اتنے میں اس نے بہت سارے انگور آم وغیرہ کاغذ میں لپٹے ہوئے دکھائے۔ میں نے ہاتھ لگایا تو کہتا ہے کہ یہ نہیں دونگا پھر دیکھا کہ وہ تو بہت سے دھیلے ہیں میں نے کہا کہ مجھے نہیں چاہیئے۔ پھر اس نے بہت سارے پھل باندھ کر مجھے دیئے کہ یہ لیتے جاؤ باہر نکلے تو موجیں کو دگر گئی ہے۔ میں دیکھا کہ شائد چوٹ لگی ہو۔ مگر وہ کھیل رہی ہے۔ وہ ہندو دیوار کے ساتھ مایوس کھڑا ہے۔ اسکی بہن آئی ہے تو وہ کہتا ہے کہ دیکھو میرے یہ دونوں لڑکے بعد میں ہیرو ہیں ایک کا نام کانتی لال ہے اور دوسرے کا نام گنگا رام ہے۔ کانتی لال گنگا رام سے کہتا ہے کہ اب ماسٹر صاحب کی عزت کرنی چاہیئے کیونکہ وہ پڑھتے ہیں تو گنگا رام مجھ سے کہتا ہے ایسی بات ہے تو میں نے کہا دیکھو گنگا رام تم پہلے سے عزت کرتے آئے ہو خدا تمہیں عزت سے رکھے۔ جو کسی کی عزت کرتا ہے خدا اسکی عزت کرتا ہے۔ پھر پڑھتے پڑھتے تصور میں آسمان سے بادل ہٹ کر پورا چاند نظر آیا (رحم کر میرے مولا ہر مصیبت زدہ کی مصیبت دور فرما۔ تو ہی سب سے بڑھ کر فضل کرنے والا ہے۔ میری مراد دے اپنی رحمت کے صدقے سے۔ تیری رحمت سے بڑھ کر مے رحم فرما رحم فرما) ———

(۱۹) انیسویں (رات ۱:- قرآن شریف پڑھا اور آنکھ لگ گئی تو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ اور میں ہوں لفظ

چاندی کے دو روپیہ تھے میں نے اسکو واپس کئے اور میں یہ کہہ کر مارنا چاہتا ہوں کہ تم میرا حق دبانا چاہتے ہو۔ اور اس نے عبدالرحمٰن کا بلی کو بلایا اور وہ یہ کہنا ہوا آیا کہ بنالیا ہوگا اور پھر مجھ سے کہتا ہے کہ تمہارے روپیہ تمہاری عورت کو میں دے آیا ہوں جو کہ ساڑھے پندرہ ہوتے تھے۔ تو مالک کہتا ہے کہ یہ تو لڑنے پر آمادہ ہے۔ میں نے کہا کہ مجھکو تو دو روپیہ ملے ہیں۔ کہا میں نے دو روپیہ کا کام کیا ہے؟ کیا میرا گانا دو روپیہ کا ہے کسی کے مقابلے میں مجھے کھڑا کر دو۔ لے آؤ مقابلہ ہو جائے دو کے ساتھ دو اور سلا کے دے رہا ہے۔ اور اس کے ہاتھ سے روپیہ بھی کر رہے ہیں جسکو میں اٹھا رہا ہوں وہ کہہ رہا ہے کہ یہ تمہارے نہیں ہیں۔ تب میں واپس کر رہا ہوں لیکن دو چونیاں چاندی کی لے لی ہیں۔ میرے پاس چار روپیہ اور دو چونیاں چاندی کی ہیں۔ (۱۱) ـــــ گیارھویں رات :۔ نانو بھائی ہے اور میں ہوں اور وہ نشے سر چڑھا ہے۔ وہ مجھ کو کہتا ہے کہ یہ اسٹوری ہے اور بے انتہا اچھی ہے۔ اسپاٹ چونا کو معلوم ہو جائیگا وہ وقت گیا کہ رشوت دیکر اپنا کام پاس کرا لیتے تھی۔ تو میں ایک آدمی کی سفارش کرنے کے لیئے بیٹھا ہوں لیکن نوکری کی بات نہیں ہوئی اور جس کے لیئے میں سفارش کرتا ہوں اتنے میں وہ مجھ سے کہتا ہے آکر کہ سیٹھ نے مجھکو نوکر رکھ لیا ہے۔ بولا ہے کہ ماسٹر بچا کر گیا ہے اسکو جانے دو اسکی جگہ ماسٹر جے سنگھ تم جواب دو کہ اب میرے پاس کیا ہے جو میں کروں تو میں نے نانو بھائی کی طرف دیکھا وہ کہتے ہیں کہ اسمیں کیرکٹر بہت ہی اچھے ہیں۔ میں نے کہا کہ اقبال بھی اچھا ہے تو وہ بولا کہ اچھا ہے۔ ـــــ (۱۲) ـــــ بارھویں رات :۔ دیکھا کہ روپیہ لے کر میں چلا تو عبدالرحمٰن کا بلی کہہ رہا ہے کہ۔ آخر یا لک تھانا پر راستہ میں اکھاڑا ہے وہاں اشرف خان بیٹھا ہے اور اسکے ساتھ شیر علی بھی ہے جو کہ بدمعاش ہے اور خاموش ہے۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ یہ اشرف خان جس چیز میں مرضی ہو مجھ سے مقابلہ کرلے تو وہ جیب ہے۔ اور سب نے کہا کہ پہلے لڑکے شاگردوں سے کشتی لڑیں۔ میں نے کہا کہ اچھا میں نے صبین کو چھوڑا۔ اس نے جاتے ہی اس کے شاگرد کو پکڑ کر گرا دیا ہے پھر میرا دوسرا ایک چھوٹا سا شاگرد نکلا ہے۔ اور اسنے بھی جاکر اسکے شاگرد کو گرا دیا ہے۔ اب سب چپ بیٹھے ہیں اور میں قرآن شریف پڑھ رہا ہوں (پاک ذات مجھ بدکار سیہ کار پر رحم کر اور بخشدے اور مراد دے۔ روزی اور رزق بے شمار عطا فرما اور پاک کرنے والا تو ہی ہے۔) ـــــ (۱۳) ـــــ تیرھویں رات :۔ زحل آخری ہے۔ مصطفےٰ نے تلے ہوئے انڈے میرے سامنے لاکر ایک پلیٹ میں رکھے۔ پھر میں اور ایک بہت خوبصورت لڑکا جو بہت اچھا صافہ باندھے ہوئے ہے جنگل میں کعبت کے پیچھے جا رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ صافہ میرے سامنے باندھ تو اسے باندھا میں نے کہا کہ میرے باندھ تب اس نے کہا کہ زور لگا کر آگے باندھونگا۔ میں نے کہا کہ ایک پیار تو دو پھر میں نے اسکا منہ چوم لیا۔ پھر میں توبہ توبہ کر رہا ہوں کیونکہ میں نے لڑکے کا منہ چوما ہے۔ بعد میں مجھے ایک سوئی ملی ہے۔ اور اس میں لال ریشم کا دھاگا پڑا ہے۔ اور بھی بہت سارے دھاگے زمین پر پڑے ہیں وہ میں نے اٹھا لیئے ہیں واللہ مجھے بچا دے۔) ـــــ (۱۴) ـــــ چودھویں رات :۔ ہمارے وطن سے میری سالی آئی ہے۔ اسکا چھوٹا سا بچہ مر گیا ہے پھر وہ خود مر گئی ہے۔ بعد میں ایک بوڑھا سا آدمی ہے۔ اور وہ میرے گھر میں بیمار پڑا ہے۔ ایک آدمی علاج پوچھنے آیا ہے اور اسکو میں نیچے تک چھوڑنے گیا ہوں۔ تو درا بجور لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ محلہ بھی ڈوموں کا ہے۔ مجھ کو بہت ہی غصہ آیا اور میں لڑنے پر تیار ہو گیا۔ پھر میں جب اوپر گیا تو وہ مریض کہتا ہے کہ تو کدھر گیا تھا میں نے کہا نیچے تو وہ کہتا ہے کہ میں تو اس جمعرات سے پہلے ہی مر جاؤنگا۔ تم میرے پاس بیٹھے رہا کرو اور وہ رونے لگا۔ ماں میں میری گود میں ہے اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ میں تو ہر وقت دعا کرتا ہوں آپ گھبراؤ نہیں۔ مروگے نہیں۔ تو وہ خوش ہوا اور مہربیں کا ہاتھ چوما۔ اور میں قرآن شریف کی سورہ طارق پڑھ رہا ہوں۔ (رحم کر مجھ پر میرے اللہ) ـــــ (۱۵) ـــــ پندرھویں رات :۔ میں اپنے ملک میں گیا ہوں تو اپنے بھائیوں سے خوب لڑا ہوں۔ جاتے وقت میرے ساتھ بھولا سنگھ اور میرا بھائی مجھے رخصت۔ اور تم نہار رہے ہیں۔ پھر مولا سنگھ نے ہوٹل میں سے ایک لیمن کی بوتل لیکر دی ہے۔ میں نے اسپر بسم اللہ شریف اور کلمہ شریف پڑھ کے اسکو دیا ہے۔ اس کے بعد آگے چلے ہیں۔ وہاں ایک گاؤں ہے وہاں ایک لڑکے کو ایک روپیہ میں نے دیا ہے۔ تو وہ مجھکو پیسے کم دیتا ہے۔ میں نے اسکو ڈانٹا تب اس نے میرا حق پورا کر دیا ہے۔ پھر چلے تو ایک محلہ آیا وہاں ایک حویلی میں عورتیں بیٹھی ہیں۔ یہاں دیکھا کہ میرے ساتھ ایک آدمی ہے وہ کہتا ہے کہ آج گوشت بہت ہی اچھا ہے۔ پھر وہ لڑکا ایک عورت کو لے آیا کہتا ہے کہ۔ اماں یہی ہے وہ آدمی۔ پھر باہر میدان میں ہے۔ ایک زمین بہت ہی وسیع ہے وہ آدمی کہتا ہے کہ میری ہے ادھر ڈاکخانہ بنا دونگا۔ پھر ایک پہاڑ پر درخت ہے اسپر گھنٹی بندھی ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ میری جگہ ہے۔ لیکن اب اسمیں ہندو نکلا دیوتا نکلا ہے۔ اور یہ اس کے بازو اور اگلی شکل ہے۔ اور یہ پہاڑ پھٹا ہوا ہے اسلیئے اس کے بدلے میں نے وہ زمین لی ہے۔ اور وہ دیدیا ہے۔ پھر اس نے درخت ہلایا تو گھنٹی کی آواز آئی۔ پھر ایک گھنٹی کو جسمیں وہ گھنٹی لٹکی ہے توڑ دیا ہے۔ پھر میں ایک جگہ گیا ہوں وہاں بھینس گائے کے ڈھانچے پڑے ہیں۔ اسپر میں نے پڑھ کر پھونکا ہے تو وہ کنواں سونے کا بن گیا ہے اس کو

L1935

سفر میں اللہ نے مجھ پر بہت احسان اور مہربانی کی ہے۔ اور اسکی بہت ہی تعریف کر رہا ہوں۔ کہ شکر ہے میں قرآن شریف ۲ دفعہ ختم کیا ہے اور میں نے اردو ترجمہ والا قرآن مجید بھی ختم کیا ہے اب ہر ایک مسئلہ باریک سے باریک میں جانتا ہوں۔ اور یہ امید ہے کہ ۱۸ دفعہ قرآن مجید ختم کرونگا پھر میں اپنے گھر گیا تو میرے بھائی نے میرے گھر کا دروازہ بند کر لیا ہے۔ میں نے اسکو بلایا اور اسکے ساتھ گالی گلوچ کیا اور کہا کہ بھائی ایسا کام کرتے ہیں جو۔ تم نے کیا ابھی تو میں زندہ ہوں۔ میں نے پھر کہا کہ میرا مکان دیتا ہے یا نہیں یا دعوی کروں اور قبضہ کراؤں تمکو۔ تب وہ عورتوں کو کہنے لگا کہ دیکھو یہ لڑتا ہے۔ پھر وہ نیچے گیا اور میرے ہاتھوں میں مہندی ہے جو کہ دو تین ماہ کی ہے۔ تو میں اوپر ہی سے اسکو کہہ رہا ہوں کہ اوپر آ جواب دے۔ کہ یہ گھر تیرا ہے یا میرا تو وہ آہستہ سے بولا کہ میرا ہے۔ پھر میں آہستہ سے نیچے اترا اور میں نے اسکو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا ہے اور لڑنے مرنے پر تیار ہوں۔ پھر میں نے کہا کہ ذرا دیکھا ہوں کہ میرا ہے کہ تیرا جیسے تیری مرضی ہو۔ میری لڑکی خورشید بھی گالیاں دے رہی ہے۔ میں نے اسے ڈانٹا کہ میں تو تو چپ رہ تیرا تو چچا ہے پھر قسم دادات میرے پاس پڑی ہے۔ اور جنی بخش میری لڑکی مہر جبیں کو اٹھائے ہوئے ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ یہ خط پڑھو اور اسکے پاس سفید لفافہ ہے۔ پھر پولیس کے چار پانچ سپاہی کندھے پر بندوق رکھے ہوئے چلے جا رہے ہیں (میرے مولا میرے گناہ بخشدے۔ اور مجھ پر رحم فرما۔)

(۲۵) ــــــ پچیسویں رات

ــــ میں کہہ رہا ہوں کہ میرا سر پھٹ گیا۔ تو کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ یک سو خیال کرنے کے لئے بہت ہی کوشش اور سعی لازمی ہے۔ پھر پگڑی باندھے تو مناسب ہے۔ (پروردگار عالم مجھ پر رحم کر۔ ــــــــ دیکھا)۔ ایک اسٹیج ہے بہت سے لوگ بیٹھے ہیں اور ایک بوڑھے سے آدمی نے چاندی کا ایک روپیہ میرے پاس پھینکا ہے جو میں نے لے لیا ہے پھر اسی آدمی نے کہا کہ ٹھہرو۔ میں سنوں تو وہاں ہارمونیم پڑی ہے۔ میں بجانے کو تیار ہوا اور ایک آدمی پیچھے سے کہا کہ تم جاکر جلدی سے چائے لاؤ۔ میرا نام لینا پھر اسنے میری بہت تعریف کی اور اسی میں مجھے انعام ملا۔ پھر میں نے ملتانی راگ کی تیاری کی تو وہ سیدھا اٹھا اور چل پڑا۔ راستہ میں وہ مجھ سے کہتا ہے کہ اپنی لڑکی فلاں کو نہ دو میں نے کہا کہ میں نے تو فلاں کو کہا ہے پھر کہنے لگا کہ تم مجھکو کیا سمجھتے ہو۔ میں نے کہا کہ تم بڑی مستی ہو آپ کے جیسا کوئی نہیں لیکن آنکھوں میں آنسو بھرے ہیں اور میں نے کہا کہ آپ بزرگ ہیں تو بولا کہ شاباش تم نیک آدمی ہو۔ جب میں نے شراب مانگوں تو دو گلاس دینا۔ پھر دیکھا کہ بہت بڑی زمین ہے وہاں جوتی پڑی ہے۔ اور وہاں ہرے ہرے بوٹے بھی لگے ہیں اور کوئی کوئی پتے ہیں۔ جو تھوڑے ہیں وہ آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ یہ جو بوٹے ہیں جب انکا ٹائم آتا ہے تب یہ لکھ پتی اور کروڑ پتی ہوتے ہیں۔

(۲۶) ــــــ چھبیسویں رات: میری ساس کہہ رہی ہے کہ ہیرو میں تمہارا کھانا پکاؤں گی۔ اور تمکو کھلاؤنگی پھر میں دال روٹی کھا رہا ہوں۔ پھر کوئی میرے منہ میں نوالہ دے رہا ہے۔ پھر ایک سینما لگا ہے۔ اس میں ایک فلم لگا ہے جو کہ میرا ہے۔ ہیرو کو میں نے کہا دیکھ میرا گانا ہو رہا ہے جو کہ یہ ہے ع تعظیم سے لیتا ہے خدا نام محمد ﷺ تو ہیرو نے کہا کہ یہ گانا تو کچھ گندا ہے۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ میرے گھر کے درمیان میں ایک سفید چادر [illegible] ہے۔ کہ میری ہے اور اسکے اردگرد خواجہ اجمیر پاک اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری اور بھی بہت سے بزرگ بیٹھے ہیں [illegible] اس سفید چادر پر میں دانے ڈال رہا ہوں۔ (رائے میرے رب آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے مجھ سیاہ کار و بدکار کی سن لے۔)

(۲۷) ــــــ ستائیسویں رات۔ کوئی مکان ہے اسمیں آدمی بیٹھے ہیں اور میں ہاتھ اٹھائے یہ دعا مانگ رہا ہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ كَمَا كَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ پھر میں نے ایک لڑکے سے کہا کہ وہ لکڑی دوسرے کمرے سے اٹھا لائے۔ وہ بولا کہ آپ ہی نکل چلے جاؤ۔ میں گیا تو دونوں لکڑیاں اٹھا لایا۔ پھر لوگوں کو خوش دیکھا کہ سب کے سب کہتے ہیں کہ سبحان اللہ پھر اٹھے اور چلے تو میں بھی ساتھ ہوں۔ وہ دونوں لکڑیاں لیکر جا رہے ہیں۔ تو ہندوؤں کا مندر آتا ہے اسمیں ہندو لوگ گا رہے ہیں (رام رام، رب رحیم جو مجھے دیتا ہے وہ ظاہر کر)۔

(۲۸) ــــــ ایک پٹھان بوتل کھول کر میرے پاس رکھ گیا ہے اور میری ساس چائے کا بھرا ہوا پیالہ میرے پاس رکھ گئی ہے۔ پھر دیکھا کہ دادر اسٹیشن پر گاڑی آئی ہے میں اپنے گھر کے سامان سمیت اترا ہوں۔ سامان بیس کر سیال، کوچ، پیٹیاں ہیں میرے پاس بلٹی ہے اور ماسٹر کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ تاکہ دکھا کر سامان پلیٹ فارم سے باہر نکال لوں۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ شائد بوجھ بہت ہو اور بکھیڑے۔ میں نے کہا کہ کیسے بکھیڑے گا۔ پھر سامان لیجاتے وقت شکریہ کے الفاظ زبان پر تھے۔ پھر ایک بہت ہی اچھے مکان میں میں اپنی عورت کے ساتھ ہوں میری عورت کہہ رہی ہے کہ کہیں کام کیلئے جاؤ۔ حالت بہت خراب ہے تو میں [illegible] بہت

خاتمہ ہی فرما رہے ہیں۔ پھر کبھی کاروبار ہے اور لڑائی کی بات ہو رہی ہے کتنے جہاز پر جا رہے ہیں۔ میں بھی دیکھنے گیا ہوں۔ تو ایک بھی جہاز دریا میں نہیں ہے۔ صرف لمبے لمبے بہت سے جہاز دور نظر آ رہے ہیں۔ پھر دیکھا کہ دو جہاز ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں اور پاس ہی کنارے پر بہت سی عورتیں رو رہی ہیں۔ اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ آج جمعرات کی بازار میں اچھی بکری ہے (۱۷) میرے پاک رب تو رحم فرما مجھ عاصی پر اور میری والدین و دنیا کی عطاء فرما۔ اور تو ہی سب سے بڑھ کر مراد عطاء فرمانے والا ہے ——— (۲۰) ——— بیسویں رات۔ میں اپنے گھر میں قرآن شریف پڑھ رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ قرآن شریف کو اس نے ایسا سخت ہاتھ لگایا کہ قرآن شریف ہی پھٹ گیا۔ اور میں بہت غصہ ہوا ہوں اور وہ اٹھ کر چلا گیا ہے کہہ رہا ہوں کہ تم آئندہ میری کسی چیز کو ہاتھ مت لگانا۔ تمنے قصداً یہ کام کیا ہے۔ پھر میں نے اٹھ کر پنکھڑکی کو کھولا تاکہ روشنی ہو جائے اور میں دیکھ لوں کہ کتنا قرآن شریف پھٹا ہے۔ پھر دوسری کھڑکی کھولی اور پھر تیسری کھڑکی کھولی۔ تب دیکھا تو قرآن شریف بہت پھٹا ہوا ہے۔ اس کے بعد ایک جوان مہترانی آئی اور مجھ سے لپٹ گئی لیکن اسکے ساتھ اسکا مرد بھی ہے۔ میں اپنے مرد سے کہہ رہا ہوں کہ میں اسے اپنی فوز رشید جیسی سمجھتا ہوں۔ پھر اسنے کہا کہ جی ہاں پھر میں بازار گیا دیکھا کہ ایک آدمی ہندو ناتھ جی سے یہ کہہ رہا ہے کہ یہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب ہیں۔ اس نے کہا کہ کون اور مجھ کو پیچھے سے پکڑ لیا۔ پھر میرے کمرے میں میرا بھتیجا غلام علی گا رہا ہے۔ ناتھ کہہ رہا ہے کہ میں عبدالرحمٰن کمینی میں گیا تو وہ کہنے لگا کہ تم رہزن تو مفت تنخواہ دو گے۔ لیکن میرے گورو جی نے نہیں آنے دیا۔ اب آیا ہوں اب ہندو مسلمان لڑائیں گے وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ مجھ سے بھی لڑا تھا۔ مگر میں نے خوب مارا ہے۔ پھر وہ گانا بھی گاتا ہے پھر میں ایک رستہ پر جا رہا ہوں۔ وہاں پر افراتفری بہت پڑی ہے میں یہیں رہ گیا ہوں۔ اور عبدالرحمٰن مالک کہتا ہے کہ رحم کر میرے مولا مجھ پر فضل فرما تو ہی رحم و فضل فرمانے والا ہے تو ہی پاک ذات ہے) ——— (۲۱) ——— اکیسویں رات:۔ پہاڑ پر ایک برات چلی آ رہی ہے اور دریا کی طرف جا رہی ہے میں اور ایک آدمی اور اس برات کے پاس گرتے پڑتے پہنچے ہیں۔ پھر میں ایک سائیکل پر سوار ہوں وہ میرے پیچھے تسمے سے بندھا ہوتا ہے۔ اور سڑک صاف ہے جو بمبئی کی معلوم ہوتی ہے۔ پھر دو پارٹیاں ہیں ایک مجھے سکھ ہونچانے والی دوسری دکھ پہونچانیوالی اتنے میں علی بخش ماسٹر کا بھائی آیا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے خواب آیا ہے کہ میں مر گیا ہوں اور نبی پاک نے میرا جنازہ پڑھایا ہے (میں نے کہا کہ بس تو پاک ہو گیا۔ ——— (۲۲) ——— بائیسویں رات:۔ ایک حویلی ہے اسمیں ایک مکان ہے۔ اوپر سے کھلا ہوا ہے میں اس کے اندر گیا ہوں دیکھتا ہوں کہ ایک کالا دیو دیکھ جیسا پڑا ہے اس نے مجھ پر حملہ کیا تو میں نے اسکو تھپڑ مارا۔ وہ گر گیا۔ پھر دوسرا آیا وہ کہنے لگا کہ ہم اسکے بھائی ہیں اس نے بھی مجھ پر حملہ کیا میں نے اسکو بھی مارا وہ بھی گر گیا۔ پھر دیکھا کہ وہ تالاب ہے، اور فوارہ چل رہا ہے پھر دیکھا کہ میری عورت ہے اور ایک مرد پڑا ہے میرے گھر میں لال کپڑا اوڑھے ہوئے۔ میری ساس آئی ہے میں رو رہا ہوں۔ پھر نانا جان آیا ہے میرے مکان میں سر پر کالی ٹوپی اور سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور اقبال سے کہہ رہا ہے کہ چلو کام پر چلو۔ اسنے جواب دیا کہ ہم کام پر کیسے جائیں۔ اب آپ ماسٹر جی سے بات کرو۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اب آپ کام پر چلو۔ میں نے کہا بیٹھ تمنے ہماری قدر نہیں کی ورنہ ہم کیونکر چھوڑتے۔ وہ بولا کیسے میں نے کہا کہ میں نے آپ سے ایک چانس مانگا تھا وہ بھی آپ نہ دیکے۔ تو کہنے لگے کہ اب تو جرم کہو گے وہ میں مانوں گا۔ میں نے کہا کہ میں یہ لکھ دیتا ہوں کہ اب کو ہمارے جیسے غریب اور بے زبان نہ ملیں گے۔ وہ بولا یہی تو بات ہے خیر اب چلو۔ میں نے کہا کہ بیٹھ جی پھر سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ پھر آپ کہو کہ نہیں۔ تو وہ دروازے سے نکلتے نکلتے کہتا ہے کہ اگر ایسا کرنا ہوتا تو میں کیوں آتا۔ جو تمکو چاہیے میں دیتا ہوں۔ چاہے چانس ہیرو کا لو چلو۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ یہ بچہ اس چاند میں ہونے والا ہے اقبال بھی خلیفہ ہو جائے گی۔ تو بس اب تم جو کہتے ہو وہی ہو گا۔ پھر جیسے مہتہ میں کو کوئی کہتا ہے کہ تمھارا باپ بہت دولت مند ہے۔ میرے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر کہتا ہے کہ دیکھ یہ سب دولت ہے (رحم کر میرے مولا مجھ سیاہ کار پر اور میری مراد دے تو ہی بخشنے والا ہے۔) ——— (۲۳) ——— تیئیسویں رات:۔ دیکھا کہ میں اور ایک آدمی اور مہتہ سے بات کر رہے ہیں۔ نیچے سے پولیس اور تھانیدار نے آواز دی۔ تو اس نے کہا کہ آپ چوتھی منزل کے سنڈاس میں بیٹھ جاؤ میں جواب دونگا پھر ہم اترنے لگے تو اسنے کہا یہ بھی سٹہ کھیلتا ہے کیا نکلا یہ پوچھنے آیا تھا (رحم کر آقا مجھ گنہگار پر تو ہی رحم کرنے والا ہے سب سے بڑھکر اور میرے سب کام سنوار دے اپنے فضل و کرم سے جو کچھ تو نے مجھ کو دیا ہے اسکو اپنے حبیب کے صدقہ اور اپنی بزرگی کے صدقہ میں مجھے عطا فرما۔ اور مجھ پر عطا فرما تو ہی غفور الرحیم ہے) ——— (۲۴) ——— چوبیسویں رات:۔ میں اپنے بھائی مولا بخش کے گھر گیا ہوں تو وہ وہاں چارپائی پر بیٹھا ہے اور وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ اور چارپائی پر سفید چادر بچھی ہوئی ہے اور میں بیٹھا ہوں۔ اور اس سے کہہ رہا ہوں کہ اس

کام بنا ہوا ہے۔ میں نے چرواہے سے کہا کہ یہ مارے گا تو نہیں۔ اس نے کہا کہ معاذ تم اپنی فکر خود کرو۔ میں بمشکل گھوڑے پر قابو پاکر چڑھ ہی بیٹھا۔ پیچھے وہی گائے بھینسیں ہیں۔ چلتے چلتے ایک حویلی آئی میں اس کے اندر گھسنے لگا تو ایک کالی گائے نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر میں بچ گیا اور میں اندر چلا ہی جا رہا ہوں۔ وہ گائے بھی میرے پیچھے پیچھے ہے اور سالہ ہی وہ چھوٹا سا بچہ بھی ہے۔ پھر ایک آدمی دکھائی پڑا۔ میں نے اس سے کہا کہ دیکھو یہ میرے پیچھے آرہی ہے۔ اس نے اس گائے کے ایک ڈنڈا مارا تو وہ واپس بھاگ گئی۔ پھر میں وہاں جاتا ہوں تو واقعی گانا ہو رہا ہے۔ اور سید قطب شاہ بھی ہیں۔ پھر ایک مسجد میں حوض دیکھا۔ (اے میرے اللہ اس بیکس کی فریاد سن۔ میری مراد بر آئے) ——— دوسری رات ۱۔ دیکھا کہ ایک سنہری چمک ہوئی ہے پھر چار منزلہ ایک مکان ہے اور اسکے نیچے کے حصہ میں ہم رہتے ہیں۔ اور مالک مکان چوتھی منزل پر رہتا ہے۔ مالک مکان نے ایک آدمی کو میری عورت کے بلانے کے واسطے بھیجا۔ اس نے آتے ہی کہا کہ مکان والا تیری عورت کو بے عزت کرنے کے لئے بلاتا ہے۔ تو میں نے پولیس کو فوراً خبر کر دی۔ تھوڑی ہی دیر گذری ہوگی کہ پولیس سیٹی بجاتی ہوئی آگئی۔ میں نے اوپر چڑھنے کا اشارہ کیا۔ ابھی وہ آدمی اور اقبال چوتھی منزل کی آخری سیڑھی پر ہی پہنچے ہوں گے کہ ہم سب بھی پہونچ گئے۔ پولیس افسر نے مالک مکان سے سوال کیا کہ تو نے اس کی عورت کو کیوں بلایا ہے تو وہ چپ ہے۔ پھر پولیس افسر نے مجھ سے پوچھا کہ یہ عورت تمہاری ہے میں نے کہا جی ہاں پھر پولیس افسر نے مالک مکان کو بہت برا بھلا کہا۔ اور مارا۔ (رب العلیٰ مجھے رزق اور روشنی عطا فرما) ——— تیسری رات: مومنین اور میں اپنے دروازے کے سامنے دال اور روٹی کھا رہے ہیں۔ پھر دیکھا ایک مکان میں سب سوئے ہوئے ہیں۔ اور میری عورت میرے ساتھ لیٹی ہوئی ہے۔ پھر دیکھتا ہوں تو سفید کپڑے پہنے ہوئے چارپائی پر بیٹھی ہے۔ اور اسکا بھائی چارپائی کے نیچے سے سر نکال کر ہنس رہا ہے اور اس مکان میں روشنی ہے۔ پھر دیکھا کہ میرے کپڑوں میں اتنی جوئیں ہیں کہ میرے منہ ۔۔۔ میں گھسی جا رہی ہیں۔ میں اپنی عورت سے کہہ رہا ہوں کہ دیکھ کتنی جوئیں ہیں میرے کپڑے میں تو بس گوشت روٹی کی پڑ رہتی ہے۔ تب وہ نوچنے لگی اسکے بعد میری عورت پھلی مل رہی ہے۔ اور مجھے کہہ رہی ہے کہ دیکھو کتنی اچھی تلی ہے۔ پھر ایک عورت کو دیکھا تو وہ پائخانہ میں جا رہی ہے۔ پھر میں زری کا لباس پہنے ہوئے ہوں۔ میرے سر پر تاج ہے اور داڑھی اور سر کے بال سفید ہیں۔ ایک نائلک سٹیج ہے اور وہاں ایک کرسی پر نثار زریں کپڑے پہنے ہوئے سر سے ننگا بیٹھا ہوا ہے ہنس رہا ہے ادھر ٹہل رہا ہے میں بھی اسکے پاس ایک میز پر بیٹھ گیا اور باتیں ہو رہی ہیں۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ یار مجھے تو توی امید تھی کہ تو بڑا گویا بن گیا ہوگا۔ مگر تو تو کچھ بھی نہیں اور وہ ہنس رہا ہے اور کہتا ہے کہ اگر ہمارے گانے قرآن شریف سے سچ ثابت ہو جائیں تو پھر کیا بات ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بہت اچھا۔ پھر دیکھا کہ شوا مہندر و آیا اور اسنے نثار کو کچھ دیا ہے۔ میں نے شوا سے اسکی ایک بات کہی ہے تو اس نے مذاق سے میری داڑھی کے بال نوچ لیے۔ اور پھر لگا دیئے۔ میں اٹھکر اسٹیج پر گیا یہاں ہرے ہرے پودے اور بہت روشنی ہے۔ اور میرے پاس لوگ آتے جاتے ہیں میں حیران ہوں کہ کب جاؤں گا۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ ذرا ٹھہرو۔ پھر سین لیا گیا۔ میں نکلا مجھے ایک آدمی پر غیر کرنا ہے۔ میرے پاس پستول نہیں ہے۔ تو میں نے ہاتھ کا پستول بنا کر اسے اس آدمی پر فیر کیا تو وہ آدمی گر پڑا اور میں حیران ہوں کہ بغیر پستول کے فائر کیسے ہوا۔ اور وہ کیسے گرا پھر دیکھا کہ میرا کام وزیر کا ہے۔ پھر میں اسٹیج سے اتر کر دیکھا کہ نثار دروازہ پر بیٹھا ہے۔ (یا پروردگار تو ہی بے کسوں کا مددگار ہے اب تیرے سوا کوئی نہیں ظالم ظلم کرتا ہے اسکو نیک ہدایت دے اور مجھ پر رحم فرما) ——— چوتھی رات:۔ دو دروازوں کا مقابلہ ہے۔ ایک ٹیڑھا اور ایک سیدھا ہے۔ کہنے والے نے کہا کہ دیکھو کون آگے بڑھتا ہے۔ پھر میں نے ایک جگہ موٹروں کا مقابلہ دیکھا۔ اس میں بھی میرے خیال کے مطابق اللہ نے کامیابی دی ہے۔ پھر دیکھا کہ میں ایک مکان میں ہوں اور میری لڑکی خورشید آرا ہے۔ دھاگہ ہاتھ میں ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ اے گر جائے گی۔ لیکن وہ گری نہیں اور میں اس کے پاس پہونچ گیا۔ پھر ایک جگہ ممبری کے واسطے ووٹ پڑنے والے ہیں۔ اور ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ کلی شاہ اور سیٹھ علی بخش کا مقابلہ ہے۔ میں نے کہا کہ میرے ووٹ بھی میں ہیں پھر یہاں کوئی نہیں۔ یہ تو ایک چھوٹی منڈی ہے پھر میری آنکھ کھل گئی (یہ میں مقابلے ہوئے اللہ پاک نے مجھے مہینوں میں کامیاب فرمایا۔ اے میرے پاک رب اپنے فضل و کرم سے میرا قلب روشن فرما۔ پھر دیکھا کہ دو ستارے روشن ہیں۔ اور میں چینی کی کشوری میں چوری کھا رہا ہوں۔) ——— پانچویں رات ۔ کچھ نظارہ دیکھا اور یہ آواز آئی کہ (تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ) ۔ مجھے تمکو عزت دی۔ پھر میں اپنے مولوی صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ یہ آیت پڑھی ہے مگر ذرا شک ہے مجھے کہ میں جھوٹ نہ کہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ۔ اللہ معاف کرتا ہے

خراب ہے۔ تو میں گنڈا پکڑ کر بہت آسانی سے پیچھے سے اترا ہوں۔ میری دونوں بھاوج اور بھائی نے دیکھا۔ تو میں بازار گیا وہاں ایک مہندملا۔ کیا حال ہے۔ میں نے کہا قرضہ دینا ہے اور تکلیف میں ہوں۔ تو وہ اپنی دکان سے نوٹوں کے دو بنڈل بڑے بڑے لایا جو بالکل نئے تھے۔ اور اس نے مجھ کو دیئے اور خود ایک بنڈل کھول کر چھپا کر لانے چلا گیا ہے۔ اتنے میں ایک لڑکا چوری کرنے کی غرض سے آیا۔ میں نے اسے ڈانٹا تو وہ بھاگ گیا۔ اس نے آکر پوچھا کہ کہیں زیادہ تو تم نے نہیں لے لیے۔ میں نے کہا نہیں صاحب آپ نے تو تین نوٹ پانچ پانچ کے اور پندرہ چاندی کے دیئے ہیں۔ پھر میری ساس آئی ہے کہ مجھ کو خرچہ دو۔ میرے پاس اب تم ہو گیا ہے۔ میرا سوائے تمہارے اب کوئی نہیں۔ تو میں نے چاندی کے آٹھ روپیہ اسکو دیئے ہیں۔ اور باقی روپیہ قرضہ کے دیئے۔ بالکل فارغ ہو کر میں چلا تو پھر وہی پیچھے کی باری کا کنڈا پکڑ کر اوپر چڑھا۔ اور وہ تینوں وہیں بیٹھے ہوئے لکھ رہے ہیں (مولائے کریم میرے سارے کام سنوار دے میں نے اپنے سارے کام تیرے ہی سپرد کر دیئے ہیں۔ ہر آنے والی مصیبت اور تکلیف سے نجات دے)

(۲۹) انتیسویں رات:۔ پڑھتے پڑھتے تصور میں کوئی کہہ رہا ہے کہ تم بہت خوبصورت ہونے والی ہے۔ پھر دیکھا کہ نانو بھائی مجھ کو ساتھ لے جا کر ایک مکان دکھا رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ جو جگہ بھی تمکو پسند ہو قرآن شریف پڑھنے کے لیئے لے لو۔ میں نے تیسری منزل پسند کی اس نے کہا لے لو۔ اوپر میں رہوں گا۔ پھر میں نے کہا کہ کھیل تو شروع ہونے والا ہے مگر ڈریس کا کیا کیا جائے۔ تو کہتا ہے کہ آپ خود مختار ہیں جو مرضی میں آئے کرو۔ اتنے میں محمد بخش درزی پشاوری میرے بھائی علم الدین کو کہتا ہے کہ سیٹھ نے تو علی بخش کو پورا اختیار دیا ہے۔ مگر آپ ذرا علی بخش کو کہو کہ پورا ڈریس تو تیار ہے آپ اسکو ایکدن پہنے رہیں گے پھر اتار دیں گے۔ اگر آپ پانچ سات دن ٹھہر جائیں تو میں زری کا ڈریس ایسا بنا دونگا کہ آپ ہمیشہ پہنے رہیں گے۔ میرے بھائی نے مجھ کو بولا کہ کیا حرج ہے پانچ سات دن ٹھہر جاؤ تو میں نے کہا اچھا۔ (اے میرے مالک رحم فرما تیری ہی طرف رجوع ہوں۔) (۳۰) تیسویں رات:۔ پڑھتے پڑھتے تصور میں اپنی شکل نظر آئی۔ پھر دیکھا کہ مصطفےٰ اپکا ہوا گونست بانٹ رہا ہے اور وہ ہم کو بھی دیگا۔ پھر کچھ اور بھی دیکھا لیکن یاد نہیں اور ایک آدمی دوسرے آدمی کو گھوڑے پر چڑھ سوار ہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ چاند پورا ہے۔ آدا دھر ہے اور آدھا اُدھر ہے۔ پھر میرے قلب سے سفید قسم کا دھواں نکلا اور سیدھا اوپر گیا۔ پھر حلوائی کی دوکان دیکھی کہ گھی کا کڑھاؤ چڑھا ہوا ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک مکان کے اندر نواڑ کی چارپائی بچھی ہوئی ہے۔ اس پر میں اور میری عورت بیٹھے ہیں دروازہ کھلا ہوا ہے۔ باہر سے ایک اجنبی کالا آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میں تو آگیا دہانسے۔ میں نے کہا کہانسے بولا اس گاؤں سے۔ میں نے پوچھا کس گاؤں سے بولا کہ گاؤں کا نام تو معلوم نہیں پر ہاں دریا کے پار ہے۔ میں نے کہا کہ پڑھا دو خان اور سلام علے کے یہاں سے تو کہا جی ہاں۔ تب میں نے کہا کہ ہم کو بھی اب کچھ بجائے گا اسکی وہاں شادی تیار ہے ہمیں بہت انتظار تھا۔ میں میراسی ہوں اطلاع دینے آیا ہوں۔ یہ کہہ کر لگا اسی چارپائی پر بیٹھنے۔ میں نے اسکو منع کیا مگر وہ نہ مانا۔ میں اسکو نہایت ہی غصہ میں گالیاں دیں اور دو چار گھونسہ بھی مارے۔ جب وہ نیچے پڑھی پر بیٹھا مگر میں برابر اسے کہہ رہا ہوں کہ تم ادمیوں میں بھی بیٹھے ہو یا سؤروں میں بیٹھے ہو۔ تو نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ چارپائی پر میری عورت بیٹھی ہے۔ اور وہ بولا کہ میں بیٹھا ہی نہیں تھا۔ میں نے کہا تم نہیں جھوٹ بولتے ہوئے اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتا ہے۔ تب کہنے لگا ہاں میری غلطی ہے۔ بیٹھا تھا اب اس سے اور باتیں شروع ہو گئیں۔ مگر میں اس کے سر پر سوار رہوں۔ (رحم فرما پاک بے نیاز تو ہی میرے قلب کو روشن کر)

رجب المرجب ۱۳۵۴ھ

پہلی رات:۔ پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں ایک آدمی نے آکر مجھے سلام کیا۔ میں نے کہا وعلیکم السلام۔ بہت اوپر سے گانے کی آواز آرہی ہے۔ میں نے اس آدمی سے پوچھا کہ یہ کون گا رہا ہے۔ جواب ملا کہ ایک رباب والا گاتا ہے اور بھی گوئیے آئے ہوئے ہیں۔ چونکہ آج سید قطب شاہ آئے ہیں۔ میں نے بھی اچھا کہہ کر سلام کیا اور پھر چڑھنا شروع کر دیا۔ اس آدمی نے وعلیکم السلام کہا اور یہ بھی کہا کہ خوش رہو۔ اب دیکھا ایک گائے بھینس بھی چڑھ رہی ہے اور ان کے آگے ایک لال رنگ کا گھوڑا ایک دم سجا ہوا ہے۔ اسکے سر پر سفید رنگ کی کوڑیوں کا

جاری کرنا میں نے کہا اچھا۔ (۹) نویں رات:۔ دیکھا کہ میرے ساتھ خورشید اور مہ جبیں ہیں۔ اور میں مکان ڈھونڈ رہا ہوں۔ ایک پارسی کا مکان جو بالکل نیا ہے اسمیں سب رہنے والے مسلمان ہیں۔ میں نے تیسری منزل پر مکان پسند کیا۔ پھر میں نے مالک مکان سے کہا کہ بلب ذرا بڑا ہی لگانا تاکہ روشنی اچھی ہو۔ تو وہ کہتا ہے کہ ایسا ہی ملیگا کیوں کہ آپ اکیلے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ساتھ بال بچے ہیں۔ جب میں نیچے اترنے لگا تو دیکھا کہ نیچے کے مکان میں سبزی جل رہی ہے اور اسکے نیچے مالک مکان کا مکان ہے جو بہت صاف ہے تکیئے وغیرہ لگے ہوئے ہیں۔ اور مالک مکان ضعیف العمر ہیں۔ اسکانوکر بولا کہ معاف کرنا آپ میرے لیئے دوسری جگہ نوکری کا بندوبست کردو۔ میں یہاں بہت تنگ ہوں میں نے کہا اچھا۔ پھر ایک آدمی نے پوچھا مکان لے لیا۔ میں نے کہا نہیں کیونکہ ابھی بیکار ہیں جب نوکری ملے گی لیں گے۔ صرف دیکھنے آیا تھا۔ (معاف فرمائے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے۔ تو ہی ثنا و صفت کے لائق ہے) (۱۰) دسویں رات:۔ ایک پہاڑ پر میں اور میرا چھوٹا بھائی قمرالدین اور میری عورت جا رہے ہیں میں اکیلا ہوں۔ اور وہ دونوں ساتھ ہیں۔ ان کے راستہ میں کچھ رکاوٹ پیدا ہوئی تو مجھے دیکھنے لگے۔ میں نے کہا میرے پیچھے آؤ۔ وہ واپس ہوتے ہوئے میرے پیچھے ہو لیئے۔ آگے ایک کنواں نظر آیا۔ وہاں بہت سے لوگ ڈول سے پانی بھر رہے تھے۔ پھر دیکھا کہ میں بولو دیکھنے گیا ہوں۔ کشمیر کے راجاؤں کا کھیل ہے:۔ اسمیں میں بھی شامل ہوں اور بزرگ بھی شامل ہیں۔ پھر دیکھا کہ ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور شکار کھیل رہا ہوں۔ میرے ساتھ غلام جیلانی بھی ہیں۔ دیکھ رہے ہیں کہ اگر راجہ بھی بغیر اجازت کے گھر جائے تو چھوٹے بڑے سب ناراض ہوتے ہیں۔ میری طرف اشارہ کیا کہ یہ بڑے آدمی نہیں۔ اتوار کے دن چلو میں تمکو دکھاؤں گا۔ پھر ہم خواجہ صاحب کے دربار میں ہیں۔ اور تصویریں پڑی ہیں میں نے اپنی تصویر اٹھا کر غلام جیلانی کے سامنے رکھدی۔ پھر دوسری تصویر کو جو اٹھا کر دیکھا تو وہ بھی میری ہی تصویر ہے (آئے دونوں جہاں کے مالک تیرا ہی فضل و کرم درکار ہے۔ میرے گناہ معاف فرما) (۱۱) گیارھویں رات:۔ میں ہوں اور میری عورت ہے۔ میں گوشت روٹی کھا کے آرام سے آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک ہندو آیا پھر دوسرا ہندو آیا۔ پہلے ہندو کو دوسرا ہندو بیٹھا کر نیچے لیگیا دونوں میں کچھ تکرار ہوئی۔ ہماری اگاسی میں سے عورتیں تماشہ دیکھ رہی ہیں۔ میں نے پڑوسی سے گلہ کیا اور اسکے چچا حسین بخش کو رو رو کے فریاد کر رہا ہوں کہ اسی نے اور اسکی عورت نے ہمکو بہت تنگ کیا ہے۔ جو کام ہم کرتے ہیں وہی کام وہ بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ سچ سچ ہے اور جھوٹ جھوٹ ہے۔ اور اسکی چھوٹی سالی آئی ہے۔ جان کر شرارت کرتی ہے۔ میں نے کہا کہ آئندہ نہ کرنا ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ میں اسکے چچا سے بولا کہ یار کچھ تو انصاف کر۔ تو وہ کہتا ہے کہ یار کچھ بھی ہو جائے میں تو حق بات کہوں گا۔ پھر دیکھا کہ ایک موٹر ہے اسکے پہیے زمین سے الگ ہیں اور اسکی باڈی کو بڑھایا جا رہا ہے اسکے اندر بڑا سا ایمپ ڈالا ہے۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسکو ریل گاڑی جتنا بڑا کرنا ہے پھر اس سے سڑکوں پر پانی چھڑکا جائے گا۔ پھر حسین بخش نے مجھ سے پوچھا کہ آخر کام میں رکاوٹ کیوں ہوئی۔ میں نے کہا کہ یہ اس مولوی کی شرارت ہے۔ اس نے کہا پھر کیا ہوا۔ میں نے کہا کہ وہ جھوٹا پڑ گیا تو اسنے کہا کہ تم کو تو فلک کی بھی خبر ہوگی۔ بلکہ بتانے والے نے بتا دیا ہوگا۔ (فضل فرمانا تو ہی سب سے بڑھ کر فضل فرمانے والا ہے) ایک شخص ہے جو مجھ پر ظلم کرتا ہے ہم دونوں نے نماز پڑھی۔ پھر میں نے کوئی ایسا لفظ کہا ہے کہ جس سے وہ مغلوب ہوا ہے۔ اور کوئی مجھے کہہ رہا ہے کہ تو غالب ہے اور میں مغلوب ہوں۔ پھر کسی نے بتی روشن کر کے میرے سامنے رکھدی ہے اور وہ جلتے جلتے آگ کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ ..... پڑھتے پڑھتے تصور میں کیا دیکھتا ہوں کہ بادام سے میری جھولی بھری ہوئی ہے اور میں کھا رہا ہوں۔ اور میری دونوں لڑکیوں کے بیچ میں ایک بچہ ہے (لائے پیدا کرنے والے اپنے حبیب کے صدقہ سے میرا قلب پر ضیا بنا دے میں صرف تیری ذات کا تقوے کر کے بیٹھا ہوں۔ اور دنیا والے دیکھ رہے ہیں کہ کب بے عزت ہوتا ہے مولا میں کتبک اس حالت میں رہوں گا۔ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ بے کس کو بچانا) (۱۲) تیرھویں رات:۔ ایک جگہ چارپائی پڑی ہے اور میں سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔ اتنے میں ایک لڑکا کہنے لگا۔ سین میں ایک، کام میں ایک جگہ، کھانا پینا ایک جگہ، اب سوئیں گے بھی ایک جگہ، یہ سین ایک قلعہ کا ہے اور میرا کام سپہ سالار کا ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک خانقاہ میں بہت سے مست پڑے ہیں اتنے میں نماز کا وقت ہے میں نے وضو کیا تو پیشاب آگیا۔ پیشاب کرنے گیا تو ادھر ایک آدمی بیٹھا ہے۔ پیشاب تو نہیں کیا اور نماز پڑھ لی۔ پھر دیکھا کہ نوکری پر جا رہا ہوں کسی نے کہا کہ بھائی یہ جگہ چھوڑ دے تجھ کو نوکری نہیں ملیگی۔ میں نے کہا کہ میں تو خدا پر توکل کر کے

پھر دیکھا کہ بہین اگامی میں کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ مبارک ہوں اور یہ بھی اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں اور ماما جی لاہور سے آئے ہیں ماما نے بھیجا ہے۔ اس نے دیکھا ہے کہ تمام میراثیوں کے ہاتھ ایسے ہوں گے۔ اور اونچا ہاتھ ایسا ہوگا۔ مبارک ہو۔ پھر ایک ٹھنی کا ٹیلہ پہاڑ کے مانند اونچا ہے۔ اور اس کے اوپر ایک درخت ہے۔ اسکے نیچے میں جہد رشاہ کی دادات کا کاگ تلاش کر رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہی ہے تب اس نے کہا کہ یہ نہیں چاہیئے۔ پھر میں اور اوپر گیا تو وہاں قلعہ کی طرح بابا کا ایک قلعہ ہے۔ اسکی چھت پر کوئی آدمی نہیں ہے۔ وہاں تو دیکھا کہ ایک بچہ پہاڑ سے نیچے لڑکا ہوا ہے میری عورت اقبال اسکو پکڑ رہی ہے۔ اور وہ گرنے ہی والا ہے۔ میں نے دوڑ کر اسکو پکڑ لیا۔ اور بچہ بھی بچ گیا میں اسکو اوپر لیگیا۔ پھر دیکھا کہ گاندھی جی لنگوٹی باندھے بیٹھے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ کوئی میری سوئی چرا لیگیا۔ میں نے کہا کہ جانے دو ایسے لوگ بھی ہیں جو سوئی بھی چراتے ہیں۔ پھر اس کے بعد دیکھتا ہوں کہ پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کے ٹیلے کے نیچے بہت ہی بڑا دریا ہے۔ اور پانی اسکا بہت ہی صاف ہے (اے قادر مطلق جو جو کرم اور احسان تو نے مجھ پر کئے ہیں۔ وہ شب میں مجھ پر ظاہر فرما۔ (ہ) ——— چھٹی رات ایک گنتی بہت بڑی اور نئی تیار ہوئی ہے۔ اس پر میں اور ایک سید سوار ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ اسکو تو آپ ہی چلایئے۔ اور اس کے چپو بہت ہی اچھے چلتے ہیں۔ پھر ایک مارواڑی کے یہاں دعوت ہے۔ اسکا مکان اونچی جگہ پر ہے۔ ہم اندر بہو بچے اور پھر جب باہر آئے تو تمام جوتوں میں گھر والوں نے بتاشے بھر دیئے تھے اور ایک ایک چوٹی بھی رکھی تھی۔ پھر سب اور ہم بھی جوتیاں پہن کر ایک سیڑھی سے نیچے اتر رہے ہیں جو بہت ہی انگلی جیسی باریک ہیں۔ اور نیچے تو بہت ہی خطرناک ہے۔ اور میں تو بالکل ہی نہیں ڈرا اور بلا تکلف اتر گیا۔ پھر رامو بھائی سے باتیں ہو رہی ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ چندا آپ کو ڈائریکٹر بنائے۔ تو وہ کہتا ہے کہ ارے ماسٹر ڈائریکٹر کو تو گولی مارو ویسے ہی سیٹھ آج کل میری بڑی عزت کرتا ہے۔ اور اب مجھکو جب بلاتا ہے تو پھول کیلئے بلاتا ہے۔ اتنی محبت ہے مجھ سے۔ اور ایک نیا کھیل نکلا ہے۔ میرے پاس چھاپے کی ایک کتاب ہے۔ جو دو پیسہ کی ہے۔ میں نے اس کتاب کو اس کی کرسی پر رکھ دیا تو وہ کہتا ہے کہ سیٹھ اب اسکو بھی نکالے گا۔ پھر ہم سینما جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ دیکھو آج کل منجری کھیل بہت زوروں پر چل رہا ہے حالانکہ پرانا ہے۔ بہت تماشائی ہیں۔ ان میں دو عورتیں ماں اور بیٹی بھی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ کا بھی تو زور میں چل رہا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ ٹھیک کہتی ہے۔ پھر سندھی ڈائریکٹر سے باتیں ہو رہی ہیں۔ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ اس کلارنٹ کو ضرور رکھو تو تب وہ کہتا ہے کہ ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ تمہارا بہت کام اس سے نکلے گا۔ دبولاکہ ہمارا کام اس سے بھی اچھا نکلتا ہے۔ میں نے کہا کہ دیکھو سامنے فلم میں اسی کا میوزک ہے۔ تب وہ چپ ہو گیا اور آواز کلارنٹ کی خوب آرہی ہے۔ تب وہ بولا کہ ٹھیک آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ ہم نے رکھا ہے (باری تعالےٰ مجھ بے بال و پر اور بے زر و زور کو اپنے حبیب کے صدقہ میں روشنی عطا فرما) (۷) ساتویں رات ———

——— پہلے چائے ملی ہے اور اس سے پہلے میری بیوی اقبال کہہ رہی ہے کہ جائیے ہمارے تو ماسٹر جی قرآن شریف پڑھتے ہیں اور ہم سنتے ہیں۔ اس کے بعد میں کہہ رہا ہوں کہ سخت بھوک لگی ہے۔ مجھے کھانا دو۔ میرے آگے بہت سا آلو گوشت کا سالن اور بہت سی روٹیاں رکھ دی ہیں۔ پھر رحمان ہوٹل والا میری تعریف کرسی پر بیٹھا ہوا کر رہا ہے۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ یہ سب سونا بنانے کی ترکیبیں ہیں۔ اتنے میں سید چیتن شاہ صاحب لے کر آگیا اور دوسرے کمرے میں بستر کرنے لگا۔ میں نے کہا کہ اقبال (بلی) آپ کو یاد کر رہی تھی۔ وہ بولا کہ میں نے وہ جگہ چھوڑ دی اب ادھر رہوں گا۔ میں زنانخانہ ہوا ادھر اقبال ایک بچہ کو دودھ پلا رہی۔ وہ بولا کہ کپڑے دو میں نے کہا کہ بچہ کی ماں دودھ پلا رہی ہے دونوں کے کپڑے سفید ہیں اور اس بچے کی ماں یعنی ہوئی ہے (مجھ عاجز اور بے کس پر ترس کھا۔ دنیا تو ہی سب سے بڑھ کر دعا و نگا سننے والا ہے) (۸) ——— آٹھویں رات :- میرے ساتھ عورت ہے اور میرے سر پر بوجھ ہے۔ ایک آدمی سفید لباس میں ملبوس آیا اور میرے سر سے بوجھ اتار کر گاڑی میں رکھ لیا۔ پھر ہم گاڑی میں سوار ہو گئے اور گاڑی چل پڑی۔ پھر دیکھا کہ ہمارے نل پر ایک عورت کہہ رہی ہے کہ یہاں تو سب مردہ دل ہیں۔ کوئی میری طرف عشقیہ نظروں سے دیکھتا بھی نہیں۔ ہمارے ملک میں تو ہر مرد عورت سے بولتا ہے۔ زرا ادھر تو دیکھو۔ جب دیکھا تو اس نے آنکھ ماری۔ پھر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اسکے بعد میں نے باغیچہ میں جا کر نماز پڑھی۔ نماز پڑھتے ہی میں نے وضو کئے ہوئے پاؤں میرے منہ پر رکھ دیئے۔ پھر دیکھا کہ وہ علی بخش قصائی کے لڑکے کے ساتھ لیٹا ہوا ہے۔ میں مصلے سے اٹھا اور وضو کرنے لگا۔ تو منشی کہتا ہے کہ ہمارے پاؤں پلید نہ تھے۔ وہ لڑکا کہتا ہے کہ ارے بھائی یہاں وادی پر کون عبادت کرتا ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ بھیا جتنا ہو سکے اتنا تو پاک رہو۔ اور میری چھوٹی لڑکی امیاں کھا رہی ہے ایک ٹیلے پر آم کا بڑا درخت ہے جو ایک دم ہرا ہے۔ میں پھر نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو نیند نے کہا ذرا ———

اٹھارویں رات:۔ خواب میں دیکھا کہ بیکاری سے متعلق باتیں ہو رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ حب اللہ کو منظور ہوگا کام مل جائیگا۔ پھر ایک نان بائی کی دوکان پر آٹا بے حساب کندھا پڑا ہے۔ اور روٹیاں بھی بیحساب پکی ہیں۔ پھر دیکھا کہ غلام محمد قاسم مہاجروں کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ پھر دیکھا کہ اس گھر میں بہت ساری عورتیں سفید برقعوں میں آئی ہیں۔ سب کی سب سید ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ ہم دعا دینے آئے ہیں۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ۔۔۔ دروازے سے دیکھا اور چلی گئیں۔ پھر دیکھا کہ ایک اونچا پہاڑ ہے۔ اس پر ایک بوڑھے سے استاد سارنگی بجا رہے ہیں۔ اور میں گا رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسے نہیں ایسے کہو۔ تو پھر میں ویسے ہی کہنے لگا۔ پھر احتلام ہوگیا (رائے خدا مجھے شیطان کی حرکتوں سے امان دے اور مجھے برکت دے) جیسی برکت تو نے اگلوں کو دی ہے) (۱۹)

انیسویں رات:۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے کوئی چیز مجھے دے رکھی ہے۔ جو مجھے یاد نہیں۔ لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ میں خوش ہوں۔ میں نے دیکھا کہ مجھے کہیں سے عزت کا خطاب ملا ہے۔ پھر عبدالحق سید کہہ رہا ہے کہ روز محشر میں جب حساب کا دن ہوگا تو تم مجھ کو اپنے ساتھ لیجائیے گے۔ یہ میں لکھ کے دیتا ہوں۔ پھر دیکھا کہ ایک قافلہ ہے اور میں اونٹ پر سوار ہوں اور میں نے یہ پڑھا۔ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۔ پھر دیکھا کہ فاطمہ روٹی چاول اور ساتھ میں اچار چٹنی میرے آگے رکھ رہی ہے۔ پھر عبالم کہاں گر آیا اور کہتا ہے کہ میں تو نہیں آتا تھا مگر میری عورت لے آئی مجھے۔ میں اس کے چھوٹے لڑکے اللہ بخش کے سر پر ہاتھ پھیر رہا ہوں وہ میرے گھر میں مہمان بھی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم تو بہت حیران ہیں کہ آپ نے ابھی تک برانڈی کا پینا ترک نہیں کیا ہے۔ میں نے کہا کہ ہم نے اپنی زندگی کے ساتھ یہ فیصلہ کیا ہے کہ اور جہاں بھی میں جاتا ہوں تین سو یا چار سو روپیہ کی ملازمت ملجاتی ہے اور وہ بھی حکومت (سب ناٹک والے میرے محتاج ہوتے ہیں۔ یعنی میں نے کہا کہ کب ملوگے۔ تو جواب دیا کہ رات کو۔ پھر دیکھا کہ میں بازار میں سوتا ہوں۔ جب گھر جانے لگا تو ٹوپی بھول گیا۔ گھر آکر دیکھا کہ میری عورت اقبال آنا گوندھ رہی ہے۔ اور ہانڈی چولھے پر چڑھی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلا تو ململ کے باریک کپڑے گلے میں ہیں اور گوٹا لگا ہوا ہے۔ ٹوپی اور دوسرا کپڑا لیکر واپس چلا (رب العلمین مجھے طاقت اور قوت عطا فرما) (۲۰)

بیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ جوتے سنبھال کر رکھنا چاہئیں۔ میں نے کہا بھائی تو تو خوب فیشن والا ہے پھر دیکھا کہ میں اور میری والدہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں بھائی کے گھر جا رہا ہوں اس کے گھر میں سانپ جیسی لکڑیوں کی ایک گٹھری ہے۔ پھر دوسرے گھر میں بھی یہی حالت ہے میں یہ دیکھ کے بھاگا تو وہ مجھے بلا رہی ہے کہ آؤ ڈرو مت۔ میں آیا تو وہ کہنے لگی کہ اس سر کے اڑ جانے سے مچھلی بن جائے گی۔ اور ہم کھائیں گے۔ پھر دیکھا کہ نیاز کی بریانی پکی ہے میں نے کھائی۔ پھر حمید رضا کو میلے کپڑوں میں دیکھا اس سے کھانے کے لیے کہا لیکن اس نے انکار کیا۔ پھر دوسرے گھر میں جاکر اس نے جوتے اتار کر پھینکے میلے اور پھٹے ہوئے جوتے پہن لیے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیوں تو وہ ہنس رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹھا ہوں۔ میرے لیے اس نے بند وبست کر دیا ہے اور میں نوکر ہوں۔ پارٹ میرا فتح سنگھ کا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں (مَ) کی تشریح کر رہا ہوں کہ دیکھو "رحیم، رحمٰن، رب، رحمت، مروتی، یہ "م" کی تشریح ہے۔ تو ایک بوڑھے آدمی نے کہا کہ واہ واہ واہ ہم نے مان لیا، اور مجھ سے کہا کہ آپ کیا منت لائے ہو۔ میں نے کفن کی طرف اشارہ کیا اس نے کہا کہ گدھے ہے۔ میں نے کہا کہ ایک عورت کے پاس ہے کسی کو دیکھا نا نہیں۔ اس نے کہا کہ واہ بھائی تم خوب رہے (مجھ عاصی پر رحم فرما تو ہی اپنی رحمت سے فضل وکرم کر) ——— (۱۴)

چودھویں رات:۔ دربار کا سین ہو رہا ہے سب لوگ جا رہے ہیں۔ میں بھی جانے کی تیاری کر رہا ہوں لیکن کرتا اندر رکھا ہے۔ اسلیئے میں رکا ہوا ہوں۔ پھر دیکھا کہ ایک مزار پر فاتحہ پڑھ رہا ہوں۔ پھر دیکھا کہ دربار سے نکلا تو ایک بارس ہے۔ اس میں سے لوگ نکل رہے ہیں اور فلم لیا جا رہا ہے۔ ڈائرکٹر مہتہ لوہا ہیں۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ بہت جلدی جلدی لے رہا ہے۔ ابھی ابھی تین ہزار فٹ لمبا فلم ختم ہو چکا ہے۔ پھر میں نے آئینہ دیکھا کہ میرا میک اپ بالکل ٹھیک ہے۔ سفید منہ گالوں پر سرخی۔ سر پہ سرخ پگڑی بندھی ہوئی، پائجامہ سفید اور موچھ لگا رہا ہوں۔ انگرکھے کا انتظار ہے۔ پھر دیکھا کہ میرے گھر میں میری عورت سفید لباس میں چارپائی پر بیٹھی ہے۔ مگر حاملہ ہے اور سامنے تھیٹر ہو رہا ہے اور علی بخش نٹی کا بھائی گا رہا ہے جسکی ردیف رسول ہے ———

پندرھویں رات:۔ دیکھا کہ بہت ساری بلائیں ہیں جو ہنس رہی ہیں اور ناچ گا بھی کر رہی ہیں۔ میں ان کے پیچھے سے نکل کر اپنے بھائی کے گھر گیا ہوں ادھر بہت سی عورتیں بیٹھی ہیں میری والدہ بھی ہیں۔ پھر وہاں سے نکلا تو ایک گاؤں میں گیا اور ان سے کہہ رہا ہوں کہ وہاں تو بلائیں ہیں۔ تم میرے گھر چلو ایک عورت کہتی ہے کہ ترے گھر کس لیے چلیں۔ میں نے کہا کہ میں ایسا آدمی نہیں ہوں باقی سب عورتیں کہتی ہیں کہ ٹھیک ہے۔ اتنے میں ایک بڑھیا عورت کہتی ہے کہ ہم اسکی شادی کریں گے۔ کیونکہ دریا میں ابھی پانی زیادہ ہے پھر سردیوں میں کم ہو جاتا ہے۔ پھر دیکھا کہ دروازے کے باہر دریا بہہ رہا ہے۔ پھر ایک جگہ میں یہ کہتا ہوں کہ "یوسف علیہ السلام" خدا کے سچے نبی تھے۔ جو ان کو غلام کہے گا وہ کافر ہو گا۔ کیونکہ انکا کلمہ یہ ہے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یُوْسُفُ صِدِّیْقُ اللّٰہ" اسکے بعد میں تیل خریدنے گیا ہوں تو کوئی پوچھتا ہے کہ کہ کا تیل میں نے کہا کہ سرسوں کا تیل۔ وہ بولا کیا کرو گے میں نے کہا کہ سر تھوڑ میں ڈالونگا۔ پھر اذان سنی تو میں نے کہا "لبیک یا رسول اللہ" (رحم فرما میرے مولا تو پاک ہے۔ اور تو ہی تعریف کے لائق ہے۔ اپنے حبیب کے صدقہ میں میری مصیبتوں کا خاتمہ آج کر دے۔ میں بہت ہی کمزور ہوں۔ ——— (۱۵)

سولھویں رات:۔ دیکھا کہ ریل گاڑی ہے اسمیں صرف عورتوں کا ڈبہ لگا ہے۔ میں اس سوار ہونے لگا تو کسی نے بھی دروازہ نہ کھولا۔ پھر میں پلیٹ فارم پر گھومنے لگا۔ دیکھا تو کھلا پڑا ہے اور گاڑی جا رہی ہے۔ تو میں بھاگا لیکن پکڑ نہ سکا یہ اسٹیشن ایک ہی ہے مگر دو حصوں میں تقسیم ہے۔ پھر دیکھا کہ قریب ہی کنوئیں پر تین چار بندے بیٹھے ہیں جو صرف دھوتی باندھے ہوئے ہیں۔ اور ایک عورت بھی ہے۔ میں نے کسان سے پوچھا کہ گاڑی کب جائے گی۔ اس نے کہا کہ دو بجے گیارہ بجے اور سات بجے۔ پھر دیکھا کہ تہوار ہے۔ میرا سالہ فروز کہیں سے خوانچہ پھولنکا، ڈبل روٹی اور کباب لے آیا ہے۔ اور کھانے لگا میں نے کہا کہ میں بھی کھاؤنگا۔ تو بولا کہ ہاں کھاؤ۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کہاں سے لایا۔ تو کہتا ہے کہ بازار سے ادھار لایا ہوں پیسے پھر دونگا (اے میرے پروردگار تیرے سوا میرے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے تو اپنی مہربانی سے مجھے جو نعمتیں دے رہا ہے اسکا لاکھ لاکھ شکر مجھے ان ظالموں سے بچا جو درپے آزار ہیں۔) ———— (۱۷)

سترھویں رات:۔ سرسبز پہاڑ پر ایک مکان ہے اور مجھے ایک عورت سے قرضہ لینا ہے۔ کپڑا دیا تھا میں نے اسے۔ میں اس سے دام مانگ رہا ہوں وہ کہتی ہے کہ میرے پاس تو نہیں ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اچھا جانے دو۔ کوئی بات نہیں ہے ادھر سے امرت لعل مسکراتا ہوا کہہ رہا ہے کہ خوب کمایا تو کام اور یہ جگہ سرسبز اور میدان ہے۔ پھر کشتی کا ایک بہت بڑا بیڑا ہے۔ چونکہ ہوا تیز چل رہی ہے اسلیئے اس بیڑے کو اتنی تکلی کہ وہ بہت اونچا ہو گیا ہے اور اپنا کام کر رہا ہے۔ اور ایک آدمی ہے جو میرے حکم میں ہے اور جو عجائب اور غرائب دکھاتا ہے۔ آواز آئی۔ "برکت مانگ" میں نے فوراً برکت دے کی صدا لگائی۔ آواز آئی کہ تجھے برکت مل گئی۔ (رحم فرما میرے پیارے اللہ تو ہی سب سے بڑھکر رحم فرمانیوالا ہے۔ اور مجھے برکت دے

اور پھر بڑھی پھر میری ساس سفید کپڑے پہنے ہوئے آگے آگے ہے اور میں پیچھے پیچھے چل رہا ہوں۔ راستہ میں ایک مسجد ہے تو یہ بڑھیا کہتی ہے کہ یہاں کیوں مسجد بنائی یہاں تو راستہ تھا۔ میں نے کہا اسلئے بنائی تاکہ شریر لوگ پھر ادھر شرارت نہ کریں۔ یہ اول تو بادشاہ کی مسجد اور کنواں ہے۔ پھر مہر جبیں کہتی ہے کہ بابا جی ایک بڑی دو۔ میں نے کہا کس کیلئے تو کہتی ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ نے مانگی ہے۔ میں نے کہا واہ ایسی پاک ہستی بیڑی مانگنے گے میں ڈھونڈھنے لگا۔ شائد ہی یا نہیں پھر میں نے کہا آپ ہی اسکی تعبیر دیجئے۔ پھر ایک رستہ بہت صاف ہے میں ادھر ہی چل رہا ہوں اور مجھے پائخانہ لگا ہے۔ میں بیٹھ گیا اور پائخانہ پھرا۔ پھر آگے ایک دکان ہے اسپر آدمی بہت سارے ہیں۔ میں صاف کرنے لگا تو صاف نہیں ہوا اٹھنے لگا تو کتے بھونکنے لگے میرے پاس ایک سفید پتھر تھا میں نے وہی مارا تو وہ بھونکتے بھونکتے دور چلے گئے۔ پھر ایک مکان یا بند دروازہ اونچائی پر ہے۔ وہاں بھی آدمی بہت سارے ہیں جو دو آدمیوں کے ہاتھ چوم رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ سید ہیں۔ ان کے ساتھ ایک عورت بھی ہے۔ ان دونوں آدمیوں میں ایک بہت موٹے جسم کا ہے۔ دوسرا پچاس سال کی عمر کا دبلا پتلا ہے۔ ایک کی پوری داڑھی سیاہ ہے دوسرے کی صرف بڑی بڑی مونچھیں ہیں۔ تو اس جگہ لوہے کا دروازہ لگا ہوا ہے۔ جسمیں سیخیں لگی ہوئی ہیں۔ اور سب کچھ نظر آتا ہے۔ اس بوڑھیا نے میری طرف اشارہ کیا میں پیچھے ہٹا دیکھا کہ دروازے کے سامنے قبلہ رخ کرسیاں پڑی ہیں اور بھی لوگ بیٹھے ہیں۔ ایک کرسی پر میں بھی بیٹھ گیا۔ لیکن پائخانہ بھی لگا رہا ہے۔ ہاتھ لگایا تو ہاتھ بھر گیا۔ جیسے پانی ہو۔ اور لباس سفید ہے میں ننگے سر ہوں۔ اور وہ باجی گانے کو اٹھی ہے تو ان دونوں میں سے ایک کہتا ہے کہ یہ گانا نہیں فریاد ہے۔ تب وہ عورت کچھ منہ سے کہتی ہے اور زور سے رونے لگی ہے۔ (اپنی رحمت بے پایاں کے صدقہ سے منزل کی سچی نشانیاں دے)

اٹھائیسویں رات ۔ میں، پیر انور، امیر اور لعل بادشاہ ہیں۔ اور ایک تسبیح ہے کہ جوہری ہے۔ انور امیر لعل بادشاہ سے نشانی پوچھ رہے ہیں تو ان کے پاس شائد انگوٹھی ہے یا کیا ہے وہی نشانی دی ہے۔ وہ فوراً غائب ہو گئے۔ پھر واپس آکر تسبیح کو پوچھ رہے ہیں۔ انور امیر کے ہاتھ میں تسبیح ہے جو کہ نرم نرم کی ہے۔ اور لعل بادشاہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کو خدا وحدہ لاشریک کے ساتھ شرک نہ کرنا چاہیے (لعل بادشاہ مرچکے جو میرے شہر کے رہنے والے تھے اور حسینی سید تھے) پھر ایک بہت بلند منزل پر میں کھڑا ہوا اترنے کا راستہ نہیں ہے اور نیچے اس کے درخت ہے ایک مہترانی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہمارا کام کر رہی ہے۔ اور کہہ رہی ہے کہ ابھی تو صرف مجھ آنے دیئے ہیں۔ اور تم دعائیں کر رہے ہو۔ اور ایک بوڑھا آدمی چارپائی پر بیٹھا ہے جو اسکا رشتہ ہے یا میں ہوں (پروردگار عالم مجھ بے کس و عاجز پر رحم فرما۔ میری مدد کر۔ برکت دے)

(۲۹) انتیسویں رات ۔ ایک پہاڑ پر میری گھاس ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے بہت بڑا جنگل ہو۔ اسمیں سے ایک جنگلی آدمی ہاتھ میں بندوق لیئے ہوئے نکلا تو میرے ساتھ بھی دو آدمی ہیں جو آگے ہے اسپر اس نے وار کیا۔ اس نے مجھ سے کہا تو میں آگے بڑھا۔ تب اسنے بھی اپنے آدمیوں کو آواز دی اسکی طرف سے بھی دو آدمی بندوق لیئے ہوئے آگئے میں نے اسکو دھکا مار کر بندوق چھین لی ہے۔ پھر میں نے فائر کیا تو وہ بھی بھاگ گئے اور پھر انکا پتہ بھی نہ چلا۔ پھر دیکھا کہ ایک آدمی میرے ساتھ ہے۔ اور ہم ایک ریت کے ٹیلے پر جا رہے ہیں۔ ایک طرف دریا بہہ رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ واہ یہ جگہ تو گانے بجانے کیلئے بہت ہی عمدہ ہے تو وہ آدمی کہتا ہے کہ جی ہاں۔ پھر آگے چلتے ہیں تو ایک مکان میں بتی کٹس لائٹ کی جل رہی ہے اور سامنے ایک چھوٹا سا گنبد ہے۔ جو شائد پانی میں ہے یا کنارے پر اور اسی جگہ کہیں گھوڑا بھی دیکھا ہے جو لال رنگ کا تھا۔ (رب العلی میرے لیئے رحمت و برکت کے دروازے کھول دے۔ اور مجھے امان دے)

(۳۰) تیسویں رات ۔ ایک جگہ بہت سے آدمی گول دائرہ باندھے کھڑے ہیں۔ ایک آدمی ان میں سے کہتا ہے کہ یہ ہے چک لو۔ کوئی چیز ہے جو بڑی ہے۔ دوسرے آدمی نے اسکو ہاتھ لگایا دیکھا جیسے ڈھلا ہوا سکہ ہو۔ اور مجھ سے کہا کہ اٹھاؤ میں نے جب ہاتھ لگایا تو وہ اتنی ہلکی پھلکی تھی کہ مجھے پتہ بھی نہیں لگا۔ اور وہ چیز اٹھ جاتی ہے یہ کوئی گھڑی سی ہے جو سفید ہے (رحم فرما میرے اللہ میں کمزور ہوں مجھے پناہ اور امان دے)

کپڑے ہوں گے (میرے آقا سوائے تیرے اب تو میرا کوئی دوسرا وسیلہ نہیں۔ تو مجھ پر بے شمار رحمتیں نازل فرما۔) (۲۳)

تیئیسویں رات:۔ میں اور میرے بھائی لڑ رہے ہیں۔ میں نے اپنے بھتیجے غلام علے کو کہا تو وہ چھپ گیا اور میری بات نہ مانی تھوڑی دیر کے بعد وہ سفید کپڑے اور سفید صافہ پہن کر نکلا۔ پہلے شائد مجھے ایک روٹی ملی ہے بعد میں شائد میری بھاوج نے مٹھائی کی منگی کو کہا تو میں نے انکار کر دیا۔ بعد میں ایک بہت بڑا مکان ہے اور اسکے اندر تمام بوٹے لوگ جو سب کے سب سبز ہیں اور باہر اقبال بوٹے لگا رہی ہے وہاں پانی ہی پانی ہے۔ اور گلاب کے بوٹے اندر کیطرف سے پودے کیطرح باہر نکلے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ بوٹوں کو اکھیڑ کر پھر لگائی جا رہی ہے۔ اسکے بعد میں شکار پر سندھ میں ہوں۔ اور کسی سے میں سندھی زبان میں کہہ رہا ہوں کہ "کیہیاں سیاں سائیں ہوجاؤ۔ کاہے مائے صاحبے ہاؤ ہتے ہی آہے باؤ کاہے دغبون آہے مجھے ہی پیدا تیاں مجھے مربخوں آہے" پھر میں کہہ رہا ہوں مزہ تو دسنت کا آیا تھا اتنی شیخی کرتا تھا۔ پھر میں کچھ گھبرا گیا۔ پھر میں امام حسین کو دو دفعہ نظر آئے لیکن سیاہ صافہ باندھا ہوا ہے اور وہ خوش ہیں (تو ہی پاک ہے اے میرے پروردگار تو ہی پاکی کے لائق ہے۔) (۲۴)

چوبیسویں رات:۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک ہندو کبنی میں لوکر ہوں۔ پھر دیکھا کہ حضرت ابراہیم ؑ فرما رہے ہیں ایک ہندو سے کہ کمپنی بناؤ تو مجھے کہنا میں نے کہا کہ کوئی مشکل بات نہیں۔ صرف یہ کہ میرکر سیاں اپنے گھروں میں سے لگالیں گے تو بولا کہ پھر یہ کام آپ کا ہے سنبھالیے۔ تو ایک جگہ ہے میں وہاں مختار رہوں گا بیٹھا ہوں پھر دیکھا کہ ایک طرف سے شادی اور بائیں طرف سے اسمٰعیل کو ڈاہے۔ شادی نہیں نہیں کہتا ہے۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ کوشش کرو۔ اور کرنا چاہیئے۔ میں نے کہا کچھ نہیں ہوتا سوائے خدا کے حکم۔ تو وہ کہتا کہ یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ ہم نے آپ کیلئے کوئی کم کوشش نہیں کی۔ میں نے کہا ہرگز نہیں جب تک خدا نہ کرے کچھ نہیں ہو سکتا۔ (برکت فرما لا العین۔ اور میری مشکلیں دور فرما۔) (۲۵)

پچیسویں رات:۔ دیکھا تو بہت کچھ لیکن صرف اتنا یاد ہے۔ کہ کوئی دو پارٹیاں آپس میں مقابلہ کر رہی ہیں اور دوسری پارٹی نے اپنا ہیرو بھیجا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اگر انھوں نے ہمارے ہیرو کو کام نہ دیا تو ہم بھی ان کے ہیرو کے کشش کو کام نہ دیں گے اور میری عورت نے منع کیا ہے کہ تم مت جانا۔ میں نے کہا ہے کہ ہرگز نہیں جاؤں گا وہی مارتا ہے وہی چلاتا ہے۔ پھر بلیو ریا چارپائی پر چادر اوڑھے لیٹا ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ تیس سو روپیہ چوری ہو گیا۔ میں نے کہا کہ کون لے گیا تو نے خود ہی موٹر میں پٹرول خرچ کیا ہوگا۔ تو وہ ہنسنے لگا۔ اور میں یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ تو نے مجھ سے بہت زیادتیاں کی ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ اسی لیے تو میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔ بعد میں چھت پر کھڑا ہوں اور کوئی کہہ رہا ہے کشمیر میں اچھی اچھی چیزیں ہیں اور سین سینریاں بہت اچھی ہیں۔ وہاں چار دن میں پہونچ جائیں گے۔ جمعہ کے دن بیٹھیں تو پیر کے دن پہونچ جائیں گے۔ بعد میں ایک باغیچہ ہے جہاں بہت سے لوگ انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے کہا وہ آ گئے۔ دیکھا تو موٹر گاڑی ہیں آغا خان ہے اور میرا یہ خیال تھا کہ میرے بیوی بچے بھی اسی گاڑی میں ہوں گے۔ ان کے آتے ہی سب لوگوں نے سلام کیا میں نے بھی سلام کیا اور بھاگ کر دیوار پھاند کر باہر نکلا۔ اور ایک بہت بڑے درخت کے نیچے آ گیا وہاں تو اس گاڑی میں صرف مہ جبیں تھی اور اس کے ہاتھ میں چار دھاگے یا مالے ہیں۔ وہ اس نے مجھے دیئے اور میں انھیں چاندی کی تیلیاں چھوٹی چھوٹی پرونے لگا۔ اور بھی لڑکے ہیں۔ میں نے حالت پوچھی مہ جبیں بولی بابو جی ان سب پر مار پڑی ہے۔ وہ سب گھبتے ہیں کہ ہم پر مار نہیں پڑی۔ دیکھا تو ان کے چوتڑوں پر داغ ہیں۔ اور میں مہ جبیں سے کہہ رہا ہوں کہ تو سچ کہتی ہے (تعریف تو تیری ہے اور تو ہی تعریف کے لائق ہے۔ اے میرے پاک رب رحم فرما۔) (۲۶)

چھبیسویں رات:۔ کسی نے دودھ والی سوئیاں ایک تھالی میں کھانے کے لیئے دی ہیں اور بھی کچھ دیکھا ہے جو یاد نہیں (رحم فرما میرے مولا تو نے جو مجھ پر کرم فرمایا ہے تو میرے رہبر سنیچر کے دن تو مجھے لوگوں کی نظروں میں شرمندہ نہ کرنا۔) (۲۷)

ستائیسویں رات:۔ ایک بہاڑ کا نقشہ ہے۔ مہ جبیں نے مجھکو کوئی چیز دی ہے۔ اور میں پائخانہ میں بیٹھکر قل ھو اللہ شریف پڑھ رہا ہوں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ جگہ تو گندی ہے۔ میں نے کہا کہ میں دل میں پڑھتا رہوں گا

(۴) ـــــ چوتھی رات ۔ میں اور عاشق حسین کہیں بیٹھے ہیں ۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ بھائی صاحب جب تک آپ کو کوئی اچھے دل اور محبت سے نہ بلائے تب تک کہیں مت جایا کرو ۔ وہ بولا جی اچھا ۔ پھر میں گھر آیا ہوں تو میری ساس میری چھوٹی بچی کو گود میں لیکر بہت ہی ناراض ہو رہی ہے ۔ کہ میرا تو دل نہیں چاہتا سچ بات کہنے کو اور میری عورت اقبال اسکی تائید کر رہی ہے ۔ امیر کے علاوہ اور بھی لوگوں کی تعریف کر رہی ہے ۔ میں نے پوچھا کہ آپ کس پر ناراض ہو رہی ہیں تو وہ بولیں عاشق حسین پر ۔ دیکھو نا اسکو جنہیں کہ گھر میں بیماری ہے میں جاؤں تو خبر لاؤں ۔ میں نے کہا کہ اسکا کیا قصور ہے اسکو تو میں نے روکا ہے (رب العلمین مجھ پر رحمتیں نازل فرما ۔)

(۵) ـــــ پانچویں رات ۔ میں ہوں اور آدمی بھی ہیں ۔ اور سید کا لفظ بھی نظر آیا ہے اور ایک کپڑا ہے یا بھیتی ہے جسکا رنگ سیاہ اور ململ کی طرح باریک ہے ۔ اور میرے سینہ سے کوئی کھینچ رہا ہے وہ سب اتر گیا ہے تو میرے پہلو سے میرے ہی جیسا سر نکلا ہے ۔ میرا اصل سر بھی موجود ہے ۔ تو میں حیران سا ہو رہا ہوں ۔ ہاں تو ہم دونوں باتیں کر رہے ہیں پھر کوئی کہتا ہے کہ تجھے غالب کہ کے سوار کرا دیا ہے ۔ پھر دو رکعت نماز نفل پڑھی ۔ اٹھ کر شکرانہ پروردگار کا کیا پڑھتے وقت تصور میں "لفظ مبارک ہو" دیکھا ۔ ایک نقشہ دیکھا کہ ایک چھوٹا سا تمبو لگا ہے ۔ آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں (توبہ کرتا ہوں اے میرے اللہ تو ہی دعا ڈنکا سننے والا ہے ۔ مجھے اپنی امان اور اپنی پناہ میں رکھ ۔ میں تیری مدد مانگتا ہوں)

(۶) ـــــ چھٹی رات ۔ پہلے کچھ نقشہ دیکھا پھر کچھ آدمی کچھ چیز ڈھونڈتے ہوئے نکلے ہیں اور میرے مکان کے نیچے کھڑے ہیں ۔ علی بخش قصائی اور حمید رشاہ بھی ہیں ۔ یہ آواز آ رہی ہے کہ اس مکان میں ماسٹر علی بخش رہتے ہیں پھر دیکھا کہ ایک نقشہ ہے لیکن یاد نہیں ۔ تو میں نے عرض کیا کہ آپ ہی تعبیر بتائیں ۔ پھر میں بیٹھا ہوں اور میرے سامنے پلاؤ سے بھرا ہوا تھال رکھا ہے ۔ جسکے چاول سفید ہیں اور گوشت کی بوٹیاں بھی بہت ہیں ۔ ایک طرف سفید کپڑا اڑا لا ہوا ہے ۔ اور دوسری طرف میں کھا رہا ہوں ۔ اور کچھ لوگوں کو میں نے تھال میں سے بھر بھر کر بوٹیاں دی ہیں جو وہ بھی کھا رہے ہیں پھر میری ساس سفید کپڑے پہنے ہوئے آئی ہے ۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ ماں جی آپ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھئے یا میرے ساتھ بیٹھ کر کھائیے (مولا مجھے امان دے ایمان دے برکت دے جلوۂ نور دے جو تو نے اگلوں کو عطا فرمایا ہے) ۔

(۷) ـــــ ساتویں رات ۔ دو دروازے ہیں ایک امام ضامن کا ہے اور دوسرا دوسرے امام کا ہے ۔ مجمع بہت ہے اور سب سفید لباس میں اور کچھ سنیچر کے دن کی تعریف اور کچھ عرش معلی کی تعریف میں مشغول ہیں اور خاصکر مجھے سنایا جا رہا ہے اور پھر یہ آیت شریف پڑھی جا رہی ہے (اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ) اور میں گواہی دے رہا ہوں (قَالُوْا بَلٰی) تمہارا رب ہے تو میرا پروردگار ہے ۔ حسین کا دروازہ ہے اور میں کھڑا ہوں ۔ امام حسین کا دروازہ بند ہو رہا ہے اور امام حسین کا کھل رہا ہے اور ایک آدمی آیا میں نے کہا ٹھہرو یہ دروازہ کھل رہا ہے سب کچھ لے گا ۔ وہ آدمی کھڑا ہو گیا ساتھ اس قرار کے یہ عرض ہے کہ میں سب کا نوکر ہوں ۔ اور ضعیف انسان ہوں ۔ ہر وقت گنہگار ہوں مجھ کو حسب دینا اپنی رحمت سے ۔ اور میں نے آپ کے سپرد (سونپ) کیا ۔ (مجھے بچانا تیرا کام ہے کیونکہ تو ہی تو میرا پروردگار اور مددگار ہے ۔ ہر وقت مجھے تیری ہی مدد کی ضرورت ہے) ۔

(۸) ـــــ آٹھویں رات ۔ بہت سے آدمی بیٹھے ہیں لیکن وہ لوگ نہیں دیکھے اور میں بھی نہیں رہوں گا نقشہ کچھ یاد نہیں ۔ بھر بارش برس رہی ہے اور پانی اندر آ رہا ہے تو ہم لوگ روئیوں کے گدے لے کر بیٹھے ہیں ۔ میرے ایک طرف بیٹھا ہے اور دوسری طرف میں ہوں ۔ اور بستر کے نیچے پانی آنا شروع ہو گیا ہے ۔ ہم دونوں روک رہے ہیں اتنے میں اندر سے میری ساس سفید کپڑے پہنے ہوئے آئی ۔ گود میں اسکی چھوٹی بچی ہے تو وہ کہہ رہی ہے ہیرو ۔ ہیرو ۔ ہیرو میں ابھی جا کر اسکو ٹھیک کرتی ہوں ۔ تم جلدی آنا پھر اندر پردے میں چلی گئی ۔ پہلے بھی پردے سے نکلی تھی ۔ پھر دیکھا کہ آڑا پوتا لگا لگا ہوا ہے اور میں بھیم گا رہا ہوں ۔ حتی بخش طبلہ بجا رہا ہے اور علی بخش سارنگی ۔ دونوں مجھ پر ہنس رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں ٹھیک نہیں ٹھیک نہیں ۔ مذاق بھی کر رہے ہیں ۔ اسکے بعد میں ریل گاڑی میں سوار ہوں اور سواریاں بھی میرے ساتھ ہیں ۔ میرے ہاتھ میں سوئی ہے جسکی نوک چاندی کی ہے ۔ کہتے ہیں کہ آج ماسٹر صاحب تو خوب اکڑ کر بیٹھے ہیں ۔ میں نے کہا جی نہیں میں تو سیدھا بیٹھا ہوں ۔ گاڑی چل رہی ہے اور میرے سر پر صافہ ہے (مولا کے کرم میرا سینہ کھول دے)

شعبان المعظم ۱۳۵۴ھ

پہلی رات :- ایک گیہوں کی منڈی ہے - وہاں ایک دوکان پر رام پیارے ہند و بیٹھا ہے - میں نے پوچھا کہ تمہاری دوکان نہ تھی - بولا کہ میں نے دوکان لی ہے صرف دو سو روپیہ میں اور نفع نہیں ملا - ایک دوکان میری اور ہے ایک آپ لیلیجئے - میں نے کہا نہیں بلکہ تم بمبئی چلو - یہاں کے دیوالنصاف صاحب نے تمکو کچھ فائدہ نہ دیا - اگر آپ بمبئی میں ہوتے تو اب تک ضرور چانس ملجاتا اور آپ لکھ پتی ہوتے - پھر وہ کہتا ہے کہ مجھکو بہت سفر کرنا پڑتا ہے - دیکھئے کہا کہاں جانا پڑتا ہے - ایک کاغذ پر ہانسی، متھارہ، جے پور، جودھپور، الہ آباد، اور بہت سے شہروں کا نام لکھا ہوا ہے - پھر ایک بندرگاہ ہے جہاز اور کشتیاں ہیں - اور پھر ریل گاڑی پر سفر کرنے کی سواریاں دیکھیں - پھر وہ ملا تو میں نے کہا کہ کتنے سفر کرتے ہیں تو اس نے کہا کہ ابھی میں واسین آیا ہوں - پھر میں اپنے گھر گیا ہوں تو گلے میں چھوٹا سا کرتا جو سفید ہے اور سفید ہی پائجامہ پہنے ہوئے ہوں - نہ سر پر ٹوپی ہے نہ پاؤں میں جوتی - میرے گھر کا دروازہ کھلا ہوا ہے - میں نے کہا کہ علی بخش کا گھر یہی ہے ؟ - تو میری بڑی لڑکی دوڑی ہوئی آئی - اور مجھ سے چمٹ کر رونے لگی اور خوب روئی اتنے میں میری عورت سفید کپڑے پہنے ہوئے آئی - اور مجھے کہتی ہے کہ سب بھائی کہتے ہیں کہ ماں کا قاتل ہم پر حملہ نہیں کرے گے - میں نے کہا ہرگز نہیں ہم اکیلے پڑ حملہ کرینگے - اور میرے پاس واپسی کا ٹکٹ لینے کیلئے کرایہ نہیں - اتنے میں میری بھتیجی جہاں بیگم آئی ہے اور پڑی پر بیٹھ گئی ہے - وہ کہتی ہے کہ ہم سب ملکر قتل پڑھائیں گے - تو میں نے اسکی ناک پر طمانچہ مارا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ جو چچی ماں کو میں دیا کرتا تھا - لہٰذا قتل بھی میں ہی پڑھاؤں گا - تو میری عورت کہتی ہے کہ سانہو ہمکو کہتا تھا کہ یہ تو یاد تی ہیں - تب میں نے کہا کہ ظالم میں کہنے دو سبط کیرن بھی ظالموں نے زیادتیاں کی ہیں " سبط ہائے حسین، سبط ہائے حسین - سبط ہائے حسین، یہ لکھا ہوا میرے سامنے ہے - پھر ہم لوگ ایک جگہ پر ہیں میں نے دوسرے آدمی سے کہا کہ دعا مانگو اور برکت مانگو - مگر اس نے برکت نہیں مانگی - میں نے دعا مانگی - اور - برکت مانگی تو پوری ہوگئی - برکت اور غلبہ ملا ہے (پاک بے نیاز مجھے کامیاب فرما تیرے کرڑہا احسان مجھ پر ہیں کہ شکر ادا نہیں ہوتا :-)

دوسری رات :- آواز آئی کہ بھائی اب ہم تجھے مجلت دیتے ہیں کیونکہ تم مر چکے ہو - بعد میں ایک آدمی ہے کہ جسکا نام دس ہے سادہ ہے - اور وہ سفید ہی لباس میں ہے جو ہمارے رشتہ داروں میں سے ہے - وہ کہتا ہے کہ ہمارے گاؤں میں شیعہ سچائی کا ایک رم زور ہے - گاؤں گاؤں میں لوگ شیعہ ہوتے جا رہے ہیں - اور کھلے میدان شیعہ ہوتے ہیں میں نے کہا کہ تمہارے گاؤں میں تو صرف تم دو ہی ہو ایک تم اور ایک آلو سودا دی کا بھائی وہ بھی نہیں ڈرتا ہے - سارا گاؤں ایک طرف اور وہ ایک طرف - وہ کہتا ہے ہاں میں نے کہا کہ ہیں تو ہم بھی سچے شیعہ مگر ڈر سے بولتے نہیں - پھر ایک مندر میں بھنگی کو اسکی عورت دعا کیلئے لے آئی - وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتی ہے کہ آپ نیچر اور یہ آن نیچر - بعد میں علی بخش استاد کا بھائی کہتا ہے - میری توبہ میں روشن کے جوتوں کا سایہ بھی نہیں - اور بھی کچھ کہنا چاہتا ہے آنکھ کھل گئی - تھوڑی دیر کے بعد آنکھ لگی تو روشن اور ایک رنڈی ہے - وہ رنڈی اچھا گاری ہے وہ بھلا دی مرچکا ہے - پھر مسور کی دال اور روٹی کھائی ہے (اے دونوں جہاں کے مالک میرا وعدہ پورا فرما اور مجھ پر رحمتوں کی بارش برسا)

تیسری رات :- کچھ آدمی نہیں جا رہے ہیں میرا سالا منور اور اقبال بھی ہے - میں بیمار بھی ہوں اور بہت کمزور ہوں اس لیئے بیٹھا ہوا ہوں تو میرا سالا کہتا ہے کہ بھیا کو یہیں رہنے دو - اقبال بولی نہیں یہ ضرور جائیں گے - اتنے میں مجھے پل یا گھاٹ کے پار کر دیا (اے باری تعالیٰ میری مدد فرما جسطرح تو نے انگلوں کی مدد فرمائی ہے)

میں تو کرد رہوں۔ تو مجھے کامیاب فرما۔)

(۱۳) ——— تیرھویں رات: کیا دیکھتا ہوں کہ ایک رنڈی کے ساتھ کہیں سائے پر جانا ہے تو کچھ دیر ہو رہی ہے اور میرا کہہ رہا ہے کہ اماں جی آپ ابھی تک نہیں گئے۔ تو میں نے کہا کہ وہ کیا کہیں روز ہے لائل پور کے پاس تو ہے۔ رات کو بیٹھیں گے اور صبح پانچ بجے تک پہنچ جائیں گے۔ پھر ملک بھائی کو ٹھے پر ہے اور میں ان کے کوٹھے کے نیچے پیشاب کر رہا ہوں۔ وہ کہہ رہی ہے کہ ارے یہ تو علے بخش ہے کیا یہ آگیا۔ اور میرا بدن ننگا ہے صرف صافہ اور تہمد پہنے ہوئے ہوں۔ پھر میں گھر سے نکل رہی ہوں تو جعفر بھائی کہتے ہیں کہ آپ روزگار کیلئے جاتے ہیں میرے لیے بھی بولنا میں نے کہا اچھا۔ پھر پیشاب اور ہم دونوں ایک سڑک سے پیدل گذر کر اسکے مکان کے اندر چلے گئے ہیں۔ آگے جعفر خان کھڑا ہے۔ اس نے سلام کیا ہے۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ پنڈت جی تو اندر چلے گئے اور میں پیچھے پھیر کر باہر کھڑا ہوں۔ پنڈت جی کپڑے اتار رہے تھے۔ اندر سے آواز آئی۔ زرا ٹھہرنا (اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے سب سے بڑھ کر تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے۔ میں دنیادار ہوں۔ تو اپنی رحمت سے مجھے سب کچھ دیتا ہے تیری رحمت کا ہر وقت محتاج ہوں۔)

(۱۴) ——— چودھویں رات: ایک پہاڑ پر چڑھ کر کھڑے ہو گئے ہیں اور ایک دریا ہے کچھ سرسبز سا منظر آیا ہے اور دو آدمی بیٹھے ہوئے ہیں جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ ایک ان میں سے کچھ پڑھ رہا ہے۔ پھر ایک کہتا ہے کہ جنت کا دروازہ بند ہونے والا ہے بلکہ ہو چکا ہے تم جاؤ۔ اسکے بعد دو آدمی اور ہیں۔ تب میں نے کہا کہ کیسے جاؤں تب وہ پڑھنے والا کہتا ہے کہ ہمارے پاس اسکا ثبوت ہے۔ اور اس نے ایک چھوٹی سی قابل دکھائی جو گتے کی تھی۔ اندر سے ایک دم سفید اور درمیان میں مخمل کا لگا ہوا ایک لال ٹکڑا ہے۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت ہی اونچی جگہ ہے وہاں پانچ چھ منزل کا مکان ہے اسپر سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں۔ میں چڑھ کر سٹڈ اس میں پائخانہ پھرنے بیٹھا ہوں اتنا اونچا ہے کہ نیچے دیکھنے سے ڈر لگتا ہے۔ ہاں تو نیچے نشانے سارے سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑا ہے وہ اوپر دیکھ رہا ہے اور ہنس رہا ہے۔ کہتا ہے کہ ابھی بھی پائخانہ پھر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ ابھی باقی ہے۔ پھر ہے آیا تھا۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ نشانہ ہٹ جاتا کہ میں پائخانہ نہ پھروں تجھ کو شرم نہیں آتی کہ میں پائخانہ پھر رہا ہوں اور تو کھڑا ہے۔ یہ سنکر وہ ہٹ گیا۔ پھر ایک رنڈی تھی جسکا نام فتحی ہے۔ وہ فیاض مالیر کوٹلہ کی عورت ہے۔ ہمارے ساتھ تھی اور میری بہت دوست تھی۔ اسکو میں نے پکڑا ہے تو شاید برہم کرنے کو کہتا ہے ارے بھائی تم نے میری بہن کو پکڑ لیا ہے۔ رنڈی کا بھائی غیاث الدین بیٹھا کھیاں مار رہا ہے۔ میں نے کہا غیاث الدین یہ تو سبا غلط کہہ رہا ہے غیاث الدین کہتا ہے کہ آپ یہ سونے کے کنگن لے لیں۔ سونے کے ہیں مگر یہ پانچ سو روپیہ کے ہیں۔ میں نے کہا کہ پانچ سو روپیہ تو میں نے دیکھے بھی نہیں۔ البتہ پونے پانچ سو میں نے ضرور دیکھے ہیں۔ ہاں نثار بھائی نے دیکھے ہیں یہ بسبب ان ہیں۔ پھر ایک کوٹلہ کی دوکان میں ایک مشین لگنے لگی ہے جو اسمیں آتی جاتی ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ خالی واپس آتی ہے میں نے کہا کہ جو خالی نالا کر اسکے اندر ایک آدمی بیٹھنا چاہیے تو پھر وہ خالی نہیں آئے گی۔ اسکے ملتان شہر میں جو چوہدری بازار کے اندر لوگ سفید کپڑے پہنے ہوئے چل پھر رہے ہیں۔ تب عبدالرحمن ہوٹل والے نے آکر آواز دی اور مجھ کو چوہدری گلوبند، زیورات اور ہار دیئے اور کہا کہ میں بہت گھبرا ہوں کہ یہ چوہدری بازار سے ملے ہیں تو بائی کے لیے میں لایا ہوں۔ پھر اقبال کہہ رہی ہے کہ ہم تو بہت ہی مجبور ہو گئے آپ ضرور جلدی کیجئے تو کوئی شخص ہماری امداد پر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کی امداد کے لیے میں نے اپنا گھر بھی بیچ دیا ہے۔ آپ گھبراؤ نہیں۔ پھر صابون سے ہاتھ دھوئے اور خوشبودار تیل بھی لگایا ہے۔ عبدالرحمن سے میں نے کہا کہ ہاں بھیا مجھے ایک چیز لینا تھی۔ سب شہر میں پھرا لیکن نہیں ملی اور پھر ملی تو اسی چوہدری بازار سے ملی ہے۔ پھر میں نظیر اور محمد حسین کا ذکر کر رہے ہیں میں نے کہا کہ کرنٹ کو چھوڑا ہے تو اسکی طاقت نے مجھ پر اثر کیا ہے۔ میں نے کھڑکی لوگوں سے کہا کہ جلدی دوڑو اتنے میں لوگ باگ آگئے۔ میں نے کہا لکڑی کو پکڑو۔ بچ جائیں گے۔ آس پاس کی بلڈنگوں کو بھی کرنٹ لگ گیا ہے۔ اور لوگ جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے ہیں (رحم فرما پروردگار سوائے تیرے میرا کوئی مددگار نہیں۔ میرا سینہ روشن کر دے۔)

(۱۵) ——— پندرھویں رات: میں بالکل بوڑھا ہوں اور سفید کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ مہتہ بیس بھی پاس

(۹) ——— نویں رات ۔ بارش بہت زوروں پر ہو رہی ہے ۔ ایک مکان میں چیتر بھائی مالک و شنو کمپنی چارپائی پر بیٹھا ہے ۔ اور میں بھی ہوں ۔ وہ کہتا ہے کہ یہ سفید کپڑوں میں رہنے سے کیا ہوگا ۔ دیکھو میرا کنارہ دیہہ تھا سب خرچ ہو گیا ۔ آخر تنگ آکر میں نے یہ بچنی کا کام کیا ۔ میں نے کہا کہ ناقدری ہے ۔ میں نے کہا کہاں جاؤں کئی مرتبہ خیال آیا کہ آپ کے پاس آؤں ۔ پھر خیال کر کے رہ گیا اور ہمت نہیں ہوئی ۔ اتنے میں باہر دروازے سے آواز آئی کہ "ماسٹر عبدالبخش" میں نے کہا کون ہے ۔ دیکھا کہ ایک آدمی باہر دروازے پر برسات میں بھیگ رہا ہے ۔ اور کہتا ہے کہ مجھکو سید امیر حسین نے بھیجا ہے کہ آپ منیجر صاحب کے پاس ملنے نہ جانا ۔ کیونکہ سید امیر حسین منیجر سے آپ کے لئے بہت لڑے ہیں ۔ انھوں نے کہدیا ہے کہ تم علی بخش بھائی کو ڈیڑھ سو کا آدمی سمجھتے ہو ۔ نہیں بلکہ وہ ڈیڑھ ہزار کا آدمی ہے ۔ لہٰذا آپ نہ جایئے میں نے کہا اچھا ۔ یہ سب چیتر بھائی سن رہے تھے ۔ سنکر اٹھ گئے بعد میں ایک جگہ ہے جیسے اکھاڑا ہوتا ہے وہاں سب ہندو ہیں ۔ ان میں سے ایک آدمی کے ہاتھ میں کھانڈا ہے جسکی شکل بہت بھیانک ہے اسکا اور میرا مقابلہ ہے اس نے گھنٹیاں بھی باندھی ہیں ۔ وہ آگے آیا تو میں نے اسکے مارا لیکن تھوڑا لگا ۔ دوبارہ اسکی گردن پر ایسی کس کے تلوار ماری ہے کہ اسکی گردن کٹ کے الگ گر پڑی ہے جو میں نے اٹھالی ہے میں سے خون بہہ رہا ہے میں نے کہا "جے" تو سب نے کہا "جے" پھر میں نے کہا افسوس ہے تم پر کہ ایک ہی مرتبہ جے بولے ۔ اگر میں ہندو ہوتا تو تم شور و غوغا مچاتے ۔ لیکن چونکہ میں مسلمان ہوں اسلئے تم نے ایک ہی دفعہ "جے" کہا ۔ جب مقابلہ ہو رہا تھا تو گانا بھی ساتھ میں ہو رہا تھا ۔ پھر دیکھا کہ کسی پہاڑی میں شادی ہے ۔ اور وہاں گانا ہو رہا ہے ۔ خوب مزہ ہو رہا ہے ۔ ادھر میں اٹھا تو ایک آرگن باجا ہے کرسی پر بیٹھ کر میں نے بھی ایک پہاڑی چیز گائی ۔ اتنے میں حق بخش جانے کو تیار ہے میں نے کہا کہ مجھکو کچھ لینا تھا ۔ خیر دیکھو تم ایک ڈانسر کے ساتھ جا رہے ہو اسلئے سچ بکت نہ کرنا ۔ کیونکہ تم میرا حق بخش کے لڑکے ہو اور تمہارا باپ نامی تھا ۔ تمہیں اتنا علم نہیں ۔ دیکھو تا نہ جانا تو رحم فرما پروردگار عالم ۔ مجھے ہر حملہ سے بچا ۔ تو ہی سب سے بڑھ کر بچانے والا ہے)

(۱۰) ——— دسویں رات ۔ دیکھا کہ گنگا جی میرے اوپر ہے ۔ اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ چڑھ یا چاول جو بڑی اور ایک کھیر کی گاڑی بھری ہوئی کھڑی ہے پل کے اس پار ۔ صبح کو درشنام کو دیکھا کہ بازار کھلا ہوا ہے ۔ اسی پل کے پاس ۔ پھلوں وغیرہ بھی پڑے ہیں بیچنے کی تیاری ہے ۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ اسکو ایسا نہ بولنا چاہیئے تھا ۔ پھر جمعہ رضا دیا امیر ہے اور میں بھی امیر بھائی کی مرگی کی دعا کے لئے ۔ اور وہاں آ رہی ہے ۔ پھر دیکھا کہ فصل میں کاما رکھتا ہے کہ وہ نہیں کہتا کہ گھر جا چھوکر جنگل ہے جا کہ بیٹھو ۔ بھائی تجھکو ۔ ہاں گیا ہے لیکن تو نے بہت اچھا خوب ہے ۔ بہت محنت کی ہے تب ہی ملا ہے (اس عاجز نے کس پر اپنا فضل فرمایا ۔ اے مالک تو نے بڑی بڑی مشکلوں میں لوگوں کی مدد کی ہے ۔ میری بھی تیری اعانت کا محتاج ہوں ۔)

(۱۲) ——— بارھویں رات ۔ میں نہا کر رہا ہوں اور عبدالرحمن کا بلی آیا ہے اور بیٹھ گیا مجھے نہ اتنا حیا ہے کا لگ لیا ۔ تو میری ساس میرے پلنگ کا کپڑا دھو رہی ہے اور نل کھلا ہوا ہے ۔ پھر میں نے بڑے اتارے میں اور تہمد پہن لی ہے اور نہانے کی تیاری کر رہا ہوں ۔ ساتھ ساتھ عبدالرحمن سے باتیں بھی ہو رہی ہیں ۔ میں نے کہا کہ آخر اسکی نشانی کیا ہے ۔ تو اسکے پاس سے منکے والوں والی بادل کی تسبیح ہے ۔ اور میرے پاس لال رنگ کی تسبیح ہے ۔ تو میری ساس کہتی ہے کہ اگر تو جا الاول میں نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پیسے مانگو گی تو سور ہو ۔ اور اگر میں مانگوں گا تو میں سور ہوں گا ۔ کیونکہ حرجہ وغیرہ تو تم کرتی ہو اور پیسے مجھے مانگتی ہو ۔ عبدالرحمن نے کہا کہ لو یہ روپیہ ۔ پھر میں نے اٹھنی دی ہے اور عبدالرحمن سے پھر مخاطب ہوا تسبیح مجھکو دکھاؤ اسنے دکھائی ۔ میں نے کہا ہاں یہ واقعی یہ شہنشاہ تسبیح ہے ۔ معاً اسنے کہا کہ یہ واقعی سلطان تسبیح ہے ۔ میں نے پھر نشانی کیلئے اس سے کہا کہ ایک بات میں بھی کہتا ہوں اسکو بھی تم دو بجے دفعہ وظیفہ کرو ۔ اس نے مزید کہا کہ ایک آدمی نے نجف والے کو پکارا تھا ۔ تو وہ آیا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرے دو بچوں کو انھوں نے ہی مارا تھا ۔ تم بھی ان دو کو مارو ۔ پھر چلے آگئی ۔ اور ہم دونوں نے پی ہے پھر دیکھا کہ میرے گھر میں کھانے پک رہے ہیں لوگ بیٹھے کھڑے ہیں ان میں سے ایک آدمی بہت شور مچا رہا ہے ۔ میں نے باری میں سے اس سے کہا کہ ذرا ٹھہر وابھی پک جائیگا تو دے دونگا مگر یہ شور شغل کئے ہی جا رہا ہے ۔ اور مجھ سے کہتا ہے کہ نیچے تو اتر ۔ وہ بہت غصہ میں ہے تب میں ڈنڈا لیکر نیچے اترا ۔ میں نے مارنے کے لئے ڈنڈا اٹھایا ہی تھا کہ وہ کہتا ہے کہ میں تو ہندو ہوں مجھے کیوں مارتے ہو ۔ (اے میرے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے حوالے کر دیا ہے ۔ مجھے طاقت دے تو ہی طاقت والا ہے

نہا رہا ہوں۔ لیکن پانی خوب آرہا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ کیسا ہے۔ میں نے کہا بالکل اچھا ہے۔ چوبچہ (حوض) بنانے کا ایسا ہی اچھا ہے۔ ایسا ہی چاہئے دعا (پروردگار میری خودی اور غصہ کو فنا کر دے)

(۲۰) ——— بیسویں رات:- بابو نانک چند کی کمپنی ہے۔ وہ کھیل کر رہی ہے اور آسمیں میں اور شارٹھی کام کر رہے ہیں۔ سب ڈریس اتار کر گھر جانے کی تیاری میں ہیں۔ چونکہ کمپنی کا آخری کھیل ہے اسلئے سب سامان کمپنی کا اتر چکا ہے۔ ایک مسخرہ نے کہا کہ میرا قرضہ دو کسی نے کہا کہ کل آخری کھیل ہے۔ کمپنی کی پکی خبر ہے کہ آہر گاڑیں کو جاتی ہے میدان صاف ہو چکا ہے بلکہ ایک جگہ سان رکھا جا رہا ہے چار پائیاں نئی ہیں پائے ان کے کالے ہیں۔ کپڑے اتارتے ہوئے میں نے شنار سے پوچھا۔ کہ آج کتنے عرصہ کے بعد ہم ملے ہیں۔ اسنے کہا کہ تقریباً بارہ برس کے بعد۔ میں نے کہا کہ سلے بخش تو کہتا تھا کہ ہم سب آٹھ برس بعد ملے ہیں۔ اسکے بعد ایک آدمی نے کہا کہ او چلو بازار چلیں۔ دوسرے نے کہا کہ اس لڑکے کو ساتھ لے چلیں گے۔ لیکن جو ہم چلیں وہ کسی کو نہ بتلائے اس نے کہا کہ اچھا۔ اس کے بعد ہم ملے آرہے ہیں پھر ایک مکان کی چھت سے اترتے جاتے ہیں مگر یہ طریق نہیں دوسرے کوٹھے سے ایک نے کہا ہے مجھ کو کہنا ہے کہ یہاں سے اتر جائیں گے۔ اس مکان کے اوپر بڑا بالا خانہ ہے اسکے بعد ایک مکان میں مہتر انی سے میں لپٹ گیا۔ تو اقبال کہتی ہے۔ کہ تم تو اسکو چاہتے ہو۔ تمہارے اس سے ناجائز تعلقات ہیں۔ میں نے کہا کہ میں تو اسکو ماں سمجھتا ہوں۔ بہن سمجھتا ہوں۔ بیٹی سمجھتا ہوں تو پھر وہ خوش ہو گئی اور کہنے لگی باری تعالےٰ مجھ پر فضل و کرم کی بارش برسا رہا ہے۔)

(۲۱) ——— اکیسویں رات:- ایک مکان کا دروازہ کھلا ہوا ہے میں سیدھا اندر چلا گیا ہوں۔ جب باہر نکلا تو دیکھا مس کجن خوب بن سنور کر اٹھ کے پیچھے لٹھ پڑی ہے۔ اسی نے مجھے قبل میں دبا لیا۔ اور ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا میں نے اپنے اللہ سے پناہ مانگی کہ مجھ بچا اور اللہ نے بچایا۔ دوسرا جگہ فلم کمپنی آئی ہے تو فاطمہ چلیا اسطرف دوڑی جا رہی ہے اور میری طرف اشارہ کر کے جا رہی ہے کہ جا رہی ہیں میں آ۔ ادھر حمید رشاہ اور میں جا رہے ہیں۔ آگے میں اور پیچھے حمید رشاہ ہیں۔ میں گاتا جاتا ہوں میں نے میر رشاہ سے کہا کہ میر رشاہ ہو گئے ہو گئے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ ہاں اب زیادہ رہنے کا۔ تو ہنسنے لگا۔ کایات۔ وہ بولا کہ میری اسٹوری بھی لکھنے والا ہے اس کمپنی میں۔ الہ بخش گئی تو پھر میں بھی شعر لکھنوں گا۔ میں نے کہا کہ وہاں تمہارا کوئی واقفیت والا ہے تو بولا کوئی نہیں میں نے کہا کہ وہ کچھ نہیں کہتی۔ بولا کہ دعائیں تو روز مانگتی ہے مگر ظاہر میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ میں نے کہا کہ صبا بھی ہو کر دیکھو اسنے کہا ابھی نہیں۔ میں نے اسے بہت مجبور کیا تو اس نے یہ شعر لکھ دیا۔ ع:- موسے کو تو پرتو پر نصیب دیا تو نے تجلی ؎ آپ کہاں جسے ہے تجھ کو تجلی نہیں ملتا

پھر اونٹ اور ہاتھی لا کر کھڑا کیا۔ پھر دیکھا کہ میری دعا قبول ہو چکی ہے جو کہ مانگنے والے مولویصاحب نے مانگی تھی (دیکھو ہی ہی کا ٹانکا تھا۔ سب کے درمیان میں میری ہی مرادیں تھیں۔ اور مجھے خبر بھی مل گئی ہے کہ غم نہ کر تیری دعا منظور ہو چکی ہے۔ اور مجھے بہت ہی لمبا قد دیکھا ہے جو یا نہیں۔ (اے خالق یکتا میرے سارے کام سنوار دے۔)

(۲۲) ——— بائیسویں رات:- دیکھا کہ ایک گاؤں ہے اسکی گلیاں بالکل تنگ ہیں اور ایک آدمی میرے ساتھ ہے اور ہم چلے جا رہے ہیں۔ ایک لال کتا اور ایک سیاہ کتا دونوں بھونک رہے ہیں اور مجھ پر حملہ کر رہے ہیں۔ میرے پاس ایک لکڑی ہے جس کو میں نے گھمایا تو دونوں کتے بھاگ گئے۔ بعد میں ایک لال رنگ کا کتا آیا اور ایکدم حملہ آور ہوا۔ اور سخت حملہ کیا۔ لیکن میرے پاس بھی لال رنگ کی لکڑی ہے میں نے گھمانی شروع کر دی۔ آخر وہ کاٹنے ہی کو تھا میں نے ایک ایسا وار کیا کہ اسکے منہ کا گوشت اڑ گیا ہے۔ ہڈیاں ہی ہڈیاں رہ گئی ہیں۔ وہ گرا بلکہ مر گیا۔ اتنے میں پولیس کے سپاہی آ گئے اور سامنے دور میں کھڑا ہوں میرا بھائی قمرالدین بھی آ گیا۔ اور اسنے پولیس کانسٹیبل سے کہا کہ آپ ضمانت لو اور اس کتے کی بات کو رفع دفع کر دو۔ اور بھی آدمی آ گئے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ جانے دو۔ آگے راستہ میں ایک کنواں ہے۔ اسپر بوڑھا سا ایک آدمی بیٹھا ہے۔ لکڑی اٹھ رہی ہے کہ پیچھے سے ایک کوے نے میری ہتھیلی پر چونچ ماری۔ اور وہ آدمی جھٹ بولا کہ تیرا تو لڑکا مر گیا ہے۔ کیونکہ میں رمل جانتا ہوں۔ میں نے کہا جی نہیں مجھے بزرگی ملی ہے۔ آپ دیکھ لو کیونکہ اس کوے کا رنگ سبز ہے۔ وہ اکہتا ہے ایسا، اسکے بعد ایک مکان ہے اسمیں حمید رشاہ اور دوسرا آدمی اور میں ہوں۔ سب کرسی پر بیٹھے ہیں۔ اتنے میں میں نے اجازت مانگی اور نکلا

بیٹھی ہوئی ہے اور میں یہ دعا مانگ رہا ہوں۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ پھر میں اور مہہ جبیں ایک ٹانگہ میں بیٹھے ہیں اور ہزاروں آدمی پیچھے لگے ہوئے ہیں اور یہ کہتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ ہوگئی ہوگئی۔ اور ماتان حسین کے منڈوے کی درگاہ کے آگے سے گاڑی گذر رہی ہے (اے میرے پاک رب تو ہی میرا پاک رب ہے اور حق ہے۔

(۱۶) ——— سولھویں رات۔ میں ہوں اور اقبال ہے اور کوئی فقیرنی ہے جو یہ دعا دے رہی ہے سلامت ہو پانچسو تنخواہ ہو دو ہزار ہو چھ ہزار ہو۔ تو اقبال کہتی ہے کہ واہ عجیب دعا ہے۔ پانچسو سے ایکدم دو ہزار چھ ہزار میں نے کہا جانے دو اسمیں تمہارا کیا جاتا ہے۔ اس نے دی اور ہٹنے لی پھر ایک جگہ ہے جہاں عاشق حسین بیٹھا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تمہارے نام سے گھر میں مل جائیگا۔ تو اسنے کہا کہ ہاں آگے بھی تو میرے نام سے ہی خط جاتے ہیں۔ (میرے آقا فضل فرما اور مجھے رزق عطا فرما)

(۱۷) ——— سترھویں رات:۔ فرشتے حضرت میکائیل علیہ السلام دعا کر رہے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ تمہاری دعا منظور ہو چکی ہے۔ وقت زہرہ ہے۔ ایک جگہ اسمٰعیل تبتی بخش کہتا ہے کہ خدائے پاک سے کچھ پیار یا پکار کر بات کر رہا ہے اور اسمٰعیل بھی۔ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ دیکھو نا یہ جو ہے ان سے بوجھو۔ یعنی مجھ سے تو میں پاس جا کر بیٹھا ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ معرفت ہی تو چیز ہے۔ جب آدمی اس منزل میں اللہ کو پکارتا ہے اور خوب پیار سے تو اللہ بہت خوش ہوتا ہے۔ اور جب ایک خوشی ہوا تو جب کہ ہو جاتا ہے۔ پھر اسمٰعیل کہتا ہے کہ مجھے بھی درود شریف یاد ہے۔ اس کے پڑھنے سے بڑی بڑی زیارتیں ہو جاتی ہیں۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ اس منزل میں تو اتنی بڑی بڑی زیارتیں ہو جاتی ہے کہ جسکا کوئی حد حساب نہیں۔ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ مجھے پنجتن پاک کی زیارت ہوگئی۔ اور آنکھ کھل گئی (میرے پیارے مولا میرے گناہ بخشدے، اور میرے ماں باپ کے بھی گناہ بخشدے میرے کنبہ کے اور کل مومنوں کے گناہ بخشدے)

(۱۸) ——— اٹھارھویں رات:۔ اسلئے ہمیشہ یہ دعا معمول ہو چکی ہے بعد میں اٹھا کر بھائی میں بھائی پایا حسن۔ رضی اور فی میں یوچھ رہے ہیں کہ لو کرتا دھندے کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا کہ ہیں تو وہ بولے کہ یہ اسٹوری میرے پاس ہے کس کو ملنا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ گورد ھن بھائی سے ملنے یہاں اسکی بہت چلتی ہے۔ وہ بولے۔ بھائی واہ وہاں بچا یہاں بھتیجا پیچھے اٹھا کر بھائی نے کہا کہ آپ کو یہاں چار آنے پرسپاہی کا کام بھی کرنا چاہیئے۔ میں نے کہا جی ہاں لیکن بینی نے نہ بھجوایا۔ نہ میری قدر کی افسوس کہ اس نے چانس نہ دیا۔ وہ بولا کہ حسین جو ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپکو ملگیا تو آپ نانو بھائی کو ضرور یاد دلا دیجئے۔ وہ بولا کہ آپ صرف یاد دلا دینا وہ فوراً مجھے بلا کر دیدے گا۔ وہ بولا کہ ہے مجھے ڈائرکشن کا موقع نہیں دیتا اور یہ گل بکاولی کی کتا ہے۔ جو کھیل نکل رہا ہے اسکی ڈائرکشن اسنے کہا تھا لیکن اب مجھے موقع نہیں دیتے۔ میں نے کہا کہ اسکو آگ لگا ئیے۔ آگے تو کوئی کھیل ہوگا جسکا ڈائرکشن آپ دیا۔ اور مجھ کو چانس دینا اور چپراسی کے کام کو آپنے کہا تھا۔ اور جو کہ سنا کمپنی ہوتی تو ضرور کر لیتا۔ لیکن سروج میں کیسے کروں۔ آپ ہی انصاف کیجئے میں یہاں ایسا گرا ہوا کام کیسے کر سکتا ہوں۔ وہ بولا نہیں ہرگز نہیں۔ اچھا اس اسٹوری میں تو آپ نے انیس بیس پورے ہو جائیں گے جو نکل رہی ہے۔ میں نے کہا کہ اسمیں آگ لگا ڈ آگے والے میں مجھ کو چانس دینا کیونکہ مجھ کو دس برس سے پہچانتے ہیں۔ ہماری فوراً نوکری ہو جائیگی۔ وہ بولا کہ میں اس سے ضرور کہوں گا۔ موقع تو ہر وقت ملتا ہے۔ اور ٹھاکر بھائی یار کہو کہ میں تمکو بہت مدد دونگا جیسی یہ اسٹوری آپ کی ہے وہ زبان نہیں۔ تو یہ اسٹوری میں نے لی ہے۔ اور یہ ایکشن کر کے بتا رہا ہوں کہ زبان کمبی ہے۔ زبان لمبی ہے۔ ایسا ہی کر کے بتاؤنگا۔ اور تمکو میری امداد کرنی ہوگی۔ یہ کہہ کے بتا رہا ہوں۔ اسکے بعد میرے اوپر اللہ کی رحمت کا ایک ٹکڑا آیا ہے اور نہال میں آیا ہے۔ یہ اللہ کی رحمت ہے الگ۔ ٹکڑا ہے۔ پھر میں نے ماں جی کو کہا کہ مرغی پکائیے انھوں نے کہا اچھا۔ (رحیم فرما تو ہی رحیم فرمانے والا ہے۔ تو رحیم ہے)

(۱۹) ——— انیسویں رات:۔ ایک مکان ہے وہاں کنواں ہے اور پانی باہر آرہا ہے۔ میں باہر اسکے حوض پر بیٹھا ہوا

قدرت کی جنیسہ آپکے لیئے تو سیٹھ اب کبھی کچھ نہیں بولتے۔ آپ کو سیٹھ ضرور رکھ لیں گے۔ میں نے کہا کہ میں کیسے آؤں میں نے کوئی سیٹھ کا گناہ تو کیا نہیں۔ اگر وہ بلائے جب تو میں جاؤں گا ورنہ میں نہ جاؤں گا۔ (رب العٰلمین مجھے اپنی امان رکھ)

(۲۷) ——— چھبیسویں رات :۔ دیکھا کہ میرا وطن ہے گاؤں کے باہر درخت ہیں ایک تو معلوم کونسا درخت ہے۔ لیکن دوسرا شیشم کا ہے ان دونوں کے بیچ میں مکان ہے جو پہلے نہ تھا۔ اسی مکان میں میں کرسی پر بیٹھا ہوا اور مہد حبیبی بھی ہے۔ تو میاں نظر محمد ولد فضل محمد سفید کپڑے پہنے ہوئے آیا ہے۔ میں نے ایک سفید کاغذ پر کچھ لکھ کر رکھ دیا ہے کیونکہ اسکے مکان میں میں بھی حصہ دار ہوں۔ ہاں تو اسنے پڑھا اور کہا کہ میں آپکا ساٹھ روپیہ کا قرضدار ہوں۔ میں نے کہا حرج نہیں۔ پھر دیکھا کہ سامنے شور وشر ہے اور میری کوئی چیز گم ہوگئی ہے۔ میں نے سب گاؤں والوں کی بہتیری منت کی لیکن کوئی نہیں بتلاتا۔ بلکہ ہنس کر چلے جاتے ہیں۔ اتنے میں پولیس آئی اور سب گاؤں والوں کو پکڑا۔ گاؤں کے باہر پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھ کر انصاف ہوتا ہے۔ لوگ ٹولی کی ٹولی بھاگتے ہیں اور پولیس ان کو پکڑ کر لاتی ہے اور ان کو زبردستی بٹھاتی ہے۔ تو میاں نظر محمد پھر کہتا ہے کہ میں آپکا ۶۰ روپیے کا قرضدار ہوں۔ وہ دیکھو میرے والد صاحب کہیں گئے ہیں۔ ان کو فرصت ہو تو ۶۰ روپیے میں دلاتا ہوں۔ ذرا ٹھہر جایئے۔ پھر اسکے بعد سورۃ توبہ پڑھتا ہوا اٹھتا ہوں پھر میرا ایک کھیل ہے جہاں جہاں پر وہ کیا جاتا ہے کامیاب ہو جاتا ہے۔ عبدالرحمٰن کا بلی بھی ہے اور بھائی رحیم بخش بھی ہیں تو انھوں نے بھائی رحیم بخش سے کہا کہ اگر وہ کھیل علی بخش دیں تو ہم بھی نکالیں۔ لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور کاغذ قلم دوات وغیرہ واپس کر دیا۔ اور کہا کہ صاحب میں کھیل نہیں دیتا۔ بعد میں مجھ سے کوئی کہتا ہے کہ یہ تیری مکاری ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔

(۲۸) ——— اٹھائیسویں رات :۔ ہم سب گھر کے لوگ کوٹھے پر سوئے ہوئے ہیں، اور بھائی بھی ہے اٹھکر دیکھا تو ایک جوان عورت ننگی نہا رہی ہے۔ اور اسکے بدن پر تھوڑے تھوڑے داغ ہیں۔ میری عورت کہتی ہے کہ ہم تو بہت ہی تنگ ہو گئے ہیں اب تم کسی دوست سے جاکر یہ حال کہو اور جب کچھ ہو جائے تو ہم کو بھی بلا لینا۔ میں ریلوے اسٹیشن گیا تو میں نے خیال کیا کہ میں اس گاڑی پر تو پہونچ نہیں سکتا۔ اتنے میں ایک آدمی کہتا ہے کہ تم ٹکٹ جلدی سے لیلو گاڑی میں چند منٹ کی دیر ہے تم کوشش کرو گے تو چڑھ جاؤ گے۔ میں نے ٹکٹ لیا اور گاڑی میں سوار ہو کر (نہ) ریا کسی دوسرے میں آ گیا۔ وہاں بھائی جی پھر نظر آیا۔ یہاں ایک حویلی ہے اور درمیان میں ایک بنگلہ ہے۔ میں نے اسکو کہا کہ بھائی جی اسلئے آیا ہوں کہ آجکل ہم بہت تکلیف میں ہیں۔ یہاں کھینی کا سامان ہے اگر نہ جائے تو کھیل ہی کر کے گذارہ کریں۔ اور بھائی جی میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔ وہ بولا گھبراؤ نہیں سب ہو جائے گا۔ پھر اس نے غلام نقشبندی کو بلایا اور کہا جاؤ اس سامان والے سے معاملہ کا فیصلہ کر کے آؤ۔ تب وہ گیا اور بہت ہی جلدی واپس آ گیا۔ اسکے ہاتھ میں خاکی رنگ کا کاغذ تھا۔ وہ کاغذ اس نے بھائی وزیر محمد کے ہاتھ میں دیا۔ اور کہا دیکھو انیس شرطیں ہیں۔ اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ جو آمدنی ہوگی اس سامان کا کرایہ اسی میں سے دیا جائیگا۔ پھر وہ کاغذ میرے ہاتھ میں دیا۔ جس میں پوری کھینی کا سامان درج ہے۔ پھر میں نے کہا کہ بھائی جی ہم تو دیکھ رہیں وزیر محمد بولے کہ وہ بھی ہو جائیں گے۔ تو غلام نقشبند نے کہا کہ فلانا ایکٹر کو بلا لاؤں۔ وہ بولے جاؤ وہ گیا اور آکر کہتا ہے کہ وہ تو نہا رہا ہے۔ اسکے بعد میں گھر میں چارپائی پر بیٹھا ہوں اور کہیں جانے کا ارادہ ہے۔ میری ساس بانسی صاف لائی ہے۔ تو میں استانی کرم بری کو کہہ رہا ہوں کہ استاد میران بخش تو موجود نہیں آپ اس صافہ کو ہاتھ لگائیں اور اسنے ہاتھ لگایا اور میں چارپائی پر بیٹھ کر لال رنگ کا صافہ باندھ رہا ہوں۔ پھر میرا گھر ہے میری دونوں بہنیں اور دو نوکر سامیں بھی ہیں۔ تو اقبال کی ماں ... مجھ سے بہت لڑ رہی ہے اور میرا سالہ بھی اپنی ماں کی طرفداری کر رہا ہے میں بہت غصہ ہوا اور پیدہ کی گردن پکڑ کے زمین پر دے مارا۔ اسکی ناک سے خون جاری ہو گیا۔ اسکی ماں اور بہن دونوں نے دیکھا اور کہنے لگیں کہ دیکھو کتا خون جاری ہے۔ (پروردگار مجھے میری ماں اور باپ کو بخشدے)

(۲۹) ——— انتیسویں رات :۔ ایک مکان ہے اسمیں بھائی وزیر نہا رہی ہے۔ اور نتھو پاس کھڑی ہے۔ میں نے پوچھا کہ میں آجاؤں تو اس نے کہا کہ آجاؤ۔ تو میں نے کہا کہ اور کون ہے تب اس نے کہا کہ نثار ہے۔ یہ

تو پلنگ کی لکڑی یا کرکٹ کھیلنے کے واسطے ہیں۔ باہر آیا تو دروازے کے باہر سامنے پانی کی ندی بہہ رہی ہے۔ کچھ دور گیا تو میری لکڑی مجھے یاد آئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی لکڑی اس پانی میں تیرتی ہوئی آرہی ہے۔ میں نے اسکو نکال لیا پھر چلا تو راستہ میں ایک ننگی سورت ہیٹ کوٹ پہنے ہوئے اپنی قوم کے گھروں میں گھستا جاتا ہے۔ بعد میں دیکھا کہ میرے پاس کوئی چیز ہے جو کوئی بھی قریب آنا ہے جل جاتا ہے۔ (اے اللہ اپنی رحمت سے مجھ گنہگار پر اپنا فضل فرما۔)

(۲۳) ——— تئیسویں رات۔ جب ہو تو ایک نقشہ دیکھا یا ہو کہ یاد نہیں صرف اتنا یاد رہ گیا ہے کہ مجھ لفظ فتح ملا ہے۔ (مولائے کریم مجھے معاف فرما۔ امان دے۔ پناہ دے۔ مدد دے اور سینہ کھول دے۔)

(۲۴) ——— چوبیسویں رات۔ ایک بہت بڑے میدان میں دو سرسبز درخت ہیں میرے ہاتھ میں کلہاڑی ہے اور ایک جانور ہے میں نے کلہاڑی سے اس پر حملہ کیا اور مار دیا۔ بعد میں جنگلی پرندے مجھ پر حملہ کرنے کو اترے تو میں نے کچھ پڑھ کر پھونکا اور پھینکا ہے تو وہ سب اڑ کر درختوں پر جا بیٹھے۔ اور شور مچا رہے ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ — حضرت ابراہیم اور میرے نام کے عدد ایک ہیں۔ اس لیے میرے اللہ نے جو مجھ سے وعدہ کیا اسی سے اب کہتا ہوں کہ اپنا وعدہ پورا کر کہ یہ جانور بالکل نہ بولیں۔ وہ خاموش ہو گئے۔ اور میں غصہ اور بہت ہی جوش و خروش سے پڑھ پڑھ کر پھونک رہا ہوں ان پرندوں پر۔ نزدیک تو کوئی نہیں آتا لیکن دور جا کر بیٹھ کے پھر شور مچا رہے ہیں۔ بعد میں کوئی آہستہ آہستہ یہ پڑھ رہا ہے۔ صَلَّوٰۃ بر مُحَمَّدٌ صَلَّوٰۃ عَلٰی عَلِیٌّ۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ کوئی اتنا آہستہ آہستہ پڑھ رہا ہے کہ سنائی بھی نہیں دیتا۔ پھر کچھ نقشہ دیکھا۔ اور لفظ غالب ملا۔ (پاک پروردگار اپنا لطف و کرم فرمائے جا تیرے یہاں کوئی کمی نہیں! تو نے اسے بے کس اور عاجز کو جو نعمتیں عطا فرمائیں ہیں۔ میں جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔

(۲۵) ——— پچیسویں رات کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا سمندر ہے اس میں جہاز آرہے ہیں اور میں بمبئی سے مکہ معظمہ پہونچ گیا ہوں وہاں میں نے رہنے کے لیے ایک مکان لیا ہے اور شہر کے باہر نکلا ہوں۔ ایک جگہ پیشاب کرنے بیٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ادھر ایک تالاب ہے اور ایک ادھر ہے۔ ایک سانپ بل میں سے نکلا اور میرے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیا میں نے اسکو بائیں ہاتھ سے اٹھا دیا لیکن وہ ہاتھ میں لٹک گیا اور مجھے ڈس لیا۔ تو میں نے کہا کہ کعبہ مدد کر کعبہ مدد کر اتنے میں کعبہ والے نے مدد کی اور میں نے جھٹکا دیا تو وہ الگ ہو گیا۔ دیکھا تو مچھلی تھی اور پانی جلیبا تو تھا ہی پھر آگے چلا تو اذان ہو رہی تھی مسجد میں گیا وضو کیا، نماز کیلئے لگا۔ یاد نہیں پڑھی ہے کہ نہیں۔ بعد میں میری لڑکی مہ جبیں گم ہو گئی ہے۔ میرے مکان دار کی عورت کہتی ہے کہ لڑکی یہیں کہیں ہو گی آپ کو جانا کہاں ہے اور میرے کپڑے بالکل سفید ہیں۔ یہاں تک کہ ٹوپی اور جوتی بھی سفید ہے۔ میں اپنے مکان دار سے پوچھ رہا ہوں کہ کتنے روپیہ خرچ ہوں گے۔ وہ بولا کہ سات روپیہ۔ اتنے میں حیدر شاہ معہ ایک آدمی کے آگیا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں سر منڈوانے اور طواف کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اور ان سے طریقہ پوچھ رہا ہوں۔ ہم بچار پائی پر بیٹھے ہیں تو وہ بولا کہ ذرا ٹھہر جائیے میں ابھی کتاب دیکھ کر سب بتا دیتا ہوں۔ اتنے میں ایک عورت بولی کہ وہ تمہاری لڑکی کھیل رہی ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک درخت ہے اور دریا بہہ رہا ہے کنارے پر لال گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ اور اسکے پاس مہ جبیں کھیل رہی ہے میں نے جا کر اسے پیار کیا۔ اور پوچھا تو وہ بولی کہ بابو جی ایک جنگلی نے مجھ سے کہا کہ چلو میں مٹھائی دونگا۔ اور اس نے حبیب سے چونی، اور اٹھنی اور تانبے کے پیسے لگا لیے وہ بھی اس نے دیے ہیں۔ پھر میں نے واپس آکر حیدر شاہ سے سات روپیے مانگے ہیں۔ وہ بولا کہ ہم جہاز آنے کے اوپر ایک پائی بھی نہ دیں گے۔ پھر مجھے وہ عورت کہتی ہے کہ اب وہ وقت قریب ہے کہ تم طریقہ سے حج کر و گے۔ مگر خبردار رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ کو ہرگز مت بھولنا (مولا تو ہی پاک ہے اور تو ہی تعریف کے لائق ہے)

(۲۶) ——— چھبیسویں رات:۔ میں سروج کمپنی کے آفس میں گیا ہوں معلوم ہوا ہے کہ سیٹھ کہیں باہر گیا ہوا ہے۔ اور زیبالنسا دروازہ کے باہر بیٹھی ہے۔ وہ مجھ سے بہت خوشی سے ملی ہے وہ مجھے اندر لے کر گئی ہے اور کہتی ہے کہ آئیے ماسٹر صاحب بہت دنوں کے بعد آپ نے شکل دکھائی ہے میں نے کہا جی ہاں۔ وہ بولی کہ آپ نے بہت ہی جلدی کی ورنہ سیٹھ آپ کو نہ نکالتا میں نے کہا کہ سیٹھ سے میں نے کمپنی تو نہ مانگی تھی صرف جاب ہی تو مانگا تھا افسوس سیٹھ

خواب

(ماہ) رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ

پہلی رات :- دیکھا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور انھیں جیسی مثال مجھے سمجھائی گئی ہے۔ پھر دیکھا کہ لوگ بھاگ رہے ہیں۔ اور میں بھی بھاگ رہا ہوں۔ مہہ جبیں بھی میرے ساتھ ہے لیکن ننگی ہے۔ لوگ ایک دوسرے کو پکڑ رہے ہیں لیکن میرے سے تو ایک بھی نہیں پکڑا گیا۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا لیکن یاد نہیں ہاں اتنا ضرور یاد ہے کہ خدائے تعالےٰ نے مجھے زبردست فتح عنایت فرمائی ہے۔ اور ہر طریقہ سے (راجح فرمایا میرے رب تو ہی رحم فرمانے والا ہے)

(۲) ——— دوسری رات :- ایک جگہ پر ہم دو آدمی بیٹھے ہیں اتنے میں ایک سوار آیا گھوڑے پر۔ اسکے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے وہ کہتا ہے مجھ سے کہ لو جی یہ پاک نواب کا پارٹ ہے۔ آپ کو بھیجا ہے۔ میں نے کہا کہ کیا وہ نہ کرے گا۔ اس نے کہا کہ اس نے انکار کر دیا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ خود نہیں آیا تو اس نے کہا کہ ابھی آتے ہیں میں نے کہا کہ اچھا۔ تو دوسرا کہتا ہے کون میں نے کہا حیدر۔ اور ہمارے لئے بھی ایسا ہی لال رنگ کا گھوڑا آئے۔ اتنے میں وہی لال رنگ کا گھوڑا آگیا۔ دو ڈریس موتیوں کے اور دو ڈریس جالیوں کے ہیں۔ اور ایک گھڑی بھی بندھی ہوئی ہے۔ گھوڑے کے بال بہت بڑے ہیں جیسے عورتوں کے اس کے اوپر میں سوار ہو کر گیا چلیں سب چیزیں میں نے آگے رکھ لی ہیں۔ اب میں ایک طرف آگیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک طرف تو بخشو ہے اور دوسری طرف کوئی اور ہے دونوں کی گردن میں ہاتھ ڈالا ہوا ہے جیسے ٹکرائے جاتے ہیں۔ اور بھی آدمی کھڑے ہیں ایک کا نام الٰہی بخش ہے۔ وہ کہتا ہے انھوں نے نہیں کیا تھا۔ میں بولا کہ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ پھر ہم لوگ پہاڑی راستہ پر چلے۔ دوسرا آدمی بھی گھوڑے پر سوار ہے۔ ہم دونوں نے گھوڑے دوڑائے راستے میں درخت ہیں کہیں کہیں مجھے کانٹے لگتے جاتے ہیں۔ اور تیسرا آدمی ہمارے ساتھ دائیں کا سگا بھائی بھی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ذرا سنبھل کر چلئے۔ میں نے کہا تو اسنے گھوڑا دوڑایا۔ پھر دیکھا کہ پہاڑ پر ایک گاؤں ہے۔ اس کے باہر ہم لوگ جا رہے ہیں خاص اس جگہ جہاں سین لینا ہے۔ اتنے میں ایک بوڑھی عورت بکی بھائی۔ کو کہتی ہے کہ میرا تیل بھی بکوا دو کیونکہ وہ تو کمینی ہے۔ بک جائے گا۔ میں نے کہا کہ تیل کیسا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ اس بیچاری کا تیل خوشبودار ہے۔ پھر ہم چلے جا رہے ہیں آگے سمندر ہے۔ پانی ہی پانی نظر آرہا ہے۔ تو میں کانجی بھائی سے کہہ رہا ہوں کہ دیکھئے انشاء اللہ تعالےٰ آگے کامیابی ہی کامیابی ہے کیونکہ انکا نام عبدالرحمٰن ہے۔ اور میرا نام ہے علی بخش۔ سین دونوں (عین) ہیں۔ اور کانجی بھائی پیدل چلا جا رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ سفید بادل نظر آرہے ہیں۔ سامنے بیچ میں درخت ہیں۔ اسکرین درخت کی آڑ میں ہے۔ اس لئے باریک باریک سفیدی نظر آرہی ہے یہاں سین لینا ہے اور یہیں ایک مکان بھی ہے۔ اس میں سب ایکٹر رہتے ہیں۔ تو میری عورت اقبال کہتی ہے کہ دیکھو جی وہ فلاں عورت فلانی عورت کے ساتھ رہتی ہے۔ اور یہ ایسے رہتے ہیں کہ جیسے مرد عورت رہتے ہیں۔ میں نے کہا رہنے دو ہم کو کیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے تو دیکھا مگر لیکن معلوم نہیں۔ ہاں اتنا یاد ہے کہ میں نے کہا کہ دین و دنیا کی مرادیں ساتھ فتحمندی اور عزت کے دے۔ اور آئی ہمنے دونوں مرادیں دیں انکی کے متعلق بہت کچھ دیکھا یا۔ (رحم فرما میرے مولا جل جلالہ میں مدد دے اور برکت دے) ———

(۳) ——— ایک مکان ہے بہت سے درخت اور گھاس ہے۔ ایک جن آیا اور وہ مجھ سے کہتا ہے کہ یہ گرا ہوا اور دیکھ وہ گیا ہے۔ دو بھینسے بندھے ہیں۔ مکان کی پرانی ہے۔ وہ ایسی چیز ہے کہ اسمیں کبوتر رہتے ہیں اور یہ حیدر شاہ کے ہیں۔ آپ ہٹ جاؤ۔

سنکر میں کرسی کے اوپر بیٹھ گیا اور وہ نہا کر نکلے ہیں دونوں۔ میں نے کہا دیکھئے نثار منہہ پر بیٹھا ہے۔ میں نے ہروقت اسکو سمجھایا کہ دیکھ سنبھل کر رہنا نو بھائی بہت ہی چالاک سا لڑکا ہے مگر اسکی ایک سمجھ میں نہیں آئی۔ یا تو نوکری ہی نہیں کرنی تھی اور نہ سنبھل کے رہنا تھا۔ پھر میں سروج کمپنی میں مہہ جبیں کو ڈھونڈنے کے لئے گیا ہوں۔ تو مہہ جبیں لنگی پہنے ہوئے نظر آئی جسے اسکو نہلا کر کپڑے پہنائے تو وہ ناچنے لگی۔ کہنے لگا کہ تمہاری دوسری لڑکی خورشید بھی یہی نوکری کرنے لگی ہے۔ تو میں مہہ جبیں سے کہہ رہا ہوں کہ یہ ہمارے باپ دادا کا کام نہیں۔ یہی سمجھا رہا ہوں۔ ایک دوسرا آدمی بھی یہی باتیں سن رہا ہے پھر دیکھا کہ ایک راستہ بالکل صاف ہے۔ میں اقبال، مہہ جبیں اور عاشق حسین چلے جا رہے ہیں راستہ راستہ پہاڑی ہے۔ چلتے چلتے ایک مقام پر پہونچے تو کوئی کہتا ہے کہ یہی تمہاری منزل ہے تم پہنچ گئے "سلامتی ہو، سلامتی ہو، سلامتی ہو" یہی تمہاری منزل ہے۔ تو میں عاشق حسین سے کہہ رہا ہوں کہ دیکھو یہ آدمی خوب تندرست ہے اور مضبوط ہے کہ اسنے جیون بچی کو اٹھا لیا اور پانچ کوس تک سانس ہی نہیں لیا۔ میں کمزور ہوں اسلئے یہاں تک دو دفعہ سستایا ہوں اور میں یہ سلسلہ کہے جا رہا ہوں کہ اللہ کو سجدہ اور محمد کو سلام پھر اللہ کو سجدہ اور علی کو سلام۔ پھر اللہ کو سجدہ اور حسین کو سلام۔ پھر اللہ کو سجدہ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو سلام (رحم فرما میرے بولا میری خطا بخشدے)

(۳۰) ——— تیسویں رات: جلال ولد دائم، دائم ولد قائم، کرم دین ولد حاکم، فتح محمد ولد حاکم محمد ولد فتح محمد اور میں ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ تو میں جلال کی پیٹھ پر مٹی مل رہا ہوں تو جلال کہتے ہیں کہ ذرا اچھی طرح مل ابھی میری شادی ہونے والی ہے۔ سب کچھ تو تولے جائے گا۔ تو پھر میں نے کہا کہ چودھری جلال آپ کو رنڈوا ہوئے اٹھارہ برس تو ہی گئے ہوں گے۔ تو وہ ہاں ہاں کہہ رہے ہیں۔ ان کے والد نے کہا کہ شائد سولہ برس ہو گئے ہوں۔ میں نے کہا کہ میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ سولہ، سترہ یا اٹھارہ برس، ٹھیک ہے اور میں اتنے ہی دن سے خدمت کر رہا ہوں۔ اگر آپ سب کچھ دیدیا تو کیا بڑی بات ہے۔ اتنے میں کرم دین بول اٹھا کہ جلال سن جب تو بھینس اسکے پہاڑ پر لے گیا تھا تو اسنے کتا اور سانپ چھوڑے تھے۔ کتے نے جب منہہ ڈالا تو محمد پہونچ گیا اور کتے کا منہہ کچل دیا اور کہا کہ اسکو اسپر مت چھوڑنا۔ یہ آگے ایسی کوئی بات نہ کریگا فتح محمد بولا کہ بھائی میں مسکین ہوں اونبیل بھی ہے اور میں نیل کا عاشق ہوں تو سب کہتے ہیں کہ جی ہاں جب فتح محمد نے دی ہیں تو اسکو کوئی روکنے والا نہیں اسمیں انکار نہ کرنا چاہیئے۔ پھر دیکھا کہ ایک مکان ہے اسمیں مجھے احتلام ہو گیا ہے۔ میرے دو کپڑے خراب ہوئے ہیں۔ جو میرے ہاتھ میں ہیں۔ میرے بدن پر صرف لنگی لپٹی ہوئی ہے اور میں اسی طرح نہانے کے واسطے کنوئیں پر گیا ہوں۔ لیکن کنواں بند ہے۔ جب واپس آیا تو بچے شربتی بانٹ رہے تھے۔ شربتی میں گلاب جامن ہے۔ اور وہ خود کھانے بھی جا رہے ہیں۔ میرا بھی جی چاہنے لگا کہ مجھے بھی ملے۔ پھر دیکھا کہ وزیر بھائی سیج کر بیٹھی ہے اور کچھ کھا رہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ سیب ہے۔ وہ بڑی محبت سے مجھ کو کہہ رہی ہے کہ یہ کیسی نارنگی ہے ہماری کوئی چیز منظور نہیں ہوتی۔ میں نے اسکے ہاتھ سے سیب لیکر کھایا اور کہا کہ میری کیا مجال میرا تو خون بھی حاضر ہے۔ تم میرے استاد کی بہو ہو۔ ایسا خیال بالکل نہ کرنا۔ پھر مجھ سے ایک آدمی کہتا ہے کہ گول سڑک پر ایک کنواں بہہ رہا ہے وہاں جاکر نہالو۔ میں نے کہا کہاں۔ تو کہنے لگا کہ سڑک کے اوپر جہاں رسی اس دن ڈالی تھی۔ میں نے کہا کہ اب میں وہاں نہیں جاتا مسجد کے نل پر نہاؤں گا۔ پروردگار اپنے رحم سے کرم اور بخشش عطا فرما۔ اور ہاں یہ بھی دیکھا کہ بھائی نے لفظ واپس میرے دونوں لنگوٹوں پر چپکا دیا ہے)

کہا مالک کی نوکری کرنی آپ نہیں جانتے۔ میں نے کہا کہ میں کوئی اندھا تو ہوں نہیں جانتا ہوں کہ مالک کا حکم ماننا چاہیئے۔ لیکن میری ڈیوٹی کیا ہے بتایئے۔ اسی بات پر بحث ہوگئی۔ آخر میں نے کہا کہ جب تک آپ فیصلہ نہ کریں میں نوکری نہ کروں گا۔ یہ آپ اپنے روپئے لیجئے، اس نے روپیہ واپس لے لیا (پروردگار مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بخشدے)

(۶) ——— چھٹی رات:۔ ایک جگہ حیدر شاہ کھڑا ہے۔ وہ نواب اودھ اجرہ کو بھی نہیں ملنے نہیں دیتا۔ تو لوگ اسی سے ملنے کے لئے جا رہے ہیں۔ مجھ سے بھی کہہ رہے ہیں کہ آپ بھی چلئے میں نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ اس نے کہہ رکھا ہے میں ہرگز نہ جاؤنگا۔ آخر جب سب لوگ اس سے ملنے آئے تو پھر میں آرام سے گیا ہوں اور دونوں کو تسلی دی ہے۔ پھر کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ گھبراؤ مت تم امن میں ہو۔ پھر دن کو بہت کچھ دیکھا لیکن یاد نہیں۔ پھر کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ یہ چاہے کچھ کہیں مگر کسی کا اجر روکتا نہیں اور نہ ہی ضائع کرتا ہے۔ وہ ایسا اچھا اجر دیتا ہے کہ ذرے کو روشنی دیکھ آفتاب کر دیتا ہے۔ اور آپ کو نہ دیکھے نور اور روشنی دیکھ بادشاہ بنا دیا۔ اور میں قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ رہا ہوں۔ جو یاد نہیں۔ (اے مالکِ کُل مجھ گنہگار پر نظرِ کرم اور بخشش رکھ اور میرے ہر کام میں برکت دے)

(۷) ——— ساتویں رات:۔ ایک کوٹھے پر بہت سا پائخانہ پڑا ہے تو میں بھی پائخانہ کرنے بیٹھ گیا ہوں۔ اور ایک حوض قاسم کی ماں کا ہے وہ کہتی ہے کہ تمکو اب تک نوکری نہیں ملی۔ دیکھو ابھی ایک کمپنی بن رہی ہے اس میں زبردست بھرتی ہے۔ تمہاری نوکری بھی ہو جائیگی۔ میں نے کہا اماں میری نوکری کی سفارش کرنے والا نہیں۔ اگر وہ وہاں بات کرتا تو فوراً نوکری ملجاتی۔ بعد میں پیر جی آگیا ہے اور وہ دروازہ کھول رہا ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ آغا خان آنے والا ہے تو یہ دو سو روپیہ بھی نذرانہ ساتھ دیں گے۔ سلام کرنے کے لئے جائیں گے۔ وہ کہتا ہے کہ ہمارا صاحب تو چائے پینے آنے والا ہے۔ تب قاسم کی ماں اٹھی اور اسی گھر میں انگارہ بہت موٹی موٹی پڑی ہے۔ میں ڈر رہا ہوں کہ میں نے جو پائخانہ پھرا ہے اگر دیکھ گیا تو ضرور میری عزت لے گی۔ کیونکہ اس آگ سے میرا پائخانہ جلا ہے۔ بعد میں نانو بھائی بیٹھا ہے اور میں اور اقبال کھڑے ہیں۔ نانو بھائی رامو بھائی سے کہتا ہے کہ بیکاری نے ان کو خوب تنگ کیا ہے۔ اب یہ میرے پاؤں پڑیں گے منت کریں گے اور چالیس کا ایک پیسہ دیں گے۔ یہ پڑیں گے تو رکھ دیں گے۔ اقبال کہتی ہے کہ کرلے منت میں نے کہا کہ اسی جگہ سے تو میں ابھی نکلا ہوں اور قصور بھی میرا نہیں تو پھر میں کیسے ان کے پاؤں پڑوں۔ جو وہی خدا دیگا جس نے پیدا کیا ہے۔ تب میری عورت کہتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اور اس مصیبت کے وقت جبکہ ہم بہت پریشان خالی وقت ضائع کرنا نہیں چاہئے تو کہا شرط ہے۔

(۸) ——— آٹھویں رات:۔ خانہ کعبہ ہے اور میں پاخانہ جانا چاہتا ہوں۔ میرے پاس بھرا ہوا ماچس ہے دو تین تیلیاں جلانے کے بعد لیمپ جلا۔ میں اس کو لیکر پائخانہ گیا پھر ایک آدمی آکر کہتا ہے کہ مجھے بھی لیمپ دیجئے۔ اندھیرا ہے میں ابھی واپس لاکر دیتا ہوں۔ پھر میں اور میرو آہستہ آہستہ چل رہے ہیں۔ میرو کہتا ہے کہ ذرا اس لیمپ کو اور صاف کر لیجئے۔ میں نے کہا کہ تم خود جانتے ہو کہ میں کمزور ہوں۔ تم ہی صاف کر لو۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ اس کے بعد میں اندھیرے میں سیڑھیوں پر چڑھ رہا ہوں۔ صبح کا وقت ہے خانہ کعبہ کی مسجد ہے۔ میں نے وضو کر کے نماز کی تیاری کی ہے۔ معلوم ہوا کہ ابھی ساڑھے چار بجے ہیں صرف آدھا گھنٹہ نماز میں باقی ہے۔ تب میں مسجد میں گھومنے لگا ہوں نہ مسجد بہت کشادہ ہے اور کنارے پر بہت سے سرسبز درخت ہیں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ یہ میرے چلہ کا درخت ہے۔ تب میں آگے بڑھا تو کہا کہ نہیں یہ ہے۔ اب تو میرا چلہ ہو گیا پورا۔ اب تو میں آزاد اور امیر ہوں۔ سامنے لشکر کا درخت ہے اس کے بعد دو تین بچے بہت کچھ دیکھا مگر اتنا یاد ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر درود شریف بھیجتا ہوں۔ پھر میں نے کہا کہ میں مطیع ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا۔ اور میں دوست ہوں حضرت ابراہیم اور انکی اولاد کا پھر کہا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ مر چکے ہیں اس لیئے اب ان کی جگہ پر میں ہوں۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی اور پھر بعد میں ماچس کہتی ہے کہ ہاتھ آ بچو سب کچھ مل گیا تو یہ کاغذ اس کے اوپر دین دنیا لکھ کر مل گئی ہے۔ اور یہ بھی کہہ رہی ہے کہ خانہ کعبہ سے ملی ہے۔ اے میرے پیارے آقا مجھ پر تیری حد درجہ عنایات ہیں۔ میں اس قابل نہیں ہوں کہ شکر ادا کر سکوں۔)

(۹) ——— نویں رات:۔ ایک آدمی سے تو یہ گواہی ملی کہ تمکو تمہاری مراد مل گئی۔ شاید یہ وہی سید ہیں کہ جنہوں نے کہا تھا کہ یہ گانا نہیں فریاد ہے۔ پھر میں گیا اور حکم ہوا کہ تم چھٹی پر جاؤ تنخواہ میری منشی کے پاس ہے۔ میں نے اس کے پاس جا کر حساب کیا ہے۔ اسنے کہا کہ ابھی اور کسی کو تنخواہ نہیں ملی ہے۔ اور تمکو سب سے پہلے جو دو دن کی تنخواہ مل گئی ہے مبنگی۔ سیٹھ کہتا ہے کہ نوکری تو

تو میں ایک مکان میں گیا جو کہ امن کا ہے۔ تو وہ دونوں اس نے پکڑ کے گرا دیئے۔ پھر پائخانہ پھرا تو کپڑوں کو لگا۔ اس کو دھو کے دھو کیا اور مسجد گیا۔ یہ یاد نہیں کہ نماز پڑھی یا نہیں۔ البتہ سجدہ شکر ادا کر کے دعا کر رہا ہوں۔ کہ لاکھ لاکھ شکر ہے میرے پروردگار کا

(۴) ——— چوتھی رات: ایک جگہ ہے وہاں میں بار بار جا رہا ہوں۔ اور خوب گانا گا رہا ہوں۔ میرے ساتھ ایک عورت بیٹھی ہے جو کہ میری ہے۔ ایک آدمی اس سے کہتا ہے کہ چلو پھر آئیں گے۔ تو اس کا جانے کو جی نہیں چاہتا۔ مگر وہ مجبوراً چلی گئی۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ مجھے ضرور بلائے گی۔ جب وہ چلی گئی تو سامنے سے ایک مرد اور ایک عورت آ رہے ہیں۔ اور آ کر میرے قریب بیٹھ گئے۔ مرد کا نام نہ معلوم ہے وہ کہتا ہے کہ علی بخش تم گاؤ تمہاری آواز بہت سنی ہے۔ میں نے کہا کہ جی میں تو آپ کو اپنا چچا سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میرے استاد اور آپ بھائی بھائی ہیں۔ میں آپ مقابلہ نہیں کرتا۔ تو وہ بہت ہی خوش ہوئے۔ پھر ہم ناشتہ کھیل رہے ہیں۔ اور میں پان کھا رہا ہوں۔ دیکھا تو طبلہ بے سرا ہے۔ تو میں اس کو ملانے لگا ہوں تو طبلہ والا کہتا ہے کہ ٹھیک ہے۔ پھر میں نے ٹھیک کر دیا۔ دوسری عورت کہتی ہے کہ یہ میراسی لوگ کتنے مغرور ہوتے ہیں۔ جب ان کو کھانا ملتا ہے تو کچھ سمجھتے ہی نہیں مگر جب بھوکے ہوتے ہیں تو جو کہو مانتے ہیں۔ ان کے پاس پیسے نہ ہوں تو برابر کام کریں گے۔ اور اگر ان کے پاس پیسے ہوں تو روز روز کہتے ہیں کہ طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں بیمار ہوں میرے درد ہے۔ بس میں بالکل تیار بیٹھا ہوں گانے کے لئے۔ اور پان کھا رہا ہوں۔ بعد میں ایک گاڑی ہے جو پتھر کی ہی ہوئی ہے۔ اس میں چھوٹے چھوٹے بچے بیٹھے ہیں۔ ایک مکرملے میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ تم آگے میرے پاس بیٹھو۔ وہ کہتا ہے کہ نہیں میں پچھلی سیٹ پر بیٹھوں گا۔ میں نے بہتیرا کہا لیکن وہ نہ مانا اور پچھلی ہی سیٹ پر بیٹھ کر جا رہا۔ گاڑی بہت اونچائی پر چل رہی ہے۔ راستہ بہت ہی مشکل اور دشوار ہے۔ میں اوپر سے گرنے لگا میرے ہاتھ چھوٹ گئے۔ بدن نیچے لٹک گیا ہے صرف ایک شہادت کی انگلی اس پہاڑ پر جمتی جاتی ہے۔ میرے منہ سے یا علی، یا علی، یا علی نکل رہا ہے۔ دیکھا تو پھر اس گاڑی میں سوار ہوں۔ پھر اس پہاڑ پر اوپر جا کر دیکھا تو ایک زبردست چشمہ ہے اور پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔ میں پوچھا کہ اور بھی کچھ ہے تب وہ لڑکا کہتا ہے۔ اب تو سوکھ گیا۔ اس سے آگے بہت پانی ہے۔ جب جوش میں آتا ہے تو بہت ہی بڑھ جاتا ہے (خلاصہ یہ کہ میرے اللہ نے مجھے فتح و نصرت دی ہے)

(۵) ——— پانچویں رات: میں اور میرا بھائی قمرالدین جا رہے ہیں۔ اور پانی کا نالہ بہہ رہا ہے۔ تب واپس ہوئے ہیں دیکھا کہ کنارے پر مچھلیاں پڑی ہیں۔ جب میں پکڑنے کی نیت کرتا ہوں تو اندر بھاگ جاتی ہیں۔ اور پھر اوپر آ جاتی ہیں۔ پھر ایک اندر کود گئی اور سب کی سب کنارے پر بیٹھی ہیں۔ ہم چلے جا رہے ہیں۔ پھر وہ نالہ بہت ہی جوش مارنے لگا۔ اور پانی ہماری کمر تک آ گیا ہے۔ پانی بڑھتا ہی جاتا ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ چلو ذرا راستہ کاٹ کر چلیں۔ پھر آگے چلے تو اسقدر اندھیرا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا مگر ایک سفید دیوار ہے جو نظر آ رہی ہے۔ تو ہم دونوں بھائی چلے ہی جا رہے ہیں۔ تو بھائی سے میں نے کہا کہ بھوک بہت لگی ہے۔ آگے بہت اونچائی پر ایک گاؤں ہے۔ میں وہاں روٹی مانگتا ہوں۔ پھر ہم دونوں اس گاؤں میں گئے تو اس مکان کا دروازہ کھلا ہے اندر کوئی نہیں ہے۔ صرف ایک بوڑھا ہے جو نیچے سے اوپر کی طرف آ رہا ہے۔ اس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے میں نے کہا کہ ہم چلے جائیں گے۔ نیچے سے آواز آئی کہ نہیں ابھی ٹھہرو۔ اتنے میں میں نے کوئی دعا ان کو دی تو وہ چڑھتے ہی آ رہے ہیں اور جواب میں یہ کہا کہ سلامت رہو اللہ کی رحمت تم پر ہو۔ جب وہ ضعیف آدمی جس کی لمبی سی داڑھی اور سر کے بال کچے بچے ہیں۔ جب وہ اوپر آیا تو میں نے کہا کہ سردار جی روٹی کا ٹکڑا دیدو۔ ہم بھوکے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے کہ ذرا ٹھہرو تمہارا اللہ بھلا کرے گا بھی تمکو کھلائے دیتا ہے۔ اور وہ میرے منہ کو دیکھتا ہے کہ ان کو خدا نے نور کی روشنی بخشی ہے۔ جسکو میں نے دیکھا ویسی ہی روشنی میرے چہرے پر پڑی ہے۔ جسکو انھوں نے دیکھا۔ پھر میں کرشن بن گیا ہوں۔ اتنے میں وہ میرے آگے سجدہ کرنا ہی چاہتا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ جب آنکھ لگی تو دیکھا میں نے کہ میں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ لیکن بشیر سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا کہوں۔ تو وہ کہتا ہے کہ بس اتنا ہی کہدے کہ میں جتنے نئے کپڑے بناتا ہوں وہ سب کو فی جوڑا بیچا جاتا ہے۔ اسکے بعد چھوٹا بھائی سورت والا ایک کوال کھدوا رہا ہے۔ اور کمپنی بھی بن رہی ہے میں نے نوکری مانگی تو اس نے دیدی۔ پھر میں نے کچھ پیسے مانگا تو اس نے پانچ روپیہ دیدیئے ہیں۔ جسمیں سے دو روپیہ تو کنویں میں گر گئے ہیں۔ پھر اس کے پاس کچھ پیسے اور بھی ہیں میں نے کہا کہ وہ بھی مجھے دیدو۔ اس نے وہ بھی دیدیئے میں نے کہا کہ کتنے آدمی نوکر ہیں اور یہ بھی بتائیے کہ میری کونسی جگہ ہے۔ اس نے

دوسری طرف میں ہوں جسطرح وہ کامیاب ہوئے ہیں اسی طرح خدا کے فضل سے میں بھی کامیاب ہوا ہوں۔ یہ خلاصہ اور صاف دیکھا ہے پھر بعد میں وہی خانہ کعبہ اور بھی بہت کچھ نقشہ دیکھا ہے لیکن یاد نہیں صرف اتنا یاد ہے کہ میں نے دعا مانگی ہے۔ تو دھنیئے کے دانے ہرے ہو گئے ہیں یہ بھی خانہ کعبہ میں ہے۔ پھر دیکھا کہ دعا مانگ رہا ہوں جو بہت ہی اچھی ہے۔ صبح کے ۸۔ بجے ہیں پھر دعا مانگ رہا ہوں۔ تو بھابی کہتی ہے کہ اب کسر کا راستہ دیکھ رہے ہو۔ میں نے کہا اسی کا کہ جس نے پیدا کیا ہے۔ اب وہ جو کہے گا میں وہی کروں گا۔ اب وہی کام پر لگائے گا۔ اور بھی بہت ہی کچھ اچھا دیکھا ہے لیکن یاد نہیں۔ (ارحم الراحمین تو نے مجھ پر جو جو کچھ کرم فرمائیاں کی ہیں جتنا بھی تیرا شکر کیا جائے کم ہے)

(۱۴) ——— **چودھویں رات:۔** میں دعا مانگ رہا ہوں جو قرآن شریف میں ہے۔ اور بھی دعا مانگی ہے مگر یاد نہیں۔ اتنا ظرور یاد ہے کہ میری دعا قبول بارگاہ ہو گئی ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک کمپنی میں میری عورت میک اپ کر رہی ہے اور ڈریس پہن کر تیار ہے۔ میں نے بھی میک اپ کیا ہے جو بہت ہی خوب صورت ہے۔ تو میری عورت چھیڑ رہی ہے اور منس رہی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ تو منشی جی کی مہربانی ہے۔ کہ انھوں نے یہ پارٹ مجھکو دیا ہے۔ وہ بولے کہ دوسرے ایکٹر اسکو نہیں کر سکتے تھے۔ اور پھر ان لوگوں کا کام بھی ٹھیک نہیں ہے۔ چونکہ آپ ایکدم کام ٹھیک کرتے ہیں اسی لیے تو کرشن کا کام آپ کے نام کھدیا۔ کھیل کی بالکل تیاری ہے۔ میں نے ڈریس مانگا تو ایک نے کہا کہ آپ کا ڈریس سب سے الگ ہے۔ وہ دیکھئے جو سلے ستارے والی پتی سب سے الگ پڑی ہے اسی میں آپ کے ڈریس ہیں۔ اس کو پہن کر کرشن کا پارٹ کرنا ہے منشی جی بولے کہ اسی لیے تو ہم نے خوب صورت سمجھ کر کرشن بنایا ہے۔ پھر دیکھا کہ رو رہی ہے اور آئینہ میں منہہ دیکھتا ہوں۔ جو بہت ہی خوب صورت ہے۔ اس نے کہا کہ کرشن بنجا۔ میں کرشن بن گیا۔ میرے گلے میں ڈریس ڈال دیا۔ (فضل کر پروردگار تیرے سوا کوئی فضل نہیں کر سکتا)

(۱۵) ——— **پندرھویں رات:۔** ایک کوٹھے پر وزیر بھابی بیٹھی ہے۔ میں پائخانہ کرنے جا رہا ہوں کہ اس نے اپنا ناریل کا حقہ بھر کر میرے منہہ میں لگا دیا۔ میں نے خوب پی کر یہ کہا کہ اس میں تمباکو اچھا نہیں۔ اب اپنا پیوں گا۔ پھر اس نے پوچھا کہ آپ مکان کتنی دفعہ گئے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ خدا جھوٹ نہ بلائے تو پانچ دفعہ گیا ہوں۔ وہ بولی مکان نہیں تب میں نے کہا پھر کہاں۔ تو اس نے کہا کہ وہاں۔ میں نے پھر پوچھا۔ کہاں تو بولی کہ کر بلائے معلّٰے۔ میں نے کہا کہ وہاں تو صرف ایک دفعہ گیا ہوں۔ ہاں البتہ پانچ دفعہ خانہ کعبہ گیا ہوں۔ تو وہ بولی کہ سبحان اللہ بھائی جی پھر تو آپ کا رتبہ اور درجہ شہیدین میں ہوا۔ میں نے کہا کہ تم ہی دیکھو۔ پھر دیکھا کہ ایک آدمی گدھے کو پکڑ کے لیے جا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھکو بھی بٹھالے تو وہ بولا کہ یہ مجھکو تو بیٹھنے نہیں دیتا تمکو میں کسطرح بٹھاؤں۔ اسی طرح خالی لئے جا رہا ہوں۔ پھر اس نے میری طرف دیکھا تو میں نے اس کے منہہ پر مارا تو اسپر اس کا ناک بگڑ گیا پھر ایک آدمی کے ساتھ بارہ تیرہ برس کا لڑکا ہے۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ طوطا نکلوا لو تو تکلیف جاتی رہی گی۔ پھر وہ موہی کہتا ہے کہ کتنے والا طوطا نکالوں۔ بمبئی روپیہ والا یا پندرہ روپیہ والا۔ تو میری مرحومہ بولی کہ بس ایک روپیہ والا۔ تو میں نے کہا۔ نہیں بھائی ہم کو نہیں نکلوانا یہ سب جھوٹ ہے۔ یہ لوگ بنے ہوئے ہیں۔ بوڑھا اندر بیٹھا ہے اور اسکا لڑکا باہر سے آکر دروازے پر کھڑا ہے۔ بوڑھا کچھ کہہ رہا ہے اور اس لڑکے کے ہاتھ میں ذبح کیا ہوا طوطا ہے۔ اتنے میں حضرت غوث الاعظم شریف لائے۔ آپ ضعیف العمر ہیں انگشت حنصر سیدھی ہے تو چودہ طبق مثل چرخے کے چکر کھانے لگے۔ میرے منہہ سے فوراً یہ نکلا کہ ہاں مجھکو تو ایسی ہی چیز کی ضرورت ہے۔ اور میں اسکا طالب ہوں۔ پھر دیکھا کہ میں خانقاہ میں جا رہا ہوں۔ تو ایک بہت ہی خوب صورت عورت ہے اسکی زلفیں بڑی بڑی ہیں جو میں نے پکڑ لی ہیں اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ چل باہر جنگل میں چلیں تو اس نے انکار کر دیا۔ چونکہ میری نیت بد تھی اس لیے میں ڈرا اور میں نے خود ہی کہا کہ یہ میں نے کیا کیا۔ اور خود ہی سنبھل گیا کہ کوئی حرج نہیں۔ میرا اللہ معاف کر دے گا میں نے یہاں کوئی برائی تو کی نہیں ہے۔ دروازہ کا رنگ ہرا ہے۔ کنڈی ہل رہی ہے۔ پھر ایک سید کا ذکر آیا جو بدل گیا ہے۔ مسلمانوں کا بڑا ہی خیر خواہ ہے۔ ابھی ذکر ہو رہا ہے میں بھی پہنچ گیا ہوں۔ تو ایک جگہ پر نانو بھائی کا بھائی بیٹھا ہے۔ میں نے سلام کیا تو اس نے جواب نہ دیا پھر جو بھی آتا تھا میں اسکو سناتا تھا۔ آخر میں کہا کیا تم یہ جانتے ہو کہ میں نوکری کے لیے سلام کرتا ہوں۔ نوکری تو مجھے وہ دیگا جسنے پیدا کیا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میں نے تم کو کب سلام کیا ہے۔ اگر کیا بھی ہے تو صرف دو تین مرتبہ۔ ورنہ سلام تو خدا نے اپنے لئے رکھا ہے۔ پھر دیکھا کہ دالمحل کی چٹائی سیل رہی ہے۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا لیکن یاد نہیں۔ (خدائے برتر اور بزرگ مجھ کو اپنی رحمت میں لے لے)۔

تمہاری ہی ہے۔ عید کی چھٹی ہے تم گھر جاؤ۔ میں گھر آگیا۔ پھر میں نے پیسے کی دوکان سے ایک ایک روپے میں گھی اور شکر خرید کر اس گھر میں گیا ہوں جہاں کی میری پیدائش ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بڑی والدہ مرحوم آٹا گوندھ رہی ہے۔ اور تو اچھا ہوا ہے۔ وہ مجھ سے کہتی ہیں کہ کچھ لے کر بھی آئے ہو بیٹا۔ اڑوس پڑوس والوں کا دینا ہے۔ میں نے کہا ماں جی یہ گھی اور شکر لے آیا ہوں۔ تو وہ بہت ہی خوش ہوئیں۔ اور کہنے لگیں کہ بیٹا بہت ہی اچھا ہوا کہ تم لے آئے ورنہ میں تو گڑ کا آٹا گوندھ رہی تھی۔ اور اسی کو پکاتی بعد میں پہاڑ پر ایک رستہ ہے۔ اسطرف کوئی آتا جاتا نہیں ہے۔ ایک تخت پر بادشاہ بیٹھا ہے۔ اسکے ساتھ اس کا وزیر کھڑا ہے۔ اور ایک آدمی میرے ساتھ ذرا دور کھڑا ہے۔ وہ سپہ سالار معلوم ہوتا ہے۔ درختوں پر تصویریں لٹک رہی ہیں۔ تو وہ سپہ سالار ان تصویروں کی تعریف کر رہا ہے۔ جب ہم دونوں تصویروں کی طرف منہ کرتے ہیں تو وزیر بادشاہ ہم لوگوں کی طرف کچھ اشارہ کرتے ہیں۔ جب ہم نظروں کو دوسری طرف کر لیتے ہیں تو وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور تعریف کرنے والا تصویروں کی طرف دیکھ کر یہی تعریف کر رہا ہے کہ نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز" (ربی مجھے نیک توفیق عطا فرما)

(۱۰) ——— دسویں رات۔ پہلے ایک مکان ہے جہاں ننھے خاں، ننھی جان، اور غیاس الدین علی بخش بیٹھے ہیں۔ تو غیاس گانے لگا۔ میرے پاس دو روپیہ تھے اسمیں سے ایک غیاس کو دیا۔ وہ چپ ہو گیا۔ پھر میں نے علی بخش سے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر میں نے اس کا منہ چوما۔ اور وہ کہتا ہے کہ میں حضرت صاحب کا مرید ہو گیا ہوں۔ میں نے کہا کہ جب نعت شریف پڑھی جاتی ہے تو مجھے حال آجاتا ہے۔ تب میں منت سے تمکو کہتا ہوں کہ تم نماز بھی پڑھا کرو۔ امید ہے کہ تم میری بات ضرور مانوں گے۔ تمہیں اتنا مال ملیگا کہ جسکا کچھ حساب نہیں۔ اس نے کہا اچھا۔ پھر میں اور فاطمہ تینوں روزے سے بیٹھے ہیں تو فاطمہ کہتی ہے کہ مجھے تو روزہ لگ رہا ہے میں تو سنگترہ نچوڑ کر پیتی ہوں۔ میں نے کہا کہ کھڑاکی کیوں ہے اگلی روزہ کھل جائے گا۔ بعد میں میں یہ تعریف کر رہا ہوں کہ کیا شان ہے میرے اللہ کی کہ وہ بڑا عظیم اور حلیم و کریم ہے۔ عجیب قدرت رکھتا ہے (شکر ہے خدایا مجھ پر تیرا بہت بہت احسان ہے۔)

(۱۱) ——— گیارھویں رات:۔ پہلے یہ تصور ہے کہ، ایک کنجی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آتے تھے وہ پوری ہو گئی۔ بعد میں ایک تھال ہے اسمیں دو پھل پتے کے بچے ہوئے رکھے ہیں۔ رس انکا باہر نکل رہا ہے۔ پھر انور پیر اور نعل پیر ہیں۔ انور پیر نعل پیر کو کہتا ہے کہ یہ مانتے تو ہیں انہیں آپ دوعا نہ کریں۔ تو نعل پیر کہتا ہے کہ دعا تو ضرور کرنی چاہئے۔ یہ مانیں یا نہ مانیں۔ اگر ہم دعا نہ مانگیں تو ان میں اور ہم میں کیا فرق ہے۔ پھر انھوں نے دعا کی اور مجھے بھی نصیحت کے طور پر کچھ کہا ہے۔ اور دیکھا کہ ایک مکان میں میں میری عورت اور میری بچی ہے۔ میں نماز کی طرح پڑھ کر توبہ کر رہا ہوں۔ اندر سے آواز آئی کہ بھیا یہ تمکو یاد کرتا ہے اور آنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا لے آئیے۔ جب وہ آیا تو دیکھا کہ دو تین مہینے کا بچہ ہے اور بہت ہی خوب صورت ہے۔ اسکو میں نے گود میں لیکر بہت پیار کیا سامنے میری عورت اور لڑکی بیٹھی ہے۔ میں لڑکی سے کہتا ہوں کہ تیری پھوپی کونسی ہے۔ اس نے اقبال پر انگلی رکھدی پھر پوچھا کہ تیری بہن کونسی ہے۔ اس نے چھوٹی بچی پر انگلی رکھدی۔ میں نے اسکو بھی پیار کیا اور دیکھا کہ مہر دین اور رضا علی نے کچھ بات کہی ہے اور یہ بھی کہا کہ ہم لوگ دعا گو ہیں۔ کچھ اپنا حال بھی سنایا کہ ہم لوگ اس گاؤں میں گئے تھے۔ اب لاہور جا رہے ہیں۔ پھر دیکھا کہ پہاڑ ہے اس پر میں بیٹھا ہوا ہوں نیچے ریل گاڑی کا اسٹیشن ہے۔ وہاں پر میں بھی اسٹیشن ماسٹر ہوں۔ اور نظیر ٹیلیفر بھی ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ جب میری ڈیوٹی ہوتی ہے تو وہ کرتا ہے۔ اور میں کھسک کر اوپر چڑھ جاتا ہوں۔ اور رہتا پہاڑ پر ہوں۔ (مولائے رحیم و کریم تو نے مجھ ناچیز پر اپنا رحم و کرم خوب خوب عطا فرمایا۔)

(۱۲) ——— بارھویں رات:۔ ایک لڑکا میرے پاس ہے۔ میں شکر اور گھی خریدا ہے۔ اور پائخانہ پھرنے گیا ہوں۔ تو وہاں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ کوئی چیز میرے منہ میں ہے جیسے گوشت کے ٹکڑے ہوں اور میں الٹی کر رہا ہوں۔ پانی تو نکل رہا ہے مگر وہ بوٹی نہیں نکلتی۔ تو ایک آدمی بیٹھا ہوا مجھ سے کہتا ہے کہ کیا ہوا۔ میں نے سب کچھ اس سے کہہ دیا۔ پھر برابر وہ دیکھتی اور اسکے سب سب نقشے دیکھے۔ مگر یاد نہیں۔ پھر ایک کشادہ اور صاف میدان ہے۔ اسمیں پائخانہ پھرنے گیا ہوں (مولا میرے گناہوں پر نظر رکھ اپنی رحمت بے پایاں سے۔ اسی طرح سے سرفراز فرمائے جا)۔

(۱۳) ——— تیرھویں رات:۔ خانہ کعبہ ہے اسمیں ایک طرف تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور

کچھ قیدی آرہے ہیں۔ ان کے آگے بکریاں ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا۔ جواب ملا کہ انھوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ پھر دیکھا کہ بھابی گوشت پکا رہی ہے میں نے کہا کہ بھابی زرا روٹی اچھی پکانا۔ وہ بولی۔ کہ ایسی روٹی پکاؤں گی کہ طبیعت خوش ہو جائے گی۔ بعد میں میری والدہ عائشہ حسین سے کچھ بات کر رہی ہے۔ میں نے بھی عائشہ حسین سے کچھ بات کرنی چاہی مگر اس نے ایک نہ سنی۔ میں نے کہا کہ باجی تم لوگ تو خدا کو بھی نہیں مانتے۔ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔ پھر ایک جنگلی کھیت اور چھپری ہے۔ میری لڑکی مہ جبیں، ناشو، اور ایک لڑکی کوئی (دہ آپس میں کھیل رہی ہیں۔ ان میں سے ایک نے شور کیا تو میں نے شور کرنے والی لڑکی کو پکڑ لیا۔ اور اس سے کہا کہ چپکے چپکے کھیلو اور اسکے ساتھ نہ کھیلو۔ (میرے پیارے مولا۔ تیرا کروڑ کروڑ احسان ہے۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ جو تیری تعریف کروں۔)

(۱۸) ——— اٹھارویں رات:- ہم لوگ تیار ہو کے گھر سے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ مگر میرا بھائی شریف الدین بہت سستی سے تیار ہو رہا ہے۔ آخر میں نے خورشید سے کہا بیٹی اس کی جوتی جلدی دے۔ تو اس نے اوپر ہی سے جوتی پھینک دی۔ پھر دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے چشمہ ہے۔ میں اس میں نہا رہا ہوں بھائی سے کہہ رہا ہوں کہ تم بھی ادھر ہی نہا لیتے تو اچھا تھا۔ پھر جنگل ہی جنگل اور چلے جا رہے ہیں۔ وہ دونوں آدمی میری خوشامد میں ہیں میں سلطان صلاح الدین بنا ہوا ہوں۔ میرے آگے گائے وغیرہ کا کھر جا رہا ہے۔ تو ان میں سے ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ لال گائے بہت اچھی ہے۔ اس کے تھن لمبے لمبے ہیں پھر دیکھا کہ دریا کے کنارے پر ایک بڑا سا آدمی بیٹھا ہے۔ ان سے کہہ رہا ہوں کہ صاحب ڈنشوٹ کچھ کوس پر ہے۔؟ اس نے کہا نہیں تین کوس پر ہے۔ میں نے کہا نہ کچھ کوس پر ہے۔ پھر کہا کہ پانچ کوس پر ہے۔ پھر میں نے یہ بھی کہا کہ معلوم تو چھ کوس ہوتا ہے لیکن ہے تین کوس پر (برکت دے آئے اسم الرحیم کریم خواب بتانے والا ہے)

(۱۹) ——— انیسویں رات:- چاند بہت دیر سے نکلا ہوا ہے اور صفیہ یاد آ گئی ہیں۔ میں نے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ چاند نظر نہ آئے گا۔ تو پھر یہ کیوں دکھ رہا ہے۔ جواب ملا کہ کل نہ دیکھو گے۔ اس کے بعد میں چارپائی پر لیٹا ہوں۔ صفیہ چادر اس پر بچھاتی ہے اور چارپائی ہل رہی ہے جیسے جھولا ہوتا ہے۔ پھر ایک آدمی آیا جس سے کئی بار میں نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ بہت کشمکش کے بعد بولے کہ میں قرالدین ہوں۔ پھر دیکھا میں نے کہ پوسٹ آفس سے دس روپیہ کا نوٹ بھنایا۔ اس نے ایک پانچ کا نوٹ اور چار روپیہ دیئے ہیں۔ میں نے کہا بابو صاحب ایک روپیہ اور دو تو وہ سنتا ہی نہیں اور وقت کوٹالتا ہے یہاں تک کہ چھٹی ہو گئی۔ بابو لوگ اٹھ رہے ہیں۔ اور کپڑے وغیرہ پہن رہے ہیں۔ اس واقعہ کو ایک دوسرا بابو دیکھ رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا۔ وہ فوراً مجھکو بڑے پوسٹ ماسٹر کے پاس لے گیا اور ان سے کہا کہ اس آدمی ایک روپیہ زیادتی بابو نے رکھ لیا ہے۔ (اے مسبب کے پالنے والے مجھ پر بھی نظر کرم رکھ۔)

(۲۰) ——— بیسویں رات:- تحصیل سے نکلا ہوں اور ٹرام پر بیٹھا ہوں۔ بھنڈی بازار جا رہا ہوں۔ راستہ میں ہیرو ملا ہے آگے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بیٹھی ہیں بس میں بیٹھی ہیں۔ کچھ لیٹی ہیں۔ اور بچھونوں کی لڑی ان کے سامنے لگی ہوئی ہے۔ ہیرو بولتا ہے کہ یہ کون ہے۔ میں نے کہا کہ چپ رہ۔ اتنے میں اقبال آئی میں نے اس سے کہا کہ یہ میرا بھائی تو بہت عاشق مزاج ہے۔ ان لڑکیوں سے بات کرتا تھا۔ پھر ایک گلی میں ہم گئے تو وہاں بھی کچھ لڑکیاں سفید لباس میں ہیں۔ میرے پاس موتیے کے سوکھے ہوئے پھول سفید کپڑے میں تھے۔ جو وہ کھا لینے آگے دیوی کی جگہ ہے جسکے یہ پھول تھے۔ اب اور آگے نکل چکا ہوں۔ بھنڈی بازار دوا لینے جا رہا ہوں۔ اس کے بعد یاد نہیں

(۲۱) ——— اکیسویں رات:- دو۔ دو۔ کی آواز آئی۔ پھر دس دنیائیں ملی ہے اور وہ جو کمی تھی پوری ہو گئی ہے۔ پھر نانو بھائی سے بات ہو رہی ہے۔ زیب النساء بہت ناراض ہے۔ اقبال بھی ہے۔ میں بھی ہوں۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ سیٹھ میں تم سے دو برس کے لئے الگ ہو رہا ہوں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ مجھے تکلیف ہوئی ہے۔ میں نے آپ سے فریاد کی اور انصاف چاہا مگر آپ نے میری قدر نہ کی۔ ٹھیک ہے کہ نہیں؟ پھر میں چلایا اور کہہ رہا ہوں کہ سورج کمپنی میں میں چار برس سے ملازم ہوں۔ وہ بولا کہ ہم بھی تو آپ جیسا کسی کو نہیں سمجھتے۔ میں نے کہا کہ ہیرو کا کام میرا رکھئے۔ اور چارگانے بھی وہ بولا کہ آپ گانے رکھ لیجئے۔ پارٹ آپ کا سائڈ ہیرو ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تو بالکل معمولی تنخواہ کا کام ہے۔ گویا کہ ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔ پھر مسجد دیکھی اسمیں سنی کرائی گئی کہ نہ خوف ہمدگا نہ غم۔ تم تو غلام علیؓ ہو غلام علیؓ۔ (رب العالمین میرے گناہوں کو معاف فرما اور مجھے اپنا بنا لے۔)

(۲۲) ——— بائیسویں رات:- ایک مکان میں ہیں نے اپنی عدت سے کچھ کہا تو اس نے انکار کیا تو پھر چپ ہو گیا۔ پھر کھانا پک رہا ہے اور میں لحاف اوڑھے ہوئے ہوں۔ خورشید بھی موجود ہے میں اس فکر میں ہوں کہ اپنی عورت سے کچھ گفتگو کروں۔ دیکھتا ہے کہ سب لوگ دیکھتے ہیں میں نے کہا کہ خرچ نہیں ہے گنگا پر شاد آیا ہے۔ پوچھتا ہے کہ حیدر شاہ کہاں ہے

(۱۶) ——— **سولھویں رات**:- میں جنگل سے آرہا ہوں نوگیلی زمین ہے اور ایک کنویں پر بہت بڑے بڑے درخت ہیں۔ پاس ہی فضل اللہ نامی آدمی کھڑا ہے۔ مجھے پیشاب کرنا ہے۔ میں نے وہیں سے ایک جنگلی لکڑی اٹھائی ہے۔ پھر وہاں پیشاب کیا علاوہ اس آدمی کے عالم دین اور قطب الدین ہیں۔ اور کوئی کہہ رہا ہے کہ قطب دین بھائی آؤ۔ ہمارے بیس برس کے خدایا مرشد۔ تو وہ انکار کرتا ہے اور مذاق اڑا رہا ہے۔ پھر اس نے لاتعداد بھینسیں نکالیں اور بیلے کی طرف چرانے کے لیے چلا۔ وہ سفید لباس میں ہے۔ اور میں بھی ان کے پیچھے پیچھے جا رہا ہوں۔ پھر ایک آدمی بڑی بڑی مونچھوں والا ہے اور ایک دبلے پتلے آدمی نے اس مونچھوں والے کے پیروں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالی ہوئی ہیں۔ ایک پولیس افسر مجھ سے کہتا ہے کہ اس کو اس دبلے پتلے نے گرفتار کیا ہے۔ پھر ہمارے گھر میں چاول پکے ہیں ایک ہمارا رشتہ دار معہ بال بچوں کے روٹھ کر جا رہا ہے میں نے کہا کہ جاتے ہو تو جاؤ۔ اس کے بعد میں اسکے پیچھے پیچھے گیا۔ اس نے منایا مگر وہ نہ مانا۔ اور کہنے لگا کہ ہم تو یہ کھانا ہرگز نہ کھائیں گے۔ تو میں نے اسی گاؤں کے ایک آدمی۔ راجہ نامی سے کہا کہ وہ نہیں کھاتے تو تم کھاؤ۔ اس نے یہ بات مان لی مگر لوگ اسکو بہت منع کر رہے ہیں۔ اس نے انکو وہ منہ توڑ جواب دیا کہ وہ خاموش ہو گئے۔

(۱۷) ——— **سترھویں رات**:- عارف خاں آکر دروازے میں کھڑا ہے۔ اس سے سلام علیک ہوئی۔ میں نے اسی سے بیٹھنے کو کہا۔ لیکن وہ نہ بیٹھا۔ صرف میرے کہنے سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ میں پان لگا رہا ہوں اور باتیں بھی کرتا جاتا ہوں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ فلاں صاحب نے مجھ کو سروج میں نوکر کرایا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم سے ناجائز خوشامد نہیں ہوتی۔ اس لیے ہمارا گنتی ہی نہیں۔ میں نے کہا کہ یہی بات آپ اس خادم میں بھی دیکھیں گے کہ نا ہو چکے ہیں مگر خوشامد نہیں کرتے۔ وہ بولا کہ صاحب ہم نے آپ کے چلے سروج میں کوشش کر لی تھی مگر ذرا ناراضگی بات ہو گئی۔ مگر خیر اب بھی آپ نہ گھبرا ایسا سمجھو کہ آپ نوکر ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ واقعی خاطر میں نے تو آپ کو یہی بایا اور دستور بھی ہے کہ جان جائے مگر آن نہ جائے۔ پھر میں نے پان دیا اور خود بھی کھایا اور پانی بھی گلاس بھر کے پی لیا۔ پھر مجھے یاد آیا کہ میں تو روزے سے تھا۔ اسی وقت میں نے توبہ کی۔ پھر دیکھا کہ ایک مزار پر بابا قطب شاہ فقیر بخش اور امیر بخش ہیں تو ایک دوسرا آدمی گانے لگا اور میرے ہاتھ میں ہارمونیم ہے۔ وہ مجھے طبلہ دے رہا ہے اور میں اسی سے انکار کر رہا ہوں۔ اتنے میں مجھے غصہ آیا اور میں نے کہا کہ کیا لمبی چوڑی باتیں کرتے ہو۔ گوتے ہو تو ادھر آؤ۔ مقابلہ کر دیہ میدان ہے گاؤ بجاؤ تو وہ چپ ہو گئے اور بولے کہ ہم نہیں گا سکتے۔ میں نے کہا کہ۔ تم بہت ہی اچھا گاتے ہو مگر تم کھاتا ہو۔ لیکن جو سیکھا ہوا ہوتا ہے وہ مرد منہ پھرتا ہے۔ پھر دیکھا کہ مہاراجہ بڑودہ کی شادی ہے۔ ہماری کمپنی وہاں کھیل رہی ہے۔ مہاراجہ کے سارے مہمان وہاں کھیل مفت دیکھ کر گئے۔ پھر جلوس دیکھا کہ راجہ کو پالکی میں بٹھا کر لا رہے ہیں اور نبی روشن ہے۔ میں نے کہا کہ وہاں کہاں کے گوتے تھے۔ جو میں نے ان سے سیکھ لیا۔ مثلاً "شمل نٹ" "مہاری" یا "صدھ" "یا سارنگ" تو فقیر بولا کہ ان کی تو داری یہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ یہاں یہ حال ہے کہ منہ سے کر کے دکھلاتا پڑتا ہے تو اس وقت منہ پھیر جاتا ہے۔ پھر میں سونے کے لیے گیا تو کسی نے سونے کے لئے جگہ نہ دی۔ باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک بہت ہی بڑے سر کا آدمی شہر کے باہر سر کھجلی کھانسی پر بیٹھا ہے۔ اس کا پچھلا جسم گائے کے مانند ہے۔ وہ میری طرف دیکھ رہا ہے اور شہر کے دوسری طرف دریا بہہ رہا ہے۔ پھر دیکھا کہ بازار جا رہا ہوں۔ اور تھوڑے پر سوار ہوں۔ پھر دیکھا کہ سردار نگلی بیٹھی ہے اور پاگنا نہ پھر رہی ہے۔ میں سینما کے پاس سے گھوم کر واپس آیا تو جہاں گیر مل گیا۔ اور میرے منہ میں پان ہے۔ جہانگیر سے میں نے کہا کہ ارے ایک پان تو کھلا تب اس نے دوسرے آدمی سے پوچھا کہ پیسہ ہے۔ اس نے کہا تب مجھ سے پوچھا کہ کیسا پان کھاؤ گے۔ میں نے کہا "پونہ پتہ" پھر دیکھا کہ سردار اختر بیٹھی ہے۔ مجھ سے کچھ باتیں کر رہی ہے میں اسکی باتیں سن رہا ہوں۔ پھر دیکھا کہ ایک پہاڑ پر چار دروازے والے چڑھ رہے ہیں۔ ہم بیچ میں ہوں اور ان میں سے ایک سے میں باتیں کر رہا ہوں۔ کرم نے اور سردار نے مجھ کو دعا بھی دی ہے کہ سلامت رہو۔ وہ بولا کہ مبلغ یہ مبارک بات ہے۔ وہ ہار بھی کہتا ہے۔ تو مجھ بھیا بولتا ہے کہ سردار جی کا کچھ دن اچھا رہے گا۔ بعد میں۔ میں نے قرآن پاک ختم کیا اور مٹھائی بانٹ رہا ہوں۔ رہا ملک دعا میں مجھے بلند مرتبہ عنایت فرما۔ ———

پھر دیکھا کہ ایک مسجد ہے وہاں مجھے تحصیلداری ملی ہے۔ میں کالا کوٹ اور لال ٹوپی زیب تن کئے ہوئے اسی مسجد میں وضو کرنے آیا دیکھا کہ ہر طرف سیاہ پوش آدمی ہیں۔ ایک آدمی ہاتھ میں کتاب لئے کھڑا ہے۔ اور ان سب کو فوجی قاعدے اور قانون سمجھا رہا ہے۔ ایک نے کہا کہ کیا آپ بھی سپاہی بنیں کے کیونکہ یہاں تو سپاہی آسکتا ہے۔ میں نے کہا بھائی میں تو بال بچے والا آدمی ہوں۔ پھر کیا دیکھتا ہوں

اور لوگ بھی ہیں۔ بعد میں ایک جگہ ہے جہاں بہت ہی اونچی سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں میں دفتر میں تنخواہ لینے گیا ہوں۔ مرحوم مالک اوپر چھت کے اوپر بیٹھا ہے۔ میں نے تنخواہ مانگی کہا کہ آئندہ اور مہینوں کے ساتھ تنخواہ لینا یہ سنکر میں سیڑھیوں سے نیچے اترا۔ اور برآمدے میں بیٹھ گیا۔ آدمی کوئی بھی نہ میں پھر جاکر بابو جی سے کہا میں بہت تکلیف میں ہوں بلکہ تباہ ہو چکا ہوں۔ میری عورت بیمار ہے۔ میں نے ڈاکٹر واڈیا۔ ڈاکٹر شنا، اور ڈاکٹر بداری کا بھی علاج کرایا۔ مگر آرام نہ ہوا۔ جسکو آپ دادرس دریافت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ ہی انصاف کیجئے اور مجھ کو تنخواہ دیجئے۔ مالک کمپنی نے کہا دھن ہے۔ ایسی کمپنی پر کہ جو اس وقت اور ایسی حالت میں لوگوں کو تنخواہ دیتی ہے تم لوگوں کو جبکہ کوئی کام نہیں کرنا پڑ رہا ہے۔ کمپنی خالی بیٹھا کر مفت تنخواہ دے رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا انصاف ہوگا۔ میں نے کہا کہ ہم خود دوسری کمپنی میں نوکری نہیں کرتے وہاں آٹھ آٹھ مہینے کی تنخواہ نہیں ملتی۔ بابو جی کی جھولی میں تمام کمپنی کے آدمیوں کی تنخواہ پڑی ہے۔ مجھ سے کہتے ہیں کہ بس بس اٹھ اب آگے کچھ نہ کہنا۔ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ اور کہا کہ جسٹر پر دستخط کرو۔ میں نے قلم اٹھایا اور انگلش میں دستخط کیئے۔ تو روشنائی ایکدم پھیل گئی پھر اردو میں دستخط کیئے تب بھی روشنائی پھیل گئی۔ پھر بابو جی نے تنخواہ دیکر مجھے یہ کہا کہ یہ اقبال کی اور تمہاری دونوں کی تنخواہ ہے گن لے تو میں نے گن لیئے اور بابو جی ہاتھ میں نوٹ لئے کھڑے ہیں وہ کتاب کی صورت میں ہو گئے ہیں۔ ایک دفعہ دو ملاکر میں نے گنے ہیں اس نے کہا کہ یہ دو ہیں اور کہنے لگے کہ ہیرو کو بلاؤ میں نے کہا جی وہ آگئے اور میں روپوں کو گنے ہی جا رہا ہوں ..... سب سے پہلے پڑھتے وقت نیند آئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں کھڑا ہوا تو حضور نے نولا شکل کشا کو بلایا وہ مدینہ منورہ نشریف لائے اور کھڑے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یا علی وہ ہندو کی سلطنت اسکو فتح کر کے دیدو۔ بعد میں میں نے خلاصہ مانگا جو رات کو ملا۔ ایران شہر بھی دیکھا ہے جو بارونق ہے۔ پھر میں اپنے بال بچوں کو مانگنے لیئے جا رہا ہوں۔۔ اقبال نے کہا کہ آپ گاڑی میں آگے جاؤ۔ بچوں کو درگاہ پر لیئے جاتی ہوں اور سلام کروالاتی ہوں۔ میں نے کہا کہ پھر ہم نہ کیوں کیا کو ڈاکٹر کے گھر جانا ہے۔ صاف کہدیا تھا۔ پھر ہم آگے گئے۔ تو ایک کوچوان ہے اور ایک دوسرا آدمی بھی ہے جنکو میں نہیں پہچانتا۔ کوچوان گھوڑے کو نالے کے کنارے پر لے گیا جو خطرناک ہے۔ نیچے بہت گہری کھائی ہے گاڑی کنارے کنارے جا رہی ہے۔ اتنے میں گھوڑا بچکا میں کوچوان اور وہ تیسرا آدمی اتر کر کھڑے ہو گئے۔ اب اس کوچوان نے گھوڑے کو پچکارا گھوڑا ٹہنہنایا گاڑی کنارے ہی پر رہی نیچے نہیں آئی۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ صاحب یہ سب کوچوان صاحب ہی کی ہوشیاری ہے۔ کہ ہم بے ڈر گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ اگر کوئی کمزور کوچوان ہوتا تو ہم ضرور مر جاتے۔ ہم دونوں کوچوان کی تعریف کر رہے ہیں۔ وہ عاجزی کر رہا ہے۔ تو وہ دوسرے آدمی کہنے لگے کہ جناب آپ ہی تعریف کر رہے ہیں ورنہ بچا تو بہت خراب ہوتے ہیں۔ کبھی ایک دوسرے کی تعریف نہیں کرتے میں نے کہا کہ گاڑی چھوٹنے میں کتنا وقت باقی ہے۔ جواب ملا کہ چھوٹنے ہی والی ہے۔ اتنے میں بشیر نے آکر سلام علیک کی۔ میں نے پوچھا کہ تم کیسے پہونچے اس نے کہا کہ میں بھیجا گیا تھا واپسی میں معلوم ہوا کہ آپ اسطرف آئے ہیں دریافت کرتے کرتے آپہنچا۔ اور کہا کہ آپا جی نے گاڑی مانگی ہے اس کے بعد سوار ہو کر ہم چل پڑے ہیں گاڑی واپس آرہی ہے۔ اپنے گھر۔ پروردگار عالم تو نے اپنے فضل و کرم سے بڑی بڑی نعمتیں مجھے بخشیں ہیں شکر ہے تیرا۔)

(۲۳) _____ تیسویں رات:۔ پڑھتے وقت تصور میں میں پیشینگوئی کر رہا ہوں کہ چھوٹی سے چھوٹی جھونپڑی ہے کسی دن یہ صندل کا تخت بچھائے گی۔ اور اسی جگہ پھر یہ سنا کہ مت گھبرا تیرے ساتھ کچھ نہ ہوگا۔ پھر یہ سنا کہ ندیدہ دزدی تیرے لیئے سب کچھ کر رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے نذیر کی کوئی چیز نہیں چاہیئے۔ بعد میں فتح سنگھ سے طے کر لیا ہے۔ اور کوئی فیصلہ ہے ہمیں حق میں ہوا ہے۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا ہے مگر یاد نہیں۔ پھر صبح ذرا سو گیا۔ تو حضور فرما رہے ہیں کہ تیرے ساتھ کوئی بھی کتنا ہی جھگڑا کیوں نہ کرے تم صرف اتنا کہو کہ تمہارے ساتھ میرا نکاح ہوا ہے۔ بعد میں حضرت علی تشریف لائے ہیں اور ایک قلعہ دیکھا جس کے اوپر تو ہیں فٹ ہیں:۔

میں نے کہا کہ سانپ بھگیا ہے ابھی آتا ہے۔ وہ بولا کہ بھئی واہ یہ بھی عجیب آدمی ہے کہ گانے بجانے کا کام ہا ہر کرتا ہے اور جہاں پہ وقتی بھی کرتا ہے۔ اس کے بعد دو آدمی داؤدی کے بڑے تالاب کے پاس پہونچے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی کہتا ہے کہ ارے ہم بھول گئے۔ ہمیں تو سیدھے ہاتھ کی طرف آنا تھا۔ خیر اب بھی کوئی بھول نہیں پھر ہم لوگ سیدھے راستہ پر چلنے لگے۔ اور ایک شہر میں گھس گئے۔ (میرے آقا تو نے مجھ پر بے حساب احسانات اور مہربانیاں کی ہیں۔ میں تیرا شکر ادا نہیں کر سکتا۔)

(۲۳) ——— تیئیسویں رات۔ دیکھا کہ مجھے کچھ قرض دینا ہے۔ ایک آدمی آیا اور اس نے دودھ کی دوکان کھولی ہے۔ اور اس کے سر پہ دودھ کا گگرا ہے۔ اور حبی بخش سے سیڑھیوں میں کھڑے کھڑے بات کر رہا ہے۔ حبی بخش نے پوچھا کہ دوسرے آدمی کہاں ہیں اس نے کہا بھاگ گئے ہیں۔ مجھے ان کی باتوں سے پہلے ہی معلوم ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آج سے اس نے دودھ کی دوکان کھولی ہے۔ (پروردگار میرے سارے گناہ بخش دے)

(۲۴) ——— چوبیسویں رات:۔ کیا دیکھا کہ میرا قلب ایکدم سفید اور روشن ہے۔ اور جنت کے لفظ کے ساتھ کامیابی ہوتی ہے۔ پھر شمس کی حالت میں بہت اونچا پہاڑ ہے میں بھی وہیں کام کر رہا ہوں۔ میں تغار بنا رہا ہوں۔ دو آدمی ہاتھ میں کدال لیئے گارا بنا رہے ہیں۔ ایک آدمی اور آیا تو اسکا کام ہے۔ میں پھر سیمنٹ بنانے لگا۔ تو گلے گلے تک اتر گیا ہوں۔ پھر ہم دونوں نیچے اتر آئے ہیں تو ٹرام میں بیٹھ کر کہیں گئے ہیں۔ پھر بہت سارے آدمی موجود ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں وہ پہلے ہی اپنے دوست کی بات سنتا ہے۔ پھر دین و دنیا اسکو لکھ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد یہ دیکھا کہ صبح کا وقت ہے۔ کمپنی میں الیکٹرک ہیں اور نوکر بھی ہو رہے ہیں تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آج رات ڈریس بھی تو ایکٹروں کے لیئے آیا ہے۔ (مولائے کریم مدد فرما۔)

(۲۵) ——— پچیسویں رات:۔ پہلے چار منزل ہے اور پھر کوئی چیز مجھے ملی ہے۔ بڑھتے ہوئے میرے منہ سے انڈا نکلا ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک دریا ہے۔ اس میں ایک کشتی ہے اسپر میرے ساتھی مولا سوکت علی کو بٹھا لیا ہے۔ میں پریل چل پڑا ہوں۔ پانی بڑھ گیا تو میں بھی کشتی پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں کشتی کنارے لگی۔ ہم دونوں اتر گئے میں کنارے پر جا کر بیٹھ گیا۔ ادھر ایک خیمہ ہے مولا نا مجھ سے کہتے ہیں کہ شہزادے ہم کو نہ بھولنا۔ تو میں نے کہا کہ صاحب کہیں ایسا ہوتا ہے۔ پہلے یہ نا سمجھ تھے اب سمجھدار ہو گئے ہیں اب کیوں بھولیں گے۔

(۲۶) ——— چھبیسویں رات:۔ چاول ملے ہیں اور اس کے علاوہ۔ اور بھی کچھ چیزیں ملی ہیں۔ اس کے بعد ایک ریل گاڑی سیدھی پشاور جانے والی ہے۔ میں نے پوچھا کہ کہیں راستہ میں تو نہیں ٹھہرتی۔ جواب ملا کہ سیدھی جاتی ہے۔ میں نے کہا کہ پہلے تو نہیں تھی تو کہا کہ ابھی نکلی ہے میں نے کہا کہ آخر پانی تو لیتی ہوگی راستہ میں جواب ملا کہ ہاں ایک جگہ ٹھہرتی ہے۔ پھر میں گاڑی میں بیٹھ کر پشاور اتر گیا۔

(۲۷) ——— ستائیسویں رات:۔ میں گاڑی میں بیٹھا ہوں اور وہ چل رہی ہے۔ بعد میں میرا ہی نیولا اور میرا ہی سانپ ہے جو بے حد موٹا ہے اور سیاہ ہے۔ یہ دونوں لڑ رہے ہیں میرے وطن میں بیروں کے دروازے کے باہر یہ تماشہ سینکڑوں آدمی دیکھ رہے ہیں۔ نیولے نے سانپ کو اسقدر مارا کہ اس کے اصلی رنگ کا ہی پتہ نہیں بلکہ سانپ کے اندر سے ایک چھوٹی سی پیتل کی گاڑی نکلی ہے۔ جب وہ گاڑی مثل کھلونے کے گھومنے لگی تو اس کے پاس میں بھی پہونچ گیا۔ ایک صاحب بولے کہ یہ آپ نے کیوں کیا۔ میں نے کہا اس لیئے کہ آپ کو موٹا نظر آئے۔ اسی لیئے اس کو کالبوت چڑھایا تھا۔ میں نے اسکو پکڑا تو وہ کھلونا تھا۔ پھر میرے سر پہ سفید صافہ ہے اور ایک انجان آدمی مجھے میرے وطن میں میرے گھر پہ پہنچا کر چلا گیا ہے۔ ..... تصور میں فاطمہ، استاد، نظیر ہیں فاطمہ نظیر کو گوشت روٹی کھانے کو دے رہی ہے۔ یہ لوگ کھا رہے ہیں اور میں دور بین لگا کر دیکھ رہا ہوں۔ میرے مصلے پہ سفید دواتی مشینی بھری ہوئی رکھی ہے۔ میں نے اسے ہاتھ بھی لگایا ہے اتنا مضبوط تصور ہے۔ کہ پکڑنے لگا ہوں۔ ہاتھ مارا تو کچھ نہیں۔ ایک اندھا آدمی بھی میرے داہنے بازو کے قریب آ رہا ہے اس کے ہاتھ میں لکڑی ہے۔ کہتا ہے کہ اجی ابھی سات باقی ہیں۔ (رحیم و کریم رحم و کرم فرما۔)

(۲۸) ——— اٹھائیسویں رات:۔ پہلے دیکھا کہ سب چیزیں ظاہر ہوئیں۔ پھر وہی چیزیں لکھی ہوئی ظاہر ہوئی ہیں تیسری بار بھی وہی چیز لکھی ہوئی نظر آئیں۔ ساتھ کاغذ کا بھی ذکر ہے لفظ بزرگی بھی دیکھا ہے یہ بھی لکھا ہے کہ مجھے ملکیت ہے (پاک پروردگار تو بیشک حق ہے اور حق کو دکھاتا ہے۔ تو ہی میرا محافظ ہے تو ہی مجھے ثابت قدم رکھ۔)

(۲۹) ——— انتیسویں رات:۔ ایک کمپنی کھیل کر رہی ہے۔ میں بھی جانے کے لیئے تیار ہو کر بیٹھا ہوں پیچھے پر

ایسی چیز دی ہے کہ جو اعلیٰ سے اعلیٰ ہوگی۔ (رحم فرما پروردگار بغیر تیرے میں کچھ بھی نہیں ہوں)

(۳) ——— تیسری رات:۔ پہلے دو دفعہ کچھ دیکھا جو یاد نہیں۔ لیکن بہت ہی کچھ اچھی باتیں مجھ سے کہی گئی ہیں۔ پھر صبح دیکھا کہ میں اپنی بڑی لڑکی کو جوتی سے مار رہا ہوں۔ تو میرے ہی گھر کے اندر سے حیدر شاہ لال رنگ کی تہمد پہنے ہوئے اور بید ہلاتا ہوا نکلا۔ اور میرے پاس کھڑا ہوگیا۔ اور مجھ کو وہ بید دی میں نے وہ بید لے لی۔ اور میں نے چاہا کہ اسکو اس بید سے ماروں تو وہ اندر کی طرف گھس گئی۔ پھر بہت جھیں کو مارنا شروع کیا کیونکہ اسکی ماں نے شکائت کی تھی کہ یہ بھی شرارت کرتی ہے۔ وہ اندر دروازے کے پاس کھڑی رو رہی ہے۔ میں نے کہا کہ پھر شرارت کرے گی کہنے لگی نہیں بابو جی میں کبھی شرارت نہیں کروں گی۔ اس سے پہلے رات کو پڑھتے پڑھتے تصور میں بہت سی شکلیں نظر آئی تھیں۔ کرشن جی کو دیکھا کہ ان کے سر پہ پھول پڑے ہیں۔ بہت غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہی کرشن جی میں ہوں۔ اور میری شکل مجھے نظر آئی۔ (رب تیرا مجھ پر بڑا بڑا احسان ہے کہ تو نے مجھے فضل و عنائت سے الا الا کیا)

(۴) ——— چوتھی رات:۔ نقشہ بہت کچھ دیکھا مگر یاد نہیں۔ صرف اتنا یاد ہے کہ پہلے تو قلعہ کا فیصلہ ہوا ہے جو میرے حق میں ہے۔ پھر عاشق حسین کپڑے پہن کر آیا ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ عاشق حسین آج کمال ہوگیا ہے مجھ کو عجب منصلہ ملا ہے جو کھاتا۔ اور یہ پڑھتا جا رہا ہوں۔ عَرَضٌ وَّكَرَسِيُّهُ نَوْعٌ قَلَمٌ (نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ط) فَعَّالُ الْمَوْلٰى وَنَعْمَ النَّصِيْرُ) بعد میں پڑھتے پڑھتے تصور میں ایک نشانی بالکل سامنے دکھائی دی۔ کالا کپڑا سامنے درمیان میں۔ لال رنگ اسپر شمشیر اور چاند تارا بھی ہے (لاکھ لاکھ شکر ہے پروردگار تو بڑا رحیم و کریم ہے)۔ پھر دیکھا کہ پنڈ دادنخاں میں شادی ہو رہی ہے۔ ہجوم بہت ہے سزنا باجے والے واپس آ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیوں بھائی تمکو پہ مٹھائی کا روپیہ مل گیا۔ اسی نے کہا ہاں۔ اور اسکو ابھی ملا نہیں ہے۔ اللہ دین وہاں دینے والا ہے۔ میں چل پڑا راستہ کالا دیکھا (مَا مِنْ حُسَيْنٍ ۴ کا ملا ہے۔ وہ واپس اپنے گھر آ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ بھائی سنا میرے گھر کی کیا حالت ہے وہ کہتا ہے کہ میں کیا جانوں۔ آپ خود جانتے ہوں گے۔ میں نے کہا کہ میں تو آج جاؤں یہاں کے بعد گھر جا رہا ہوں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو کیوں دریافت کرتا۔ اس کے بعد دیکھا کہ مجھ بخش قلعی گر کی دوکان ہے۔ مٹی کی بہت ساری چیزیں تیار پڑی ہیں۔ ہم آگے نکل گئے ہیں۔ ممے سے کہا کہ اب گھر کیسے جاؤ گے۔ وہ بولا کہ گاڑی سے۔ پہلے میل سیدھا کھیوڑے کو جاتا تھا۔ اور اب لوکل جاتی ہے۔ چلتے ہوئے پیدل جا رہے ہیں۔ میں نے پھر پچھا یار تمہارے گھر کا کیا حال ہے۔ کہنے لگا کہ یار میں نے ایک دفعہ کہا جانے دو۔ ورنہ اب تیری جوتی میں پیشاب کروں گا۔ میں بولا کہ ضرور کرنا۔ میں نے یہ جوتی دختی کی بنوائی ہے۔ اچھا یہ بتا کہ شادی ہونے والی تھی ہوئی یا نہیں۔ وہ بولا کہ ہوگئی میں پوچھا کہ کیا کیا ملا تھا۔ وہ بولا کہ ہر ایک چیز دو دو ملی ہیں۔ اتنے میں راستہ طے ہوگیا اور اپنے اپنے گھر پہونچ گئے (باری تعالےٰ میری بھول اور خطائیں معاف فرمانا۔)

(۵) ——— پانچویں رات:۔ میں اپنے وطن میں گھر گیا ہوں پھر بازار گیا ہوں۔ آگے ستیا رام بزاز ہے میں نے اس سے کہا کہ میں بھی کپڑے کا بیوپار کرتا ہوں میرا ارادہ بھی دوکان کھولنے کا ہے۔ وہ بولا کہ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ میں نے کہا کہ آخر مجھے بھی تو آزمائش کرنا ہے۔ تم نے تو سیکھ لیا ہے حالانکہ تمہارا یہ کام نہ تھا۔ میں نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ تمہاری عورت تو اچھی ہے نا۔ اس نے کہا کہ وہ تو مرگئی میں نے کہا کہ کیسے مرگئی۔ بولا کہ سفید برقعہ پہن کر مسلمان کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔ اور یہ شادی میں نے دوسری کی ہے۔ میں نے کہا کہ چلو جو کچھ بھی ہو ہم تو چار کی معرفت اپنے گھر پہونچ گئے۔ بعد میں پڑھتے پڑھتے تصور میں ایک قسم کی شکل نظر آئی ہے اس کے ہاتھ میں گرم گرم حلوہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ لے تو ہر وقت پنجتن پاک کو یاد کرتا ہے۔ پانچوں کو بھلا۔ پانچ یہ ہیں مُحَمَّدٌ یہ عَلِیٌّ یہ فَاطِمَہ یہ حَسَنٌ یہ حُسَیْنٌ ۴ ہیں تو میں نے منہ آگے کر دیا ہے۔ (ربی ربی دفرما)

——— شہر پنڈ دادن خان میں عاشق حسین اور میں جا رہے ہیں۔ عاشق حسین نے کہا کہ ادھر چلئے۔ میں نے کہا کہ اچھا ذرا گلی میں پیشاب کر لوں۔ وہاں دو آدمی اور دو عورتیں آئیں تو میں آگے سڑک پر جا کر کھڑا ہوگیا ہوں۔ اس کے بعد نظیر کا مکان ہے وہاں فاطمہ بیٹھی ہے۔ سڑک کے باہر میں نے اور عاشق حسین نے پیشاب کر لیا ہے۔ نظیر سفید لباس میں اپنے مکان کے اندر چلا گیا تو میں بھی اندر گیا۔ اس کے گھر کا دروازہ لوہے کی سلاخوں والا ہے۔ میں نے نظیر سے کہا کہ آج تو یار تم نے خوب کپڑے پہنے ہیں وہ ہنس کر کہتا ہے کہ بھائی جی میں ابھی صابن کر آتا ہوں۔ فاطمہ نے کچھ کہنا چاہا مگر اس نے اس کی ایک نہ سنی اور وہ چلا گیا (مولائے کریم تو میرے سارے کام سنوار رہا ہے۔ تیری تعریف جتنی بھی کروں کم ہے۔)

خواب

شوال المکرم ۱۳۵۴ھ!

(۱) ——— پہلی رات:- میں نے سب سے پہلے اپنی عورت سے باتیں کی ہیں۔ پھر اقبال کہتا ہے کہ چھوٹی بچی کھٹولے پر لیٹی ہے۔ میں سفید تولیہ دھو رہا ہوں اس کے بعد کوئی میلہ ہے۔ میں گھوڑا گاڑی میں جا رہا ہوں۔ گھوڑا سفید ہے اور درگاہ شہباز لال قلندرؒ کی ہے۔ میں وہاں سے بہت بڑا گنا اپنے پنجاب والے گھر میں لایا ہوں۔ اور میری عورت صالح بی بیٹھی ہے۔ پاس راجی مرحوم بیٹھی ہے۔ والدہ بہشت بی بی بھی بیٹھی ہیں۔ میں سفید کاغذ پر کچھ لکھ رہا ہوں۔ جب لکھ چکا تو گننا شروع کیا۔ تو گنتی میں ۱۴ دفعہ دہ ہیں تو میں ہا ہا ہا ہا کر کے کہہ رہا ہوں کہ بھائی واہ خوب دیکھو مجھ کو تو امید نہ تھی اور نہ میں نے کچھ خیال کیا مگر دیکھ گنتی ایکدم پوری چودہ کی اتری ہے۔ وہ کاغذ میں نے صالح بی بی۔ بی کے ہاتھ میں دے دیا۔ پڑھتے پڑھتے تصور میں کچھ اور بھی دیکھا ہے مگر یاد نہیں۔ صرف اتنا یاد رہا کہ کسی نے کہا کہ تو جپتے گا وہ پورا ہو جائے گا۔ (ارحم الراحمین رحم فرما)۔ پھر ایک آواز آئی کہ تو ہمارا پیارا ہے۔

(۲) ——— دوسری رات:- دیکھا کہ شیرینی بٹ رہی ہے لوگ شیرینی لے کر جا رہے ہیں۔ مجھکو بھی ملی ہے۔ اور ایک دودھ والی بھینس اور ایک بھینا میرے آگے آگے بھاگے جا رہے ہیں۔ میں ایک چبوترے پر جا کر بیٹھ گیا ہوں۔ اور جپنا لگا۔ اتنے میں حیدر شاہ نے کہا کہ اذان ہو رہی ہے۔ میرے کانوں میں بھی اذان کی آواز آئی۔ پھر دیکھا کہ کانٹوں کی باڑھ ہے اس کے اندر مسجد ہے جہاں اذان ہو رہی ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ میں بھی جاؤں اور نماز پڑھوں۔ میں اٹھا کہ جاؤں اور وضو کروں۔ لیکن دیکھا تو سامنے سیڑھیوں پر سول نما کٹے اپنی کالی داڑھی پر ہاتھ پھیر رہے ہیں۔ حیدر شاہ بھی اسی مسجد میں نماز پڑھنے گیا ہے۔ میں ایک تالاب پر وضو کرنے بیٹھا ہوں لیکن فوراً جو نماز کے لیے دوڑا تو جماعت ختم ہو چکی تھی۔ اور سب چھوٹے چھوٹے بچے بیٹھے ہیں۔ جو یتیم ہیں۔ تو رسول نما میری طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے کہ یہ شہزادہ بہت ہی نیک اور بہت ہی اچھے خیال کا ہے۔ ہمنے اسکو اچھے خیال اور شہزادہ سمجھ کر قلم کا تحفہ دیا ہے۔ مگر یہ اتنا ایماندار ہے کہ اس نے واپس اپنے باپ سلطان کو دیا ہے۔ پھر ہمارے گھر میں ایک آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ اور اس کے آگے کونڈے میں دودھ اور اسبغول کی بھوسی ہے جسکا رنگ سفید ہے اور گلاس میں بھی وہی لسی ہے جو اس آدمی کے ہاتھ میں ہے۔ اور ایک بہت ہی خوب صورت عورت اسکے ساتھ بیٹھی ہے۔ میرا جی چاہا کہ میں اس کا منہ چوم لوں میرا بھی وہی لباس ہے اور میرا بھی جی چاہا کہ میں اس عورت کو پکڑ لوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بھائی اس بھانڈے نے کمال کر دیا ہے۔ اس نے نشانی ریکارڈ ثابت کر دیا ہے کہ بھانڈ کو چاہیے کہ بھنڈارہ کی خبر دے۔ قریب ہی باغ علی مرحوم بیٹھا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ ایسا نہیں بلکہ میں آپ کو سناتا ہوں۔ وہ نشانی ہم نے لکھی تھی اور میں اس عورت کو پکڑنے کی فکر میں ہوں۔ مگر آج نہیں پکڑوں گا کیونکہ سب آدمی دیکھ رہے ہیں۔ کل اسکو پکڑوں گا۔ بعد میں میں علی کوشش باسٹر سے کہہ رہا ہوں کہ ارے بھائی یہ تو بتا کہ اگر کوئی چیز مشکل نے دی ہو تو وہ کیسی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہ صَنْعَۃَ ایسی چیز تک جو بھی ہو اسکا جواب ہی نہیں۔ پھر میں بولا کہ جناب آپ بہت ہی مقدر والے ہیں جب ہی تو مشکل نے

کام کروں گا یا اچھے اکیڑا بجوجع کر کے دونگا۔ کیوں کے اچھے کام کرنے والے میری نظر میں ہے۔ اتنے میں حیدر شاہ سامنے آیا جس کہا دیکھئے یہ حیدر شاہ ہے اس نے انکار کر دیا ہے۔ اور ٹلک چلدیا ہے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ وہ بولے کہ مسلمان بڑا بھائی کہتا ہے کہ دیکھئے پچیس تیس ہزار ٹنک تو ہم لگا سکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں جھوٹ کیوں بولیں۔ بڑا بھائی کسی کام سے اٹھ کر چلا گیا ہے۔ تو چھوٹا بھائی بولتا ہے کہ ہم تو چالیس ہزار ٹنک لگا سکتے ہیں۔ اگر کام چل سکے۔ یہ کہکر اُٹھے مجھے گلاس دیا ہے اس میں پستہ مغز بادام پڑا ہے۔ اور دودھ بھی ہے۔ میں نے اسکو پیا ہے۔ اور سورت کی بنی ہوئی مٹھائی جو سوت ہے وہ میں کھا رہا ہوں۔ اور کہتا بھی جا رہا ہوں۔ پیسہ آپ جانیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ پیسہ آگے بھی ہم لگانے کو تیار ہیں۔ درمیان میں میز ہے ادھر اُدھر کرسیاں لگی ہیں۔ اس کے بعد ایک مرد اور ایک عورت شیر جیسے کپڑے میں لپٹ گئے۔ یہ کہتے ہوئے کہ مسلمان لوگ بہت ہی اچھے ہوتے ہیں۔ دیکھو وہ آرہا ہے۔ تو میں آرہا ہوں اس کی لڑکی گھر سے نکلی ہے۔ ایک بچہ بڑا ہے جسکو اس نے ہاتھ لگایا ہے۔ وہ لڑکا بن گیا ہے۔ جو ہیرو ہے اور ہیروئن سے باتیں کر رہا ہے۔ ہیرو کہتا ہے کہ میں تو مسکین ہوں۔ جو میں ہی ہوں۔ ہیروئن کہتی ہے خوب آپ مسکین ہیں۔ پھر گانا گایا ہے بعد میں کچھ اور دیکھا ہے لیکن یاد نہیں۔ صرف اتنا یاد رہا کہ ایک کتاب میری بغل میں جو چھوٹے قرآن شریف کے برابر ہے۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ یہ میری کامیابی کا ثبوت ہے۔ پھر پٹنہ دانا پور خان کے پل پر بیٹھا ہوں۔ ساتھ میں بھائی شریف زادہ بھی ہیں۔ دو آدمی اور بھی اور بھی آئے ہیں انھوں نے حقہ پیا ہے۔ اسمیں ایک نے پولیس کی ہیٹی باندھ رکھی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ صاحب میں نے کہیں آپ کو دیکھا ہے تو میرا بھائی کہتا ہے کہ چپ رہو۔ جانے دو۔ میں نے کہا کہ نہیں کہنے دو۔ ہاں تو کہاں دیکھا ہے میں نے۔ شاید میں نے آپ کو بھون سریہ میں یا جگہ میں دیکھا ہے۔ وہ بولے کہ ضرور دیکھا ہوگا۔ کیونکہ میں وہاں رہا ہوں۔ پھر جاگا۔ چودہ۔ یا چوبیس کہی ہے۔ لگ رہی ہے یا لگی ہے۔ ٹھیک ٹھیک یاد نہیں۔ (رب مجھ پر فضل فرمائے جا)

(۹) ——— نویں رات:۔ رات کو دیکھا میرا لڑکا میری گود میں مردہ ہے۔ بعد میں ایک مکان میں شادی ہے آدمی بہت ہیں درمیان میں کنجن بیٹھی ہے۔ میں اور عاشق حسین آکر یا ہر کر سیوں پر بیٹھ گئے ہیں۔ کنجن نے میرے لیئے سرخ رنگ کی رس بھری بھیجی ہے جو میں نے پی لی ہے۔ پھر کنجن نے مٹھائی دی ہے۔ پھر کنجن جو تھی منزل پر بیٹھی گا رہی ہے اور میری طرف دیکھ رہی ہے۔ آگے استاد سارنگی والا بیٹھا ہے۔ گا۔ آواز بھرائی ہوئی ہے۔ میں اسکی طرف دیکھ کر داد دے رہا ہوں۔ سبحان اللہ۔ اس کے بعد میں بازار میں جا رہا ہوں۔ تو میرے سامنے سفید کاغذ میں سردہ تہ پڑا ہے جو میں نے اٹھا لیا ہے۔ وہ بہت ہی چمکدار اور بہت ہی اچھا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اقبال کو دوں گا۔ (سپاری) کاٹنے کے لیئے بہت ہی اچھا ہے۔ راستہ میں ایک آدمی گا بھی رہا ہے۔ اس نے پوچھا کیا ہے میں نے کہا سردہ تہ۔ اس نے اسکو چکھ لیا۔ تو بڑا لمبا چوڑا ہو گیا ہے۔ اس نے جیب سے سپاری نکالی اور کاٹی تو کٹ گئی ہے۔ ایک آدمی کہتے ہیں کہ یہاں یہ تو بہت تقدیر والے ہیں۔ وہ کنجن جو ایک مارواڑی کی دست ہے جس نے کسی کو ایک پائی تک نہیں دی۔ دیکھو کنجن نے اس کو دو دفعہ کھلایا پلایا۔ ایک دفعہ تو دس پیسہ کی یعنی پلا دی ہے۔ دوسری دفعہ چار پیسہ کی مٹھائی کھلائی ہے۔ یہ ہوئے پورے تین آنے (میرے اللہ تو نیوں کا مالک ہے تو سب کا مالک ہے تو مجھے روشنی علماء فرما)

(۱۰) ——— دسویں رات:۔ پڑھتے پڑھتے جو حق کہتا ہے اور حق کو سنبھال لے تو اسکا درجہ کمال کو پہنچا یہ ہو مشکلکشا فرمارہے ہیں۔ وقت غسل کا ہے بعد میں میری عورت اور مصطفےٰ نامی لڑکا ہے۔ دونوں نے مجھے یاد دلایا کہ آپ نے نماز تو پڑھی ہی نہیں۔ میں نے کہا کہ ہاں میں نماز پڑھنا تو بھول ہی گیا تھا۔ اس کے بعد ایک مسجد میں نماز ہو رہی ہے۔ میں ایک قدم پیچھے ہوں تو مشکلکشا نے جگہ دی ہے اور کہا کہ آگے ہو جاؤ تو میں جماعت کے ساتھ ہو گیا ہوں۔ نماز ادا کی تو بعد میں پڑھتے پڑھتے آنکھ لگ گئی۔ تو میری چھوٹی لڑکی میری گود میں ہے۔ وہ رو رہی ہے میں نے بیٹھ کر پھونکا تو وہ چپ ہو گئی۔ تو میری بیوی اور ساس کہتی ہیں کہ ہاں آج ظاہر ہوا (وقت زہرہ) تو پھر حکم ہوا یا علی اب اسکی تاجپوشی کر دو۔ دیکھا کہ کہیں سے اسقدر فتح لی ہے کہ حسن کا جواب ہی نہیں۔ بہت لوگ مقابلہ میں ہیں مگر کٹ کٹ کر گر رہے ہیں۔ اور میں مسورۃ صف پڑھتا ہوا تھا۔ نصر من اللہ وفتح قریب ط (اے میرے مالک تو میرے سارے گناہ بخش دے)

(۱۱) ——— گیارھویں رات:۔ ایک کمپنی میں میں کام بھی کر رہا ہوں اور ڈرامہ بھی بول رہا ہوں۔ کہ مالک کمپنی اور نشار کا جھگڑا ہو گیا۔ اس نے اسکو نکال دیا۔ اور ایک نے کسی سے کہا کہ جاؤ۔ دریا میں نہالو۔ بہت ہی گرمی ہے۔ میں بھی اور شخص

(۶) ——— چھٹی رات :- ایک ہوٹل ہے اوپر ایک چارپائی بچھی ہے اس پر میں بیٹھا ہوں۔ ایک نائک ہے جو ہمارے ہی کا اوان ہے۔ اس کا سر میرے بازو پر ہے۔ اسکی بغلوں میں ایک سوئی ہے جو دو دفعہ میرے چبھ چکی ہے۔ اس نے وہ سوئی نکالی ہے۔ میں نے کہا نائک جی یہ ہاتھ وہ ہیں جنھوں نے چوبیس قرآن ختم کیئے ہیں۔ آپ اب اپنا سر رکھ لیں۔ وہ بولے نہیں کہ اب میں بیٹھا رہوں گا میں نے اصرار کیا تو انھوں نے سر رکھ لیا اور باتیں ہو رہی ہیں میں نے کہا کہ یہ دوکان تمہاری ہے۔ انھوں نے کہا ہاں یہ دوکان میں نے کرائے پر دے رکھی ہے۔ اسکی آمدنی ہے اور اسکے علاوہ میں خود کمال بیجا کر مزدوری کرتا ہوں۔ میں نے کہا بھئی واہ پھر سامنے بارش کا پانی ہے۔ سید رشاہ کا گھر پرانا ہے اس کو لوگ گرا رہے ہیں اور معہ نواب کے چند لوگ سامان نکال رہے ہیں۔ پھر نائک جی کہتے ہیں کہ میرا بڑا لڑکا میرا بڑا دشمن ہے۔ میرا کہنا قطعی نہیں مانتا حالانکہ یہ سب اتنا ہے۔ میں نے کہا کہ آخر وہ کیا کہتا ہے۔ میں یہ کہکر مولوی صاحب کی طرف بڑھا لیکن نائک جی نے مجھے بلا لیا اور کہا کہ تم اب چلتے ہو۔ میں جانے والا ہوں۔ میں نے کہا نائک جی میں کیسے جاؤں۔ میری حالت تو یہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ سو یا پچاس تک تو ہیں دے سکتا ہوں۔ میں نے کہا کہ اب کی بڑی مہربانی۔ نائک جی خدا جھوٹ نہ لائے تو میرے گھر سے سال میں چار پانچ سو کی خود خیرات نکلتی تھی۔ پھر کسی نے یہ بتا یا کہ تین اور آدھا۔ میں یہ سمجھا کہ تیس سو اور پچیس روپیہ۔۔ اب میں گھر جا رہا ہوں جب گھر بیٹھے مجھے تیس سو پچیس روپیہ ملتے ہیں تو غیر مجھے نوکری کرنے کی کیا ضرورت۔ اس کے بعد ایک جگہ بھاگ نقل کر رہے ہیں۔ اور ایک منڈوا چادروں کا بنا ہوا ہے۔ جہاں کھیل ہونے والا ہے لیکن کھیل میں کچھ رکاوٹ ہے۔ فاطمہ کہتی ہے کہ نہ ہو ہمیں بھانڈوں کا کیا نقصان ہے۔ پانچ ہزار کا تو صرف منڈوا ہی ہے۔ اور سازوسان الگ ہے۔ پھر اقبال کہتی ہے کہ برتن تو بے حساب آئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ منڈوے کے مالک نصرانی کو لوگوں نے منع کیا ہے کہ خرچہ بہت ہو جائے گا۔ اس لئے کھیل نہیں ہو رہا ہے سازوسان بھانڈوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا مگر یاد نہیں۔ پڑھتے پڑھتے قصہ میں ۳۲۵ کی تعداد سامنے رکھی ہے۔ سامنے مزار خواجہ غریب نواز کا ہے۔ تو ایک خادم کے ہاتھ میں سفید دھاگہ ہے جو اس نے باندھ دیا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ کہیں بھول نہ جائیں۔ اور بھی دھاگے بندھے ہوئے لٹک رہے ہیں۔ یہ دھاگہ میرے حساب کے لیئے اس نے باندھا ہے۔ (جسم فسہ مانجھ گنہگار پر)

(۷) ——— ساتویں رات :- دیکھا تو بہت کچھ پر اتنا یاد ہے کہ میری اسٹوری بالکل تیار ہے۔ اور لکھنے والی ہے۔ چند دلال شاہ مالک رنجیت کمپنی اس اسٹوری پر غور کر رہے ہیں۔ یہ کاٹنا چاہتے کیونکہ یہ لفظ دوجگہ پر آیا ہے۔ برا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا بیشک جیسی آپکی مرضی اور میں نے کچھ گانا بھی گایا ہے۔ جو کہ میں خود بھی سمجھا کہ فریاد ہے۔ پھر اور بھی بہت کچھ دیکھا لیکن یاد اتنا ہے کہ غریب سے مجھے سات لفظ شرط کے ساتھ لے ہیں۔ اور کہا کہ پہلے یہ نہ تھا نہ گھبرا۔ پھر کہا فرشتو جلدی کرو۔ پھر کہا کہ یہ مسکین ہے بیشک یہ مسکین ہے۔ اسکی نہ سنو یہ مسکین ہے۔ اسکو دیدو۔ اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ میں باہر سے آرہا ہوں۔ میرے سر پر کھانا بھری ہے۔ میرا رخ سونے کے بازو کی طرف ہے میری بری حالت ہوگئی ہے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ پھر دیکھا کہ سات لفظ پاس ہیں۔ اور میں سونے کا کھانا بھر لا رہا ہوں۔ اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ نائک جی مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں نے اسکو خواب میں پکارا تھا۔ اور اس نے خواب میں جواب دیا تھا۔ اس لیئے تم بھی اسکو ایسے پکارو۔ اللہ نبیں منٹ میرے آگے لا۔ تلی پیسہ تل جا۔ چاک محمد تل جا۔ تل جا۔ تل جا۔ تل جا۔

(۸) ——— آٹھویں رات :- کوئی آدمی کہتا ہے کہ تم اور عبدالرحمن کابلی جاؤ اور تنخواہ لے آؤ۔ میں نے پوچھا کہ کیا تنخواہ لے گی۔ مجھے تو یہ بھی خبر نہیں۔ وہ بولا کہ ستر اور ستر ڈیڑھ سو۔ دونوں کی تنخواہ تین سو۔ روپے ہوگی۔ میں گیا تو ہری بھائی رجسٹر پر دستخط کر رہے ہیں اور تنخواہ مانگ رہے ہیں۔ عبدالرحمن کہتا ہے کہ کیسے پیسے۔؟ مجھکو تو کچھ دیتا نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ روپیہ ہونے اسامی کو پھسلا کر دیا ہے اور وہ ننگا ہے۔ اور ننگا ہی ایکشن کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نہیں جانا۔ پھر میں نے اپنی تنخواہ مانگی تو کہا میاں کس بات کی تنخواہ مانگتے ہو۔ تمنے کام تو کیا ہی نہیں۔ میں نے کہا دیکھئے صاحب میں آپ کو اپنا باپ سمجھ کر آپ کی عزت کرتا ہوں۔ ہم نوکر ہیں تو اس کا بدلہ یہ ہے۔ وہ بولے صاحبزادے میں یہ نہیں جانتا اس نے صاف جواب دیدیا ہے۔ اس کے بعد میں گھر میں بیٹھا ہوں آواز آئی اسٹر علی بخش۔ میں اندر سے باہر نکلا دیکھا کہ دو آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں دونوں کو نہیں جانتا۔ ایک بڑا ہے اور ایک چھوٹا بڑا کہتا ہے کہ ہم کو اسٹوری لکھنا ہے۔ آپ کام کرو اور سارا کام اپنے ہی ہاتھ میں رکھو۔ میرا کام تو صرف یہ ہے کہ میں

اسکو بتا رہا ہوں کہ اگر اور کچھ نہ آئے تو صرف اتنا کرو کہ آواز کو نیچے زور دیا کرو۔ بعد میں پھر وہی کمپنی ہے اور اس جگہ برابر لکڑیاں پڑی ہیں میں نے اپنا بغیر غلاف کا تنبورا وہاں رکھا ہے۔ نقصو ناشتہ اور ایک آدمی اور ہے۔ میرے ہاتھ میں باسی روٹی ہے۔ اس پر بڑی رکھی ہے میں کھا رہا ہوں اور ان لوگوں کو بھی تھوڑی تھوڑی دے رہا ہوں۔ پھر میں نے عاشق حسین سے کہا کہ دیکھنا سین شائد آگیا ہو۔ پھر دیکھا کہ سین شائد منٹ لگ گئے۔ مولا منگے کہہ رہا ہے کہ یہ چیز تو آپ ہی کو خوب صورت معلوم ہوتی ہے۔ پھر ایک سکے لڑکا دواخانے سے دوا لا رہا ہے۔ میری دوکان حکمت کی ہے تو ایک شخص مجھ ہی سے پوچھ رہا ہے کہ صاحب آدھے میل پر مریض ہے آپ دیکھنے کے لئے چلیں گے؟ - یاد نہیں رہا میں نے چلنے کے لئے اقرار کیا یا انکار پھر دیکھا کہ سبز رنگ کی ایک دمنی گاڑی ہے۔ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ تمہاری ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تو مجھے دے تو میں تیرے نام پر دوں۔ پھر دیکھا کہ ایک کتا آرہا ہے جو بہت موٹا ہے لیکن اندھا ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ اسکو آنکھ دے تو فوراً آنکھیں کھل گئی ہیں۔ تب وہ بہ نسبت پہلے کے میرا محمد کے موافق ہو گیا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مجھ کھا ہے تو میرے ہی قبضہ میں ہے پھر البتہ سنگھ وٹ پاٹھ پر سوار ہے۔ میں نے اسکو جگا یا کہتا ہے جی مکان نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ گذارہی تو کرنا ہے تو وہ ہنس رہا ہے (مجسمہ عاصی کی دیکھ بھال کرنے والا صفر تو ہی ہے)۔

(۱۶) ——— سولھویں رات:- رات کو پڑھتے پڑھتے تصور میں کیا دیکھا کہ میں صاف پہنے گاڑی سے اتر کر اپنچا ہوں ایک چارپائی پر میر سو رہا ہے۔ اور پھول پڑے ہوئے ہیں۔ میرو کی والدہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ تم بھی اس پر سو جاؤ۔ میں بھی سو گیا ہوں سامنے سے صندل کی خوشبو آرہی اور صبح ڈاکٹر گجا نند کی دوکان سامنے آئی ہے (میرے آقا مجھ گنہگار کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے)

(۱۷) ——— سترھویں رات:- رات کو پڑھتے پڑھتے آواز آئی کہ سب کچھ مل چکا ہے۔ میں نے کہا کہ تسلی کر دیجئے۔ ایک آدمی نے آکر مجھے چاول دیئے۔ اور صبح پڑھتے پڑھتے بھائی اور اقبال بیٹھے ہیں۔ ایک تیسری عورت نے کہا کہ تیری عورت کو بیس سو کے نوٹ دیئے ہیں۔ کہ یہ لو اور ماسٹر کی جیب میں ڈال دو۔ اسی سے سب کام ہو جائیں گے۔ اور ختم نہ ہوں گے۔ (رب تو پاک ہے اور تو بہت بڑا اور بزرگ ہے تیری تعریف جتنی بھی کیجائے کم ہے۔)

(۱۸) ——— اٹھارھویں رات:- پھر پورا ہوا اور ڈبل پورا ہوا۔ پندرہ اور پندرہ پورا ہوا۔ نقشہ کچھ ہے مگر یاد نہیں۔ صبح ہونے پر پہلے کچھ بہت ہی عجیب سی صورتیں سامنے آئیں۔ بعد میں حضور نے میری تاجپوشی کی۔ اور صبح دی۔ اور جناب مولا مشکلکشا نے بھی صبح دی۔ اور جناب باری تعالےٰ نے یہ حکم دیا کہ ہم نے دین و دنیا کی کامیابی دی۔ فرشتوں نے پھولوں کے ہار پہنائے۔ اور جناب حسین نے صبر دیا اور مبارک ہو اور مبارک ہو کی آوازیں آئیں۔ یہ سب پڑھتے پڑھتے تصور میں ہوا۔ وقت شمس اور زہرہ کا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ میری تسلی کرائیے۔ دیکھا کہ ابراہیم مولجی کا مکان ایک دم سفید ہے۔ وہ مجھ کو کہہ رہا ہے کہ ماسٹر اگر تم کو درد کی تکلیف ہو تو میری دوکان سے تم اس میں مجھ کر درد کیا کرو۔۔ میں نے کہا جی نہیں بیٹھے جی مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے اگر ہے تو یہ ہے کہ میرا وقت خراب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ لوگ اندھے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ کیا ہیں۔ گھبرائیے نہیں ان کو دیکھئے پاس روشنائی کا گھر ہے کوئی عورت کام کر رہی ہے۔ کوئی مجھ سے آہستہ سے کہہ رہا ہے کہ اس کے مرد کو پھانسی ہو گئی ہے۔ میں نے کہا کیا تو جواب ملا کہ بیس برس کی قید کی سزا سنائی گئی ہے۔ میں نے کہا جرم کیا ہے۔ وہ بولا کہ مجھ کیا ہی ہو گا۔ اسکا نام فضل ہے اور لڑکے کا نام حیات ہے یہ لوگ بھی تو وقت نکال رہے ہیں۔ پھر نظر آتا ہے خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی۔ اللہ کا رزق جو ہوتا ہے تو بہت پائیدار ہوتا ہے میں نے جو نظر اٹھا کر دیکھا پھر یہ دیکھا تو میں اور آنکھیں بند کر لیں۔ دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر رونا شروع کر دیا۔ اور یہ کہہ رہا ہوں کہ جی ہاں اسکا تو رزق دیا ہوا ہے۔ جس کو وہ دیتا ہے اسکا حساب ہوتا ہے وقت قرکا ہے پھر نے کے لئے چھٹی لی ہے۔ میں نے لوہار سے کہا کہ لوہار صاحب ساکر کمپنی میں میرا بھی کوئی بندوبست کر دیجئے۔ وہ پوچھ نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ دل سے کوشش کریں گے تو ضرور ہو جائے گا۔ دیکھئے مہتہ جی نے اپنے تمام آدمیوں کا بندوبست کر دیا۔ فضل کو اسی نے رکھوایا۔ میں ہسٹر ہوں آپ اپنے ہیرو وٹن سے میرا فائدہ کرا کے دیکھئے طرز میں برابر دے سکتا ہوں۔ افسوس ہے آپ دل سے کوشش نہیں کرتے۔ پھر میں اوپر ایک مکان میں گیا ہوں حیدر شاہ وہاں بیٹھا ہے۔ وہ مجھ سے کہتا ہے کہ کیوں استاد کیا ہوا میں نے کہا کہ میں نے لوہار سے بات کی تھی اس نے صاف انکار کر دیا۔ پھر ایک فوج کالی وردی پہنے ہوئے میرے سامنے سے گذر رہی ہے اور نفط فالیفٹ ملا ہے۔ ساگ روٹی بھی کھانے کو ملی ہے۔ میرا لحاف مصطفےٰ کی چارپائی پر بچھا ہوا ہے میں نے کہا کہ ایسا کیوں کیا اس نے کہا کہ اقبال بھائی نے ایسا کہا تھا۔ مصطفےٰ بھی موجود ہے۔ بعد میں ایک بانجھ اور ایک مکان ہے۔ میں وہاں کھڑا ہوں۔ ایک سفید جانور گائے کے ماتھ گھوم رہا ہے میرے

کے نیچے صرف لنگوٹ پہنے بیٹھا ہوں۔ مجھے بھی کہا کہ آپ بھی نہا لیجئے۔ میں نے کہا کہ اچھا میں ابھی گھر جاتا ہوں۔ سو کر اٹھوں گا تو نہالوں گا۔ اتنے میں فتح خاں اور علی بخش آئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ اچھے مالک کے منہ لگے ہیں اور میں چل پڑا ہوں۔ پھر کچھ لفظ حق ملا ہے۔ اقبال سے بھی میں نے کہا ہے۔ پہلے جہاں کام کرتے ہیں وہ بھی نون ہے۔ اور شاید میں تنخواہ امید دانش مانگ رہا ہوں۔ یہ یاد نہیں ہے کہ ملی ہے یا نہیں۔ پھر بابو مالک چند سے ایڈوانس مانگ رہا ہوں۔ دی ہے یا نہیں یاد نہیں۔ میں نے پان کھا کے پکارا تو ایسی زبردست فتح ہوئی کہ کیا بتاؤں۔ فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ بھی ساتھ ہے جو پڑھا۔ بعد میں بڑھنے پر معلوم ہوا۔ میں تیری صداقت سے بہت خوش ہوا۔ مالک مالک چند رحم ہے اور جگہ وہی ہے دو درخت والی یشہتوت کے درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ (رب العلمین مجھ پر فضل و عنایت فرما)

——— آواز آئی کہ بھائی پاک سلطنت اور پاکیزگی کی سلطنت اور ہے۔ فوارہ بہت زور سے چل رہا ہے۔ ایک کنواں ہے اور سیر صیار گلی ہیں۔ مہتاب ایکٹرس کی گود میں لیٹا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ کنواں تو ضرور دیکھنا چاہئے۔ دیکھا کہ علی بخش استاد بھی اتنا گہرا ہو اور دیکھ رہا ہے۔ ایک مکان ہے اور مالی پانی بھر بھر کر گملوں میں ڈال رہا ہے اور فوارہ ہاتھ میں ہے اور المونیم کا دو دو کا گلاس کر شن کے ہاتھ میں دیکھا۔ جو شاید میں ہی ہوں کافی سفید لگائے۔ سفید بادلوں میں بیٹھا ہے۔ آواز آئی تسلی کی۔ کہ شہنشاہوں کے شہنشاہ کا حکم ہے کہ کسی کی مجال نہیں جو تجھے بے عزت کرے۔ دو تین دفعہ یہی ہوا۔ رات کو پڑھتے ہوئے بھی یہی ہوا۔ آواز آئی کہ مجال نہیں جو کوئی تاپنچ لائے وہ قیامت تک تاپنچ نہیں لا سکتا۔ (اے رحیم میری کمی تو اپنے پاس سے پوری کر دے) ایک دفعہ دیکھا کہ فتح ہو گئی ہے۔ دو ہتھے ہیں دو کی فتح ہوئی ہے۔ پھر اعداد جو ۲۵ کی فتح دیکھی ہے۔

(۱۲) ——— بارھویں رات:۔ نانو بھائی نے نثار کو نکالدیا ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ماسٹر صاحب ہیرو بنو۔ میں نے کہا نہیں۔ اگر مجھے سائد ہیرو ہی بننا ہوتا تو بیکا رکیوں رہتا۔ تو اس نے کہا کہ اچھا تمکو چانس ہیرو کا ملیگا۔ یہ بات سب سروج کمپنی میں ہو رہی ہے۔ اتنے میں مولانا آیا اور کہتا ہے کہ نثار کے بلانے کے لئے آدمی روانہ کرنے والا ہے۔ بابو مالک چند اسکو ہیرو بنائیں گے۔ کیونکہ اسکو تمام کمپنیوں نے فیل کر دیا ہے۔ چونکہ بابو مالک چند تجربہ کار مالک ہے اس لئے ایسا کام لینگے جو کسی نے نہیں لیا ہوگا۔ اور میں حیران ہوں کہ یہ چانس تو مجھے دینے والا تھا۔ تو ہم بہت سے لوگ لنگوٹ کس کے بیٹھے ہیں۔ اوپر بستر میں لال لحاف لپٹا پڑا ہے۔ اتنے میں بابو مالک چند اور میں اپنے سامنے کھڑے ہیں۔ اور وہ مجھے کچھ دے رہے ہیں اور میں لے رہا ہوں۔ پھر دیکھا کہ میری فتح ہوئی ہے میں نے دیکھی ہے۔ پھر دو دفعہ کوئی چیز ملی ہے جو بہت ہی عمدہ ہے۔ (اے میرے آقا تو نے رحم کر کے مجھ پر کرم کیا ہے۔ تیرا شکر ہے)

(۱۳) ——— تیرھویں رات:۔ نظیر ترین ڈریس پہن کر ہیروئن کے ساتھ ہیرو کا پارٹ کر رہا ہے ہیروئن اسیر عاشق ہے۔ وہ عشق کی باتیں کر رہی ہے۔ اور نظر مصنوعی باتیں کر رہا ہے۔ اور یہ جتا رہا ہے کہ میں بھی تجھ پر مرمٹا ہوں۔ پھر مجھ سے کہا کہ بھائی جی یہ تو میں جھوٹا عاشق بنا ہوا ہوں۔ اصلی پارٹ تو آپ کریں گے۔ اور وہ مست بنا ہوا جھوم رہا ہے۔ جیسے شرابی ہو۔ اور کہتا ہے کہ اگر شراب اور نشے کی چیزیں ملیں تو سمجھنا کہ مانگ بابا نے دی ہیں۔ یا مسجد والے نے دیا ہے۔ (رحم کرتو ہی رحیم ہے تو ہی رحم والا خدا ہے)

(۱۴) ——— چودھویں رات:۔ پڑھتے پڑھتے تصور میں روشنی دیکھی۔ ایسی روشنی آج تک کبھی نہیں دیکھی تھی۔ ڈاکٹر کرشنا آر لگا کہ میرا گلا دیکھ رہا ہے۔ اور انیشل شوٹیں ہیں کہ بغیر وقت کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ وقت بھی قریب ہے۔ استاد میر بخش شراب پیئے ہوئے ہیں اور زبردستی سے کہہ رہے ہیں کہ میں نے کئی دفعہ جتی بخش کو سمجھایا کہ علی بخش کو نہ ستا۔ وہ نہایت نیک اور دیانت دار آدمی ہے اور یہ آیت پڑھی۔ وَحَمَلْنٰكَ وَنَقَدْنَاكَ لَكَ۔ اس کے بعد دیکھا کہ ایک مکان پر بغیر کپڑے کا جھنڈا لگا ہوا ہے۔ اور لوگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اس مکان کا مالک کہتا ہے کہ ہم علی بخش کو نہیں رہنے دیں گے۔ یہ سنکر میں چلدیا راستہ میں مالک مکان بلا جو بڑھا ہے۔ اپنے ہاتھ میں لکڑی لیئے ہوئے ہے۔ میں نے کہا کیوں صاحب لوگ کہتے ہیں کہ آپ مجھے مکان میں رہنے نہیں دیں گے۔ وہ بولے کہ ہرگز نہیں۔ لوگ جھوٹے ہیں میں نے نہیں کہا ہے۔ مکان آپ کا ہے خوشی سے رہیئے۔ (قادر مطلق تو نے مجھ جیسے حقیر ترین بندے کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا ہے تیرا بہت بڑا فضل ہے شکر ہے)

(۱۵) ——— پندرھویں رات:۔ پہلے تو سب کہانیاں پوری ہو چکی ہیں۔ چار بھی پوری ہوئیں اور دس بھی پوری ہوئیں۔ پھر کپڑے خراب ہوتے ہیں۔ پھر سروج کمپنی میں بابو مالک چند کرسی پر بیٹھا ہے اور بابو یو دھ استاد میری نوکری کیلئے گیا ہے وہاں ایک پنجابی ڈرامے کا سین ہو رہا ہے۔ نثار کام کر رہا ہے۔ اسکو ڈرامے کا لہجہ بولنا نہیں آتا۔ وہ گھبرایا ہوا ہے میں اسکے پاس جا کر

واہ رسے الہ آبادی پاجامہ۔ بعد میں وہ باپ بیٹے ہیں باپ کا نام غلام نبی اور بیٹے کا نام گنگ نام ہے وہ پوچھ رہے ہیں کہ ہمکو راستہ پر لگا دیجئے احمد آباد ہم کو جانا ہے۔ ہم راستہ بھول گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ بھائی معاف کرنا غلام نبی صاحب میں بہت ہی تکلیف میں ہوں۔ اب کو کھانا بھی نہیں کھا سکا۔ وہ بولے تیری ساس بہت ظالم ہے آپ خیال نہ کریں۔ ہم آپ سے بہت خوش ہیں بس ہم کو راستہ دکھا دیجئے۔ پہلے ہم لوگوں نے کہیں کھانا کھایا ہے بعد میں کلمہ طیبہ سامنے نظر آیا۔ لَا اِلٰہَ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

(۲۳) ——— تیئسویں رات:۔ پہلے حضرت علیؑ کے بلی پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں جو بہت ہی اونچا ہے۔ آگے بہت زبردست جادو کا گھر میرا راستہ روکے کھڑے ہیں تو میں ذرا راستہ چھوڑ کر نیچے ہو کر نکل گیا ہوں تو راستہ نہیں ہے۔ پہاڑ کی گھاٹیاں ہیں۔۔۔ بھی میرے پیچھے آ رہے ہیں اور ساتھ ساتھ بہت بڑا دریا بہہ رہا ہے۔ انھوں نے مجھے روکا میں نے دیکھا کہ انھوں نے پتھروں گھر بنا رکھا ہے اس کے اندر رانا کے اور آدمی ہیں بہر کیف میں ڈرا نہیں۔ میں لڑتے لڑتے اس دریا میں کود پڑا ہوں میں نے اتنا زبردست غوطہ لگایا اور وہ اوپر کھڑے دیکھ رہے ہیں۔ میں دیکھتا جا رہا ہوں۔ میرے آگے ہزاروں مچھلیاں تیر رہی ہیں۔ تیرتے تیرتے میں خوشکی پر نکلا دیکھا تو پہاڑ ہے اور سیڑھیاں بہت ہی پتلی پتلی لگی ہوئی ہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ اوپر چڑھ جاؤں۔ لیکن چڑھ نہیں سکتا ہوں تو گر جاتا ہوں۔ اور پھر ایک انگریز ہے اسنے گائے ذبح کی ہے۔ وہاں میری از حد عزت ہوگئی ہے۔ لوگ حیران ہیں پھر میں اپنے گھر گیا ہوں۔ باریوں کے سامنے میرے بڑے بھائی عالم دین مرحوم کہہ رہے ہیں۔ کہ وہاں سامنے بہت بڑے ولی رہتے ہیں۔ میں نے سب حال سنایا اور پوچھا کہ آپ سے کس نے کہا تھا۔ وہ بولے کہ جب وہ ریاض کر رہے ہیں تو میں دیکھتا ہوں۔ اسلام علیکم کر کے اس سے ہاتھ ملایا ہے۔ بعد میں تانگہ ہے اور ہم تینوں آدمی اس میں سوار ہیں۔ میں پیچھے کی گدی پر بیٹھا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ جو آگے بیٹھے ہیں اگر پیچھے بیٹھتے تو اچھا تھا۔ میں آگے ہو جاتا۔ خیر تانگہ چل پڑا۔ گھوڑا سفید ہے۔ معلوم نہیں کہاں گئے ہیں۔ پھر میری والدہ مرحومہ آئی ہیں۔ کہہ رہی ہیں کہ بیٹا میں نے کہنی تھی کہ سنبھل کے خرچ کرو۔ تو یہ کہتا۔ میں نے کہا کس کا ہے۔ تو کہا کہ یہ فلاں نے مجھ کو دیا ہے۔ چونکہ تم مسکین ہو اس لیے تم کو دے سکتی ہوں۔ یہ اپنی عورت کو پہنانا۔ میں نے لے لیا جو کہ گرم ہے اور رنگ فیروزی ہے اور پھٹا پرانا ہے۔ رات کو بڑھتے بڑھتے تصور میں اپنی ہی شکل دیکھی ہے سر پہ تاج ہے اور بہت ہی خوب صورت شکل ہے۔ سیاہ داڑھی ہے۔ پھر اپنی ہی شکل پر بچے بچے بال دیکھے ہیں۔ اور عمارتیں ہزاروں قسم کی ہیں۔ (رحم کر میری توبہ قبول کر اور اپنے فضل و عنایات جاری رکھ)

(۲۴) ——— چوبیس ویں رات:۔ محمد حسین دوکان پر بیٹھے ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ کیوں جی آپ چوبیس منٹ کہتے ہیں اس سے کیا مراد ہے۔ میں کہہ رہا ہوں جی یہ بیس کا دائرہ ہے۔ اس کو پھرانے سے غیب کی باتیں معلوم ہوتی ہیں اور مدد ملتی ہے نقش ہے۔ وہ تو نظیر کی طرف دیکھ کر کہہ رہے ہیں کہ جی یہ وہی چیز ہے جو اس سید کے پاس تھی۔ یہ تو بہت قیمتی رکھتی ہے۔ بعد میں میں خود تعویذ میں بیس بھر رہا ہوں۔ لیکن اسی جگہ میں مٹی بھی بھری ہے۔ پھر دیکھا کہ روشنی ہے کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ لیلو لیلو۔ دو رحمہ۔ پھر دوبارہ قبل روشنی ہے۔ پھر کہا لیلو لیلو اس کے بعد کہا کہ تم کو مل چکی ہے۔ پھر اقبال جائے مائی اور کہا کہ یہ چیٹی بھی آئی ہے اس کے بعد ایک کمیٹی بھی ہے ابھی دروازہ ہے اقبال دروازے میں بیٹھی ہے۔ مجھے اشارہ کر کے بلا رہی ہے۔ میں نے جانے سے انکار کر دیا پھر میں گیا اور پوچھا کہ کیوں آئی ہے۔ تو کہا کہ ایک آدمی سے نوکری کے بارے میں ملنا تھا۔ اندر سے ظہیر نکلا تو ہم تینوں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ (رحم فرما مولا تو ہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے)

(۲۵) ——— پچیسویں رات:۔ دو چیزیں مجھ کو ملی ہیں جو یاد نہیں بعد دوپہر تو غیب ملی ہیں لیکن کچھ یاد نہیں (خدا تیری ذات پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ تو نے مجھ جیسے کو گنہگار پر رحمت برسائی ہے)

(۲۶) ——— چھبیسویں رات:۔ دیکھا میرے ہاتھ میں ذرا سرخ رنگ کے دو ٹکٹ ہیں۔ اسکی انکلوژ میں پڑھ رہا ہوں۔ انگلیز پریس ڈاک ہوائی جہاز کے ٹکٹ معلوم ہوتے ہیں۔ اور میں نے اپنی عورت اقبال کو مارا ہے اور گالیاں بھی دے رہا ہوں پھر ہاتھ دھو رہا ہوں۔ پھر رات کو بہت ہی اچھے منظر دکھائے ہیں۔ ایک جلسہ کانگریس کا ہو رہا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں ایک عورت کہہ رہی ہے کہ یہ خدمت کون کرے گا۔ تو ایک بڑے گھرانے کی سولہ سترہ برس کی لڑکی ہے اس نے آگے بڑھ کے کہا کہ میں کروں گی۔ وہ منہ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ اور نکل کچھ رہا ہے۔ وہ لڑکی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ پاجامہ میں گوٹا لگا ہوا ہے جلسے سے باہر نکلی کر میرے ساتھ چل پڑی۔ میں نے اس سے کہا کہ میری لڑکیاں کہاں ہیں۔ تو وہ کہتی ہے کہ یہ ہیں۔ تو ہم چار دن چل پڑے۔ وہ خدمت

سالے فیروز کی خورت حیات ہی۔ بی بھی ہے۔ ایک آدمی سے میں نے ایک جانور کے متعلق پوچھا اس نے بتایا کہ یہ جانور جنگل کا سردار ہے۔ سب جانوروں پر اسکی حکومت ہے۔ اسی مکان کا ایک سفید ریش اور سفید سوٹ پہنے ہوئے آرہا ہے۔ اور ہم لوگوں کو پکڑنا چاہتا ہے۔ وہ جادوگر ہے میں باری سے نکل کر سفید کپڑے کی طرح اڑنے لگا۔ اور وہ آدمی میرے سالے کی عورت زبردستی لے کر اڑنے لگا۔ وہ مجھ سے بہت ہی اونچا اڑ رہا ہے۔ وہ دونوں پتنگ بن گئے میں نے پکڑنے کی کوشش کی مگر نہ پکڑ سکا۔ میں نے دونوں کی ڈوریں کاٹ دی ہیں۔ میں چلایا کہ پکڑنا پکڑنا یہ پتنگ نہیں یہ آدمی ہیں۔ تو لوگوں نے ان دونوں کو پکڑ لیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ سفید گھوڑا بنگل سے آرہا ہے اور میرے ضرور مجھے کچھ تکلیف ہوگی۔ اس عورت کا نام گوہر ہوگیا ہے۔ جو بہت ہی خوب صورت ہے۔ پھر دیکھا کہ سفید گھوڑا بنگل سے آرہا ہے اور میرے سامنے کھڑا ہوگیا ہے۔ یہ سب جاگتے ہاگتے دیکھا ہے۔ (میرے آقا تو نے مجھ پر کس بے اتنے احسان کئے ہیں کہ میں تو زبان شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔) (۱۹) ——— انیسویں رات:۔ کچھ ملا ہے جو کہ وہ بہت ہی اچھا ہے مگر یاد نہیں۔ سامنے ایک خوبصورت آدمی کہہ رہا ہے کہ آپ نے چاند دیکھا۔ تو سب کو دیکھنا ہی چاہیے تھا۔ میں نے کہا جی ہاں میں نے اپنی لڑکیوں اور اہل وعیال کو دیکھا ہے۔ وہ خوب ہنسے میں ہیں اور وہ آدمی کہتا ہے سوٹ میں ہے (شکر ہے مولا لاکھ لاکھ شکر ہے)

(۲۰) ——— بیسویں رات:۔ بڑھتے بڑھتے تصور میں دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی آیا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ میرا نام حیدر خاں ہے مجھے عملی بخش کی مدد کے لیے بھیجا ہے۔ کچھ جھگڑا ہے میں اس آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ تم ابراہیم موچی کے پاس جاؤ۔ وہ فیصلہ کر دیگا وہ بہت ہی نیک آدمی ہے۔ اور عاصب بڑی حکمت سے اللہ کا اسپر بہت فضل ہے۔ وہ اس وقت اپنی قوم کا سردار ہے۔ اس کے بعد آواز آواز آئی پورا ہوا پورا ہوا اور ڈبل پورا ہوا۔ بعد میں آئینہ کرسی کی یہ آیت پڑھتے ہوئے دیکھا۔ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ الخ اور رات کو پڑھتے پڑھتے تصور میں عجیب نظارے دیکھتے ہیں۔ پھر دریا جاری اور باغیچہ سا سامنے نظر آیا جس میں رنگ برنگ کے پھول کھلے ہیں۔ اور چشمہ بہہ رہا ہے۔ مکان ہزاروں رنگ کے ہیں۔ کچھ سفید اور کچھ اور رنگ کے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے آدمی ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ چونیزق پلٹن واعد کر رہے ہیں (اللہ تو نے از حد رحم کیا جو اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ اعلیٰ اعلیٰ منظر دکھائے کہ میری زبان شکر ادا نہیں کرسکتی۔ تو بڑا ہی مہربان ہے)

(۲۱) ——— اکیسویں رات:۔ بڑھتے بڑھتے تصور میں نظارے دیکھے اور سامنے لکھا ہوا علی کا نام۔ جارک آیا اور [illegible] بھر اللہ کا نام صرف الف خواب میں دیکھا کہ کسی جنگلے کا فیصلہ میرے حق میں ہو چکا ہے اسکی [illegible] یہ [illegible] دیکھا ہے۔ اور گھوڑ دوڑ۔ اور سفید ماڑے کی شہزادی ہے۔ لوگ آجا رہے ہیں ان میں دو آدمی ایسے ہیں کہ جو سب شہزادی کے خاص ہیں۔ ایک میرے بھائی ادھر بیٹھ کر چائے پینے کا کہتے ہیں۔ لیکن میں نہیں کے مت پیجاؤ۔ تو انھوں نے وہ [illegible] [illegible] آتی، [illegible] ہماری رکھ۔)

(۲۲) ——— بائیسویں رات:۔ میں نے اور مصر نے جیل خانے سے تین قیدیوں کو نکالا ہے اور لے جا رہے ہیں۔ میرے قبضہ میں [illegible] ہیں۔ ان کو [illegible] دوسرے آدمی نے حوالہ کیا۔ اتنے میں اذان ہو تو اظہار علی میں نماز پڑھنے گئے۔ پھر میں نے جا کر پانی نہ پھرا تو۔ اس جگہ بہت ہی بو آرہی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ پانی سے صاف ہو رہی ہے۔ پھر میں نے وضو کیا اور نالہ میں ہی نماز کے لیے کھڑا ہوں۔ اور سجدہ بھی اسی پانی پر کر رہا ہوں۔ جب نماز پڑھ چکا تو لوگ کہنے لگے کہ نماز میں آپ کو بہت دیر لگ گئی۔ میں نے کہا کہ بھائی جماعت تو تھی نہیں۔ [illegible] خیال میں لوگ [illegible] ہو رہے ہوں گے میں نماز پڑھتا رہا۔ اسی لیے آنے دیر ہوئی۔ اب میں ان تینوں کو لیکر بادشاہ کی طرف لینے جا رہا ہوں۔ مصر نے میرے قیدی کو قتل گاہ تک پہنچا دیا ہے اور قتل کرنے کی تیاری میں ہے۔ جب میں گیا تو میرے سامنے قتل کیا خون بہت زور میں بہا۔ اور مصر اچھلنا کودنا جا رہا ہے۔ اور بادشاہ ادا بادشاہ کرتا ہے۔ میں پاس گیا تو دیکھا کہ دربار لگا ہے۔ منظر موٹا تخت پر بادشاہ بنکر بیٹھا ہے۔ میرے پاس دو تلواریں تھیں ان کو ڈھونڈھنے لگا۔ لیکن نہیں۔ میں سخت گھبرایا اور سوچنے لگا کہ اب میں ان قیدیوں کو کیسے پہنچاؤں۔ میرا حاکم پوچھے گا تو کیا جواب دوں گا۔ اتنے میں منظر نے کہا کہ علی بخش بھائی یہ آپ کی تلواریں ہیں اٹھا لیجئے۔ میں نے اٹھا لیں پھر دونوں قیدی میرے قبضہ میں ہیں۔ میں نے اپنے اب کو پہنچا کہ پاجامہ اور شیروانی میں ہوں۔ اطہر علی کہہ رہا ہے کہ ابا ہا ہا ہا ہا رے واہ رے اللہ آبادی پاجامہ

گروم نہیں۔ پھر کیا ہوا یہ یاد نہیں۔ پھر اللہ نے کامیابی دی ہے۔ پھر صبح کو یہی دکھایا کہ رحم کرے گا۔ پھر خوشخبید پاگل ہے مارو مت۔ پھر ارشاد ہوا کہ تو ہمارا پیارا ہے گھبرا بالکل نہیں۔ بچی بالکل اچھی ہو جائیگی۔ (میرے اللہ مجھ مجسم گنہگار پر رحم و کرم فرما۔)

(۳) ——— **تیسری رات**:۔ ایک سورت کہتی ہے کہ تیری لڑکی بچ جائے گی۔ پھر آنکھ دیکھی جس سے سب کچھ دیکھا۔ اور انہیں بھی مہہ جبیں اچھی نظر آئی۔ پھر آواز آئی کہ تو ہم کو پیارا کرتا ہے تو ہم بھی تجھ کو پیار کرتے ہیں۔ یہ نہ سمجھا کہ ہم تجھ کو پیار نہیں کرتے۔ گھبرا نہیں رحم ہوگا لڑکی بچ جائے گی۔ رحم ہوگا۔ پھر آگ جلتی دیکھی۔ ٹھنڈ ہوتی ہوئی بھی دیکھی ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک نرس کاغذ پر لکھ رہی ہے کہ وہ رحیم ہے۔ ضرور رحم کرے گا۔ اس نے دو دفعہ لکھا میں نے اسکو مار دیا تو مہہ جبیں دیکھ رہی ہے۔

(۴) ——— **چوتھی رات**:۔ بڑھتے بڑھتے تصور میں ہرا جھنڈا دیکھا ہے۔ اور پھر دیکھا کہ بچی رہے اور بائیں دست کی طرح ہوتا ہے۔ ڈاکٹر مہتہ مجھ سے کہتا ہے کیسی حالت ہے۔ میں رو رہا ہوں۔ یہ دیکھئے پائخانہ کر رہی ہے۔ وہ بولا کہ یہی تو ظاہر ہے جو نکل رہا ہے۔ بعد میں دریا کے پار آیا ہوں۔ آگے انور پیر میرا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ لیکن بیویاں ناراض ہو رہی ہیں۔ میرے ساتھ بابو مانک چند کی تصویر ہے جو بہت ہی خوب صورت ہے جیب سے نکال کر دکھا رہا ہوں اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔ پھر نیلا جھنڈا دیکھا ہے پھر گلاب کے پھول دیکھے ہیں۔ اور لفظ رحم ہوگا رحم ہوگا کی آواز آئی (بیشک تو نے رحم فرمایا تو ارحم الراحمین ہے)

(۵) ——— **پانچویں رات**:۔ کچھ دیکھا جو یاد نہیں۔ لیکن میری کامیابی ہی کے متعلق ہے۔ صرف لفظ "ف" یاد ہے جو میرے مولانا نے پہلے بھی دکھایا ہے۔ کہ میرے لیئے مدد پہنچی میں کہہ رہا ہوں کہ میرے اللہ نے دونوں نصیریں یعنی دونوں مدد دیں۔ دیں۔ پھر میں اور میرا بھائی شرف الدین دریا کے پل پر سے مہہ جبیں کو لے آئے ہیں۔ میرے ہاتھ میں دوا کی شیشی ہے کسی نے پوچھا کہ مہہ جبیں کی کیسی حالت ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ کا فضل ہے ابھی صحت ہے۔ اس سے پہلے تین شکلیں لنگور کی دیکھی ہیں۔ جو بہت ہی ڈراونی ہیں۔ میں نے مدد مانگی ہے تو وہی دونوں تلواریں ملی ہیں۔ میں نے اس زور سے ماری کہ تینوں کی گردنیں کٹ کر گر گئیں (مولا میرے سچے مولا تو ہی نے مہہ جبیں کو بچایا تیرا وعدہ سچا ہے اور تو برحق ہے۔)

(۶) ——— **چھٹی رات**:۔ بڑھتے بڑھتے تصور میں آواز آئی کہ یہ شخص پورے امن میں ہے۔ ایک آدمی میری طرف اشارہ کر کے کہہ رہا ہے کہ پھر ایک آدمی مہہ جبیں کے پاس اسپتال میں پہونچا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک لکڑی ہے۔ وہ اقبال کیطرف متوجہ ہوا اور لفظ **خیر والبقیٰ** سے مخاطب ہوا ہے۔ پھر بہت کچھ نقشہ دیکھا ہے جو یاد نہیں۔ صرف اتنا یاد ہے کہ کسی نے ماچس دی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے (میرے اللہ اسوقت تو نے ہی مجھے بے بس اور بے کس کو تسلی دی تھی اور میری بچی مہہ جبیں کو تسلی بخشی تھی ہم تیرا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔) تو اپنی رحمت ہمارے شامل حال رکھ)

(۷) ——— **ساتویں رات**:۔ خواب میں کچھ بہت ہی اچھی چیز ملی ہے۔ اس کے بعد مس سلوچنا اپکڑ اس اپنے مکان میں خود سفید ساری کہہ رہی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ تو تھک گئی ہوں گی۔ پھر اس نے پیاری کھولتے ہوئے مجھے مٹھائی دی ہے۔ پھر وہ گھاگرا چولی پہنی ہوئی کھا رہی ہے۔ اسی نے مہہ جبیں کو بھی گھاگرا کا ایک ٹکڑا دیا ہے (میرے آقا تو ہی نے مجھ مجسم عاصی پر اپنا فضل فرمایا تیرے ہی واسطے سب تعریفیں ہیں۔ تو ہی مدد کرنے والا ہے:۔)

(۸) ——— **آٹھویں رات**:۔ مہہ جبیں بیمار ہے اور آدمی بھی بیمار ہیں۔ تو ایک نرس خدمت کیلئے آکر کھڑی ہے۔ کھجور کے درخت کے نیچے چارپائی بچھی ہوئی ہے۔ اسی کے بعد میرے آقا نے وعدہ کیا ہے کہ بچا بچ جائے گی۔ پھر کوئی شخص گوشت روٹی لا کر کہتا ہے کہ لیجئے اگر گوشت نہیں چاہیئے تو دال بھی حاضر ہے۔ یہ کھا لیجئے۔ پھر دو دفعہ پڑھا یا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ نقشہ بھی دیکھا لیکن کچھ یاد نہیں (کریم فرما اپنا عشق مجھے عطا فرما)

(۹) ——— **نویں رات**:۔ بڑھتے بڑھتے تصور میں آواز آئی کہ آج سرور دو عالم تیری مدد کو آئے ہیں۔ رحم ہوگیا ہے جنس دیا ہے۔ معاف کر دیا ہے۔ نرس بھی دیکھی ہے اور میم بھی سفید لباس میں دیکھی ہے۔ پھر خواب میں دیکھا کہ عاشق حسین آٹا لا رہا ہے۔ ۱۰، ۱۱ سیر بیجے کی دوکان ہے۔ اسمیں آٹے کی بوریاں بھری پڑی ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ادھر آٹا نہ تھا۔ اس لئے باہر سے لایا پھر دیکھا کہ ایک مکان ہے۔ اور لوگ آتے جاتے ہیں۔ برسات کا پانی ہے۔ میری والدہ جبہ سفید لباس میں آرہی ہیں۔ تو چار سو درود

وہ ہندو لڑکی ہے جوان اور خوب صورت میرا ایمان خراب کرنا چاہتی ہے یعنی مسلمان عورت سمجھ کر بدلہ لینا ہے (فضل کر تو ہی میرا محافظ ہے۔ میری حفاظت کر میرا ایمان سلامت رکھ)

(۲۷) ——— ستائیسویں رات:۔ آواز آئی کہ جب غیب سے کسی کو وراثت ملے تو کسی کی کیا مجال جو انکار کرے۔ اور شاید دیکھا ہے کہ تاج پوشی بھی ہوئی ہے۔ اور تخت نشینی بھی ہوئی ہے (رب العلی تو نے مجھ سیاہ کار پر رحم وکرم کا انعام کیا ہے میں تیرا شکر ادا نہیں کر سکتا ہوں۔ تو مجھ میں ہمت دے اور طاقت دے)

(۲۸) ——— اٹھائیسویں رات:۔ میں خود ہی بول رہا ہوں کہ جب ہی تو اللہ نے مجھے جھوٹوں پر فتح و نصرت دی ہے "ن" "نصر" تو اسی دن سے مل گئی تھی کہ جب نانو بھائی کے ہاتھ سے اللہ نے مختار کر دیا تھا۔ سوائے کریم مجھ پر انعام واکرام کی بارش کر اور اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لے)

(۲۹) ——— انتیسویں رات:۔ ایک بوڑھا آدمی ہے اور اسکی ایک لڑکی ہے۔ اسکو کوئی چیز ملی ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ آپ کو کیسی ملی تھی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ وہ خود ہی تھا۔ مجھے خدا نے دی ہے۔ تو وہ کہتی ہے کہ واہ بھائی خوب! آپ نے تو خدا کو بھی دیکھا ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ مچھلی پکڑو فی میں ایک طرف سے تم جال پکڑو ایک طرف سے میں پکڑوں گا (رب رحیم تو میرے سارے کام منظور دے)

(۳۰) ——— تیسویں رات:۔ پھر دیکھا کہ ہر طرح کی دینی اور دنیاوی برکتیاں ملی ہیں۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا ہے لیکن یاد نہیں۔ پھر دیکھا کہ کچھ لینے دینے کی بات ہے اور استاد غلام حسین مرحوم کو میں ماں کی گالیاں دے رہا ہوں۔ پھر عمدہ توکا جھنگڑا دیکھا۔ (میں تیرا بندہ ہوں تو بندہ نواز ہے نواز فرما)

خواب!

ذیقعدہ ۱۳۵۴ سنہ ہجری

(۱) ——— پہلی رات:۔ حیدر شاہ نے کوٹلہ سے میرے لیے کھاری سبزی کی بھیجی ہے اور بیچنے تہ خانے میں رکھی ہیں۔ اور سانپوں کی کھڑی بندھی ہوئی ہے۔ اور پتے پڑے ہیں اور سبزی چھتدار لگی ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ لوٹا دو تو مولانا کہتے ہیں کہ نہیں نہیں ماسٹر صاحب بہت غریب ہیں۔ بال بچے دار ہیں بیچارے پکائیں گے اور کھائیں گے۔ اور ایک خط بھی حیدر شاہ کا لکھا ہے۔ کہ میرے لیے کرایہ روانہ کر دو تاکہ میں آجاؤں۔ اسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہی زمانہ کیا ہے وہی مارتا ہے۔ پھر ایک سانپ میرا تعاقب کر رہا ہے نہ اس کا منہ ہے۔ نہ جبڑا ہے۔ نہ اسکی شکل سانپ کیسی ہے صرف ٹیڑیاں ہی ٹیڑیاں ہیں۔ میں کبھی ادھر سے مارتا ہوں اور کبھی ادھر سے مارتا ہوں۔ اور کبھی وہ حملہ آور ہوتا ہے۔ آخر میں نے مروڑ دیا۔ پھر ایک خاکی رنگ کا سانپ آیا۔ میں جو اسکی طرف دیکھا تو وہ ایسا بھاگا کہ پھر نظر نہ آیا۔ بعد میں قادری چچا مٹھائی دھانکے ہوئے لایا۔ اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا حصہ ہے سیٹھ نے بھیجا ہے۔ یہ سب پڑھتے پڑھتے تصور میں نظر آیا۔ (اے آقا میرے لیے غیب سے بہتری ظاہر فرما۔)

(۲) ——— دوسری رات:۔ پڑھتے پڑھتے دعا کی جواب ملا رحم ہوگا ایک عورت نے کہا گھبراؤ نہیں تمہاری بیٹی اچھی ہو جائے گی مہربانی پر رحم ہوگا۔ ایک چیز دیکھی ہے جسمیں سب کچھ نظر آرہا ہے پھر خواب دیکھا۔ ایک سانپ ہے

(۱۴) ——— چودھویں رات :- سورۃ قدر پڑھی (مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ) اضافہ ہوگئی۔ اور یا علی یا علی پکارا ہوں۔ ہسپتال کا دروازہ ہے۔ وہاں نرسیں اور ڈاکٹر لوگ کھڑے ہیں۔ اور میں اپنے آپ کو (بیمار) سمجھتا ہوں۔ نرسوں کو کہہ رہی ہوں کہ وہ بچا ہوا کھانا ہے یہ اندر رکھ گیا ہوں تو وہاں ایک آدمی روٹی کھا رہا ہے۔ اور دو بچے بھی پاس ہیں۔ روٹی پک رہی ہے تو میں دور کھڑے ہو کر سمجھ رہا ہوں۔ کہ اگر میں چکھ دیں تو ٹھہر جاؤں۔ میرا بچہ بیمار ہے۔ میں دکھ کے آؤنگا۔ ایک گھر کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اندر سے آواز آئی کہ تو ٹھہر اپنے بچے کو بھی ساتھ لے جا۔ میں نے دن کو دیکھا کہ میرے ہاتھ میں پانے ہے۔ اور وہ ٹھنڈی ہو چکی ہے۔ اس کو میں پی رہا ہوں اور پھر روٹی کی کانکھی دو سو سی خرید لیں ہیں۔ تو دو نوں کا جاڑ چڑھ گیا ہے۔ میں نے فروخت کیا ہے تو دو دو کے دس دس لاکھ روپے مجھے ملے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ہی نام پر دونگا۔ پھر میں گھبرایا ہوا ہوں کہ یہ روپیہ تو شرکہ کا ہے (یا کہ ذات تو وحدہ لاشریک ہے تو نے تجھ پر رحم کیا یا اور اپنا بندہ بنا لیا تو سچا ہے)۔

(۱۵) ——— پندرھویں رات :- صاف صاف میرے اللہ نے مہ جبیں مجھ کو دی ہے اپنے فضل و کرم سے اور نقشہ تو بہت کچھ دیکھا ہے مگر یاد نہیں۔ بعد میں سورۃ بقر کی یہ آیت پڑھی۔ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ رات کو پڑھتے پڑھتے تصور میں دو منزلہ [illegible] دو عالم نے میری عرضی لکھی اور جناب باری کے ہاتھ پیش کی۔ اور وہ منظور ہوگئی۔ دربار برخاست ہے اور تیاریاں چل رہی ہیں۔ بعد میں خواب بہت اچھا ہے صاف صاف خواب ملا ہے جو یاد نہیں لیکن میری کچی کو شفا دی ہے۔ پھر ایک مکان بہت ہی اچھا ان کا ہے۔ اس میں رکھا رنگ و شیشہ لگی ہوئی ہے۔ اور اقبال کارکارڈ ہونے والا ہے۔ مولا سنگھ لینے والا ہے (پروردگار تیرا بہت بڑا کرم و احسان ہے کسی قابل نہیں)

(۱۶) ——— سولھویں رات :- سامنے دریا بہت جوش سے بہہ رہا ہے۔ رحمت کا ایک آدمی دریا سے تنکا کہتا ہے کہ رحم ہوگا۔ رحمت ہوگئی۔ پھر ایک ہاتھ قلم سے لکھ رہا ہے فضل ہوگا۔ آسمان دیکھ رہا ہوں۔ آج نیلی رنگ سے جو نہایت صاف ہے پھر دیکھا کہ پہاڑ ہے۔ مگر مجھ سے بہت دور جا کر گرا ہے۔ اس کی آواز سے ایک جٹا یا نہایت تیز آرہی ہوئی آکر میرے ہاتھ پر بیٹھ گئی جیسے کوئی پناہ لیتا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ میرے ہاتھ پر بہت دیر تک بیٹھی رہے گی۔ [illegible] صاحب سے پوچھنا چاہیے کیونکہ یہ انکی ہے اور یہ ناجائز ہے۔ پھر ایک آدمی کہنے لگا کہ راجہ صاحب اسکے مارنے کا حکم دیجئے۔ پھر میں بالا بھائی تو دکھ کر کسی کام کیلئے اٹھا ہوں۔ پھر ایک دکان دالا کسی کام سے اپنی دوکان میں سے نکلا کر گیا ہے۔ اور آدمی بھی وہاں کھڑے ہیں۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے۔ دوسرا آدمی ان قوموں کا نام لیکر بولا کہ وہ وہاں گیا ہے۔ وہ اسکے لیئے دعا مانگتے ہیں۔ اور وہ میرا بیٹا سا کا گھر ہے۔ لیکن اس نے نام دوسرے آدمیوں کا لیا ہے۔ وہ لینے گیا۔ اور ہمیں ایک کریم شیر آدمی نے یہ لکھا کہ فضل ہوگا اور رحم ہوگا۔ اور تو بھی دیکھی جو میری فتح کی نشانی ہے۔

(۱۷) ——— سترھویں رات :- پڑھتے پڑھتے تصور میں میرے اور مہ جبیں کے کپڑے سفید ہیں اس نے میری انگلی پکڑ رکھی ہے اور گھوم رہی ہے ایک آئینہ میں صاف صاف نظر آیا پھر آنکھ بند کی دیکھا کہ نانو بھائی کا سٹور دیہ ہے۔ اس نے مجھے معافی دی ہے اور کوئی ناچنے والی نانو بھائی کے پاس آگئی ہے۔ تو اسکو بھی نانو بھائی نے معافی دیدی ہے۔ اور وہ موٹر میں بیٹھ کر [illegible] کے پاس آئی ہے۔ ایک آدمی بتاتا ہے کہ نانو بھائی کے ساتھ زیبو بھی ہے۔ پھر دیکھا کہ مہ جبیں مجھ سے کہتی ہے کہ بابو جی کیا کروں یہ میرے ڈاکٹر تو مجھے گھر نہیں جانے دیتی۔ میں نے کہا کہ بیٹا گھبراؤ نہیں۔ اب تم کو مدد پہونچنے والی ہے۔ پھر دیکھا کہ میں ایک مکان میں آیا ہوں تو فاطمہ سفید لباس میں ملی ہے پھر میں آگے بڑھا تو دیکھا کہ مصطفےٰ چودھا جلا رہا ہے۔ اوپر تو ار رکھا ہے اندھیرا بہت ہے۔ میں نے پوچھا کہ مہ جبیں اور اقبال کہاں ہے اس نے کہا کہ سامنے مکان میں گئی ہیں۔ ابھی آجائیں گی۔ پھر دیکھا کہ ڈاکٹر مہتہ نے بچہ کی بات کی ہے۔ اس کے بعد پیر غلام جیلانی نے مجھے بلایا ہے اور بھی کچھ نقشہ دیکھا ہے لیکن یاد نہیں۔ پھر کچھ خواب شکلیں نظر آئیں۔ مگر ان تواروں سے ان کو فائدہ دیا جو میرے مولا نے دی تھیں۔ پھر دیکھا کہ پانی دائرہ سے چلکر نکل رہا ہے اور پڑھتے پڑھتے تصور میں یہ لکھا ہوا دیکھا۔ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔ جو سورۃ آل عمران میں ہے۔ پھر بہت ہی کچھ اچھی چیز دیکھی لیکن یاد نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ ڈاکٹر مہتہ اور شفاخانہ کو دیکھا ہے۔

(۱۸) ——— اٹھارویں رات :- یہ کہکر سو یا تھا کہ بتایئے کہ خواب میں صاف صاف یہ آواز آئی سرسبز ہے کھنکر رنگ۔ گھبرا مت مہ جبیں خیریت کے ساتھ گھر آئے گی۔ پھر میں اپنے پاؤں [illegible] کے کھیت میں نکل رہا ہوں۔ تو کرم الدین ولد حاکم کو دیکھا ہے۔ پھر برسات ہے میں اپنا گھر خالی کر رہا ہوں۔ [illegible] شادی کا معاملہ طے کرنے کے لیے کسی [illegible]

شریف یا چار آنے میں دینا چاہتا ہوں۔ مگر میں نے دیئے نہیں پھر دیکھا کہ میری والدہ نے مجھ سے لے لیا ہے۔ دوسری عورتوں نے بھی لیا ہے میں دیوار پر بیٹھا ہوں۔ وہ سب مجھ اس میں گئی ہے۔ اور ایک عورت میرے پاس کھڑی ہے۔ (پاک رب نے مجھے نجات دی اور ہر آفت سے بچایا، لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے)

(۱۰) ——— دسویں رات:۔ دیکھا کہ رحم ہو گیا ہے۔ معاف ہو گیا ہے۔ بچی بچ جائیگی۔ اور ایک بی بی میرے سامنے سے گذری۔ اور ہماری اللہ کے حکم اور مدد سے چلی گئی۔ یوں نے بارہ بجے تھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج مہ جبیں ضرور اچھی ہو جائے گی۔ ہماری اللہ کے حکم اور مدد سے چلی گئی۔ حضور اور مشکل مشکلات کی مدد سے چلی گئی۔ پہلے سبحان اللہ پڑھا پھر تعریف کی۔ پھر ایک پرانی موٹر گاڑی دوڑی جا رہی ہے۔ اس میں منشی عاجز بیٹھا ہے۔ اور ایک کمپنی کا مالک بھی اس میں ہے۔ میں چوک میں پیدل جا رہا ہوں تو منشی مجھ پر ہنس رہے ہیں۔ اور وہ میری مخالف پارٹی ہے مجھ کو تو کہ نہیں رکھا۔ آگے جاتے ہی ان کی گاڑی کے انجن میں آگ لگنے سے وہ پیچھے دوڑی۔ میں ایک مکان کے نیچے کھڑا ہو گیا ہوں۔ تو دھڑا دھر کی آوازیں آ رہی ہیں گویا وہ آدمی اور وہ گاڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جب میں نے آگے دیکھا تو ایک آدمی لنگوٹ باندھے ہوئے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ذرا دیکھنا تو ہماری لکڑی کی ٹال میں آگ تو نہیں لگی۔ میں نے جا کر دیکھا تو ٹال کے ٹکڑے زمین پر گرے پڑے ہیں۔ اور دھواں نکل رہا ہے۔ برسات کی وجہ سے زمین جمی تھی میں نے کہا لکڑیاں بچ گئی ہیں اس نے کہا کہ ایک جی کو بلاؤ۔ میں نے کہا کہاں ہیں۔ تو اس نے کہا کہ ملک جی اس گاؤں میں رہتا ہے۔ دیکھا تو نیچے ایک جگہ پر گاؤں ہے۔ وہاں بھی برسات ہو چکی ہے اور زمین گیلی ہے۔ سامنے چارپائی بچھی ہیں۔ پھر ایک لفٹر دیکھا جو یاد نہیں۔ صرف اتنا یاد رہا کہ مہ جبیں بیمار پڑی ہے اور میں درود شریف پڑھ رہا ہوں اور دم کر رہا ہوں۔ ایک آدمی نے کہا کہ یہ بیمار ہے؟ میں نے کہا کہ میری امانت میں ہے۔ (قادر مطلق تیرا بیڑہ سما ہے تو بچا ہے۔ میں جھوٹوں کا جھوٹا ہوں۔)

(۱۱) ——— گیارھویں رات:۔ دیکھا کہ رحم ہو گیا ہے دوا آ رہی ہے۔ سفید گھوڑے پر سوار دو آدمی آئے۔ میں نے اپنے اللہ سے پناہ مانگی ہے۔ تو کہا کہ میری طرف پھینکا اور حکم یہ ہے کہ اسکو امن اور نجات دو۔ اس کے بعد ایک عورت لال کپڑے پہنے آ رہی ہے۔ اسکی ساڑھی پر لکھا ہے کہ رحم ہو گا۔ صبح خواب دیکھا کہ خورشید اور مہ جبیں بخشش ہو گئی۔ پھر دیکھا کہ ایک اسٹوڈیو میں خان اور میں بیٹھا ہوں۔ خان کہتا ہے کہ مہتہ جی بہت ہی ہوشیار ڈائرکٹر ہیں۔ وہ دل کی بات جانتے ہیں۔ میں بھی گھوم رہا تھا۔ بھائی میرے کپڑے تیار تھے۔ انھوں نے مجھے کپڑے پہنائے اتنے میں مہتہ جی کی گاڑی بھی آ گئی۔ اس میں مہتہ جی کے بچے اور ایک بڑا آدمی بھی بیٹھا ہے۔ مہتہ جی سیاہ باس میں ہیں مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ لڑکا کی طبیعت کیسی ہے میں نے کہا جی اچھی ہے۔ دیکھا تو اندھیرا ہے۔ پھر اندر جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں سین لینے کی تیاری ہے۔ پھر میں سروج کی سعد لاری بیٹھا ہوں۔ ڈرائیور گنپت ہے وہ لاری کو سیدھا کر رہا ہے۔ میں اسے جھٹکا لگا یا وہ سیدھی ہو گئی ہے اور میں سوار ہوں (رب تو نے اپنے اسم مبارک کی برکت سے مہ جبیں کو بچا لیا تیرے ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔)

(۱۲) ——— بارھویں رات:۔ دیکھا کہ تاج الدین بابا مہ جبیں کو دیکھ رہے ہیں اور اللہ کی طرف سے مدد آ رہی ہے پھر کچھ اور دیکھا ہے گویا نہیں۔ وہ بھی بہت اچھی بات ہے اللہ نے احسان کیا۔ پڑھتے ہوئے دیکھا کہ دو عورتیں ڈریس پہنے ہوئے ناچتے آئی ہیں۔ دونوں کے پھول لگے ہوئے ہیں۔ پھر میرے سامنے پکی ہوئی کھیر آئی۔ اور وہ میرے منہ میں چمچے سے ڈال رہی ہیں۔ اس کے بعد ایک مکان میں دری بچھی ہوئی ہے میں جوتوں سمیت اس دری پر سے کود کر دوسرے دروازے میں آ گیا ہوں۔ بھائی کچھ کہتی رہی رہ گئیں۔ پھر ایک سفید جانور ہے وہ لوگوں کو بہت دکھ دیتا ہے۔ اس کا میں نے گلا گھونٹ دیا ہے۔ تو وہ مر گیا۔ پھر ایک عورت سفید لباس موٹر گاڑی سے آئی ہے۔ اس نے دو بھائی پیچھے سائیکل پر کھڑے ہیں۔ ایک چھوٹی سی سائیکل میری ہے ایک آدمی کہتا ہے کہ آپ کی سائیکل کوئی لیا تھا۔ میں نے کہا کہ جب میں موجود نہ تھا۔ اب میں کھڑا ہو اب کون لے جا سکتا ہے۔ میں اسکا اسٹینڈ کھڑا کر رہا ہوں۔ وہ کھڑا ہو گیا ہے (پاک پروردگار تو نے مجھ پر بڑا بڑا کرم فرمایا ہے شکریہ تیرا!)

(۱۳) ——— تیرھویں رات:۔ کامیابی ہوئی ہے۔ پھر دیکھا کہ مہ جبیں کی چارپائی دروازے کے باہر ہے اور نرس نے ہاتھ پھیرا اور کہا کہ اسپر رحمت ہو گئی ہے۔ میں دوسرے مریضوں کو دیکھتی ہوں (میرے آقا تیرا بہت بہت فضل ہے سب تعریفیں تیرے ہی واسطے ہیں۔ تو ہی مدد گار ہے۔)

معلوم ہوئی۔ پھر دیکھا کہ چاند نکلا ہے۔ اور بجلی کی طرح اس میں روشنی ہے۔ اس کے درمیان لکیریں ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ روشنی تو رام چندر جی کی شکل جیسی ہے (رب العلمی تو نے میرے سارے کام سنوارے۔ تیرا بڑا فضل ہے)

(۲۲) ——— بائیسویں رات ایک بہت ہی بڑا دریا ہے جس میں کشتی جا رہی ہے۔ آگے جا کر دریا ذرا سوکھ گیا ہے لیکن کشتی کنارے جا لگی۔ اور میں جا رہا ہوں کچھ بات بھی کی ہے لیکن یاد نہیں۔ اور کسی سے ہاتھ بھی ملایا ہے اور رات کو پھر وہی پہلی سی آواز آئی کہ رحم ہو گا۔ صبح پڑھتے پڑھتے تصور میں مولا سنگھ کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں بتی جل رہی ہے۔ تو مولا سنگھ نے کہا کہ جب پوری طرح جل جائے گی تو میں تیری طرف کر لوں گا۔ پھر آگ نہیں لگی تو مولا سنگھ نے "میری طرف" کر لی جو میرے سینے پہ پڑی ہے۔ رات میں جب میں نے پناہ مانگی تو یکلخت مسجد میرے سامنے آ گئی۔ پھر دیکھا کہ میں مینے پر چڑھ رہا ہوں۔ اور سامنے ایک لڑکی کھڑی ہے تو میں نے کہا کہ تم کہاں جا رہی ہو۔ میں خود ہی نادم ہوں میں نے یہ گناہ کیا ہے۔ لیکن اس کے نام کا پہلا حرف "ن" ہے۔ اس لئے میں نے یہ سمجھا کہ میرے آقا نے مجھے مدد دی ہے۔ پھر پڑھتے پڑھتے تصور میں بتی جل رہی ہے۔ اور اسکی روشنی میرے سینے پر پڑ رہی ہے۔ پھر آواز آئی کہ رحم ہو گیا ہے۔ پھر دیکھا کہ لطیف بچھو ڑے تل رہا ہے۔ اور اسکے ساتھ اسکالیہ کا بھی ہے۔ میں نے ایک پیسہ کے بچھوڑے لئے اس نے دو بچھوڑے مجھے دیئے۔ اور بھی نقشہ دیکھا ہے لیکن یاد نہیں۔ (میرے مولا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے اس کلی سے نکالا)

(۲۳) ——— تیئیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک سبز رنگ کے کھیت میں سرخ دسیا ہی لئے گھوڑی گھوم رہی ہے۔ اور بچھو بھی اس کھیت میں گھوم رہا ہے میں نے اسے آواز دی اس نے کہا کہ آتا ہوں۔ پھر میں خود ہی دیکھ رہا ہوں کہ چار بار درود آٹھ دفعہ درود شریف پڑھنے کو کہا۔ اور دس دفعہ درود شریف پڑھ کر اللہ پاک سے جو کچھ کہو ہو جائے گا۔ پھر دیکھا کہ میری والدہ مجھ سے کہتی ہیں کہ اب تم جاؤ میں نے کہا کہ کہاں جاؤں کہنے لگیں کہ اب کام کے لئے جاؤ۔ پھر میں جلا رمضان شریف کا مہینہ ہے اور روزہ ہے۔ تو انیسویں گاڑی پر بیٹھا ہوں اور گاڑی کے سر پر میں اکیلا بیٹھا ہوں۔ ایک جگہ گاڑی بھولی تو بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے گولیاں برسا رہے ہیں۔ میں صرف انگوٹھے باندھے ہوں مگر میرے اللہ کے حکم سے ایک گولی بھی نہیں لگی۔ پھر میں دوسری گاڑی پر سوار ہو کر پھر بچ گیا ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ بھائی لوگوں میری ماں نے مجھ سے کہا ہے کہ تم جاؤ۔ میں نے کہا کہ کہاں جاؤں۔ حالانکہ مجھے رہنا ایک مہینہ تھا مگر اللہ نے رمضان کی انیسویں کو ہی روانہ کر دیا۔ اب نہیں کہ سکتا پھر میری نوکری ہے۔ خدا خوش رکھے میرے مالک کو میری طبیعت کچھ نہیں بڑی اچھی نوکری ہے میں جاؤں یا نہ جاؤں۔ میرے لئے کوئی پابندی نہیں ہے۔ پھر بڑھتے بڑھتے تصور میں کیا دیکھا کہ ساٹھ مصور کی دال اور روٹی سامنے ہے۔ اور نوالہ میرے منہ میں آنیوالا ہے اور ایک گلاس پانی کا ہے وہ بھی میرے منہ سے لگنے والا ہے (میں تیری رحمت اور رحمت کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں تو ہی تعریف کے لائق ہے)

(۲۴) ——— چوبیسویں رات:۔ برسات زور سے برس رہی ہے اور میں جا رہا ہوں۔ ایک لڑکا میرے پاس ہے۔ پھر ڈاکٹر کو سامنے مجھ سے بات کر رہا ہے۔ پھر کہہ رہا ہے کہ وقت پر دوائی مل گئی۔ اور وہ اچھی ہو گئی۔ اگر ہم گولی نہ دیتے تو بہت مشکل تھی پھر یکلخت بجلی کی طرح روشنی ہوئی اور وہ دراصل چاند تھا۔ پھر میں نے کھیر پکوائی ہے اور لوگوں کو کھلا رہا ہوں ایک آدمی نے کھیر مانگی میں نے کہا کہ لو بھائی تو وہ کہتا ہے کہ کیسے لوں میرے تو ہاتھ ٹوٹے ہوئے ہیں۔ پھر میں نے کھیر کا گلاس بھر کر اس کے برتن میں ڈال دیا ہے۔ پھر دیکھا کہ ڈاکٹر کٹر مہنہ کہہ رہا ہے کہ لڑکا اچھا ہے مجھے خوب دیکھ لیا ہے (رحیم و کریم مجھ گنہگار و بدکار پر رحم فرما اور میرے گناہ بخش دے۔)

(۲۵) ——— پچیسویں رات:۔ ایک بہت ہی خوب صورت باغ تیار ہوئی ہے۔ اور سفیدی ہوئی ہے اسی میں میرا سکالیا ہے ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ میرے لئے رہنے کی جگہ نہیں برائے مہربانی مجھ کو بھی رکھیئے۔ میں نے کہا کہ بھائی یہ تمہارا ہی مکان ہے تم خوشی سے رہو۔ پھر دیکھا کہ ہسپتال میں مہمہ جیسی چارپائی پر بیٹھی ہے اور ہنس رہی ہے۔ میں سفید لباس میں ہوں اور اس سے کہہ رہا ہوں کہ بیٹی ہنسنا نہیں رونا چاہیئے۔ وہ رونے لگی۔ پھر دیکھا کہ ایک چشمہ ہے جو مثل تالاب کے ہے۔ ایک بزرگ ادھر بیٹھے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ نہا لو۔ مگر یہ تالاب ہندوؤں کا ہے میں نے کہا کہ کسی کا بھی ہو۔ وہ رکھ گئے پھر میں خوب نہایا ہوں پھر دیکھا کہ آدمی بہت ہیں۔ بندر اور سانپ لڑ رہے ہیں۔ پھر ایک آدمی نے کہا کہ بندر نے سانپ کو بھگا دیا لیکن وہ تو تیرا دشمن ہے تیری طرف آنیوالا ہے۔ اسکا رنگ سبز ہے اور میرے ہاتھ میں ڈنڈا ہے جب میں اس کے پیچھے گیا تو وہ

ہیں۔ میں نے اپنے سگے بھائی محمد بخش سے کہا کہ تم جاکر لو۔ میرا بھائی شرف الدین بھی ہے ان میں جو بڑے تھے اس نے کہا کہ تم تو مجھے پہچانتے ہو میں نے کہا ہاں میں آپ سے نیک شیر کی چوٹی میں پندرہ سولہ برس ہوئے ملا تھا۔ آپ مہربانی کرکے مجھ سے قرضہ نہ لو۔ وہ بولے اچھا ہم بعد میں کہہ دیں گے۔ جس میں آپ کی بچت ہوگی۔ ابھی دوسروں سے لیں گے۔ پھر دیکھا کہ دو لال گھوڑیاں کھڑی ہیں ایک تو خوب موٹی ہے۔ دوسری دبلی پتلی ہے۔ میرے بھائی محمد بخش نے تیار گھوڑی ان کے لیئے پکڑی ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کر جائیں گے۔ پھر وہ اور میں ٹانگے میں سوار ہوکر ایک سنار کے گھر جاکے اترے ہیں اور ہنس رہے ہیں پھر آخر میں میں نے نیک شیر کا پتہ بتلا دیا۔ پھر ایک بہت بڑے گھر میں میں نے اسباب رکھ دیا ہے اور میں شرف الدین کے گھر میں ہوں۔ خائد پیر صاحب کی بھی بات ہوئی ہے (ربی میری راہ میں جو جو بھی مشکلیں آئیں ان کو آسان فرما)

(۱۹) ——— انیسویں رات:۔ جنگل میں ایک جنگلی بانجہ ہے اس میں ایک بارہ سنگھا آیا پھر اسکی ماں وہ آئی وہ مجھ کو مارنا چاہتی ہے مگر مارا نہیں وہ چلی گئی۔ پھر ایک آدمی نے مجھ سا بچہ لاکر مجھے دیا ہے۔ میں نے کہا کہ اسکی ماں مجھ نہ کہیگی یہ نے کہا کہ وہ کچھ نہیں کہتی۔ اس کے بعد ایک کانفرنس ہونے والی ہے اس میں بٹھان لوگ جا رہے ہیں اور یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ افضل صاحب بھی آنے والے ہیں۔ کسی نے کہا کہ کون افضل صاحب میں نے کہا کہ وہی سلور بنگ والا۔ اس نے کہا کہ وہ تو افریقہ میں رہتے ہیں اتنا سمندر پار کرکے کیسے آئیں گے۔ میں نے کہا کہ جیسے میں پہونچا ہوں۔ دیکھا تو بہت بھاری سمندر ہے اور دو برس ڈھکا ہوا ہے کہیں کہیں کھلا ہوا ہے۔ میں اسمیں سے پار ہوگیا ہوں۔ افضل بھی آگئے یہاں۔ اسکی ڈاڑھی سیاہ اور گھنی ہے۔ اس کے بعد کسی سیٹھ کا بچہ مرگیا ہے اس کی عورت کہتی ہے کہ میرے مرد کو بلاؤ۔ ایک بہت بڑا مکان چاہیئے۔ پھر ایک بہت بڑے مکان میں میرا اور جھنڈے خاں کا گانا بجانا ہو رہا ہے۔ وہ کہیں اور میں کہیں لیکن بعد میں ایک ہی کھرج بجوکے گانے بجانے لگے ہیں۔ اور صبح اپنے کو بادشاہ کے باس میں دیکھا ہے۔ اس کے بعد مہد جبیں چارپائی پر پڑی ہے۔ اقبال کہہ رہی ہے کہ اب ڈاکٹر نے طاقت کی دوا دینا شروع کی ہے۔ اب ہم لوگ ضرور انشاء اللہ گھر آئیں گے نرس دوا پلا رہی ہے پھر دیکھا کہ زیب النساء مردانے کپڑے پہنے میرے آگے پیچھے گھوم رہی ہے اور رنجش کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ایسے ہے ایسے ہے۔ پھر وہ چلی گئی پھر مہد جبیں چارپائی پر پڑی ہوئی ہے۔ اتنے میں آواز آئی کہ مہد جبیں اچھی ہوگئی ہے۔ گلے کا درد تھا جو کہ اچھا ہوگیا ہے اور ایک لڑکا مرا ہوا دیکھا ہے (مولا تو نے ہی رحم فرمایا بیشک تو ہی رحیم ہے)

(۲۰) ——— ایک جگہ بہت بڑا کنواں ہے پانی قریب دکھائی دیتا ہے۔ میں نے اس میں ڈول ڈالا۔ کسی سے میں نے پوچھا کہ ڈول بھر گیا جواب ملا ہاں پھر میں نے وہیں تہمد باندھی اور نگارنا ڈول سے پانی نکالنا شروع کیا اور نہانے لگا۔ پھر دیکھا کہ میں پانی نہ میں نہا رہا ہوں۔ پڑھتے پڑھتے تصور میں اندر سے آواز آئی کہ امن ہوگا۔ پھر میری ہی شکل نظر آئی۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا مگر یاد نہیں۔ پھر دیکھا کہ ایک لڑکا مرگیا ہے اور مہد جبیں زندہ ہے (میرے آقا تو ہی نے میری مردہ مہد جبیں میں جان ڈالی۔ تو زندہ ہے اور سچا ہے تیرے ہی لیئے سب تعریف لیئق ہے)

(۲۱) ——— اکیسویں رات:۔ ایک مکان میں مہد جبیں اور چار بچے ہیں۔ میری بہن بھاگ بڑی بھی ایک پلنگ پر لیٹی ہے اس کے بعد دیکھا کہ انجکشن دیا اور دوا پلائی ہے۔ اس کے بعد ایک جگہ پیشاب کیا اور پھر میں بھی ایک تختہ پر لیٹا ہوں۔ لیکن وہ گر نے لگا تو ایک آدمی نے نیچے سے تھاما ہے۔ پھر ایک آدمی آیا اور کہا کہ ایسا کیوں ہوا۔ تو اس نے کہا کہ میں تو تھامتا ہوں اور وہ گرتا ہے۔ پھر پڑھتے پڑھتے تصور میں حرم والی آنکھ آئی اور کہا کہ گھبرا نہیں حرم ہوگا اور آج دونوں تلواریں ننگی ہوگئی ہیں۔ وقف مشتری ہے۔ پھر دیکھا کہ میں چلا جا رہا ہوں اور پوچھ رہا ہوں کہ مسجد کہاں ہے۔ تو ایک آدمی نے سیدھے ہاتھ پر بتایا۔ میں کالے سوٹ میں ملبوس اندر گیا ہوں۔ ایک آدمی سے میں نے جوتے کی تعبیر پوچھی ہے۔ پھر دیکھا کہ دو اسٹوریاں ہیں۔ ایک میں میرا کام ہے اور ایک میں ارشاد علی شاد کا کام ہے۔ میں نے کہا کہ اس میں سیٹھ کا کیا قصور ہے۔ اس نے تو دو دو میں ارشاد علی کو چانس دیا ہے۔ مجھے تو ابھی چانس ملا ہی نہیں۔ پھر دیکھا کہ ایک بہت موٹی طوائف گا رہی ہے۔ پھر ایک بدصورت عورت راستے میں لیٹی گا رہی ہے۔ میں چارپائی پر بیٹھا ہوں اتنے میں غلام کا بھائی نظر آیا ہے اور اس عورت کے ساتھ بیٹھ گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کو کیا کہتا ہے تو چار چار نکاح کر لیتا ہے۔ اور عشق کرتا ہے۔ وہ عورت اور نظیر اور میں ہنس رہے ہیں۔ پھر دیکھا کہ ایک محل میں ایک آدمی معہ بال بچوں کے رہتا ہے اور وہ دوسرے آدمی سے کہتا ہے کہ تمہارے لیئے فری آرڈر ہے تم آسکتے ہو۔ میرے دل کو یہ بات نہایت ہی زبردست روشنی مانند بجلی کے

لے لیا ہے۔ اس کے کپڑے لال رنگ کے ہیں۔ میں نے جب اس کو پکڑا تو میرے کپڑے اور جسم پلید ہو گیا۔ پھر ایک مکان گنبد والا ہے وہاں کمپنی کا مالک رجسٹر پر کچھ لکھ رہا ہے۔ میں نے تنخواہ کے لئے عرضی لکھی۔ کہا کہ آؤ تمہیں دفتر میں لے گیا تو مالک نے کہا کہ ذرا ٹھہرو۔ پھر دیکھا کہ سیاہ رنگ کا قلعہ ہے۔ پھر آواز آئی کہ تم سب لوگ اس میں ہو۔ مہ لقا سفید کپڑے پہنے بیٹھی ہے۔ پھر مکہ اور روضہ میرے سامنے ہے۔ پھر آنحضرتؐ کا پروردگار عالم سے دعا مانگنا کہ اے میرے اللہ تو اپنے اس بندے کو سب راحتیں اور نعمتیں دے۔ میں گواہ ہوں۔ پھر فرمایا یا علی تم بھی گواہ رہو۔ پھر میرے اللہ کا کچھ حکم ہوا۔ اس کے بعد دو چیزیں ملی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں خلاصہ چاہتا ہوں دیکھا کہ بہت ہی بڑا میدان ہے اس میں ایک مکان بنا ہوا ہے۔ درخت بھی ہیں۔ نل کے سامنے ذرا سی آڑ ہے۔ لطیف بھائی بھی ادھر بیٹھے ہیں میں اس آڑ میں استنجا کرنے کے لئے بیٹھا ہوں۔ اس کے بعد میں دھو کر رہا ہوں۔ تو مولانا کہتے ہیں کہ تم نے عصر کی نماز پڑھ لی۔ میں نے کہا کہ نہیں بھیا وہ تو چلی گئی۔ اب مغرب کے ساتھ چار فرض پڑھ لوں گا۔ اور اس شاید عید ہے تو سامنے سے بھتو نکلی تو اس نے گلے میں مہ لقا نے ہاتھ ڈالا ہے اور اس کے پیچھے بھابی ہے۔ چار فرض پڑھ لونگا میں نے روزہ رکھا تو کوئی کہتا ہے کہ بھابھی کے گھر ہی کھانا کھالو۔ میں نے کہا کہ اس کا پوچھنا فرض تھا۔ جب اس نے پوچھا نہیں تو مجھے مانگنا نہیں چاہیے۔ اب میں گھر جا کر ہی کھاؤں گا۔ اتنے میں سامنے نئے سال کی تقویم ہے اس پر لکھا ہوا ہے فتح فتح سندھ فاتحین

اور آواز آئی ہے کہ یہ بھی اس کو دے دو۔ (میرے پیارے رب تو ہی نے میری بچی مہ جبیں کو دیا ہے۔ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے اور احسان ہے تو بڑا کرم والا ہے)

(۳۰) تیسویں رات:۔ پہلے کچھ لاہے پھر سورج کا اسٹوڈیو ہے وہاں سانوریا اور اس کا لڑکا یوسف بھی ہے وہ کہتی ہے کہ دیکھو بھیا چاند تو میں نے دیکھا ہے جو ہلال ہے اور ایک آدمی ڈریس پہن کر گھوڑے پر چڑھنے والا ہے ایک پوسٹر بھی ہے۔ میر صاحب جن کا نام ارشد علی ہے کھڑے باتیں کر رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ بھائی بارہ ایکٹر بالکل تیار کھڑے ہیں وہ اپنا کام شروع کرنے والے ہیں اس کے بعد یہ گانا بھی سب گاتے ہیں۔ چلے گا تا قیامت قومی نشان ہمارا" پھر دیکھا کہ ہم چار آدمی تاش کھیل رہے ہیں۔ صرف چار ہاتھ کھیلے ہیں تمام بازی میرے پاس ہے پیسے سب میرے پاس ہیں حکم کا یکہ بھی میرے پاس ہے

یا خدا تو میرے گناہ بخش دے تو بہت بخشنے والا ہے اور قدرت والا ہے

بلی ہو گئیں گیا ہیں انتظار میں ہوں کہ نکلے تو مار دوں۔ مگر نہیں نکلا۔ پھر دیکھا کہ شاہ کمپنی میں آیا ہے میں اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اپنا (میرے پاک رب تو اپنی رحمت سے ہمیں کامیاب بہرہ بنا کر قیامت تک دنیا والے یاد رکھیں)

(۲۶) ——— چھبیسویں رات:۔ دیکھا کہ شرف الدین فرالدین کریم بھری اور غلام نبی ملے ہیں۔ پھر شہنشاہ گھوڑے پر سوار ہے۔ گھوڑے کا رنگ سیاہ اور آنکھیں موتی کی طرح چمکتی ہیں۔ نمک بھی ساتھ ہیں ہے اس کی آنکھیں بھی بہت خوبصورت ہیں وہ پلنگ پر لیٹی دیکھ رہی ہے مکان بہت ہی اچھا ہے۔ سامنے عمدہ صاف پانی جاری ہے۔ میں ایک جگہ زمین پر بیٹھ گیا دیکھ رہا ہوں۔ ایک آدمی بہت ہی موٹا اور قد آور مگر بوڑھا ہے۔ پھر ابراہیم سیاہ سوٹ پہنے ہوئے اٹھا کہ مالک خدا کریم ہے اب آپ کمپنی بند نہ کریں۔ اس نے کہا کیوں تو وہ کہتا ہے کہ یہ لوگ بیچارے پریشان ہو جائیں گے۔ وہ بیچارا تو بالکل عاجز آدمی ہے۔ تو میں اٹھکر مالک کے گھٹنے پکڑ کر رو رہا ہوں۔ پھر وہ میری طرف اشارہ کر کے کچھ کہتا ہے۔ پھر آواز آئی کہ تم سب اسکی مدد کرو۔ مجھ کو یہ بہت ہی پیارا ہے اسکی مدد کرو لائے بنج۔ اور اسے ملی اسکی مدد کرو۔ میں خود بھی اسکی مدد کرتا ہوں اور کرونگا۔ شکست ہرگز نہ ہوگی یہ سب ذلیل ہوں گے۔ اور نہ قیامت تک تم سے یہ چیز لے سکتے ہیں (مولا تیرا ہی فضل شامل حال رہا ہمیں تو یہ کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ میں بہت ذلیل تھا تونے ہی مجھے عزت دی۔)

(۲۷) ——— ستائیسویں رات:۔ آفندی اور گھوڑوں کو دیکھا۔ پھر بہن بھائی بڑے اور بی بی راجاں کو دیکھا میں نے بی بی راجاں سے کہا کہ اللہ مجھے جو چیز بھی غیب سے دیگا وہ کیسی ہوگی۔ پھر وہ کہنے لگی کہ بہت ہی اچھی ہوگی۔ میں نے کہا اب میں تجھ سے کیا چھپاؤں۔ مبارک ہے اللہ نے اپنے فضل و عنایت سے مجھ کو پندرہ کا نقش اور بیس کا نقش دیا ہے۔ مانگا وہ چیز جو دل کے مراد ہے اللہ نے اس عاجز اور بے کس پر بڑا رحم کیا۔ جو یہ منے والی نعمت مجھے عطا فرمائی۔ پھر دریا میں کچھی کو غوطہ لگاتے دیکھا ہی پھر میں نے ایک دریا میں غوطہ لگایا ہے اور بہت دور جا نکلا ہوں۔ میں یہ سوچ کر کودا ہوں کہ اگر مرضی ہوگی تو بچا لے گا۔ ورنہ مرجاؤنگا جب غوطہ لگایا تو یہ آواز آئی کہ بچ گیا پھر میرا تیرنا جاری ہوا۔ پھر ایک دریا۔ کہ پار گہرا پانی ہے اس دریا کے اوپر دو آدمی بیٹھے ہیں ایک جانا سید محمد ہے۔ اس نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور ڈوبنے سے بچایا۔ اور میرے پاس میری فصلی اور کپڑے بھی ہیں۔ اور وہ اس دیوار پر مجھے چڑھا رہے ہیں (میرے آقا تیرا بڑا کرم اس ناچیز پر ہے میں بہت ہی سیاہ کار ہوں) آواز آئی۔

(۲۸) ——— اٹھائیسویں رات:۔ آواز آئی کہ گھبراؤ نہیں تم کو بچا دیا ہے کہ اس کے بعد دیکھا مہر جبیں پائخانہ اور پیشاب کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا کرتی ہے۔ اس نے کہا کہ پائخانہ اور پیشاب کر رہی ہوں پھر آواز آئی کہ ہمارے حکم سے چلو۔ پھر دیکھا کہ میں نے جس سے قرض لیا ہے اسی نے معاف دائر کر دیا ہے۔ پولیس بیلف لائی ہے اس نے ہمارے گھر کا مال و اسباب لکھ لیا ہے اس نے پوچھا کہ کچھ زیورات مجھی میں تو میری طرف سے کہا کہ نہیں۔ حالانکہ کپڑوں میں کچھ زیورات پڑے ہیں۔ پولیس کے بار بار پوچھنے پر اس نے بتایا کہ نہیں۔ پولیس جب چلی گئی تو فتاں نے زیورات کپڑوں کی تہہ میں رکھ دیے۔ اتنے میں پولیس آگئی اور اس نے دیکھ لیا اور جوکی میں جاکر کہا تو دوبارہ پولیس آئی۔ اور پوچھا کہ زیورات تمہارے پاس ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر فتح سنگھ کے زیورات ہوں تو البتہ ہوں گے وہ بولا کہ فتح سنگھ کے زیورات ادھر کیسے تو میں نے کہا کہ وہ تو جھاڑو تک ہمارے گھر میں رکھ تے ہیں۔ کیونکہ ہم امانت دار ہیں اور یہ امانت ہے۔ اس کو ہم بروقت بھروسہ ہے۔ پھر افسر نے کچھ لکھا میں نے کہا کہ صاحب اس مقدمہ کا فیصلہ کر دیجئے وہ بولے کہ کل آکر کر دیں گے اور مجھے ایک تعویذ دیدیا ہے۔ میں نے مکر کر کہا کہ آپ ضرور فیصلہ کر دیں مجھے آٹھ بجے نوکری پر جانا ہے۔ وہ بولے کہ ہمارے آنے تک رہنا پڑیگا۔ سیدھے کے آنے تک ٹھہرنا میں نے کہا کہ آپ کب تک آئیں گے کہا کہ کل دس گیارہ بجے تک فیصلہ کر دیں گے۔ اگر سب کا انتظار نہ کیا تو اچھا نہ ہوگا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔ بعد میں اقبال صفدر کپڑے پہنے چارپائی پر سوئی ہے۔ میں اسکو اٹھانے کی تیاری میں ہوں۔ (مولا میرے عیب اور گناہ کی طرف نہ دیکھ اپنی رحمت کو جوش میں لا۔)

(۲) ——— انتیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک کوٹھے پر بیٹھا ہوں اور خورشید کا گلا بندھا ہوا ہے وہ میرے پاس آکر کھڑی ہوگئی میں نے کہا کہ تو ستی نہیں بیٹی کہو کہ اس سے پسینہ پیدا ہوتی ہے۔ کہنے لگی گرمی بہت لگتی ہے (۳) لیے تھوڑی سی پلا دیجئے۔ میں نے کہا کہ وہ یہ گلہٹی چھوڑ دو۔ وہ کہنے لگی نہیں۔ آخر میں نے بسم اللہ کر کے گود میں

کسی پر ایسا فضل نہیں ہوا ہے لیکن حبیب میاں آج تک کوئی چانس وغیرہ تو ملا نہیں۔ وہ کہنے لگے کہ چانس وغیرہ سب آپ کے ہیں بس ذرا رد وم مل جائے آپ کو پھر اللہ سب کام ٹھیک کر دیگا۔ اور پھر میں نے چپل پہنی ہے (اے میرے الٰہ تو نے جو جو نعمتیں مجھے عطا فرمائی ہیں میں ان کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا۔)

(۴) ——— **چوتھی رات**:۔ مسانکہ جسنے اسکی عبدیت کا اقرار کیا ہے بس اسی نے اسکو پالیا۔ لہذا آج ضرور آپ کی ملاقات ہوگی۔ اس کے بعد ڈکٹر مہتہ کہتا ہے کہ جو کچھ تم کو ملا ہے وہ بہت ہی اچھا ہے۔ پھر دیکھا یکدم میرا بدن سوکھا ہوا ہے۔ مہتہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور ایک نیا ڈاکٹر بھوسارا اور پارک کر غنا بھی ہے۔ مہتہ کہتا ہے کہ یاد دلائے جا کیونکہ بار بار دلانا ہی کامیابی ہے۔ جس نے یاد نہیں دلایا وہ ناکام رہا۔ (مولا تیری شان بڑی ہے تیری قدرت بڑی ہے تو بڑا ہے۔ میرے دکھ درد فرما)

پانچویں رات ——— پانچویں رات۔ سروج کمپنی میں نانو بھائی بیٹھا ہے۔ اور میں کسی آدمی کی نوکری کی سفارش کر رہا ہوں۔ اتنے میں حیدر شاہ ہیٹ لگائے ہوئے آیا ہے میں نے کہا کہ چائے پی لو۔ میرے ہاتھ میں لگے ہوئے پان ہیں وہ میں کھا رہا ہوں۔ حیدر شاہ کے پاس بہت بڑا لفافہ ہے اس پر سرخ روشنائی سے پتہ لکھا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تو بتا ذکر کیسے آنا ہوا۔ اس نے کہا کہ میرا ایک دوست ہے اس نے مجھے یہ لفافہ دیا ہے نوکری کے واسطے تو میں نانو بھائی کے پاس آیا ہوں۔ میں نے کہا کہ واہ جناب خواب تم کیسے آرہے ہو تم نے مجھ سے نہیں کہا۔ اوہ مجھ کے پاس جا رہے ہو۔ کہنے لگا ہرگز نہیں چاہے کچھ بھی ہو مانگے نہ تیرے ذریعہ کبھی نہ مجھ سے پاس پہنچا تا۔ اتنے میں اور آدمی بھی آرہے ہیں۔ میں نے کہا کہ لفافہ مجھے دو تاکہ کوئی دیکھ نہ لے۔ میں نے اس سے لفافہ لے کر بغل میں دبا لیا لیکن بہت وزن دار تھا اور ہم ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں اور سامنے آفس میں بیٹھا ہے۔ (ربی امتحان میں مجھے ثابت قدم رکھ۔ اور میرا عقیدہ ٹھنڈا کر دے تیرا بہت سایہ کا ہوں تیرے کرم کا ہر وقت محتاج ہوں۔)

(۶) ——— **چھٹی رات** ——— چھٹی رات۔ منشی روشنائی میں رامپور گئے ہیں۔ وہاں دیکھا کہ شمس بادشاہ بنا ہوا ہے اور وہ بہت ہی رعب میں ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تو بولتا تھا کہ میں ادھر منشی ہوں مگر یہ تو بادشاہ بنا ہوا ہے۔ پھر دیکھے وہ کمرے میں آیا۔ اور کچھ آدمی اسکی ملاقات کے لیے آتے جاتے ہیں۔ شمس نے مجھ سے کہا کہ ہاں کھول کر لال رنگ کے دانے بچو نکو پر دینے کے لیے دیتے ہیں۔ بچے انگور زیادہ کھاتے ہیں۔ دانے بہت ہی چمکدار ہیں اور اس کے پاس صاف پانی کا ایک حوض ہے۔ شائد اسمیں پہلے میں نہا چکا ہوں پھر دیکھا کہ اقبال سعید رنگ کی ساڑھی پہنے ہوئے اسی حوض میں نہا رہی ہے۔ اس کے بال بہت کھلے ہیں اس کے بعد منشی شمس موتی یا یاقوت دیکر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ وہاں ناشتہ ہو رہا ہے۔ اس نے بعد کچھ نقشہ دیکھا ہے جو یاد نہیں۔ ہاں اتنا ضرور یاد ہے کہ اقبال کہہ رہی ہے کہ چار بجے دن میں پہونچ جائے گی۔ پھر ڈاکٹر کہہ رہا ہے کہ کل چھ بجے تک تو ہمارا خیال تھا کہ اسکا بھیجا ٹھیک ہو جائے گا۔ اب ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ (میرے اللہ تو نے بڑا کرم فرمایا ہے۔ میں ذرہ برابر بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔)

(۷) ——— **ساتویں رات**:۔ ایک پہاڑی راستہ طے کر کے گھر پہونچا۔ وہ پہاڑ بہت ہی خطرناک تھا اس میں ہر قدم پر خطرہ تھا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ آخری امتحان تھا۔ اللہ نے مجھے اس میں بھی کامیاب فرمایا۔ پھر گاڑی چلانی مجھ سے کہ رہی ہے کہ۔ دیکھو کیسے روڑے ہیں۔ میں نے کہا کہ پہاڑ ہے۔ اس لیئے اس پر دھوپ ہوتی ہے۔ پھر دیکھا کہ جہلم دا [illegible] یا بہہ رہا ہے اور ایک جھیل ہے۔ اس میں گائے بھینسیں اور بہت سے جانور بندھے ہیں پہاڑی قریب ہے میں کہہ رہا ہوں کہ جو بھائی یہاں سے شروع ہے تو مہتہ میں جڑھنے لگی ہے۔ میں بھی چڑھنے لگا ہوں۔ اس کے بعد اقبال نے کچھ کہا تو میں نے کہدیا کہ میں ہوں یا نہ ہوں تیری ہے۔ اور اقبال سفید لباس میں ہے۔ پھر دیکھا کہ ہاتھی جھومتا آرہا ہے۔ اور سفید پھول اور بہت سے ہرے درخت دیکھے ہیں۔ [illegible] اقبال بہو اور ماں جی بیٹھے ہیں میں بہو پر بہت غصہ ہو رہا ہوں۔ اور بہت کچھ کہہ رہا ہوں کہ تو قیامت تک اچھا نہ ہوگا۔ تیرے گھر میں سب کچھ ہے باجا بھی مگر میں جو کچھ تجھے کہتا ہوں وہ تو نہیں کرتا۔ اقبال کہتی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے بعد یہ محبت کرتا ہو۔ یہی ماں جی بھی کہہ رہی ہیں۔ (میرے آقا مجھ پر رحم فرمائے جا۔)

(۸) ——— **آٹھویں رات**:۔ پڑھتے پڑھتے تصور میں ہوں اور اتنا دیکھا میں کہہ رہا ہوں کہ مدد دی گئی ہے۔ شائد اقبال کہہ رہی ہے وہ یا ہم۔ میں نے کہا کہ وہ نہیں بھیجے دیکھا کہ لمبی لمبی نہایت ہی خوبصورتیاں ہیں۔ ان کا لباس سفید ہے وہ کچھ باتیں کہہ رہی ہیں۔ پھر ایک بہت بڑا باغیچہ ہے۔ اس میں ایک مکان ہے اور مرغ اذان دے رہا ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں

خواب ــــ!

ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ

(۱) ــــــ پہلی رات: میں وضو کر کے سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا ہوں ایک شخص آیا اور اس نے کچھ کہا تو میں نے کہا جی میں بالکل تیار بیٹھا ہوں۔ جب اذان ہو جائے تو نماز شروع ہو گی۔ پھر کسی سے کہہ رہا ہوں کہ جلدی کرو گے تو مقصود ہو جائے گا۔ پھر دیکھا کہ بہت سی مکھیاں منہ چڑا کر غائب ہو گئیں۔ پھر دیکھا کہ دریا میں دو عکس چلتے پھرتے اور دو مکان سفید گنبد والے عجیب و غریب نظر آ رہے ہیں اور یہ آواز آئی کہ جسم ہو گا۔ پھر دیکھا کہ اقبال چارپائی پر بیمار پڑی ہوئی ہے آواز آئی کہ بیمار اچھا ہو گا۔ اور عطار دیکھا ہوا ہے میں خود نماز شروع کرنے لگا۔ اور سجدۂ شکر ادا کیا اس کے میرے ہاتھ میں سات رنگی کپڑا ہے۔ اور میں جا رہا ہوں۔ تو وہ کپڑا اڑ کر ایک مکان میں جا کر گرا ہے۔ فضل حسین شاہ آیا ہے اور ایک کشتی جھوٹی سی لوہے کی بنی ہوئی ہے۔ کہتا ہے کہ بلو ادھر چلیں۔ میں نے کہا کہ یہ کشتی تو چھوٹا سی ہے۔ اس میں ہم دونوں آ جائیں گے اس نے کہا کہ ہاں دیکھا تو دریا بہہ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ بھائی تم جاؤ میں تو اس طرف سے ابھی آیا ہوں دوبارہ نہیں جاتا۔ ادھر میرا گھر ہے جو کوئی دیتا ہے پھر پہلے آدمی نے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو۔ میں نے کہا کہ مصطفےٰ کمال پاشا کے پاس۔ رہتا ہوں ۔ بہت ہی ایک آدمی ہیں اور مجھ پر بہت ہی مہربانی کرتے ہیں۔ ان کی زندگی بہت ہی سادہ ہے۔ پھر میں ایک مکان میں گیا وہاں اکبر کی سی صورت۔ دوسرے دوست رانی ہے وہ کہتی ہے کہ ماسٹر صاحب اقبال کے گلے کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا کہ علاج ہو رہا ہے ڈاکٹر کو سننے والے آئے ہیں وہ سنیں گانا ہو رہا ہے اگر اقبال ہوتی تو ایک گانا وہ گاتی اور ریک میں گاتی میں نے کہا سبحان اللہ۔ اب بھی وہ سنیں گانا خلق میں گائیں گا۔ وہ بولی ماسٹر صاحب ماشاء اللہ آپ بھی گائیں گے (باری تعالےٰ میرے تمام گناہ بخشے)

(۲) ــــــ دوسری رات: پہلے کہ بلائے مصلے شریف کی زیارت ہوئی پھر دیکھا کہ مولانا کی پندرہ بیس آدمیوں سے ادائی ہو رہی ہے۔ میں نے مولانا سے پوچھا انھوں نے کہا کہ میں اللہ کے حکم سے پاس ہو گیا ہوں۔ میں نماز نفل پڑھ رہا ہوں اور مہمہ جیبیں کر میری باہیں بائیں پر لیٹ گئی ہے۔ میں نے کہا بیٹی میں نماز پڑھوں گا اٹھو تو ڑی دیر بعد۔ پھر اقبال آ گئی اللہ اسی نے داہنی ران پر سر رکھا میں نے کہا کہ اٹھو میں نماز پڑھتا ہوں لیکن وہ نہ اٹھی۔ میں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور نماز شروع کر دی۔ میں نے مصلے پر نماز پڑھی پھر دیکھا تو اقبال کی گود میں مہمہ بیٹھی ہے۔ میں نے اس کے سر پر ٹوپی کی ٹوپی پہنا دی تو مہمہ جیبیں (کر کر) گئی۔ اس کے سر پر سلے کی ٹوپی ہے۔ اس نے چھوٹی کی ٹوپی گلناری پہن لی۔ پھر دیکھا کہ گاڑی دوڑی جا رہی ہے۔ اس میں موٹر ہوں۔ راستہ میں بابا پڑا میں نے پیٹی نکال کر رکھ دی۔ پھر دیکھا کہ وہی پیٹی میرے ہاتھ میں ہے۔ خیال تھا کہ راستہ سے ہی مہمہ کی عورت کو بتاتا چلوں گا۔ لیکن جب گاڑی نہیں دیکھا تو اپنے گھر ہی کے اسٹیشن پر اتارا۔ چلتے چلتے دیکھا کہ عورتیں فراک پہنے ہوئے ٹہل رہی ہیں۔ ان میں سے ایک کے سر پر ہیٹ بھی ہے اور دو سفید بیل ہیں جو جتے ہوئے ہیں۔ ان کے پیچھے ایک عورت بھی ہے۔ اس کے بعد دیکھا کہ حبیب میاں آئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ماسٹر صاحب آپ پر تو خدا نے فضل کیا ہے آج تک

ہوں اور وہ سپاہی مجھے نہیں دیکھتے اور میں ہرا۔ چلا ہرا ہوا۔ تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شاہ صاحب یہ کیسی آگ ہے جو بجھتی نہیں ہے میں نے کہا کہ اس نے تو اس ظالم راجہ کو جلا ڈالا۔ پھر دیکھا کہ پنڈت دادن خان کا نالا ہے اور وہ دریا بھی بہت بہتا ہے۔ ایک آدمی کچھ سے والی ناری پر سوار ہے اور [illegible] میں آگ کی عورت بھی ہے۔ اسکی عورت کا آدھا دھڑ مچھلی کا ہے اور بہت لمبی رانیں ہیں۔ وہ بھی نالا میں تیرتے ہوئے ہاتھ دھو رہی ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک آدمی سفید کپڑے میں لپٹا ہوا میرے پاؤں کی طرف لٹک رہا ہے۔ وہ میری پنڈلیوں کو پکڑنے لگا۔ میں نے اسکو دور کر دیا۔ اور کہا کہ کیوں یہ کیا ہے؟ تو وہ آدمی سانپ بن گیا لیکن جسم میں سر اور ہاتھ آدمی کے ہیں۔ وہ بولا کہ نہیں نہیں۔ اس کے بعد بہت سی چارپائیوں پر سفید چادریں بچھی ہوئی ہیں۔ ان پر آدمی آ بیٹھے ہیں میں نے کہا یہ سب بیشوائی کی مہربانی سے جنتم ہو رہا ہے۔ اور سینما کی طرح سین آؤٹ ہو رہا ہے (یعنی بند ہو جاتا ہے)

۱۴۔ تیرھویں رات۔ بہت سے آدمی دیکھے مگر رشتا یہ ہے کہ ہم دو آدمی سفید لباس پوش ہیں میں کہتا ہوں کہ ہم تو پہنچ گئے۔ پھر دیکھا کہ مینی بیٹھی ہے جو بالکل ننگی ہے۔ میں نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا ہے اور دیکھتا ہوں کہ یہ بڑی بے شرم ہے۔ پھر بھائی نے مجھ سے کہا کہ جو چیز میں نے منگائی تھی لائے۔ میں نے کہا کہ ہاں تو کہتی ہیں کہ یہاں تک خلیفہ کو دیکھو۔ وہ میرے ہی اوپر نیت کر بیٹھی ہے۔ اس کے بعد میں ایک جگہ گیا ہوں ایک مہین مجھ سے کہتا ہے کہ آپ کہاں کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ سرد رج میں وہ بولا کہ دیکھو کمپنیاں تو بند ہو رہی ہیں رحیم شاہ سے بھی جھگڑا ہو گیا ہے میں نے کہا کہ کیوں۔ تو اس نے کہا کہ جس پارسی کے پاس وہ نوکر تھا اس کی عورت اس پر عاشق ہو گئی جب اسکی تنخواہ ملی تو اس کی عورت نے اس کو بلایا۔ اور مجھ کو اس بات پر انکا جھگڑا ہو گیا۔ پروردگار تو ہی میری باتوں کو سننے والا ہے اور تو نے ہی میرے کل کام سنوارے ہیں۔)

پندرھویں رات میں دیکھا کہ "نصر" ہے۔ امن ہو گا۔ رات کو دو دفعہ دیکھا کہ اس لفظ کے سوا کچھ نہ تھا۔ پھر دیکھا کہ کچھ بیمار ونکا ذکر ہے اور سوہن لال بھائی بھی ہیں۔ میں بیمار پر پڑھتا ہوں۔

"نصر من اللہ وفتح قریب"

پھر دیکھا کہ چنے کی روٹی کے بڑے بڑے نوالے میرے منہ میں ڈالے جا رہے ہیں۔ بعد میں حیدر رشاہ بیٹھا ہے۔ اور میرے پاس ایک بوتل میں پانی دم کیا ہوا رکھا ہے۔ اس میں سے پانی تھوڑا سا حیدر رشاہ کو دیا ہے

سولھویں رات آواز آئی کہ جی گئی زندہ ہو گئی۔ پھر دیکھا کہ خوب بارش ہو رہی ہے پھر ایک مکان میں میں بیٹھے ہوئے اور وہ سب بالکل اور اقبال ہیں اور اس میں ایک شیر گھوم رہا ہے۔ اور اقبال دوڑ رہی ہے۔ میں نے شیر کو ہاتھ پھیرا تو اس نے کچھ نہ کہا۔ اقبال سہمی ہے کہ دیکھئے حیدر رشاہ کو معلوم تھا۔ لیکن انہوں نے نہیں بتایا۔ میں نے کہا شیر کچھ نہیں کرے گا۔ پھر ایک سیاہ رنگ کا کھڑا ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ ابھی حیدر رشاہ یہاں آیا تھا وہ مجھ سے کہتا تھا کہ مالک نے مجھ سے مجھکو تنخواہ دلوا دیجئے میں نے کہا مجلس تو محرم کی ہی یہ آخری مجلس ہے جو تیس محرم کو ہوتی ہے۔ پھر ایک مٹھائی کی دوکان دیکھی وہاں بتی جل رہی ہے۔ اور ایک آدمی کھڑا ہے۔ پھر دوسرا کھڑا ہے دوسرا آدمی کہتا ہے کہ پہلے ریلوے ڈرائیور تھا۔ یہ ہم کو بہت ہی پیارا ہے اور یہ ہمارا پیارا ہے (اے آقائے مجسم میں مجسم گناہ ہوں تو مجسم رحیم ہے رحم فرما)

سترھویں رات۔ دیکھا کہ میں اور سید لاہور سے گاڑی میں سوار ہو کر بھیرہ پہونچے ہیں وہاں تحصیل میں جلسہ ہوا ہے لوگ گا رہے ہیں۔ مجھ سے بھی کہا گیا کہ تم بھی گاؤ میں نے گانے انکار کیا۔ سید صاحب پار گئے ہیں اور بیر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں میں آگے بڑھا نواں بجاؤں اور بھاگا کہتی ہیں کہ تو یہ تو عثمانی آگئے اس کے بعد میں فضل الٰہی کے گھر گیا وہاں میری ہمشیرہ

کہ شاکر صاحب یہاں مجھے بیماری کی وجہ سے وہاں چلے گئے۔ (پروردگار تو بہتر جانتا ہے)

۹ ویں رات۔ لفظ "نجح" دیکھا۔ پھر دو نعتیں پوری ہوئیں ہیں۔ اس کے بعد دیکھا کہ اسٹیج ہے۔ اقبال ڈریس پہنے ہوئے ہے۔ میں نے کہا کہ اگر ونس مور ہو یا نہ ہو مگر تم دوبارہ گانا گانا۔ اس نے ایسا ہی کیا ہے۔ پھر دیکھا کہ ہال بہت ہی خوبصورتی ہے۔ اسٹیج پر بیٹھا میں ہارمونیم پر گا بجا رہا ہوں۔ اور میں نے کہا کہ واہ واہ تو نے دیکھا کہ پبلک بھی تالیاں بجا رہی ہے۔ پھر ایک آدمی سفید لباس میں آیا ہے۔ اس کے بعد پیر بادشاہ بھی سفید لباس میں آیا ہے۔ دونوں کی داڑھی سفید تھیں۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ بھائی کوئی کرے یا نہ کرے میں تو کرتا جاؤں۔ پھر لطیف کہتے ہیں کہ چار دن کی تو بات ہے پھر اسنے کہا کہ تو تو بھائی ایسے ہی بولے کہ میں گھر میں ہی کرتا ہوں۔ اور وہ اتر گاڑی سے زمین پر بیٹھے ہیں۔ سب تیاری ہے دلسیب کو سکندر ہیرو بنایا ہے بعد میں ہیرو بنایا ہے۔ اس کیلئے اسٹوری کپور صاحب کی ہے۔ ریو کچھ نقصان کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ میں تو نقصان نہیں کرتی اور نانو بھائی کہہ رہے ہیں کہ آزاد تو نے باپ کے بعد سب نقصان کیا۔ اس نے کہا کہ آج سے میں باپ کے حکموں سے آزاد ہوں (پاک ذات مجھے اور میرے ماں باپ اور رشتہ داروں کو بخشے)

۱۰ ـــــ دسویں رات۔ کچھ نقشہ دیکھا ہے جس میں (ح) کی شکل بنی ہے۔ پھر میں نظیر سے کہہ رہا ہوں کہ میاں ذرا اس کی تعبیر تو بتاؤ۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ وہ بولا کہ آپ یہ چیز کب سے پڑھتے ہیں میں نے کہا کہ شوال سے۔ تو اس نے حساب کیا اور کہا کہ آپ کی یہ چیز پوری کامیابی کے ساتھ ختم ہو چکی ہے۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا مگر یاد نہیں۔ میرے آقا تو نے جو کچھ دیا ہے اس کو میں سمجھا ہوں۔ اور خیر پر خیر اور بڑا بڑا کرم ہے)

گیارھویں رات۔ دیکھا کہ میری عورت اقبال کو شفا ہو گئی ہے اور دوسری میری عورت بھی عسلاج کیلئے آئی ہے پھر دیکھا کہ اقبال نے مجھے دو انگوٹھیاں سونے کی دی ہیں جن پر نگینے لگے ہوئے ہیں۔ اور وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم اسے اپنے پاس رکھو تم اسے لیجاؤ۔ ایسا نہ کہنا کہ تم نے یہ انگوٹھیاں اپنے پاس رکھ لی ہیں۔ پھر دیکھا کہ مرد حج کا اسٹوڈیو ہے۔ اور نانو بھائی کے آگے میز رکھی ہے اور میز کے اوپر روشنی ہے اور کتاب پڑی ہے۔ اور دیکھا کہ سیڑھی بالکس لگی ہوئی ہے۔ مولانا سردار کو کہہ رہے ہیں کہ سیڑھی کے پاس دوائی ہے تو سردار مجھ سے دوائی مانگ رہی ہے۔ میں نے کہا کہ میرے پاس دوائی کہاں ہے۔ اگر ہوتی تو میں اپنی عورت کو نہ دیتا۔ اور میں نے بالکس ہولیوں کیا پہنا ہوا ہے۔ اور نماز پڑھ رہا ہوں۔ پھر دیکھا کہ ایک جگہ آندی بیٹھا ہوا ہے اور مجھ سے باتیں کر رہا ہے کہ تقدیر کی بات ہے ورنہ آپ کے سینے میں ایسا بڑا علم و ہنر ہے۔ میرا آپ کو منہ تک نہیں ملتا۔ میں نے کہا کہ یہاں تو ایسے ایسے خطرناک لوگ ہیں۔ اور تو اور پہلے ان عورتوں کو دیکھو جو ابھی نہیں وہ ہوا فکر میں ہیں کہ ذرا پاؤں سرکے اور ہم چلی جائیں۔ اتنے میں ایک آدمی آفندی کو بلانے کے لیے آیا گانے کے لیے۔ تو وہ ہنستا ہوا جا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ مسٹر آفندی قدرت کبھی مجھے بھی تو موقع دے گی۔ جسکی چلتی ہے وہی بڑا آدمی ہوتا ہے۔ اس نے کیا خوب دھوکہ بنا رکھا ہے۔ جو کوئی سیدھا کرے تو یہ انکیوں کرے۔ اسے الٹا بنا نانو بنا دیتا ہے یہ وقت کی بات ہے۔ پھر میں اور ایک آدمی اور کوچ پر بیٹھے ہیں (قادر مطلق تو نے ہمیں کو فتح دی ورنہ میں تو لاچار اور بے بس تھا۔ تو میری امداد کیجئے جا۔

۱۲ ـــــ بارھویں رات۔ میں ایک قافلہ کا سردار ہوں ہم ایک پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں۔ ہمنے سالہ راجا تو ہمارا ہے ہم بھاگنے لگے اور ایک باغ میں پناہ لینے گئے۔ وہاں کوئی ہمیں پناہ نہیں دے رہا ہے۔ ہم محلوں میں گھس گئے ہیں۔ جو بھی گھر ملتا ہے وہیں چھپتے جا رہے ہیں۔ جب ہم سب لوگ چھپ گئے تو میں آہستہ آہستہ نکلا۔ اور میرے ہاتھ میں ایک لکڑی ہے جس کے منہ سے شعلے نکل رہے ہیں میں نے وہ لکڑی راجہ کے بھائی ظالم راجہ کے سامنے کر دی۔ وہ اور اسکے گھوڑے سے اور چند سواروں کے جل گیا۔ جلنے کی بو میری ناک میں آئی۔ تو اسی شہر کی پبلک نے غور پر کر دیا کہ ہم اسکے بھائی دوست راجہ کو کیا جواب دیں گے۔ پھر خود ہی کہنے لگے کہ ہم کہہ دیں گے کہ ہم کیا جانیں میں نے کہا کہ اگر آپ کے پاس آئیں تو ہم سے کہنا میں تباہ و برباد ہو کے دیس یہاں آباد ہیں میں نے کہا کہ ہاں۔ اور میری لکڑی میں سے آگ برابر نکل رہی ہے۔ میں بمشکل درود شروع پڑھ کر چھوٹا۔ اور آگ بجھانے کے لیے مٹی میں لکڑی کا منہ دبا دیا۔ پھر میں اس جگہ سے نکلی جانا چاہتا ہوں۔ شہر کے ہر طرف پہرے لگے ہوئے ہیں۔ گوروں کی فوج بڑی ہے گراموں فون بج رہا ہے میں جس طرف سے بھی نکلنا چاہتا ہوں سامنے سے سپاہی آجاتے ہیں۔ میں چھپ چھپ کر ہر کھیت میں جاتا ـــ

یہ ہوا میرے دل سے کبھی آہیں جا سکتی ہیں اس کے ہاتھ میں برکشن ہے وہ دیوار برکشن ہار کر کہہ رہا ہے کہ اچھا آج سے آپ ہیرو بن گئے۔ اس نے دیوار کے اوپر لکھ دیا۔ کہ اے لوگو ماسٹر علی بخش کو ہیرو بناؤ۔ تمہارا بہت فائدہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ آج کیوں نہیں بنایا۔ جواب ملا کہ آگے حکم رہتا۔ آج ہی حکم ہوا ہے لہٰذا آج آپ ہیرو بن گئے۔ مولانا سامنے کھڑے ہیں میں نے جا کر سلام کیا۔ اور میرے پیچھے ایک آدمی ہے وہ مولانا کو دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن میں سامنے ہوں اسلئے نہ دیکھ سکا وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ فوجی سلام کرو تو میں نے سول سلام کیا۔ پھر ایک اور سفید مکان ہے اور اسمیں روشنی ہے۔ دوسری طرف رگوناتھ سنبھل صاف کہہ رہا ہے۔ دونوں طرف رکھ لگائی ہوئی ہے۔ اب صرف پانی ڈالنے والا ہے۔ میں چارپائی پر بیٹھا گنتا چوس رہا ہوں

(۲۳) ——— تیئیسویں رات: میں چارپائی پر بیٹھا گنتا چوس رہا ہوں۔ اور کرم شیر باوردی نے آکر سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا وہ کہنے لگا کہ دو بیل مضبوط اور خوب صورت جو کہ اپنے بوجھ اٹھانے کے لیے لایا ہوں۔ ڈاکٹر میرا واقف ہے اس کے گھر باندھ دیئے ہیں۔ اگر آپ کو کوئی پوچھے تو مہربانی کر کے کسی کو نہ بتائیں میں نے کہا کہ میں بیوقوف نہیں ہوں۔ جو بتاؤنگا۔ پھر کہنے لگا بڑا مجمع یاد رکھنے والا ہے۔ ہزاروں لاکھوں آدمی دہاب جا رہے ہیں کچھ عورتیں اور مرد سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں میرا بھی لباس سفید ہے۔ اس میں ایک عورت بہت ہی خوبصورت ہے۔ اسکا لباس بھی سفید ہے۔ اس نے چھڑی سے میری پیٹھ پر مارا۔ میں نے کہا کہ یہ کس نے مجھے مارا۔ دوسری عورت کو یا کہ وہ مجھ پر عاشق ہے اس نے کہا، اسنے"۔ ہاں تو میرے سر پر صافہ ہے اور ہم اوپر چڑھ رہے ہیں۔ چڑھاوے کا پل معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ وعظ کھلے میدان میں ہو رہا ہے۔ دہاں ہزاروں آدمی ہیں اور پولیس انتظام کر رہے ہیں۔ پولیس ایک بھاگتے ہوئے لڑکے کو پکڑ کر کہہ رہی ہے کہ خبردار یہاں کھڑے رہنا۔ پھر دیکھا کہ جہاں یہ وعظ کہنے والے بزرگ کھڑے ہیں میں بھی وہیں جا کر کھڑا ہو گیا۔ وعظ کے صرف یہ دو الفاظ یاد رہے کہ جو دو دفعہ انھوں نے کہے، وہ مراکہ تم" دونوں دفعہ میں نے کہا کہ ہم۔ پھر سب آدمی اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے لگے۔ اور وہ بزرگ بیٹھ گئے ہیں۔ اور رونا شروع کر دیا۔ لوگ ہنستے ہوئے جا رہے ہیں۔ اس مجلس میں ہر شہر کے دو دو آدمی آئے تھے۔ آواز آئی کہ کرم شیر کرم شیر۔ میں نے کہا کہ میں گنا چوس رہا ہوں۔ لیکن کرم شیر بلانے پر بھی بولتا ہی نہیں جب تو نے بلایا تب بولا۔ پھر ہیرو اور اقبال کو دیکھا۔ اقبال کہہ رہی ہے کہ مجھے تو بخار ہے۔ آپ اپنی دوسری عورت کو بلا لیجئے۔ میں نے کہا کہ مجھے اس سے تو مطلب ہی نہیں مجھے تو تجھی سے مطلب ہے۔ ہیرو اسے ڈاکٹر کے یہاں لے جا رہا ہے۔ (رحیم وفا تو نے اپنی رحمت کاملہ سے بہت سا اپنا

(۲۴) ——— چوبیسویں رات: بڑھتے بڑھتے پڑتصور میں بہت کچھ دیکھا۔ لیکن یاد صرف اتنا رہا کہ شادی کی کپڑے پہنے ہوئے سفید داڑھی لگائے میرے کام کے لیے تیار کھڑا ہے۔ پھر سرے سے بہت سے جھاڑ دیکھے۔ اور ایک مزار دیکھا اور میرا بدن ذرا دھندلا ہے۔ حوض میں پانی ذرا کم ہے۔ میں نے کہا کہ میں نہانا چاہتا ہوں ذرا نل کھول دیجئے۔ نوٹ لکھا ہوا ہے میں خوشی سے ہو کر نہا رہا ہوں اور اقبال بھی ہے اور ہیرو بھی ہے پھر کوئی ہیرو سے کہتا ہے کہ تعداد سے بڑھ جو۔ پھر تیری لڑکی نواب اپنی کا گلاس بھر کر میرے سامنے لائی ہے اور کہہ رہی ہے کہ ماں جی پی لیجئے۔ پھر میں مولانا کو ڈاکٹر کر شناکی ڈسپنسری میں لے گیا ہوں لیکن وہاں نہیں ملا۔ پھر آرتھر روڈ پر گیا ہوں وہاں ہیتہ جی کی بہن اور عورتیں ہیں۔ ایک بچہ بھی ہے۔ مولانا کی بہن سفید لباس میں ہے آگے ہار دیہیم پڑا ہے اور وہ جشمہ لگائے ہوئے ہے میرے ساتھ ہیرو بھی ہے میں نے کہا کہ میں تو سبق دینے چلا آیا ہوں۔ وہ دونوں بولیں کہ ابھی نہیں جو وقت مقرر ہے ٹھیک ہے دو چار دفعہ یہی کہا۔ (لئے میرے مالک تو بڑا کریم ہے)

(۲۵) ——— پچیسویں رات: دیکھا تو بہت کچھ لیکن یاد صرف یہ رہا کہ کوئی سفید جگہ ہے میں کہہ رہا ہوں کہ وہ سامنے آدمی بند ہیں۔ اور ختم ہوئی۔ پھر دیکھا کہ اقبال کہتی ہے کہ تم نہ بولنا۔ پوری ہو گئی ہے۔ پھر بھی خواب میں اپنی آخری کتاب میں لکھنا چاہتا ہوں۔ جو ورق الٹے ان پر یہ نشان دیکھے۔

نشان ——— || ——— ||| ——— || ——— | ——— تب میں نے بھی ویسے ہی لکھ دیئے

(آمین ۔ دوجہاں میرے سارے گناہ بخشدے تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔)

پلنگ پر پڑی ہے۔ اس کے خون لگا ہوا ہے فضل الٰہی کہتا ہے کہ اس کے لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ چھری سے کاٹنی پڑے گی۔ چھری میرے ہاتھ میں ہے۔ جو میں ہی کاٹوں گا۔ آخر میں میں کہہ رہا ہوں کہ جب اللہ میاں کوئی نعمت دیتے ہیں تو منہ بند کر کے دیتے ہیں (اللہ تو ہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ بس تیرا ہی رحم چاہتا ہوں۔)

(۱۸) ——— اٹھارویں رات:۔ آج سب مال بچے گاڑی میں سفر کر رہے ہیں۔ درمیان میں دریا حائل ہے پھر ایک پہاڑی راستہ ہے۔ جب وہاں سے گذر ہوا تو ایک گروہ ڈاکوؤں کا آگیا۔ اور ہمارے پاس جو کچھ تھا وہ انھوں نے لے لیا پھر وہ سب ایک غار میں گئے۔ میں نے وہ کلام پڑھ کر پھونکا تو پہاڑ زمین میں دھنس گیا اور سب ڈاکو فنا ہو گئے اتنے میں میرے سگے بھائی محمد یٰسین اور شرف الدین دوڑ کر آئے اور کہنے لگے کہ ڈاکو تو بالکل فنا ہو گئے۔ اور پہاڑ کا نشان تک نہیں۔ پھر دیکھا کہ مسجد میں پیش امام صاحب بالکل مایوس بیٹھے ہیں۔ پیش امام صاحب نے سفید گھوڑی اندر باندھ رکھی ہے۔ باہر گورنر بھی آیا ہوا ہے۔ اور کیمپ بھی لگا ہوا ہے۔ میں گیا تو وہاں گھانس بڑی ہوئی ہے۔ میں لینے لگا اس گھانس کے مالک کے لڑنے دوڑنے دھڑیاں دی ہیں اور یہ کہا کہ تو یہ اس گھوڑی کے لیئے ہیں۔ میں یکدم مسجد میں آگیا یہاں دیکھتا ہوں کہ یہاں گھوڑی کا مالک آیا ہوا ہے اور پیش امام صاحب سے گھوڑی مانگ رہا ہے۔ مگر وہ نہیں دے رہے ہیں۔ وہ بہت گھبرایا ہوا ہے اور اس نے غصہ میں امام صاحب کو باہر بلایا اور جب امام صاحب باہر نکلے تو وہ ان کو بھیڑ کر پل پر لے چلا۔ میں بھی چلا جا رہا ہوں وہ ان سے لڑنے لگا میں نے کہا کہ بھائی یہ شرافت ہے؟ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاتھا پائی کیوں کرتے ہو۔ پھر وہ میرے ساتھ ہاتھا پائی کرنے لگا۔ اس کے پاس ایک چھوٹا سا اوزار تھا اس نے دو دفعہ مجھے مارا مگر وہ مجھے لگا نہیں۔ پھر ایک مکان میں وہی امام صاحب بیٹھے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مولوی صاحب افسوس تو یہ ہے کہ میں پیچھے سے بھی ٹوٹا ہوا ہوں۔ اور چار کے گھاٹے میں ہوں اگر دو ہی کے نفع میں ہوتا تو مزہ آتا۔ وہ کہنے کہ بے شک۔ (پروردگار میری کل خطاؤں کو معاف فرما دے میں بہت خطاوار ہوں۔)

(۱۹) ——— انیسویں رات:۔ دیکھا کہ نظیر سے کہہ رہا ہوں کہ اب تو میں کچھ نہ کہوں گا۔ جو تم کہو گے وہ کروں گا۔ (شکر ہے اے رب تیرا تو نے میری مدد فرمائی اور مہہ جبیں کو بچا لیا۔)

(۲۰) ——— بیسویں رات: پہلے جو کچھ دیکھا وہ بہت پاک اور نیز القشہ تھا۔ اس کے بعد سرسبز درخت تھا اور جیب کے خوشبودار پھول۔ آواز آئی کہ اسکو توڑ میں نے نہیں توڑا۔ اس سے پہلے ایک مال پڑا میرے سامنے لایا گیا۔ اس کے بعد ایک آلو۔ تاکہتی ہے کہ یہ آخری اور یہ سب مجھ کو بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ ایک بچی بھی ہے پھر دیکھا کہ میرا وطن ہے اور چچا میرا اور فضلاں کی حویلی ہے اور وہاں بھابی بیٹھی ہے اور تخت باہر بچھی ہے۔ میری والدہ میں اور بھی آدمی ہیں۔ میں نماز کا آرہا ہوں۔ راستے میں حبی بخش ملا اس کے ہاتھوں میں اس کے ہاتھوں میں بچے ہوئے گیڑے تھے میں نے کہا کہ کیوں حبی بخش جی کپڑے بھیلا نے جا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا دو بارہ تو ہنس کر کہنے لگا کہ ہوں۔ توبہ اللہ۔ میں گھر میں گیا تو نے پوچھا کیا؟ میں نے کہا کہ میں نے کام کرتا تھا پھر میں نے تہہ باندھا ہے جب میں اندر گیا تو بھابی ابھی بارہی ہے۔ پھر دیکھا کہ سین لیے کی تیاری ہے میں نے میرو کا ڈریس پہنا ہے۔ لیکن منہ پر نیکاب اب نہیں ہے۔ (رب اعلیٰ میرا قلب روشن کر دے۔ تو بہت روشنی دینے والا ہے اور اے جلال والا ہے۔)

(۲۱) ——— اکیسویں رات:۔ دیکھا کہ ہرے ہرے درختوں میں گلاب کے پھول کھلے ہیں۔ اور بھی بہت کچھ نقشہ دیکھا ہے جو یاد نہیں۔ اس کے بعد نانو بھائی ڈیسا ایک لڑکے کو تنخواہ دے رہا ہے۔ پھر وہ اٹھا اور مجھے بلایا۔ اور جیب سے ۲ روپیہ نکال کر میری مٹھی میں دیئے۔ اور ایک چیک بھی دیا اور کہا کہ جاؤ دریا نی بنگ سے روپیہ لے لینا۔ پھر دیکھا کہ مولانا کے ہاتھوں میں بہت سے کھلے ہوئے لفافے ہیں۔ ان میں ایک میرے نام کا بھی لفافہ تھا۔ بھیجنے والی مائی سوپ بسنت اور امرتسر سے دو مربے علی بخش کو دیئے۔ میں نے مولانا سے کہا کہ آپ نے میرا خط مجھے کیوں نہیں دیا۔ وہ بولے کہ میری نظر آج ہی بڑی ہے۔ پھر ہم شہر سے کار میں سوار ہو کر کراچی پہنچے ہیں۔ آگے سروج کہنی کھیل رہی ہے مگر آمدنی نہیں ہوتی۔ میں کہنے لگا کہ ہم پہلے بھی اسی شہر میں آئے تھے اب دو دن یا چھ دن کے بعد بھی اسی شہر میں پہنچے ہیں۔ (رحم فرمائے میرے مالک۔)

(۲۲) ——— بائیسویں رات:۔ پہلے کچھ نقشہ دیکھا جو بہت ہی اچھا ہے۔ پھر میں نے اپنے آپ کو اونچی جگہ پر کھڑا ہوا دیکھا۔ سامنے سڑک پر حمید، شاہ اور چچا کھڑے ہیں۔ استاد کہتے ہیں کہ اب بھی تم کو ہیرو بننے کی تمنا ہے۔ میں نے کہا ہی ہاں۔

سنہ ۱۳۵۵

(محرم الحرام)

یا اللہ جل جلالہٗ — یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی رات: میری عورت اقبال کہہ ہی ہے۔ بس میں سمجھ گئی۔ جب تک ہم دونوں کپڑے سنبھال کر اس طرح نہ کام نہ کریں گے ہرگز شفا نہ ہوگی۔ وقت زہرہ عطارد میں دیکھا۔ ملنگ بابا کا مزار ہے۔ مجاور بابا ایک سنتے سنائے گئے ہیں آگے آگے وہ اور پیچھے پیچھے میں ہوں۔ جب اندر گئے تو وہاں ایک بزرگ سفید ریش، نیک طینت ہیں۔ اور ایک خوبصورت عورت پاس کھڑی ہے۔ جو کوئی جاتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے پھر اس عورت کو پکڑتا ہے میں نے بھی نماز پڑھ کر اس عورت کو پکڑا۔ مزار شریف سے آواز آئی "جلدی کرو۔ جلدی کرو۔ یہ سن کر میں نے مزار پاک کو بوسہ دیا اور فاتحہ پڑھ کر دعا مانگی۔ اتنے میں مزار پاک کی شکل ظاہر ہوئی اور آواز آئی "جلدی کرو۔ جلدی کرو۔" پھر میں نکلا تو سامنے ہی مسجد ہے۔ میں کہہ رہا ہوں سبحان اللہ کیا پاک سماں ہے۔ ہم بہار پر ہیں۔ ہمارے ساتھ تھے۔ پھر آواز آئی "جلدی کرو۔ جلدی کرو۔" تو میں اندر سے نکل کر پیچھے سے اتر کے نکلا ہوں اور گھر آنے کی تیاری کر رہا ہوں۔ (شکر ہے اللہ تیرا بڑا احسان ہے)

دوسری رات: مولا مشکلکشا تشریف لائے ہیں اور فیصلہ اٹل دیا ہے۔ جنہیں بیس کا دائرہ ہے اور میں یہ خواب اسی آدمی کو سنا رہا ہوں۔ اور یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ میرے آقا یہ سب تیرا رحم و کرم ہے۔ پھر دیکھا کہ سورج کمپنی فاکپونڈ ہے وہاں میرے ہاں نیم باسے لی پیٹی میں تمام گیہوں بھرے پڑے ہیں۔ اس قدر کہ گیہوں باہر نکلے پڑ رہے ہیں۔ قریب ہی ایک گھڑا ہے جو میں نے بھر لیا ہے اور میں کھاتا بھی جاتا ہوں یہ دونوں چیزیں میں اپنے گھر بھون مریدیں لے جانے والا ہوں۔ رامو بھائی سے کہہ رہا ہوں۔ صاحب وہ کہہ رہا ہے یہ تو لے جاؤ۔ بعد میں ہم اور بھی روانہ کر دیں گے۔ پھر مجھے ایک سفید انڈا بھی ملا ہے۔ (میرے اللہ میرا سینہ روشن کر دے)

تیسری رات: ایک دریا ہے اس میں گائے وغیرہ بھی ہیں۔ میں نہا رہا ہوں۔ ایک مائی کپڑے دھو رہی ہے۔ میں نے بھی کپڑے دھونے کیلئے دیئے ہیں۔ اور بھی کچھ بہترین دیکھا ہے جو یاد نہیں رہا۔ پھر کوئی کہہ رہا ہے تم باہر جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ حضور باہر کیسے جاؤں۔ پھر کوئی کہہ رہا ہے یہاں ہی کوئی جگہ اپنے لئے پسند کر لو۔ پھر دیکھا۔ ایک مقام پر حضرت علی تشریف لائے اور وہ نہا رہے ہیں۔ بانس کی سیڑھی پر میں چڑھ رہا ہوں۔ آواز آئی "حکم سن جیسے بنے محمدؐ کو دیکھا اس نے خدا کو دیکھا جس نے علیؑ کو دیکھا اس نے محمدؐ کو دیکھا۔ اچھا اب جاؤ۔ (پروردگار تو ہی معبود حقیقی ہے میں تو مجسم گناہ ہوں اور تو مجسم رحم ہے)

چوتھی رات: جیل خانہ سے قیدی کو نکالا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں اس کو لے جاؤ۔ پھر کہا نہیں اس کو ادھر لاؤ۔ اور یہ پڑھا "اعلیٰ کر دیئے اللہ نے کامل کر دیا۔ رحم کر۔ رحم کر رحم کر۔"

پانچویں رات: منڈی پھاٹکوں والی ہے۔ کوٹھے پر میری عورت نے پہلے مجھے بچے کی جوتیاں پڑائیں پھر لڑکی دی اور کہہ رہی ہے چور پڑوسیوں کے نقب کرنے میں لگے ہیں۔ ان کو بچاؤ۔ میں سوچ رہا ہوں سید ولایت شاہ اچھی لکڑی مارتے ہیں۔ ان کو ساتھ لے لوں۔ میں ان کو لینے گیا تو ان کا دروازہ بند ہے۔ پھر بخشی باچھی کے گھر گیا تو ان کا گھر بھی بند ہے۔ پھر میں اکیلا ہی لکڑی لے کر اوپر چڑھا۔ مجھے دیکھتے ہی چوروں نے بھاگنا شروع کیا۔ آگے آگے وہ اور پیچھے پیچھے میں۔ آگے چلے تو ان کے دو چار آدمی اور مل گئے۔ انہوں نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا مگر میں بھاگ کر اپنے کوٹھے پر آ گیا ہوں۔ اور اپنی عورت بچوں سے کہہ رہا ہوں۔ جلدی چلو چور آ رہے ہیں (رحم و فضل مزید فرمائے جاوے)

چھٹی رات: صبح سوا چھ بجے وقت شمس دیکھا کہ فضل اللہ اور نبی بخش ہے جبیب کہہ رہی ہے۔ کھی میں پکے ہوئے میٹھے کھاؤ اور ہم نے میٹھے چاول کھائے ہیں۔ اس کے بعد میرے پھوپھی زاد بھائی کی عورت جلوہ آئی ہے اور سرسبز کوئی چیز ہے۔ میں نے کہا اس کی کیا بات ہے۔ یہی دیکھتی رہی اس نے نہیں بلایا۔ تم وہ فضلی ہو میں نے سلام کیا۔ پھر ایک مکان میں بیٹھ کر

۲۶ ویں چھبیسویں رات ایک آدمی آیا اور حکم سنایا جو بہت ہی اچھا ہے جو مجھ کو یاد نہیں پھر وہ آدمی یہ شعر پڑھ رہا ہے ۔ ؎

کب میری آشفتہ حالی جائیگی ۔۔۔ جب نظر لالی پہ ڈالی جائیگی !

۲۷ ویں رات :۔ دیکھا کہ جناب علی رضؓ تشریف لائے ہیں ۔ اور آپ مجھلیوں کا ذکر فرما رہے ہیں اور فرمایا کہ مجھے دینا چاہتے ہیں (پاک رب نے اپنے اس بندے کو کیا کیا نعمتیں نہیں انکا کہ وہ ہر لمحہ (شکر و سپاس کرتا رہوں)

اٹھائیسویں رات پڑھتے پڑھتے تصور میں آنکھ لگ گئی ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ زہرا پاک محفل میں آیا ہے ۔ پھر ایک صورت نے مجھے جگایا ہے ۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا ہے مگر یاد نہیں ۔ پھر دیکھا کہ میرے منہ میں کچھ ڈالا گیا ہے ۔ نتیجہ میری سب مرادیں کامیاب نکلیں ۔ پھر مچھلی ہاتھ میں ایک صورت اور ایک رکابی ہے ۔ پھر مراد بھی اس سوال کا جواب ہے وغیرہ پوچھا تب بھی یہی بات تھی مگر وعدہ کر رہی تھا جو مجالس والا ہے (رحم کر تو بڑا رحیم ہے کریم ہے تو بہت ہی بخشنے والا ہے رحم فرما)

۲۹ ویں رات :۔ دیکھا کہ پانی جل رہا ہے اور میں بہت سے پہاڑ درخت دیکھے اور ایک بڑھا آدمی سے آیا ہے اور انہوں نے فوٹ چالیس چالیس کے مجھ کو دیئے ۔ پھر دیکھا کہ گلاب کا پانی گلاس میں ہے ۔ (رب العزت تیری بے بہا نعمتوں کا کون کہہ سکے)

تیسویں رات :۔ صرف اتنا دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں ایک کاغذ ہے ۔ اس پر "اسمِ پاک" لکھا ہے ۔ لیکن لکھنے والے دو ہیں اور دونوں میرے ہاتھ میں ہیں ۔

۱ مولائے کریم تو نے مجھ ناچیز پر بڑا انعام کیا ہے سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں ۔

سال اول ختم شد ۔۔۔ !

۱۱ویں رات۔ دیکھا تو بہت کچھ بگڑا ہوا یاد ہے کہ قائم پاک کے وعدے سب پورے ہوئے۔ پھر پلاؤ کے نوالے میرے منہ میں آرہے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد گوشت پکے ہوئے کی پلیٹ میرے سامنے آئی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد لوگوں کا ہجوم کچھ دیکھ رہا ہے۔ شاید کوئی آدمی آیا ہے۔ پھر دیکھا کہ میرے دونوں بھائی قمرالدین و محمد بخش ہیں۔ میں ان سے پوچھ رہا ہوں کہ میری چھوٹی بچی (جو مرنے والی تھی) کی کیا حالت ہے تو میرے بڑے بھائی قمرالدین کہہ رہے ہیں۔ وہ اب اچھی ہو گئی ہے اور بچ گئی ہے۔ میں نے کہا کیسے وہ بولے میں نے خود عددوں سے دیکھا ہے (میرے آقا تو میرے جھوٹ کو سچا کر دے۔ بیشک تو وعدے کا سچا ہے) ۔ ایک بہت بڑے جنگل میں جنگلی لکڑیوں کا بنا ہوا حیدر شاہ کا گھر ہے۔ میں نے اندر دیکھا تو بہت ہی بڑا کتا بیٹھا ہے۔ میں چپکے سے نکل کر کواڑی کی چھت کو پکڑے ہوئے چل رہا ہوں تو نیچے سے حیدر شاہ آیا اور مجھ سے کہا کہ استاد تم نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا ہے میں جب تک زندہ رہوں گا ہرگز نہ بھولوں گا۔ اب میں واقعی آپ کی قدر کروں گا۔ آپ بتائیے کہ اب اتنے بڑے مہلک مرض کا یعنی تپ دق کا کیا علاج ہو تو اتنے میں وہ کتا جاگا اور مجھے کاٹنے کو بھاگا۔ میں نے کہا۔ حیدر شاہ بھائی دیکھو وہ کتا آیا۔ اس نے کہا نہیں آئے گا میں اس کو مار دوں گا۔ وہ آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا علاج ہو۔ میں نے کہا وہ اس جنگل میں ہو گا اور نام اس کا بانس، قلم اور آہم کی پتی ہے جو میرے سامنے ہے۔ یہ اکثر مسلمانوں کے پاس رہتی ہے اور پاکیزہ ہوتی ہے۔ اس نے کہا آپ اسے ڈھونڈیں۔ پھر کہتا ہے کہ استاد چھے ستارے کے حساب سے تو یہ بتایا تھا کہ یہ سارا گھر صفایا ہونا چاہیے مگر وہ بچائے تمہارے کون۔ وقت عطارد صبح کچھ مثال دی ہے جو یاد نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ پھل ہوا پورا ہوا۔ پھر وقت شمس دیکھا کہ سروج کمپنی کا ایک مکان ہے جو ہوٹل معلوم ہوتا ہے۔ وہاں للو بھائی پراسے ماسٹر ہیں۔ ایک آدمی سے میں کہہ رہا ہوں کہ للو بھائی یہی ہیں۔ نوجوان ہیں۔ گورا رنگ عمر سترہ اٹھارہ برس کی ہے۔ بعد میں میں گیا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھ کو لطیف بھائی نے ہی بھیجا ہے۔ پھر دیکھا "دریہ کلاں دہلی" ہے۔ (رحم فرما مولا۔ میرے غصے کو ٹھنڈا کر دے۔ تو رحیم ہے کریم ہے)

۱۳ویں رات دیکھا تو بہت ہی بہتر مگر اتنا یاد ہے کہ حبیب بیٹھا ہے اور میرے ہاتھ میں دو کاغذ ہیں جن میں دوائی رکھی ہوئی ہے میں کہہ رہا ہوں سید بڑی بات تو یہ ہے کہ یہ دوائی بے ضرر ہے وہ کہنے لگا بیکار نہیں اترا۔ میں نے کہا بڑی بات تو یہ ہے کہ نمازیں نہیں رکیں۔ بلکہ نمازیں برابر پڑھی جا رہی ہیں۔ پھر دیکھا سروج کمپنی کے میدان میں جائے نماز پر نماز پڑھ رہا ہوں اور میرے منہ سے سبحان فرقی الاعلیٰ نکل رہا ہے کہ دفتر میں سے ایک مدراسی ہندو دھوتی پہنے ہوئے اور گلے میں جنیو ڈالے ہوئے ننگا نکلا عمر اس کی ساٹھ ستر برس اور ریش سفید ہے۔ آتے ہی میری پیٹھ پر لات ماری اور یہ کہتا جاتا ہے جب دیکھو نماز پڑھتا ہے۔ ہر وقت نماز پڑھتا ہے۔ میں سجدے میں پڑا ہوا ہائے ہائے کر رہا ہوں اور توبہ توبہ دو دفعہ میرے منہ سے نکلا اور میرے سر پہ دو کھڑاؤں ہیں۔ جب وہ ہندو مجھے مار کر جانے لگا تو وہ کھڑاؤں اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگ گئے ہیں۔ اتنے میں ہیرو آیا اور اس نے مجھے اٹھایا اور میرے سر پر بچوں کے غبارے لگے ہیں۔ میں رو رہا ہوں۔ یہ کہتا جاتا ہوں کہ اچھا جو تیری خوشی ہو اسی میں میں راضی ہوں تو خود ہی ہیرو گیا اور سفید گلاس میں پانی لا کر مجھے پلایا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون تھا بولا یہ مدراسی ہے میں نے کہا دیکھو وہ آیا۔ اس نے کہا وہ آیا ہی کرتے ہیں۔ جب ملتی ہے تو سالوں کو خبر سی ہوتی ہے۔ پھر آنکھوں کو ہوتی ہے۔ یہ امتحان ہوتا ہے جب ملتی ہے پھر دیکھا کہ نور ہو اور نثار لڑ رہے ہیں۔ نثار بھاگ گیا ہے۔ (فضل فرما میرے آقا اور میرا قلب پر نور فرما)

۱۴ویں رات۔ مجید شاہ کہہ رہا ہے۔ استاد یہاں چھوٹے بڑے کا سوال نہیں ہے۔ بلکہ یہ دوا اچھی ہے اور بھی بہت کچھ دیکھا جو بہت بہتر تھا مگر یاد نہیں ہے اور وقت عطارد مولانا ابن سے نکاح کیا ہے جو ایک طوائف کی شکل میں ہے۔ پھر توبہ توبہ کرتا اٹھا ہوں۔ وقت قمر ایک دکان حلوائی کی ہے وہاں ایک آدمی آیا تو سب دکانوں کے آدمی جمع ہیں اور کچھ کر رہے ہیں۔ باہر ایک چارپائی بچھی ہے۔ اس پر میں صبح سے بیٹھا ہوں اور شام ہو گئی ہے۔ تو میں نے اس آدمی سے کہا کہ کچھ مجھے بھی دیجیے۔ دیکھیے میں کب سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ صبح سے یہ وقت ہو گیا ہے۔ میں اس انتظار میں ہوں کہ آپ مجھے بھی کچھ دیں گے وہ بولا آٹھ سو آٹھ آج اٹھا آئے گا۔ میں نے کہا سیٹھ پھر ہرگز نہ لگاؤں گا۔ یہ پاک نہیں ہے۔ پھر اندھیری کا اسٹوڈیو دیکھا۔ وہاں لطیف ہوٹل والا بیٹھا ہے وہ کہتا ہے جی ایک چمڑے کا بیوپاری آیا تھا۔ وہ روزانہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپے کماتا تھا۔ اور لاکھوں روپوں کا اس کو نفع ہوا۔ مجھ کو بھی اس نے کچھ دیا تھا اور وہ آدمی آنے والی زندگی کے حالات بھی بتاتا تھا۔ اتنے میں وہ بیوپاری پھر آیا۔ لطیف نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ آپ نے حضور سب کو انعام دیا ہے، اس کو بھی دو۔ تو وہ بیوپاری اٹھا۔ کرنے میں ایک متمیض اور

باتیں ہو رہی ہیں اور میری لڑکی راجو بھی ہے۔

ساتویں رات:۔ میں اپنے ہاتھ سے کپڑے دھو رہا ہوں۔ ایک آدمی نے کہا۔ اس بچت سے کیا بنے گا۔ دھوبی سے دھلوایا کرو میں نے کہا بھائی اپنے ہاتھ سے بھی دھونے چاہئیں اس کے بعد میدان میں ایک لڑکا لنگوٹ باندھے ہوئے گھوم رہا ہے اور ایک چھوٹا سا بچہ بھی ہے اس کی ماں نے تیل لگایا۔ تھوڑا سا تیل اس کی پسلی میں رہ گیا ہے۔ وہ بھی لگا کر بچے کو زمین پر ڈال دیا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ واہ بھئی کیا ترکیب سے تیل لگایا ہے اور اس بچے کے پاؤں میں سوت بندھا ہوا ہے۔ اس کو آگ لگ گئی ہے۔ میری عورت نے مجھ سے کہا۔ ذرا آگ بجھانا۔ میں نے ہاتھوں سے آگ بجھائی مگر ذرا دھواں نکلتا ہے۔ پھر میری عورت نے پوری آگ بجھا دی۔ پھر پھلوں والی منڈی ہے میرا گھر ہے۔ میں نے چھت کے اوپر کچھ رکھا ہے۔ سیڑھی لگی ہوئی ہے۔ میں چاہتا ہوں لوگ لے جائیں۔ اور میں اوپر جانے کیلئے چڑھنے لگا ہوں۔ میری عورت نے کہا اوپر تم نہ آؤ۔ لوگ تو یوں بھی لے جا رہے ہیں۔ میں نیچے کھڑا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ پھر احمد دیکھتا مجھ سے کہتا ہے۔ بھائی تم بتاؤ کہ میں اب حرام کی کمائی کھاتا ہوں۔ میں نے کہا نہیں۔ اور میں نے تعداد برسوں کی لی ہے لیکن یاد نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ میرے پاس پانچ قینچیاں ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے تم نہ جاؤ۔ پھر ہیرو سے میں نے کہا اگر تم نے اس کی زبان سے گالیاں سنی تھیں تو نے مجھے کیوں نہیں بتایا (رب الرحیم میرے سارے گناہ بخشدے)

آٹھویں رات:۔ دیکھا تو بہت کچھ مگر اتنا یاد ہے رام سرن صاحب کہہ رہے ہیں کہ ماسٹر جی آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا جو میرا کام پورا کر دیا۔ میں نے کہا میں نے نہیں اس نے پورا کیا۔ پھر روٹی کا نوالہ خود بخود میرے منہ میں پہنچ رہا ہے پھر دیکھا اقبال کہہ رہی ہے تم نے میرا مال مانگا مگر میری ماں نے انکار کیا۔ میں نے سن کر بہت ہی افسوس کیا اس نے کہا۔ اب میں بالکل تیار ہوں۔ جب چاہے لے لو۔ (میرے آقا تیرا کروڑ ہا دفعہ شکر ہے کہ تو نے میرے سارے کام سنوارے۔)

نویں رات:۔ دیکھا کہ نیر و بیٹھا ہے۔ میں اس سے پوچھ رہا ہوں۔ جب تمہارے چچا ان کی شادی وغیرہ ہوتی ہے تو تم کو بھی کچھ ملتا ہے۔ وہ کہتا ہے جی کبھی نہیں وہ لوگ تو ہمارے ہی ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔ مال کا لینا دینا ہمارے ہی ہاتھ سے ہوتا ہے جب تھوڑا ہوتا ہے تو ہم گھر میں رکھ لیتے ہیں۔ کیوں کہ ہم خدمت گار ہیں۔ میں نے کہا تم کو اگر ڈھونڈنا ہو تو کہاں ملو گے۔ وہ بولا ہم کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔ ہم تو خود بخود خدمت کے لئے راہ میں بیٹھے ہیں۔ پھر دیکھا منظور صاحب کہہ رہے ہیں آپ بار بار کس کو دیکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا معظم دار اسٹوری نکالنے والے ہیں۔ ان کو دیکھ رہا ہوں شاید مجھ سے بھی کام لے لیں۔ وہ بولے جی وہ اسٹوری لکھی ہوئی بند ہو جائے گی۔ ہماری اسٹوری نکلے گی۔ اسی [illegible] منظور ہو چکی ہے۔ میں نے کہا آپ نے نانو بھائی سے پوچھ لیا ہے۔ وہ کہنے لگے (اوپر دیکھ کر) اسی عادل کا حکم ہو چکا ہے۔ [illegible] ہماری نکلے گی۔ اب ہماری چلے گی اب ہماری ہی چلے گی (رحم فرما سب سے بڑھ کر تو ہی رحیم ہے)

دسویں رات:۔ دیکھا کہ میری اماں مرحومہ سفید کپڑے پہنے ہوئے کھیل رہی ہے۔ اس کو ایک چھینک آئی تو ناک بہنے لگی۔ میں نے کہا بسم اللہ یہی بلا تھی جو نکلی ہے۔ (اپنے ہاتھوں سے مزید چھینک کرائی اور کہہ رہا ہوں۔ یہ اب اچھی ہو گئی ہے بعد میں اقبال نے مجھے کوئی چیز دی ہے اور میرا حق مجھے مل گیا ہے۔ اور کچھ حکم ہو رہا ہے۔ اب جو مجھے یاد نہیں۔ (آقائے دو جہاں رحم و کرم فرما۔ تو رحیم ہے تو کریم ہے۔ تیری رحمت کا ہر وقت محتاج ہوں۔)

اول رات:۔ دیکھا کہ کچھ پھولوں کا ذکر ہے اور یہ لکھا جا رہا ہے۔ [illegible] ہے پوسا دیا ہے۔ ادھورا نہیں دیا ہے۔ پھر میرے سالے فیروز کا گھر ہے وہاں میرا بھائی شرف الدین، میری ساس، میری والدہ بہشت بی بی اور میری عورت صالح بی بی بیٹھی ہے۔ سامنے بھائی ڈالیائی یہ کہہ رہا ہے بگل پیئے نمبو انہ تو ڈیو۔ تو میرا بھائی شرف الدین مجھ سے کہہ رہا ہے کہ بے عزتی کی بھی کچھ حد ہے کہ بھائی ڈالیائی بیٹھا گا رہا ہے۔ اور اس نے میری عورت صالح بی بی سے راج بن کا رشتہ مانگا مگر میری ساس نے انکار کر دیا کہ وہ بھی ہم نے علی بخش کو دی ہے۔ پھر میں گا رہا۔ وقت شمش صبح پونے چھ بجے دیکھا کہ سید نثار علی سے میں کہہ رہا ہوں۔ حضرت میری پیدائش سوموار کی ہے۔ ذرا تشبیہات تو ملا دیجئے کچھ ملتی بھی ہے۔ وہ کہنے لگے سب ملتی جلتی ہیں بعد میں ڈاکٹر بہنہ کا گھر ہے وہ اندر سے چمڑے کا سوٹ کیس لایا اور اس کو کھولا۔ اس میں سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکلی جو سیاہ مخمل سے منڈھی ہوئی ہے جب ڈبیہ کو کھولا تو اندر سے سیاہ رومال نکلا۔ اس پر سفید دھاگے سے بخیہ ہے۔ بہنہ جی کلمۂ شہادت سے مجھے وہ کیریں بتا رہے ہیں جن کی شکل مثل الف کے ہے وہ کہتا ہے مجھ کو تو باپ دادا سے یہ ملا ہے پھر دیکھا کہ حبیب میکپ لگائے ہوئے مجھ سے ملنے آ رہا ہے۔ (الٰہی مجھے حقیقی آنکھ دے اور تو ہی میرا نگہبان ہو جا۔)

کر کیا دیکھتا ہوں کہ میری بہن اپنے گھر واپس آ رہی ہے۔ کپڑے سیاہ پہنے ہوئے ہے۔ تو میں اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا ہوں۔ اس نے مجھے دیکھا۔ میں نے چاہا گلے ملوں۔ وہ کہتی ہے مجھے نہ چھونا۔ میں نے کہا کیوں۔ کہنے لگی میں تمہاری اتنی خدمت کرتی ہوں اور تم میری قدر نہیں کرتے۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور رو رہا ہوں۔ یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر تو بڑھی ہو گئی تو میں کہاں جوان ہوں۔ تیرے بال سفید تو میرے بال بھی دیکھ سفید ہو گئے ہیں۔ مجھ پر احسان نہ جتانا۔ میں کب سے دھکے کھا رہا ہوں۔ میں تو جانے والا ہی تھا کہ تجھے دیکھا تو رک گیا۔ فیروز خوش ہو کر کہتی ہے جیسے تم پہلے گھر میں آتے تھے اور یونہی فضول روپے برباد کرتے تھے۔ اب آئے ہو تو ایسا نہ کرنا۔ میں نے کہا اب میرے پاس نہیں تو میں کہاں سے فضول خرچ کروں گا۔ گاڑی کا کرایہ تک تو مانگ کے لایا ہوں۔ میں نے کہا میرے بھانجے بھانجیاں کہاں ہیں تو کہا کہ وہ کھاتے پیتے جن کے پہنچ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ گھر تو کہا کہ پتے چینے آئے تھے کیونکہ لڑکیاں نہ تھیں لیکن اب کسی فضول آدمی سے نہ ملنا۔ میں نے کہا بہن میں آ کر صرف ماں اور بھائی فرالدین سے ملا ہوں۔ بس اس نے کہا اچھا کیا۔ اتنے میں میں نے ایک سفید اور ایک کالی گائے جو ہماری نقلیں دیکھیں۔ میری بہن کہہ رہی ہے تو یہ کہیں ہم کو نہ ماریں۔ میں نے کہا نہیں ماریں گی تو وہ سفید گائے گھاس کھا رہی ہے اس کے پاس سے نکلا۔ اس نے کچھ نہیں کہا۔ پھر میں نے اس کے سینگ کو لکڑی سے کھجانا شروع کیا۔ تو وہ مست ہو کر سرتی جا رہی ہے۔ پھر میں اور ایک اور آدمی ایک بہت بڑے گاؤں یا شہر کے دروازے کے پاس ہیں۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ افسوس ہے کہ جوہر کا انصاف ایشیا والوں نے نہیں کیا۔ اتنے میں وہ آدمی کہتا ہے کہ دیکھئے انصاف ہو گیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک باغ میں ایک ہاتھی خوب سجا ہوا ہے اور میں بادشاہ اٹ اٹھل ہوں۔ پھر دیکھا کہ سروج کمپنی میں انتال سیرون بن کر کام کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ایک لڑکا بھی ہے کسی نے پوچھا کہ نوکرانی اٹھلی نہیں آئی۔ میں نے کہا اس کو چوبیس گھنٹے گھر کے کاموں سے فرصت نہیں ملتی۔ (اے پاک پروردگار میری بائیوں پر نظر نہ کر مجھے معاف فرمانے) 9 اپریل رات کے ۱۲ بجے شب ایک بجے ایک جگہ میں اپنے تمام بھائیوں کے ساتھ گیا ہوں۔ وہاں بہت ہی بے پایاں دریا کے کنارے ہم سب بیٹھے ہیں۔ تو ایک جانور آیا جو بہت ہی خونخوار معلوم ہوتا ہے۔ میرے بھائی یہ کہہ کر ہم بہنوئیوں کو کے آتے ہیں چلے گئے۔ پھر دیکھا کہ میرے ساتھ اور میرے چچازاد بھائی حیدر کے ساتھ گدگدا کلہاڑی اور ایک دوسرا ہتھیار ہے جو ایک دم چھوٹے اور بیکار ہیں۔ گدگدا جی فضول سا ہے۔ دریا کے پاس ہی ایک نالہ ہے اسی میں ہم مع گدگدے کے بیٹھ گئے ہیں۔ اتنے میں انگریزوں سے بھری ہوئی ایک کشتی آئی۔ وہ لوگ انگریزی میں باتیں کرتے آ رہے ہیں۔ میں نے حیدر سے کہا کہ یہ انگریز تو ہم کو پکڑنے کے لئے آ رہے ہیں تو دوسری طرف سے وہ جانور نکلا۔ میں نے کہا بھیا حیدر بھاگو! وہ آ گیا ہم دونوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ اور ایسے بھاگے جیسے موٹر۔ اسی دریا میں ہم چلے جا رہے ہیں۔ یہ بھی خیال نہیں کہاں پانی کم ہے اور کہاں زیادہ۔ دریا بہت ہی خوفناک طریقہ سے بہہ رہا ہے۔ دریا سے پار ہو کر ہم ایک گاؤں میں پہنچے اور راجہ کے مکان میں ہم پیچھے کی طرف سے چڑھے وہاں ایک چھوٹی سی لڑکی بیٹھی ہے میں نے اس سے کہا بیٹی! بیٹی گھر میں کوئی ہے کہ نہیں۔ اس نے کہا وہ ماں جی اوڑھ کر سوئی ہے۔ تو میں نے رونا شروع کر دیا اور پکارا ماں جی ماں جی۔ وہ کہتے ہوئے کہ بیٹا میں اٹھتی ہوں اٹھیں ان کے بال سفید تھے انہوں نے کہا تم کو پیسے کی ضرورت ہو گی۔ میں دیتی ہوں اتنے میں راجہ آ رہا ہے اور میں نے دور کر ماں جی سے سب واقعہ بیان کیا تو وہ لڑکی بولی کہ وہ جانور تو کل یہاں بھی روتا تھا اس کا کوئی ڈر نہیں اس کا راج ہنس ہے۔ پھر اس نے لسی اور مکھن لا کر بہت سارا مجھے دودھ پینے کیلئے دیا۔ جب میں نے دودھ پی لیا سامنے نظر پڑی تو ایک جلا ہے کا مکان ہے۔ وہ جلاہا بہت ہی ضعیف ہے اور ایک دوسرا بھی سفید ریش باری سے نکل رہا ہے۔ اس کے سر پر بھاری گٹھڑی رکھی ہے۔ شاید اسے میں پہلے بھی دیکھ چکا ہوں۔ وہ مجھ سے کہنے لگا۔ میرا لڑکا تو اکیلا روز سنیما جاتا ہے وہ تو نہیں ڈرتا تم اتنے سے ڈرتے ہو۔ میں دیسی ہی گدگدا ادھر سے گزر رہا ہے تو میں کہہ رہا ہوں کہ ایسا ہی گدگدا ہمارے سامان کا بھی تھا۔ اور شاید وہ گاؤں بھی میرا دیکھا ہوا ہے یہاں میں اور اقبال ڈانس کرنے آئے تھے (رحم فرما میرے آقا اور میرے سارے گناہ بخشدے)

۱۰ اپریل، وقت نصف شب کے تین بجے دیکھا کہ سامنے ایک آدمی سفید سیاہ لباس پہنے کھڑا ہے اور ایک آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے آیا پھر ایک اور آدمی سفید سیاہ کپڑے پہنے ہوئے آیا۔ سب کھڑے ہو کر چلے جاتے تھے مجھے بھیانک شکلیں بنی تھیں اور عمریں سب کی پچاس سے اوپر تھیں۔ وقت عطارد دیا تم ۱۲ بجے شام کو دیکھا کہ خورشید بہتی ہے۔ نظر نے مجھ سے کہا ہے تو خراب ماں کی لڑکی ہے۔ پھر اقبال نے مجھ سے کہا کہ تم پوچھو تو سہی۔ میں نے فاطمہ سے کہا کہ یہی صلہ ہے ان باتوں کا کہ نظیر اور حبیبا کو ضمانت پر مکان لے کر دیا اور یہ میری لڑکی کو گالیاں نکالتے ہیں۔ میں تو مکان تبدیل کر دوں گا۔ اب تم ہی کہو ان لوگوں کی زیادتی ہے یا نہیں۔ وہ بولی بے شک ان کی بہت زیادتی ہے

ایک دھوتی سفید پڑی ہے۔ کہنے لگا ذرا اسمیں سیاہ داغ لگے ہیں اس کو دھو کے پھر دے دیں گا۔ میں نے کہا یہ تو بالکل صاف ہیں۔ مجھے دیدو۔ میں پہنوں گا جب ضرورت ہوگی تو دھلوالوں گا۔ بیوپاری نے وہ دونوں کپڑے میرے حوالے کر دیئے۔ (پاک ذات تیرے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ ہم پر تیری بڑی رحمت ہے) ایک سرسبز پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں اور راستہ طے کر کے کسی کو بتا رہا ہوں۔ پھر میں نے آگاسی میں حبیب کو دیکھا۔ اس کے بعد دیکھا کہ ابراہیم اندر سے آیا۔ میں نے کہا لایا۔ اس نے کہا لایا اور جیب میں سے پانوں کی ڈبی اور میری سپاری کی مخملی تھیلی نکال کر میرے سامنے رکھ دی۔ پھر پڑھتے پڑھتے تصور میں میں ایک جگہ گیا ہوں اور میں نے چائے مانگی ہے تو دکان دار نے نوکر سے کہا کہ سب پیالے دودھ سے بھر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ حالانکہ میں منع کر رہا ہوں۔ اس کے برتن میں جتنا دودھ تھا۔ سب کا سب اس نے الٹ دیا ہے۔ اس کے بعد آرتھر روڈ کا اسپتال ہے وہاں ایک نرس جلدی جلدی گھر کو جا رہی ہے۔ میری عورت کھڑی ہے اس نے اس نرس سے کہا۔ ارے تنخواہ ملی۔ تمہاری تنخواہ کتنی ہے وہ بولی ابھی لے کر آرہی ہوں۔ میری تنخواہ کچھ روپے ہے۔ تین روپے آج ملے ہیں۔ تین روپے فلاں دن مجھے ملیں گے۔ اس کے پیچھے مبدل سپاہی کا ڈریس پہنا ہوا اپنی ڈیوٹی پر کھڑا ہے۔ میں نے کہا ارے عبدل تم کب آئے۔ ابھی تو ولی محمد کھڑا تھا وہ بولا صاحب ابھی آیا ہوں۔ لیکن اس کی ڈاڑھی سفید ہے اور بائیسکل بھی ہے۔ پھر اقبال آئی اور مجھے اپنے ہاتھ بتانے لگی دیکھ میں نے کتنے کپڑے دھوئے ہیں۔ ابھی ابھی ٹین میں میلے کپڑے بہت پڑے ہیں۔ میں نے کہا میرے کپڑے بھی دھو لے۔ کہا ہاں۔

۵ اویں بات مشتری پانچ بجے شام میں اور یوسف آفندی بیٹھے ہیں۔ آفندی نے کہا صاحب یہ بصیر کوئی بڑا آدمی ہے یہ آپ ہم سے مزے میں ہے ۱۷ روپے اس کی تنخواہ ہے مگر بہت آرام میں رہتا ہے۔ پھر دیکھا کہ پتنگیں اڑ رہی ہیں۔ تو تین پتنگ کاٹ کر ایک ڈور بنی ہوئی ہے وہ پتنگ آفندی کی ہے لیکن اس کا مالک میں ہو گیا ہوں۔

۶ اویں بات وقت عطارد ہے۔ میں نانو بھائی کے دفتر کے دروازے پر کھڑا ہوں۔ وہ اٹھا اس کے ہاتھ میں کٹا ہوا پیتا ہے جو اندر سے سرخ ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ یوں کھڑا رہنا ٹھیک نہیں۔ چلو تو وہ بھگوان جی بیٹھا ہے۔ میز ہے اور کرسیاں پڑی ہیں اس پر مجھے بٹھا دیا۔ اور میرے سامنے وہ پیتا رکھ دیا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ صاحب آپ ضرور بھگوان جی کو کہدو کہ یہ پیتا ہم نے علی بخش کو دیا ہے۔ کہا کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا نہیں صاحب آپ ضرور کہیں تو اس نے کہدیا۔ (قادر مطلق تیرا بڑا اکرم ہے۔ ورنہ میں تو اس قابل نہیں کہ تیرا رتی برابر بھی شکر ادا کر سکوں

۷ اویں بات دیکھا کہ تین پوری کر کے گئے "یا علی۔ یا علی۔ یا علی" پھر سیڑھیوں سے اترنے کی آواز آئی۔ رحیم و کریم تو واقعی سچا اور پاک ہے میں تیری رحمت سے ناامید کیوں ہوں جبکہ تیرا فرمان ہے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ تو ہر چیز پر حاوی ہے۔ پھر دیکھا کہ آرتھر روڈ کا بائیسکل اور ہسپتال ہے کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ ایک کرسی پر اقبال سفید لباس پہنے ہوئے بیٹھی ہے اور خورشید نے سیاہ ساڑھی باندھی ہوئی ہے اور کچھ دیا ہے جو پا نہیں دیکھا کہ اقبال ڈانس کا ڈریس پہن کر کھڑی ہے وہ بہت ہی خوبصورت معلوم ہو رہی ہے۔ پھر میں اور اقبال ایک راستے جا رہے ہیں اور اقبال یہ پڑھتی جا رہی ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اور ہم دونوں کے کپڑے پاکیزہ ہیں اور وقت صبح شمس پانچ بجے کثیر الرزق اور کثیر الخیر اور درود دل کی دوا اور تمام خامیاں پوری ہوں یہ دیکھا اس کے بعد وقت قمر دو بجے دن دیکھا کہ اسٹیشن پر ایک مال گاڑی میں اسٹیشن ماسٹر بیٹھے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ جناب مہتہ جی ڈاکٹر تو بول گئے ہیں کہ اس کو گاڑی میں بٹھا دینا چاہئے کیوں میں ہر گاڑی میں بیٹھ سکتا ہوں یا کوئی خاص گاڑی میں۔ مجھے یاد آیا کہ میرے ساتھ پاس ہے۔ میں نے جیب سے نکال کر اس کو دکھایا اس نے کہا ہر گاڑی میں بیٹھ سکتے ہو۔ اتنے میں گاڑی کی روشنی اور بتی دکھائی دے رہی ہے جو کہ قریب آ پہنچی۔ میں نے کہا۔ بیٹھ سکتا ہوں تو کہا ہاں۔ وہ بل ہلا کر مال گاڑی کو ہلانا چاہتا ہے مگر وہ ہلتی ہی نہیں۔ اتنے میں راموبھائی آ گئے اور گاڑی کو پکڑ کر ایک ہاتھ سے ہلانا چاہتے ہیں کہ آنکھ کھل گئی۔ (میرے اللہ تیرا ہزار ہزار احسان ہے۔ میرے سارے گناہوں کو بخشدے)

۸ اویں بات جیب، اور راموبھائی ہیں۔ میں۔ راموبھائی سے کچھ باتیں کر رہا ہوں۔ غیب کے متعلق کچھ ذکر ہے یعنی "غیب ایسا ہے" غیب ویسا ہے" پھر دیکھا کہ وقت نو بجے صبح مریخ محرم ہے اور میں اپنے بال بچے لیکر گاڑی پر سوار ہو کر بمبئی سے اپنے گھر بھیڑہ لے گیا ہوں اور ان کو چھوڑ دیا۔ اور دروازہ سفید پل پر جانا ہے۔ انڈر کا نا بجانا ہو رہا ہے۔ شکل سنگھ خوب طبلہ بجا رہا ہے۔ اس نے مجھ سے خوب ہاتھ ملایا پھر میرے بھائی محمد بخش اور نمر الدین سے ملے اور وہ سنکھ پھر طبلہ بجانے لگ گیا۔ تو میں اپنے پرانے گھر گیا۔ وہاں دیکھا کہ دروازہ سفید پل سے باہر نکلا۔ آگے اس پل سے بھی پار نکلا۔ میں تلاش نہیں ہوں کہ بین بھاگ بھری سے ہوں جو مر چکی ہے۔ میں پار جانے لگا۔ پیچھے مڑ

اب حضور ادھر ہی کہیں ہیں۔ کبھی کبھی کسی آدمی سے ملتے رہتے ہیں جب ان کا دل چاہتا ہے اپنی فرمائے کیا حالت ہے۔ میں نے کہا میں ادھر آیا تھا۔ پھر میں نے ایک لڑکے سے کہا کہ جاؤ فدا علی بخش کو بلا لاؤ کہ مل لیں اور ان کے ہاتھ میں ایک جلم چرس کی ہے جو وہ پئیں گے (کفور الرحیم میرے ماں باپ کے تمام گناہ بخش دے)۔ حیدر شاہ کے ہاتھ میں پانی کا لوٹا ہے اور کہہ رہا ہے آج شام کو وہ چیز بھی کان میں پڑھ دینا چاہیے (یعنی تعویذ لکھ کر یا رحم فرما پروردگار تو ہی ارحم الراحمین ہے)

پہلی رات:۔ وقت قریب ۳ بجے دن۔ سجے ہوئے ہیں۔ زیبو، خورشید اور میں ہوں۔ اور میں مسجد سے کوئی چیز لایا ہوں۔ وقت ۵ بجے میں میک اپ کئے ہوئے چارپائی پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اور میرا میک اپ روم کھلا ہوا ہے۔ اس میں بہت سے خوبصورت خوبصورت ڈریسیں پڑے ہیں اتنے میں خورشید بھی میک اپ کئے ہوئے آئی اور اس کے ہاتھ میں مثل ٹوپی کے ایک چیز ہے جس کے اوپر سفید بال ہیں اور روم بھی خورشید کو میرا ہی بتلا گئی ہے۔ میں نے اس سے کہا کیا اس چیز کو میں رکھ دوں۔ خورشید ہولی نہیں میں خود رکھوں گی۔ چنانچہ میں خود رکھ کر آئی اور چارپائی پر بیٹھ گئی ہے۔ میں نے مذاقاً کہا اب تو تم رات بھر کام کرتی ہو تو وہ ہنس کر کہتی ہے جی ہاں اور دن کو بھی کرتی ہوں تاکہ لوگ مجھ کو اچھا سمجھ کو نہیں تو برا سمجھ کر یاد کریں۔ اتنے میں زیبو، اموتی نوٹل، ابھٹ اور بہت سے آدمی ہیں جو اکثر اکٹھے رہنے والے ہیں اور ایک عورت کے سر پر بہت ہی بھاری گٹھڑی ہے لنگوٹ بند بھی بہت ہیں اور کچھ بدن سے ننگے بھی ہیں۔ بالیچے کا سین لیا جا رہا ہے پھر ہماری طرف کیمرہ اٹھا کر لایا گیا۔ ایک آدمی نے کہا موتی بھی آئی ہے میں نے کہا موتی جیسے آئی نہ آئی۔ اس کا کیا ہے پھر خورشید سے کہہ رہا ہوں۔ اچھا ہوا مجھے کام مل گیا۔ ورنہ تیرے دشمن مجھے بیکار دیکھ کر خوش ہوتے۔ دیکھو اقبال رہ گئی (رب اپنے حبیب پاک کے صدقے میں مجھے دین و دنیا میں سرخرو کر) میں سفید کپڑے پہنے ہوئے مسجد میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ کچھ اور بھی دکھائی جو یاد نہیں۔ پھر وقت ۶ بجے صبح دیکھا کہ میر صاحب میری ہنسی اڑا رہے ہیں اور مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔ آخر میں نے تنگ آکر کہا تم مجھ سے کس بات میں اچھے ہو۔ وہ بولے ہم نے تمہارا کام بھی دیکھ لیا ہے۔ کانپ کر منہ چڑھا مسخری اڑا کر کہہ رہا ہے۔ میں نانو بھائی کے پاس گیا۔ وہ حجامت بنوا رہا ہے۔ جا کر میں رو پڑا۔ میں نے کہا میں انصاف کرانے آیا ہوں۔ وہ بولا کس کا۔ میں نے میر صاحب کا سارا واقعہ سنایا وہ بولا اس نے اتنی زیادتی کی ہے۔ میں نے کہا بیٹھ اب تو مہربانی کر کے میرا بھی نکال کر دیجئے۔ میں بہت ہی تنگ ہوں۔ وہ بولا آج نکال کر دوں گا۔ اقبال کو بولنا کوئی خیال نہ کرے بلکہ ہمیشہ ایسا ہوتا رہا۔ جب وہ یہاں رہی تو اس کی کوئی بات بڑھی نہیں۔ لیکن جب یہاں سے نکلی تو کیسے کیسے پہاڑ اور سبزیاں ملیں۔ میں روتا جا رہا ہوں کہ شاید ہم دونوں کی نوکری جائے گی اور سب لوگ بھی افسوس کر رہے ہیں کہ ایسے وقت میں ان کو نکال رہے ہیں جب بارش آگئی ہے۔ پھر میں وہاں سے چل دیا۔ راستے میں ایک فقیر کے مرنے کی بعد رونمائی پک رہی ہیں اور عورتیں، بچے رو رہے ہیں۔ میں اور آگے چلا۔ دیکھا کہ مسجد کے پاس اونچی جگہ میرا گھر ہے اور کنواں بھی ہے۔ رونمائی خورشید کے گھر کے پاس پک رہی ہے اور ایک آدمی دوسرے کی عورت سے مذاق کر رہا ہے وہ آدمی بھی اس گھر میں گھسا۔ میں نے اندر جا کے دیکھا کہ اقبال سفید لباس میں چارپائی پر معہ بچے کے لیٹی ہے چارپائی پر بھی سفید چادر بچھی ہے۔ میرے پاس ایک تھال بھرا ہوا چوری کا ہے۔ میں نے اقبال سے کہا کہ یہ چوری سے بھرا ہوا تھال فقیروں نے مجھے دیا ہے۔ تھال پر بھی سفید کپڑا ہے۔ اقبال نے ایک چھوٹی سی تھال دکھا کر کہا۔ آگے بھی چوری بھیجی ہے پروردگار تیرا بڑا فضل و کرم ہے۔ میں اس قابل نہیں کہ تیرا شکر ادا کر سکوں۔

دوسری رات:۔

وقت مرتع ۳ بجے دوپہر دیکھا کہ سروج کے اسٹوڈیو میں ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے کرسی پر میز کے سامنے بیٹھا ہے۔ اس نے میرے لئے لطیف سے چائے منگوائی۔ مگر پیالہ بہت بڑی ہے میں نے کہا گھاٹے کا صاحب اتنی بڑی پلیٹ ہے اس نے لطیف کو کچھ برا بھلا کہا۔ میں نے کہا ایسا نہ کہئے پھر میں نے لطیف سے پرچھا دوسری پلیٹ نہیں اس نے کہا نہیں ہے۔ پھر میں پینے لگ گیا ہوں۔ میرے کپڑے بھی سفید ہیں۔ اس کے بعد دیکھا کہ بہت سے آدمی سفید لباس میں ہیں۔ اس کے بعد میں گھوڑے پر سوار ہوں۔ جہاں مجھے پہنچنا تھا پہنچ گیا اور لوگ مجھ کو مار رہے ہیں۔ مجھ کو بہت ہی مزا آیا۔ (مشتری)

تیسری رات:۔ شب کو دیکھا کہ مجھ کو چار چیزیں انعام ملی ہیں۔ ان چار چیزوں میں ایک گوڑا بھی ہے۔ بی بی پانی اور مولانا بیٹھے ہیں۔ میں بی بی پانی سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے گوڑا بھی انعام میں ملا ہے۔ (پیدا کرنے والے مجھے حقیقی آنکھ عطا فرما) **چوتھی رات**:۔

کیا دیکھتا ہوں کوئی شخص میرے منہ میں چمچہ سے کھیر ڈال رہا ہے اور ۳ بجے دیکھا کہ میرا سیدھا بازو ٹوٹا ہوا ہے اور کوئی پٹی

صفر ۱۳۵۵ھ

پھر میں جب اٹھا تو بے ہوشی کے عالم میں کہہ رہا ہوں۔ کام تو کوئی نہیں ہوا۔ حیدر شاہ نے کہا۔ آپ اور ابراہیم پڑھا چھوڑ دیں تو فوراً کام ہو جائے گا ۱۲ مارچ ۱۹۳۷ء وقت شمس ۳ بجے صبح دیکھا کہ غلام شبیر ننگا بیٹھا ہے اور بابات ہے شاید مانک لعل کے گھر کھانا کھانے جا رہا ہے میں بھی اچھے کپڑے پہن کو جا رہا ہوں۔ راستے میں دیوار پر غلام شبیر ملا۔ میں نے کہا تم بغیر بلائے چلے جاتے ہو جب ہی تو بے عزتی ہوتی ہے پھر دیکھا کہ سید احمد کالے لباس میں کاندھے پر مشین رکھے ہوئے میرے دروازے کے اندر گھس رہا ہے اقبال کہہ رہی ہے ابھی اندر رکھ دو۔ پھر دیکھا مسجد میں نماز باجماعت ہو رہی ہے اس کے بعد ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہے۔ گھوڑے کا ماتھا سفید ہے جیسے الف اور وہ چلا آ رہا ہے۔ وقت شمس سوا دس بجے ایک برآمدے میں تہمد پہنے ہوئے بیٹھا ہوں اور فضل حسین ایک دم سفید کپڑے پہنے ہوئے کہتا ہے ماسٹر جی آپ نے میرا نام پڑھا۔ میں نے کہا نہیں اس نے کہا دو اخباروں میں دیا ہوا ہے۔ میں نے کہا کس کس میں۔ تو کہا ایک کا نام تو جیت ہے اور دوسرے کا نام کہنا ہی چاہتا تھا کہ میں نے کہا میں نہانے جاتا ہوں جلدی بول کیا ہوا۔ اس کے ہاتھ میں اخبار ہے۔ میں جلدی جلدی سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا ہوں۔ راستے میں ایک لڑکا منہ پھلائے ملا نہا رہا ہے۔ میں نے کہا ذرا ہٹنا راستہ تو دو۔ تو وہ ہٹ گیا پھر میں مہ جبیں کو بلا رہا ہوں۔ وہ کہتی ہے میں کیسے آؤں راستے میں کیچڑ ہے۔ ایک آدمی کالے کپڑے پہنے ہوئے کہہ رہا ہے کہ سانڈے کے درودں کی دوا کہ اتنے میں خورشید نے جگا دیا ہے۔ پھر زحل بوقت ۳ بجے دن دادر کی سڑک سے آ رہا ہوں۔ راستے میں نصیر ملا کہنے لگا آپ نے تار پڑھا۔ میں نے کہا نہیں تو۔ میں نے کہا کہ کہاں ہے تو کہا شاید بھیا آپ صبح سے گھر نہیں گئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا کیوں۔ (فضل و کرم فرما تو بڑا کریم ہے)

۲۲ دیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۷ء وقت شمس ۳ بجے صبح دیکھا کہ میں اور بابو دیولا نہ ملے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ دھوپ اور تمہارا چلنا۔ تم روزہ نہ رکھو۔ میں نے کہا یہی تو مزہ ہے کہ سخت گرمی میں روزہ ہو اور حج کرنے جا رہے ہیں۔ چلتے چلتے ایک جگہ پانی کے گھڑے موجود ہیں۔ سید محمود کہتے ہیں کہ بھائی ہم تو اللہ والے ہیں آؤ پیو میں نے کہا نہیں صاحب میں روزہ نہ توڑوں گا اور راستہ شام مصر و عرب کا ہے۔ (مولا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے مجھے عزت بخشی)

۲۳ دیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۲ فروری ۱۹۳۷ء وقت شمس ۳ بجے دوپہر اپنے گھر میں کہہ رہا ہوں۔ جو زیادتی کرے گا خدا اس کا کبھی بھلا نہ کرے گا۔ بار بار میں یہی کہہ رہا ہوں تو اقبال کی ماں بولی تم کس کو کہتے ہو۔ میں نے کہا چاہے تم ہی سمجھ لو۔ تم ہی بولو جو بھی زیادتی کرے گا اس کا بھلا کیسے ہوگا۔ وہ بولی بے شک۔ میں نے کہا میری اولاد۔ لڑکی، ماں یا عورت ہو جو بھی نافرمانی کرے گا۔ اس کا کبھی بھلا نہ ہوگا۔ اتنے میں ایک بزرگ آ کر بیٹھ گئے۔ میں نے کہا بابا آپ ہی انصاف کر دیں کیا کروں۔ وہ بولے ہاں جی! ہاں جی! کرنا چاہیئے۔ اور میں لکھ دیتا ہوں کہ تم سب کو ہاں جی اور نرمی کرنا چاہیئے۔ تم کو چوگنا ست گنا اور آٹھ گنا فائدہ ہوگا (پاک ذات میری خطائیں معاف کر دے اور مجھے صبر کی توفیق عطا فرما۔)

۲۴ دیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۳ فروری ۱۹۳۷ء وقت صبح ۵ بجے ایک جگہ میں بیٹھا ہوں اور پاؤں والی پٹی کھلی ہوئی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں اس کو سیدسا رنگ تو سنا دوں۔ طبلہ والا ان نہیں ہے۔ تو خورشید ہی طبلہ بجانے لگ گئی ہے۔ میں نے کہا بھائی ڈیسائی کہاں ہیں وہ نہیں آئے۔ بولی نہیں۔ میں نے کہا شراب پیتے ہوں گے۔ بولی نہیں۔ میں نے کہا پہلے پی جاتی ہوگی۔ پھر خوب جوتی پیزار چلتی ہوگی۔ کہا کہ ہاں جب ہی تو ہم مکان نہیں چھوڑتے۔ وہ ہم کو جانتے ہیں ہم ان کو جانتے ہیں۔ جب ہم شراب پیتے ہیں۔ وہ سب جانتے ہیں۔ اتنے میں ایک لڑکا مصطفےٰ نامی آیا۔ اس نے کہا آپ کے بھائی آپ کو بلاتے ہیں۔ میں نے کہا کون سے بھائی جامہ تیلی۔ میں گیا دیکھا تو کچھ رشتہ دار، ہاشم علی بیٹھا ہے۔ میں نے کہا۔ بسم اللہ سائیں جی کہئے حضور کہاں ہیں۔ وہ بولے حضور کا پتہ نہیں۔ پھر میں ان کی گود میں لیٹا ہوا ہوں تو کہتے ہیں

کے قدموں پر سر رکھے ہوئے خوب رو رہا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں۔ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ جب ہی تو میں مصیبت میں ہوں۔ آپ دعا کریں تو میری مصیبت کا خاتمہ ہو جائے۔ وہ بولیں کہ میں تو بالکل ناراض نہیں ہوں۔ میں نے کہا میں تو صرف آپ کے انتظار میں بیٹھا ہوں آپ چلیں تو میں چلوں۔ وہ بولیں تم چلے جاؤ میری اجازت ہے۔ اب اس قدر ہولناک قسم کا پانی آرہا ہے کہ درختوں تک پہنچا ہے تو ہم درختوں پر چڑھ جاتے ہیں۔ جب نکل جاتا ہے تو نیچے اتر آتے ہیں۔ تمام رات اسی طرح گذری۔ اور میں بے حد رو رو کر معافی مانگ رہا ہوں۔ پھر وہ میرے ساتھ چل پڑتی ہیں۔ تو ہم ایک مکان کے اوپر دونوں چڑھے جا رہے ہیں۔ دروازہ بند ہے۔ والدہ صاحبہ کہتی ہیں۔ وہ لڑکی ڈراتی ہے جو کوئی بھی اوپر چڑھے۔ اتنے میں دروازہ کھلا۔ دیکھا سامنے ایک لڑکی ڈرانے کیلئے کھڑی ہے۔ میں چھت پر چڑھ گیا ہوں۔ وہ لڑکی آگے آگے بھاگی جا رہی ہے تو میری آواز ڈر سے بند ہو گئی ہے لیکن اس ڈر میں بھی میرے منہ سے یا علی یا علی یا علی یا علی نکل رہا ہے۔ (میرے اللہ میرا تو کچھ بھی نہیں۔ سب کچھ تیرا ہے)

۱۶ ویں رات:۔ دیکھا تو بہت کچھ مگر یاد نہیں۔ صرف اتنا یاد ہے کہ سید منور علی نے مجھے جگایا اور یہ آیت پڑھی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ لِلنَّاسِ اور کہا شکر ہے اس کا کہ ۲۹ مہینے اور ۲۹ ہفتے سے سستے تھے۔ اپنی آنکھوں سے زیارت کی (میرے پاک رب میرا قلب نور سے بھر دے)

۱۷ ویں رات:۔ وقت قریباً ۳ بجے دن دیکھا کہ سروج کمپنی کے اسٹوڈیو میں سین لیا جا رہا ہے۔ میرا میک اپ ہے اور میرے ہاتھ میں ڈنڈا ہے۔ میں اس سین کو لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں۔ سین ختم ہو چکا ہے۔ ناتو بھائی خود سین لے رہے تھے اور فوٹو گیمرہ مین بھی ہے میں نے کہا سیٹھ سین یہاں لینا ہے۔ وہ بولے باہر جتنے آدمی لکھے سب قطب دروازے کے باہر نکل گئے اور میں مغربی دروازے سے باہر نکلا ہوں۔ تو سونڈھ ٹریکٹ دروازے پر کھڑا ہے اور ہوٹل کے راستے پر مہ جبیں کی آواز آرہی ہے۔ بابو جی بابو جی۔ میں کہہ رہا ہوں۔ مہ جبیں تم کہاں ہو۔ اور وہ مجھ کو نظر نہیں آرہی ہے۔ وہ بھی پکارتی ہے اور میں بھی پکارتا ہوں کہ کھلے میدان میں سفید فراک پہنے ہوئے مہ جبیں مجھے مل گئی۔ میں نے پیار کیا اور پوچھ رہا ہوں بیٹی تو اکیلے کیسے آئی۔ بولی بابو جی تین لڑکیوں کے ساتھ آئی ہوں۔ ابراہیم بھی ساتھ ہے اس کے بعد سروج کمپنی کا ہوٹل ہے۔ سید محمود ہوٹل میں کچھ ڈھونڈھ رہے ہیں۔ لطیف بائے ہاتھ میں ڈبل روٹی ہے وہ مجھے اشارہ کر کے سید محمود کی طرف دو انگلیاں اٹھا رہا ہے۔ (میں سراپا گنہگار ہوں۔ میری بخشش فرما دے)

۱۸ ویں رات:۔ ایک شفاخانہ میں اقبال۔ مہ جبیں اور بچے بھی لیٹے ہیں۔ مجھ سے اقبال کہہ رہی ہے۔ وہ نرس تو دروازے دھاگے سے باندھتی تھی جب بند کرتی تھی۔ میں نے بھی دروازہ دھاگے سے مضبوط کر دیا۔ مجھ کو سیڑھیوں میں آہٹ معلوم ہوئی اور کچھ باتیں کرنے کی آواز آرہی ہے۔ اس میں سے کوئی کہہ رہا ہے کہ ایک تپ دق کا بیمار مر گیا ہے تو اقبال اٹھ کر کہتی ہے۔ میں بھی چلے جا کر دیکھ لوں۔ میں نے کہا کیوں۔ وہ بولی دیکھتے نہیں ہو۔ میں بھی تو یہاں ہوں۔ میں نے کہا خطرہ رکھا۔ پھر نظر پڑی تو مہ جبیں سفید بستر پر لیٹی پڑی ہے اور مجھے بلا رہی ہے کہ بابو جی بابو جی۔ میں نے کہا بیٹا۔ اس کے بعد شکر میاں نے دکان نکالی ہے نانبائی کی۔ کہتے ہیں آپ اچھی روٹی بھی دیدیجئے۔ یہاں بکتی رہے گی۔ وہ آٹے کی ایک پڑیا فی خوراک دوں گا دوسرا بولا ٹھیک ہے اس میں لینے والوں کو بھی کوئی تکلیف زیادہ نہ ہوگی۔ میں نے کہا بھائی میں نے نہ لینے کا عہد کیا ہے۔ میں پوچھ کر اس کے بعد کچھ لینے اور ملنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔

۱۹ ویں رات:۔ بوقت قریباً ۶ بجے شام کو دیکھا کہ میری بغل میں ایک کتاب ہے اور چلنے کے لئے تیار ہوں۔ مولانا کہتے ہیں لیجئے آپ کو تو پہلے ہی سے کتاب مل گئی۔ پھر اقبال چھوٹی بچی مہ لقا کو گود میں لئے ہوئے آئی ہے۔ اور ایک پیالہ زہر سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا یہ پیالہ تو ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتا۔ بڑے بڑے لوگ دعا کرتے ہیں کہ یہ پیالہ ملے تو اس نے چھوٹی بچی کے منہ سے لگایا۔ میں دعا مانگ رہا ہوں کہ نہ پیئے مگر اس نے ذرا سا پی ہی لیا ہے۔ پھر فوراً اقبال نے نکال لیا ہے تو اس کو خون کے دست آنے لگے ہیں مگر وہ اچھی ہو گئی ہے۔ پھر اقبال نے منہ لگایا اور بغیر پیئے منہ سے الگ کر دیا ہے اس کے بعد دکان ہے ڈاکٹر مہتہ کی۔ وہاں میرے سامنے تمام مٹھائیاں سجی ہوئی رکھی ہیں۔ اور شاکر ہی کے ساتھ مٹھائی کھا رہے ہیں اور مجھ سے بھی کہہ رہے ہیں حضرت کھیئے۔ میں نے کہا جی اچھا۔ (میرے اللہ مجھ میں سے برائی دور فرما)

باندھ رہا ہے۔ (میرے اللہ تو نے مجھ ناچیز پر بڑی بڑی نعمتیں نازل فرمائیں۔ تیرا کروڑ ہا دفعہ شکریہ)

پانچویں رات:۔ وقت ظہر ۵ بجے شب دیکھا بی بی باجی اور سید احمد ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے ڈبل فتح سے پاک نعمت ملی ہے۔ پھر دوبارہ بھی یہی کہا ہے۔ وقت مترنج میرے سامنے ہار مونیم پڑی ہے۔ پھر پڑھتے پڑھتے آواز آئی پرسوں تک تم بہت بڑے درجے اور رتبے پر چڑھنے والے ہو (رب العلیٰ اپنا فضل و کرم جاری رکھ۔) — وقت زحل ۲ بجے کچھ غیب کا واقعہ دیکھا اور کچھ اور کچھ اسی طرح نظر آیا مجھے غیب سے کچھ کامیابی ملی ہے۔ پھر وقت مترنج ۲ بجے وہی بات دیکھی ہے گویا کہ مجھے زبردست سے زبردست طاقت ملی ہے اور فوراً بولے بھی آیا ہے۔ (دعوائیں تو سیاہ بدکار ہوں یہ تو تیرا کرم ہے)

چھٹی رات:۔ وقت عطارد صبح ۴ بجے میں کہہ رہا ہوں۔ لاؤ ذرا کتاب میں بھی دیکھ لوں تو ایک بہت ہی بڑی کتاب کسی نے میرے ہاتھ میں دے دی ہے پھر وقت شمش شام ۷ بجے لطیف کے ہاتھ سے مجھے پوری غیبی طاقت دلائی جا رہی ہے پھر سامنے اس نے دی ہے اور میں نے لی ہے۔ پھر پڑھتے پڑھتے تصور میں زہرا اور شہزادی نور سے اتری ہیں اور اس سے پہلے میری مایوسی اور التجا کا جواب ملا ہے کہ گھبراؤ نہیں۔ سب کچھ ملے گا۔ (رحم فرما اور میرا قلب روشن کر دے)

ساتویں رات:۔ وقت ظہر ۳ بجے دن۔ اقبال مجھ سے کہہ رہی ہے۔ تم تو اندر گھر میں بھی بیٹھے بیٹھے ڈرتے ہو اب دیکھو نوکون دیکھتا ہے یا پکڑتا ہے پھر وقت عطارد اقبال کہہ رہی ہے۔ ابھی بیٹی کا بخار اترنے والا ہے تم ہو اندر کرنا۔ تو میں انگلیوں سے کسی بدن پر یقیناً (X) کر رہا ہوں (ربی اپنے دریائے رحمت سے مجھ پر کرم کی بارش برسا)

۸ویں رات:۔ دیکھا کہ بازار میں سوڈے لیمن کی دکان ہے وہاں پر بھورا دیال بیٹھا ہے اور بھی دو ایک آدمی کمپنی میں ایکڑ دیکھنے کے لئے آئے اور اس سے پوچھا تم کا ملک کام کرتے ہو یا ڑیک۔ اس نے کہا صاحب میں دونوں کام کرتا ہوں۔ پھر وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ آل راؤنڈ ایکٹر ہے اور اپنی کاپی کے اوپر اس کا نام بھی لکھ رہا ہے۔ (اے قائم پاک میری خودی اور غصے کو دور فرما۔)

9ویں رات:۔ وقت ظہر ۱۰ بجے مجھے بہت ہی کچھ طاقت ملی ہے جس کی کوئی حد اور حساب نہیں۔ پھر وقت زہرہ ۵ بجے دیکھا کہ میں ایک مکان کی چھت پر کھڑا ہوں اور اوپر ایک پرانی لمبی سی ایک لمبی چیز جس پر غلاف چڑھا ہوا ہے معلق جھول رہی ہے معلوم ایسا ہوتا ہے جیسے سانپ ہو۔ حیدر شاہ نیچے کھڑے ہوئے ہیں اور اس پر کچھ پڑھ کر پھونکا ہے۔ پھونکتے ہی وہ گر پڑا اور شیر ہو گیا اور ایک دیوار پر آ گیا۔ میرے ہاتھ میں کھجور کا ڈنڈا تھا۔ میں نے اس کے سر پر مارا تو وہ نیچے گر پڑا اور ناچ رہا ہے۔ حیدر شاہ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ دیکھئے مجھے پیشاب معلوم ہوا۔ پیشاب کرنے گیا دیکھا تو گھڑے پڑے ہیں۔ اس میں سانپ اور شیر ہیں میں نے دروازے بند کر لئے اور موری میں پیشاب کرنے بیٹھ گیا۔ پھر کسی نے چھپا ہوا رتی مجھے دیا ہے اور سو سو کے نوٹ بھی زیبے میں

10ویں رات:۔ وقت ظہر سوا چھ بجے دیکھا کہ میں لنگوٹ باندھے ہوئے ایک گرے ہوئے مکان پر کھڑا ہوں۔ اس کی چھت پھٹ گئی ہے اور سامنے پولیس بھی آ گئی ہے۔ میں سیڑھی ٹھیک کر رہا ہوں۔ میں نیچے اترا تو دوسری سیڑھیاں ہیں اور دروازہ بند ہے۔ باہر سے لوگ دروازہ توڑ رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ ارے ذرا تو ٹھہرو مگر کھٹ کھٹ کی آواز برابر آ رہی ہے۔ آخر میں نے کواڑ پر ہاتھ رکھا کہ کھولوں۔ پھر وقت مشتری شام ۴ بجے تین کی طاقت سے ڈبل فتح ہوئی ہے۔ میں سفید کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ یہی ہے کہ قطعی چانس ملے گا (رحم کر میرے اللہ)

11ویں رات:۔ بوقت شمس ۹ بجے ایک مزار دیکھا جو حاجی لنگ بابا کا ہے بہت سی دیگیں ہیں۔ کھانا پکنے کی تیاری ہے۔ میں کہہ رہا ہوں ابھی کھانا تو نہیں پکا ہے۔ سامنے سے جواب ملا۔ کھانا پکنے میں کچھ دیر نہیں ہے ابھی پک جائے گا۔ صرف آگ سلگنے کی دیر ہے۔ اس کے بعد ایک پہاڑ ہے۔ اس کے میدان میں روشنی ہے اور ایک ریوے کی سنگل بتی نئی گاڑی جا رہی ہے۔ لیکن گڑھا کھود کر سنگل بتی کو کھڑا کر کے مٹی ڈال دی گئی ہے اور ایک آدمی اس پر چڑھا ہوا بتی میں تیل ڈال کر جلانے کی تیاری میں ہے۔

12ویں رات:۔ نظیر اور فاطمہ کا گھر ہے اور میں کرسی پر جا کر بیٹھا ہوں تو ان کا کتا بھر ندا آ کر لپٹنے چمٹنے لگا ہے۔ میں فاطمہ سے کہہ رہا ہوں ارے اس کو ہٹا۔ یہ میرے نماز کے کپڑے خراب کر دے گا۔ مجھے نماز پڑھنی ہے۔ فاطمہ نے اس کتے کو ہٹ ہٹ کہہ کے بھگا دیا ہے۔ اس سے پہلے فاطمہ سے میں نے سفید کپڑا مانگا ہے۔ اس نے کہا پیٹی میں سے نکال لیجئے۔

13ویں رات:۔ ایک میدان ہے اس میں ہو ناک پانی آتا ہے۔ میں اپنی والدہ کے پاس گیا۔ وہ سفید لباس میں کھڑی ہے۔ میں ان

۲۶ ویں رات: (وقت اول وقت پانچ بجے (مشتری) ایک آدمی اور میں سفید لباس میں ہوں اور وہی درجات ملے ہیں (رحیم وکریم مجھے تو تیرا رحم وکرم ہر وقت چاہیئے) پھر پڑھتے پڑھتے . . . . .

۲۷ ویں رات: (وقت زہرہ ۳ بجے دن دیکھا کہ میں ہوں اور ایک شخص جس کی کوئی شکل نظر نہیں آتی اور ایک دوسرا شخص جو پہلے والے سے چھوٹا ہے اس کی بھی شکل نظر نہیں آتی۔ یہ شخص باہر سے آیا ہے۔ پہلا شخص کہتا ہے۔ کچھ لائے ہو؟ دوسرا شخص کہتا ہے۔ ہاں لایا ہوں۔ میں نے بڑے صاحب سے پوچھا کیا۔ وہ بولے روپے۔ میں نے پوچھا کہاں سے لائے ہیں۔ وہ بولے۔ ایک آدمی کو میں نے قرض دلایا تھا۔ میں نے پوچھا کتنا قرضہ دلایا تھا تو کہا ہزار گیارہ سو روپے تھے اور وہ آج کل میں ملنے والے ہیں

۲۸ ویں رات: (وقت عطارد دو بجے دن میں پانی لے گیا ہوں۔ آبدست لیا مگر ٹھیک پاک نہیں ہوا۔ تو پھر نل سے پانی بھر لایا ہوں۔ شاید خورشید یا فاطمہ کہتی ہے۔ ابھی پھر پانی کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا ابھی گندگی لگی ہوئی ہے۔ پھر دوبارہ جا کر گندگی اچھی طرح صاف کی ہے۔ (قائم پاک تیرے فضل وکرم کا ہر دم محتاج ہوں)

۲۹ ویں رات: (ایک صاحب نے سفید کاغذ پر لکھ کر بہت ہی بڑا درجہ میرے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ لیکن ان کی شکل نظر نہیں آتی۔ (میرے آقا تیری ہی رحمت سے مجھے انعام واکرام ملے ہیں)

۳۰ ویں رات: (وقت عطارد زہرہ ۵ بجے شام دو کپڑے مجھے نئے پہنائے گئے ہیں۔ پھر دیکھا وقت قمر ۶ بجے شام ظہیر الدین مارے مارے پھرتے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ صاحب ذرا ٹھہریئے۔ میں کئی ایک صاحب کے پاس دس آنے پر ملازمت کی تھی ان سے مل لوں اور اب وہی درجہ اور کپڑے پہن کر منشی ظہیر الدین کے ساتھ جانے والے ہیں۔

(اے میرے خدا مجھ عاصی گنہگار بندہ پر رحم فرما

اور میرے اور میرے ماں باپ کے گناہ بخش دے

میں تو سیاہ بدکار ہوں یہ تو تیرا کرم ہے)

۲۰ویں رات: وقت نصف ۱۲ بجے دن میں اپنی جائے پیدائش پر گیا ہوں۔ وہاں میری زمین پر دوسرے لوگ قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کا نائدہ اٹھاتے ہیں۔ مجھ کو فائدہ نہیں دیتے۔ میں نے وہاں کے زمیندار سے جا کر کہا۔ میرا بانی کر کے آپ میرا فیصلہ کرا دیجئے وہ بولے تم عرضی لکھو میں فیصلہ کرا دوں گا۔ میں نے کہا میں نے تو آپ سے کہدیا اب آپ جانیں۔ مجھے تو یہ یقین ہو گیا ہے جب میں نے آپ سے کہدیا تو گویا میرے حق میں عدالت سے فیصلہ ہو گیا۔ پھر دیکھا کہ گاؤں میں کسی شخص کی شادی میں گیا ہوں تو باہر کی گلی میں میاں نظر محمد بہت ہی خوبصورت پہنے ہوئے کھڑے ہیں۔ اور مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ میرا تو آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ کیوں کہ میرا باپ نہیں۔ جو کچھ ہیں آپ ہیں اور میرے گلے لپٹ کر رو رہا ہے۔ میں نے اسے تسلی دی اور کہا اگر میں نے تیرے لئے مستقل نوکری کی کوشش کی اور مل گئی تو کر لو گے۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ مجھے نرم نہایت دینا ہے۔ میں نے کہا ضرور کوشش کروں گا۔ شاید کوئی جگہ خالی ہو تو نوکری ہو جائے۔ کیا تم گھر سے باہر نکل سکو گے۔ کیوں کہ تم نے ابھی ابھی نئی شادی کی ہے۔ وہ بولے ہاں میں ضرور آجاؤں گا۔ میں نے کہا میں قطعی پرسوں بمبئی نوکری پر چلا جاؤں گا۔ پھر وہاں سے ایک سرسبز پہاڑ پر رہنا ہو گا۔ میں تم کو بلا لوں گا تو اس نے میرے عمل کے صافہ کا سرا پکڑا۔ وہ لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ (اے غفور رحیم مجھ معاف فرما

۲۱ویں رات: وقت شش ۶ بجے صبح مولانا سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ چہرہ پورے چودہ یا بارہ ہونے اور تھوڑی کچھ کالے ہے جو بہت ہی بہتر ہے۔ پھر پڑھتے پڑھتے تصور میں کہتا کہ رہا ہے جناب میں خود بھی دیکھتا دیکھتا تباہ ہو تا رہا مگر بہت نہیں ہاری۔ اب یہاں آیا ہوں دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے (رحم فرما میرے آقا میرا قلب روشن کر دے

۲۲ویں رات: وقت زمل ۵ بجے دیکھا کہ ایک مکان میں ہم کئی آدمی بیٹھے ہیں۔ ایک آدمی نے کہا بمبئی آنے سے تو بچا سے صلح ہو گئی۔ میں نے کہا بھائی یہ آپ نے بہت ہی اچھا کیا کیوں کہ وہ تمہارے بزرگ ہیں۔ وجہ نمالے چ تے نالے درخ تم جو یہ کہتے ہو بہت ہی اچھا ہوا۔ اور بھی کہیں تمہارے رشتہ دار ہیں۔ وہ بولے میری پنجاب لاہور میں بہت رشتہ داریاں ہیں اتنے میں بی بی بائی۔ سید احمد اور شاید اقبال بھی ہیں ایک چٹھی لکھائی جاوی ہے ایک صاحب کھڑے چٹھی لکھ رہے ہیں۔ سفید کاغذات اس نے اونچی میز پر رکھے ہیں۔ ایک بائی کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بچہ ہے وہ لکھنے والے سے کہہ رہی ہے کہ حرف گجراتی زبان میں لکھنا تو وہ لکھوا رہی ہے بائی بولی کہ آدمی اپنے سجھاؤ سے سب پر قبضہ کر تا ہے اور جھوٹی چیز کو لکھی جا رہی ہے

۲۳ویں رات: وقت ۷ بجے۔ پڑھتے پڑھتے تصور میں ایک شخص کہہ رہے ہیں کہ پہلے ایک عمل پڑھنا تھا تو جبر سیٹی آیا اور اس نے چابی کی اور ماس کو اندر دھکا دے دیا تھا (رب میرے سب مشکل کام آسان کر دے)

۲۴ویں رات: وقت عطارد صبح ۵ بجے دیکھا بہت کچھ گرانیاد ہے کہ میں لنگوٹ باندھے ہوں۔ باقی بدن ننگا ہے اور کچھ بلا تے جو یاد نہیں اور شاید بی بی بائی، سید احمد دونوں بہن بھائی ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں۔ بھائی ماہ درجات ملیں تو ایسے ہی ملیں جیسے حضرت حضور ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سردار دو عالم کو ملے۔ تقدیر ہو تو ایسی ہو۔ اس سے پہلے رات کو ایک بجے وقت مشتری پڑھتے پڑھتے سن رہا ہوں کہ حضرت موسیٰ آئے ہیں میری بہتری کے لئے وہ حکم فرما

۲۵ویں رات: وقت مریخ ۱ بجے ایک شفاخانہ میں نرسیں ہیں۔ اقبال نے مجھ کو بلایا ہے۔ تو میں گیا ہوں۔ دیکھتا ہوں میلا صاف کرنے والی لال کپڑے پہنے ہوئے ہیں تو سفید کپڑوں والی نرسیں آدھی پنجابی اور آدھی اردو میں کہہ رہی ہے۔ ہم تم ناں کہیندے ہیں اور تم سندے نہیں ہم نے تم کہیندے ہی دھندے ہیں تم ہماری گل سنا کرو۔ پھر اور سے اقبال نے مجھے آواز دی اور وہ صفائی والی نرسیں اور میں اوپر چڑھنے جا رہے ہیں۔ ہم چھت پر چڑھ گئے۔ اقبال کہتا ہے میں نے اس کو صاف کرنے کو کہا مگر یہ نہیں کرتی۔ میں نے جب چھت کو دیکھا تو پاخانے سے پٹی پڑی ہے۔ اس قدر گو ہے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں ہے میں نے اس سے کہا مجھے کیوں بلایا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ حضور ہم غریب اور بھوکے ہیں۔ ہم کو آپ کچھ پیسے دیں تو ہم صفائی کر دیں۔ میں نے کہا ہم تو تم کو ایک پائی بھی نہ دیں گے جس نے ہم کو یہاں بمبئی سے کام کے لئے بلایا ہے وہی دیں گے تم جانتی ہو کہ ہم کہاں کے رہنے والے ہیں۔ تمہیں معلوم ہے بمبئی کتنی صاف جگہ ہے۔ یہاں کیا صفائی ہے۔ صبح اس جن کا ذکر آیا چیر شیر خان ایکٹر کی صورت سے مشابہ تھا جب میں نے دیکھا تو کہا۔ کیا تم میری لڑکی کو حیران کرتے ہو۔ انا اسن کر وہ کانپنے کانپتے گرا جا رہا ہے اور آنکھیں بند کرتا جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں وہ بے ہوش ہو گیا۔

(۶) ——— پانچویں رات:- وقت صبح پانچ بجے ایک مکان بہت ہی اونچا ہے اور پرانا ہے اگلی سیڑھیوں کا پتہ نہیں لگ رہا ہے۔ پھر ایک اور صاحب آگے آگے چڑھتے جا رہے ہیں اور پیچھے پیچھے میں چڑھ رہا ہوں وہ مکان اسقدر پرانا ہے کہ سیڑھیوں کے نشان کھسے ہیں۔ ایک جگہ وہ بانس پر میں پھنس گیا ہوں۔ میں نے ان صاحب کو آواز دی کہ میں مرجاؤں گا۔ یہ راستہ تو بہت مشکل ہے اور کمزور ہے۔ آپ آگے وہ کہنے لگے کہ اسی جھوٹی دنیا میں تو جینے سے مرنا بہتر ہے۔ یہ کہہ کر آگے اور انھوں نے مجھے نکالا۔ جب ہم کھلی چھت پر پہونچے تو کہیں کہیں پر جا بجا دانے بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے کہا کہ مگر یہ مکان پرانا ہے مگر اسکا بھی کچھ نہ کچھ کرایہ ہوگا۔ کہ جو اس مائی نے وقف کر رکھا ہے کہ جو غریب آئے وہ یہاں رہے۔ ایک چارپائی بچھی پڑی ہے اس کے بعد کوئی سین نہیں ہے آفندی نصیر اور میں ہوں اور تھوڑوں کا کھیت ہے۔ آفندی نصیر نے گنڈیری اور خربوزہ توڑا ہے اسکو کاٹ کر کہہ رہا ہے کہ بھیا آؤ اور کھاؤ۔ میں نے کہا بھیا نصیر میں نے کبھی نہیں کھایا ہے۔ ریتے کہ دریم نکلتا ہے یا ہو جاتا ہے۔ اتنے میں گھر جانے لگے میں نے کہا کہ تم جاؤ۔ میں نہیں جاتا۔ اسی نے جب بار بار کہا تو میں نے جواب دیا کہ بھیا نصیر تم جانتے ہو کہ میں تو سو جاتا ہوں لہٰذا میں اسی مائی کی چارپائی پہ گھنٹہ دو گھنٹہ سو جاؤں گا اس نے مجھے بلایا ہے۔ وہ لاکھ کروڑوں روپیہ رکھتی ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ مجھے کہیں سے روپیہ ملنے والا ہے پھر دیکھا کہ سروج کمپنی کے میدان میں سید جان آئے ہیں اور ان کے ہاتھ میں دو کاغذ ہیں ان پر ڈاک خانہ کی مہر لگی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ لو یہ دونوں کاپیاں ہیں جو میں نے لے لیے ہیں۔ (میرے آقا مجھ پر تیری بڑی بڑی عنایات ہیں۔)

(۷) ——— ساتویں رات:- وقت تخمیناً چار بجے شام دیکھا کہ سروج کمپنی کا اسٹوڈیو ہے۔ اور پانی بھر کر میں پانکھا نہ جا رہا ہوں سامنے سے ایک سفید سیاہ ساڑھی پہنے ہوئے آ رہی ہے۔ میں نے اسکو کل کے پاس بلا لیا۔ وہ آکر مجھے لپٹ گئی اور میرا منہ چوم رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ مجھکو کیوں بلا ہے۔ میں نے اسکو بچپنی زبان میں اسکا جواب دیا۔ اور ایک شعر پڑھا کہ تم مجھکو اسکا جواب دو گی تو میں آؤنگا۔ گویا وہ سمجھی ہوئی ہے اور پیار کرتی جاتی ہے۔ اور پستان اس کے کھلے ہوئے ہیں۔ اور کہہ رہی ہے کہ نہیں تو یہ ہے کہ میں تمہاری معشوقی میں نہ رہونگی ورنہ۔ میں نے کہا کہ اب تو خاموش رہ۔ اسکے بعد وہ ہٹی۔ تب میں پانکھا نہ گیا بھر اب وہ ہٹی مگر صاف نہیں ہوئی ہے ہاتھ میں بھرا ہوا ہے تو نل سے بھر پانی لینے کیلئے آیا۔ لیکن اسقدر زبردست بارش ہے کہ دکھائی نہیں دیتا۔ لوٹے میں بارش تھا کا پانی لیا۔ گنپت کہہ رہا ہے کہ لوٹا مجھے دو میں پانکھا نہ جاؤں۔ میں نے کہا کہ میں جا رہا ہوں اور پھر اسی وقت اسی گندے ہاتھ سے جائے پی رہا ہوں۔ جب جائے پی چکا تو پانکھا نہیں جا کر آبدست لیا اور ہاتھ صاف کیا۔ اسکے بعد خود سفید پھر ہوٹل کے پاس کھڑی ہے اور عاشقی معشوقی کی باتیں کر رہی ہے۔ میری عورت اقبال بھی ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ اب تو میں توبہ کرتا ہوں۔ کسی سے عاشقی معشوقی نہ کروں گا۔ حرا آٹھ دن کر کے پھر چھوڑ دونگا۔ ایک تو میری عورت ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میں انھیں ہرگز تکلیف نہ دونگا۔ اگر عاشقی معشوقی کروں گا تو صرف آٹھ دن کر کے پھر چھوڑ دونگا۔ (رحم کر میرے اللہ اور امن دے۔)

(۸) ——— وقت شمس ۶ بجے صبح۔ آٹھویں رات:- دیکھا بہت کچھ مگر یاد اتنا ہے کہ بہت لمبی عورت اور ڈبل فتح ہوئی۔ پھر دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ تیری بڑی لڑکی غلام فضہ بچ گئی ہے۔ (میرے آقا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے مجھ ناچیز پر کیسے کیسے احسان ہے میں کس زبان سے ان کا شکریہ ادا کروں)

(۹) ——— نویں رات:- میں بچے دن دیکھا کہ سروج کمپنی ہے۔ اس کے مشرق و شمال کونے پر ایک نئی عمارت بنی ہے جو میری ہے۔ کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ یہ تیرے لیئے ہے۔

(۱۰) ——— دسویں رات:- وقت پانچ بجے دن کو دیکھا کہ سروج کمپنی ہے منشی ساغر حسین اور منشی ظہیر بھی اور میں کرسیوں پر بیٹھے ہیں کچھ ظاہر ہونے کا بیان ہو رہا ہے۔ لطیف بالائی خشکہ اور ڈبل روٹی کھائے ہیں جسکو کھا رہا ہوں (رب العلمین تیری رحمت کی ہر وقت ضرورت ہے)

(۱۱) ——— گیارھویں رات:- وقت ۷ بجے شام سروج کمپنی کا اسٹوڈیو ہے راحو بھائی سے کہہ رہا ہوں کہ ظاہر نوکر دیا ہے اب دیکھیں یہاں کب ظاہر کرتا ہے۔ اور حکم دیتا ہے۔ (پاک ذات تو بڑا رحیم ہے رحم فرما)

(۱۲) ——— بارھویں رات:- وقت ۴ بجے ظہرہ اور میں جا رہا ہوں ایک بہت ہی اونچا پہاڑ ہے۔ ہم اوپر چڑھ گئے ہیں۔ اوپر ایک درخت کی جڑ کے پاس گھانس پھونس کی جھونپڑی بنی ہوئی ہے۔ میرے لنگوٹ کسا ہوا ہے میں اسکے اندر گھسا ہوں۔ وہاں

خواب :-

ربیع الاول ۱۳۵۵ ہجری

(۱) ——— **پہلی رات** :- پھر رات کو دیکھا کہ تو ہے کا نارا یکدم سیدھا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ کہیں یہ ٹوٹ تو نہ جائے تو وہ شخص کہ جس کی شکل نظر آتی ہے کہتے ہیں کہ تیا مت تک نہ ٹوٹے گا۔ ارے رحیم تو ہی میرے سارے کام سنوارتا ہے)

(۲) ——— دیکھا کہ تین چار آدمی مجھ پر حملہ کر رہے ہیں۔ میرے پاس ایک چھری ہے جو میں نے ایک ہیٹ پر مارتی ہے اور۔ ایک باغ ہے اس میں ایک شخص ہیٹ لگائے کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا اور ایک چھوٹا پھل ہے۔ وہ غالباً بڑا پھل کھا رہا ہے اور وہ آم ہے۔ پھر ایک ڈاکٹر فی آئی اور کہنے لگی کہ اس دوا کو استعمال کرنے کے لیے ڈاکٹر ضرور ہونا چاہیے گا ورنہ نہیں پھر ایک آدمی کا تب دق کا کیس ہے میز پر اتنے ہیں۔ اتنے میں ایک بہت بڑے آدمی کا لڑکا آکر کہتا ہے کہ یہ نہیں دیکھنے میں نے جن پہلے ان کو پہلے نہیں دیکھا ہے۔ تو بی بی بائی کہتی ہے کہ رب ان کو حقیقی آنکھ دے جو یہ دیکھ سکیں۔ اتنے میں اس آدمی کے اندر کی بات مجھے معلوم ہوئی۔ جو بالکل سفید ہے۔ تو انھوں نے سفید کاغذ پر تعویذ لکھ کر مجھ کو دیا۔ اور کہا کہ اپنی جیب میں رکھنا تو نظر آئیگا کہ وہ اندر کا حصہ سفید نظر آگیا (پاک پروردگار میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں)

(۳) ——— **تیسری رات** :- دیکھا کہ ایک عورت پاس لیٹی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اس نے یقین نہ کیا اگر کرتی تو ضرور اچھی ہو جاتی۔ (حفیظ کی طرف اشارہ ہے)

(۴) ——— **چوتھی رات** :- دیکھا کہ لطیف بھائی کے ہوٹل میں بہت سے آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑے ہیں اور سید احمد کا سیب چھیل چھیل کر مجھے دے رہا ہے۔ جو میں کھا رہا ہوں اور ایک دوسرے شخص کہ اپنے دانت سے کاٹ کر اپنا جھوٹا دے رہا ہوں۔ مجھے لطیف بھائی نے دودھ ملی شکر کی چائے مجھے دی ہے۔ پھر بہت سی تعداد میں سفید پھول دیکھے ہیں۔ (مولا مجھے صبر کی توفیق عطا فرما)

(۵) ——— **پانچویں رات** :- دیکھا کہ میں رانا پیر میں بلڈنگ میں جا رہا ہوں۔ وہاں ایک بڑا صاحب اور اس کے ساتھ ایک دوسرا صاحب رہتا ہے۔ میں اس بلڈنگ میں جا کر صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ حضور آپ کو یہ کہنے آیا ہوں کہ یہ دوائی تپ دق کی ہے اور اسکی قیمت دو آنے پڑتا ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر لوگ کتنا کتنا پیسے لیتے ہیں۔ تو وہ صاحب کہتا ہے کہ ہاں وہ تو آنے جانے کی آمد و رفت فیس لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں اسی لیے عرض کرنے آیا ہوں کہ آپ تو ہائی کلاس اور ہائیلین آدمی ہیں۔ اور اسکی بھی خیر ہائی کلاس پبلک میں پہنچے۔ یہ دوائی اس بزرگ کی دی ہوئی ہے صاحب کہنے لگا کہ جب اسکی دی ہوئی ہے تب کیا کہنا۔ میں نے کہا کہ صاحب میں حکم چاہتا ہوں۔ وہ کہنے لگے ہیں کہ صاحب جو مرزا صاحب رہتے ہیں انھوں نے صاحب کو بلایا اور کچھ شعر پڑھا۔ اس کے بعد میں ایک جگہ پر گیا ہوں وہاں ایک بزرگ سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں نے اُن سے قلب کی روشنی کا ذکر کیا۔ انھوں نے سفید کپڑے کا چھوٹا سا ٹکڑا میرے ہاتھ میں دیا اور یہ شعر پڑھا۔ کہ روشن بریں یعنی اسکو آنکھ پر رکھنا تو آنکھ روشن ہو جائے گی تو رحم والا ہوں

(۱۶) ——— سولھویں رات:- دیکھا کہ ایک بزرگ میرے لیئے دعا مانگ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ سجدہ میں جاکر دعا مانگیئے۔ انھوں نے ویسا ہی کیا اور دعا کی۔ کہ یا اللہ اسپر وہ باتیں وارد کر جو یہ مانگتا ہے۔ اور جا اتنا ہے اتنے میں وہی بزرگ مجھے کہتے ہیں کہ وہ سبق کو ضرور کرتے جانا جو سب سے بھلا ہے اسکو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اور بھی بہت کچھ اور یہ بھی کہا کہ امن میں ہو سدا پاک پروردگار میری دین و دنیا کی حاجتیں پوری کرے)

(۱۷) ——— سترھویں رات:- میرا پیدائشی گھر بہت ہی اونچا بنا ہوا ہے۔ اور کوٹھا بہت بڑا ہے۔ جو سفید مٹی سے لپا ہوا ہے۔ میرے ہاتھ میں ارمونیم باجا ہے اور ساتھ اقبال بھی ہے۔ میں اپنی گھسائی پورے سر میں گا رہا ہوں اور کہتا جا رہا ہوں کہ وہ بھی ایسا ہی پورا سرگاتا تھا۔ اقبال بولی نہیں وہ تو ایسے گاتا تھا۔ تو اقبال گا ٹرٹرا گئی۔ اور ہم دونوں کے سر الگ الگ ہو گئے۔ میں اکیلا پورے سر میں گا رہا ہوں۔ بعد میں ایک آدمی نے مجھے پرا ٹھا دیا ہے۔ اور حلوے کا سارا گاگر میرے آگے الٹ دیا ہے۔ کسی صاحب نے تین، چھ، نو چیزیں مجھے دی ہیں۔ میں بہت خوش ہوا ہوں۔ اور گانے کے لیئے جا رہا ہوں۔ مرنے والا فضل کہتا ہے کہ بھائی ذرا ٹھہر وہ میں سارنگی لے لوں۔ پھر ایک دریا میں کشتی چل رہی ہے۔ ہم بھی اسٹار پر پہونچ گئے ہیں۔ اور وہاں ایک کمپنی آئی ہوئی ہے۔ جسکا مالک ابراہیم مویشی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جان دلاری کا درست ٹھیک ہے۔ پل کے نیچے ایک مکان ہے۔ اس میں دلاری کا سامان ہے۔ جو تمام بستر ہی بستر ہیں۔ وہاں پر تاش ہو رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بس وقت پر درست بن جاتا ہے۔ اور میں بھی مکان لینے کی فکر میں ہوں۔ ابراہیم مویشی کا انتظار ہے جو آگیا ہے۔ میں اور رگھوناتھ دریا کے کنارے گئے ہیں۔ وہاں تین کمرے خالی پڑے ہیں۔ سامنے دریائی اسٹیشن ہے۔ رگھوناتھ کہتا ہے کہ صاحب کہ اس میں کمپنی کا بہت ہی اچھا بندوبست ہے۔ وہاں آٹھ آٹھ آدمی ملکر رہا کریں گے۔ وہاں کمپنی نے نئے مکان بنائے ہیں۔ اور جو الگ رہنا چاہے اسے کمپنی ۱۲ روپیے الگ دے گی۔ اور یہ وہاں چل رہا ہے رگھوناتھ نے ایکدم کہا کہ صاحب پاؤں بچانا۔ یہ بھی درگا، ہے جو ایکدم چیتہ ترے کی شکل میں ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ معاف کرے گا۔ اتنے میں سید صاحب بابو حسین آئے ہیں اور مجھ سے کہا ہے کہ کھجوریں ہیں لیجیے میں نے کہا کہ کہاں سے لائے ہو۔ کہنے لگے کہ ملک شام سے۔ میں نے کہا کہ ملک شام کہاں ہے بولے کہ آپ کو اس سے کیا مطلب آپ کھجوریں لیجیے! پھر خود ہی بولے کہ جہاز میں اور سمندر کے نیچے تمام ملک شام ہی شام ہے (رحم کر میرے آقا۔)

× ——— اٹھارویں رات:- وقت شمس۔ ساڑھے تین بجے دن۔ مجھے اللہ پاک سے ڈبل فتح ملی ہے پھر ہم جہاں رہتے ہیں۔ وہاں سڑک کی جانب اگاسی ہے۔ میں اپنی گود میں اپنی بچی لیئے ہوئے ہوں۔ اور اقبال کو اگاسی دکھانے جو گیا ہوں تو گر گیا ہوں۔ اس کے بعد کمرے کے اندر جو آیا تو مہ جبیں نے کہا کہ مجھے گرمی لگ رہی ہے۔ میں اسکا ہاتھ پکڑ کر اگاسی میں لے آیا خورشید بھی ساتھ ہے میں نے پردے ہٹا دیئے۔ باہر بارش بہت زوروں پر ہو رہی ہے۔ جو ہماری اگاسی کے اندر تک آ رہی ہے۔ اور ہم بھیگ رہے ہیں۔ اس کے بعد جنگل میں کمپنی ایک سین لینے گئی ہے۔ سب لوگ میک اپ کیئے ہوئے ہیں۔ اندر ہوٹل بھی ہے۔ اندر ایک آدمی ملا میں نے سب حال اسکو سنایا وہ دوسرا ڈریس پہن کر پھر ہوٹل میں آیا اور مجھ سے دوا کے متعلق بات چیت بھی ہوئی۔ میں نے کہا کہ یہ دوا تپ دق کیلئے ہے۔ تو وہ آدمی بہت ہی دبلا پتلا ہے تو اس نے روپے نوٹ اور پیسے نکال کر میری ہتھیلی پر رکھ دیئے۔ اور کہتا ہے کہ تم ہو کون میں نے کہا کہ میں مسلم ہوں۔ اسنے پھر پوچھا میں نے کہا کہ میں نے آپ سے کل بھی بتایا تھا کہ میں مسلمان ہوں۔ پھر میں نے کہا کہ میں دوا دوں تو وہ میرے ہاتھ سے رقم اٹھا رہا ہے۔ تو کہنے لگا کہ مجھے تو دوا کی ضرورت نہیں میں تو شراب پیتا ہوں۔ وہ خراب کا ہوٹل ہے۔ پھر میں اپنا ہر چیز سنبھال کر باہر نکلا تو سب ایکٹر ناچ رہے ہیں۔ نصیر بھی راستہ میں ناچ رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ لطیف کہاں ہے کہا کہ اسی وقت ان تینوں جالبوں میں نہیں ہے۔ پھر میں نے کہا کہ رامو بھائی کہاں ہے جواب ملا کہ سامنے تیسری سیڑھی پر بیٹھے ہیں۔ (قادر مطلق میری ساری خطائیں معاف کر دے۔)

(۱۹) ——— انیسویں رات:- سامنے ماہ پیر بخش کی شکل نظر آئی۔ جسکی نہائیت ہی خوب صورت آنکھیں اور یہی شائد وہ جن ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ امن کی ہوا سب امن ہوگا۔ ۴ بجے وقت شمس دن کو دیکھا کہ فاکر صاحب کچھ کہہ رہے ہیں کہ دریا کے پار جنگل میں ایک سیدانی ہے جو کسی پر عاشق ہے اور میں پولیس میں ہیڈ کلرک ہوں سپاہی

تین مکڑیاں ہاتھ کی بڑی ہیں جو کہ بالنس کی ہیں۔ ان میں جو سب سے لمبی ہے وہ میں نے لے لی ہے۔ سامنے غار کا راستہ ہے دور سے آدمی نظر آتا ہے۔ جو آدمی وہاں آجاتا ہے میں اس کو مار ڈالتا ہوں۔ یعنی دو آدمی میں نے مارے ہیں۔ نیچے بہت صاف میدان ہے وہاں دو آدمی میں نے مارے ہیں۔ ایک آدمی کھڑا ہے۔ میں اپنے ساتھ والے آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ وہ تو ہمکو دیکھتا ہے۔ لیکن پھنسا کھڑا ہے۔ پھر میں اکیلا دوسرے رخ کی طرف کھڑا ہوں۔ دیکھا کہ ایک سپنیہ بہہ رہا ہے ایک پاس ایک آدمی بیٹھا ہے۔ میں اس کو نہاتا پھر دیکھا پھر دیکھا کہ ہم نے اتفاقیہ کھیل کیا اور روپیہ آگیا ہے۔ چھوٹی چھوٹی تنخواہ والے لوگ بھی ہیں۔ قادر بخش تنخواہ پاتا رہا ہے ہیں۔ انھوں نے سروج کہنی میں جانی بابو کی تنخواہ دی ہے۔ اور مجھے بھی دے رہے ہیں۔ روپئے رب اجاندی کے ہیں۔ پہلے انھوں نے سات روپئے دیئے میں نے دیکھا تو اٹھنیاں ہیں مگر روپیہ سات ہی ہیں پھر انھوں نے سات سات کی بیڑیاں گن گن کر میری جھولی میں ڈالنا شروع کر دیا۔ تو میری جھولی بھر گئی انھوں نے کہا کہ کتنا روپیہ ہوا۔ میں نے کہا کہ ڈیڑھ سو میرا اور تین سو اقبال کا۔ پھر ایک جگہ پر کچھ آدمی بیٹھے ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ ہم کو بھی دکھاؤ جہاں کام کرتے ہو۔ میں نے کہا کہ اچھا ذرا اندر سے اجازت لے آؤں میں نے اندر سے اجازت لی اور انکو وہ جگہ دکھائی۔ اندر ایک قلعہ اور دیوار ہے جو بالکل باریک اینٹوں کی ہے میں اس سے کہہ رہا ہوں کتنی مضبوط اینٹوں کی دیوار ہے۔ دکھا کر باہر آیا ہوں تو ایک مسجد ہے اس کے صحن میں بہت مخلوق بھری بیٹھی ہے۔ مجھے ہاتھ دھونے کی ضرورت پڑی۔ وہاں ایک گھڑا بھرا رکھا ہے۔ میں نے ہاتھ دھوئے ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہتا ہے کہ کس نے ہاتھ دھوئے ہیں جو یہ پانی بہہ رہا ہے۔ میں نے جان کے زور زور سے چیخنا شروع کیا ہے کہ صاحب میں نے دھوئے ہیں۔ میں ہوں۔ دھونے والا۔ انشاء اللہ میرا حق ہے۔ پھر کوئی نہیں بولا۔ پھر اسی صحن سے پھرتا آرہا ہوں۔ سب سے پیچھے کالی داڑھی والے سید صاحب بیٹھے ہیں۔ دیکھ رہے ہیں کہ مٹنے دوا شروع کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ وہ بولے کہ اپنے دو پیسے کو دکھ کر دوا دینا اور ایک دوا ہے اسکا نام بوتل اصغر ہے۔ اسکے پلانے سے لڑکے ہوں گے۔ سامنے ایک لوٹا لگا ہوا ہے اس میں سرخ رنگ کے پھول ہیں۔ وہ ٹین کے گملے میں ہے۔ سائی نکالکر دوسرے گملے میں رکھنے والا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں۔ کل بھی اور آج بھی نانو بھائی سامنے آرہا ہے۔ (پروردگار عالم میرے سارے کام نیرے ہی سپرد ہیں اور تو ہی میرا حافظ ہے۔)

(۱۳) ——— تیرھویں رات :- وقت چار بجے (سرسنگ) لطیف نے ایک نالہ سے کودکر کوئی چیز نکالی ہے پھر اسمیں رکھکر نئی مٹی بھر رہے ہیں۔ اور بہت ہی اونچا ڈھیر ہے۔ پھر میں اپنے بیدالنشی گھر گیا ہوں۔ وہاں سے میرے بڑے بھائی عالم دین مرحوم کی حویلی میں جا رہا ہوں۔ آگے بہت سی سیاہ گائے بندھی ہیں۔ میں ان سے ڈر رہا ہوں کہ کہیں مار نہ دیں۔ مگر کسی نے چوں تک نہیں کی۔ بلکہ سر جھکا کر کھڑی ہیں۔ پھر میں جھوٹے بھائی قمرالدین کی طرف گیا ہوں۔ وہاں تمام سفید گائیں بندھی ہوئی ہیں پھر ڈرا کہ شائد یہ ماریں۔ مگر کسی نے نہیں مارا۔ پھر ایک آدمی انہار جاتے ہوئے مجھ سے یہ کہہ رہا ہے کہ ایک منتظم کو تین کو بہت اچھی ملی ہے۔ میں نے بات کہہ لی ہے تم آؤ تو میں بتاتا ہوں۔ میں اندر گیا تو اقبال بھی دکھائی دی۔ مجھ سے کہتی ہے کہ ذرا میری پیٹھ کی تو لیتے آنا۔ اور جو گملے پر گھیوں کی گھنگھنیاں چڑھائی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو وہ بولی کہ گایوں کے لیے پنگ بنا رہی ہوں۔ میں نے کہا کہ ان کیلئے سیر آدھ سیر چڑھا دینا تھا۔ وہ بولی کہ آج اگر مجھ کو بلاؤ اور میں نہ آؤں تو کھسیانا نہیں۔ میں نے کہا کہ کیوں۔ وہ بولی کہ آج مجھکو خون جاری ہونے والا ہے۔ یہ میرے پرانے گھر کا واقعہ ہے۔ (میرے مالک میرے گناہ معاف فرما دے)

(۱۴) ——— چودھواں خواب۔ ایک جن مجھے رائے لیے جا رہا ہے۔ میں سفید کپڑے پہنے ہوئے ہوں وہ بھی اور دوسرے لوگ بھی مرجا مرجا پڑھ رہے ہیں اس سے پہلے یہ بھی پڑھا۔ وبسمت بیل اللہ۔ پڑھتے پڑھتے ایک نیچر نکلا۔ سیر لکھا ہوا ہے۔ یا علی یا علی پھر جو میرے ساتھ ہے کہتا ہے کہ اقبال میرے ساتھ بیٹھی ہے۔ یہ ہر وقت تکیہ لگائے بیٹھی رہتی ہے۔ یہ ذرا چال پھرا کرے۔ آج نانو بھائی کے گھر میں بھی ذکر تھا کہ ذرا ست ہے اقبال۔ (مولا رحمت میرے شامل حال رکھو)

(۱۵) ——— پندرھویں رات :- وقت ڈیڑھ سو روح کا اسٹوڈیو ہے۔ ہوٹل میں بہت سے آدمی ڈرائیور وغیرہ بہت سے آدمی بیٹھے ہیں تو فیو بانو مجھ سے کہتا ہے کہ آپ باہر جائیے سب مجھ سے کہتے ہیں کہ سو رہے ہیں تو میری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں تو فیو بانو نے اپنے ہاتھ سے تل دیں۔ پھر میں باہر نکلا اسٹوڈیو کی طرف دیکھا کوئی آدمی نہیں پھر میں ہوٹل کے اندر چلا گیا۔ (رحم کر میرے مولا میرے سارے کام سنوار دے۔۔)

(۲۵) ——— **پچیسویں رات** ۔ دعائے گنج العرش کا تیسرا یا ساتواں نام پڑھ رہا ہوں پھر ایک مکان میں پیر پڑتا ہے ایک سولیٹر نے درخواست لکھی ہے جو عدالت میں پیش ہونے والی ہے۔ یہ درخواست اقبال نے اپنی طرف سے لکھوائی ہے۔ مضمون اوپنا یہ ہے۔ میرا حق جائداد مجھے ملے۔ دو گواہ اسکا ہری پرشاد ہے۔ میں نے وہاں جاکر دیکھا تو پیر پر پیلا کاغذ کھلا ہوا پڑا ہے۔ مگر ذرا سا تیل لگ گیا ہے۔ سولیٹر صاحب بیٹھے ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ گواہ کون ہے۔ اقبال نے کہا کہ ہری ہر پرشاد ہے۔ تو سولیٹر ہنسا اور کہا کہ ہری ہر پرشاد کو گواہ نہ رکھو۔ عدالت جھوٹ سمجھے گی کیونکہ اسکی عمر بہت کم ہے۔ اور اقبال کی عمر اس سے بہت ہی زیادہ ہے۔

× ——— وقت شمس تین بجے دن کو دیکھا کہ ایک مکان میں بیٹھا ہوں وہاں بہت اندھیرا ہے۔ حیدر شاہ بھائی آئے اور کہنے لگے کہ میں آپ کو سمجھانے آیا ہوں کہ آپ اسکو سمجھاؤ کہ دوکان کھلی پڑی ہے وہ اسکو چلائے اور نوکری نہ کرے۔ آپ کے سمجھانے سے وہ مان جائے گا۔ میں نے کہا کہ وہ کہاں ہے انھوں نے کہا کہ وہ ابھی امتحان دیکر آیا ہے اور پھر اسکا امتحان ماہ ذی قعدہ میں ہونے والا ہے۔ ایسے میں وہ آپ کے پاس آجائیگا۔ تو آپ سے گانا بجانا سیکھ لے۔ میں نے کہا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ میں اسکو سمجھاؤنگا وہ فوراً دکان بند بیٹھ جائے گا۔ پھر میں نے پوچھا کہ وہ ہے کہاں۔ تو بشیر بولا کہ وہ لاہور رہتا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا کرتا ہے۔ بولا کہ وہ آج کل وزٹ پر ہے یعنی مانگتا پھرتا ہے اور کسی کو بتاتا نہیں کہ وہ حیدر شاہ کا بھانجا ہے اور میراثی ہے۔ وہ مارے شرم کے نہیں بتاتا۔ (رب مجھ گنہگار پر اپنی رحمت کا سایہ ڈالدے)

(۲۶) ——— **چھبیسویں رات**:۔ وقت قمر شب ایک بجے دیکھا کہ میں اپنے وطن میں کھڑا ہوں۔ اور آسمان سے سنہری و روپہلی چھوٹے چھوٹے تارے جو کپڑوں میں ٹانکے جاتے ہیں برس رہے ہیں۔ وہ میرے ہاتھ میں آتے ہیں میں انکو آسمان کی طرف پھینک دیتا ہوں۔ وہ اور زیادہ گرتے ہیں میں اور زیادہ پھینکتا ہوں۔ پھر وہ اور زیادہ گرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ لوگو مجھے مل گئی ہے۔ پھر زوروں کی بارش ہونے لگی۔ مجھے سردی لگی تو میں کہنے لگا۔ کہ یا علی یا علی یا علی۔ پھر گاؤں کے نزدیک ایک راستہ ہے اس پر کوئی جیپر کھڑی ہے۔ میں اس کے پاس اڑکر جارہا ہوں اور مہتہ کے گاؤں میں گھس گیا ہوں اور وہی بڑھتا جارہا ہوں۔ اس کے بعد چار بجے شب مریخ دیکھا کہ موٹر گاڑی لی ہے۔ وہ چلتے چلتے ذرا سے کچرے کی وجہ سے رکی ہوئی ہے میں نے گنیت ڈرائیور سے کہا کہ ذرا میری گاڑی کو تو دیکھ۔ اس نے کہا کہ اسکو دیکھنے کیلئے کم از کم ایک گھنٹہ چاہیئے۔ پھر نماز دیکھی ہے پھر قرآن شریف پڑھا ہے (اے میرے مالک تو بڑا ہی رحیم وکریم ہے کرم فرما)

(۲۷) ——— **ستائیسویں رات**:۔ دیکھا کہ خوب گانا بجانا ہو رہا ہے پھر دودھ والا بھیا آیا میں نے کہا کہ آج میں تمھارا سب حساب کئے دیتا ہوں اس کے بعد اگر کچھ قرضہ نکالو گے تو میں کچھ نہ دونگا۔ ابھی تمہارے تراسی یا ۸۳ سی روپئے ہیں۔ وہ بولا کہ حساب سے نکلے گا تو میں ضرور لوں گا۔ پھر میں نے کہا کہ حساب سے دوبارہ دیکھ لے۔ تو وہ بولا کہ اچھا صاحب یہ مہینہ تو میرا مانگ چلتا ہے۔ میں نے کہا بیشک یہ مہینہ تمہارا چلتا ہے۔ اسکے بعد دیکھا کہ دعا مانگ رہا ہوں کہ یا اللہ کسی سچے شہر میں لے چل۔ یہ تو میری بات مانتے ہی نہیں۔ پھر میرا سالا فیروز بھی بیکار تھا میں نے اسکو بھی کام پر لگا یا تھا ایک مہینے کے لئے۔ پھر ہم دونوں اپنے گھر پہونچے وہاں میری بی بی صالح بی اور لوگ بھی ہیں۔ تو کوئی فیروز سے کہہ رہا ہے کہ ہم نے تیری مدد کی تھی۔ تو وہ مکر گیا۔ تو میں نے کہا کہ فیروز تم کو خدا کی قسم سچ کہہ دو کہ کام ہم تم کو میں نے لگایا ہے جبھی تو کرایہ کرکے گھر پہونچے ہیں۔ مگر وہ خاموش ہے۔ پھر رات کو یہ تصور میں دیکھا۔ کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ صاحب اپنی جان بچانے کے لیئے اس دوائی کے سامنے اس نے چودہ کر ڈر یا ونڈ دیا ہے۔ اور بہت سی فوج دیکھی ہے ایک آدمی نے کہا کہ یہ لے لو۔ میں ڈر اکر یہ کیا دیتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں اور کچھ نہیں لیتا۔ خالد میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے وہ بولا کہ اللہ کا نام اس میں لکھا ہوا ہے۔ تو میں نے کر فوراً اپنے پاس رکھ لیا ہے۔

(۲۸) ——— **اٹھائیسویں رات**:۔ وقت ظہر ۳ بجے ہیں۔ مہتہ اور سوہن لعل کو ڈھونڈھ رہا ہوں۔ دیکھا کہ بڑھائی کے راستہ پر ایک کمرہ ہے۔ اور اسمیں مہتہ اور بی بی بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں نے مہتہ کو سلام کیا تو وہ غصہ اور تمسخر سے کہتے ہیں کہ تم نے مجھے ایسا ٹیڑھا سلام کیوں کیا۔ میں نے کہا کہ مہتہ جی آپ ہنستے ہو ذرا اس خدا سے تو ڈرو۔ اور اس سے پناہ مانگو وہ جب بچاتا ہے تو ہلنے نہیں دیتا ہے۔ تم میری حالت پر ہنستے ہو۔ مہتہ جی پنجاب میں میں بھی تین کمپنیوں کا مالک تھا۔ میرے پاس ابھی تک لائسنس موجود ہے یہ دیکھ لو۔ آج میری حالت کمزور ہے کبھی تو اچھی ہو جائے گی۔ آپ کو ہنسنا نہیں چاہیئے۔ اور پناہ مانگنا چاہیئے

نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ جیسر عاشق ہے اسکے پاس جا رہی ہے۔ میں نے جا کر اسکو روکا ہے پھر نظیر در زی میں بیٹھے ہیں۔ میں نے سر میں تیل لگایا ہے اور کنگھی بھی کی ہے۔ بیچ سر نے والا ہوں۔ دو بچے سرہانے بیٹھے ہیں۔ اور دو چھوٹے چھوٹے سرہانے بھی بڑے ہیں۔ میں نظیر سے کہہ رہا ہوں کہ یہ سرہانے اس لیئے رکھے ہیں تاکہ میرا منہ سیدھا قبلہ رخ ہو۔ اور تکلیف نہ ہو۔ وقت قمر ۳ بجے دن میری والدہ بول رہی ہیں کہ ایسا میں بھی بچا لیتی ہوں۔ پھر اسٹیل ڈائریکٹر کو دیکھا وہ فرانس کمیونسٹ بنگیا ہے۔ پھر کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ کاغذ یہ تمہارا کیس ہے۔ فیصلہ تمہارے حق میں ہوا ہے۔ تم جیت گئے ہو۔ (مولائے رب العزت تو پاک ہے تیرے سوا کوئی نہیں یہ دنیا جھوٹ اور مکر و فریب کی دنیا ہے۔)

(۲۰) ——— بیسوی رات:۔ خورشید پور کے کپڑے پہنے ہاتھ باندھے میرے سامنے کھڑی ہے۔ اور کہہ رہی ہے کہ میں تابع فرمان ہوں۔ پھر بہت بڑا آئینہ اور سرسبز درخت نظر آیا۔ پھر وقت قمر ۵ بجے صبح دیکھا۔ حبیب اور میں بیٹھا ہوں میں کہہ رہا ہوں کہ اس دوائی سے پوری شفا ہوئی۔ اس کے بعد پاس والے گھر میں استاد مہتہ بہ ہم سہائے۔ اور ایک لڑکا جوان کے ساتھ ہے میں ان سے بلا۔ استاد بنارسی سادہ اور اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور میں غریب ہوں پھر بھی میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آپ ان کے گھر میں نہ رہیے۔ میرے گھر میں ساگ اور مرغی کا گوشت پکا ہوا ہے آپ چلکر کھالیں۔ میں بہت اصرار کرتا رہا۔ مگر انھوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر دیکھا کہ بریلی سے ٹرامواے اسٹیشن پر بھکاری کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ پر کشکول ہے اور اس میں تیل ہے۔ ایک آدمی آیا اور اسنے کشکول میں پیسہ ڈال دیا۔ میں نے بھی پیسہ ڈالا تو اس فقیر نے منہ تیل میں ڈبو کر میری طرف دیکھا اور کہا کہ آج تمہاری ساری سختیاں دور ہو گئیں۔ آج سے تمہاری ساری بلائیں گئیں۔ (میرے مالک رحم فرما اور بخش دے)

(۲۱) ——— اکیسویں رات:۔ حیدر نثار اور حبیب، کہہ رہے ہیں کہ یہ خبر آئی ہے کہ رانچی میں آپ کی جو زمین تھی وہ اسی ہفتہ نیلام ہو گئی۔ اسی ۱۹ تاریخ کو۔ اور مزہ تو یہ ہے کہ بولی بولنے والے بھی آپ تھے اور بولی بھی آپ کے نام پر ختم ہوئی۔ وقت خمس دن کو ایک بچے دیکھا۔ میرے سسر شاکر صاحب نے پارسل بھیجا ہے۔ اقبال کھولنے لگی میں نے منع کیا۔ کہ مت کھولو۔ ہم نہیں لیتے لیکن خود بخود سونے کی گنی اس میں سے گر ہی پڑی میرے منہ کے آگے میں کہہ رہا ہوں یہ تو گنی یعنی بونس ہے۔ وہ میں نے اٹھا لیا۔ اور پارسل میں سے پھول اور مٹھائی کا تحفہ نکلا ہے۔ تین بچے دن کو دیکھا کہ تین انگوٹھیاں فیروزے کی میرے ہاتھ میں ہیں سید محمود ایک آدمی کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہے ہیں۔ کہ ان کو پانچسو روپیہ پر رکھ لیا ہے۔ ایک خط اور ایک کتاب بھی پڑی ہے (رب العلیٰ میرے لیئے دین و دنیا کے در کھول دے)

(۲۲) ——— بائیسویں رات:۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ جیور سیٹھ مانک لعل کب آئیں گے اس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ میں نے پوچھا کہ وہ کیا رکھ گیا ہے کہا کہ چادر رکھ گیا ہے۔ وقت عطارد ایک بجے دن دیکھا کہ سروج کمپنی کے روم میں اقبال لیٹی ہے اور کہہ رہی ہے کہ۔ جو تم مانگتے ہو حالانکہ بیماری ہے تب بھی میں سنتی ہوں۔ لیکن فیصلہ کپور صاحب پر رہا۔ میں نے کہا کیسے تو کپور صاحب بولے کہ جب آپ اقرار کر چکے تو پھر آپ کو انھیں دیدینا چاہیئے۔ وقت شمس پانچ بجے شام میں کیا دیکھ رہا ہوں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَ الْعَلَّامُ الْغُیُوْبِ بنا ہے۔ پھر وقت زہرہ ۶ بجے شام دیکھا کہ ایک ہاتھ نکلا جس پر تحریر ہے یا علی۔ پھر دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ میرے بندے اللہ تیرے ساتھ ہے سب ٹھیک ہو گا امن ہو گا۔

(۲۳) ——— تیئیسویں رات:۔ جواب میں کہہ رہا ہوں کہ تیرا لاکھ لاکھ احسان ہے۔ کہ وہ تو تیری ذات پاک ہے۔ تو ہی پاکی کے لائق ہے۔ تو ہی تعریف کے لائق ہے۔ زمین و آسمان میں سب کچھ تیرا ہے۔ (رحم فرما مالک)

(۲۴) ——— چوبیسویں رات:۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ رحم ہو گا ہمیشہ، پھر دن کو نئے کپڑے پہنے کہ سکھ ہوئے پھر میں یہ کہہ رہا ہوں۔ یا اللہ رحم کر۔ یا محمد کرم کر۔ یا علی مدد کر۔ پھر یہ پڑھ رہا ہوں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَ الْقَابِضِ الْبَاسِطِ الرَّافِعِ۔ پھر دیکھا کہ بھائی داڑھ پولیس جو کی ہے۔ میرا اسکے اندر ایک بہت بڑا آفس ہے۔ دروازہ بند ہے۔ ایک داڑھی والے بڑے میاں دوا کے واسطے دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں۔ (رحم فرما اے میرے مولا مجھ پر رحم فرما)

(۵) ——— پانچویں رات :۔ وقت صبح دیکھا کہ حکم ہوا کہ اس دوائی سے شفا ہوگی۔ بیمار کو غور سے دیکھنا بیمار بہت آئیں گے اسکے بعد ایک سڑک پر ہاجا رہا ہے۔ ایک بزرگ سفید ڈاڑھی والے بھی ہیں۔ ایک آدمی نے کہا کہ وہ آدمی جو وہاں رہتا ہے بہت اچھا کام کرتا ہے۔ وہ بزرگ بولے کہ وہ میرا لڑکا ہے میں اس کا نانا ہوں۔ اتنے میں میں نے سارنگی میں تلنگ بجایا۔ وہ بزرگ بولے یہ بہت اچھی کل بات ہے کہ سارنگی سے تلنگ بجایا۔ یہ کمال ہے بھئی واہ۔ سڑک پر چلتے جا رہے ہیں۔ (رب دعا فرما پروردگار تو ہی بہتر مددگار ہے)

(۶) ——— چھٹی رات :۔ وقت صبح۔ دیکھا کہ کسی سیدن شاہ کا میلہ ہے۔ ہم مع بال بچوں کے میلے میں گئے ہیں۔ اقبال کہتا ہے کہ اب میں بچوں کو لیکر جاتی ہوں کیونکہ آدمی بہت آنے والے ہیں میرے پیچھے کہیں کھو نہ جائیں۔ پھر میں اکیلا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چشمہ ہے میں حد سے زیادہ موٹی مچھلی ہے۔ سامنے خواجہ صاحب ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آپ مجھے اپنے جیسا بنا لیجئے۔ تو انھوں نے مٹی کا ایک لوٹا اسی چشمہ سے بھر کر دیا ہے۔ اس سے نہائد میں نے وضو کیا اور ہاتھ منھ دھویا۔ اس کے بعد فیروز پور ہے وہاں کچھ لوگ پیچھے ہیں۔ میں احرام کرتا پہنے ہوئے ہوں۔ مجھے پیاس لگتی ہے لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں بمبئی سے آیا ہوں اور اپنے گھر جا رہا ہوں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ایسی حالت میں آپ کا سامان وغیرہ کہاں ہے یا نہیں ہے۔ آپ بھوکے بھی ہوں گے میں نے کہا کہ نہیں صاحب۔ میرا سامان اور مال بہت ہے گھر پہونچکر حظ بھیجوں گا۔ فوراً مال آجائے گا میں غریب نہیں ہوں۔ اللہ کا دیا ہوا بہت ہے اور اس کا فضل ہے وہ بولا بھئی واہ دیکھو اتنے۔ بڑے بڑے دولتمند سلیٹھ بھی اس حالت میں رہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ صاحب ناٹک جو ہوئے واہ ہے کہو تو آپ کو دکھلائیں۔ میں نے کہا جناب میرے لیے کوئی بندش نہیں ہے۔ میں باسکل فری ہوں۔ ذرا پانی پیتا اس نے کہا اچھا۔ وہ کنوئیں سے پانی نکالنے لگا۔ دوسرا آدمی بولا کہ آپ یہ پانی نہ پینا کیونکہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ جب وہ لایا تو میں نے اس سے ہاتھ منھ دھویا۔ (تمام پاک تبدیلی رحمت کی سرلوح ضرورت ہے)

(۷) ——— ساتویں رات :۔ مہر دین آکر مجھ سے میرے گھر میں ملا ہے۔ وہ اچھی حالت میں نظر آیا۔ اس کے بعد ایک شیر آیا۔ میں نے کسی چیز کو آواز دی تو اس شیر نے گردن نیچی کر لی۔ (رب العلی مجھے کسی کا محتاج نہ کرنا)

(۸) ——— آٹھویں رات :۔ وقت عطارد صبح دیکھا بہت کچھ مگر یاد نہیں۔ صرف اتنا یاد ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو کہہ رہا ہوں کہ مجھے سید سے ملی ہے خود جلی ہوئی پرانی قمیص پہنے رہا ہوں۔ پھر میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ دوائی صبح اٹھتے ہی کھایا کرو وہ کہتی ہے کہ خالی پیٹ کیسے کھاؤں۔ میں تو پہلے کچھ کھا کر پھر دوا کھاتی ہوں۔ میں نے کہا کہ ایسا نہ کیا کرو۔ میں نے کہا کہ پہلے دوائی کھاؤ پھر کچھ اور۔ (رب پروردگار تو بڑا رحم والا ہے)

(۹) ——— نویں رات :۔ وقت شمس وزہرہ۔ جسکو دیکھا کہ بی بی بائی کے گھر میں گیا ہوں چلتے چلتے میں نے کہا کہ بی بی بائی سے تو مل لیں۔ (میرے مالک تیرے سوا میرا کوئی نہیں تیرا ہی ایک سہارا ہے)

(۱۱) ——— گیارھویں رات :۔ منہ رہیں ایک گھوڑا تیر رہا ہے۔ میں اس کے اوپر بیٹھا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ یہ زمین میری ہے۔ اور یہی زمین مریخ گھوڑے پر چلنی ہے جسکی گھوڑی ہوا کی یہ زمین ہے۔ پھر کسی کے ساتھ باتیں کر رہا ہوں۔ لیکن وہ نظر نہیں آتا

× ——— وقت صبح دیکھا کہ سرد یکھنی کا اسٹوڈیو ہے۔ ایک طرف ہارمونیم باجا اور طبلہ بج رہا ہے دوسری طرف چھوٹی چھوٹی بچیاں ناچ پڑھ رہی ہیں۔ اور میں انکا استاد ہوں۔ کبھی ایک کو سبق دیتا ہوں تو کبھی دوسری کو سبق دیتا ہوں۔ (رب اپنا رحم کرم جاری رکھو۔ تو بڑا رحیم وکریم وغفور الرحیم ہے)

(۱۳) ——— میرا گھر ہے اور میں باہر سے آیا ہوں۔ ابراہیم بہت سخت بیمار ہے۔ مرنے کے قریب ہے اقبال رو رہی ہے۔ میں نے ہر ایک کو اپنی گود میں لے لیا۔ میں نے وہی کلام پاک پڑھتے ہوئے پھونکا ہے۔ وہ مرتے مرتے بچ گیا ہے اس کلام پاک کی برکت سے (رحم کرم کرم کرم)

(۱۴) ——— تیرھویں رات :۔ وقت زہرہ آخر وقت :۔ دیکھا تو بہت کچھ مگر یاد صرف اتنا ہے کہ لفظ "میزان" ملا ہے۔

(۱۴) ——— چودھویں رات :۔ وقت شمس ۲ بجے دن کو دیکھا کہ میں اندھیرے میں کہیں جا رہا ہوں فوراً چاند نکلا ہے اور دیکھتے دیکھتے مت بن گئی۔ اور فوراً وہ نقطے اوپر آگئے (رب میری ساری مشکلات آسان کر دے)

(۱۵) ——— پندرھویں رات :۔ وقت عطارد ۲ بجے شب۔ دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ کچھ آدمیوں سے علم کی بات ہو رہی ہے۔ ایک صاحب کہہ رہے ہیں کہ جن صاحب کے پاس ہم لوگ گئے ہیں) تم کبھی الگ نہ کرو۔

بھوپ میں نے بی بی سے کہا کہ اگر میں نے سلام کیا تو کیا برا کیا۔ میں نے تو اپنا فرض سمجھ کر سلام کیا۔ آپ کو اللہ سے ڈرنا چاہیئے نہ کہ ملنے سے۔ (رحم فرمانے والا تو ہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔)

(۲۹) ——— انتیسویں رات:۔ وقت شمس ۱۴ بجے۔ بارش بہت زور سے ہو رہی ہے اور پانی سڑک پر بہت زور زور سے بہہ رہا ہے۔ کوئی سڑک کے پار نہیں جا سکتا۔ میں لنگوٹ کسے ہوئے ہوں اور سڑک کے پار ہو کر البشیر کی دوکان پر چڑھ کر بیٹھ گیا اس کے بعد نصیر سردیع کمپنی میں کھڑا ہے جب سب لوگ چلے گئے تو وہ مجھ سے معافی مانگ رہا ہے۔ میں رونے لگ گیا میں کہہ رہا ہوں کہ آخر میں نے تمہارا کیا گناہ کیا تھا۔ صرف یہ کہ ایکدن پہلے میں نے تم سے کہا تھا کہ میرا گھر تیار ہے۔ تم نے آنے کیلئے کہا لیکن پھر بھی تم نہ آئے۔ اس لئے تم ناراض ہو گئے یہ تم نے میرے ساتھ انصاف کیا ہے اس نے کہا کہ اسی لیئے تو میں معافی مانگ رہا ہوں کہ میرا قصور معاف کر دیجیئے۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا مگر یاد نہیں۔ (اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے اور احسان)

(۳۰) ——— تیسویں رات:۔ وقت صبح۔ حبیب سے میں پوچھ رہا ہوں کہ ارے تمکو کیا ملا ہے۔ وہ بولا پچاس میں نے کہا پانچسو کے پچاس۔ اچھا اللہ اس میں ہی پورا کرے گا۔ اور تمہیں کام کیا ملا ہے۔ وہ بولا کہ غلہ دھونے کا کام ملا ہے۔

خواب!

ربیع الآخر ۱۳۵۵ ہجری

پہلی رات:۔ جسکر ہاتھ میں کوئی کاغذ لیکر حکم سنا رہا ہے اور مجھ سے یہ کہہ رہا ہے۔ کہ اگر ابھی آپ کہیں کو بھیجا جائے۔ آپکا حکم اسکو ماننا پڑیگا۔ میں نے کہا نہیں۔ اس کے بعد دیکھا کہ ایک بلی کا بچہ جو آکر میرے سامنے بیٹھ گیا ہے۔ میں اسکو دیکھ کر بہت ڈرا میں اسکو بہت غور سے دیکھ رہا ہوں شائد یہ اسی کو فنا کرنے آیا ہے۔ پھر اس بچہ نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور بیٹھا ہی رہا۔ (رحم فرما)

(۲) ——— دوسری رات۔ بوقت شب دیکھا کہ حضور پر نور سرور دو عالم کا روضہ طیبہ ہے اور میں وہاں بیٹھا ہوا کلس سونے کا ہے۔ اور کچھ ارد گرد روضہ منورہ کے درخت بھی ہیں۔ پھر پڑھتے پڑھتے تصور میں گلاب سامنے آئی۔ اور ایک تپ دق کے بیمار کو دیکھ رہا ہے صبح سات بجے بوقت عطار دیہ پڑھا: هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ پڑھکر ہے پروردگار تیرا تو نے اپنے فضل و کرم سے مجھے کیا کیا نعمتیں دی ہیں۔ میں بڑا شکر گذار ہوں۔

(۳) ——— تیسری شب:۔ وقت صبح مشتر دیکھا کہ ممتہ نے آکر مجھے تین پیسے دیئے اور کہا کہ آپنے اکنی جو مجھے دی تھی اس میں سے میں نے صرف ایک پیسہ کا سگریٹ پیا ہے (پاک ذات میرے تمام قصور معاف فرما دے)

(۴) ——— چوتھی رات:۔ دیکھا کہ گاڑی تیار ہے ڈاکو ممتہ مجھے سوار کرانے ہاتھ میں بیگ لیئے ہوئے آیا ہے اور گاڑی چل پڑی ہے۔ بعد میں ایک اٹھارہ سالہ لڑکا ہوا ہے اسمیں پبلک بہت تھوڑی بیٹھی ہے۔ وہاں امام مہدی کا ذکر ہو رہا ہے اور ان کے متعلق بچہ ہونے والا ہے (فضل فرما پاک پروردگار۔ میں سیاہ کار ہوں)

یہ دونوں رحمت کے پانی ہیں۔ میں نے اس رحمت کے پانی کو پینا چاہا۔ تو وہ اندر میرے پاس آگیا۔

(۲۳) ـــــــ تیئیسویں رات:۔ وقت صبح شمس۔ میں ایک مکان کی چھت پر ایک درباری عورت کو ہارمونیم سکھا رہا ہوں وہ میرا منہ بہت دیر تک تکتی رہی۔ تب میں نے کہا کہ سیکھنے آئی ہو یا منہ تکنے۔ اس کے بعد میں نیچے اتر رہا ہوں تو ایک ڈاکٹر سوٹ ہیٹ پہنے فوراً اچک کر چڑھا ہے۔ اور مجھ سے ہاتھ ملایا ہے۔ میں نے کہا جناب میں نے درباری کا نہڑا سیکھا ہے۔ تو وہ حسب عادت ہنس کر کہہ رہا ہے کہ اسمیں حرج نہیں اچھا کیا۔ پھر وقت قمر صبح ایک آدمی سے میں نے کہا کہ میں نے اس میں بہت محنت کی ہے۔ میں عزت والا ہوں۔ گانا بجانا کچھ آسان نہیں ہے۔ بہت ہی سخت محنت کا کام ہے (میرے اللہ میرے حال پر رحم کر)

(۲۴) ـــــــ چوبیس ویں رات:۔ وقت مشتری۔ پہلے دیکھا کہ ہار خدا علی صاحب ہیں اور ایک ملنگ لنگوٹ باندھ جا رہا ہے اور یہ نعرہ مار رہا ہے یا علی یا علی۔ میں نے کہا یہ ملنگ میں نے آج دیکھا ہے۔ اس کے بعد نصیب درباری کی مسجد ہے اور ایک جنازہ آرہا ہے۔ جنازہ بہت ہی اونچا ہے۔ میں نے کہا کہ ارے جنازہ بہت ہی اونچا ہے۔ ذرا اٹھا کر دیکھو تو مسجد کے سامنے جنازہ گیا ایک صاحب اسکو دیکھنے لگے پھر مجھ سے بھی کہا کہ تم بھی دیکھو میں نے دیکھا کہ جنازہ کے اندر ایک بزرگ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور سوئے ہوئے ہیں۔ سیاہ داڑھی اور سیاہ رنگ میں نے کہا کہ زندگی کا کیا بھروسہ ہے کیوں جی یہ وہی ہیں جو ڈھیتے آل پر سے آتے تھے اور نمازی تھے جواب ملا ہاں۔ یہ وہی جلا ہے ہیں۔ میں نے کہا دیکھو ابھی دو چار ہی دن پہلے میت کے ساتھ یہ بھی تھے۔ ان کی صورت دیکھکر میں بولا سبحان اللہ سبحان اللہ کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہوئے ہوئے ہیں (تیری بیشمار بیشمار نعمتوں کا کیونکر شکر ادا کروں تیری نعمتوں میں گھرا ہوا ہوں۔)

(۲۵) ـــــــ پچیسویں رات:۔ چار پانچ بجے صبح دیکھا بہت ہی بہتر نگریا دیکھیں۔ صرف اتنا یاد ہے کہ ایک بدھا دیکھا پھر پڑھتے پڑھتے تصور میں۔ ایک ہندو لڑکا مجھے غور سے دیکھ رہا ہے۔ پھر کوئی عورت آئی اس نے اس لڑکی سے کہا کہ تم بیمار کیوں پڑی ہو۔ وہ بولی کہ اگر بیمار نہ پڑتی تو درشن کیسے کرتی۔ اس کے بعد میں نے بھگوان جی سے کہا کہ میرا صاحب نے کہدیا ہے ذرا آپ بھی کہدیں تو اور اچھا ہے سیٹھ تو مجھے اچھا سمجھتے نہیں۔ پھر وقت قمر شب ایک بجے پڑھتے پڑھتے تصور میں مکتہ معظمہ دیکھا جو نہایت ہی بہترین جگہ ہے۔ بالکل روضہ اور چبوترہ ہے اور بہت ہی بڑا دروازہ ہے۔ سامنے بہت ہی بڑا تالاب بھی ہے جسمیں کشتی ہے اور ایک آدمی کہہ رہے ہیں کہ ذرا آگے چلیئے۔ اور رنگین محل دیکھیئے۔ اس کے بعد یہ حکم ہوا کہ آج سے تم اس کے ساتھ رہو یہ ڈرتا ہے (یہ حکم اور کا ہے۔ (میرے آقا اس غلام کے گناہ بخش دے)

(۲۶) ـــــــ چھبیسویں رات۔ وقت شمس دیکھا کہ ایک تالاب ہے اور سیڑھیوں پر جوتیاں پڑی ہیں اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضور آنے والے ہیں۔ اتنے میں پیش امام صاحب تشریف لائے اور بھی آدمی ساتھ ہیں وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ وضو کر لیجیے آئیے ادھر ہم لوگ ساتھ بیٹھیں۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں حضور میں ادھر جوتوں ہی میں رہوں گا۔ انھوں نے بہت اصرار کیا لیکن میں جوتوں ہی میں کھڑا رہا۔ پھر دیکھا کہ میری دونوں لڑکیاں اور دونوں عورتیں جا رہی ہیں۔ خورشید نے کہا بابو جی اسکو گھر لیجائیے یہ چلے گی نہیں یہ روتی ہے۔ میں نے سہمہ جیبیں سے کہا چلو گھر اور وہ رو رہی ہے۔ تو میں اسے اٹھا کر گانے والے گھر لے آیا ہوں۔ وہ رو رو کر کہہ رہی ہے کہ ابا جان نہیں کل تم جب عورت کو گھل لے آئے اور میلے کو نہیں جانے دیتے۔

وقت مشتری صبح سات بجے دیکھا کہ میرا ملک ہے اور بڑا سے گھر کے میدان میں لاکھوں لکڑیاں اور کروڑوں پتوں سے سونے کے پلنگ سے سونے کے جمع کئے ہیں جو کسی دوسرے کی ملکیت ہیں۔ اور ہم دونوں ایک کمرے میں رہتے۔ سوہن لال سفید چادر اوڑھے ہوئے چارپائی پر لیٹا ہے۔ تو ایک سی آئی ڈی کے آدمی نے اس کے اوپر ہتھکڑی رکھدی ہے۔ اور چارپائی سمیت پولیس جوکی لے جا رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ارے اسی نے تو مجھے بھی وہ کلام پڑھایا ہے۔ اور یہ کہہ رہا ہے کہ اب مجھے چھوڑ تب دیکھو کیا گواہی دونگا۔ میں نے آج تک پولیس میں گواہی نہیں دی۔ سچا ہی کہتا ہے کہ تم کو کچھ نہیں تم تو گواہ ہو۔ جیسے سچ بات ہے اسی کی گواہی دینا۔ اس کے بعد دیکھا کہ قمر الدین دوائی مانگ رہا ہے۔ آہستہ آہستہ انگلش میں تو میں نے کہا (انگلش میں ۲۰ دن کی وہ بولا کہ نہیں آٹھ دن کی (فضل فرما پروردگار)

(۲۷) ـــــــ ستائیس:۔ وقت شمس وزہرہ:۔ دیکھا تو بہت ہی بہتر نگریا دیکھیں (رحم فرما میرے آقا مجھے گمراہ نہ ہونے دے)

(۲۸) ـــــــ اٹھائیس تاریخ:۔ وقت قمر دیکھا کہ سوہن شاہ نے ایک کاغذ لکھ کر دیا ہے کہ یہ اوپر نذر اعلی کو دے آؤ۔

(۱۶) ——— سولھویں رات :- وقت ۱۰ محل دیکھا کہ ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ اگر میرا ایک چیز کا میاب ہوتی تو بہتوں کو میں مسلمان کر ڈالتا۔ پھر کہنے لگا کہ بتاؤ تو سہی حالات۔ میں بولا کہ میں تو بہت ہی ڈرتا ہوں واقعات قیامت سے۔ وہ بولا کہ کیا ہوگا۔ میں نے کہا کہ صرف ایک آواز ہوگی اتنی زبردست ہوگی کہ ہر چیز کو ریزہ ریزہ کر ڈالے گی۔۔ اتنے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ مہیب آواز ہونے والی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ وہ وقت نہ دکھا۔ اس سے پہلے ہی مار ڈالے۔ یا جس وقت رہتا بچتا تھا اس وقت مار لیتا۔ وہ وقت بہت ہی زبردست ہوگا۔ میں تو بھائی بہت ہی ڈرتا ہوں۔ پھر دیکھا کہ ایک مکان بننے والا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ ایک قلعہ کے اوپر ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہی آدمی کہتا ہے کہ بھائی تم میراثی لوگ تو قیامت سے بہت ڈرتے ہو۔ میں نے کہا کہ بھائی کسی کا ہے کی شیخی ہم تو بہت ڈرتے ہیں۔ اور میں حق ہوں۔ اس کے آگے کسی کی کیا مجال وہ وقت بہت ہی سخت ہوگا۔ ما اقبال کہتی ہے۔ بابا ڈرنا نہیں بہتر ہے۔ ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کا جھٹکا ہونے والا ہے۔ میرا دل ہل رہا ہے۔ پھر اقبال کبڑے بدلنے والی ہے

× ——— وقت مشتری دیکھا کہ سروج کیمپنی کے میکلاں مکان میں سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں اور بابو آیا ہے۔ میں نے کہا کہ بابو تم کب آئے اُس نے کہا کہ آج ہی۔ میں نے کہا بیٹھو۔ اور ارشاد علی صاحب بیٹھے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ چائے پک رہی ہے پی کر جائیں۔ (فضل فرما میرے اللہ تو ہی بہت فضل فرمانے والا ہے)

(۱۷) ——— سترھویں رات :- وقت شمس صبح دیکھا کہ میں اپنی عورت اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ انھوں نے تو کمی نہیں کی۔ انہوں کا تو یہ کام ہوتا ہے کہ اگر بڑا بھی ہو تو وہ سنبھال لیں۔ مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ یہ تو دوائی کی شفا ہے کہ جتنے بیمار تھے وہ اچھے ہو گئے۔ پھر انھوں نے کمی نہیں کی۔ پڑھتے پڑھتے ذرا آنکھ لگی تو مجھ سے اقبال الیکٹ کہتا ہے کہ جناب یہ تو آپ ایسی بزرگ اور برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کو بل گئی۔ وہ بھی حضور اور انگی آل میاں کی محبت سے یا کسی طرح سے۔ ورنہ ایسے ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ انکو اگر ذرا سی چیز ملے تو ایک ایک آدمی کو کہتے پھرتے ہیں۔ (مولا میری برائیوں پر نظر نہ کر اپنی رحمت مجھ پر نازل کر۔)

(۱۸) ——— اٹھارھویں رات :- وقت عطار دصبح ۹ بجے دیکھا کہ لوگ مجھ سے دوائی لے گئے ہیں۔ اور ایک نیا آدمی مجھ سے دوائی لینے آیا ہے۔ مجھ سے کہتا ہے کہ ذرا سی چکھا دیجیے میں نے اسے چکھنے کے لیے دوائی دی۔ اس نے جب چکھی تو کہتا ہے کہ یہ دوائی تو بہت اچھی ہے۔ ذائقہ بھی اچھا ہے اور پھر بے ضرر ہے لائیے مجھے بھی دیجیے۔ اور میں نے چھوٹی سی شیشی نکالی ہے۔ میں اسکو ہر وقت اپنی پاکٹ میں اس لیئے رکھتا ہوں کہ کسی ضرورت مند کو ضرورت ہو تو فوراً دیدوں۔ اور بھی دیکھا مگر یاد نہیں۔

(۱۹) ——— انیسویں رات :- وقت مشتری آخر شب دیکھا کہ میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ ابھی ذرا آنا جانا پڑتا ہے۔ پھر ابھی ابھی آیا ہوں۔ جب جا ہا اپنے اللہ سے بات کر لی۔ تم بھی ریاض کر رہے ہو ہم بھی ریاض کر رہے ہیں۔ وہ وقت قریب ہے کہ جب چاہا اپنے مولا سے بات کر لی۔ لو یہ پان کھاؤ۔ اسکو ایک پیسہ میں نے دیا مگر اس نے نہیں لیا۔ مگر پان کی دوکان پر کھڑے باتیں کر رہے ہیں۔ اور اس سے پہلے پہاڑ پر رہنا بھی دیکھا۔ اور بہتیرے دیکھا۔ پھر کچھ ذکر کا تب کا بھی دیکھا۔ جتنی بخشش کہہ رہا ہے کہ میں اپنے چچا علی بخش کو کیسے عطا کروں۔ جو میری چارپائی کا وارث ہے (قسم کہ میرے اللہ میرے گناہ معاف کر۔)

(۲۱) ——— اکیسویں رات :- میری عورت ہاتھ میں سوٹ کیس لیئے ہوئے سامنے کھڑی ہے۔ اسکے ساتھ ایک عورت اور بیٹی کھڑی ہے میں اسکو دیکھ رہا ہوں۔ پھر وقت ظہرہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مسلمان کا نام یہ رکھنا چاہیے۔ اور ہندو کا نام یہ رکھنا چاہیے۔ اسی سلسلہ کی بات یعنی دوائی کی ہے۔

× ——— وقت عطار دیا ظہرہ۔ صبح دیکھا کہ میر صاحب ارشاد علی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ اب کیا کروں وہ کہنے لگے کہ آگے بھی جتنے آئے وہ بھی یہی کہتے رہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ یہی تم بھی کہتے جاؤ۔ (اے رب مجھے اپنی پناہ میں رکھ)

(۲۲) ——— بائیسویں رات :- وقت شمس صبح دیکھا عبدالرحمٰن مجھ سے پوچھ رہا ہے کہ آخر یہ آپ کو بلی کیسے اور آپ کو کس نے دی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے علیؓ نے دی ہے علی کو دی ہے اللہ تعالےٰ نے اور ملتا ہے علیؓ کے گھر سے اس کے بعد ایک بہت بڑا پہاڑ ہے۔ میں نے اس آدمی سے کہا نکال لو تو اس نے کھودنا شروع کر دیا ہے۔ اس میں سے پانی نکلا۔ پھر ایک فقیر آیا اور تالاب میں کچھ ڈھونڈ رہا ہے۔ کہ پانی میرے منہ پر اور سر پر گرا پھر میرے گھر کی کھڑکی کے ساتھ سمندر ہے

خواب!

جمادی الاول ۱۳۵۵ ہجری

پہلی رات :- وقت قمر صبح ۴ بجے دیکھا کہ ایک طرف میں دوسری طرف قادر چچا ہیں کوئی کہتا ہے مکہ کونے میں کون تھا۔ قادر چچا بولے کہ میں تھا۔ اس کے بعد بابو نانک چند کا گھر ہے۔ ایک صاحب اور میں کمرے میں ہیں۔ مجھکو معلوم نہیں کہ بابو جی کی دعوت بھی ہے۔ میں اندر جانے لگا بابو جی کی والدہ بولیں کہ بہو کو پردہ دینے دے تم نہ آؤ میں نے کہا بہت اچھا۔ پھر دوسری مرتبہ دوسرے کمرے میں دیکھا کہ والدہ صاحبہ اور بابو جی کی بیوی بیٹھی تھیں۔ والدہ صاحبہ بشور رکھا رہی ہیں کہ اندر کیوں آئے بغیر پوچھے بابو جی بھی کھانا کھانے میں مصروف ہیں۔ میں نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ مجھ سے بھاوج کا کیا پردہ۔ میں تو آپ کا بچہ ہوں آپ کا غلام ہوں میں نے ۱۱ برس نوکری کی ہے آپ کی۔ نمک کھایا ہے آپکا ایسے دبدبے والا باپ میں نے نہیں دیکھا۔ کوئی لاڈ صاحب ہے تو آپ نے بگڑا مارا۔ کوئی بھی ہو کسی کی مجال نہ تھی آپ کے سامنے بولنے کی۔ کبھوں رکھی رام جی اتنے بچے بابو جی کے ہیں۔ لڑکی لڑکیاں یہ سب رشتہ میں میرے بھائی کی بہن ہیں اور ویسے میرے بچے بھی ہیں۔ عرض یہ ہے کہ آپ میرے باپ ہیں اور بھاوج میری ماں ہے۔ بابو جی نے کہا اچھا! - پھر انجی عورت سے پردہ ہٹانے کو کہا۔ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھیں انھوں نے کھانے کیلئے مجھے چاول دیئے۔ پھر اس کے بعد میں نے نیا زپکائی۔ تو وہ ہاں پر والی اور اسکی ماں کھڑی ہے۔ تو پر والی کو میں نے پر اٹھا دیا ہے۔ ابھی تک میری بھاوج نہیں آئی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بخشو دوسری لڑکی بھی مانگتا ہے اس لیئے وہ ابھی نہیں پہونچی اور وہ دینگے میں بھی کر دیتا ہوں۔ میں بیٹھا تو یہاں ہوں بہ بات یہ ہے کہ۔ تو پر والی کی ماں بولی کہ بیشک یہی بات ہے تو پر والی نے مجھے بھی نیاز کھلائی۔ جو میٹھی میٹھی ہے اسکے بعد جنگل ہے بکریاں چھوٹی چھوٹی میرے پاس ہیں اور لاری بالکل تیار ہے جو چلنے ہی والی ہے۔ ایک بکری سے بھگے پیشاب کی طرح نکلے تو ایک آدمی پھر ڈالدیتا ہے۔ اور لاری چل پڑی ہے۔ ان میں ان سب کی بکریوں کو ڈال دیا۔ (رب میری کل مشکلیں آسان فرما۔)

(۲) ——— دوسری رات :- وقت زہرہ صبح ۴ بجے دیکھا۔ آواز آئی کہ یہ دوبار تھوپیں (آگ کی دی ہوئی ہے۔ اسمیں فائدہ ہے۔ پھر جیت کا ایک مکان تیار ہوا قائم پاک تیری رحمت کے ہم ہر وقت محتاج ہیں۔)

(۳) ——— تیسری رات :- وقت عطارد صبح ۴ بجے دیکھا کہ تین گھر نے بھر چکے ہیں۔ چوتھا ذرا آدھے سے زیادہ بھر چکا ہے۔ پھر وقت شب ۳ بجے زہرہ دیکھا۔ حضور نظام بول رہے ہیں کہ گھر چل کے آپ ہی ذرا بولہ بچے اور عورتوں کی بھیانک شکلیں بھی نظر آئیں۔ پھر وقت مشتری چار بجے دیکھا میر صاحب ارشاد علی بھی اور دریا ہے کشتی کنارے لگ گئی ہے۔ میں کنارے پر اتر گیا ہوں پھر کشتی ڈوب گئی ہے۔ تو پل بچی ہے پھر کشتی امن و امان سے نکل آئی ہے اور اسپر میں سوار ہوں صاف باندھے ہوئے ہوں۔ ارشاد علی کنارے کھڑے شور مچا رہے ہیں۔ (رحم فرما میرے اللہ)

(۴) ——— چوتھی رات :- وقت صبح ۴ بجے۔ دیکھا کہ پہلے ہم پاک آخر ظہر باطن ہوا ہے۔ پھر اس کے

میں نے وہ کاغذ ادھر جاکر خدا علی کو دیا انھوں نے کہا کہ یہ کاغذ کس نے دیا۔ میں نے کہا کہ صاحب یہ سن شاہ نے لکھا ہے۔ تو خدا علی نے پڑھا اور کہنے لگے یہ کیا لکھا ہے انھوں نے کہا کہ صاحب میں کیا جانوں جو انھوں نے لکھا ہے وہی ہے۔ حالانکہ میں نے پڑھ لیا تھا کہ اس ریمے کو نکالدو۔ انھوں نے کہا یہ لڑکا اچھا کام کرتا ہے۔ تو میں کس طرح اس کو نکالوں۔ میں نے کہا کہ صاحب انھوں نے یہ کاغذ دیا اور میں دینے آیا۔ پھر انھوں نے کہا کہ کاغذ پڑھ۔ اس کے بعد ایک بہت بڑے گیہوں کے کھیت میں چلا جا رہا ہوں۔ اس میں تھوڑا الیشا اور سویا بھی ہوں۔ دیکھا کہ حبیب اور بھاگ بری اسی کھیت میں آکر گیہوں کاٹنے لگے۔ اور لڑائی کرنے لگے۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ لڑکی ہائے ہائے کر رہی ہے۔ اتنے میں ایک لڑکے نے آکر میرے ڈھیلا مارا۔ پھر ان دونوں سے کہا کہ تم کیا کرتے ہو۔ یہ سنتے ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور بھی لڑکے ان کے ساتھ ہیں۔ حبیب مجھ سے کہتا ہے کہ بابا وہ چھوٹا پارٹ جو مجھے ملا ہے میں نے ایسا اچھا کیا کہ سب نے داد دی ہے۔ میں نے سید صاحب سے کہا صرف میر صاحب آپ کے بولے ہیں کہ یہ سالم کہاں سے لائے ہو۔ پھر منشی اختر مجھ سے گلے مل رہے ہیں نے منشی جی سے کہا کہ آپ کی۔ آپ کی پرچھائی اور آپ کی سالی اور آپ کے دو بچوں ان سب کی دعوت ہے۔ اختر صاحب ضرور لیں گے۔

(۲۹) ـــــ انتیسویں رات ـــــ وقت عطارد شب دو بجے دیکھا کہ میری بھینس چھتے آتے دریا میں کود گئی اور میرا گھر ہے۔ میری والدہ مجھ سے کہنے لگیں کہ یہ کہاں جا رہی ہے۔ میں نے کہا ماں سب کی بھینسیں نہا رہی ہیں یہ بھی نہائے گی۔ ماں نے کہا کہ اتنی ساری بھینسوں میں میری کونسی بھینس ہے۔ پھر میں نکالنے گیا تو خود بخود آ رہی ہے۔ اتنے میں گاگا ایک گاؤں ہے اور میں ایک کنویں کے کنارے کھڑا ہوں۔ ادھر سے زبا آیا اس نے کہا کہ ہٹ جاؤ۔ ورنہ میں پٹخ مارتا ہوں۔ میں ویسے ہی کھڑا ہوں۔ اس نے پھر کہا کہ ہٹو ورنہ میں تم کو بھی مار دوں گا۔ میں نے کہا کہ میں نے تمہارا کیا گناہ کیا ہے۔ آخر اس نے اسی سے مارا۔ پھر مچھلی مچھی کنویں کے اندر راتہ ہے تو میاں گل محمد نے اسکی گھوڑی پکڑ لی ہے اور خود سیڑھیوں میں کھڑا ہے سب لوگ کنویں کے ارد گرد کھڑے ہیں۔ پھر وقت شمس صبح ۶ بجے دیکھا کہ شاکر صاحب اکھڑا اور میں بیٹھا ہوں۔ شاکر صاحب نے اپنی انگلی دانتوں میں لیکر شروع کی تو دانتوں سے خون نکلا وہ مجھے بتا رہے ہیں۔ میں سفید کرتا پہنے ہوئے ہوں۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہ دوائی تپ دق کیلئے ہے جو کہ چھوڑے بتی ہے میں نے کہا کہ جب وہ کسی چیز کو فنا کرنے لگتا ہے تو اس کے لئے کوئی چیز یعنی دوائی تباہ تباہ ہے۔ اب اس مرض کو دفع کرنے کے لیے دو دوائیں بتا دیں ہیں۔

(رحیم کہ میرے اللہ میں گنہگار ہوں۔)

(۳۰) ـــــ تیسویں رات۔ وقت صبح عطارد۔ دوائی دی ہے یا نہیں دی دی ہے بخار اترا ہے یا نہیں اترا ہے اچھا اتر جائیگا کیونکہ آقا کے علیحی حزانے کی دوا ہے۔ دق کی دوا اس سے کوئی اچھی نہیں۔ بخار اترے یا نہ اترے اسے دیئے جاؤ اتر جائے گا۔ (پروردگار تو بڑا رحیم ہے میں بڑا گنہگار ہوں تو اپنی رحمت نازل فرما۔)

(۷) ——— ساتویں رات:۔ وقت قمر۔ بازل سین لے رہے ہیں میرا گانا ہو چکا ہے۔ اس کے بعد مولا سنگھ اپنا گانا رہا ہے اور میں بجا رہا ہوں۔ پھر اس کے بعد دو آدمی ہارمونیم بجا رہے ہیں۔ اور ایک چھوٹا آدمی میری طرف دیکھ رہا ہے اور ہنس رہا ہے۔ میرا دینا چاہتا ہے۔ میں بھی ہنسا اور واہ واہ کی۔ پھر مولا سنگھ نے بوز بتایا کہ ایکدم سیدھا کھڑا رہا جائے۔ میں نے کہا۔ یہ ٹھیک نہیں پھر اس نے باڈی قبلہ رخ رکھی۔ اور شکل مشین کی طرف جو جنوب کی طرف ہے۔ اور کہا کہ کیو رصاحب ہوز تھیٹر والے تو ایسا ہی کہہ رہے ہیں۔ شکل لعل اور میں باتیں کرتے جا رہے ہیں۔ میں واہ واہ بھی کہہ رہا ہوں۔ دن ۱۲ مولا ۱۲ میں، ۱۲ کو چ ۱۲ سروج ۱۲ بکان ۱۲ (رحم کر الٰہی میرے گناہ اور میرے ماں باپ کے سب بخشدے تو رحیم کرنے والا ہے۔

(۸) ——— آٹھویں رات:۔ وقت مریخ صبح ۷ بجے دیکھا کہ کمرے میں کوئی مہیب شکل ٹھہری ہے جس کو دیکھ کر اندر کوئی نہیں آسکتا۔ اس کے بعد میں لفظ خیر کہہ رہا ہوں اس نے اتنا بڑا دیا ہے کہ جس کا جواب نہیں (مولا تیرا لاکھ کرم ہے)

(۹) ——— پانچویں رات:۔ وقت شب ایک بجے بعد ۵ بجے شمس بعد ۱۲ بجے ۵۰ منٹ دیتا تھا میں نے کہا تاکہ کوئی کہتا ہے۔ دل میں میں کہہ رہا ہوں کہ میرے پاس نہیں ہیں۔ حالانکہ ہیں۔ پھر وقت قمر دیکھا کہ میں میک اپ کر چکا ہوں اور بالکل تیار ہوں۔ نانو بھائی نے مجھے دیکھا تو بالکل نہیں پہچانا۔ اتنا زبردست میک اپ بدلا ہے کہ کیمرہ بھی نہیں پہچان سکا۔ آئینہ کے سامنے کھڑا ہوا بڑی بڑی آنکھیں نکال رہا ہوں۔ تو کیورادر کو رصاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ ڈاکو نہیں بنے بلکہ فقیر ہو۔ میں نے کہا صاحب میرا کوسٹیوم تو آپ شوٹنگ کے وقت بھی بول سکتے ہیں مشکل تو میک اپ ہی تھا میں نے کہا صاحب کہا ہوا ہے کہ یہ بہت ہی اچھا میک اپ ہے۔ میں لنگوٹی باندھے ہوئے ہوں۔ لنگا ہے۔ سر پر بال بڑے بڑے ہیں اور ایک رسی میرے لنگوٹ کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ میک اپ ایک دم ہیبت ناک ہے جو دیکھتا ہے ڈرتا ہے۔ رسی جا کر نیچے کنوئیں کی طرح بیٹھی ہوتی ہے اور میرے تو مجھے کا کھتاج نہ کرنا)

(۱۰) ——— دسویں رات:۔ وقت شنی صبح ۷ بجے دیکھا کہ ایک مکان میں ایک شیر مرنے کے قریب ہے آخری سانس ہے وہ کراہ کراہ کر ڈکار رہا ہے اور گر گیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا کہ دیکھئے مر چکا ہے جب میں نے دیکھا تو پھر دکارا۔ سب لوگ ڈر گئے لیکن میں نہیں ڈرا۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو کہا کہ بس یہ آخری سانس ہے سائد مر چکا ہے۔ اس کے بعد ایک دریا دیکھا کہ خوب زور سے بہہ رہا ہے۔ میرے بڑے بھائی فرالدین اس دریا میں کود کر ڈوب گئے ہیں۔ سب لوگ رو رہے ہیں۔ لاش آرہی ہے۔ ساتھ میں میرے بھائی اور بھاوج کریم بھری بھی ہیں۔ راستہ پہاڑ کا ہے جو سیدن شاہ سے سیدھا نیچے آتا ہے۔ میرے بھائی شرف الدین اور محمد بخش، میر بھتیجا غلام علی بھی ہیں۔ یہ سب لوگ میرے پاس لاش لائے ہیں اور رونا شروع کر دیا ہے۔ تو بھائی شرف الدین مجھ سے کہتے ہیں کہ بھائی جتنے مدت بیمار رہے میں نے اپ کے کہنے کے مطابق خوب خدمت کی ہے اب نے کہا کہ تب ہی تو تم سے ناراض ہو کر مرے ہیں۔ میں رو رہا ہوں اور کہرام مچا ہوا ہے۔ پھر میں نے دفنانے کا انتظام کیا ہے۔ اس کے بعد ایک جگہ پر ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور میرا اس کے آگے کڑی ہے۔ کچھ لکھے ہوئے کاغذ بھی اس کے پاس ہیں۔ میں نے بھی لکھنے کے لئے کاغذ مانگا ہے۔ تو اس شخص نے کاغذ میرے ہاتھ میں دیدیا ہے (پروردگار مجھے دونوں جہان کی فلاح و بہبودی دے)

(۱۱) ——— گیارھویں رات:۔ وقت زہرہ صبح ۷ بجے۔ دیکھا کہ سڑک پر دو آدمی آرہے ہیں۔ میں نے کہا کہ لو مولا سنگھ آپ بہت ڈھونڈھ رہے تھے۔ انھوں نے مسکرا کر مجھ سے ہاتھ ملایا۔ اس کے بعد مولا سنگھ اور دو آدمی اور پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں۔ مولا سنگھ نے مجھ سے کہا کہ نانو بھائی سے اب نہ دبنا۔ بہت دب چکے (رب العلمین میرا سوائے تیرے کوئی آسرا نہیں)

(۱۲) ——— وقت قمر چار بجے دیکھا کہ چاول بکھرے پڑے ہیں۔ لطیف بولا کہ کنچے گرائے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا پھر ایک مکان میں ایک آدمی اور میں کھڑا ہوں۔ (میرے خالق رحم فرما)

(۱۳) ——— بارھویں رات:۔ وقت صبح مشتری ۸ بجے۔ میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ میرے پاس ۷۰ کانوٹ قائم ہوا ہے (رب تو میرے سارے کام سنوارتا ہے)

(۱۴) ——— وقت مریخ شب ۱۱ بجے دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ دسواں میک اپ ہے۔ جب تم دیتے ہو تو ۱۰ دیتا جاتا ہے۔ پھر وقت شمس ۷ بجے دیکھا کہ مجھے ۷۰ ملا ہے پھر سوا لی ۱۲ کا ہوا ہوں۔ تو وہ بھی دینا ہے [illegible]

پھر اس کے بعد سروج کمپنی کی گیرج ہے جہاں مشین اور کار ڈر رہتے ہیں۔ تمرو اور میں بیٹھے ہیں۔ تمرو کہتا ہے کہ ایشر سنگھ مناج کرنے جا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ وقت شمس و زہرہ کا ۷ بجے صبح آج کیا دن ہے۔ وہ بولا جمعرات۔ پھر ایک جوان سفید کپڑے پہنے اور بنارسی کپڑے کی پگڑی بھی ہے میرے سامنے آکر بیٹھا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھ کو بھی کپڑا چاہیے۔ پھر میں نے قمرو سے کہا کہ یہ کپڑا رمضان میں آسکتا ہے؟ وہ بولا کہ ہاں آسکتا ہے! میں نے کہا کہ ہم رمضان ہی میں منگائیں گے (رب العزت تبرالاکھ لاکھ شکر ہے

(۶) ——— چھٹی رات ۱۔ وقت قمر۔ زائچہ حل دیکھا کہ حکم ملا ہے کہ دونوں طاقتیں مل گئیں۔ تم دونوں میلے میں جانا جب میلہ بھر جائے تو ڈرنا نہیں۔ اسکے بعد وقت مشتری ۸ بجے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت کالی بیٹھی ہے اور اس کے آگے ایک بچہ پڑا ہے ایک پہاڑ بہت اونچا ہے۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گئی اور فوراً ایک جھانک میں واپس۔ وہ سفید بلی کی صورت میں نیچے اتری آرہی ہے۔ تو میں بھی اس کے سامنے پہاڑ کے درمیان کھڑا ہوں۔ (رحم فرما میرے ہر کام میں مدد فرما)

۶ ——— وقت مریخ صبح ۶ بجے دیکھا کہ ایک لڑکی اور اس کی ماں کو لطیف نے زبردستی اپنے گھر میں بند کر رکھا ہے۔ اسکی ماں مجھ سے کہہ رہی ہے کہ مجھ کو نکال دو۔ میں نے کہا کہ میں تو اس بات میں دخل نہیں دیتا۔ وہ بے عزت سا آدمی ہے۔ اگر میری بیعزتی کرے گا تو اچھا نہ ہوگا۔ اتنے میں وہ لڑکی میلے میلے کپڑے پہنے ہوئے اندر سے نکلی سگریٹ پیتی ہوئی۔ تو لطیف کو خبر ہوگئی اس نے اس کو اس قدر مارا کہ وہ بے ہوش ہوگئی۔ بہت ہی ہجوم ہو رہا ہے اور میں بھی بے چین ہو رہا ہوں تو ایک دوسرا شخص وہاں رہتا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ خدا کیلئے ان کی مدد کیجئے۔ وہ کہتا ہے کہ میری بو جا کا وقت ہے۔ وہ بھنگی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ میں کہتا ہوں آپ ان غریبوں کی مدد کرو۔ چونکہ لطیف کا مقابلہ تم ہی کر سکتے ہو۔ وہ گیا ہے اور میں مندر میں پوجا کر رہا ہوں۔ اسکے بعد میرا گھر ہے جو بہت روشن ہے۔ دوائی لینے والے لوگ بہت آئے ہوئے ہیں۔ میں دے رہا ہوں پھر شیشی میں نے اپنی کوٹ کی جیب میں رکھ لی ہے۔ اور میں گھر سے باہر دوائی دینے جا رہا ہوں۔ تو سامنے سے وزیر محمد جا رہے ہیں میں نے کہا کہ میرے بھائی سے نہ ملوں۔ اتنا بھی کیا محروم رہوں کہ میری دوائی کی آنی بھی بند ہو رہی ہے کہ لوگوں سے کہا دو۔ وزیر محمد بولا کہ ہمارے آدمی آنے والے ہیں جہاز سے ایک آدمی تو میں بھیج دونگا۔ اس کو آرپار دوا دیدینا۔ اتنے میں میری عزت افزائی اور مجھے پچیس روپیہ کے نوٹ دے رہی ہے۔ اور یہ بھی کہہ رہی ہے کہ جب تم پڑھ رہے تھے تو مالک مکان کا آدمی آیا تھا اس نے دروازہ پر سے دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔ اور وہ کرایہ کے واسطے آیا تھا۔ تو یہ کرایہ اسکو دیدینا۔ میں نے کہا کہ یہ روپیہ تم کہاں سے لائیں کہنے لگی کہ میں نے میرو سے قرض لیا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں ہماری بے عزتی نہ کروالے۔ میں نے کہا کہ اسکی کیا مجال تم مت ڈرو ابھی تو دوسرا مہینہ شروع ہوا ہے۔ ہم کو نہیں ملا تو ہم کہاں سے لاکے دیں گے۔ جب مل جائے گا تب دے دیں گے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم بے ایمان تو نہیں۔ اس نے کہا کہ میں تو ذرقی ہوں۔ میں نے دیکھا کہ پان میں نے کھایا ہے اور ۲۵ روپے کے نوٹ میرے ہاتھ میں ہیں پانچ روپے کا نوٹ چھوٹا ہے۔ دوسرا بیس روپے۔ الا مال رنگ کا ہے۔ پھر وقت عطارد ۹ بجے دن کو بڑھتے بڑھتے تصور میں دیکھا کہ نانو بھائی کرسی ہوٹل میں ڈال کر بیٹھا ہے۔ اور رامنے بی بی بہن آئی ہے۔ میں بھی اپنی تکلیف بتانے گیا ہوں۔ تو نانو بھائی نے دو نوٹ اور دو روپے اپنی جیب سے نکالے ہیں۔ لیکن۔ مجھے ایک ہی روپیہ نظر آیا۔ میں نے کہا صاحب مہتہ جی سے نکلوالوں۔ انھوں نے کہا نہیں نکلوانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو دیدیئے ہیں ان کی کیا ضرورت ہے اسکا حساب نہیں۔ پھر وقت شمس ۱۲ بجے دن سناکر سختی ہو صبر کرے صبر بہت اچھی چیز ہے۔ پھر میں کسی سے کہہ رہا ہوں کہ میری بہن منگیتر خدا اسکو جنت نصیب کرے۔ اس کے بعد گاگا گاؤں اپنے وطن میں کرم دین موچی کی دوکان جوتی سینے کا کام کر رہا ہے۔ میں نے بھی اپنی جوتی سینے کے لیے کہا۔ تو وہ بڑے قبرستان جاکر جوتیاں سی رہا ہے۔ اتنے میں میں نے خود کو صرف تہمد پہنے ہوئے رتی مصلی کے گھر میں چارپائی کی پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ اور عورتوں سے باتیں کر رہا ہوں۔ ایکدم سامنے نمبردار آکر کھڑا ہوگیا۔ میں نے کہا کہ آیئے جناب نمبردار صاحب۔ بیٹھ جایئے چارپائی پر۔ دو چار دفعہ میں نے کہا اس نے انکار کیا۔ باتوں باتوں میں میں نے اس سے کہا کہ چودھری کو میں نے جوتی سینے کی ناپ دی ہے۔ وہ بولے کہ ابھی چودھری تمہاری جوتی نہیں سیئے گا میں نے کہا کیوں۔ وہ بولے کہ ابھی وہ پہلوانی جگہ رے میں ہے۔ پھر میں نے اپنی چچی سے کہا کہ آپ کے دونوں بھتیجے مرے تھے۔ وہ بولیں کہ کہا اور کب۔ میں نے کہا وہاں۔ اور بڑھ سال ہوا۔ وہ بولیں کہ بھلا میرا نام کیا ہے۔ میں نے کہا کہ خاتون۔ بیشک انھوں نے کہا۔ پھر پوچھا کہ وہ کیا کہتے تھے۔ میں نے کہا کہ یہی کہہ رہے تھے کہ ہماری چچی کو سلام بولنا۔ (مولا میرے گناہ بخشدے)

گاتے نکلا ہوں" امواڑالی تلے عالی رہی سو ہے جھولنا جھلا رہے" ہزار ہا مخلوقات بیٹھی ہے اور مجھ کو کلیس کلیس ہو رہی ہے۔ میں نے لنگوٹ باندھ رکھی ہے دو دفعہ نکلا ہوں تو سب پبلک نے داد دی اور کہا کہ بہت اچھا گایا ایسے گاتا ہے کہ جیسے خورشید کاتی ہے بلکہ اس سے بھی اچھا گاتا ہے۔ خورشید بھی ہے میں نے اس سے پوچھا کہ بھائی ڈیسائی کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ وہ سیجھا ہے منڈوے پر۔ ایک بھیڑ کا بچہ بھی بیٹھا تھا میں گا کے گیا۔ تو وہ بھیڑ کا بچہ نہیں ہے۔ پھر اور جا کر آواز لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اور شور پور ہو ہو کر گا رہا ہوں۔ دو دفعہ وہی گانا گایا ہے۔ سدھا سارنگ امبوا کے ڈالی تلے" عالی رے جھولا جھلانے دے" انتره خان پیاری ہے تو نہ لاگا اللہ میرا پیارا لالا نانی ہے۔ جوڑی مشہانی ہل ہل کے جاتی ہے۔ چل چل دیوانی رشیم کی ڈور دلا دے۔ امبوا کے پیڑ تلے عالی رے جھولا جھلا نے دے۔ تمام پبلک واہ واہ کے نعرے لگا رہی ہے۔ اور سب یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ تو خورشید سے بھی اچھا گاتا ہے

(۲۱) ——— اکیسویں رات:۔ وقت شمس ۴ بجے صبح میری والدہ کہتی ہیں کہ وہ جٹی کی دیوار بہت دور ہے ادھر کوئی نہیں جاتا۔ میں نے کہا کہاں ہے اور کوئی کیوں نہیں جاتا۔ وہ بولیں کہ ادھر حضرت عباس کی جاگہ ہے۔ پھر میں چلنے لگا تو را ستہ بھولنے لگا۔ تو ایک چھوٹا سا بچہ اسکی بہن بھی میرے ساتھ ہو گئے۔ چلتے چلتے ایک گاؤں میں ہم پہونچے وہاں معلوم ہوا کہ اس لڑکے کی ماں نے اسکو کھانا کھلانے کے لئے نکال رکھا ہے اور وہ روٹیاں پکا رہی ہے۔ تو اس لڑکے اپنی روٹی یعنی گھی کا پراٹھا میرے آگے رکھ دیا۔ میں کھانے لگا تو اس نے بہت سی روٹیاں میرے آگے رکھدیں میں نے کہا کہ بہت ہیں تم بھی کھاؤ۔ پھر جیسے اور وہ بچہ بھی ساتھ میں ہے۔ راستہ میں کہ ہا رام ہے گلے لگ کر سب احوال کہا۔ آجکل تو آپ کے یہ لڑکے شاکر کا کام اچھا کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم آپ کے شاگرد اب بڈھے ہو گئے۔ میں نے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں اب آپ ایسے کوئی نہیں۔ یہ سمجھکر نہیں کہ آپ نے مجھے خرچ کیلئے روپیہ دیا ہے۔ بلکہ واقعی آپ جیسا کوئی نہیں۔ میں نے مزید کہا کہ بغیر لالچ کے قسم کھاتا ہوں کہ آپ کے جیسا کوئی نہیں یہ سمجھکر نہیں کہ آپ نے مجھے خرچ کیلئے روپیہ دیا۔ بلکہ واقعی آپ کے جیسا کوئی نہیں۔ پھر ایک مکان میں جاکر ہم بیٹھے ہیں ایک فقیر ہی آیا ہے اور وہ رسیوں سے جکڑا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جواب ملا کہ اس نے کچھ چرایا ہے۔ پھر اسی جگہ فسانہ اور مسجد ہے۔ اس کے ایک نانک کا کھیل ہو رہا ہے۔ میں وہاں ہارمونیم ماسٹر ہوں اور ہارمونیم بجا رہا ہوں۔ غلام میاں پارٹ کر رہا ہے۔ اور مجھ سے ہنس ہنس کر مسخری کرتا ہے آخر میں نے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا۔ میں یہ جانتا ہوں کہ جس میں ہمت ہو آجائے اور میرے مقابلہ پر باجا بجائے۔ تو وہ کالا پارٹ کر رہا ہے اور یہ مصرعہ کہہ رہا ہے۔ مزے لوٹیں گے ہم بہار کے۔ اور پھر میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں تو اسمیں شک نہیں کرتا۔ اگر شک کروں تو میری بات میں شک ہے۔ بس یہی ہے کہ دوائی اللہ کا نام لیکر دینا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ رات کو بڑھتے بڑھتے تصور میں دیکھا کہ گنگا پرشاد کا گھر ہے میں گیا ہوں اسکی عورت اور اسکی ماں ہے۔ اسکی ماں کہتی ہے کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ جب مسلمان گھر میں آئے تو ہانڈی بند کر دینی چاہئے۔ (میرے اللہ میں مجرم گناہ تو سراپا بخشش ہے میرے سارے گناہ معاف کر دے)

(۲۲) ——— بائیسویں رات:۔ وقت قمر صبح چار بجے دیکھا کہ میں اور میری عورت صالح بی بی بیٹھے ہیں۔ صالح بی بی کہتی ہے کہ یہ بات ایسی ہوئی وہ بات ایسی ہوئی۔ باپ تو۔ میں نے کہا کہ تو نے باپ مجھے کہہ دیا۔ میں تو تجھے ماں نہیں کہہ سکتا کیونکہ نکاح میں فرق آتا ہے ٹوٹ جاتا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ میں بھول گئی میں نے تو عزت سے بلایا تھا۔ پھر میری لڑکی خورشید کھڑی ہے اور اس کے ساتھ ایک گائے بھی کھڑی ہے۔ اس کے بعد منگت رام کھڑا ہے۔ اور فائد مجھکو دھندا کر کے دے رہا ہے اس کے بعد ایک مزار ہے اور فائد خواجہ حسن نظامی کھڑے ہیں۔ میں گیا تو انھوں نے ایک کتاب اٹھائی اور کہنے لگے کہ تم کچھ نظر و نیاز دیتے ہو۔ میں نے کہا کہ ابھی مجھے میسہ نہیں ہے میں۔ اگر ہے تو میں انشاء اللہ ضرور دونگا۔

(۲۳) ——— تیئسویں رات:۔ دیکھا بہت ہی بہتر مگر یاد نہیں صرف اتنا یاد ہے کہ منگت رام مجھ سے کہتا ہے کہ پانچ سات سو روپیہ مجھ سے لے لو۔ فائد میں نے کہا ہے کہ نہیں میرا اللہ دیگا۔ (پاک ذات اپنا کرم جاری رکھ)

(۲۴) ——— چوبیسویں رات:۔ وقت مشتری صبح ۷ بجے دیکھا بہت کچھ مگر یاد صرف اتنا ہے کہ کچھ ہم تھی بھر ۷ بوری ہوئی بھر سناکہ کیا سکہ لگا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا دیکھے گا تو میں پوچھونگا۔

(۲۵) ——— پچیسویں رات:۔ دیکھا بہت کچھ مگر یاد صرف اتنا ہے کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ میں ابھی دیکھتا ہوں اسکو

(۱۴) ——— تیرھویں رات: وقت عطار رات ۱۱ بجے۔ دیکھا کہ پہلے میں کچھ لکھ رہا ہوں۔ میرا سب کام یا نام پورا ہوا ہے پھر یٰسین اور اذکروا اللہ کثیرا وانا ذکرتہ ۔ پڑھ رہا ہوں۔ پھر وقت شمس چار بجے۔ دیکھا کہ دو ہار یا تسبیح ملی ہیں اور اسم پاک بھی ملا ہے حق اللہ میں۔ میں بہت ہی خوش ہو رہا ہوں۔ پھر وقت عطار صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں حساب کر رہا ہوں۔ اور آخر ظاہر ہوا ہے پاک۔ درد کا تر بڑا رحیم ہے)

(۱۵) ——— چودھویں رات: وقت عطار ۱۰ بجے۔ دیکھا کہ مجھے امام کی پوشاک پہنائی گئی ہے۔ اور کہا کہ امام بنایا۔ پھر دیکھا ہوں کہ مجھے ہم لوگوں نے نماز پڑھی ہے۔ اس کے بعد خورشید بائی سے میں واصل ہوا ہوں۔ پھر میں نے ان بچوں سے کہا کہ تم۔ اور عزیز پڑھو میں جاتا ہوں۔ میں اسی مسجد میں نماز پڑھو لونگا۔ کیونکہ وہاں نہیں ملونگا۔ اس کے بعد ایک مکان ہے وہاں افغان۔ ایک سامنے کھڑے ہیں۔ کہتے ہیں سارہی ہے۔ میں گیا تو وہ کچھ کہتے کہتے اٹھ گئی۔ خورشید آئی اس نے کچھ بات کی۔ پھر میں اچھے کمرے میں سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی میں وہاں جا رہا ہوں۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ واہ۔ یہ امانت کا جوڑا آپ کو کیسا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ تو میں نے کہا کہ ہاں اچھا ہے۔ پھر ایک صاحب آدمی بیٹھا ہے۔ اس میں ایک آدمی بیٹھا ہے۔ میں بھی جا کر بیٹھ گیا ہوں۔ ایک آدمی آنے والا ہے تو سنبھل کر بیٹھ گیا۔ پھر مجھ کو فی کیڑوں کی بشارتی دے رہا ہے کہ مبارک ہو۔ میں نے جواب دیا کہ خیر مبارک ہو۔ اس کے بعد میرے پیدائشی والے گاؤں میں۔ بڑا گلستان دار راستہ بھرا ہوا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ میرے گاؤں کی طرف آ رہے ہیں۔ اور ہاں سکے ہاتھوں میں نکلتا ہیں۔ سب سے آخر والے کا نشان ہری گھاس سبز پتے اور پھولوں کا ہے جو لاتعداد ہیں۔ یہ سب دیکھنے کے بعد کو فی کہتا ہے مبارک ہو مبارک۔ میں نے کہا کہ خیر مبارک۔ اس کے بعد ایک راستہ پر علی محمد شاہ کے سامنے بہت ہی بڑا ہاتھی کھڑا ہے علی محمد نے کہا کہ یہ ہاتھی ماتس کرتا ہے میں نے کہا کہ کیسے۔ تو محمد علی نے اس ہاتھی کے سامنے کوئی چیز رکھی اور بولا کہ اسکو توڑ۔ جب ہاتھی نے توڑا تو مجھے ویسا ہی سکھایا۔ (رحیم فرمانبردار رکھا۔)

(۱۷) ——— سترھویں رات: وقت مشتری دیکھا کہ میں ۱۱۲ کا سوالی ہوں اور مجھے ایک علم ملا ہے اس کو پڑھا ہوں جس سے میں کام لیتا ہوں ۷۸۶ اچھا ہوتا ہے۔ پھر وقت مریخ دیکھا کہ میں نام دیکھا کہ مدد آ پہنچی۔

۷ ——— وقت شمس ۱۱ بجے دیکھا کہ عبدالرحمن سارنگیا میرے ساتھ ہے۔ اور ہم بھیرہ کے دروازہ سے نکل کر بگ کی طرف جا رہے ہیں۔ اتنا ہوں کہ اسی راستہ کا تو ہمیں پتہ بھی نہیں۔ اب کیا کہ میں۔ پھر دیکھا کہ ایک بیل کا درخت ہے۔ اس کے نیچے ایک مزار ہے ایک مزار تک پختہ لگی ہے اور بہت سا تو ہمارے ساتھ نہیں دیکھ کر آواز دی اور سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ کہ یہ راستہ ہے۔ پھر وقت مشتری صبح دیکھا کہ مجھے ایک عورت ملی ہے جو کہ ۹ نے دی ہے وہ میرے پاس بیٹھی ہے اور ہاتھ میں لیتی ہوں۔ اور پوچھا کہ یہ عورت آپ کو کس نے دی میں نے کہا کہ مجھے ۹ نے دی ہے۔ پھر محفل محرم میں بیٹھا ہوں اور داخل ہونے لگا ہوں کہ آواز آئی بیٹھو! یہ محفل محرم ہے اسی سے نجات ہوگی۔ سعید سیڑھے مجھے بڑے ہیں اور میں بیحد رو رہا ہوں فائز ہوا کہ مجھے یاد کر۔ مجھے یاد کر تو اختیار عطا فرما۔

(۱۸) ——— اٹھارھویں رات: وقت صبح دیکھا کہ مجھکو وارث بنایا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں سے صغر زہرا کو بھی وارث بنایا ہے۔ اسلئے وارث بنایا ہے کیونکہ میں سات ہوا اور عورت کے بھی سات ہیں۔ اس کے بعد میں نے پڑھا کہ یہ میرا کنارہ ہے وہاں ایک مزار اور باغیچہ بھی ہے۔ اور میں اس جگہ کا وارث ہوں۔ کوئی کھڑا ہے راستہ پوچھ رہا ہے۔ اس کے بعد سید اصغر علی عطر فروش بیٹھے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ بابا میرے پاس تو ایک ہی بچی ہے۔ اور اس میں سب کچھ کہتا ہوں۔ پھر کوئی مجھ سے داڑھی کا ثبوت پوچھ رہا ہے کہ آنکھ کھل گئی۔ (رحم کر میرے مالک)

(۱۹) ——— انیسویں رات: وقت فراریک بجے شب۔ مسٹر بھاٹک اور ثریا دوائی لے رہے ہیں۔ مسٹر بھاٹک پڑھ رہے ہیں۔ ایک دو۔ دو ایک۔ اور میں دوا دیتے ہوئے یہ پڑھ رہا ہوں۔ خالص المخلص اور یہ کہہ رہا ہوں کہ اسی دوا سے مسٹر بھاٹک اچھے ہو جائیں گے۔ (اللہ کے حکم سے۔ پھر پڑھتے پڑھتے آنکھ لگی تو ایک آدمی کہتا ہے [illegible] صحیح ہیں کہ دعوت بھی کیا دعوتیں گے۔

(۲۰) ——— بیسویں رات: وقت شمس دیکھا کہ ایک جگہ کمپنی آئی ہے اور کھیل ہو رہا ہے۔ میں بھی یہ گانا گاتے

۱۳۵۵ھ سنہ

(جمادی الآخر)

پہلی رات: دیکھا سورج سٹوڈیو ہے اور ایک سپر موٹر ڈرائیور موٹر خالی باہر کی طرف گھما کر مجھ سے کہہ رہا ہے۔ "مسٹر جی آپ ذرا ہر پانی کر کے پانی پلائیے تو شاید میں دوا کھاؤں۔ میں نے کہا سنیے۔ تم اکیلے آئے ہو۔ اس نے کہا میں اکیلا نہیں کہا ہوں۔ بلکہ ارڈلیٹر سیٹھ تانو بھائی سے ملنے آیا ہوں۔ اس کے بعد ایک ریل گاڑی پسنجروں سے بھری ہوئی ہے اور آ کر کھڑی ہو گئی۔ آگے ریلوے لائن ہی نہیں ہے بلکہ پل ہے اور میں انجن کے منہ کے آگے بیٹھا ہوں۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہیں آپ نیچے نہ آ جائیں۔ میں نے کہا ان لوگوں کی جان بچ جائے۔ میں مر جاؤں تو کوئی ہرج نہیں۔ اور میں نیچے بیٹھ کر مزدور لگا رہا ہوں۔ میرے ہاتھ میں پل کی لکڑی ہے۔ لیکن مجھے کوئی خوف نہیں ہو رہا ہے۔ گاڑی میرے زور لگانے سے ہلی ہے اور واپس ہی جانے والی ہے۔ شاید چل پڑی ہے۔ اس کے بعد میں منکت رام سے کہہ رہا ہوں کہ تو مجھے کیا دینا چاہتا ہے۔ وہ بولا میں تجھے ۱۲ روپیہ دینا چاہتا ہوں۔ (آقا مجھے بخشدے)

دوسری رات: وقت نزدیک ۳ بجے شب دیکھا کہ میں ایک بہت ہی اونچے مکان کی چھت پر کھڑا ہوں۔ اقبال بھی ہے ہم دونوں کا لباس سفید ہے۔ نیچے دیکھا تو گرنے لگا ہوں تو ایک دم بچ گیا ہوں۔ پھر گرنے لگا ہوں لیکن اقبال نے بچا لیا ہے۔ میں نے اقبال سے کہا میں گرنے لگا تھا۔ اس نے کہا پھر کیسے بچے۔ میں نے کہا۔ مجھے گرنے سے خدا نے بچایا۔ پھر اقبال نے مجھ سے کہا کہ میری ماں! ماسٹر جی آپ کے پاس سو جائے تو۔ میں نے کہا خوشی سے۔ وہ بھی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ یہ سب واقعہ چھت کا ہے۔ ایک چارپائی پر سفید چادر بچھی ہوئی ہے۔ اس پر میں لیٹا ہوا ہوں۔ اور اقبال کی والدہ چھت پر لیٹ گئیں۔ شرما میرے پاؤں دبا رہا ہے (ربی تفضل کر)

تیسری رات: فرما رہے ہیں کہ "میں نے سمجھا کہ تو محمد اور آل محمد کے قربان ہوں آیا" میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے پھر کہا کہ "اجرتوں کم لے کے اٹھا کے چلیا چل" (پروردگار تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے)

چوتھی رات: وقت مشتری صبح دیکھا کہ میں ایک مکان میں ہوں۔ تو غلام علی صالح بی اور صوبی کو لایا ہے۔ وہ دونوں زرین لباس پہنے ہوئے ڈانسر بنی ہوئی میں مکان میں داخل ہوئی ہیں۔ میں نے انہیں نہایت ہی غصے میں دیکھ کر صالح بی سے پوچھا کہ تو کتنی دفعہ غلام علی سے ملی ہے۔ اگر تو سچ سچ کہدے گی تو میں کچھ نہ کہوں گا۔ وہ بولی میں ایک دفعہ ملی ہوں۔ یعنی واصل ہوئی ہوں۔ میں نے کہا اچھا تو نے "سچ سچ کہدیا ہے۔ میں بہت ہی خوش ہوا ہوں۔ لیے انتہا خوش۔ پھر میں نے طلاق دیدی ہے اور رنج ابھی مجھکو بہت ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ تو تو بیٹا کہتی تھی کیا ہوں لئے جھوٹ موٹ کہتا تھا۔ وہ کہنے لگی اب تم کو بولنے کا کوئی اختیار نہیں۔ تم نے تو مجھ کو طلاق ہی دے دی ہے۔ میں اس خیال میں ہوں کہ اگر یہ معافی مانگ لے تو میں اس کو رکھ لوں۔ میں نے پھر کہا کیا تو اسی لئے میرے پاس سے چلی گئی تھی۔ تو تو بہت دفعہ واصل ہوئی ہوگی۔ اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا پھر صاف صاف کیوں نہیں کہا مجھے اس بات کا رنج ہے اور یہ دونوں آدمی پھر واصل ہونے کیلئے مرے ہیں دونوں عورتوں کے ساتھ گئے۔ (میرے آقا میرے سارے گناہ بخشدے)

پانچویں رات: آخر وقت ۲ بجے شب عطارد دیکھا کہ ہماری تیاری بہت دور شہر ایک برات میں جانے کی ہے اقبال نے کہا دوائی بھی لاؤ اور طبلہ بھی لاؤ۔ کیونکہ وہاں میرا گانا بھی ہے۔ تو میں اس مکان میں گیا ہوں

یعنی مجھے بلا در نہ اسکو ، اور ۱۰ دیدوں ۔ (مولا میری ساری کمزوریاں دور فرما ۔)

(۲۶) ——— چھبیسویں رات :۔ وقت مشتری صبح ۶ بجے دیکھا کہ کوئی کسی سے کہہ رہا ہے کہ بیٹھ آپ جاؤ تو اب کو نیند آرہی ہے بیٹھنے کہا کہ ہاں میں جاتا ہوں ۔ میں نے کہا کہ جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ کہہ دیا ۔ جلو شکر ہے ایک آدمی کہتا ہے ۔ بنیا آپ کو کہتا تھا کہ دیکھو فضل ہوگیا ہے ۔ اللہ مجھے دیا ہے ۔ اور میرے ہاتھ میں نوٹ ہیں ۔ پھر ڈاکخانہ ہے ۔ لوگ اسمیں سے روپیہ لا رہے ہیں ۔ میں بھی نوٹ تڑوانے اور ڈاکخانہ سے روپیہ لینے کے لیے جا رہا ہوں ۔ جا کر کونٹر میں کھڑا ہوگیا ۔ (پروردگار میرا خاتمہ بخیر کر دے)

(۲۷) ——— ستائیسویں رات :۔ ریوڑ نے مجھے نماز پڑھنے کے لیے کہا تو میں نماز پڑھ رہا ہوں اور سجدہ کر رہا ہوں ۔ پھر پاخانہ ہے اور نل ہے ۔ میں نے جوتوں اتارا پھر سفید پاجامہ ہے ۔ اور سفید ہی قمیص پہنی ہوئی ہے میں اس نل سے لوٹا بھر کر پاخانہ جا رہا ہوں ۔ اس کے بعد میں ایک جگہ گیا ہوں وہاں دو عورتیں ہیں ۔ مجھے ایک سے پیسہ لینے ہیں ۔ جب میں نے مانگے تو وہ دوسری سے مانگنے لگی ۔ اور دوسری اپنے سفید کپڑے سے پیسہ کھولنے لگی اور میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگی کہ یہ تو خود بہت ہی مالدار ہیں ۔

(میرے آقا میرے گناہ بخشدے)

(۲۸) ——— اٹھائیسویں رات :۔ دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ اب ہم دو دو فوسلام کریں گے ۔ پھر وقت قبر دیکھا گیا (میرے پیارے خالق تو بڑا رحیم وکریم وکرم الراحمین ہے تو میرے تمام گناہ بخشدے اور میرے ماں باپ دادا کے بھی گناہ بخشدے)

(۲۹) ——— انتیسویں رات :۔ وقت مشتری یا برج صبح دیکھا کہ میں گنتی میں گل اور گل نار جیت گیا ہوں پھر میں گل جیت گیا ہوں ۔ دو قرآن شریف اللہ کے حکم سے ختم کیے ہیں مکمل قرآن حکیم رمضان شریف ۱۳۵۵ھ سے لیکر ۱۳۵۵ھ آخر جمادی الاول تک ۳۲ ختم کیے اللہ کے حکم سے اور (۳۰ ، ۷ ، ۶۰ کل میزان ۔)

پروردگار میں عاصی ہوں تو بڑا رحیم ہے !

میں مجسم گناہ ہوں تو بڑا غفور ہے !

میں بڑا ناشکرا ہوں تو بڑا محسن ہے !

تو میرے گناہ بخشدے ۔ مجھکو معاف فرما دے گنہ فرما !

تیری بخشی بہا نعمتوں کا لاکھ لاکھ شکر جن سے تو نے نوازا

تیری رحمت کا ہر وقت طالب ہوں نظر کرم کر !

ختم جمادی الاول

باپ دوائی کے لئے آیا۔ مولوی فہیم الدین صاحب دروازے میں کھڑے اس کی تسلی کرا رہے ہیں اور لال ٹوپی پہنے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا دوائی دو۔ انہوں نے سر کے اشارہ سے کہا۔ ہاں دے دو۔ (مولا تیرا ہر وقت محتاج ہوں)

۱۱ ویں رات: وقت ۱۰ بجے صبح دیکھا کہ میں گا رہا ہوں۔ اور غلام دین طبلہ بہت ہی اچھا بجا رہا ہے۔ میں نے مگر مارا جی بہت مشکل ٹھیکہ لگا ہوا ہے۔ پھر ایکدم سے گانا چھوڑ دیا۔ چانک آکر ایک دم گر پڑا۔ جو مجھے بھی امید نہ تھی۔ کیوں کہ ٹھیکہ بہت ہی مشکل بج رہا تھا۔ غلام دین ٹھیکہ لگاتے ہوئے ہے جس کا جواب نہیں۔ آخر گانا بجانا ختم ہوا۔ میں نے غلام دین کی بہت تعریف کی کہ بھائی! واہ خوب بجایا۔ وہ بولا۔ اجی صاحب اس میں میرا کیا کمال ہے۔ یہ تو منشی جی میرے نیوریس ہے انہوں نے ہی مجھے سکھایا۔ انہیں کی سب مہربانی ہے۔ (میرے آقا سب تعریفیں تیرے ہی واسطے ہیں۔)

۱۲ ویں رات: صبح وقت شمس دیکھا کہ میں سفید چادر اوڑھ کر لیٹا ہوا ہوں۔ میرے بھائی محمد بخش نے مجھ کو گیند پڑھ کر میری دائیں پنڈلی پر ماری تو وہاں پر سفید پھوڑے نکل آئے۔ میں بہت گھبرایا اور میں نے اپنے ہاتھ پر پڑھ کر پھونکا اور چھوڑ دیں پر پھیلا۔

۱۳ ویں رات: وقت ۲ بجے شب مریخ دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے تو دے ہی دی ہے پھر ۴ بجے صبح دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں اور میری تو میں ایک عورت لیٹی ہوئی ہے۔ میں اس سے باتیں کر رہا ہوں اور ذرا شرما بھی رہا ہوں۔ شاید میں دعائیں دے رہا ہوں۔ ہاتھ میں سفید کاغذ لکھا ہوا ہے۔ پھر ۹ بجے صبح وقت زہرہ ایک ریل گاڑی میں ہیں اور دوسرے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ گاڑی پوری رفتار سے جا رہی ہے۔ میں انگلیوں سے گاڑی بجاتا جا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ اس طرف جنوں کی سرحد ہے۔ میں وہاں گیا ہوں۔ انہوں نے مجھے کوئی ایذا نہیں پہنچائی ہے مگر اس حد میں ریل گاڑی نہیں جا سکتی بلکہ موٹر جا سکتی ہے اگر ہوتی تو اس میں بیٹھ کر جاتے اور ریل گاڑی مشرق اور شمال کی طرف دوڑی جا رہی ہے (رب العلیٰ بغیر تیری مدد کے ہم ذرہ برابر چل نہیں سکتے)

۱۴ ویں رات: وقت صبح مہر نقاش سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ اقبال اس کو میری گود میں دے رہی ہے اور میں نے اٹھا لیا ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں مجھے کیا ملا ہے۔ تو ایک آدمی آیا ہے۔ اس کے ہاتھ میں پھولوں کا ایک گلدستہ ہے اس نے میرے آگے رکھ دیا ہے اور یہ کہہ رہا ہے یہ آپ کو ملا ہے۔ (میرے آقا مجھے اپنی پناہ میں رکھنا)

۱۵ ویں رات: وقت صبح عطارد، بجے میں نے دیکھا کہ بیماروں کو دوائی دے رہا ہوں اور ادھر بڑا سا کمرہ ہے اس میں بھائی وزیر بہت سارے لڑکوں کے ساتھ بھاگ بھاگ کر کھیل رہی ہے۔ میں نے اٹھ کر ڈانٹا تو وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ وقت مشتری ۹ بجے دن دیکھا کہ مولا سنگھ ہیں۔ اس کے بعد ایک سکھ اور ایشور سنگھ ہے۔ میں نے پوچھا تم دراس نہیں گئے۔ انہوں نے کہا نہیں بات رک گئی۔ میں نے کہا کیوں۔ میں نے تو سنا تھا کہ تمہارا سلیکشن ہو گیا ہے اور مشین پر تم جانے والے ہو۔ وہ بولے جی نہیں بلکہ وہاں مولا سنگھ جائے گا۔ اس کے بعد حشمت بخش کا گھر ہے۔ ننھو حشمت بخش سے پوچھ رہی ہے۔ آج کیا پکائیں تو وہ بول رہا ہے کہ دو انڈے اور دال پکا لو۔ ننھو نے چمڑے کے سوٹ کیس میں سے روپے نکالے۔ تو میں نے ننھو سے کہا کہ لڑکی یہ سوٹ کیس سامنے نہ رکھا کرو۔ ہر ایک آدمی آ جاتا ہے (فضل فرما میرے اللہ)

۱۶ ویں رات: وقت صبح وقت مشتری بامریخ میں نے دعائی دی ہے ایک لڑکے کو۔ تو وہ اچھا ہو گیا ہے پھر میں کسی صاحب سے باتیں کر رہا ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری کمپنی اس پہاڑ پر کھیل کھیلنے گئی ہے۔ اور اس پہاڑ پر کھیل کے آخر دانے کا نام باش تنگ ہے پھر اتنے میں میں اپنے سر پر بہت ہی بھاری گٹھڑی رکھے ہوئے بہت ہی اونچے پہاڑ پر جا رہا ہوں۔ پھر ایک بہت بڑے دروازہ پر پہرہ نظر آیا۔ میں نے سپاہی سے اجازت مانگی۔ اس نے کہا جاؤ تو میں اندر چلا گیا۔ آگے لطیف بھائی کو دیکھا اور دھوبی ہیں۔ تمام جگہ کیمپ لگے ہوئے ہیں۔ اس میں افسر اور فوج رہتی ہے۔ پھر میں نے اس گٹھڑی میں سے کپڑے دھوں کر رکھ دیئے اور اس لمبی چوڑی چادر کا جس میں کپڑے بندھے ہوئے تھے واپس لا رہا ہوں۔ جاتے وقت ایک صاحب میرے ساتھ تھے اب وہ غائب تھے جس راستے سے گیا تھا۔ اسی راستے سے واپس آیا۔ جدھر نظر پڑی۔ گیہوں کے کھیت ہی کھیت نظر آئے۔ پھر آگے دیکھا ماں بیٹی دو عورتیں کھڑی ہیں۔ ان کا لباس سفید ہے ماں اندھی ہے اور اس کے ہاتھ میں لکڑی ہے جو اسکی لڑکی نے پکڑ رکھی ہے۔ جب میں قریب پہنچا تو وہ دونوں میرے ساتھ ہو گئیں۔ اتنے میں گرامونون بجا کر جوگنی مارو ہے تو وہ لڑکی کہتی ہے تیرے نام کو جیوں گی میں۔ (پیارے مولا میرے سارے گناہ بخش دے)

۱۷ ویں رات: وقت عطارد شب ایک بجے دیکھا مجھے ڈھاکہ جانا ہے۔ میں اور ایک اور آدمی گاڑی میں سوار ہیں۔ گاڑی خوب تیز رفتار سے

راستہ نہایت مشکل ہے ایک اور آدمی بھی میرے ساتھ ہے۔ میں نے جاکر دوائی کی شیشی اور طبلہ لیا اور کسی مشکل راستہ سے ہم دونوں آنے لگے اس راستہ میں صرف ایک جگہ صرف ایک پاؤں رکھنے کی جگہ ہے۔ میں نے اپنے ساتھ والے آدمی سے کہا کہ تیری بڑی مہربانی ہوگی یہ طبلہ ذرا پکڑ لے۔ میں جا کر اس طرف سے پکڑ لیتا ہوں۔ اس نے پکڑ لیا میں نے کہا بھائی تیرا مجھ پر احسان ہے۔ تو میں دوا اور طبلہ لے کر آرہا ہوں وہ بات کی روشنی زیادہ دور سے مجھے دکھائی دی ہے بات ہماری ہی طرف آرہی ہے ہم بالکل قریب قریب ہوتے جارہے ہیں۔ راستے میں بہت ہی گہرا ہرے رنگ کا سانپ پڑا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا اور فوراً بھاگا۔ میں نے مارنا اچھا مگر وہ تیزی سے درخت کی بیلوں پر چڑھ گیا۔ وہ ڈر سے مجھے دیکھتا جاتا ہے اور بھاگتا جاتا ہے۔ میں روشنی کی طرف جارہا ہوں تاکہ بات میں جلدی سے پہونچوں۔ راستے میں سینکڑوں لکڑیں ہیں جیسے سانپ گزر چکے ہوں۔ میں لکڑیوں کے اوپر سے گزرتا کودتا جاتا ہوں۔ بات میں جب پہنچا۔ دیکھا تو اصلی دولہا کی سجی ہوئی ہے اور سینکڑوں کی تعداد میں مشعلیں ہیں۔ روشنی بہت ہی زیادہ ہے۔ میں نے کہا یہ کپڑے اتار نہ دیں گے۔ جواب ملا بے میں رات کپڑے نہیں اتارے جاتے۔ بلکہ وہی کپڑے رہتے ہیں۔ یہاں کا پرانا دستور ہے۔ میری پھوپھی کی لڑکی بھی ہے جو بہت ہی بوڑھی ہو چکی ہے اور وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ میری والدہ، میرے بھائی شرف الدین، اقبال، مرحبین، مکرم بھری، محمد بخش دختر الدین سب ہی تو برات میں شامل ہیں۔ میں کسی آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ شادی تو میراثیوں کے لئے ہوتی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ میں نے پھر کہا۔ آپ کی حالت تو غریبی ہے پھر بھی آپ شادی کرنے جارہے ہیں۔ وہ بولا ان کاموں میں خدا ہوتا ہے مددگار۔ صرف ارادہ پکا کر لینا چاہیے۔ میراثیوں کے لاگ ہوتے ہیں تو وہ مجھے بھی ملی ہے اور ایک بچی بھی چلتی جارہی ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے اور اس کا کیا نام ہے؟ دولہا نے کہا اس کا نام تو بتیری ہے۔ پھر میں پہچانا اور کہا۔ ارے یہ تو محرم بھری کی بہن ہے۔ مجھے تو بچپن میں میں نے بہت ہی کھلایا ہے۔ (پروردگار مجھ پر رحمتیں جاری رکھ)

چھٹی رات: دیکھا بہت کچھ مگر یاد نہیں۔ وقت زہرہ میں کہہ رہا ہوں کہ بغیر نبض دیکھے تو میں اللہ کے حکم سے دوا دیتا ہوں اور بیمار اللہ کے حکم سے اچھا ہو جاتا ہے۔ پھر ایک بہت ہی بڑا ایک برات کا جلوس دیکھا جو خوب سجا ہوا تھا۔ لوگ رنگ رنگ کے کپڑے پہنے تھے۔ سجاوٹ کی یہ حالت جس کا کوئی جواب نہیں اور میری پوشاک بھی بہترین اور عجیب قسم کی تھی۔ میرے لائق جو تھے وہ بھی مل گئے۔ برات ہمارے گاؤں کی طرف سے آرہی ہے۔ (پاک ذات مجھ پر کرم کی بارش برسا)

ساتویں رات: وقت صبح ۷ بجے (مشتری) دیکھا کہ دوائی کو بہت زبردست کامیابی ہوئی ہے۔ اس کے بعد پڑھتے پڑھتے اونگھ آئی۔ دیکھا کہ بی بی باقی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے اور اس نے مجھے پیسے دوائی لی ہے اور دو روپے دیئے ہیں۔ وقت زہرہ دشمش دیکھا کہ گردجی آئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں یہ بہت اچھا ہوا کہ گردجی بھی آگئے ہمارے گھر میں اقبال، اس کی ماں اور ایک دوسری عورت ہے اور رو دلی ٹپک رہی ہے۔ پھر دیکھا کہ جس جگہ مجھے پہنچنا تھا وہاں میں پہنچا۔ جگہ کی خبر نہیں۔ یہ بھی کہا کہ یہ اچھا ہے اور بہت ہی اچھا ہے (معاف کر میرے اللہ)

آٹھویں رات: وقت زہرہ صبح دیکھا کہ دوائی بہت کامیاب ہے۔ پھر وقت قمر ۳ بجے دن دیکھا کہ میری تمیض پر جو خون تھا میں نے دھو ڈالا ہے۔ (پروردگار میرے گناہ بہت ہیں مجھے معاف کر دے۔)

نویں رات: وقت مشتری صبح ۶ بجے دیکھا کہ میں نے ایک بچے کو ذبح کر ڈالا ہے اس کو خون آتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا۔ میرا گلا کھول دیجئے۔ میں نے پھر چھری پھیر دی ہے اس کے بعد ایک سڑک پر میں جارہا ہوں۔ سامنے سے بڑے میاں آرہے ہیں۔ ان کے پاس دو مینڈھے ہیں۔ ایک بچہ ہے اور دوسرا پورا جوان ہے۔ یہ ان کے شوق کی چیز ہے۔ مجھ سے کہتے ہیں ذرا تم بھی کھیلنا میں نے کھیلنا شروع کر دیا۔ کبھی وہ مجھے پیچھے ہٹاتا ہے۔ کبھی میں اس کو ہٹاتا ہوں اور وہ بزرگ دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد نانو بھائی میں اور مستی شمش ہیں۔ نانو بھائی نے مجھ سے کہا کہ آپ نے تھوڑی سی تنخواہ بھی کم نہیں کی۔ تو میں نے ہاتھ باندھ کر زور زور سے کہنا شروع کیا۔ میں نے بہت ہی سکھ پایا ہے آپ کے ساتھ۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آپ کی اور آپ کے بچوں کی زندگی دراز ہو۔ میرا آپ دادا ہی اتنا تھا۔ پھر اسٹوڈیو میں کام ہو رہا ہے۔ نانو بھائی کو بھاگی لے رہا ہے۔ اگلی آنکھیں نیند سے سرخ ہو رہی ہیں۔ اور شاید میں نے کچھ کہا بھی ہے۔ (میرے اللہ مجھے اپنی پناہ میں رکھ)

دسویں رات: صبح وقت شمش۔ زہرہ۔ عطارد بہت کچھ دیکھا مگر یاد نہیں۔ پھر ہدایت اللہ چنگیز اکپڑا اور ڈھے ہوئے آئے اور میرے لئے سبز جوتی کا ایک جوڑا زمین پر پھینک دیا اور کہا اگر ضرورت اور ہو تو اور بھی ہیں۔ اس کے بعد بابا دسنت کا بوڑھا

پاس آیا اور کہا آپ کو پار جانا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں اس نے کہا چلئے میرے پاس سواری موجود ہے۔ میں نے نہ پوچھا کہ گدھی کے تھے تو پوچھی ہے اس پر کچھ پرانا سامان ہے اور میرا اسلامان بھی کانستر اور دو کپڑے ہیں۔ خیر پرسامان گدھی پر رکھ کر ہم چل پڑے۔ جب دریا کے پار پہنچے تو اس آدمی نے میرا سامان کھولنا شروع کیا۔ میں منع کرتا رہا ہوں مگر اس نے ایک نہیں سنی۔ اور سامان کھولتے کھولتے گدھی گرا دیا۔ اور میرے ساتھ لڑ پڑا۔ اس کا نام رحمت علی (لکھڑا) ہے۔ اس نے میرے کپڑے بھی چھین لئے۔ میں بھاگا۔ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے بھاگا۔ اور پتھر مارنے شروع کر دیئے۔ مگر مجھ کو لگا ایک بھی نہیں۔ بھاگتے بھاگتے میں پیروں کی جگہ گیا ہوں مگر وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اور آگے بھاگ کر گیا تو دیکھتا ہوں کہ یہاں پر بھی کتے بندھے ہوئے ہیں۔ اور گدھے زنجیروں سے بندھے ہوئے ہیں۔ پھر ان میں تالے لگے ہوئے ہیں۔ سے شمار کیے اور نوے کتے بندھے ہوئے ہیں۔ پھر بھی وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ آخر کار میں ایک اندھیرے اور چوڑے تالاب میں اترنے لگا ہوں تو اس نے جلدی سے دوڑ کر میرا چادر پکڑ لیا۔ میں نے شور مچایا۔ اول تو میں پہلے ہی سے شور مچاتا ہوا آرہا تھا کہ ارے کوئی آؤ مجھ بے کس عاجز کو لوٹ لیا۔ ہائے ہائے ہائے۔ میری مدد کو آؤ۔ مجھے کوئی بچاؤ۔ چادر اس سے چھین کر میں نے اوڑھ لی ہے۔ منہ اور ہاتھ آسمان کی طرف ہیں اور خوب رو رہا ہوں۔ اور یہ کہتا جا رہا ہوں کہ چشم زدن میں تو نے کیا سے کیا سراب۔ اور پھر یہ کہ ہم غریبوں کے پاس کچھ نہیں۔ لیکن تو ارحم الراحمین ہے اس کے بعد ایک آدمی کہتا ہے کہ میر احمد سے خط لکھواؤ۔ وہ بہت خوشخط لکھدے گا۔ پھر میں منہ کھولے ہوئے ہوں۔ کسی آدمی نے میرے منہ میں دودھ ڈالا ہے اور میں نے چاول بھی کھائے ہیں۔ پھر کسی شخص نے موتیا گلاب کے دو پھول میرے ہاتھ میں دیئے اور سلام کیا۔ میں نے بھی سلام کیا۔ (رب میں تو تیرے فضل و کرم کا محتاج رہتا ہوں)

۲۱ ویں رات:۔ وقت شمس صبح ۸ بجے دیکھا کہ میں ایک بیکری میں گیا ہوں اندر سے سیاہ ڈاڑھی کا ایک آدمی نکلا تو میں نے اس کو ایک روپیہ دیا۔ تو وہ اندر سے مٹھائی کے کیک لے آیا۔ اتنے عمدہ جس کی مثال نہیں۔ میں وہ کیک گھر لے آیا۔ دو سے تین پھر نوکری سے واپس آتے ہوئے اسی بیکری میں گیا۔ پھر اندر سے وہی آدمی آیا جس کی شکل گوئیٹی ٹیلکی سی ہے۔ میں نے پھر ایک روپیہ دیا۔ اس نے پھر وہی عمدہ قسم کے تین کیک لا کر دیئے۔ مگر اس وقت اس آدمی کی شکل کیک جیسی گول گول تھی۔ پھر میں کہیں نوکری پر جا رہا ہوں تو ایک سپاہی وردی پہن کر نکلا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ بھائی مقدر کی جو بات ہوتی ہے وہ بہت ہی اچھی ہوتی ہے۔ اب تم وردی پہن کر ڈیوٹی پر جاتے ہو تو کیسے بھلے معلوم ہوتے ہو۔ پھر وقت تم ۶ بجے شام دیکھا کہ

۲۲ ویں رات:۔ میں اپنے پیدائشی گھر میں چارپائی پر بیٹھا ہوا ہوں۔ رامو بھائی سامنے کرسی پر بیٹھے ہیں۔ باہر سے ایک عورت سفید کپڑے پہنے ہوئے آئی تو رامو بھائی نے آواز دی کہ آؤ ایڈل بائی اندر آؤ۔ وہ آکر میرے قریب بیٹھ گئی۔ میں نے رامو بھائی کی طرف اشارہ کر کے کہنا شروع کیا کہ مجھے سیٹھ اور کچھ نہیں لیکن میری محنت بہت تھی۔ صرف اس بات کا افسوس ہے کچھ اور نہیں۔ یہ تو سیٹھ آپ جانتے ہیں کہ یہ گھر تو میرا ہے۔ رہنے کو تو جگہ ہے ہی۔ باقی کھانے پینے کا بندوبست بھی خدا کر دے گا۔ رامو بھائی بولے چپ رہو ذرا صبر نہیں دیکھتا تو۔ پھر سورج کا اسٹوڈیو ہے۔ لطیف بھائی نے مجھ سے کہا۔ بادار امو بھائی کہتے تھے کہ ماسٹر کے گھر میں پاس آتی ہے اور میں خاموش ہوں پھر میرا ہی گھر ہے۔ رامو بھائی مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں سمجھ گیا، ہوں جو تمہارا خیال ہے۔ یہ بات تو اس مجھن کی ہے کہ اس کے بال کچھ اڑ گئے اور کہا کہ ایک طوطا اپنے مالک کا بہت ہی خیر خواہ تھا مگر اس کا مالک اس کی بات مانتا نہ تھا نہ سنتا تھا اتنے میں اتفاق آئی تو وہ چپ ہو گئے۔ جب وہ چلی گئی تو میں نے کہا سیٹھ وہ بات تو پوری کرو۔ پھر انہوں نے گاتے گاتے کہا کہ وہ ایک مجھن اس دن گاتے تھے۔ تینے ڈولت کہ اتے۔ میں طوطے کے پنجرے کو بھی کسی سے اندر رکھ دیا وہ مخاطب ہو گئے اور ہم سب ایک ہی چارپائی پر بیٹھے ہیں تو میں نے کہا پان دینا تو خورشید سب کے لئے پان لائی جو میری لڑکی ہے۔ میرے پان میں ذرا چونا زیادہ ہو گیا ہے۔ میں نے کہا یہ کس نے لگایا ہے۔ اقبال نے اندر سے پکارا۔ خورشید نے۔ میں نے کہا "اجی جو دل لگایا کرو" اور رامو بھائی نے تالی کر کہنا شروع کیا کہ ایک طوطا تھا۔ وہ اپنے مالک کو بہت کچھ کہتا تھا لیکن اس کا مالک کہنا مانتا نہیں تھا جب اس کے مالک نے اس کی بات مانی تو آخر وہ نہال ہو گیا۔ یہی بات تمہاری بھی ہے (رحم کر تیرا رحم لے پایاں ہے)

۲۳ ویں رات:۔ دیکھا کہ مجھ کو علم کی تعداد ملی ہے ایسی تعداد ہے چاہے جس چیز کے اوپر پڑھ کر پھونکا جائے وہی کام ہو جائے یہ فیض عام ہے یہ بات میں کسی سے کہہ رہا ہوں (تو فضل فرما پروردگار)

[illegible] ایک آدمی سے پوچھا کہ میرا بکس کون سا ہے۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں میں نے دوسرے کے بکس کو کھولا تو اس میں سے صرف ایک چوہے کا بچہ نکلا۔ اس نے بعد مجھے اپنا بکس نظر آگیا جو کپڑوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے اس آدمی کی گردن خوب دبائی وہ کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔ پھر اس نے چاقو نکالا۔ میں نے کہا اے مسلمان بھائی کو تم یہ مارو گے۔ اس نے کہا۔ میری کیا مجال کہ میں ماروں۔ اتنے میں اسٹیشن آگیا۔ اور میں اتر گیا ہوں۔ مگر میری کوئی چیز گاڑی میں رہ گئی ہے۔ میں نے چاہا کہ چڑھ کر لے لوں۔ لیکن گاڑی چل پڑی۔ میں نے سوچا تو کروں۔ پھر سوچا۔ چلو پیدل ہی چلو۔ اگر پیسے کو ملی ہوگی تو اس اسٹیشن پر مل جائے گی۔ میں چل پڑا۔ پلک جھپکنے کی دیر تھی کہ میں پہنچ گیا۔ وہاں یہ کہہ رہا ہوں۔ چلو جی جہاں مجھے پہنچنا تھا پہنچ رہا ہوں۔ دیکھا کہ پانی کی آڑ ہمارے مکان کے پیچھے ہے۔ میں نے کہا ارے یہ تو میرا ہی گاؤں گا گا ہے۔ پھر کھڑے کھڑے کیا دیکھتا ہوں کہ مغرب کی طرف سے دو ریل گاڑیاں دوڑتی آرہی ہیں۔ پہلے ایک آکر میرے سامنے رک گئی۔ پھر دوسری بھی آکر رک گئی۔ پھر میری دونوں کے درمیان سے آنکلی اور یہ نظر آنے لگا کہ انجنوں کے پرزے کچھ ادھر سے کچھ ادھر سے خود بخود مل رہے ہیں اور ایک بہت بڑا ہاتھی کا سر بن گیا ہے اس کے بعد گاڑی کی طرف دیکھا تو صبح کا وقت ہے سب لوگ میرے گاؤں کے گھروں سے نکل رہے ہیں۔ ان سب کو میں نے پہچان لیا۔ سب سے پہلے تین معلے آئے ایک نے مجھے سلام علیک کیا۔ میں نے وعلیکم السلام کہا۔ پہلا کہنا آیا اوجی تابخش آؤ۔ میں نے کہا تو تو کے کا کتا ہی رہا تو وہ سننے لگا۔ اس کے بعد [illegible] کیا حال ہے۔ میں نے کہا خیریت ہے۔ تیرے بال بچوں کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ اس نے کہا میں بھی تیرے بال بچوں کے لئے دعا کرتا ہوں۔ سامنے نظر پڑی کہ ایک بہت عمارت تیار ہو رہی ہے اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ اقبال مجھ سے کہہ رہی ہے جی مجھ کو ایک خواب آیا ہے کہ میرے ہاتھ میں دو ٹکٹ ہیں۔ یہ خواب میں نے اپنی ماں کو سنائی ہے۔ وہ کہتی ہیں ہمارے اوپر دس برس بھتے جواب کٹ چکے ہیں۔ (آمین رحم کر میرے گناہ بخش دے)

۱۸ ویں رات: وقت عصر [illegible] دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں۔ بیمار کے وارث کو اگر ۱۱ یا ۱۲ روپے میں آدمی کی جان بچ جائے تو کیا حرج ہے۔ (رب مجھے نیک بنا)

۱۹ ویں رات: وقت زہر شب ایک بجے دیکھا کہ ایک مکان بہت اونچا ہے جس کا کوئی انداز نہیں۔ وہاں جلو ایکسٹرا میں اور میں ہوں میں کہہ رہا ہوں کہ سبحان اللہ ایکٹری تو جلو بائی کرتی ہے اس نے سفید لباس پہنا ہوا ہے میں صرف تہمد پہنے ہوئے ہوں۔ کپڑے دھو چکا ہوں تو ان کو پھیلا رہا ہوں۔ جلو نے کہا یہ میراثیوں والی بات نہ کرو۔ میں نے کہا پانی میراثیوں والی بات کر کے مجھے تم سے کیا لینا ہے۔ جو بات ہے وہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا جتنے پارٹ تم نے کئے۔ مجھے ایک کا بھی مزہ نہیں آیا۔ البتہ ایک پارٹ تم نے ایسا کیا ہے جس کا جواب نہیں۔ وہ بولی۔ کیا وہ آسمان سنسارے والا؟ میں کہا ہاں۔ تمام دنیا اس کی تعریف کرتی ہے یہ سن کر وہ بہت خوش ہوگئی کہتی ہے کیا لینا۔ میں نے پھر کہا لینا کیا ہے کہنی ہے سو ہے تو چلو سولے۔ اتنے میں میری سالی فاطمہ گھومتی پھرتی آئی۔ اور جلو سے کہنے لگی۔ ذرا ادھر [illegible] کہنے لگی ادھر دیکھو۔ فاطمہ بہت خوش ہے کبھی ادھر آتی ہے تو کبھی ادھر جاتی ہے اور منہ میں مجھ کو گالیاں دیتی ہے [illegible] کہ وہ مجھ سے بڑی ہے۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر بادل ہیں اور پہاڑ ہے۔ میں نے کہا واہ سبحان اللہ اگر میرے طرف بادل اجائیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ پھر چھوٹے چھوٹے لڑکے بھجن گا رہے ہیں۔ سیتا رام۔ چوتی لال اور رام لال نراین بھی ہیں۔ یہ پھلوں کی منڈی کا واقعہ ہے اور ڈوبا لگ رہی ہے۔ پھر صبح دیکھا کہ شادی ہو رہی ہے۔ بھائیکلہ کے پل کے پار۔ (شکر ہے پروردگار تو ہی ہر جگہ خبر گیری کرتا ہے)۔

۲۰ ویں رات: وقت عطارد صبح ۷ بجے دیکھا کہ سرج کمپنی سے ہم سب اسٹاروں نے نوکری چھوڑ دی ہے تو ڈھنڈورا دینے والے کا پارٹ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ راموبھائی نے مجھ سے پوچھا کہ ڈھنڈورا کیسے لرنا چاہیئے۔ تو میں اس کو بتا رہا ہوں۔ اس کے بعد لطیف بھی نوکری چھوڑ کر میرے گھر آیا ہے۔ میں نے کہا تم نے بھی نوکری چھوڑ دی۔ کہا جی ہاں۔ چونکہ اقبال بیٹھی روٹیاں پکا رہی ہے اور میں کھا رہا ہوں۔ اس لئے میں نے روٹی کا ٹکڑا توڑ کر لطیف سے کہا کہ بھائی لو یہ تم بھی کھاؤ۔ روٹی تھوڑی ہے لطیف نے کہا۔ نہیں جی بہت ہے۔ اس کے بعد مجھے نوکری ڈھونڈنے دوسرے شہر جانا ہے اور میرے پاس سامان وغیرہ ہے چلتے چلتے میں دریا کے کنارے پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تمام کے تمام ہی کتے بیٹھے ہیں۔ ان پر چڑھ کر لوگ ایک تفریح کرنے کیلئے دریا کی لہریں دیکھ رہے ہیں۔ اتنے میں ایک کتا آیا ہے میں نے سوچا ہی تھا کہ میں اس کے اوپر بیٹھ کر پار جاؤں کہ ایک آدمی گدھی لے کر میرے

آدمی سے کہا کہ بھائی تم ذرا آگے ہو جاؤ کیونکہ سامنے سورج پڑ رہا ہے اس کے بعد میں ایک آدمی کے ساتھ آئینہ خرید نے بازار گیا۔ دیکھا کہ ایک سکھ جو جوان ہے دوکان پر بیٹھا ہے اس کی دکان میں ایک آئینہ قد آدم سامنے دکھائی دیا۔ میں نے اس کی قیمت پوچھی اس نے کہا دو روپے میں نے کہا چلو کسی دوسری دکان پر معلوم کریں۔ میں تو برابر ہی ایک دکان پر ایک بوڑھا سکھ بیٹھا ہے اس سے جیسے ہی اندر آدم آئینہ کی قیمت پوچھی۔ اس نے ڈیڑھ روپیہ کہا۔ میں نے کہا اچھا دیجئے تو وہ جوان آنکھ کے اشارے سے منع کرتا ہے کہ دو روپے سے کم نہ دو۔ میں نے دیکھ لیا اور اس سے جھگڑنے لگا کہ یہ کہاں کا قاعدہ ہے کہ خود بھی نہ دو اور دوسروں کو بھی نہ دینے دو یہ بہت ہی شرم کی بات ہے وہ بوڑھا سکھ ہنسا ہے ہیں صاحب جانے دیجئے۔ اس کا کیا۔ جب بات ہو گئی تو پھر کیا۔ یہ آئینہ آپ کا ہے زبان ڈیڑھ روپے کی دیدی۔ آپ اسے لے جائیے۔ میں نے کہا اچھا جی اس کو باندھ دیجئے۔ پھر میں اس کی دکان کے اندر گھس گیا۔ دیکھا کہ رسی بھی ہے میں نے سوچا کہ چلو یہ رسی کیوں کر اور کہاں چارپائیوں کی رسی کمزور ہے تو وہ بڑھا سکھ کہتا ہے کہ چارپائیاں کمزور ہو گئی ہوں گی۔ آپ ان کو جوانے کیلئے پوری رسی نہ دیں۔ میں نے کہا جی نہیں صرف اتنی ہی کافی ہیں۔ رسی دیکھی تو بان کی تھی۔ میں نے کہا یہ تو کمزور ہے پھر سوت کی رسی لفظ ٹین۔ اس نے کہا یہ ٹھیک ہے اور مضبوط ہے۔ اس کے بعد تا یہ میں کسی سے کچھ بات کر رہا ہوں کہ جھنڈ یا جھنڈ یا جھنڈ دیا جھنڈ دا۔ یہ کچھ یاد نہیں رہا اور مجھے ہدایت دے۔)

۲۷ ویں رات: وقت عطارد صبح ۶ بجے دیکھا میں کسی سے کہہ رہا ہوں کہ میں جاؤں۔ تو لطیف کا ہوٹل ہے ادھر ہوٹل کے تختے پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ میرے پاس ایک کپڑے کی چوٹیاں اور ادھنے کھلے پڑے ہیں۔ روشن علی آیا اور اس نے تین ادھنے اٹھا لئے پھر تھوڑی دیر کے بعد آکر اس نے دو ادھنوں کے بدلے چادر کے سو روپے رکھ دیئے اور وہ سب رقم میں نے کپڑے سے اٹھا لی ہے پھر ایک جگہ بابو بوں دنوں کرسی پر بیٹھے مرے لئے خط لکھ رہے ہیں۔ ایک پوسٹ کارڈ پورا کر کے دوسرا بھی ختم ہونے والا ہے مضمون صرف اتنا یاد رہا کہ اثر یڈ [illegible] میں اندر پھر وہ اس آکر چارپائی پر لیٹ گئے۔ میں نے کہا "پھر وہ اس جی۔ پھر وہ اس جی انہوں نے میری طرف دیکھا اور ہنس دیئے۔ میں نے کہا کیسے پہچان لیا۔ (رحم و کرم فرما مولا)

۲۸ ویں رات: وقت شمس صبح ۶ بجے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر میرے ساتھ آدمی ہے میں نے ایک شیرنی کو چھری سے مار دیا ہے پھر وہ میرے آقا کے اشارے سے جی اٹھی ہے اور میرے پیچھے لگ گئی ہے۔ بھاگے آگے میں بھاگا جاتا ہوں۔ اور پیچھے پیچھے وہ۔ آخر ایک مکان بڑا مکمل ہونے والا ہے۔ میں اس کے اندر گھڑا پیشاب کر رہا ہوں کہ ایک آدمی نے آکر مجھے بہت بڑا ڈانٹا دیا کہ ذرا شیرنی کو مارنا۔ میں نے کہا کہ ڈنڈا کیا مارنا ہے میں نے اس آدمی کی کلائی پکڑ لی۔ دیکھا تو وہ بالکل نرم ہے مانند روئی کے۔ میں نے اس کو سمجھا یا۔ صاحب میں تو بالکل غریب آدمی ہوں۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اب آپ جانے دیجئے۔ پھر دیکھا کہ مانک لال سیٹھ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس ہی بیٹھنے والے ہمارا استیاناس کر رہے ہیں میں نے ان سے کہا صاحب یہ ہمارا استیاناس کیا کریں گے؟ انہیں کا ستیاناس ہو گا۔ میں نے گالی کے ساتھ لفظ کہا ہے۔ کیونکہ وہ جو میرے ساتھ آدمی تھا اسی نے میرے پیچھے شیر لگایا تھا۔ اس کے بعد اور بھی بہت کچھ دیکھا تھا جو یاد نہیں (ربی تجھے نیک توفیق عطا فرما)

۲۹ ویں رات: وقت عطارد شب ۲ بجے دیکھا کہ میں وظیفہ نماز ختم کر کے گھر گیا ہوں تو بھابی خوب اچھے کپڑے پہنے ہوئے اور گالوں پر سرخی لگائے ہوئے آئی ہے اور میری بغل میں ہاتھ ڈال دیا ہے میں نے کہا حضور آج اتنی مہربانی کیوں۔ اتنے میں بہتی بخش آگیا۔ وہ برابر بغل میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہے اور میرے بڑے بھائی عالم دین اپنی لڑکی کے ساتھ دروازے کے بائیں طرف بیٹھے ہیں اور قبلہ رخ بھائی شرف الدین بیٹھے کچھ باتیں کر رہے ہیں اور اترکے کونے میں بھائی تمر الدین میری بھاوج کرم بھری ہیں۔ میں نے کہا بھائی شرف الدین کی تو عادت ہے باتیں کرنے کی۔ تو وہ ذرا ہنسا جہاں بیگم رو رو کر اپنی پرتت کر رہی ہے۔ میں نے کہا صبر کر چپ کر۔ پھر کانوں کا کھڑا ہے جو اگاسی کا بنا ہوا ہے۔ وہ پیچھے گرنے لگا ہے۔ میں نے ہاتھ پکڑ کے سنبھال لیا۔ اس کے بعد صبح ۷ بجے یاد آیا دیکھا کہ بس سورج کے اسٹوڈیو میں اپنی بہو بیٹی اقبال کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ چونکہ مینی نے ہمیں نوکری سے الگ کر دیا ہے۔ دھنی رام کے لڑکے کو بھی کپور صاحب نے گلے میں ہاتھ ڈال کر ہماری طرف ڈھکیل دیا اور کہا کہ تم کو بھی سیٹھ صاحب نے جواب دیدیا ہے۔ نکل جاؤ۔ اقبال نے روکر کہا ارے بھگوان جی تم بھی نہال کھنا۔ آخر تم بھی نکال دیئے جاؤ گے۔ جیسا تم نے ہم لوگوں کو نکال دیا۔ پھر منت خوشامد کرتے پھرو گے۔ جیسے ابھی متوں خوشامدوں سے آکر لگے ہوئے ہو۔ میں نے کہا دولت۔ چپ رہ۔ صبر کر۔ خاموش رہ۔ کہیں وہ سن نہ لے۔

وقت مشتری ۵ بجے شام دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ تم ایسا بولو کہ تو ہی پاک ہے اور تو ہی پاک کر سکتا ہے میں نے ایسا ہی بولا ہے (پاک ذات تیری ان نعمتوں کا لاکھ لاکھ شکریہ)

وقت زحل صبح دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے یہ دوائی اٹل ہے۔ اس سے ضرور فائدہ ہوگا۔ اس کے بعد میں اشرف

۲۴ ویں رات :- خاں کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا کہ اشرف خان آج کم از کم ڈیڑھ سال ہو گیا ہے کہ آپ مجھ سے بگاڑ کر چلے آئے ہیں۔ آپ ابھی تک مجھ سے ناراض ہیں۔ میں اس لئے آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ مجھ سے بڑے ہیں۔ میں بہرحال تم سے چھوٹا ہوں۔ کمپنی میں آپ نے مجھے بڈھا بنایا ہوا تھا۔ خیر بحث تو صرف معمولی تھی جسے آپ سن کر چلے آئے۔ لیکن آخر میرے دل نے برداشت نہیں کیا۔ میں آپ کے پاس معافی مانگنے آیا ہوں۔ آپ راہ اللہ مجھے معاف کیجئے۔ میں نے ہاتھ باندھے ہیں اور میری آنکھ سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے مزید کہا کہ از خرد گان حطا و از بزرگان خطا۔ یہ سن کر وہ خوش ہوئے اور مجھے معاف کر دیا۔ وہ کچھ اور کہنا ہی چاہتے تھے کہ میں فوراً بول اٹھا دیکھئے گزری ہوئی باتوں کو جانے دیجئے۔ آپ پھر وہی بات کریں گے تو مجھے رنج ہوگا۔ میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ رام داس جی بنارسی گویے آ گئے۔ میں نے کہا صاحب میں تو آپ لوگوں کا عاشق ہوں۔ مگر یوں میں آپ جیسا اور ایکٹر دنیا میں اشرف خاں جیسا کوئی نہیں۔ اور ان دونوں کا گانا بھی مجھے بہت پسند ہے۔ ہم چھت پر بیٹھے ہیں اور آدمی بھی بہت ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ اشرف بھائی خواب میں مجھکو ایک، بات، بار سمجھائی گئی ہے مطلب میرا دوا لی بات ہی پوچھنا ہے وہ بولے ایسے میں کیسے بتاؤں آپ ذرا سا بتائیں تو میں کہوں۔ میں نے کہا میں نہیں بتا سکتا اور ذرا بھی نہیں بتا سکتا۔ وہ بولے ایسے میں کیسے بتاؤں۔ آپ ذرا سا بتائیں تو میں کہوں۔ میں نے کہا میں نہیں بتا سکتا۔ اور ذرا بھی نہیں بتا سکتا۔ وہ بولے جو بتلایا گیا ہے وہ اٹل ہے وہ نہ ٹلنے والا ہے۔ ویسا ہی ہوگا۔ جیسا بتلایا گیا ہے پھر انگوروں کی بارش ہوئی ہے۔ میں انگور چن کر اکٹھا کر رہا ہوں۔ اور کھاتا بھی جا رہا ہوں کہ مانک لال جی پٹیل نے مجھ سے کہا۔ ماسٹر جی وہ مکان خالی پڑا ہے۔ ذرا چلے جاؤ۔ میرے باپ کے رہنے کیلئے دیکھ آؤ۔ میں نے کہا جی اچھا۔ ہاں تو مکان پہاڑ پر ہے۔ میں موٹر میں بیٹھ کر جو ایک دم نئی ہے اور ڈرائیور بابو موٹر والا ہے پہاڑ پر پہنچ گیا ہوں۔ وہاں میں کچھ ٹہلنے لگا۔ دیکھا ایک بوڑھا آدمی گھاس چھیل رہا ہے۔ میں نے کہا مجھے بھی زین لینی ہے۔ مل سکتی ہے۔ وہ بولا جی ہاں۔ مہینے کیلئے، دو مہینے کیلئے، چھ مہینے کیلئے، سال بھر کے لئے پسند کر لیجئے۔ میں دیکھتا پھر رہا ہوں۔ دیکھا سامنے بہت ہی بڑی ہلکا رنگ ہے شعلہ جیسی لال رنگ کی ہے اس کے ساتھ زمین کا ٹکڑا خالی ہے۔ میں نے پوچھا سیٹھ کہاں ہے جواب ملا اس کو کچھ ہو گیا ہے۔ اس پر جن ہے یا اور کوئی چیز ہے۔ وہ کھانا تو اچھا ہے لیکن جب گوشت ہو، ورنہ اس کو بھوک ہی نہیں لگتی۔ معلوم ہوا کہ دو روز سے خالی ہیں۔ وہاں میں گیا دیکھا کہ اور لوگ بھی بیٹھے ہیں میں بھی جا کر بیٹھ گیا۔ دیکھا کہ جنتی بخش کے ساتھ ایک آدمی اور ہے جنتی بخش کہتا ہے ماسٹر جی ماسٹر جی ہم بھی دیکھنے کے لئے پہنچ گئے۔ پھر دیکھا کہ بے شمار بچے اور عورتیں آ رہی ہیں اور پولیس کھڑی ہے ان کی درد یاں زری کی ہیں اور ہر ایک کی عمر سولہ یا پندرہ برس کی ہے۔ جو آتا ہے پہلے ہاتھ باندھ کر سلام کرتا ہے اور بچوں کے ساتھ چلنے لگتا ہے۔ یہ کوئی جلوس ہے۔ میں نے کہا کہ یہ سپاہی ہو کر ہاتھ کیوں باندھتا ہے کہا کہ یہاں کا یہی قاعدہ ہے اس کے بعد سردرخ کمپنی کا اسسٹنٹ ڈیو ہے۔ مجھ سے کوئی کہتا ہے کیسے آئے تھے ماسٹر جی۔ میں نے کہا تنخواہ لینے کے لئے۔ اس نے کہا کچھ تنخواہ بھی ملی ہے میں نے کہا۔ جی ہاں ایک ایک مہینے کی ملی ہے اور دو مہینے کی باقی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ اس کے پلے کیا ہے وہ تو بوجھ کا ہو چکا ہے یہ سب اس کا نہیں یہ تو قرض دار کا ہے تم کو تنخواہ نہ دیدے تو دیدے۔ ڈرے کہ کہیں اس کا دیوالہ نہ نکل جائے اس کے پاس کچھ نہیں۔ کچھ بھی کر کے چلا جاتا ہے۔ پھر ۱۰ بجے دن تشنش دیکھا کہ گنگا پرشاد کہتا ہے یہی تو یہ بھی بولا ہے۔ میں نے کہا کون۔ اس نے رنجیت کمپنی کی طرف اشارہ کیا کہ ۵ دن تو اور ٹھہر جاؤ۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے اس کے بعد میں مولا سنگھ کو کل کے خواب کا واقعہ سنا رہا ہوں کہ اس طرف ایک بہت ہی اونچے پہاڑ پر ہائیڈرا پور مجھ کو لے گیا تھا۔ ہم بھی جا کر ان میں بیٹھے ہیں۔ بولا سنگھ نے کہا۔ بس جناب یہی تو بات ہے کہ آپ تو اس مجلس ہی داخل ہو گئے اور ان ہی لوگوں میں جا کر مل جل گئے ہیں۔ یہ اللہ کی بڑی مہربانی ہے۔

۲۵ ویں رات :- وقت شمش صبح ۶ بجے دیکھا کہ میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں۔ میں جاؤں۔ وہ کہتا ہے ہاں جاؤ۔ سامنے ایک آدمی کھڑا ہے۔ سورج کا اجالا بہت ہے۔ میری آنکھیں کمزور ہیں۔ زیادہ اجالا برداشت نہیں کر سکتیں۔ میں نے اس

اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا اب یہ کمپونڈ ٹھیک ہو گا۔ اور سڑک جیسی بن گئی ہے اور تھوڑی تھوڑی شبنم جیسی بوندیں برس رہی ہیں۔

پانچویں رات: وقت عطارد صبح ۶ بجے دیکھا کہ ایک بیمار کو شفا ہوئی ہے۔ ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے آپ دوائی نہیں دے سکتے۔ میں نے کہا جی نہیں۔ جو یہاں آئے میں اس کو دوائی دوں گا۔ یہی مجھ کو حکم ہے محبوب کی مرضی ہو آئے۔ تو ایک آدمی نے میری اس بات سے خوش ہو کر دوائی کی قیمت ۱۰ روپے مجھ کو دیئے ہیں۔ (میرے پاک رب میرے سارے گناہ بخش دے۔)

چھٹی رات: وقت عطارد صبح ۶ بجے دیکھا۔ ایک آدمی نے پہلے تو دوائی کی تعریف کی پھر کہا کہ آپ تو عبادت کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ جی کیا عبادت۔ وہ بولے کہ آپ عابد ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ دو سٹرکیں تیار ہو گئی ہیں۔ اگر بیمار آتے جاتے رہے تو ان کے لئے یہ آبِ حیات ہے۔ پھر میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ ان سے پوچھ لیجئے۔ وہ کہتا ہے۔ جو آپ کہتے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہے۔ (رب العلیٰ میرا خاتمہ ایمان پر کرنا)

ساتویں رات: وقت قمر صبح ۵ بجے دیکھا کہ میری ماں، میری بھاوج کرم بھری اور نادر چاچا ہیں۔ میں ان سب کو دیکھ رہا ہوں اور ریل گاڑی بھی دیکھ رہا ہوں۔ میری دوائی کی تعریف ہو رہی ہے۔ پھر میں نے اپنی بھاوج کرم بھری سے کہا ہے کہ میں جاؤں اور لاہور مجھے ٹائم کا لکھ دیتا ہے۔ (یا اللہ مجھے سیدھی راہ پر قائم رکھنا)

آٹھویں رات: وقت عطارد صبح ۸ بجے دیکھا کہ میں نے قرآن شریف ختم کیا ہے۔ ایک صاحب مجھ سے کہتے ہیں کہ تم قرآن مجید ہاتھ میں لو اور قرآن مجید سے ان کو سمجھاؤ اور تبلیغ کرو۔ (یا اللہ مجھے ان کو بچاؤ)

نویں رات: وقت قمر یا زحل صبح دیکھا کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بفضلہ اس کا بخار ٹوٹ گیا ہے۔ کسی نے کہا میں ڈالا یا ہوں اس سے ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے کہا نہیں ڈالنے کی ضرورت نہیں ایسے ہی ٹھیک ہو جائے گا (یا غفور مجھے اور میرے والدین کو بخشدے)

دسویں رات: وقت شمس یا زہرہ صبح دیکھا کہ مجھے لال رنگ کا گھوڑا ملا ہے اور پڑیا باندھی ہے اور پڑھا: **ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ**۔ اور کچھ بہت کچھ بہت دیکھا جو یاد نہیں رہا۔ (مولا مجھے شیطان کے شر سے محفوظ رکھنا)

گیارھویں رات: وقت صبح ۶ بجے دیکھا کہ مجھے ایک سو نوٹ۔ روپے ملے ہیں۔ جو کسی بیمار نے دیئے ہیں۔ اور بھی کوئی بہت ہی اچھی خوشخبری ملی۔ جو یاد نہیں رہی۔ اس کے بعد ایک چھوٹے سے بچے کی تصویر سامنے آئی۔ اس کے بعد ایک کالا اور لمبے لمبے بالوں والا جن سامنے کھڑا ہے۔ پھر میں نے وہ کلام جو میرے رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے مجھے عطا کیا تھا پڑھ کر پھونکا ہے تو اس جن کا سر جھک گیا ہے اس کے بعد ایک کالا سا بکرا کھڑا ہے (میرے پیارے مالک رحم کر)

بارھویں رات: وقت شمس صبح ۸ بجے دیکھا کہ دار پل کے سامنے جو باغ ہے اس کے سامنے بہت ہی بڑی سی بلڈنگ ہے اس میں سے ایک بہت بڑا ہجوم آدمیوں کا نکل رہا ہے ان کے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار ہیں اور باغ کی طرف جا رہے ہیں۔ ایک ایک گرے پڑ رہا ہے۔ یہ سب میرے لئے آ رہے ہیں۔ میں گھوڑے پر سوار ہوں اور مجھ پر اتنے ہار اور پھول ڈالے کہ مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔ پیچھے میری موٹر ہے اس پر بھی پھولوں کی بھرمار ہے (فضل فرما پروردگار)

تیرھویں رات: وقت قمر صبح ۷ بجے دیکھا کہ دوائی کی بہت کامیابی ہے اور کسی سے باتیں بھی کی ہیں۔ پھر بھابی وزیر اور نثار ہیں۔ میں نے نثار پڑھ کر پھونکا ہے تو اللہ کے حکم سے وہ اچھا ہو گیا ہے اور بھابی وزیر جھپی پھرتی ہے آخر وہ میرے سامنے آ گئی۔ میں نے کہا۔ آخر تو میں نے دیکھ ہی لیا تو وہ ہنس دی اور کبھی بہت کچھ دیکھا مگر یاد نہیں۔

چودھویں رات: وقت قمر صبح ۳ بجے ۸ ملکوال اور ۲۰ جوڑیاں سونے کی دیکھی ہیں۔ پھر دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک بہت ہی اونچا اور بڑا گنبد ہے۔ اس پر چڑھنا جان کا خطرہ ہے اور اترنا بھی ایسا ہی ہے کہ ذرا پاؤں پھسلے تو کہیں آدمی کا پتہ نہ چلے۔ میں اس گنبد پر چڑھ کر وہاں سے تین چیزیں لے آیا ہوں۔ ان چیزوں کا نام پیچھے لکھا ہوا ہے۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ اسکے میں ہندوؤں کا تیرتھ ہے وہاں بہت بڑا دریا زور سے بہہ رہا ہے لوگ اس میں نہا رہے ہیں۔ لیکن کنارے کنارے پر ہیں۔ میں بھی کود گیا ہوں اور مجھ کو پانی بہائے جا رہا ہے تاہم میں نے خوب ہمت سے کام لیا ہے اور تیرتا تیرتا کنارے پر آ گیا ہوں اور خوب نہایا دھویا ہوں پھر ایک جگہ میں اور کالی عورت گئے ہیں۔ وہاں ایک بہت بڑا ڈاکٹر ہے اس کے پاس ایک بیمار آیا۔ اس کو میں نے دوائی دی ہے تو میں کہتا ہوں یہ اچھی تو ہو گئی ہے اور وہ آگے آگے کہتی پھر رہی ہے۔ دیکھو اس نے کالی عورت سے جماع کیا اور میں نے اس بیمار عورت سے جماع کیا تھا۔ میں جدھر جاتا ہوں وہ میرے آگے آگے ہے اور یہی کہہ رہی ہے۔ اس نے اس کالی عورت سے جماع کیا

پھر اقبال بولی کہ اس کو بھی نکال دیا ہے۔ چلو اچھا ہوا۔ یہ بھی ہمارے کام آئے گا۔ یہ ہماری لئے پھیری کر کے لائے گا۔ (رحم فرما۔ رحم فرما۔ رحم فرما)

سنہ ۱۳۵۵ھ

(رجب المرجب)

پہلی رات وقت زہرہ صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں ایک بیمار آدمی سے کہہ رہا ہوں کیسی حالت ہے۔ اس نے کہا ایسی ہے لیکن پڑیا باندھو۔ میں نے کہا ایسے کیسے باندھوں۔ جب تک آپ اس کا نفع نقصان نہ بتائیں۔ پھر اس نے ٹھیک ٹھیک بتایا تو میں نے پڑیا باندھی۔ اس کے بعد فائدہ ہوا ہے۔ (پروردگار تو میرے ہر کام پورے کرتا ہے جتنا شکر کروں اتنا کم ہے)

دوسری رات دیکھا کہ میں نے زیدہ دادہ سے دوست کی بابت پوچھا۔ وہ بولے فائدہ ہوا ہے اور روانی کی تعریف کی۔ پھر وقت مشتری ۸ بجے صبح دیکھا کہ ایک بہت ہی بڑے میدان میں سین لیا جا رہا ہے۔ میرا سالہ فیروز پارٹ کر رہا ہے۔ وہ عورت کے روپ میں ہے۔ سین لیا۔ لیکن رد ہوا پھر دوبارہ سین لیا گیا۔ فیروز جی کپڑے پہن کر کرسی پر بیٹھا ہے جب ٹرائکفر ہوتا ہے تو سب سین میں چھوٹے چھوٹے پیسے لگے ہوئے ہیں اور رسیاں اسٹیج مینوں کے ہاتھ میں ہیں۔ سین جو گھمایا گیا۔ فیروز ایک دم زمین کی اخرتہ میں چلا گیا ہے تو سب سے اوپر ایک رسی لگی ہوئی ہے میں نے اسے پکڑ لیا۔ میں نے کہا صاحب سوراخ ذرا بڑا ہونا چاہیے اور بڑا انل لگانا چاہیے تاکہ ایکٹروں کو آنے جانے سے ہوا لے۔ سین ہو چکا ہے اور فیروز باہر نکل آیا ہے۔ (میرے پیارے رب مجھے صبر دے)

تیسری رات وقت مریخ ۷ بجے صبح دیکھا کہ میں میل میں سوار ہوں اور وہ پوری رفتار سے دوڑی جا رہی ہے۔ میں نے گھڑی جیب سے نکال کر ایک آدمی سے کہا کہ آج ہی ایک یا ۳ بجے پہنچ جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں کل ایک یا تین بجے پہنچیں گے پھر کیا دیکھتا ہوں کہ میں داتا کے دربار میں پہونچا ہوں۔ وہاں فنگر بٹ رہا تھا مجھے بھی ایک روٹی پر چینے اور تابت سورکی دال کی ہوتی ہے جب میں لے کر چلا تو کہتے آئے ہیں مگر انہوں نے مجھے کچھ نہیں کہا۔ میں نے انہیں بھگا دیا۔ آگے بڑھا تو ایک حجرہ ہے اس میں دو آدمی جاد و اڑھے لیٹے ہوئے ہیں۔ وہاں جا کر بیٹھا ہوں۔ میرے پاس کالا کمبل ہے۔ میں نے اس کے اندر سے کھانا نکالا پھر ایک مٹی کا پیالہ نکالا۔ لیکن وہ ٹوٹا ہوا ہے کمبل سے دوسرا پیالہ نکالا جو ایک دم ثابت ہے۔ ایک صاحب دوسرے صاحب کیطرف اشارہ کر کے مجھ سے کہنے لگے کہ میں ان سے کہتا ہوں اٹھئے اور چلئے۔ لیکن یہ ہیں کہ کہتے ہیں ٹھہریئے۔ دو تین روز اور یہاں ٹھہر جائیں کہ سامنے گدی نشین صاحب دربار داتا آرہے ہیں۔ وہ دونوں آدمی جو چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے جاگ گدی نشین صاحب سے کہا السلام علیکم انہوں نے کہا وعلیکم السلام۔ ان میں سے ایک کا نام میاں چنن دین ہے جو میرے ہموطن ہیں آپ زندہ ہیں اور بڑے بزرگ ہیں پھر میں اپنے گھر جا رہا ہوں۔ راستہ میں حیرات علی ملا۔ وہ مجھ سے کہتا ہے کہ میرا گھر تو بالکل پانی میں ڈوب گیا ہے۔ پانی بہت ہے بشارت آپ کا بھی گھر ڈوبا ہے یا نہیں۔ اب چل کر خود دیکھ لو۔ میں اپنے گھر گیا۔ دیکھا تو میرا ہی گھر صرف سلامت ہے اور نیچے سے تمام محلے کا پانی نکالا جا رہا ہے میرے گھر کے نیچے ایک بہت بڑا نل ڈالا ہوا ہے۔ میں نے اپنی عورت سے پوچھا کہ یہ نل کس نے ڈالا ہے۔ وہ بولی ان فقیروں نے۔ میں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ جو غریب ہو اور اپنے گھر میں نہ ہو۔ لوگ اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ اس کے بعد میری بھاوج بولی۔ آپ تو بھئی ہی میں رہتے ہیں نا۔ میں نے کہا جی نہیں۔ میں تو اب بہت دور رہتا ہوں۔ تین دن میں میل پہنچتا ہے۔ انہوں نے کہا کہاں۔ میں نے کہا مالابار میں۔ وہاں بڑی سے بڑی مسجدیں ہیں۔ مگر بالکل ویران پڑی ہیں۔ اس کے بعد سجاد صاحب ہیں اور ان کی لڑکی کھڑی ہے جو بیمار ہے۔ اس نے اپنا منہ ڈھانک رکھا ہے اور اس کے پاؤں زردی مائل ہیں۔ میں نے سجاد صاحب سے کہا دیکھئے میرا کہنا سچ ہوا کہ بچی کی ماں کو ہی دق ہے۔ دیکھئے ہاتھ پاؤں بتا رہے ہیں۔ لیکن سید صاحب نہیں مان رہے ہیں۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا جو بہت ہی بہتر تھا جو یاد نہیں رہا۔ (فضل فرما مزید فضل فرما)

چوتھی رات وقت صبح ۵ یا ۶ بجے زہرہ یا عطارد دیکھا کہ ایک بہت بڑی جامع مسجد ہے۔ میں اس میں جمعہ کی نماز پڑھ چکا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ یتیم خانہ کے کمپاؤنڈ میں ریت کی گاڑی بھری ہے اور ایک ٹوکری کمپاؤنڈ میں بھی پڑی ہے۔ میں نے شاید حیدر شاہ سے

سترھویں رات: وقت شمس صبح، بجے دیکھا کہ ایک پیر جیب مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ تم کو تو حکمت ملی ہے اور حکیم بنایا ہے (آقائے دو جہاں ترا فضل ہر وقت در کار ہے) وقت مشتری شب ۲ بجے دیکھا کہ میں گاڑی پر سوار ہوں۔ مجھے جدھر جانا تھا اتر گیا ہوں۔ میرے کپڑے سفید ہیں اور میرے ہاتھ میں لکڑی ہے تو مجھے گرانے کیلئے مرغی آئی ہے۔ میں نے جو لکڑی پھرائی ہے تو وہ بھاگ گئی۔ پھر ایک کتا آیا ہے تو میں نے اپنے ہاتھ میں ایک ڈھنگر لے لیا ہے کہ جو بھی میرے نزدیک آئے گا میں ماروں گا۔ آگے بڑھا تو ایک گاؤں ہے وہاں سب لوگ گاؤں سے نکل کر باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ پکی سڑک کاٹ کر جھاڑیوں میں سے راستہ بنایا جا رہا ہے۔ راستہ بہت ہی مشکل ہو گیا ہے۔ ادھر ادھر نظر ڈالو تو مارے ڈر کے دم نکلنے لگتا ہے۔ دونوں طرف اتنی گہرائی ہے کہ ایک آدمی چل سکتا ہے اور اس کے پار سروج کمپنی ہے۔ میں راستہ طے کر کے کمپنی پہنچا۔ دیکھا کہ وہاں نانو بھائی اور رما موبھائی بیٹھے ہیں۔ دونوں نے کہا۔ ماسٹر اس وقت جتنے روپے بھی ملیں لے لو۔ میں نے کہا۔ جی اچھا پہلے دو گواہیاں بہتر سے بہتر مل چکی ہیں دا کو۔ پھر بہت سارے آدمی ہیں اور میں یہ پڑھ رہا ہوں۔ غلام الغیوب سامع (غیبوں کے جاننے والا) اور میں ان آدمیوں سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمارا خدا سامنے نہیں پھرتا۔ ہمارا اعتقاد غیب پر ہے اور ہمارا تمہارا ایمان تو جب ہے کہ اس میں ذرہ برابر بھی شک نہ کریں۔ (میرے پاک رب مجھے ایمان پر قائم رکھنا۔)

انیسویں رات: صبح ۵ بجے دیکھا کہ پہلے میں نے ایک آدمی سے حقہ کی ملی لڑی خریدی ہے۔ پھر میری حکمت سے کی تاجوشی ہے لوگ اٹھ اٹھ کر میری تعریف کر رہے ہیں کہ یہ دوا بہت اچھی ہے۔ اس لئے آپ کو تاج دیا جا رہا ہے سب لوگ اسپیچ پر اسپیچ کر رہے ہیں۔ اتنے میں منگلے اٹھے اور کہنے لگے۔ میں نے بہت بہت علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ لیکن ماسٹر جی کی دوائی سے اچھا ہو گیا ہوں۔ میں نے کہا منگلے نے جو اسپیچ کی ہے ٹھیک ہے۔ منگلا کبھی سدا سکھی آج دن بھی تو منگل ہے۔ اس کے بعد ایک موٹر میں نے پوری رفتار سے چلائی ہے اور ایک سڑک پر چھوڑ کر ایک مکان میں گیا ہوں۔ دیکھا علی تو علی بخش تو چارپائی پر سو رہے ہیں باقی لوگ زمین پر سو رہے ہیں۔ پھر دیکھا کہ علی بخش سفید کرتہ پہنے ہوئے سامنے ہے اور بھی دو آدمی ہیں جو کہہ رہے ہیں۔ صاحب ہم کو بھی پاس لا دیجئے۔ ہم بھی آپ کا کھیل دیکھیں گے۔ علی بخش نے کہا دیکھئے ان کے کپڑے میلے ہیں۔ خیر نہیں کیسے جا کر بیٹھیں گے اور پھر خبر نہیں کیا کیا باتیں کریں گے اس لئے میں ان کو کھیل نہیں دکھاتا۔ لانے کو تو میں روز ایک پاس لے آؤں۔ وہ بولے آپ کا کھیل اعلان سرور یہ سینما میں لگنے والا ہے۔ میں نے کہا دیکھئے لیکن علی بخش میں تو پاس اس لئے نہیں لاتا ہوں کہ یہاں میری عزت بہت بنی ہوئی ہے۔ لوگ مجھے ماسٹر صاحب کہہ کر پکارتے ہیں اور تم سینما میں جا کر بولو گے کہ پھیرا لی ہے علی بخش نے کہا جی ہاں یہ ہی بات ہے۔ میں نے کہا یہ کون سویا ہے۔ وہ بھی تھی۔ ذرا اٹھی اور علی بخش کی گود میں بیٹھ گئی ہے۔ دوسری طرف جو دیکھا تو ایک بچی سوئی ہوئی ہے۔ معلوم ہوا یہ سب علی بخش کی بہنیں اور لڑکیاں ہیں۔ علی بخش نے کہا اب یہ جوان ہیں اب ان کا پردہ ہو تو اچھا ہے میں نے علی بخش سے کہا یہ اب میری کون ہے۔ یہ تو میری لڑکی ہے۔ ایک عورت بول اٹھی۔ بے شک ٹھیک یہ آپ کی لڑکی ہے پھر دیکھا کہ مولا سنگھ ایک بیمار کو دبا رہا ہے۔ اور علی بخش نے ٹوکرے میں آم اور ادرک بھری مجھے دی ہے تو اس کو شیر محمد نے سر پر رکھ لیا ہے اور کہا دیکھئے دینے والے نے آٹھ ٹوکرے اٹھا رکھ لیا ہے میں بلا سہارا اس کی نیت۔ پھر میں نے مولا سنگھ سے کہا کہ سردار جی آپ بھی چلیں گے یا ہمیں ٹھیریں گے۔ انہوں نے کہا آپ جائیں میں تو ابھی یہیں رہوں گا۔ جس مکان میں ہم بیٹھے ہیں اس میں ایک ہی کمرہ ہے جس کو چونا لگا ہوا ہے۔ میں نے کہا خوب علی بخش نے تو خوب صاف اور اچھا مکان لیا ہے۔ پھر میں نے سب سے کہا کہ آپ چلیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں آپ جائیے ہم یہاں ہی رہیں گے۔ پھر میں نے کہا ماسٹر علی بخش صاحب سلام علیکم سب نے کہا وعلیکم السلام۔ اس کے بعد میں اور شیر علی اس کمرے سے نکل کر باہر آئے تو شیر محمد نے کہا گاڑی تو آپ نے دوسرے کو دے دی تھی۔ میں نے کہا دی نہیں تھی بلکہ رکھنے کے لئے دی تھی۔ گاڑی تو میری اپنی ہے۔ دیکھا تو سامنے گاڑی کھڑی ہے میں بیٹھ گیا ہوں اور وہ سامان بھی میں نے رکھ لیا ہے (میرے آقا مجھے تو تیرا فضل درکار چاہئے)

بیسویں رات: وقت عطارد صبح، بجے دیکھا کہ فلم کمپنی کی باتیں ہو رہی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ کتنا کمپنی کا سامان بہت ہے یہ دیکھو تو دام بھرا ہوا ہے اور دیکھو یہ تخت کاسین ہے جس کے دونوں طرف شیروں کی تصویریں ہوئی ہے۔ پھر دیکھا کہ سروج کمپنی کے کمپونڈ میں بہت سارے چھوٹے چھوٹے بچے بیٹھے ہیں۔ ان کو کچھ ملنے والا ہے جو راہ بھائی دیں گے۔ میں ان سب سے

میں بہت پریشانی کی حالت میں ہوں۔ پھر ایک پہاڑ ہے اور ایک باغیچہ ہے۔ میری عورت اقبال بولی۔ ماسٹر جی دیکھیے لکھنؤ کا بھی باغ و بہار ایسا ہی ہے اور اس باغ میں جن رہتا ہے۔ اس کے بعد ایک جگہ ہے وہی کالی عورت روٹیاں پکا رہی ہے۔ ہم لوگ کھانے کے لئے پاس بیٹھے ہیں۔ اس کالی عورت کا ظلم کمپنی بنانے کا ارادہ ہے۔ اس نے ایک آدمی سے کہا:۔ کہئے کیوں نہیں ہو تو وہ اٹھا اور کہنے لگا۔ سیاہ فام عورت کو ڈیڑھ سو روپے نظام سے ملنے والے ہیں۔ پھر میں نے اس عورت سے کہا اگر آپ کہو تو میں ایک دو دن یہاں رہ لوں۔ پھر ایک بہت بڑا کپا ونڈ اور ایک بہت بڑا دروازہ کپڑے کا بنا ہوا ہے۔ دروازہ بند ہے۔ ایک بیمار آیا تو میں نے دروازہ کھولا۔ بیمار اندر چلا گیا۔ یہ دق کی بیماری کا ہسپتال ہے۔ اپنا رحم میں ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں ذرا پینٹر صاحب سے کہہ دینا چاہئے کہ وہ ذرا دروازے کو ٹھیک کر دے۔ یہ پینٹر کا کام ہے۔ پھر سروج کمپنی ہے لوگ کہہ رہے ہیں "مرگن مرگئی" میں نے پوچھا کون مرگئی۔ ایک آدمی نے کہا کہ بھلائی ڈیسائی کی عورت کی بات نہیں وہ تو تمہارانی بہار کی بات ہے اس کے اوپر جن تھا تو اس نے ہنومان کا بھرت مانا تھا۔ پہلے تو وہ تھوڑا سا خیال کرتی تھی لیکن اب اس نے بہت بڑا کام کیا تو اس کو بھرت نے ذرا درد دیا۔ اسے رداشت نہیں ہوئی۔ اس لئے لوگ کہتے ہیں "مرگئی" اس کا مرد افریقہ رہتا ہے اس کے بعد سروج کمپنی کے اندر ہوں۔ وہاں پہلی اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے سر میں سخت درد ہے۔ پٹی بندھی ہوئی ہے وہ ہائے ہائے کرتا آرہا ہے اس نے جو مجھے دیکھا تو کہا۔ ارے کوئی خدا کے لئے ذرا مجھے باہر لے چلو۔ مجھے پیشاب کرنا ہے میں اس کو پکڑ کر باہر لے چلا۔ وہ کہنے لگا یہ خدا کا کام ہے جو آپ کر رہے ہو۔

پندرھویں رات:۔ وقت صبح ۸ بجے دیکھا کہ میں ہوں۔ کچھ آدمی اور بھی ہیں۔ لیکن بیمار ایک بھی نہیں ہے۔ سب اچھے ہو گئے ہیں اور میں اس فکر میں ہوں کہ بھاگ آئیں اور شفا پائیں (رحم کر میرے اللہ)

سولھویں رات:۔ وقت شمش ۸ بجے شام دیکھا۔ پیش امام صاحب مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ مزہ تو جب ہے کہ جو وہ کہے وہی لکھا جائے۔ میں نے کہا جی میں تو وہ جو کچھ کہتا ہے وہی لکھتا جاتا ہوں۔ پھر وقت شب مرتبہ دیکھا۔ کمپنی آئی ہوئی ہے۔ میں ایک مکان میں رہتا ہوں۔ میں اس میں سے نکل رہا ہوں میرے ہاتھ میں لکھن ہے۔ اندھیرا بہت ہے اس لئے بار والے مکان میں ایک صاحب سے میں نے ماچس مانگی ہے تو انہوں نے ماچس کی دو ڈبیاں مجھے دی ہیں۔ میں نے نیچے اتر کر جلائی ہے۔ اچھلتا جاتا ہوں اور لکھن بھی کھاتا جاتا ہوں یہ کرتے کرتے میں باہر نکل گیا ہوں آگے باغیچے کا سین ہو رہا ہے۔ اور دو سہیلیاں ایک دوسرے ڈریس پہن کر سین کر رہی ہیں۔ میں نے کہا گھر میں ہی چلو۔ جب میں واپس ہوا تو میں نے بھی لال بنارسی ساڑھی باندھی ہوئی ہے اور ہاتھ میں ریک ہے۔ یہ ساڑھی میں نے سین کے واسطے باندھ رکھی ہے۔ پھر ایک لڑکا ملا جس کا باپ لکھنؤ کا تھا خانے میں ڈاکٹر ہے۔ وہ بولا۔ شفاخانہ تو صرف ایک ہی پشاور میں ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ کہیں گھر کا راستہ نہ بھول جاؤ۔ اس نے کہا نہیں باتیں کرتے کرتے ہم اپنے گھر واپس آگئے۔ اس کے بعد ایک چچا ہیں ان کی عورت بیمار ہے۔ دوائی شروع ہے۔ میں کہہ رہا ہوں چچا اب باز آؤ۔ کوئی سمجھو۔ جب تک کھانسی بخار ہو تو دوائی کھلاؤ۔ جب میں باہر نکلوں گا نہ تو میں دوائی پی کر سکتا ہوں اور نہ دے کر جا سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا دوائی تو میں کسی نہ کسی طریقہ سے لے لوں گا۔ میں نے کہا گھر میں تو میں دے نہیں سکتا۔ پھر بنارسی ساڑھی اور گلے میں گیندوں کے ہار پہنے ہوئے ہوں۔ یہ واقعہ پنڈت داد خان اور میرے پیدا کئی گاؤں گا گے کا ہے۔ پھر وقت عطا۔ صبح ۵ بجے دیکھا کہ پیر شاہ کو مرض دق ہوا ہے وہ مجھ سے کہتے ہیں۔ استاد مجھے بھی دوا دیجئے۔ میں بھی اچھا ہو جاؤں۔ میں نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ اس دوا کے کھانے سے تم ضرور شفا پاؤ گے۔ یہ آب حیات ہے اور زبردست دینے والا جو ہے۔ اس کا کرم ہے پھر ایک کمپنی میں نئی علی بخش غیاث نثار اور دوسرے لوگ بھی ہیں۔ ناٹک کا کھیل شروع ہے کہ ایک بہت بڑا لفافہ آیا ہے۔ کھول کر دیکھا تو معلوم ایسا ہوا کہ میرے گھر سے آیا ہے اور وہ لوگ بہت ہی تکلیف میں ہیں۔ خرچ مانگے ہیں۔ میں نے وہ لفافہ علی بخش کو دیا کہ یہ لفافہ آپ کا ہے۔ اس نے پڑھ کے دیکھا تو وہ کہتا ہے یہ لفافہ تو آپ کا ہے۔ میں نے کہا نہیں آپ کا ہے اس نے پھر کہا آپ ہی کا ہے۔ پھر سروج کمپنی کا اسٹوڈیو ہے۔ وہاں سب اکٹھے بیٹھے ہیں۔ جانی بابو اور بالا بھائی بھی ہیں۔ بالا بھائی نے تو کچھوں پر کپڑا باندھا ہوا ہے۔ میں قرضہ لینے گیا ہوں۔ میں نے بالا بھائی سے کہا کہ مزہ تو جب ہے کہ مجھے یا بالا بھائی کو سیٹھ یوں ہی روانہ کر دے تب مزہ ہے کیوں بالا بھائی۔ اس نے کہا بیشک۔ میں نے کہا بالا بھائی کا اور میرا سیٹھ کو پتہ ہے کہ یہ دونوں سخت آدمی ہیں۔ یہ نہیں مانیں گے اور نہ بغیر پیسے لئے جائیں گے۔ کیوں بالا بھائی۔ وہ بولا بے شک (آفرین دو جہاں تیرا فضل ہر وقت درکار ہے)

خواب!

شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۵ ہجری

دسویں رات: وقت صبح ۷ بجے دیکھا کہ بڑی مائی علیمن مجھ سے پوچھ رہی ہے کہ قمر کو فجلی کا بھنا ہوا گوشت اچھا لگتا ہے کہ نہیں اور شوربا دیں کہ بوٹی دیں۔ ان دونوں میں سے میں نے ایک بتا یا ہے اور کہا ہے کہ بس اور کچھ نہیں۔ پھر اس نے دوائی کی بات کی ہے جو میرے مالک نے مجھے دی ہے۔ اور مرض دق کی مارشل لا ہے (تو ہی میرا خالق ہے اور تیرا ہی کرم کا محتاج ہوں)

(۳) ——— تیسویں رات: وقت مشتری یا شمس۔ آج پھر وہی کل والی فتح کی بات دکھائی ہے اور دوائی دق کیلئے مارشل لا ہے۔ صبح ۸ بجے دیکھا کہ بہت سی آدمیوں کے سامنے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ہم پیر دتھا (جو ہم میں ہیں اور ہم کو دوائی یہیں سے ملی ہے۔ اور ہم یہی دوائی بمبئی میں دیں گے (مولا تیرا فضل شامل حال رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔)

(۴) ——— چوتھی رات:۔ وقت عطارد دیکھا کہ ایک آدمی نے مریض کو دوائی کھلائی ہے۔ اور اسکی ایک ہی خوراک سے فوراً آرام ہوگیا۔ میں نے کہا کہ دیکھو سچ سچ کہو اس نے کہا کہ سچ سچ کہتا ہوں کہ فائدہ وہی مارشل لا ہوا ہے اور دق کی تعریف کرتا ہوں۔ (میرے سارے کام سنوار دے۔)

(۵) ——— پانچویں رات، وقت مشتری صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں ایک صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ دوائی بمبئی میں موجود ہے۔ پھر وقت قمر پانچ بجے دیکھا کہ مولا سنگھ نے مجھے پکارا ہے۔ یا سنگھ جی! (رحم کر میرے رحیم!)

(۶) ——— چھٹی رات:۔ وقت زہرہ ۷ بجے صبح میں اپنے بڑے بھائی شرف الدین سے پھیڑو والی سڑک پر کہہ رہا ہوں کہ اب میرا مرنا یا کا وقت بالکل قریب ہے۔ اب مہینے اور برسوں کی بات نہیں ہے بلکہ دنوں اور گھنٹوں کی بات ہے۔ (یہاں دو جگہ پانی نہیں بہت پڑا ہے) جب ہم چلے تو برسات بہت زور سے برسنے لگی۔ اور مشرق و شمال کی جانب سے ایک سنگھ شاہی سوار دوڑا ہوا آرہا ہے۔ میری نظر جو پڑی تو میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ وہ آرہا ہے۔ (فضل کریں گے)

(۷) ——— ساتویں رات:۔ وقت وزحل صبح ۷ بجے دیکھا کہ کوئی دوائی کی بات کر رہا ہے کہ یہ بہت اچھی اور زبردست ہے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑی سرائے میں کچھ آدمی بیٹھے ہیں۔ چونکہ ہمارے پاس کچھ نہیں رہا۔ اس لیے کچھ مانگنے کی غرض سے میں بھی بیٹھا ہوں کہ اتنے میں وہی اپلا آدمی آیا اور اس نے مجھے دیکھ لیا تو طنزاً مجھ سے کہتا ہے کہ آغا خان صاحب آپ یہاں بھی بیٹھے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے کیا کہتے ہو۔ یہ وقت ہی ایسا ہے تم اپنے بڑے بھائی سے پوچھو۔ جس کے پاس حجامت کے پیسے بھی نہیں تھے۔ اور میں نے اپنے پاس سے پیسے دیکر اسکی حجامت بنوائی تھی۔ اس کے بعد ایک اڈے پر بیٹھے ایک صاحب روٹی پکا رہے ہیں۔ اور سامنے کچھ آدمی قطار باندھے بیٹھے ہیں۔ سب کی عمر، سب کا لباس اور سب کی ایک ہی شکل ہے جیسی کہ اکبر بادشاہ کی تھی۔ ان میں ایک میں بھی ہوں۔ میں گیروے رنگ کی پگڑی باندھے ہوئے ہوں۔ ہم سب ایک دفعہ خوب پیٹ بھر کر

پیچھے بیٹھا ہوا ہوں۔ مجھے نانو بھائی دیں گے۔ اتنے میں رامو بھائی آ کر ایک اونچے تختے پر کھڑے ہو گئے اور کچھ پھینکنا شروع کیا۔ بچے اٹھاتے جا رہے ہیں۔ رامو بھائی نے پوچھا کہ ماسٹر علی بخش کہاں ہے۔ کسی نے کہا وہ سب سے پیچھے۔ انہوں نے وہی چیز میری طرف بھی پھینکی۔ میں نے کھول کر دیکھا۔ ایک کاغذ ہے اور پینٹ کیا ہوا ہے اس میں ایک درخت بنا ہوا ہے اور میری تصویر میکے کے ساتھ جس کا منہ قبلہ رخ ہے۔ سر پر پگڑی ہے۔ مونچھ داڑھی کچھ نہیں۔ کاغذ کے دوسری طرف دیکھا تو بھی میری ہی تصویر اسی طریقہ سے بنی ہوئی ہے۔ دونوں طرف تصویر ایک سے ایک بہتر بنی ہوئی ہے۔ (مولا میں مجسم گناہ ہوں تو مجسم رحم ہے۔ رحم کر رحم کر)

اکیسویں رات: صبح ۶ یا ۷ بجے دیکھا کہ دوائی کی بہت کامیابی اور بہت بہتر تعریف ہو رہی ہے اور ایک بیمار اچھا ہو کر بہت ہی دور جا رہا ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ یہ دوائی وہ ہے جس سے مردے زندہ ہوتے ہیں۔ ایک آدمی نے کہا۔ آپ نے تو کہا تھا کہ یہ آبِ حیات ہے۔ میں نے کہا بے شک یہ آبِ حیات ہے اس مریض کے لئے جو اس کو مان لے۔ میں تم سے جو کہتا ہوں یہ ٹھیک ہے غلط نہیں۔ وقت مشتری شب بائیس بجے دیکھا کہ روپے لینے کے لئے سروج کمپنی میں ہم بیٹھے ہیں مگر نانو بھائی جواب ہی نہیں دیتے۔ تو تمر دو بنارسی لال صافہ باندھے ہوئے ایک شعر پڑھنے لگا اور بہت ہی رویا کہ دل پھٹ جائے اور کہتا ہے۔ ارے سالا میں تو بہت ہی دکھی ہوں۔ میری کوئی نہیں سنتا۔ مجھ کو بہت ہی چکر ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا سر کھونٹے پر زور سے مارا۔ میں نے کہا ارے یہ کیا کرتا ہے اور میٹر کھانے کی طرف سے دو عورتیں نکلیں ان میں سے ایک نے چیخ مار کر کہا۔ ارے اسکو کوئی بچا دیجئے۔ یہ کہتے ہوئے جلدی جلدی جا رہی ہیں۔ اور روتی بھی جا رہی ہیں۔ وہ جدھر بھی جاتی ہیں۔ اس طرف پانی کا ایک نالہ ہے اور گلاب ہے پھر صبح ۸ بجے دیکھا کہ میں اپنے بال بچوں سمیت دلی کا سفر کر کے گھر پہنچا ہوں۔ تو چائے کے کوئی چڑھائی ہے (شکر وغیرہ ڈال کر) میں نے کہا ارے جل گئی جل گئی میری لڑکی خوبرشید بوکی نہیں جلی نہیں بلکہ چاشنی بن گئی ہے۔ میں نے کہا یہ تو بہت اچھا ہوا کہ چاشنی بن گئی ہے۔ چار نہ سہی چاشنی ہی سہی (فضل کر مولا)

چھبیسویں رات: وقت شمس صبح ۷ بجے دیکھا کہ کچھ حساب ہو رہا ہے۔ شاید مارچھے اور روپے کا حساب ہے جو اچھی طرح یاد نہیں (میرے پیارے خالق تو ہی میری دوائی کو اپنی مخلوقات تک پہنچانے والا ہے)

پچیسویں رات: دیکھا کہ کچھ لفظ غیب ہے اور محراب بھی ہے۔ **پچھیسویں رات:** وقت شمس صبح ۸ بجے کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آگے پانی کا ایک تین بھرا ہوا ہے۔ میں پڑھ پڑھ کر اس پر دم کر رہا ہوں۔ ایک آدمی نے مجھ سے کہا کیا آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ ضرور اچھا ہو جائے گا۔ میں دعویٰ تو نہیں کرتا ہوں اور نہ کسی نے دعویٰ کیا ہے بلکہ بھروسے سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اچھا ہو جائے گا۔ پھر زہرہ وقت ۹ بجے کیا دیکھا کہ ایک بہت بڑا دربار ہے اور حضور دربار عالم تخت پر بیٹھے ہیں اور ان کے اوپر ایک دربار اور دوسرا تخت ہے جو ذات ذوالجلال کا ہے۔ اس کے اردگرد فرشتے ہیں میں "بازبوی" میں جا کر کھڑا ہو گیا ہوں تو حضور مخزالانبیاء فرماتے ہیں" تیرے اوپر اللہ کی رحمت ہو اور میں وقت میں ہوں تو اوپر میرے مولا کے تخت سے آواز آئی آمین سب فرشتوں نے مل کر کہا۔ ثم آمین۔ پھر رات کو ۱۲ بجے دیکھا کہ ایک چبوترے پر ایک میز ہے اور اس کے اوپر ایک سفید لیمپ روشن ہے۔ (یا بصیر تو ہی دیکھنے اور سننے والا ہے تو ہی مجھے معاف کرے گا)۔

ستائیسواں خواب: وقت زہرہ عطارد دوئم صبح دیکھا کہ نانو بھائی مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ ماسٹر تم چک لے لو۔ میں نے کہا جی اچھا۔ اور انہوں نے مجھے چک دے دیا ہے۔ پھر بھابی وزیر کو دیکھا ہے اور رات کو مدلقا میری گود میں آئی ہے۔ اقبال بھی موجود ہے اس کے بعد میں ایک چوبارے والے مکان کے نیچے کھڑا ہوں۔ اور اوپر گلاب باری سے منہ نکال کر بیٹھی ہے۔ مجھ سے کہتی ہے کہ آپ دوائی بھی لائے ہیں یا نہیں۔ میں نے کہا جی ہاں لایا ہوں۔ میں اوپر آؤں۔ وہ کہتی ہے تم تو میٹر کو کبھی نہیں چھوڑتے۔ میں نے کہا معاف کر دو۔ اس نے ہنس کر کہا۔ میں نے معاف کیا (مولا معاف کرنیوالا تو ہی ہے)

اٹھائیسواں خواب: وقت مشتری صبح دیکھا کہ میں کچھ لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں اور ان کو ان باتوں کا جواب بھی دے رہا ہوں۔ پھر دوپہر کو دیکھا کہ مولا سنگھ سے کہہ رہا ہوں کہ یہ اس لئے ہے کہ میزان رہے یعنی برابر رہے۔ (پروردگار میری مدد فرما)

انتیسواں خواب: وقت زحل صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں قرآن شریف پڑھ رہا ہوں اور آدمی بھی ہیں۔ ایک صاحب میری بہت ہی تعریف کر رہے ہیں اور وہ محسن ہو رہے ہیں اور میں یہ پڑھ رہا ہوں وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (اے پروردگار تیرا ہی عبادت کے لائق ہے۔

تو ہی جبار و قہار ہے)

اس کے بیٹے ہوئے ہیں۔ کتنا ہی میں نے چاہا کہ یہ راستہ چھوڑ دے مگر وہ ہٹا ہی نہیں۔ پھر ویسا ہی ایک دوسرا لڑکا بھی سامنے آگیا۔ اور دونوں نے مجھے پکڑ لیا۔ میں نے کہا کہ میرے پاس کوئی پیسہ نہیں ہے جو میں تمکو دوں۔ آخر انھوں نے میری تلاشی لی میرے پاس سے ایک پیسہ بھی نہیں نکلا۔ وہ دونوں پھر لگے میرا پیچھا نہیں چھوڑتے تا آخر میں نے ان سے یہ کہا کہ ہو میں تمکو گھر چلکر دیتا ہوں وہ بولے کہ گھر کہاں ہے۔ میں نے کہا وہ مغرب کو دروازہ والا جو ہے وہاں چلنا ہوگا۔ مگر یہ دونوں فرشتے دیسا ہی کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بھائی فرالدین کے بھیجے ہوئے ہیں۔ کیونکہ بڑے ان کے بھی سودگر بچھانوں جیسے ہیں۔ پھر صبح کو دیکھا کہ کچھ دوائی کی بات ہے جو بہت ہی بہتر ہے۔ اس کے بعد ایک انگریز میم کے ساتھ کمپونڈ کے اندر آئے ہیں۔ میں اوپر اگاشی سے دیکھتا ہوں کہ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ ہے جسپر میرا نام) دیتہ ہے۔ وہ بیمار دکھائی پڑ رہا ہے۔ اس نے پوچھا کہ یہ آدمی کون ہے میں نے کہا کہ کس کو ڈھونڈھ تے ہو۔ میں نے اپنا نام سنا تو کہا کہ اوپر چلے آؤ۔ اس کے بعد میں کہہ رہا ہوں کہ دادر میں روڈ والا جگہ بنا ہوا ہے۔ (پروردگار ہر آفت و مصیبت سے بچا۔

(۱۲) ——— بارھویں (رات) :- وقت پشمش و زہرہ گیارہ بجے کیا دیکھتا ہوں کہ تمام اہلبیت عظام ہیں اور میں غلام اہلبیت بھی ہوں۔ اور مدینہ منورہ ہے۔ اور میں خاندان ہاشمی میں بیٹھا ہوں۔ سب خاندان نبوت مجھکو ساتھ دوعاؤں کے نصیحت کر رہے ہیں کہ جاؤ ساتھ خیر کے اللہ کے دین کا کام کرو۔ پھر امنیا علیہ السلام نے بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں اور فرشتے بھی دعا خیر کر رہے ہیں اور تمام بزرگان دین دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اور خاتون جنت بھی دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں بہت ہی زبردست مجمع ہے میں ایک کے آگے ہوکر جا رہا ہوں حضور سرور دو عالم بھی دعا فرما رہے ہیں سب کے سب کا سب کا دین کی دعا کر رہے ہیں اور مجھ کو رخصت کیا جا رہا ہے (مولا تیری نعمتوں کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں)

۲ ——— تمام کو پانچ بجے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ کام ہا تو ہے مگر آپ خود اسمیں کمزوری لاتے ہیں۔ میں اسکو جواب دے رہا ہوں کہ نہیں اب میں نے خیال دل سے نکال دیا ہے جسکو جانا ہے جائے یہ اسکی مرضی ہے اسکے بعد شاکر یہ بچارہ تو بالکل ہی غریب ہے۔ رات کا ہے تو دن کا نہیں دن کا ہے تو رات کا نہیں۔ میں نے کہا کہ میں تو جانتا ہوں اسی لیے میں نے ایسا کیا ہے (پروردگار اپنا فضل جاری رکھنا)

(۱۳) ——— تیرھویں رات :- دیکھا کہ ایک بہت ہی بڑا دریا ہے جو بہت ہی چوڑا ہے اس میں ایک کشتی خالی بھری طرف ڈوبتی چلا آرہی ہے اور یہ آواز آرہی ہے کہ یہ کشتی علی ہے۔ اور اس کشتی کے تم وارث ہو۔ پھر دوبارہ یہی آواز آئی اور وہ کشتی میرے پاس آکر ٹھہر گئی۔ اور بالکل ہلتی جلتی نہیں ہے پھر ایک جگہ سے میرا گذر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کالا سا منہ نیچے کئے ہوئے میرے پاس سے گذر گیا ہے۔ اس کے بعد میں نے ایک دریا میں درخت لگایا ہے۔ جتنے اسکے بہت ہی موٹے ہیں کہ اسپر لٹنے کی جگہ ہے۔ دیکھا کہ سردار سامنے ہے اور کہہ رہا ہے کہ واہ آپ نے تو کمال کیا ہے کہ ایسی ترکیب سے پانی پر درخت لگایا ہے کھڑا کہتا ہے کہ آپ نیوالے کا نام انھوں نے مجھے بتایا ہے میں نے پوچھا کیا وہ بولا ارے صاحب میں بھول گیا نائد صلاح القدوس ہے یا کیا ہے۔ اور بھی دیکھا تھا۔ جو یاد نہیں آتا۔

(۱۴) ——— چودھویں رات :- وقت قمر ۶ بجے صبح دیکھا کہ سردی کمینی ہے اور جان پر بجڑ آگیا ہے اسکو سزائے بہت کا حکم ہوا ہے۔ میک اپ اسکا بڑھاپے کا ہے لال داڑھی اور مونچھ لگی ہوئی ہے۔ اس کو شادیانہ گیا ہے اور اسکو تازیانے لگنے شروع ہو گئے ہیں۔ بہت لوگ اسکو دیکھ رہے ہیں۔ ایک لوہے کے دروازے سے میں بھی دیکھ رہا ہوں اور اسپر بے تحاشہ تازیانے پڑ رہے ہیں۔ مار مار کو پھر ذرا ٹھہر جاتے ہیں اسکے بعد نانو بھائی اسکی اور اسکے کام کی بہت تعریف کر رہے ہیں۔ اس میں چالاکی یا بوجھ کسی کو نہیں سمجھتا۔ سین بہت ہی سخت طریقہ کا ہوا ہے۔ اس کے بعد بھائی وزیر ہیں۔ سردار ان سے معافی مانگ رہا ہے۔ انھوں نے اسے معاف کر دیا ہے پھر میری جھولی بھری گئی۔ پھر آٹھ بجے ۸ دیکھا کہ بچہ نیا اور اٹھنیاں اور پیسے اتنے ہیں۔ کہ بے حساب ہیں۔ اس کے بعد ایک کمبل ملا ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ کمبل کیا ہے۔ میں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا کہ یہ کمبل نہیں تو اور کیا ہے (میرے پاک رب مجھے سیدھی راہ پر چلانا)

(۱۵) ——— پندرھویں رات :- وقت شمس ۷ بجے دیکھا کہ ایک کنواں ہے اور اسپر لوگ [illegible]

دو مچھیاں کھا چکے ہیں۔ دو بار وہ میں نے دیا ہے جو گوندھا جا رہا ہے اور بیٹھا اس میں ڈالا ہوا ہے۔ تو جو بے پر چڑھا ہوا ہے جو پکا ہوا ہے وہ تینوں ہم ہی لوگوں میں سے ہے۔ اس نے کہا اور بھی کھاؤ گے میں نے کہا ہاں وہ کہنے لگا کہ ابھی تو آپ نے کھایا ہے میں نے کہا جی ہاں مگر اور کھانا ہے۔ حالانکہ پہلا کھایا ہوا کھانا ابھی پورے طور پر ہضم نہیں ہوا مگر پھر بھی میں نے کہا میں بدوں سب سے آخر۔

(۱۸) ——— اٹھویں رات:۔ وقت ضرور تعلق دیکھا کہ پہلے تو میں نے ظہر کی نماز پڑھی ہے پھر میں ایک آدمی کے ساتھ سروج کمپنی میں اپنا فرصہ لینے جا رہا ہوں۔ جب ہم چوک کے پاس پہنچے تو میں نے دیکھا کہ ایک بھینسا سامنے سے دوڑ کی بیتابی لیے ہوئے چلا آ رہا ہے۔ جیسے ہی اس نے مجھے دیکھا تو بھاگنا شروع کر دیا ہے۔ میں نے دوسرے آدمی کو اشارہ سے کہا کہ میرے پیچھے آؤ۔ لیکن بجائے بھلائی کے وہ میرے پیچھے برائی سے لگ گیا ہے۔ آگے آگے وہ ہے اور پیچھے میں ہوں۔ میں بھاگ رہا ہوں اور جنگل کا راستہ ہے۔ یہ نہیں معلوم کہاں جا رہا ہوں۔ آخر کہاں ایک درخت پر چڑھ گیا ہوں۔ اور وہ بھی چڑھ رہا ہے۔ میں نے اسکو منع کیا مگر وہ نہیں مانتا۔ اور مجھے مارنے کی فکر میں ہے۔ میں نے اللہ سے دعا مانگی کہ مجھے اڑنے کی طاقت دے۔ بس کیا تھا جیسے میرے پر لگ گئے۔ میں نے اڑ کر چولات ماری ہے تو جیسے اسکی کٹک کر گردن گر گئی ہے اور میں اڑا جا رہا ہوں۔ پھر وقت مشتری صبح پانچ بجے دیکھا کہ میرے وطن میں موچی کی دوکان سے بعد سروج کمپنی کا کام ہو رہا ہے۔ تو مکمل نام اگر محمد امین میرا لکھا سننے کے لئے آئے ہیں۔ مجھ سے کہتے ہیں کہ تم نے مجھ سے اگے بڑھ کر خوب ترقی کی ہے ذرا ہم کو بھی سناؤ۔ میں نے باجا بجانا شروع کیا۔ اور ایک بہت ہی بڑے آرگن باجے پر راسی پیلو بجانا شروع کیا ہے۔ تو وہ دونوں بہت ہی خوش ہو کر داد دے رہے ہیں اور جھوم رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے آپ کے متعلق سنا تھا اس سے زیادہ پایا۔ واہ واہ واقعی تم سروج فام کے میوزک ڈائرکٹر ہو۔ میں بجا کر ذرا آگے بڑھا تو ارفاد علی صاحب زمین پر بیٹھے ہیں۔ اور ہاتھوں سے مشرق و مغرب کا اشارہ کر رہے ہیں۔ میں نے ہنسکر ان سے پوچھا کہ حضور یہ آپ کیا کر رہے تھے۔ اتنے میں نظر جو پڑی تو نانوں بھائی گاڑی میں گھس رہے ہیں میں نے قرضہ لینے کی غرض سے ان کے پیچھے دوڑا۔ تھوڑی ہی دور گیا ہوں گا کہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ اور سوچنے لگا کہ راستہ میں قرضہ مانگنا مناسب نہیں۔ آخر ہے تو میرا مالک اس نے بعد ایک موٹر آئی اس میں ایک مرزا اور ایک عورت ہیں۔ مرد نے کہا کہ ٹھہرو میں ٹھہر گیا۔ تو اس نے کہا۔ ہیپسید یے۔ ج۔ ح۔ ج اور کہا۔ صاحب یہ آپ کی دوائی کے پیسے ہیں جو ہماری طرف آپ کے نکلتے تھے یہ لے لیجئے۔ یہ لے لیا۔ پھر آگے چلتے دیکھا کہ پانی برس رہا ہے میرے پاؤں میں کیچڑ لگ گئی ہے ایک آدمی دوسرے آدمی کو کوئی نسخہ بتا رہا ہے۔ خوب مصالحہ پیاز لہسن ڈال کر زیادہ اور کھیری پکا کر کھانا چاہیئے یہ طاقت کی چیز ہے۔ اس میں سے ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ حضور آپ کے تو خاندان ہی میں مرض دق ہے اور یہ عجیب بات آناً فاناً میں لگ جاتا ہے۔ اس کے بعد دیکھا کہ حسین بھائی آئے ہیں۔ پھر انوبھائی کو دیکھا ہے مسیح بھائی نے مجھ سے کہا کہ بولیے صاحب کیا لکھوں۔ جب میں نے ان سے ہاتھ میں لیا۔ میں نے کہا کہ آپ تو بول سکتے ہیں۔ نہیں آپ نے دوائی اور آٹھ دن کی کھائی ہے۔ انھوں نے کہا ہاں میں نے کہا کہ جو جو ہوا ہو کہو۔ انھوں نے لکھ دیا کہ سب باتیں فائدہ ہوا (رحم فرما میرے اللہ)

(۱۹) ——— نویں رات:۔ وقت مشتری صبح نو بجے دیکھا کہ میں ایک صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ اس نے مجھے کیا دیا؟ اس نے کہا کہ اس نے تمکو طاقت دی ہے۔ میں نے کہا کیا؟ طاقت۔ انھوں نے پھر یہی کہا! O اس نے تمکو طاقت دی ہے۔ (رب العلمین مجھے تیری ذات عالی پر پورا بھروسہ ہے)

(۱۰) ——— دسویں رات:۔ وقت زہرہ ۲ بجے شب دیکھا کہ رقبال سامنے آئی ہے۔ پھر آواز آئی کہ اسکو شفا ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر مشتری و مریخ میں صبح ۷ بجے دیکھا ہے کہ ہم دوا دیتے ہیں اور دوائی کے متعلق بات چیت ہو رہی ہے۔ اور دوائی کی بہت تعریف بھی ہو رہی ہے۔ اور کہا جا رہا ہے کہ یہ دوا بیمار کو دیجاتی ہے دماغی متعلق قوی شفا دینے والا ہے)

(۱۱) ——— گیارھویں رات:۔ وقت عطارد و شب ۱۲ بجے دیکھا کہ میرے بھائی قمرالدین بنگھائی لباس میں ہیں۔ جیسا کہ سدھ رنجھا فقیروں کا لباس ہوتا ہے۔ اور قد بہت لمبا ہے۔ وہ مجھ سے لڑکی کی کاریشہ کرنے آئے ہیں۔ یعنی مجھ سے لڑکی مانگتے ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ چلو گھر چلو ہم تم کو لینے آئے ہیں۔ میں ان کو دیکھ کر جل ہی تو گیا۔ دل سے کہا کہ تو پھر آیا۔ جا چلا جا خبیث یہ سنتے ہی وہ غائب ہو گئے۔ اور پھر اکدم ایک بھکاری لڑکا سامنے کھڑا ہے۔ گا کر مجھ سے بھیک مانگ رہا ہے۔ کپڑے اس کے

اچھی ہو گئی ہے۔ پھر صبح ۸ بجے مشری۔ دیکھا کہ بھابی وزیر آئی ہیں میں پلنگ پر بیٹھا ہوں وہ نیچے آکر بیٹھ گئی ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ بھابی ادھر آکر بیٹھو۔ وہ کہتی ہیں کہ نہیں میں یہیں بیٹھ جاؤں گی۔ پھر انھوں نے پوچھا کہ اقبال بڑا اچھا ہے؟ اور بھی بہت کچھ دیکھا جو یاد نہیں رہا اتنا ضرور معلوم پڑتا ہے کہ بہت ہی کام کی باتیں تھیں۔

(۲۲) ——— بائیسویں رات۔ وقت صبح ۔ بجے شفق۔ کچھ بہت ہی بہتر دیکھا۔ اس کے بعد دن کو ۱۲ بجے وقت مشری دیکھا کہ مبین مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ماموں آپ ہی ایک ایکڑہ رہ گئے ہیں۔ پھر وقت صبح عطارد دیکھا کہ ایک موٹر لاری تیتروں سے بھری ہوئی آئی ہے۔ اس پر ایک بڈھا آدمی بیٹھا ہے۔ اس نے مجھ کو سلام کیا ہے۔ میں نے جواب میں وعلیکم السلام کہا ہے۔ میرے اللہ رحم کر)

(۲۳) ——— تیئسویں رات صبح ۷ بجے قمر۔ دیکھا کہ "گول" کسی عیسائی عورت کا نام ہے۔ مجھے یاد نہیں۔ اسکے بعد کردار اختر میرے من کا کام کرتی ہے۔ اور وہ عیسائی عورت بھی میرے من کا کام کرتی ہے۔ اور شاید اقبال بھی وہیں کام کرتی ہے اور "یہ" میں ادا کہہ رہا ہوں (پروردگار مجھے صبر اور ہمت دے)

۲۴ ——— چوبیسویں رات۔ وقت صبح ۸ بجے شمس دیکھا کہ بہت ہی اچھا تھا۔ مگر یاد صرف اتنا رہا کہ اقبال پر فضل و رحم ہوا ہے۔ اور میں اور دوسرے آدمی بھی ہیں۔ میں نے جسٹر کے اوپر نام گوہر لکھا ہے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ صاحب آگے کیا لکھوں۔ گوہر احمد یا گوہر حسین یا گوہر علی۔ تو سامنے جو صاحب بیٹھے تھے کہنے لگے کہ گوہر علی۔ میں نے یہی کہہ دیا۔ رجسٹر ان کے سامنے رکھا کہ دستخط کیجئے انھوں نے دستخط کر دیئے "گوہر علی"۔

(۲۵) ——— پچیسویں رات شمس ۲ بجے رسل دیکھا کہ مجھے فرض بہت ہی دینا ہے اور میں ایک اونٹ کے آگے بیٹھا ہوں۔ وہ اپنا سر میرے سر سے اونچا کر رہا ہے اور اونٹوں کی ایک بہت بڑی قطار ہے میں اسی فکر میں ہوں کہ موقع پاکر بھاگ جاؤں۔ پھر مجھے موقع مل گیا اور میں بھاگ گیا۔ اونٹ بھی میرے پیچھے بھاگا مگر وہ مجھے پکڑ نہیں سکا۔ آنکھ کھل گئی پھر جب آنکھ لگی تو دیکھا کہ میں اور اقبال ایک ہی چارپائی پر سوئے ہوئے ہیں۔ اقبال کہتی ہے کہ ابھی تک تو بچے گئے ہیں اسکے بعد یہ بلا تاراتی بتائی۔ آٹا گوندھ رہی ہے پھر پراٹھے بیلی جاتی ہے۔ یہ سب اقبال کا بھتیجا (بچہ) بول رہا ہے (رحم کر میرے اللہ)

(۲۶) ——— چھبیسویں رات۔ صبح ۸ بجے وقت قمر دیکھا کہ ایک نسخہ آنکھ کا ملا ہے۔

(۲۷) ——— ستائیسویں رات۔ وقت شمس صبح ۸ بجے دیکھا کہ میں پنا ور سے گاڑی میں سوار ہو کر ایک ہی سفر میں بھیڑہ اپنے گاؤں پہنچ گیا ہوں دروازہ گنج سے بندرہ میل اندر گیا ہوں۔ دو آدمی میرے ساتھ ہیں۔ تمام بلڈنگیں ایسی بنی ہوتی ہیں کہ جیسے ماڈرن میں نئی نئی عمارتیں بنی تھیں۔ تمام سڑکوں پر نیا چونا پڑا ہے اور سڑکیں بن رہی ہیں۔ جاتے جاتے میں دوسرے آدمی سے بہت ہی تعریف کر رہا ہوں کہ ابادی اور آرائش زیادہ ہی ہو گئی۔ اس شہر کو نقصان کبھی نہ ہوگا بلکہ اب نیا ہی بنتا جائے گا۔ آگے چلے تو مجھے ایک آدمی نے پڑیا دی ہے یہ کہہ کر یہ کیمیا ہے اور سوہن لعل کے ہاتھ کی ہے۔ اور دینے والے صاحب نے ایک کوٹھی کے ہاتھ میں بھی دکھائی ہے۔ اس کے بعد جب میں گھر کے اندر چارپائی پر بیٹھا ہوں تو پہلے میری عورت آئی ہے اور خوش ہو کر میرے دونوں ہاتھ سے اپنے ہاتھ ملا کر کھڑی ہے اور کھانا پک رہا ہے۔ حسین جی سید بھی ہیں۔ میری ساس بہشت بی بی باہر گھوم رہی ہے۔ سب لوگ حیران ہیں کہ اتنی جلدی علی بخش آگیا ہے۔ اتنے میں میری عورت صالح بھی باہر نکلی ہے۔ تو راجہ اور خاطرہ دونوں ساتھ آئے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ اب یہ عورت تمہارے کام کی نہیں رہی۔ یہ بیکار ہو گئی ہے۔ مگر میں اسکو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ تو وہ بچہ چھ کر کہتے ہیں کہ کیا یہ کم ہے کہ یہ سات بار آٹھ آنے کا ٹکٹ لے کر کفار کوٹ اکیلی جاتی ہے۔ یہ سنکر مجھے بے حد صدمہ ہوا میں ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش ہو گیا پھر وہ پوچھتے ہیں کہ آپ بہت ہی جلدی آگئے میں نے کہا کہ آج تک میں نے اتنا سفر نہیں کیا ہے۔

ہاں سفر میں تھوڑا تھوڑا کرتا ہوں۔ مگر یہ سفر تو میں ایک ہی دن میں طے کر کے آیا ہوں (رب العلمی تیسر رحمت اور تیسیر کر م کی ہر وقت ضرورت ہے تو کرم کر)

۲۸ ——— اٹھائیسویں رات۔ وقت شمس زہر، عطارد۔ دیکھا کہ میں اپنے پیدائشی گاؤں میں گیا ہوں وہ گاؤں ہی علاقہ سجا ہوا معلوم ہو رہا ہے۔ اور ایک مکان جیسے بادشاہ کا محل ہو وہاں اقبال بیٹھی ہوتی ہے۔

پھر ایک مسجد میں خلفاء بادشاہ کھڑے ہوئے ہیں۔ انکے تمام کپڑے جواہرات سے پر ہیں پھر میں اقبال سے ہنس کر باتیں

اقبال نے میری کرسی کوئی چیز نکال کر مجھے کنوئیں میں ڈال دیا ہے۔ اور کہہ رہی ہے کہ خوب نہاؤ۔ میں نے کہا سردی لگے گی پیسہ تو ہمارے پاس ہے نہیں۔ ایک صاحب بولے کہ میں پیسے دیدوں گا آپ نہاؤ۔ میں خوب نہایا ہوں تو ایک دھوبی اور دھوبن میرے کپڑے دھو کر لائے اور پھر جاتا بھی چاہتے تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم پونہ سے کپڑے دھکر لاتے ہو۔ دبن بولی کہ جی ہاں ہم پونہ میں رہتے ہیں۔ ہم وہاں سے کپڑے گٹھڑ کھول کر دھو کے لاتے ہیں اور ایک ہی دن میں آجاتے ہیں۔ مجھے اقبال نے کنوئیں میں سے نکالا میں نے کمرے میں جاکر کپڑے بدلے اس کے ایک مولانا سید علی حائری ایک کمرے میں بیٹھے ہیں۔ میں مرید ہونے گیا ہوں تو میرا خیال ہے کہ وہ مجھے مرید بنالیں گے۔ لیکن مولانا چاہتے ہیں کہ سید علی حائری مرید بنالیں اور سید علی حائری چاہتے ہیں کہ مولانا مرید بنالیں۔ خوب دلچسپ بحث ہوتی رہی۔ بالآخر میں نے سید علی حائری سے کہا کہ آپ ہی مجھے اپنی تقلید میں لے لیجئے کیونکہ آپ بھی تو مجتہد ہیں۔ حائری صاحب بولے کہ تو پھر آپ لکھ دیجئے کہ آپ سورہ یاسین پوری لکھ دیں۔ اگر پوری نہیں تو آدھی ضرور یاد کر لیں۔ میں نے کہا جی بہتر۔ اور کچھ سورہ یٰسین شریف وقت ضرورت کام آئیگی۔ پھر میں نے کہا کہ شکر ہے کہ میں آپ کے سایہ میں آچکا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ مولانا آپ کو اپنی تقلید میں لیتے تو وہ اور بھی اچھا ہوتا۔ میں نے کہا کہ میں تو علی کو حسن کو اور حسین کو اور زین العابدین کو دیکھتا ہوں اور ان کے سایہ میں اچکا ہوں۔ میں نہ آپ کو نہ مولانا دیکھتا ہوں۔ میری بات سنکر سید علی حائری کو وقت کدینہ اور کربلا کی یاد آگئی اور بہت ہی سونے لگے مولانا بھی رونے لگے۔ پھر مجھ سے انھوں نے کہا کہ سورہ یٰسین اول تو پوری ورنہ آدھی ضرور یاد کرنا وقت ضرورت کام آئیگی۔ پھر وقت عطا دو بجے دیکھا کہ جنتی بخش بیٹھا ہے۔ اور دو عورتیں سونے کی کیلیں لگائے ہوئے آکر اس کے پاس بیٹھ گئیں ہیں۔ اسکے بعد ایک آدمی موٹی موٹی آنکھوں والا آیا اور اقبال نے مجھ سے کہا کہ میں کامیاب ہوگئی ہوں (پروردگار اپنی رحمتیں نازل فرما)

(۱۶) ——— سولھویں رات۔ وقت ۱ بجے صبح آٹھ بجے دیکھا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے اور ایک دوسرے نمازی بھائی مدھوک نماز کا سین لینے والا ہے۔ میں نے کہا کہ ایسا نہ کرنا مسلمان ناراض ہو جائیں گے۔ اس نے کہا کہ پھر کیا کیا جائے۔ میں نے کہا کہ دوسرے صاحب جو ہیں ان سے پوچھئے۔ اس نے کہا کہ نہیں یہ تو آپ ہی تلائیں گے لہذا میں ہی کھڑا ہو گیا ہوں ہاتھ میں میرے تسبیح ہے۔ اسکو ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں اور اوپر اٹھا کر دیکھ رہا ہوں۔ یہ میں نے سین بتایا ہے پھر میری دونوں بھتیجیاں مجھے دعوت دے رہی ہیں۔ صوبا ں اور جہاں بیگم ان کا نام ہے۔ لیکن دعوت تو خاصکر صوبا ں کے گھر ہے۔ لیکن صوبا ں جانتی ہے کہ چچا میرے گھر میں آئیں۔ اور اپنے صوبا ں سے پوچھا کہ آج تمنے کیا پکایا ہے وہ کہنے لگی کہ یہ سیم کیا جانوں یہ تو میری ماں کو پتہ ہے یہ سنکر جہاں بیگم بولنے لگی کہ اچھا کچھ بھی ہو چچا کی دعوت میرے گھر میں ہے ان کی روٹی لگاؤں گی جا تو اپنی ماں کو بولدے۔ اس نے کہا کہ تو خود جاکر بولدے پھر رات دو بجے دیکھا کہ بیٹھی روٹیاں پک رہی ہیں (رحم فرما میرے آقا)

۱۷ ——— وقت ۸ یا ۹ بجے شمس یا زہرہ۔ سردار اور سدو وغیرہ آئے ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ ابھی تو ان کو نہیں آنا آنا تھا۔ اتنی جلدی یہ لوگ آگئے ہیں۔ پھر ایک قبرستان میں ناشو کی قبر پر والدہ اقبال اور بھائی دفن ہیں۔ (دیکھنے کیلئے) اور اپنے گھر جا رہی ہیں۔ تو ناشو قبر میں سے آواز دیتا ہے کہ اماں اماں بھائی تو رو رہی ہے۔ میں اسکو تسلی دے رہا ہوں کہ خیر فضل ہے۔ ادھر میں اور اقبال میں یہ کہہ رہا ہوں کہ گھبراؤ نہیں۔ بھائی اور ہم دونوں یہاں ہیں۔ ہم اسکی نگہبانی میں ہیں بے فکر رہو وہ پھر رونق جا رہا ہے (پروردگار میرا قلب نور سے بھر دے)

(۱۸) ——— اٹھارویں رات:۔ وقت صبح ۸ بجے قمر و زحل دیکھا کہ ہم دو آدمی سفید لباس میں ہیں مگر ہم دونوں مرے ہوئے ہیں۔ چل پھر بھی رہے ہیں اور باتیں بھی کر رہے ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ شائد خدا ہی میرا سازوسگار ہے (امیر مولا میرے گناہ بخشدے)

(۱۹) ——— انیسویں رات:۔ وقت صبح یا شمس دیکھا کہ ایک علم جاننے والا آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ وقت بالکل قریب ہے اور لفظ بھی اس نے کچھ کہے ہیں یعنی انگریزی پل انگریزی لفظ (ٹی) بھی وقت کی بابت کہا ہے۔ اور اس نے میری بہت تعریف کی اور بھی کچھ اچھا ہی دیکھا کہ جو یاد نہیں۔ (اے رب رحم فرما تو بہت رحم والا ہے)

(۲۰) ——— بیسویں رات۔ وقت زہرہ صبح ۷ بجے دیکھا کہ اقبال یا کوئی اور مجھ سے یہ کہہ رہا ہے کہ تمہاری دعا اور دوا دونوں کامیاب ہو گئی ہیں (رب میرا ہر کام اپنے فضل سے بہتر کر)

(۲۱) ——— اکیسویں رات:۔ وقت صبح قمر ۷ بجے دیکھا کہ کچھ آدمی ہیں اور مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ نقش ۲ کی گواہی سے اقبال

سنہ ۱۳۵۵ھ

(رمضان شریف)

پہلی رات:۔ وقت زہرہ و شمس صبح ۵ بجے دیکھا کہ میں نے بیل گاڑی بنائی ہے اور میں نے گاؤں میں جا کر گاؤں والوں سے کہا ہے کہ میں نے گاڑی بنائی ہے۔ اگر بوجھ اٹھانے کا کام ہو تو مجھے مزدوری دیا کرو۔ انہوں نے کہا اچھا۔ مگر کسی نے مزدوری نہیں دی۔ میں واپس آیا اور جس گلی سے گزرنا چاہتا ہوں وہاں بہت لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ ایک تو بالکل سفید ہے اور دو یا دو اور کچھ رنگ کے ہیں۔ میں وہیں کا وہیں کھڑا رہ گیا۔ اتنے میں ایک آدمی آیا۔ اس سے میں نے کہا۔ صاحب میں تمام گاؤں والوں کو یہ کہنے آیا تھا۔ ابھی تک آپ لوگوں نے مجھے کوئی مزدوری کا کام نہیں دیا ہے۔ کوئی کام دیجئے۔ آپ ذرا گاؤں میں جا کر کہہ دیجئے انہوں نے کہا جی اچھا میں کہہ دوں گا آپ کو کام مل جائے گا۔ پھر ایک کمپنی کا مالک نانو بھائی ڈیسائی اس کمپنی میں اوپر کی منزل میں بیٹھا ہے اور میں نیچے سے اوپر نہیں جا رہا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت ہی بڑی بلڈنگ ہے اس میں ایک بہت ہی بڑا کارخانہ ہے۔ بلڈنگ نشادیدل کی معلوم ہوتی ہے اور آگے چل کر دیکھا کہ فلم دھونے کی لیبارٹری ہے۔ وہاں پر تمام ہندو ہی ہندو کام کر رہے ہیں۔ سب ہندوستانی بھیئے معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے دیکھتے بھی جاتے ہیں اور اپنا کام بھی کرتے جاتے ہیں۔ جو آتا ہے وہ مجھ کو دیکھتا ہے۔ جب میں کھڑے کھڑے تھک گیا تو سوچا چلو سیڑھیوں کے قریب چلو جیسے ہی نانو بھائی آئیں گے۔ بات کریں گا۔ اتنے میں دھماد دھم پاؤں کی آوازیں سنائی دیں اور بہت سارے بہت ہی زور سے شور مچاتے ہوئے جس کا جواب نہیں۔ میں اکیلا کھڑا ہوا خوب بھیگ رہا ہوں۔ اور نانو بھائی کا انتظار کر رہا ہوں۔ اور یہ سوچ رہا ہوں کہ نانو بھائی نے مجھے کام دینے کو بلایا تھا مگر نہیں دیا۔ اور اتنا بیل ہیرو دن کا کام کر رہی ہے۔ نانو بھائی نے مجھے کرشنا نگر نہیں میں روانہ کیا۔ وہاں بھی مجھے کام نہیں ملا۔ اس کے بعد دیکھا کہ ایک سڑک ہے اور اس پر میں جا رہا ہوں۔ دیکھا کہ بک بڈھا بہروپیہ آ رہا ہے جب وہ قریب آ گیا تو میں نے اس سے کہا۔ اللہ رکھے مجھے دوائیں دی ہیں۔ دق، آنکھ، گٹھیا اور کوڑھ کی۔ وہ کہتا ہے اللہ نے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ بہت ہی اچھی ہیں۔ اتنے میں دیکھا کہ سامنے سے ایک سانپ آیا جس کا سر بھیڑیے جیسا تھا۔ میں نے اس کا سر کاٹ ڈالا۔ پھر جو دیکھا تو وہ لڑائی کے لئے تیار ہے اتنے میں حضرت مولیٰ علی مشکلکشا نے اپنے ذوالفقار مبارک سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور کہا کہ تو ہمارے فرزند کو یوں ہی ستاتا ہے۔ (میرے پاک رب مجھے اپنی رحمت میں ڈھانک لے)۔

دوسری رات:۔ وقت صبح خواب میں مجھے اپنی شکل نظر آئی اور میں بھی ساتھ موجود ہوں۔ میرا نکلین شیو ہے رنگ کالا ہے میرا منہ چمک رہا ہے اوپر میں نے کمبل اوڑھا ہے اور صورت میری بلنگ کی ہے۔ باہر سے میں اندر والے علی بخش سے کہہ رہا ہوں کہ دعا کرو۔ میرے سب بچے وغیرہ تکلیف میں ہیں۔ شاید تیری اللہ سن لے تو اس بلنگ علی بخش نے بھی دعا کی ہے کہ اے اللہ رحم کر ان کے دکھ تکلیف دور کر۔ پھر وقت عطارد ۵ بجے دیکھا کہ میں بھی دعا کر رہا ہوں کہ میرے اللہ جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اور مجھے جو نعمت ملی ہے۔ بڑا مجھ پر بہت احسان ہے۔ اتنے میں اقبال آتی ہے اور تصدیق کر رہی ہے ان نعمتوں کی کہ اللہ نے تم کو ضرور کامیاب کیا ہے اور میرے اللہ نے تصدیق کی ہے۔ اور اس میں میری بہت ہی کامیابی بتائی ہے اور بھی بہترین باتیں دکھائی گئیں پھر وقت زہرہ ۱۰ بجے دن دیکھا کہ ایک پٹھان کا لڑکا ہے جس کو بھائی کے ساتھ جانا ہے وہ ہمارے ہاتھ کے نیچے کام کرتا ہے۔ میں نے اسے بلوایا ہے کہ بھائی ذرا جلدی آجاؤ۔ کل ہم کو صبح ہی صبح ۶ بجے منٹگمری جانا ہے۔ تو اس پٹھان لڑکے نے اپنے لڑکے کو روانہ کر دیئے یہ کہتے ہوئے کہ میرے کپڑے لے چلو۔ میں کل آؤں گا پرسوں جانا ہے۔ میں نے اقبال سے پوچھا کیوں ہم کو پرسوں جانا ہے یا کل۔ تو وہ کہتی ہے کل ۔ پرسوں نہیں جانا ہے۔ میں نے کہا اب آپ دیکھو کہ اس پٹھان لڑکے نے کیا کہلوایا ہے تم اس کو بلوا لو۔ وہ کہتی ہے

۱۱۸

تقویم فتح مبین فتح مبین فتح مبین

تھے۔ اب ادھر کون تھا۔ اس لئے میں وہاں ہی رہا اور اپنے اللہ سے ہی مانگتا رہا۔ اتنے میں اس کا بڑا بھائی آکر بیٹھ گیا۔ اس سے بھی میں نے کہا۔ میرے اللہ نے مجھے یہ دوائی دی ہے۔ دق، گھٹیا، کوڑھ اور آنکھ کی دوا۔ وہ بولا ایک دوائی میرے پاس بھی ہے اگر آپ کہو تو میں لاکر دوں جو کہ بہت ہی اچھی ہے۔ میں نے اس سے کہا اس کی ضرورت نہیں ہے جو چیزیں مجھے اللہ کے در سے ملی ہیں وہ زبردست ہے یا یہ؟ اس کے بعد میں اور اس کا بھائی گھر گئے۔ پھر میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ باوجود ایسی زبردست چیز کے تمہیں میں پھر بیماری نہیں ہوتی۔ اس نے کہا کہ پھر ہو جائے گی اور ضرور ہو جائے گی۔ اس کے بعد دیکھا کہ اقبال اپنے گھر میں ہے اور بھائی قمرالدین کے گھر میں ہوں اور غلام علی کے کانے کالے کوٹ ٹنگے ہوئے ہیں اور اپنے گھر مجھے کھانے کیلئے بلایا ہے۔ مجھے ایک دروازے سے اندر جانا ہے میں قمرالدین کے گھر میں صرف میں ہی اکیلا بیٹھا ہوں۔ آواز پر آواز آئی ہے اور صرف غلام علی کا کوٹ گر کر پلنگ پر پڑ گیا ہے میں نے رسّی پر رکھ دیا اور اپنے لگا گئے والے گھر آگیا۔ **چوتھی رات**۔ وقت صبح ۶ بجے دیکھا کہ ایک عورت دوسری عورت سے کہہ رہی ہے۔ یہ امام ہے۔ آؤ ہی مجھے زیارت کراؤں زیارت **اَمَامِ مُبِیْن** کی کرے یہ ہے **اِمَامِ مُبِیْن** تو اس نے اس عورت کو میری طرف سے کہا کہ یہ ہے امام مبین۔ آج دو دفعہ ایسا دیکھا اور یہ آیت **فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْن** پڑھ رہا ہوں۔ سب لوگ سن رہے ہیں۔ پھر وقت ظہر ۴ بجے دیکھا کہ ایک مقام پر تین آدمی آئے ہیں۔ ایک تو بادشاہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک وزیر اور ایک ملکہ اور شاید ایک بچہ بھی ہے۔ بادشاہ دبلا پتلا اور لمبے قد کا ہے۔ وزیر کوتاہ قد اور بہت موٹے سر والا ہے۔ ایسے آدمی میں نے آج تک نہیں دیکھے۔ بادشاہ وقت نے ان کو اپنے ملک میں آنے کی اجازت دے دی ہے وہ گھوم رہے ہیں۔ تمام لوگ ان کو دیکھتے پھر رہے ہیں جیسے کوئی نئی چیز سامنے آئی ہو۔ یہ معلوم نہیں کہ وہ کس ملک کے ہیں۔ وہ تینوں کسی سے بات نہیں کرتے صرف گھوم رہے ہیں۔ اس کے بعد میرا پھپھی زاد بھائی آیا ہے جو مر چکا ہے۔ پھر مجھے میری پاکی دوسری عورت نے پکے ہوئے قیمہ کی تھالی دی ہے جو میں نے اگر گھر دکھانی ہے۔ میں نے اپنے پھپھی زاد بھائی سے کہا۔ بتاؤ کس کے گھر میں جوان لڑکی ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میں کیا جانوں بھائی یہ آپ پر انصاف ہے۔ میں نے کہا بے شک میرے دوست پولیس والے بہت ہیں اور مانتے بھی ہیں اور عزت بھی کرتے ہیں بس یہ معلوم ہو جائے کہ لڑکی کس کے گھر مہمان ہے پھر رقعہ لکھانا اور بات کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ چاہے گورنر ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ کے فضل و کرم سے مجھے کچھ ڈر نہیں لگتا۔ پھر روٹیوں کا بھاری ڈھیر لگا ہے جو بھابی وزیر کی ہیں لیکن میرے گھر میں ہیں۔ انہوں نے کھانے کی اجازت دیدی ہے جو میں نے کھانی ہیں۔ روٹیاں گھی والی تھیں جو آدمی آتا ہے سر کے اشارے سے بات کرتا ہے۔ پھر میں نے بادام بھی بے شمار کھائے ہیں۔ (رب اپنا کرم فرما)

پانچویں رات:۔ وقت مشتری شب ۳ بجے دیکھا ہے کہ مجھکو ایک سائیں جی نے بلایا ہے۔ میں جانے لگا ہوں تو راستے میں مائیکل مل گیا ہے۔ ذرا گھوم گھام کر پہنچے تو دیر ہو گئی۔ لیکن سائیں جی نے کچھ نہیں کہا بلکہ خوش ہوئے۔ ان سے مل کر میں گھر واپس آرہا ہوں کہ ایک گلی بہت ہی ڈراؤنی اور خطرناک ہے اس میں بالکل گھپ اندھیرا ہے۔ میں ایک دم گلی میں گھس گیا ہوں۔ اندر جا کر دل پر دہشت طاری ہوئی اور میں بہت ہی ڈرنے لگا۔ میرے ہاتھ میں ماچس ہے جو سلگانے سے سلگتی نہیں بلکہ بکس لوٹ کی ماچس میرے ہاتھ میں رہ گئی ہے تو میں پکار رہا ہوں **یا علی یا علی یا علی** خیبر کو فتح کرنے والے پنجہ علی بہت ہی چیخ پکار کر رہا ہوں اور چلتا بھی جا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ باہر نکل گیا ہوں۔ اور گھر پہنچ کر دیکھا کہ اقبال چارپائی پر بیٹھی ہے بچے سب سوئے ہوئے ہیں۔ فضل الٰہی (بہنوئی) بچوں و اقبال کی حفاظت کے لئے بیٹھا ہے۔ مہ جبیں نے پائنتی پر لیٹا ہے۔ اقبال کہتی ہے کہ اتنی دیر کی تم نے میں نے کہا میں کمانے جاتا ہوں اور وہاں آپ کے سامنے کھاتا ہوں اور اب تو سیٹھ کا خیال ہے کہ میری شادی کر دیں۔ میں نے کہا بھائی جب تو یہ بہت ہی اچھے آدمی ہیں مگر ہیں یہ کون سے۔ کہا آپ نہیں جانتے ان کا نام رام لعل شاہ ہے۔ میں نے کہا کون سے وہ جو ویدیہ تھے آج کل تو سا ہو کار ہیں پہلے تو بچاروں کے پاس کھانے کو بھی نہیں تھا۔ اب ان کی یہ حالت ہے۔ میں نے مزید کہا آدمی تو بہت ہی نرم دل معلوم ہوتے ہیں۔ اس نے کہا جی نہیں۔ اگر آپ کو روپے ابھی دینے تو جیب خط۔ میں نے کہا مجھ کو تو عزت کے ساتھ بلایا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ جی! بہت ہی سخت دل کے ہیں دیکھئے گا۔ آپ کو ابھی روپے نہیں دیں گے۔ اتنے میں رام پیارا اور ایک لڑکا اس کے ساتھ آیا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ جی آپ کے لئے شاہ جی کا یہ کہنا ہے کہ روپیہ ابھی کیش نہیں ہے لہٰذا تین کشت (قسط) کر کے لے لیجئے۔ میں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ میں ادھر قسط ہی لیتا پھروں تو دو لفافے گلابی رنگ کے بند ہوئے

ہاں ضرور۔ ورنہ سوڑے اس کو پکڑ لیں گے۔ صبح تیاری ہے سیوں لینے کی۔ اتنے میں کام ہو رہا ہے تو ہر ایک بڑھا سکھ ہے۔ وہ مجھ سے کہتا ہے۔ ماسٹر جی آپ ہنس رہے تھے اس لئے کہ اس کے حرف کو آپ نے سن لیا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ ہم کو اکٹھا کر کے کام نہ لیجئے۔ ہم کو الگ الگ کر کے کام لیجئے۔ وہ بولے کہ ہاں ورنہ آپ پھر ہنس پڑیں گے۔ جب اس کی شکل دیکھیں گے۔ اتنے میں ایک ہندو آیا۔ وہ سب کو کھجوریں دیتا پھر رہا ہے اور چھوٹی چھوٹی تھیلیاں اس نے بھری ہیں۔ مجھے اور اقبال کو جنگل میں کھجوریں لا کر دی ہیں۔ اقبال مجھ سے بولتی ہے کہ نہ لینا۔ کیونکہ ہمارے پاس سب ہیں۔ میں نے کہا کہ نہیں! لے لینی چاہئیں۔ میں نے دو تھیلیاں کھجور کی لے لی ہیں۔ اور اقبال کے ہاتھ میں دے دی ہیں اور اس ہندو سے کہا ہے کہ میرا تو روزہ ہے۔ پھر میں نے اقبال سے کہا۔ کسی کا دل نہیں توڑنا چاہئے۔ پھر دیکھا کہ ایک نل سے دو عورتیں پانی بھر لے گئی ہیں اور آپس میں باتیں کر رہی ہیں کہ تیرے تو بڑھے میں درد ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے اقبال سے کہا کہ اگر تیرے گھر میں لڑکا ہو گیا تو پھر؟ کیونکہ تو نے تو روزہ رکھا ہے۔ تو کیا کرے گی۔ اقبال بولی اس کو پھینکیں گے یہ تھیلی سی۔ اتنے میں ایک آدمی آکر مجھ سے کہتا ہے کہ ہمارے آدمی تو اٹھارہ اٹھارہ برس تلے سارنگیاں بجاتے رہے اور خوب ریاض کرتے ہیں اور جب ماں نے ۲۹ برس میں اونہلا بھر دیا۔ وہ بادشاہ ہو گیا۔ میں نے کہا اچھا اونہلے۔ وہ جو تالاں تالاں نے۔ ہماری طرف اونہلہ ماں ہی بھرائی ہے اور وہ بادشاہ ہو جاتا ہے (رحم کر میرے اللہ)

قیصری دوا۔ وقت زحل ۱۰ بجے دیکھا کہ میں دوائی کی بہت تعریف کر رہا ہوں۔ ایک صاحب مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ میں ان کے سامنے ایک بیمار کو جھلانے لگا ہوں یہ کہہ کر کہ دیکھئے اس کی تعریف اور خوبی۔ اس کے بعد میرے اللہ نے مجھے علم دیا ہے۔ تو شیر محمد کہتا ہے کہ شاید اس سے معاف ہو جاتا ہے۔ پھر وقت زحل دیکھا کہ میں کمپنی میں کام کر رہا ہوں اور اسٹیج پر آسا کا گانا ہے۔ گلکار کہتا ہے۔ زرا خوب گانا میں نے کہا۔ اجی پنڈت جی ہم کیا گائیں گے آخر میں ڈریس بہن کر اسٹیج پر گانے کیلئے آگیا ہوں اور گانا شروع ہو چکا ہے۔ پنڈت جی ہنسے اور مذاقاً کہا۔ ارے بھائی ایسا نہیں گانا تھا۔ تم بے سرے ہو گئے۔ میں نے کہا صاحب آپ ہی نے تو کہا تھا کہ آسا کا گانا۔ میں گانے لگا تو آپ ہنسنے ہیں۔ اچھا صاحب خوش رہیے۔ اس کے بعد گنگا پرشاد ہیں۔ میرے پاس دوائی ہے۔ وہ مجھ سے مانگتا ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں۔ یہ دوائی تو میں اقبال کو دوں گا۔ کیوں کہ اس کو گلابی رنگ کی اسٹی ہوئی ہے۔ کیا یہ اچھا نہیں کہ وہ کھالے۔ اور اس کا مرض اچھا ہو جاتے۔ پھر وقت عطارد ۲ بجے دیکھا میں ایک سرسبز جگہ پر کھڑا ہوں اور دریا کا کنارہ ہے۔ پانی خوب زور زور سے بہہ رہا ہے مجھے باہر نکلنے کا کہیں راستہ نہیں ملتا۔ لنگوٹ میں نے کسی ہوئی ہے۔ میں یہ کہتا ہوا کہ اللہ کی مرضی ہو گی تو بچا لے گا۔ ورنہ نہیں یا یکلی کہہ کر دریا میں کود گیا۔ دیکھا کہ ایکدم پانی سب کا سب خشک ہو گیا اور میں کنارے پر کچھ اور بڑھے ہوئے لیٹا ہوں۔ پھر اقبال کو میں نے گھر روانہ کیا ہے۔ بعد میں میں بھی گیا ہوں۔ وہاں دیکھا کہ ایک ہی چلی ہے۔ اقبال وہاں بھی بیمار ہے۔ بھابی دزیر مجھ سے کہتی ہیں۔ بھابی جی اقبال کو بیماری تو کوئی نہیں ہے۔ صرف کمزوری ہے اور دیسی کمزوری آپ کو بھی ہے۔ یہ بھابی آئی ملنے کیلئے اور کہہ گئی ہے کہ ماسٹر کمزور ہو گیا ہے۔ بھابی کہتی ہے کہ ذرا بلا جاویں گے ہم گراموفون بجائیں گے اور اقبال کو بھی سنائیں گے۔ میں نے کہا ہم تو وہاں ہی اچھے تھے کہ جو چیز مانگتے تھے مل جاتی تھی کیوں کہ لوگوں کو ہم پر اعتبار تھا۔ اب کیا کریں گے بھابی نے بلا جانا مانگا۔ میں نے کہا ہاں ضرور لے جاؤ۔ بلا جاتو وہاں بھی تھا اور یہاں بھی ہے اور شام ہو گئی ہے۔ بجلی بتی میں بھی ہے اور یہاں بھی ہے۔ وہاں بھی ایک بتی جلتی تھی اور یہاں بھی ایک بتی جل رہی ہے۔ مکان سفیدی والا فرد ہے مگر مفلسی حد درجے کی ہے جس سے ہم ڈر رہے ہیں۔ پھر میں نماز پڑھ رہا ہوں اور میرے بڑے بھائی محمد میرے پاس بیٹھے ہیں۔ جب چوتھی رکعت کے سجدے میں گیا ہوں تو بائیں ہاتھ کی دیوار کے ساتھ حقہ جو رکھا تھا اس پر گر پڑا۔ اور اس کا پانی بہنے لگا۔ میں نے بھائی سے اشارے سے کہا کہ حقہ روک لے۔ تو میں چوتھا سجدہ کرلوں مگر اس نے کچھ نہیں کیا۔ تو میں وہ پانی دکھاتے ہوئے کہتا ہوں دیکھا اندھے دیکھا۔ آخر میں نے اپنے ہاتھوں پر چوتھا سجدہ کیا۔ پھر وقت زحل ۱۰ بجے دیکھا کہ میں اپنے گھر گیا ہوں۔ تو آگے جس فال پنڈت ملا ہے اس نے اپنی بیماری کی حقیقت سنائی۔ ماسٹر جی میں بہت ہی محنت تیار ہوں۔ میں نے کہا کیسے۔ اس نے کہا مثلاً پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ بخار چڑھا رہتا ہے۔ بھوک نہیں لگتی۔ میں نے کہا اچھا اور یہ بھی کہا کہ مبارک ہو مجھے علی بخش کی کانیاں مبارک ہو۔ تو وہ کہتا ہے کہ خیر مبارک ہو۔ پھر میں نے کہا وہ دوائی میرے پاس ہے۔ میرے اللہ نے مجھے دی ہے اور جب میں بابوس ہو گیا تھا تو اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر پکارا تھا تو اس نے یہ چیز مجھے انعام میں دی ہے میں نے کہا یہاں نہیں۔ وہ بولا کیوں؟ میں نے کہا اس لئے کہ آگے تم جب چاہتے تھے تو دوا نے ایک بوری یا دو بوری دے دیا کرتے

گیارھویں رات ۔ وقت ۲ بجے رات دیکھا کہ میں منشی شمش سے کہہ رہا ہوں کہ میرے لئے اسٹوری میں ذرا بہتری کر لیجیے۔ انہوں نے کہا ابھی لو اور اسٹوری اٹھا کر میری بہتری لکھ دی۔ پھر چندہ اور بھابی وزیر آئی ہیں اور منشی شمش سے کہا کہ آپ نے اسٹوری میں یہ اچھائی کیوں بڑھائی۔ منشی شمش نے کہا میری مرضی۔ میری اسٹوری ہے۔ میرا حق ہے میں جو چاہوں وہ لکھوں کسی کو بولنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ میں سنڈاس جانے کی فکر میں ہوں، پھر چندہ کا سر بھابی زیر دبا رہی ہیں۔ مگر مجھ سے بولتی نہیں ہے۔ میں نے کہا بھابی آج ہی جی بخش گئے ہیں تو تم بولتی بھی نہیں ہو۔ آخر ہوا کیا ہے۔ میں نے پیار سے بھابی کا سر دبانا شروع کر دیا۔ پھر بھی وہ بولتی نہیں ہیں۔ بلکہ اور رونا شروع کر دیا۔ میں نے کہا کسی نے آپ کو کچھ کہا ہے۔ انہوں نے سر کے اشارے سے کہا۔ نہیں۔ میں نے کہا آخر بولو تو سہی۔ پھر وقت قریب صبح ۵ بجے دیکھا کہ میں اقبال کے ساتھ احمد آباد گیا ہوں چونکہ وزٹنگ کارڈ سب کمپنی والوں کے پاس آئے تھے جب ہم وہاں پہنچے تو ہمیں رہنے کے لئے سپیشل کمرہ ملا۔ بلڈنگ بالکل نئی اور بہت ہی خوبصورت ہے جس کا بہورت آج ہی ہوا ہے۔ کھانا کھا کر میں نے "شکریہ" ادا کیا۔ سیٹھ مانک لال نے کہا مجھے معلوم تھا کہ آپ آئیں گے۔ جاتے وقت دربان کو معلوم نہ تھا اس لئے جاتے ہی دربان نے جانے کا راستہ بتلایا تھا۔ پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں کھڑے کھڑے کچھ دعائیں دے رہا ہوں۔ اور دعائیں بھی دے رہا ہوں کہ خدا ہمارے مالک کو زندہ سلامت رکھے۔ پھر میں نے سیٹھ سے جانے کی اجازت چاہی۔ کہا اچھا جاؤ۔ اور سیٹھ شلغم اور کئی قسم کی ترکاریوں کو دھو دھو کر برتن میں رکھنے لگے۔ میں جاتے جاتے رک گیا۔ ایک آدمی نے مجھ سے کہا ہاں تم بھی تو اپنے مالک سے مہورتی مانگو۔ میں نے کہا سیٹھ آج تو ضرور آپ بہونی کر ایئے تو وہ ہنس دیئے۔ پھر میں نے کہا۔ مجھے آپ کی کمپنی میں سے کام چھوڑے ہوئے عرصہ ہوا۔ لیکن بہونی تو مجھے آپ سے ہی کرنی ہے۔ حضور آپ میرے مالک ہیں۔ یہ سن کر سیٹھ نے کچھ زیور، دو پیسے، دو مہریں اور سب رنگ کی مٹھائیاں تھالی میں رکھ کر مجھے دی ہیں۔ پھر میں نے کہا سیٹھ جی مجھے سردی لگتی ہے۔ کوئی کپڑا دیجئے۔ سامنے ایک کمیس پرانا دھلا ہوا پڑا ہے۔ میں نے کہا اس کو اوڑھ لوں۔ کہا ہاں۔ میں نے سیٹھ کو بہت دعائیں دی ہیں کہ خدا میرے مالک کو سلامت رکھے۔ پھر ہم چلنے لگے دیکھا کہ ہندو مسلمانوں کی لڑائی ہو رہی ہے۔ میں ڈرتا ہوا بہت تیزی سے آرہا ہوں۔ راستے میں عورتیں ڈھولک لئے ہوئے پھر رہی ہیں اور مانگ رہی ہیں۔ ہندو مسلمان کے گانے بن گئے ہیں۔ عورتیں ایک دوسرے کو سکھا رہی ہیں۔ سویاں نہ پکانا، نہ پکانا ہندو مسلمان۔ میں راستہ کاٹ کر گھر پہنچا ہوں۔ مگر مجھے گھر میں اندر جانے کا راستہ نہیں مل رہا ہے۔ ۱۲ ویں رات ۔ وقت عطارد صبح ۴ بجے دیکھا کہ ایک جگہ ایک مچھلی نے انٹھنیاں چونیاں، درد دانیاں دبا رکھی ہیں۔ وہاں پیشاب کرنے گیا ہوں تو اندر سے انٹھنیاں چونیاں دونیاں نکل آئی ہیں اور میں اٹھاتا جا رہا ہوں۔ پھر ایک توپ پڑی ہوئی دیکھی۔ پھر ایک عورت مجھ سے کہہ رہی ہے۔ تم نے محبوب عالم کو نہیں دیکھا ہے۔ وہ تو پتلا سا آدمی ہے لیکن ہے کام کرنے والا۔ یہ عورت بھیرہ کی ایک بی بی ہے اور وقت ان کا بہت ہی اچھا ہے۔ پھر وقت قمر ۵ بجے صبح دیکھا کہ اقبال مجھے اپنا خواب سنا رہی ہے کہ میں نے چیل اور مردہ دیکھا ہے اب میں مر جاؤں گی اور مجھے بار بار یہ دکھایا گیا ہے کہ میں مر گئی ہوں۔ میں اس کو خواب کی تعبیر دے رہا ہوں کہ تم مروگی نہیں۔ اگر اس کے معنے سمجھے ہیں بلکہ یہ چیل اور مردہ الٹا سمجھو اور اشارہ ہے کہ تم زندہ رہو گی۔ اور بیچ میں گوشت کا بھی اشارہ ہے۔ پھر وقت عطارد ۱۱ بجے دن دیکھا کہ میں روٹی اور پاپڑ کھا رہا ہوں۔ پھر پڑھا دو نحال میں بوھا مند والی گدی پر سیٹھ گیا ہوں کہ ایک سادھو سفید کپڑے پہنے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ روٹی کے لئے برتن لاؤ اور کھانا کھا لو تو میرے پاس ایک گدڑی ہے اس میں میری ایک تسبیح پڑی ہے۔ میں نے بھی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور تہمد باندھے ہوا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں ابھی تو یہ لوگ مجھے مسافر سمجھ کر روٹی دے رہے ہیں۔ لیکن رات کو تو مجھے تسبیح درود شریف کی پڑھنی ہے۔ میں نے کہا تم سندر پوجا کرنا اور میں اکیلا مسلمان تسبیح پڑھوں گا۔ پھر ایک بڑا سا دھو آیا اور کہا کہ برتن نکالو۔ پہلے والے سادھو نے کچے چنے کی دال گدڑی میں ڈالی تھی اور اس بڑے سادھو نے پکی ہوئی دال اور بہت سی روٹیاں مجھے دیں۔ اور میں نے لیکر رکھ لیں۔ پھر میں ماش کی دھلی ہوئی دال کھا رہا ہوں اور دل میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ تو وہی جگہ ہے جہاں ہم بچپن میں آتے تھے اور جوگی کرتے تھے روٹی وغیرہ بھی لے جاتے تھے۔ پھر وقت شمش ۱۱ بجے دن دیکھا کہ جو کچھ مجھے ملنا تھا وہ سب میرے اللہ نے مجھے دیدیا ہے اور ایسا دیا ہے کہ بیچ میں کمی نہیں رکھی ہے (شکر ہے اس رب کا کہ جس نے کل جہانوں کو پیدا کیا اور مجھے نوازا)

رام پیارے نے میرے ہاتھ میں دے دیئے۔ میں نے رام پیارے سے کہا کہ میں تو ایکدم اپنا روپیہ لوں گا۔ اس نے کہا کہ تم کو ایک کا آٹھ ہزار تو ملا ہے۔ بہت سخت دل ہیں آپ۔ وہ پورا کبھی نہ دیں گے۔ میں نے کہا اچھا واپس جاتا ہوں مجھے جن سے لینا ہے میں ان سے کہوں گا کہ بھائی روپے مجھ کو فوراً ایکدم دو۔ تو وہ دونوں آگے آگے چلے جاتے ہیں۔ مجھ کو خیال آیا کہ رام پیارے سے پوچھنا تھا آخر اس نے جواب میں کیا کہا ہے اب جو لفافے پر نظر پڑی تو سیٹھ نے لفافے کے اوپر لکھا ہے۔ میں آپ کو اسٹوڈی میں بھی کام اچھے سے اچھا دوں گا اور میوزک ڈائریکشن بھی۔ اور جو کام مجھے کرنا ہوگا میں تم سے پوچھ کے کروں گا۔ یہ پڑھ کر میں نے آواز دی۔ رام پیارا! ادھر آ۔ اس نے کہا اوپر آیئے، میں نے کہا نہیں۔ اب میں جاؤں گا۔ پھر میں مکان کو دیکھنے لگا کہ کچھ عجیب روشن ہے۔ اندر کوئی چیز چمک رہی ہے اور کتنے ہی سوانگ تیار کھڑے ہیں مجھے بلایا مگر میں نہیں گیا۔ پھر میں چلا تو گاؤں کے باہر ہیں اور ساتھ بھاگا بھی ہے وہ لوگ میلے کپڑے پہنے ہوئے زمین پر سوئے ہوئے ہیں اور میں اعلیٰ قسم کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ سر پر چھپا ہوا باریک خانہ بندھا ہوا ہے۔ دار شو بھی لپٹا ہوا ہے۔ مجھ کو سب دیکھ رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں۔ بھائی یہ تو یہاں بھی بہت عزت میں ہے۔ پھر آگے چلا تو ایک مندر آیا۔ میں نے اس سے کہا کہ کچھ چمک تو وہی نہیں جو کہ سر چلے کے پاس ہے۔ وہ مجھ سے ایک دم لڑ پڑا۔ پھر اور آگے چلا تو ایک مندر آیا۔ میں نے وہاں پوچھا کہ کدھر سے جاؤں۔ ایک بھگت نے کہا ادھر سے۔ پھر دیکھا کہ ایک آدمی کچھ لٹھ نہیں گا رہا ہے اتنے میں تاجہ خوب زور میں گایا ہے بول یہ ہتھے ہوشیار ہو پیارے کاہے غفلت مند سویا ہے۔ میں نے ان سب کو سمجھایا کہ تم ہم تو بھائی بھائی ہیں۔ سب نے میری تائید کی اور میں یہی گاتا جا رہا ہوں۔ دونوں لفافے میرے پاس ہیں اور بھیڑ پیچھے گیا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں کہ چلو جی روپے کے بدلے جگہ تو دیکھ لی۔ پھر وقت مشتری ۶ بجے دیکھا کہ اقبال نے ایک آدمی کے لئے مجھ سے دوائی لی ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ ضرور انشاء اللہ تعالیٰ اچھا ہو جائے گا۔ ذرا دو تین گھنٹے ٹھیرو کے دوائی دینا۔ وہ کہتی ہے۔ نہیں میں تو ابھی دوں گی۔ پھر دس بجے عطارد و قمر دیکھا کہ مجھے اور ڈیسا کو ایک آدمی سے روپے لینے ہیں۔ اس آدمی کے ہاتھ میں نوٹ ہیں۔ ڈیسے نے اس کا بھجا کیا ہے۔ وہ آدمی بہت ہی اونچی منزل پر چڑھ گیا ہے۔ ڈیسا بھی اوپر چڑھ گیا تو اس نے وہ نوٹ ایک کاغذ میں لپیٹ کر میری طرف پھینک دیئے جو میں نے اٹھا لئے۔ پھر وہ میری طرف بھاگ آیا۔ بھائی وزیر بھی آ میں ہیں نے سوچا کہ بھاگ جاؤں۔ پھر خیال آیا۔ کیوں بھاگوں بھائی بولیں۔ بھیا ذرا روپے تو دکھاؤ۔ میں نے کہا کیا دیکھنا۔ ڈیسے ہی نوٹ ہیں۔ جیسے لال سفید ہوتے ہیں اور ڈیسا تو پھر پاس آیا نہیں۔ پھر جتی بخش نے کہا۔ ہمارے یہاں چلو کے گا، کھا لینا۔ جب وہ پک گیا تو میں نے بھائی سے کہا۔ بھائی مجھ کو بھی دینا۔ وہ بولیں بھیا جی یہ تو حلوہ ہے۔ بتاؤں حلوا کھاؤ۔ پھر میں نے جتی بخش سے کہا کہ تم کلکتہ جا رہے ہو وہاں سپاہی بن کر رہنا۔ فضول نہ پھرنا۔ پھر وقت مریخ دیکھا کہ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ یہ کیجئے کیونکہ جو کچھ آپ نے مانگا ہے وہ ہم نے دے دیا ہے۔ پھر کوئی قسم کھا رہا ہوں۔

دسویں رات: وقت شمس صبح ۵ بجے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ معجزے دکھا رہے ہیں اور بہت آدمی دیکھ رہے ہیں۔ پھر وقت زہرہ ۶ بجے ایک خان صاحب سروج کمپنی میں گانا گا رہے ہیں۔ وہاں بھائی وزیر بھی ہیں۔ میں بھائی سے کہہ رہا ہوں کہ دیکھو بھائی اتنے بڑے خان صاحب ہو کر کچھ نہیں گا رہے ہیں۔ تو وہ لوگ میرے دشمن ہو گئے ہیں۔ پھر ایک آدمی کی ضرورت پڑ گئی ہے تو میں نظر کو جا کر نوکر رکھ آیا ہوں۔ لوگ میرے سخت دشمن ہو گئے ہیں۔ پھر اللہ دین گانے سنانے آیا ہے دربار میں۔ اس کے گلے میں سفید کرتہ ہے اور تہمد پہنے ہے۔ سر پر بہت بڑی پگڑی ہے۔ وہ مالک کو کہہ رہا ہے میں ایسا ایسا داؤں گایا ہوں کہ میں جیت گیا ہوں۔ پھر دربار برخاست ہوا تو مالی میری تاگ میں ہے۔ جب سب لوگ چلے گئے تو میرے مارنے کیلئے وہ بھاگا۔ میں دوڑا لیکن وہ پہنچ گیا ہے اور ایک کپڑے سے مجھے مارا ہے اور کہتا ہے تو کہاں جاتا ہے۔ میں نے کہا رے مالی میں بے گناہ ہوں۔ بے گناہ! تو بے وقت کو لایا ہے۔ اتنے میں سامنے سے رام پیارے اور ایک سپاہی مجھے بچانے کے لئے دوڑے ہوئے آئے اور سامنے ایک پہاڑ ہے اس میں سے ہزاروں آدمی دوڑے آ رہے ہیں مجھے مارنے کیلئے۔ جب میں بہت ہی مجبور ہو گیا تو میں نے کہا کہاں ہے اللہ کی طاقت۔ کہاں ہے اللہ کی طاقت کہاں ہے اللہ کی طاقت۔ تم سب وہیں گر پڑو جاؤ تو جتنے میرے دشمن تھے سب اپنی اپنی جگہوں پر گر پڑے گئے۔ پھر وقت مشتری ۵ بجے دیکھا کہ ایسا بند و بست ہوا ہے کہ جو کام نہیں ہو سکتا ہو۔ وہ بھی اللہ کے حکم سے ہو جاتا ہے اور میں اس خدمت پہ لگا ہوں (رحم کر میرے اللہ)۔

میں نے کہا۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ میں قدر کرتا ہوں یا نہیں۔ میں تو صدقے اور قربان ہوا جاتا ہوں۔ تو وہ یہ بات اپنی ماں کو کہتی ہے کہ تم دریا پر پڑھ رہے ہو یا کسی راستے پر۔ میں نے کہا۔ میں رستے پر پڑھتا ہوں۔ بہت سی بلائیں تھیں جو بھاگ گئیں اور حملہ نہیں کر سکیں میں ڈنڈا بجاتا جاتا ہوں اور دہی پڑھتا جاتا ہوں۔

تیرھویں رات:۔ وقت سطارد صبح ۵ بجے دیکھا کہ کوئی مالک کمپنی میرے پاس آیا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک آپ کی طرزیں نہ ہوں گی میری کمپنی اچھی نہیں ہو سکتی۔ میں انکار کر رہا ہوں مگر میری کمپنی مصر ہے اور اس نے میرا ہار مونیم بجا اٹھا کر اپنی کمپنی کو روانہ کیا ہے۔ پھر میں کمپنی گیا ہوں۔ میرا لباس بالکل سفید ہے۔ سر پر بھی سفید ہی عمامہ ہے۔ وہاں کل سازندے بیٹھے ہیں۔ مالک کمپنی نے سب چارج یعنی پورا مجھے حکم دیا ہے۔ سازندوں نے پوچھا۔ ماسٹر جی آپ کہاں! آپ کہاں! میں نے کہا بس یہاں۔ وہ ایک دوسرے کو کہہ رہے ہیں کہ ماسٹر صاحب تو طرزیں دینے کیلئے یہاں میوزک ڈائرکٹر ہو کر آئے ہیں۔ پھر وقت زوال ۲ بجے دیکھا کہ شہید دیکھ رہی کہ کئی نوٹیں عیسائی ہو رہی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ راز ہے۔ کسی کو نہیں بتانا۔ اس سے زیادہ انشاء اللہ مسلمان ہوں گے کیوں کہ شہید تو میرے ہی ہاتھ میں ہے۔ (رحم کر رحم کر۔ تفضل کر)

چودھویں رات:۔ دیکھا کہ میں آدمی لوگوں کو کچھ کر کے بتا رہا ہوں۔ پھر وقت مشتری دن کو دیکھا کہ ایک اونٹ ہے میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں۔ اس لئے تو اللہ نے اونٹ دکھایا ہے یہی تو اس کی حد ہے۔ پھر وقت دو بجے دن دیکھا ڈنڈوت کالری کا پہاڑ ہے۔ میں چڑھنا چاہتا ہوں لیکن وہ بہت ہی اونچا ہے کہ دیکھنے سے الامان گھبرائے۔ میں نے جلاب بھی لیا ہوا ہے کوشش میں ہوں کہ میں اوپر جاؤں۔ میرے لنگوٹ بندھا ہوا ہے۔ باقی کپڑے میرے پاس ہیں۔ اس پہاڑ کے کنارے کنارے ایک لوہے کی سلاخ لگی ہوئی ہے۔ میں گو دمیں لڑکی کو لئے ہوئے سلاخ پکڑ کر اوپر چڑھ گیا ہوں۔ اور اپنے کپڑے جو سفید ہیں پہن رہا ہوں تو پاس ہی ایک بیمار ہے اس کو کوئی سمجھا رہا ہے۔ کسی آدمی کو دیکھو اور ان سے دوائی پوچھو۔ انہوں نے نام بھی لیا ہے جو یاد نہیں۔ کہا کہ صرف یہ جلاب خون کرنے کیلئے ہے۔ اور دیکھو ہمیں اس کو کہتے ہیں کہ یہ بھی بغیر مدد کے یہاں پہونچ گئے۔ پھر دیکھا کہ سرراج کمپنی کا کنٹریکٹر ہے میں وہاں سے نکلا ہوں تو ایک آدمی آیا ہے۔ وہ مجھ سے پوچھ رہا ہے۔ صاحب آپ کے ہاں کون سا کھیل نکل رہا ہے اور کون نکال رہا ہے۔ میں نے کہا کھیل تو بھارت نکل رہا ہے اور نکال عبدالرحمٰن صاحب رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے آپ کو کیا پارٹ دیا۔ میں نے کہا پارٹ کے لئے تو مدت سے وعدہ کر رکھا ہے مگر پارٹ ابھی کوئی دیا نہیں ہے۔ وہ بولا آپ کو دریودھن کا پارٹ دینے کیلئے انہوں نے کہا تھا۔ میں نے کہا۔ نہیں جی! دریودھن کا پارٹ تو خود عبدالرحمٰن خود کر رہے ہیں۔ وہ بولا کہ پھر تو ان کو چاہیئے کہ آپ کو کرشن کا پارٹ دے۔ کیونکہ کرشن کا پارٹ ادا کرنے والا آپ سے بہتر ان کو کوئی نہیں ملے گا۔ آپ مجھے جانتے ہیں کہ میں منشی حشر کارشتہ دار ہوں۔ میں نے کہا۔ میں جانتا ہوں آپ کبھی کبھی کمپنی میں آتے ہیں۔ وہ مزید بولا میں بھی کام کے لئے آتا ہوں۔ دیکھئے دیتے ہیں یا نہیں۔ پھر دیکھا کہ دھوبی کپڑے لایا ہے اور اقبال دھوبی سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ یہ کپڑا اچھا دھویا۔ وہ کہتا ہے جی ہاں وہ اچھا دھویا۔ اور کہہ رہی ہے۔ اچھا ہوا نا کہ ماسٹر جی کے سامنے میں نے ہنس ہنس کر باتیں کیں تاکہ پھر پرانے مانے۔ پھر وقت عطارد دوپہر دیکھا کہ میں اگالمی میں ہوں۔ بھابی سر دھو کر سفید کپڑے پہنے ہوئے آئی ہیں۔ اور کہتی ہیں کہ بھائی میں تو بات کرنے اور منانے آئی ہوں۔ اتنے میں بیگاں آئی اور بھابی نے شاید مجھ سے کہا ہے کہ ہم نے جانا کوئی نہیں ہے یا جا کر ہم فوراً آجائیں گے اور پیار بھی کیا۔ پھر میں معہ بال بچوں کے تانگے میں بیٹھا ہوں۔ کوچوان بہت تنگ گلی سے نکلنا چاہتا ہے میں نے کہا۔ تانگے والے تو کبھی کھلی گلی سے نہیں لے گیا ہے۔ خیر باتوں باتوں میں تانگہ نکل گیا ہے۔ جب باہر مشرق کی طرف تانگہ سے ہم اترے تو ایک کمپنی نئی بنی ہے اس کا مالک میرا واقف ہے جس کا نام لکھا ہے اور میرے پاس پھیلے ہوئے گیہوں اور دوسری چیزیں بھی ہیں۔ سیٹھ نے مجھے دیکھتے ہی آواز دی۔ سامنے کی منزل پر دو بھائی رہتے ہیں وہ بھی مجھے بلا رہے ہیں میں تھوڑی دیر کر کے پھر اپنے گھر کی طرف دیکھتا ہوں۔ وہ دونوں بھائی بولتے ہیں۔ آج تو آپ گھر میں نہ بیٹھے میں نے پوچھا خان صاحب کیا حال ہے۔ بولے آج تو کمپنی میں آپ کے نام کا بہت ہی چرچا تھا۔ اور آواز پر آواز تھی کہ ماسٹر علی بخش کہاں ہیں۔ وہ دونوں اس بات سے بہت خوش نظر آرہے تھے اور میں نے ان کو دعائیں دیں۔

پندرھویں رات:۔ وقت شمس لہجے صبح دیکھا کہ بھابی رو رہی ہیں کہ نثار کا باپ نہیں۔ اس لئے بھائی آپ آجاؤ اور نثار کو

ایک بھائی نے کہا یہ پرائیویٹ کمرہ ہے۔ وہاں اقبال بیحد رو رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے۔ تم اتنی دیر لگا کر آئے ہو۔ دیکھا تو چھوٹی لڑکی کی آنکھیں بدل گئی ہیں اور خورشید اٹھائے ہوئے ہے۔ وہ مرنے والی ہے اس نے تھوکنے کو دیا۔ تھوکنے کی زمین پر پھینک دیا۔ میں نے کچھ گھبراؤ نہیں۔ اس کو سردی ہو گئی ہے۔ میں نے سنبھال رکھ کر فوراً اس کو گود میں لے لیا۔ وہ کہتی ہے۔ کاکی، نانی، چاچی کدھر ہیں۔ میں نے اسے پیار کیا تو وہ بالکل اکڑ گئی ہے۔ پھر میں نے پڑھ کر پھونکا تو وہ اچھی ہو گئی ہے۔ پھر وقت ظہر شام ۵ بجے دیکھا کہ پیر غلام جیلانی آئے ہیں۔ کچھ باتیں کرنے کرتے کہتے ہیں کہ کھانا لاؤ۔ میں لایا تو وہ کھانے لگ گئے اور ایک ٹکڑا رکھ کر کہتے ہیں لو یہ تمہارے مردے کو اچھا ہے۔ کھلا نا رحم کر میرے اللہ)

بارھویں رات:۔ وقت مشتری ۱۲ بجے دیکھتا ہوں کہ اللہ نے مجھ پر نعمتیں پوری کی ہیں۔ پھر میرے شہر میں پانی بے حد آیا ہے جس کی وجہ سے مکان بہنے لگے ہیں۔ میں وہاں سے نکل کر میاں فقیر بخش کو اپنے ساتھ کام پر لے گیا ہوں۔ جو تنخواہ انہوں نے مجھ سے مانگی۔ میں رضامند ہوا۔ جب ہم بھٹہ پہنچے تو وہ بگڑ گئے اور چل دیئے۔ پھر انہوں نے اپنی عورت کو بلانے کیلئے بھیجا۔ میں نے کہا جھگڑے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جتنے روپے آپ کے نکلیں دے لو۔ انہوں نے جو حساب کیا۔ میں نے بیان کر دیا۔ پھر تبھی وہ کہتے ہیں کہ میرا ابھی روپیہ نکلتا ہے۔ میں نے ان کی داڑھی کو چھوتے ہوئے کہا، میں تو آپ کا بچہ ہوں۔ فساد نہ کرائیے۔ چلئے میں آپ کو پہنچا آتا ہوں۔ پھر وہ راضی ہو گئے ہیں۔ پھر میں انک لال کے پاس گیا ہوں تو وہ خود قلم لے رہے ہیں۔ گوردھن داس کیمرہ مین ہے۔ جب میں قریب گیا تو سب لوگوں کو روٹی کھانے کی چھٹی ملی ہے۔ مجھ کو بھی بیٹھنے کھانا کھانے کی اجازت دے دی ہے لنگر نے سب کو روٹی دی مگر مجھے نہیں دی۔ اور کہا کہ آٹا گوندھا پڑا ہے۔ میں نے دوسری طرف جو آ کر دیکھا تو جمعہ بھائی آئے ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ نوکری کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا، جی ہاں پھر میں نے پوچھا آپ نے کھانا کھایا ہے یا نہیں۔ کہا جی نہیں۔ میں نے ان سے کہا، میں کھانا لیتے جاتا ہوں۔ وہاں پہنچا تو لنگری نے غصے سے کہا، ابھی پکے گا کھا لینا۔ حالانکہ وہ خود مار رہا ہے اور دوسرے لوگ بھی کھا رہے ہیں۔ میں نے کہا مجھے حلوہ بھی پڑا ہے اور روٹی بھی ہے۔ آپ لوگ خود تو کھا رہے ہیں اور میں ۳ بجے سے بھوکا ہوں۔ میری کوئی فریاد ہی نہیں۔ میرے لئے تو سیٹھ کا حکم ہے۔ اگر میں نے سیٹھ سے جا کر یوں دیا تو تمہاری خیر نہیں رہے گی۔ اس نے جلدی سے بڑے دیگچے میں سے حلوا اور ایک روٹی دی۔ میں نے کہا صاحب ایک دوسرا آدمی بھی ہے اس کے لئے بھی دیجئے۔ اتنے میں میرے پیچھے بہت سے لوگ چاقو لے کر کھڑے ہو گئے کہ اس کو مار دیں۔ مگر ایک سپاہی مجھے بچانے کیلئے میرے پیچھے کھڑا ہے۔ اور ان لوگوں سے چاقو چھین رہا ہے اور لنگری نے مجھے ڈھیر سا حلوہ اور ایک روٹی پھر بھی دی ہے۔ میں ایک ہاتھ سے ان کے چاقو بند کرتا جاتا ہوں۔ ایک آدمی کے پاس بہت سے چاقو ہیں باہر جو نگاہ کی۔ پانی خوب ہی زور کا آیا ہے۔ میں گھر جانے کے ارادے سے چل پڑا لوگ میرے پیچھے پیچھے آتے میں بھاگا تو وہ بھی میرے پیچھے پیچھے بھاگے۔ میں چلایا کہ ارے مجھے کوئی بچاؤ۔ اور میں ایک گلی میں گھسا۔ پھر میرے پیچھے ایک لگا تھا۔ گلی میں آتے ہی اس کو میں نے گرا دیا ہے۔ اس کے پاس جتنے چاقو تھے وہ سب میں نے اڑا دیئے اور میرے ہاتھ میں ایک بہت تیز چھری تھی وہ میں نے پھینک دی۔ تو وہ اٹھا اور بولا کہ پرماتما تیرا بھلا کرے کہ تو نے مجھے امن دیا۔ ورنہ تو تو مجھے مار سکتا تھا۔ پرماتما تیرا بھلا کرے کہ تو نے مجھے امن دیا۔ ورنہ تو تو مجھے مار سکتا تھا۔ کہتا ہوا باہر نکلا۔ میں بھی نکلا تو کوئی کہتا ہے کہ وہ دیکھو سید فضل حسین بھی آ گیا ہے۔ دیکھا کہ ایک بہت ہی اونچے سے قلعہ کی دیوار پر فضل حسین اپنا بستر کر رہا ہے۔ جب آگے گئے تو ایک لڑکا دو کنڈا سے لیکر بھاگا ہوا آیا۔ آتے ہی اس نے ایک ہندو کی طرف پھینکا اور ایک میری طرف پھینکا۔ میں نے کہا کہ اس کو رفع کر دو۔ مجھے نہیں چاہیئے۔ ایک دفعہ بات ختم ہوئی تو پھر بے کار ہے اور اس ہندو نے بھی لینے سے انکار کیا ہے اور آگے بڑھا دیکھا کہ ایک تنور پر مارواڑی لوگ روٹیاں لگوا رہے ہیں۔ میں ان کو دیکھتا بھی جاتا ہوں اور بھاگتا بھی جاتا ہوں۔ آگے چلا تو ایک کنواں اور ایک کھیت ہے وہاں پٹھان لوگ اپنے کتے لڑا رہے ہیں۔ ایک لال کتا ہے اور ایک کالا۔ میں کھڑا ہو کر بیٹھا ہوا ہوں کہ کتے مجھے نہ دیکھیں۔ دیکھنے والے لوگ بہت ہیں (مولا میری مدد فرما)

تیرھویں رات:۔ وقت شمس رات ۳ بجے دیکھا کہ اقبال اور بچے لیٹے ہوئے ہیں۔ والدہ اقبال بھی ہیں اور دروازے سے کوئی چیز اندر گھسنے لگی ہے۔ میرے ہاتھ میں ایک بڑا سا ڈنڈا ہے اس کو میں لکڑیوں کے اوپر زور زور سے مارتا جاتا ہوں اور یہ پڑھتا جاتا ہوں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور خوب زور سے لکڑیوں پر ڈنڈا مار رہا ہوں۔ دراصل وہ بلائیں تھیں جو اندر آنا چاہتی تھیں۔ کبھی یا علی یا علی یا علی زور زور میں پڑھتا ہوں۔ اقبال کہنے لگی کہ تم میری کچھ مدد نہیں کرتے تو۔

سترھویں رات :۔ وقت شمس صبح ۵ بجے دیکھا کہ ایک جگہ باہر دور کے فاصلہ پر ایک مائی اور ایک دوسری مائی ہے ایک مائی میری دوائی کی پڑیاں بیماروں کو دیتی ہے۔ لوگوں کو بہت ہی زیادہ فیض ہو رہا ہے۔ وہ مائی اپنی بھی ایک دوائی دیتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیسی دوائی ہے۔ وہ کہنے لگی یہ دل کی دوائی ہے پھر میں نے پوچھا میری دوائی کیسی ہے۔ کہا کہ بہت ہی اچھی دوائی ہے مگر یہ بھی دل کی ہے۔ میں نے دیکھا میری دوائی سے لوگوں کو بے حد فیض ہو رہا ہے۔ پڑیوں پر پڑیاں بک رہی ہیں۔ جو بھی آتا ہے مایوس نہیں جا رہا ہے۔ لوگ بہت ہی آرہے ہیں۔ میری دوائی کا کام ختم کر کے اپنے گھر جانے لگی اور کہہ رہی ہے کہ میری دوائی کا ذکر بھی آپ ضرور کرنا۔ میں نے کہا۔ جی اچھا۔ پھر وہ کہتی ہے میرا پتہ یہ ہے کہ میں ایجلی روڈ پر رہتی ہوں۔ میں نے کہا اچھا اس نے پھر کہا۔ بھول نہ جانا میں نے کہا۔ نہیں بھولوں گا۔ جب میں گھر آیا تو بھائی قمرالدین بھی کام پر لگے ہوئے ہیں اور دوا دے رہے ہیں۔ پھر وقت مریخ ۱۱ بجے دن دیکھا کہ ایک عورت بیمار ہے۔ اقبال کی والدہ گھر پر رہتی ہیں۔ اور بڑھی ہمارے لئے حلوا پکا رہی ہے۔ پھر ہم گوٹکال کر دے رہی ہے اور دھو رہی ہے۔ میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ اس مریض کو تو ہسپتال ہی بھیج دیں تو اچھا ہے۔ لیکن بڑھی کچھ حیلہ و بہانہ کر رہی ہے اور میرے بھائی شرف الدین بھی مل کر ملے ہیں۔ (میرے اللہ سارے در کھول دے۔)

اکیسواں خواب :۔ وقت قمر کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک جگہ پر ہوں کہ وظیفہ پڑھ چکا ہوں۔ اور بھائی وزیر آئی ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ میرا کام تو ہو گیا ہے۔ اللہ کے حکم سے میں نے دو دفعہ سورۃ یٰسین پڑھ لی ہے وہ کہنے لگی بھلا پھر پڑھو تو تیسری دفعہ میں نے بھائی کو پکڑ لیا ہے اور وہ کھڑی ہو کر مجھ سے چمٹ گئی ہیں اور تیسری بار بھی کامیابی کے ساتھ سورۃ یٰسین ختم کی ہے۔ پھر ۵ بجے دیکھا کہ میں ایک مکان میں گیا ہوں۔ وہاں چندہ بائی اور فاروق بیمار پڑے ہیں لوگ ان کے پاس بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا یہ مار گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہل آپ نے کیوں کی ہے۔ آپ پولیس میں پہلے کیوں گئیں۔ تو وہ ڈر کر بے ہوش پڑی ہیں۔ میں نے کہا۔ مجھے تو بتاؤ۔ پولیس کہ بڑیاں لڑ رہی تھیں تو ایک بند وک اوپر چارپڑیں اور پھر فاروق پر چارپڑیں تو بائی پولیس چلی گئی تھیں پھر میں چارپائی پر بیٹھا ہوا اشرف خان کی تعریف کر رہا ہوں کہ ہماری لائن میں اشرف خان جیسا کوئی ایکٹر نہیں، ایمان کی بات ہے۔ اتنے میں امانت علی خاں آئے۔ میں نے کہا خالصاحب ذرا تم تو سر کر دیجئے۔ پھر ایک خان صاحب سارنگی بجانے لگے ہیں۔ انہوں نے ملتان بجائی ہے۔ ایک نے تہری جوہری تانیں لیں ہیں۔ وہ طبلہ والے کو کہہ رہے ہیں تم طبلہ چھوڑ دو۔ کیونکہ تم طبلے کی لے نہیں رکھ سکتے ہو۔ میں گل لالہ انگ بجاتا ہوں۔ پھر میں نے کہنا شروع کیا کہ میں تو ایمان کی بات کہوں گا کہ میں تو اشرف خان کا سب سے زیادہ دشمن ہوں مگر اس کے کام کی میں دل سے قدر کرتا ہوں۔ وہ ہماری لائن میں سب سے اچھا ہے لیکن پنجاب میں اس سے بھی اچھے اچھے پڑے ہیں۔ وہ صرف یہاں کے لئے ہم سب سے اچھا ہے۔ امانت علی تو لے کہ صاحب پنجاب میں کون ہے البتہ ایک ایکٹر ہے جو اشرف خان کے ایک ہی پارٹ کو مدت سے تو نا سیکھا ہے البتہ وہ کر سکتا ہے اچھا ایکٹر ہے پھر میرا گھر ہے اور میری عورت صالح بی بی سفید کپڑے پہنے ہوئے گھر میں بیٹھی ہے۔ مجھ سے کہتی ہے کہ میں نے لغیر تمہارے پوچھے تمہارے بھانجے کو ایک رشتہ دیا ہے۔ میں نے کہا کہ افسوس تو یہ ہے کہ تو میری عورت ہے اور تیرے ہاتھ سے یہ رشتہ ہو چکا ہے، تو نے جو کچھ کیا بہت ہی برا کیا۔ وہ کہتی ہے جی یہ تو آپ جانیں ہمکو امر دھوتی پڑی ہے میں نے کہا تیرا کیا ہوا اگر نہیں ہوا ہوتا پھر تو دیکھتی۔ وہ کہنے لگی اگر یہی بات ہے تو آپ باپ ہو جیسی آپ کی مرضی کر لیجئے میری کوئی نارا ضگی نہیں ہے۔ اتنے میں راجہ اور فاطمہ سب باری باری پھیرا آ گئی ہے۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آپ ذرا آگے گھر میں چلئے تاکہ میں اس کو جھاڑوں تو میں نے اندر سے خوب صفائی کر لی ہے پھر میں نے خوب چھڑکاؤ کیا پھر وقت مشتری دیکھا کہ میں ایک اونچے پہاڑ پر گاڑی میں بیٹھ کر گھوم رہا ہوں۔ وہاں ایک آدمی نے مجھ سے پوچھا کہ یہ پہاڑ ایسا کیوں ہے۔ میں نے کہا۔ اس کو میں نے ہی تو الگ کیا ہے پھر وقت زہرہ ۵ شام ۶ بجے دیکھا کہ میں بیگاں کو ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔ تو وہ مل گئی ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ تو نے کچھ سنا کہ میں نے وہ جو گولی والی دوائی بیماروں کو اور لوگوں کو دینی شروع کی تھی۔ بہت فائدہ ہو رہا ہے۔ گویا فیض کے بورے کھل گئے ہیں اور بہت ہی مخلوق چلی آرہی ہے ان کو اللہ پاک فیض کر رہا ہے وہ سن کر چپ ہو گئی اور خوش بھی ہو گئی۔ فقط والسلام عاجز خدمتگار میری دعا ہمیشہ وقت ضرور

وقت شمس وزہرہ شب ۳ بجے دیکھا کہ میں ایک شہر میں گیا ہوں۔ راستے میں تین مصلے میرے شہر کے مجھے ملے ہیں۔ میں بچی کو گود میں اٹھایا ہوا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں کہ اللہ کے حکم سے ایسی ہو جا۔ پھر ان سے کہا کہ حضور میں تو آپ کو ایسے ہی پا۔ یہ جملہ میں نے ۳ دفعہ کہا

لاؤ اور ایکدوسرا آدمی نثار کو لانے کیلئے ہسپتال گیا ہوا ہے اور ہسپتال بندر دانشخان کا ہے۔ جانے سے پہلے دو رسولوں نے آکر اطلاع دی ہے کہ نثار بہت ہی تکلیف میں ہے۔ اس کے منہ پر نئی بیماری نکلی ہے اگر آپ اسے گھر میں لاکر تھوڑی سی دوائی کر دیں تو وہ اچھا ہو جائے گا۔ میں فوراً ہسپتال گیا اور جاتے ہی ہوائے سے پوچھا کہ ہم کیسے لڑکے کو اٹھائیں گے۔ اس نے کہا ایک کرسی سے کہ وہ اٹھالے گا۔ میں نے ایک کرسی سے کہا۔ جمعدار صاحب ذرا چلئے بچے کو اٹھانا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ آیا اور پوچھا کہ آپ کا مریض کہاں ہے۔ میں نے کہا وہ اندر ہیں۔ جب وہاں پہنچے تو وہ بیچارہ بیہوش پڑے تھے۔ وہ بولے اس کو تو بھی اٹھا کر لے گئے موٹر میں۔ وہ نثار تو بڑا لائق لڑکا تھا۔ جاتے وقت بولا کسی چیز کی ضرورت ہو تو بولو میں بھیج دوں گا۔ پھر لطیف مجھ سے پوچھنے لگا کہئے میرا کیا حال ہے۔ میں نے کہا پہلے سے تم بہت اچھے ہو گئے ہو بلکہ موٹے بھی ہو گئے ہو۔ پھر میں نے پوچھا کہ بغیر ڈاکٹر کے حکم سے وہ لوگ لڑکے کو لے گئے ہیں اگر بگڑ جائے تو کس کو اطلاع دیں۔ صرف سیٹھ کو خط لکھ دینا چاہیے۔ سیٹھ آنریبل نام ہے اور وہ بنارس میں رہتا ہے۔ میں نے کہا ہاں خط تو لکھا ہوا تیار پڑا ہے اور یہ لفافہ ہے جس کے اوپر لکھا ہوا ہے میاں "فقیر بخش" کو ملے۔ جب ہم دونوں واپس ہوئے تو ہمارے پاس ایک (۴ م ۱۰) موٹر کار گاڑی ہے، اور ہم زور لگا رہے ہیں۔ پھر میں نے اس سے کہا ٹائم تو ذرا دیکھنا۔ اس کے سامنے دیوار پر گھڑی دیکھی تو اس کی گھڑی کچھ پیچھے تھی۔ اس نے پانچ منٹ کر دس منٹ پر سوئی کر دی جو کہ صحیح وقت تھا اور اس سب واقعہ سے پہلے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ مجھ سے آکر ملے ہیں۔ پھر وقت ۱۰ بجے دن دیکھا کہ اقبال مجھ سے کہہ رہی ہے تم سروج میں چلے جاؤ۔ میں وہاں تم کو کام مل جائے۔ میں نے کہا اچھا۔ میرا لباس سفید ہے سر پر لال ٹوپی ہے اور ہاتھ میں چھڑی ہے جب میں چل دیا تو راہ میں خیال آیا کہ سروج کمپنی نے تو میرا حساب نہ دیا ہے بلکہ اوپر سے انعام بھی ملا ہے۔ اب میں سیٹھ سے مل کر کہوں گا کیا۔ معاً یہ خیال آیا۔ کہہ دوں گا۔ سیٹھ سلام کرنے آئے ہوں یہ سوچ کر میں کمپنی میں چلا گیا۔ دیکھا وہاں سیٹھ نہیں بلکہ اس کے قدم میں راج ہنس اور اس کا وزیر بیٹھا ہے۔ میں نے سلام کیا اور کہا۔ کہئے صاحب کام کیسا چلتا ہے کہا کہ خوب چلتا ہے۔ اتنے میں مستری نے آکر کہا کہ وہ سکھ ستارہ تو اندر کام کرتا ہے۔ وزیر بولا بھئی تو تم میں سخت بری بات ہے کہ تم اپنی بڑائی کرتے ہو۔ میں جہاں کہوں گا وہیں وہ کام کرے گا۔ میں نے دیکھا کہ سروج کا نقشہ ہی بدل گیا ہے اب کمپنی میں راج ہنس اور اس کی پارٹی کی حکومت ہے۔ پھر وزیر کہنے لگا دیکھو تو سہی اس بات پر پہلے تو ان کو سیٹھ نے نکال دیا۔ پھر تمہارے سامنے ہی سولہ روپے والوں کو نکالا ہے۔ سیٹھ نے تو گریٹ بنا رکھا ہے اتنے میں میں نے درباری کی آواز لگائی تو راج ہنس بے حد خوش ہوا۔ اور واہ واہ کرنے لگا۔ میں تو اس چیز کو بہت ہی پسند کرتا ہوں لیکن اصل ملتا کہاں ہے واہ ماسٹر صاحب۔ پھر اقبال اندر آگئی۔ راج ہنس دیکھتے ہی کہنے لگا میں نے بہت سی عورتیں دیکھیں۔ لیکن اقبال بہن جیسی شریف کوئی ایکٹرس نہیں دیکھی اقبال کی چھاتی کا شگاف چلا ہوا تھا وہ ایسا ہی رہ گیا۔ وہ کہنے لگا یہ نقشہ الٹا بن گیا جب ہی تو پوری ہو گئی شریفانہ طریقہ سے۔ جو یہ بیڈن کی طرح ہونا چاہے۔ اقبال بہن کو جتنے کپڑے لینے ہوں لے لو پیسہ جب ہو جائے تو دے دینا۔ تم سے کوئی نہ مانگے گا۔ اس لئے کہ تم غریب اور شریف ہو۔ پھر وقت مشتری ۴ بجے دن کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک ملاح سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے دریا کے اس پار جانا ہے مگر میرے پاس پیسہ وغیرہ کچھ نہیں۔ وہ کہنے لگا۔ میں مجھے قول دیتا ہوں کہ جب میری باری آئے گی تو مجھے بغیر پیسے کے لے جاؤں گا۔ (رب میرے سارے گناہ بخشدے)

سولہواں خواب:۔ (وقت مشتری ۷ بجے دیکھا کہ میں، میرے بھائی فخر الدین اور میری بھاوج کرم بھری بغیر ٹکٹ پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے گاڑی میں سوار ہو گئے ہیں۔ ان کو میر بادشاہ کے ہاں جانا ہے۔ سٹیشن پر پہنچتے ہی میں نے ان کو اتارا۔ یہ لوگ چنگی پر گئے تھوڑی دیر میں ایک آدمی نے آکر کہا کہ آپ کے آدمیوں کو چنگی پر روک لیا گیا ہے۔ میں نے جاکر دیکھا کہ وہاں سید صاحب نے ان کو روک رکھا ہے۔ وہ مجھ سے بہت ہی اچھی طرح ملے اور کہنے لگے کہ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ آپ کے رشتہ دار ہیں تو میں نے کھانا کھانے کے لئے روک لیا ہے دیکھئے نا آٹا گوندھا ہوا تیار پڑا ہے۔ میں نے کہا صاحب آپ کی از حد بندہ نوازی ہے آپ کی اس مہربانی کا بہت بہت شکریہ۔ عرض یہ ہے کہ ان کو ذرا پیر صاحب کے ہاں جانا ہے۔ جب یہ وہاں سے آجائیں تو آپ ان کو دو دن کھانا کھلا کر روانہ کریں۔ آپ مالک ہیں اور ہم کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ یہاں چنگی پر لگے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے حضرت عیسیٰؑ مجھ سے ملے ہیں (شکر ہے رب تیرا)

تاتوم تو وہ سنئے کہ یہ تو گویا مجھے یاد ہے۔ میں نے پھر شروع کیا۔ دیم دارادر درتلے تانا نت نت نانا تانا تدرے دانی۔ یہ سن کر وہ ذرا خاموش ہوئے۔ یہ سن کر پھر میں نے تیسرا بھی سنایا اور کہا یہ بجانا مشکل ہو جاتا ہے انہوں نے کہا، مشکل تو کیا ہوتا ہے بج جاتا ہے۔ میں نے کہا حضور یہ تو میں صدق دل سے مانتا ہوں۔ آپ پروفیسر ہیں۔ مگر کرنے والے کے لئے اور کوڑے سے تو آپ بھی مجبور ہو جائیں گے۔ بے ادبی معاف آپ کے ساز جھوڑ کر الگ بیٹھنا پڑے گا۔ یہ آپ کو ماننا پڑے گا۔ وہ بولے، ٹھیک ہے۔ میں نے پھر کہا حضور کرنے والے کے ساتھ آپ ضرور بجائیں گے لیکن اگر کوڑے تو بتائیے آپ کیا بجائیں گے۔ افسوس تو مجھے یہ ہے کہ نانو بھائی نے میری محنت کو باہر لانے کی اجازت نہیں دی۔ پھر وقت شمس ۵ بجے شام دیکھا کہ میرے ساتھ ایک آدمی تالاب پر بیٹھا ہے اور منہ جیبیں بھی بیٹھی ہے میرے ہاتھ میں نلم کی پچی لچھی ہوئی ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اجتی بخش ایک ایکٹر کے ساتھ آرہے ہیں۔ تو میں یہ سب لے کر اٹھنے لگا ہوں کہ یہ ضرور مانگیں گے پھر کمپنی کی کمپنی آگئی ہے۔ انہوں نے آگ جلائی اور روٹیاں پکائیں۔ میں بھی وہ نلم کی لچھیاں اسی آگ پر سینکنے لگا ہوں۔ اس جگہ انگلدوبے پڑے ہیں۔ میں بھونک رہا ہوں۔ ایک ایکٹر کی گردن پر بھی میں نے پھونکا ہے تو وہاں سے بھی آگ نکلی ہے۔ اجتی بخش نے کہا۔ یہ آپ کیا کرتے ہو۔ ایسا مت کرو۔ تمام آگ ہی آگ پڑی ہے تمہیں گلے پر آگ کی ضرورت تھی۔ پھر وہ ایکٹر اپنے کھیل کی تعریف کرنے لگے تو میں ان کو قسم دے کر کہہ رہا ہوں کہ بھائی ایمان سے ہماری بات بھی بتلانا۔ ہم نے ایکٹری کیسی کی ہے؟ تو وہ سب داد دینے لگے اور تعریفیں کرنے لگے ہیں۔ (مولا میرے سارے گناہ بخشے)

الیسوا رخواب وقت مشتری صبح ۵ بجے دیکھا کہ میرے پاس اسٹیشن ماسٹر کی مشین ہے۔ میں اس کو پہنچانے اسٹیشن روانہ ہوا ہوں آگ مجھے منع کر رہے ہیں کہ ہندو مسلمان کی لڑائی ہے تم مت جاؤ۔ کوئی مار ڈالے گا۔ میں نے کہا۔ مجھے کوئی نہیں مارے گا۔ اور میں مشین لئے ہوئے چل دیا۔ چلتے چلتے میں ایک ہندو بنگالن کے گھر پہنچا وہ بنگالن کہنے لگی۔ ہماری مرغیاں گم ہو گئی ہیں۔ یہ سنتے ہی میں مرغیوں کی تلاش میں چلا۔ دیکھا کہ ایک باغیچہ میں چھ مرغیاں پھر رہی ہیں۔ اور ان میں ایک مرغی کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں۔ میں نے پکڑ کر سب مرغیاں بنگالن کو لا کر دے دیں۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ اسی گھر میں اندر سے قرآن شریف زور زور سے پڑھنے کی آواز آرہی ہے۔ جب میں نے اندر نظر ڈالی تو ایک ہندو عورت پاک و صاف لال ساڑھی میں ملبوس قرآن شریف پڑھ رہی ہے۔ میرے کان میں یہ آواز آئی۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ پھر دوسری طرف دیکھا تو ایک اور ہندو عورت زور زور سے قرآن شریف پڑھ رہی ہے۔ میں نے کہا آواز آرہی ہے تو ایسی ہو۔ پھر وہاں سے جاتے وقت بھی لوگوں نے مجھے منع کیا کہ تم مت جاؤ۔ لوگ تمہیں مار ڈالیں گے۔ میں نے یہی جواب دے دیا۔ مجھے کوئی نہیں مارتا۔ نیچے دیکھا تو نل ہے وہاں کئی زیادہ نہانے کیلئے کھڑے ہیں۔ ان کے اوپر سے اڑ کر پڑی ہے اور وہ اوپر دیکھنے لگے میں نے کہا معاف کیجئے کوئی حرج نہیں۔ پھر میں اسٹیشن پہنچا ہوں اور مشین رکھ دی ہے۔ اتنے میں میاں چین دین صاحب آگئے اور کہا مشین تم نے کہاں رکھی ہے۔ میں نے کہا۔ حضور یہ دیکھئے رکھی ہے۔ پھر وہ بولے کہ تم ڈرے نہیں میں نے کہا۔ حضور ڈر کس بات کا۔ جب آپ ہیں۔ پھر آگے جاتے جاتے میں نے کہا۔ حضور ہمارے شہر میں ایک میاں اللہ دار تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جب اقبالی زور پر ہو تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور میرے ساتھ میرے بھائی شرف الدین اور محمد بخش بھی ہیں۔ ہم لوگ آگے بڑھے تو دو اونٹ ایک درخت کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں وہ اس کی پتیاں کھا رہے ہیں۔ بھائی شرف الدین مجھ سے کچھ کہنا چاہتے تھے کہ میں نے کہا۔ اقبالی جب زور پر ہوتا ہے تو کوئی کچھ کر نہیں سکتا اور آگے چلے تو راستے میں دبلے پتلے سے ایک بزرگ بیٹھے ہیں۔ وہاں بھی ہم یہی باتیں کر رہے ہیں یہ باتیں سن کر بزرگ کہنے لگے اس کو جب ظاہر کرنا ہوتا ہے تو وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ ورنہ کہاں تمہارا گھر اور کہاں اتنی دور جگہ پر اس نے بھیجا ہے حسینؑ کا نام اس نے ظاہر کیا ہے اور کرنا ہے تو تم کو امام بھیجا ہے۔ میں نے یہ سن کر کہا کہ بس بابا جی تم نے تو پردہ اور راز کو ہی ظاہر کر دیا ہے۔ پھر وہ کہنے لگے، اسی طرح اس نے مہتاب پیغمبر کو یعنی حضرت یوسفؑ کو ظاہر کرنا تھا تو درزی کے گھر یعنی یعقوبؑ کے گھر پیدا کیا اور تم بھی غریب کے گھر پیدا ہوئے ہو۔ میں نے پھر یہی کہا کہ انہوں نے تو بالکل ہی راز اور پردہ ظاہر کر دیا ہے۔ پھر وقت دو بجے دن دیکھا کہ میرے گھر میں شیر محمد بھائی سے پیسے لینے آئے ہیں۔ بھائی کے پاس پورے پیسے نہیں نکلے تو میں نے بھائی کا قرضہ اپنے پاس سے دے دیا۔ بھائی باہر بھیجتی ہیں۔ میرے ایک ہاتھ میں ایک چونی اور دو ایک آنے ہیں۔ اور دوسرے ہاتھ میں بھائی کا روپیہ ہے میں نے ان سے قرضہ لینا تھا وہ گنا لے لیا۔ پھر میں نے بھائی کو اندر بلایا۔ وہ یہ کہتی ہوئی کہ میں کب ڈرتی ہوں خوشی سے روپے پیسے لے لو۔ آگئیں میں نے ان کا ہاتھ جو ماپھر اجتی بخش کلکتہ گئے ہیں اور میرے دونوں ہاتھ روپوں سے بھرے ہیں۔ پھر وقت شمس ۵ بجے دیکھا کہ مجھے

پھر ہم اس گاؤں میں پہنچے جہاں ایک مندر بن رہا ہے اور ہندو مسلمانوں کا فساد رہا ہے۔ فتح سنگھ بھی وہاں ملا۔ میں اس کو ایک مندر بنانے گیا ہوں۔ اور اس سے کہا یہی مندر ہے جس نے ہزاروں کو دبایا ہے۔ پھر میں چھوٹی چھوٹی گلیوں سے نکلتا ہوا مکان لینے کی غرض سے ایک شخص کے پاس گیا ہوں۔ وہاں ایک ہندو نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا دیکھو یہ کتنا دلیر ہے۔ ذرا بھی ڈرتا نہیں۔ میں نے اس ہندو سے کہا۔ صاحب میں مسافر ہوں۔ میرے ساتھ بال بچے اور میری عورت اقبال بھی ہے پھر میں نے اس آدمی سے کہا جس کے پاس میں مکان لینے کی غرض سے گیا تھا۔ مہربانی کر کے ہم کو ایک مکان دو جو ہم رات نکال سکیں۔ اس نے فوراً نوکر سے کہا کہ فلاں مکان ان کو دے دو۔ میں ساتھ گیا اور بہت سی سیڑھیاں چڑھنے کے بعد وہ مکان آیا۔ اس میں سفیدی لگی ہوئی ہے اور ایک چارپائی پڑی ہوئی ہے۔ میں نے وہاں بال بچوں کو چھوڑ دیا اور خود دروازے پر کھڑا ہوں تاکہ چابی لے لوں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی غیر اور چڑھ آئے۔ اتنے میں ایک بھیا آیا اور کنڈے میں تالا کانے والی چیز لے گیا۔ میں نے بھیا سے پوچھا یہ مکان کس کا ہے۔ اس نے کہا کہ اس شہر کے مالک کا ہے اس شہر کا نمبردار ذیلدار وہی ہے۔ وہ ہندو ہے لیکن بالکل بے تعصب ہے ہر ایک مسافر کی خاطر بہت ہی کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر ہم کو کوئی مارے اس نے کہا کہ سی کی کیا مجال جو ادھر آنے کا نام لے۔ پھر میں اس کے گھر تالا چابی لینے گیا۔ وہاں اس کی ماں اور اس کی عورت بیٹھی تھیں۔ ماں اپنی بہو سے باتیں کر رہی ہیں۔ میں نے کہا۔ ماں ایسی بات ہے۔ بہن ایسی بات ہے۔ وہ لڑکی بولی۔ اماں یہ بھی تو مسلمان ہے پھر کتنا اچھا ہے۔ میں نے کہا۔ بہن مسجد کدھر ہے ذرا بھگوان کا نام لینے جاتا ہوں۔ وہ خوش ہو کر کہتی ہے وہ نقوڑی دور مسجد ہے وہ کیا دکھائی دے رہی ہے۔ پھر مالی کہتی ہے کہ تم چلتے ہو ڈاکٹر کے پاس۔ میں نے کہا ماں میرے پاس کھیہ، رگ اور کوڑھ کی دوائی ہے۔ میں نے اس لڑکی سے کہا۔ تم بھی ذرا اپنے ہاتھ پاؤں دکھاؤ۔ اس کے ہاتھ پاؤں دیکھ کر میں نے کہا۔ یہ وہ داغ نہیں۔ بلکہ یہ تو پیدائشی ہیں۔ میں نے کہا ماں بہن میں تو نہیں یہ دوائی دیتا ہوں اللہ کے حکم سے خوب چل رہی ہے۔ میری دوائی دق، کوڑھ، آنکھ اور درد سند ھا دم دہ سب کو خدا کے حکم سے شفا ملتی ہے۔ ماں بولیں ایک مریض تو میرے پاس گھٹیا کا ہے۔ کل تم کو اس کے پاس لے جاؤں گی۔ میں نے کہا۔ اماں اس کو یہیں بلوا لینا۔ اتنے میں بیٹھ آئے۔ میں نے ان سے تالا چابی مانگی۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا تالا کانے کیلئے۔ انہوں نے کہا وہ لیجئے پھر وہ لڑکی مجھ سے کہتی ہے کہ ایک لڑکا کبھی ادھر آیا ہے اگر سوتا ہے تو سونے دو۔ اگر جاگ جائے اور چلائے تو آپ کچھ نہ کہنا جب میں اپنی جگہ پر پہنچی ہوں تو میرے شہر کے مصلی لوگ آئے ہوئے تھے پھر میں نے حقہ بھرا اور ہم لوگوں نے خوب پیا ان میں سے ایک کہتا ہے کہ صاحب ہم نے تو آپ کے متعلق خط بھی لکھ دیا ہے۔ میں نے پوچھا آپ نے کیا لکھا ہے جواب ملا جو دیکھا ہے وہی لکھا ہے۔ ہم بھی مان گئے اور آپ کے پیر صاحب کو بھی لکھ دیا ہے کہ اگر مرید ہو تو ایسا ہو ہم نے اس کو پہچان لیا ہے۔ جب پہلی پہچان تم نے کہی تو ہم بہت خوش ہوئے۔ جب تم نے دوسری پہچان کی تو ہم اور بھی خوش ہوئے جب تیسری پہچان آپ نے کہی تو ہم آپ کی اس بات پر قربان ہو گئے آپ نے خوب پہچان لیا ہے اس ذات کو اور آپ صاحب در جو بھی ہیں۔ آپ جو کہیے ہیں وہ پورا بھی ہو جاتا ہے۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ گھر پر آپ ابھی نہیں آئے میں نے کہا۔ جی میں ذرا ظہر کر آؤں گا۔ پھر میں نے پوچھا آپ لوگ کہاں گئے تھے۔ جواب ملا ہم تجارت کرنے گئے تھے اور خوب کمائی کر کے نوٹ ہی نوٹ لے جا رہے ہیں۔ اتنے میں اقبال اپنے ڈوپٹہ کا تکیہ بنا کر بچے کے سرہانے رکھ رہی ہے۔ میں نے کہا کوئی ضرورت نہیں بچے کے سرہانے سے دوپٹہ نکال لے تو وہ بھوک رہی ہے۔ میں نے کہا اس میں ہماری کوئی بے عزتی نہیں ہے۔ کل یہ کہے گا کہ یہ تو اپنی تہبا رتو اتار لے گی۔ بس فوراً اپنا ڈوپٹہ نکال۔ نکالی۔ نکالی۔ تو اس نے نکال دیا ہے یہ دیکھ کر وہ مصلی میری خوب تعریفیں کرنے لگے کہ تو نے خوب پالی ہے اور اب تو ہو گیا۔ جو تو کہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ پھر ہم سب لوگ مکان سے اتر رہے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ میں اقبال سے صحبت کروں۔ مگر ان لوگوں کی وجہ سے باز رہا۔ ان مصلیوں نے تین ملکوں کی تجارت کی ہے اور میری کامیابی کی انہوں نے بار بار گواہی دی ہے کہ تم اب ہو گئے ہو گئے۔ پھر وقت تقریباً صبح ۶ بجے دیکھا کہ میں اور میر صاحب ارشاد علی ہیں اور کچھ گانے بجانے کا ذکر ہو رہا ہے۔ میں نے کہا۔ مزہ تو جب تھا کہ ناؤ بھائی اگر ایک گانے کی اجازت دیجیتے تو نثار اور اشرف خاں کو ہوش آجاتا۔ کیونکہ میری بھی تین برس کی محنت تھی اور میں گا رہا ہوں یمن۔ تانا۔ تانا۔ نادر

میرے ساتھ چلنے لگی میں نے اس سے کہا۔ یہ کھیل تو کمال کا ہے لیکن مشکل ہے۔ وہ کہنے لگی اس میں کیا مشکل ہے۔ یہ تو نیچر اور اصل ہے۔ آگے چلے تو ایک جگہ نثار۔ جتی بخش۔ سردار اور بھابی ہیں۔ نثار بھابی سے پان مانگ رہے ہیں۔ بھابی لگا کر دینے لگی ہیں۔ جتی بخش نے مجھ سے کہا کہ یہی اس کو خراب کرتی ہے اور بیمار کرتی ہے۔ جتی بخش نے کالا کوٹ پہنا ہوا ہے۔ اور سردار کے اوپر ناراض ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد غلام رسول نامی ایک شخص کالا سوٹ پہنے ہوئے ایک سوٹ کیس کپڑوں سے بھرا ہوا لایا اور کھول کر مجھے بتانے لگا یہ دیکھئے یہ دیکھئے وہ تعریف (بھی) کرتا جاتا ہے۔ میں بھی سبحان اللہ واہ واہ کر رہا ہوں۔ پھر اس نے ایک برجس میرے آگے رکھی۔ وہ ایسی سیلی ہوئی تھی کہ میں نے آج تک ایسی سیلائی نہیں دیکھی تھی۔ میں نے کہا۔ یہ کس نے سیلائی ہے۔ اس نے کہا۔ اکبر خان نے۔ جب وہ سب کپڑے سوٹ کیس میں رکھنے لگا۔ میں نے کہا۔ ذرا یہ بتانا۔ میں نے دیکھا۔ وہ برجس کالی مخمل کا بہت بہتر بنا ہوا تھا۔ پھر وقت شمس ہو چکا تھا کہ میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ جس طرح گیارہ امام پیدا ہوئے اسی طرح بارہواں امام میں پیدا ہوا ہوں (رب تو ہی مجھے معاف کر)

چھبیسواں خواب:۔ وقت زحل ۲ منٹ ۳ بجے۔ دیکھا کہ کوئی جگہ ہے وہاں ایک آدمی آیا ہوا ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے تم اس دروازے سے جاؤ آگے ملنگ بیٹھا ہے۔ میں بھاگ کر جا رہا ہوں۔ وہ آدمی بھی میرے ساتھ ہے۔ وہ پھر مجھ سے کہہ رہا ہے۔ ادھر سے جاؤ۔ یہ دروازہ ہے تو میں کھڑکی میں سے نکل کر جا رہا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میرے پیچھے دوڑا چلا آ رہا ہے اور میں بھاگتا جا رہا ہوں۔ یہ کہتا ہے۔ اکہ یا علی یا علی یا علی آؤ مجھے بچاؤ۔ اتنے میں وہ آدمی میرے قریب آ گیا۔ میں نے اسے علی کا واسطہ دیا تو وہ غائب ہو گیا۔ جب وہ آیا۔ میں نے علی کا واسطہ دیا تو وہ غائب ہو گیا۔ یہ واقعہ کئی دفعہ ہوا۔ پھر میں نے اونچا کر کے پکارنا شروع کیا تو دور سے ایک سفید پوش آدمی آ رہا ہے۔ میں نے پکارا یا علی جلدی آؤ۔ میں اندھا ہو گیا ہوں۔ مجھے اپنی پوری زیارت کراؤ۔ آواز آئی چک والے دروازے سے چلو جب میں آگے گیا تو ایک گاؤں عربوں کا ہے۔ گاؤں کے سب عرب باہر بیٹھے ہیں۔ ان کو سویاں مل رہی ہیں۔ یہ علی کی سویاں تھیں۔ معلوم ہوا یہ بات ہے اور علی کی سویاں ہیں۔ میں بھی شریک ہو گیا۔ مجھے بھی سویاں ملیں۔ پھر سڑک پر کچھ سویاں گری پڑی ہیں۔ میں چن چن کر اپنی جھولی میں ڈال رہا ہوں۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ بغیر دیکھے کوئی نہیں مانتا۔ پھر وقت قمر روز حمل ۵ بجے ۵۰ پھر دیکھا کہ ایک پہاڑ پر کسی بہت ہی بڑے آدمی کا مہمان خانہ بنا ہوا ہے۔ دروازے پر ایک بہت بڑا اگر پڑا ہے سانپ کر کے جو جاتا ہے وہاں اس کی اچھی طرح مہمان نوازی کی جاتی ہے۔ ایک آدمی دوسرے آدمی سے پوچھ رہا ہے۔ تیرا ابا کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میرے بھائی کے پاس ہے پھر اس نے پوچھا۔ کیا کرتا ہے۔ کہا تاجری اور دودھ کی دکان کرتا ہے۔ پھر دیکھا کہ میرے گھر میں میرے بھائی محمد بخش و قمر الدین بیٹھے ہوئے ہیں اور میں کھڑا ہوں۔ میں نے کہا۔ اگر آپ کہتے ہو تو میں یہاں رہوں۔ ورنہ میں ابھی چلا جاتا ہوں۔ لیکن آپ یہ فرماتے ہیں کہ اس مکان میں میرا بھی حصہ ہے۔ اگر آپ نہ بھی کہیں تو مجھے جانا تو ضرور ہے۔ یہ سن کر بھائی محمد بخش بولے کہ یہ مکان سب تمہارا ہے۔ میں نے رونا شروع کر دیا۔ بھائی قمر الدین نے کہا کہ تو روتا کیوں ہے۔ میں نے کہا۔ اس لئے کہ بھائی نے حق بات کہی اور اسے مان لیا۔ پھر دیکھتا ہوں کہ ایک ہاتھی میری سواری کے لئے میری طرف آ رہا ہے اور بھابی میرے قدموں میں گر کر معافی مانگنے لگی ہیں۔ اور حسرت و یاس سے مجھے دیکھ رہی ہیں۔ لیکن مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے کہ ان کو قدرت نے دل دکھانے کی سزا دے دی۔ (الٰہی اپنا کرم کر)

ستائیسواں خواب:۔ وقت زہرہ المسیح دیکھا کہ میرا پیدائشی گاؤں ہے اور میاں چنن دین صاحب سفید لباس میں بیٹھے ہیں کھلی چھت۔ ہے۔ وہ مجھے چچا امیر بخش کی یاد اور کوئی دوائی بتا رہے ہیں۔ میں نے ٹوپی پہنی ہے جو کانوں تک آ گئی ہے۔ میں سن نہیں سکتا تھا۔ میں نے کہا جی۔ ان کو غصہ آیا اور ایک تھپڑ مارا۔ میرے منہ پر وہ مارتے ہی خود گر گئے۔ کیوں کہ بہت ہی ضعیف اور کمزور تھے۔ قریب ہی مولانا احمد علی درزی کے بیٹے مہیم الدین بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھنے لگے کیا ہوا ہے پانی لاؤ۔ پانی لاؤ۔ تو احمد علی صاحب نے پانی لا کر پلایا۔ میں پنڈلیاں دبا رہا ہوں۔ وہ بار بار یہی کہہ رہے ہیں کہ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ مجھ میں اب بار بار بتانے کی طاقت نہیں۔ اور یہ سنتے نہیں ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں حضور اور ماریئے۔ یہ دوسرا گال حاضر ہے انہوں نے سنتے ہوئے پیار سے پھر ایک دو تھپڑ آہستہ آہستہ مارے۔ میں کہہ رہا ہوں حضور اور ماریئے حضور اور ماریئے۔ حضور میں نہیں اترں صاحب سے پوچھ لیا کروں گا۔ اور میں پنڈلیاں دبا رہا ہوں کہ اتنے میں مشرق اور شمال کی جانب سے آسمان پر ستاروں کی تعداد میں روشنائی اڑنے لگی ہے جو عجیب رنگ کی ہے جیسے آتش بازی ہوتی ہے اور بجلی کے گولے چمکتے ہیں۔ آناً فاناً میں آسمان بھر گیا ہے

اقبال نے سروج کمپنی میں بھیجا ہے۔ جب میں کمپنی میں پہنچا ہوں تو وہاں نانو بھائی کے پاس تار آیا ہوا ہے۔ وہ بہت گھبرائے ہوئے ہیں۔ کبھی ادھر جاتے ہیں کبھی ادھر جاتے ہیں۔ منوں بھائی مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ ماسٹر جی جہاں آپ نے بیکاری کے اتنے دن نکالے ہیں وہاں پندرہ دن اور نکال لیجئے۔ جہاں کام ملے کر لیجئے۔ بیٹھا اسی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ ادھر روپ بسنت بسوڑی نکلنے والی ہے۔ یہ سب سن کر میں واپس لوٹا تو برسات ہو رہی ہے اور میں بھیگ رہا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں گھر سے باہر نکلا ہوں تو ایک عورت مجھ سے پوچھنے لگی کہ کیا ہوا۔ میں نے جواب دیا کیا ہوا۔ میں تو پریشان ہو گیا ہوں اقبال کے لئے۔ وہ بولی۔ آپ پیٹا دل کر کے بیٹھے رہیں۔ ہم تو ایسے ہی دیکھتے رہتے ہیں۔ پھر پوچھا ہو کیا گیا ہے۔ میں نے کہا سنہ میں چھالے ہو گئے ہیں۔ وہ کہنے لگی۔ بائی لاسٹ ہے میں نے کہا۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ وہ بولی۔ اخیر میں پاؤں سوجھ جاتے ہیں۔ اس کے سوجے یا نہیں۔ میں نے کہا نہیں چھالے بھی ہو کر اچھے ہو گئے ہیں اور پاؤں بھی نہیں سوجے۔ ہاں درد تو رہے۔ وہ کہنے لگی۔ یہ وہ نشانیاں نہیں ہیں۔ پھر اس کو کیا ہے؟۔ پھر وقت نزدیک دس بجے دیکھا کہ ننھی اور ننھے خان ہیں اور حسین کی ریہرسل ہو رہی ہے۔ میرا تھا کرا رہی ہے۔ میں نے ننھے خان سے کہا اپنے آپ کو بچانا پھر میرے وطن میں اقبال سفید کپڑے پہنے ہوئے مجھ سے کہہ رہی ہے کہ ہاں یہ لوطا لے چلو اور خوب لے لو۔ تمہاری اپنی چیز ہے۔ کس کا ڈر ہے۔ صبح نکل رہی ہے یا شام ہو رہی ہے۔ کوئی پردہ نہیں ہے۔ پھر میں کہتا ہوں ریا خدا رحم کر یہ پروردگار رحم کر

پانچسواں خواب:۔ وقت عطارد و نمر صبح دیکھا کہ میرے ہاتھ میں لکڑی ہے اور میں نے کمبل اوڑھا ہوا ہے۔ لکس میرا فقیری ہے سڑک پر جا رہا ہوں۔ اور یہ بہت ہی جوش میں پڑھ رہا ہوں۔ اللہ تو سانوں دے فضل اللہ تو سانوں دے فضل اللہ ساڈے لئے لا فضل تو لوگ اوڑے ہوتے میرے سامنے آ رہے ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھ کر تعریف کر رہے ہیں۔ کچھ کہتے بھی آتے ہیں۔ میں نے لکڑی جو پھرائی ہے تو وہ بھونک کر بھاگ گئے۔ پھر پڑھتے پڑھتے میں ایک بہت بھاری مسجد میں جا کر کھڑا ہو گیا ہوں۔ پھر وقت ۱۰ بجے شام دیکھا کہ غلام علی بھائی کے ہاں مہمان ہیں۔ مجھے قرضہ لینا ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں۔ دیکھو میری کیا حالت ہے ابھی سے گھر متا گھومتا خبر نہیں میں کس وقت آؤں گا۔ کام بہت ہی جلدی کرنا ہے۔ پس کر بھائی۔ "میری عزت خوب کی ہے پھر ایک شہر میں سرکس کمپنی آئی ہے اور ایک مورتی مسلمان مولانا کے ہاتھ پر رکھی ہوئی ہے۔ شہر میں اکرا کا ہلوس نکلا ہوا ہے۔ لمبے لمبے آدمی جانوروں کے میک لگائے ہوئے گھومتے پھر رہے ہیں۔ میں نے یہ سب دیکھ کر کہا۔ یہ لوگ صرف روکھا ناکھانے کیلئے یہ سوانگ بنائے پھر رہے ہیں۔ اور رہنے کے لئے ٹانگ رہے ہیں۔ پھر سرکس کمپنی کے اشتہار بٹ رہے ہیں۔ پھر روزہ کھولنے کا وقت ہے تو ہنس راج فروٹ لے کر آیا ہے اور چھیل چھیل کر برتن میں رکھتا جاتا ہے۔ بھابی سبزی مانگ کر تیار کر رہی ہے تو بیگم بی بی بول کر ہم ایسے نہیں جو منع کریں۔ لیلو اور لیلو اور لیلو۔ پھر جاتے وقت رام بھری ہوئی آئی۔ اسمیں جگہ نہ تھی تو دوسری رام کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ پھر فضل کریم

چوبیسواں خواب:۔ وقت شمس ۵ بجے دیکھا کہ ایک بیمار اچھا ہوا ہے۔ پھر ایک بہت بڑے دریا میں دو جہاز چل رہے ہیں۔ ایک چھوٹا ہے اور ایک بڑا۔ بڑے جہاز میں میں ہوں اور چھوٹے میں اقبال ہے۔ پانی ایک دم زور میں ہے۔ چھوٹا جہاز جو ڈگمگایا تو اقبال کہہ رہی ہے اللہ خیر اللہ خیر بچا۔ میں نے کہا یہ ایسے ہی دریا میں چلتے ہیں۔ ملاح اس کو سنبھال رہا ہے۔ ہمارے جہاز کی بھی ہو سکتا ہے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں ہزاروں چیزیں بہتی آ رہی ہیں۔ میں نے کہا یہ تو وہی چیزیں ہیں جن سے آدمیوں کو قتل کیا ہوا ہے۔ کپڑوں نے دریا میں بہا دیں تاکہ پکڑے نہ جائیں۔ پھر ہم گاؤں میں پہنچے ہیں۔ وہاں بھی پانی بہت زوروں پر آیا ہوا ہے۔ اور جہازوں کا مالک ڈیسے لیٹا ہوا ہے۔ میں نے کہا ڈیسے شاہ تم کو آمدنی تو بہت آتی ہو گی۔ انہوں نے کہا اب تو ہم نے اپنے حصے بیچ دیئے۔ میں نے پوچھا کتنے میں اتنے میں حیات بی بچھاتی کہنے لگیں کہ اگلے دن محکم گوندل نے رکنی کا حصہ بیچا ہے۔ میں نے کہا کتنے میں۔ بولیں تھا تو ۱۰ ہزار کا۔ مگر انہوں نے ۱۱ ہزار میں بیچ دیا ہے۔ میں نے ڈیسے شاہ سے کہا کہ آپ کے نام نیوی گیشن ہے نا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ لیکن جب لاہ کی تھے تو ہمارے پاس حصے تھے ان کے بعد ہم نے حصے بیچ ڈالے۔ پھر ۶ بجے شام دیکھا کہ مہ جبیں مجھ سے کہہ رہی ہے کامیاب ہوا ہے اور پھر کامیاب ہے اور پھر کام ہوا ہے۔ میں نے پوچھا کتنی دفعہ۔ وہ بولی۔ سات ہے پانچ دفعہ۔ اور بھی دیکھا جو بہتر تھا۔

پچیسواں خواب:۔ وقت زحل و قمر صبح ۶ بجے دیکھا کہ پنڈاد خان میں گھر سے میں آم کھا کے نکلا ہوں۔ بازار میں دیکھا تو ادھر بھی آم ہی آم پڑے ہیں۔ وہاں سے بھی میں نے آم لئے اور جا رہا ہوں کہ راستے میں ایک آم گر گیا۔ اس کو اٹھا کر کھایا تو وہ بہت ہی میٹھا تھا۔ جاتے جاتے دیکھا کہ ایک دھنیے کی دکان میں عورتیں ایک کھیل کھیل رہی ہیں جو کہ بہت ہی عجیب ہے میں دیکھتے ہی دنگ رہ گیا۔ ایک عورت

پہنے ہوئے ہیں۔ پیٹ کھلا ہے۔ میں نے جوان کی ناف پر ہاتھ رکھا تو وہ دونوں ہنسنے لگیں۔ پھر وقت مشتری ایک بجے دیکھا کہ بھابی وزیر مجھ سے کاغذ پر ایک گانا لکھوا رہی ہیں" چوڑیاں گر اندے نہ جائیں دے نہ آئیں ڈھول پتلیاں دے ساڈاں دال"۔ پھر دوسرا گانا شروع کیا" بالم آئے بسو مورے من میں" بھابی بولیں یہی دو گانے کافی ہیں۔ اور گوہر پارٹ کر رہی ہے۔ مشرق کی طرف اقبال ہارمونیم ماسٹر بنی ہوئی ہے اور باجا بجا رہی ہے۔ پھر وقت شمس دیکھا کہ ایک درخت سے شاخ لٹک رہی ہے۔ میں نے پکڑ کر چڑھنا شروع کیا۔ جو بہت ہی مشکل ہے تو نول بھائی مجھے سنبھالنے کے لئے آئے ہیں۔ اور اس فکر میں کھڑے ہیں کہ گرے تو سنبھالوں اتنے میں وہ شاخ ٹوٹ گئی۔ اور میں ویسے کا ویسا ہی اٹکا ہوا ہوں۔ جب میں خوشی سے نیچے اترا تو میری لڑکی خورشید بھی موجود ہے۔ وہ فوراً کہنے لگی یا گریز لوگ، ایک نیا قانون پاس کرنے والے ہیں کہ کوئی مرد یا عورت کسی دریا یا پل کو نہیں جا سکتے۔ پہلے اس طرف جاؤ جہاں عہد و پیمان لیا جاتا ہے۔ سنتی ہوں کہ وہ لوگ اپنا چھپا ہوا اخبار ۲۵ روپے دیتے ہیں اور مارتے بھی ہیں اور یہ بھی قانون ہے کہ درخت کے پاس بھی اکیلا مت جاؤ۔ یہ سب اس لئے کہ لوگ کمال حاصل کر لیتے ہیں۔ (میرے اللہ میں مجسم گناہ ہوں تو مجسم رحمت ہے۔ مجھ پر رحم فرما۔)

سنہ ۱۳۵۵ھ

شوال المکرم

پہلی رات:۔ وقت صبح دیکھا کہ بھابی وزیر سے میرا وصل ہوا ہے۔ پھر وقت زہرہ دیکھا کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس سے تو پرگیز کی بادشاہت بہت بڑی اور پرانی ہے۔ اس کی ملکہ میری دوائی سے اچھی ہوئی ہے۔ ایک بزرگ نے کہا کہ مروح کی قسم ایسا ہی ہے۔ میں نے کہا وہ کیسے۔ انہوں نے کہا کہ **روح** اور **حضرت نفس وزیر روح عالم** اور **حضرت علی مشکل کشا** کی قسم یہ ایک ہے یعنی یہ چار درجے ہیں تو وہ اچھی ہو گئی ہے کیوں کہ معلوم ایسا ہوتا تھا جب وہ سڑک پر جاری ہوا اور پیچھے جا کر کوئی پکڑے تو صرف روح ہی روح نظر آتی ہے۔ پھر دیکھو تو پوری عورت معلوم ہوتی ہے اور یہ سب برکت حضرت بڑے کی روح کی ہے (میرے پاک رب تو اپنی قدرت کاملہ کا جلوہ دکھا)۔

دوسری رات:۔ وقت مشتری صبح ۷ بجے دیکھا کہ ایک روم میں چارپائی پر لیٹا ہوا ہوں اور میرے سرہانے پنیٹری کا سامان بہت سی فلمیں پڑی ہیں۔ یہی میرا گھر ہے۔ ایک ہندو برہمن آیا اس کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے و دیارتھی ہیں۔ مجھ سے کہا کہ آپ کی عورت اقبال کہاں ہے۔ میں نے کہا۔ گھر میں نہیں ہیں؛ کیوں؟ کہا۔ وہ ذرا چلتی تو ان بچوں کو اسکول میں داخل کرا دیتی۔ کیونکہ وہ اسٹرلنگ میں اور ہندو مسلمانوں کی لڑائی بند ہو چکی ہے۔ شہر میں امن ہے۔ میں نے کہا۔ میں اپنی عورت کو غیر کے ساتھ کیسے چھوڑ دوں اول تو وہ گھر میں نہیں۔ تو وہ مجھ پر غصہ ہو گیا۔ اور کہا کیسے گھر میں نہیں۔ تم کو میرے ساتھ بھیجنا پڑے گا۔ میں نے کہا۔ ارے جاؤ بھاڑ میرے غصے کو دیکھ کر وہ چلا گیا۔ میں نے سنا اس نے بازار میں کہا کہ ماسٹر علی بخش نے مجھے گالیاں دی ہیں تاکہ لوگ بھڑکیں، لیکن کسی نے اس کی بات سنی ہی نہیں۔ میں پڑا پڑا سوچ رہا ہوں اگر کوئی آ کر پوچھے گا تو میں تو کہہ دوں گا کہ میرا کام تو یہی پنیٹری ہے۔ اتنے میں چچا تاؤ دروازے میں کھڑے پوچھ رہے ہیں کیوں علی بخش تمنے اس ہندو کو گالیاں دی ہیں۔ تاکہ لوگ بھڑکیں۔ لیکن کسی نے اس کی بات سنی ہی نہیں۔ میں پڑا پڑا سوچ رہا ہوں اگر کوئی آ کر پوچھے گا تو میں تو کہہ دوں گا میرا کام تو یہی پنیٹری ہے۔ اتنے میں چچا تاؤ دروازے میں کھڑے مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ کیوں علی بخش تم نے اس ہندو کو گالیاں دی ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ اور میں نے چچا کو پوری کیفیت بتا دی کہ میں اقبال کو اس کے ساتھ اکیلا کیسے بھیج دیتا۔ چچا بولے:۔ اچھا کیا تم نے نہیں بھیجا۔ ورنہ اس میں دھوکا تھا۔ پھر نانو بھائی کا گھر ہے دوپہر کا وقت ہے آؤٹ ڈور سین تیار ہے۔ ہم لینے کیلئے جا رہے ہیں۔ رامو بھائی فہرست تیار کر رہے ہیں۔ پھر میرا بمبئی والا گھر ہے۔ بھابی وزیر فروٹ بانٹ رہی ہیں۔ اتنے میں والدہ عبدالوہاب آئیں۔ ان کو بھی ایک سنگترہ دیا تو میں رو رو کر کہہ رہا ہوں میرا کوئی ہوتا تو مجھے کبھی پھل نہ ملتا۔ بھابی کو مجھ پر ترس آ گیا اور کہا آپ ایسا نہ کہو لو آپ دو لے لو۔ یہ ایک سیب اور ایک سنگترہ ۵۔ میں انکار کر رہا ہوں اور وہ مجھے منا رہی ہیں۔ (فضل کر رب ہم پر)۔

اور ایک مشعل جھولے کی طرح اڑتی ہوئی ایک مکان پر گری اور گر کر پھر اڑنے لگی ہے۔ ہم لوگ چھت پر بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا، آج ہندوؤں کا تہوار ہے وہ اڑا رہے ہیں۔ چاہے آگ ہی لگ جائے ہم تو منع نہیں کرتے۔ پھر وقت عطار دو دیکھا کہ کوئی دوائی کا ذکر ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے یاد ہے اور مجھے اس کا علم ہے۔ پھر وقت قمر ایک بجے دن دیکھا۔ تین بھابی سے کہہ رہا ہوں کہ تم نے یہ بات کر کے میرا کلیجہ جلا دیا ہے۔ یہ مہ جبین نے سنایا یا منھو نے تو ایسی ہی الائی بخرم میں نے سنائی نہیں۔ آپ کو بھائی کر کتنے برس ہوئے۔ کہا تین برس۔ میں نے کہا ان تین برسوں میں میں نے تمہارا عاشق نہ بنا۔ اصل بات یہ ہے کہ تمہاری اصلیت ابھی نہیں۔ یہ تو مجھ پر میرے مولا کی طرف سے سخت آیا ہوا ہے۔ میں تم سے ہنس کر باتیں کر لیتا ہوں اور میرا وقت کٹ جاتا ہے۔ ورنہ ہم ایسے آدمی ہیں جو کچھ منہ سے کہا ہو گیا۔ ہم بے ایمان نہیں ہیں۔ اچھا خوش رہو تم نے اور سردار نے میرے لئے بہت ہی بڑی مثال قائم کی ہے۔ پھر دیکھا کہ عید آئی ہے۔

اٹھائیسواں خواب۔ وقت مشتری ۵ بجے دیکھا کہ میں خورشید سے کہہ رہا ہوں۔ لکھ مردہ زندہ ہو رہا ہے اور بادشاہ بدلے جا رہے ہیں۔ اتنے میں بھابی سفید کپڑے پہنے ہوئے آئیں اور ہنس کر کہا، آپ کی یہ حالت۔ میں نے کہا، ہاں۔ ابھی ہماری حالت ویسی ہی ہے بدلی نہیں ہے۔ بھابی مذاق کیوں کرتی ہیں۔ پھر وقت زہرہ ۲ بجے دیکھا کہ میں بھابی وزیر سے کہہ رہا ہوں کہ چار درجے تھے۔ تین تو اللہ نے پورے کر دیئے اور چوتھا بھی بڑی جوشش و خروش سے پورا ہو رہا ہے۔ جس کا جواب نہیں۔ تم اور میں لکھ کر زور لگائیں تو وہ نہ کیں ہوں گی کیوں کہ اللہ نے مجھے کامیاب کیا ہے۔ (پروردگار تیرا جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔)

۲۹۔ وقت زہرہ شمس صبح ۵ بجے دیکھا کہ بھابی وزیر روتی ہیں۔ کیوں کہ سپتال سے ناشو کو لینے جانا ہے۔ میں نے بھابی سے کہا، تمہیں بھی ٹوکریاں اٹھانی ہوں گی۔ انہوں نے کہا، بھیا یہ تو آپ خود جانتے ہیں کہ میرے دل کی کیا حالت ہوگی۔ پھر وقت قمر ۲ بجے دن دیکھا کہ میں سورج کے آنس میں بیٹھا لکھ رہا ہوں کہ بابو کیرو مین آیا اور مجھ سے کہا کہ ذرا تم باہر نکل جاؤ۔ کہ لیٹھ تو ہے ہی نہیں۔ میں نے کہا میں نہیں نکلوں گا۔ تو نے مجھے سخت رنج دیا ہے۔ اتنی سخت کلامی سے بولتا ہے۔ آخر میں بڑا ہوں اور تو مجھ سے چھوٹا ہے۔ اتنے میں نول بھائی آ گئے اور کہا جانے دیجئے۔ یہ بے وقوف ہے۔ میں نے نول بھائی سے کہا اس کو تو ہی گھسیٹ ہے نا کہ یہ سیٹھ کے بال اکھیڑتا ہے مگر میں یہ لکھ دیتا ہوں، نہ جو بات مجھی میں نا بھائی سے کہہ دوں ٹلے گی نہیں۔ وہ ضرور میری سن لیں گے۔ پھر نول بھائی نے کہا جانے دیجئے یہ بے وقوف ہے۔ میں نے کہا، نول بھائی مجھے بہت صدمہ ہوا اور میں یہ بھی لکھ دیتا ہوں۔ یہ جہاں بھی جائے گا۔ کبھی عزت نہ پائے گا۔ جس طرح اس نے میرا دل دکھایا ہے اسی طرح خدا اس کا بھی دل دکھائے گا۔ پھر نول بھائی نے مجھے الگ کرتے ہوئے کہا کہ جانے دیجئے۔ پھر وقت مشتری ۱۰ بجے دیکھا کہ ایک ناٹک ہو رہا ہے۔ پبلک حد سے زیادہ آئی ہے۔ ناٹک کا کام میرے سر چل رہا ہے۔ میں نے رحمت علی ہارمونیم ماسٹر سے کہا اس کا سُر گندھار اتار دیجئے۔ اسٹیج پر ہارمونیم کا بجا رکھا ہے۔ پبلک کی طرف سے فرمائش ہوئی ہے۔ رداس والے بشیر کا گانا ہے۔ میں نے رحمت علی سے پھر کہا کہ اس کا سُر گندھار رکھئے۔ کالا کوئل اترا تو وہ بوریا بستر لپیٹنے جا رہے ہیں۔ سارے گاما پا دھا نی سا۔ میں نے کہا یہ آپ نے کیا کیا۔ خدا کی قسم میں وہ ماسٹر ہوں کہ دنیا کو معلوم ہے۔ باجے پر تو بیٹھ گئے لیکن ہاتھ رکھنے کی آپ کو تمیز نہیں۔ وہ سگریٹ بھی پیتے جا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ تم نے تو مجھے بالکل انجان بنا دیا۔ کیا میں سر بھی نہیں دے سکتا باجے کا۔ رحمت علی نے کہا کہ آپ کے گلے کو وہ چیز گوائے۔ یہ گائے گا بھی بہت اچھا اور چیز بھی بہت ہی دھمر یہ طریقے کی ہے۔ پھر طبلہ ٹھیک نہیں بج رہا ہے تو میں نے اپنے ہاتھ میں طبلہ لے لیا ہے اور میں چارتار کی گت بجا رہا ہوں۔ پبلک کی طرف سے بہت ہی شور و غل مچا ہوا ہے۔

تیسویں رات۔ وقت زحل صبح ۵ بجے دیکھا کہ میں ایک آدمی کے ساتھ فصل کاٹ کے گدھے پر لاد کر لئے جا رہا ہوں۔ ساتھ والے آدمی نے کہا، ادھر سے چلیں۔ میں نے کہا ادھر سے دور پڑے گا۔ ادھر سے میرے گاؤں کا راستہ بالکل قریب ہے جو صرف میل یا ڈیڑھ میل ہے۔ اس کے بعد میں بھابی وزیر سے کہہ رہا ہوں۔ واہ بھابی ماشاء اللہ تو اندر گھٹ والا ٹھیک بندوبست کیا ہوا ہے۔ پھر وقت زہرہ ۵ بجے دیکھا کہ چار بادشاہ مشرق زمین پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے مجھے آرلسٹ سمجھ کر اپنے پاس بلایا ہے۔ مجھ سے اور بھی آدمیوں سے کچھ آرٹ کے متعلق بات چیت کا ذکر ہے۔ پھر جناب باری کی رحمت کا نزول ہے کہ وہ ہمیشہ تمہاری خادمہ ہی رہے گی۔ پھر بھابی اور نھو ہمارے گھر میں گائے کا گوشت پکا رہی ہیں۔ بے حد خوشبو آ رہی ہے۔ بھابی شلوار

بھابی بولیں۔ کون جائے کہ خربوزے لائے کیونکہ اندھیرا ہے۔ بھابی نے میری طرف اشارہ کیا کہ یہ چلے جائیں گے۔ میں نے کہا کہ لاؤ پیسے میں جاتا ہوں۔ بھابی نے ایک روپیہ دیا میں جانے لگا تو ان کی ماں ہنسنے لگیں۔ پھر ایک کتاب، پراگریزی میں لکھا ہے، نیو تھیٹر فلس۔ یعنی بک لیٹ ہے۔ لکھنؤ بک ہو رہی ہے اور مدھوک کی فلمیں بھی بنیں گی۔ میں نے کہا۔ وقت کی بات ہے ورنہ یہ دنی مدھوک ہے جس سے بات بھی کوئی نہیں کرتا تھا۔ مگر یہ سب کے سب بزنس کے کام ہیں۔ بزنس بہت ہی اچھی چیز ہے اور تمہیں ایسی بے حد نازل ہوئی ہیں جس کا جواب نہیں۔ پھر گنگا پرشاد آئے اور بہت ہی بحث و مباحثہ کے بعد مجھے زبردستی دس روپے دینے لگے اور یہ کہا۔ آپ برا نہ مانیں۔ میرے دل نے کہا کہ دیدو۔ مجھے امید ہے آپ ضرور لے لوگے اس لئے کہ میں برہمن ہوں یہ سب ظاہری باتیں ہوتی ہیں (رب العلی تیرے سہارے بغیر ہم چل ہی نہیں سکتے) **مساوات خواب**:۔ وقت زہرہ و عطارد دیکھا کہ بھابی نے جس چیز کا مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ چیز انہوں نے مجھے دیدی ہے پھر ایک چیز لیکن اس کے حصے تین ہیں۔ **آٹھواں خواب**:۔ وقت زہرہ و عطارد ایک بجے شب دیکھا کہ آج بھابی پھر مجھے ملی ہیں اور وہ چیز میں ڈبل دے گئی ہیں۔ پھر ایک راستہ پر ایک پٹھان کھڑا ہے جو غزنی جیسا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کپڑے پہنے ہوئے زمین پر بیٹھا ہوں اور چپل پہن رہا ہوں۔ تو وہ چپل میرے پاؤں میں ایسی فٹ کہ کیا کہنا ہے وہ پٹھان نذر اللہ اور نیاز حسین کا کہہ کر مجھ سے کہنے لگا کہ میری والدہ کی روح کی قسم۔ مجھے بھی کپڑے ایسے ہی فٹ آئے ہیں اور چپل بھی کہ کچھ پوچھو۔ وہ پٹھان بھی سید ہے اور میں بھی سید ہوں۔ پھر ڈھاکہ خلافت والا ایجنٹ نیچے کھڑا پکار رہا ہے۔ ماسٹر صاحب ماسٹر صاحب۔ اور لوگوں سے پوچھ رہا ہے۔ ماسٹر صاحب اوپر ہیں۔ میں اوپر اگاسی میں بیٹھا ہنس رہا ہوں۔ میں بدن پر صرف لنگی باندھے ہوئے ہوں۔ یہ سب سن کر میں سیڑھیوں کے پاس آکر کے کھڑا ہو گیا۔ وہ نیچے ہی سے بعد سلام کے کہتا ہے خیریت، تو ہے میں نے آسمان کی طرف دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور کہا خیریت ہے (رحم کر مولا) **نواں خواب**:۔ وقت عصر ۲ بجے دیکھا کہ پہلے بھابی کو رہا ہیں پھر اقبال ماں کے ہاں گئی ہے۔ اور مہ لقا ادھر روتی ہے۔ اس نے خالہ ماں کو بھیجا کہ جا مہ لقا کو لے آ۔ تو خورشید بھی ساتھ میں گئی اور وہ بہت سی عورتیں تھیں ہیں۔ پھر چچا علی بخش اور بھابی ہیں۔ بھابی نے مجھ سے پنسلی اور سے لکھوایا ہے اور اس میں میری بہت ہی تعریف لکھی ہے۔ چچا علی بخش بولے۔ ماسٹر جی وزیر تو آج آپ کی تعریف کرتی ہے لیکن نوراہی آنکھ بدل دے گی۔ یہ اس کی عادت ہے۔ پھر کسی اور کی تعریف کرے گی اور اس سے کہے گی کہ اس کی تعریف تو میں نے لوگوں کے دکھانے کیلئے لکھی تھی تاکہ وہ خوش ہو جائے۔ ورنہ علی بخش کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر میں سفید کپڑے پہنے ہوئے ہوں کہ ایک عورت آئی اور آتے ہی اس کی ضرب سے میری شلوار ذرا سی پھٹ گئی۔ میں نے کہا تو دیکھتی بھی نہیں تو نے میرا پاجامہ پھاڑ ڈالا۔ وہ بولی میں نے جان بوجھ کے تھوڑی پھاڑا ہے۔ اگر پھٹ گیا تو کیا ہوا کھدر کے تو ہیں کون سے میں نے قیمتی کپڑے پھاڑ دیئے۔ میں نے کہا یہ انصاف بھابی پر ہے۔ جیسے میرے کپڑے کھدر کے ہیں ایسے تو تیرے بھی ہیں۔ پھر ناشو کی قمیض سل چکی۔ صرف لگانی باقی ہے۔ جتی بخش آئے ان کے ہاتھ میں سفید چندیاں ہیں۔ جن میں لال دوڑے ہیں یہ بھابی کے گلے کو لگانے کے لئے لائے ہیں۔ اب میں صرف لنگی پہنے ہوئے چارپائی پر بیٹھا ہوں۔ انہوں نے مجھے دیدیئے اور ناشو کے گلے میں کاکپڑا زمین پر پڑا ہے۔ جتی بخش نے قینچی سے کاٹ کر درزی سے کہا۔ ایسا کاٹنا چاہیئے کہ بیچ میں سے کالر بھی نکلے۔ اور میں نے ململ کے ٹکڑے جتی بخش کو دیدیئے۔ اور ہمارے گھر میں پھپھڑے اور کلیجی خوب بھن رہی ہے جس کی خوشبو آرہی ہے تو میں جتی بخش کو سنا کر کہہ رہا ہوں۔ تین برس تو بیٹھ گئے۔ لیکن خیر کھانے تو اعلیٰ سے اعلیٰ کھائے ہیں۔ پھر وقت صبح ۴ بجے دیکھا کہ ایک آدمی آکر مجھ سے کہنے لگا کہ صاحب آپ پر بھی اس وکیل نے مقدمہ کیا ہے کہ میرا لڑکا اس گیند کی ہٹ سے مرا ہے جو جتی بخش نے ماری تھی۔ اور انہیں ماسٹر علی بخش بھی ہے میں نے کہا۔ اس نے کوئی بے ایمانی ضرور کی ہو گی۔ مجھ پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ کیوں کہ اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر موجود ہے کہ ہم نے گیند ماسٹر علی بخش کے کھیت میں سے اٹھائی ہے اور اس تحریر کی رو سے مجھ پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔ مقدمہ میرے حق میں ہے۔ پھر میرے گھر میں اقبال اور بھابی ہیں۔ بھابی اقبال کی ماں کے ہاں جانا چاہتی ہیں۔ مگر ڈر سے انہیں جاتیں۔ اقبال نے مجھ سے کہا۔ اگر آپ اجازت دیں تو بھابی ذرا ماں کے ہاں چلی جائیں گی۔ میں نے کہا۔ میں کیا کہوں۔ بھابی کو جانا ہو تو جائیں۔ پھر بھابی نے کہا اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ذرا چلی جاؤں۔ ورنہ میں ہرگز نہیں جاتی۔ میں نے کہا جاؤ۔ لیکن جلدی آنا۔ وہ نہیں گئیں۔ ان کو تو صرف میری رائے معلوم کرنا تھی۔

دسویں رات:۔ وقت شمس صبح دیکھا کہ ایک میدان ہے وہاں چھوٹے چھوٹے کالے جانور حکومت کرتے ہیں وہ انسانوں کے سخت دشمن ہیں اور انسانوں کا خون پیتے ہیں مجھے گاڑی دکھائی گئی ہے مگر میں پیدل ہی گیا ہوں۔ میری گود میں ناشو ہے اور میں پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا ہوں کہ ایک جانور نے ناشو کو چھیڑا۔ تو وہ غصہ ہو کر حملے پر حملے کرنے لگا۔ میرے ہاتھ میں اسی پیپل کی ٹہنی ہے۔

تیسرا خواب:۔ وقت عطارد ۸ بجے دیکھا کہ میں کچھ آدمیوں کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ روشن آرا نے گانا ایسا گایا کہ سبحان اللہ اور روتی ہے۔ ایسی پکی جس کا جواب نہیں اور بن خور کا کھیل ہوا ہے اور بھی بہت کچھ بہتر دیکھا تھا جو یاد نہیں رہے آنا بائیوں سے محفوظ رکھنا

چوتھا خواب:۔ وقت مشتری صبح ۸ بجے دیکھا کہ میں اگاسی میں بیٹھا ہوں اور بھائی وزیر مدلقا کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ بھائی ڈیسیا آئے اور لگے بھائی کو بتانے وہاں میں ایسا گایا ایسا گایا اور پھر گانا شروع کر دیا۔ ٹھیکہ والے نے ٹھیکہ لگایا اور راگ شروع کیا۔ میں نے کہا بھائی ڈیسیا۔ روتا نے بھی اسی کو آنا۔ جو آپ نے راگ گانا ہے ایک تان بھی نہیں آئی۔ آج آپ خود ہی نمٹ گئے۔ بھائی ڈیسیا ہنس کر وہ

پانچواں خواب:۔ وقت شمس ۱۰ بجے دیکھا کہ میں اور دوسرا آدمی ایک گاڑی سے اتر کر دوسری گاڑی میں جانے کے انتظار میں ہیں۔ لوگ کہہ رہے ہیں وہ آئی۔ وہ آرہی ہے۔ میرا خیال تھا جو سویا ہوا تھا۔ میں نے اسے جگایا۔ وہ مالی حالت سے غریب تھا۔ کہنے لگا کہ سردی لگ رہی تھی اس لئے ذرا سو گیا تھا۔ پھر پنڈت دادو خاں کا ڈاکخانہ ہے۔ پوسٹ ماسٹر صاحب سفید صافہ باندھے کرسی پر بیٹھے ہیں۔ صبح کا وقت ہے لوگ اپنے خط دار دسی آرڈر لینے گئے ہیں۔ میں بھی اپنے روپے لینے کے لئے کھڑا ہوں اس لئے کہ مجھے سے

بھیجے ہیں۔ ایک آدمی دستخط کر رہا ہے۔ کیرشر اٹھا اور ۳۵۰ روپے کے نوٹ نکال کر پوسٹ ماسٹر صاحب کو دے دیئے۔ یہ روپے جو دستخط کر رہے ہیں، ان کو دیئے جا رہیں۔ دیکھا کہ محمد بھائی پوسٹ میں گھوم رہا ہے۔ میں نے اس سے کچھ پوچھا تو ایک کلرک نے مجھے

میں کہا (Not A fid) ناٹ اے ایڈ۔ میں پیچھے ہو گیا۔ شاید مجھے باہر نکال دیں۔ ایک عورت بھی روپے لینے آئی ہے اس کو روپے بھی مل گئے۔ میں نے محمد بھائی سے پوچھا۔ میرا منی آرڈر آیا ہے یا نہیں اس نے سر کے اشارے سے کہا۔ نہیں اور گاڑیاں آرہی ہیں جس گاڑی میں ہم ہیں جا رہی ہے۔ اس میں ۳ سیٹ باقی ہیں ایک، دوسرے آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ گاڑی کے متعلق کہ جس آئی پی کی گاڑی ایسی ہے کہ گھنٹہ ملنے پر اس کی مہربانی اپنی ہے کہ ذرا دھیمی رفتار سے چلے ورنہ گھڑی تو ہرگز نہیں ہوتی۔ اتنے میں گاڑی آئی اور چل پڑی اور میں چلتے باہر کا نوٹا کر کر چڑھ گیا۔ پھر وقت تقریباً صبح ۱۰ بجے دیکھا کہ لوگ، میرے گھیت کے قریب گیند کھیل رہے ہیں گیند ایک، وکیل کی ہے انہیں جتی بخش ظفی ہیں۔ میرے گھیت میں پانی بھرا ہوا ہے۔ ایک دفعہ گیند کو ایسی ہٹ لگی کہ میرے گھیت میں آکر گری۔ اور بیچ میں نیر رہی ہے تو وکیل صاحب اور ایک اور آدمی مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا صاحب اجازت تو ضرور دے دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ صاحب یہ بیوپار ہے۔ آپ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن میرے رجسٹر میں لکھ دو کہ ہم نے ماسٹر علی بخش کی زمین میں سے گیند اٹھائی۔ انہوں نے کہا اچھا اور گیند نکال کے رجسٹر کر کے چل دیئے۔ بعد میں خبر ملی کہ انہوں نے جاتے ساتھ خون کا مقدمہ عدالت میں دائر کر دیا ہے۔ حالانکہ پٹ جتی بخش نے ماری تھی اور وکیل نے میرا نام مقدمہ میں لکھوایا ہے۔

چھٹی رات:۔ وقت زہرہ وعطارد ۲ بجے دیکھا کہ میں نے ایک بہت ہی عالی شان مسجد میں عید کی نماز پڑھی ہے اور سید اصغر علی صاحب، سفید صافہ رضائی کوٹ پہنے ہوتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کپڑے کہ جھرسلے سے ہیں۔ کہا نیا روز سے۔ پھر میں نے کہا۔ ابھی تو حضور دیکھتے بھی نہیں۔ میرا خیال تھا آپ کو اپنے خواب کی دن سنائوں۔ اتنے میں مائی۔ آنبال اور بہت سی عورتیں آئی ہیں ان میں باتیں ہو رہی ہیں۔ مائی نے مجھ سے کہا۔ میں مصرانی کے پاس گئی تھی۔ انہوں نے کہا۔ دو شلیں لکل جائیں تو ہیرہ کا چانس تمکو بدھوک ضرور دے گا۔ میں نے کہا۔ میں تو بدھوک کے پاس گیا تھا۔ انہوں نے تو کام کے لئے کچھ بھی نہیں کہا۔ روشن آرا کی ماں ان کو کہتی ہیں کہ لیس چین نہ لیتے دیا جائے تو ضرور ہی چانس مل جائے گا۔ ہم سب کو کوشش کرنا چاہئے۔ پھر وہ بھنے ہوئے چنے لائیں سب نے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ میں نے بھی اپنی مٹھی بھری۔ یہ کہتے ہوئے کہ ہوئے تو بہت ہی سخت ہیں مگر کھانے میں لذیذ ہوتے ہیں۔ اقبال کہنے لگی آپ گھبرائو نہیں۔ اب ضرور جلدی ہی ہیرہ کا کام مل جائے گا۔ پھر بچن کو لڑکی ہوئی ہے سب اسی کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ پھر بھائی وزیر بیٹھی ہے میں نے کہا میری عرضی کا تم نے کوئی جواب نہ دیا۔ صرف وہ دو چیزیں تو مل جائیں۔ انہوں نے کہا۔ میں اسکو اور تو کچھ نہیں کہتی کہ آپ کی منزل ہے۔ میں نے کہا اسمیں کوئی حرج نہیں۔ منزل اور ہے اور یہ اور ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ یہ دو چیزیں جو خوبصورت۔ ہیں وہ حسن پر مہربان ہوتا ہے تو اس کو دیتا ہے۔ اب ایک، دو دن میں آپ کو ملتی ہوں۔ آپ نہ گھبرائیں۔ اور میں نے خوب صورتی کی بہت ہی تعریف کی ہے پھر وقت مشتری ۲ بجے دیکھا کہ بھائی کی والدہ اور بھائی بیٹھے ہیں۔ سامنے خربوزوں کا کھیت ہے۔ والدہ

چارپائی پر لیٹی ہیں۔ میں پاس بیٹھا ہوں تو بھابی کے ماتھے پر ہاتھ پھیر کر کہہ رہا ہوں کہ ہرگز نہیں۔ بھابی ایسی سخت تو نہیں۔ بھابی رونے لگ گئیں اور بہت ہی روئیں۔ اقبال ہنس رہی ہے۔ بھابی نے کپڑے بدلتے ہوئے کہا۔ مجھے تو بخار بھیج دو۔ مجھ سے تو اب تکلیف برداشت نہیں ہوتی میں نے ہنس کر کہا۔ میں تو ہرگز نہیں روانہ کرتا۔ پھر سڑک پر ایک بچے کو میں نے پھول وغیرہ دیئے ہیں اور بیگم بی بی نے اس کو اٹھایا اور پیار کرنے لگی۔ کہہ رہی ہے کہ اب تو بھی تو چھوٹا نہیں (رحم کر میرے اللہ)

پندرھویں رات:۔ وقت ۱۰ بجے دیکھا کہ میرے لنگوٹ کسا ہوا ہے اور میں ایک آدمی کے ساتھ جا رہا ہوں۔ جاتے جاتے میں سمندر میں ایک دم کود گیا ہوں۔ وہ آدمی کہتا ہے یہ کیا کرتے ہو۔ کدھر جاتے ہو۔ میں نے کہا میں نے روزی کیلئے تمام دنیا ڈھونڈ ڈالی۔ صرف یہ جگہ باقی ہے اس کو میں دیکھ لوں۔ جب سمندر کے بیچ میں پہنچا تو غوطہ کھایا۔ پھر میں تیرتا ہوا کنارے پر آ کر گھاس پکڑ کر باہر آ گیا۔ اس نے کہا کچھ ملا۔ میں نے کہا کچھ نہیں ملا۔ اس نے کہا۔ میں نہیں کہتا تھا اور منع کیا۔ لیکن تم نے جا کے ہی چھوڑا۔ میں نے کہا لے یا نہ لے ہم نے حیلہ کرنا تھا کیا۔ پھر وقت عشر کے ۷ بجے دیکھا کہ میں، لالہ میراں بخش اور حبی بخش ہم تینوں حبی بخش کے مقدمے میں جا رہے ہیں (رب العلمین دنیا والوں کو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائے)

سولھویں رات:۔ وقت شمس صبح دیکھا کہ بہت سے لوگ ہیں۔ ان میں بھابی بھی ہیں۔ میرا ایک بہت بڑا شاب ہے۔ میں فالاکوٹ پہنے ہوئے ہوں۔ اور کاری گر لوگ بہت ہیں۔ لوگ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ اس کھیل کا کیا ہوا۔ میں نے جواب دیا صبح سے کیرکٹر شروع کرا دیا ہے۔ وہ میں ہوں اور کہنے والا بھی میں ہوں۔ اور میرے منہ میں جانثار چراغ کا رپورٹ شروع ہو گیا ہے۔ میں یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ یہ کیرکٹر اس میری شکل سے بہت موزوں ہے (مولائے کریم اپنی رحمت میں مجھے ڈھانک لے۔

سترھویں رات:۔ وقت قمر صبح ۶ بجے دیکھا کہ بمبئی میں سے گھر بھائی اللہ دتا اور بھابی ساوہ دونوں آئے ہیں۔ بھابی خوب سجی ہوئی میرے پاس بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں نے حال احوال پوچھا۔ کہا بالکل خیریت ہے، ہاں کبھی کبھی بچوں میں لڑائی ہوتی رہتی ہے۔ باتوں باتوں میں معلوم ہوا شاید وہ میری لڑکی کا رشتہ مانگنا چاہتی ہیں۔ اس کے بعد سول کی جگہ ہے۔ تین قیدی ہتھکڑی میں جکڑے ہوئے پولیس کی حراست میں آئے ہیں۔ ان میں سے ایک کو پھانسی لگنے والی ہے۔ بہت لوگ تماشہ دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے۔ ایک سید وکیل صاحب آئے اور ان قیدیوں سے کہا کہ روٹی ٹھیک دیں۔ قیدی نے کہا کہ جی نہیں۔ اب تو ہمارا وقت قریب ہے۔ میں نے کہا۔ شاباش آپ کے ایمان کو۔ اچھا یہ تو بتایئے کیا واقعہ ہوا ہے۔ کب ہوا ہے۔ کدھر کے رہنے والے ہو، تو وہ سب رونے لگے اور مدعا قیدی نے واقعہ بیان کیا کہ ہم سب سرگودھے کے رہنے والے ہیں۔ مدعا قیدی ۱۵ برس سے قید میں ہے۔ میں ۳ برس سے ہوں اور اس نے تو پرسوں خون کیا ہے۔ یعنی اپنی عورت کو مار ڈالا ہے۔ میں نے کہا خیر یہ جو سید صاحب وکیل آئے ہیں۔ یہ بہت ہی زبردست تجربہ کار وکیل ہیں۔ اگر کسی کا جھوٹا مقدمہ بھی لے لیتے ہیں۔ تو وہ جیت جاتا ہے بس ان کا ایک لفظ کہنا ہے کہ مقدمہ فیصل ہو جائے گا۔ پھر بھائی اللہ دتا اور بھائی ساوہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے ناٹک کا کیا حال ہوا میں نے کہا ناٹک تو ختم ہوئے مدت ہوئی۔ اس کا نام و نشان بھی نہیں۔ پھر بھابی سے پوچھا۔ فلم کیسی بنتی ہے؟۔ میں نے کہا۔ فلم بھی تو اب کوئی نہیں بنتی البتہ جو پرانی فلمیں بن چکی ہیں۔ وہی چل رہی ہیں۔ جہاں ضرورت ہوتی ہے لوگ بک کر لیتے ہیں۔ (مولا میری مغفرت فرما)

اٹھارہواں خواب:۔ وقت صبح ۶ بجے دیکھا کہ بھابی آ کر ملی ہیں۔ پھر ایک دو منزلہ پر جہاں ہم رہتے ہیں۔ اقبال یا صالح بی سے کہہ رہا ہوں کہ جب ملتا تھا تو تم سب کے سب خوش تھے جب نہیں ملتا تو ناخوش ہو۔ وہ کہہ رہی ہے۔ میں بہت ہی خوش ہوں۔ پھر ایک بہت بڑی بھاری دکان ہے۔ اس میں ایک کتاب پڑی ہے۔ اس کے اوپر ایڈورٹائزمنٹ کے پرا اور آدمی کی شکل بنا ہے۔ جب میں نے ہاتھ میں لے کر دیکھا تو وہ تصویر قمر کی تھی۔ اور وہ قمر میں ہی ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ ہیں! یہ تو میرا ایڈورٹائز ہو گیا ہے۔ پھر اوپر مکان سے جب نکلتا ہوں تو برسات خوب مجھ پر پڑتی ہے اور میں بلک بھی ہو گیا ہوں۔ صالح بی کو بھی اچھی حالت میں دیکھا ہے اور بہت بہت نعمتیں مجھے ملی ہیں جس کا کوئی جواب و حساب نہیں۔ میرے کپڑے سفید ہیں۔ اور میں بہت ہی خوش ہوں۔

انیسواں خواب:۔ وقت شمس ۲ بجے دن دیکھا کہ ایک جگہ دو مکان ہیں۔ ایک تو میں اقبال کے ساتھ رہتا ہوں اور دوسرے مکان میں کوئی اور ہے کہ پیش امام صاحب آئے ہیں۔ مجھ سے کہنے لگے کہ حضور مجھے نہانا ہے۔ میں نے کہا قبلہ اس کمرے میں نہا لیجئے۔ اس پر انہوں نے انکار کیا۔ میں نے کہا حضور یہاں پر نہانے کا معقول انتظام ہے۔ آپ تکلف نہ کیجئے اور بے کھٹکے اس میں نہا لیجئے۔ اس پر وہ راضی نہ ہوئے۔ اور وہ واپس جانے لگے۔ میں نے کہا کہ حضرت ذرا ٹھہریئے۔ میں نے پھر کہا۔ قبلہ اس کمرے میں نہا لیجئے

اسی سے اس کو مار رہا ہوں۔ جب بہت وقت گزر گیا تو میں نے اس جانور کو شرم دلائی تو وہ ہٹ گیا اور رونے لگا۔ پھر اس نے ماشو کو بھی معاف کر دیا۔ اور وہ اپنے سب لٹھیوں سے مل کر چلے گیا۔ ہم بھی چلنے لگے بھابی بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ کہتی ہیں کہ وہ من گئی ہے۔ پھر صبح کے وقت نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ لیکن مسجد معلوم نہیں۔ اقبال مجھے راستہ بتا رہی ہے کہ مسجد ذرا اور آگے ہے۔ بھابی سفید لباس میں کھڑی ہیں۔ اقبال یہ کہہ رہی ہے کہ وہاں لکھا ہوا ہے۔ میں نے جا کر دیکھا تو دیوار پر صرف ۵ کا ہندسہ لکھا ہوا ہے۔ اور ماشو میری گود میں ہے۔ اقبال سے میں نے کہا کہ تو نے بھتیجے کو بھی سمجھایا ہے یا میں اس کو ہر وقت منا تا پھروں تو بھابی ہنس دیں۔ اتنے میں پاس والے حکیم صاحب آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ مولانا دیکھئے تو سہی میری تلی گرم ہے اور بخار بھی چڑھا ہوا ہے۔ میں نے ان کی نبض دیکھ کر کہا کہ کیسے ہی ذرا تلی گرم ہے۔ بخار تو آپ کو نہیں ہے۔ (پروردگار میرا خاتمہ ایمان پر کرنا۔)

گیارھواں خواب: وقت تہجد عطارد دیکھا کہ میں اپنے وطن گیا ہوں۔ اپنے استاد میراں بخش مرحوم کی قبر پر فاتحہ کے لئے لیکن رات موضع بھیڑہ کے پیروں کے گھر رہا ہوں۔ دوسرے دن جا کر دیکھا تو نقشہ ہی کچھ اور تھا۔ خیر اللہ دیا چشمہ لگائے سامنے کھڑا ہے فاضل امام کی جگہ مجھے بلایا۔ میں گیا تو اس کی عورت بھاگی اور عورتوں سے کہہ رہی ہے کہ لے ری علی بخش بھی آگیا۔ اتنے میں میری بھاوج سفید کپڑے پہنے ہوئے لوگوں میں سے رستہ کرتی ہوئی میرے استقبال کو آئیں۔ بسم اللہ بسم اللہ ان کی زبان پر تھا۔ میں جلدی سے آگے بڑھا کہ قدم چوموں۔ پھر آگے بڑھا تو ایک چارپائی پر سفید لباس میں میرے بھائی اللہ دتا بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے زمین پر کنجری سفید لباس میں ایک دم سیاہ فام بیٹھی ہے۔ دوسری طرف گیا تو ادھر بھی کنجری بیٹھی ہے۔ گویا چاروں طرف کنجریاں اور میراثی بیٹھے ہیں۔ ان میراثنوں میں ایک چھوٹے قد کا آدمی تھا۔ اس کے بچے بھی چھوٹے تھے یعنی وہ نسل ہی ایسی تھی۔ گلا پھولا ہوا آنکھوں میں حلقے اور گالوں میں گڈھے تھے۔ وہ ان کی تعریف کرتا جاتا ہے کہ جس دن سے یہ ہوئے ہیں اس دن سے مجھے روٹی یا اور کسی قسم کی پرواہ بھی نہیں رہی اور نہ بھوک لگتی ہے اور نہ یہ ہی مجھے کچھ پتہ دیتا ہے۔ لاتا ہے تو کھا لیتا ہوں۔ ورنہ کچھ پرواہ نہیں۔ یہ بڑے ہی لائق ہیں اور ان سب لڑکوں کے ہاتھ میں سارنگیاں ہوں۔ ایک چھوٹا میراثی کہتا ہے کہ میرا بھائی ایم اے تھا۔ اور ان بچوں کی تعلیم کا یہی وقت ہے۔ اور فاضل امام کی جگہ میں بہت ہی میراثنیں اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہیں۔ بھابی وزیر بی بی کرم اور بی رضیہ بھی ہیں اس کے گلے میں عقیق سے بھرا ہوا ایک بہت بڑا ہار ہے۔ اقبال کہتی ہے کہ یہ تو میرا ہار ہے۔ میں نے کہا ہاں جس وقت ہم تنگ ہوئے تھے تو اس کو فروخت کیا تھا۔ پھر دیکھا کہ کھانا پک رہا ہے۔ بھابی کہتی ہیں کہ لو بھئی اس نے تو مجھے بنا ہی لیا ہے۔ اور سب کھانے پکانے وغیرہ کے انتظام میں لگے ہوئے ہیں۔ میراثنیں اور بھانڈنیاں مجھے بہت ہی مزے کی الائی سنا رہی ہیں۔ ہر ایک نے ایک چھوٹے بچے کو سینے سے لگایا ہوا ہے اور اقبال کے پاس کندھے پر رکھا ہوا ایک بچہ ہے جو سب سے بڑا ہے وہ اس کو اچھالتی ہے تو وہ مجھ سے کہتی ہے۔ دیکھو وہ مجھے کہتی ہے میں نے کہا لگی رہو۔ لگی رہو۔ یہ عورتیں چالیس یا پچاس کے قریب ہیں۔ سب میدان بھرا ہوا ہے۔ پھر میری ساس اور میری لڑکی مہ لقا ہے تو وہ سوئی ہوئی ہے۔ عین نے اس کو گود میں اٹھایا ہوا ہے میں اس کو جگا رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں بچو بچو۔ بابا آیا۔ وہ اٹھی۔ نانی کے ہاتھ میں دودھ کا کٹورہ ہے اور وہ کہہ رہی ہیں دودھ پی۔ دودھ پی۔ پھر مجھے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ میں بمبئی سے چل کر بارہ ایک بجے یہاں پہنچ گیا ہوں میری ساس نے کہا کہ کل آئے تھے۔ رات پیروں کے گھر رہے۔ (ارب میری کل خطائیں معاف کر۔

بارھواں خواب: وقت شمس دمتریح، بجے دیکھا کہ پہلے بھابی آکر ملی ہیں پھر شمس اور منشی قابل صاحب آئے ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں منشی صاحب اگر اللہ نے طاقت دی تو اسکوڈری میری اپنی ہوگی مکانات بھی اپنے ہوں گے۔ صرف ٹائیٹل آپ جیسے قابل منشی سے لکھواؤں گا۔ اور آئیڈیا اپنا اور اپنے جذبات منشی کے سامنے رکھ دوں گا۔ جب وہ لکھے نہیں تو اس کی مرضی۔ انہوں نے کہا بے شک اور یہ سٹوریاں جو آج کل یہاں کے لوگ لکھتے ہیں، وہ اچھی نہیں ہوتیں کیونکہ ان کے خیال اور جذبات ٹھیک نہیں ہوتے ہیں اس لئے ناکامیاب رہ جاتے ہیں۔ (مولا میں تیرا سخت گنہگار ہوں تیرے رحم کا امیدوار ہوں)

تیرھواں خواب: وقت زہرہ صبح ۷ بجے دیکھا کہ میری لڑکیاں اور بھابی ہیں۔ اور تعداد کثیر ہیں روٹیاں پک رہی ہیں۔ بھابی نے میری لڑکیوں سے کہا کہ تم کھانا کیوں نہیں کھاتیں۔ انہوں نے کہا۔ بابا کہیں تو کھالیں گے۔ بھابی بولیں۔ واہ رے خاندان علی بخش کھانا تیار ہے اور بغیر باپ کے حکم کے ایک بھی نہیں کھاتی۔ پھر مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے۔ چاند گھوڑے ہی لکھ دیجئے۔ میں نے کہا لعنت بھیج میرا یہ کام کبھی نہیں کرتا۔ پھر وقت عطارد دیکھا کہ اقبال ہے اور بھابی ہیں۔ اقبال نے بھابی کو چھیڑا کہ بھابی بڑی ہی سخت ہیں بھابی

تھی۔ ایک سفید بوتل میں سفید پانی۔ اور کچھ مرہم سا ہے اور کوئی پڑیا بھی ہے دوائی دینے والی عورت نے کہا۔ یہی اکسیر ہے۔ پھر میں بوتل کرانے کیلئے گیا تو سلمیٰ کی بہو وہاں بیٹھی کچھ لکھ رہی ہے۔ میں نے پوچھا۔ وہ بولی کہ مس ابھی آئی نہیں۔ مگر بغیر نوٹ کرائے دوائی نہ لے جانا۔ میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ تو۔ ہے نہیں۔ اتنے میں ہیڈ ڈاکٹر آیا اور آفس میں گیا۔ بس نے جاکر اس کو دوائی نوٹ کرادی۔ اور وہ بھی دوائی کی تعریف کر رہا ہے۔ بھائی سنا رہی ہیں کہ بابیوں کی مشاقی ہے۔ کھانے وغیرہ خوب پک رہے ہیں۔ بابیوں میں یہ رواج ہے کہ صرف کھانا دیتے ہیں اور لوگ اچھے اچھے کپڑے پہن کر گھروں سے آتے ہیں۔ میں نے کہا۔ بھئی واہ کمال ہے! ولیم نے کہا بیشک۔ پھر وقت عطارد دیکھا کہ ۱۰ بجے کا سٹیج ایکدم تیار ہو جاتا ہے زمین پر کہیں کہیں چھوٹے باریک روڑے پڑے ہیں۔ بھائی سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے سٹیج پر پارٹ کرنے کیلئے بیٹھیں ہیں۔ میں بھی سر تا پا زردی کا ڈریس پہنے سٹیج پر پارٹ کرنے کیلئے آیا ہوں۔ میری مونچھیں بہت ہی بڑی بڑی ہیں اور ادھر آپریٹر بھی کہیں میں کھڑا ہے۔ بڑا بھی لگنے والا ہے صرف ہلکا جھٹکنے کی دیر ہے اور چودھری اسٹیج پر پڑی ہے اسے میں نے پاؤں سے گڑھے میں ڈال دیا ہے۔ پہاڑ پر بھی چڑھا ہوں۔ پھر ایک باڑہ ہے اس میں جانب شرق چٹائیاں بچھی ہوئی ہیں۔ اور ان پر بہت سے لوگ بیٹھے ہیں اور ادھر ایک کمرے میں اہلبیت محترمہ کے کپڑے پڑے ہیں۔ میں اندر کمرے میں گیا اور ان کپڑوں کو لپیٹنا شروع کر دیا۔ پھر ایک چارپائی پر اہلبیت محترمہ کی ایک دلائی اور ایک لحاف ہے۔ ان کا رنگ سفید ہے۔ اور وہ بہت ہی بھاری ہیں۔ میرے ساتھ ایک آدمی اور ہے۔ ہم دونوں ان کو اٹھا کر میدان میں لے آئے۔ ایک آدمی نے کہا زمین پر رکھو دیجئے۔ میں نے کہا نہیں اس چٹائی پر ہی رکھیں گے اور ہم نے چٹائی ہی پر رکھا (بردہ رنگ۔ میری معصوم دنیا)

نیندسوواں خواب:۔ وقت عطارد دوزہرہ ۴ بجے صبح دیکھا کہ میں جا رہا ہوں۔ راستہ میں بیچوں بیچ ایک کالا اژدہا بیٹھا ہے اس نے مجھ کو حملہ کیا۔ میں نے فوراً پڑھ کر اس پر پھونکا تو وہ جل کر راکھ ہو گیا۔ پھر ایک بہت بڑا دریا خوب جوش سے بہہ رہا ہے۔ لوگ اس میں نہا رہے ہیں۔ میں بھی نہانے کیلئے اس میں کود گیا۔ لیکن پانی اتنا تیز ہے کہ ٹھہرنے نہیں دیتا۔ مگر میں اللہ کے جملہ پڑھ کر نکل آیا۔ پھر میں آگ میں بھی لحاف اوڑھ کر سو رہا ہوں۔ اور اقبال پاؤں کے پاس بیٹھی ہے کہ سراد اسیر ٹھوکریں چڑھا ہوا تو رسی چباتا ہوا آیا۔ اقبال نے منع کیا۔ بھائی یہ کیا شور کرتے ہو۔ وہ پان کھاتا ہوا آیا اور آکر میرے پاس بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ میرے کان میں کہنے لگا۔ آپ نے کچھ اور بھی کر رہے ہیں۔ میں نے ہاں کہا تو وہ ہنسنے لگا اور پھر کہنے لگا کہ ہنسنے۔ آج جب ہم ہسپتال جانے لگے تو وہ مجھ سے کہنی تھی کہ میں تو پیچھے چلی آؤں۔ میں نے کہا۔ نہیں تم ہمارے آگے آگے ہی چلو گی۔ کہتی ہے تم مجھے نہیں پہچانتے۔ میں نے کہا۔ بھائی ناہوں کہتی ہے کہ میں نے تمہارے لئے اپنی بڑی بات کی اور تم مجھے جانتے بھی نہیں۔ وہ کھڑی ہو کر آپ کو یاد کرتی ہے اور کہتی ہے کہ۔ ہائے علی تو نے کیا دیکھی بھلی۔ تو نے تو بات بھی کھوٹی اور نہ دیکھی بھالی۔ میں نے کہا کیا۔ تو کہا کہ تو نے تو اپنی عبادت بھی غرق کر دی میرے لئے۔ لیکن میں نے میری قدر نہ کی۔ میں نے کہا بھائی اس کا ذکر مجھ سے نہ کرو۔ اس بے ثبات کو خبر نہیں کہ میری عبادت جہاں پڑے گی غرق کر دے گی۔ اور میں اس سے بیزار ہوا۔ وہ کہنے لگا۔ وہ مجھ سے کہتی ہے کہ دیکھ میں نے تیرے لئے کیسی کیسی سہتیاں چھوڑیں۔ میں نے کہا۔ یہ تم اور وہ جانو۔ مجھ سے ہرگز نہ کہو۔ پھر وقت زحل صبح ۱۰ بجے دیکھا کہ میں اقبال اور بھائی ہیں۔ بھائی مجھ سے کہتی ہیں کہ اگر آپ میرے ساتھ چلو تو میں آپ کو بنا بنا لی ہوں کہ جہاں آپ کی چیزیں پڑی ہیں۔ اقبال نے کہا جی اس کے ساتھ مت جانا۔ پھر کوئی دھوکا کرے گی۔ میں نے کہا۔ اقبال یہ اگر دھوکا دیگی تو ہارا کیا بگاڑے گی۔ پھر بھائی سے میں نے کہا۔ بھلا وہ چیزیں کیوں بند ہیں اور کیسے بند ہیں کہتی ہیں۔ فلاں جگہ ایک مکان ہے۔ وہاں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی مٹی کی بنی ہوئی ہے اس کا دروازہ بند کر کے اوپر سے لیپ کر دیا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ دروازہ کس طرف ہے۔ آپ جا کر اس کے نیچے کھڑے ہو جائیں تو دروازہ خود بخود پھٹ جائے گا۔ اور اندر کی چیزیں خود بخود آپ کے پاس آجائیں گی۔ یہ سن کر میں ان کے ساتھ گیا۔ دیکھا تو وہ کمرہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کبوتروں کا ہوتا ہے جیسے ہی میں جا کر کھڑا ہوا وہ مکان فوراً پھٹ گیا اور وہ چیزیں خود بخود میرے پاس آگئیں پھر میں نے کچھ باتیں کی ہیں اور بھائی نے کچھ کامیابی کی باتیں کی ہیں۔ (رحم کر کہ تو ہی غفور الرحیم ہے) **چوبیسواں خواب**:۔ وقت شمس صبح ۱۰ بجے ایک بیمار پڑا ہے تانگیں اس کی خراب ہیں۔ میں نے دوائی کا تیل اس کے لگایا تو اس کو فوراً آرام ہو گیا ہے۔ اور اس نے کہا کہ ہم نے آپ کی دوائی کی آزمائش کر لی ہے۔ میں لکھ دیتا ہوں کہ آپ کی دوائی اکسیر ہے۔ پھر وقت عطارد صبح ۸ بجے دیکھا کہ ایک بینک محل کا لگا ہوا ہے۔ میں بادشاہ کے روپ میں زرین لباس پہنے ہوئے ہوں۔ میرے پیرے تاج ہے۔ مجھے پارٹ کرنا ہے۔ لیکن مجھے ابھی ڈرامہ لکھا ہوا نہیں ملا ہے جو میں یاد کر کے بولتا۔ تو میں خود ہی اپنی طرف سے یہ ڈرامہ بول رہا ہوں۔ "شمس شمس کیا تم ابھی سو رہے ہو" اتنے میں منشی پرامپٹر بول اٹھے کہ یہ ڈرامہ تو آپ نے غلط بولا۔ یہ تو یہاں لکھا ہوا ہے ہی نہیں۔ میں نے کہا منشی جی۔ یہ کمپنی کوئی آپ کے باپ کی نہیں ہے۔ جو آپ نقص نکالتے ہیں۔ آپ خوش ہو کر مجھے داد تو دیتے نہیں ہو کہ یہ پھول سردار نے ناکر بھائی کو دیئے ہیں اور بھائی نے مجھ دیئے ہیں۔ اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ان پھولوں کو انہوں نے اپنے پاس رکھے ہیں۔ اس لئے ان کو میں اپنے پاس نہیں رکھتا کیوں کہ ان میں تو خوشبو بھی نہیں رہی ہے۔ صرف دو تین پھولوں سے

وہ کہنے لگے کہ میں اس میں نہیں نہاتا۔ اس لئے کہ آپ اس کو اکھیڑ کر پھر بنا دو گے۔ بہتر یہی ہے کہ بنا ہی رہے۔ میں نے کہا۔ حضور تو آپ مستری خدا علی کو فرمائیے وہ آپ کو ابھی پرزہ بنا دے گا۔ فرمانے لگے ٹھیک ہے اور وہ خدا علی کے پاس چلے گئے۔ پھر کچھ آدمی میرے پاس آئے ہیں۔ میں ان سے مل رہا ہوں۔ ان کے ساتھ سید محمد شریف مرحوم جو میرے ہم وطن بھی ہیں۔ میں نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ محمد شریف تم ادھر کیسے آئے۔ کہا صاحب میں تو انجان ہوا ان ملکوں سے میں نے کبھی آگے پیر بھی نہیں رکھے ہیں۔ تقدیر لے آئی ہے۔ میں نے کہا چلو ہم ملے تو سہی۔ خیریت تو ہے۔ کہا ہاں سب خیریت ہے۔ (مولا مجھے تو ہر لمحہ تیری رحمت کی ضرورت ہے)

بیسویں رات۔ وقت عطارد صبح ۹ بجے دیکھا کہ ایک لکشن آفس میں مالک کرسی پر بیٹھا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ پارٹمان کو ملے گا۔ جنہوں نے آکر روپ بسنت میں کام کیا ہوا ہے۔ دو موتیر، انبال سے کہہ رہی ہیں تم جاؤ تم نے تو روپ بسنت میں کام کیا ہوا ہے وہ مالک کرسی سے کہتے لگی کہ ہیں نے ماری کا کام کیا ہوا ہے پھر میں نے کہا۔ ہاں سب اور ہیرو کا پارٹ تیں نے کیا ہوا ہے۔ کیونکہ روپ اس تھا۔ پھر اور لوگ میرے گانے کی تعریف کرنے لگے اور کہا ایک گانا تو گا۔ میں نے کہا۔ نہ میری آواز ٹھیک ہے نہیں۔ ہر آن کل۔ پھر پرلو داس کا لاکوٹ۔ پہنے ایک کرسی پر پلنگ پر لیٹا ہے اور ایک عورت اس کے پاس بیٹھی ہے۔ وہ کہہ رہی ہے کہ تو تو بہت چاہتا ہے نہیں۔ ہے۔ نہیں بولے۔ ہاں میں تو بہت چاہتا ہوں۔ پھر سب سے پہلے عبدالغنی یاد آرہا ہے۔ پھر وقت مشترک کیا دیکھا ہوں کہ میں نے کسی محل کے ہاں دس روپے کی مزدوری کی ہے تو اس نے مجھے ایک ٹکٹ لال دسبز رنگ کا دیا ہے لاٹری کا ہے۔ اس سے بھی بڑا کرانا چاہا اس نے یہی کہا کہ یہ نوٹ۔ اور پے کا نہیں۔ میں پھر اسی محل کے پاس گیا اور کہا کہ بیٹھ یہ تو مجھ سے کوئی نہیں لیتا۔ آپ مہربانی کر کے مجھے دس روپے کا نوٹ۔ دے دیں۔ تو اس کو کسی مالک ہیں بھی چلا دوں گا۔ تو اس نے مجھے ایک ٹکٹ لال دسبز رنگ کا دیا ہے ہوا لاٹری کا ہے۔ میں نے ... دس روپے کا نوٹ ... نہیں روپے کا نہیں میں پھر اسی محل کے پاس گیا اور کہا بیٹھ یہ تو کوئی نہیں لیتا۔ آپ مہربانی کر کے مجھے۔ اور دے کا نوٹ۔ دیں۔ آپ تو اس کو کسی مالک ہیں بھی چلا دیں گے تو اس نے مجھے۔ اور دے کا نیا نوٹ دیا۔ پھر ایک گاڑی والے کے قریب آنے والی ہے۔ اس میں جانے کیلئے کھڑا ہوں کہ اتنے میں گاڑی بہت تیز رفتار سے آتی دکھائی دی۔ اور میں نے یہ کہتے ہوئے کہ یہ بڑی گاڑی ہے۔ بچ فاصلہ گانا شروع کر دیا۔ ایک۔ سپرنٹنڈنٹ نے۔ دکان ہی کو مت بھاگو دوسری گاڑی پر چڑھ جائیں گے۔ میں نے کہا ہنس صاحب میں تو اسی پر جاؤں گا آپ دوسری پر چلے جانا۔ کسی گھبراہٹ میں میرا نوٹ گر گیا ہے۔ تو وہ سید پٹھان مجھ سے بولتا ہے کہ میرا نوٹ۔ کہاں ہے میں نے کہا بھائی نہیں ملتا اس نے کہا تم نے جلدی میں گرا دیا۔ میں نے اٹھا لیا ہے۔ ... ان ... نے کہا حضور نوٹ کے بدلے ... روپے دیجئے۔ کیونکہ خرچ وغیرہ کروں گا۔ ... پے لیکر میں گاڑی پر سوار ہو گیا ہوں۔ (مولا میری لاج تیرے ہی ہاتھ ہے) الیسواں خواب۔ وقت حمل صبح ۵ بجے دیکھا کہ حیدر شاہ نماز پڑھ کر آرہے ہیں۔ ... مجھے کوئی دور والی آدمی چلا آرہا ہے۔ لوگ کہہ رہے ہیں۔ بھائی جلدی جلدی چل۔ وہ بیچارا ہے کہا ہے۔ بھائی وہ جلدی چلبھار ہے ہیں۔ میں اتنا نہیں چل سکتا تو اس لوگوں نے پکڑ کر ہم سے ملا دیا۔ اور پھر خوب ہنس رہے ہیں۔ پھر دو عورتیں ہیں۔ اور دو مرد بھائی ہیں۔ ان دونوں کی شکل ایک ہے۔ اور ان دونوں کی بھی شکل ایک ہے۔ اور صاحب حسین کے رنگ کی لباس پہنے ہوئے ایک عورت کو پیار کر رہے ہیں۔ وہ دونوں عورتیں میرے پاس آئیں اور دونوں کے ساتھ ہم بستر ہونے کی اجازت چاہنے لگیں کیونکہ نکاح تو ہو چکا تھا۔ مگر خاوند سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ میں نے ان کو اجازت دے دی۔ وہ بہت ہی خوش ہوئیں۔ پھر کہا جا رہا ہوں۔ میرے ہاتھ میں لیمپ اور کھانے کی تھالی ہے۔ چاند کا اجالا کافی ہے۔ پھر میرا ملک والا گھر ہے اسمیں بجلی لگی ہوئی ہے اور دو لڑکے بچے گھر میں ہیں۔ ان سے احوال پوچھ رہا ہوں۔ پھر سکھوں کے گوردوارے میں گرنتھ صاحب کھلا ہوا ہے سنگ بھر پور بیٹھی ہے۔ ایک سکھ مجھ سے معنی پوچھ رہا ہے۔ اور میں بتا رہا ہوں سکھوں کا باڑا دن ہے۔ پھر احوال مجھ سے کہہ رہی ہے اسٹرجی۔ وہ دن کی دوائی مجھے دیجئے۔ میں نے کہا کس لئے اس نے کہا۔ بمبئی میں میرن بھابی ہے اس کے لئے۔ میں نے کہا اچھا گر پیسے لوں گا۔ وہ کہنے لگی۔ پیسے تو مسیوں والوں سے لو۔ وہ تو بالکل غریب ہے۔ دوسری طرف لوگ آجا رہے ہیں۔ ... میں بھوڑی سی جگہ گیلی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ بھائی ذرا سنبھل کر چلنا۔ یہ میرے استاد کی دی ہوئی چیز ہے روپ اپنا فضل جاری رکھنا

بائیسویں رات۔ وقت شمس صبح ۵ بجے دیکھا کہ میرے بھائی مشرف۔ اور ... میں سے آکر اپنے پیارے شی گاؤں میں پیپل کے درخت کے نیچے کھڑے ہیں۔ اتنے میں ایک سانپ لال رنگ کا آیا اور میرے بھائی پر حملہ کیا۔ بھائی نے آنکھیں بند کر کے سانپ کا منہ پکڑ لیا اور پٹک کر زمین پر دے مارا۔ اور گرگٹی کی طرح لے کر مارنا شروع کیا اور میں نے تو اس سانپ کو ایسا مارا کہ ہڈیوں تک کا پتہ نہ چلا۔ پھر جتنی بخشش آئے اور ڈیسا بھائی کو ہسپتال لے جا رہے ہیں وہ بہت غمگین ہیں۔ میں فقیری لباس پہنے سڑک پر بیٹھا ہوں تو ڈیسا نے مجھ سے ... اتی کیا۔ کہنے لگا شی صاحب۔ میں نے کہا کبھی۔ کبھی تو بھائی کو مجھ پر رحم ضرور ہی آئے گا۔ گو وہ ہسپتال جا رہی ہیں مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کو نرس ضرور آرام ہے۔ پھر میں ناشتہ کے لئے دوالی لینے ہسپتال گیا ہوں۔ وہاں ایک جوان لڑکی خوبصورت نرس ہے۔ وہ ہر ایک سے خوش ہو کر بات کر رہی ہے۔ وہ صرف دوائی لینے والوں کے نام نوٹ کر رہی ہے۔ میں نے دوائی لی جو تین قسم کی

پھر بھیرہ میں فضل کا گھر ہے۔ اس میں مامی روشنی اور حیات ہیں۔ وہاں برات کی خوشی ہو رہی ہے۔ دوسری طرف سے سردار اور بی بی مائی بشکل بھائی نکل کر ایک درخت کے نیچے لیٹے ہیں۔ بارہ دونوں میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ مجھے جوان پر ترس آیا۔ میں ان کے پاس گیا اور کہا۔ دیکھو گناہ مان جاؤ تو جہنم سے بچالوں گا تم کو۔ سردار نے کہا۔ میری اگر جان بھی چلی جائے تو میں گناہ نہیں مانونگا میں نے کہا کہ تم ذرا سوچو۔ میں نے تو تم کو دیکھا ہے تب ہی بولتا ہوں۔ ورنہ مجھے کیا ضرورت، بھابی مان گئیں۔ اور انہوں نے اپنا گناہ مان لیا۔ میں نے کہا میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو حتی بخش سے بچالوں گا۔ اتنے میں علی بخش آئے اور کہا۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے میں نے کہا دیکھو علیا لالہ نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر اس کا قرآن جھوٹا ہے اگر اس کا محمدؐ جھوٹا ہے اگر علی جھوٹا ہے تو میں بھی جھوٹا ہوں اور اگر یہ سب سچے ہیں تو میں بھی سچا ہوں۔ تو وہ کہنے لگے۔ اجی! کون آپ کو جھوٹا کہتا ہے اس پر لعنت ہے جو آپ کو جھوٹا کہے وہ کافر ہے۔ پھر وقت عطار دو قمر دوپہر کے وقت دیکھا۔ روشن آرا کی نانی حاجی بی بی آئی ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ بیٹا تم نے سب کو تو بتاشے دیئے مگر مجھے نہیں دیئے۔ میں نے کہا۔ اماں آپ کو کیوں نہ دیں گے۔ بتاشوں کا وقت تو آنے دو۔ (ربی مجھے معاف فرمادے)

تیسویں سارہ وقت زحل صبح ۶ بجے دیکھا کہ خواجہ غریب نواز کا دربار ہے۔ عرس ہو رہا ہے۔ دنیا بھر کے لوگ آئے ہیں جگہ جگہ قوالی ہو رہی ہے اور میں نے بھی دیکھا اور۔ پاس ہی ایک لڑکا قوال ہے اور اس کے ساتھ باجے والا نہیں ہے۔ وہ مجھے دیکھتے ہی گدی نشین صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ اس آدمی سے کہئے کہ میرے ساتھ باجا بجائے۔ میرا باجا بجانے والا کوئی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جاؤ۔ اس کو کہہ دو، وہ بجائے گا۔ اس نے ادھر ہی زور کے ساتھ کہنا شروع کر دیا۔ سنا تو نے کہ نہیں۔ بھائی میں نے آگے کب انکار کیا ہے تو اس نے لوگوں کے سروں پر سے ایک ہاتھ والا باجا اٹھا کر میرے سامنے لا کر رکھ دیا جو بالکل نیا اور سبز رنگ کا ہے اور جہاں گدی نشین صاحب بیٹھے ہیں، وہ ایک مسجد میں عالی شان جگہ ہے۔ اس میں اللہ و رسول کی خوب ثنا و تعریف ہو رہی ہے۔ قبلہ کی طرف میں آخر میں بیٹھا ہوں اور باجا بجا رہا ہوں۔ اور وہ لڑکا گا رہا ہے۔ ہمارا گانا سننے دنیا آکر بیٹھ گئی۔ لوگ چاندی کے روپے پھینک رہے ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سے روپے جمع ہو گئے۔ جب ہمارا گانا ختم ہوا تو وہ لڑکا سب روپے لے کر چل دیا۔ مجھ کو ایک پیسہ نہیں دیا۔ میں نے کہا چلو اس کو ڈھونڈنا چاہیے۔ تو میرے گاؤں میں مشرق کی طرف وہ کھڑا ہے۔ میں نے جا کر اس کو کہا کہ یار کچھ تو ہم کو بھی دلوانا چاہیے۔ میں نے بھی آپ کے ساتھ محنت کی ہے ہمارے ملک میں دستور ہے کہ سازندوں کو بھی ملتا ہے۔ اگر آپ برا نہ مانو تو ہم کو بھی کچھ شربت پانی لسی وغیرہ پینے کے لئے دو۔ اس کی ہتھیلی میں چاندی کے سات روپے ہیں جنمیں سے اس نے تین روپے دیئے اور کہا۔ یہ لو، پھر جب آئے تب لو۔ تو میں واپس آیا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ کی سرائے میں رحیم بخش کلارنٹ والا پگڑی اور کرتا اتار اتار کر صرف تہبند باندھے ہوئے کھڑا ہے۔ ساتھ میں اس کی لڑکی بھی کھڑی ہے۔ اور اس نے چارپائی بچھا رکھی ہے۔ مجھ سے کہتا ہے کہ بھائی اب تو ہم ہسپتال بناتے ہیں۔ میں نے کہا کیوں۔ کہا کہ میری لڑکی بیمار ہے (رحم کر میرے اللہ)

وقت مشتری ۱۱ بجے دیکھا کہ جس چال میں سلطان بابا رہتے ہیں۔ اس چال کے پہلے مالے پر میں چڑھا ہوں:

(مولا مجھ گنہگار کو درگزر کر دے۔ مولا میرے سارے گناہ معاف فرمادے
اے مالک مجھ کو تیرا ہی آسرا ہے۔ رحم کر میرے اللہ تو ہی رحیم ہے)

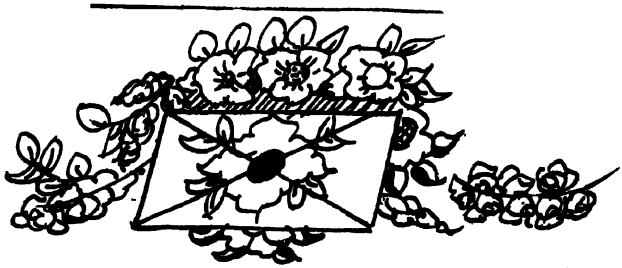

تو خوشبو آتی ہے اور پھولوں سے میری گودی اور ہاتھ بھرے ہوئے ہیں۔ روشن آرا کی نانی کے سامنے میں گا رہا ہوں اور تان کہہ رہا ہوں۔ لیکن ذرا سی تان رک رہی ہے۔ میں اماں سے کہہ رہا ہوں۔ اماں جی یہ رکتی ہے۔ کیونکہ میرا ریاض ہے نہیں اور گانا تو ریاض سے گایا جاتا ہے اور روشن آرا تو ماشاء اللہ گویا ہی ہے۔ لیکن اتنی بات اماں ضرور ہے جو رکارڈ سے تان نکل جاتی ہے تو وہ تو آپ جانتی ہیں کہ روانہ الگ الگ۔ نظر آتا ہے اور سہی آتا ہے یا نہیں۔ یہ آپ کو خبر ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ نہیں ماشاء اللہ آپ اچھا گاتے ہیں آپ کے خیال میں رکارڈ ہے ورنہ یہ کوئی رکارڈ نہیں۔

پچیسویں رات:۔ وقت صبح دیکھا کہ غلام نبیلانی صاحب مجھے نیچے سے آواز دے رہے ہیں۔ میں ان کے سامنے آیا تو وہ کہتے ہیں ماسٹر جی میں اس لئے آپ سے ملاقات کیلئے نہیں آتا کہ مجھے آپ کا قرضہ دینا ہے جسوقت میرے پاس روپے آجائیں گے تو میں فوراً پہنچا دوں گا میں آج کل ذرا تنگدست ہوں۔ معاف کرنا۔ میں نے کہا مجھے صرف یہ رنج ہے کہ آپ نے میرے روپے نہیں دیئے۔ پھر ایک عورت آکر میری پائینتی پر بیٹھ گئی ہے اور مجھ سے کہتی ہے کہ آپ نے تو نہیں بلایا۔ میں خود ہی آگئی۔ میں نے کہا آپ کا نام کیا ہے۔ کہا میرا نام راجو ہے اور میں جلوگی ہوں۔ میں نے کہا چونکہ آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ اس لئے میں پہچان نہ سکا۔ اور نہ آپ کے گھر کا ہی مجھے پتہ ہے۔ ورنہ میں خود حاضر ہو جاتا۔ پھر پڑھتے پڑھتے تصور میں دیکھا کہ کسی انگریز کی ہرے رنگ کی ایک موٹر سائیکل کھڑی ہوئی ہے (مولا میرے سارے گناہ معاف فرمادے مجھ عاجز کو بخشدے)۔

چھبیسواں خواب:۔ وقت شمس دیکھا کہ میں اور اقبال ہیں کہ چچا آئے ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ جسوقت سے آپ آئے ہیں۔ دوائی خوب بزور سے کامیاب ہو رہی ہے۔ اللہ کا فضل ہو رہا ہے۔ کچھ دو چار کا نقصان ہوا ہے ورنہ سب خیریت ہے۔ چچا آپ کو خدا خوش رکھے۔ پھر ۳ یا ۴ بجے دیکھا کہ بیگم بہن سفید لباس پہن کر آئی ہیں اور کہہ رہی ہیں۔ بھائی تو نے تو نہیں بلایا۔ میں خود آگئی۔ اور وہ میرا منہ چومنے لگیں۔ اور ایک بہت ہی خوبصورت و چمکدار مچھلی بھی لائی ہیں۔ اور بہت زبردست کالیا دیکھی ہے۔ پھر وقت عطارد ۹ بجے پڑھتے پڑھتے تصور میں شفیع کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ لیکن ذرا سفیدی ہے۔ میں نے کہا۔ بیماری اوپر سے کٹ کر نیچے آگئی ہے۔ پھر ہوائی جہاز میرے سر پر میری موافقت میں منڈلا رہا ہے۔ (رحم کر میرے اللہ تو ہی رحیم ہے)۔

ستائیسواں خواب:۔ وقت شمس صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں اور اقبال ہیں تو والدہ اقبال جو اپنے شوہر کے پاس گئی تھیں واپس آگئی ہیں۔ اور چورن اور چٹنی ساتھ لائی ہیں۔ میں نے پوچھا۔ ہاں نہیں آئے تو وہ کہہ رہی ہیں کہ وہ جمعرات کو نہیں تو جمعہ کو تو ضرور آجائیں گے۔ میں آپ کے لئے چورن اور چٹنی لینے گئی تھی وہ لے آئی ہوں۔

اٹھائیسواں خواب:۔ وقت صبح ۶ بجے دیکھا کہ الٰہی بخش اور حسینا دونوں چچا اور بھتیجے ایک گاؤں میں مانگنے کے لئے گئے ہیں پھر گرمی کا موسم ہے اور حسینا کی منگیتر اس کی چچا کی لڑکی ہے وہ اس کے لئے کرتہ اور ڈوپٹہ لایا تا کہ عید میں پہنے۔ مگر وہ لیتی نہیں ہے۔ میں نے اس لڑکی سے کہا۔ لے لو۔ جب وہ لایا ہے تو کیوں نہیں لیتیں۔ پھر میرا معشوق نثار میرے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہے وہ مسجد ایک دم روشن ہے اس میں صرف ہم دونوں بیٹھے ہیں۔ اور باتیں کر رہے ہیں۔ پھر مسجد کے مولوی صاحب بھی باتیں کرتے دیکھ کر چلے گئے۔ وقت صبح کا ہے اور میرے ساتھ وہ رہنے لگا۔ بغیر مرضی کے کام نہیں کرتا۔ اس نے کہا کہ چلو۔ پھر ہماری کمپنی کوچ کرنے والی ہے تو سب لوگ اپنے بستر باندھ رہے ہیں۔ پھر میرے پیدائشی گاؤں میں فضل ترکھان کا گھر ہے۔ اس میں بھائی نہا کر بیٹھی ہیں۔ سر پر تولیا لپٹا ہوا ہے۔ اور بنیان پہنا ہے۔ میں نے وہاں سے گزرتے وقت پوچھا کہ نثار گیا تھا رچلا گیا۔ اور گھر میں سب لوگ بیٹھے ہیں۔ بھائی بولیں:۔ جواب دو کہ وہ دن کو۔ ایجے گاڑی سے چلا گیا ہے۔ میں نے کہا اچھا تو یہ گیارہ بجے کی گاڑی سے میں چلا۔ پھر وقت شمس دیکھا کہ پنڈ دادنخان کے بازاریں حلوائیوں کی دکانیں سجی ہوئی ہیں۔ وہاں باقر حسین کشمیری ڈائرکٹر ہیں تو وہ ایک چھوٹا سا پارٹ لکھ کر لائے ہیں اور روپے کھری کو دے رہے ہیں۔ مجھے نہیں دے رہے۔ بہت سے ایکٹر اور بھی موجود ہیں اور میرا معشوق نثار بھی ہے۔ میں نے اس کو پیار کیا۔ پھر اس کے پاؤں پر میں نے اپنا سر رکھا۔ پھر باقر حسین نے مجھ سے کہا کہ میں اپنی اسٹوڈی میں سے ایک پارٹ دیتا ہوں۔ اگر آپ کریں، ہے تو چھوٹا سا اور جو ڈوبے کو دیا ہے وہ تو کوئی پارٹ نہیں۔ میں نے کہا۔ جناب اگر آپ مجھے پارٹ دیں گے تو سخت الیما کو دنگا جس کا جواب نہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ خدا کے لئے آپ مجھے وارث بنائیے۔ انہوں نے کہا اچھا۔ (شکر ہے تیرا مالک)

انتیسویں رات:۔ وقت قمر شب ایک بجے دیکھا کہ گولی کی روانگی کی بہت ہی نکا میابی ہوئی ہے۔ لوگ اس کی خوب تعریف کر رہے ہیں۔ پھر وقت شمس دوپہر کے وقت دیکھا کہ آسمان پر تمام بجلی کے بلب جل رہے ہیں۔ تمام آسمان بھرا ہوا ہے۔ خوب روشنی ہے

اور مجھ سے کرایہ مانگ رہی ہے۔ میں نے کہا کہ مت جاؤ جیسے جیسے میں منع کرتا جاتا ہوں ویسے ہی ویسے وہ ضد پکڑتی جاتی ہے۔ میں اسکو گالیاں دے رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ چپ رہ۔ آگے مت بول۔ وہ بولے جا رہی ہے پھر میں نے اسکو ایک اور پیر دیا اور کہا کہ جا۔ اس کے بعد مجھے سسکیاں مارتا ہوا ملا ہے لیکن دوائی کا نام بتا یا نہیں ہے۔ تو میں خود ہی کہہ رہا ہوں کہ یہ تو مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ پھر وقت تھوڑا رہا قرعہ دیکھا کہ اسپتال میں ایک بیمار لایا ہوا ہے۔ وہ مجھ پر ان کے پہنے کے لیے اچھے اچھے کپڑے آئے ہیں اور زری کی جوتی بھی ہے بیماری ان کو یہ تھی کہ ان کے پیر میں کیلی لگی تھی تو زخمی پاؤں سوجھ گیا تھا۔ وہی کیلی میری ہتھیلی میں لگی ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ مجھے ذرا اس پہاڑ تک پہونچا دو۔ تو لوگ ادھر پیچھے تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ ان کو کوئی اس پہاڑ پر لے جاؤ لیکن اس بزرگ نے کان نہ دھرا۔ اور وہ سب کھانا کھا رہے ہیں میں نے کہا کہ حضور یہ کھانا کھا کر میں آپ کو پہونچاتا ہوں تو انہوں نے وہ زری کی جوتا انعام میں دیدی۔ اور میں نے کھانا کھا کر ان کو کندھے پر بٹھا کر پہاڑ پر پہونچا دیا۔ حالانکہ لوگ پہاڑ کو دیکھ کر توڑ رہے تھے۔ تب پھر میں واپس آرہا ہوں تو چھوٹا سا ایک تالاب پانی کا بالکل بھرا ہوا ہے میں اس کے کنارے پر بیٹھ کر جو قضائے حاجت لگا ہوں۔ پھر ایک نئے دولہا دلہن گھوم رہے ہیں۔ مرد آگے ہے اور عورت پیچھے اکیلی پھر رہی ہے۔ تو ایک دوسرا آدمی میرے ساتھ ہے کہ بنیا بڑھ ہے بنیا بڑھ مرحوم ہوتی جا رہے۔ ستاروں سے بار بار اور منہ کا روئے ایک بار تو پاس سے ایک تخت نکلتا ہوا دیکھا گویا صاحب گرنت نکلتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ کیا ایک ایک وقت میں صحبت کر لینی چاہئے۔ میں اور وہ اترے تو وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کہیے پہاڑ تو بہت ہی اونچا تھا۔ میں نے کہا کہ نہیں صاحب کچھ بھی اونچا نہ تھا بلکہ ایک تھوڑا سا معلوم ہوا۔ یونہی لوگ بولتے ہیں کہ اتنا بڑا ہے اور اتنا دور ہے مجھے تو کچھ بھی معلوم نہ ہوا۔ (رب ہیرے گاہ بخشندہ ہے)

(۷) ——— ساتویں رات۔ وقت شمس ۲ بجے دیکھا کہ میں ایک میدان میں کالا کوٹ پہنے ہوئے کھڑا ہوں اور بہت سی عورتیں ڈریس پہنے ہوئے اور بے پردہ ہیں کر رہی ہیں۔ میں انکا افسر ہوں تو ایک بوڑھی عورت نے کہا کہ آپ کیسی بے ڈھنگی کر رہے ہیں۔ حسب وہ حلئے ہے تو میں نے کہا کہ ہٹ۔ وہ رب کھڑکی ہے کرتی ہیں۔

(۸) ——— اٹھویں رات۔ وقت شمس صبح ۸ بجے دیکھا کہ بہت سے آدمی موجود ہیں اور میں نے دوائی دی ہے اور وہ کامیاب ہوئی ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میری سب ہی دوائیاں بہت زبردست کامیاب ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ سید کے حکم سے میری سب دوائیاں بہت ہی کامیاب ہیں۔ پھر وقت قمر ۱۲ بجے دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ پہلے تو ہمارے اسلام میں فال ناجائز ہے اگر تھوڑی دیر کے لیے مان بھی لیا جائے تو جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بہت ہی بہتر دیکھا ہے اور اصل ہے جو ہو کر رہے گا۔ (مولا میری لاج رکھ لے۔

(۹) ——— نویں رات۔ وقت مشتری صبح ۸ بجے دیکھا کہ میرا رتبہ بڑھ گیا ہے۔ اور جو کوئی میری دوائی کھا رہا ہے اسکا رتبہ بھی بلند ہو رہا ہے میرے پاس بہت سے بیمار بیٹھے ہیں۔ میں ان کو دوا دے رہا ہوں تو لارڈ علی بخش مجھ سے دوائی مانگ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ دنکو تو دیتے ہو ہمکو نہیں دیتے ہو۔ میں نے کہا کہ ذرا ٹھہر مجھکو بھی دیدو نگا۔ پھر وقت مریخ دیکھا کہ ایک سبز اچھی جگہ ہے۔ اسکے اندر ایک بہت بڑا پلنگ بچھا ہوا ہے۔ سبز بھابی اور تھوبھنجھن ہیں۔ میں سبز حیاں جبڑھ کہ اوپر گیا تو دروازہ کھلا ہوا ہے سامنے حیدر بخش سارنگی کھول کر بیٹھا ہے۔ میں نے کہا کہ اسکو ذرا بجاؤ تو اس نے میرے کہنے سے نہیں بجائی اور اس انتظار میں ہے کہ بھابی کہیں گی تو بجاؤ نگا۔ بھابی نے سر کے اشارہ سے کہا کہ بجاؤ۔ وہ بجانے لگا۔ میں نے کہا کہ بس اب بجاؤ جا ہے نہ بجاؤ میرا کام ہو گیا مجھے تو صرف سر کا کا اشارہ لینا تھا۔ اقبال کی گود میں بچہ ہے وہ کہتی ہے کہ میں آپ کو نیچے اتار دوں کیونکہ آپ نے آنکھ جھپکی دوائی ڈالنے میں نے کہا کہ نہیں میں اتر جاؤں گا۔ (فضل کریم پروردگار ہے)

(۱۰) ——— دسویں رات۔ وقت مریخ صبح ۷ بجے دیکھا کہ ایک کنوئیں پر ایک بڑھا ایک دم نگا نہا رہا ہے اور میں نہا رہا ہوں اور ایک عورت کنوئیں کے بائیں طرف ہے اور بورھا دائیں طرف ہے۔ پھر میرا ایک منزلہ مکان ہے اور میں زمین پر بستر لگائے بیٹھا ہوں۔ بھابی سفید کپڑے پہنے ہوئے میرے سامنے آئی ہیں تو میں بہت ہلا اور ہا ہو بھابی کی بائیں آنکھ سے موٹے موٹے آنسو نکل رہے ہیں۔ میرا بچہ ان کی گود میں ہے۔ اور وہ اشارہ سے اسکو چپ کرا رہی ہے کہ بہت نے لگا تو انہوں نے اپنا ہاتھ میرے منہ پر رکھا تو میں نے چوم لیا اور کہہ رہا ہوں کہ رحم کرو معاف کرو وہ روتی بھی جاتی اور ڈرتی بھی ہیں۔ اور مجھے چپ بھی کرتی جاتی ہیں میں نے کہا کہ تم میری ہو نا۔ تو وہ سر کے اشارہ سے کہہ رہی ہیں کہ ہاں۔ اتنے میں اتنا آگئی ہے پھر میری عورت صالح بی بی سوچ میں ہے

خواب!

۱۳۵۵ھ

(ماہ ذیقعدہ)

(۱) ——— **پہلی رات**:۔ وقت زحل صبح ۷ بجے دیکھا کہ دو انسان عاشق و معشوق ہیں اور وہ نیلا لباس پہنے ہوئے ہیں ان کو غسل کرنے کا حکم ملا ہے اور ایک بہت بڑا تالاب ہے، مجھ سے بھی کہا گیا کہ تم بھی اس تالاب میں غسل کرو جو عاشق ہے اسکے کپڑے تو بہت اچھے ہیں لیکن منہ اسکا کالا ہے۔ میں تالاب میں کود گیا اور خوب غوطے لگائے۔ پانی خوب گہرا ہے اور میں ڈوبتا رہا ہوں کہ کہیں سانپ نہ کاٹ لے پھر میں آپ ہی آپ واپس ہو گیا اور خوب غسل کیا۔ اور کچھ پڑھتا بھی جا رہا ہوں غسل کر کے جب میں باہر آیا تو یتیم خانے کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان میں اسمٰعیل بھی ہے جو میرے سامنے کھڑا ہے۔ پھر ایک عورت سفید لباس میں کھڑی ہے میں نے کہا کہ جس دن تو میری تابع ہو جائے گی پھر تجھے کوئی نہیں پوچھے گا۔ وہ کہتی ہے کہ کیسے میں نے کہا کہ تجھ سے کون پوچھے گا۔ پھر وہ خاموش ہو کر میرے بس میں ہو گئی۔ (رب مجھے اپنے رحمت کے سایہ میں محفوظ رکھ اور گن ہوں سے بچا۔

(۳) ——— **تین تاریخ**:۔ وقت صبح دیکھا کہ ایک بزرگ ہیں اور ان کی شکل مجھے صاف نظر نہیں آ رہی ہے۔ مجھے طواف کرنے کا حکم ملا میں نے طواف کیا۔ پھر حکم ملا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ پھر یہ جنبر سنائی کہ فضل ہو گیا۔

(۴) ——— **چوتھی رات**:۔ وقت زہرہ پانچ بجے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں کوئی چیز ہے لیکن شکل یاد نہیں۔ رہی اور ہے "دولت" ہی حد سے زیادہ خرچ کرتا ہوں مگر کم نہیں ہوتی۔ (میرے مالک رحم کر)

(۵) ——— **پانچویں رات**:۔ وقت مشتری و شمس صبح ۷ بجے ۸ بجے دیکھا کہ بہت سے بیمار ہیں سبکی نظر میری طرف لگی ہوئی ہے کہ میں علاج کروں۔ اور ان کا یہ خیال ہے کہ ایک اچھا ہو جائے تب علاج کرائیں گے۔ تب میں نے ایک کو دوائی دی ہے تو وہ اچھا ہو گیا ہے۔ اور سب کے سب میرے تابع ہو گئے ہیں۔ اور ان پر میری حکومت ہو گئی ہے۔ پھر میں اقبال اور بھائی میرے گھر میں لحاف اوڑھے بیٹھے ہیں اور سوئے ہوئے ہیں۔ پھر سب جاگے ہیں تو اقبال نے بھائی سے کہا کہ تم بھی ہم میں سے ہو۔ بھائی نے کہا کہ نہیں اور جنبی بھی رہے ہیں۔ میں اکیلی چارپائی کچھ میری چارپائی کے پاس بچھی ہوئی ہے بلاتا جاتا ہوں۔ تو وہ اٹھ کر میرے لحاف میں آ گئیں اور کہا کہ تو بیمار کو تو نے جو جواب دیا کیا پھر گنگا پر شاید نے بہت قسم کے پھل میرے سامنے لا کر رکھ دیئے اور کہا کہ میں آپ کو باتر جانتا ہوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہے۔ پھر ایک لمبا سا درخت سبز رنگ کا ہے اس میں لال رنگ کے پھول خوب کھلے ہوئے ہیں (پاک ذات تجھ ہی بہت اور استقلال دے)

(۶) ——— **چھٹی رات**:۔ وقت زہرہ ۷ بجے دیکھا کہ میرے گھر میں دو شادیاں ہوئی ہیں اور دونوں ڈولیاں چلی گئی ہیں۔ پھر ملنے کے لئے آ رہی تھیں۔ ایک کا نام فاطمہ ہے جو مرد کے ساتھ ہے۔ مگر اسکی حالت ایسی ہے جیسے پرائی شادی ہوئی ہو۔ وہ مجھ سے کچھ بننے آئی ہے۔ میرے مکان کے ایک کمرے میں بڑے بزرگ اور نیک آدمی بیٹھے ہیں۔ ادھر شیر علی بھی تھا کہنے لگا کہ وہ دیکھئے فیروزہ بیٹھا ہے جو کہ ہمیشہ پڑھا ہی ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر پھر میں اندر گیا اپنے کمرے میں گیا جہاں میرے عورتیں ہیں۔ میں بھی کبھی کبھی ادھر چلا جاتا ہوں۔ ایک آدمی نے مجھ سے کہا کہ ایک مہینہ ہی ادھر رہنا ہے۔ اس لڑکی کے مرد نے بھی کہا۔ پھر اقبال ان لڑکیوں کے گھر کسی بیمار کو پوچھنے کے لئے جاتا ہے

کر دیکھو میں دکھاتا ہوں۔ دو گھنٹے کے بعد پھر میں نے کہا کہ میں دکھاتا ہوں۔ تو میں نے کو بہتر ہی بات دکھائی ہے جسے لوگ مانگتے ہیں (رجسم فسٹر میرے مانگ تیرا ہی آسرا ہے)

(۱۷) ——— سترھویں رات ۱۰ وقت زہرہ صبح دیکھا کہ ایک آدمی کو خون آرہا تھا۔ میں نے اسکو دوائی دی ہے تو وہ اچھا ہو گیا۔ اور ایک کوڑھ کا بیمار اچھا ہوا ہے۔ پھر میں ایک مکان میں رو رہا ہوں اور گنگا پرشاد میرے ساتھ باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ افسوس ہے بنارت جی آپ نے میرا ذرہ برابر بھی خیال نہ کیا اور ایک آوارہ لڑکی کی بات مان لی میری کسی بات کا بھی آپ کو خیال نہ آیا اور فوراً کہہ بیٹھے کہ یہ جھوٹی ہے۔ پھر بنارت جی نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ پھر ایک پہاڑ سے ہاتھی مع ہماری کے آرہا ہے۔ اسکے اوپر مہادت بیٹھا ہے۔ وہ میرے پاس آیا اور مہادت نے سر جھکائی تو میں مہادت میں بیٹھ گیا۔ میرا لباس سرنا پا خاکی ہے۔ پھر میں نانو بھائی سے ان کے مکان میں بات چیت کر رہا ہوں۔ میں نے پہلے تو سلام کیا اور پھر بعد میں کہا کہ اللہ آپ سلامت رکھے۔ انھوں نے جواب میں یہ کہا کہ اللہ آپ کو نیک ہدایت دے پھر میں نے کہنا شروع کیا کہ حضور میں نے تو کوئی ایسا قصور نہیں کیا ہے۔ اگر کوئی ثبوت ملجائے تو جو کہئے کی سزا ہو وہ مجھے دیجئیگا۔ میں کبھی ایسا نہیں کرونگا کہ آپ کی نوکری بھی کروں اور آپ کی برائی بھی کروں لوگوں سے۔ یہ میرا کام نہیں میں تو اپنے آپ کو نوکر اور آپ کو اپنا مالک سمجھتا ہوں۔ اسکے بعد نانو بھائی نے اپنے بدن پر سکہ ملا ہے۔ اور لنگوٹ کس کر کنوئیں پر بیٹھے ہیں۔ اور ایک آدمی پانی نکال نکال کر نہلا رہا ہے۔ پھر پاس بیٹھے ہوئے میں صفائی پیش کر رہا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں کہ البتہ نثار کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ کا یہ خیال ہے کہ نثار تو ماسٹر کا دوست ہے۔ پھر اس نے ایسی حرکت کیوں کی لیکن اسکا ذمہ دار میں نہیں ہوں مولائے میرے پاک رب تو بڑی پاکی والا ہے تو میرے قلب کو پاک کر دے)

(۱۸) ——— اٹھارویں رات ۱۰ وقت صبح دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ صبر کر تم صابر کے غلام ہو۔ سب ٹھیک ہو گا کوئی کمی نہ کرے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۱۹) ——— انیسویں رات ۱۰ وقت شمس ۸ بجے دیکھا کہ ایک جگہ پر سفید سانپ بالو والا میرے پاس آیا اور آتے ہی میں نے اسکو پکڑ لیا۔ اور وہ میری مٹھی میں روئی ہو گیا۔ پھر ایک بہت بڑے میدان میں ہزاروں آدمی جمع ہیں شائد وعظ ہونے والا ہے۔ میں سر پر کالی ٹوپی اور سفید کپڑے پہنے ہوئے کہہ رہا ہوں کہ میرے قبضہ میں تھا تو شائد ایک مکان کو تالا لگا ہوا ہے میں نے جو اسکو ہاتھ لگایا تو بغیر چابی کے کھلکر میرے ہاتھ میں رہ گیا۔ تو اسی جلسہ کے لوگوں سے دو آدمی میرے بیٹھنے کے لئے کرسی لا رہے ہیں۔ میری اور سب لوگوں کی یہ خواہش ہے میں بیٹھ کر وعظ کروں۔ پھر پیشی امام صاحب دو بزرگوں کے ساتھ آکر بیٹھ گئے ان میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ ہمیں تو آج ہی آپکا پتہ لگا ہے کہ ہمارے بڑوسی میں بھی ایک ریاض کرنے والے صاحب رہتے ہیں پھر ایک دفتر ہے اسمیں گرموفون بج رہا ہے۔ اور میرے ہاتھ میں ٹیلیفون ہے اور تار لگا ہوا ہے جو ٹھیک ہو چکا ہے اور میں بات کر رہا ہوں۔ جواب پر جواب آرہا ہے مگر شور کی وجہ سے سنائی نہیں دیتا۔ (مولا مجھ پر رحمت کی بارش برسا)

(۲۰) ——— بیسویں رات ۱۰ وقت قمر صبح ۸ بجے میں اگاسی پر بیٹھ اپنے منہ پر صابن مل رہا ہوں اور نہانے کی تیاری ہے پھر میری بیوی کسی کے سامنے میری تعریف کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ بہت سونے سے۔ پھر میرا گھر خوب صاف اور سفید ہے اور سامان ادھر ادھر رکھا ہوا ہے۔ پھر میں اپنی ساس بہشتی بی بی سے کہہ رہا ہوں کہ واہ ماں ۱۰ ایک جنی مگر ایسی جنی جسکا جواب نہیں پھر وقت زحل دن کو ۴ بجے دیکھا کہ میں۔ حق بخش، خدا بخش، حسین بخش اور حیدر بخش کہیں جا رہے ہیں۔ میں خدا بخش سے کہہ رہا ہوں کہ تم کبھی نہ کبھی تو میرے گھر میں آیا کرو۔ دیکھو میں تم کو پیار کرتا ہوں۔ گو ہم ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں اور ایک ہی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر میری بھتیجی تمہارے گھر میں ہے۔ میں تو آتا ہوں مگر تم کو بھی تو آنا چاہئے۔ اور میں دوائی پینے جا رہا ہوں۔ اور سر پر میرے صافہ ہے۔ اسی میں میں نے روپیہ باندھ رکھا ہے۔ اور پھر میں نے چلتے چلتے روپیہ نکال لیا اور خدا بخش نے دیکھ لیا کہ اب میں ضرور (انشاء اللہ تعالےٰ) آیا کروں گا۔ اور وہ لوگ دوسری طرف چلے گئے۔ اور میں بھی آگیا (مدد فرما بفضل خدا)

(۲۱) ——— اکیسویں رات ۱۰ وقت شمس صبح ۹ بجے دیکھا کہ بہت سے جنے لگے ہوئے ہیں۔ کچھ بات وغیرہ کا انتظام ہے۔ ہم وہ آدمیوں کو الگ خیمہ ملا ہے اور خوب چاندنی ہے۔ ہمکو بھی سوکھی سدھی ملی ہے کھانے کیلئے۔ اور میرا ساتھی پکا رہا ہے

کہ میرے ساتھ ہم بستر ہو جائے۔ میں نے کہا کہ اگر تم بھی تو میری ہی عورت ہو۔ اور میرا ہی حق ہو۔ دروازہ کھلا ہوا ہے بھر علیحدہ
بھر سے روانی لینے آئی ہوئی ہے۔ بھر ایک بہت بڑا سا ہوکار ہے وہ کہتا ہے کہ میرا لڑکا بیمار ہے۔ میں نے کہا کہ لڑکے کو میرے
پاس لیکر آؤ اچھا ہو جائے گا۔ بھر ایک بیمار سے میں نے اپنے جسم پر ہاتھ پھیر کر اچھا کر دیا ہوں۔ (رب العلمین میری آبرو میرے ہی ہاتھ ہے)
(۱۱) گیارھویں رات۔ وقت قریب صبح ۷ بجے بہت ہی بہتر دیکھا۔ مگر اتنا یاد ہے کہ روسیہ فیصلہ دے رہے ہیں اور یہ فیصلہ میرے
ہی حق میں ہے اور سامنے سے کوئی کہہ رہا ہے کہ جو کچھ سید کہے وہ سچ ہے۔ اور مخلوق بہت زیادہ ہے۔ دوسرا فیصلہ
یہ ہے کہ میں نے اپنا کہ حضور میری عرضی کا کیا ہوا انھوں نے کہا کہ وہ بھی سچ ہے۔ جو تم کہو مگر سید صاحب نے جو کہا تھا
وہ بھی ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے اور بالکل ٹھیک ہے۔ بھر وقت مشتری جا رہے دن دیکھا کہ میں ایک جگہ میں بیٹھا ہوں۔ ایک لڑکی
آئی مجھ سے کہتی ہے کہ صاحب میں ایک بیمار لے آؤں۔ میں نے کہا جی لے آئیے۔ وہ گئی اور ایک لڑکے کو لے آئی اور وہ مجھے
نبض دکھانے لگی۔ اتنے میں میری عورت آئی اور میرا بایاں انگوٹھا منہ میں دبا کر بیٹھ گئی۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ
کہ میں تو اس وقت پر صدقے ہو رہا ہوں اور میرا انگوٹھا چوس رہی ہے۔
(۱۲) بارھویں (رات)۔ وقت مشتری ۷ بجے دیکھا کہ میں دریا کے جہلم میں نہانے جا رہا ہوں۔ تو مجھے کوئی آدمی روک رہا ہے کہ مت
جاؤ دریا بہت زوروں پر ہے۔ میں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ بھر میں جا کر دریا میں کودا اور جب بیچ میں پہونچا
تو سوکھی زمین پر کھڑا ہوں بھر اچانک ایکدم پانی نے مجھے گھیر لیا ہے۔ جب میں آگے گیا تو میں نے ایکدم غوطے لگانے شروع
کر دیئے اور تیرنا شروع کر دیا آخر کار پار نکل ہی گیا۔ اسی کنارے پر جدھر میرا گاؤں ہے۔ تب میں اپنے گاؤں کے
رستہ رستہ چلا جا رہا ہوں۔ راستے میں مجھے میرے گاؤں کے دو آدمی ملے۔ انھوں نے کہا کہ آؤ گاڑی پر سوار ہو جاؤ۔ میں نے کہا کہ
نہیں۔ تو میں ابھی ابھی اتر آیا ہوں۔ میں نے کہا کہ صرف اتنا بتا دو کہ گاؤں کتنا دور رہ گیا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ ان جھاڑیوں سے نکلکر
یہی سامنے گاؤں ہے۔ بھر وقت شمس صبح ۸ بجے دیکھا کہ میں کار دیوے اسٹیشن ہے۔ اور دو لائنوں کے بیچ میں دو آدمی کھڑے ہیں اور
اشرف خان بھی ہے۔ ان میں ایک آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ کا باجا ہے۔ وہ اندھا ہے اور میں اس اندھے کے ساتھ ململ کا کرتہ پہنے
گا رہا ہوں۔ اور وہ بجا رہا ہے۔ راگنی پیلو ہے۔ بالم آئے بسو مورے من میں۔ اشرف خان نے طعنہ دیا کہ اس کو ایک ہی گانا آتا ہے
میں نے غصہ میں باجا اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور ایک راگ چھیڑا۔ اور منہ سے میں نے آواز نکالی۔ بھر میں سوچ رہا ہوں کہ اب میں کونسا
گانا گاؤں۔ جو یہ مجھے مانے (مولا جو میرا اپنے اس سائل کی ہے)
(۱۳) ——— تیرھویں (رات)۔ وقت زہرہ ۷ بجے دیکھا کہ میں اپنے بال بچوں کے ساتھ میں اپنے پدر بشی گھر میں کھانا
کھا رہا ہوں۔ بھابی خود بخود آ کر کھانا کھانے لگ گئیں۔ اور باتیں بھی ایسے ہی کر رہی ہیں۔ گویا کہ میں ان جاؤنگا۔ میں نے کہا کہ تو کھانا کھاؤ
تو انکار کیا بھر ساتھ ہی چائے بھی پی لی۔ اور دوسرے کمرے میں بھائی جنتی بخش لیٹے ہوئے ہیں۔
(۱۴) ——— چودھویں (رات)۔ وقت ۱۰ بجے دیکھا کہ ایک کوڑھ والے مریض کا وارث مجھ سے کہتا ہے کہ ابھی تو اچھا نہیں
ہوا ہے۔ میں تمکو دکھاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ دیکھو جیسے میرے آنسو نکلیں گے ویسے ویسے کوڑھ اچھا ہوتا جائیگا۔ بھر میرے آنسو
نکل رہے ہیں اور کوڑھ اچھا ہوتا جاتا ہے۔ اور سب لوگ دیکھ رہے ہیں۔
۷ ——— چودھویں (رات)۔ وقت مشتری صبح ۷ بجے دیکھا کہ عبدن اور اسکی ماں ہے اور عبدن کی لڑکی مر رہی ہے بھر استنجا
ہے۔ اور بھابی سفید لباس میں ہے۔ شاید بھی ہے ایک آدمی جنتی بخش سے کہتا ہے کہ شاہ بہت ہی منحوس ہے۔ بھر میں وظیفہ پڑھ رہا ہوں
اور مجھکو زور کا پیشاب لگ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ لاؤ ذرا میں پیشاب کر آؤں۔ کیونکہ میں نے ساڑھے تین گھنٹہ پیشاب روکا تھا کہ وظیفہ
رہے (قائم پاک تیرے ہی بھروسہ پر چل رہا ہوں)
(۱۵) پندرھویں رات۔ صبح پانچ بجے دیکھا کہ بھابی میرے پاس بیٹھی ہیں۔ اور ایک کوڑھ کا مریض بھی ہے میں اسکو
یہ کہہ رہا ہوں کہ تم یہ کانڈ کھاؤ لیکن اسکو یقین نہیں آ رہا ہے۔ بھر میں نے اس سے کہا کہ افسوس تو یہ ہے کہ تم یقین نہیں کرتے جاؤ اسکو
گرم اور چاول کھانے کو دو۔ اللہ کے حکم سے اچھا ہو جائے گا۔
۱۶ ۔ سولھویں رات۔ وقت صبح دیکھا کہ میری عورت میرے ساتھ بیٹھی ہے تو میں اسے کہہ رہا ہوں کہ

ہندو رگھوم رہے ہیں۔ میں نے ان سب سے کہا کہ تم اپنے بچاؤ کی تدبیر سوچو۔ میرے ہاتھ میں لکڑی ہے۔ ان میں سے ایک نے حملہ کیا۔ میں نے اسی لکڑی سے اسکو مارا تو وہ سہٹ گیا۔ تو مہر جیبن جلائی کہ باہر جی وہ کاٹنے کو آتا ہے۔ پھر وہ تمام ہندو ہمارے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ آگے پھلیڑوں والی منڈی آگئی ہے۔ تو میں سوچ رہا ہوں کہ اسکو کہنا چاہئے کہ بھائی تم ٹھیٹر کر دیکھو کہ تم کرنے کو بولتے تھے۔ اور تمہاری اپنی ہی قوم بہت ہے اسکو ہندوؤں کا ٹھیٹر دکھاؤ۔

(۲۵) ——— پچیسویں رات ۱۔ وقت زہرہ صبح پانچ بجے دیکھا کہ ایک مکان میں بھائی اور لالہ علی بخش بیٹھے ہوئے ہیں۔ لالہ نے کالا کوٹ پہنا ہوا ہے۔ اور باہر بھائی قمرالدین سے میرا زبردست جھگڑا ہو رہا ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں "نالائق کتے تیری ہی وجہ سے کوڑھ کے مریض کو اتنی دیر ہوئی۔ کیونکہ تو نے وقت پر دوائی نہ دی اور تین دن میں وہ اچھا ہو جاتا۔ کسی عورت نے مجھ سے کہا کہ یہ تو آپ کے بھائی ہیں۔ جانے دیجئے۔ میں نے کہا بھی تو وجہ ہے اگر کوئی اور ہوتا تو اسکو مزہ آجاتا۔ پھر عورت مجھ سے میری حالت کے متعلق پوچھ رہی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے دوائی نہیں کھائی ہے اسی لیے میرے پیٹ میں گڑبڑ ہے۔ وہ کہنے لگی کہ آج کتنے دن ہوئے دوائی لیتے ہوئے۔ میں نے جواب دیا کہ آج دو دن ہوئے تیسرے وقت کی تو دوا کھائی نہیں ہے جب ہی تو پیٹ میں گڑبڑ ہو رہی ہے (اے میرے معبود میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔)

(۲۶) ——— چھبیسویں رات ۱۔ وقت زہرہ صبح ۹ بجے دیکھا کہ میں لالہ جتی بخش سے کہہ رہا ہوں کہ آپ خود بھی سوچ سکتے ہیں کہ جو غیرت رکھتا ہے اسکو یہ بات سنائی جائے۔ کہ اسکے بال جھاڑ رہی ہے (اور کہہ رہی ہے کہ آپ نہیں سے لالہ تو وہ شخص کیا کرے گا۔ لالہ علی بخش بہت ہی خراب آدمی ہے میں نے اخلاص ظاہر کیا یہ سب آپ [illegible] وقتے زور سے کہا کہ [illegible] ہے (اور میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے کیا کہا۔ لالہ جتی بخش نے یہ سب کچھ سن کر کہا کہ نہیں نہیں [illegible] ہے میں نے کہا کہ مہربانی ہوگی تو جواب ہی نہیں اگر مہربانی ہو جائے۔ تو پھر تو بہت ہی نہ لگتا۔ میں نے کہا کہ [illegible] یہ سب کچھ مجھ کو کہا اور پھر میرے [illegible] ہو گیا۔ لالہ جتی بخش سے چھپا کہ نہیں اسکی اصلیت خراب نہیں ہے۔ پھر جتی بخش [illegible] ہے (قسم ہے میرے مالک کو بڑا رحیم ہے اور کریم ہے)

(۲۷) ——— ستائیسویں رات ۱۔ وقت [illegible] صبح دیکھا کہ قرآن شریف [illegible] ہوئے ہیں اور میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ سورۃ ابراہیم گواہ ہے کہ مجھے سورۃ یٰسین ملی ہے پھر یہ قرآن شریف [illegible] لوگوں کو بتا رہا ہوں کہ مجھے تپ دق کی دوا کوڑھ کی دوا۔ مردہ کی دوا، اور آنکھ کی دوا اور یہ [illegible] ملا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہاں سے ملا ہے میں نے کہا کہ یہ سب خدا کی طرف سے ملا ہے۔

(۲۸) ——— اٹھائیسویں رات ۱۔ وقت مشتری صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں جتی بخش اور اقبال اگاسی میں بیٹھے ہیں اور میں سب سے زور زور سے رو رہا ہوں یہاں تک کہ میری ہچکی بندھی ہوئی ہے۔ تو جتی بخش مجھے دلاسہ دیکر میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر رہا ہے اور اقبال سے کہہ رہے ہیں کہ بس اب نہ مجھے جو کچھ دیکھنا تھا دیکھ لیا۔ جو تمہاری موج میں آئے کرو میں زندہ اور جیتا ہوں۔ پھر وقت زہرہ ۵ بجے دیکھا کہ ہم ایک جگہ باہر زمین لیے ہوئے ہیں اور ایک باغیچہ کی دیوار کے پاس بیٹھے ہیں۔ سامنے ایک مکان کے سامنے غلام محمد رشید سی بیٹھا ہے۔ اس نے میرے کچھ کوڑا مارا ہے میں زیادہ کر رہا ہوں کہ مجھ پر اس نے کوڑا پھینک دیا ہے۔ تو ایک آدمی نے کہا کہ ایک کمیر کیڑا آنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ اس پر بھی پھینک دینا کہتا ہے کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ مجھکو غریب سمجھ کر پھینکا ہے۔ اگر کوئی امیر ہوتا تو نہ پھینکتے۔ پھر ہم چلنے گے تو میرے ساتھ ایک لال رنگ کا کتا چل رہا ہے۔ پھر میں ایک اسٹال میں پڑا ہوں اور میرے اوپر ایک عورت سفید برقعہ اوڑھے لیٹی ہے۔ اور یہ کہہ رہی ہے کہ حضور یا تو مجھے کرایہ دیکر میرے گھر روانہ کر دیجئے یا مجھکو اپنے پاس رکھیئے۔ میں نے کہا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ کہنے لگی کہ [illegible] میں نے کہا کہ تم کسی وقت مل بھی سکتی ہو۔ وہ بولی کہ جی ہاں۔ میں نے کہا کہ کس وقت کہنے لگی کہ ۹ بجے رات کو۔ میں نے کہا کہ آج رات کو میں تمہارے گھر پر ملوں گا۔ جب میں نے اس کے ہاتھ پکڑے تو وہ ادھیڑ عمر کی عورت معلوم ہوتی تھی۔

(اے میرے معبود مجھ پر رحم کر میں تیرا گنہگار بندہ ہوں)

ہم دونوں میسر اسی ہیں پھر لوگوں نے مجھ سے سستی وغیرہ کے پیسے مانگے ہیں۔ میں نے کہا کہ صاحب میرے پاس تو کوئی پیسہ نہیں ہے میں نے کالا کرتہ پہنے ہوئے تھوں پھر میں ذرا گھومنے چلا گیا۔ اور واپس آیا تو دیکھا کہ وہ جنبہ وغیرہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ شہر میں دھونڈھنے کے لیے گیا ہوں تو وہاں ایک پیڑ نیم کے نیچے کھڑا ہو کر فتح سنگھ فتح سنگھ پکار رہا ہوں۔ تو اوپر سے ایک بھی ہری مرچ سوت سوت بجنا نکلنے لگی۔ پھر دوسری کھڑکی سے اسکا مرد دیکھنے لگا۔ دونوں بندر وہیں سیدھے ہاتھ کی طرف مرد اور بائیں ہاتھ کی طرف عورت ہے میں نے پوچھا کہ فتح سنگھ ہے اس نے کہا کہ ہے۔ میں نے کہا کہاں ہے۔ کہا کہ اسی مکان میں ہے۔ اور جیب میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو میری مٹھی اشرفیوں سے بھر گئی۔ میں نے کہا کہ یہ تو بہت سارے پیسے نکلے ہیں۔ میں نے خواہ مخواہ انکار کیا۔ پھر وہ قصہ اسی سے پیچھے دیکھا کہ مجھے اور اقبال کو سیٹھ نے بلایا ہے۔ اور ہنے وہاں جا کر کھانا کھایا ہے۔ پھر اسکا مجھ سے پوچھنے لگا کہ تم نے جو میٹھان میں کام کیا ہے اسکا کوئی بیعانہ وغیرہ بھی ہے۔ میں نے کہا کہ صاحب بیعانہ بل بھی ہیں اور بوسٹر بھی ہیں اور کوئی میٹر ہو تو ہیں جا کر ابھی لاسکتا ہوں تو مالک نے کہا کہ آپ ابھی ادھر آؤ۔ دروازہ کھلا ہے اور مالک اندر کرسی پر بیٹھے ہیں۔ اور ہم برآمدے میں کھڑے ہیں اندر تشریف اسٹیل کرنا ہے نوکری کا ورنہ فیصلہ تو ہو چکا ہے۔۔

(۲۲) ——— بائیسویں رات۔ وقت عطارد دیکھا کہ ایک آنکھ کا مریض آیا ہے لیکن اس کے ڈھیلے سلامت ہیں۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ یہ دوا لگا لو۔ وہ کہتا ہے کہ نہیں میری آنکھ تو ٹھیک ہے۔ میں نے کہا کہ کوئی زبردستی نہیں ہے رہنے دو۔ تب وہ کہتا ہے کہ سچ پوچھو تو میری بائیں آنکھ سے کچھ نظر نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ اسکو نکلوا دو اس سے فیض اٹھاؤ۔ آنکھ ٹھیک ہو جائے گی۔ پھر وقت قمر دیکھا کہ میں نے دیا سلائی میں نوکری کر لی ہے۔ اور تو سب تنخواہ مل چکی صرف ۳۵ روپے باقی ہیں مجھے ضرورت پڑی تو میں باقی کے ۳۵ روپے لینے گیا۔ وہاں میری اور کیشیر کی لڑائی ہو رہی ہے۔ میں نے کہا کہ میرے روپے ابھی دیدو تب اس نے ۳۵ روپے کے نوٹ فوراً مجھے دیدیے۔ میرے ساتھی کے پاس دو سارنگی ہیں میں نے وہ روپے ان کے اندر رکھ دیئے۔ اور پھر ہم چلنے لگے تو کیشیر نے مجھے روک کر کہا کہ روپے تو لے لیے اب فوراً دیا سے تول کر جاؤ۔ میں نے کہا کہ اب کیسے بولوں جب تم نے میرا [illegible] سب روپے دے ہی دیئے تو اب کیا بولوں۔ لیکن وہ جھوٹا ہی تھا۔ تو میرے ساتھی نے وہ روپے مجھے دیدیے [illegible] دونوں لکھے کہہ رہے ہیں کہ آپ ضرور لیے۔ یہ واقعہ [illegible]

(۲۳) ——— تیئیسویں رات۔ وقت [illegible] صبح کے پہلے دیکھا کہ میں [illegible] گھر میں لاکر [illegible] ہیں کہ مڑوی آدمی [illegible] پھر طالب آیا تو لالہ [illegible] اسکی شادی کرنے لیے تیار ہو گئے [illegible] اور طالب اپنی نانی گھر [illegible] لالہ جی جنس اسکو [illegible] وہ کہہ رہا ہے کہ میں آتا ہوں [illegible] میں نے کہا کہ آپ تو مفت [illegible] میرا گھر [illegible] حالانکہ اسکے لیے بجائے [illegible] یہ سب الزام نکالا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ آپ ہی صاف [illegible] گئی مگر بھائی وہ بہت [illegible] میں نے کہا کہ آپ شادی کا کب واپس ہوں گے۔ لالہ جنس نے کہا کہ اب تو ان کی [illegible] تو پیسے بچانے [illegible] ہو گئی ہے۔ بہت ہی جلدی آئیں گے۔ چار دن تو ضرور رہیں گے۔ پھر لالہ جنس [illegible] اور تم شادی میں گئے ہیں۔ میں اور بھائی نہیں رہیں گے۔ اور میرے سر پہ [illegible] ہے۔ لڑکا میں بیمار ہوں۔ [illegible] کا [illegible] کو درگذار فرمائیں۔

(۲۴) ——— چوبیسویں رات۔ وقت زحل دیکھا کہ جیسے میں کشمیر میں ہوں اور مجھے تار آیا ہے کہ تم [illegible] تو میں چل پڑا ہوں۔ [illegible] سفید کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور جھیڑہ آیا ہوں۔ وہاں پیڑوں کا گھر ہے اور ہاتھ کا موسم پڑا ہے۔ اور سامنے بھائی اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی مجھے دیکھ رہی ہیں۔ وہ میرے آنے [illegible] خوش ہیں اور انہوں نے مجھے باجا بتایا۔ میں راگنی بجاتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ دوسرا راگ بجاؤ۔ پھر [illegible] پھر ایک بہت اونچا باجا [illegible] ہے اور میری [illegible] اور [illegible]

گھسیٹ کر لجایا میرا مال ہے۔ پھر اس نے طبلہ اٹھایا ہے۔ (رب رحم فرما)

(۴) ——— چاتھی شب۔ وقت مسترخا۔ صبح دیکھا کہ ایک قبیلہ کے پاس ہم دو آدمی گئے ہیں تو اس نے کیمیا سے تیار تو سونا بنا دیا ہے۔ مگر [illegible] نے اسکی اجرت لے لی ہے۔ جو کہ ۱۴ روپیہ ہوتی ہے۔ تین نیں روپیہ سونے کے ہو گئے پھر ایک بہت بڑا [illegible] سونے کا [illegible] ہے۔ اور ایک اجاد [illegible] عمر صغیر کپڑے پہنے ہوئے اور دو طوطے بہانت خوب صورت لیکے کھڑی ہیں۔ اور میں اور [illegible] ہوں۔ وہاں ایک بزرگ بات کر رہے ہیں کہ باتیں ہیں۔ سات بندر اور دو دسمان اور ایک شیطان اور ایک [illegible] سے سفینوں میں سے ہو گا۔ جب وہ روپیہ روالپنڈی لیکر جائے گا [illegible] وہاں ایک کو [illegible] ہے اسمیں [illegible] اسکے پاس آنا جائیگا۔ اسکے بعد میں ہیں ایک سفینہ میں اترا ہوں [illegible] پانی [illegible] ہے۔ کوئی [illegible] ہے [illegible] سفینوں میں ہو گا۔ خود پانی جڑ سے چڑھتے اس کھل کی چوٹی تک پہنچ گیا کھل کی رانی بہت گھبرائی ہوئی ہے۔ [illegible] گھبرائی ہے۔ لوگ دہائیں مانگ رہے ہیں پانی تھما [illegible] اگر [illegible] ہوں۔ اور [illegible] پکار رہا ہوں۔ میری آواز سنتے ہی رانی فوراً باہر آئی۔ اسکے ہاتھ میں پانی کی [illegible] ہے میں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور یہ دعا مانگ [illegible] یا اللہ تم کو ایک [illegible] پانی کو بند کر۔ اللہ تو بہ کرنے کا [illegible] دے اس پانی کو بند کر۔ ایک کہ سرام بچا ہے پھر رانی سے میں نے کہا کہ تو بہ کرو جب اس نے توبہ کی تب پانی خشک ہو گیا۔ اور نیچے ایک گلی ہے اسمیں گاڑی کھڑی ہے یا دخا اسی میں بیٹھنے والے ہیں۔ اس کے مصاحب [illegible] کھڑے ہیں۔ [illegible] سے نکلا اور ان رانیوں کو ساتھ لیکر اور ایک کو بغل میں دبکر گھوڑا اٹھا گاڑی میں بیٹھ گیا۔ ایک رانی کے ساتھ ایک بچہ بھی ہے (چھوٹا سا) جب سب لوگ بیٹھ گئے تو میں بھی بیٹھ گیا۔ جب گاڑی چل پڑی تو وہ کہتا ہے کہ استاد جی استاد جی آپ بیٹھ گئے ہیں۔ میں نے کہا ہاں پھر بکشن گنگا رام ملا میں نے اسکو پانی کا سارا قصہ سنایا۔ اس نے کہا کہ آگے تو ہیں کا تھا [illegible] چلنے دو [illegible] پانی والا [illegible] ہو چکا ہے تو اب میں بھی آپ کہتے وہ عاجد مانگو گا کیونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ [illegible] وقت [illegible] ہے۔ ہر حیف فنا ہونے والی ہے بجلوان ابی بزرگ کو جن کی بدولت یہ سب کچھ ہوا ہے پانی والا سارا [illegible] یاد رہا۔ میں نے اپنے رب کو پالیا ہے۔ پھر ایک نائی ہے جو جدا [illegible] ہے میں اسکے پاس گیا ہوں تو ایک آدمی کہتا ہے کہ دوا مانگ [illegible] [illegible] دوائی مانگی ہے تو وہ عورت کہہ رہی ہے کہ بیوقوف کوئی دوائی مت دینا یہی دوائی دینے جاؤ میں نے کہا جی اچھا پھر میں نے [illegible] کہاں جاؤں تو کہاں جاؤں۔ پھر لالہ علی بخش آئے میں نے ان سے کہا کہ لالہ تم نے بہت کچھ کیا ہے اب توبہ کر لیجئے۔ وقت بہت ہی تھوڑا ہے انھوں نے قسم کھائی کہ میں توبہ کرتا ہوں۔

(۵) ——— وقت زحل ۹ بجے دیکھا ہے کہ میرے وطن کی مسجد میں جماعت کھڑی ہے اور میرے ہاتھ میں لال رنگ کی تسبیح ہے۔ اور میں ایک گلی سے نکلا ایک ناجیہ سی جگہ میں نماز پڑھنے لگا۔ میں [illegible] گئے ہوئے ہوں ایک آدمی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نماز نہیں پڑھتے ہو میں نے کہا کہ میں اکیلی نماز پڑھا ہوں۔ پھر [illegible] دان خان ہیں ملاقات رام لامیں نے پوچھا کہ بڑے کوٹ کا کیا حال ہے میں نے کہا کہ آج کل خوب آباد ہے۔ بھر گیا ہے اور سب میں وہ مالدار ہے پھر میں نے پوچھا کہ راجن کا کیا حال ہے۔ کہا کہ وہ بہت ہی مزے میں ہیں۔ جب سے اسٹیشن والے مکان کرایہ پر گئے ہیں اس وقت سے مزے میں ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ پانی کا کیا انتظام ہے۔ کہا کہ سب نل کھل گئے ہیں۔ اور تالاب بھی تینوں چالو ہیں۔ ان میں گورنمنٹ نے میڈیسن ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے انکا پانی خوب میٹھا ہے۔ اور صاف ہے اب تو بہت ہی اچھا آباد ہو گیا ہے۔ پھر میں اسٹیشن گیا ہوں وہاں بہت ہی ہجوم ہے۔ دیکھا کہ سامنے سے بھائی ٹھو کو ساتھ برقعہ میں لئے ہوئے چلی آ رہی ہے۔ میں نے کہا کہ بھائی نے تمکو منع کیا تھا کہ وہاں آدمی بہت ہوں گے۔ تم مت جانا۔ پھر تم کیوں آئیں (رب رحم فرما پاک پروردگار)

(۶) ——— جھاتی ہی آت :- وقت صبح دیکھا کہ کرشنا کمپنی کے دفتر میں ایک چارپائی پر ایک عورت سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہے۔ اعظم خان پٹھان مجھ سے کہتا ہے کہ میں دوسرا بستر بچھا دیتا ہوں آپ اس عورت سے جماع کر لیجئے۔ میں نے کہا کہ نہیں جنرلیہ میں کسی عورت سے وہ ہو کہ میں ہو [illegible] وہ کرد۔ اس نے پہلے بستر کو اٹھایا اور پھر دوسرا بستر لا کر بچھا دیا۔ اتنے ہی میں ایک آدمی آیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا کہ آپ تو جماع کرنے لگے تھے۔ میں نے کہا نہیں جناب البتہ اعظم خان نے بستر ضرور

خواب

سنہ ۱۳۵۵ھ

ذی الحجہ!

وقت مشتری صبح ۸ بجے دیکھا کہ بہت سے آدمی ہیں۔ [illegible] سے پوچھتا ہے ہیں کہ گولی والی دوا سے آپ کی کیا حالت ہے۔ میں نے کہا کہ جی ہاں میں اچھا ہو گیا ہوں اور وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ جی ہاں آپ اچھے ہو گئے اور گولی والی دوا بہت کامیاب ہوئی ہے۔ پھر میں نے ایک بیمار سے پوچھا کہ تم نے جو گولی کھائی تھی اس کا کیا حال ہوا (رب شفا تو تیرے ہی ہاتھ ہے)

(۲) ——— دوسری رات:- وقت صبح ۷ بجے دیکھا کہ تھوڑے سے کوٹھے کے بیمار ہیں ان سب کے فائدہ ہوا ہے اور سامنے سے کوئی پوچھ رہا ہے کہ بیمار بہت نہیں آتے ہیں۔ میں جواب دے رہا ہوں کہ ابھی تو اتنی ہی دوائی دی جاتی ہے کہ جتنے بیمار آتے ہیں۔ لیکن ہیں سب فائدہ میں۔ پھر وہ کہہ رہے ہیں کہ اور بہت آئیں گے۔ پھر ایک مکان اکیدم گر پڑا ہے لیکن ایک پایا جو اندر رہ گیا ہے اسکو جا کر میں نے گرا دیا۔ اقبال نے کہا کہ تم نے کیوں گرایا۔ میں نے کہا کہ خالی تھا۔ پھر بہت سی مخلوق ہیں میں وہاں کھڑا ہوں تو ایک سید بزرگ آئے۔ اور کہا کہ آج آپ کے سسر صاحب ملک والی آ چکے ہیں رات کو گیارہ بجے یہاں آ جائیں گے۔ آپ اسٹیشن پر لینے ضرور جانا۔ میں نے پوچھا کہ ابھی کتنے بجے ہیں کہا کہ سات بجے ہیں۔ پھر میرے بھائی علیم الدین کھڑے ہیں۔ سامنے سے مشرق کے کونے میں رنگینی نمودار ہوئی۔ ایکدم دس بارہ جلوس ہو گئے میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا کہا کہ برسات ہونے والی ہے۔ لیکن روشنی بھی بہت پیاری ہے۔ پھر سات بجے دیکھا کہ اقبال کہتا ہے کہ باپ اب بھی آ جائیگا سنو آواز اور تیز بھی ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا ہو گا اب ویسے نہیں ہوں گے۔ میں سمجھ لوں گا۔ کوڑنے کی بات نہیں ہے (پروردگار تو ستار ہے غفور ہے رحم کر۔)

(۳) ——— تیسری رات:- وقت صبح ۴ بجے دیکھا کہ حمید رضا مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپکی دوائی کہاں ملتی ہے۔ یہ دوائیں اللہ نے مجھے دی ہیں میں نے ثبوت میں بہت کچھ پیش کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم نہیں مانتے تم جھوٹے ہو۔ میں نے کہا کہ تم خود جھوٹے ہو۔ میں نے کہا کہ جھوٹے کی ماں کا بڑا ہو۔ پھر انھوں نے بھی یہی کہا۔ ہم نہیں مانتے۔ میں نے کہا کہ جو آدمی جھوٹا ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی اپنے ہی جیسا سمجھتا ہے۔ پھر وقت مشتری ۹ بجے دیکھا کہ بھیڑ میں سیدوں کی دوکانیں ہیں تو ایک دوکان میں سفید چادر بچھی ہوئی ہے۔ اور ایک طبلہ پر فازہ آنا لگا ہوا ہے۔ طبلہ کی شکل مزدنگ کی ہے۔ جیتی بخشی سفید کپڑے اور کالا کوٹ پہنے ہوئے بازار سے آئے اور مجھ سے کہا کہ سینما بالکل تیار ہے کھیل شروع ہونے والا ہے آپ نوٹ (بالبلہ) دیدیجئے۔ تو اچھا ہو گا میں نے کہا کہ یہ بڑا ہے بیچئے۔ ان کے ساتھ ایک بچہ ہے وہ طبلے کو گھسیٹ کر لے جا رہا ہے۔ میں نے اسکو ماں کی گالی دی اور کہا کہ ایسا مت

دروازہ بند اور کبھی کھلتی ہے۔ آخر دروازے کے دونوں پٹ کھل گئے۔ تو میں بھائی سے شکایت کر رہا ہوں۔ کہ جو جان آپ نے مجھے دیا اس نے تو آگ لگا دی ہے۔ اور یہ ہرو۔ میرے لئے عذاب ہے۔ پھر میں اگاسی میں کہ کسی پر بیٹھا ہوں اور ادھر ادھر آدمی کھڑے ہیں۔ میں جو کچھ باتیں کر رہا ہوں وہ سب غور سے سن رہے ہیں گویا وہ میرے تابع ہیں۔

(۱۴) ——— چودھویں رات ۱۰ وقت صبح دیکھا کہ بہت سارے آدمی کھڑے ہیں اور کوٹھہ کا مرمت اچھا ہوا ہے۔ پھر ایک پاک جگہ پر پاک پروردگار کی شکرانی ہو رہی ہے۔ میں بھی اسی مجلس میں بیٹھا ہوا ہوں۔ میرے سامنے چھوٹے سائز کا ایک مصحف رکھا ہے۔ پھر میرے میرے بھائی مجھے پیار کر رہے ہیں۔ (رب میرے سارے سارے گناہ بخش دے)

(۱۵) ——— پندرھویں رات ۱۰ وقت صبح ۶ بجے دیکھا کہ کوٹھہ کے بھارا اچھے ہو رہے ہیں اور میں نے اپنے ہاتھ سے ایک ٹوٹی صفیر کا نلکہ پہ لگا ہے۔ اور دوائیوں کا اثر دور کرنے والا ہے۔ سب کی چھتیں بھی لگی ہوئی ہیں (رب مجھے ہر شر سے محفوظ رکھ۔

(۱۶) ——— سولھویں رات ۱۰ دیکھا کہ بہت سارا ہجوم ہے۔ کوٹھہ کے بھارا اچھے ہو رہے ہیں اور مجھے کئی دفعہ اللہ پاک نے کامیابی دی ہے (رب رحم فرما میرے مالک نراسرا ہے)

(۱۷) ——— سترھویں رات ۱۰ وقت صبح صبح سات بجے دیکھا کہ بہت ہی خلقت ہے اور ان میں مجھے اللہ نے کامیابی دیا ہے ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ جا رہے ہیں تو آپ سید نور الحسن کو میرا سلام کہنا (اللہ یہ سید ۱۴ یا پندرہ برس سے اوپر ہمالی اسکا مقام ہے)۔ میں نے کہا کہ اچھا میں ضرور جاؤں گا۔

(۱۸) ——— اٹھارھویں رات ۱۰ وقت عشاء دیکھا کہ میں اور بھائی ایک چھت پر پہرہ داری کا کام کر رہے ہیں۔ سونے لیا جا رہا ہے۔ اتنے میں سردار آیا تو بھائی مجھ سے چھپ چھپ کر اس سے کچھ باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھ لیا میں نے بھائی سے کہا کہ تم نے بھروسہ کیا چیز روکا تھا۔ پھر سردار نیچے اترنے لگا میں نے کہا کہ اگر وہ کرتا تو پھر میں اسکو قتل دیتا۔ بھائی نے اسے بہت دلاسا۔ وہ واپس آیا۔ میرے ہاتھ میں ڈنڈا تھا تو میں نے اس کی گردن دبا لی۔ وہ آگے کچھ نہیں کر سکا۔ یہاں تک کہ مرنے کے قریب پہنچ گیا اور نیچے گرا۔ پھر بھائی نے جا کر اس سے کچھ کہا۔ وہ وہاں سے سیدھا پولیس چوکی گیا۔ اور وہ جا کر پرانی سرائے میں بیٹھ کر مجھے گالیاں دے رہا ہے۔ اور میں سردار کو گالیاں دے رہا ہوں۔ دفعتہً میں اکھڑ جانے لگیں۔ تو میں نے پاؤں پکڑ لئے ہیں نے کہا کہ جیسا بھی ہو دیا کریں۔ میں کچھ نہیں کہتا۔ خیال کرو۔ جانے دو میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اور تھانے پولیس کو بلایا ہے یہاں تو میرا کوئی ضمانت دینے والا بھی نہیں۔ اور میں بے حد رو رہا ہوں۔ اور منہ پر کہہ رہا ہوں کہ اب میرے بچے کیا کریں گے۔ جب وہ تمکو پکارتے ہیں کہ ابا جی یہاں ہو جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر بھائی بھی بیحد رونے لگیں۔ پھر مجھے گلے لگا کر خوب خوب روئیں۔ اور میں بھی خوب رویا۔ یہ سب باتیں دریا کے پل کے اوپر ہو رہی ہیں۔ اور پھر سردار چارپائی پر بری حالت میں رو رہا ہے اور بھائی سے کہہ رہا ہے کہ۔ بلا تو کہ پولیس یہاں نہ جائے کیونکہ میرے جتنے تو اس کے لڑکے ہیں۔ پھر بھائی تو مردنی ہوئی ہیں۔ اور میں صورت بنا ہوا ہوں۔ اور ہم دونوں گلا مکر زار زار رو رہے ہیں۔ پھر جتنی بخشی لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ ماسٹر کو تو بزرگی ملی ہے۔ اور پھر مجھ سے کہتے ہیں کہ تم بزرگ ہو گئے ہو۔ میں نے کہا کہ دیکھو تو انھوں نے کہا کہ تمہاری آنکھیں لال ہو گئیں ہیں چناں نچہ ہیں نے کہا کہ یہ میری آنکھیں تو رو رو کر لال ہو گئی ہیں۔ اور کہا کہ چاہے جیسے بھی لال ہو گئی ہوں بخشانی اگلے بزرگوں میں بھی تھی۔ اور وہ آپ میں موجود ہے۔ اور یہ بھی لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ ماسٹر کو بہت ہی جلد بزرگی ملی ہے۔ آگ لینے کو جائے پیغمبری مل جائے۔ پھر وقت عشری ۵ بجے نام دیکھا کہ ایک مکان میں نظیر دزی ہے اور میں وہیں نظیر دزی کو ٹھہرائے رنگ کا رجسٹر دکھا رہا ہوں۔ اتنے میں ایک شخص سوٹ پہنے آیا۔ ساتھ میں اسکے ایک کتا ہے۔ نظیر کچھ لگا کہ مجھے ظہور لگا آگیا۔ اور ظہور مجھ سے پوچھ لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس کمزوری کی دوائی ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں دیکھو یہ رجسٹر وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی چاہیئے۔ میں نے کہا کہ اچھا تو میں سب کچھ کہہ رہا ہوں (رب مجھے اپنی رحمت سے نواز)

(۲۱) ——— اکیسویں رات ۱۰ وقت شمس صبح دیکھا کہ میں پہلے انیشی گاؤں ہے اور میں بخشی ماجھی کے گھر گیا ہوا وہاں میری بخشی اور کرسی ہے۔ جیسی مجھے دیکھتے ہی خوش ہوئی ہے میں نے اپنے بیاہ سے پہلے رہا۔ اسکا رنگ لال ہے۔ پھر

بجھایا ہے مگر میں نے محبت نہیں کی۔ پھر میں نے پانی کا گلاس پیا ہے۔ پھر میرا بدانشی گاؤن ہے بہت سے لوگ ہیں ایک آدمی مجھ سے بچھڑ رہا ہے کہ مجھے معمورہ ماچی کے یہاں جانا ہے۔ میں نے کہا کہ چلو میں دکھاتا ہوں۔۔۔ کہنے لگا کہ جتنی بخشش تو بے ہی اچھا ہے مگر کریم سارے پنجاب پر غباری ہے۔ اور عسلم تو ارسکا ایا ہے کہ چاہے تو کسی کو بات نہ کرنے دے۔ اگلے دن ایک ڈاکٹر بچہ لے آیا تھا۔ تو اسکی اس نے بہت خاطر تواضع کی۔ اس کے ساتھ سو کے قریب لنگ بھی تھے۔ ان سب کو کھانا کھلایا۔ اور جو بھی اسکے یہاں جاتا ہے اسکو کھانا یہاں تک کہ بکیہ وغیرہ تک دنیا کریم کا کام ہے۔ مجھے بھی اس نے اپنے پاس تین مہینے رکھا ہے اور علم بھی بتایا ہے۔ کھانا کپڑا سب کچھ اس نے دیا ہے۔ وہ بہت سخی ہے۔

۸ ——— آٹھویں رات:۔ وقت ۲ بجے صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں گھوڑا گاڑی خود چلا رہا ہوں۔ اور میری بیوی میرے ساتھ خود سوار ہے۔ ایک گاڑی ہماری گاڑی سے آگے جا رہی ہے۔ میں نے اپنی گاڑی اتنی تیز چلائی ہے کہ آگے والی گاڑی سے پہلے ہماری گاڑی پہونچی ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ دیکھئے صاحب پہلے میں پہونچا ہوں۔ وہاں بہت آدمی کھڑے ہیں اور کرخنا گنپی بک گئی ہے اور نام موٹر گاڑیاں ہمارے مکان کے نیچے لبھ رہا ہیں۔

(۹) ——— نویں رات:۔ وقت مرہم صبح ۲ بجے دیکھا کہ مجھے تنخواہ مل گئی ہے اور میں نے کمپنی کی نوکری چھوڑ دی ہے اور میں اپنے گھر پہونچا ہوں۔ تو میرے بھتیجے اللہ دتا نے یہ بنایا کہ دھماکا ٹھیکہ نہ بنایا ہے۔ لیکن جب وہ پڑھتا ہے تو میں کہ نہیں مار سکتا۔ پھر میں نے کہا کہ بھائی جی تم زرا ماترے دکھاؤ۔ تو میں دیکھوں انھوں نے الٹے ہاتھ پر ماترے شروع کئے۔ اور کہہ رہے ہیں اسکی انگلی پر گر رہا ہے۔ میں نے بھی اسکی انگلی پر گرچی چی مارنے شروع کر دیے۔ جیسے ہی ٹھیکہ پڑتا ہے ویسے ہی چی چی انگلی پر گراتا ہوں۔ دو دفعہ تو گر خالی گیا لیکن تیسری دفعہ میں نے گر پکڑ کر مارا ہے۔ میری بیوی بھی میرے ساتھ آئی ہے وہ کام پر بھر گئی تو میں بھی کام پر بھر گیا۔ وہاں دو آدمی تھے انھوں نے کہا کہ تو کہ ہی نہیں ملوگی۔

(۱۰) ——— دسویں رات:۔ وقت عطار ۱۰ بجے دن دیکھا کہ میرا بدانشی گاؤن ہے اور میں وہاں انجیروں کو توڑ کر کھا رہا ہوں۔ پھر میں نے اوازدن اقبال۔ اقبال میرے بھائی نے جواب دیا کہ اقبال اب آپ کے لائق نہیں رہا۔ میں خود اٹھ کر اوپر کی طرف بڑھا۔ ہوں پھر بھائی روتی نکار رہی ہیں اور لالہ علی بخش دروازے کے اندر جا رہے ہیں۔ اور میں باہر کھڑا کھڑا کہہ رہا ہوں۔ یتیم کھاتا ہوں قرآن مجید کی کہ میں کسی کا دشمن نہیں ہوں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ جب کوئی دشمنی کرتا ہے اور نہیں مانتا تو میں اس سے لڑتا ضرور ہوں لیکن شام تک پھر صلح کر لیتا ہوں۔ لالہ علی بخش یہ سنکر کہنے لگے کہ کون آپ کو کہتا ہے کہ آپ دشمنی کرتے ہیں۔ اور یہ باس بھائی نے نہیں۔ (اے میرے رب تو مجھے بخش دے)

(۱۱) ——— گیارھویں رات:۔ وقت عطار ۱۰ بجے دیکھا کہ میں اکیلا ایک پہاڑ کے نیچے کھڑا ہوں میرے ہاتھ میں لکڑی ہے اور سامنے ایک باغی قوم کھڑی ہے۔ میں ان کو فتح کرنے کے لئے تیار کھڑا ہوں میں نے جو چھلانگ ماری ہے تو میں اوپر پہاڑ پر چڑھ گیا ہوں۔ وہاں ایک بہت ہی بڑا نالا ہے۔ اس کے کنارے کنارے دوڑتا جا رہا ہوں اور میری مدد کے واسطے میرے پیچھے بہت سارے آدمی دوڑے ہوئے آرہے ہیں۔ پھر ہم نے باغی قوم پر حملہ کر دیا ہے اور وہ سر ہوگئی ہے۔

(۱۲) ——— بارھویں رات:۔ وقت شب ۱۲ بجے دیکھا کہ کچھ لوگ مجھ سے سوال کر رہے ہیں کہ تمہارا تعلق بند حقیقت ہونا چاہئے ورحم وفضل فرما

(۱۳) ——— تیرھویں رات:۔ وقت بشارتی صبح ۷ بجے دیکھا کہ ایک جیسٹر ہے لال رنگ کا نمبر والا کھلا ہوا رکھا ہے بہتہ ہرشت رائے مجھے فون کر رہے ہیں۔ پاس ہی ایک آدمی کرسی پر بیٹھا ہے مگر میں خود ہی پہونچ گیا ہوں۔ لہتہ جی پوچھنے لگے کہ آپ کہاں تھے میں نے کہا کہ جب آپ فون کر رہے تھے اسوقت میں اجابت کر رہا تھا۔ پاس جو آدمی بیٹھا تھا اس نے کہا کہ جب ہی تو آپ ایسنٹ ہوتے ہے۔ میں نے کہا کہ جب ہی تو میں خود آگیا ہوں۔ پھر کوئی مقدمہ تھا وہ میں جیت گیا ہوں پھر دیکھا کہ میں سب کے سب بچے بیا رہیں تو میں بہت ہی گھبرایا ہوا ہوں۔ پھر ایک لڑکی کو کوڑھ کی بیماری ہے اور ہم سب ٹرک پر جا رہے ہیں اور وہ لڑکا مجھ سے کہنے لگا کہ آپ مجھے دوائی دیجئے۔ اگر میں اچھا نہ ہوا تو پیسے نہ دونگا۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ اگر تو اچھا ہوگیا تو پھر جو میں مانگوں گا وہ دیگا۔ پھر میرا دروازہ کھلا ہے اور نتھو پٹ کھیا ہر کھڑی ہے ابا گھر سے باہر اور باہر سے گھر آ جا رہی ہے۔ نتھو کبھی دروازہ

کشم گانا بجا رہی ہے ۱۲ اور کہا کہ ان بہت ہی اچھا گاتی ہے۔ (بار الٰہ میرے ہر کام میں مدد فرما)

۲۷ ——— صبح ۸ بجے تیسویں رات۔ وقت مقررہ سات بجے دیکھا کہ میں دیکھا کہ میں عالم دین کے گھر جا رہا ہوں بہ لحاف اوڑھے لیٹا ہوں۔ بھابی تھو اور شلوار آئے تھوڑے کہا کہ دیکھا جاگتے ہو گئے تو میں نے کہا کہ ابھی ہی تو جاگ رہا ہوں۔ پھر میں نے اٹھ کر غسل کیا۔ بھائی جان ہی کہ جائیے آپ کا خواہ لے آئیے۔ اور میرے چچا کا لڑکا مرحوم خدا بخش کپڑے پہنے ہوئے جا رہا ہے۔ تو سیدھا صوبہ پہنچا کا مکمل کا کرتا اور شلوار دھلی ہوئی رکھی ہیں۔ میں نے نہانے کے بعد بھابی سے پوچھا کہ میں کون سا کپڑا پہن لوں انھوں نے کہا کہ پہن لو۔ میں نے پہن لیے۔ بھابی کہنے لگیں کہ آپ تو چھوٹے چھوٹے کپڑے پہن کر بڑے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بڑے بڑے کپڑوں میں چھپے۔ پھر دیکھا کہ دوائی میں بہت ہی کا میابی ہوئی ہے اور میں تنخواہ لینے ایک دفتر میں جا رہا ہوں۔

۲۸ ——— اٹھائیسویں رات بروقت قمر صبح ۹ بجے دیکھا کہ ایک بہت ہی بڑے دروازے پر بہشتیوں سے بورڈ لگے ہوئے ہیں لیکن بلیو بورڈ سب سے نیچے ہے تو میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ میرا بورڈ سب سے اوپر لگنا چاہئے کیونکہ میری سب دوائیں عجیبی ہیں۔ پھر دیکھا کہ میرا بورڈ سب سے اوپر لگا ہوا ہے (رب میرے تو مجھ پر بڑا کرم کیا ہے)

۲۹ ——— انتیسویں رات۔ وقت صبح ۸ بجے دیکھا کہ میں مسجد میں اپنی پرانی چٹائی ڈھونڈ رہا ہوں۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تخت کے نیچے سے مجھے ملی ہے۔ میں مسجد سے باہر نکل آیا۔ پھر میں اگاسی میں لیٹا ہوں اور بھابی پاس بیٹھی ہیں۔ اور ان سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے آج ۴ بجے سے دعا مانگنی شروع کی ہے کہ یہ خیال میرے دل نکل جائے۔ میں کہ دوں تو کیا کروں میں بھول رہا ہوں جیسے بال دیا ہے وہ کہنے لگیں کہ ہاں ایسے عالم کے ہوتے تو کہنے۔ پھر میں نے کہا کہ میں نے بے حد کوشش کی ہے کہ یہ خیال میرے دل سے نکلے مگر نہیں نکلتا میرے رب کو منظور نہیں۔ اور میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اے اللہ جس میں تو راضی ہے اسی میں میری بھی راضی ہے۔ (رب العلمین میرے سارے گناہ بخشدے)

۳۰ تیسویں رات۔ وقت عطارد صبح دیکھا کہ میرے ہاتھ میں خربوزہ ہے اور دوائی کی کامیابی دیکھی ہے اور پھر بھائی کلہ اسٹیشن سے ایک آدمی آیا ہوا ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ دیکھنا تم دیکھو گے کہ جو آپ کریں گے وہی وہ کریں گے۔ یہ کہہ کر ہم لوگ بمبئی کی طرف چل پڑے۔ پھر وقت عطارد ۴ بجے دیکھا کہ میں ریل گاڑی کے پہیوں سے لٹا ہوا ہوں اور وہ گاڑی جا رہی ہے۔ پھر وہاں میں جینے لگی بعد میں ایک دم فٹ ہوں مجھے کچھ ڈر نہیں لگ رہا ہے۔ پھر میں ایک جگہ جا کر وہاں کھڑا ہو کر یہ کہہ رہا ہوں کہ سب لوگ میں جو بھی پسند کرے۔ اور گاڑی پانی میں چل رہی ہے

اے باری تعالےٰ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے اور احسان ہے بندہ میں جتنا بھی شکر کروں کم ہی کم ہے۔ کہ تو نے مجھ جیسے کمترین اور ذلیل کو اپنی بیشمار نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ اب تجھ سے یہی استدعا ہے کہ مجھے ایمان پر ثابت قدم رکھ۔ اور یہ توفیق عطا فرما کہ میں نیک نیتی سے اور مستعدی سے تیری بندگی کروں۔

وہ میرے ساتھ چپکی آرہی ہے یہاں تک کہ اپنے گلے پڑ گئی۔ اتنے میں ایک آدمی نے اس سے کہا کہ ذرا اسکو باندھ دے۔ اس نے اسکو باندھ دیا مگر کھڑی ایسے بھاگی پھر رہی ہے۔ میں سمجھ نہ سکا کہ راستہ میں بھابی سفید لباس میں ملیں۔ خانہ سوکرتیاں ہیں پھر وقت زہرہ صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں اپنے گھر مصلیوں کے یہاں گیا ہوں۔ وہاں عالم دین کی شادی ہے اور میں نے گانا گایا ہے۔ اور بہت سا روپیہ جمع ہو گیا ہے جو نے ان روپیوں کو ایک سیمان میں ایک کسی جگہ رکھ دیا ہے مصلیوں نے بھی روپیہ دیئے مگر جس کی شادی ہے اس نے پورے روپیہ نہیں دیئے۔ خود نے اور ایک اکھ دیا ہے میں نے کہا کہ اگر پورے روپیہ نہ دیں گے تب لونگا۔ دونوں نہیں لینا۔ سب آدمیوں نے بھی کہا کہ بھائی پورے روپیہ دیدیں ورنہ نہیں سنتے۔ اتنے میں ہاتھ کا بابا جھنک کر جھومتا گاتا ہوں۔ تو عالم دین جھوم جھوم گئے اور اپنے ہاتھ میں سے روپیہ نکال کر پھینک دیئے۔ اور پھر روپیہ زمین سے اٹھا کر میرے دامن ہاتھ پر رکھ دیئے۔ لیکن روپیہ بہت موٹے اور بڑے چاندی کے ہیں جنہیں کہ کسی شہر کے پیر نے نذر نیچ کے لیئے ہاتھ اٹھائے ہیں۔ اور میں دعا مانگ رہا ہوں کہ یا اللہ عالم دین کو بے حساب رزق دیتا رہ اکو سلامت رکھنا۔ مصلی کہنے لگے کہ آپ نے تو ایسا گایا کہ عالم دین کو مدہوش کر دیا۔ پھر میں وہاں سے چلا تو وہ ساتھ ہیں۔ اور ایک پاک بی بی ساتھ ہیں ماں یا ایک اور عورت بات کر رہی ہیں۔ میں والدہ سے کہہ رہا ہوں کہ خانہ آپ اونچی آواز سے بات کریں۔ لیکن وہ دبی باریک آواز سے بات کر رہی ہیں میں نے پوچھا لیکن جب ہم راستہ کے بیچ میں آئے تو میں نے ماں سے کہا کہ ماں اب تم گھر جاؤ۔ میں ذرا ادھر سے گھوم کر آتا ہوں۔ اور یہ کہہ کے ہاتھ کی طرف میں چلا ہوں۔ تو اسطرف بہت اونچے محلات ہیں اور جو شاید ہے ہیں اور انہی میں جا رہا ہوں (پروردگار مجھے ثابت قدم رکھ)

۲۲ ——— بائیسویں رات:۔ وقت شمس ۳ بجے سب دیکھا کہ میں ملطانی کی دوکان پر بیٹھا ہوں بھابی آئیں اور کہنے لگیں کہ میرا دیور پہلے یہاں تھا۔ وہ بھی دوا بتا تا کہ کبھی خفا نہیں کرتی تھی اب مجھے وہی دوا دیجئے۔ پھر وقت مشتری ۳ بجے دیکھا کہ میرے بھائی اللہ وتا سفید کپڑے پہنے ہوئے آتے ہیں۔ اور میں ان سے سارے کام سنوار دے رہا ہوں۔

(۲۳) ——— تیئسویں رات:۔ وقت شب دیکھا کہ مجھے بھوک لگی ہے اور پھر دیکھا کہ کھانے پک رہے ہیں اور میں نے روٹی پکائی ہے۔ اس کے بعد میں نے ایک کو کھانا کھاتا دیکھا ہے۔ پھر وقت زہرہ ۸ بجے مجھے خبر لگی کہ مہمان مت کر پھر نذر دیتا ہوا ہے۔ اور کافی سے زیادہ بیماری کا اثر ہوا ہے۔ جو خواب میں نے دیکھا ہے۔

۲۴ ——— چوبیسویں رات:۔ وقت ۴ - ۵ بجے دیکھا کہ ایک جگہ بھابی اور تھوڑے بیٹھی ہیں میں گیا ہوں اور مجھے بہت سخت بھوک لگی ہوئی ہے۔ بھابی نے تھوڑے سے کہا کہ تو پوچھ کہ روٹی کھانا ہے میں نے کہا کہ نہیں تم کھاؤ۔ میں ایسے ہی وقت نکالوں گا۔ بھابی نے کہا کہ کہدے بھوکوں نے کھائی ہے آپ کھاؤ۔ سب تھوڑے نئی روٹیوں پر ساگ رکھ کر مجھ کو کہا کہ کھائیے اور پھر چائے بھی دی ہے جو میں نے بعد کھا کر پی ہے۔ پھر ایک سورت بتلائی میں نے کہا کہ ایسا مت کرو۔

۲۵ ——— اٹھائیسویں رات:۔ وقت صبح پانچ بجے دیکھا کہ میرا گاؤں ہے اور ایک محفل کا دور میرے گھر میں ہے۔ بھابی اور تھوڑے میں بالائی دودھ پر خوب موٹی جمی ہوئی ہے۔ بھابی نے بالائی اتاری ہے مجھ کو تو میں نے کھائی اور کچھ بھابی اور تھوڑے سے کہا کہ کھاؤ۔ اتنے میں میری ماں نے آکر پوچھا۔ تو تھوڑے نے کہا کہ "ہمیں تو یہیں بیٹھا ہوا میں نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے میرا یہ بچپنا گزر رہا ہے۔ پھر گھاس پوس میں ایک نیا مکان ہے دو کوٹھریوں والا اسے صرف میں ہی جانتا ہوں۔ اور کوئی نہیں جانتا اور میں ہی صرف آجا جاتا ہوں پھر وقت صبح دیکھا کہ عید کی نماز ہمیش امام صاحب پڑھا رہے ہیں مقتدیوں کے صفیں بیگڑیاں بندھی ہوئی ہیں اور سب کے سب قطار میں بیٹھے ہیں۔ میں بھی جماعت کے ساتھ شامل ہوا ہوں۔ پھر سب دعا کیلئے بیٹھے ہیں اور ہمیش امام صاحب یہ پڑھ رہے ہیں۔

پھر میری ماں میری ساس اور بھابی ہیں دونوں لڑ رہی ہیں بھابی کہہ رہی ہیں کہ آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہیئے تھا وہ کہتی ہیں کہ میں ایسا نہ کہتی۔ وجہ ارادہ میری "پیسرا" چوبیسویں رات:۔ وقت طلوع صبح ۷ بجے دیکھا کہ ایک پرات کے ہاتھ میں مٹھائی کا تھال بھرا ہوا ہے۔ لیکن اسکا دل نمکین کو چاہتا ہے۔ میں نے کہا کہ جاؤ گھر جاؤں وہاں نمکینیاں تیار ہیں مانگ لینا اور کھا لینا۔ خود شدید بخار میں مبتلا ہو رہی ہوں ہم بار بار کھڑے ہیں۔ پھر بہرا جھڑ ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ اب تو زبانی شہرت کریں گے جا چکی اتنے بار نے۔ پھر وقت زحل دیکھا کہ سمندر نے بہت زیادہ پانی نکالا ہے۔ میں نے کہا کہ دیکھو اس نے کیا ہے پھر وقت اشمس دیکھا کہ میں کھڑکی میں سمندر کے کنارے کنارے دیکھ رہا ہوں کہ مشین کوٹھی ہے اور شکار کا جہاز ہے اور مہتاب بھی آرہا ہے

ہیں اور ہمارے گھر میں کھانے پک رہے ہیں۔ لوگ کھا رہے ہیں اور صحن میں چارپائی پر صالح بی بی لوگوں کو دیکھ رہی ہے اور وہ غلام علی کی تعریف کر رہی ہے
میں نے اس سے پوچھا۔ تم نے کتنی دفعہ اس سے صحبت کی ہے۔ یہ سن کر وہ ہنسی اور کہا کہ ایک دفعہ صحبت کی ہے۔ پھر آگے بھائی محمد بخش، خدا بخش بیٹھے ہیں۔ خدا بخش
کہہ رہے ہیں کہ شکر ہے آپ لوگ گھر واپس آ گئے۔ چلو جو چونیاں روپیہ آپ دے گئے تھے وہ اب مجھے دینا کہ سفید لعل خرید کر اس مکان کو چڑھا دیں گے۔ پھر وقت قیر
صبح ۴ بجے دیکھا کہ میں جتنی بخش سے کوئی بات پوچھ رہا ہوں وہ کہنے لگے۔ آپ تو یوں ہی مجھ سے بات پوچھتے رہتے ہیں۔ میں نے کہا میں کوئی ہل بات تو نہیں پوچھ
میں تو وہ بات پوچھتا ہوں جس سے میرا مطلب حل ہو۔ پھر ایک جنگل میں نیچ محمد اور بہت سے آدمی کھڑے ہیں کہ ایک آدمی نے میرے ایک لکڑی مار کر کہا۔ یہ
بہت ہی اکڑو آدمی ہے۔ میں نے علی بخش پٹیل سے کہا۔ دیکھئے یہ مجھے مار رہا ہے۔ حالانکہ میرا کوئی قصور نہیں۔ میں نے آپ سب پٹیلوں سے کہدیا ہے اگر کچھ
کوئی بات ہوئی تو مجھے ذمہ دار نہ ٹھیرانا۔ علی بخش نے فوراً اس کو منع کیا۔ خبردار مت مارنا۔ پھر خدا بخش نے کہا کہ منگوالوں کی گندم کیسی ہے۔ میں نے کہا بہت
ہی اچھی ہے۔ انہوں نے کہا۔ آپ نے جا کر بھی دیکھی ہے یا یونہی کسی سنائی بات کر رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ میں خود جا کے دیکھ آیا ہوں۔ کیونکہ میں سنار سے
ملنے گیا تھا (فضل کریم پروردگار کہ تو ہی فضل کرنے والا ہے) چھٹی رات۔ وقت ۸ بجے دیکھا کہ بھائی سیاہ لباس میں ہیں۔ جلیبہ بائی اور میں
بھی ہوں۔ جلیبہ بائی سفید شیشیاں دھو رہی ہے۔ میں نے کہا ہم نے دوائی باہر بھیجی نہیں تو پھر کیوں شیشیاں دھوتی ہے اور دیکھا کہ دوائی اللہ میاں
بہت کامیاب فرما رہے ہیں اور ایک بہت بڑا میدان ہے۔ پھر بہت ہی بہتر سے بہتر دیکھا مگر یاد نہیں (میرے اللہ میرے گناہ بخش دے)
ساتویں رات۔ وقت زہرہ یا عطارد صبح دیکھا کہ بھائی اور لالہ علی بخش سیاہ لباس میں بیٹھے ہیں۔ لالہ علی بخش دوائی کھانے میں شک کر رہے ہیں
اور بہت تکلیف میں۔ پھر مجھے داس سے دوائی کی قیمت لینی ہے تو داس نے کہلوایا ہے کہ آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا۔ میں نے کہا۔ کیوں نہ کہتا۔ میں نے
جھوٹ نہیں کہا ہے بلکہ جو کہا ہے اور ایک آدمی نے چاندی کے روپے لا کر میرے ہاتھ میں دیئے ہیں۔ کہا یہ دوائی کی قیمت ہے اور وہ بہت ہی کامیاب
ہو رہی ہے (رحم کر مولا) آٹھویں رات۔ وقت صبح دیکھا کہ ایک اونچی جگہ پر ۴ دوآدمی کھڑے ہیں اور نیچے حیدر کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے۔ وہ کہہ رہے
ہیں کہ دو لاکھ جو کسی ہزار کلام۔ اس پر پڑھنے سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ ۲۰ اچھی سے اچھی چیز ہے۔ پھر میں اپنی عورت سے کہہ رہا ہوں کہ تم سیاہ اور نساری
رنگ کے کپڑے پہنا کرو۔ بہت ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں (رب مجھے کسی غیر کا محتاج نہ کیجیو) نویں رات۔ وقت شمس صبح دیکھا کہ بھائی نے سیاہ
رنگ کا کپڑا نکالا ہے اور مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ یہ آپ کے کوٹ کا کپڑا لائی ہوں۔ پھر میں جتنی بخش سے کہہ رہا ہوں۔ بھائی جیسی میری شادی ہوئی ہے
ویسی ہی تمہاری ہوئی۔ دسویں رات۔ وقت شمس صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں ہوں اور میری عورت ہے اور مجھے کچھ ملا ہے جو بہت ہی اچھا ہے
پھر اٹھتے ہوئے سورۂ یٰسٓ شریف پڑھ رہا ہوں۔ پھر وقت مشتری ۱۰ بجے دن دیکھا کہ مظہر خان سیاہ کوٹ اور جس پہنے ہوئے ہاتھ میں بید
لئے ہوئے آئے۔ لیکن انہوں نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں خود اٹھا اور گلے مل کر خوب مصافحہ کیا۔ میں نے کہا۔ میرا نام ہاکسٹر بخش ہے۔ وہ بہت ہی خوش ہوئے اور مظہر
خان کے بڑے بھائی بھی میرے دوست ہیں۔ وہ چارپائی پر لیٹے ہیں۔ ان کو سفید کوڑھ کے داغ ہیں۔ میں نے کہا آپ نے اب کلکتہ چھوڑ دیا پھر جاؤ گے۔
کہا اب نہیں جاؤں گا۔ بالکل چھوڑ ہی دیا۔ اب یہاں ہی رہوں گا۔ کیونکہ میرے بڑے بھائی بھی یہاں پر ہیں۔ پھر ایک لڑکا بہت ہی خوبصورت جو سفید لباس
پہنے ہوئے تھا آیا۔ میں نے اس سے کہا۔ تم نے مکلتہ رہ کر اپنا بہت ہی نقصان کر لیا ہے۔ میرا دل روپے کا تمہارا نقصان ہوا ہے۔ اب سنار
وہ کیسا سلوک کرتے ہیں۔ وہ بولا صاحب میرا نقصان تو ضرور رہا ہے لیکن ایک بات بہت ہی اچھی ہو گئی ہے۔ وہ یہ کہ وہ مجھے دیکھے بغیر ایک منٹ
صبر نہیں کر سکتے۔ وہ بہت ہی بے چین رہتے ہیں اور مجھے پیار بھی بہت ہی کرتے ہیں۔ گیارھویں رات۔ وقت صبح ۵ بجے دیکھا کہ کسی
بزرگ نے مجھے کوئی چیز دی ہے جو میں کاٹ کر خرچ کرتا ہوں پھر وہ ویسی ہی لمبی ہو جاتی ہے لیکن یہ خبر نہیں کہ وہ ہے کیا۔ پھر وقت شمس ۹ بجے دن
دیکھا کہ میں ہارمونیم باجا بجانے بیٹھا ہوں۔ اور میری عورت طبلہ بجا رہی ہے۔ کھیر آدمیوں سے بھرا ہوا ہے میری دوسری عورت ریچ پر یہ گانا گا رہی ہے
"زخمی دل کو نہ میرے دکھایا کرو" اور رونی جاری ہے۔ میں نے کہا ذرا آہستہ۔ تو اس کے منہ سے مصرع نہیں نکلتا۔ وہ اندر سائڈ ونگ میں گئی اور اس
نے دو مالک کمپنی بیٹھے ہوئے تھے ان سے کہا۔ اب مجھ سے گایا نہیں جاتا۔ اور وہ رونے جاری ہے۔ پھر دیکھا کہ یتیم خانے کے سب بچے آئے ہیں ان میں سے
ایک بچہ گانا گا رہا ہے۔ اتنے میں سب لوگ اٹھے۔ میں بھی اٹھا اور باہر گیا۔ وہاں دو بھائی مالک لوگ ملے ایک نے مجھ سے کہا۔ آپ کچھ گانا سنائیے۔ میں
نے کہا۔ صاحب میں کیا سناؤں۔ میرا دل تو نانو بھائی نے توڑ دیا ہے اور مجھے کام کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ میں کل ہی نوکر سے آپ کے سامنے نوکری
چھوڑ دوں گا۔ میرے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے۔ اللہ کے فضل سے پنجاب میں میں بھی نام والوں میں ہوں سب مجھے پہچانتے ہیں۔ اب میں آپ کو
کیا سناؤں۔ دل بے حد رنجیدہ ہے۔ بارھویں رات۔ وقت عطارد صبح ۸ بجے دیکھا کہ دو کنجریوں کا مجرا ہو رہا ہے جو گنی نہیں ہیں لیکن
ان کے پاس طبلہ نہیں ہے تو ایک آدمی طبلے والے کے گھر طبلہ لینے گیا۔ میں اپنے گھر کے باہر کھڑا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا۔ یہ گھر ہے طبلے والے کا

یا اللہ جل جلالہ ۱۳۵۶ سنہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(محرم الحرام)

پہلی رات۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ میں پہاڑ پر ایک راستے کو طے کر رہا ہوں۔ پیچھے مڑ کر کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پیچھے سید احمد شاہ نانبائی معہ دونوں جوان لڑکیوں کے چلے آ رہے ہیں لیکن مجھے اس سے چونکہ صدمہ پہنچا ہوا ہے اس لئے بول چال نہیں ہے اور ان جوان لڑکیوں سے مجھے بیحد محبت ہے اور انہیں مجھ سے۔ چلتے چلتے میرا گاؤں آ گیا اور چاند نیا نکلا ہوا ہے۔ اسی کی روشنی میں ہم چل رہے ہیں۔ میں نے ایک لڑکی سے کہا کہ سید سے کہدے کہ وہاں تو قبرستان ہے تم اکیلے ہو۔ رات یہاں نکال لو تو بہتر ہے کیونکہ جب چاند اتر جائے گا تو پھر اندھیرا ہی اندھیرا ہو جائے گا۔ یہ کہنے ہی پایا تھا کہ میرا بھتیجا غلام علی مل گیا۔ وہ کہنے لگا جو مرثیہ سیل تھا ری مر گیا ہے۔ پھر میں اپنے گاؤں گاؤں کی ایک مسجد کے دروازے میں بیٹھا ہوں۔ اور میرے ہاتھ میں ایک بید کی لکڑی ہے جو بیچ میں سے خالی ہے اور میں مرثیہ پڑھ رہا ہوں کہ دو سگے بھائی ہم رنگ و ہم [illegible] آ گئے۔ میں نے ان سے چھڑانے کیلئے سگریٹ کو اسی لکڑی کے خلا سے بیدھ دیا تاکہ اس کا دھواں دروازے کے باہر نکلے۔ پھر میں ان سے ایک نے کہا۔ ایک ذاکر نے سر گودھا کی مجلس میں بہت ہی اچھا مرثیہ پڑھا ہے۔ ایسا پڑھا ہے کہ کمال کر دیا ہے میں نے کہا۔ اس نے ایکس سے مرثیہ پڑھا ہوگا۔ کہا ہاں۔ بنا کر پڑھا ہے اور مجلس بہت ہی روئی ہے کہ حد ہو گئی۔ حد ہو گئی۔ میں نے کہا یہ پڑھا ہوگا علی (یا علی آیا)! اور بھائی ہم تو مسجد کے مہمان ہیں جب دل میں آیا تو دروازہ بند کر لیا۔ دیکھا تو دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اور جب بلیس آیا تو کھول دیا۔ دیکھا تو دروازہ خود بخود کھل گیا ہاں یہ تو بتاؤ کہ اس کو داد کیسی ملی۔ کہا۔ بس دل چاہے اور سمجھ چاہیے لیکن مجلس ایسی پڑھی ہے کہ حد ہو گئی۔ حد ہو گئی۔ چند ستر مجھے یاد رہ گئے۔

دوسری رات۔ وقت ۱۰ بجے دیکھا کہ میں ایک بڑے شہر کے بازار میں ہوں۔ ایک بزرگ نے مجھ سے کہا کہ بگڑا گر رہا ہے۔ میں اترا اور اس کی ٹانگ کس کر پھر بیٹھ گیا ہوں۔ پہلے میں کپڑا اڑا رہا ہے وہ ایک طرف کو گر اجا رہا ہے۔ ایک بزرگ نے مجھ سے کہا کہ بگڑا گر رہا ہے۔ میں اترا اور اس کی ٹانگ کس کر پھر بیٹھ گیا ہوں۔ پہلے میں دغیرہ نہیں تھی۔ اب پوری زین ہے۔ رودگار مجھ غریب دگہنگار کی لاج دشرم رکھیو۔ اور دوسری رات۔ ۱۰ بجے دیکھا کہ ایک کوڑھ کا بیمار اچھا ہوا ہے اور ساتھ میں بھائی بھی کوڑھ کے مرض میں مبتلا آتی ہیں اور کوڑھ کے بیمار اچھے ہو رہے ہیں۔ اللہ نے مجھے کوڑھ پر فتح دی ہے۔ پھر وقت نفس ۸ بجے دیکھا کہ میں اقبال سے پوچھ رہا ہوں کہ روزگار کہاں ہے۔ وہ کہتی ہے ایکدم نیا ریزہ ہے جو وہاں پڑا ہے۔ لیلیٰ میں نے کہا کہاں ہے۔ اقبال نے کہا جو رشید نکالے ہے تو بھائی نے پیار سے منہ پھلایا۔ میں نے کہا۔ خدا کے واسطے مجھ بیکس پر ناراض نہیں ہونا۔ یہ کس کردہ نہیں پڑیں اور بھی بہت سارے آدمی ہیں اور میں ان کو منا رہا ہوں۔ پھر ۶ بجے دن دیکھا کہ میں اپنے گھر میں مصلے پر نماز پڑھ رہا ہوں۔ کرم الدین۔ دلاحاکم بھی ہیں اور ہیر سنی کو میں نے اپنے پاس بلایا ہے اور کہا ہے خدا کی بات ہو گئی۔ خدا کے لئے آؤ۔ ذرا بات سنو۔ جب وہ آئی تو میں نے اسے پیار کیا۔ وہ خوش ہو کر شہد کا گاگ میرے گاؤں پر چھڑکا کر خوش ہو رہی ہے۔ پھر ہمارے پاس میں ایک سید مرد عورت آ کر بیٹھے ہیں لیکن ہیں غریب اور ان کا نوکر کھانا مانگ رہا ہے۔ اور ایک جگہ چھلی ہوئی پیاز پڑی ہے اور وہ سید صنیر ہیں۔ شاید امام الدین ہے۔ وہ بازار میں کہیں کام ڈھونڈنے گئے ہیں۔ آج کا کھانا تو ان کو مل گیا ہے کل کا خدا حافظ ہے۔ میں نے دل میں سوچا جس وقت ان کے پاس کھانا نہ ہوگا تو میں دوں گا۔ پھر وقت زوال ۱۲ بجے دیکھا کہ اوپر پنکھا ہے اس کی دونوں رسیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔ اور ایک عورت زمین پر اسی پنکھا کے ذریعہ ہوا دی تو میں بھی ویسا ہی اترا۔ میں نے کہا۔ اسی طرح اترنا چاہیے۔ چوتھی رات۔ وقت فجر صبح ۸ بجے دیکھا کہ جن بلیس مجھے ستا رہے ہیں جس وقت سید علی حاری آئے وہ ان کے آنے کی خبر بجلی کی طرح دوڑ گئی اور ہر گھر میں گھر ام مچ گیا مگر ان کو کوئی پہچان نہیں سکا جب وہ چلے گئے تو سب نے پہچانا دو آدمی تیرتے ہوئے پار جا رہے ہیں۔ اور میں بھی تیرتا ہوا ان کے ساتھ جا رہا ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ میرے پیر لگے ہیں اور میں اڑنے لگا ہوں۔ زبان پر میری یہ ہے۔ یا اللہ۔ یا محمدؐ۔ یا علی۔ یا فاطمہ۔ یا حسن۔ یا حسین۔ پھر میں اپنے گھر گاؤں پہنچا ہوں۔ وہاں میرے بھائی نور الدین دونوں گاؤں کو گھاس کھلا رہے ہیں

جہاں بھی میں ہاتھ لگاتا ہوں۔ وہ کہتی ہے۔ دکھتا ہے اور اس کا مرد اس کے چھپ کے بیٹھ گیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جو بچا آخر میں ہوا ہے اس وقت سے پیٹ میں کچھ گندا رہ گیا ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ میں نے کہا۔ اللہ کے حکم سے اس دوائی سے سب کچھ اچھا ہو جائے گا۔ پھر ایک سفید کتا میرے پیچھے بھونکنے لگا۔ میں نے سیتلا مام سے کہا۔ بھائی اس کو چپ کرو۔ پھر دو سفید کتے آئے ہیں۔ میں نے ان کو بھگا دیا ہے پھر میرے پاؤں میں کچھ سرسراہٹ ہو رہی ہے۔ دیکھا تو کوئی چیز نہیں ہے (رحم کر میرے اللہ) **ستر ھویں رات**:۔ وقت نہرہ صبح ۲ بجے دیکھا کہ ایک آدمی کچھ پوچھ رہا ہے۔ دوائی کیسی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ یہ امیر حسین سے پوچھ کر نمبروں میں آیا ہوں یا نہیں۔ پھر لڑائی کا سین ہو رہا ہے۔ ایک بزرگ آدمی سفید لباس میں میدان کے بیچ میں کھڑے ہیں۔ وہی ڈائرکشن کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی پوچھتا نہیں ہے۔ حالانکہ میں بھی ڈریس پہنے ہوئے ہوں اور کمر میں تلوار لگائی ہوئی ہے۔ سر پر میرا سفید صافہ ہے۔ پھولوں کا میدان ہے ایک عورت کنجری بننے والی ہے۔ میں نے کہا جب یہ کنجری بنجائے تو پھر دوسری دفعہ یہ جگہ مجھے ملنی چاہیئے۔ یہ وعدہ ہو گیا۔ ہاں ضرور نہیں ملے گی پھر اسٹرٹیشار میں اور میں کام بالکل تیار ہے۔ پھر بھائی باقر حسین خواجہ سرا کپڑے پہنے ہوئے سیلک کرنے والے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اپنی قمیض میں درزی سے جیب لگوا لیں تاکہ آپ اپنی گھڑی اس میں رکھیں کہ کوئی لے نہ جائے۔ انہوں نے کہا۔ اچھا اور یہ سب باتیں سین کے متعلق ہو رہی ہیں۔ **اٹھارویں رات**:۔ وقت شمس صبح ۹ بجے دیکھا کہ میں اپنے گھر میں کھڑا ہوں اور بیرون مجھ سے چھپ کر کبھی ادھر کبھی ادھر جاتی ہے اور میں درود شریف پڑھتا ہوں پھر جیدر شاہ تہہ پہنے ہوئے کچھ نماز لائے ہیں۔ پہلے تو جتی بخش کے گھر دی ہے پھر میرے گھر آئے ہیں اور خوب رو رہے ہیں اور کہتے ہیں اب تو آپ ہاں جائیے اور بیرون بھی کہتی ہے۔ پھر وقت شمس اسی دن دیکھا کہ میں اور بیرون اگاسی میں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں کہ اتنے میں دو آدمی دوائی لینے کے لئے اوپر آئے۔ میں نے بیرون کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ جاؤ پردے میں اور وہ دونوں کو کہہ رہے ہیں۔ ایک کے کے سفید کپڑے ہیں اور ایک کے میلے کپڑے۔ میں نے گھر میں کہا کہ یہ سفید کپڑوں والا تو تمہارا کوئی رشتہ دار معلوم ہوتا ہے اور وہ مجھ کو پیار کر رہا ہے **انیسویں رات**:۔ وقت عطارد صبح ۸ بجے دیکھا کہ تھوڑا سا مجھ سے کہتی ہے کہ بھائی جی آپ نے چھٹی مجھ سے ضرور لکھنی ہے۔ میں بہن (صالح بی) کے پاس گئی تھی۔ انہوں نے میری خاطر بہت ہی کی ہے پھر جتی بخش پوند جا رہے ہیں اور بھائی سے کرایہ مانگ رہے ہیں اور مجھ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ سب کچھ آپ کے حوالے ہے۔ آپ جاؤ اور گھر جانے اور تھوپہ کہہ رہی ہے کہ بہن (صالح بی) بولی تھیں کہ اب مجھ کو نہیں جانا پڑے گا بلکہ خود بھائی ہی کو میرے پاس رہنا پڑے گا۔ میں نے کہا اچھا۔ (میرے مولا میرے سارے کام سنوار دے) **بیسویں رات**:۔ وقت نجم صبح ۷ بجے دیکھا کہ ایک پلنگ میرا اور میرے دشمن کا پلنگ بچھا ہوا ہے دشمن کے پلنگ کے نیچے چٹائی ہے اور میرے پلنگ کے نیچے نہیں۔ اور وہ دشمن خاص میری عزت کا دشمن ہے۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ یہی امیری اور غریبی کی نشانی ہے پھر میری عورت آئی ہے اور دروازہ کھول کر اندر چلی گئی ہے۔ پھر وقت مشتری ۸ بجے دن دیکھا کہ عبدالرحمن آیا ہے میں نے اس سے کہا کہ اپنا فائدہ و نقصان اور خود لکھ دے۔ کہا میں کیا لکھوں۔ میں نے کہا۔ تم کب سے بیمار ہو اور اب کیا حال ہے۔ کہا کہ میرا پیدائشی اعضاء رئیسہ سست تھا اور اب وہ بالکل سستی اور ضعف نکل کر سیدھا ہو گیا ہے اور قد بھی بڑھ گیا ہے۔ میں نے کہا یہی سب حقیقت لکھ دے۔ پھر غلام رضا کا ہوٹل ہے اس کے گلے پر اسمٰعیل نقالی بیٹھا ہوا ہے اور ایک صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ دو اخبار اس طریقے سے زور میں چلے گا کہ بچوں کو پیرمنٹ دو اور چھوٹے چھوٹے اشتہارات چھپوا کر ان بچوں سے ایڈورٹائز کروا دیں۔ تو میں کہہ رہا ہوں جہاں اتنا گیا ہے وہاں یہ بھی سہی۔ میں نے اسمٰعیل نقالی سے کہا کہ اشتہار چھپوانے کے لئے کچھ روپے دو۔ اسمٰعیل نے نقالی کے گلے کو دیکھا تو وہاں نوٹ ہی نوٹ بھرے۔ اسمیں سے ۵ روپے کا نوٹ نکال کر دیا۔ میں نے کہا۔ میں غلام رضا کا پیسہ نہیں لینا چاہتا۔ تم اپنے پاس سے دے دو (رب العلی میری تمام خطاؤں کو معاف فرما) **اکیسویں رات**:۔ وقت شمس صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں بیرون سے کہہ رہا ہوں کہ دیکھو میں تم کو دکھاتا ہوں کہ اوپر چڑھنے لگا ہوں۔ اور سر پر میرے سفید صافہ ہے۔ پھر وقت قمر دیکھا کہ میں دوائی دے رہا ہوں۔ میرے سر کے بال سفید ہیں۔ لوگوں نے ان کو اتارا۔ نوچے کھلے بال نکل آئے۔ تو لوگ مجھے مار رہے ہیں۔ میں نے کہا لوگو! میری دوائی میں کوئی فرق نہیں۔ تھوڑے سے پیسوں میں ہوتی ہے اور کامیاب ہے تم مجھے کیوں مار رہے ہو۔ میں نے تمہارا کیا گناہ کیا ہے۔ پھر آسمان پر ایک روح سفید کپڑوں میں ملبوس ہے اور وہ مجھے ہدایت کر رہی ہے کہ ہمت رکھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ روح دھوئیں میں مل گئی ہے۔ پھر میں ایک مکان میں سویا ہوا ہوں جب میں اٹھا تو شام ہوئی ہے۔ میں نے چاہا کہ بجلی روشن کروں لیکن پھر میں خاموش ہو گیا۔ پھر نور کی طرف سے اقبال نے دروازہ کھلا بجلی جلانے کے لئے اندر آئی۔ پھر سر و اخر

پھر دیکھا کہ بہت سے لوگ کھڑے ہوئے ہیں اور بیچ میں ایک بہت ہی بڑی پگڈنڈی پڑی ہے پھر وقت تمام بجے دن دیکھا کہ حیدر شاہ اقبال کے کان میں کہہ رہے ہیں۔ تو جڑی بوٹیوں کا نام پہچانتی ہے۔ وہ کہتی ہے نہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوا۔ میں نے حیدر شاہ کے لات ماری اور اقبال کو بھی مارا۔ یہ کہہ کر کہ بے غیرت کمینی مجھے شرم نہیں آتی۔ یہ عام رستہ ہے۔ یہ تو کیا کرتی ہے اور حیدر شاہ سے کہا ہمکو جڑی بوٹوں کی ضرورت نہیں۔ وہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور دونوں علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ (رحم فرما پروردگار) **تیرھویں** ساعت ۱۔ وقت مطابق ۵ بجے دیکھا کہ میں اپنے پورے لباس میں کلکتہ ڈانس کیلئے گیا تھا۔ اور گھر واپس آ گیا ہوں۔ مجھے کچھ حساب لکھنا ہے تو قلم نہیں مل رہی ہے۔ ڈھونڈنے کے بعد ملا تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ تو میری قلم ہے۔ پھر ایک مکان ہے اسمیں ہیرو ہے اور ماں جی کھانا پکا رہی ہیں۔ جتنے میں عدالت کا سپاہی ہیرو کو بلانے آیا تو میں نے بہانہ کر دیا کہ وہ گھر میں نہیں ہے۔ وہ پھر آیا۔ تب بھی میں نے ٹال دیا۔ تیسری دفعہ جب وہ پھر آیا تو میں نے ہیرو سے کہا کہ تو باہر چل اور کل ہم بچے کا وقت دے دے۔ وہ جا رہا ہے اور کہتا جا رہا ہے کہ میں کوئی ڈرتا ہوں؟ اور وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ پھر میں کچھ حساب لکھ رہا ہوں اور بھابی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ پھر میں کچھ حساب لکھ رہا ہوں وہ کہتے لگیں لکھا جی تو بولتے بھی نہیں۔ جب ہیرو باہر نکلا تو ماں جی مزار پر دعا مانگنے کے لئے نکلی ہیں۔ ماموں بھی میرے ساتھ ہیں ہے۔ پھر میں **سورۂ تین** پڑھ رہا ہوں اور یہ سنر بھی پڑھ رہا ہوں "یم برہتا" درمندہ درد و مرتا۔ بعد میں یہ کہہ رہا ہوں کہ مطلب تو دونوں کے ایک ہیں۔ پھر وقت شمس و مرتبخ ۹ بجے دیکھا کہ میں ایک ٹاملک کمپنی میں ماسٹر ہوں۔ میں پوچھ کر بیٹھنے کے لئے دوسری جگہ پر گیا ہوں۔ وہاں بنیا مکان بتا رہا ہے اس میں ہم کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ میں ایک کرسی پر مدلقا کو گود میں لئے رنجیدہ بیٹھا ہوں۔ اور مجھے چھوٹے چھوٹے بچے بلانے آ رہے ہیں۔ جو رشید کہتی ہے بابو بلانے کیلئے آ رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ یہاں بھی آ رہے ہیں۔ وہ کہنے لگی ان کو چین کیسے ہو سکتا ہے۔ پھر بھرنی صاحب پولیس والا معہ تین آدمیوں کے آیا۔ اس کے ہاتھ میں روپوں کی ایک بڑی تھیلی ہے اور وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ پھر انہوں نے حساب کا رجسٹر نکالا اس میں میرا نام بھی ہے اور میری تنخواہ ۱۰ روپے مقرر کی ہوئی ہے میں نے کہا دیکھئے۔ ہم سے تو کہا تھا کہ "یہ نئی کمپنی ہے اور غریب ہے اس لئے آپ رعایت کریں" ہم نے اس میں ۱۲ روپے چھوڑ دیئے۔ اور جو ہمارے بعد آدمی آئے تھے۔ ان کی ہم سے زیادہ تنخواہ ہے۔ خیر اب ہم دوسری جگہ جائیں تو کم از کم سو روپے تنخواہ تو ضرور ملے گی۔ اتنے میں وہ تنخواہ دینے والے صاحب اٹھ کر کہہ رہے ہیں کہ یہ کسی کو نہ بتانا کہ تنخواہ کتنی ہے کیونکہ لوگ جلدی خرچ کر دیں گے (فضل کر پروردگار عالم)

چودھویں ساعت ۱۔ وقت شمس صبح دیکھا کہ بہت سارے لوگ ہیں اور میرے بال بچے بھی ہیں۔ مجھ سے حیدر شاہ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں لیکن میں ان کو بات کرنے نہیں دیتا اور پڑھ رہا ہوں۔ تو کوئی چیز میرے نزدیک آ نہیں رہی پھر وقت عطارد ۹ بجے دیکھا کہ میں اپنے گھر میں تینوں عورتوں کے ساتھ بیٹھا ہوں اور گھر میں روٹیاں پک رہی ہیں۔ پھر مجھے۔ اور پے گن کر لے رہے ہیں اور۔ اور ٹیاں گن کر میری جھولی میں ملی ہیں جب میں گنتی کرنے لگا تو۔ اور پے اور ہ اور ٹیاں نکلیں۔ اتنے میں ایک نے کہا کہ باہر سید صاحب عطر فروش آئے ہیں اور ساتھ میں بیمار بھی لائے ہیں۔ میں باہر نکلا اور پردے کی وجہ سے گھر کی کنڈی میں نے بند کر دی۔ پھر میں نے لشکر نقالی سے کہا کہ بکس رجسٹر اور کمانیں وغیرہ لاؤ۔ وہ لے آیا اور ہم سردے سے بھی لایا۔ لیکن جہاں رکھنے تھے۔ وہاں نہیں رکھے تو میں نے اس کو سردے سے مارا۔ اور لکڑی کا تخت سا بنا ہوا ہے مگر سر ہانا ذرا اونچا ہے۔ میں نے بیماروں سے کہا کہ اس پر مت بیٹھو۔ کہیں گر نہ جاؤ۔ کیونکہ ہلتا ہے (ربی مدد فرما) **پندرھویں** ساعت ۱۔ وقت مشتری دیکھا کہ بھائی ڈلیا شراب پیئے ہوئے دروازے میں کھڑے ہیں۔ میں نے کہا تو یہ استغفار کر رہ۔ میں توبہ نہیں کرتا۔ پھر میں نے دی کہا۔ مگر اس نے پھر وہی جواب دیا۔ (میرے مالک مجھ پر نظر کرم فرما) **سولھویں** ساعت ۱۔ وقت زہرہ صبح ۶ بجے دیکھا کہ کچھ بیمار ہیں جنہوں نے دو اکھائی ہے ان کو ہم پڑیاں اور باندھ کر دے رہا ہوں کہ یہ بھی کھاؤ۔ پھر مجھے پانی نہ آیا تو کرنے گیا ہوں۔ وہاں ایک جنگلی زمین میں لپٹے بھی پانی نہ پھر چکا ہوں۔ اس کو امام بھائی نے مٹی سے ڈھانک دیا ہے۔ میں نے کہا آپ نے کیوں تکلیف کی۔ کہا اس میں کیا تکلیف ہے۔ پھر وقت قمر صبح ۸ بجے دیکھا کہ اوپر مکان میں کریم بخش چارپائی پر لیٹے ہیں اور بھابی سفید لباس پہنے ہوئے روتی ہیں اور کریم بخش بلا رہے ہیں۔ کھینچے ایک نئی چال ہے جس کا میں مالک ہوں۔ پھر میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے دیہات میں ۲۵ بیگہ زمین ملی ہے اور دیہاتی زندگی اچھی ہوتی ہے۔ ہماری شروع ہونے والی ہے تم میرے ساتھ رہنا میں تم کو ایک بیگھہ زمین دے دوں گا۔ اور ہم دونوں ایک ساتھ رہیں گے۔ پھر **مطلع** الشمس آیا اور مجھ سے کہا کہ جی میری اور اس کی صلح ہو گئی۔ اور میں وہاں ہی رہنا ہوں۔ پھر ۱۰ بجے دن دیکھا کہ دلقا اور مدلقا جیں۔ لقا سو رہی ہے اور مدلقا کے منہ میں میرا منہ ہے۔ میں کہہ رہا ہوں شکر ہے جسے میں چاہتا تھا۔ آ جسے ویسی ہی فوکری شروع ہو گئی ہے۔ پھر گاگا میں میاں حویلی ہے اسمیں رستیا رام پولیس والا رہتا ہے۔ سامنے جتی بخش کھڑے ہیں اور رستیا رام کی عورت بیمار ہے چونکہ اس نے مجھے بلایا تھا اس لئے میں اس کو ہاتھ لگا لگا کر دیکھ رہا ہوں جہاں

کرو۔ انشاء اللہ کل کو تم سرخرو ہو گے۔ اللہ کا بہت ہی فضل و کرم ہوا۔ گھبراؤ نہیں ان شاء اللہ فضل کرے گا۔ ۲۷ ویں رات نصف شب ۲ بجے دیکھا کہ بہت سارے آدمیوں سے کہہ رہا ہوں کہ یہ اچھا ہوا کہ ایک بجے کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ کیونکہ ایک بجے سب لوگ چلے جاتے ہیں۔ اور میں سورہ یٰسین شریف پڑھ رہا ہوں۔ پھر ایک آدمی سے میں نے کہا کہ فلاں کوٹ کے پاس جو چھوٹا سا کوٹ ہے وہ سب میرا ہے۔ آپ نے تو دیکھا ہوگا۔ میں نے کہا کہ ہاں میں نے دیکھا ہے (رقم فقیر) ۲۸ ویں رات ۔ وقت صبح ۲ بجے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ میرے مقابلہ میں ایک سونے کا پتلا ہے میں نے اس پر ایک ضرب لگائی ہے۔ پھر اور لوگ آئے ہیں اور وہ مغلوب ہوئے ہیں۔ پھر دو عورتیں آگے پیچھے اور اسکے بعد گروہ در گروہ آئے ہیں میں نے کہا کہ وہ گروہ بھی آئے گروہ بھی آئے۔ انھوں نے آتے ہی ان عورتوں کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیدیا۔ گویا نکاح ہو گیا۔ پھر ایک ۱۴ یا ۱۵ برس کے قریب کے لڑکے کو بھی دو عورتیں ملی ہیں گویا اسکی بھی شادی ہو گئی ہے وہ ان عورتوں کو اپنے گھر لے جا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ جاتے ہو کہا کہ مجھے بھی تو کہا بیاہا ہوا ہے۔ پھر میری عورت مجھے ملی ہے۔ پھر میں اپنے گھر میں صاف کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا ہوں اور سامنے میری عورت کھڑی ہے اور دوسرے کمرے میں ایک بوڑھی عورت بیٹھی ہے۔ تو تھوکہہ رہی ہے کہ ماں یہ بات ہے ماں نے کہا کہ ہاں پھر وہ کہتی ہے تو کہاں۔ تھوکنے جھنجھلا کر کہا کہ میں جو بات بھی کہتی ہوں اس کے جواب میں کہہ دیتی ہو کہ ماں یہ پھر میں اسکو دیکھنے گیا ہوں دیکھا کہ بڑھی دیوار کے پاس بیٹھی ہے۔ میں نے کہا کہ اس لئے کہتی ہے ہاں ہاں۔ اسلئے کہ پھر وہ ہمیشہ اس کے ساتھ گھومتا رہتا ہے ۲۹ ویں رات: وقت عطارد صبح ۲ بجے دیکھا کہ میں بہت سے آدمیوں سے کہہ رہا ہوں کہ میں پہلے تو جل گیا ہوں اور پھر سرسبز ہوا ہوں ۔ ۔ ۔ وقت شمس صبح ۸ بجے دیکھا کہ کسی کی شادی میں ہم لوگ مانگنے گئے ہیں اور پل سے اترے ہیں اور میرے بھائی قمرالدین شرف الدین و محمد عثمان بھی ہیں۔ میں ایک دیوار کے پاس بیٹھا ہوں اور انکے بڑے سفید ہیں اور ان سب کو کچھ نہیں ملا ہے پھر اسی جگہ ایک کالے رنگ کی موٹر میں کچھ لوگ آئے ہیں۔ اور ایک مزار سے دوائی کی شیشی اٹھا کر واپس چلے گئے۔ میں نے کہا کہ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ مزار پر سے دوائی ملی ہے۔ پھر دیکھا کہ ہزاروں دعا مانگنے والے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔ پھر اگلی رات بھائی کی موجودگی میں علی بخش شیخ کو اپنی بیماری کی حالت سنا رہے ہیں مگر وہ میری دوائی کو مان نہیں رہے ہیں۔ (مولا میرے سب گناہ معاف کر دے اور اپنا فضل فرما میں تیرے فضل کا طالب ہوں۔)

صفر المظفر ۱۳۵ھ

صفر المظفر ۱۔ دوسری رات:۔ وقت زہرہ صبح ۲ بجے دیکھا کہ مکان بنکر تیار ہو گیا ہے۔ فیروز ۱۱ بجے والی گاڑی میں سوار ہونے والا ہے۔ گاڑی آنے میں دو منٹ باقی ہیں، وہ میرے پاس خوشی کی خبر دینے آیا ہے۔ پھر وقت قمر صبح ۸ بجے دیکھا کہ سرکاری کمپنی کے پٹھان مظفر خان اور اس کے بھتیجے کی نوکری چھوٹ گئی ہے۔ لیکن ان کے پاس اتنا پیسہ ہے کہ دوسری نوکری ملنے تک بڑے مزے میں خرچ چل سکے۔ اور مظفر خان موصوف کی گردن پر سفید کوڑھ کے داغ ہیں۔ میں نے کہا کہ اب تو بالکل ظاہر ہو گیا ہے۔ اتنے میں شرمانے آکر مجھ سے کہا کہ میرے بخار میں اگر آپ یہ لکھ دیں کہ میں علاج مفت کرتا ہوں تو شاید لوگ زیادہ آنے لگیں گے۔ میں نے کہا کہ لوگ آئیں یا نہ آئیں لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اگر مفت لکھ دوں تو لوگ یہ سمجھیں گے فائدہ کچھ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد میں پنجاب اپنے گھر گیا ہوں دیکھا کہ ہمارے گھر میں بہت سی لمبی دنیا بیٹھی ہیں اور ایک لال بجرا نماز کا ان کے پاس کھڑا ہے۔ محرم کھڑی ہیں لمبی لمبی عورتیں مجھے کہہ رہی ہیں کہ آپ نے یہ بہت اچھا کیا کہ آپ نے یہ لکھ کر دونوں جہان کا بھلا کیا ہے۔ میں نے جوتے سینے کا کام کیا ہے۔ مگر کاٹنا نہیں سیکھا ہے میں نے حضرت رضاء سے کہا کہ اگر آپ بتا دیتے تو کیسا اچھا ہو جاتا۔ انھوں نے کہا کہ بے ایمان سب کچھ تو میں نے بتا دیا ہے۔ یہ جواب سنکر میں زور زور سے رونے لگا۔ اور کہہ رہا ہوں کہ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی۔ پھر آپ کا ہمیشہ ادب کیا ہے۔ اور کبھی ایسا نہیں کیا کہ آپ کو اپنا برابر نہ دکھایا ہو۔

کہ دو بھتیاں آئی ہوئی ہیں ان میں ایک بیمار ہے۔ میں نے کہا کہ ابھی ہو جائے گی بھر اس کو دوا دیدی ہے (پروردگار شفا تو تیرے ہی ہاتھ میں ہے)

۲۲ ویں رات :- وقت مشترکہ ۸ بجے دیکھا کہ ایک جگہ بہت سے بیمار پڑے ہیں میں اور میری عورت بھی بیمار پڑے ہیں۔ اور مجھے میرے الڑنے خود دوائی دی ہے وہ بہت ہی کامیاب ہوگئی ہے اور ہم دونوں کو ایک ہی مرض ہے اور مجھے ایسا معلوم تا ہے کہ میری عورت جو ہے تو وہ میں ہوں۔ اور ہم نمبروں میں آئے ہوئے ہیں۔ پھر سروج فلم کمپنی کا اسٹوڈیو ہے وہاں ایک عورت اور ایک مرد مجھے پوچھ رہے ہیں کہ صابری دواخانہ یہاں پر ہے۔ میں نے کہا کہ وہ تو کرشنا فلم کمپنی کے پاس ہے۔ یہاں نہیں ہے۔ (مولا میری فلاح اور آبرو رکھنا)

۲۳ ویں رات :- وقت شمس ۸ بجے صبح دیکھا کہ میں اور ناؤبھائی سفید لباس میں ہیں اور اقبال بھی موجود ہے تو نانو بھائی بڑھ کر اقبال کو پوچھنا چاہتے ہیں مگر اقبال کہہ رہی ہے کہ مجھ میں دم نہیں ہے اور سکی برداشت کا طاقت مجھ میں نہیں ہے۔ پھر نانو بھائی نے دو دفعہ بڑھ کر مجھ پوچھنا اور سفید قمیص میں اور پیر بند سے ہوئے ہیں۔ اور میں اپنی مزدوری تیار رہا ہوں تو وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ تو یہ نہا لے لیے ہیں بھر وقت ملطار د

۱ بجے دیکھا کہ ہمارے گھر میں خوب کھانے پک رہے ہیں۔ اور میں ایک مرا سی بوڑھا کو زردہ۔ پلاؤ۔ کھیر لا کر کھلا رہا ہوں۔ اور میں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا ہوا ہے۔ تب وہ مائی مجھ سے بولتی ہے کہ چونکہ تم نے خوب سخت سخت چیزیں کھائی ہیں اس لیے میں تم کو اتوار کو ایک جلاب دیدوں گی۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

۲۴ ویں رات :- وقت صبح پانچ بجے دیکھا کہ میں بہت سے لوگوں کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ رحم تو ہو گیا ہے اور میعاد بھی مل گیا ہے۔ پھر ایک نلکا ب پر میری عورت صابون سے منھ دھو رہی ہے۔ اور بھائی جتی بخش مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ اندر آنا میں نے کہا کہ اس میں یہ آگیا ہے۔ پھر میری عورت میرے ہاتھ دھو رہی ہے۔ اور بھائی جتی بخش مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ اندر مت آنا۔ میں نے کہا کہ اسمیں میرا گناہ کیا ہے۔ پھر میری عورت میرے ہاتھ پر سینہ رکھکر منھ دھو رہی ہے۔ پھر ایک قبر ہے وہاں میری عورت مری ہوئی پڑی ہے۔ لوگ دیکھ رہے ہیں اور میں خوب رو رہا ہوں۔ اور لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ اس نے تو مرنے کے بھی دکھا دیا ہے۔

۲۵ ویں رات :- وقت صبح دیکھا کہ میں اپنے بیدالنسی گھر میں کوٹھے پر لحاف اڑھے اپنے بال بچوں سمیت لیٹا ہوا ہوں۔ لیٹے لیٹے مجھے کیا سوجھی کہ میں نے اپنی ماں سے اجازت طلب کی کہ میں اپنی عورت کے پاس جاؤں انھوں نے اجازت دیدی اور پھر میں اپنی عورت کے پاس گیا۔ تو وہ اپنی آنکھوں سے میرا منھ چوم رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے کہ کپڑا اٹھا لے۔ میں نے کھولدیا ہے پھر دیکھا کہ ایک جگہ باپ بیٹے بیٹھے ہوئے ہیں باپ شراب پی رہا ہے اور ہاتھ میں اسکے استرا ہے اس نے دیکھا کہ اس کا لڑکا اسکی معشوقہ حسن بانو کو پیار کر رہا ہے۔ وہ بہت غصہ میں آگیا لڑکے نے جو باپ کا غصہ دیکھا تو معشوقہ کو چھوڑ کر باپ کے آگے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا کہ شاباش اولاد ایسی ہی ہونی چاہئے! ادب بامراد بچوں کا یہی کام ہوتا ہے کہ باپ کے سامنے کچھ نہ بولیں۔ پھر باپ نے کہا کہ یہاں سے چلے جاؤ لڑکا سنتے ہی چلا گیا۔ پھر میں دو چار آدمیوں کے ساتھ کہیں جا رہا ہوں۔ راستہ میں سبز رنگ کے پتے دکھائی دیئے۔ ایک شخص سے پوچھا کہ یہ دوائی آپ کو ملی ہے کہا میں نے کہدیا ہے کہ ابھی نہیں ملی ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک محل خانے میں کچھ لوگ نہا رہے ہیں۔ اور وہ کہہ رہے ہیں کہ پانچ فٹ پانی ہے میں نے کہا کہ ابھی تو ایک فٹ پانی بھی جاری نہیں ہے۔ نل کھلا ہوا ہے پھر بھی ہاتھ میں تھیلی روشن ہے اور میں جا رہا ہوں۔

۲۶ ویں رات :- وقت شمس صبح ۶ بجے دیکھا کہ میں سوٹ پہنے ہوں اور ایک عورت فراک پہنے ہوئے میرے ساتھ کہیں جا رہا ہوں اور ہم دونوں انگلینڈ میں باتیں کر رہے ہیں۔ باتیں کیا کیں وہ تو یاد نہیں رہا ہاں اتنا ضرور یاد ہے کہ "بیٹے" یہ سنا کہا تو اس نے بھی جواب میں "یہ" کہا۔ اور اس عورت کی عمر ۱۵ برس کی تھی۔ اچانک پیچھے دیکھا تو ایک آدمی ہاتھ میں نیچی جیبی غلاف میں بند کوئی چیز لیے ہوئے میرے پیچھے پیچھے جلا آرہا ہے۔ میں نے ذرا رعب دار اور غصہ سے انکا نام پوچھا اور کہا کہ ہمارے پیچھے کیوں آتے ہو جواب ملا کہ میرا نام محمد شاہ ہے اور تمہارا راز لینے کے لیے پیچھے پیچھے جلا آرہا ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا کرو گے کہا کہ میں تم کو مار دونگا یا مار دونگا۔ میں نے سبز نکال کر کہا کہ مار تو لو لیکن انھوں نے مارا نہیں۔ پھر دیکھا کہ ایک۔ باغیچہ میں آم کے ٹوکرے پڑے ہیں اور ایک لڑکا اسی عورت کے سامنے ہے۔ اور ایک ٹوکرا محمد صاحب کے سامنے ہے اور وہ عورت مجھے اچھے اچھے آم نکال کر دے رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ تو یہ کھا ؤ میں نے کھائے تو ازحد زیادہ میٹھے تھے۔ پھر میں نے محمد صاحب کے ٹوکرے کے آم دیکھے انھوں نے کہا کہ یہ ذرا کچے ہیں۔ پھر وقت عطارد نو بجے دن دیکھا کہ باہر سڑک کے کنارے کیمپ لگا ہوا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں فوج ہے اور یہ سب میری مدد کیلئے ہیں۔ میں فوج کے کرنل سے جا کر ملا تو مجھے ایک سفید اور نوکر گھوڑی ملی ہے اور میں اسکو مکوڑے ہوئے آرہا ہوں۔ پھر مجھے کوئی بیماری کی خبر سنا رہا ہے کہ جناب مجید کے منھ سے خون آرہا ہے۔ پیروں کی سوجن اتر گئی ہے اور بالکل صاف ہو گئی ہے۔ میں نے

پھر دیکھا کہ ماسٹر بھانڈ کی عورت بیگاں جا رہائی پر بیٹھی ہوئی ہے میں نے اس کے پاس بیٹھ کر اس سے کہا کہ تو تو میری ماں ہے اور تو میری سگی بہن ہے۔ وہاں پر کچھ لوگ ہیں ہے پھر بھائی بھنڈ میں سیاہ کپڑے پہنے گود میں ایک بچہ لیے ہوئے آکر بیٹھ گئی ہے ایک دوا خانہ ہیں۔ پھر اس نے بچے کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے کہا ساگ بڑی منو۔ (السلام علیکم۔ اس نے کہا وعلیکم السلام۔ پھر ایک دوسرے آدمی کو میں نے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر بھنڈ نیوں نے اڑائی پڑ گئی لیکن مجھے کوئی مزا نہیں آیا۔ اور میں نے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو جھنگ بھی کو دوڑے جھنگ میں بھنڈ ملا۔ بانبیں اور ایرانی ایسی اڑائیاں پڑ رہی ہیں کہ تم سنو تو حیران رہ جاؤ۔ پھر میں نے بھائی سے پوچھا کہ بھائی اللہ دتا آسے ہیں انھوں نے کہا کہ نہیں پھر میں نے بھائی کو سمجھایا کہ یہ شرعی سلام ہے اس کا جواب ضرور دینا چاہئے۔ پھر تعزیے سوار جنڈ والا ہیں پھر سامنے فاضل امام کی جگہ سے سید راجہ شاہ کا تعزیہ سبز گنبد کا نکلا۔ اور ماتم ہو رہا ہے۔ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ پھر میں پہنچ اشنی گاؤں کی مسجد میں کھڑا ہوں اور ایک ہوائی جہاز آیا ہے جسمیں ڈرائیور وارٹھی والا ہے۔ یہ جہاز پیرو ب کے پاس سے آیا ہے۔ اور خوشخبری لایا ہے۔ پھر میں حضور رشید کو بیا رکر رہا ہوں اور میں نے بھی پان کھایا ہے اور اسکو بھی کھلایا ہے۔ میں نے کہا کہ اب وصل کب ہوگا۔ وہ کہنے لگی کہ سمجھئے کہ وصل ہو گیا۔ ایک ہفتہ ایسا بھی آتا ہے کہ اس میں میرا کام نہیں ہوتا ہے۔ اسی ہفتہ میں وصل کر لیں گے۔ پھر بھائی نے بجری کی سری پکائی ہے مگر نمک بہت زیادہ ہے اس لیے میں نے نہیں کھائی۔ پھر دو دریا ہیں اور دو ہی کشتیاں ہیں۔ اور ہم ان میں سوار ہیں اور میں کہہ رہا ہوں کہ اللہ کرے کنارے لگ جائیں۔ اور لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ زور لگاؤ ڈوبا زور لگاؤ۔ تب خدا نے کنارے پر پہونچا دیا۔ (رحم فضل خدا میرے پروردگار)

(۶) چھٹی رات۔ وقت مشتری صبح پانچ بجے دیکھا کہ دوا اپنے ہاتھ سے دوگے تو فائدہ ہوگا۔ اگر دوسرے کے ہاتھ سے دوگے تب فائدہ نہ ہوگا۔ جب دوائی کا نام آیا تو سانپ جیسا میرا ہاتھ اوپر نکل آیا۔ پھر دیکھا کہ عزلونی کرشنا فرم کمپنی کا پیرو ہے اور رکارڈوں کا بورڈ بنا ہوا ہے۔ جسکا رنگ ایکدم سیاہ ہے وہ میرے ہاتھ میں ہے۔ اور میرے رکارڈ بھی بھر کر بورڈ پہ آگئے ہیں۔ مگر بکھرے ہیں تھوڑے۔ میں نے عزلونی سے کہا کہ بڑی بات تو یہ ہے کہ رکارڈوں کے بورڈوں پر نیچے اقبال بھی لکھا ہوا ہے۔ اب آپ بکوا بھی دیجئے گا۔ کہا کہ بہت اچھا دراصل بات یہ ہے کہ جب میں سندر جا رہا تھا۔ اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ آپ کے رکارڈ بھرنے میں ایک آدمی بھی خوشی نہ تھا۔ جب یہاں تنگ ہو گیا تو آگے بک بھی جائیں گے۔ پھر ایک برآمدے میں سب لوگ کھڑے ہیں میری عورت بھی برقعہ اوڑھے ہوئے کھڑی ہے۔ پھر وہ حق کو لیکر سیڑھیوں کی طرف اترنے لگی ہے۔ میں نے کہا کہ جھٹک میں نہ آؤں کمپنی میں نہ جانا۔ پھر میں نیچے اترا تو ایک دفتر میں بابو کرسی پر بیٹھا ہے اس کے سامنے میز پر جسٹر پڑا ہے کیشیر بھی بیٹھا ہے اور ایک آدمی اور ہیں میں نے اپنی گھڑی کو جو دیکھا تو کچھ بجکر ۵ منٹ ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ حضور میری گھڑی چلتے چلتے بند ہو گئی ذرا ٹھیک ٹائم بتلا دیجئے۔ انھوں نے کہا کہ وہ کپڑے مجھے دیدو۔ پھر انھوں نے کچھ ایسا بتلایا کہ ۵ منٹ زیادہ ہو گئے ہیں عرضکہ میں نے اپنی گھڑی ٹھیک کر لی ہے۔ اور میں جلدی جلدی کر کے بھاگنے لگا ہوں۔ (مبالغہ کہنے لگے کہ راہ میں جانے نہیں جانا بلکہ ٹرام میں جانا کیونکہ آج اتوار ہے اور تار دیو پرشاد کمپنی ہے مجھے اس میں جانا ہے

(۷) ساتویں رات ــــ وقت شمس وزہرہ وعطارد صبح دیکھا کہ میں اقبال بھیرہ گئے ہیں۔ اقبال کے سر پر کٹھری ہے۔ لالو والے دروازے میں محصول والے نے روک لیا اور کہا کہ محصول دو اور گٹھڑی کھولو۔ میں نے کہا کہ دیکھ لو۔ بالک کا ساگ ہے جب کھولا تو اندر سے گائے کا گوشت نکلا۔ اور لکڑی کے بکس میں مٹھائی بھری ہوئی ہے۔ پھر محصول والے نے کہا کہ میرے پاس بھی آتشک کی دوائی ہے جسکی قیمت گیارہ آنے ہے اور تین دن میں مرض جلا جاتا ہے۔ اگر آپ اشتہار دیں تو میں کروڑ پتی ہو جاؤں گا۔ اگر ایک دوائی بھی کامیاب ہو جائے تو آدمی کروڑ پتی بن جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں ضرور ایڈورٹائز کروں گا۔ ویسے بھی تو میں بمبئی ہی میں رہتا ہوں۔ جتنا پڑھا لکھا ہو سکے گا کروں گا۔ یہ کام میرے ذمہ رہا۔ ہاں تو آپ کا پتہ ہے نا۔ کہ اندر دن دروازہ لالو والا پاس لالو خان کا ہے۔ آپ بینگرہ میں ہیں آپ کو بہت سارے آرڈر بھیج دوں گا۔ یہ سنکر وہ شکریہ ادا کرنے لگے۔ پھر میں نے کہا کہ میرے پاس بھی آتشک کی دوا ہے۔ وہ بولے کہ یہ بھی اسی کی بہن ہے۔ اور پھر انھوں نے محصول وغیرہ کا ذکر تک نہ چھیڑا۔ صرف چھپے ان کو بہانے خود ہی دیئے۔ اور پھر گٹھری بھی نہ کھولی پھر وقت زحل ۳ بجے دیکھا کہ نالک کا کھیل ہو رہا ہے اور میں کالے سوٹ میں ہوں۔ اور اوپر اسٹیج پر ایک عزاری لگی ہوئی ہے نیچے اسٹیج پر میری عورت کھڑی ہے اور میں ٹائیٹل بول رہا ہوں "نوٹنکی دن۔ اور نوٹنکی تو" بکتا رہا ہوں اور تو کلی تھری کہکر ہنستا ہوا اسٹیج سے نیچے اگیا ہوں۔

اب کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو میں ایسے ہی چھس جاتا۔ (افسوس کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وہ بولے کہ اگر ایسا ہی ہے تو تم مجھ سے بولتے کیوں نہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کے بارے میں میں نے ایسی باتیں سنیں ہیں کہ جو آپ کو نہیں چاہئے تھیں۔ وہ کہنے ہیں کہ وہ تو ہے ہی مگر میں کونگا ہوں اس لیے تم کو مجھ سے ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ میں نے کہا کہ آخر میں بھی تو وہیں پر رہتا ہوں اس لیے مجھے ضرور سے آدمی کیسے ایسی ایسی باتیں ٹھیک نہیں اور پھر افسوس کی بات یہ ہے کہ آپ نے اتنا برا کلام منہ سے نکالا کہ۔ اور میں خوب زور زور سے رو رہا ہوں اور موٹے موٹے آنسو آنکھوں سے نکل رہے ہیں۔ تیسرا دن رات :۔ وقت مقرر صبح ۵ بجے دیکھا کہ میری منگنی ہونے والی ہے۔ وہ لڑکی بہت ہی خوب صورت ہے ایک بوڑھی عورت میرے لیے کوشش کر رہی ہے۔ آخر کار میرے خلاف ہو گئی۔ اور سسرال والوں نے میرے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا۔ اس بوڑھی عورت نے بھی میرے گلے میں ہار ڈالتے ہوئے کہا کہ مبارک ہو۔ میں نے کہا کہ میری بیوی کا نام کیا ہے وہ کہتی ہے کہ بھاگ بھری۔ پھر جیسے ہی جام کو ایک رو پیہ دیا۔ پھر میں اگا سی میں کھڑا ہوں اور کچھ سو رہا ہوں اور کچھ جاگ رہا ہوں اور میرے پاس میری بچی ہے پھر ایک آدمی ننگا کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ جی دوائی کا اثر نہیں ہوا۔ بالکل فائدہ نہیں ہوا۔ میں نے کہا کہ اچھا میں سن رہا ہوں جنتی کی طرح کا تو آدمی ہے جا آرام آجائے گا۔ پھر ایک دریا کا پل ہے اس کے بائیں طرف پر چڑھا ہوا میں یہ گا رہا ہوں کہ اللہ ھُو اللہ ھُو اللہ ھُو چلے شان اللہ ترانا مرلیان میرے ہوئے تسلات اللہ ھو اللہ ھو اللہ جلے شان اللہ۔ پھر سیدھی کھانا پکانے کی نوکری کرنے کیلئے آیا ہے اور میری عورت بھی کھانا پکا رہی ہے اور برسات بھی دیکھی ہے۔ (رحم کر اللہ مجھ پر)

چوتھی رات :۔ وقت ۱۲ بجے۔ شمس یا زہرہ۔ دیکھا کہ ایک عورت اور بہت سارے آدمیوں کے سامنے ایک فقیر نے ایک شعر پڑھا ہے کہ جسکا آخر یہ ہے۔ ہاتھ گیا ہے۔ پھر کچھ نوکری کا ذکر ہو رہا ہے اور میں جنتی بخشی سے کہہ رہا ہوں کہ آپ حاضری کا رجسٹر دیکھ لیجئے پورے آٹھ برس نوکری کی ہے۔ لیکن میں نے حاضری کا کوئی موقعہ نہیں پایا ہے۔ نوکری تو ایسی کرنی چاہئے کہ پھر ایک آدمی اجازوں کا پلندہ لیکر آیا ہے۔ پھر میں بہت مایوس ہوں کہ میرا صَابِرِیْ وَاخَانَہ چلتا نہیں ہے۔ اور اب اس سوچ میں ہوں کہ مجھے یہاں سے چلا جانا چاہئے۔ پھر میں چلا رہا ہوں۔ اور آگے جاکر میرے گاؤں کا ایک حوض مجھے ملا ہے۔ اس سے بہت مایوسی کے عالم میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ تم میرے بھائی اور ہم وطن ہو۔ اور تم نے میری دوا کا ایڈورڈ ٹائز نہیں کیا۔ میں مایوس ہو کر اس شہر کو چھوڑ رہا ہوں۔ تم اگر میری مدد کرتے تو میں کیوجاتا۔ دیکھئے یہ شیشی دوائی کی بھری ہوئی اللہ کی طرف سے ملی ہے۔ یہ مجھے کروڑپتی کر دیتی اس نے یہ سنکر کہا کہ ہم تم کو یہاں سے ہرگز ہرگز نہیں جانے دیں گے تم مایوس نہ ہو۔ تمام بنجاروں میں شہرت کرانا میرا کام ہے۔ پھر وہ دست مشتری ۱۰ بجے شام دیکھا کہ ہمارے گھر میں رونق لگ رہی ہے۔ اور ایک سب انسپکٹر آیا ہے تب میں نے حقہ تازہ کر کے اس کے آگے رکھا ہے۔ مگر وہ پی نہیں رہا ہے۔ میں نے نہ پینے کی وجہ پوچھی۔ نذر حسین نے کہا کہ ان کو ایک ارمان ہے۔ میں نے کہا کہ میں حضرت عباسؓ پر چھوڑتا ہوں۔ اور میں حضرت عباس کے حوالہ کرتا ہوں۔ میں بھی پرواہ نہیں کرتا۔ ..... (۵) ویں رات :۔ وقت عطارد صبح ۵ بجے دیکھا کہ میں گانے کے اپنے گھر میں بہت مایوس ہوں اقبال بھی موجود ہے میرے ہاتھ میں بندوق ہے۔ عبدالرحمٰن کا بلی مسلح سپاہی ساتھ لیکر میرے مقابلہ میں آیا ہے۔ میرے اور ان کے درمیان گولہ باری شروع ہوئی۔ لیکن مجھے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اتنے میں حجاج امیر خسرو کے گھٹنے سے عبدالرحمٰن مع سپاہیوں کے بتی لیکر آرہا ہے۔ میں نے اقبال سے کہا کہ وہ تو بہت سارے ہیں اگر مجھ کو پکڑ لیں گے تو۔ وہ رو کر کہہ رہی ہے۔ ہائے وہ آگئے اتنے میں وہ آگئے۔ اور میں نے بندوق رکھدی اور ان کے ساتھ ہو لیا جیسے کوئی شادی قید ہوتا ہے۔ آس پاس بہت سے ایک جگہ کپڑے کا کیمپ لگا ہوا ہے۔ اسی میں بھوتانی محو لیٹا ہوا ہے۔ عبدالرحمٰن وہاں ڈائریکٹر ہے۔ گویا وہاں ناٹک کمپنی ہے۔ مجھے اس جگہ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں نے بھوتانی سے کہا کہ مجھے جسکا زبانی رنج اسی بات کا ہوا ہے کہ آپ نے مجھے ایک جاسوس بھی نہ دیا۔ یہ سنکر وہ جیسے ہنسنے لگا۔ عبدالرحمٰن بیچ میں بول پڑا کہ آپ اسکو وصل کیوں دیتے ہیں۔ پھر میں نے بھوتانی کو مجبور کیا کہ تم اکیلے میں مجھ سے ملنا۔ میں تم کو خط دیکر کلکتہ بھیج دونگا۔ وہاں مجھے ضرور جاسوس ملجائے گا۔ میں نے کہا کہ کونسی کمپنی میں کہا کہ وہ جوئی ہے۔ پھر خود ہی کہا کہ اچھا کلکتہ نہ جانا۔ میں تمہارا یہاں ہی بندوبست کر دونگا کہیں نہ کہیں۔ میں نے کہا جی اچھا۔ پھر میں آزاد ہو رہا۔ اور پٹہ داد ان خان کے بازار میں گیا ہوں۔ وہاں تمام ہی تمام حکیم بیٹھے ہیں۔ میں بھی ایک دوکان پر جاکر بیٹھ گیا ہوں اور ایک حکیم میرے ہاتھ کے نیچے ہے۔ اور بہت سے لوگ آجا رہے ہیں۔ پھر دیکھا کہ موسم بہت زوروں پر ہے۔ پھر بھیڑ میں میں بھانڈوں کے گھر یا محلہ میں گیا ہوں۔ وہاں اللہ دیا کا لڑکا کھڑا ہے۔ اسی سے میں نے پوچھا کہ اللہ دیا کہاں ہے۔ کہا کہ انھوں نے تو پندرہ ۱۵ بکرے لیے ہیں اور وہ وہیں رہتے ہیں اور وہ وہاں کے زمین اعظم مصطفیٰ

(۱۱) گیارھویں رات :- وقت صبح ۷ بجے دیکھا کہ کوڑھ کے زخم کو فائدہ ہوا ہے اور بہت ہی زبردست کامیابی میرے مولا نے مجھے بتائی ہے۔ پھر وقت ظہر دیکھا کہ ایک طرف پہاڑ ہے اور وہ سر بفلک ہے۔ اس میں ایک مرد اور ایک عورت نہا رہے ہیں۔ مرد کچھ گا رہا ہے اور ہار مونیم بھی بجا رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا "یہ کیا ہے" اور وہ زندہ درگور" پھر میں نے ایک پل پر بھاگنا شروع کیا۔ کیا دیکھا کہ آگے لڑکیاں جا رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ آگے سے ہٹ جاؤ۔ ایک آدمی نے کہا کہ دوڑنا بھاگنا ایسے ہی ہونا چاہئے۔ جو بالکل بے دھڑک سے آگے گیا تو بہت ہی گہرا پانی ہے میں نے وہاں غوطہ لگایا اور بہت دور نکل گیا۔ کیا دیکھا کہ ایک آم کا درخت ہے اسکی دو ٹہنیوں میں میرے کپڑے ٹنگے ہوئے ہیں۔ اور سر پر پگڑی ہے پھر میں اپنی شلوار اور قمیص تلاش کرنے لگا۔ پھر جو غوطہ کم ہوا تو پانی کچھ بھی نہیں۔ بلکہ زمین نظر آ رہی ہے۔ میں نے کہا کہ شکر ہے کہ میں بہت جلد پہونچا۔ پھر سامنے ایک دکان ہے جیسے بندرگاہ پر کوئی اسٹیشن ہوتا ہے۔ پھر ایک دریا ہے اسمیں سے لوگ پیدل چلے میں جا رہے ہیں اور کچھ جانور بھی ہیں۔ یہاں بھی میں اپنے کپڑے ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔ اور پھر میں نے اسی پہاڑ کے پیچھے بھاگنا شروع کیا ہے۔ لیکن میرے کپڑے نہیں مل رہے ہیں ناگہ آواز آئی کہ تیرے کپڑے تو اسی آم کے درخت کے نیچے پڑے ہیں۔ پھر میں اسی آم کے درخت کے پاس آ گیا دیکھا تو واقعی سفید لنگی۔ قمیص و شلوار پڑے ہیں۔ پھر میں ان کو پہن کر پار جا رہا ہوں۔ آواز آئی کہ تم آدمی ہو کھڑے ہو جاؤ۔ اور جلدی میں تمہاری تجوا نہیں بھیج سکوں گا۔ ہاں اتنا پوچھ سکتے ہو کہ تم پہرہ پر نہیں تھے تو کہاں تھے یہی ایک رائے مجھے ملی ہے کہ اب تم کھڑے ہو جاؤ۔ میں جیسے ہی کھڑا ہو گیا ہوں (رب میرے سارے گناہ بخشدے)

(۱۲) بارھویں رات :- وقت قصبہ دیکھا کہ میں بھیرہ میں اللہ دیا کے گھر گیا ہوں۔ جاتے ہی میں نے السلام علیکم کہا تو اللہ دیا نے جواب میں وعلیکم السلام کہا میں بیٹھ گیا۔ تو بھائی کالے لباس میں میرے پاس بیٹھ گئی۔ اور جب وہ اٹھی ہے تو میرے ران پر ہاتھ رکھ کر اٹھی ہے۔ پھر میں اپنے گھر میں لحاف اوڑھ کر سو رہا ہوں۔ نہیں بلکہ بیٹھا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ ڈیا آئے اور ان کے ہاتھ میں اخبار ہے جسے وہ پڑھ رہے ہیں۔ اور بھائی اپنے دروازے میں کھڑی ان کو دیکھ رہی ہیں۔ جب ڈیا دوسری طرف دیکھنے لگے تو بھائی نے غصہ سے دروازہ بند کر دیا۔ پھر وقت عشر دیکھا کہ میں ایک دریا کے کنارے گیا ہوں دیکھا کہ دریا میں کوئی چیز تیرتی ہوئی آ رہی ہے۔ اور وہ خوب چمک رہی ہے۔ میں ڈر کر کہ کہیں سانپ کی آنکھ یا مچھلی کی آنکھ نہ ہو۔ جب وہ میرے نزدیک آ گئی تو میں نے اسکو لکڑی سے اسکو کھینچ لیا۔ دیکھا تو وہ انگوٹھی تھی جسکے اوپر ہیرا اور نیچے سیپ تھا۔ وہ میں نے اپنی انگلی میں پہن لیا ہے۔ اور وہاں ایک چھوٹا سا کباڑ ہے میں اس فکر میں ہوں کہ شاید اور کوئی چیز مل جائے کیونکہ ہندو عورتیں یہاں نہانے کو آتی ہیں ہاں تو اس کباڑ میں سے کنگھیاں چندیاں اور ایک چھوٹا سا پتھر میرے جیسا ملا ہے۔ پھر میں گاگے کے اپنے گھر آ رہا ہوں۔ تو سید فضل حسین سے اور مجھ سے کہا کہ میں نے آپ کے لیے پوچھا تھا تو خواب میں جواب ملا کہ وہ ۵ یا ۱۲۰ یا ۵۰۰ یا ۵۰۰۰ یا ۵۰۰۰

(۸) آٹھویں رات :- وقت عطارد صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں تہمد باندھے ہوئے کچھ منتر پڑھ رہا ہوں پھر خیال ایک پیسہ خیرات دیا۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا کہ جو یاد نہیں رہا۔

(۹) نویں رات :- وقت زحل شب دو بجے دیکھا کہ بھائی سفید لباس میں ملبوس مجھ سے بول رہی ہیں کہ ایک دوسرا شخص بھی یہی بولتا ہے کہ ہم نے مان لیا کہ آپ کی دوائی سچی ہے اور بیشک فائدے والی ہے۔ پھر میں ایک جگہ گیا ہوں وہاں کھانا پکتا ہے اور لوگ کھا رہے ہیں میرے سامنے بھی گوشت اور روٹی آگئی۔ تو میں وہی اور اچار لانے کے لیئے اٹھا ہوں۔ اور لاکر کھانے بیٹھ گیا ہوں۔ پھیرہ کا سارے میں بہت سے انجیٹر لوگ بیکار ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ماسٹر علی بخش کو کہیں کا مالک بنا کر کھیل کرا دیں۔ کیونکہ میرے پاس سب سامان موجود ہے صرف دیر اس بات کی ہے کہ سب لوگ مان جائیں گے۔ اور پھر جتنا خرچہ ہے کھیل پر ہوگا۔ وہ اور کرایہ وغیرہ نکال کر جو بچے گا وہ تخواہوں کے حساب سے بانٹ لیں گے۔ ان میں سید باقر حسین بھی ہیں چراغ بھی ہیں اور جمال بھی ہیں اور بھی بہت سارے انجیٹر ہیں۔ ان کی منشا معلوم ہو گئی کہ وہ ہر طرح تیار ہیں۔ میں نے کہا کہ اچھا آج تو بدھ کا دن تھا وہ تو چلا گیا کھیل نہیں ہو سکتا۔ پنچ سے کھیل شروع کر دیں گے۔ پھر تمام دن کسی انجیٹر سے بھی بات چیت نہیں کی۔ رات کے دو بجے میں پیشاب کرنے کے لیئے اٹھا اور کوٹھے پر گیا وہاں معلوم ہوا کہ تازہ پائخانہ کر کے امام بھائی ابھی گئے ہیں۔ بی روشن ہے اندر ایک عورت اور مرد بیٹھے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں نے دن بھر کسی انجیٹر سے بات چیت نہیں کی۔ اب میں آپ لوگوں سے کمپنی کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔ پھر وہاں سردی زیادہ ہے اس لیئے میں لحاف اوڑھ کر نکلا ہوں اور بات بھی منوانا ہے خرچ کی کیونکہ تنخواہ میری ۵۰۰ روپیہ ہوتی ہے پھر میں ٹنڈوں اور بچے پہاڑ پر جا کر ماسی اللہ رکھی سے گلے ملا ہوں۔ وہاں کسی کی شادی ہوئی ہے۔ اور دلھن کو گھر لائے ہیں۔ دلھن کو میں نے بھی دیکھا ہے اور بھی بہت سارے آدمی موجود ہیں۔ پھر میں ماسی اللہ رکھی سے کہہ رہا ہوں کہ دیکھئے میں نے اپنا قول پورا کر دیا ہے۔ آپ نے ملنے کے لیئے لکھا تھا تو میں آکر پہلے آپ سے ملا ہوں پھر سر جھنڈے خان بچے سے کہہ رہے ہیں کہ آپ یہ تہمد اتار کے پائجامہ پہنکر بازار جانا۔ میں نے کہا جی اچھا پھر میں نے بستر میں سے کپڑے نکالکر دیکھے۔ تو جھنڈے خان بولے کہ یہ تو میلے تھے۔ میں نے کہا کہ صاحب ابھی تو یہی ہیں اور میں کپڑے بدلکر بازار گیا۔ مجھے ایک جوڑ ریشمی جوتی زری کی ملی ہے لیکن وہ مجھے پسند نہیں آئی۔ بھائی کہنے لگیں کہ زری تو بہت لگی ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ ہے تو مگر سب جھوٹی ہے۔ پھر دیکھا کہ میرے مکان میں ایک بزرگ لحاف اوڑھے لیٹے ہوئے ہیں اور سید باقر حسین آئے ہوئے ہیں وہ ان کو کوئی چیز دینا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ابھی بیٹھے ہیں ان کو اٹھا کر دیدو انھوں نے بزرگ کو اٹھا کر کچھ دیا جسکو وہ خوش ہو گئے اور بی روشن کے پھر میں اپنے پدیلنی گاؤں میں پیر بخش موچی جو سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہے اس سے اپنا بوٹا سلوا رہا ہوں۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ انھوں محراب تو خوب بنائی ہے۔ پھر بھائی کہنے لگیں کہ سب جھوٹیاں نمازاں میں نے کہا کہ صاحب ڈھائی برس تو میں نے سچے دل سے نماز پڑھی ہے جیسے پڑھنی چاہئے۔ پھر سردار بہار ہے اور وہ آکر اگاسی میں لیٹا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کب سے بیمار ہو۔ اور کہو کیا ہو گیا ہے کہا کہ آج رات کو مجھے سخت بخار چڑھا تھا اور مجھے چار پانچ روز سے سخت دست آرہے ہیں میں نے کہا کہ دوائی کے پیسہ لائے ہو۔ کہا کہ نہیں آپ دوا دیدو میرے پاس دوسرے کے دو روپے ہیں وہی دیدوں گا۔ میں نے کہا کہ دوا کھاؤ گے تو اچھے ہو جاؤ گے۔ (مولائے کریم تو پار حم فرما)

(۱۰) دسویں رات :- وقت مشتری صبح ۷ بجے دیکھا کہ پنڈت جواہر لعل نہرو غریبوں کی مدد کر رہے ہیں اور پروشن کر رہے ہیں۔ ادھر ادھر ان کو کام سے لگا رہے ہیں۔ پھر میں اپنی قمیض کو صابون سے دھو رہا ہوں۔ اور بی صاف ہوئی ہے کہ جیسے دھوبی نے دھوئی ہو۔ اور مکان سب نئے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن نل کوئی بھی خالی نہیں اور مجھے نل کی سخت ضرورت ہے آخر میں اندر والے نل پر گیا ہوں وہاں پر بھی ایک عورت کپڑے دھو رہی ہے۔ وہاں سے واپس ہوا تو سڑک پر برسات کا پانی بھرا ہے اسی میں سے میں نے صابون نکالا پھر ایک چھوٹے سے غسل خانے میں نل بلاتب میں نے کپڑا کھنگالا۔ پھر کپور صاحب مجھ سے کہہ رہے ہیں جلو بھائی اب گاڑی کا وقت ہو گیا ہے دبڑھ دو بجے گاڑی ملے گی۔ پھر نہیں ملے گی۔ میں نے کہا جی میں تیار ہوں۔ پھر میری اور میری عورت دونوں ڈاکٹر گدرے کے پاس گئے ہیں وہاں ایک پارسی اور ایک پارسن بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا کہ صاحب بھوک نہیں لگتی۔ کہا کہ گھی کی لسی پیا کرو۔ میں نے کہا کہ گھی کی لسی کیسی۔ کہا کہ بیٹھی دہی کی لسی پیا کرو۔ اور ہاتھ میں اسکے سفید کاغذ ہے یہ سب ہدایتیں اسی میں ہے (رحم کر رحم کر رحم کر مولا)

وقت عصر و ظہرہ صبح ۵ - ۶ بجے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑے سمندر میں اگبوٹ پر سوار ہوں۔ اور وہ جا رہا ہے اس میں خلق بھرا ہوا ہے بہت ہی چکر دے کر میں ایک ٹاپو میں پہنچا ہوں کنارا زدیک آیا تو اگبوٹ کا ایک چپو نیچے کو ٹیڑھا ہوا ہے اور وہ ڈوب جانے کو تھا۔ لیکن میں نے کنارے پر روک لیا اور ملاح پر میں غصے ہوا۔ اگبوٹ کو ٹاپو میں ایک پہاڑ کے نیچے ٹھہرا کر سکے پہاڑ پر ہم چڑھنے لگے ہیں۔ اور رستے میرا تی لوگ اتر رہے ہیں۔ سب کے گلے میں سازنگیاں ہیں۔ ایک لڑکے سے میں نے کہا۔ ذرا بجاؤ۔ اس نے بھیروی بہت ہی سریلی بجائی اور معلوم ہوا کہ یہ لوگ کہیں شادی ہے وہاں مجرے کے لئے جا رہے ہیں۔ جب اوپر چڑھ گیا اور نیچے دیکھا تو دل بہت گھبرایا کیونکہ پہاڑ بہت ہی اونچا تھا۔ وہاں مزدور مرد و عورتیں صفائی کر رہے ہیں۔ سڑکیں نئی بن رہی ہیں۔ میں نے کہا اس دفعہ خشکی سے جاؤں گا۔ دریا سے ڈر لگ رہا ہے۔ اور دیکھا کہ ایک بڈھا مزدور کدال لئے ہوئے الگ صفائی کر رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ اس پہاڑ کو آباد کر کے فروخت کر رہی ہے یا کرے گی۔ پھر میرے ہاتھ میں چار پھول سرخ ہیں۔ میرے ساتھ ایک اور صاحب تھے۔ میں نے ان سے کہا۔ اپنی دفعہ تو آپ اپنی بھلائی چاہتے ہو۔ پھر دیکھا کہ ایک جگہ شادی ہو رہی ہے۔ وہاں قالین وغیرہ بڑے بڑے بچھے ہیں اور بابو دیوندر نے سفید صافہ باندھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ہمیں دیکھتے ہی بابو جی نے کہا۔ آؤ کھانا کھاؤ اور میں کھانا کھانے بیٹھ گیا ہوں۔ دیکھا کہ کھانے میں بہت ساری دال ملی ہوئی رکھی ہے۔ اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ بابو جی سے کہوں۔ کالاکوٹ میرے لئے بنوا کر دیں روانہ کریں۔ پھر میں نے گڑ کا شربت خوب پیٹ بھر کر پیا ہے۔ نیچے جو کچرا تھا وہ میں نے پھینک دیا ہے۔ پھر ایک لال گھوڑا اور گھوڑی دیکھے جو بوڑھے تھے۔ پھر مجھے کام ستارے نظر آئے۔

سترھویں رات:۔ وقت غروب آفتاب صبح ۵ یا ۶ بجے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں جا رہا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ڈنڈا ہے بانس کا ایک ریچھ آیا۔ اس کو میں نے اسی ڈنڈے سے مار ڈالا۔ پھر ایک بندر آیا۔ اس کو بھی نے مار ڈالا۔ پھر میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ اس ریچھ سے چمڑا اتار دے۔ تاکہ گورنمنٹ کو دکھائیں کہ لوگ شیر مارتے ہیں ہم نے تو ریچھ مارا ہے پھر میں وہاں سے آیا دیکھا کہ ایک عورت پاگل ہو رہی ہے۔ بلکہ ہوئی ہے اسے لوگ بہت حیران کر رہے ہیں۔ میں اسے بچانے کی فکر میں ہوں۔ میں آگے بڑھا تو بھابی کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے۔ وہ بیہوش ہو کر لوگوں پر حملہ کر رہی ہیں۔ اور راجہ کے لوگ ان کو پکڑنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کو بھی بچایا ہوا ہے۔ پھر پوچھا۔ یہ کیا حرکت ہے۔ وہ بولیں شیر آیا تھا نہ تو تم نے مجھے بچایا اور نہ میری خبر لی۔ میں نے کہا۔ میں تو بچانے کیلئے آیا ہوں۔ کہا "ایسا" کہہ کر مجھے پیار کرنے لگیں۔ پھر عبدالواحد ڈرائیور کے ہاتھ میں میری چھوٹی بچی ہے اور میں ساتھ میں بازار دوا لینے جا رہا ہوں۔ عبدالواحد ننگا ہے اور پھر وہ ایک پکوڑے والے کی دکان کے مالک سے بات چیت کرنے لگا۔ میں نے کہا۔ میں تو دوائی لینے جاتا ہوں۔ کہا۔ "ہاں آپ جاؤ" اور میں وہاں سے چل پڑا ہوں۔ (رحم کر رہی)۔

اٹھارویں رات:۔ وقت عطارد یا تمر صبح دیکھا کہ مجھے اور میری عورت کو بیماری نے بہت کمزور کر دیا ہے۔ پھر مولا بخش شہناری والے سفید لباس پہنے ہوئے ملے۔ میں نے ان سے کہا۔ جناب آپ کے استاد باوا رنگ علی کی سگی نواسی میرے گھر میں ہے۔ یعنی میں آپ کے استاد کا نواسہ داماد ہوں۔ یہ اس لئے بتایا کہ آپ استاد پرست ہو۔ یہ سن کر انہوں نے میری بہت عزت کی۔ میں نے کہا۔ اس لئے تو آپ پر اللہ کا فضل ہے۔ جب بھی میں نے آپ کو دیکھا ہے عزت و آبرو میں دیکھا ہے۔ پھر دیکھا کہ سروج کمپنی میں ہم دونوں میاں بیوی نوکر ہو چکے ہیں۔ نوکری کرتے ہوئے تین چار مہینے بھی گزر گئے ہیں لیکن نانو بھائی کو خبر ہی نہیں۔ اور ابھی تک ہمیں پہلا چانس نہیں ملا ہے۔ البتہ آزمائش کے بعد ضرور ہمکو چانس ملے گا۔ کام ہم برابر کرتے جا رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک تنخواہ کا ذکر تک نہیں ہے۔ پھر منشی ظہیر کرسی پر بیٹھے ہوئے اخبار پڑھ رہے ہیں۔ اور کچھ دوا خانے سے متعلق بات چیت ہے۔ میں نے کہا۔ بالکل چلتا نہیں ہے کیا کروں۔ بہت ہی تکلیف میں ہوں۔ یہ سن کر منشی ظہیر بولے۔ یہ جو اس نے آپ کو حکمت دی ہے اس کو آپ معمولی نہ سمجھئے۔ یہ بہت ہی بڑی چیز اس نے دی ہے۔ لیکن میں یہی کہہ رہا ہوں کہ "چلتی نہیں"۔ انہوں نے کہا جب وقت آئے گا تو خوب چلے گی۔ پھر وقت زحل ۵ بجے دیکھا کہ میں نے اپنے پھوپی کے پوتے پوتیوں کو خط لکھا اس کا جواب یہ لکھا ہوا آیا "یہاں خیریت ہے اور وہاں بھی خیریت ہو۔ خدا کرے آپ کو نوکری جلد مل جائے۔ پھر میں نے نھو سے پوچھا طبیعت کیسی ہے۔ کہا اچھی ہے۔ پھر میری ساس پائے خوب مزیدار پکے ہوئے لائی۔ پہلے مجھے دیئے۔ بعد میں دوسروں کو۔ پھر بھابی نے کہا آپ کو بہت کچھ ملا ہے اور ملیگا (پروردگار مجھ سیہ کار کی بخشش فرمادے۔)

انیسویں رات:۔ وقت مشتری شب ایک بجے دیکھا کہ یہ آواز آ رہی ہے "آج سے جو تیری خدمت کرے گا اور تیرے گھر میت سے آئے گا۔

اترتا جارہا ہے اور پاس تھوڑی میٹھی ہے میں اس سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا بخار اترتا جارہا ہے؟ کہاں۔ پھر میں اور حقیقی بخش ہیں اب کر رہے ہیں۔ میں نے ایکدم سفید ریش ہیں۔ میں نے صرف لنگوٹ باندھا ہوا ہے اور میرے ہاتھ میں آئینہ ہے۔ پھر وقت عطارد کو دیکھا کہ کوئی کتا بھی کھڑا ہے۔ میں نے ہے کہ آرزو صاحب آئے ہیں۔ میں اندر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ واقعی آرزو صاحب تشریف فرما ہیں۔ اور بہت بوڑھی لڑکی کو پیار کر رہے ہیں۔ اور ساتھ میں ایک دوسرے صاحب بھی ہیں۔ وہ دونوں آگے کی طرف بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا السلام علیکم تو انھوں نے جواب دیا کہ وعلیکم السلام۔ (رب اعلیٰ میرے سارے گناہ بخشدے)

(۱۴) چودھویں رات:۔ وقت عطارد و زہرہ دیکھا کہ ایک بہت بڑا ہال ہے جس میں مجلس ہو رہی ہے۔ اس مجلس میں دو حصہ ہیں۔ ایک ذاکر باہر کھڑا ہے اور ایک ڈاکرا اندر کھڑا ہے۔ دونو بڑھ رہے ہیں۔ لوگ ہزاروں کی تعداد میں اندر بھی ہیں اور باہر بھی ہیں مجلس ختم ہوئی تو نیاز میں بلاؤ گوشت اور سفید حلوہ آگیا ہے سب لوگوں نے کھایا ہے۔ میں نے بھی کھایا۔ پھر میں بھیرہ میں اپنے گھر آیا ہوں۔ تو والدہ بہت بی بی میرے لیے کھانا گرم کر رہی ہیں میں نے پوچھا کہ کیا کھانا ہے۔ کہا کہ سب قسم کی بھاجیاں ہیں۔ اور گوشت ہے (میرے مولا تو بڑا رحیم ہے کریم ہے تو بڑی عنایت والا ہے تیری بخششیں بہت بے پایاں ہیں تیرے انعامات بہت بڑے ہیں تو اپنی رحمت سے مجھ پر بھی انعامات کی بارش کر)

(۱۵) پندرھویں رات:۔ وقت عطارد صبح ۴ بجے دیکھا کہ ایک مقام ہے وہاں بہت سے فقیر اور ان کے گرو بیٹھے ہیں اور پھر ایک فقیر اپنے گرو سے اجازت مانگ رہا ہے۔ میں نے بھی ہاتھ باندھ کر اپنے گرو سے اجازت مانگی۔ میرا لباس فقیرانہ ہے۔ میرے گرو نے دعا کے ساتھ اجازت دیدی ہے۔ پھر میں وہاں سے نکلا پیروں والے کنوئیں گا گے کی طرف جا رہا ہوں۔ دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے ہماری اور ایک دوسرا آدمی کھڑا ہے پھر اقبال نے مجھے بلایا اس کے پیٹ میں سخت درد ہے اور بارش ہو رہی ہے۔ میں لکڑیاں چن چن کر اپنے گھر کیلئے لا رہا ہوں۔ راستہ میں تھوڑی دیر کھڑا ہوں اس سے میں نے پوچھا کہ ہمارے گھر میں کوئی اور بھی ہے۔ اس نے کہا کہ کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ کا گھر بالکل خالی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جب میں گھر پہنچا دیکھا کہ ایک مرد اور ایک عورت مع بال بچوں کے آئے ہوئے ہیں۔ مرد کی آنکھیں لال ہو رہی ہیں۔ اس کو کچھ بھی نظر نہیں آرہا ہے۔ اس کی عورت نے کہا کہ حکیم اس کی آنکھوں کا آپریشن کرانے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان میں تو تکلیف ہوگی۔

پھر میں نے ان سے کہا کہ البتہ یہ کامل ہے لگا دو۔ اچھا ہو جائیں گی۔ میں نے پوچھا کہ کب سے تکلیف ہے۔ کہا کہ اس رمضان سے جب سے امام مہدی علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں۔ وہ ابھی تک بچے ہیں۔

پھر میں نے کہا کہ امام مہدی علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں۔ کہا کہ جی ہاں۔ میں نے کہا کہ کیا نشانی ہے۔ کہا کہ ہم نے پہلے کبھی رمضان شریف میں تراویح نہیں پڑھی تھی۔ حضرت کے رمضان شریف میں ان کے پیچھے تراویح پڑھی ہے۔ اور امام مہدی علیہ السلام ہوئے ہیں۔ اور ابھی وہ بچے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ وہ کہاں امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ کہنے لگا کہ ہاں۔ پھر میں گانا گانے میں مصروف ہو گیا۔ پھر بھائی سفید لباس میں ہمارے گھر آکر پلنگ پر بیٹھ گئے۔ انھوں نے مجھ سے زبردستی بات کرنا چاہی مگر میں نے نہیں کی ہے اور میں خاموش رہا۔

پھر بیڑ دادن خان کے دریا اور گاگے کے درمیان میں میری والدہ کھڑی کہہ رہی ہیں کہ اب میں نے اپنے گھر والا دریا پہچان لیا ہے۔ میں یہاں سے کودوں گی۔ میں نے کہا کہ ہاں آپ یہاں پر مت کودنا ورنہ وہاں گھس کر مر جاؤ گے۔ اتنا سخت بھنور ہے کہ وہاں سے کوئی نکل نہیں سکتا دیکھئے تو سہی وہاں ایک اور قادر کھڑے ہیں۔ گویا کہ دریا میں وہ بانس پھینکر دو دو کے ایک ایک کھڑے ہیں اور مجھ سے بہت تکڑا تیار ہے (رقم کرتا ہے)

میں نے کہا دیکھیں گے۔ اگر دس کو نہیں تو پندرہ کو تو ضرور ہی مل جاتی ہے۔ پھر میں نے بابو جی کے متعلق کہنا شروع کیا کہ یہ سیٹھ مانک لال ہی کا دم تھا کہ نقصان پر نقصان برداشت کیا۔ پھر بھی کمپنی کو چلایا۔ دوسرے کی ہستی کیا جو کمپنی کو چلائے۔ پھر اقبال نے مجھ سے کہا کہ میں تو صرف سیٹھ مانک لال کی خدمت کرتی ہوں کبھی کبھی دبا لیتے دبا لیتے پیتانے کی طرف سو بھی جاتی ہوں۔ اور وہ بڈھی جھگڑا بھی ہستی تھی کہ اتنی خدمت تو میں نے بھی کی ہے۔ میں نے کہا۔ کون سی جھگڑو۔ وہ بولی۔ جو جو سریوں کے ساتھ آئی رہتی ہے اور مجھے یہ احساس ہوا کہ عورت تو میری ہے۔ پھر سیٹھ مانک لال کی خدمت کیوں کرتی ہے۔ پھر ہم دونوں باتیں کو صاف کر رہے ہیں۔ باتیں خوب ہو رہی تھیں اور سیٹھ دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں (پروردگار مجھے تو بیراثم پر رکھتا ہے)

تئیسویں رات۔ وقت زہرہ ۲۵ بجے صبح دیکھا کہ میں علی بخش کو بہت ہی منت کر رہا ہوں۔ لیکن وہ نہ مانے۔ آخر میل سے پنجاب چلے گئے مگر جاکر کہتے ہیں۔ میں جب چھوٹا تھا تو لوگ میرے نام کی منت مانتے تھے اور رات دن میں وہ سونے کی ہو جاتی تھی۔ پھر میں نے دیکھا کہ مسجد میں لوگ وضو کر رہے ہیں۔ میں نے بھی وضو کیا۔ پھر مکوال کے مسافر خانہ میں ایک عورت بیٹھے کچھ باتیں کر رہے ہیں۔ تو میں میہر دتن کو سمجھے لگا کر کہتا ہوں بہتر ہے۔ انہوں نے نہیں دیکھا ہے۔ اب میں ایسی آزادی سے بات نہ کروں گا۔ پھر بہت سے اکٹھے ہیں اور مجھ سے پوچھ رہے ہیں یہ گیتار کس کا ہے۔ میں نے کہا میرا ہے اور کھیل شروع ہونے والا ہے۔ مجھ سے پوچھا آپ بجائیں گے۔ میں نے کہا مجھے بجانا ہی نہیں آتا ہے۔ وہ کہنے لگے بہار تو آپ نے سب رکھے ہوئے ہیں۔ تعجب ہے آپ کو بجانا نہیں آتا۔ میں نے کہا۔ جی ہاں یہ میرا شوق ہے۔ درنہ میں میراثن نہیں کہ گانے کا شوق رکھوں۔ اس نے بہت سے گویوں سے گانا سیکھا تھا لیکن صرف طبلہ بجاتا تھا۔ کیوں کہ انسان کا نام ایک ہی کام کرنے سے ہوتا ہے۔ مثلاً شادی کو دیکھئے سب کام اور ہر ایک ساز جانتا ہے لیکن نام دمشان کا پتہ ہی نہیں۔ اور بھی جتنے ہیں ان کی الگ الگ یہی حالت ہے۔ شادی نے چوڑی (۱) پر ایک پٹی سی چندی باندھی ہوئی ہے۔ پھر میں بھیرویں آیا۔ بازار سارا اکھلا ہوا ہے میرا لباس سفید مگر سر ننگا ہے اور ایک آدمی بھی میرے ساتھ ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی بڑا دن ہے۔ وہاں کھیل ہونے والا ہے اس کا انچارج میں ہوں۔ میں نے ملکہ الزبتھ کا پتہ لکھا یا۔ "فرسٹ یارڈ بلاک نمبر ۱" اور یہ سوچ رہا ہوں۔ آگے ننگی تھی۔ تو بھی گیا تھا۔ اب ننگی ہوئی تو کہاں جاؤں گا۔ پھر وقت عطارد۔ بجے دیکھا کہ بہت سے فوجی کھڑے ہیں اور ایک دیوار سے ایک بیل گاڑی نکلی ہے اور ایک دوسری گاڑی خوجہ کی ہے جو صدر کے اس سے آگے جا رہا ہے تو وہ سہ بیل کے گر گیا لیکن کوئی چوٹ وغیرہ نہیں آئی اور میں ایک کاغذ کی پتنگ پر لکھ رہا ہوں۔ مسلمان مانتے ہیں۔ ماند معصومین کے۔ پھر میں نے مصطفےٰ کمال والا سیاہ وردی پہنا ہوا ہے اور گلے میں تختی جیسی ہے جو دور سے طائی معلوم ہوتی ہے جس پر حکم لکھا ہوا ہے۔ ایک آدمی نے کہا۔ جیسا یہ وردی سیاہ ہے دوسرا کبھی بھی نہیں سی سکتا۔ یہ آپ کو بہت ہی خوبصورت معلوم ہو رہا ہے۔ گویا یہ وردی امام ہے اور کلین شیو ہے میرا۔ پھر میں نے قد آدم آئینہ میں دیکھا تو واقعی بہت ہی اچھا لگتا تھا وہ وردی۔ پھر پنڈ داد خاں کے اسٹیشن پر گاڑی آکر ٹھیری اور میں اپنا سامان اتار رہا ہوں۔ ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ آپ کا سامان تو صرف مٹھی ہی بھی ہے (مولائے کریم اپنا کرم جاری رکھنا)

چوبیسویں رات:۔ وقت زہرہ ۳ بجے شب دیکھا کہ سوڑھ کے بیمار اچھے ہوئے ہیں۔ اللہ نے بہت ہی کامیابی دی ہے پھر دیکھا کہ نانک چند کی دو کمپنیاں ہیں اور نانک چند نے دو آدمی ادھر سے بلائے ہیں اور ایک سردار کو بھی بلایا ہے۔ وہاں سب لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ سردار کو یہ کہہ کر روانہ کیا ہے۔ اگر کوئی طبلہ بجانے والا نہ ہو تو اس سے طبلہ بجوانا اور اگر طبلہ بجانے والا ہو تو اس کو ہیرو بنوانا۔ کیونکہ وہ آگے بھی ہیرو بنتا جا رہا ہے۔ ان دو آدمیوں میں بہت ہی اچھا اتفاق ہے پھر میرا گھر ہے اور کوئی شادی ہے۔ کیا دیکھتا ہوں میری چھوٹی بچی رو رہی ہے۔ میں نے اس کو اٹھا کر چپ کیا ہے۔ پھر ۱۰ بجے دیکھا کہ ایک آدمی بہت ہی خوش خوش آیا اور کہا۔ دوائی اور روانہ کر دیجئے۔ میں نے کہا۔ دوائی کی آزمائش کر لی ہے۔ کہا آزمائش نہ کی ہوتی تو دوائی کے لئے کیوں آتا۔ آزمائش کی۔ بہت ہی فائدہ ہوا۔ نظیر نے کہا ہے دوائی جلد روانہ کر دیجئے۔

پچیسویں رات:۔ وقت صبح ۵ بجے دیکھا کہ ایک مائی راجی کو میرے ساتھ صحبت کرانے لائی ہے اتنے میں مصطفےٰ ایکٹر آیا تو میں نے جلدی سے بتی گل کر دی ہے۔ تاکہ یہ چلا جائے۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے راجی سے کہا اب تم جاؤ وہ ہاتھ باندھ کر کہنے لگی میری بات کسی کو نہ بتانا کہ راجی آئی تھی۔ پھر میں گھر پہنچا دیکھا کہ وہاں کوان تیار ہیں ان میں سے چن چن کر کھا رہا ہوں۔ میں نے کہا چاہے ہیں ہزار کوس پر ہوں اور کبھی چٹھی نہ لکھوں میرے کھے کے کوان ضرور رکھا کرو۔ پھر ایک مکان ہے اس میں ایک آئینہ کے سامنے میری عورت کھڑی ہے۔ پھر وہ ہندو مٹھائی کی بنی ہوئی گائے میرے لئے لائے میں نے کہا ذرا چکھوں تو سہی۔ تو میں نے چکھی ہے۔ پھر پولیس کی گاڑی آئی اور میں بیٹھ گیا ہوں۔ ایک مخلوق پیچھے میں اتر آئی۔ اور گاڑی والا نہیں آنے دیتا۔ سب ہٹ ہٹ میں ہوں۔ سامنے سے میگزینوں کے تانگے آ رہے ہیں۔ میں نے کہا انہیں یہ ٹکرا نہ جائیں خدا کا شکر کہ وہ ٹکرائے نہیں۔ پھر راجی کی ایک بڈھے سے شادی ہو گئی ہے۔ اور میں اور والدہ بہشت ہی میں رہنے لگے ہیں۔ والدہ پولیس جیسے شرارت نہیں ڈولتا ہے اسی طرح تم کو بھی نہیں ڈولنا چاہئے۔ کوئی کچھ کہے تو کہنے دو۔ پھر وقت عطارد، بجے دیکھا کہ پولیس کی گاڑی آ رہی ہے اور سڑکوں کی صفائی ہو رہی ہے صفائی کرنیوالوں سے میں نے کہا سیٹھ بہت ہی خوش ہو جائیں گے، جائیے پھر

اس کو نیند نہ لے گی۔ پھر وقت زہرہ ۱۰ بجے دیکھا کہ میں اپنے گاؤں کی عدالت میں جج ہوں۔ مہتراپنوں نے صاف کیا ہے اور کل وہ تنخواہ لینے والی ہیں اور دو سے کم نہ لیں گی۔ پھر وقت عطارد ۵ بجے دیکھا کہ ایک عجیب دوراہے ایک جنس بیچی ہوئی ہے بھینس چاہتی ہے کہ بھینسا مباشرت کرے مگر بھینسے میں طاقت نہیں ہے۔ وہ نہیں کرتا ہے۔ پھر وہی سیدانی بن گئی تو میں اس کو دبانے لگ گیا ہوں اور میرے کپڑے پاک نہیں رہے۔ پھر میں نے سیدانی سے زمین مانگی ہے۔ سیدانی نے کہا:۔ زمین تم کو دریا کے پار ملے گی۔ اتنے میں میرے بڑے بھائی مرحوم عالم دین آگئے اور کہا۔ جی دریا کے پار زمین ملنے سے کیا فائدہ؟۔ دریا کے ادھر ملے تو بہتر ہے۔ پھر میں چل پڑا ہوں۔ اور صوبان اوپر بخش کے گھر سے گزرتا ہوں۔ سیدھا میں اپنے بھائی کے گھر پر پہنچ گیا ہوں نا؟ انہوں نے کہا:۔ بے شک۔ (رب العلی مجھے اپنی پناہ میں رکھ)

بیسویں رات:۔ وقت زہرہ شب ایک بجے دیکھا کہ میں ایک جگہ بیٹھا ہوا دوا دے رہا ہوں۔ حد سے زیادہ لوگ آرہے ہیں۔ مجھے بالکل فرصت نہیں ہے پڑیوں پر پڑیاں دے رہا ہوں۔ ایک آدمی مجھ سے پوچھنے لگا۔ یہ دوا آپ کو کہاں سے ملی ہے۔ میں نے کہا بھائی ہم حسینی ہیں:۔ یہ دوا اللہ کی طرف سے مجھے ملی ہے۔ جو ہر مرض کو فنا کرتی ہے۔ پھر وقت مشتری دیکھا کہ ایک جنگل میں گشادہ زمین پر اقبال بیٹھی ہے باتوں باتوں میں ذکر چلا۔ اقبال کہتی ہے کہ میں زندگی میں ایک دفعہ غیر مرد اسمٰعیل محمد سے ملی ہوں۔ وہ بھی جب کہ سب سہیلیاں تھیں اور مجھ جرنہ تھی۔ اور وہ دھوپ میں بیٹھی ہے۔ میں نے کہا۔ سامنے میں بیٹھ کہتی ہے۔ ٹھیک بیٹھی ہوں۔ پھر مجھے پیشاب لگ رہا ہے اور جدھر بھی ہیں پیشاب کرنے بیٹھتا ہوں۔ چیونٹیاں ہیں چیونٹیاں ہیں۔ آخر میں نے پیشاب کیا۔ پھر کسی نے کہا کہ یہ چاندی۔ سونا۔ تانبہ اور قلعی کا کشتہ بھی آپ کے پاس رہا ہے۔ کبھی نہ کبھی کام آہی جاتا ہے۔

اکیسویں رات:۔ وقت قمر ۱۲ بجے شب دیکھا کہ پڑیوں کا ایک ڈھیر ہے اور مسرت میرے پاس فوراً آگیا ہے جس سے میں اچھا ہو جاؤں پھر مجھے کوئی شعر سنایا گیا ہے۔ وہی شعر اشرف خان کو پڑھ کر سنا رہا ہے اور یہ بھی کہتا جا رہا ہے۔ ساری قوم میں سے انہیں کو یہ درجہ ملا ہے اور کسی کو نہیں ملا۔ اللہ کا خاص فضل و کرم آپ پر ہوا ہے اور پھر جب وہ اس شعر کے معنی کر رہا ہے۔ تو میں واہ واہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ رہا ہوں پھر میں اشرف خاں کی خوب تعریف کر رہا ہوں کہ میں تو ہمیشہ سے یہی کہتا آیا ہوں کہ ہم سب میں سے اللہ نے آپ کو آنکھ دی ہے۔ اشرف خان کہنے لگے مجھ سے زیادہ اللہ نے آپ پر کرم کیا ہے بلکہ جو عبادتیں اور ریاضتیں ہم نے ان سے بھی زیادہ آپ پر رحم ہوا ہے۔ پھر میں اپنے گھر میں ایک بڑا اپنی ماں کے ساتھ دیا ہوں۔ صبح اٹھا تو سب لوگ حقہ پی رہے ہیں۔ میں نے بھائی شرف الدین سے کہا کہ کوئی حقہ وغیرہ ادھر بھی لاؤ۔ انہوں نے کہا اچھا۔ جب میں چلا۔ انکا تو ایک گائے بندھی ہوئی ہے وہ مجھے مارنے لگی میں پرے ہٹ گیا۔ پھر ایک راگر ایک بچھڑا پر ایک ہندو سا ہو کار کی رت بیمار ہے۔ اس کا علاج میں نے متروک کیا ہے۔ گویا میں نے اوپر جا کر اس کا علاج کیا ہے تو وہ اچھی ہو گئی ہے۔ پھر میں چارپائی پر بیٹھا ہوا رسالہ پڑھ رہا ہوں۔ اور بھائی سامنے بیٹھی ہیں۔ میں نے جب ان کو دیکھا تو وہ رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ آپ تو مجھ سے بات بھی نہیں کرتے تھے میں نے پیار سے اس کو پکارا لیکن جب وہ ہر طرف سے ناکام ہو چکی ہیں۔ جب سیدھی ہوئی۔ اور تھوکی موجود ہے۔ (رحم کر مولا میرے بیمار کا سنوار دے)۔

بائیسواں رات:۔ وقت مریخ شب ۱۲ بجے دیکھا کہ میں ایک مکان میں بھائی محمد بخش سے کہہ رہا ہوں کہ میں ذرا گھوم کر آتا ہوں۔ باہر جب میں نکلا تو ایک کوٹھی پر ایک آدمی دھوتی پہنے بیٹھا ہے مجھے دیکھ کر اس نے گالی دی۔ میں نے بھی اس کو گالی دی۔ اس کے پاس پستول ہے۔ وہ مجھے مارنے کیلئے میرے پیچھے دوڑا۔ میں نے تو رچا یا کہ دوڑو۔ دوڑو۔ مجھے بچاؤ۔ شہر کے بیچ میں بیچکار ایک بہت ہی بڑی مسجد کے گنبد پر چڑھ کر پکار رہا ہوں۔ پولیس پولیس اور لوگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ نیچے آؤ۔ لیکن ان کے کہنے پر میں نہ اترا۔ پھر ایک سپاہی نے آکر مجھ سے کہا کہ نیچے آؤ۔ اس کے کہنے پر میں نیچے اترا۔ اتنے میں سامنے سے ایک بڑا افسر انگریز ماردی آگیا۔ اور پھر اس نے مجھے اپنی حفاظت و نگہبانی میں لے لیا۔ چلتے چلتے راستے میں ہم لوگ لیٹ گئے تو افسر نے مجھے اپنے سینے سے لگا کر سلایا اور کہا کہ اب تو ہم ہی تمہارے ماں باپ ہو گئے ہیں۔ پھر بابو مانک چند خود پرست کھیل نکالنے والے ہیں تو میں علی بخش سے کہہ رہا ہوں خدا کے لئے یہ کھیل نہ ہونے دو۔ یہ کھیل "خود پرست" خدا کا دشمن ہے اس کو نہ ہونے دو۔ اس کے بعد لوگوں کے کہنے سننے پر بابو جی مان گئے اور کھیل رک گیا۔ پھر وقت مشتری صبح ۶ بجے دیکھا کہ میں نے پیشاب کیا ہے۔ اور ڈھیلے سے استنجا کر رہا ہوں اور خوب جماعت اکٹھی ہو رہی ہے اور لوگ مجھے بلا رہے ہیں۔ پھر وقت شمس ۸ بجے صبح دیکھا کہ میں نے داڑیا کمپنی سے نوکری چھوڑ کر کرشنا کمپنی میں کر لی ہے۔ پھر اقبال مجھ سے پوچھ رہی ہے۔ کرشنا کمپنی کیسی چلتی ہے۔ میں نے کہا:۔ بہت اچھی چل رہی ہے۔ تنخواہ دس تاریخ کو مل جاتی ہے۔ پھر ہومی بسکٹ نے بھی یہی پوچھا اور میں نے ان کو بھی یہی جواب دیا۔ پھر مانک لال سیٹھ خود ہی رمبہ ہاتھ میں لے کر باغیچہ میں گھاس چھیلنے لگا میں نے فوراً ان کے ہاتھ سے رمبہ لیا اور گھاس چھیلنا شروع کیا اور ان کو بھی یہی باتیں سنانی شروع کیں کہ ہومی داڑیا بھی مجھ سے پوچھتے تھے کہ تنخواہ کب ملتی ہے

کہا اور وہ گھوڑے کو چھوڑ کر ایک گلی سے نکل رہا ہے۔ اس کے ہاتھ میں تلوار ہے ٹین کی تلوار ہے۔ وہ تلوار اٹھا کے مجھے بھیجتا ہے۔ میں نے کہا کہ دیکھو یہ تو تمہارا کاغذ یا دستی ہے۔ یہ کہکر میں ایک چھت کے اوپر جا کر بیٹھ گیا ہوں اور اس کو پیار سے بلا رہا ہوں۔ میرے بلانے پر وہ اوپر آ گیا۔ اور ہم دونوں ایک چارپائی جس پر سفید چادر بچھی ہوئی ہے اس پر لیٹ گئے۔ اور فائدہ ایک بچہ بھی ہمارے ساتھ لیٹا ہوا ہے۔ میں لڑکے سے کہہ رہا ہوں کہ اس بچہ کے پاس میں اس لیے گیا تھا کہ وہ ذرا گھوڑے کا کھٹنا بنا دے۔ اس نے کہا تھا کہ میں ابھی آ کر بنائے دیتا ہوں۔ ورنہ تمکو تو میں اپنی اولاد سمجھتا ہوں۔ جیسے میری بچیوں اولادیں ہیں اسی طرح تم بھی اولاد تم ہو۔ تم مجھے اولاد ہی کی طرح پیارے ہو۔ ایک آدمی نے آ کر دیکھا کہ ہمارا آپس میں صلح ہو گئی ہے۔ وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ میں بول پڑا کہ جب ہماری صلح ہو گئی ہے تو پھر کیا ہے۔ (رحم کر مولا اور مجھے معاف فرما دے) ۲۸ ویں رات ——— وقت مریخ ۳ بجے شب دیکھا کہ میرے کمرے میں بتی روشن ہے اور میرے کپڑے ٹنگے ہوئے ہیں۔ جن کو جنس سنیما دیکھ کر آئے ہیں۔ ان کے سر پر میری کلاہ والی پگڑی ہے اور وہ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔ کہ بوجاتی اپنا خانہ لے لو اور شیو اپنا گلابی رنگ کا صافہ لے جا رہے۔ پھر بچا یا ۷ بجے صبح دیکھا کہ میری والدہ مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ جب مزا ہے کہ اس کمپنی کے مالک کو آتشک اور سوزاک ہو۔ پھر ایسے ہی فقیر کی ضرورت ہے جیسے علی بخش تمہارے ہاتھ سے شفا ہو تو مزہ ہے۔ میرا کرہ کیا ہوا ہے ایک نیا ہاتھ میں دیہاتی لکڑی لئے ہوئے آیا ہے۔ اور بھی بہت سے لوگ ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آج یہ نئی سوٹی کون ہے سب لوگ ہنس پڑے میں نے ہنسنے سے پوچھا کہ میرے لئے بھی کچھ لایا ہے۔ یا نہیں اور اسکو غصہ سے پکڑ کر گھر سے باہر لے جا رہا ہوں اور اس سے یہ کہتا جاتا ہوں کہ تجھے نہ تو مجھے اپنے آنے کی خبر دی تھی اور نہ ہی خط لکھا تھا۔ تو وہ ہاتھ باندھ کر ہنستا ہوا باہر آ رہا ہے۔ پھر ایک عیسائی لڑکی کے ساتھ میرا مکالمہ یہ گفتگو ہو رہی ہے کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام ہمارے سچے نبی تھے۔ ہم اور تم میں فرق صرف اتنا ہے کہ ہماری نماز میں سجدہ بھی ہے۔ اور تم لوگ کھڑے کھڑے نماز پڑھ لیتے ہو لیکن حق سجدہ ہی کرتا ہے۔ یہ سنکر عیسائی لڑکی مسلمان ہو جاتی ہے۔ پھر چار دوائی کی گولیاں کھا رہے ہیں۔ لیکن ان کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ کھائے جاؤ۔ فائدہ ضرور ہوگا۔ اور میں قرآن مجید پڑھ رہا ہوں۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ جے پور میں تو لوگ ولی اللہ کی طرح مانتے لگے تھے۔ کیونکہ قرآن کا گواہی تھی۔ (رب اپنی حکمت ہے میرے لیے رحمت خاص فرما) ——— ۲۹ ویں رات وقت مریخ صبح ۷ بجے دیکھا کہ ایک دریا خوب ہی زوروں چل رہا ہے اور میرے لیے ایک عورت کشتی لاتی ہے۔ سامنے ایک درخت کے نیچے حضرت علی یا حضرت عیسٰے سفید چادر میں لپٹے ہوئے ہیں اور وہ عورت مجھ سے کہہ رہی ہے کہ آپ بھی مل لو حضور سے تب میں ذرا کھسیانا سا ہو گیا ہوں کیونکہ میرا جسم زنانہ پاک ہے میں نے کہا غسل کر کے ملوں گا۔ پھر میں پیشاب کرنے لگا ہوں اور اوپر ہل ہے۔ زمین برابر پانی جل رہا ہے اور ہزاروں مچھلیاں ہیں پھر ایک مچھلی سفید رنگ والی آئی ہے۔ میں اٹھا اور دریا علی کہہ کر دریا میں کود گیا۔ مہر جیسی بھی یا علی کہہ کر کود گئی۔ مہر جیسی کے تہہ پر جانے سے پہلے میں نے غوطہ لگا کر اس کو پکڑ لیا ہے۔ اور ہم ایک گھاٹ پر جا نکلے ہیں۔ کنارے پر چڑھ کر مہر جیسی کو اٹھاتے ہوئے کہہ رہا ہوں کہ ان بچوں نے تو ایک ہی دفعہ زیارت کی ہے اب دوسری دفعہ زیارت کرتے تو کیا اچھا ہوتا۔ یہ جگہ بہت بڑے دروازے کی شکل میں ہے۔ دونوں طرف سیاہ پتھر کے شیر بنے ہوئے ہیں۔ پھر مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ جلدی کرو کہ ہرگز نہیں۔ جب تک آج جناب پورا نہ ہو گا ہم نہ اٹھیں گے پھر مجھے میسے کی روٹیاں ملی ہیں۔ جس وقت میں روٹیاں دیکھ رہا تھا تو وہ عورت ان پاک ہستی سے میری سفارش و تعریف بیان کر رہی تھی کہ جناب یہ وہ میراثی نہیں جو ایک دوسرے سے مانگتا پھرے۔ بلکہ یہ وہ میراثی ہے کہ جس سے مانگنا ہوتا ہے اسی سے مانگتا ہے۔ پھر وقت شمس ۳ بجے دن دیکھا کہ میں نے بچے کے بال کنگھی کرنے کے لیے باندھے ہیں تاکہ بکھر نہ جائیں۔ پھر ایک تھال کے بیچ میں روٹی رکھی ہوئی ہے اور اس بچے کے لیے آئی ہے اور اسکو بال بندھے ہوئے تکلیف دے رہے ہیں۔ اس لیے میں نے چاہے اس کے بال کھول دیئے۔ پھر میاں گل احمد میرے سامنے سفید لباس میں بیٹھے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ بیٹھے تو رہو دیکھا ہے کہ جب تک اسکی مہربانی اور فضل نہ ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور اسکے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ وہ یہ سنکر بولے کہ ہے ہی نہیں اور نہ ہی کچھ ہو سکتا ہے۔ میں ہنس پڑا اور کہا کہ بھائی خوب جڑا بہ دیا جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا۔ انھوں نے کہا کہ اسی سے بڑھکر میں اور کیا جواب دیتا (مولائے کریم تو اپنی رحمت سے ہر آنے والی بیماری کو شفا دے)۔

(۳۰) تیسویں رات۔ وقت زہرہ شب ۱۰ بجے۔ دیکھا کہ کسی شہر پکنیک کے دیکھنے بہت ہی کامیابی کے ساتھ ہو رہی ہے۔ آج تیسرا کھیل ہے مگر آج پبلک بہت کم ہے ہر پارٹ ماسٹر پر ہے۔ جو کہ بیٹے بالی کھائی ہوئی تھی اس لیے میری آواز بیٹھی ہوئی ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ اگر یہ پارٹ کوئی اور کرے تو اچھا ہوگا۔ لیکن سب نے انکار کر دیا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ اپنا پارٹ ادا کریں۔ میں نے کہا کہ کچھ پبلک

کہا کہ ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ میں نے کہا کہ دیکھئے یہ کہہ بیٹھنے کا اور یہ گانے بجانے کا ہے اور جناب یہ فوٹو آرٹسٹ لوگوں کے گلے ہوئے ہیں۔ اگر عباس علی صاحب اپنا فوٹو دیدیں تو وہ بھی یہیں لگادوں کہا کہ خوشی سے لگا دیجئے۔ پھر ایک بہت بڑا سانپ اسٹوڈیو میں گھس آیا۔ جنے کہا کہ اسے وہ سانپ تو اسٹوڈیو میں گھس گیا۔ پھر دیکھا کہ وہی سانپ جسم والے اوپر ہو رہا ہے۔ اور بہت بڑا ہے۔ میرے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے میں سوچ رہا ہوں کہ اگر اس کو اس تلوار سے مارا جائے۔ اتنے میں وہ سانپ دریا سے نکلا اور آدمی بنگیا۔ بلکہ وہ چلتے پھرتے آدمیوں کے ساتھ گھوم رہا ہے۔ اور ایک ارکان کرتا بھی ہے ارکان رنگ انگریزوں جیسا ہے اور پھولوں جیسا جانگیا پہنے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ پانی میں گیا اور اب کی مرتبہ بھی سانپ بنگیا۔ پھر چچا قادر بھائی اور بالا بھائی ہیں۔ پاس ہی پانی کے بڑے بڑے گھڑے بھرے ہوئے رکھے ہیں۔ میں نے کہا کی ہے تو اس کا تھیٹا ایک گھڑے میں جاکر گرا۔ جنے کہا کہ اب دوسرا گھڑا بھر کر رکھوں گا۔ کیونکہ یہ تو پلید ہوگیا ہے۔ پھر بالا بھائی بولے کہ چچا قادر تو پیچارا خدمت کرنے والا ہے۔ پھر نیچے لطیف بھائی سے کہا کہ آج ۲۴ روزے ہوئے باقی پانچ بھی پورے ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالے۔ پھر لطیف بھائی نے کہا کہ انشاء اللہ تعالے اشارہ سو۔ پھر کہا اٹھارہ سو تب بالا بھائی بولے کہ یہ کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے مثل ہے (رحم کر میرے پاک رب تو بڑا رحم کرنے والا ہے) ۲۶ ر چھبیسویں (رات) :۔ وقت صبح پانچ بجے :۔ دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ میرا دوا دینا ہے۔ اچھا ہو جائے گا پھر بیرو آیا اور وہ اپنی ماں سے کہتا ہے کہ۔ دائم ان لوگوں کے لہو میں کہوں کی ٹڈیاں روانہ کی ہیں پانی گھے بھے کچھ والے کوٹ والوں نے۔ پھر وقت ۸ بجے دیکھا کہ میں تین خوب صورت عورتوں کے ساتھ کھیل رہا ہوں پھر وہ قرآن مجید غلاف میں لپٹے ہوئے ہیں۔ غلاف پرانے اور موٹے کپڑے کے ہیں (رب میرے کل گناہ بخشدے)

۲۷ ر ستائیسویں (رات) :۔ وقت شمس ۱۲ بجے شب دیکھا کہ مجھے بخار ہے اور اترنے کو ہے اور مجھے ۷ روٹیاں ملی ہیں۔ پھر بھابی بچے کو گود میں لیکر ہمارے گھر میں بیٹھی ہیں پھر وقت عشری پانچ بجے دیکھا کہ مجھے ایک آدمی کہتا ہے کہ اور تو سب راستے ٹھیک کر لیے ہیں۔ وہ حملہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ بہت اونچائی پر ہے۔ اور تم نیچے سے حملہ کر کے اسکو فنا کر سکتے ہو۔ اب اگر ہو سکتا ہے تو صرف یہی ہو سکتا ہے کہ اگر آپ کو راون بلائے تو کہنا کہ میں ابھی ان کے پاس سے آیا ہوں۔ تو وہ جواب دے ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ جگہ اونچی ہے اب اسکو خوب بنا دینا۔ وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ پھر میں آگے بڑھا تو ایک بڑا صحا جنگل میں گھوم رہا تھا مجھے دیکھتے ہی وہ کہنے لگا کہ نیچے تمہارا جہاز کا نہیں دیکھا ہے۔ پھر میرے ہاتھ تو میں پانی گڈ دی ہے میں اسکو منہ نیچے بیٹھ گیا ہوں۔ دیکھا کہ نل میں پانی بہت کم آرہا ہے۔ دوسرے نل پر گیا تو اس سے سیندوری رنگ کا پانی آتا ہے۔ پھر تیسرے نل پر گیا تو اسکا پانی صاف تھا۔ مگر وہ ایک فقیر کا نل ہے اسکا مکان پہاڑ پر ہے۔ فقیر موصوف سے بھی ملاقات ہوگئی ہے۔ کہا کہ وہ بات میں خود جان گیا ہوں وہ گانا مجھے یاد ہے۔ پھر کہا کہ میں اسی بابا جی کا آدمی ہوں کہ جس نے اٹھارہ لاکھ جن اتارے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ میں گانا جانتا ہوں مجھے میں تمکو سناؤں اور یہ کہہ کر ہم دونوں ایک کمرہ میں آگئے۔ اندر جاکر دیکھا کہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اسکا مالک بھی فقیر ہے۔ وہاں گائیں بھینسیں بہت بندھی ہوئی ہیں اور اسکی عورت بیٹھی سارنگی بجا رہی ہے۔ فقیر نے مجھ سے کہا کہ علی بخش علی بخش آؤ چارپائی پر بیٹھو۔ فقیر عورت کو خوب خوب داد دے رہا ہے۔ پھر عورت نے مجھ سے کہا کہ۔ اپنا گانا میں اپنی شکل تو دکھانا۔ گانا جو وہ گا رہی تھی اس کے بول یہ ہیں۔ آدرے انبار سے ۔ پھر وہ دونوں بھی گانا ساتھ ہی بزنانہ سریلی آواز میں ساتھ ساتھ گا رہے ہیں۔ پھر وقت شمس ۷ بجے صبح دیکھا کہ ریلوے اسٹیشن پر ریل گاڑی کے ایکسٹرا کلاس کے ایکٹ پر میں اپنے بچوں کے اور اقبال کے بیٹھا ہوں اور وہ ڈبہ ہم لوگوں کے لیے ریزرو ہے۔ اقبال نے کہا کہ ابا کر دو ایسا کر دو۔ میں نے کہا کہ اچھا ایسا ہی کیے دیتا ہوں۔ انجن کے ساتھ تھرڈ کلاس کے ڈبے بھی لگے ہیں مگر گئے نہیں ہیں۔ انجن صرف فرسٹ کلاس کے ڈبوں کو لیکر دوڑ رہا ہے لائن خالی پڑی ہے۔ صرف تیجوں پر یہ دونوں گاڑیاں دوڑ رہی ہیں۔ اتنے میں کیا ہوا کہ ہمارے گاڑی کے کپلی کو جو لگی تھی وہ ٹوٹ گیا۔ اور میں خود اسکو ٹھیک کر رہا ہوں۔ یہاں تک کہ نیچے اسکو پورے طور سے چلا کر دیکھ لیا۔ اور کہا کہ اسکو کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔ حالت اسکی ضرور بدل گئی ہے۔ مگر طاقت اور مضبوطی میں کوئی فرق نہیں ہوا ہے۔ خوب چل رہا ہے آگے بڑا جنکشن ہے جہاں ہمیں جانا ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک خوب صورت جگہ لڑکا میرے سفید گھوڑے پر جو میرا تھا ہوا ہے۔ گھوڑا بہت ہی سستی کر رہا ہے۔ لڑکا اور گھوڑا دونوں ہی گھبرے ہوئے ہیں۔ اوہا واگاؤں اور گلی ہے اور یہ گھوڑے کی مستی وہیں پر خوب خوب دونوں سے چل رہی ہیں۔ موٹر بسیں بھی کافی چل رہی ہیں۔ پھیرہ سے گاگا اور گاگا سے پھیرہ۔ اور جنڈ والوں کے لیے گھوڑے تانگے کا سامان لے رہے ہیں میں نے اس لڑکے سے کہا کہ آگ دیکھا۔ اتنا کہو۔ جھوٹ وہ اس گھوڑے کو بیچنے کو بہت دور دور تک بیچنے

خواب !

ربیع الاول ۱۳۵۶ھ

ربیع الاول کی پہلی رات :- وقت شب ایک بجے دیکھا کہ میں گھر سے کھانا کھا کر نکلا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ایک دوست کھانا کھا رہا ہے۔ اس نے میرے صلاح لی میں نے کہا کہ مجھے کھانے کے لیے مجبور نہ کرنا۔ وہ بولا کہ اچھا مگر چوں کہوں وہ آپ کو ماننا ہوگا میں نے کہا کہ اچھا جب وہ کھانا کھا چکا تو ہم دونوں چل پڑے۔ وہ تمام حلوائیوں کی دکانوں پر سے اچھی اچھی مٹھائیاں لیتا جاتا تھا۔ مٹھائی کی ٹوکری میرے ہاتھ میں ہے۔ ایک حلوائی نے کہا کہ چار پیڑے مجھ لے لینا۔ پھر گنڈو باہری حلوائی کی دکان پر ہم گئے ہیں تو اس نے تازہ تازہ جلیبیاں نکال کر ہم لوگوں کو دی ہیں۔ جنھیں ہم کھا رہے ہیں۔ اور ایک گاڑی میں میرا ایک دوست آگیا اس نے وہیں سے یہ تعریف کی کہ بھائی بادشاہ ہو تو ایسا ہو۔ میں نے سلام کیا اس نے گاڑی روک کر سلام کا جواب دیا۔ پھر وقت عطار دہم بجے دیکھا کہ میں جنگل سے جھوٹ کر آیا ہوں اور مہر لقانے بہت سارا پائخانہ کر کے میرے سارے بڑے خراب کر دیئے ہیں۔ پھر میں نے سونے کیلئے دروازہ بند کر دیا ہے دوسرے دروازے سے دو لڑکے ایکٹر آگئے نوکری کیلئے۔ کیمیا بابو مانک جنبد کی ہے مگر ہیرو میں ہوں اور یہ دونوں لڑکے میرا فی ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ماسٹر شیراز جو ہیں وہ سو داگر بچہ ہیں۔ مگر زبان ان کی ہم ہیرا ئینوں والی ہے۔ میں نے کہا کہ تم یہ بتاؤ کہ نوکر تو میں ہند و بست کروں۔ مگر کسی بیماری کا ایک آدمی میرے پاس آیا ہے۔ ہم باتیں کر رہے ہیں دوائی سفید اور ٹھنڈی دیجئے۔ جو میں دینے والا ہوں۔ اتنے میں اس نے کہا کہ جی اس کو تو سل کی بیماری ہے۔ جنتا کہا کہ اچھا ہوا کہ دیا اور نہ اس دوا سے اس کو نمونیہ ہو جاتا۔ کیونکہ یہ ٹھنڈی ہے۔ دیکھئے زندگی اور موت تو خدا کے اختیار میں ہے۔ اس نے کہا بیشک اسکو تو کوئی نہیں روک سکتا۔ میں نے کہا کہ اچھا اس ایک بے نیاز کی قدرت کا تماشہ دیکھئے۔ یہ کیمیا دیجئے اسکو لے جا کر کھلانا۔ اور ہاں اسکو خون بھی آتا ہے؟ جی ہاں ! میں نے کہا کہ اس کے پیٹ جاتے ہی خون بند ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ عورتیں اور مرد بہت آئے تھے۔ جلو کا کہنا ہے کہ بیشک بیٹھا ہوتا ہے پھر محمد بھائی بوشہین آئے ہیں۔ اور مجھ کو کہا کہ آپ پورٹ اسٹر کو چٹھی لکھو کہ جناب مجھ کو میرے خط وغیرہ نہیں ملتے۔ ان پچیس روپوں میں میرے پاس خط آنا چاہیئے تھا۔ جو نہیں آیا کیا وجہ ہے۔ یہ سنکر میں نے فوراً سفید کاغذ پر چٹھی لکھی۔ اس کے بعد انھوں نے مجھے چٹھی دی ہے۔ پھر وقت ساڑھے ۷ بجے دیکھا کہ دربار لگا ہوا ہے وہاں سینکڑوں عورتیں ناچ رہی ہیں۔ لعل جی ناچ جانتا ہے ماسٹر بھی ناچ رہے ہیں سامنے میں میراثنوں کے چھوٹے چھوٹے بچے سارنگیاں بجا رہے ہیں اور گا بھی رہے ہیں۔ ایک طرف محمد ماسٹر اور رحیم بخش ڈائرکٹر ایک بنچ پر بیٹھے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ جانی بابو کے مقابلہ میں تو سائڈ کیریکٹر میں کرتا۔ تو اچھا تھا کیونکہ یہ نام کا ہیرو ہے۔ تو بابو کو بھی بنا دیتے اسلئے کہ کام تو سائڈ ہیرو کا ہے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ ہیرو تو میں ہوں۔ تو پھر کیریکٹر کیسے کر سکوں۔ میں برسوں رہا تھا کہ محمد بھائی کہنے لگے کہ ایسا ہو۔ میں نے بھی کہا کہ ٹھیک ہے اور پھر کہا کہ یہ تو نا ئید یز دانی ہے۔ وہ سب کہہ رہے ہیں کہ ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے بھائی رحیم سے پوچھا کہ کیوں ٹھیک ہے۔ رحیم فرمایا میرے رب تو سچا رحیم ہے۔

دوسری رات :- وقت صبح دیکھا کہ کوئی مجھ سے جانی کا حال پوچھ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں معلوم ایک بڑے مجمع میں ہزارہا مخلوق کھڑی ہے۔ مجھے ہر دم بڑھی جانے والی ہے۔ مگر کوئی مجلس پڑھنے والا نہیں ہے میں نے کہا کہ بھائی ان لوگوں سے کہو کہ یہ غرم پڑھیں۔ اور میں گا گر بیٹھ کر جانے والا ہوں کہ وقت اسکا از بند پیرانا ہو چکا ہے میں اسمیں گرہ لگا رہا ہوں۔ جب میں نے کہا کہ کیا یہ لوگ مان لیں گے۔ کہ علی آیا۔ علی آیا۔ پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اس گا گر کو

بھی ہے۔ جواب ملا ان پک بھی ہے۔ اب میں نے آواز دی تو پہلے سے ذرا بہتر آواز معلوم ہوئی۔ میں ڈرائینگ روم میں پہونچا وہاں غلام حضرت پیر صاحب پشاوری لنگی باندھے ہوئے بیٹھے ہیں اور بھی ایجنٹان کے ساتھ ہیں۔ مگر سب بیکار بیٹھے ہیں فضلو ایجنٹ سینٹ کرنے کیلئے بیٹھا ہے میں نے غلام غوث ماسٹر سے کہا کہ کیوں صاحب کہئے۔ بابو اسٹرٹ تو بیکار ہیں اور آئے ہی کام کرنے کے لئے۔ یہ سنکر فضلو ایجنٹ نے کہا کہ اس وقت تو آپ کو بھی ایجنٹ بنے فوراً رکھ لینا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ آج جو بھی آئے اسکو رکھو اگر میں انکار کروں تو میں جھوٹا۔ لیکن شرط یہ کہ جو بھی آمدنی آئے اسمیں سے خرچ نکالکر دہ لیں۔ اور اگر آمدنی نہ ہو تو وہ بھی نہ لیں آپ لوگوں کو تو مجھے داد دینی چاہئے کہ ہر ذمہ داری میں نے اپنا نام لکھا دیا ہے۔ مقصد صرف آپ لوگوں کی مدد کرنا ہے۔ ورنہ دیکھو تو سہی۔ جو ماشن آپ لوگوں کا ہے وہی میرا ہے۔ اب تو آگے بڑھنا ہی فیصلہ رہے گا۔ بھائی اگر پبلک سے پیسے تو آپ لوگ بھی لو اور نہ آئے تو آپ بھی نہ لو۔ اب یہ کمپنی اسی طرح چل سکتی ہے میں اسی صورت میں مالک بن سکتا ہوں ورنہ میرے بتانے سے کیا جو نقصان برداشت کرونگا۔ سب کے بیحد بزخوشی سے منظور کرلی پھر غنی لڑکا میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ آپ انجکشن لے لیجئے۔ میں نے کہا کہ کیا اقبال نے کہا ہے۔ کہنے لگا کہ نہیں یہ تو میں کہتا ہوں۔ پھر وقت شمس صبح پانچ بجے کچھ کہ حسین بخش، بھائی مولا بخش۔ خدا بخش، الٰہی بخش اور فضل الٰہی عزم کر رب لوگ سازیئے ہوئے سیر ٹرین کرنے جارہے ہیں۔ اور بھاگ بری تنور پر چھوٹے چھوٹے پھلکے لگوا رہی ہیں۔ روٹی صرف ہم دو آدمیوں کی ہے۔ جب روٹی پک گئی تو میں نے کہا کہ شکر ہے روٹی تو پک گئی۔ پھر ایک میراثی لڑکا بھرا ہے اور گاتا بھی جارہا ہے۔ بول اس کے یہ ہیں "کاف قاتل ہوگئے موے یا نہیں آئے بن میں" بالم آئے بسو مورے من میں۔ میں نے میراثیوں سے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ یہ لڑکا باپ جیسا نکلے گا لیکن یہ تو ویسا نہیں ہے پھر میں نے بھائی اللہ دیا کا ذکر شروع کیا ہے کہ جناب جو ہندو پارٹی تھی وہ اللہ دیا کو اچھا سمجھتی تھی۔ اس لئے وہ ربابی تھے اور مسلمان پارٹی رنگ علی کو اچھا سمجھتی تھی۔ یہاں تک کہ دیدن بابا بشیشور داس کی جھنگلی تھی۔ وہاں آٹھ دن گانا بجانا ہوتا رہا۔ لوگ پیسے وغیرہ لاتے تھے۔ اور بابا بڑھ جاتے تھے بابا سب کو درجہ بدرجہ تقسیم کردیتے تھے۔ ایک دن درباری کا نڑھ ڑا بھائی اللہ دیا نے بجایا۔ اور اس قدر اچھا بجایا کہ رنگ علی وغیرہ سب اس کے آگے جھک گئے۔ چچا میراں بخش آپ تو خود جانتے ہیں کہ درباری کا مینڈھ انھوں نے ایسا بجایا کہ جان نکالدی۔ وہ بولے کہ وہاں درباری کا مینڈھ انھوں نے بیدھرک بجایا ہوگا۔ پھر سہنائی میں اقبال کرنے لگے ہوں گے کیونکہ انکی کھانسی اچھی نہیں ہوئی۔ بھتیجے بھائی سے کہتی ہیں کہ مجھے تو گھر ہی لے چلو۔ پھر وقت مریکاذب ایک بجے دیکھا کہ میں ہیرو بنا ہوا ہوں۔ پھر دوقت تخترے پانچ بجے دیکھا کہ دو صاحب داڑھی والے سفید بالکل میری اگاسی میں مجھ سے ملنے آئے ہیں۔ ایک تو حکیم صاحب ہیں کہ جو میری جگہ پر بیٹھے ہیں۔ اور دوسرے میرے کرم فرما ہیں جو کھڑکی میں سے اندر سے نکلا اگاسی میں بیٹ گیا ہوں۔ اور یہ کہہ رہا ہوں کہ حکیم صاحب بھی تو ہمارے پنجاب کے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جہاں میں قصور کا رہنے والا ہوں۔ میں نے کہا کہ انھوں نے تو آپ کی بہت ہی تعریف کی تھی کہ آپ بہت ہی مروت والے ہیں۔ آپ سے ضرور ملنا۔ میں آپ سے ملنے ہی والا تھا۔ اور ہاں حضور آپ کا نام اور دواخانہ تو بڑا ہے۔ برائے مہربانی آپ ذرا اسکا بھی ایڈورٹائزمنٹ کریں۔ وہ بولے کیوں نہیں میرے بھتیجے کی مرہم والی دوائی بہت دور دور جاتی ہے میں اس سے کہوں گا آپ کی تشہیر ہوتی رہے گی۔ میں نے کہا کہ یہی میرے کرم فرما نے بھی کہا تھا کہ آپ کا کام ہوجائے۔

آئے قادر مطلق تو بڑا رحیم کریم اور درگذر فرمانے والا ہے
تو ہر شئے پر قادر ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے
اے میرے آقا تیرے رحم وکرم کی طرح تجھے طالب ہے
آئے جلال و جبروت والے تیرے دبدبے سے ہر چیز کانپتی ہے
تیری ایک نظر کرم کا طالب ہے در پہ دھونی رائے بیٹھا ہے

تمام شد

کہ جماعت کھڑی ہے۔ جلدی سے وضو کیا۔ اور جا کر جماعت میں شامل ہو گیا۔ پھر ایک ہاتھ کی کہنی کھیل کرنے کے لیے آتی ہے۔ محمد نظیر اسکا مالک ہے۔ اور میں اسکا بیکڑ ہوں۔ سامان وغیرہ چھوٹا اور بارہ فٹا ہے۔ ایک سیمن ان کو چھوٹا بنانا پڑ گیا ہے۔ سب کے سب برش پکڑ کر کالا رنگ کرنے لگے اور منٹوں میں انھوں نے کالا رنگ کر دیا ہے۔ محمد بھائی سبز رنگ بیچنے کی طرف پھرا آئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ محمد بھائی یہ سامان تمہارا ہے نا؟ بولے کہ جی ہاں! میرا ذاتی ہے میں نے کہا کہ واری مدد داری مدد جو تو ایسی ہو۔ سب رنگ کالے ہو گئے ہیں۔ اب پیسے بھی آئیں جب ہے نا۔ اور یہ بھی شکر ہے کہ سامان تو آپ کا ہے۔ پھر سلطان لالہ کھڑے ہیں اور غازی امان اللہ خان سیاہ وردیوں میں بیٹھے ہیں۔ سلطان لالہ نے ان سے پوچھا کہ کیا ان پہاڑوں میں میرے مربعے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں ان سے نظریں لیتا جاؤں۔ بادشاہ نے کہا کہ گھنگرو بھی لو اور سب مربعوں سے نظریں لیتے جاؤ۔ تمکو کون منع کرتا ہے۔ یہ سوال و جواب فارسی میں ہوئے۔ گویا امان اللہ خان نے مہربانی کی ہے۔ کیونکہ سلطان لالہ کو نکہ تو بادشاہ غازی افغان کا ہے (مولا میرے سارے گناہ بخش دے)

(۷) **چھٹوں رات:۔** وقت قمر و زحل دیکھا کہ دو آدمی تو گولیوں کی دوا سے مر دہو چکے ہیں۔ اور ایک کیمیا کھا کر مر رہا ہے۔ میں بھی مر دہوا ہوں۔ پھر اقبال اس مرے ہوئے بچے کو پرانے کپڑے میں لپیٹ کر اور میرے بڑے بھائی محمد حسین دفنانے کے لیے لے گئے ہیں۔ دیکھا کہ بچہ اچھا دکھ رہا ہے۔ پھر اقبال لیٹی ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ اب بلا چلی گئی ہے۔ تو اچھی ہو جائے گی۔ پھر میں اگاسی کے نیچے کھڑا ہوں۔ حورشید نے مجھے پان کا گلاس دیا ہے پانی پی کر گلاس میں نے واپس دیدیا ہے۔ پھر ایک ہاتھ کی ایک چھڑی جیسی میں بھول لگے ہوئے ہیں۔ وہ بھی مجھے اگاسی سے ملی ہے۔ (رب مرے سارے کام سنوار دے)

۷ ویں رات:۔ صبح ۶ بجے دیکھا کہ میں کراچی گیا ہوا ہوں۔ وہاں مارکیٹ میں مجھے دو بنتا رام ملے ہیں۔ میں ان کو پکڑ کر خوب رو رہا ہوں۔ اور کہہ رہا ہوں کہ وہ جو مجھے ملتا رہتا تھا وہ بھوج رام شام داس کا پتہ پوچھتا تھا اور لوگ بھی بتاتے رہے کہ ان کا چھوٹا بھائی بھی ہے پھر وہ بوجھا کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ دوسری طرف ایک دوسرا آدمی بھی بوجھا کر رہا ہے۔ اور ان کے چھوٹے بھائی دیوی دیوتاؤں کی تصویریں اکٹھی کر کے کھیل رہے ہیں۔ پھر ایک سکھ زیبو کے ساتھ بیٹھا ہے۔ جو مستری ہے۔ ان دونوں میں کوئی بات ہو رہی ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ ارے وہ ایسی بات ہے۔ ارے وہ ایسی بات ہے۔ آخر میں بول پڑا کہ ایسی بات ہے۔ زیبو بولا کہ ماسٹر جی آپ بھی ارے چلا رہے ہیں یعنی کہا کہ کیوں نہ بولوں وہ مستری ہے اور میں ماسٹر ہوں پھر زیبو نے کہا کہ ۵۷۰ ہی باقی رہ گئے۔ اور ۵۶۰ سو کا فائدہ ہوا ہے۔ پھر دیکھا کہ میں سید پہلوان شاہ اور سید حاکم شاہ کے ڈیرہ گیا ہوں (رب العلمی تیری مدد کی ہر لمحہ ضرورت ہے)۔

۸ ویں رات:۔ وقت قمر صبح ۵ بجے دیکھا کہ میں نے گوشت روٹی خوب کھائی ہے۔ پھر میں نے گایا ہے "ہوا کی ڈالی تے" اتنے میں یتیم خانے کے بچے آئے ہیں ان کو میں نے یہ گانا یاد کرانا تھا۔ بچوں کو لکھوا دیا ہے اور میں چارپائی پر لیٹا ہوں۔ بچوں نے کہا کہ ہم زبانی یاد کر لیں گے۔ میں نے کہا کہ ہاں کر لو۔ پھر بچے بھاگے جا رہے ہیں۔ اتنے میں مولوی فہیم الدین صاحب آئے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم استاد ہیں۔ الحضرت کے زمانے میں بھی اقرار صاحب تھے اس لئے ہم بھی استاد ہیں۔ پھر کہا بی اوپر سے اتریں ہیں اور میں اوپر کھڑا ہوں میں نے دیکھا کہ وہ حیدر شاہ کے برآمدے میں گئی ہیں۔ مجھ کو بہت رنج ہوا۔ پھر وہ کھڑی دانت مانجھ رہی ہیں۔ پھر وقت مشتری ۷ بجے دیکھا کہ ایک مکان بننے والا ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ مکان تو بن چکا ہے ملبہ اٹھوا جا رہا ہے سیکڑوں مزدور لگے ہوئے ہیں۔ وہ سب بچے ہی بچے ہیں۔ سب کے سب کالے ہیں پھر لاکہ ملی بخش آئے اور ہمارے گھر میں کچھ کپڑا رکھ رہے ہیں کہ آ تو گئے ہیں پھر وہ اندر رہے۔ بھابی نے پوچھا کہ ملا کیا ہے بہت خوش ہو۔ (ربی، وفرا) **۹ ویں رات:۔** وقت قمر شب ۲ بجے دیکھا کہ ایک مکان بہت ہی اونچا اور نیا بنا ہوا ہے۔ میں رسی پکڑ کر اوپر چڑھ گیا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ بچے کیسے اتروں یتیم خانے کا لڑکا یوسف بھی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ مضبوط رسی لاؤ۔ جسے پکڑ کر میں بچے اتروں۔ وہ رسی لایا میں نے کہا کہ یہ کمزور ہے۔ اس کے پکڑنے سے میں گر جاؤں گا۔ کوئی مضبوط رسی ڈھونڈ لاؤ۔ جسے پکڑ کر نیچے اتروں۔ پھر وقت مریخ صبح پانچ بجے دیکھا کہ ایک چٹھی امرتسر سے آئی ہے جو جتی بخش کسی ایکٹریس کو سنا رہے ہیں۔ کہ وہ چٹھی کسی بڑھی نہیں جا رہی ہے۔ آخر وہ چٹھی میں دھوبی میں کھڑا بھگو رہا ہوں۔ پھینکنے والے نے لکھا ہے کہ میں بمبئی جا کر کمپنی بنانے والا ہوں۔ بچے میں کوئی بول پڑا کہ اس کے پاس ہے کیا جو کمپنی بنائے گا۔ لیکن اس نے لکھا ہے کہ ایک آدمی کو جائیداد میں سے دو کروڑ کا حصہ ملا ہے۔ وہ مجھے دے رہا ہے اور میں اس مہینے کی ۱۰ تاریخ کو بمبئی پہونچ جاؤں گا۔ پروردگار مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے)۔ **۱۰ ویں رات:۔** وقت زہرہ ۴ بجے صبح دیکھا کہ

انگرکھا کر کے پہنا چاہتے۔ پھر ایک بابو، یہ میاں جینتی دین صاحب سفید لباس پہنے ہوئے آرہے ہیں۔ سر پر بھی سفید ہی صافہ ہے پھر بھی کہ بہت سے آدمی سفید چادریں اوڑھے ہوئے سو رہے ہیں۔ میں نے ان کو جگانا چاہا۔ اٹھو دھوپ اچھی چڑھ آئی ہے۔ پھر بہت سے ہندو برہمن بیٹھے ہیں۔ جمنا بھی ہیں۔ اور میں یہ منتر پڑھ رہا ہوں۔ اپوتر ہ پوتر ہ سروا وستھانگ گتو پی و السیمیت یڑ ری کا گھنٹہ سماہ میاں بھیاں ترہ بھی، یہ سنکر سب خاموش ہیں اور خوشنما ہو رہے ہیں۔ گنگا پرشاد اور شرما اور سب لوگ ایک دوسرے سے میری تعریف کر رہے ہیں۔ پھر یہ بھی گایا گیا ہے کہ جھوٹی دیکھی پریت جگت میں دیکھی جھوٹی پریت"۔ پھر میں اپنی صورت دیکھ رہا ہوں۔ جو کہ بہت خوب صورت نظر آرہی ہے۔ اور خون چہرے پر آگیا ہے۔ میں بہت ہی خوش ہو رہا ہوں۔ قلیسی ہی رات اسوقت از بہرہ چار بجے دیکھا کہ میرا کسی شخص سے مقدمہ ہے۔ آدمی ہی اس کی اور میری پیشی ہے جیرا کی نے آوازدی تو ہم عدالت میں پیش ہوئے جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ میں نے کاغذ پر لکھ لیا ہے۔ داخل ہوتے وقت میں نے یہ پڑھا، نصر من اللہ وفتح قریب" اندر جج صاحب کرسی پر بیٹھے ہیں۔ آس پاس بنچوں پر بڑے بڑے منشی بیٹھے ہیں میں نے جج کو سلام کیا مگر وہ مخاطب نہیں ہوئے جب مخاطب ہوئے تو میں نے پھر سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ انکا لباس سفید ہے اور سیاہ داڑھی ہے۔ بنچ دونوں ہاتھ باندھ کر اپنا بیان اس طریقہ سے دینا شروع کیا۔ میں نے آج تک چھوٹی چھوٹی کمپنیوں میں کام کیا ہے اور حاجی مہر بخش کی کمپنی میں بھی نوکری کی ہے۔ سب جج نے بیان لکھنے کیلئے منشی کو بلایا۔ میں نے اپنا بیان جاری کیا۔ حضور حاجی صاحب نے دوسرے کو روپیہ دیا تھا۔ اور کئی ایسے لوگ ہیں کہ جو دوسروں کو کمپنی چلانے کے لیے روپیہ دیتے ہیں۔ اتنے میں نیاز علی درزی بھی میرے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے بابو نانک چند کی کمپنی میں نوکری کی ہے۔ اور وہ اس میلہ پر کھیل کرنے آئی ہے۔ اور اس نے مجھ پر یہ مقدمہ دائر کیا ہے حضور میری چالیس برس کی عمر ہے اگر میری بات جھوٹی ہو تو حضور مجھے پھانسی پر لٹکا دیں۔ یا جو مرضی ہو سزا دیں۔ میں رو رہا ہوں اور وہ بڑھے منشی ہائے ہائے کر رہے ہیں گھو یا میری طرف داری کر رہے ہیں۔ حضور اگر آپ کو میری باتوں میں صداقت نظر آئے تو آپ اسکو ضرور سزا دیں۔ کیونکہ میں غریب مسکین آدمی ہوں۔ اسی نے مجھے تنگ کیا ہے۔ میں نے جج صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ تو وہ سمجھے کہ یہ رشوت دیتا ہے لیکن میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر جج صاحب نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ اپنی مہربان سے لکھ دیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہم اور بھی انکوائری کریں گے۔ اور گلی پرسوں جو اگلے ہفتہ کے اندر ہی اندر ہو گی اسمیں ہم تمہیں بری کر دیں گے۔ اور ہاں یہ بتاؤ کہ کیا وہ شمشاد آرا بھی اسی کمپنی میں ہے۔ میں نے کہا کہ جی ہاں نانک چند والی کمپنی میں ہے۔ انھوں نے کہا کہ ان سب کے سامنے ہم تمہیں بری کر دیں گے۔ میں نے کہا کہ حضور کو خدا بہت بڑا جج بنائے۔ حضور میری پانچ تو لڑکیاں ہیں اور دو عورتیں ہیں۔ پہلے جو ایک عورت میں نے کی تھی اس سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ دوسری عورت کرنے پر دونوں سے لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوئی ہیں ہم لوگ اتنے ہیں اور کمانے والا میں اکیلا ہوں۔ حضور اس نے مجھ پر مقدمہ کیا ہے پھر میں نے جج کو سب کو سلام کیا۔ (رحم فرما خدایا۔) **چوتھی رات**۔

۔۔۔ وقت مشتری صبح پانچ بجے دیکھا کہ میں معہ بال بچوں کے مسافر خانے میں بیٹھا ہوں۔ اقبال نے کہا کہ ٹکٹ لاؤ۔ گاڑی آنیوالی ہے۔ میں ٹکٹ لینے گیا۔ بابو کو اٹھا دی کہ تین ٹکٹ دیجئے۔ اس نے بجائے تین ٹکٹ کے چار ٹکٹ دیئے۔ اور پیسہ بھی کم لیئے میں نے کہا یہ ادا کر کے بچوں کے پاس آگیا۔ اور فوراً ہی گاڑی آگئی اور ہم سب سوار ہو گئے۔ پھر وقت مریخ صبح ۷ بجے دیکھا کہ ایک بچہ اسی دن پیٹ میں آیا۔ اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مر گیا۔ اور کفنا کر اسکو رکھا ہوا ہے لوگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اس کو دفنا آؤ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ بچہ نہیں تھا بلکہ بلا تھی۔ پھر میں اپنی عورت کے پاس چارپائی پر بیٹھا ہوا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آج اتوار کا دن ہے وہ کہہ رہی ہے کہ اس اتوار کو نہیں اگلے اتوار کو۔ میں نے کہا کہ اب تم میری دوست یا یار نہیں ہو۔ بلکہ آج ہمارا تمہارا نکاح ہو چکا ہے۔ تم میری عورت ہو۔ پھر میں نے کہا کہ اس سورنج کی تیرہ آنکھیں ہیں۔ اور یہ یہ ہیں۔ اور یہ جو زیادہ چمکدار ہے پانی والی آنکھ ہے اس کے بعد ہی غصہ آیا اور مجھ سے کہا کہ اگر کچھ تکلیف ہو تو یہاں ہی دوا لو۔ میں نے کہا کہ وہیں دوا نا۔

(۵) **پانچویں شب**۔ وقت عطارد صبح ۷ بجے دیکھا کہ بنڈر والا دن خان والے بازار میں مائی برھمنی بیٹھی ہے۔ اس نے پانچ آنے اپنے پاس سے دیئے ہیں۔ پھر ایک دوا کا نام سنسکرت میں لیا کہ لے آؤ۔ تو تمہاری عورت فوراً اچھی ہو جائے گی اور یہ سب کچھ اس نے گنگا پرشاد کی سفارش پر بتا دیا ہے۔ پھر نماز جمعہ کی تیاری ہے۔ لوگ سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ میں نے دیکھا

میں نے کہا آپ تو ایسی بات نہ کریں بڑے افسوس کی بات ہے میں تو آپ سے عزت کے ساتھ بول رہا ہوں ورنہ اب کا اور میرا درجہ ایک ہے اتنے میں ایک گاڑی اسٹیشن پر آکر رکی۔ اس کا انجن الگ جا رہا ہے۔ جو بہت ہی لمبا اور اسکے اوپر بہت سارے آدمی ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ پٹڑیوں اور ریل ختم ہوگیا۔ انجن لینے جا رہا ہے۔ گاڑی سواریوں سے بھری کھڑی ہے۔ پھر اقبال اور اسکی ماں ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ وہاں تک پہنچنا دنیا میرا کام ہے۔ حالاں کہ بیچ میں دریا ہے۔ مگر آگے نوکر ہونا یاد رکھنا یہ تو آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ کیونکہ ارڈیسر ایک کمپنی پوسٹ پر رہا ہے۔ آپ لوگوں نے تو اسکی نوکری پہلے بھی کی ہوئی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اگر ہم بچ گئے تو ہمیں نوکر ضرور رکھنے گا۔ (رحم کریم وردگار)

۱۲ر بارھویں رات۔ وقت عطارد صبح ۷ بجے دیکھا کہ جو میرا مکان دو منزلہ تھا صرف ایک منزل رہ گیا ہے۔ اور اندر کمپاؤنڈ میں ایک تھانیدار ایک کانسٹیبل اور ایک سپاہی بیٹھے ہیں آگئے ہیں۔ میں تھانیدار صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ حضور یہ مکان پہلے دو منزلہ تھا اب صرف ایک منزل رہ گیا ہے یہ خدا کی قدرت ہے۔ کانسٹیبل نے کہا کہ یہ تو گرم والا در ہے۔ یہاں بیٹھکر کو سنسک سنسک کر نہیں مرتا۔ پھر تھانیدار صاحب سیڑھیوں پر چڑھنے لگ گئے۔ میں سمجھا کہ شاید میرے گھر میں جا رہے ہیں۔ میں بھی اوپر چڑھ گیا۔ دیکھا کہ وہ آگے بڑھ گئے ہیں اور بھی بچے لوگ ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس در پر قطب الدین۔ دین محمد فتح دین۔ اور معین الدین اجمیری یہاں آتے ہیں۔ پھر دوپہر کا وقت ہے محلے کے بچے خورشید سے کہہ رہے ہیں کہ ہم آئیں۔ میں نے خورشید سے کہا کہ ابھی چند منٹ ہیں ذرا ٹھہر جاؤ پھر کچھ سانپ تھے۔ لیکن سب بھاگ گئے پھر میں نے کہا کہ یہ کوبرا کی سانپ کی قسم ہے جو چلی آ رہی ہے اور مجھے دیکھتے ہی بھاگ گئی تھی۔ (۱۳) تیرھویں رات:۔ وقت زحل صبح پانچ بجے دیکھا کہ میں میری صورت اقبال اور خورشید ہیں۔ اور اقبال و خورشید میرے ایک دشمن کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ پاس ہی کوئلہ کی آگ خوب جل رہی ہے اسے خوب بجھا دیا ہے اور ایک کدال پڑی تھی جو میں نے خورشید کو دی کہ یہ اپنی ماں کو دیدے اتنے میں وہ افسر مجھ سے کہنے لگے کہ تم کون ہو۔ میں نے کہا کہ آپکا غلام۔ پھر ایک ہیار دوا لینے آیا ہے بھائی جنی بخش بیٹھے باتیں کر رہے ہیں کہ دوائی تو میں نے بھی ڈاکٹری کی ہے۔ مگر اصل آرام تو مجھ کو انہی باڈر سے آیا ہے۔ پھر ۶ بجے دیکھا کہ مارشل سوٹ پہنے ہوئے آئے۔ اور میں بھی سوٹ پہنے ہوئے ہوں ہم دونوں باتیں کرتے ہوئے جا رہے ہیں۔ راستے میں جو ہڑوں کے گھر آئے۔ دیکھا کہ ان کے گھروں میں آرام کرسیاں ہیں۔ میں نے شاید سے کہا کہ یہ سب آب کی وجہ سے کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ یہ آپکے ان پر مہربانی کی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ مزہ تو جب آتا ہے کہ جب یہ لڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ فلاں جگہ پر کیپٹل ٹھونکو۔ میں نے کہا کہ مجھکو تو بہت ہی رنج معلوم ہوتا ہے۔ یہ کہکر میں واپس ہونے لگا۔ مارشل نار نے کہا کہ اچھا میں ابھی آتا ہوں۔ پھر میں نے سورہ یٰسین شریف پڑھنے کے واسطے وضو کیا۔ پھر وقت عطارد صبح دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ ڈھونڈنے والے نے تو آپ کا نام ڈھونڈ لیا ہے۔ اَنَا الحق (رب میری مدد فرما۔)

(۱۴) چودھویں رات:۔ وقت مریخ صبح ۴ بجے دیکھا کہ سکھوں کا ایک دربار ہے۔ وہاں ایک ربابی بیٹھا ہے اور گانے بجانے کا ذکر چل رہا ہے۔ میں نے ربابی سے کہا کہ آپ کو جنرنگ سناؤں انھوں نے گھبرا کر کہا کہ ایک ٹریوٹ بھی ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ ٹریوٹ جنرنگ کے آگے کوئی چیز نہیں۔ دیکھئے سنئے۔ اور چار جنرنگ سوگندھر دگا بائی رنگ علیانت رونق جو ناسفن برن گیو ہاونا ہے۔ ایک دفعہ میں اٹھا ہوں تو بے تار آیا ہوں۔ پھر سوچ کر جو اٹھا تو خاص گر آکر میں نے مارا۔ تب وہ ربابی رہ گئے۔ پھر وہ جو دربار کے مالک ہیں وہ ہم لوگوں کو بھیجنے والے ہیں اور ایک بھیا جو درخت کے نیچے لیٹا ہے اس کو مالک ۱۰ بجے روانہ کرنے والے ہیں۔ مجھے اور روشن آرا کو ۱۲ بجے روانہ کریں گے۔ میں نے کہا کہ کوئی لوٹ نہ لے۔ پھر میں عورتوں کو پکار رہا ہوں اور بھابی پاس بیٹھی ہیں۔ اتنے میں مالک کی طرف سے ایک آدمی آیا۔ اس کے ہاتھ میں دو لفافہ ہیں۔ ان پر لکھا ہے "جانا کینسل"۔ اقبال کی اور ترقی ہوگئی ہے۔ ہم کو دربار ہی میں رہنا ہے ۵ سی ۵ سی۔ اور ۵ سی ۵ سی۔ بھابی کہنے لگیں کہ "انھوں کی یہ بات" میں نے کہا کہ انھوں کون؟ جنی بخش نا! میں نے کہا کہ جنی بخش کیوں نہیں کرتی۔ پھر میرے گھر میں جاٹنی ماں کی عورت اور بچے ہیں۔ میں جاٹنی ماں کی بہت ہی تعریف کر رہا ہوں کہ وہ بہت ہی اچھا آدمی ہے اور درد والا ہے۔ وہ میرے لیے مالک سے بہت لڑا ہے۔ اسکی عورت بولی کہ آپ تو یہی کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ نہ وہ میرے قبر میں جائیگا اور نہ میں اسکی قبر میں جاؤنگا جو بات سچی ہے وہ میں کہہ رہا ہوں پھر سات بچے دیکھا کہ ایک سکھ اور اسکی منگیتر ایک شخص ہے اور وہ مسجد میں پچھلی طرف چلا گیا ہے۔ تو وہ سکھ اپنی ساس سے کہہ رہا ہے کہ میری ماں سے ڈرتا ہوں سخی نے کہا کہ ہاں کہیں وہ قتل ہی نہ کر دے پھر دیکھا کہ بھابی باتھ ان گئی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اگر صبح نہ ہوتی تو میں بھی باتھ ان کے اندر چلا جاتا۔ پھر میں اپنا کوچ اور کرسی سر پر اٹھا کر گھر لے آیا۔ پھر دیکھا کہ میرا بہت بڑا مکان ہے اور اقبال ایک چھوٹے بچے کو لیکر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں اندر گیا تو وہ نیچے کو اتر رہی ہے۔ میں نے کہا کہ اندر ابھی فرنیچر بہت آسکتا ہے پھر نیچے اپنی بہن سے کہا کہ تم میرے

کھیل شروع ہونے والا ہے۔ منڈوے میں جھاڑو دی جا رہی ہے کہ تین سپاہی کھیل دیکھنے کے لیے آئے مجھ سے پوچھا کہ کہاں بیٹھیں ہم نے کہا کہ ابھی تو منڈوہ صاف ہو رہا ہے۔ جب صاف ہو جائے تو اندر بیٹھ جانا۔ کیا آپ نے کبھی کھیل دیکھا نہیں رتنے میں کھیل شروع ہوا کھیل امام مہدیؑ کا ہے پولیس پہرہ دے رہی ہے میں اوپر منڈوے پر ہوں اور پیچھے سے اترا ہوں، پیچھے مہتر کھڑے ہیں۔ آگے کلاس میں لوگ بہت ہیں۔ پیچھے کی کلاس میں کوئی نہیں ہے۔ اور امام مہدیؑ کا لال رنگ کا گھوڑا ہے مگر منہ پر کاغذ کا پردہ ہے۔ اور وہی کام کرتا جاتا ہے۔ پھر ڈائرکٹر رحیم بخش ہیں۔ وہ پارٹ بھی کر رہے ہیں وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ امام مہدیؑ اور انکا اسسٹنٹ فلاں جگہ پر رہتے ہیں۔ پھر وقت عطا رہ ۵ بجے دیکھا کہ میں بھیرہ اپنے گھر گیا ہوں۔ وہاں میری نانی بہن بھاگ بھری مرگئی ہے اس لیے میں خیرات کر رہا ہوں۔ باہر سب فقیر ہی فقیر ہیں۔ میرا بھانجا رگا۔ کرم الٰہی بھی ان ہی لوگوں میں ہے وہ فقیروں سے نکلکر مجھ سے ہاتھ ملا رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ کھانا کھاتا جا۔ اس نے کہا کہ کیسا کھانا، میں نے کہا کہ تیری ماں بھتری نہیں بھاگ بھری جو مرگئی ہے۔ اس لیے میں۔ وہ کہتا ہے کہ میری ماں پورپین میڈم مرگئی۔ پھر میرا چھوٹا سا بھائی جو کچھ تھا مرگیا ہے کرم الٰہی نے کہا کہ یہ ماں کے بغیر کیسے جی سکتا ہے۔ جس کو چار چار سوئیاں لگائیں۔ مگر کچھ بھی نہیں ہوا۔ پھر دیکھا کہ ایک اونچی جگہ پر ہمارا مکان ہے۔ وہاں میں اقبال کے ساتھ مذاق کر رہا ہوں۔ اقبال کہنے لگتی کہ آپ ناپ دیتے تو اچھا تھا۔ حسین بی۔ بی اور فضلہ کے کپڑے بنا جاتے۔ ہمارے مکان کے ساتھ ہی ایک بڑا بنگلہ ہے اس میں رہنے والے بھی بہت بڑے لوگ ہیں وہ بھینس اور بچوں کو چرانے کیلئے ہمارے کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہیں۔ میں ڈنڈا اٹھا کر بھینس اور بچے کی طرف چل پڑا ہوں۔ اور ایک آدمی نے سر پر جھنڈا اٹھایا ہوا ہے۔ اقبال نے کہا کہ یہ لوگ کرایہ مانگنے آ رہے ہیں۔ پھر لالہ ملی بخش آئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ جتی بخش آئے کہ نہیں۔ کہا کہاں آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ کب آئے۔ کہا کہ بہت رات گذری تب آئے تھے۔ پھر ایک مکان میں بتی جل رہی ہے اور اسمیں بتی جل رہی ہے۔ اسمیں چارپائی بھی بچھی ہوئی ہے۔ بھائی گھومتی پھرتی کبھی برتن کبھی برتن کر لیتی ہیں۔ کبھی برتن اتارتی ہیں میں ایک ہی کپڑے میں ہوں آدھا نیچے ہے اور آدھا اوپر ہے۔ میں نے کہا کہ اگر ابھی میری جگہ پر جتی بخش ہوتے تو ابھی تک کے اڑا دیتے۔ مگر تو میں ہی ہوں ملی بخش۔ پھر وقت مشترکی نو بجے دن دیکھا کہ میں تو چارپائی پر لیٹا ہوا ہوں اور رگھا برش دار آئے ہیں۔ آتے ہی انھوں نے مجھے کچھ حجت کی ہے اور بھی آدمی موجود ہے میں نے ان سے ہاتھ ملایا ہے اور کہا کہ بہت اچھا جی آج ہم آپ سے آخری ملاقات کر لیتے ہیں کیونکہ آپ مکار ہیں اور ہم کو ایسے ملنا نہیں آتا ہے کہ اوپر سے اور اندر سے ادھر ہم نے جلتے ہوئے بجھایا بجھے ہوئے جلایا پھر وقت مشترکی پانچ بجے دیکھا کہ میں بھائی اور سکھی ہیں۔ سکھی کہتی ہیں کہ کسی زمین والے کی زمین نیلام ہونے والی ہے۔ بھائی کہتے ملکیں کہ ارے اٹھو تو ہمارے والد یہ کہتی ہیں زمین ہی لے لو۔ گویا وہ مجھے مار رہی ہیں۔ میں نے انکی کلائی پکڑ کر کہا کہ جلدی روپیہ اب کہاں دلواؤ تو زمین میں روک کے لیتا ہوں۔ اگر تم مجھے ۵۰ روپیہ دو تو میں اللہ کے فضل سے ایکہزار روپیہ کی چیز لیتے آتا ہوں۔ بمبئی کی مارکیٹ میں اتنا بھروسہ ہے پیشکر انھوں نے کہا کہ میرے پاس روپیہ تو نہیں میں نے تو یہ چیز سنی تھی کہ سب ہم ہو گئی۔ میں نے پوچھا کہ آخر کتنے ہی ہے۔ کہنے لگیں کہ سنتے ہیں آپ کراچی کے کافی گورنر پراچے نے لی ہے۔ وہ بنڈارا دان مکان اور بھیرہ والوں کا رشتہ دار ہے (اب میری کل حقانیت معاف فرمادے) (۱۱) گیارھویں (۱۱) اتوار وقت مرتبہ صبح ۹ بجے دیکھا کہ میڈن کیمپی آئی ہوئی ہے۔ رستم جی کا حکم ہے کہ صرف ۱۰ دن رہرسل کر کے اسٹیج پر ناچ کیا جائے۔ یہ سنکر مجھے افسوس ہوا کہ ہم لوگوں کو تو ناچ آتا ہے۔ پھر رہرسل کی کیا ضرورت ہے۔ مجھکو مکان الگ ملا ہوا ہے اقبال بھی ہے اور ایک بچہ اور بھی ہے۔ مجھے نوکری سے جواب ملا ہے۔ اور کہا کہ صرف اقبال ہی نوکری کر سکتی ہے۔ اقبال نے کہا کہ جب میرا دیدی ساتھ نہ رہیگا تو مجھے نوکری کرنے کیا ضرورت ہے۔ پھر میں باہر نکلا ہوں اور دودھ دینے والا بھینسوں کو گھاس دکھا کر بلا رہا ہوں۔ تو وہ سب کی سب میری طرف آگئی ہیں۔ پھر میں نے ان کو گھاس کے بدلان میں چرنے کو چھوڑ دیا ہے۔ اتنے میں اقبال نکلی تو بچہ کو گود میں لیے جا رہی ہے پھر وہ میرے ساتھ آگئی ہے۔ اقبال کچھ بیمار ہے میں نے اس سے کہا کہ لیٹ جائیں۔ اس نے کہا کہ میں تو بیمار ہوں۔ میں نے کہا کہ اچھا ذرا سا جھولوں۔ اس نے کہا کہ جھولو۔ میں نے جھولا اور کہا کہ اب میرا کام ہو گیا۔ اب ایک گاڑی میں سب اکٹھے ہی اکٹھے ہی گاڑی چل رہی ہے لیکن میرے پاس ٹکٹ نہیں۔ تو میں سوچتا ہوں اور دو چار آدمیوں سے کہتا ہوں کہ رستم جی سے کچھ بات کرنی چاہیئے گو انھوں نے مجھے جواب دیدیا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے بے خبری میں جواب دیا ہے۔ میرے پاس تو خاص اس کے نام کا سرٹیفکیٹ ہے اپکا کیا خیال ہے۔ سوچنے کہا کہ ضرور ملنا چاہیئے جب وہ آپ کا سرٹیفکیٹ دیکھے گا تو آپ کو ضرور جواب نہیں دے سکتا۔ یہی بات میں نے لالہ ملی بخش سے کہی انھوں نے کہا کہ تم کچھ بھی کرو وہ تم کو نوکر نہیں رکھے گا۔

۱۸ر اٹھارویں رات:۔ وقت ۳ بجے شب۔ دیکھا کہ ہمارے گھر میں بھائی میرے بچے کو باؤ ڈرل رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا تو بھائی خوش ہو کر کہنے لگا کہ آپ کی دوائی سے یہ بچہ اچھا ہو گیا ہے۔ پھر وقت ۵ بجے دیکھا کہ بائی کے ناڑے میں ہنڈ دکھڑ اہو کر کہنے لگا کہ ہاتھ قریب اس ناڑے کے پار ہو گیا ہوں آگے گیا تو۔ ایک مکان میں دو کمرے ہیں۔ اگلے باہر ایک جوان خوبرو بھائی اور تھوڑی مونچھیں ہیں چارپائی بچھی ہوئی ہے اسپر تمام سامان پڑا ہے بھائی اس عورت کو سمجھا رہی ہے کہ جب باسٹر آئیں تو تم ان سے بار بار بات کرنا میں یہ سنتے ہی فوراً ان کے قریب آ گیا۔ تو اس عورت نے میرا ہاتھ پیار سے پکڑا لیکن میں نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا اور میرے بھائی محمد بخش اسپنے سامان چھوڑ کر چلے گئے کہ علی بخش اپنے ساتھ لیتا آئے گا۔ باہر سب سامان ہی سامان بھرا پڑا ہے۔ میرے ہاتھ میں پنجرے کے سوا اور کچھ نہیں جانور ہیں میں نے کہا کہ بھلا ہو سامان چھوڑ جانے والے کا چھوٹے چھوٹے بچے اندر سو رہے ہیں ان سمجھ ہیں ان کو بچاؤ نگا۔ پھر وقت ۱۰ بجے دن دیکھا کہ اقبال محمد سے کہہ رہی ہے کہ لا علاج کا علاج آپ نے کر دیا ہے ہیں نے کہا کہ ارے دوائی تجھے معلوم نہیں تو کیا جانے۔ اتنے میں ہمارا ڈاکٹر ہنس کر مسکراتا ہوا گیا ہے۔ رہتا کہا کہ وہ ابھی آتا ہے (قسم کر خدا یا میرے کل کام سنوار دے) ۱۹ر (انیسویں رات) وقت ۱۲ بجے شب دیکھا کہ ایک بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے اپنی چارپائی بورڈ پر کھڑکر روانی کی ہے پھر کہ تو بھی ہے ہوئے ہیں۔ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ سید صاحب کی ایک خاص ہی آئی ہے۔ اگر کا مطلب ہے وہ ناگہ کہ میں یہ نوکری کرنا چاہتا ہے ہیں پھر اپنے گھر ہے جو باہر ہی اونچا ہے اسپر میں چڑھ گیا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سید صاحب مست چارپائی پر بیٹھے ہیں میں بھی اسی پر دوسری چارپائی پر بیٹھا ہوں میرے ہاتھ میں ہار موتیم باجا ہے۔ ان کی آنکھیں لال ہیں اور وہ حقہ پی رہے ہیں۔ میں بھی اپنا حقہ پینے لگ گیا ہوں۔ جیسے کہا کہ حضور بھائی شرف الدین نے مجھے یہاں روانہ کیا ہے کہ تم وہاں سید صاحب کے پاس جاؤ۔ تو حضور مجھے آپ کی قسم ہے اور قرآن مکہ کی قسم ہے ہار دیا کہ میں آپکے پاس یہ سب کچھ خوشی سے نہیں آیا بلکہ آپکے فضل و کرم سے بھی ہو گا بھی نہیں ہوں۔ بلکہ اگر کسی کے پاس کوئی چیز ہوتی ہے تو وہ اسی کے سہرے باندھا جاتا ہے۔ اگر کسی کے پاس مکڑی اچھی ہوتی ہے تو وہ اسی کے سہرے باندھا جاتا ہے۔ اگر کسی کے پاس حقہ ہوتا ہے تو وہ آپکی خدمت میں پیش کرتا ہے اور سہرے باندھا جاتا ہے۔ لہٰذا حضور میں نے علم سیکھا ہے میں آپ سے دعا لینے آیا ہوں۔ یہ سنکر انہوں نے اپنے حقہ کی ٹونٹی میرے منہ پر رکھ دی اور میں پینے لگا۔ دوسری چارپائی پر ایک اور سید صاحب بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ ہاں بابا نے ایک بات مجھے سمجھائی تھی۔ مگر اسمیں ذرا فرق تھا۔ اس لیئے اس بات کو آگے کی پیچھے اور پیچھے کی آگے کہنے لگا ہوں۔ بھر بابا نے وہی بات میرے سامنے کہی تو میں بھی ویسی ہی بات کرنے لگتا ہوں۔ بابا سمجھ گئے کہ ہاں ٹھیک ہے اور میں واپس جانے لگا ہوں پھر میں نے چوہدری مہتر الی سے کہا کہ تیرا باپ بھائی جیئے۔ پھر وقت مشتری ۱۰ بجے دیکھا کہ مرغی حلال ہوئی ہے اور اسکا گوشت صاف ہو گیا ہے ۲۰ر (بیسویں رات) وقت مشتری صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں ایک بہت ہی اونچے مکان میں رہتا ہوں اور اسی مکان میں ایک سید صاحب بھی رہتے ہیں۔ اور بہت سے بچے بھی وہاں رہتے ہیں مجھے پاگل نہ کرنے کی حاجت ہوتی تو میرے اکاگھر میں پھر کر اسے دھمکاتے یا کبوتر کہہ دینے کی کوئی اور جگہ نہیں تھی۔ پھر میں اپنی چھوٹی کھڑکی کھڑی تاج رہی رہتے ہے۔ اس کے گھنگرو ؤں کی جھنجھناہٹ جھوم جھوم کی آواز آ رہی ہے پھر میں ادھر سے دیکھ رہا ہوں۔ کہ ایک آسمان کی گرمی وہاں آ رہی ہے جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی بھی رہتے ہے۔ میں نے دل میں سوچا کہ الڑ یہ بیمار کبھی میرے پاس آتا اور دوا لیتا۔ اتنے میں اس بیمار نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپکے یہاں دوا ملتی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ وہ سیڑھیوں پر چڑھ آیا۔ اس نے کہا کہ مجھے ایک دن کی دوا دیجئے۔ سید صاحب نے کہا کہ ارے ایک دن کی کیا لیتے ہو دوائی بہت اچھی ہے۔ فریب کا گھاؤ تھا وہ بھی اس دوائی سے اچھا ہو گیا ہے تم بھی اچھے ہو جاؤ گے۔ یہ سنکر بیمار نے تین دن کی دوائی لی اور بارہ آنے مجھے دیئے میں نے کہا کہ آپ سید صاحب سے پوچھ لو۔ ان سے یہاں سے دوائی کھائی ہے۔ بیمار بولا بس جناب چونکہ سید صاحب نے گواہی دیدی ہے اب کیا چاہیئے۔ مجھے یقین آ گیا۔ وقت ۱۰ بجے دیکھا کہ ہزاروں کی تعداد میں آدمی ہیں ان میں سو میں اصل بھی ہے جو مجھ سے محبت سے ملا ہے اور باقی سب ہی ان کے سر پر پانی کا گھڑا ہے وہ جا رہے ہیں بچے بچے ہیں ہوں۔ میں نے کہا کہ راستہ زرا مشکل ہے سنبھل کر چلنا۔ اتنے میں مجھے پیشاب آیا۔ تو بسم اللہ کر کے میں بیٹھا ہوں۔ اور پیشاب کیا ہے پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اونچے مکان میں جنی بخش اور میں رہتے ہیں وہ کپڑے پہن کر کام کاج کیلئے نیچے اتر رہے ہے۔ اور ایک خوب صورت عورت ماروا ڑ ان صحبت کرنے کے لیئے بھاگ کر میرے پاس آئی ہے اتنے ہی میں جنی بخش فوراً اوپر چڑھ آئے ہیں۔ ان کو دیکھ کر ہی غور اً چھپ گیا ہوں اور میں کہہ رہا ہوں۔ ان کے آنے کی مجھے خبر ہی نہ تھی پھر بہت سے لوگ ایک بجلی کو ہاتھ دکھا رہے ہیں میں نے بھی ہاتھ دکھایا ہے۔ بجلی کہتا ہے کہ تمکو جو عورت ملنے والی ہے وہ میرے دائیں ہے سب لوگ یہ سنکر میرے طرف دار ہو گئے۔ پھر رحمت علی ایکٹر نے کہا کہ میرے ماموں عبدالحمید بھی آنے والے ہیں پھر خوب نوبت بارش برسنے شروع ہو گئی۔ پھر میری ساس سبز بادر گوشت اور روٹی پکا کر لائی ہے ہمارے گھر میں مرغی بھی ہوئی ہے میں نے دونوں ساسوں کے ساتھ

سو گیا۔ مجھ سے ایک الٹا کا تھا ری گود میں ہو گا۔ یہ مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ پھر بہت سارے پیچھے آئے اور سب ادھر اُدھر ہو گئے۔ پھر ایک لڑکا سترہ یا ۱۸ برس کا سفید کپڑے پہنے ہوئے اپنی منگنی کے لیے آیا ہے کہ میری عورت دیکھو وہ بہت ہی خوب صورت ہے اور بھائی برآمدے میں لیٹی ہیں۔ ایک بند رہبت ہی موٹا تازہ آیا ہے بھائی نے کہا کہ اس بندر کو بھگا دو میں اس کو بھگا دیتا ہے۔ پھر جو نظر پڑی تو دیکھا کہ وہ چھپا کھڑا ہے۔ اور میرا ہاتھ انکی پیٹھ پر رہے۔ اب جو دیکھتا ہوں تو وہ بندر سردار کی پیٹھ کو چمٹ گیا۔ سردار اگچھ حرکت کرنے ہی والی تھی کہ میں نے اس کو سمجھایا کہ دیکھ جب تک وہ پیٹھ نہ چھوڑ دے تو اصلا وقت تک کوئی حرکت نہ کرنا ورنہ برا ہو گا۔ اور میرا ہاتھ بندر کی پیٹھ پر رہے۔ سردار اچار پائی پر بیٹھا ہوا رہے۔ اقبال سے میں نے کہا کہ یہ تو مجھ کو چین نہیں لینے دیتے۔ اتنے میں بھائی کا اور اسکو کے ہمراہ آگیا اور کہا کہ میری منگنی دیکھیے۔ (۱۵) **پندرھویں رات**۔ وقت زحل جمع دیکھا کہ میں بہت سے لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوں کہ مجھے تو غریب سمجھ کر پیر علی پور والے اور صاحب علی نے مہربانی کی ہے۔ کہ مجھے اپنی سب جائیداد کا وارث بنایا ہے۔ یوں کہ ان دونوں کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ اور انھوں نے مجھ سے کہا بھی ہے کہ ہمارے کوئی اولاد نہیں ہے تم ہی ہماری اولاد ہو۔ پھر ایک بہت ہی اچھے مکان میں بستر بچھے ہوئے ہیں۔ میں حیی بخش اور اللہ بخش اور بھائی ہیں۔ اور دو لیا ہاتھ میں سازیئے ہوئے جو کہ بارہ کہ آئے اور دروازے کے باہر بیٹھ کر بجا رہے ہیں میں نے دروازے سے باہر نکل کر دیکھا کہ کسی سے کچھ قرض لینے آیا ہوں مگر وہ اندر نہیں آئے اور کہہ رہے ہیں کہ ہم بہت ہی تنگ ہیں اور خورشید نے سب کوڑیاں دیکھ بازار روانہ کیا ہے۔ اور کہتی کہ میں ڈائریکٹر بہبودی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا کہ لیجاؤں گی تو سب کام ہو جائے گا۔ پھر میں اور برکان سے نیچے دیکھ رہا ہوں تو خورشید الیکٹریسٹی کا مکان ہے اور وہ سوکر اٹھی ہے پاس ہی ایک آدمی سیاہ لباس پہنے بیٹھا ہے اور وہ کچھ باتیں کر رہے ہیں تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں اتنی اونچی جگہ پر رہتا ہوں کہ سب کچھ نظر آتا ہے۔ پھر دیکھا کہ چار پائیوں پر لوگ سوئے ہوئے ہیں اور خورشید بھی سوئی ہوئی ہے یہ میرا بدا نشی گھر ہے۔ پھر مجھے باجرے کی بھی ہوئی روٹی ملی ہے ——— وقت زحل ۳ بجے دیکھا کہ میں لا کر اللہ بخش سے کہہ رہا ہوں کہ انکی جناب سے دوا ملی ہے حضور انکی آزمائش کی ضرورت نہیں صرف جسم ہو تو اگر کہہ دیا کریں کہ درد اتنم ہو گئی اور کھا لیا کریں۔ میں نے مزید کہا کہ جب اس نے آٹو پیتھ کو دیا ہے تو بھروسہ کیا رہا ہے۔ پھر وقت عشر ۱۰ بجے دیکھا کہ اقبال میرے بیدا نشی گھر میں چار پائیوں کا برادہ کر کے نہا رہی رہے۔ میرے غسل کر رہا ہے۔ باہر لا کر اللہ بخش چار پائیوں پر لحاف ڈال کر جب صاف سے مل کر دھو رہا ہے اور بھائی علیم الدین کی بھابی دروازے کے پاس آ کر کہہ بیٹھی ہے تو لا کہ غلام بخش نے کہا کہ خدا کیلئے تم بھی کپڑے بدل کر کھانا لو۔ جس نے کہا کہ میں اتنی خوشامد نہ کیا کرو۔ کہا کہ جی ہاں انھوں نے مجھ پر بہت فیض کیے ہیں میں نے کہا کہ ہاں والد مرحوم بخش بھی کہتے تھے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اور جیا پہلے مر جاؤں۔ تو تمہارا فیصلہ نہ ہو جائے۔ پھر میں اپنی بھجولی بچی کو سنڈاس میں پیشاب کرنے لیجا رہا ہوں۔ تو دیکھتے دیکھتے اس کے ہاتھ پاؤں بڑھ گئے اور میں اپنی اس بچی سے محبت کرتا ہوں۔ اتنے میں بخشی ہانچی آئے اور بھائی کو دیکھ رہے ہیں۔ بھائی نے کہا کہ دیکھو مجھے عاشق کی طرح دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ان کی طرف جو دیکھا تو وہ میری ہی طرف آ رہے ہیں۔ پھر بھائی تھوے کہہ رہی ہیں کہ میران کے سوا کوئی نہیں ان ہی کے بل پر میں سو رہا ہوں۔ یہی تو میرے مرد ہیں جو میری عزت کرتے ہیں (مولائے کریم میری عزت رکھ لے ۱۲) **وین رات**۔ وقت شمس ۳ بجے شب دیکھا کہ میں فیصلے میں گئے لایا ہوں اور استاد کے گھر ان کی لڑکیوں کو دے رہا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں کہ میں یہ تمہارے جہیز کے لیے لایا ہوں ان کو تم رکھنا پھر وقت عطارد ۵ بجے دیکھا کہ ایک لمبی سی ہے جو چڑھا دی تو چلنے لگی وہ بخار والے کی ہے اور یہ ریلنر ہے۔ پھر اقبال صالح اور بھائی ہیں۔ میں نے بوٹ پہنا ہے لیکن اس کے اندر دونوں طرف سے بٹن ٹوٹ گئے ہیں نے کہا کہ میں غریب ہو گیا ہوں۔ تو صالح اور اقبال نے ایک ایک بٹن توڑ کر مجھے دیا۔ پھر دیکھا کہ ایک بٹن غائب ہے تو میں نے بھائی کی گردن پکڑ لی۔ بھائی نے کہا کہ ان کے سامنے میری کمت چھوڑ دو میں بٹن دیتا ہوں گھر میں نہیں چھوڑ رہا ہوں۔ تو بھائی نے کہا کہ اگر ۱۰ روپیہ میں بھی بٹن آئے گا تو میں لے کر دونگی۔ پھر بدل قصائی نے چائے منگا کر دی ہے جسم سنبھال لی ہے۔ پھر مجھ سے کہا کہ تم جاؤ اور اندر سے چائے کا پیالے لے آؤ۔ جو دھری بی چکا ہے۔ میں نے کہا کہ بدل بھائی تم ساہو کار ہو کر اتنا بھی نہیں جانتے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہوں۔ پھر اقبال نے کہا کہ میں دونوں لڑکے اور لڑکی کو روانہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ وہ مجھے تنگ کریں گے۔ اس نے کہا کہ وہ تب کو ہرگز تنگ نہیں کریں گے۔ میں نے کہا کہ اچھا روانہ کر دو۔ پھر وقت شمس ۵ بجے شام دیکھا کہ مولوی نعیم الدین صاحب کر رہے ہیں کہ نقوش قیس میں جو دل کا نقش ہے اور رسم کا رہے اسمیں تو سب کچھ آپ کو دیدیا۔ اسمیں تو کوئی شک ہی نہیں۔ پھر دوائی کھا کر سو رہا ہے انھوں نے کہا کہ آٹھویں سپارے میں ہے میں نے کہا کہ حضور آٹھویں میں۔ میں تو سمجھا تھا کہ اٹھائیسویں پارے میں ہے کہا کہ ہاں آٹھ اور اٹھائیس ایک ہی ہیں

(جسم فشر پاک پروردگار تو بڑا رحیم ہے تو اپنے دامن رحمت میں مجھ کو چھپا لے تاکہ میرے تمام گناہ معاف ہو جائیں)

میں نے کہا کہ یہی بھی تو مولا علی کا فقیر ہوں۔ پھر وہ کہنے لگا کہ کھانا بنیا جو سنا دھرا آگے ہتھ۔ میں نے کہا کہ بھائی یہ تو کہتے ہیں کہ ہم مولا علی کے فقیر ہیں تو کیا ایسا ایسا ہونا چاہئے۔ اور وہ مجھے ہرے ہرے تماکو کے دے رہے تھا۔ جنھیں میں کھا رہا ہوں (رحم کر پروردگار میری فلاح تیرے ہاتھ ہے) ۲۴ چوبیسویں رات:۔ وقت قریب صبح دیکھا کہ میں اور ماسٹر شاہ میں ایک عورت کو چاہتا ہوں۔ ہم دونوں اسکے پاس۔ شاہ نے اس نے پوچھا کہ پہلے تم کسکو اپنے پاس رکھتے تھے۔ شاہ نے کہا کہ ریبو کو۔ کہا کہ اچھا اب دو بجے میرے پیٹ سے ہوئے دو پھر وہ شاہ سے صحبت کیلئے تیار ہو گئی ہے ہم دونوں اسکے پیا نے کھڑے ہیں۔ پھر وقت زحل ۷ بجے دیکھا کہ اقبال نے کچھ پاں اور گوشت پکایا ہے۔ جو میں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا ہے۔ پھر میں اور بھائی ایک لال رنگ کی گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ اتنے میں جیتی بخش کا ٹیلیفون آیا جسکا میں نے جواب دیا کہ ہم دونوں گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد جیتی بخش اور ایک بزرگ ایک موٹر سے آکر اترے ہیں۔ جیتی بخش نے بھائی سے پوچھا کہ کچھ سالن وغیرہ رکھے ان بزرگ صاحب کو کھانا کھلانا ہے۔ کہا کہ نہیں۔ ہاں اقبال نے کچھ پاں گوشت بہت اچھا پکایا ہے جیتی بخش نے کہا کہ اقبال بہن کے گھر سے لیلو۔ بھائی اٹھ کر چلی گئیں۔ پھر ایک لڑکے نے مجھ سے کہا کہ انھوں نے مجھے مزدوری کرنے کیلئے کہا ہے۔ یہ سنکر میں تھوڑی سی بجری کی بوریاں اٹھا اٹھا کر ڈھیر لگا دیا۔ وہ بھاری تو تھے ہی نہیں سب لوگ دیکھکر حیران رہ گئے۔ اتنے میں پھر لاری کا پھیرا آیا تو وہ اسکا جو بوریاں اٹھا اٹھا کر ڈھیر لگا رہا ہے۔ بچے بھی بہت ہیں میں نے ڈرائیور سے کہا کہ لاری کا ذرا خیال رکھنا کہیں بچے خراب نہ کر دیں ڈرائیور نے کہا کہ بچوں کی کیا مجال ہے ہم آپ کو حضرت موسیٰ کا وظیفہ بتا دینگے آپ جن وغیرہ جس کو پکڑنا چاہیں گے پکڑ لیں گے۔ اور جو چاہو گے ہو جائیگا۔ (رحم کر پاک ذات)

(۲۵) پچیسویں رات:۔ وقت قریب ۳ بجے دیکھا کہ دوائی بہت ہی کاریا ہوئی ہے۔ بھیرں اور اقبال اور بھی بال بچے اور آدمی ایک رات میں جا رہے ہیں میں نے مہہ لقا کو کندھے پر اٹھا رکھا ہے۔ اس نے پاخانہ کر دیا جس سے میرا کرتا خراب ہو گیا۔ پھر میں اور تھوڑے ایک کنوئیں پر ہیں۔ میں نے باہر رہنے کا ارادہ کیا ہے میری ٹوپی خاک آلود تھی تو میں نے تھوے کہا کہ ٹوپی کو پرشنا کر کے دیدو۔ تھوے نے پرشنا کر کے دیدی۔ میں نے پھکر وہ چاندی کی مونٹھ ہاتھ میں لی اور سمجھ لیا کہ بہت ہی بھاری عرس یا میلہ ہے اور ایک زمیندار آرہا ہے۔ اتنا اسکے ساتھ بہت سے ساتھ میں نوکر چینیں بھی ہیں۔ اور یہ سنا گیا کہ اسکے یہاں تھوڑے من گیہوں روزانہ پکتے ہیں۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو انسپکٹر صاحب ہیں کیوں کہ یہ سب گیہوں وغیرہ کے یہاں آتا تھا۔ کہاں کہاں سے لوگ آکر کھاتے تھے۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اس زمیندار کا کیمپ میدان میں لگ گیا۔ بہت سے آدمی ساتھ میں ہیں۔ انسپکٹر کے سب زمین پر ہی چارپائی وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ تھوڑی دیر نہ گذرنے پائی تھی کہ دوسرے مہ سنبلہ کے آگیا۔ اور سب افسروں کو حکم دیا کہ اگر کل تک اس زمیندار اور اس کے سب عملے کو چارپائیاں نہ ملیں تو تم سب کو قید کر دونگا۔ پھر ایک بازار میں بہت ہی اونچی جگہ پر ایک سنار کی دوکان بہت سارے روپوں سے بھری ہوئی تھے اور وہ حقہ کا ٹوپی کی آگ سلگا رہا ہے۔ مجھے کچھ روپے لینے تھے وہ لینے لے لیے ہیں۔ پھر چار پانچ آدمی سفید پگڑیاں باندھے ہوئے آگے اور وہ سر کے بال کٹے ہوئے اور سیاہ لباس پہنے ہوئے ہیں اور میرے ہموطن معلوم ہوتے ہیں۔ وہ بھی روپے ہی لینے آئے ہیں۔ ان کو دیکھتے ہی میں نیچے اتر آیا۔ اور ان سے کہا "لنگھو دیکھوں" یعنی اوپر چلے آؤ" وہ اوپر چڑھ گئے پھر دیکھا کہ میں کھڑے ہو کر پیٹ بھر کر روٹی کھا رہا ہوں (مولا مجھے اور میری ماں باپ کو بخشدے) ۲۶ چھبیسویں رات:۔ وقت زہرہ صبح پانچ بجے دیکھا کہ حضرت سید اور روشن آرا آئی ہیں۔ اور وہ مجھے داد دے رہی ہیں کہ واہ واہ سبحان اللہ میں نے ان سے کہا کہ اب آپ لوگ آئیں یا نہ آئیں۔ کیونکہ یہ کیمیا رکھے۔ جو آپ کھا رہے ہیں۔ اور رنڈیاں بھی کھا رہی ہیں۔ بھران ہی میں سے۔ یا کسی اور کی کتیا بیمار تھی۔ تو اسکی مالکہ کہہ رہی تھی کہ کتیا بھی اچھی ہو گئی ہے۔ میں نے کہا کہ کیوں نہ اچھی ہو کیمیا کھا رہی ہے۔ پھر مجھے روپیوں کی سخت ضرورت ہے اور میرے بچے بھوکے ہیں ایک آدمی آیا جو اپنے کو لوگ بے حد پیار کر رہے ہیں اور میرے بھائی محمد حسین مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ برا تو نہیں مانوں گے میں نے کہا کہ ہرگز نہیں وہ کہنے لگے کہ ہم نے تمہارا مکان بیچا ہے 1700 یا 1750 روپے میں بکا ہوا لکھا ہوا یا میں نے کہا کہ وہ لیا کسی نے۔ ہا۔ کہا کہ ایک آدمی لوگوں کے بہت کام کرتا ہے اور اسکے پاس بہت دور دور سے آدمی آتے ہیں۔ اسی کو جگہ کی تکلیف تھی اس لیے گاؤں کے لوگوں نے اس کے لیے لیا ہے۔ پھر وقت زحل ۴ بجے دن دیکھا کہ لالہ علی بخش بھاگا بھاگا آیا ہے اور کسی سے پوچھا کہ ماسٹر علی بخش کہاں ہیں بتانے پر وہ میرے پاس آگیا میرے پاس دو جوان عورتیں سو رہی ہیں۔ ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے ایک مکڑی پکڑی ہوئی ہے لالہ علی بخش نے آتے ہی کہا کہ لیجئے ماسٹر جی اسکو ضرور رکھئے۔ لیکن افسوس ہے کہ بیٹی چھیڑنے والا آئے سو اکوئی نہیں۔ میں نے کہا کہ بیٹی کی

خوب پیٹ بھر کر روٹی کھائی ہے۔ پھر میں یہ لکھ رہا ہوں کہ عورتوں کا بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔ پھر میں بنڈ مادن خاں کے بڑے تالاب پر مچھلیاں
ہوا کھلیاں ذبح کیے اور پھر ان کو صاف کر کے بیٹی میں رکھ رہا ہوں پھر میں ایک بڑے کے سر کے بال کاٹ رہا ہوں اس سے میں نے کہا کہ جو بڑے بال
تھے وہ کاٹ دیئے ہیں۔ ایک صاحب مجھ سے کہتے ہیں کہ اگر سچ میں نہ آئے تو گاہک کی مدد مانگ لیا کرو۔ میں نے کہا کہ صاحب مدد مانگی تو مجھ کو آتی
ہے مگر معمولی بات کیلئے کیا مدد مانگوں۔ پھر وقف عطار دیکھا کہ لالہ علی بخش کے نام بہت سارے روپے آئے ہیں اور انھوں نے دستخط کر کے
روپے لے لئے ہیں۔ بھائی کہنے لگیں کہ سارا جھگڑا تو تم نے لے لیا ہے۔ پھر ایک کمرے میں لالہ حشمی بخش بھائی اور لالہ علی بخش لحاف اوڑھے لیٹے
ہیں۔ ایک عورت گانا گا رہی ہے اور ایک بارعیم بڑا ہے جو سچ نہیں رہا۔ مجھے بلایا گیا ہے تو میں کالا کمبل اوڑھ کر گیا ہوں۔ جاتے ہی کہا کہ بھائی
کمال ہو گیا۔ سردی تو اتنی نہیں ہے کہ جو سب لحاف اوڑھے پڑے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر لالہ علی بخش پھر دیگیں تو مزا آئے (زحل کہ مولا)۔
(۲۲) ماتیسوں رات ۱۔ وقت مریخ شب ایک بجے دیکھا کہ ہم اتنے غریب ہو گئے ہیں کہ بھوکے۔ مرنے لگے ہیں۔ بس ہمارے گھر میں گوشت
اور چاول پکتے ہیں۔ پھر وقت قمر صبح ۵ بجے دیکھا کہ ایک مکان میں چارپائی پر دھوپی نے کپڑے لا کر رکھ دیئے ہیں۔ اور میں سیال کوٹ جانے
کی تیاری کر رہا ہوں۔ ان کپڑوں میں سے میں نے اپنے لیے تین جوڑے اور تین توڑے ہیں۔ صرف ایک آدمی کا انتظار ہے۔ پھر میں کہتا ہوں
کہ دکان میں صرف فائدہ اس لیئے نہیں ہوا کہ یہ صرف ایک ہی لڑکا (مرحوم) تھا۔ اسی کے بھروسہ پر دکان چلائی تھی۔ میں یہ کہہ ہی
رہا تھا کہ دیکھا کہ بھائی سفید لباس پہنے ہوئے چارپائی پر بیٹھی ہیں۔ وہ مجھے دو روپے دیکر کہہ رہے ہیں کہ آپ کو بھی تو کچھ خیال ہونا چاہیئے۔ کیونکہ
میری بھی آبرو ہے۔ آپ ۲۰ روپے لے جانا۔ میں نے کہا کہ آپ نے دو روپے لیلو۔ بھائی بولیں کہ نہیں دیکر بھی کوئی لیتا ہے۔ میں نے کہا کہ بھائی مجھے
تو یہ دیکھنا تھا کہ میرا بھی کوئی ہے یا نہیں آپ خوشی سے یہ روپے لے لیجئے۔ مگر انھوں نے نہیں لیے۔ پھر دیکھا وقت زحل ۷ بجے صبح کہ اقبال نے
کشمیر والی کہانی بنائی ہے اسمیں اقبال ہی کی فلم بن رہی ہے۔ میں بھی اس فلم میں کام کر رہا ہوں۔ ساؤنڈ ٹریکٹر پر حیدر شاہ اور اقبال سفید لباس میں بیٹھے ہیں
تماشین بڑا ہے شور بھی ہو رہا ہے۔ میں نے اقبال کے پاس جا کر کہا کہ باقی تماشین کو لکڑے کر کے جلا دیجئے کہیں ٹریک نہ ہو جائے۔ یہ سنکر وہ تینوں بڑے
اور ساؤنڈ ٹریک میری طرف لے آئی۔ میں نے کہا کہ ابھی ابھی پہلے ایک فلم بنی تھی۔ میں بھی اسمیں کام رہا تھا اسمیں آپ نے ٹریکٹ ہونے کر دو۔ ۲۰ ہزار گویا لاکھ لاکھ
روپیہ خرچ ہو گیا۔ اور مارکیٹ میں ابھی دھیلی کی نہیں۔ فلم مفت لوٹ لے گئے۔ اور اب آپ کی فلم میں ریٹ نہیں ہو گا۔ کیونکہ آپ کی نیت بہت بھی
ہے۔ یہ سنتے ہی اقبال نے حیدر شاہ سے کہا کہ ماسٹر صاحب بھی زبان کے بہت پابند ہیں۔ ورنہ نانو بھائی کی کمپنی میں ان کے لیئے نوکری تیار تھی مگر انھوں نے صاف
انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ میں تو اقبال ہی کی فلم میں کام کروں گا۔ اقبال کو چھوڑ کر میں نانو بھائی کے ساتھ ہرگز نہ کروں گا۔ (رب العالمین میری مدد فرما)
(۲۳) تیئیسوں رات ۱۔ وقت زحل ۳ بجے شب دیکھا کہ بہت سارے بیمار گویاں کھا رہے ہیں اور اچھے ہو گئے ہیں۔ پھر ایک دیکھے مکان میں
میں بیٹھا ہوا گیا گا رہا ہوں۔ واہ واہ رنگ ہے فی واہ واہ رنگ ساڈے مارن کیتے فی دسانے بھائی سفید لباس میں ملبوس ہیں
پہنے ہوئے بیٹھی ہیں۔ میں یہاں بھی کھانا جاتا ہوں اور بھائی کو چھیڑتا بھی جاتا ہوں۔ وہ ہنسے جا رہی ہیں اور مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ دیکھاں ہن کون کون پھر
دیکھ تے کہے میں نے کہا کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ تم ہو۔ میں تو بے ہوش ہوں مست ہوں مجھے کو خبر ہی نہیں۔ کہ تم ہو۔ اور وہ ہنس رہی ہیں۔ پھر بنڈ مادن خاں
مادر دی پرے پر کھڑا ہے۔ میں ڈھونڈ رہا ہوں ڈھونڈتے ڈھونڈتے پائخانہ پر پہنچا ہوں وہاں کنواں بھی ہے اور ایک چھپر اتی بیٹھی ہے مجھے پائخانہ کے پاس
دیکھ کر کہتی ہے کہ یہ مادن کا پائخانہ ہے اس لیئے یہ بند ہے اور کنجی لگی ہوئی ہے۔ وقت ضرورت بجلی کھول لیتے ہیں۔ آپ اس زینہ سے
کھڑکی کھول دیجئے۔ یہ سنکر میں نے تحصیل کی طرف اپنا رخ کیا۔ آگے گیا تو کیا دیکھا کہ ہسپتال کے لوگ جو سب بچے ہی ہیں سیر کرنے کو جا رہے ہیں۔
بڑے بڑے افسر بھی ہیں جو سفید لباس میں ہیں۔ وہ بھی پیدل ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ افسر سے کیسے ملوں۔ وہ تو
میرا واقف کار نہیں رہے۔ اگر افسر ہسپتال کا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ گھبراب کی کمر دں۔ تو عام افسر نے پہرے سے برچھا سے کہا کہ وہ تحصیل کا افسر رہے
اسی سے کہو وہ پائخانہ کھلوا دے گا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ ہسپتال کے مینار تحصیل کی بلڈنگ جیسے مینارے ہیں پھر ۷ بجے شام کو دیکھا کہ لوگ
کام سے فارغ ہو کر جا رہے ہیں۔ ان میں دو افسر بھی ہیں ان میں ایک کا لباس سفید اور ڈاڑھی لال رہے۔ دوسرا بالکل ضعیف رہے میں دل
بڑے صاحب سے ملنے کو جا رہا ہے۔ پھر کچھ فقیر لوگ بیٹھے ہیں اور میں بھی فقیری لباس میں ہوں میں نے ان میں سے ایک فقیر سے پوچھا کہ آپ کہاں کے فقیر ہیں
انھوں نے کسی پہاڑ کا نام بتایا پھر دوسرے فقیر سے پوچھا انھوں نے کہا کہ میں مولا علی کا فقیر ہوں اور کسی پہاڑ کا بھی نام بتایا۔ اور کہا کہ مشکور کے پاس ہے

لڑائی کر رہا ہوں اور ایک چھوٹی سے لڑی میں مورتیں اسکو خالی لیکر گئیں ہیں۔ وہ مجھ سے آکر کہہ رہی ہیں کہ جی یہ فینس نکل جائیگی۔ پاس ہی ہیں کھڑی ہے۔ میں چاہ رہا ہوں کہ آرام سے ان کو اس پر سوار کر کے روانہ کر دوں۔ پھر وقت عطار دصبح ۷ بجے دیکھا کہ ایک مکان جنوب سجا ہوا ہے۔ کرسی اور کوچ وغیرہ رکھے ہوئے ہیں۔ وہاں ایک اور گنگا پرشاد بیٹھی کہہ رہے ہیں کہ بھائی واہ بھئے تو تمسے کبھی نہیں مانگا کہ تم نے جنت مانگی ہو۔ یا جنت پر کوئی شعر کہا ہو۔ بلکہ ہم تو ہر وقت یہی سنتے رہے کہ جس میں اس کا عشق ہو اور محبت ہو۔ میں نے کہا یزدت جی میں وہ جنت کہیں انگوٹھی نہیں وہ نہ ہوں۔ پھر انھوں نے کہا کہ جو چیز آپ کو ملی ہے لاؤ میں لکھدوں کہ وہی چیز مجھ کو بھی ملی تھی۔ وہی علی ع کو بھی ملی تھی۔ پھر مہم خانے میں جلسہ ہے۔ میں اور سید علی جلسہ میں گئے ہیں۔ وہاں عبدالرحمٰن کا لڑکا کھڑے ہیں اور تقریر کر رہے ہیں۔ پھر وہاں خلافت کی چھوٹی سی کار آئی۔ اور اسمیں سے مولوی عرفان صاحب مجسٹریٹ آدمیوں کے اترتے ہی میں سید قاسم علی سے کہہ رہا ہوں کہ حضور کھانا تیار ہے چلئے کھانا کھائیے انھوں نے کہا کہ آپ کھائیں میں ابھی کھا کہ آیا ہوں۔ میں سر بھی ہوا لیکن وہ یہی کہتے رہے پھر باغ بچے نام دیکھا کہ ایک عورت مجھ سے کہہ رہی ہے کہ کمال تو یہ ہے کہ کل ہی مجھے گانا ملا ہے کل ہی یاد کیا اور کل ہی کار ڈ بھی کرا دیا۔ (اے میرے رب معاف کر) (۲۹) (منیتسوین ۱۲ت): وقت مشتری زحل صبح ۱۰ بجے دیکھا کہ میرے مکان میں نظر درزی بیمار ہو کر آیا ہے وہ چارپائی پر پڑا ہوا ہے تڑپ رہا ہے اسکے سینے اور پسلیوں میں بہت ہی درد ہے وہ کہہ رہا ہے کہ آخری دوائی اب آپکی کھانے آیا ہوں۔ باکثریں نے سور کا پتہ قدر پوری پڑھی ہے اور نظیر پر دم کر دیا ہے۔ ایک حکیم صاحب بھی بیٹھے ہیں میں نے اندر سے دوائی منگوائی ہے جو ہیرو لے آیا ہے۔ میں نے ڈبیا جو کھولی تو کیپسول کے اوپر جڑی گڑی۔ حکیم صاحب ہنس کر کہنے لگے کہ اس دوائی میں کچھ ہے بھی کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ اسی سے کوڑ مدا اچھا ہونا ہے یہ سنکر وہ گھبرائے اور کہا کہ کوڑھ کا بیمار تو میں روانہ کر دونگا۔ پھر میں نے کہا کہ اس سے دق بھی اچھی ہوتی ہے تو وہ اور گھبرائے اور کہا کہ دق کے بیمار تو بہت ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ یہ الٹی کی دی ہوئی دوا ہے آگے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سب بیماریوں پر چلتی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اتنی دوا کو جانتے ہو جب تم نے کالی مرچ تریہ ہی تو میں نے یہ جنبال کیا کہ تم انگیر اچھی بنا دگے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا چیز ہوتی ہے۔ کہا کہ شوکہ دوائیوں سے مرچ کو مارا جاتا ہے۔ پھر ایک آدمی نے غسل کیا ہے جب میں اندر آیا تو زمین جاپجا گیلی معلوم ہوتی تھی اور اسکے پاؤں کے نشان بھی نظر آ رہے تھے۔ پھر وقت شمس وزہرہ ۴ بجے دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے پھر بڑھا دن خان کا بازار ہے میں چھت پر کھڑا ہوں کہ اسمٰعیل گوڈا دوا لینے آئے۔ میں نے کہا مجھے ۲ جواب دیا کہ میرے پاس نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ چلو ان کو خدا اللہ نیاز حسین دوائی دیدینا چاہئے پھر میں چھت سے اترنے لگا ہوں تو اقبال کہہ رہے تھے کہ کہیں سیڑھیوں سے پیر نہ پھسل جائے۔ پھر میں سیڑھیوں سے اتر کر نیچے آگیا ہوں میرے ساتھ ایک آدمی رہے تھے نجلس حسین پڑھتے جا رہے ہیں۔ وہ آدمی ایک دوسرے آدمی سے کہہ رہا ہے کہ آؤ مجلس حسین پڑھنے چلیں۔ پھر ایک ہندو نے کہا کہ یہ کالی کالی روٹیاں رکھی ہیں یا دیوار ہے میں نے بغیر کہے سنے اسی کی گردن پر اس زور سے گھونسہ مارا کہ اسی کو پتہ چل گیا ہوگا۔ (رحم فرما میرے مالک)

۱۳۵۶ھ
ربیع الثانی!

پہلی ربیع الثانی:۔ وقت عطارد ایک بجے دیکھا کہ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا رہے۔ لیجئے آج آپ کو اکسیر بھی لگ گئی ہے پھر وقت مریخ صبح ۵ بجے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی مسجد میں وضو کیا ہے جمعہ کی نماز کا وقت ہے اور سب بچے ہی پیچھے نماز میں صرف بیچ میں ایک بڑے صاحب سفید ریش کھڑے ہیں میں سمجھ رہا ہوں کہ یہ سب بچے ہی ہیں۔ اتنی بڑی مسجد میں کوئی بڑا آدمی نہیں ہے اور نہ دق ہے یہ سنکر بڑے صاحب نے کہا کہ اتنے ہی لوگ ہیں۔ اتنے میں مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی۔ اور میں رفع کرنے کی غرض سے سیڑھیوں سے اتر رہا ہوں دیکھا کہ ایک صاحب سیڑھیوں پر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ وہ مجھے ہاتھ کے اشارے سے کہہ رہے

کیا ضرورت ہے ریلوے اور سازگی تم چھوڑ دو۔ کہا کہ کیا کہا گاڑی نیچے آپ میں گے۔ تو معلوم ہوگا۔ جیسے کوئی چیز ہے وہ بہت ہی اچھی گاتی ہے (رحمہ کہ یہ ہے اللہ۔) (۲۷) مسنا تیسویں رات :۔ رات رحمہ صبح دیکھا کہ ایک مکان میں ہم رہتے ہیں اسمیں سبز رنگ کیا جا رہا ہے چونکہ رات ہے اسلیئے بجلی کی روشنی ہو رہی ہے ایک بھیا بیٹھا کام کر رہا ہے۔ میں نے بھیا سے پوچھا کہ کیا رات بھی کام ہو رہا ہے اسنے کہا کہ جہاں۔ اس مکان کا مالک جو ہے تو وہ اپنے بیٹوں کو ہوا نہیں کھانے دیتا۔ اس لیئے رات کو کام ہو رہا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا ساری رات کام ہوتا رہتا ہے۔ کہا کہ جتنا کہ کئی کام کرے تین آدھی رات کو کام ختم ہو جاتا ہے۔ اور ہم آدھی رات تک ہی کام کرتے ہیں۔ پھر دیکھا کہ سب مکان میں کام ختم ہو چکا ہے۔ صرف باتخانہ باقی ہے اسمیں بھی رنگ ہو رہا ہے۔ پھر میں آگاسی میں بیٹھا ہوں اور نیچے سے کسی کے آنے کی آواز آ رہی ہے۔ میں نے دانتوں سے ناخن سے نالی رنگ کی نکالی اپنے منہ پر ڈال کر اوپر سے کپڑا ڈال لیا ہے اور منہ قبلہ کی طرف کر لیا ہے۔ اور وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ زور سے پھر دروازہ کھلا غلام محمد بیٹھ گیا تو اور بھائی جنتی بخش کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ سلام کہہ رہے ہیں کہ میں صدیق ہوں منہ رانی یا کہلا رہا ہوں۔ اور وہ ٹھیل یہاں والی کمپنی سے علی بخش نے کتاب کے اندر سے پڑھ کر نکلوا دیا ہے۔ پھر غلام محمد نے کہا کہ اوہوں یہ تو وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ پھر ایک کمرے میں پانی کے گھڑے بھرے ہوئے رکھے ہیں ان میں ایک چھوٹی کٹوری دودھ دودھ کی رکھی ہے اور خورشید اور نور آئی ہے۔ وزیر کہہ رہی ہے کہ لو یہ تیرا آئی تو ہر وقت وظیفہ ہی پڑھتا رہتا ہے۔ اور دونوں خوب ہنس رہی ہیں۔ خورشید نے دودھ والی کٹوری چھٹے سے بچا کر اٹھائی میں نے بچا کر پھر وہیں رکھدی اور انہیں سے تھوڑا سا دودھ گرا ہے۔ اور میں منہ سے کہہ رہا ہوں کہ ہوں، ہوں۔ ہوں، ہوں، پھر وقت مرتے کا ہے صبح دیکھا کہ بھلدوں میں ہندوؤں کے تیرتھ کے میلے میں مسان جل رہا ہے۔ لوگ تیس بتیس جا رہے آئے ہوئے ہیں۔ پارسی لوگ بھی ہیں۔ اس آگ پر بہت سی بڑی بڑی سفید مکڑیاں پھینک رہے ہیں۔ ایک آدمی کے ایک ٹانگ ہی سے بہت سی مکڑیوں کو ڈگیلا۔ دھواں خوب زور سے نکل رہا ہے۔ اور ہندو لوگ بہت گھبرا رہے ہیں۔ اور میرے پاس ایک جوان لڑکی گود میں بچہ لیئے ہوئے ہے اور بھابی کھڑی ہیں۔ جوان لڑکی سونے کے زیور سے لدی ہوئی ہے۔ میں یہ سب ایک ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا ہوں۔ جوان لڑکی کہنے لگی کہ میں نے یہاں کے دودھ کی تعریف بہت سنی ہے کہاں ملتا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بازار ہے لیجئے اس نے میری بات سنی ہی نہیں بلکہ کہنے لگی کہ آپ بھیرہ کو جانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ میں بھیرہ کا ہوں۔ وہ کہنے لگی کہ ان کا کل وہاں سے تار آیا ہے کہ گیارہ چھٹانک کا لگی ہو گیا ہے۔ اور وہ سال لگی رہے اور وہ [illegible] میں بھیرہ کی رہنے والی ہے۔ اور بھیرہ سے بہت محبت کر رہی ہے۔ پھر وہ مجھ سے کہنے لگی کہ کبھی آپ نے اپنے آپ کو بھی خط لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ جب سے میں گھر سے برسوں نکلا ہوں میں کبھی خط نہیں لکھا ہے۔ یہ سن کر وہ لڑکی بولی کہ آپ کبھی بھی اپنے باپ کو ضرور خط لکھا کریں۔ پھر وہ بہت سے [illegible] ہے۔ دیکھ کہ بھابی چادریں بیچنے لگی کہ یہ سب لوگ کہیں گے کہ اس اجنبی آدمی سے یہ لڑکی ایسی مل گئی گویا اسکی جورو ہے یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر بات میں سارے کام سنوار دے (۲۸) اٹھائیسویں رات :۔ سے دیکھا کہ میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ نمک مرچ۔ وہ کہتی ہے کہ بھر لیا ہے۔ میں نے کہا کہ افراد ہو گئے نا۔ اس نے جواب دیا کہ دو مہینے برسات کے افراد ہو گئے پھر اگلی میں ایک بچہ اور ایک بڑا بیاہ رہے۔ میں نے کہا کہ آئے آئیے۔ بڑا آدمی خیل پہنے ہوئے ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ جناب میں تو سید حضرت کے ذریعہ ادھر پہونچا ہوں۔ پھر میرے بھائی فرالدین اور محمد حسن میرے ساتھ پہلی مکینی گئے تھے جن کے گھر ہم گئے ہیں وہ گھر بہت ہی اونچا ہے جو منظوط تھوروں کا بنا ہوا ہے اور خوب رنگ کیا ہوا ہے۔ گھر کے سب لوگ چارپائیوں پر سوئے ہیں ہم بھی جا کر چارپائیوں پر بیٹھ گئے۔ مالک مکان نے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کے لیئے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے علیکم السلام کا جواب دیکر مزاج پوچھا اور کہا کہ غلام علی ہمیشہ آپ کی تعریف کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ چلو ہم بھی ملتے آئیں۔ تو میں بھلی میں رہتا ہوں صرف پندرہ دن ہوئے وہاں سے آئے ہوئے لاہور سے ہم سیدھے نہیں آئے ہیں۔ میری یہی تمنا تھی کہ یا اللہ مجھے بھی بھائی سے ملا دے تو جناب آج مل لیئے۔ میں نے کہا کہ یہ تو بہت خوب صورت ہے۔ بھائی نے کہا کہ شہر سب زمینداروں کا ہے۔ یہ مکان وغیرہ سب انھوں نے ہی بنوایا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تقسیم کا شہر ہے سارے مکان بنجروں کے ہیں۔ اور ہر ایک مکان کو لال رنگ لگا ہوا ہے زمینداروں نے تو کمال کر دیا ہے۔ میں نے سوچ کر کہا ہوا بولا ہے سب لوگ حقہ پی رہے تھے۔ بھائی نے کہا کہ یہ لڑکی اور رنڈی کا بھی آپ سے منے کے لئے کہتے ہیں پھر دیکھا کہ میری بیوی مکھن سے کھا رہا ہوں منتی بھی پاس بیٹھی ہے میں نے اقبال سے کہا کہ منتی کو بھی دو پھر بیوی سے اپنے پاس سے مکھن اور روٹی منتی کو دیدی ہے۔ اور وہ لڑکا سے کھا رہی ہے۔ پھر مجھے اپنے گاؤں کے ایک بڑے آدمی کو عزت کے ساتھ روانہ کرنا ہے۔ تو پہلے میں فیلس کی

یہ ہے کہ گنے کی گانٹھ پر لکھا ہوا ہے اور گنے کی ناپ سے معلوم ہوتا ہے کہ ملی آگیا ہے اور وہی مہماں ہی آخر الزماں ہے اخلص نے کہا کہ اللہ کرے کہ آپ ہی ہوں۔ پھر گاتا ہے۔ بیبل کا درخت ہے وہاں میں مٹی کو گود میں لیے ہوئے بیٹھا ہوں۔ اس کے آنکھ نکلی ہوئی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ایک تو چھوٹا ہے اور ایک بڑی ہے۔ وہ مجھ نہیں کہتا کہ جو چھوٹا ہے۔ لیکن بڑی تنگ کرتی ہے وہ بچھڑتی ہے اور ماتی ہے۔ اور ہنسی نے آنکھیں بدل لی ہیں وہ پھر مجھ سے یہ کہہ رہی ہے کہ ۴ اور ۱۰ اور ۷ یہ کہکر اسکی آنکھوں میں زبردست روشنی آئی ہے گویا ماتا نے درشن دیا ہے اور میں نے پڑھنا شروع کر دیا ہے اور ہنسی سے کہہ رہا ہوں کہ کوئی نہیں مارتا۔ بیٹا کسی کی کیا مجال ہے۔ پھر صالح بی بی اور والدہ بہشت بی بی ہیں۔ صالح بی کے بہت بڑے بہت ہی میلے ہیں میں نے کہا کہ صالح بی خدا آپکے بڑے قد بدل دے۔ پھر ایک کام سے میرے بھائی الٰہی بخش اور ضرا بخش وحید بخش واپس آئے ہیں۔ وہ لیڈر یزگون پہنے ہوئے ہیں اور سفید ٹوپیس ہی ہیں میں نے کہا کہ آپ کو کپڑے اور کپڑوں کی کٹوانا چاہئیں۔ وہ لوگ بہت ہی ہنسے پھر وقت ۱۰ بجے میرے گھر میں اقبال بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے اس کے بدن کو ڈھانکا ہے۔ سامنے ڈیسا والا دلاور علی بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر اقبال بیٹھی ہے اور میں چارپائی پر بیٹھا ہوں۔ بھائی سر دھو کر آئی ہیں۔ مگر میں ان سے بات نہیں کر رہا ہوں۔ وہ ذرا بیٹھ گئی ہیں اقبال ان سے کہہ رہی ہے کہ تو تم تو ۱۳ والے میکہ جاؤ۔ بھائی بولیں کہ میں تو تمہاری وجہ سے لٹ گئی۔ جب تمنے کہا کہ تو ۱۳ والے تم تو میکہ جاؤ اس لئے تو میں بھی دیتے دیتے لٹ گئی۔ (پروردگار کرم کرے) (۵) **پانچویں رات**:۔ آخر وقت صبح دیکھا کہ میں نے گوشت روٹی کھاتی ہے پھر میں نے کپڑے سی رہا ہوں۔ مشین چلتے چلتے رک گئی ہے۔ میں با بن صاف کر کے دھاگہ بھر رہا ہوں بھائی بھگت جاری ہیں اور مجھے دیکھتی بھی جاتی ہیں۔ (۶) **چھٹی رات**:۔ وقت ۱۰ بجے دیکھا کہ دنبل کھلے ہوتے ہیں دونوں تلوں کے نیچے پانی بھرا پڑا ہے۔ اور میرا سب کچھ بیچ کر رہے ہیں۔ میں نے ہاتھ صابن سے دھوئے ہیں۔ پھر بنڈر دادن خان کے نکے کوٹ سے ایک ایکٹر دیسی پہنکر جا رہا ہے میں اس سے واقف ہوں وہ آگے جا کر نانبائی کی دوکان پر بیٹھ گیا ہے اور روٹی کھا رہا ہے۔ میں بال بچوں کو ساتھ لیے پورا بچہ لیکر کسی دوسری جگہ پر جا رہا ہوں پھر ایک برفی میں بادام ہیں اور سہ لقا کھڑی ہے۔ میں نے ایک صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ جا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ بغیر پوچھے تو میں ۱۰ منٹ تک بھاگ جاؤں گا میں توڑ تا ہوں۔ پھر آگے بڑھا دیکھا کہ ایک عورت بیٹھی ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ لو بھئی یہ عورت اکیلی بیٹھی ہے۔ پھر آٹھ بجے دیکھا کہ میرے گھر میں چارپائیاں بچھی ہوئی ہیں اور میرے گھر میں ایک عورت بچہ لیے ہوئے آئی ہے میں نے سلام کیا اور یہ سمجھا کہ **اصغری بی** ہیں مگر جب غور سے دیکھا تو وہ میری بہن بھاگ بری نکلی۔ سفید رنگ اور کالا لباس پہنے ہوئے پہنے ہوئے مجھ سے کہنے لگیں کہ تم مجھ کو بھر گئے تھے۔ تمہارا بہنوئی بھائی اللہ دیا کل مرگیا۔ میں نے کہا کہ گھر کو گھر کو میں نے آگ لگائی تھی میں تو نکل بھاگا دادن خان میں فاتحہ پڑھ کر سیدھا یہاں آ رہا ہوں۔ بھیر میں بہت سے بیماروں کی دیکھ بھال کر رہا ہوں اور ساتھ ساتھ یہ پڑھ رہا ہوں **الحمد للہ** پھر وقت ۱۰ بجے دن دیکھا کہ میں اپنے گھر میں کھڑا ہوا ہوں اور ایک بہت بڑی اونٹوں کی قطار میں بارات بیٹھی ہوئی جا رہی ہے اونٹوں کے پیچھے پیاں باریاں لگی ہوئی ہیں۔ میرے بھائی محمد بخش بھی بدن پر سبز رنگ کے بوجھے بیٹھے ہیں۔ اس بارات میں مولا بخش وغیرہ بھی ہیں۔ میں ان کو لعنت و ملامت کر رہا ہوں کہ "او کمینے او کمینے ضٹ منھ تیرا۔" (پیچھے منھ تیرا) تو وہ دیکھ ہی نہیں رہے تھوڑی دیر کے بعد انھوں نے مجھے دیکھا اور ہنسی دیئے اور میں وہی لعنت و ملامت کر رہا ہوں ادھر برات جا رہی ہے ادھر میں فٹن گاڑی پر سوار ہوں۔ گھوڑی لال رنگ کی بہت ہی موٹی تازی ہے اور خوب زور میں جا رہی ہے چونکہ جا رہا سنے بدلنا تھے اسلیے میں اتر کر گھوڑی کے پاؤں باہر نکال رہا ہوں۔ یہ اتنے مجھے ایک شخص نے دی کہ جب پیر اندر ہونے پر اتنا دوڑتی ہے جب پیر باہر ہو جائیں گے تو کیسا دوڑیگی اسکے پاؤں باہر نکال لو۔ لہذا میں نے اس کے پاؤں باہر نکال لیے۔ (رب اعلیٰ میرے سارے کام سنوار دے)

(۷) **ساتویں رات**:۔ وقت مشتری صبح ۷ بجے دیکھا کہ بنڈر دادن خان کے بازار میں رام رکھے کی دودھ کی دوکان ہے۔ کڑھاؤ دودھ سے لبریز ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دودھ سرخی مائل ہو گیا ہے۔ بالائی خوب موٹی ہوئی ہے۔ گھی کی روٹیاں بھی تلی جا رہی ہیں میں پاس بیٹھا ہوں تاکہ ان میں اور میں کھاؤں۔ پھر بھی گاہک اور میں نے اپنے گھر میں پانی کر دیا ہے پھر سہ جیسی وہی پر پانی کرنے لگی ہے اور پھر وہی سو گئی ہے۔ میں بھاگ کر رسکو پانی نکی جگہ سے اٹھا لایا ہے پھر بانکا لعل بیٹھ کسی عورت کے ساتھ روپے سے رسیں کھیل رہے ہیں اور ان روپوں میں سے مجھے کچھ روپے دیکر کہنے لگے کہ اب کی دفعہ تم کھیلو اور کہا کہ اقبال کے پاس بھی کچھ روپے ہیں۔ میں نے کہا کہ حضور روپیہ کہاں سے آتا۔ جو کچھ روپیہ تھا بھی تو وہ اس بیکاری میں صرف ہو گیا۔ اور جو نوکری کی تھی وہ بھی آپ ہی کے پاس کی تھی پھر میں خورشید الجرٹیس سے کہہ رہا ہوں کہ آؤ تمہاری سیٹھ بانکا لعل سے واقفیت کرا دوں۔ خورشید نے کہا کہ ہمارا سیٹھ تو وہی ہے جو ہم کو کھانے کو دے۔ پھر مجھے وہی کی نوکری کی

ہوں کہ آگے سے ہٹ جاؤ میں نے کہا کہ ابھی تو آپ نے نماز بھی شروع نہیں کی۔ جب میں نیچے اترا تو پٹرولدون خان والا بڑا بھاری تالاب ہے اور اس کے ہر گھاٹ پر ایک ایک بندر کھڑا ہے لیکن وہ مجھے کچھ نہیں کہہ رہے ہیں۔ اور میں تلاش میں ہوں کہ کہیں چنبا بکھوں بھر وقت زہرہ ۷ بجے دیکھا کہ میں نے حیدر رضا کو ہم صفحے والا ایک خط لکھا ہے اور اسکا مضمون یہ ہے کہ آپ اعتقاد نہیں کرتے تو شفا ہو جاتی اور آپ اچھے ہو جاتے۔ یہ خط میں ایک دوسرے صاحب کو سنا رہا ہوں اور ان سے پوچھ رہا ہوں کہ یہ خط میں نے کیسا لکھا ہے۔ جواب ملا کہ بہت ہی اچھا لکھا ہے دوسرا شخص ایسا نہیں لکھ سکتا۔ خط بند کر کے پتہ یہ لکھا ہے "کرم عرفت فیروز کے حیدر رضا کو ملے" اور فیروز کو لکھا کہ یہ خط حیدر رضا کو دیدینا پھر دو تین آدمی بیٹھے ہیں اور میں بھوپال گیا ہوں۔ جبکہ ہاتھ میں ہار موتیم بھا ہے وہ میرا فرج نہیں پکڑ رہے ہیں میں نے کہا کہ اب اسمیں میرا کیا قصور ہے۔ یہ فرج نہ پکڑیں اور میری ہیروئن مجھے سنا رہی ہے۔ (رحم کر پاک ذات) (۲) دوسری رات:۔ وقت قمر صبح دیکھا کہ دوائی بہت کامیاب جا رہی ہے پھر وقت زحل دیکھا کہ زمینداروں کو ۵۰۰ یا ۵۰۰۰ روپوں کا فائدہ ہوا ہے اور وہ یہ روپیہ لیکر میلہ میں گئے ہیں اور وہاں رنڈیوں کا گانا سن کر اور خوش ہو ہو کے ان رنڈیوں کو دے رہے ہیں۔ پھر وہ اللہ کو نیند پڑنے لگ گئے ہیں۔ گویا تمبول اللہ کو دے رہے ہیں پھر سیڑھیوں پر سے استانی کریم بی بی حجتی بخش کا گھر پوچھ رہی ہیں۔ ان کے ساتھ میں بیگم بی بی یا رضیہ ہے اسکو معاور کھانسی ہے۔ کہتی ہے کہ ہائے میں کیا کروں اندر سے بھائی نکلکر استانی جی سے گلے ملی ہیں۔ سب کا لباس سفید ہے۔ بھائی نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ اپنے بیٹے سے دوا لیجئے بہت ہی اچھی ہے جو دمہ اور کھانسی کیلئے بہت ہی مفید ہے (رب کریم کرم فضل کر)

(۳) تیسری رات:۔ وقت قمر ۳ بجے دیکھا کہ میری عورت نے بہت سارا گوشت بھنا ہوا برتن میں نکال کر دیا ہے جو میں کھا رہا ہوں پھر بہت سارے آدھا دوائی لینے آئے ہیں۔ اور میں ہر ایک کے آگے ایک ایک پڑیا رکھ کر دے رہا ہوں۔ دوائی خوب رد و بدل پر بک رہی ہے۔ پھر ۱۰ بجے صبح دیکھا کہ میں اقبال اور مہدی نقا۔ گاڑی میں سوار ہیں۔ اقبال کہہ رہا ہے کہ ہم تو اسٹیشن پر اتریں گے۔ آپ سامان اتار لیں۔ تو میں نے سامان اتار دیا ہے۔ مگر جہاں ہمیں اترنا تھا وہ یہ اسٹیشن نہیں تھا۔ میں اقبال کو چھوڑ کر اگلے اسٹیشن پر بدل جلکر پہنچا ہوں وہاں کا اسٹیشن ماسٹر ایک بوڑھی عورت تھی۔ اس کا آفس بالکل الگ تھا جب میں آفس میں پہنچا تو میں نے بوڑھی عورت کو سارا حال سنایا اس نے نہایت مہربانی سے ۴ ٹکٹ مجھے دیئے۔ اور دو سپاہیوں سے کہا ان کو حفاظت کے ساتھ ان کے بال بچوں تک پہنچا دو۔ پھر ہم پھیرہ اسٹیشن پر پہنچے ہیں وہاں دیکھا کہ حیدر رضا کی عورت کا دادا بھی بیٹھا تھا اور سواریاں بھی تھیں ایک تختے پر اقبال اور سب لیٹے ہوئے تھے میں نے اقبال کو اٹھا کر سب حال سنایا کہ اسٹیشن پر ایک بوڑھی عورت اسٹیشن ماسٹر تھی۔ اس نے مجھ پر ایسی مہربانی کی کہ وہ مجھ کو الگ سے میں لے گئی اور ٹکٹ بھی دیئے۔ سپاہی بیچ میں بول پڑا کہ وہ جہاں آپ کو اکیلے کمرے میں لے گئی تھی وہاں کون جا سکتا ہے؟ وہاں تو جوڑا بھی نہیں پھٹک سکتی۔ دوسرا بولا کہ بڑی صاحب اب جس عورت سے شادی کرنے والے ہیں اسکی تلاش ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ عورت ایک گاؤں کے جنگل میں رہتی ہے۔ وہ بڑی مالدار ہے۔ پھر میں ایک مٹھائی کی دکان پر مٹھائی تول رہا ہوں۔ اور دکاندار سے کہہ رہا ہوں کہ ذرا جلیبی تھوڑی ڈالنا۔ گلاب جامن اور بسکٹ کا پیکٹ زیادہ ڈالنا۔ پھر حجتی بخش نے سفید دھوتی میلی سی پہنی ہے میں نے کہا کہ جب باہر نکلنا تو سفید کپڑے پہن کر نکلنا۔ پھر دیکھا کہ وہ علی بخش سے لڑ رہے ہیں کہ ایسا ہے ویسا ہے یہ خرچ بہت کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تو بہت اچھا لڑکا ہے۔ وہ کہنے لگے ہاں تاشی تو کوئی نہیں صرف یہ غلام ہے (رحم کر مولا) (۴) چوتھی شب (خواب) وقت زہرہ وعطارد صبح ۵ بجے دیکھا کہ گنے کا گانٹھ پر لکھا ہوا ہے اور یکی ناب سے معلوم ہوا ہے کہ "علی" آیا ہے اور وہی مہدی آخر زماں رہے۔ اور وہ میں ہوں" ہاں تو ہم آپ کو رہے ہیں۔ اور مالک کریمی کا حکم ہوا ہے کہ کام کر کے نکلجا و سب لوگ نکلے جا رہے ہیں۔ لیکن میں اپنی سب چیزیں سنبھال کر نکلا کہ نکلنا پڑا تو ایک پرانا ٹین کا ہتڑا پڑا ہے۔ میں نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں چھوڑ سکتا یہ بھی لیجاؤنگا برسات پڑ رہی ہے۔ میں نے ڈریسنگ روم سے کہا کہ اگر بھیا میرے کپڑے رہ گئے ہوں تو وہ مہربانی کر کے مجھے پہونچا دینا۔ راہ للہ۔ میں باہر نکلکر ایک دیوار پر یا پردے پر بڑے یادداشت اپنا خواب لکھ رہا ہوں۔ تو اسی ڈریسنگ روم نے آکر کہا کہ جناب کیا لکھتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں اپنا یادداشت لکھ رہا ہوں وہ مجھے دیگا کہ کاغذ پنسل لے اؤں اس نے کہا کہ بڑی مہربانی۔ اسنے فوراً کاغذ پنسل لا کر مجھے دیا۔ اور یہی خواب میں حجتی بخش کو سنا رہا ہوں وہ سنکر بولے کہ اس کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ مہدی آخر زماں اور علی ہیں میں نے کہا۔ ثبوت

کہتی ہے کہ ارے میں کہنی ؟ میں نے کہا ہاں ! اس نے کہا کہ تم ۔ ؟ میں نے کہا کہ بہن کہنی ہوتی ہے بھائی نہیں ہوتا ہے ۔ پھر میں رونے لگا ہوں ۔ وقت عطارد ۵ بجے شام دیکھا کہ میں کچھ آدمیوں سے کہہ رہا ہوں کہ میں گیا وہ بڑا ہاں تو کھا چکا اور آج ۱۲ بار صرف ہی پیڑا بھی کھائی ہے پھر وہ شخص آ کر کہہ رہی ہے کہ لالی کے پاس ہی رہے گی میں نے کہا کہ وہی خرچ کرتی ہے (رحم فرما پروردگار تو بڑا رحیم ہے) ۱۶ مسولھویں رات ۔ وقت مریخ ۸ بجے صبح دیکھا کہ کچھ لوگ میرے مقابلہ میں اندھوں کے واسطے اندھوں کا سرمہ بنانا چاہتے ہیں ۔ تو میں آقبال سے کہہ رہا ہوں کہ تو خدا کے واسطے ان کو انکھوں کا سرمہ بنانے دے ان کو مت روک اسکا توڑ تو میرے پاس پہلے ہی سے موجود ہے پھر وقت عطارد ۷ بجے شام دیکھا کہ میں یا میرا کوئی رشتہ دار کہہ رہا ہے کہ میرے بچے مانگید ابہت ہی اچھے ہو گئے ہیں وہ اچنبا پر آ گئے ہیں ۔ اور وہ اچھا ہونوں اور بچھوؤں کو بغیر میرے کہے پکڑے دیتے رہتے ہیں ۔ ان کو اب کچھ نہیں کہنا چاہیئے ۔ (رحم کر پروردگار) (۲۰) بیسویں رات ۔ وقت عطارد صبح ۸ بجے دیکھا کہ ہالو ایک کمپنی کی کمپنی میں الکیٹو لوگ بیٹھے ہیں اور ایک بہت ہی اونچے مکان میں مالک کمپنی اور ان کے پاس ایک خاص آدمی بیٹھے ہیں ۔ مالک کمپنی ایکٹروں کو تنخواہ دے رہے ہیں ۔ کچھ ایکٹر پاس بچھی ہوئی بنچ پر بیٹھے ہیں ۔ میں بھی قطب کی طرف ایک بنچ پر بیٹھ گیا ۔ اور خائف گن جو سی ہا ہوں ۔ اس کے بعد میں نے سیاہی کی بوتل دیکھی ہے اور سیاہی گری ہوئی بھی دیکھی ہے ۔ پھر ایک آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے جسکی بیوی کل مر چکی ہے اور جو فائدہ میں ہی ہوں ۔ آ گیا ہے ۔ اور ایک دوسرا آدمی بھی آیا ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ چلئے آپ کا بارٹ ہے ۔ جو آپ ہی کو کرنا ہے وہ پہلے آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ چلئے غسل کر لیجئے اور سیاہ اتار دیجئے ۔ میں نے کہا بیشک یہ ملک تو ہے نہیں کہ بیٹھے ہی رہیں ۔ یہ پردیس ہے یہ گویا میں اپنے آپکے دوسرے علی بخش سے کہہ رہا ہوں ۔ (رب میرے سارے کام سنوار دے ۱۲ ۴) یا تیسویں رات ۔ وقت زہرہ ۸ بجے صبح دیکھا کہ بہت سارے آدمی ہیں اور ایک لکھ پتی کی جوان لڑکی مجھے مل گئی ہے ۔ میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ جیسا جیسا آدمی آتا ہے اور جو جو خیال لیکر آتا ہے ۔ یا جو مراد مند بنکر آتا ہے وہ با مراد جاتا ہے جو دل میں ہوتا ہے اس کو وہی ملتا ہے ۔ اس کے بعد ایک بالا خانہ میں فرش بچھا ہوا ہے ۔ لالہ علی بخش اور لالہ حق بخش اور حبیب خاں آئے ہیں اور ایک شفتر یا بڑا سا بھرے ہوئے گلاس میں لالہ حق بخش نے جانوری کے روپئے ڈالے ہیں اور گلاس میری طرف کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ میر بچا علی بخش چاہے اسکو ہاتھ لگائیں یا نہ لگائیں مجھے آپ کے ہاتھ کی ضرورت ہے یہ ہاتھ لگا رہا تھا کہ جیسے فرانچیئے وقت شراب ایکدوسرے کے گلاس کو ٹکراتے ہیں ۔ لہذا پہلے میں نے ہی ہاتھ لگایا ہے اور پھر سب لوگوں نے روپئے لے لیے ہیں لالہ حق بخش بولے کہ حبیب خاں اسی ترکیب سے بلاتے ہیں ۔ تو میں کیوں نہ بلاؤں پھر اسی گلاس کو حبیب خاں نے منھ لگا دیا ہے اور پی رہا ہے پھر میں نے ہاتھ بڑھایا ہے تاکہ گلاس لے لوں ۔ (رحم کر اے رحیم یا ۴۴) چوبیسویں رات ۔ وقت زحل ۸ بجے صبح دیکھا کہ ایک بیمار جو بہت کمزور ہے آیا ہے اس کے پاس ہے بھی کاٹا ہوا ہے میں نے اسکو دوائی کھلائی ہے تو اسکو طاقت بھی آ گئی ہے اور سانپ کا زہر بھی اتر گیا ہے ۔ اس کے بعد لالہ علی بخش ساز بھی بجا رہے ہیں ۔ ادی بہت ہیں اور وہ خوش ہو ہو کر داد دے رہے ہیں ۔ پھر وقت مشتری ۴ بجے دیکھا کہ چوپایا گھر جیسا ایک بہت بڑا کمپاؤنڈ ہے ۔ اور ایک بہت بڑے افسر نے آ کر دربان سے کہا کہ ہمکو دروازہ کھول کر سب جانور دکھاؤ ۔ دربان نے دروازہ کھول کر سب جانور دکھلا دیئے ۔ پھر افسر نے دربان سے کہا کہ دروازہ کھول کر مجھکو جانور دکھاؤ ۔ اسکا دروازہ کھولنا تھا کہ لاکھوں اور کروڑوں جانور باہر آ گئے ۔ جب لوگوں نے دیکھ لیا تو وہ سب کے سب اندر چلے گئے ۔ (پروردگار مجھ کو نہ گا پر رحم فرما) ۲۷ ستائیسویں رات وقت شمس ۸ بجے صبح دیکھا کہ میں ۴ فیلیوں کو پکڑے ہوئے لیئے جا رہا ہوں ۔ اور یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ تینوں افسروں کے لڑکے کے ہیں ۔ ایک تو آج کل ہی میں ختم ہونے والا ہے ۔ باقی ان دو کا فیصلہ مجھ سات ماہ ہی میں ہونے والا ہے اور بھی بہت سے آدمی گرفتار دیکھے اس کے بعد ایک دسترخوان بچھا ہوا ہے اس پر مجھے روٹی اور حلوے کا بھرا ہوا تھال ملا ہے جو صرف میرے لیئے ہے اور میں طوب پیٹ بھر کر کھا رہا ہوں ۔ اس کے بعد ایک پہاڑ پر ایک بڑا آدمی اور ایک عورت میری دیکھ بھال کیا ہیں ۔ اور ایک لڑکا ہے میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ آؤ چلیں گھوم آویں تو وہ کہتا ہے کہ یہ دیکھ لیں گے ۔ میں نے کہا کہ اگر دیکھ لیں تو کہنا کہ ہیں گھومنے آیا تھا ۔ پھر میں سنبھال لوں گا ۔ تم میرا کہنا تو خدا کیلئے مانو ۔ یہ سنکر وہ لڑکا آنکھ بچا کر پہاڑ کے راستہ سے اترا اور ایک غار میں گھس گیا تاکہ میں بھی پہنچ ۔ اتنے میں وہ آدمی اور عورت اس کے پاس پہنچے میں تو یہ دیکھ ہی رہا تھا فوراً پہنچ گیا ۔ دیکھا کہ اس آدمی نے لڑکے کو پکڑ رکھا ہے ۔ میں نے جاتے ہی کہا کہ یہ تو یونہی گھومنے آیا تھا ۔ اسکے بعد

حسنہ ہوئی ہے۔ میں نے بھابی سے کہا کہ مٹھائی دو۔ انھوں نے انکار کیا۔ میں کہا کہ یہ تمہارے بچھلوں کی کمائی نہیں ہے اور نہ یہ تمہارے ملتان والوں کی کمائی ہے۔ یہ لاہور کی کمائی ہے یہ میرے بھائی کی کمائی ہے۔ بھابی نے جھجکتے ہوئے کہا جو لیتے ہوئے تھے کہ سنتے ہو۔ میں نے کہا کہ بھائی کو سنانے کیلئے تو میں نے کمائی ہے۔ پھر بھابی نے اٹھکر چینی کا پیالہ لیکر دہی منگایا ہے۔ پھر بارکیٹ کی بلڈنگ میں بابو دیوان چند کل بیٹھے تھا میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ مصیبت تو یہ ہے کہ جب دیکھو وہ بچی آتی رہتی ہے کہ فلاں میرا عاشق رہے۔ اور میں دروازہ بند کرتے کرتے اور پردہ کرتے کرتے تھک گیا ہوں اسٹاکر سے کہ کہیں آپ دیکھ نہ لیں۔ (پارسی پروردگار ہر کہ میری مدد فرما) ۸۔ آٹھویں (۱۱ بجے) صبح ۷ بجے دیکھا کہ میرا مکان دو منزلہ بہت عالیشان بنا ہوا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ اس مکان کے اوپر چھپر ڈالنا چاہئے جو الگ ٹھگ ہو۔ ایک مستری کو تلاش کرنے کے لے آیا ہوں دوسرے مستری کی تلاش میں ہوں۔ ایک آدمی نے مجھ سے کہا کہ دوسرا مستری اس مکان میں ہوگا۔ میں فوراً اسی مکان میں پہنچا دیکھا کہ مستری بیٹھے یا بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور بیچ میں ہیرو بن بھی نہا دھو کر سفید لباس میں ملبوس تھے۔ اس نے مجھے ہاتھ میں نے دیکھا تک بھی نہیں۔ میرے ہاتھ میں پیالہ اور میری گود میں بچھوٹی بچی مہر تھا۔ ہیرو بن کہنے لگی کہ دیکھا بولتے بھی نہیں ہے۔ پھر پوچھا کہ آپ بچی کہاں سے لیتے ہو۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں ان دو مستریوں کو لیکر گھر آیا۔ میرے مکان کے باہر کٹڑے یا سامنے بڑی ہیں ایک بہت بڑا ہجوم ہے۔ میں نے اقبال سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں اس ہجوم کو ان مستریوں سے چرد الوں۔ اقبال نے کہا کہ ہاں اگر اسکو کوئی دیکھ لے تو ٹھیک نہیں۔ پھر میں نے مستری سے چھپر ڈالنے کے متعلق بات چیت کی۔ مستری نے کہا کہ لکڑی اور سب مصالحہ ہو تو ہم آپ کو میری منزل پر ایک چھوٹی سی کوٹھری بنا دیتے ہیں۔ تو میں دعا کرتا ہوں اور ہاتھ سے سلام کر کے یہ کہہ رہا ہوں کہ حضور کے سرکار سے خیر ہو۔ پھر صبح ۷ بجے دیکھا میں اگاسی میں بیٹھا ہوں اور میری ہیرو بن آئی ہے اور بہت ہی خوش ہوئی ہے۔ میں نے دو تین دفعہ کہا کہ تم میری ہو۔ اس نے کہا کہ اصل بات تو یہ ہے کہ اب اپ کا دل بہت اچھا آگیا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ بکٹ دو کہ ٹکٹ لو۔ پھر میں نے کہا کہ یہ کہنا کہ اگر لوگ کہتے ہوئے آرہے ہیں کہ صالح محمد ٹارپنچ ایک آدمی ہے۔ میں نے پوچھا کہ کس کی کہا کہ جیے والے ورائیو رکی بیوی ہوں کی رہی ہیں جا کر دیکھ کہ ڈرائیور کی ماں سے صالح محمد سے کہہ رہی ہیں کہ آپ بغیر اطلاع دیئے آپ میرے گھر میں ٹارچ لیکر نہ آئیے۔ سلیٹھ نے کہا کہ ابھی نکلو۔ نکلیا ؤ۔ اس مکان کے اندر دو لڑکیاں ناچ سیکھ رہی ہیں۔ دو ٹارچ دیکھ کر باہر گیا ؤ نڈر میں بجلی آگئی ہیں۔ ایک لڑکی نے لنگوٹ باندھا ہوا ہے۔ دوسری لڑکی اس کے ہاتھ میں چاول ہیں وہ صاف بھی کرتی جاتی ہے اور دونوں ناچتی بھی جاتی ہیں۔ (۹) نویں (۱۱ بجے) کیا دیکھتا ہوں کہ میں اوپر اپنے مکان میں آیا ہوں۔ وہاں اقبال اپنے ماں کے سر سے جوئیں نکال رہی ہے اقبال نے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ یہ ٹارچ کس کی آئی ہے۔ میں نے کہا کہ ڈرائیور کی ماں کی۔ اقبال بولی کہ کہیں ہماری نہ ہو۔ میں نے کہا کہ نہیں نہیں وہ ہماری ٹارچ نہیں لائیں گے۔ پھر دیکھا کہ لالہ علی بخش نے آکر مجھ سے کہا کہ اردو کا دو القریش آیا ہوا ہے۔ اگر اٹھا کہ دیکھو تو یہ مگ جائے (باقی متعلق مجھ ہر آفت سے محفوظ رہنا)

(۱۰) دسویں (۱۲ بجے) ۔ وقت مرتبہ صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں اپنے ایک مکان میں ہتا ہوں باہر ایک بہت بڑا میدان ہے وہاں ہم لوگ کرکٹ کھیلتے ہیں۔ وہ پٹھان بھی آئے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ میر حیات خان فی الحال آج رکس میں آنے والے ہیں۔ کیونکہ آج سنیچر ہے۔ یہ سنکر میں چلا یا کہ وہ تو میرے دوست ہیں چلو ان سے ملاقات کروں۔ وہ دونوں پٹھان بھی ملنے کی غرض سے میرے ساتھ ہو لیئے۔ بہت سے لوگ ایک بہت بڑے دروازے سے آجا رہے ہیں۔ اور وہاں ایک بزرگ سفید صافہ باندھے کھڑے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی ہے اور وہ ہر شخص سے ملتے رہتے ہیں۔ میں نے دیکھتے ہی بسم اللہ کہہ کر مصافحہ کیا۔ اور کہا کہ حضور آپ نے مجھے پہچانا نہیں کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ حضور میں علی بخش ہوں میرا بھی صافہ سیاہ ہے میں نے اسکو اتار کر دیکھا تو اس کے بیچ میں سے ایک چھوٹا سا صافہ اور نکلا پھر میں نے صافہ باندھ لیا ہے۔ اور یہ کہہ رہا ہوں کہ اسی وجہ کی تو مجھے خبر ہی نہ تھی جب میں اپنے گھر پہنچا تو وہاں یہ ذکر ہو رہا ہے کہ میر حیات خان ٹوانہ آج نہیں آئے۔ میں نے پوچھا کہ آج سنیچر تھا اور رکس تھی۔ کہا کہ جی ہاں آج سنیچر تھا اور رکس تھی۔ میں کہا کہ عمر حیات خان ٹوانہ تو میرے بڑے دوست ہیں میں بھی ان سے ملنا چاہتا تھا۔ جب سے انکی تنخواہ مقرر ہوگئی ہے وہ غریب ہو گئے ہیں اس لیئے وہ نہیں آئے۔ پھر ایک بہت بڑے تالاب کے کنارے ایک لنگڑا آدمی اور ایک بہت بڑا آدمی لڑ رہے ہیں۔ آخر لنگڑے نے جو لات ماری تو وہ تندرست دور جا گرا۔ تندرست نے تالاب میں پھینکنے کے لئے لنگڑے کو جو اٹھایا تو لنگڑا اسکی چھاتی سے بیٹ گیا اور دونوں لوٹ پوٹ ہوتے ہوئے تالاب میں جا گرے لنگڑے نے کہا کہ ایسا تو ایسا ہی سہی۔ پھر وقت قریب ۳ بجے دیکھا کہ میں ایک بیمار پر دلیفہ پڑھ رہا ہوں۔ بیمار فائد اقبال ہے اور وہ اچھی ہو گئی ہے پھر وقت قریب ۸ بجے دن دیکھا کہ میں اپنے گھر جا کر بیٹھ گیا ہوں۔ وہاں میری عورت سالیاں، بچیاں سب ہی بیٹھے ہیں کھانا پک رہا ہے میری بہن بھاگ بسی بھی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تو بہت ہی بیمار ہے

۱۲۵۶ھ

(جمادی الاوّل)

تیسری رات: وقت قمر صبح ۴ بجے دیکھا کہ ایک جگہ ممبر بانخت لگا ہوا ہے۔ وہاں آدمی بہت ہیں۔ اور محفل بحرم گرم ہے۔ ایک موٹے سے سید صاحب بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے ایک پگڑی سفید کا فوطہ لپٹی ہوئی رکھی ہے جو تمام سفید زری کی ہے۔ وہ بجد خوبصورت معلوم ہو رہی ہے اور میں شہزادے کا ڈریس پہنے ہوئے کرسی پر بیٹھا ہوں۔ سید صاحب نے مجھ سے کہا کہ یہ دستار فضیلت اس ولایتی امام کی طرف سے آپ کو دی جاتی ہے جو اس وقت عرب میں بادشاہ ہیں۔ کیونکہ آپ نے کام بہت ہی اچھا کیا ہے۔ پھر وہاں مٹھائی بانٹی جا رہی ہے۔ مجھے اور اقبال کو بہت ساری مٹھائی ملی ہے۔ ہم مٹھائی لے کر وہاں سے چل دیئے راستہ میں دیکھا کہ حیدر شاہ گھاس چھیل رہے ہیں۔ اقبال کہنے لگی یہ دیکھ لیں گے کہ ان کو مٹھائی بہت ساری ملی ہے اس کے بعد میں ایک جگہ پر سفید شملہ پہنے ہوئے کرسی پر بیٹھا ہوں۔ ایک آدمی سے میں نے کہا۔ ذرا میرا سر تو دبا اس نے وہ شملہ لے کر ایک کپڑے پر رکھ دیا اور کہہ رہا ہے کہ یہ شملہ کیسا اس کپڑے پر پورا آیا۔ یہ کہہ کر وہ میرا سر دبانے لگ گیا ہے۔

(رب اپنا کرم فرما) وقت زہرہ وعطارد ۶-۷ بجے صبح دیکھا کہ میں نے ایک چھوٹے کوٹھے پر پہاڑ پر بنا ہوا ہے مگر وہ عبدالرحیم پہلوان ہو گیا ہے۔ میں نے اس کو بتھا کر کہا کہ جب تک میں پہاڑ پر نہ چڑھ جاؤں اور جب تک تم سے نہ کہوں مت آنا۔ یہ کہہ کر میں نے پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیا ہے۔ پہاڑ بچھا ہوا ہے جس کا کوئی اندازہ نہیں۔ مگر میں اوپر پہنچ گیا ہوں۔ اور وہاں سے پہلوان کو آواز دی ہے کہ پہلوان آؤ۔ پہلوان آؤ۔ اس کے بعد پہاڑوں میں پھول کے بے حساب ٹہال لگے ہوئے ہیں اور برسات بھی خوب پڑی ہے۔ مولا سنگھ وہاں موجود ہے۔ میں نے اس سے پوچھا جی آیا۔ تو نوکری تو ہے نا۔ کہا ہاں پھر جی نے پوچھا۔ تنخواہ طے ہے یا نہیں۔ بولے۔ جی کبھی ملتی ہے اور کبھی نہیں۔ میں نے کہا۔ آپ کچھ بولیں۔ آپ۔ جی ٹھیک ہو جائے گا۔ شکر ہے نوکری تو ہے۔ میں تو کچھ نہیں بولتا ہوں۔ اتنے میں اندر سے بھابی جان بولنے لگیں آئی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ یہ۔ نہیں کچھ کہے گا یاد رکھیے گا۔ اس کے بعد جنتی بخش بھابی کو لے کر میرے گھر میں آئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ لو یہ حاضر ہے جو مجھ سے تم نے کہا تھا۔ بھابی بولیں کہ ہم آپ ہی سے آئے ہیں انہوں نے تو ایک دفعہ بھی دل سے ہمارے گھر میں جنتا نہیں اور جنتی بخش بھائی سے کہہ رہا ہوں خدا آپ کو خوش رکھے اور جنتی کو ان پھروں میں بیلوں کے بجائے اب ٹالوں کے پاس میں نے مولا سنگھ سے پوچھا کہ یہ کتنے کے ہیں۔ جواب دیا۔ ایک ہزار کے ہیں۔ میں نے کہا۔ اتنے ایک لاکھ کے بھی نہ بکتے ہوں گے۔ اور آپ کے مالک بلڈنگ بنانے کے لئے آپ کو بھی ساتھ لائے تھے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا۔ بھئی میں تو اب تو ہے کے گاڈر دی کی بلڈنگیں بنتی ہیں۔ یہ پرانا رواج اب نہیں رہا ہے۔ (مالک تو ہی رحیم ہے)

ساتویں رات: وقت شمس وزہرہ ۶-۷ بجے صبح دیکھا کہ ایک درخت ہے اور میں قرآن شریف پڑھ رہا ہوں۔ اور میرے بھائی مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کا دلی ارادہ کیا تھا۔ میں نے قرآن شریف اٹھا کر کہا۔ مجھے اس کی قسم ہے۔ میرا یہی ارادہ تھا کہ میرا بیٹا بھتیجوں غلام علی و غلام حسین کو اپنی لڑکیاں دوں گا۔ اگر ان کے ماں باپ صبر کریں گے۔ بھائی بولے اور کرم انہی جو آپ کا بھانجا ہے۔ میں نے کہا۔ اسکو بھی۔ مگر افسوس ہے کہ انہوں نے صبر ہی نہ کیا۔ اب اس میں میرا کیا تصور ہے۔ اس کے بعد دیکھا کہ اقبال سفید کپڑے پہنے بیٹھی ہے۔ میں اس کو کہہ رہا ہوں کہ جوبن سے ہی رہ کر۔ اس کے بعد میرے گاؤں میں تنور گرم ہے اور اسمیں صرف ہماری ہی روٹیاں لگ رہی ہیں۔ ابھی دو روٹیاں باہر آئی ہیں۔ ایک ذرا نرم ہے تو میں گامی بھٹیارن سے کہہ رہا ہوں کہ یہ روٹی میری نہیں ہے۔ پھر ایک کڑک روٹی نکلی ہے۔ وہ میں نے پکڑ لی ہے۔ اور کہہ رہا ہوں۔ یہ بیشک میری روٹی ہے۔ باقی سب روٹیاں تنور میں ہیں۔ اور کوئلے ٹھنڈے ہو گئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں اگر حاتاں نوٹنے ہماری روٹیاں بنوائی ہیں تو ہم بنوا لیتے ہیں۔ دیکھو تو تنور بالکل ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ میرے کہنے پر وہ بیٹھ گئی اور کہنے لگی۔ میں ابھی ذرا کوئلوں کو ہلا کر تنور گرم کرتی ہوں۔ اس کے بعد دیکھا کہ میں پاؤں والا ہارمونیم بجا رہا ہوں۔ تو ذاکر استاد اور ایک چودھری صاحب آئے ہیں۔ چودھری صاحب کا لباس سفید ہے۔ میں نے ذاکر صاحب سے کہا کہ ذرا ہمارا تعارف تو کرا دو۔ ذاکر صاحب نے کہا۔ آپ چودھری صاحب ہیں اور آپ ماسٹر صاحب ہیں میں نے پوچھا۔ حضور کا دولت خانہ۔ کہا سیالوال۔ میں نے کہا۔ وہ تو میرا ہی ملک ہے (مولا میرے سارے کام سنوارے۔)

آٹھویں رات: وقت زحل وقمر ۷ بجے صبح دیکھا کہ میں ایک بہت ہی گہرے پانی میں کودا ہوں جو بہت ہی گہرائی میں ہے اس کے بعد ایک مکان کو

دیکھا کہ دوائی بہت ہی کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے پھر وقت عطارد ۵ بجے دیکھا کہ جو کچھ میں نے اس سے پہلے پایا تھا اسی کی تائید ہے اور بھی بہتر سے بہتر دیکھا۔ (فضل وکرم فرما) (۲۵) انتیسویں رات:۔ وقت مریخ ۴ بجے صبح دیکھا کہ میں کھانا کھانے اپنے گھر گیا ہوں دیکھا کہ گوشت روٹی یکی ہوئی ہے اور میری مستورات صاحبہ کسی سے باتیں کر رہی ہے۔ دوبارہ پھر میں آپنے گھر گیا تو وہ سوئی ہوئی ہے۔ میں نے اس کو جگایا اس نے ڈرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ اگر آپ تین باتیں چھوڑ دیں تو کتنا بہتر ہے میں نے کہا کہ کیا کیا کہا کہ ایک تو آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی دی ہوئی بڑیا ہے اسے پہنے پھرا کرو۔ دوسرے کسی سے بات نہ کروں تو ناراض نہ ہوں۔ تیسرے محبت میں نے کہا کہ ہے اپنے کہا کہ بے ایمان میں نے اس بات کا خیال تک نہیں کیا ہے۔ بالکل بھلا دیا ہے۔ میں نے تو تجھے بالکل معاف کر دیا ہے۔ جو مرضی ہو کرے چل اب روٹی دے یہ سنکر وہ بھولکہ خوش ہو گئی میں نے کہا یہ تو واسطے محبت کے تھے میں نے کہا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ سب کچھ تمہارا ہے۔ میں تو تمہاری ہوں۔ (رحم فرما پروردگار) (۲۶) گیارھویں رات:۔ وقت مشتری ۷ بجے صبح دیکھا کہ مجھ سے میرے چچا کے لڑکے خدا بخش وحید بخش ملے ہیں۔ پھر میں ٹرام کے پٹے کے پاس گیا ہوں برسات بہت پڑی ہے۔ یہاں تک کہ میرے سارے کپڑے بھیگ گئے ہیں۔ میں نے اپنے کپڑے سکھانے کے لئے ایک درخت پر پھیلا دیئے ہیں اور میں انتظار میں ہوں کہ رات کی آخری ٹرام کب آئے اور میں جاؤں۔ یہ سوچ ہی رہا ہوں کہ سامنے سے ٹرام آتے دکھائی دی کی بتیاں خوب روشن ہیں جب وہ قریب آئی دیکھا کہ اسمیں عورتیں بھی آرہی ہیں۔ میں بھی کتنا بے غیرت ہوں کہ بیشاب کرنے بیٹھ گیا ہوں میں خود ہی خود کہہ رہا ہوں کہ ٹرام میں عورتیں بھی آرہی ہیں میں بھی کتنا بے غیرت ہوں کہ بیشاب کرنے بیٹھ گیا ہوں۔ (۲۷) بارھویں رات:۔ وقت شمس ۷ بجے صبح دیکھا کہ میرا ایک ہی لڑکا ہے جو مر گیا ہے۔ اسکو غسل دینے کیلئے لوہا وغیرہ لینے کو نہیں جا رہا ہے۔ بالآخر میں خود ہی لینے گیا ہوں۔ اور بنیئے کو میں نے چاندی کی اٹھنی دی ہے۔ لیکن اس نے قبول نہیں کی ہے۔ لیکن میں نے وہ چیزیں لیکر لڑکے کے ہاتھ بھجوا دیں ہیں۔ بعد میں میں اپنے گھر آیا ہوں اور اپنے گھر کی دو خاص چیزیں سنبھال کر رکھ دیں ہیں۔ ایک تو بکس میں رکھکر تالا لگا دیا ہے اور دوسری کو غلاف چڑھا دیا ہے اور دونوں چیزوں کو چھپا دیا ہے۔ لڑکوں نے خبر دی کہ لوگ ادھر ہی آرہے ہیں۔ اقبال نے بھی آکر یہی کہا میں نے کہا کہ میں نے تو اپنی خاص چیزیں سنبھال کر رکھ دیں ہیں۔ ایک اور آدمی نے کہا کہ اسکو تو اپنی قدیر سے کھا گیا ہے پھر اقبال رو رو کر بے حال ہوئی جا رہی ہے۔ اور یہ کہہ رہی ہے کہ لڑکا کا غسل دینے کے بعد بہت ہی خوب صورت نکلا ہے وہ اکیلا ہی قبر میں جائیگا۔ میں نے کہا کہ یہ جو سال گذر گیا ہے اسی میں اس لڑکے کی دو مائیں اور ایک بہن مر چکی ہے۔ وہ اس کو سنبھال لیں گی۔ اچھا لو بان لاؤ۔ ایک آدمی بولا کہ باہر ہزار پولیس کھڑی ہے کسی کی کیا مجال ہے کہ جو کوئی دم مارسکے کیونکہ ہم لوگ بازار جانے کیلئے ڈرتے ہیں۔ اسلئے میں نے تالا لگا دیا ہے۔ پھر وقت عطارد ۸ بجے صبح دیکھا کہ ایک آدمی میرے پاس آیا ہے اور مجھ سے کہہ رہا ہے فلاں جگہ ایک عامل باعمل رہتا ہے چلئے آپ کو دکھاؤں۔ تو میں اسکے ساتھ ہو لیا ہوں۔ جہاں وہ عامل صاحب رہتے ہیں ہم نے دیکھا کہ ایک بہت ہی بھاری اور بہت اونچی بلڈنگ ہے۔ لیکن چڑھنے کے لئے راستہ نہیں ہے تلاش کرنے کے بعد بلڈنگ کے بیچ میں ایک روشندان نظر آیا جیسے بڑے کنوئیں کا منہ ہم اسکے اوپر چڑھ گئے دیکھا کہ عامل صاحب بیٹھے ہیں۔ انھوں نے دیکھتے ہی کہا کہ آپ آگئے۔ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ ہمیں ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے ہم داد و سیر باغ کے ہوٹل میں بیٹھے ہوں میں نے عامل صاحب سے کہا کہ آپ میرے لئے دعا و سفارش کریں اور میں نے ان کی ٹھوڑی پکڑ رکھی ہے۔ اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہاں کریں گے۔ اور ان کے گھڑی کے نیچے کی طرف کے پرزوں میں آگ لگ رہی ہے۔ میں نے ان سے کہا کچھ ہونے کی فرع نہیں۔

تیرھویں رات:۔ وقت زہرہ ۸ بجے صبح دیکھا کہ ایک مکان میں ایک طرف ایک میز اور ایک کرسی ہے اور دوسری طرف بھی ایسی ہی ہے اور ہر کرسی پر ایک ایک آدمی بیٹھا ہے اور ایک لوہے کی گھونسنے والی کرسی پر میں بیٹھا ہوں اور اٹھ نہیں سکتا ہوں۔ اور اسی کرسی پر سے گرفتار ہو چکا ہوں۔ مگر پھر سنبھل گیا ہوں۔ اور غسل میں نے کیا ہوا ہے پھر میں گھر جانے کے لیے اٹھا ہوں تو ایک سفید کاغذ میں لپٹی ہوئی دوائی لے لی ہے جس کی قیمت دو پیسے ہے۔ میں نے پاکٹ سے دس پیسے نکال کر میز پر پھینک دیئے ہیں۔ جو دو آنے میں نے زیادہ دیئے ہیں وہ میں نے واپس مانگے ہیں۔ کرسی پر بیٹھنے والے صاحب نے دو آنے کے پیسے ہی دیئے ہیں اور کہا کہ کیا آپ ناپاک تھے؟ پھر گئے۔ میں نے کہا جی نہیں میں تو غسل کئے ہوئے ہوں یہ تو اس کرسی میں خاص بات ہے۔ جو بیٹھی دفعہ بیٹھا وہ گرا۔ پھر میں وہ دوائی لیکر چلے گا اور وہ دونوں صاحب کرسی پر بیٹھے بیٹھے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ (اے میرے مالک اے پروردگار عالم اے عالم الغیوب تو خوب دلوں کا حال جانتا ہے تو میرے تمام گناہ معاف فرما)

وہ بھاگ جاتا ہے۔ جب یہ بات میں نے دیکھی تو مجھے بہت ہی رنج ہوا اور میں کہہ رہا ہوں کہ نیچے جا کر اس سے دوا لوں۔ اس غریب کو یہ دونوں ستا رہے ہیں جو بالکل بے قصور ہے۔ باقی دیکھا تو بہت کچھ لیکن یاد صرف اتنا رہا کہ ہم کہیں سے آ رہے ہیں۔ میں بھائی اور بچوں سے کہہ رہا ہوں کہ کھانے پینے کا کچھ خیال نہ کرو۔ حسنی بخش نے مسکہ روٹی آگے ہی سے تیار رکھا ہے۔ اور بھی بہت سارے آدمی ہیں۔ پھر وقت عطا دہ بجے شام دیکھا کہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر غلام علی کے پاس پہنچا ہوں۔ اور اس کو میں نے کپڑے دیئے ہیں۔ وہ بولا، یہ زیادہ جو بولیں گے کہ یہ تو کہاں سے لایا ہے! میں کیا جواب دوں گا میں کیا جواب دوں گا۔ میں اس کو سمجھا رہا ہوں کہ تو فکر نہ کر۔ میں کہہ دوں گا کہ ہم دونوں رشتہ دار ہیں۔ (رب تو مجھے بخشندے)

بیسویں رات:۔ وقت زہرہ ۶ بجے دیکھا کہ میں حسین بی وصالح بی جو سفید لباس میں ہیں۔ میں ان دونوں سے ملا ہوں اور شادی ہے وہاں کھانا پیا ہے۔ سب لوگ کھا رہے ہیں۔ کوئی نوالہ روٹی کھا رہا ہے اور میں گوشت روٹی کھا رہا ہوں۔ اور یہ کہہ رہا ہوں کہ تیل کی خوشبو ابھی تک نہیں گئی ہے۔ اور دوائی خوب زوروں پر جاری ہے اس کے بعد میں مالک کمپنی میں پارٹ کر رہا ہوں اور ایک تالا گا رہا ہوں۔ کھیل ختم ہو چکا ہے۔ جلیلہ بھائی حق بخش بجا رہے ہیں۔ اور سامنے سے چند دھلائی اور گنیف آئے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ تار غلط لگ رہا ہے میں نے آنکھ کے اشارے سے جانے کیلئے کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ بھائی تمہیں ٹھیک ہو اور تمہاری ہی گنیف اچھی ہے۔ پھر میں نے بیچ ہی میں سے بول پکڑ کر گا دیا ہے جہاں سے کسی کو امید نہ تھی۔ پھر میں دنگوں میں اپنا جوتا ڈھونڈ رہا ہوں۔ میرا جوتا نہیں ملا تو میں نے چند دکا جوتا پہن لیا ہے انہوں نے کہا آپ یہی پہن لیں۔ پھر میں نے ان کا جوتا مانگ دیا ہے اور یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ تمہارا ہے تم یہی پہنو۔ پھر میں اپنا جوتا ڈھونڈتے ڈھونڈتے دنگوں میں اندر گیا ہوں۔ وہاں میرا جوتا مل گیا ہے۔ اور میں نے پہن لیا ہے۔ پھر وقت مشتری ۵ بجے دیکھا کہ میں بہت سارے لوگوں میں کہہ رہا ہوں کہ اللہ نے مجھے جو دوائی دی ہے اس کی خوراک ایک انچ گیہوں کا ہے جو اس کو کھائے گا۔ اللہ اس پر خود رحم کرے گا۔ اور دیکھا کہ بہت سارے آدمی آئے ہوئے ہیں ان کو فائدہ ہو رہا ہے (مولا رحم کر)

تیسویں رات:۔ وقت صبح دیکھا کہ میں پائخانے جا رہا ہوں دو عورتیں وہاں بیٹھی ہیں۔ پائخانہ بند ہے اس کی مرمت ہو رہی ہے۔ جب میں پائخانے کے اندر جانے لگا تو اس میں سے ایک عورت زبردستی میرے ساتھ لگ جاتی ہے اور مجھے دبانا چاہتی ہے۔ تو میں پائخانے کے اندر جا کر کہہ رہا ہوں کہ اتنی پائخانہ مرمت ہو رہا ہے یہ اسی لئے بند تھا۔ اس کے بعد ایک دوا خانہ ہے۔ وہاں میری بہن دین ایک آدمی کے ساتھ دوا لینے آئی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں اس کے بھی پیسے میں ہی دوں گا۔ آپ اس کو دوا دیدیجئے۔ میں نے اس کے پیسے دیدیئے اور وہ دوا لے کر چلی گئی۔ پھر وقت مرتخ ۳ بجے دیکھا کہ میں اور بھائی اللہ دیا باتیں کرتے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ بھائی جی ہم دونوں نے بہت کیرتن وغیرہ کئے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ دیا مر گیا ہے۔ اور آپ زندہ ہیں۔ آپ کو صرف ایک دفعہ باہر کے کیرتن میں جانا چاہئے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ آپ مرے نہیں ہیں۔ بلکہ زندہ ہیں۔ پھر دیکھئے کتنا کام ہوتا ہے ہماری اتنی دعوت ہے اس کو اب سنبھال لینا چاہئے۔ انہوں نے کہا:۔ اچھا۔ اس کے بعد میں، بھائی بھیرا اور شرف الدین ایک گلی سے نکلے ہیں۔ چاند کی چاندنی ہے اور میرے ہاتھ میں مشعل ہے۔ صبح کا وقت ہے اور یہ میں نے دروازہ کھلوایا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ نوابی روشنائی کا گھر ہے۔ اور میرے بھائی کے بال بچے اپنی نانی روشنائی کے گھر جا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں ایک حجام کو سیاہ کپڑے پہنے والی جو بہت ہی دبلا منار ہے گاڑی میں اس کی عورت (میم انگریز) بیٹھی ہے وہ کھینچ رہا ہے لیکن گاڑی اٹھ اٹھ کر گر رہی ہے وہ عورت بھی گر گئی ہے یوسف آفندی بولے۔ چلتی گاڑی میں رورڈ آ گیا تھا جس کا پہلے ہی سے کھٹکا تھا۔ (ریب ہو دفع)

چوبیسویں رات:۔ وقت مرتخ ۵ بجے صبح دیکھا کہ میں مسجد میں جا کر نماز پڑھ کر گھر آیا ہوں۔ دیکھا کہ مصلیٰ بچھا ہوا ہے ایک عورت نے مجھ سے کہا نماز پڑھو۔ میں نے کہا۔ ابھی تو نماز پڑھ کر آیا ہوں۔ پانی ذرا لاؤ۔ میں ہاتھ دھولوں۔ وہ پانی لائی میں نے ہاتھ دھو کر کلی کر کے نماز پڑھی ہے۔ اس کے بعد جدہ آیا ہے وہ بولتا ہے کہ کھچڑی اور مرغی پکاؤ۔ میں حج کو جانے والا ہوں۔ رسن کردہ عورت کہتی ہے وہ تو بولنے ایکدفعہ کھچڑی اور مرغی پکائی تھی۔ یہ کہتا ہے کہ کھچڑی اور مرغی پکاؤ۔ میں نے کہا۔ بھائی میں نے تو آج تمہارے ہی منہ سے کھچڑی اور مرغی سنی ہے اتنے میں مدلقا کھڑی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں یہ بچی تو مرواہی ڈالتی ہے۔ تم جاؤ اور ذرا پیار سے سمجھانا۔ پھر وقت زہرہ ۷ بجے دیکھا کہ برسات بہت ہوئی ہے۔ گاگا میں ایک مکان کے اندر سب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ پانی جو باہر کھڑا تھا گھر کے اندر آ رہا ہے میں کہہ رہا ہوں ارے جلدی کرو۔ باہر جا کر دیکھو کہ یہ پانی کیسا آ رہا ہے۔ جب کوئی نہیں اٹھا تا تو میں نے خود ہی جھت پر جا کر دیکھا تو وہی پانی جو باہر کھڑا تھا وہی اندر آیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ کوئی دروازہ ہے۔ وہی پانی اندر آیا ہے جو باہر کھڑا تھا۔ اسی مکان کے اندر حسنی بخش مہروی کی بات سنا رہے ہیں۔ علی بخش اور میاں فقیر بخش سننے والے ہیں۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں۔ ایک جوان فقیر آ کر کہہ رہا ہے کہ اگر ہم نے کھانا کھایا ہے تو آپ کا پیشاب کھایا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے اس فقیر کے ماتھے پر جو ہاتھ

کو کچھ پنڈت لوگ دھو رہے ہیں اور خود بھی نہا رہے ہیں۔ میں نے کچھ منتر پڑھا ہے جو کہ گس تھوڑوں سا کچھ ہے۔ تو وہ سب پنڈت مجھے مان گئے اور اندر سے پنڈت بتیاب کے بال بچوں نے مجھے بلایا ہے۔ میں نے جا کر دیکھا کہ پنڈت بتیاب صاحب پڑے ہوئے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی انہوں نے کہا کہ یہ میری سختی کب نکلے گی۔ میری یہ سختی نکلوا دیجئے۔ میں نے کہا اچھا۔ مجھے ان پر ترس آگیا۔ اور میں نے کوڑیوں کا ایک بنا کر ان کے گلے میں ڈال دیا۔ اور کہا کہ آج تمہاری سختی نکل گئی ہے۔ یہ کوڑیاں اس کی نشانی ہیں۔ جدھر سے تم جاؤ گے ادھر سے ہی پتہ چلے گا کہ یہ سختی جا رہی ہے۔ یہ کہہ کر میں ایک راستے پر جا کر کھڑا ہو گیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں پانی کی گڈوی بھری ہوئی ہے اور میں نے صرف دھوتی باندھ رکھی ہے اور میرے منہ پر یہ ہے کہ آج اس کی سختی چلی جا۔ آج اس کی سختی چلی جا۔ آج اس کی سختی چلی جا۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرے سامنے سے وہی برہمن ہر گیا نکل گیا ہے۔ میں اس کے پیچھے یہ کہتا جا رہا ہوں اس کی سختی نکل جا۔ اس کی سختی نکل جا۔ اس کی سختی نکل جا پھر میں کوڑیوں کو دیکھ کر یہی کہہ رہا ہوں کہ آج اس کی سب سختی نکل گئی۔ (یہ دردگار میرے سارے گناہ بخشدے)۔

بارھویں رات:۔ وقت مشتری ۵ بجے صبح دیکھا کہ میں نے اقبال سے باتیں کی ہیں اور ہم دونوں کا لباس سفید ہے۔ اس کے بعد لطیف ہوٹل والا ہے اور زیبو ہے تو زیبو مجھے بات سنا رہی ہے کہ جب لطیف مجھ پر مرتا تھا تو میں دیکھتی بھی نہ تھی۔ جب میں نے دیکھا کہ لطیف بالکل ہی مرنے والا ہے تو میں نے ٹھیک بارھویں کو دیکھا۔ پھر وقت زحل ۱۱ بجے دیکھا کہ میرے گھر کے سامنے ایک بہت بڑی صاف سڑک ہے اور اس سڑک پر ایک ریلوے لائن ہے اور اس پر ایک گاڑی بھری ہوئی آ رہی ہے اقبال نے مجھے آواز دی ہے اور کہا ہے کہ لیجئے وہ آگئی ہے اور گاڑی میں سے لوگ مجھے ہاتھ کے اشارے سے بلا رہے ہیں تاکہ میں بیٹھوں۔ پھر وہ گاڑی میری وجہ سے رک گئی ہے۔ اندر ریزرو لیٹنے لگا۔ اقبال نے فیروز کو بھی آواز دی وہ اندر سے نکل کر میرے پیچھے ہو گیا جب ہم زنانہ پہونچے تو ہز سلطانہ ہیروئن میکپ کئے ہوئے ڈریس پہنے ہوئے بالکل تیار ہو کر اسی گاڑی میں بیٹھ رہی ہے (فضل کریم)

وقت مشتری ۸ بجے صبح دیکھا کہ میں، ایک ہیروئن اور ایک مرد ہم تین افراد ہیں۔ میں نے السلام علیکم کہا اور جواب لے کر تھوڑی دور پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ دیکھتا ہوں کہ اس کا مرد آیا ہے اور وہ اس سے کہہ رہی ہے کہ ایک مرد آیا تھا اور وہ سلام علیکم کہہ کر چلا گیا اور مجھ سے یہ بھی کہا کہ میں پھر آ کر ملوں گا۔ مگر ابھی تک وہ واپس نہیں آیا ہے اور مجھے اس سے ڈر لگتا ہے۔ اس کے بعد میں بھیرے کے بازار میں کھڑا ہوں۔ ایک آدمی میری عورت کی طرف سے گاگے سے پیغام لے کر آیا ہے وہ مجھ سے کہہ رہا ہے۔ برسات بے حد ہونے والی ہے اور میں اناج لینے آیا ہوں۔ چونکہ اس وقت کچھ نہیں ملے گا۔ اس لئے چنے ہی لے لیتا ہوں۔ یہی ابال ابال کر کھائے رہیں گے۔ اور میں نے اس کو روپیہ دیا ہے اور اس نے چنے تولا لئے ہیں۔ میرے پاس جتنی چیزیں تھیں ان کو اور مدلفا کو ایک ہی گٹھڑی میں باندھ دیا ہے اور ہم اپنے گھر گاگے جا رہے ہیں۔ کبھی گٹھڑی کو وہ اٹھاتا ہے کبھی میں اٹھاتا ہوں۔ آسمان پر سیاہ بادل خوب نظر آ رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ برسات بھی کافی پڑ چکی ہے۔ پھر وقت مریخ ۵ بجے شام دیکھا کہ میں گاگا میں ایک صاحب کو اڑا اڑ کر بتا رہا ہوں۔ وہ صاحب کہنے لگے کہ آپ ہوا پر کیسے اڑتے ہیں۔ میں نے پھر اڑ کر ان کو بتایا ہے۔ انہوں نے کہا آپ سیدھے اڑیئے۔ میں نے ان سے کہا، بھائی میں تو ابھی پریکٹس کر رہا ہوں۔ اس کے بعد اسٹار بیکری ہے وہاں جنی بخش کو عبداللہ نے نوکر رکھوایا ہے۔ جنی بخش کام کر رہے ہیں اور عبداللہ نے بھی مصالحہ ڈال دیا ہے اور اس کو رگڑ رہا ہے تو میں کہہ رہا ہوں۔ یہ تو محنت بھی کرتا ہے اور فلم کمپنی میں نوکری بھی۔ یہ سن کر وہ بولا کہ نوکری فلم کمپنی میں جیسے پہلے تھی۔ اب ویسی نہیں ہے اب میں صرف یہی محنت کرتا ہوں۔ اور جو چاہو وہ ہوتا ہے۔ یہ بار بار کہے جا رہا ہے اور اس کے ہاتھ پر شکر اور ڈبل روٹی کا ٹکڑا ہے جو وہ کھائے گا۔ گھر میں اس کے ہاتھ پر سے اٹھا کر کھا گیا ہوں۔ (رحم فرما رب العلمین)۔

سولھویں رات:۔ وقت مریخ ۷ بجے صبح دیکھا کہ ایک دریا خوب زور میں چل رہا ہے اور اسمیں ایک جہاز پر میں بیٹھا ہوں اوپر کی منزل پر جو نظر کی تو ایک آدمی ایک چھوٹی سی کشتی پر بیٹھا ہوا آ رہا ہے اس کے ہاتھ میں کشتی چلانے والا بانس ہے کبھی وہ ڈوبتا ہے اور کبھی تیرنے لگ جاتا ہے اور کبھی کشتی ڈوبتی ہے تو وہ بانس پکڑ لیتا ہے اور اگر بانس ڈوبتا ہے تو وہ کشتی کو پکڑ لیتا ہے اور کبھی تینوں ہی ڈوب جاتے ہیں اور خود بخود نکل بھی آتے ہیں۔ پھر میں اوپر ایک آدمی کے ساتھ کھڑا ہوں اور اس آدمی کے ہاتھ میں دوا کی شیشی دیتے ہوئے کہا ہے کہ تم اس کو لے کر نیچے چلو۔ میں آتا ہوں۔ جب وہ نیچے گیا تو میں نے دیکھا کہ اس نے ایک آدمی اور ایک عورت کا کام کیا ہے اور ایک تیسرا آدمی جو بالکل غریب ہے اس کے چوتڑوں پر یہ دونوں لات مار رہے ہیں اور

انسیویں رات :۔ دیکھا کہ میرا مکان جو بن رہا تھا وہ ایکدم رنگ روغن لگ کر مکمل ہو گیا ہے۔ اور میں لوگوں کو اس میں بسا رہا ہوں۔ نئی نئی اس میں ایک دم روشنی ہے اور میں ہر طرف سے اس مکان کو دیکھتا پھر رہا ہوں۔ (خدایا بس تیرا ہی آسرا ہے)

اکیسویں رات :۔ دیکھا کہ شہزادہ ایاز بیٹھا ہوا ہے اور میں ہمدمرے میں گا رہا ہوں۔ "دے دے بنا میں تیرے سہرا گندھ کے لے آتی۔ دے دے بنا ہور نالاں دیتا۔ پیر ادے منگے ماں مراد ادے میں بھی تے مگن آئی دے دے آوے بنا چڑھ دے لگتا دے کھارے دے دودھ دی نال نہائیں دے" یہ سن کر ایاز کہنے لگا کہ یہ پیر اور امیر بھی بہت پیار سے گاتے تھے۔ میں پیر آذر امیر کا ماموں ہوں۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرنے لگا اور کہا کہ پیر آذر امیر تو میرے بڑے دوست تھے اس کے بعد میں صنم کو پکڑ کر اس کے سر پر طمانچے مارتے ہوئے کہہ رہا ہوں۔ تجھ پر لعنت ہے تجھ پر لعنت۔ مجھے کبھی شکل نہ دکھانا۔ قیامت تک تجھ پر لعنت ہے

بائیسویں رات :۔ دیکھا کہ میرا مکان بالکل مکمل ہو گیا ہے۔ میں لوگوں کو روپیہ دے رہا ہوں۔ اب کہیں پانی نہیں ٹھیر رہا۔ (رحم کر رہی)

تیئیسویں رات :۔ دیکھا کہ ناٹک کمپنی کے مالک نے ایک آدمی کو بلایا ہے۔ وہ آدمی ہم دو آدمیوں کو لے کر گیا ہے۔ جا کر دیکھا تو مالک ایاز ہے اس نے اس لئے بلایا۔ ہے کہ وہ صید ہوس میں رحیم کا پارٹ کرے تو میں اکٹنگ کر کے تا رہا ہوں اور مالک سے کہہ رہا ہوں کہ رحیم کا پارٹ تو میں خود ہی کر سکتا ہوں۔ اگر آپ نے اچھے سے اچھا کام کروانا ہے تو اس کو کریم کا پارٹ دو۔ یہ کریم کا پارٹ ایسا کرتا ہے جس کا جواب نہیں۔ رہا میں تو دلی ہے۔ پھر میں وہیں پر ناٹک کی طرح میں ہر موسم میں خوب بجا رہا ہوں۔ اور مالک کمپنی سے ریہرسل ڈھول کر اس میں ہمارا نام درج کر دیا ہے۔ ایکسال کے لئے ہمارا اگریمنٹ ہو گیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ناٹک میں تھوڑے پیسے ملیں گے۔ فلم کمپنی میں زیادہ پیسے ملتے ہیں۔ پھر بے حد گندگی ہے جہاں سے جانا مشکل ہے۔ پاخانہ کی بدبو ہے پانی بے حد برس رہا ہے۔ اس نے حد کھیل شروع ہو گیا ہے اور ہر لیس کو بخار چڑھا ہوا ہے۔ اس کی طبیعت بہت خراب ہے اور اس کو میکپ کرنا ہے پھر لیس پوچھنے لگا کہ میکپ کون کرتا ہے۔ ڈائرکٹر نے کہا۔ بادشاہ کے لڑکے کرتا ہے۔ اور مجھ سے کہا آپ بھی میکپ کر لو۔ میں نے فوراً میکپ کر لیا ہے۔ اور کہہ رہا ہوں نہ جی نہ۔ بادشاہ کے لڑکے کا کام کئے لیتا ہوں۔ میں نے بھی تو ہمیشہ کام کیا ہے

چوبیسویں رات :۔ دیکھا کہ ایک بہت زبردست میلہ لگا ہوا ہے لوگ بہت دور دور سے آئے ہوئے ہیں۔ خوب گانا بجا رہا ہو رہا ہے کہ ایک دم زور زور کی مار دھاڑ شروع ہو گئی ہے لوگ بھاگنے شروع ہو گئے ہیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس میدان میں جو ایک ٹھیٹر کی شکل ہے ایک طرف دروازہ کھلا ہوا ہے میں اس کے اندر گھس گیا ہوں۔ اندر دیکھا کہ تمنٹ اور گیسوں کی لوریاں کی بوریاں بھری پڑی ہیں۔ اتنے میں جلال اور دانیم آئے ہیں۔ ایک طرف سے جلال نے اور دوسری طرف سے دانیم نے میرے ہاتھ میں ہاتھ دے کر السلام علیکم کہا۔ میں نے کہا چودھ چودھ۔

جلال کے ہاتھ میں ایک معصوم بچہ ہے جو شاید چھ مہینے کا ہے میں نے کہا یہ ایک ہی جیالا آیا ہے اور یہ جلال کی نسل ہے جو رہیگی۔ اور تھوڑا ہی تھ گر رہو گا کہ عالاں دلدار دانم اور نیا ہی بھی کھڑی ہیں۔ سب کے سب بہت خوش ہیں۔ میں بھی ان سب کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہا ہوں۔ میں اور جلال نہایت خوبصورت شیروانیاں پہنے ہوئے ہیں اور ہم دونوں کے ہاتھوں میں انگوٹھیاں ہیں۔ جلال کی انگوٹھی میں جگ ہے میری انگوٹھی سبز رنگ کی ہے جسمیں فیروزہ جڑا ہوا ہے۔ پھر میں نے عالاں سے پوچھا۔ قطب الدین اور احمد دین کو دیکھے ہوئے مدت ہو گئی ہے وہ کیسے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ ہاں ضرور دیکھو۔ وہ لوگ گھر میں بے کار بیٹھے ہیں۔ ہاں تو جلال اور دانم بہت بڑے زمیندار ہیں ان میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بلکہ ہم تینوں کا ایک ہی درجہ ہے اور وہ لوگ مان رہے ہیں۔

سب سے پہلے نام صالح دیکھا۔ پھر امرناتھ بیچر کا ڈائرکٹر کا ایک لمبی اور بالکل نئی موٹر کار میں بیٹھ کر آئے ہیں

ستائیسویں رات :۔ میں کہہ رہا ہوں اتنی لمبی موٹر کار ہم کو لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو اپنے مطلب کی کار لیں گے۔ اس کے بعد ایک طرف پہاڑ کا کنارہ ہے اور دوسری طرف سمندر ہے جسمیں ایک جہاز ڈوب رہا ہے اس میں سب ہندی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جہاز ڈوب رہا ہے۔ میں امن والان سے کنارے پر کھڑا ہوا ہوں۔

پروردگار تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جو کچھ مجھے پڑھنے کا حکم ہوا تھا وہ مجھے تو نے ہی پڑھنے کی ہمت دی۔
اور تیری مہربانیاں مجھ پر بے حساب ہیں۔ جملہ مومنین کو اللہ طاقت اور ہمت دے کہ وہ بھی اپنے
رب کا فضل ڈھونڈیں اور وہ مل جائے۔ آمین۔ آمین۔ ثم آمین

رکھا ہے تو اس کی دونوں آنکھیں پھوٹ گئی ہیں اور خون بہ نکل گیا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ میری بات تو کبھی آپ لوگ میری بات تو سنتے نہیں ہو۔ اس کے بعد تحصیل پر بادردی کر پانی پہرہ دے رہا ہے۔ میں اس سے بچ کر دوسری طرف سے جا رہا ہوں۔ دیکھا کہ شیخ فضل الٰہی پارچہ ایک گھوڑی پر بیٹھے ہوئے اور ایک خالی ہے۔ دونوں گھوڑیاں (نوجوان اور نہایت خوبصورت ہیں وہ سب اسباب سے مزین ہیں معلوم ہوا ہے کہ وہ سرکار کے گھر نائب تحصیلدار بننے کیلئے گئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں یہ بڑے آدمی ہیں۔ سرکار ان کا گھر ہے۔ وہاں بڑے لوگوں کی بات مانی جاتی ہے۔ نائب تحصیلدار تو کیا ڈپٹی اسسٹنٹ یا جو چاہیں ہو جائیں۔ میں نے لعل دلکھ کا نام بھی لیا ہے۔ اقبال کہتی ہے۔ تم ہر وقت ان کا نام کیوں لیتے ہو۔ میں نے کہا "لعل نظام نثار علی بخش نخی مٹی جان" میں کہنے بھی نہ پایا تھا کہ مہ جبیں آگے آکر کہتی ہے کہ "نخی مٹی جان بی ڈھولا۔ یہ سب لوگ میرے بچپن کی ہیں اور ہم سب ناچ میں تھے اور سہیلیوں میں نکلتے تھے۔ اس لئے یہ لوگ مجھے یاد رہتے ہیں"۔

ستائیسویں رات:۔ وقت قریب ۶ بجے صبح دیکھا کہ ایک جنگلی شہزادہ ایک آدمی کے ساتھ شیر پر سوار ہو کر آیا ہے اور ایک جنگلی جانور اس کی محبوبہ کو جو بہت خوبصورت ہے جھپٹا مار کر لے گیا ہے۔ تو وہ جنگلی شہزادہ بجلی کی طرح اس کے پیچھے دوڑ گیا ہے۔ ایک آدمی بولا کہ اسے کیسے معلوم ہوگا کہ وہ جانور اس عورت کو کہاں لے گیا ہے۔ میں نے کہا۔ اس کی زبان میسر ہو گئی ہے اور خوب چلتی ہے۔ اس کو زبان کے ذریعہ سے سب جہاں کا پتہ چل جاتا ہے۔ جہاں کی چیز دیکھنا چاہے سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ یہ باتیں ہم کر ہی رہے تھے کہ وہ اپنی محبوبہ کو چھڑا بھی لایا۔ اس کے بعد ایک مکان میں میری گود میں میری سہیلیاں پڑی ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ تو میرا اچنا ہے نا۔ یعنی تو میرا چاند ہے نا۔ وہ کہہ رہی ہے کہ اپنے گھر (یعنی اپنے گھر کا۔ اور ہم دونوں بے حد رو رہے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ تو میرا اچنا ہے نا۔ اس نے کہا ہاں۔ تو میں نے منہ میں منہ ڈال کر خوب پیار کرنا شروع کر دیا ہے اور ہم روتے بھی جا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ تو جانتی ہے کہ میں تجھے کتنا پیار کرتا ہوں اور تیری کتنی فکر رکھتا ہوں۔ اقبال بولی۔ میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ میں آپ دونوں کے پیار سے جی رہی ہوں۔ مغرب میں آپ اور مشرق میں میری ماں ہیں (رب میرے کل گناہ بخشدے)

سنہ ۱۳۵۶ھ

(جمادی الآخر)

چوتھی رات:۔ وقت مشتری ۵ بجے صبح دیکھا کہ دلالی کو بہت زبردست کامیابی ہے۔ لوگ کامیاب ہو ہو کر چلے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں ایک جگہ بیٹھا ہوا ذرا سا چندھیا کے دیکھ رہا ہوں۔ بھائی کسی کو بلانے کیلئے آئی ہیں۔ وہ مجھے دیکھ کر کہہ رہی ہیں کہ یہ آپ چندھیا کے کیا دیکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ واہ رے سستی میری چھونک تو آسمان میں دروازہ کر کے اوپر پہنچ جائے گی۔ اس کے بعد ایک آدمی نے مجھ سے کہا۔ کیا آپ جتی بخش کو جانتے ہیں؟۔ ذرا بلا دیجئے۔ میں نے کہا جیسا میں جتی بخش کو جانتا ہوں اور کوئی نہیں جانتا۔ جتی بخش میرے مکان کے بازو میں رہتے ہیں

چھٹی رات:۔ وقت شمس صبح ۴ بجے دیکھا کہ میں اپنی بہن سے کچھ بات کر رہا ہوں اور مجھ سے محبت کر رہی ہے اس کے بعد میں گاؤں سے کہہ رہا ہوں کہ کوٹ ایسا اچھا بنانا۔ چاہے ایک دن کے دو دن لگ جائیں۔ پروا نہ کرنا۔ خوب سینا۔ تاکہ گراہک کام دیکھ کر پھر بھی آوے۔

(رب العلیٰ مجھ پر فضل فرما)

ساتویں رات:۔ وقت زحل ۵ بجے صبح دیکھا کہ میرا معشوق بھاگا جا رہا ہے۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے بھاگا جا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ ایک جگہ جا کر بیٹھ گیا ہے اور ایک ہی لمحہ میں وہ مٹھائی کا عبدالرحیم پہلوان کی شکل ہو گیا ہے۔ میں نے اس کا سر توڑ کر کھا لیا ہے اس سے پہلے جہاں وہ رہتا ہے اور رات کو کام کرتا ہے۔ وہاں بھی مٹھائی کا عبدالرحیم پہلوان کی شکل بنا بیٹھا تھا۔ نخو آئی تھی اور بھائی بھی کھڑی تھیں نوین اس مٹھائی کے تیلے کا مالک بن گیا تھا۔ میں نے فضل بھر کر مٹھائی نخو کو دی تھی کہ لے جا۔ پھر میں اور نخو دونوں مٹھائی کھا رہے تھے۔ نخو نے بھائی کو بھی مٹھائی دی تھی۔ بہرکیف وہ مٹھائی کا پہلوان عبدالرحیم ہے۔ وہ میرا بادشاہ ہے اور میں اس کا مالک،

(یا رب مجھے میرا اپنا فضا جاری رکھ)

سترھویں رات:۔ دیکھا کہ میری لڑکی حسین بی چھاڑ پر چڑھ کر میری دوائی مجھے دے رہی ہے جو زنی کو سپلیں ہی اور میں کھاتا جا رہا ہوں۔

وہاں ایک مکان ہے جس کی پچھلی دیوار گری پڑی ہے وہ آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ یہ میرا اور تمہارا حصہ ہے۔ اس دیوار کو بنوالو۔ یہ واقعہ مشرق کی طرف کا ہے اور اب ہم مغرب کی طرف گئے ہیں۔ وہاں دیکھا کہ کھلے میدان میں ایک بہت بڑا مزار ہے اور ایک مکان ہے۔ اس کے اندر بھی ایک مزار ہے وہ آدمی باہر والے مزار پر کھڑے ہو کر اچھے لگا ہے وہ گھاگھرا پہنے ہوئے ہے اور وہ ہندو ہے۔ ناچتا جاتا ہے اور بہت پڑھتا جاتا ہے۔ اوم نرنرائن اوم نرنرائن اوم نرنرائن پھر میں اپنے حصے کی طرف آبادیوں تو باہر سے ماما اللہ دین آئے ہیں۔ میں نے ان کو دروازہ کھولنے کو کہا ہے۔ دیکھا کہ دوسری طرف سے بوار گری ہوئی ہے اور میری بیبیوں لڑکیاں حور رشید و مہ جبیں و مہ لقا میرے ساتھ نظر آئی ہیں۔ سامنے ایک جنگلا سا بنا ہوا ہے وہاں ہرے ہرے بوٹوں کے گملے رکھے ہوئے ہیں۔ ماما اللہ دین اس جگہ بیٹھ گئے ہیں۔ میں دیکھ کر ڈر گیا ہوں۔ اور اپنی بچیوں سے کہہ رہا ہوں کہ ماما اللہ دین کو وہاں سے ہٹالو۔ کیوں کہ یہ جگہ کچی ڈراؤنی ہے اور میں نے آیۃ الکرسی پڑھنی شروع کر دی ہے۔ (مولا میری مشکلیں آسان فرما)

آٹھویں رات: وقت عطارد یا قمر صبح دیکھا کہ میں اور میاں فقیر بخش بیٹھے ہیں کسی آدمی نے اگر گیہوں کی دلیے کی گڑ میں پکی ہوئی پلیٹ مجھے کھانے کے واسطے دی ہے یہ دیکھ کر فقیر بخش مجھ سے بولے کہ میرے لئے بھی مانگئے۔ میں نے کہا مجھے تو اپنی ہی پڑی ہے۔ میں آپ کے لئے کیا مانگوں۔

دسویں رات: وقت مریخ و مشتری ۷، ۸ بجے صبح دیکھا کہ بھیرہ گاؤں ہے اور تھیل تھانہ ہے۔ ایک بڑا تھانے دار جو بڑی پوزیشن کا مالک ہے اس نے کوئی گناہ کیا ہے ایک دوسرا بھی تھانے دار ہے ان دونوں کے ہتھکڑیاں لگی ہوئی ہیں اور ان کو جیل کے اندر بند کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد تو، اور میری عورت جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے ہم دونوں مل کر کھانا کھا رہے ہیں۔ کھانے میں دودھ وغیرہ بھی شامل ہے۔ وہ مجھے اپنے ہاتھ سے کھلا رہی ہے حالانکہ وہ نہرانی ہے اس کے بعد وہ اٹھ گئی ہے اور میری بیرونی آگئی ہے وہ مجھ سے کہنے لگی آپ بھی کیسے غلیظ ہیں کہ نہرانی کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے میں نے کہا کوئی ہرج نہیں ہے۔ آؤ تم بھی کھانا کھاؤ۔ اس کے بعد پھر وہی جیل خانہ ہے۔ کچھ آدمی ان تھانے داروں کے کپڑے وہی وردی وغیرہ لے کر آئے ہیں۔ ان دونوں کی جیل خانہ میں وردا ڈاڑھی بڑھ گئی ہے۔ جو ایک دم سیاہ ہے ایک کے چشمہ لگا ہوا ہے۔ ان کو حکم ملا ہے کہ انہوں نے جو کہ گناہ کیا تھا۔ اس لئے ۵ دن کی نیند تھی۔ اب یہ آزاد ہو گئے ہیں۔ ان کو وہی وردی وہی ہتھیار دے دو۔ اور وہ اسی وقت وہی وردی جو سفید تھی۔ اور وہی ہتھیار لگا کر ڈیوٹی پر لگ گئے ہیں۔ جیل کا دروازہ لوہے کا تھا۔ اس کے بعد کوئی کمپنی ہے وہاں عبدالرحمان ڈائرکٹر ہیں۔ میاں فقیر بخش مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ عبدالرحمن نے آپ کو بھی تو اسسٹنٹ بنا دیا ہے۔ میں نے کہا۔ وہ مجھے اسسٹنٹ ڈائرکٹری بنائیں۔ میں بننے کیلئے تیار ہوں۔ مگر وہ بناتا نہیں۔ اتنے میں ڈریس لگانے جا رہے ہیں ایک ڈریس عبدالرحمن نے نکال کر میری طرف بھیجا ہے۔ جو عام موتوں کا ہے میں فقیر بخش سے کہہ رہا ہوں کہ جب میں فقیر کا پارٹ کرتا تھا تو یہی ڈریس میرے لئے بنا تھا۔ یہی ہمراڈریس ہے۔ عبدالرحمن بہت ہی لائق اور فائل ڈائرکٹر ہیں۔ مجھے وہ اسسٹنٹ ہی بنائیں تو میں بالکل تیار ہوں۔

بارھویں رات: وقت عطارد ۸ بجے صبح دیکھا کہ میں بیٹھا ہوا ہوں کہ ایک آدمی آیا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جو کہ خط ہے۔ اس پر میں نے اپنے دستخط عباس علی کے نام کے کر دیئے ہیں۔ اور وہ لیکر چلا گیا ہے۔ اس کے بعد میں اقبال سے پوچھ رہا ہوں کہ یہ گھڑی تم نے کتنے کو لی تھی۔ وہ کہنے لگی۔ میرے کو یاد نہیں کہنے کو لی تھی۔ میرا مرد نے کے آیا تھا اس کو شاید یہ انعام میں ملی تھی۔ پھر وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ میں اس کو پیار کر رہا ہوں۔ وہ بولی ایسا کیا کیا۔ میں نے کہا۔ اب تو تم میری ہو چکا ہے جس وقت میں بیدار ہوں پیرون سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ میں اس کو پیار کر رہا ہوں۔ وہ بولی ایسا کیا کیا۔ میں نے کہا۔ اب تو تم میری ہو چکا ہے جس وقت میں بیدار ہوں تو مجھے وہ کاہنہ نہیں کرو۔ آنکھ کھل گئی۔ پھر وقت قمر ۹ بجے دیکھا کہ میں اپنے گھر سے باہر نکلنے لگا ہوں کہ سید فضل حسین آ رہے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی وہ بھاگے۔ رات کا وقت ہے۔ میرے منہ پر ٹارچ کی روشنی پڑی ہے۔ میں نے دیکھا کہ اگاسی بس مہ لقا ٹارچ لے کھڑی ہے۔ کہا دیکھتا ہوں کہ سید فضل حسین گھر کے اندر آ گئے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ تم کیسے آ گئے۔ ہمارے اوپر تو مقدمہ تھا اور وہ بھی جوئی کیس کا۔ وہ کہنے لگے کہ وہ گیر نکل گیا ہے۔ اور اس کا بالکل فیصلہ ہو گیا ہے۔ جب تو میں آیا ہوں ورنہ میں کبھی کیسے آسکتا تھا۔ اب میں چوکیدار میں کام کرتا ہوں۔ میں تو بالکل بری ہو گیا ہوں۔ میں نے کہا آخر کیسے۔ انہوں نے کہا کہ اس میں ایک کیس اور کوئی مسلمان پکڑے گئے ہیں میں تو بالکل چھوٹ گیا ہوں اور مہ لقا نے انہوں نے اٹھایا ہوا ہے اور پھر گھور رہے ہیں کہ اب کوئی ڈر نہیں ہے اور نہ ہی خطرہ ہے۔ کیوں کہ نظام حکومت ہی بدل چکا ہے اب کانگریس حکومت ہے۔ بھلا سب کچھ بدل چکا یہ سب باتیں بھائی اور اقبال نے بھی سنیں (رحم فرما تو ہی رحیم ہے)۔

تیرھویں رات: وقت شمس ۵ بجے صبح دیکھا کہ آج اس کلام کی تائید مزید ہوئی ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی کلام نہیں ہے۔ کتابیں بھی دکھا کر کوئی میری تسلی کرا رہا ہے۔ پھر وقت مشتری ۸ بجے دیکھا ہے میں باجماعت چندہ کی کمپنی میں یا وٹ کر رہا ہوں۔

سنہ ۱۳۵۶ھ

رجب المرجب ۱۳۵۶ھ

پہلی رات:۔ میں کہیں جا رہا ہوں۔ راستے میں ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ وہ مجھ سے بولنے لگا کہ ایک آدمی نے مجھے مارا ہے۔ میں بھی اس کو ماروں گا۔ اس کے بعد دیکھا کہ اسی طرف ایک گھنے جنگل کا راستہ ہے۔ میں نے سوچا کہ اسی راستے حج کرنے چلا جاؤں گا۔ اس کے بعد لعل والا دروازہ ہے وہاں عورتوں کالے بناہ ہجوم ہے میں سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑا ہوں۔ لوگ باگ مجھ سے ملنے آ رہے ہیں۔ اور حیات کی عورت جس کو طلاق دے دی تھی۔ سفید ساڑھی پہنے ہوئے آئی ہے۔ میں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا ہے تو حیات اس کو پیار کر رہا ہے اس کے بعد حیات کی والدہ مامی روشنائی آتی ہیں۔ میں نے ان کو پکڑ کر بٹھا لیا ہے وہ بھی اپنی چھوٹی ہوئی بہو کو پیار کر رہی ہیں۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ بھیرہ گاؤں کے اندر جو میدان ہے اس کا دروازہ لالو والے کے اندر ہے۔ پھلو دروازہ چڑی چوک ہے اور اگلا دروازہ میراں والا ہے۔ یہ سن کر مامی روشنائی کہنے لگیں کہ چک رالے دروازے اور گنج والے دروازے میں تو نائی رہتے ہیں مگر ان پر اللہ کا بڑا کرم ہے کہ وہ بدرنگ ہے یعنی تاش کھیلتے رہتے ہیں۔ سب بھی لوگ ان کو بیحد مانتے ہیں۔ وہ لوگ بہت ہی سکھی ہیں پھر مامی روشنائی نے مجھ سے کہا کہ آپ کہاں رہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں گنج والے دروازے کے اندر رہتا ہوں۔ (فضل کریم)

تیسری رات:۔ حالانکہ ہم لعل والے دروازے میں رہتے ہیں۔ اتنی باتیں ہو چکنے کے بعد میں وہاں سے چل پڑا ہوں۔ تھوڑی ہی دور گیا ہوں گا کہ ایک گلی میں سے کچھ آدمی اور ایک مولوی صاحب سیاہ لباس میں ملبوس نکلے ہیں تو وہ آدمی مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اب آپ سے پوچھ۔ آپ بھی تو مولوی ہیں۔ میں نے کہا۔ بے شک آپ بھی تو مولوی ہیں۔ ہماری باتیں سننے کے بعد مولوی صاحب بولے۔ میں آپ کو بتاؤں۔ میں نے کہا۔ جی ہاں آپ بھی تو مولوی ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ جناب آپ بھی تو مولوی ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ جناب آپ بھی تو مولوی ہیں۔ سامنے مسجد ہے ہم لوگ وہیں زمین پر بیٹھ گئے۔ اور مولوی صاحب نے ایک چھوٹی سی کاپی اپنی پاکٹ سے نکالی ہے۔ اور کہہ رہے ہیں کہ جو جو آپ پر گزری ہے۔ وہ سب ایک ایک کر کے بتاؤں باسب ایک ہی دفعہ بتا دوں۔ میں نے کہا صاحب ایک ہی دفعہ بتا دیجئے۔ پھر انہوں نے ایک کلام اللہ پاک پڑھا ہے اور کاپی کھولنی شروع کی۔ اس کاپی میں سوائے اس کے جو انہوں نے پڑھا ہے اور کچھ نہیں ہے اس کے نورا ہی بعد آنکھ کھل گئی۔ (رب میری مدد بہر وقت فرما۔) چانچوتھی رات:۔ وقت ۹ بجے صبح دیکھا کہ میں اپنے گھر بھیرہ جا رہا ہوں۔ راستے میں میرا سارا ڈھور ڈاگر مجھے ملا۔ اور وہ مجھ سے کہنے لگا کہ تم اپنی جائداد لے لو۔ میں نے کہا کہ میں تو بالکل غریب ہوں۔ میرے پاس تو بالکل کوئی پیسہ وغیرہ نہیں ہے۔ وہ بولا کہ اس وقت اینٹ وغیرہ سب موجود ہے۔ تم اپنی عورت صالح بی بی سے کہنا کہ میری جائداد سب مجھے دیدو۔ میں نے کہا وہ تو مجھے نہیں دے گی۔ کہا کہ جو تے مار مار کر وہ تم کو چاپی دے دیگی۔ اور تمہارے مکان کے اندر جو لکڑیاں بھری پڑی ہیں وہ باہر نکال کر کوٹھے پر رکھ دیں گے اور کہنا کہ اس وقت تو چھوٹے بڑے لاکھ میرے جیسے رشتہ دار میری مدد پر ہیں۔ جو اینٹ گارا وغیرہ سب اٹھا اٹھا کر کام کر دائیں گے۔ اور میری جگہ جو خالی زمین پڑی ہے وہ بن جائے گی۔ یہی باتیں کرتے کرتے گھر آ گیا۔ اور میں گھر چلا گیا۔ دیکھا کہ میرا مکان بہت بڑا ہے۔ جو ایک دم نیا بنا ہوا ہے۔ برسات خوب پڑ رہی ہے۔ باہر کی طرف میری ساس بیٹھی ہے۔ اور میری عورت صالح بی بی روٹی پکا رہی ہے۔ لوبان چھت کے قریب جل رہا ہے میں سفید ریشمی کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ میرا مکان جو بہت کشادہ ہے سب کے آخر میں ہے اور دریا کے کنارے شمال کی طرف ہے۔ پھر میں اس زمین کی تلاش میں نکلا ہوں۔ جو میں نے دوسری جو یہ کو دیکھی ہوئی تھی اور جس کو بنانا ہے اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میری دونوں ساس موجود ہیں افسوس یہ ہے کہ دونوں میرے خلاف ہیں۔ میں اپنی زمین ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔ لیکن وہ مجھے نہیں مل رہی ہے یہاں تک کہ میں کنوئیں کے پاس آ گیا ہوں۔ وہاں ایک آدمی میرے ساتھ ہو گیا ہے وہ مجھے ایک بہت ہی بڑی جگہ لے گیا ہے

اکیسویں رات:۔ وقت مشتری ۶ بجے صبح دیکھا کہ میں ایک میدان میں کھڑا ہوں آسمان کی طرف جو نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں آسمان پر لال رنگ کا ایک غبارہ اڑ رہا ہے۔ میں نے فوراً اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ کر غبارہ کی طرف پھونکا ہے۔ وہ اسی وقت بجلی کی طرح میرے پاؤں کے پاس آکر گرا ہے اور ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ یہ منظر کچھ ڈراؤنا سا ہو گیا ہے۔ میں نے مارے خوف کے یا ذَا الْفِقَارِ عَلِیٌّ مَظْهَرُ العَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِی النَّوَائِبِ شروع کر دیا ہے۔ شاہ مردان شیر یزدان قوت پروردگار لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔ تو اسی آسمان سے ایک سفید حالور بہت ہی بڑا گبور کی شکل کا اتر کر آیا ہے۔ وہ کبھی ادھر دوڑتا ہے کبھی ادھر دوڑتا ہے۔ دیکھتے دیکھتے وہ آدمی بن گیا ہے اور مجھ سے کہہ رہا ہے۔ عیسیٰ بھائی جام نگر والا آپ کے پاس آیا ہے۔ یہ دیکھ کر میں کہہ رہا ہوں کہ اللہ کا حکم تو میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ صرف دست کا انتظار ہے۔ پھر وقت مشتری ۶ بجے دیکھا کہ میں ہوں، اقبال اور والدہ اقبال ہیں میں بائیسکل ہوں اقبال مجھ سے رو رو کر کہہ رہی ہے کہ تم نے روٹی کھا کر چھوڑ دی ہے۔ صرف اس لئے کہ میں مرنے والی ہوں۔ میں نے کہا میں نے روٹی اس لئے نہیں چھوڑی ہے کہ مرنے والی ہے تو اچھی ہو جائے گی انشاء اللہ۔ بلکہ میں تو اس لئے مایوس ہوں کہ اللہ کا حکم تو میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ صرف دست کا انتظار ہے۔ اس کے بعد دیکھا جو چولہا پر ہنڈیا چڑھی ہوئی ہے اس کے نیچے لکڑی کی آگ جل رہی ہے کہ والدہ اقبال نے آگ والی لکڑیاں نکال کر پانی سے بجھا دی ہیں۔ میں نے کہا ماں جی یہ آپ نے ٹھیک نہیں کیا ہے آپ نے تو ساری آگ بجھا دی کم از کم کھانا درست تک تو آگ جلتی رہنے دیتیں۔ تاکہ کھانا گرم رہتا وہ کہنے لگیں اچھا میں تھوڑی تھوڑی آگ جلا دیتی ہوں تاکہ کھانا گرم رہے (تفصل کر پروردگار)

تیئسویں رات:۔ وقت عصر ۶ بجے صبح دیکھا کہ ایک بہت ہی بڑی اور بھاری مسجد کی چھت پر میں اور ایک صاحب کھڑے ہوئے ہیں چھت بھی بہت بڑی و بھاری ہے اس میں بے حساب کھڑکیاں ہیں دوسرے صاحب مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اب ہم اوپر آگئے ہیں۔ اگر ایک دفعہ ان سیڑھیوں سے بھی چڑھ کر اوپر آکر تو دیکھو۔ میں نے کہا جناب اب ہم کو سیڑھیوں سے اوپر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہم سیڑھیوں سے اوپر آتے ہیں۔ اس کے بعد ایک جھولی ٹین گلی ہے۔ اس میں ایک مزار ہے جہاں بھی ہمارے ساتھ ایک آدمی ہے وہاں چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے ہیں وہاں درخت بھی ہیں وہ بچے ان درختوں سے پھل توڑ توڑ کر کھا رہے ہیں۔ لیکن تو رہبت کر رہے ہیں۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا۔ دیکھئے کتنا تو رہبت کر رہے ہیں۔ بہالہ کوئی کو یا ہونا چاہئے تھا۔ جو ان کو بھی یہاں نہ آنے دیتا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس جگہ پر میں داخل ہوں۔ اس کے بعد میں گلی سے نکلتے گا ہوں۔ سامنے سے بی بی ایکٹرس سفید رنگ اور ڈھیلے ہوئے آرہی ہیں۔ وہ مجھے۔ مجھ کر آنکھ بچولی کی طرح چھپ رہی ہیں اور مجھے کچھ کہا بھی ہے اس کے ایک گلی میں سے ماموں بھائی کی لاری آجا رہی ہے تو مجھے یہ ان روکشن لال کہہ رہے ہیں کہ آپ بھی ماموں بھائی کی لاری پر بیٹھ جائیے۔ میں نے کہا۔ میں تو ہرگز ماموں بھائی کی لاری میں نہ بیٹھوں گا اور پھر میں بیٹھ بھی گیا ہوں۔ لاری تھوڑی ہی دور گئی ہوگی میں نے کہا مجھے اتار دیجئے۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ ہرگز ماموں بھائی کی نوکری نہ کریں۔ میں نے جواب دیا۔ روکشن لال اور ماموں بھائی بے دماغ ہیں۔ ان کے ہاں تو میں نوکری چاہے کچھ ہو۔ نہ کروں گا۔ آپ ہی خیال کریں۔ میں نے ان کے ہاں نوکری ۱۲ سال کی ہے۔ جس میں روپیہ تنخواہ بھی آپ ہی حساب کر لیں۔ اور نہ جانے کتنا روپیہ ہوا ۳۶۰ روپیہ ہوا تو انہوں نے مجھے دبا اور مجھ سے ذرا کام نہیں لیا۔ ایسے بیوقوف کی نوکری تو میں ہرگز نہ کروں گا۔ بس فوراً روکشن لال مجھ سے کہنے لگے بیشک آپ ہرگز نہ کریں بلکہ میرے ملانے سیٹھ میں آکر دادی کی دکان نکال لیا۔ ادھر ایک بھی حکیم نہیں ہے اور پھر آپ کے جیسا تو بالکل دوسرا حکیم کوئی نہیں ہے۔ وہاں دکان آپ کی خوب چلے گی اس کے بعد ماموں بھائی کا کھانا ان کے گھر سے دو عورتیں سفید کپڑے پہنے ہوئے لا رہی ہیں کھانے میں سفید حلوہ اور سویاں ہیں اس کے بعد میں چلا آرہا ہوں۔ دیکھا کہ راستے میں ایک بہت بڑے چھتر پر ایک دروازی کا لڑکا سر جھکائے کام کر رہا ہے وہ اس سفید گوٹا لگا رہا ہے۔ عبداللہ بھائی بھی وہیں گھوم رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں آگے بڑھا دیکھا تو دو دکانیں دروازی کی ہیں۔ ایک دکان پر میں کھڑا ہوں اور دوسری پر ایک عورت و مرد اور ایک ہندو نفیر دکان مذکور پر آکر بولنے لگا "رام" میں نے کہا یہی نام تو تھا جو ہنومان سنجیون بوٹی پہاڑ پر لینے گیا تھا۔ جب رام کا نام لو تو سمجھو کہ رام کا درشن کر لیا۔ بس نے رام ہی کا تو نام لیا تھا اور وہ سنجیون بوٹی لایا تھا۔ ہندوؤں میں یہی نام بڑا ہے اور مسلمانوں میں یہ اسم اعظم ہے۔ پھر وہ لڑکا گوٹا لگا چکا ہے۔ اس لڑکے نے اس عورت و مرد کا مزدوری کا کام کیا ہے تو اس عورت نے اس کی مزدوری میرے ہاتھ پر لا کر رکھی ہے۔ میں نے کہا یہ آپ اپنے ہی ہاتھ سے اس لڑکے کو دینا۔ میں یہ کہتے ہی پایا تھا کہ دیکھا عبداللہ بھائی چائے پی رہے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ لیجئے ماسٹر صاحب آپ بھی چائے پیو۔ میں نے جواب میں کہا۔ جی بڑی مہربانی۔ آپ ہی پیجئے۔ پھر وہ عورت اس لڑکے کو مزدوری مجھوٹے ہی گئی ہے اس میں چاندی کے تین روپے، اٹھنیاں، چونیاں، دوانیاں اور تانبے کے پیسے بھی ہیں

۲۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

گل حال مہرد ہے ہوئے ہیں ہاں ان سے کہہ رہا ہوں کہ حال صاحب اس اسٹوری میں میرے تین پارٹ ہیں۔ اول سمائڈ ہیرو جو میں ابھی آپ کے ساتھ کر رہا ہوں۔ دوسرا ولیعہد کا اور تیسرا ہیرو کا۔ وہ بولے کہ اب تم ہی بننے والے ہو۔ میں تو اب بڈھا ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد مبری لڑکیوں خورشید و مہ جبیں و ملقا۔ یعنی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور بس سے بھی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ایک باطبیعہ سا ہے اور کمپنی وہاں ہی رہتی ہے۔ وہاں مالک، عملہ حاضر اور ایک منشی صاحب ہیں۔ وہ کاپی میں مطلب کی چیز لکھ رہے ہیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ چیزیں لکھی جا رہی ہیں۔ میں یہ دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ عملہ صاحب نامہ تو ایسا ملنا چاہیے کہ ہر گوچھوٹا سا گزرنے دار لکھا ہو۔ ایسی ہو کہ ایک ہی ٹائیٹل بولنے میں دنیا کو پتہ چل جائے۔ وہ ایسا ہی ٹائیٹل لکھ رہے ہیں وہاں اللہ جلی ہے۔ میں نے وہیں پائخانہ کر دیا ہے۔ مگر میں مارے شرم کے اٹھ نہیں رہا ہوں۔ جب سب لوگ اٹھ کر چلے گئے ہیں تو میں نے پائخانہ اٹھا کر پھینک دیا اور راستے کو خوب صاف کر دیا ہے اس کے بعد پھر میں اگل خاں سے کہہ رہا ہوں کہ نوکر تو میں ہو گیا ہوں اب دیکھیں تنخواہ کیا ملتی ہے پہلے تو میری تنخواہ ۱۰۰ روپے تھی۔ اب دنف ٹھیک نہیں ہے اس لئے ستاید بابو نانک پندرہ سو ۱۵۰۰ روپے دیویں لیکن میں تو ۱۰۰۰ روپیہ ہی لوں گا۔

وقت زہر ۸۵ بجے صبح دیکھا کہ میں ایک مکان میں بیٹھا ہوں وہاں میاں فقیر بخش اور بھائی بھی سفید لباس پہنے ہوئے ہیں۔ **تصویر نمبر ۱۰۷** (موجود ہیں کہ سردار اغسل کر کے آیا ہے اور وہ (میں) سوچا رہا ہے۔ جمی بخش گھر میں ہیں۔ میں نے سردار سے کہا کہ تو جو یہاں سوئے گا کیا جمی بخش۔ ابھی ہو گئے ہیں ہولاجی ہاں وہ بولا جی ہاں) مجھے یہاں اس کے سونے کا بہت صحت رنج ہوا کہ اتنی بڑی ریاست جمی بخش نے خلاوی ہے بھائی یہ دیکھ کر کہہ رہا ہے اس کو سونے نہ دیں گے۔ میں کہہ رہا ہوں مجھے برا سمجھ رہی ہیں۔ تو میں نے یہاں فقیر بخش کے سامنے سردار کو ہتھ کر لیا ہے اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ آج جو تو مجھے راجپوتانہ کہتا پھرتا ہے پہلے یہ بتا کہ مجھے علی بخش دلالہ میاں بخش کے بھائی نے ہی کہا تھا کہ بھائی سردار کے گنگھی کر دیں ہے اور اس کی پاکٹ سے روپیہ نکال کر گالی دے رہی ہے۔ اور ۲ بجے رات کو جب تو اندر گیا تو میں نے کیا کہا تھا کہ اس دنف اندر کیوں گیا ہے۔ تو مجھے پیار کرنے والے کی قسم ہے سچ سچ بول۔ وہ بولا آپ نے جو کچھ کہا۔ ٹھیک ہے۔ میں نے کہا اب جمی بخش تجھ سے راضی ہو گئے ہیں تو اس میں میرا کیا ہے۔ چاہے میرے سامنے قسم دونوں۔ بنگے سوٹ۔ تب بھی میں نہ بولوں۔ مجھے کیا ضرورت ہے۔ میاں فقیر بخش جی سے پوچھ لیا ہے بولے۔ جی ہاں۔ اس کے بعد چوہا سیدن شاہ کا میلہ لگا ہوا ہے۔ وہاں **مجلس حسینؑ** ہونے والی ہے تو ایک ذاکر صاحب بلائے ہیں۔ (ہم) کا انتظار ہے وہ پڑھنے والے ہیں لوگوں کی لگاہیں بیتاب ہیں۔ میں عورتوں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور میں نے ایک عورت کی ران سے ٹیک لگا رکھی ہے۔ عملہ انجو اس کے پاس بیٹھی ہے زنانہ وہ لوگ میراثی ہی ہیں اور کچھ مذاق چل رہا ہے۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ ماداز مان شاہ تو چھپ گئے ہیں۔ سلطان باذا اور ماداز مان شاہ بلاہوں کی کھڈیوں میں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے یزید حال سے کہا ہے کہ جا کر بولو کہ ماداز مان شاہ کہتا ہے۔ میں کیوں چھپوں گا ورنہ بھائی اللہ دتا تلیی کرسی پر بیٹھنے لگ گئے ہیں۔ اور جماعت حضوت علی کی تعریف کر رہے ہیں۔ اسے میں ذاکر صاحب بے شمار عوتوں کے ساتھ آئے ہیں اور کہا صلوت چار دفعہ حسب معروف شریف پڑھو۔ میں نے اور ساری مجلس نے چار دفعہ یہ پڑھا۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ** دیوں وآل محمدؐ دی۔ اور ذاکر صاحب چل دیئے۔ مجھے ایک کرسی کی ہاتھی ٹوٹ گئی ہے میں نے ڈھونڈھ کر اس پر چپکا دی ہے۔ عبداللہ لڑکا ٹاٹ بھی وہاں کھڑا ہے۔ پھر ہم میلے سے چلنے لگے میں کہہ رہا ہوں میرا دل نوالسا جاتا ہے کہ چوہے سیدن شاہ کے پاس ایک لنگر ٹلگا دوں۔ جو آیا گیا ہو روٹی میرے ہاں کھائے۔ مگر ایسا کرنے سے سیدن شاہ کے میلے میں کمی ہو جائے گی جیسا کہ باذا زمان شاہ روٹی دینے لگ گئے تھے تو لوگ باذا زمان شاہ کے پاس بہت ہی جانے لگ گئے تھے۔ پھر میں نے کہا، یہاں نہیں۔ گھوڑے ہی جا کر لنگر لگاؤں۔ نہیں نہیں۔ وہاں بھی لگانے سے تابد میلے میں بے رونقی ہو جائے۔ لہٰذا میں تو گھوڑے میں جو راستہ بھاٹا وہاں سے آتا ہے وہاں ایکدم سڑک پر لنگر لگاؤں گا۔ وہاں پہنچا تو جوہے کے نالے پر ایک رگ جن کی ڈاڑھی کالی سعید ہے دونوں ہاتھوں سے نقارہ خوب مزے میں بجا رہے ہیں۔ اور عبداللہ ٹٹا بھی ساتھ بجا رہا ہے۔ وہ بزرگ عبداللہ سے کہہ رہے ہیں کہ میرے ساتھ جھاؤ میں نے کہا، یہ سردار بڑی بزرگ آدمی ہیں۔ کوئی غوث یا قطب یا قلندر ہیں اور سامنے سے تیرہ یا چودہ میراثی دوڑتے پہنے ہمگلے میں ڈھولک لٹکائے آ کر میرے سامنے کھڑے ہو کر مجرا کر رہے ہیں۔ نقارہ خوب زور شور سے بج رہا ہے۔ مخلوق کا بہت ہجوم ہے۔ پھر صلبہ ختم ہو گیا ہے اور لوگ اپنے گھروں کو واپس آ رہے ہیں۔ پھر اقبال بھائی سے کہہ رہی ہے۔ بھائی انار کا پانی دودھ میں ملا کر مرلقا کو دے دو۔ کیونکہ ابھی تو دودھ والا آیا نہیں ہے۔

تصویر نمبر ۱۱۵ (وقت ستری ۷ بجے صبح دیکھا کہ مجھے اقبال نے ڈبے کے دودھ کا ایک چمچہ دے کر کہا کہ اس ایک چمچ سے بہت سارا دودھ بن جاتا ہے۔ آپ اس کو مرلقا کیلئے بناؤ۔ اس کے بعد پھر کہہ رہی ہے اگر آپ اجازت دو تو میں ہسپتال میں میاں فقیر بخش کو ساتھ لیتی جاؤں میں نے کہا میری اجازت ہی بیشک ساتھ لے جاؤ۔ (رحم کر تو اٹل دعدہ والا ہے)۔

خورشید سرور شریف پڑھ لیا کرے اور پھر یہ آواز آتی۔ صرف بے کاری باقی رہ گئی ہے اور سب کام فتح ہو گئے ہیں۔ صرف بے کاری اتنی ہے۔ جتنے بیز۔ اقبال بولی۔۔ میں نے کہا۔ آپ تعویذ ہی لکھ دیں۔ کہا جنتر منتر میں دیکھتا ہوں: اس کے بعد بھاگی بھنڈ ٹی کا بھیرہ سے تار آیا ہے کہ اس کی ہاں شادی ہے۔ تم شامل ہونے کے لئے آؤ۔ پھر بہت ساری کمپنیاں ہیں اور میں نے ایک ماں بیٹی (ہندو) کا بندوبست کمپنیوں میں کام کرنے کے لئے گیا ہے اور وہ کام کرنے کیلئے آئی ہیں۔ میں ایک راستے سے جا رہا ہوں۔ سامنے والی کمپنی میں بہت ہی آدمی ہیں۔ حبیب اللہ نجام نے مجھے دیکھ کر کہا۔ آیئے ہیرو صاحب۔ یہاں آپ کی کمپنی سے زیادہ رونق ہے۔ دوسرے لوگ کہنے لگے ہیرو صاحب ابھی آپ نے ہیرو کا میک نہیں کیا۔ میں نے کہا مجھے لیجئے میک اپ ہو گیا ہے جب مالکوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ہماری کمپنی میں ہیرو علی بخش ہی ہے۔ اس کے بعد وہ لڑکی ہیروئن مجھ سے کہہ رہی ہے۔ کہئے ان لکھوں کی کمپنی میں ہم نے پارٹ کرنا ہے جیسے کہتے ہیں۔ تو میرے آگے مہ لقا پڑی سو رہی ہے۔ میں نے کہا۔ مجھے اپنی اس اولاد کی قسم ہے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ میں تو پیسے اس لئے ان سے نہیں چکائے ہیں کہ جو کچھ وہ دیں ہم لے لیں۔ وہ مارے شرم کے ہم کو زیادہ ہی دیں گے اگر نہ بھی دیں گے تو آگے کمپنی میں آنے جانے کا راستہ تو رہے گا۔ جب میں نے قسم کھائی تھی۔ تو مجھ سے دونوں ماں بیٹیاں بول نہ سکیں۔ ہاں ہاں قسم نہ کھاؤ۔ ہم کو آپ کا بھروسہ ہے۔ پھر میں نے کہنا شروع کیا۔ ایک دفعہ اگر آپ نے کام کر لیا۔ تو پھر آپ کو بیٹھنے کا وقت نہیں ملے گا۔ اتنا کام ملے گا۔ اتنے میں میک اپ مین کا دوست غلام حیدر آیا ہے اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہیں میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ لے بھائی اب تو میں تیرا عاشق ہوں۔ مجھے میری چیز دے۔ میں تو اپنے سے ہی مجھ سے مانگتا ہوں۔ اس نے کہا ابھی تک مجھ کو اس کا ہی تصور ہے تو لے۔ میں نے کہا اللہ تیری زندگی کرے اور تو خوب کامیاب ہو۔ کیونکہ وہ بھی کمپنی میں پارٹ ہی کرنے آیا ہے (رب اپنا فضل و کرم جاری رکھنا) **تیسویں رات**۔۔ وقت زحل۔ مشتری ۱۰ بجے صبح دیکھا کہ بہت سارے بزرگ بیٹھے ہیں۔ انہیں قرین محمد بخش، شرف الدین اور عالم دین میرے سگے بھائی بھی موجود ہیں۔ ایک بزرگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ یہ **بزرگ تعویذ بیس** کا لکھ کر آپ کو ۱۲ ردی الحجہ کو اپنے بازو میں ڈال لینا چاہیے واسطے برکت کے۔ پھر وقت شمس، بجے صبح دیکھا کہ ایک کمپنی میں میرا یوب خان۔ میں اور بہت سارے ایکٹر کام کر رہے ہیں۔ میں نے میک کیا ہوا ہے سر پر میرے پگڑی بندھی ہوئی ہے۔ اور گانا یہ ہو رہا ہے۔ سندر ناری پریم پیاری۔ پیاری چھب دکھلاؤ۔ تین رسیلے بانکے کھیلنے کھڑی ہیں لڑاؤ۔ تو مجھے ذرا آئینہ کے سامنے میک دیکھنا ہے۔ میں اپنی چپل ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔ ایک پاؤں ٹوٹ گیا ہے۔ دوسرے کیلئے بہت کوشش کی مگر نہیں مل رہا۔ بالآخر میں کسی دوسرے کی جوتی پہن کر میک دیکھنے گیا ہوں۔ امیر ایوب خان مجھ سے پوچھنے لگے۔ آپ کا پارٹ کیا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ میرے دو پارٹ ہیں۔ ایک تو مشیر اور دوسرا دوست کا جو میں کر رہا ہوں۔ وہ کہنے لگے۔ آپ کا پارٹ کیا ہے میں نے جواب دیا۔ میرے دو پارٹ ہیں۔ ایک تو مشیر اور دوسرا دوست کا جو میں کر رہا ہوں۔ وہ کہنے لگے۔ میں نے جتنے پارٹ کئے ہیں ان سب کے نوٹ میرے پاس ہیں۔ میرے گاؤں میں ایک لڑکی ہے۔ میں نے اس کو سب اپنی باتیں سنائیں کہ میں نے یوں پارٹ کئے ہیں۔ وہ مانتی ہی نہیں تھی جب میں نے اپنے سب نوٹ اس کو دکھائے تب وہ مانی۔ اس کے بعد اقبال آٹا گوندھ رہی ہے۔ اور پھر روٹی پکا رہی ہے ادھر ہیروئن لیٹ سے ہے۔ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ میں نے اس کو پکڑ کر پیار کیا ہے اور اس سے یہ کہہ رہا ہوں کہ تو تو میرا چاند ہے۔ تو دوسرا چاند ہے۔ یہ جگہ پنڈ ادنخاں میں ہے اور باہر ٹھاکر دوار یعنی فقیروں کی جگہ ہے جو ایک قلعہ کی طرح ہے۔ پھر وقت ظہر ۸ بجے صبح دیکھا کہ ایک بازار ہے وہاں گانا، ان لوگوں کی دکان ہے اور ادھر میں نے اپنے کپڑے دھو کر سکھا بھی لئے ہیں جو بالکل سفید ہیں۔ اور میرا ایک سفید کرتا بالکل نیا سلا ہوا ہے اور جس کے سینہ پر زری کا کام ہوا ہے تو میرے پاس ایک بزرگ سفید لباس میں ملبوس کھڑے ہیں ان کے پاس بھی ایک کرتا ہے اس پر بھی دیسی زری کا کام لگا ہوا ہے اور اس میں سفید کپڑا ٹکا ہوا ہے۔ میں نے دھلا گا پکڑتے ہوئے کہا۔ یہ تو میرا ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ آپ کا نہیں ہے۔ یہ تو میرا ہے یہ سن کر میں نے چھوڑ دیا اور کرتا پہننے لگا ہوں۔ پھر میں نے کہا۔ نہیں چلو گھر ہی چل کر سب کپڑے بدلوں گا۔ چونکہ آج کا دن تو عید کا دن ہے۔ اتنے میں سامنے سے کسی انصاف کیلئے دکان پر مجھے اشارے سے بلایا ہے۔ یہ کپڑے کا بازار ہے اور گانا کی دکان ہے۔ میں صرف تہہ باندھے ہوئے ہوں اور میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں وہاں جا کر بات کروں۔

(میرے مولا میرے گناہوں کو معاف فرما اور
میری دعائیں قبول کر لے)

پھر وہ لڑکا ہاتھ میں سب کرتا لئے مجھ سے کہہ رہا ہے میں یہ مزدوری لے لوں تو آپ پرل کے پل کے پار میرے ساتھ سینما دیکھنے چلیئے۔ میں نے کہا نہیں۔ میں سینما دیکھنے نہیں جاؤں گا۔ میرا دل نہیں چاہتا ہے (رحم کر میرے اللہ مجھ گنہگار پر۔)

چھبیسویں رات: وقت زحل ۸ بجے صبح دیکھا کہ میں اور عبدالغنی کھڑے ہیں۔ عبدالغنی نے اپنے چھوٹے بھائی عبدالرحمن کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے اس کے جیسا کوئی نہیں ہے۔ اکیسی جگہ سے بانس لے کر آیا ہے پھر میرا نام کی رنگ کا سوزہ عبدالغنی یہیں رہ رہے ہیں۔ میں نے کہا اسے ذرا دکھیئے۔ انہوں نے فوراً کھینچا تو وہ مان نک آگیا۔ جب انہوں نے دوسرے پیر میں سوزہ ڈالا تب بھی میں نے وہی کہا اور انہوں نے ویسا ہی کیا۔ (رب اپنا کرم نرما۔)

ستائیسویں رات: وقت شمس ۷ بجے صبح دیکھا کہ ایک مسجد میں بہت سارے آدمی موجود ہیں۔ مولوی فضل الرحمن صاحب بنگالی بھی ہیں۔ بارش بہت زوروں پر برس رہی ہے۔ سب لوگ عبادت سے متعلق باتیں کر رہے ہیں کہ ایسی کرنی چاہیئے۔ ایسی کرنی چاہیئے۔ میں نے کہا۔ بھائی ہم کو تو جو کچھ اس نے بتا دیا ہے ہم تو اتنا ہی کر چھوڑتے ہیں اور اتنا ہی کر رہے ہیں۔ پھر وقت زہرہ، ۹ بجے دیکھا کہ میرا پیدائشی گاگا گاؤں میں میں اور میری والدہ مرحومہ کوم بھری ہیں۔ انہوں نے مجھے کپڑے کی چندی زری والی لال رنگ کی دی ہے اور میرے رشتہ دار ایک لڑکی میرے نکاح کے لئے لائے ہیں۔ ہجوم بہت ہے گویا آج یہ میرا دوسرا نکاح ہے۔ ہاتھ میں میرے چندی ہے اور میں ماں سے کہہ رہا ہوں ماں آگے تو کوئی میری بے پردگی نہیں کرتا تھا۔ والدہ بولیں، بیٹا جاؤ یہ لے جاؤ اب بھی تمہاری کوئی بے پردگی نہیں کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر میں نے والدہ سے کہا۔ جب میں چھوٹا تھا تو اسی نکاح کے لئے میرے والد بزرگوار نے مجھے اجازت دیدی تھی اور سامنے میرے سالہ مرحوم سفید کپڑے پہنے ہوئے اور سفید پگڑی باندھے ہوئے چارپائی پر بیٹھے ہیں۔ میں بالکل چھوٹا سا ہوں۔ والدہ مرحومہ بھی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور لڑکی والے میرے والد سے میرے نکاح کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ اور وہ اجازت دے رہے ہیں۔ بھابی بھی کھڑی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ میں وہ ہوں۔ جب میں پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ اور میں ماں کے پیٹ میں تھا تو اخبار الغیب نے میری پیدائش کی خبر دی تھی۔ یہ سن کر بھابی بولیں۔ انہوں نے سب کی طرف ہنس کر کہا۔ دیکھو یہ بھی اپنی بزرگی کی گویا خبر دے رہے ہیں۔ اس کے بعد انتباہ بیدار ہے وہ اٹھ کر اور کھڑی ہو کر مجھ سے کہہ رہی ہے کہ یہ تو میرے رشتہ دار ہیں۔ اگر میں ملنا چاہوں تو مل سکتی ہوں۔ مگر میں ان سے ملنا ہی نہیں چاہتی۔ یہ لوگ ٹھیک نہیں ہیں (اے رحیم تو مجھ گنہگار کو اپنی رحمت میں ڈھانک لے)

اٹھائیسویں رات: وقت زہرہ ۱۰ بجے صبح دیکھا کہ ایک ناٹک کمپنی کھیل کر رہی ہے۔ اسمیں اشرف خاں و عمر بخش کام کر رہے ہیں میرا بھی پارٹ ہے جو سردار کا ہے۔ میں میکپ کر کے ڈریس روم میں گیا ہوں۔ ڈریس روم والے نے میرے سر پر سیاہ پگڑی بندھی باندھ دی ہے میرے سر پر رکھدی ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ اب آپ سردار کا ڈریس پہن لیجئے۔ میں نے فوراً لعل بنات کا ڈریس جو ایک دم بڑے سرداروں کا ہوتا ہے لیکر پہن لیا ہے اس کے سینے پر رسیاں وغیرہ لگی ہوتی ہیں ادھر اشرف خاں بھی وہی ڈریس پہنے اور کسی کو پکڑے ہوئے پارٹ کر رہے ہیں۔ اور عمر بخش بھی پارٹ کر رہے ہیں۔ وہ جج کے سامنے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ جی حضور ڈوے ویلے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ سن کر سب لوگ ہنسنے لگے ہیں۔ میں نے کہا ان سے پوچھئے یہ کہاں کے رہنے والے ہیں عجیب اردو بولتے ہیں۔ جج نے کہا کیا کھاتے ہو؟ کہا حضور دال۔ پوچھا کتنی؟ کہا کبھی ایک دال کبھی دو دال۔ پھر سب لوگ ہنس پڑے پھر ہم ڈریس روم میں نیچے بیٹھے ہیں۔ ادھر میرا سین ہونے والا ہے لوگ میرا انتظار کر رہے ہیں کہ جلدی آیئے۔ میں چلم میں تمباکو ڈال کر ایک لڑکے سے کہہ رہا ہوں کہ ذرا مہربانی کر کے اس پر آگ تو رکھ دو کہ تھوڑا پیتا جاؤں۔ وہ ذرا ہچکچایا۔ میں نے کہا ہمارا کام کرنے میں آپ کو فخر ہونا چاہیئے۔ اس میں آپ کی ہتک نہیں ہے۔ پھر عین سین میں شریک ہونے کیلئے پہونچ گیا۔ اور جاتے ہی اسے پکڑ لیا جسے اشرف خاں نے پکڑ رکھا تھا۔ یہ سین خوبصورت بلاد الاطراف اور شہر یار والا ہے اس کے بعد جمعہ خان اور بھی بہت سے ایکٹر ہیں جمعہ خان ان کی طرف مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں۔ بھائی میدان تو ماسٹر علی بخش اور ان کی لڑکی خورشید کا ہی کھلا ہے۔ ماسٹر علی بخش کو تو اسم اعظم مل چکا ہے اور ان کی لڑکی خورشید کو کیمیا مل چکا ہے۔ لوگ پوچھنے لگے۔ کتنے دن میں اسم اعظم ملتا ہے جمعہ خاں نے جواب دیا۔ یہ تو دینے والے فقیر کی مرضی پر ہے چاہے جتنے دنوں میں دے۔ پھر مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا پہلے تو مجھے دس روز مشق یعنی پڑھنے کیلئے ملا۔ فوراً ہی میں نے اقبال سے پوچھا۔ تم کو کیسے حکم ملا تھا۔ اقبال نے جواب دیا۔ پہلے تو آواز آئی کہ آج ظاہر ہونے والا ہے تو میں ذرا ڈری۔ آواز آئی ڈرو مت۔ اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے۔ صرف روزانہ خورشید کو لے کر وہاں جانا اور اتنی دفعہ

تعویذ سفید کاغذ پر لکھا ہوا ہے جو میں نے حل کر لیا ہے اور میں کہہ رہا ہوں۔ جی ہاں یہ چھ ہے۔ پھر وقت تھا ۸ بجے صبح دیکھا کہ ایک درزی کی دکان ہے جو شاید گاما کی ہے۔ میں نے اس درزی کو رات کا اپنا خواب کا کاغذ رکھ کر بتایا ہے تو میری بہت منت خوشامد کر رہا ہے کہ آپ مہربانی کر کے مجھے سٹے کے نمبر بتا دیجئے۔ میں نے کہا، میں نمبر دوں۔ کہا، جی ہاں۔ بالآخر مجھے کہنا پڑا۔ مجھے تم پر افسوس ہے کہ سٹے کے نمبر تم مجھ سے مانگتے ہو۔ بھائی یہ سٹہ بالکل حرام ہے۔ تم اپنے اللہ سے حق حلال کی روزی مانگو۔ میں تم کو لکھ دیتا ہوں کہ تم کبھی بھی محتاج نہیں ہو گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور وہ بہت دیتا ہے اور دے گا۔ یہ حرام مت مانگو۔ میں یہ کہنے ہی پایا تھا کہ ایک بزرگ سا آدمی آیا ہے جو سٹہ والا معلوم ہو رہا ہے۔ اس نے آتے ہی میرے خواب کا کاغذ اس درزی کے ہاتھ سے چھین لیا۔ میں نے فوراً اس آدمی کے ہاتھ سے وہ کاغذ جھپٹ لیا اور کہا:۔ یہ خواب میں آپ کو نہیں دکھاؤں گا۔ حالانکہ اس نے دیکھنے کی بہت کوشش کی۔ مگر میں نے دیکھنے ہی نہیں دیا۔ (رحم کر پروردگار)۔

بارھویں رات:۔ وقت صبح دیکھا کہ میں اپنے پیدائشی گاؤں میں چچا امیر بخش کے مکان میں کھڑا ہوں کہ ایک جوان سی لڑکی آئی ہے اور مجھ سے کہہ رہی ہے صاحب میں آپ کے پاس اس لئے آئی ہوں کہ ایک جادوگرنی نے مجھ پر ڈاہی حرف پڑھ کر جادو کر دیا ہے۔ میں نے دیکھا وہ لڑکی پیلی ہو گئی ہے۔ اور دبلی بھی ہو گئی ہے میں نے فوراً آیتہ الکرسی پڑھنی شروع کر دی۔ پھر مناجات علی بھی پڑھ رہا ہوں۔ یہ میں پڑھ ہی رہا تھا کہ وہ ڈائن جادوگرنی خود آ گئی ہے اور سب لوگ اس کو دیکھ کر ڈرنے لگے۔ وہ مجھے پڑھتا دیکھ کر کہنے لگی۔ اچھا تو نے میرے پڑھے ہوئے پر پڑھا۔ لو میں تجھ کو بتاتی ہوں۔ اور اس نے وہی ڈاہی حرف پڑھ کر ہاتھ لون گھولا ہے اور وہ اس میں سے وہ جادو سے کوئی چیز بنا بنا کر دھر پر مار رہی ہے۔ میں بھی وہی کلام اوپر والے کا پڑھتا جاتا ہوں۔ اور آرام سے کھڑا ہوں۔ مجھے بالکل کچھ نہیں ہوا ہے اللہ کے حکم سے جب وہ پڑھ پڑھ کر تھک گئی تو میں نے اس سے کہا۔ میرے بتانے والے نے ایسا بتایا ہے کہ مجھ پر کوئی چیز حاوی نہیں ہو سکتی۔ وہ کہنے لگی جب ہی تو میں آپ کو مانتی ہوں اور مان گئی ہوں۔ اس کے بعد میری عورت صالحہ بی آئی ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہی ہے۔ ہم نے اپنی لڑکی کا رشتہ غلام علی کو دے دیا ہے۔ جو نکہ غلام علی آ گیا ہے پھر میرے پاس ایک رجسٹر ہے۔ میں اس پر یادداشت کے طور پر لکھ رہا ہوں:۔ ۱۲ر دسمبر۔ اس نے کچھ کہا ہے میں نے پھر ۱۲ر دسمبر لکھا ہے۔ اس نے پھر کچھ کہا ہے میں نے پھر ۱۲ر دسمبر ہی لکھا ہے گویا میں نے چار دفعہ ۱۲ر دسمبر لکھا ہے۔ اس کے بعد حق بخش آتے ہیں۔ بھائی اور ستار بیٹھے ہیں۔ بھائی آئینہ دیکھ رہی ہیں۔ آئینہ پر ذرا ذرا لکیریں چھایا لرزی پڑتی ہوئی ہیں۔ تو حق بخش بھائی پر ناراض ہوتے ہوئے کہہ رہے ہیں۔ دیکھو اس میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ ذرا سا لکیر ہی ہلا کر صفا کر لے۔ پھر سب بچے وغیرہ شادی میں شریک ہونے کے لئے پنجاب چلے گئے ہیں۔ اور میں صرف تن تنہا رہ گیا ہوں۔ (رب میری عزت تیرے ہی ہاتھ ہے تو لاج رکھ لے)۔

انیسویں رات:۔ وقت صبح دیکھا کہ ابا بی گھی دیگچے میں رکھا ہوا ہے۔ گھر میں روٹی پک رہی ہے مجھے روٹی پر گھی لگا کر کھانا ہے تو میں ابا بی سے گھی لینے لگا ہوں۔ دیکھا کہ دیگچے میں سے گھی خود بخود میرے برتن میں آ رہا ہے اور خوب خوب آ رہا ہے۔ میں نے اقبال کو بلا کر دکھایا۔ اقبال نے یہ دیکھ کر میرے برتن میں سے گھی نکال نکال کر دیگچے میں ڈالنا شروع کیا۔ لیکن میرے برتن میں گھی برابر آئے جا رہا ہے۔ میں نے اقبال سے کہا، چاہے کچھ بھی کرو۔ یہ حکم ٹل نہیں سکتا۔ گویا گھی بند نہیں ہو سکتا۔ شاید ہمیشہ دن روٹی پکا رہی ہے۔ میری والدہ وغیرہ سب لوگ موجود ہیں۔ اس کے بعد میرا پیدائشی گاؤں ہے۔ وہاں میرے گھر کے نیچے کی زمین میں چودھری دائم پانی دے رہے ہیں۔ اور وہیں ایک کھیت ہے جس میں پانی دائم ہی نے بھرا ہوا ہے۔ وہ کھیت خوب سرسبز نظر آ رہا ہے اور اپنی حیثیت سے زیادہ اگا ہوا ہے۔ میں نے دائم سے پوچھا۔ یہ کھیت تو خوب اگا ہوا ہے چودھری دائم نے جواب دیا۔ یہ جو اتنا اگا ہوا ہے اس کی کمی غریب لوگ جس کی مرضی ہو گی کاٹ کر لے جائیں گے۔ میں نے کہا واہ پیو دھان۔ واہ پیو دھان تہ یعنی واہ باپ رایم۔ واہ باپ رایم۔ کمائی تو تمہاری ہے اور تم نے کمائی کی ہے جہاں سے غریب غربا فائدہ اٹھائیں گے۔ تم نے مجھ بھی کیا ہے اور تمام زیارتیں بھی کی ہیں۔ وہ ایکدم آسمان سے پانی آنے والی کیاری پر بیٹھے ہوئے ہیں اور میں سفید کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ اس کے بعد ایک پیر دیکھا جو مجھے دیکھ کر ایک ٹوکرے جیسی جگہ میں چھپ گیا ہے۔ وہ ٹوکرے کے اندر سے کچھ بولا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی آدمی بول رہا ہو۔ میں نہر کی پٹڑی پر چڑھ کر نظارہ کرنے لگا۔ درخت کچھ بہت ہی خوش گوار ہیں جو نظر آ رہے ہیں۔ اور دو آدمیوں کے درمیان کچھ جھگڑا ہے جو آدمی ناشر سے متعلق ہے میں ان دونوں آدمیوں کو سمجھا رہا ہوں۔ اور خود درخت پر چڑھ گیا ہوں۔ اس کے بعد ایک بزرگ آدمی مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ نے ہی حق بخش کو ہاں روانہ کیا ہے میں نے کہا، نہیں۔ حالانکہ سات آٹھ یوم ہوئے میں روانہ کر چکا ہوں۔ پھر میں نے خود ہی کہا۔ ہاں اس لئے روانہ کیا ہے تاکہ وہ خود جائے اور اس کی تسلی ہو جائے۔

اٹھائیسویں رات:۔ دیکھا کہ ڈاکٹر کشمر مرحوم کی جگہ آغا محمود آئے ہیں وہ اداکاری بھی کریں گے۔ انہوں نے ایک مکان بھی لے لیا ہے۔

سنہ ۱۳۵۶ھ

(شعبان المعظم)

دوسری تاریخ وقت زہرہ ۵ بجے صبح دیکھا کہ آج عشرہ کا دن ہے اور میں بھیرہ میں اپنے گھر گیا ہوں۔ وہاں تعزیہ سوار ہو گیا ہے۔ تعزیہ کے ساتھ ذوالجناح یعنی دلدل چار یا چھ گھوڑوں پر نکل رہا ہے۔ گھوڑے سفید پھولوں سے سجے ہوئے ہیں ہزارہا لوگ ماتم کر رہے ہیں دوپہر کا وقت ہے میرے بہنوئی بھائی فضل الٰہی اور میرے بھائی قمر دین دونوں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں ان دونوں کو میں نے السلام علیکم کہا ہے اس کے جواب میں انہوں نے وعلیکم السلام کہا۔ وہ دونوں بہت خوش ہوئے ہیں بگین دیکھا وہ بہت ہی بوڑھے ہو گئے ہیں اور بھائی قمر دین کچھ ایسی زور دار آواز سے پڑھ رہے ہیں جیسے کوئی ۲۰-۲۵ سال کا لڑکا پڑھ رہا ہو۔ اس اثنا میں تعزیہ بھیرہ سے گاگے کی طرف اور بھیرا والے کنوئیں کے میدان پر آ گیا ہے۔ گھوڑے بھی ساتھ میں آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور اس تعزیہ کے ساتھ سب میراثی ہی میراثی ہیں۔ بھری بھاج کرم بھری اور اس کی لڑکیاں جو میری سگی بھتیجیاں ہوتی ہیں ساتھ ہیں ہیں۔ اور بھائی بھی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں وہ مجھ سے کہہ رہی ہیں۔ آپ کیوں آئے کرم بھری نے کہا۔ یہ کیوں نہ آتے۔ ان کا رہا کے پانی نے گھر برباد کر دیا ہے۔ مکان گر گیا ہے اس کو بنوانے اور دیکھنے کے لئے نہ آتے۔ یہ سننے کے بعد میں نے کہا۔ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا مجھے خبر بھی ہے میں کس طرح پہنچا ہوں۔ پھر بھائی فضل الٰہی اور بھائی قمر الدین نے بھی ہاتھ ملاتے ہوئے پوچھا ہے۔ آپ آ گئے۔ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ ہمارے تعزیہ کی کربلا ادھر الگ ہو گئی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم میراثیوں کا تعزیہ آج ۷ برس سے ادھر ہی الگ رہتا ہے۔ اور یہیں کربلا مقرر ہو چکی ہے۔ اس کے بعد چونکہ تعزیہ کا آج آخری دن ہے اس لئے ختم ہو چکا ہے میں اور بھری بھاج گاگے کی طرف گھر چل پڑے ہیں۔ راستے میں مجھے ایک ڈالہ ملا ہے اس کا رنگ سیاہ ہے حاشیہ سرخ کا ہے۔ اندر بادشاہ کی تصویر ہے وہ بھی سونے کی ہے۔ وہ میں نے اٹھا لیا ہے۔۔۔ چاندی رات:۔ میری بھاوج کہنے لگی میں بھائی اس کو جوم کر ما بھیر سے لگا دیہ نم کو اللہ نے دیا ہے۔ پھر میں آگے بڑھا۔ دیکھا کہ ایک پتھر کے نیچے گھڑی کا ایک کیس پڑا ہے وہ بھی اسی رنگ کا ہے۔ وہ بھی میں نے اٹھا لیا ہے اور پتھر اٹھا کر پھینکنا چاہتا ہوں۔ بھاوج بولیں۔ یہ بھی لے لو۔ پھر وقت مستری ۱۰ بجے دن: دیکھا کہ میں ایک سید کے پاس گیا ہوں۔ وہ مجھ سے کہنے لگے تم سودو جو پٹھان کے پاس جاؤ اور اس سے کہو میری شادی ہے۔ مجھے ڈیڑھ لاکھ روپیہ قرض دے۔ میں نے جا کر پٹھان سے کہا۔ وہ کہنے لگا بے شک لو۔ مگر میں سود بیاج کاٹ کر باقی روپیہ تم کو دوں گا۔ میں نے کہا ایسا روپیہ مجھے نہیں چاہئے۔ ہم اگر دے سکتے ہوں تو ایسے ہی تعزیہ سود کے ڈیڑھ لاکھ روپیہ دو ویسے ہی میں آپ کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد دوں گا۔ بات اس سے نہیں بنی۔ پھر میں اس سید کے پاس گیا اور سب حال سنایا انہوں نے کہا۔ بہت ظالم ہے پٹھان۔ یہ کہہ کر وہ سید نوکری پر جا رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے دو لڑکے بارہ بارہ یا چودہ چودہ برس کے ہیں اور ایک نوکر جو بوڑھا ہے اور جو کہ کائی رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ ان کے پیچھے پیچھے ہے اس کی تنخواہ چودہ سو روپیہ ماہوار ہے۔ میرے ہاتھ میں بانس کی لکڑی ہے اور ایک انگریز لال رنگ کا لئے جا رہا ہے۔ کتا مجھے دیکھ کر بھونکا اور میری طرف بڑھا۔ میں نے زور سے اس کو مکڑی دکھائی تو وہ پرے ہو گیا۔ اتنے میں اس انگریز نے میری طرف دیکھا۔ اس نے کہا۔ صاحب اس کو بلاؤ۔ اس کا نام کیا ہے انگریز نے ہائے نام لے کر بلایا اور وہ انگریز کے پاس چلا گیا اس کے بعد میں آنکھ کی دوا بنا رہا ہوں۔ (مولا مجھے ہر لمحہ و پل اپنی پناہ میں رکھ۔)

ساتویں رات:۔ وقت مرتبہ پانچ صبح دیکھا کہ میں بہت سارے آدمیوں کے سامنے کہہ رہا ہوں۔ چاند کی دو تاریخ قریب ہے۔ میرا وقت بھی قریب ہے۔ اور میری دعا مانگنے کا وقت بھی قریب آ رہا ہے۔ پھر ایک مکان کے دروازے پر بورڈ پر یہ لکھا ہوا ہے۔ "مہاراج جنت مکانی کا حکم ہے کہ پگڑیاں اتار دو اور احرام باندھ لو" یہی مضمون ایک آدمی نے بآواز بلند کہا ہے۔ یہ سن کر لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہم لوگوں کو پگڑیاں تو اتارنی ہی تھیں مگر حکومت کا حکم بھی آ گیا ہے۔ (میرے اللہ میں تو تیری مدد چاہتا ہوں)

نویں رات:۔ وقت زہرہ ۷ بجے دیکھا کہ میں نے بہت سارے آدمیوں کے سامنے یا علی کا نعرہ مارا ہے۔ لوگ کہنے لگے۔ یہ کیسا نعرہ ہے۔ میں نے کہا۔ یہی تو نعرہ ہے اس کے بعد بھوں نے مل کر کہا۔ یا علی پھر ہیرو تو سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہے اس کے پاس ایک بچہ کھیل رہا ہے۔ اس نے ایک چیز یہ کہہ کر مجھے دی ہے کہ جی یہ آخری محاربہ تعویذ بزرگ چھ ہے۔ میں نے وہ تعویذ لیتے ہوئے کہا۔ آپ نے مجھ پر بہت احسان کیا ہے

جو میں کہتی تھی۔ اگر منہ اچھا ہوا تو کیا اندر تو میرا کھایا جا رہا ہے نا۔ میرا پیٹ پھول جاتا ہے۔ وہ رو رہی ہے اور اس نے میری گود میں سر رکھا ہوا ہے۔ میں اسے تسلی دے رہا ہوں اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ اللہ نے مجھے کیمیا اور دعا تعویذ دے رکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ سب اچھا ہو جائے گا اب تم اوپر تو چلو جب ہم اوپر گئے ہیں۔ دیکھا ایک چشمہ ہے ہم دونوں اس چشمہ کے پاس بیٹھ گئے ہیں۔ وہاں بیٹھے بیٹھے میرا درد سست نکل گیا ہے جس سے میری ہمت بھر گئی ہے۔ تو میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ میرا درد سست نکل گیا ہے۔ اقبال کہنے لگی میرا بھی درد سست نکل گیا ہے۔ اس کے بعد ایک عورت جو بہت بڑے گھر کی ہے عورتوں کی حکیم ہے۔ وہ عورتوں ہی کا علاج کرتی ہے تو اقبال سفید گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے پاس علاج کرانے گئی ہے۔ ابھی وہ عورت مطب میں نہیں آئی ہے۔ اقبال گھوڑے پر کبھی اس کے مطب جاتی ہے کبھی اپنے گھر آ رہی ہے۔ اسی اثنار میں راستہ میں دیکھا کہ وہ عورت جو جوان ہے شاہی زری کا لباس پہنے ہوئے سفید ہی گھوڑے پر سوار اپنے مطب کو آ رہی ہے۔ مطب میں آگے سے ہزاروں عورتیں بیمار موجود ہیں۔ جب وہ عورت اپنے مطب میں پہنچ گئی تو اقبال اسے اپنا حال سنا رہی ہے کہ جی میرا پیٹ پھول گیا تھا۔ اس عورت نے کہا۔ کیا ہوا ذرا صبر کرنا تھا۔ پھر دوسری عورتیں بیمار کہنے لگیں کہ اب ہم کو دکھانا ہے اس کے بعد پھر میرا گھر ہے۔ اقبال کھڑے پر بیمار لیٹی ہوئی ہے میری تینوں لڑکیاں اسکول گئی ہوئی ہیں۔ اقبال کی آنکھوں پر شہد لگا ہوا ہے۔ میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ ذرا پانی سے منہ دھو ڈالو۔ کہیں مکھیاں نہ آ جائیں۔ اتنے میں اسکول سے میری تینوں لڑکیاں باہر کھیت پر آ گئی ہیں۔ اور پھر تینوں ماں سے آ کر ملی ہیں۔ تو اقبال کہہ رہی ہے اب مجھے صبیان کے پاس جانی ہوں۔ اس کے بعد گاڑا آیا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ حبس بنجری کے ساتھ میری سنگت ہے وہ بہت سخی ہے۔ اس کی بانی بہت برکت والی ہے۔ کل بنجرے میں اس نے مجھے روپیہ دیا ہے اس کا نام بھی برکت دالا ہے۔ میں نے کہا۔ کیا نام ہے۔ کہا محبوب سبحانی بیگم اس کا نام ہے۔ ماسٹر جی بہت ہی سریلا گاتی ہے اس کے بعد مصطفےٰ اکبر آیا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے مجھ پیسے روپیہ کا طبلہ چاہیے۔ آپ کے پاس ہے۔ میں نے کہا۔ کوئی نہیں ہے۔ معلوم ہوا۔ مصطفےٰ گاما کی دکان پر کہہ آیا تھا کہ مجھ پیسے کے طبلہ والے بہت ملتے ہیں۔ ابھی میں لا کر دکھاتا ہوں۔ پھر وقت شمس ۸ بجے دیکھا کہ اقبال اندر چارپائی پر بیمار پڑی ہوئی ہے۔ سب عورتیں اس کو دیکھنے کے لئے آ رہی ہیں۔ اور میرا لڑکا اقبال کے بطن سے چھوا ہوا جو بالکل بچہ تھا اس کو ایسے ہی لے جا کر دو بہنوں نے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ جب ان دونوں بہنوں کو معلوم ہوا کہ یہ بچہ ماسٹر ملی بخش اور اقبال کا ہے تو وہ اس بچے کو لے کر ہمارے گھر آئی ہیں اور انہوں نے وہ بچہ میرے حوالے کر دیا ہے۔ لیکن بچہ بہت رو رہا ہے۔ آخر کار میرے اور ماں جی بھی آ گئے ہیں تو وہ میرے مجھ سے بچہ کھلانے کیلئے مانگ رہا ہے۔ چونکہ بچہ بہت رو رہا ہے اس لئے میں خود ہی اسے گود میں لئے گھما رہا ہوں اور محلہ کی بھٹیارن ماچھی لال بھی ڈوپٹہ اچھے اچھے کپڑے پہنے اقبال کی طبیعت پوچھنے آئی ہے تو میں اس چھوٹے سے بچہ کے ہاتھ اٹھوا کر دعا منگوا رہا ہوں کہ بیٹا بولو۔ اللہ میری ماں اقبال کو اچھا کر دے۔ اللہ میری ماں اقبال کو اچھا کر دے۔ پھر وقت ظہرہ دیکھا کہ میں کسی کو دعا دے رہا ہوں۔ اللہ آپ کو ہمیشہ روزگار دے۔ اللہ ہمیشہ آپ کا روزگار لگائے رکھے۔ (رب رحم کر)

پچیسویں سرخی۔ وقت ظہرہ ۶ بجے صبح دیکھا کہ اس کے اندر ہتھیار پڑے ہیں۔ ہم دونوں آدمی وہاں ہیں اور ہم دونوں نے تیشہ اٹھا لیا ہے۔ لیکن پھر میں نے کہا کہ میں تیشہ رکھے دیتا ہوں۔ میرے پاس یہ ڈنڈا ہو ہے یہ کافی ہے۔ دونوں کے پاس ہتھیار انہیں ہونے چاہئیں کوئی پکڑ لے۔ یہ کہہ کر یہ دشمن پر حملہ کرنے جا رہے ہیں۔ ہم اسٹیشن کی طرف چل دیئے دیکھا وہی لڑکی ہے اور اس کو پیشاب آ رہا ہے تو پھر میں اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر پیشاب کرا رہا ہوں۔ اس کو خوں بہت آ رہا ہے۔ اس کی بہن کہہ رہی ہے کہ اس کا جدہ لے جا کر علاج کرائے۔ میں نے کہا یہاں سے جدہ کتنی دور ہے۔ کہا جدہ یہاں سے تین میل ہے جب یہ معلوم ہوا کہ صرف تین میل ہے تب میں نے اس کو اٹھا لیا ہے۔ سامنے سے حضرت شاہ آ رہے ہیں۔ پھر وقت ظہرہ ۸ بجے دیکھا کہ میں پڑھ کر اگاسی ہو بیٹھا ہوا ہوں۔ سامنے میری دوائی رکھی ہوئی ہے اور ایک عورت دروازے میں کھڑی ہے میں کہہ رہا ہوں۔ بھائی بھائی کون ہے۔ پس کر اس عورت نے پردہ اٹھا دیا ہے اور وہ کہہ رہی ہے کہ جی میں ہوں اللہ رکھی بشیر جان کی لڑکی۔ وہ یہ کہنے ہی پائی تھی کہ اس کا مرد شاکر بھی آ گیا ہے اور دونوں میرے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ میں نے شاکر صاحب سے کہا پان کھائیے۔ وہ اپنی عورت سے کہنے لگے۔ وہ ماسٹر صاحب یہی ہیں جنہوں نے تمام نوکری روزگار چھوڑ کر صرف اللہ کو یاد کیا ہے اور اللہ نے ان کو غیب سے یہ سب دوائیں دی ہیں۔ شاکر صاحب کی بیوی پس کر بولی کہ یہ ایسے ہی ہوشیار ہیں رہتے ہیں۔ بیہوش نہیں ہوتے۔ دونوں مجھے دیکھ کر بہت خوش ہو رہے ہیں۔ اللہ رکھی کہہ رہی ہے سبحان اللہ سبحان اللہ واہ۔ اس کے بعد میں بسی والے گھر میں سویا ہوا ہوں تو باہر سے میرا لنگوٹیا دوست راجہ غضنفر علی آیا ہوا ہے وہ مجھے سوتا ہوا دیکھ کر واپس چلا گیا ہے اور باندرہ و ماہم کے درمیان پل پر بیٹھا انتظار کر رہا ہے۔ یہ مجھے اٹھنے پر عبدالمجید بھائی نے بتایا ہے اور میں ان کے پاس چل پڑا ہوں دیکھا کہ بھینسوں کا بہت بڑا غلہ دار کی طرف آ رہا

وہاں آدمی بہت سارے ہیں۔ آقا محمود کہہ رہے ہیں کہ میاں فقیر کو جتنا کھلا دو۔ وہ کھانا کھائے جا رہا ہے میں ان بہت سے آدمیوں کے سامنے کہہ رہا ہوں آقا محمود دونوں باتوں کو بہت ہی اچھا جانتے ہیں اور کرتے ہیں۔ انہوں نے سوچتے سوچتے ایک ایسی چیز معلوم کی ہے اور اسمیں اتنی طاقت ہے جسکا جواب نہیں۔ اس کے بعد ایک مکان ہے اسمیں حشر صاحب رہتے ہیں۔ میں ان کے پاس چھوٹے شاگرد کے کر گیا ہوں اور حشر صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ حضور میں اس آپ کے غلام کو آپ کا شاگرد کرنا چاہتا ہوں۔ یہ آپ کی غلامی میں رہے گا اور آپ کی خدمت کرے گا تو اس کو اچھا ہنر آجائے گا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ حضور میں اس آپ کے غلام کو آپ کا شاگرد کرنا چاہتا ہوں۔ یہ آپ کی غلامی میں رہے گا۔ اور آپ کی خدمت کرے گا تو اس کو اچھا ہنر آجائے گا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا۔ بھائی اچھا ہنر تو کیا مجھے بھی معمولی ہنر آتا ہے اس کو بھی معمولی ہنر آجائے گا۔ میں نے کہا۔ جی اچھا (خداوند غفار رحم کر) بیسویں رات:۔ وقت شمس، بجے صبح دیکھا کہ ایک اسٹیشن نما بلڈنگ ہے اسمیں ایک کھڑکی ہے جیسے ٹکٹ مل رہا ہو۔ لیکن اس کھڑکی میں رزق بٹ رہا ہے۔ ہزارہا مخلوق رزق لینے کے لئے وہاں کھڑی ہے۔ انہیں معصوم بچے بھی ہیں۔ بابری یا ممی ہر ایک کا نام پکارا جاتا ہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے ان معصوم بچوں کو کہا ہے۔ پہلے تم جاؤ۔ ایک آدمی نے ایک بچہ کو سکھایا ہے تم زیادہ رزق مانگنا۔ حالانکہ وہاں کی کس تین روٹی کھیوں کی مقرر ہے۔ ہاں تو اس کھانے ہوئے بچے نے بانٹنے والے سے زیادہ رزق مانگا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے بھائی اس میں میرا کوئی دخل نہیں ہے جو مقرر ہو چکا ہے وہ میں دے رہا ہوں۔ اسمیں کم یا زیادہ نہیں کر سکتا۔ پھر اس نے کہا۔ پندرہ تیا پینتالیس سے۔ پھر وقت عطارد ۹ بجے دیکھا کہ دوپہر کا وقت ہے اور اوپر ایک مکان ہے اسمیں سفید فرش چادر کا بچھا ہوا ہے اس پر آنحضور دوسرے عالم تشریف فرما ہیں۔ آپ کے پاس ایک معصوم بچہ بھی بیٹھا ہوا ہے اور ایک آدمی میرے پاس آتا ہے میں اس کو دوائی دے رہا ہوں۔ پڑیوں کا ڈبہ میرے پاس ہے اور میرے پاس چھوٹے چھوٹے وقت بھی پڑے ہیں جن کا رنگ سیاہ ہے وہ اس طرح بک گئے ہیں کہ ان کے بیچ میں سے رسن نکل رہا ہے۔ جہاں بھی ان کو رکھتا ہوں وہ اٹھارہ دانے میرے میرے آگے ہو جاتے ہیں۔ ادھر آنحضور دوسرے کائنات نے تکبیر پڑھی ہے۔ ادھر جبی بخش مجھ سے وہ کالے توت جو کوئی دوائی کے مانگ رہے ہیں۔ میں ان کو گن رہا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیرئیے میں دیتا ہوں اور آنحضور دوسرا باہر تشریف لے گئے۔ میں۔ تو میں نے فرش کی طرف جا کر اس بچہ سے دریافت کیا۔ آنحضور کہاں تشریف لے گئے ہیں اس نے کہا آنحضور دریات یعنی پاخانہ کے لئے گئے ہیں اور آپ نے سنا ہے کہ ابھی تکبیر پڑھی گئی ہے اور وہ بھی آنحضور نے پڑھی ہے میں نے کہا۔ دوپہر کا وقت ہے اس وقت کون سی تکبیر ہے۔ کہا اس وقت کی یہی تکبیر ہے جو ابھی پڑھی گئی ہے اور آنحضور نے اپنے گھٹنے پر لپ لگا دیا ہے۔ جبی بخش اب تمہارا گھٹنا نہیں دیکھے گا" پھر وقت قمر شام کو دیکھا کہ ایک مکان میں عبداللہ و فاطمہ شراب پی رہے ہیں پاس ہی چچا علی بخش پڑے ہیں۔ فاطمہ بہن ان سے کہہ رہی ہیں۔ دو بھائی اٹھو تم بھی شراب پی لو۔ وہ مارے شرم کے نہیں اٹھ رہے ہیں جب میں نے دیکھا کہ فاطمہ بی بہت ہی منت و خوشامد کر رہی ہیں۔ تو میں نے چچا علی بخش سے کہا کہ فاطمہ بہن تم سے کتنا کہہ رہی ہیں۔ تم شراب پی لو۔ یہ سن کر انہوں نے اٹھ کر شراب پینا شروع کر دیا ہے (مولا رحم و کرم فرما)۔

بائیسویں رات:۔ وقت قمر، بجے دیکھا کہ میں ایک مکان میں گیا ہوں وہاں آگے ہی سے ہیروئن نے اپنا چھوٹا سا بچہ اٹھایا ہوا ہے مجھے دیکھ کر اس نے میرا دہنا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹ لیا ہے وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہو رہی ہے۔ اس کے بعد ایک مکان میں ایک ماں بیٹی گانے والی رہتی ہے۔ میں نے دیکھا۔ وہاں گانا بجانا ہو رہا ہے جب گانا بالکل ختم ہو چکا تو ایک سیڑھ گانا سننے کے لئے آئے ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں آپ اپنا باجا اٹھا لیجئے۔ میں نے کہا صاحب میں اکیلا کیسے اٹھا لے جاؤں۔ میں ابھی آدمی بھیجتا ہوں۔ وہ یہ باؤں والا باجا اٹھا لے جائے گا۔ یہ ہاتھ والا باجا میں خود اٹھا کر لے جاتا ہوں۔ اس کے بعد بہت سی عورتیں ہیں وہ سب ڈانس ہیں اور سب کی سب ڈانس پر لگی ہوئی ہیں۔ سب گنواریاں ہیں۔ ان میں ایک بہت ہی خوبصورت نوجوان عورت جس کی جوانی پھٹے پڑ رہی ہے اور میں نے جو نقش لکھا ہے وہ بہت کامیاب ہوا ہے اس کے بعد ایک پٹھان بہت بھاری طاقت والا ہے۔ وہ میرا بھائی بنا ہوا ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ سناؤ۔ میں نے کہا۔ تم جو اتنی طاقت والے ہو میں تمہارے ہی ذریعہ بستی میں نام پا رہا ہوں۔ میں تو اب بہت کمزور ہو گیا ہوں۔ اس پٹھان کی طاقت سے سب لوگ عورتیں مرد ڈرتے ہیں۔ اس کے بعد دو بھائی بہن ہیں۔ بھائی بڑا ہے اور وہ اسکول پڑھنے کے لئے جا رہے ہیں پھر میں اس سیٹھ سے کہہ رہا ہوں۔ میں تو اب نوکری چھوڑ دوں گا۔ اوہ ڈانس ہی کیا کروں گا۔ کیونکہ نوکری میں مزہ نہیں ہے اور ڈانس چونکہ پختہ ہو گیا ہے اسمیں پیسے اچھے ملتے ہیں۔ (خداوند فضل و رحم فرما)۔

چوبیسویں رات:۔ وقت مشتری ۶ بجے صبح دیکھا۔ میرا گھر ہے [illegible] وہ مجھ سے کہہ رہی ہے ماسٹر جی سردرد ہے [illegible]

بیٹا ایسی شرارت نہیں کرنی چاہیئے اس کے بعد وقت مشتری ۸ بجے دیکھا کہ ایک مکان مٹی کا ہے جو بالکل نیا بنا ہوا ہے۔ اور یہ مکان استاد میاں بخش کا ہے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ مکان کا دروازہ کدھر ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مکان کا دروازہ قطب کی طرف سے ہے۔ اور اس دروازے سے میں اندر گیا ہوں۔ پھر وہ سرا دروازہ آیا ہے اور میں نکل کر صحن میں پہنچ گیا ہوں۔ وہاں گھوڑا ہو کر میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ دروازہ خوب صورتی کیلئے مٹی بڑھی ہوئی ہے۔ اگر یہ ساتھ ہو جاتی تو بہتر تھا۔ کسی نے کہا کہ جی نہیں یہ ایسے ہی خوب صورت نظر آتا ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا اس مکان میں دو دروازے ہیں دونوں کو اندھیرے تالا لگا ہوا ہے اور نہایت ہی خوب صورت ہیں۔ اس کے بعد اسی مکان کے اوپر میں اور میری بیوی بیٹھی ہوئی ہیں۔ دھوبی کپڑے لینے کے لیے آیا ہے تو میں اپنی بیوی سے پوچھ رہا ہوں کہ کوئی کپڑا میلا تمہارا بھی ہے جو دھوبی کو دینا ہے۔ اس نے فوراً اپنی قمیص اتار کر میری طرف پھینکی ہے جو میں نے اٹھا کر دھوبی کو دیدیئے ہیں۔ (مولا انعام کرم و کرم جاری رکھنا) (۲۹) (فتیلسو میں رات ۱۱ وقت صبح ۷ بجے صبح دیکھا کہ آج ایک نائک کمپنی میں وہاں کے ایکٹر لوگوں کو تنخواہ ملنے والی ہے۔ تو سب ایکٹر لوگ مالک کمپنی سے تنخواہ ساتھ خرچ کے مانگ رہے ہیں۔ مالک کہہ رہا ہے کہ ہم تنخواہ دیتے ہیں مگر ساتھ خرچ نہیں دیتے۔ تو میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں خرچ لوں تو سور ہوں۔ مالک نے میری اس قسم کی قدر کرتے ہوئے مجھے بلا کر کہا کہ یہ شخص کتنا ایمان دار ہے کہ خرچ نہیں لے رہا ہے لہٰذا اسکو پوری تنخواہ خرچ کے ساتھ دی جائے۔ اور منشی صاحب جن کے پاس وہ بہی بنڈرہ ہے وہ میرے پاس آئے ہیں اور مجھ کو خرچ دے رہے ہیں جو کہ روپیاں چھ نیا اور اٹھنیاں ہیں۔ اور بعد میں میری پوری تنخواہ دی جا رہی ہے۔ جو سب چاندی کے روپے ہیں۔ میں نے تنخواہ تو لے لی ہے مگر خرچ نہیں لے رہا ہوں۔ منشی جی کہنے لگے کہ لے لیجئے مالک خوش ہو کر آپ کو خرچ کے ساتھ تنخواہ دی ہے۔ میں نے منشی صاحب سے تنخواہ خرچ کے ساتھ لے لی ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ نیاں چونیاں بے حساب ہیں اور روپے بھی کافی ہیں میں نے ان کو گنا تو وہ مجھ سے گنے نہیں گئے ہیں۔ پھر میں نے ابھی نکلی بھی دیکھی ہے۔ جو میں نے ابھی جوتی نہیں ہے۔ اس کے بعد ایک عورت آئی ہے اور وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ میں بھی نواب خان کی عورت ہوں حالانکہ دوسری بھی نواب خان کی عورت موجود تھی۔ وہ عورت یہ بھی کہہ رہی ہے کہ نواب خان کسی سے بات نہیں کر رہا ہے۔ آخر میں جاکر میں اس معشوقہ کو بلا لائی ہوں کیونکہ اگر وہ اپنی معشوقہ کو نہ دیکھے گا یا نہ ملیگا تو مر جائیگا۔ یہ سب سن کر میں نے کہا کہ میرے نام کے ساتھ میں اسم اعظم اللہ کی مدد منصوص کی گئی ہے۔ اس کے بعد میں اپنے مکان میں چارپائی پر لحاف اوڑھے ہوئے بیٹھا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ہیرو بن سفید کپڑے پہنے ہوئے آئی ہے۔ اس کو دیکھ کر میں دوسری چارپائی پر چلا گیا ہوں اور اس نے میرا لحاف اوڑھ لیا ہے اور میں اس سے پیار کی باتیں کر رہا ہوں کہ اب تم میری ہو یا نہیں وہ کہہ رہی ہے کہ میں تمہاری ہی ہوں۔ پھر میں اسکو محبت کیلئے کہہ رہا ہوں کہ آج رات کو خدا و رسول کیلئے ۲ منٹ کو آجانا۔ تو وہ ہنس کر اور خوش ہو کر کہہ رہی ہے کہ میں ضرور آؤں گی۔ پھر آج ہی مجھ کو گاڑی پر سوار ہو کر یہاں سے چلے جانا ہے بلکہ گھر خالی کر کے سب لوگ چلے جائیں گے۔ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ کل صبح ۸ بجے ٹھیک پہونچ جائیں گے۔ پھر وقت ظہر ۸ بجے دیکھا کہ ایک مندرہ ہے پاس ہی ایک مکان جہاں ایکٹر لوگ رہتے ہیں۔ چونکہ ایک بہت بڑا پارٹ ہے جو کہ مجھے ہی ادا کرنا ہے وہ میں بھیجا گیا ہوں۔ میں اسے لکھ رہا ہوں۔ اور آج ہی رات کو کھیل ہے۔ میں نے صرف اتنا ہی لکھا تھا کہ منشی سید حامد حسین سید اطہر علی منشی حامد حسین لکھنے میں آگئے ہیں۔ اور وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آج تو آپ کا پارٹ بہت بڑا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے ہر سین میں آپ لوگ بھی تو میرے ساتھ ساتھ رہیں گے۔ لے دیکھ لیجئے ہوں تو میں نے لکھا ہے کہ سید حامد حسین اور سید اطہر علی الہ آبادی۔ پھر میں نے کہا کہ اگر پوچھا کہ منشی جی وقت کیا ہے بولے کہ بس بجکر ۲ منٹ ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ وقت بالکل قریب ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ پر ڈراپ سین اٹھنے والا ہے۔ منشی جی میں جاؤں اور میک اپ جلدی کروں۔ اور میں ہاتھ میں قلم دوات لکھا ہوا کاغذ لیکر نیچے اترا ہوں۔ اس کے بعد تھا اور میران فقیر بخش اپنے گھر میں بیٹھے ہیں۔ مخمور و ٹیاں بجا رہی ہے۔ اور سامنے میں کھڑا ہوں میران فقیر بخش مجھے دیکھ کر غصہ کو کوئے ہیں کہ عشق بہت ہی بری چیز ہے۔ دیکھ اسکو عشق ہی تو لگا ہوا ہے مدد میری طرف دیکھ کر کہنے لگی کہ ابا میں نے تو عشق نہیں دیکھا ہے اور نہ میں عشق کو جانتی ہوں۔

(رب العلی میری کاج تیرے ہی ہاتھ ہے ذرہ ذرہ اپنا کرم فرما۔ رحمت فرما)

تمام شد

ہے اور راہ دھوپ میں کھڑا ہے۔ سورج اترنے ہی والا ہے۔ ۵ بجے کا وقت ہے۔ دور سے یہ میں نے دیکھا وہ کالا کوٹ پہنے ہوئے اور سر پر سفید صافہ باندھے ہوئے ہے ایسا ہی میرے سر پر سفید صافہ بندھا ہوا ہے اور کالا کوٹ بھی پہنے ہوئے ہوں۔ جب ہم قریب پہنچے تو وہ بغیر بات کئے انہیں بھیسوں کے گلے کہے پیچھے پیچھے ہو لیا ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے میں اسے آوازوں پر آوازیں دے رہا ہوں اور وہ غضنفر علی صاحب۔ رابہ غضنفر علی صاحب مگر وہ ایک نہیں سن رہا۔ بالآخر میں نے یہ کہہ کر پکارا۔ وزیر اعظم صاحب وزیر اعظم صاحب جب وہ ٹھہرا اور ہم دونوں ملے۔ وقت شمس ۹ بجے صبح دیکھا کہ مجھے ایک تعویذ بہت مشکل وقت میں لکھا ہے (در میرے ہ بس ایک خوف بیٹھا ہوا ہے وہ مجھ سے کہہ رہا ہے مجھے بہت سخت بھوک لگی ہے تو ہی ایک بہت بڑا سمندر ہے جس کی بڑائی کا کوئی اندازہ ہی نہیں اس میں کشتی نا ایک جہاز ہے جو ٹوٹا ہوا ہے بس کی رسیاں جال کی ہے جیسے رسے کے پلنگ کی ہوتی ہے میں اس پر لیٹا ہوا ہوں اس پھوٹے سے جہاز پر ایک خیمہ اٹھا ہوا ہے کہیں پہ ایک دم بیدار ہے۔ روشن ہوا ہے اور اڑنے والے کپڑے کا رنگ ہلکا سا گلابی ہے اس جہاز میں شاید مچھلی بھی ہیں اور شاید بھالو بھی ہیں اور ہاں وہ خود بھی ہے۔ جہاز چل پڑا ہے۔ اور اس کی رفتار بجلی کے مانند ہے پانی میری پیٹھ سے ٹکراتا ہے۔ اس جہاز کا ملاح جن جنس ہے جب جہاز بیچ سمندر کے پہنچا تو اس جھنڈے پر بڑے بڑے حرفوں میں الصمد لکھا ہوا نظر آرہا ہے اس جھنڈے کا کپڑا ایسا لٹھا جاتا ہے جیسے کتاب کے ورق الٹتے جاتے ہیں پھر اس جھنڈے پر طرح طرح کا کام بنا ہوا ہے اور سفید بیلوں کا نقشہ بھی بنا ہوا ہے۔ لیکن منظر بہت ہی ڈراؤنا ہے۔ آسمان تاریک ہیں بہار کنارے پر جن جنس نے لا کھڑا کیا۔ معلوم ایسا ہوا جیسے کوئی بڑا اسٹیشن ہو اور وہاں اینٹوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ میں نے ناشو سے کہا۔ بھئی واہ ناشو۔ تیرے باپ نے تو خوب انداز سے جہاز کنارے پر لا کر لگا دیا۔ دیکھا کہ میری عورت صالحہ بی آئی ہے۔ اس کے بعد مولوی عنصر الدین صاحب کہہ رہے ہیں کہ حاسد و دشمن کا ہے۔ (۱) واسم اعظم ہے پھر میرا پیدائشی گاؤں گاگا ہے۔ وہاں کی تنگ اور چھوٹی چھوٹی گلیوں میں میری عورت صالحہ بی مجھ سے کہہ رہی ہے کہ یہ تمہاری کا چھوٹا سا بچہ آپ کے پیچھے پیچھے آرہا ہے۔ میں نے اسے جواب دیا کہ یہ میرا ہی بچہ ہے اور مجھ سے ہی ملا ہوا ہے یہ اور اس کی ماں آپ ہی آپ میرے پیچھے نکل آئے ہیں (دونوں کا رنگ سیاہ تھا۔ یہ باتیں ہر ستان کے باسی ہوتیں۔ (ورب رحم و فضل فرما) اٹھائیسویں رات ۔ وقت عطارد ۵ بجے صبح دیکھا کہ پھلدار ناں کی منڈی میں حد سے زیادہ خوبصورت سے نئے مکان بن گئے ہیں۔ پہلی سی پھلدار ناں کی منڈی ہی معلوم نہیں ہو رہی ہے میں وہاں سے اپنے گھر گاگے گیا ہوں۔ اس لئے کہ میرے بھتیجے اور بھتیجیاں بالغ جوان ہو گئے ہیں۔ میری والدہ بھی میرے ساتھ ہیں۔ ان کے سر پر گیہوں کی گٹھری ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ (اسمہ اعظم) تو مجھ کو مدت سے مل چکا تھا مگر اس وقت اس لئے مجھ سے لیا تھا کہ جنگل کا راستہ ہے جو بہت مشکل ہے کوئی چھین نہ لے جب ہم گاگے میں موچیوں کی دکان پر پہنچ گئے ہیں۔ وہاں ہزاروں مرد و عورتیں جو زمیندار ہیں موجود ہیں ایک زمیندار عورت میری ماں سے کہنے لگی کہ ہمارا مادہ قرضہ دو جو ہم نے تمہاری مصیبت اور تنگی کے وقت اناج دیا تھا جو تم نے اپنے مہمانوں کو کھلایا تھا۔ میں نے کہا۔ ہم نے اب تو اب کچھ نہیں دینا ہے۔ وہ عورت بولی ہم نے جب تمہاری عزت رکھی تھی اس کا یہی بدلہ ہے۔ میں نے کہا۔ میں تو ہنس رہا ہوں۔ حضور ایک ایک دانہ آپ مجھ سے لے لیجئے اور گن گن کے لیجئے۔ آپ نے مجھ پر بھلائی کی ہوئی ہے اس کے بعد میرے سب بھائی شرف الدین، قمر دین، عالم دین، محمد بخش، خدا بخش، مولا بخش، الٰہی بخش اور میرے بخش ایک ہی مکان میں بیٹھے ہوتے ہیں اور خدا بخش بہت ہی زوردار صاف اور اچھا طبلہ بجا رہے ہیں۔ انہوں نے جوں ہی توڑا مارا میں کہہ رہا ہوں واہ یہ تو بہت ہی اچھا توڑا مارا ہے۔ پھر وہی توڑا لیجئے۔ میرے کہنے سے انہوں نے وہی توڑا لیا ہے اور الصلاۃ جس کا جواب کہیں۔ پھر میرے بڑے بھائی محمد بخش جن کی ڈاڑھی پہلے سفید تھی۔ اب کالی ہے۔ گویا جوان معلوم ہو رہے ہیں۔ وہ طبلہ بجا رہے ہیں اور خدا بخش سے پوچھ رہے ہیں۔ غلط ہے یا صحیح ہے۔ خدا بخش نے جواب دیا۔ سبحی بالکل ٹھیک ہے۔ پھر وہ کہہ رہے ہیں کہ ان لڑکوں اور لڑکوں کو بلاؤ جن کا نکاح کرنا ہے۔ میں نے بھی کہا۔ ہاں بلاؤ۔ پھر میں اپنے مکان کی سیڑھیوں پر چڑھ رہا ہوں اور میرے پیچھے پیچھے اور لوگ بھی چڑھتے آرہے ہیں سیڑھیاں ایک دم سخت اور ڈراؤنی ہیں۔ میں اوپر سے ان لوگوں کو بتا رہا ہوں کہ یہاں سے بچنا یہاں سے بچنا (عبدالرحمٰن جو کہ پوتا سی بچہ ہے اس نے دوسری طرف جا کر جہاں کہ اینٹوں کا ایک لمبا سا رستہ بنا ہوا ہے ایک اینٹ سرکا دی۔ میں نے یہ دیکھ کر اس سے کہا۔ عبدالرحمٰن بیٹے۔ یہ اینٹ جو تو نے نکالی ہے اگر نکالتے وقت تیرا ہاتھ چھوٹ جاتا اور تو گر جاتا تو دیکھ۔ نیچے کتنی گہرائی ہے۔ پہاڑ کی گہرائی سے کم نہیں ہے تو تیرا پتہ بھی نہیں ملتا

(۹) نویں رات :- وقت مشتری، بجے صبح دیکھا کہ میرے ساتھ ایک آدمی ہے اور میرے بدن پر رنگ برنگ کی چندیاں خود بخود لگ گئی ہیں میرے ساتھ جو ایک آدمی تھے کہنے لگے کہ جو کچھ اسکو بننا تھا یہ بن گیا ہے۔ اس کے بعد میں گاگے کے بڑے قبرستان کے پاس ایک ٹہنی سنگ کھجور لوہے کی ہاتھ میں لیے ہوئے آیا ہوں۔ وہاں دیکھا کہ بھیرو کے بارہ دی سپاہی آئے ہیں ان کے ہاتھ میں بھی زنجیریں ہیں اور وہ وہاں پر پکڑ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ میں بھی تو زنجیر لایا ہوں۔ اور میں ان کو دیکھ کر پہلے ڈرا بھی ہوں (بیدار و دگر مفصل فرما)

(۱۱) گیارھویں رات :- وقت زہرہ، بجے صبح دیکھا کہ میرا لبھی والا گھر ہے اور آٹا گزر حا پڑا ہے۔ مہر لعانے کیا کہا ہے کہ سارے آٹے کے دو ہپڑے بنائے ہیں۔ اتنے میں بھا کر اقبال سے کہا ہے کہ لیجیے میں آپ کو آٹا گوندھے دیتی ہوں۔ اور انھوں نے خوب آٹا گوندھا ہے۔ خوب بہت سارا ہے۔ پھر میں پیڑی، بھابی کہنے لگیں کہ یہ کہیں آپ کو نہ نکل جائے۔ میں نے کہا کہ اگر ایسا ہوگا تو میں الگ کر دونگا ایسا نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد آٹا گ مٹے پر ہیر دئیں ضروری بات سے فارغ ہوکر آئی ہے۔ پھر میں پانی کا لوٹا بھر کر اور پرا جابت کرنے کیلئے گیا ہوں دیکھا کہ اور پر تمام ذ ہے۔ میں بیٹھا ہی تھا کہ عبدالرزاق جام بھی اجابت کے لیے آگیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نیچے چلے جاؤ۔ مجھے دوسرے کے سامنے اجابت میں ہو ملکہ شرم آتی ہے۔ یہ سنکر عبدالرزاق جام نے کہا کہ۔ آپ فارغ ہوکر یہ لوٹا مجھے دیدیجئے گا میں نے کہا کہ اچھا۔ پھر دیکھا کہ پیچھے سے میری عورت مجھے بار بار دیکھ رہی ہے۔ اس کے چہرے پر بوہنی بناوٹی ناراضگی ہے اور وہ ناز سے مجھ کو جھپ بھی رہی ہے اور تھوسے کہہ رہی ہے کہ تجھ آدم روٹی کھالیں۔

(۱۳) تیرھویں رات :- پھر وقت قمر ۹ بجے دیکھا کہ ایک مسجد ہے اسکی میں نماز پڑھی جاچکی ہے۔ اور میں دوائی کا ڈبہ لیکر میں دوائی دے رہا ہوں تو سامنے سے ایک آدمی آرہا ہے اور وہ یہ کہتا ہوا آرہا ہے کہ اس نے تو سب کچھ لوٹ لیا ہے میں کہہ رہا ہوں کہ صاحب دیکھ لیجیے میں نے کچھ نہیں لوٹا ہے میرے پاس بھیہ کوئی نہیں ہے۔ پھر میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ دوا خانہ جیسا چل رہا تھا اگر ایسے ہی چلتا رہتا تو میں محتاج کیوں ہوتا۔ اس جھگڑے کو آخر آرام نہ ہوتا تھا نہ ہوا۔ اور بات بگڑ گئی۔ مگر اللہ کو جس کی زندگی رکھنی ہو تو بہ دوائی اسپر انجکشن کا کام کرتی ہے اگر اس کی زندگی ہی نہ ہو تو کوئی کیا کرسکتا ہے۔ پھر اقبال اپنی ماں سے بات کر رہی ہے۔ دیکھو نا جی کل ہمارے گھر میں نہ آٹا تھا نہ دوا تھی اور نہ روپیہ تھا مگر آج دیکھئے کہ ہمارے گھر میں آٹا بھی آگیا اور دوائی بھی آگئی ہے اور روپیہ بھی آگیا ہے۔ یہ سب آپ ہی کا آپ ہوا ہے یہ سب اللہ کی مہربانی سے ہوا ہے اب سب چیزیں موجود ہیں اللہ پاک کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے بعد میں عبدالحی بھائی اور قاضی صاحب ہیں اور میرے پاس ایک رجسٹر ہے اسمیں کچھ لکھا ہوا ہے یہ دونوں اس کو دیکھ رہے ہیں اور مجھ سے پوچھ بھی رہے ہیں میں ان کو بتا بھی رہا ہوں۔

(۱۵) پندرھویں رات :- وقت شمس ۳ بجے دیکھا کہ میں اپنے پیدائشی گاؤں میں جہاں میرا گھر ہے بیٹھا ہوا سوں۔ رات کا وقت ہے گویا ہم اوپر چھت پر لیٹے ہوئے ہیں بھائی محمد بخش بھی ہیں اور ساتھ ہی چچا امیر بخش کے مکان پر گاما کھڑا ہے۔ وہ ہماری چھت پر کیچڑ کی گولیاں بنا بنا کر پھینک رہا ہے۔ گو وہ مجھے لگ نہیں رہی ہیں۔ میں بچ جاتا ہوں لیکن وہ یہ مجھے مارتا ہے۔ اسے میرے کچھ روپئے دینے بھی ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ وہ میری بات صحیح نہیں مانتا ہے وہ یہ حرکت کرتے کرتے ہمارے مکان پر چڑھا آرہا ہے تو میرے بڑے بھائی محمد بخش مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ وہ آرہا ہے اس سے اچھے طریقہ سے ملنا کوئی رنج کی بات نہ کرنا میں نے کہا کہ جی اچھا اور وہ پھر اوپر آگیا ہے میں اس سے ملا ہوں اور اس نے مجھے چاندی کا روپیہ دیا ہے جو میں نے بخوشی لے لیا ہے۔ (رحم فرمائے مالک)

(۱۷) سترھویں رات :- اس کے بعد ہم لوگ مصلیوں کے گھروں کی طرف گئے ہیں۔ مجلس امداد حسنین میں شریک ہوئے ہیں۔ راستے میں میں اسے اپنی بات سنا رہا ہوں تو اس نے میری بات بالکل سچ مان لی ہے جب ہم وہاں پہنچے تو مجلس پاک ختم ہو چکی ہے اور ہم لوگوں نے صدر دنا شروع کر دیا ہے۔ اور وہاں سے آگے چلے ہیں آگے آگے میری ماں اور بھائی محمد بخش جو بالکل سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا پیچھے میں ہوں۔ اور میرے پیچھے گاما خادم حسین ہیں منے خوب پیٹ بھرا ہوا ہوں۔ اور میں گاماں سے کہہ رہا ہوں کہ یہ کتنے ہیں وہ کہنے لگا قبل ہیں۔ میں نے کہا، یہ تین ہیں نا جب ہی تو رسول اللہ نے بھی اجازت دیدی ہے۔ مثال یہ سمجھو کہ جتنی بخشش نے جو کچھ کیا تو انھوں نے دوکان پر کام تو کرنا نہیں تھا۔ انکا کام تو صرف طبلہ بجانا ہی تھا۔ انھوں نے جو کچھ کیا اپنے نام کی بڑائی کے لیے کیا۔ یہ سچ ہے تاوہ بولا کہ بیشک میں نے پھر کہا کہ اگر انھوں نے کام کرنا ہو تو اپنا دکان بنا کر بیٹھے۔ اب تم ہی انصاف کرو کہ۔ وہ بولا کہ جی ٹھیک ہے۔ آگے میری ماں نیاز کے چاول اور بوٹیاں تھال میں لیے کھڑی ہے وہ مجھے تھالی میں لیے کھڑی ہیں وہ مجھے تھالی دیکھ کہہ رہی ہے کہ بیٹا یہ کھالو۔ میں نے کہا کہ ماں ابھی پیٹ بھرا ہوا ہے۔ ان کے اصرار پر میں نے نیاز کھالی ہے۔ پھر میری ماں نے مجھے شربت دیا ہے

رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ

دوسری رات رمضان المبارک :- وقت عطارد صبح ۷ بجے دیکھا کہ میں ایک چارپائی پر لیٹا ہوا ہوں کہ خورشید انجمن سفید اور زری کے کپڑے پہنے ہوئے کہ جس نے میک اپ کیا ہوا ہے اور وہ بہت خوب صورت معلوم ہو رہی ہے۔ مٹھائی کی پلیٹ بھر کر لائی ہے۔ جسے ہم دونوں کھا رہے ہیں۔ اور اندر سے ایک بہت ہی خوب صورت اور جوان عورت میک اپ کئے ہوئے نکلی ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ آپ کا تو سپہ سالار قتلون خان کا پارٹ ہے۔ اور آج کھیل فتح جنگ ہے۔ جلدی جا کر میک اپ کیجئے۔ خورشید موصوف نے بھی کہا کہ جلدی جائیے۔ میں جلد اٹھ کر جا رہا ہوں راستہ میں ڈائریکٹر بہتہ بھی ملے میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ گرو جی مجھے تو یہ ۵۰ روپیہ کی نوکری پڑ رہی ہے۔ میں اس نوکری کو چھوڑ دوں گا۔ وہ کہنے لگے کہ ہاں میسور کستوریں بھی آدمی بہت ملتے ہیں۔ وہاں تو بیس بیس تیس تیس روپئے میں عام ایکٹر مل جاتے ہیں۔ اسی سے اچھی نوکری آپ کو کہاں ملے گی۔ آگے جب میں گیا ہوں تو دروازے پر بورڈ پر لکھا ہوا ہے کہ سپہ سالار قتلون خان کا پارٹ ماسٹر علی بخش کا ہے۔ (رحم کر پروردگار) ۵ ویں رات :- وقت شمس و زہرہ ۸-۹ بجے دیکھا کہ یہ سب بھیرہ کا بازار ہے۔ اور ہم دو آدمی ہیں اور میں نے خربوزہ یا مٹھائی خریدی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ میرے ساتھ جو آدمی ہے وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مجھے دو آنے یا نو پیسے ادھار دیجئے مجھے بھی کچھ خریدنا ہے۔ یہ بات سنکر میں کہتا ہوں کہ وہاں سے روپیہ ادھار لیکر اسکو دوں۔ لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ خود یہ ادھار دے پھر میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا ہے دیکھا کہ ایک روپیہ چاندی کا پڑا ہے۔ اور ایک کاغذ کی پڑیا میں کچھ پیسہ اور آنے ہیں۔ اور ان کو میں گن رہا ہوں اور اسی آدمی سے پوچھ رہا ہوں کہ میں پیسے تو دیدونگا مگر واپس کب ملیں گے۔ وہ بولا کہ میں آپ کو دو تین دن میں واپس کر دونگا۔ تو میں نے پیسے گن کر اسکو دے دیئے ہیں۔ اس کے بعد ہم دو آدمی ہیں اور ایک کہانی ہے میں اس میں پارٹ کر رہا ہوں میرے کام سائڈ ہیرو کے ہیں۔ میرے ساتھ والے نے کہا کہ آپ ہیرو ابھی بنتے ہیں یا نہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ابھی تو میں سائڈ ہیرو کا کام کر رہا ہوں دوسرے دو اسٹوڈیو ابھی چالو ہونے والی ہیں ان میں بھی میں سائڈ ہیرو ہی ہوں۔ مگر پارٹ بہت زبردست ہیں۔ میرے ساتھی نے کہا کہ جو چالو اسٹوڈیو ہے اس میں تو ساقی یا خادم نامی ہیرو بنا ہوا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ وہ اس لیے بنا ہوا ہے کہ اس کی آنکھیں سرخ ہیں۔ اور وہ مست رہتا ہے۔ اس لیے یہ پارٹ اسپر ہی فٹ تھا۔ اس نے کہا کہ اب اس نے مجھ سے کہہ لیے ہیں۔ اور وہ خاموش ہے۔ اور اب وہ بولنے والا ہے۔ کیونکہ سٹوڈیو اب بھیج گئی ہے۔ اب کوئی دوسرا تو ہیرو بن نہیں سکتا اس لیے وہ خاموش تھا۔ اب وہ ایسا بولے گا کہ اسٹوڈیو ری اپنے زور اور طاقت سے بند کرا دیگا۔ میں نے کہا کہ میرا تو سائڈ ہیرو کا کام ہے۔ وہ کہنے لگا کہ ہیرو تو نام کا ہوتا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے سائڈ ہیرو ہی ہوتا ہے۔ جب آپ کام کریں گے تو تہلکا مچ جائیگا۔ وہ مزید بولا۔ کہ میں نے سنا ہے کہ ایک ادھی وزیر کے پاس رہتا ہے جو۔ کیمیا گر ہے۔ اور سونا بناتا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ آدمی تو میں ہی ہوں۔ میں سونا تو نہیں بناتا اگر بناتا ہوتا تو گورنمنٹ مجھ کو جیل میں ڈال دیتی۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ میں ایک دوا ضرور بناتا ہوں جو ہر مرض کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اس سے لوگوں کو فائدہ عظیم پہنچتا ہے۔ ایسا کیمیا گر ہمیں ضرور ہوں۔ (رحم کر میرے اللہ)

(۷) ساتویں رات :- وقت عطارد ۷ بجے صبح دیکھا کہ ایک جگہ اور میں بہت بڑے بزرگ ہیں جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ مگر سب مرے ہوئے ہیں۔ اور باتیں بھی کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ایک بہت گہرا دریا ہے اس کے کنارے ہم سب بیٹھے ہیں۔ اور مہلقا ایک ہاتھ پر بیٹھی ہے۔ وہ بھی بالکل کنارے ہی پر ہے۔ ذرا ہے تو دریا میں گر پڑے۔ میری نظر جو پڑی تو میں نے اسکی بانہہ پکڑ کر اقبال کی طرف بٹھا دیا ہے۔ اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ دیکھو یہ گر رہی ہے اگر اس پر نظر نہ پڑتی۔ اس کے بعد پھلوں کی منڈی ہے بیچ میں کہیں کا سٹیشن ہے۔ اسکا مالک کرسی پر بیٹھا ہے مجھے مخاطب کر کے بات کر رہا ہے کہ یہ لڑکی آپ کی ہے نا۔ اس کی شکل صورت سب کچھ آپ ہی سے ملتا ہے اور باتیں بھی آپ ہی سے ملتی ہیں۔ میں نے صرف سر ہلا دیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جی ہاں یہ لڑکی بیشک میری ہے۔ جب آپ نے پہچانا ہے۔

سنہ ۱۳۵۶ھ

شوال المکرم!

پہلی رات شوال المکرم ۱۳۵۶ھ :- وقت قمر ۸ بجے صبح دیکھا کہ میں کچہ آدمیوں کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ یہ ۱۳۵۶ھ مسند ہم کو بھی معلوم ہے کہ سر سے عورت پیدا ہوئی ہے۔ اسکے بعد گاماں کی دوکان سے بھابی برقعہ اوڑھتے ہوئے اپنے باپ کے ساتھ آرہی ہیں۔ پھر وہ سیڑھیوں پر چڑھ رہی ہیں۔ وہ جس آدمی سے ملے گئی تھیں وہ ملا نہیں ہے بھابی نے اوپر چڑھ کر برقعہ اتار دیا ہے۔

دوسری رات :- وقت عطارد شب نین بجے دیکھا کہ میں اور حیدر شاہ دونوں ایک جگہ رہتے ہیں اور میں اگاسی میں بیٹھا ہوا دعا مانگ رہا ہوں۔ اتنے میں مولوی فہیم الدین صاحب نے آکر اگاسی کا پردہ اٹھا دیا۔ مجھے اس بات کا بہت رنج ہوا ہے۔ تو حیدر شاہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ بولیئے گا میں خود بات کروں گا۔ ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا جیسا کہ آپ نے کہا حیدر شاہ نے مزید کہا کہ ایک فعہ مولوی فہیم الدین صاحب کو خواب آیا تھا کہ وہ ایک عورت پر عاشق ہو گئے ہیں اور اس کے عشق میں وہ دیوانے ہو گئے ہیں۔ مگر آخر کار وہ عورت ان کو لگ گئی۔ یہ خواب مجھے مولوی فہیم الدین صاحب نے سنایا تھا۔

(۱۷) سترھویں رات :- بھیرہ وقت شمس ۸ بجے دن دیکھا کہ میں گاڑی سے گھر پہنچ گیا ہوں میرے پاس سو یا کچھ اور کا ٹکٹ تھا مگر جاکر والدہ سے ملا ہوں جو کہ سفید لباس میں ہیں پھر گاڑی تیار ہے۔ ادھر دروازہ چٹی پل والا ہے اور یہ شہر بھیرہ ہے ادھر گاؤں میں پانی آگیا ہے۔ ہمارا گاؤں پانی سے بھر گیا ہے۔ ویسا کھتری کی دوکان میں بھی پانی آگیا ہے تو دروازہ چٹی پل والے میں دیسا اور اسکا بابا بیٹھا ہے ایک میں ہوں اور ایک اور آدمی ہے۔ وہ آدمی دیسے سے کہہ رہا ہے کہ پانی کے وقت نہا لو بابا ایشر ابھی پہنچا تھا۔ یا نہیں کیونکہ یہ تو چھوٹی عمر کا آدمی ہے اور ست ہے یہ سمجھ ایشر ابھا کر گویا میں چھوٹا اور مست ہوں۔ لیکن ٹھیک وقت پر تو میں پہونچ ہی گیا تھا۔ ویسا نے کہا ٹھیک۔ (۱۹) انیسویں رات :- اسکے بعد پھر گاڑی تیار ہے اس میں تمام معصوم ہی معصوم بچے بیٹھے ہیں ان سب سے پہلے میں آکر بیٹھ گیا ہوں بچوں سے گاڑی بڑی مشکل سے چڑھا گیا ہے میری والدہ کھڑی دعائیں دے رہی ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ یہ اور اچھا ہے کہ آپ دیکھ رہی ہیں اور خوشی ہو رہی ہیں۔ (۲۱) اکیسویں رات :- اس کے بعد ٹکٹ چیکر آکے چکر لگا کر چیک کر گیا ہے میں نے اپنا ٹکٹ جیب سے نکالا تو ریٹرن ٹکٹ ہے اور گاڑی خوب زوروں پر جا رہی ہے۔ اس کے بعد لاہور واقع گنج کے پاس والا ایشر ہے۔ جو کہ میلا رام سا مشہور ہے۔ اس میں گرانڈ تعلیم چل رہی ہے۔ وہاں کے لوگ حیدر کو فی انچارج کو لیکر آئے ہیں تاکہ اسکا کام دکھایا جائے تعلیم گلہ وزیرہ تکمیل کی ہے۔ تو ایک آدمی سین کیلئے نکلا ہے بین باجہ کا ہے اور میں حیدر کو فی سے کہہ رہا ہوں کہ آپ ان کو بتائیے نا یہ پیچھے ہٹے تو گلہ دسامنے آئے اور لوگ کہیں گے کہ حیدر کو فی کو بھی بلایا اور تکمیل کی یہ حالت ہے۔ حیدر کو فی بولے کہ میں ابھی بتاتا ہوں ذرا ٹائیلی سن لوں۔ اتنے میں جوان لڑکی سفید لباس پہنکر میرے سامنے آئی ہے۔ اسے دیکھکر میں کہہ رہا ہوں کہ یہ میری بھتیجی ہے جب یہ میری بھتیجی ہوئی تو آپ کی بھی بھتیجی ہوئی۔ کہا ٹھیک۔ میں نے کہا کہ آپ اس کے سر پر ہاتھ پھیریئے میرے کہنے سے انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا ہے اور وہ لڑکی ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے میری بڑی لڑکی حسین بی بی ہو۔ (یہ دردگار اپنا فضل فرما)

(۲۵) پچیسویں رات :- وقت عطارد ۷ بجے صبح دیکھا کہ ایک نامکمل کیسنی ہے میں اسمیں لوٹ رہا ہوں تو منفش ظہیر آئے ہیں اور وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ ذرا میری سفارش کر دیں تو میرا کام ہو جائے گا۔ تب میں نے سفارش کر دی ہے اور وہ خوش ہو کر گھر کے اندر سے خوش ہو کر باہر آئے ہیں ہاتھ میں ان کے ایک لفافہ ہے اور کھولنے پر معلوم ہوا کہ لاہور سے آیا ہے۔ اس خط میں باجہ کا نقشہ بنا ہوا ہے بیچ میں پانی کا تالاب بھی ہے۔ اور اس تالاب میں مچھلیاں بھی ہیں۔ اس پر بھی لکھا ہوا ہے عید مبارک عید مبارک۔ ایک لفظ ان سے نہیں پڑھا جا رہا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ دو سرجاں لکھا ہوا ہے۔ لیکن آگے چکر تہ

میں نے کہا کہ ماں یہ کیا ہے۔ وہ بولیں کہ بیٹا یہ کھانڈ کا شربت ہے اسے پی لو وہ بھی میں نے پی لیا ہے (۲۴) تیئیسویں رات (۰)
۔۔۔ اس کے بعد ایک کمپنی ہے اور نشان دربار کا لال کا منڈوہ ہے۔ اور میں بالکل اوپر کی منزل پر ہوں وہاں بتی جل رہی ہے۔ میں ہیکپ کر چکا ہوں۔ اور ڈریس روم سے ڈریس مانگ رہا ہوں۔ نیچے کی منزل میں دیکھا کہ بھائی محمد حسین بچڑوں کو ڈریس پہنا رہے ہیں۔ میں نے ان کو انکا نام لیکر آوازیں دیں۔ اور وہ مجھے آواز دے رہے ہیں کہ ہی نیچے چلے آیئے اور یہاں ہی ڈریس پہن لیجئے۔ یہ سنکر میں اوپر سے نیچے اتر رہا ہوں دیکھا کہ سٹرچھیوں میں سوتیاں لیئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ یہ کھائیے۔ میں نے کھانا شروع کر دیا ہے پھر بھائی مچھلی تلی ہوئی لیکر آئی ہے تو میں بھائی کی تعریف کر رہا ہوں کہ مچھلی بہت بھنی بھائی ہے۔ پھر میں نیچے آیا ہوں۔

(۲۵) پچیسویں رات:۔ وہاں آگے سے چندر راؤ نے ہیرو کا ڈریس پہنا ہوا ہے۔ سر پر کالی پگڑی اور جبہ زیب تن ہے۔ اسٹوری کوئی مسلمانی ہے۔ میں سائد ہیرو ہوں۔ مجھے کہنے لگے آپ کے ساتھ میں یوسف آفندی کو رکھ دیں۔ میں نے چندر راؤ سے کہا کہ یوسف آفندی کی ضرورت کیا ہے۔ جب میں تیار ہوں تو مجھے ڈریس دیدو انہوں نے بھی کہا کہ نہیں اسٹوری ٹھیک سے

(۲۶) ستائیسویں رات:۔ اس کے بعد مراری مالک کمپنی اور کا بیٹھے ہیں تو میں پاس مانگنے گیا ہوں (یہ میرا بچپن کے ساتھی ہیں) انہوں نے پاس لکھ کر میرے ہاتھ میں دیدیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ اسپر آپ نشانی بھی تو کر دیجئے۔ وہ کہنے لگا کہ نشانی بیٹھتے وقت کر دینگا میں نے کہا صاحب یہ کیا۔ کہا کہ یہ اس لیئے کہ میری نشانی ہو نیسے پہلے اگر کوئی دوسرا بھی وہی نشانی کرنے میں نے کہا کہ جی اچھا۔

(۲۹) انتیسویں رات:۔ وقت صبح ۶ بجے صبح دیکھا کہ ایک بہت ہی زبردست دریا ہے اور دونوں پر بہہ رہا ہے اور اسپر سے مال گاڑی وغیرہ ہوتی آ رہی ہے۔ اس میں بجائے بتیاں روشن ہیں۔ اس کے بعد دیکھا کہ دریا کے اوپر سے ایک گاڑی اور گذر رہی ہے پھر ایک جہاز چلا آ رہا ہے۔ اس میں بھی خوب بتیاں روشن ہیں۔ اس سے پہلے دیکھا کہ میں گاڑی سے اتر کر کھڑا ہوں۔ پھر آگے کنارہ پر ذرا چلا ہوں دیکھا تو اس پانی پر ایک بہت بڑا کارخانہ ہے کہ جسکا جواب ہی نہیں۔ اور دیکھے دیکھتے سارا دریا خشک ہو گیا ہے۔ یہ کارخانہ کاغذ کا ہے یہاں سب کاغذ بنتا ہے اور اس کارخانہ کا مالک ایک پٹھان ہے اس کے بعد وہ کاغذ سب ہے اور پھر امیر ایوب خان ہیں انہوں نے اپنے ہاتھ میں ایک کلہاڑی پگڑی ہوئی ہے جو اسقدر تیز ہے کہ فوراً کاٹ ڈالتی ہے۔ میرے منہ سے یہ نکلا کہ انکو اس کلہاڑی پر بھروسہ ہے جب ہی تو انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے۔

اے میرے مالک میرے پروردگار تو بڑا ہی بخشش والا ہے بہت ہی رحم والا ہے
تو ہر شے پر قادر ہے تو حکم الحاکمین ہے اور تیرا ہی ہر شے پر تصرف ہے
تو مالک یوم الدین ہے تو قطرہ قطرہ کا حساب لینے والا ہے دریا در یا معاف کرنیوالا ہے
تو میرے گناہ بخشدے معاف فرمادے درگذر فرمادے تو بڑا ہی رحیم ہے

اس زمین کو دیکھنے کیلئے جا رہا ہوں لیکن وہ زمین سیدھی ہے اور ایک جھونپڑا سید اس زمین سے اپنے گھر گاؤں میں آ رہا ہے۔ راستہ تمام ریت ہی ریت کا ہے۔ میں اس سید جھونپڑے سے جا کر ملا ہوں۔ میں نے کہا کہ "السلام علیکم"۔ اس نے جواب میں کہا کہ وعلیکم السلام میں نے پوچھا کہ زمین تمہاری ہے کہا کہ جی ہاں میں نے پھر پوچھا کہ یہ زمین تم کسی کو دیتے ہو۔ بولا کہ ہرگز نہیں اگر کوئی ہم سے انگلیں تب بھی ہم ہرگز نہ دیں گے کہنے لگا کہ جب اسمیں پانی آئے گا تو یہ تو بہت ہی زبردست بھنور والی ہو جائی ہوگی۔ کیونکہ یہ سارے دریا سے گہری جگہ ہے۔ اتنی بات کر کے میں اس زمین پر جا پہونچا ہوں جسکا یہ قصہ ہے کہ ادھر بھی خشک دریا ہے۔ میرے جاتے ہی ان سوراخوں میں سے پانی اسقدر زور اور شور سے نکلا ہے کہ بلکہ جھپکتے ہی دونوں طرف کے دریا خوب زوروں میں بہنے لگا۔ یہ دیکھکر میں کہنے لگا کہ ہیں یہ کیا ہوا میں اس میں کود گیا ہوں۔ بہت صاف اور شفاف پانی ہے۔ اور میں اس میں خوب نہا رہا ہوں۔ اس کے بعد اسی گاؤں جھاگیاں میں ایک ایسے سید کی جھونپڑی ہے کہ جو ہر ضرورت مند کو روپیہ اور ہر بھوکے کو کھانا دیتا ہے اور وہ اس جھونپڑی میں اکیلا رہتا ہے۔ پھر دیکھا کہ پھیرو والا کھانڈ کچھ مانگنے کے لئے آئے ہیں۔ سید چارپائی پر بیٹھا گانا سن رہا ہے۔ ان بھانڈوں میں سے ایک نے دل کہہ کر پکارا مگر اسکو کچھ لا نہیں۔ بھائی شرف الدین نے اس بھانڈ سے کہا تم دل کیوں پکارتے ہو۔ اس طریقہ سے کہو اور پکار کر میں خرچ سے بہت تنگ ہوں۔ مجھے ایک پانچ دو۔ اس نے ایسے ہی پکارا۔ پھر اس سید نے اس کو کچھ دیا ہے۔ (۱۹) انیسویں رات:۔ پھر اس کے بعد سردار رنڈی آئی ہے اسکے ساتھ اس کی چھوٹی سی بچی آئی ہے اور وہ گانے کیلئے بیٹھ گئی ہے۔ (۲۰) بیسویں رات:۔ پھر بھی والے گھر میں میں پلنگ پر لیٹا ہوں اور زیولاجسٹر آئی ہے میں نے پوچھا کہ فرمائیے کیسی ہو۔ کہا کہ جی اچھی ہوں ہاتھ میں سب چوڑیاں سونے کی پہنے ہوئے ہے۔ وہ کہنے لگی کہ ماشاء اللہ بہت ہی اچھی ہے میں نے لوکر ہی چھوڑی ہے میں نے تین سیٹ سونے کی چوڑیوں کے بنوائے ہیں۔ وہ چوڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے خوش ہو کر کہنے لگی ہے۔ میں نے زیجو سے کہا کہ تم کو وہ سندھی سیٹھ گیلنج اچھا مل گیا ہے کہ روپیہ کی بھرمار ہو گئی ہے وہ بولی کہ جی ہاں اس نے ایک اسٹوری کا کمرشیل اگریمنٹ مجھ سے کر لیا ہے اور ایڈوانس تین ہزار روپیہ اس نے مجھے دیا ہے۔ میں تو اس بیکاری میں بہت ہی خوش ہوں گیلنج سندھی بہت ہی اچھا آدمی ہے۔ میں نے پوچھا کہ بائی سیٹھ کی کیا حالت ہے۔ راضی خوشی ہے نا تم اسٹوڈیو میں تو جاتی رہتی ہو تو کہا کہ جی ہاں کبھی کبھی جاتی رہتی ہوں۔ اس کو کیا ہے سب کچھ ہونے پر بھی بے بے۔ اس کو لگی رہتی ہے وہ تو برقت اسٹوڈیو میں ہی بیٹھا رہتا ہے۔ میں نے یہ بھی پوچھا کہ اب تمہارے تو بال بچہ ہونے والا ہے نا تب ہوگا میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسنے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ جی ہاں بھول ہو گئی ہے۔ اب تو چڑھ ہی گئے ہیں میں نے کہا کہ بچہ ہونے والا ہے نا تب ہوگا میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسنے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ جی ہاں بھول ہو گئی ہے۔ اب تو چڑھ ہی گئے ہیں میں نے کہا کہ بچہ تم نصیب والے ہو۔ بچہ اسکی موٹر کھڑی ہے۔ وہ ہنستے ہوئے ملکر جانے لگی۔ بعد میں ماں جی اور اقبال کو بلکر کام کر دی ہیں۔ اتنے میں اقبال نے حیدر شاہ کو آواز دی ہے کہ ارے سکڑیا اوہ بچہ تو آیا جایا کر۔ آؤ بیٹری پیو۔ میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ دیکھا یہ بیرخی کے خلاف ہی حیدر شاہ کو آواز دے رہی ہے۔ اور میں ان سے اٹھا نہیں جا رہا ہوں۔ یہ اوپر آئیں جائیں گے یہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر میں تو اقبال کو رات والا خواب سنا رہا ہوں کہ میں نے رات کو خواب میں یہ دیکھا ہے کہ ایک جھونپڑی میں ایک جوان سید فقیر رہتا ہے اور خود بھی خوب کھاتا ہے اس سے پہلے اس کے پاس میرے بھائی میراثی مانگنے کیلئے آئے ہیں۔ (۲۵) پچیسویں رات:۔ پھر پھیرو والے بھانڈ بامڑہ حسینو وغیرہ اور سردار رنڈی گانے آئی ہے۔ وہ سب کو حسب اوقات کھانا وغیرہ دیتا رہتا ہے۔ اقبال نے تعبیر دی کہ کیوں اب تم سردار بن گئے ہو۔ اب بیٹھے بٹھائے خوب اچھے اچھے کھانا کھاؤ۔ اور گانا سنو۔ اور کھانا لعد روپیہ ان مانگنے والوں کو دو۔ وہ سید تم ہی ہو۔ اس کے بعد نیاز یا جو پکا تھا وہ ہم سب نے ملکر کھا لیا ہے۔ اب میرے لیے تم دوسرا گوشت ابھی پڑا ہوا ہے یہ الفاظ بھائی نتھو کو آواز دے کر کہہ رہی ہیں۔ — (۲۹) انتیسویں رات:۔ دفتر بجے صبح دیکھا کہ ہیر دین آئی ہے اور اسکے ساتھ میں داخل ہوا ہوں۔ پھر میں تو نہ کھا رہا ہوں لوگوں کو تیار کر رہا ہوں کہ رات کو تو رات ہے ۔ وہ ۱۰۰ ۷ بجے گوا آئے ہے اور یہ تعویذ بھی آئے ہے تو سہاگ بھی اکٹھے ہے اور یہ تعویذ بھی اکٹھے ہے۔

(آج اللہ کے حکم سے ۲۹ مہینے کی تعداد پوری ہوئی ہے اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے)

الحمد للہ کہ اللہ کا شکر ہے اور احسان ہے

چلا کہ یہ خط تو سردار کا ہے جو اس کے لڑکے نے لکھا ہے کہ ہم تو پانچ منزل پر رہتے۔ آپ تو دو پر بھی لاہور نہیں آتیں آپ نے تو دو کمپنیوں کا مہرین بنکر اپنا ملک ہی چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ایک بڑے رنگ میاں فقیر محمد اور منشی ظہیر بیٹھے ہیں۔ میں بنجابی زبان میں ان کی باتیں سنا رہا ہوں۔ (رحم فرمائے پروردگار عالم)

۱۳۵۶ھ
ذی قعدہ

تیسری ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ:۔ ایک کہانی کو گورانی گوگ پرانا برہمن کا نا برہمن نے دیاں لکڑیاں دو بجریاں لیلا کر بھیس بہور سائیں ہو یا لیکھا دیتا کہ ہنسیں لکھیے دی ہے گھوڑی لیے گھوڑی میں کہکر بنا رہی کنکر بیلوں کنکر اوتا کنکڑ ایمر آدی۔ پایا آدی بیلوں لوٹ دتا لوٹ ہیں کھوہ بر صاکھو سے بیلوں پانی دتا پانی میں کیا رے لایا کیا رے بیلوں دھائیاں دتی۔ دھائیں میں اکھلی پانی اکھلی بیلوں چاول دلتے چاول میں کنھی پائے کنی کرے بس بس تے " ان کا نام نہیں یاد رہا تو ان کا نام لیکر کہہ رہا ہوں کہ دیکھی وٹی اُس۔ ۷ ویں رات:۔ اس کے بعد منشی ظہیر الدین کہنے لگے کہ بھائی قتلو خاں تو تم سامنے ہو۔ میری عورت صالح بھاگو میٹھی ہوتے کہنے لگے کہ یہ میرتن اسکو ٹھیک نہیں لگتی ہے۔ اس کے لیے تو بچھان عورت بڑی موٹی تازی ہونی چاہیئے جو اس کے بھاری ہو۔ میاں فقیر محمد بولے کہ خبردار اسکے تو اس میراثن کی بد سنوار دی ہے (رب العلمی رحم کرے۔)

۹ ویں رات:۔ وقت ۱ بجہ شب ۳ بجے دیکھا کہ میرا بھتیجا ۱۱ گھر ہے اور اقبال بچوں کو لیکر سونے لگی ہے۔ اسپر ایک کالی رضائی کا صوف غلاف ہے وہ بھی ابھی تک بھیگے ہوئے پر اقبال نے رکھدیا ہے۔ مجھے اسی کو اوڑھ کر سونا ہے۔ میں نے اس کو اٹھا لیا پر جو کہ وہ بچھونا بھیگا ہوا ہے اسلیئے میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ یہ تمہاری لاپرواہی سے بھیگ گیا ہے وہ کچھ اور اوں اوں کہہ رہی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ صاف صاف کہدو کوئی حرج نہیں ہے۔ جھوٹ کیوں بولتی ہو سچ سچ کہدو اور مان جاؤ۔ تو وہ مان گئی ہے کہ ہاں میری لاپرواہی سے ہی یہ غلاف بھیگا ہے میرے پاس غازی بھی بیٹھا ہے۔ جب ہم سونے لگے تو وہ بھی اپنے گھر چلا گیا۔ اور پھر میں اگاسی میں لیٹنے لگا۔ کہ آواز آئی کہ دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولو۔ لیکن آواز بہت گھبرائی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ آواز آئی کہ میں غازی ہوں۔ میں نے کہا کہ تم الٹی واپس بھی آ گئے۔ میں نے کہا کہ کیا بات ہے کہنے لگا کہ جیسے ہی میں گھر پہونچا برفی نے مجھے خبر سنائی کہ بہار مر گیا ہے۔ یہ سنتے ہی میں پٹنے لگ گیا۔ اور سوچ رہا ہوں کہ برفی کو کیسے پتہ چلا کہ کہاں اس کے پاس تار آیا ہے کہ وہ جس پر عاشق تھا اس کے فوالقین نے بہار کو قتل کر دیا ہے۔ یہ سنکر جو میں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا ہے۔ سارے گھر کو سر پر اٹھا لیا اور اقبال اقبال پکار رہا ہوں میں نے گھر کی ساری بتیاں جلا دی ہیں۔ روشنی صرف سبز بتی کی ہے۔ اقبال کو بھی خبر سنائی ہے کہ برسوں بہار مر گیا ہے۔ ہمارے سارے گھر میں ایک کہرام مچ گیا ہے میں کہہ رہا ہوں کہ دیکھو وہ کل تک تو بالکل اچھا تھا اقبال نے بھی یہی کہا۔ میں نے کہا کہ دیکھو نا غازی کا کہنا ہے کہ برفی کو تار آیا ہے کہ بہار مر گیا ہے (!) ۱۲ ویں رات:۔ اس کے بعد صبح کا گانا بڑے رام داس بنارسی والے بڑے ہی زبردست طریقہ سے گا رہے ہیں۔ اور وہی گانا رام داس چھوٹا بھی خوب گا رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ دل خوب لگ گیا ہے۔ آدمی بہت سے موجود ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ یہ سلیم تو ان کو اپنے باپ ہی کا ہے جو شروع سے ہی ان کو دیکھتی ہے واہ واہ

(۱۳) تیرھویں رات:۔ وقت ۱ بجہ ۷ بجے صبح دیکھا کہ میں اپنے بیدالنبی گاؤں کے گھر سے نیچے اتر رہا ہوں دیکھا کہ قبلہ کی طرف گھگیاں گاؤں کی زمین ہے جو دریا کے بیچ میں ہے۔ وہاں کا پانی خشک ہو گیا ہے وہاں بالو ریت ہے۔ مجھے وہ دیکھنے کا شوق پیدا ہوا ہے تو میں

اور ایک ہی سانس میں اپنی روح اپنے قالب میں ڈال لی گئی مجھے اب کی دفعہ بھی ایسا ہی معلوم ہوا اور مجھے تکلیف بھی ہوئی اور وہاں پر حضرت علی کا منھ اور میرا منھ کھلا ہوا ہے۔ اور وہ سر وہیں آ جا رہی ہیں۔ (۱۷) ستر ھویں رات:۔ دیکھا ایک راستہ ہے وہاں ہیرو ئن ہے اور آدمی بھی کھڑے ہیں۔ راستہ پہاڑی ہے اور ایک بہت ہی بوڑھا یکدم سفید ریش جسیم ہے جو بہت بڑا بزرگ ہے اور تمام ملک میں اسکا نام ہے۔ اس جیسا بھی کوئی حکیم نہیں ہے۔ ادھر کوئی بہت بڑا بادشاہ یا کوئی بہت ہی اعلیٰ درجہ کا آدمی ہے وہ بیمار ہے اور حکیم صاحب سے چلا نہیں جاتا ہے حکیم صاحب کو اس بوڑھے آدمی کا پیغام آیا ہے۔ اس نے حکیم صاحب کو علاج کرنے کے لئے بلایا ہے۔۔۔ اس بڑے آدمی نے حکیم صاحب کے لیے پالکی اور چار آدمی روانہ کئے ہیں۔ اس پالکی میں حکیم صاحب بیٹھ گئے ہیں۔ اور وہ چاروں آدمی اس پالکی کو اٹھائے راستے طے کر رہے ہیں۔ میں سب آدمیوں کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ یہ اتنے بڑے حکیم ہیں۔ کہ تمام ملک میں انکے جیسا کوئی حکیم نہیں ہے۔ چونکہ جیسا اوپر لکھا جا چکا ہے کہ یہ راستہ پہاڑی ہے تو وہ چاروں آدمی جو پالکی کو لیجا رہے تھے پالکی سمیت گر گئے ہیں۔ میرے منہ سے نکلنے لگی کہ وہ حکیم تو مر گیا ہوگا۔ پہلے ہی وہ بڈھا ہے۔ میں نے غور سے پہنچکر دیکھا تو حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ حکیم صاحب تو پالکی کے اندر کھڑے ہیں۔ میں نے حکیم صاحب سے پوچھا کہ انھوں نے کہا کہ جب یہ گرنے ہیں تو میں فوراً عجیب طریقہ سے کھڑا ہو گیا تھا اور مجھے ذرا بھی چوٹ نہیں لگی مجھے کچھ بھی مضرت نہیں پہونچا ہے۔ میں نے واپس آکر ہیروئن سے کہا کہ حکیم صاحب تو زندہ ہیں۔ ان کو ذرہ برابر بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہے۔ واقعی وہ تو بہت ہوشیار آدمی ہیں۔ جب پالکی گرنے لگی تو وہ فوراً اوریب ہو کر کھڑے ہو گئے اور وہ بالکل سلامت ہیں۔ اسکے بعد کچھ ۱۴ - ۱۴ کا حساب ہے پھر ایک سرسبز باغیچہ ہے اسکا ایک سید ہے جو کہ جوان ہے وہ مجھ سے کہنے لگا کہ آپ ذرا یہاں پہرہ دیں۔ میں ابھی ایک دم سے ملکر آتا ہوں جب وہ گیا تو میں نے دیکھا کہ سامنے آم کے جھاڑ کے ساتھ چار توپیں لگی ہوئی ہیں۔ جن کا رنگ سفید ہے میں نے ان کو باکر دیکھا تو ان کے بیچ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اتنے میں وہ سید جوان آ گیا ہے میں اس سے کہنا چاہتا ہوں کہ تم صاف صاف کہدینا کہ میں اس ظالم کے پاس گیا تھا جو ہر ایک آدمی کو بلا کر اسکی جیب جھین لیتا ہے۔ جو بات سچ ہے وہی کہنا۔ اس نے کہا کہ اچھا۔ پھر میں نے اس جوان سید سے کہا کہ میں نے تمہارے اس درخت کے اوپر جو توپیں لگی ہوئی دیکھی ہیں۔ ان کو بالکل خالی پایا تو ان کے بیچ میں گولی وغیرہ کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو بالکل صاف کرنے کی سوکھی توپیں ہیں (مولا مجھے بخشنے والے) (۱۸) اٹھارھویں رات:۔ وقت عطار صبح کے بجے دیکھا کہ ہم ایک جیلخانہ سے اپنے کپڑے ساتھ لیکر بھاگے ہیں۔ ہم تین آدمی ہیں ایک میں اور پنڈت رام سرن اور ایک صاحب اور ہیں۔ بھاگنے کی کیفیت یہ ہے کہ اس جیل خانے میں ایک بہت بڑا اونچا مکان ہے اس میں ہم لوگ کھڑے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اور تو کوئی راستہ نہیں صرف دروازہ ہی ہے جب پہرے والا سپاہی کسی سے بات کرتا ہو۔ تو ہم فوراً باہر نکل جائیں۔ یہ صلح کہ نے کے بعد ادھر سے پہلے میں کودا ہوں۔ اور امن و امان سے صحن میں آکر کھڑا ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد پنڈت رام سرن کودا ہے جب وہ چلنے لگا تو بیڑی کی آواز آئی میں اس سے اشارے سے کہہ رہا ہوں کہ جوتوں کی آواز مت آنے دو۔ ورنہ خبر ہو جائے گی وہ فوراً دبے پاؤں چلنے لگا۔ جب ہم دروازے کی طرف بڑھنے لگے تو سپاہی نے دیکھ لیا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس نے دیکھ لیا ہے۔ میرے پیچھے آؤ۔ اور میں جیل کے اندر جو دوسری جیل ہے اسمیں بیٹھ کر چلنے کا راستہ ہے۔ میں جا رہا ہوں یہ لوگ بھی میرے پیچھے پیچھے ہیں۔ سپاہی بھی ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ مگر ہم لوگ اندر چھپ گئے ہیں۔ ہمیں نظر نہ آتا دیکھ کر سپاہی پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ وہاں پر نئے جیل خانے سے صبح کے وقت مجھے پاخانہ کرتے اور آتے جاتے دیکھ رہے ہیں میں اپنے آدمیوں سے کہہ رہا ہوں کہ اب انشاء اللہ ہمکو باہر جانے کا راستہ مل گیا ہے کیونکہ یہ پرانا جیل خانہ ہے۔ اسکی کوئی نگرانی نہیں کرتا ہے اور یہ آزاد جگہ ہے۔ یہاں سے یہ راستہ عام ہے جہاں سے ہملوگ باہر نکلنے لگ گئے ہیں اور میں پنڈت رام سرن جی سے کہہ رہا ہوں کہ یہ چیز مجھ کبھی تو جیل ہی میں تھا۔ یہ جہاں فلم کمپنی میں کام کرتا ہے۔ پھر وقت زوال ۹ بجے دیکھا کہ پھلوں کی منڈی ہے وہاں پر ایک کمپنی ہے اسمیں فیصل کی تعلیم ہو رہی ہے حکیم منشی غلام علی دیوانے نے لکھا ہے۔ حور شید الیکٹریس اس کھیل کی ہیروئن ہے۔ ایک آدمی کا پارٹ حور شید کے باپ اور سپاہی کا ہے اسکے دو پارٹ ہیں میرے بھی دو پارٹ ہیں اور میں ماسٹر بھی ہوں۔ حور شید میرے پاس سے گانا سیکھ رہا ہے اور میں اسکو گوا رہا ہوں چونکہ کھیل بہت ہی جلدی ہونے والا ہے اسلئے میں حور شید سے کہہ رہا ہوں کہ میں تمہیں ایک صلاح دیتا ہوں اگر تم مانو تو وہ کہنے لگی کہ کہیئے میں نے کہا کہ آخر تم برا نی کام کرنے والی ہو۔ کہا جی ہاں۔ میں نے کہا کہ ہزاروں گانے تم کو فلموں کے آتے ہیں۔ بولی جی ہاں۔ میں۔ میرا خیال ہے کہ شاید یہ گانے تمکو یاد رہیں اسلئے تمکو چاہیئے کہ تم وہی گانے گاؤ جو تم کو یاد ہوں۔ میں ان فلموں کو

ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ

پہلی ذی الحجہ ۱۳۵۶ ہجری: وقت ۶ بجے صبح دیکھا کہ میں ایک کمپنی میں گیا ہوں۔ وہاں پہلے سے اس کمپنی کا انچارج ہر طرح سے غلام نبی درزی ہے۔ کپڑے جو بک رہے ہیں اس کے پاس اسکا چھوٹا بھائی بھی کام کر رہا ہے۔ اس کے باپ یہاں اللہ دتا درزی اپنے گھر گئے ہیں لوگ گراہی دے رہے ہیں۔ جو آتا ہے گاتا ہے دیگیں چڑھی ہوئی ہیں لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ ساتھ ہی ایک مکان ہے جو ایک سید کا ہے۔ وہ ایک دو ماہ سے اسکی شادی ہو چکی ہے کپڑے اس نے وہی شادی والے پہنے ہوئے ہیں۔ میرے پاؤں میں ذرا سا کانٹا ہے جو مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ نیچے اس سید جوان سے کہا ہے کہ صاحب ذرا یہ کانٹا نکال دیجئے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے بیٹھ کر اس کانٹے کو بھی نکال دیا ہے۔ غلام نبی بھی میرے ساتھ ہی ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ کی بات یہاں بہت زبردست مانی جاتی ہے جو ۔۔ کہہ دیں مالک نافذ بھائی ڈیسائی وہی کرتے ہیں۔ اس کھانے میں میں بھی گھر سے بلوایا گیا ہوں مجھ کو بھی دعوت آئی ہے۔ پھر میں چلا تو ایک ذرا سا دوسرا کانٹا اور ہے۔ میں پھر اسی جوان سید کے پاس گیا۔ سید صاحب یہ ذرا سا دوسرا کانٹا ہے اسکو بھی نکال دیجئے۔ انھوں نے اسی جگہ کوڑا یا تو کانٹا فوراً باہر آگیا۔ انھوں نے غلام نبی کو دکھایا ہے۔ میں نے کہا کہ سید صاحب آپنے خادی بھی کر لی ہے اور دلھن بھی گھر لے آئے آپ نے ہمکو شادی پر نہیں بلایا یہ صرف اس لیئے کہ کھانا کھلانا پڑے گا۔ تو وہ ہنس رہے ہیں۔ ہم بیٹھے بیٹھے کچھ بڑھ رہے ہیں۔ ۱۰۰۷ ——

(۲) دوسری دفعہ۔ اتنے میں غلام نبی کا چھوٹا بھائی ہارمونیم باجے پر بیٹھ کر گا رہا ہے۔ ایک بنگلہ بنے نیارا ایک بنگلہ بنے نیارا۔ ! تو میں غلام نبی سے کہہ رہا ہوں کہ "اللہ کرے آپ کی دوکان پھر ایک دفعہ پنڈی ہی میں بنے کیونکہ جب یہ لوگ بھوکے ہو گئے تھے تو دکان بند کر کے پھر اپنے گھر ہی میں کام کرنے لگے تھے۔ مگر پھر جب اللہ نے دیا" میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ وہ بول اٹھا کہ اب دوکان پنڈی ہی میں ہوگی۔ اب دوکان ضرور پنڈی ہی میں ہوگی۔ انشاء اللہ پنڈی ہی میں ہوگی۔ انشاء اللہ پھر ایک کمپنی ہے اس کے ساتھ ہی میرا مکان ہے اور ہم وہاں دو بھائی رہتے اور دروازہ ایک ہی ہے۔ میری عورت سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ مجھ سے کچھ ناراض ہے۔ میں نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا ہے۔ تو وہ خوش ہو رہی ہے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ تو خوش ہو رہی ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ ناراض ہوگی ۱۰۰۷ پھر میرے سامنے لکھے ہوئے آئے ہیں اور میں حیران ہوں۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ دروازہ بند ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اب یہ صبح نہائے گی۔ اور میرے سامنے آئے گی۔ (رب ارحم دنیا)

(۹) نویدات ۔ وقت شمس ۷ بجے صبح دیکھا کہ بھائی مجھ سے کہہ رہے تھے۔ کہ پہلے بھی تو گئی۔ تو پھر وہاں سے ہی ابا کے ساتھ مین کلا تھا (سفید) اٹھا۔ خرید نے لگی اور پھر آکر گھر سو گئی۔ میں یہ سب کچھ سن رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ "۳، ۶، ۹، ۱۲، ۱۵، ۱۸، یہ سب ایک ہی طاقت ہے۔ صرف شکلیں ان کی الگ الگ ہیں۔ پھر میں انگلی میں سویا ہوا ہوں اور ہاتھ دروازے میں ہیرو آکر کھڑا ہوا ہے۔ نیچے آغا محمود آغا خنجر کے بھائی آئے ہوئے ہیں۔ ہیرو اوپر سے کہہ رہا ہے کہ صاحب ابھی تو ماسٹر جی سوئے ہوئے ہیں۔ آپ جائیے آپ کو کیا کام ہے۔ آغا محمود نے کہا کہ صرف مجھکو ان سے ملنا ہے۔ کیونکہ میں نے بہت ہی دور دور تک انکا نام سنا ہے۔ یہ سب میں سن رہا ہوں۔ میں نے ہیرو کو آواز دیکر کہا کہ ان کو بلا لو۔ ہیرو نے کہا کہ اوپر آجائیے۔ تبادلہ روح ۔ نویں رات ۔ وقت مشتری ۹ بجے صبح دیکھا کہ ہیرئن ہے اور میں ہوں۔ ہیروئن نے مجھے میزان کا طیلسر دیا ہے۔ اس نے مجھے کچھ سات اور سات کا حساب بتایا ہے۔ جو کہ یہ ایسا وزن رکھے میں کہہ رہا ہوں کہ قول پورا ہوا۔ اس کے بعد تبادلہ روح ہوتا ہوا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ حضرت علی کی روح میرے قالب میں آرہی ہے اور میری روح حضور کے قالب میں جا رہی ہے میں گھبرا کر یہ دیکھ رہا ہوں اور خود ہی کہہ رہا ہوں کہ یہ روح کا تبادلہ تو پہلے ایک دفعہ میں دیکھ چکا ہوں۔ کہ جیسے وہ فقیر کی روح تھی کہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے اپنے ہاتھ میں اس نے روح نکال کر رکھی تھی

بہت اچھا پھر وقت مقررہ ۸ بجے صبح دیکھا کہ میں سروج کمپنی میں گیا ہوں۔ مجھے دیکھتے ہی فوراً مالک کمپنی نے مجھے نوکر رکھ لیا ہے۔ اور کہا ہے کہ کل سے آپ اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو جائیں میں نے کہا کہ جی اچھا۔ پھر میرا بھی والا مکان ہے میں اندر کے کمرے میں بیٹھا ہوا سیگریٹ پی رہا ہوں اور حبی بخش نشے کی حالت میں لیٹے ہوئے ہیں۔ وہ مست پڑے ہیں اور سیگریٹ پی رہے ہیں۔ اور میرے بھائی محمد بخش آئے ہیں وہ مجھ سے سیگریٹ مانگ رہے ہیں۔ میں نے جو سیگریٹ پی چکنے کے قریب تھی ذرا سا تمباکو پھینک دیا ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے کہا کہ یہی تمباکو ہے اب اور سیگریٹ تو ہے نہیں انھوں نے وہی اٹھا کر پی لیا ہے پھر حبی بخش میرے کان میں کہہ رہے ہیں کہ اب یہ تو ہوا مگر اب ایک مہینہ بیکاری کا کیسے گذرے گا۔ میں نے کہا کہ ہٹو ابھی تو تم باہر سے پیسے خوب کما کر لائے ہو۔ اور ابھی ایسی بات کرتے ہو۔ وہ اس پر ہنس دیئے۔

پھر میں نے حبی بخش سے کہا کہ میں ایک خوشخبری اور مبارک باد تم کو دوں۔ بولے کہ ہاں وہ کیا ہے "میں" سروج کمپنی کا میورنگ ڈائرکٹر ہو گیا ہوں۔ کل انٹرویو ہو گیا ہے اور آج سے مجھے ڈیوٹی پر جانا ہے" کہا "اچھا اچھا شکر ہے شکر ہے" میں نے مزید کہا کہ "آج سے سب کام میرے لئے ہیں اور میں مستقل نوکر ہو گیا ہوں"

(میرے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے اور کروڑ کروڑ احسان ہے کہ تو نے مجھ ناچیز گنہگار و بیکس و بے بس کو اور اس غریب و لاچار پر اپنے فضل و کرم سے رحمت کی بارش فرمائی۔ سوائے تیری پاک ذات کے میرا کوئی نہ تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

میں ہر گھڑی تیرا گنہگار مجرم ہوں۔ الا دادم ہوں میں تیری پناہ مانگتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔ تو نے کسی کو بھی نامراد نہیں رکھا ہے

مولا جو کچھ تو نے مجھے اپنے رحم و کرم سے دیا ہے مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیرے بندوں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکوں۔ الٰہی میری دعا قبول فرما۔

آمین ثم آمین۔!)

فٹ کر دوں گا۔ خورشید بولی (ہنسکر) میں تو یہی گانے گاؤں گی مجھکو یاد ہو جائیں گے۔ آپ تو بڑے کوی ہیں۔ ایسی ہی باتی کا نمبر ہے اور سامنے پائخانہ ہے۔ وہ ادھر پیشاب کرنے لگی ہے اتنے میں اندر منڈی کے نفسی غلام علی دیوانہ جو خود بھی شکل جلالہ ہے ہیں وہ خورشید کو گانے بیٹھا رہے ہیں۔ جب خورشید باہر نکلی تو پہلی سے گھٹیا کی اں با ہر میرے پاس کھڑی ہے وہ خورشید سے کہہ رہی ہے کہ خورشید میرا تقویدلاؤ۔ اس نے کہا کہ میں نے کب لیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بوا صبا تو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ اس کے بعد ایک فوج ہے جو ایکدم سر سمیت سیاہ وردی میں ہے۔ میں بھی اس فوج میں شامل ہوں۔ اور ایک دوسری فوج بغیر وردی کے ہے۔ اور میری وردی بھی کھڑے کھڑے اتر گئی ہے اور اب میں بغیر وردی کی فوج میں کھڑا ہوں میں سردار سے پوچھ رہا ہوں کہ صاحب اب ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ سردار نے کہا فوج سے لڑائی کرنی ہوگی۔ میں نے کہا کہ یعنی ہم مارنے والوں میں ہوں گے۔ یا جیتنے والوں میں۔ سردار نے جواب دیا کہ مارنے والے وہ باوردی لوگ ہیں تم جیتنے والوں میں ہو۔ غرضکہ نہ اور ان کو پکڑ لینا۔ پھر دونوں فوجیں بھڑ کرتی ہوئی جا رہی ہیں۔ ادھر ہم تین آدمی بھی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ مگر میری جوتی اتر گئی ہے جو مل نہیں رہی ہے۔ تھوڑا ہی وقفہ گذرا ہوگا کہ میری جوتی مل گئی اور میں نے پہن لی ہے اور پھر تھوڑی ہی دور چلے ہوں گے کہ میرا موزا اتر کر گر پڑا۔ ہمارے پیچھے سردار گورنمنٹ آرہا ہے جو بغیر وردی کے ہے یکایک میری نظر موزے پر پڑی ہے تو میں سردار سے کہہ رہا ہوں کہ سردار وہ میرا موزا اٹھا لاؤ۔ سردار نے فوراً موزا اٹھا لیا ہے اور لاکر مجھے دیدیا ہے۔ ادھر گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ خورشید سے باتیں کر رہا تھا میں نے جاکر اسکو پکڑ لیا ہے۔ (مولائے کریم رحم فرما)

(۲۵) پچیسویں رات :- وقت رسل بجے صبح دیکھا کہ میں ایک کمپنی کا نوکر ہوں اور اسکمپنی میں ایک سردار بیٹھا آرگن بجا رہا ہے سردار گورے کالی داڑھی ہے لباس سفید ہے اور عرب ہے آرگن ایسا بنا ہوا ہے کہ میں نے آج تک دیکھا ہی نہیں وہ بہت ہی خوب صورت ہے اور مالک کمپنی نے مجھے سکھانے کے لئے بھیجا ہے۔ میرا پاس ہارمونیم باجا ہے جو میں مزدور کے سر پر لایا تھا۔ آگے سے اس کے پاس اقبال اور ہیروئن بیٹھی تھی۔ تو وہ سردار مزدور کو دو آنے دینے لگا میں نے منع بھی کیا کہ اب اسکو پیسے نہ دو ہیروئن نے بھی منع کیا تھا مگر اس عرب سردار نے مزدور کو پیسے دے ہی دیئے۔ ہاں تو وہ سردار بہت ہی نیک آدمی تھا۔ اور ہیروئن اس کے پاس بیٹھی ہوئی بہت ہی ناز و انداز دکھا رہی ہے۔ تو میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ اس ہیروئن کا گذارہ اس سردار کے پاس نہیں ہے۔ یہ سادہ مزاج ہے اور یہ شوخ ہے میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ سردار نے مجھ سے کہا کہ ابھی تو مجھے سیکھنے کی فرصت نہیں دو مہینے بعد یعنی ستمبر میں سیکھوں گا۔ ابھی میرے پاس کام بہت ہے۔ معاف کرنا۔ میں نے کہا کہ مالک کمپنی نے مجھکو آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کو سکھاؤں۔ (۲۷) ستائیسویں رات :- میرا گانا ہے وہاں ہیروئن کھیل رہی ہے۔ میں نے اسکو جھک کر کہا کہ یہاں اسکو ہاتھ لگاؤ۔ تو وہ بہت خوش ہو رہی ہے۔ اور بار بار اپنے آپ دکھاتی ہے۔ میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ اس کا گذر یہاں نہیں ہے کیونکہ یہ بہت خوشی کرتی ہے۔ پھر وہ میری ہیروئن ہو گئی ہے اور مجھ سے پیار کرتی ہے۔ اس کے بعد میرا مکان ہے وہاں بھابی اور تھوپی میرے آگے بہت سارا حلوہ اور روٹی رکھی ہوئی ہے اور میں بھی کھا رہا ہوں۔ بھابی تھوپی سے کہنے لگی کہ انھوں نے تو یہ بھی کھانا شروع کر دیا ہے۔ میں نے کہا کہ کیوں نہ کھاؤں یہ تو میری بھوپی اللہ رکھی لائی ہے اور بھوپی وہ کھانا مجھے دے کہ اپنے لڑکے الٰہ دین کے واسطے بہت ہی رو رہی ہے اس کے بعد ایک آدمی مر گیا ہے اس کے غسل دینے کے واسطے میں نے تختہ لاکر رکھ دیا ہے۔ ایک آدمی نے اس تختے کو اٹھا کر نیچے سے دیکھا ہے۔ وہ سرہانے کی طرف گھن لگا ہوا ہے۔ اس نے اس کو نکال دیا ہے اور وہ مجھ کو دکھا رہا ہے کہ آپ ایسا تختہ لائے کہ اس کو گھن لگا ہوا ہے۔ اس نے اس کو نکال دیا ہے اور وہ مجھ کو دکھا رہا ہے کہ گھن لگا ہے۔ پھر اس نے تھوڑے سے اس کو ٹھیک کر دیا ہے۔ میں اسکو کہہ رہا ہوں کہ جناب اندر میت کا حال کون جانتا ہے کہ آپ کے پیٹ میں کیا ہے اور آپ کے دل میں کیا ہے۔ اتنے میں آواز آئی کہ جلو جلدی غسل کرا ؤ۔ تاکہ جلدی جنازہ دفنائیں۔ ادھر میرا مکان ہے اور اقبال مجھ سے کہہ رہی ہے کہ ابھی پیٹ ڈالوں گی میں بولا۔ کیا کہا یہ ڈھنڈورا اور جو کچھ تم ہو سب کہہ ڈالوں گی۔ میں نے کہا کہ اگر تم نے ایسا کیا تو ہرگز تم میرا کچھ لحاظ نہ کرو اور فوراً ہی کہہ ڈالو۔

(۲۸) تیسویں رات :- پرسی کے مالک اسمٰعیل اور نور محمد آئے ہیں اور وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ یہ کالیا ہے اور ایسی ایسی کاپی دس ہزار اور چھاپنے کی ضرورت ہے تاکہ دوائی اور اچھی طرح ظاہر ہو جائے۔ اور خوب ایڈورٹائز ہو جائے۔ میں نے کہا کہ

تھا۔ بیشک بے ایمان ہی اپنی زبان بدلتے نے کہلئے بات چھپاتے ہیں جیتی بخش بے شک بچوں کا بھی یہی کہنا ہے کہ جیسے ایمانی ہوتی ہے
تو زبان ہم لتے ہیں کہ تم میری ماں ہوں میری بہن ہو۔ سچے اکی بات پر لگے رہتے ہیں میں نے مزید کہا۔ میری وہ چار سال کی منزل اب
ختم ہو چکی ہے۔ میں صرف انتظار میں ہوں فائد مجھے کہیں جانا پڑے۔ میں نے سوچا شائد میں آج تم سے کچھ کھلی کھلی بات کر لوں
ان چار سال میں میرے ساتھ کسی نے بھی کمی نہیں کی۔ مجھے خوب تنگ کیا ہے ستایا ہے اور رسوا یا ہے۔ مگر میں نے خاموشی سے
اپنا وقت نکالا ہے۔ اب اللہ کے حکم سے میری چار سال کی منزل ختم ہو چکی ہے۔ میں تمہارا بے حد احسان مند ہوں کہ تم نے مجھے
کچھ نہیں کہا ہے۔ میں قبر تک تمہارے اس احسان کا مشکور ہوں۔ مجھے تو چھوٹے بڑے سب ہی نے پریشان کیا ہے۔ علی بخش نا میرے
ہی گھر سے اسی تنگی میں کھاوے اور مجھے ہی ذلیل کرے اچھا اللہ بدلہ لے گا۔ جیتی بخش نے اضارب سننے کے بعد کہا کہ اچھا پان
تو کھائیے۔ کہا وہ بھی آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے۔ اتنے میں بھائی اپنے باپ اور بچوں سمیت آ گئیں۔ ان کو دیکھ کر میں کہنے لگا کہ
کہ میں تو غریب بے کس اور لاوارث ہوں اور خدا اسطے والا ہوں۔ اگر کسی نے پان دیا تو کھا لیا۔ نہیں تو نہیں۔ اور پان سامنے
پڑے ہیں۔ بھائی کہتی ہیں کہ ہم کھاتے ہیں۔ پھر میں جیتی بخش سے کہنے لگا کہ میں نے تو تم کو ان چار سالوں ہی میں دیکھا ہے بلکہ میں نے دیکھا
ہے تو میراں بخش ہی کو دیکھا ہے۔ اس کے بعد منی خورشید اور صہ تاب میرے پاس آ کر بیٹھ گئیں ہیں۔ میں ان سے پوچھ رہا
ہوں کہ تم سب لوگ کہاں تھیں۔ منی نے جواب دیا کہ بابو ماما کے ساتھ ہم کو گئی تھیں۔ ابھی واپس گئیں۔ میں نے کہا کہ اچھا بیٹا
بہت اچھا ہوا کہ تم سب کی شادیاں ہو گئیں۔ (مولا مجھے تیرے رحم کی ضرورت ہے۔

(۱۵) مسلہ رطوبیں شب وقت قریب پانچ بجے کچھ لوگوں کی موجودگی میں میرے سامنے سینٹ پر آٹھ کا نقش
لکھا ہوا ہے اور ساتھ ہی میں اسکی تشریح بھی ہے کہ یہ آٹھ کا نقش ہے جو ظاہر ہو گیا ہے۔ میں ایک صاحب سے پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے
بھی دیکھا ہے فائدہ میں بھولتا ہوں اور مجھے یاد نہ رہا ہو۔ انھوں نے کہا کہ یہی آپ کو لکھا ہوا آیا ہے اور آپ نے پڑھا کر دیا ہے
اور یہ نقش آٹھ ہی کا خزانہ ہے جو تم کو مل گیا ہے اور یہ آٹھ ہی کا نقش ہے جو ظاہر ہو گیا ہے۔ ایک صاحب سے پوچھ رہا ہوں کہ
میں نے کہا کہ ذرا اچھی طرح یاد کر کے مجھے بتائیے۔ کہا جی ہاں آج نقش آٹھ ہی کا آپ پر ظاہر کر دیا ہے۔ اور یہی خزانہ ہے۔

(۲۰) بلیسویں رات۔ میں خود ہی بتا رہا ہوں کہ میرے اللہ نے مجھے خبر دی ہے۔ جو مجھے مل گئی ہے اسکی سچائی کیلئے اور کیا پیشگی کرامت
میری بات کی سچائی کیلئے تو اتنی بڑی معجزہ گواہی رسول اللہ کی دی جا رہی ہے اب اس سے زیادہ اور کیا پیشگی کروں پھر میں یہ
دیکھ رہا ہوں کہ میرے ساتھ ساتھ پھولوں کے سہرے دولہے جا رہے ہیں۔ (اے رحم کر)

(۲۴) چوبیسویں رات ۷-۸ بجے صبح دیکھا کہ میرے لئے کھانا آیا ہے بیرون اور ایک لڑکی بھی میرے لئے گوشت
لا کر رکھا ہے۔ اور میرے سامنے اور پنجتن کا اسم گرامی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اللہ پنجتن ہے اور پنجتن اللہ ہے اور کوئی مجھے
بھی سمجھا رہا ہے کہ اسمیں بہت طاقت ہے جو تم کو مل چکی ہے۔ یہ پانچ منٹ کے بعد ختم ہو کر ظاہر کر دی جا چکی۔ میں نے کہا کہ اس پر
کیا ہے کہا کہ بد عد بھی اسی میں ہے جمعرات بھی اسی میں ہے اور منگل بھی اسی میں ہے۔ یہ سب کچھ اسی میں ہے۔ اسکے بعد بیرون آ کر
مجھ سے ملی ہے۔ اسی کے بعد بھاروں کی منڈی ہے اور حضرت امام حسین کی مجلس ہے۔ اور نیاز ہے۔ میں بڑے اتارے
ہوئے بال کا بہت بڑا ڈبہ بھر رہا ہوں اور غسل کر کے میں نے کپڑے پہن لئے ہیں۔ میرا کام ختم ہو چکا ہے اور لوگ وہاں
نیاز کھا رہے ہیں۔ اور ایک سید بچہ ہے وہ کہتا ہے کہ میں وہاں نیاز نہ کھاؤں۔ تو میں سمجھ گیا ہوں کہ۔ پھر وہی سید مجھ سے
کہہ رہا ہے کہ آپ بھی نیاز کھا لیں۔ میں نے کہا کہ نہیں حضور اب میں جا رہا ہوں میرا مہمان کام ہو چکا ہے میرے گھر پر چالیس پچاس
آدمی میرا راستہ دیکھتے ہونگے۔ وہ لوگ میرے انتظار میں بیٹھے ہونگے۔ انھوں نے کہا کہ اچھا جاؤ اسکے بعد میں بار بار نیم پر بیٹھا ہوا ہوں
فاطمہ بائی گا رہی ہے اور میں بڑ بڑ کر رہا ہوں۔ جہاں میں تان لگا رہا ہوں تو طبلچی تو لہ لگاتا ہے تو میں نے بھی تان کر دی ہے
آخر ختم کر پر میں بھی آیا ہوں۔ آخر میں جیتی بخش اور میں دونوں بھروں کے کوٹھے پر بیٹھے ہیں اور میرا کام ختم ہو چکا ہے۔ جیتی بخش
اسی طرح کی ایک آدمی سے کہہ رہے ہیں کہ پانچ پانچ پیسہ والے فالودہ کے گلاس اور برلائی میں بھی طوائفوں میں کہہ رہا ہوں کہ ہاں
بیشک ٹھیک ہے ہاں لانے والا آدمی ہو کہ صاحب حضرت کے گلاس لا رہا ہوں۔ جیتی بخش بولے کہ نہیں بھائی فالودہ کے
چاہئیں۔ میں نے بھی کہا کہ ہاں فالودہ کے ہونے چاہئیں (فضل کریم دگار)

۷۸۶

یا اللہ جل جلالہ ۱۳۵۷ سنہ ھجری یا محمد صلی اللہ علیہ

(محرم الحرام) (خواب)

یکم محرم الحرام ۔ بوقت شب دیکھا کہ ایک بہت بڑا شہر ہے ۔ اس میں شہر پناہ کا ایک چھوٹا سا دروا ایسا دروازہ میں نے زندگی بھر کہیں نہیں دیکھا ۔ اور میں اس دروازہ سے داخل ہو کر اس شہر میں گھوم رہا ہوں یہاں تک کہ ایک محلہ میں گیا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مکان بنایا جا رہا ہے ۔ اسکا ایک کمرہ تو بالکل تیار ہو گیا ہے ۔ کمرے پر مستری محمد دین کھڑے ہیں ۔ اور گا رہے ہیں ۔ اور رو لگاتے ہیں ۔ جب رو لگاتے ہیں تو پہلے کچھ سوچتے ہیں ۔ منہ کھٹیانی کا ہے ۔ وہ سوچتی ہے کہ اندر کی طرف رو ہیں لگاؤں لیکن میں لگانا نہیں چاہتا ہوں پھر میں نے اندر جا کر دیکھا تو پانی کے اوپر نرش بن چکا ہے ۔ جو مضبوط مختوں کا ہے ۔ میں کہہ رہا ہوں اب تو یہ تختوں کا فرش بالکل مکمل ہو چکا اور پختہ ہو گیا ہے ۔ اسکے بعد اسمٰعیل قصائی آیا ہے اور وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ تو سیدھے ہی چلے جاتے ہیں ہم تو اپنی مٹی ۔ معشوق کی مٹی ۔ برکت والی رسول کی مٹی گوندھ کر ایک تیلہ بنا کر رکھ دیا ہے ۔ میں نے اس سے کہا کہ تم بہت اچھا کیا ہے ۔ اس سے نور آ رہا ہے ۔ ظاہر ہونے والا ہے ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ہم کہاں ہے ہم کہاں ہے ۔

۹ ——— نویں شب :۔ وقت زوال ، دیکھا کہ ہم دو آدمی ہیں اور ہم ایک مکان کے نیچے کھڑے ہیں ۔ میں دے رہا ہوں کہ پنڈت ہری رام جی پنڈت ہری رام جی میرے ساتھ ہیں جو ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ یہ سہ منگل کے جا چی ۔ اور یہ اتنا ہی کام کرتے ہیں اور بہت ہی مشہور ہیں ۔ اسکے بعد بابو نانک چند کی کمپنی کام کر رہی ہے ۔ وہ آوٹ ڈور سین باہر گئے ہیں اس میں میرا بھی راجہ کا پارٹ ہے ۔ لیکن ہم لوگ دیر میں وہاں پہنچے ہیں ۔ دیکھا کہ بابو نانک چند کے ہاتھ میں ہا ہے ۔ اور وہ خود ڈائرکشن کر رہے ہیں سین لڑائی کا ہو رہا ہے ۔ اسمیں ایک نوجوان لڑکا اسی اسٹوری کا رائٹر ہے وہ لڑائی کے سین میں لڑ رہا ہے ۔ بابو نانک چند بہت ہی شور و غل اور زبردست طریقے سے ڈائرکشن کر رہے ہیں ۔ ہم لوگ بھی آپ کئے ہوئے ہیں اور سین میں شامل ہو گئے ہیں ۔ میں اسٹوری رائٹر سے کہہ رہا ہوں کہ میں بھی اس لڑائی کے سین میں آ تو چھک مجھے پہچان تو نہ لیگی وہ کہتے ہیں کہ آپ نہ نکلیں ۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ میں نے دوائی کھائی ہے نا ۔ اور جب آپ نے کھانا ہے تو پھر آپ راجہ ہی کا پارٹ ادا کرنا ۔ اتنے میں راستہ میں لکڑی کی ٹال پڑی ہے ۔ اسکے منہ پر نیلا رنگ لگا ہوا اور میں کہہ رہا ہوں کہ یہ صورت ہے ۔ اور مرزا قادیانی نے بھی تو یہ کلمہ پیش کیا تھا لا الٰہ الا اللہ کلمہ تو ہندو الٰہ جیسے ہی کی مرضی ہم نے کیا کہنا ہے ۔ پھر وقت ۹ بجے دن دیکھا کہ میں ایک مکان میں بیٹھا ہوں کہ جمعی بخش کہیں لئے تھے ۔ وہ موزے اتار رہے ہیں ۔ بھائی اپنے باپ اور مہدی کو لیکر مجلس شیعہ سننے کیلئے چلی گئی ہیں ۔ میں جمعی بخش کہہ رہا ہوں کہ میں آج تمسے اپنا صفائی کرنا چاہتا ہوں ۔ میں آج تک تم سے نہیں بولا ۔ چھک بڑی بھاوج ہاؤں کے ہوتی ہے ۔ تم سمجھیں میں نے اپنی زبان میں صرف تالا ہی رکھا ۔ اس لئے کہ اگر یہ زبان بند تا ہوں تو تم مزید کہہ گے کہ میں نے

دو دفعہ ان ہی اور دو جگہ سے گوشت دکھائی دے رہا ہے۔ یہ ہاتھ اسکا لقوہ والا ہے جو کہ اکڑا ہوا تھا۔ میں اسی سے کہہ رہا ہوں کہ یہ تمہارا ایسا ہاتھ کہاں اچھا ہوا ہے اسکو لقوہ ہے تو اکڑا ہوا ہے وہ ہاتھ جھٹک کر مجھ دکھانے لگا کہ کہاں تمکو لقوہ ہے اب تو یہ بالکل اچھا ہو گیا ہے۔ اسکے بعد اقبال کھڑی ہے اور مجھے کچھ دیکھ کہہ رہی ہے کہ یہ دیکھ آج تمکو یہ تین اور بھی مل گئے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا تو وہ کہنے لگی یہ میں پھر بتاؤں گی۔ اسی کے بعد میں پھر کھا رہا ہوں۔ یہ پھر کھا آج کھائے جا چکے ہیں۔ اسی کے بعد عائشہ ہے اور اسکا کچھ ذکر ہے۔ پھر فاطمی ام حسین ختم ہو چکی ہے اور یہ بند پڑھا جا رہا ہے۔ پھر آئی ہمشیر بھی آ کی ہمشیر۔

۲۳ ——— بائیسویں رات۔ وقت قمر نو بجے صبح دیکھا کہ اقبال اور دو عورتیں اور ہیں ان کو میں نے قطعہ یہ لکھ کر دیا کہ اور ان سے یہ کہہ رہا ہوں کہ اب تم جاؤ۔ تمہارا بیڑا پار ہو گیا ہے

پھر وقت قمر صبح پانچ بجے دیکھا کہ میں اگا سی بیٹھا ہوں اور دو انگلے لٹے سیا ہی سے لگائے ہیں کہ ادھر سے بھائی آ گئیں ہیں اور میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے کھانے پینے کا بندوبست سب کچھ یہاں ہی ہو گیا ہے۔ اسکے بعد ایک لڑکا کوڑھ سے بالکل سفید ہو چکا ہے جب میرے پاس آیا ہے۔ اور پھر اسکا رنگ ایکدم سرخ ہو گیا ہے۔ بیوی کے ناک کٹے داغ اس کے سر پر ہیں۔ میں دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ ابھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ پھر وقت مشر ۹ بجے دیکھا کہ ایک سید صاحب آئے ہیں۔ ان کے پاس لگے ہوئے صفحہ نگیس۔ تو ان پر نمبر لگے ہوئے ہیں میں نے کا نمبر سنہ کیا ہے۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ یہ سات کا نمبر بہت زبردست ہے۔ کیونکہ یہ نصر ہے۔ اور سید صاحب نے اپنے اسم فریم میں سے جس میں نمبر انگ ہے ایک نگ نکال کر مجھے دیا ہے۔ یہ بھی میری تقسیم آج تک غلط نہیں گئی ہے گویا میری تکلیف دور ہو جائے گی۔ لیکن میرے پاس جیسے نہیں ہیں۔ میں سید صاحب کو کہہ رہا ہوں کہ آج دن کو بیسیا جائیں گے اور میں بیسیا کے رات کو دونگا۔ وہ سید صاحب کچھ ہنسی ہنسے۔ (لے اڑے تو میری ہر معاملے میں مدد کر)

۲۷ ——— وقت صبح دیکھا کہ میں کسی سے کہہ رہا ہوں کہ مشیعہ گروہ بڑھ گیا۔ اسی کے بعد کریم بی بی لڑکی کہہ رہی ہے کہ یہ کہ حسین لڑکا بہت بڑے گھر کا ہے اور اب اس نے اپنا حال بتایا ہے تو معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ ہمارا ہی رشتہ دار ہے۔

۲۵ ——— (پچیسویں رات۔ وقت ظہرہ ۲ بجے دیکھا کہ میں ایک بہت ہی اونچے درخت پر چڑھا ہوا ہوں اور اوپر سے پھل توڑ کر نیچے پھینک رہا ہوں۔ نیچے فقیر کھڑے ہیں۔ ان ایک پھل جو میں نے گرایا ہے وہ فوراً ایک ننگ دھڑنگ فقیر آیا اور کہا کہ یہ مجھے دیدو۔ میں نے کہا کہ لیجاؤ اور اس نے وہ پھل لے لیا۔ اسی کے بعد وہ مکینی ہے اور اسکا کھیل شروع ہو گیا ہے جس نے پہلے سونے پہنے۔ اور پھر میک اپ کرنے کے بعد ڈریس پہن کر تیار ہو گیا ہوں۔ ادھر چہار شاہ یہ گانا بجا رہے ہیں۔ ؎ اب کی خان ہے نیا رہ۔ نیاری بہاری قادری کہانی گھر گھر میں مانی جانی نیکنامی چراغ داری۔ واری ہے یہاں میں یہ کام کرنا۔ نیکی پر رہو دل دھیان دھرنا کام کرو دھوم سے مدام ڈرنا۔ پرشکوہ چلدنا۔ پوڑکی اری دنیا ساری۔ نرناری ہے واری۔ اب شان نیاری۔ اسکے بعد میں ڈریس روم والے سے کہہ رہا ہوں کہ لاؤ ڈریس۔ اس نے مجھے ننگل کا ڈریس بنایا ہے جو کہ بھیڑ مونچوں کا ہے۔ اور سفید ہے اور شاہی ہے۔ میں دوسرے آدمی کو بھی ڈریس بنا رہا ہوں اور ایک آدمی سین میں نکلا ہوا ہے جو میں پردہ ہے اور باہر سے میرے پاس بیٹھی ہے۔ میں اسکو بے حد پیار کر رہا ہوں۔ وہ کبھی دروازے کے اندر ہو جاتی ہے اور کبھی باہر ہو جاتی ہے۔ میں اسکا منہ چوم رہا ہوں۔ اور کہہ رہا ہوں کہ آؤ در منی بیگم۔ (و انا فضل فرنا)

(۱۴) ـــــ تیسویں تاریخ ۔ وقت ظہر ۱۲ بجے دیکھا کہ فوج نے کوچ کر دیا ہے میدان جنگ ہے اور فوج ہے ۔ فوج نے گولے برسانے شروع کر دیے ہیں ۔ جہاں گولے کا نشانہ لگا جاتا ہے وہیں پر گولہ جا کر لگتا ہے پھر فلیتہ لگا کر گولے پھینکنا شروع کر دیے ہیں ۔ لوگ بھاگ رہے ہیں اور میں کہہ رہا ہوں کہ دادر اور ماہم بیا بھاگو لے برسنے ہیں تو اس نو بچ گئے ہیں ۔ اتنے میں میں اور میرے بڑے بھائی محمد بخش جاوری سے آئے ۔ اور ہم دونوں نے بہت سارا آٹا گوندھ کر فوج کے لئے پکانا ہے ۔ پھر مجلس ہے اور میں کرسی پر بیٹھا ہوں اور سامنے میز پر ایک کتاب پڑی ہے اس پر میں ہاتھ رکھا ہوں کہ یہ کتاب تمام سیاست کی تعلیم ہے ۔ اور دنیا ہو رہا ہے ۔

صفر المظفر ۱۳۵۷ ہجری

پہلی رات ۔ وقت شمس ۹ بجے دیکھا کہ میں کچھ آدمیوں کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ کتاب میں جو یہ لکھا ہے کہ برائی کبھی بھی قوم میں سے ہمیشہ ہو ۔ ۔ ملک سراج نے بھی کہا تھا کہ مسلمانوں کی کوئی ضرورت نہیں ہم کیسے کریں گے ۔ لیکن آخر انکو بھی تو مسلمانوں کے مطالبات ماننا پڑے تھے ۔ اسی طرح اب بدون سوچنا لوگ ہے ۔ اسی طرح ختم دور ہے جب تک مسلمانوں کے مطالبات نہ مانیں گے تب تک تصفیہ اس کانگریس کو نہ ہو گی مطالبات ان کو ماننے ہی پڑے ہیں گے ۔ اسکے بعد میرا بھائی ہے اقبال خرچ کے واسطے روپے نکال رہی ہے ۔ میں اس کو اقبال شاہ اللہ نے میری کمائی ہے دو روپے برسوں آئے تھے اور دو روپے کل بھی آئے تھے اور دو روپے پھر میں رات ایسا کام نہیں دن سے چالو ہو گیا ہے انشاء اللہ تعالے ۔

(۱۵) ـــــ پانچویں رات ۔ وقت شمس و ظہر ۱۲ بجے صبح ۔ دیکھا کہ ایک جگہ پر بڑا رنگ بیٹھے ہے رسول کی صفت وثنا کر رہے ہیں ۔ باسی ہی بار نعم اور بار جا جاری ہے تو وہ بزرگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ بھی میں سوچ رہا ہوں کہ میں کوئی نعت شریف سناؤں ۔ تضمین جس نے کی ہے محمد کے فاخر کی ۔ یہ سنا کر تو ظہیر سے لیتا ہے خدا فاخر محمد ۔ پھر میں خود ہی کہہ رہا ہوں کہ یہ سب تو پوری سچے یا دنہیں یہ نعت گانی شروع کر دیتا ہے

الفت ہی اس نبی کی دل میں سما رہی ہے ۔۔۔ ہاں تن من میں وارفتہ دل بیچ آرہی ہے

ہاں کہنے لگے گناہ آپس میں چپ ہو تم ۔۔۔ ہا آواز مصطفےٰ کی کانوں میں آرہی ہے

ہاں کہنے لگے گنہگار کہہ کے رہے تم ۔۔۔ ہاں حضرت نبی کی بیٹی پڑے تڑپ رہی ہے

(۱۶) بارھویں رات ۔ وقت قمر ۱۲ بجے صبح دیکھا کہ میں بہت سے آدمیوں کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ مرحوم جوش وحدت جو کھیل بنا کر دکھایا ہے ۔ وہ بہت ہی زبردست چلا ہے اور باسی ہوا ہے ۔ انھوں نے تین لاکھ کمایا ہے ۔ وہی کھیل جوش وحدت انھوں نے نانوں بھائی کو اسٹوڈیو میں بنایا ہے اسمیں بھی بے حد کمایا ہے اور کاپی نانو بھائی نے کر کے رکھا ہے ۔ لیکن وہ پہلے چونکہ پبلک دیکھ چکی تھی اسلئے نانو بھائی والا کھیل نہیں چلا ۔ کہ جتنا جوش وحدت چلا ہے اسکے بعد رحمت علی الجزیرے سامنے کھڑا ہے اور اسکی باتیں کلائی

تنخواہ بنا دیجئے تاکہ ہم کو معلوم ہو جائے نانوں بھائی بولے کہ آپ اور مرمیرے پاس کر نہ آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ سیٹھ آنچے ہمیشہ مجھ پر مہربانیاں کی ہیں۔ میں بھولا نہیں ہوں حالانکہ بمبئی میں بہت سی کمپنیاں ہیں مگر مجھے تو آپ ہی کی نوکری کرنی ہے نانو بھائی بتا رہے ہیں کہ میں تو اتنی تنخواہ نہیں دے سکتا۔ تو میں نے ان سے اسمر عظیم پڑھ کر بھونکا ہے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کی طرف سے ہمارا دل ایکدم ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ آپ کی فرمان برداری سے میں بہت خوش ہوں۔ اور تمہاری طرف سے میرا دل ایکدم ٹھنڈا ہے۔ اسوقت میں آپ کو جس سودے پر تنخواہ دونگا۔ اور میرا دل چاہ رہا ہے کہ ساڑھے تین سو روپے سے میرا دل ایکدم ٹھنڈا ہے۔ اسوقت میں آپ کو جس سودے پر تنخواہ دونگا۔ اور میرا دل چاہ رہا ہے کہ ساڑھے تین سو روپے

۲۷ ——— ستائیسویں رات ۔ وقت عطارد قمر دیکھ کر گاؤں کے گاؤں آرہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک صاحب لاہور میں ۹ کا تعویذ لکھ رہا ہوں والے کا بیاہ کا میاہ ہوتی ہے۔ لوگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ نوان نگر والوں کو تو بغیر سزا دیئے ہوئے ہی چھوڑ دیا ہے (مولا اپنا فضل جاری فرما)

(۲۹) ——— تیسویں رات ۔ وقت قمر ۸ بجے صبح دیکھا کہ میرا بال بچے بیٹھے ہوئے ہیں اور کھانا کھایا جا رہا ہے۔ ہزارہا مخلوقات ہے اور شیرینی بٹ رہی ہے مجھے بھی بہت سارے شیرینی کے ٹوکرے میں نے ان کو ملی کے ایک برتن میں ڈال دیا ہے۔ بعد میں اتنے ہزار دل آدمیوں کی تنخواہ بٹ رہی ہے۔ پہلے مجھے دینے والی بات نے تین روپے چاندی کے دیئے ہیں اور پھر وہ اور دوں کو بانٹ رہا ہے۔ مگر میں نے ہاتھ پھیلا رکھا ہے اور میرے ہاتھ پر وہ روپے بھی رکھے ہوئے ہے۔ بانٹ دینے والے کا لشکر جو میرے ہاتھ پر پڑ رہا تھا وہ کہنے لگا کہ یہ آگے کے تین روپے کھسکا ہیں۔ میں نے اپنے ہی میں سے شائد ایسا رکھا یا وہ بہن یا لڑکی کا نام بتا دیا ہے تو تین روپے چاندی کے اس نے مجھے اور دیئے ہیں بیا رنگی بہت آرہے ہیں۔

(۳۰) ——— تیسویں رات ۔ وقت صبح دیکھا کہ مجھے کوئی کہہ رہا ہے کہ تمکو تو در بے پن دے دیا ہے اور میں بھی یہی سمجھ رہا ہوں کہ مجھ کو تو در بے پن مل گیا ہے۔

ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ

یکم ربیع الثانی ۔ وقت مشتری ۴ بجے صبح دیکھا کہ کوئی آدمی مرگیا ہے اور ہم نے جا کر اسکو دفنایا ہے۔ اوپر بہت سے لوگ بیٹھے ہیں نیچے میں نل کھول کر غسل کر رہا ہوں۔ پانی میں کھیل کر میں اپنے آپ کو پاک کر رہا ہوں۔ اور کپڑے بھی میں نے پاک کر لئے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھ پر اوپر سے چھینٹے گرے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ارے میں نے تو ابھی اپنے آپکو پاک کیا تھا۔ پھر سامنے گھوڑے دوڑے جا رہے ہیں اور میں لوگوں کو بچا رہا ہوں۔ پھر میری بھاوج شہزادی بیگم اور زہرا الاڑتا ہیں۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا غور کر رہا ہوں وہ مجھ کو چپ کرا رہی ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ آپا جھکو کیا سمجھتی ہیں۔ کہا کہ میں آج سے تم کو اپنا سگا بھائی سمجھوں گی۔ میں نے کہا نہیں میں آپ کا بیٹا ہوں۔ وہ مجھے چپ کرا رہی ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ آپ جھکو کیا سمجھتی ہیں۔ آپ میری ماں ہیں آپ یہ سمجھیں۔ کہا کہ اچھا آج سے میں یہی سمجھوں گی۔ میں نے ان سے وعدہ لے لیا ہے۔ میں نے مزید کہا کہ آپ یہ بات کسی سے نہ کہیں گی۔ پولیس کہ میں کسی سے نہ کہوں گی۔ میں نے کہنا شروع کیا کہ آج تک میں نے آپ سے چھپایا ہے کہ میں بھاگی کا عاشق ہوں اسی طرح میں بھابی کا بھی عاشق بنا ہوں۔ اس کے بعد میری شادی ہے اور اتنا ہی کہہ رہی ہے کہ ایک لڑکی تمہاری شادی سے پہلے تمہاری ہو چکی تھی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ سارا تو تم کسی سے نہ کہنا۔ خیر ٹھہرو یہ مسئلہ تو میں مولوی فہیم الدین سے کہہ کر آتا ہوں۔ میں نے مولوی فہیم الدین سے صاف صاف کہہ دیا کہ صاحب میری شادی ہے اور لڑکی شادی سے پہلے میری ہو چکی ہے۔ یہ سنکر وہ کہنے لگے کہ اگر ایسا ہے تو وہ حرام ہے وہ مردود ہے جا ہے وہ ولی ہو یہ رسول اللہ کا فرمان ہے اور یہ حدیث شریف کا مسئلہ ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ اللہ کا فرمان تو ہے مگر وہ رحیم ہے

ربیع الاوّل ۱۳۵۷ھ

وقت مشتری ۷ بجے صبح۔ دیکھا کہ ایک سید کے قبلی داڑھی ہے۔ اور ان کے ہاتھ میں قرآن پاک ہے اور وہ کھولتے ہوئے اور پڑھتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ کتنا ٹائم کھوٹا ہے۔ لا تو میں نے کے جواب میں کہہ رہا ہوں۔ نہ دو بارہ نہ فال نکال۔ تو اس بار ان کی زبان بند ہو گئی۔ میں کہہ رہا ہوں صاحب یہ تو ہے ہی بے برکت ہی برکت ہے۔ چھ دھواں نور آج ظاہر ہونے والا ہے۔ میں مزید کہہ رہا ہوں کہ آٹھ آج استعفیل تخت پر بیٹھ گیا ہے اس کے بعد اقبال ہے میں جیب سے کھوری نکال کر اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ ۱۲ بجنے میں پندرہ یا ۱۰ منٹ باقی ہیں۔ اب میں گاڑی پر سوار ہونے والا ہوں اور مجھے ٹھیک ۲ بجے وہاں پہنچ جانا چاہیئے وہ میرا استدعا دیکھتے ہوں گے۔ (رحم کریں گے۔)

۱۰ ـــــ رسویں رات:۔ وقت ۱۲ بجے ۷ بجے صبح دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ پندرہ لاکھ پورا دیکھا آج چالو ہو گیا ہے۔ اسکے بعد ایک بہت بڑا کمپاؤنڈ ہے اسمیں بہت سارے آدمی بیٹھے ہیں۔ اور دروازہ بڑا ہے تو وہ باہر نکلا ہوا ہے۔ ادھر ابا نے مجھوٹی بچی اٹھائی ہوئی ہے۔ مہر جیبیں بھی پاس ہی ہے۔ ادھر بھائی پاس کھڑی ہیں اور یہ جگہ اسمبلی کے اسمبلی کے ممبروں کی ہے نشستیں خالی پڑی ہوئی تھی۔ اور ایک صاحب کالا سوٹ پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ حضور اوپر کی تو نشستیں خالی ہیں اگر آپ حکم دیں تو اکیس نشستیں لگا دیں۔ کہا کہ ہاں اکیس ممبر ہیں جو لے دینے والے ہیں۔ گویا اچانک اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اور میری ہی بھتیرا اور کامیابی کا ہے۔ اکیس کے اکیس ممبر میرے ہی حق میں ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اخبار والوں کو پتہ بھی نہیں ہے کہ آج اجلاس بھرا گیا ہے۔ اچانک ہی حکم ہو گیا ہے۔ اور وہ کچھ خبر بھی نہیں لکھ سکتے۔ ہیں۔

(۱۴) ـــــ چودھویں رات ـ وقت فجر ۲ بجے دیکھا کہ میں قرآن شریف کی آیتیں پڑھ رہا ہوں (میرے لئے مجھے بے حس برحم فرما۔)

(۱۷) ـــــ سترھویں رات:۔ وقت شمس، بجے صبح دیکھا کہ میرے بھائی عالم دین مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ سب سے آخری فتح علی مہدی کی ہے اور اسکی گدی کا وارث کریم بخش اسکا لڑکا ہے۔ اس کے بعد ایک مکان ہے اور وہاں جنتی بخش ان کی نئی سارنگی لائے ہیں اور انھوں نے اسکو لا کر رکھی ہے۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ پرانی سارنگی کدھر ہے انھوں نے کہا کہ اسکو جانے دیجئے۔ پھر انھوں نے میرا پرانا طبلہ باندھ کر رکھ دیا ہے۔ اتنے میں بھابی بے پردہ آکر بیٹھ گئی ہیں۔ علی بخش بھی آکر بیٹھ گئے ہیں۔ گویا جلسہ جمنے لگا ہے۔ ہزار ہا آدمی آرہے ہیں اور بیٹھتے جا رہے ہیں اب بھی بھابی بے پردہ ہی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جنتی بخش پردہ نہیں کرائے یہ بے پردہ بیٹھی ہیں۔ یہ کہہ کر میں نیچے اتر آرہا ہوں۔ اسکے بعد ایک آدمی مر گیا ہے۔ جنازہ الٹھی اسی کے ہی گھر ہے۔ سید رشاہ اور بہت سارے آدمی اور عورتیں ہیں وہ رب رو رہے ہیں اس کے بعد بہار رشاہ نتھو کو ڈاکٹر کے پاس لے گئے ہیں ڈاکٹر نے نتھو کو دیکھا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ آٹھ دن کے اندر اسکا خون جل گیا ہے پہلے تو یہ اچھی تھی۔ (مولا میرے سارے کام سنوار دے)

۲۰ ـــــ بیسویں رات۔ وقت عشرہ ۱۰ بجے صبح دیکھا کہ میں کلکتہ گیا ہوں وہاں نانو بھائی کی کوٹھی ہے اور میں نانوں بھائی کے پاس نوکری کرنے گیا ہوں نانوں بھائی سے انٹرویو ہو رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے

میاں فقیر بخش ساتھ چلے تو امیروں کی جگہ جو ملتان میں ہے تیار ہے جاتے جاتے اور میں گانا جاتا ساتھ میں مانگتا بھی جاؤں گا کیونکہ میری عیالداری ہے۔ میری اصلیت ہے مانگنا۔ اسی سے میری تمام تکلیف جاتی رہتی ہے۔ میاں فقیر بخش تو نہیں جاتے ہیں اچھا میں اکیلا ہی جاتا ہوں مانگنے کو۔ آگے جب میں گھر پہونچا ہوں تو وہ عورت خوب سج دھج کر بیٹھی ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ تو تو یہ بھی معشوق نکلی تھی۔ کہا ہاں۔ میں نے کہا کہ تو پھر تو میری گود میں آکر پیار کر وہ فوراً میری گود میں آکر بیٹھ گئی ہے۔ میری بھاوج بھائی بھی دیکھ رہی ہیں وہ بالکل بھی شرم نہیں کر رہی ہیں ہر طرح سے پیار کر رہا ہوں۔ اقبال کہنے لگی کہ یہ تو اس بندوکڑ کے پر عاشق ہے جو ان کے گھر میں رہتا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بندوکڑ ہے کہا کہ ایک چھوکرا ہے جو سلطان باد اکا بھیجا ہوا ہے۔ وہ کوئی اچھا خوب صورت بھی ہے لیکن یہ اسپر عاشق ہے۔ میں نے کہا کہ میرے سامنے تو اسنے اسکو کبھی پیار بھی نہیں کیا ہے یہ تو میری ہی معشوق ہے۔ پھر میں تین جوتیاں پہن کر نکلا ہوں چوتھی کی تلاش میں ہوں۔ (اے میرے مالک مجھ پر کرم کی نظر رکھنا)

جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

یکم جمادی الاول ۱۔ وقت شمس ۷ بجے صبح دیکھا کہ میں نوکر ہو گیا ہوں اور سلطان محمد اسلطان باد اکا دیگر بیمانک کر رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کو کسی بات میں بولنا نہ ہوگا سلطان باد اکہہ رہے ہیں کہ یہ نہیں بلکہ یہ بات بولنے کی ہوگی وہ تو میں بولوں گا۔ پھر اسٹیشن پر سوار ہونے والی پبلک بہت کھڑی ہے۔ میں جا کر ٹکٹ لیا ہے ٹکٹ بابو نے کرایہ کے نمبر میرے ہاتھ میں بارہ ٹکٹ دیئے ہیں۔ اور دوسرے ہاتھ میں بھی بارہ ٹکٹ دیئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ صاحب پیسے تو آپ نے لے لیئے ہیں بولا کہ ہاں۔ میں نے کہا۔ میں نے کہا کہ یہ ٹکٹ جو آپ نے مجھے دیئے ہیں یہ ٹھیک ہیں۔ کہا کہ ہاں بالکل ٹھیک ہیں۔ میں پھر بولا کہ پیسے تو میں نے پورے دیئے ہیں۔ کہا کہ ہاں۔ مگر ایک روپیہ اور انعام کا آپ مجھے دیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ حضور بھوک کی وجہ سے کہ کمپنی میدان کے ہاں نوکری کرنے جا رہا ہوں۔ جب میں پیسے کمانے لگا تو آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ انعام کا روپیہ ضرور دونگا آپ دعا کریں کہ میں کچھ کما لوں۔ (خدا کرے)

(۲) دوسری بات دیکھا ہوں کہ بھی بھائی اور ایک دوسری بھاوج میرے لیئے دینے کی تعریف کر رہی ہے کہ ان کا بیٹا بہت اچھا ہے۔ پھر بیٹا اپنے بدن پر ایک کپڑا لپیٹا ہوا ہے تو میں دھوبن کے پاس کپڑے مانگنے گیا ہوں کہ میرے کپڑے دو۔ دھوبن کہنے لگی کہ کپڑوں کے بجائے کچھ پیسے ہی دے دو۔ میں نے کہا کہ کچھ پیسے کو رہنے دو۔ دھوبن نے کہا کہ آپ ان کے کپڑوں کی بھی تو دھلائی دیجئے۔ میں نے کہا کہ وہ تم جانو میرے نام رشتہ داروں کے کپڑوں کا مجھے خبر نہیں۔ میں تو صرف اپنی گواہی دے سکتا ہوں۔ میں نے کبھی کسی کا کچھ رکھا ہے۔ وہ تو بھائی بولیں ہرگز نہیں۔ لینے دینے کے معاملے میں ماسٹر علی بخش بہت ہی سچا ہے۔ اس کے بعد ایک پہاڑ ہے وہاں ایک طرف جرمنی سپاہی ہیں اور دوسری طرف ترکی سپاہی ہیں۔ اور دونوں کی ارشن ہو رہی ہے اور میرے نیچے رہے ہیں۔ تو انگریز وغیرہ اللہ کے بچے کا کوئی راستہ نہیں۔ اسی لئے نیچے غار میں جا کر نہ رکھا کر اپنے گولی مار کر ختم کر دیا۔ اس کے بعد سرد جی کمپنی ہے وہاں آفندی نے میک اپ کیا ہوا ہے۔ آفندی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ماسٹر صاحب آپ نے تو کچھ کیا کھایا نہیں نا بھائی نے آپ کا سب کام دیکھا اگر کچھ اچھا ہوتا تو تعریف کرتے۔ میں نے کہا کہ آفندی یہ وقت کہاں ہے میک تم میک کہتے ہو۔ ابے وقت ہنسنا مٹی ہوا ہے۔ اب دیکھنا اگر نوکر ہو جاؤنگا وہ ملے کہ اب آپ ٹوٹا نوکر ہو جائیں گے۔ اب وقت کا یہ ہے اور کہاں تھیں کر رہی ہے۔ اور پھر آفندی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ بھر اللہ نے تو پہاڑ ہزار اکھو انشاء اللہ کا قرضہ ادا کر دیا ہے گو گھر اب نہیں ہے پھر اب کرا رہا ہے وہ اگر سین لے رہا ہے۔ وہ بولا رہا ہے کہ کوئی اچھا لڑکا ہو بولے والا ہو تو ہم تو

اتنے میں مولوی نجم الدین صاحب اور سب صاحب مراد لینے جا رہے ہیں۔ اور مولوی صاحب ان سب کو یہ سمجھاتے جا رہے ہیں کہ میں نہ کہونگا۔ بلکہ تم لوگ اپنا اپنا ایڈونچر بتانا چاہئے تینوں آنے دینا۔ دو قسم کے بعد مجھ سے غیر نہ سمجھ لڑنا۔ پھر وقت تم دیکھ لینا کہ میں دودھ بلو چکا ہوں اور مکھن نکال کر میرے پاس رکھ لیا ہے مگر ذرا سیاہی مائل ہے تو ایک صاحب میرے پاس آکر بیٹھے ہیں۔ اور وہ اسی مکھن کو ہاتھ سے صاف کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مکھن جا نکلا سفید اور کھیر سا ذائقہ بن گیا ہے۔ بعد میں مجھے معلوم ہو رہا ہے اصل دروازہ آج مجھ پر کھل گیا ہے۔ (رب اعطنی میرے کام بخشدے)

(۱۰) دسویں رات۔ وقت عشاء دو بجے صبح۔ دیکھا کہ میں نے ہیرو ئن سے مذاق کیا ہے اور پھر وہ دوسرے کے پاس بھاگ گئی ہے تو مجھ کو افسوس ہو رہا ہے۔ کہ یہ کیا بات ہے کہ یہ ہر ایک سے ملتی ہے مگر دروازہ تو ایک ہی ہے اور یہ گھر سے نکلتی بھی تو نہیں ہے۔ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ پاگل نہ بنے دروازے ہیں یہ پچھلے دروازہ سے نکلکر دوسروں سے ملتی ہے۔ جب میں ملا تھا تو اسکی بہن نے چاندی کے پیالہ میں دودھ پینے کو دیا تھا جو میں نے پی لیا تھا۔

(۱۱) گیارھویں رات وقت شمس، بجے صبح دیکھا کہ ایک پہاڑی جنگل ہے اور ہیرو ئن ہے۔ وہاں کوئی شادی ہے اور شادی میں میرے دو بھائی قصہ کہانی کہنے آئے ہیں۔ میرے بھائی شرف الدین ان کو خوب پیٹ بھر بھر کر کھانا کھلاتے رہتے ہیں یہ کہہ رہا ہوں کہ ان کو تمہاری جگہ کے سوائے چین نہیں ہے کیونکہ تم ان کو خوب پیٹ بھر بھر کر کھانا کھلاتے رہتے ہو۔ اور ان کی خدمت کرتے ہو۔ اسکی خدمت کی کوئی اور نہیں کر سکتا۔ چاہے یہ کہیں جائیں۔

(۱۲) بارھویں رات۔ وقت شمس، بجے صبح دیکھا کہ بہت سے لوگ ہیں اور امام حسین کی نیاز چاولوں کی پکی ہے جو کھائی جا رہی ہے۔ پھر سلطان محمد ہمارا اسٹیشل ٹائگ میں نواب مدن کے یہاں کرا رہے ہیں۔ میں منع کر رہا ہوں کہ وہاں نہ جانا۔ وہاں نہیں ہمارا اسٹیشل کینن میں کرائیے۔ اور بنجاروں میں کیونکہ بنجارے بھی بھوکے ہیں نکالکر اڑا رہے ہیں۔

(۱۳) پچیسویں رات۔ وقت صبح دیکھا کہ ہماری بہن کی بیٹی ہوتی ہے۔ پھر سلطان محمد کے ہاتھ میں دو کاغذ ہیں اگریمنٹ ہے اور ہمارا ایجریمنٹ ہو رہا ہے۔ ہم دستخط کرنے لگ گئے ہیں۔

(۱۴) چھبیسویں رات۔ میں پلنگ میں ہوں اور میری بہن بھاگ بڑی بہت سخت بیمار ہے مجھے بھیڑ بلا یا گیا ہے۔ میں اپنی بہن کو چھوڑ کر بھیڑ میں پہنچا ہوں۔ وہاں پہلے سے میرے ہیرو ئن فضل الٰہی اور بھاگ بڑی کی لڑکی کھڑا ہے۔ تو میں بہن بھاگ بڑی کی حالت باری کی کھاٹ پر جیسے گیلی مٹی ہے لکھ کر بتا رہا ہوں۔ بھائی فضل الٰہی میرے بھانجے کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ آپ تو یہاں آگئے ہیں اب یہ کیا کرے گا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں اتنا نرم دل ہوں کہ برداشت نہیں ہے میں ارکا عاشق ہوں ذرا بھی اسکی حالت خراب دیکھتا تھا تو رونے لگ جاتا تھا۔ اسکو چھوڑ کر یہاں آگیا ہوں اس کے بعد میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بادشاہ زمان شاہ نے یہ سفر سلطان کی جگہ کیا تھا۔ اور تو سب ٹھیک ہو گیا ہے اب صرف یہ دیوار کا پردہ اگر اٹھا دیں یعنی ہٹا دیں تو چراغ ہی نہیں ہے۔ پھر وقت قمر ۳ بجے دن دیکھا کہ کوئی جگہ ہے وہاں کاروار بیٹھے بیٹھے کچھ بک رہے ہیں اتنے میں ایک عورت آتی ہے۔ کاروار نے اس عورت کو نوکر رکھ لیا ہے مگر تنخواہ ۵ روپیہ کم ہے۔ جتنی بخشش کاروار کی خواہش میں گئے ہیں۔ اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ دیکھا میں اسلئے کہتا تھا کہ آخکل تنخواہ کم ملتی ہے آپ ہی نوکری کرو یہ سنکر میں دوڑا ہوں یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھکو یہ نوکری اس بات کا ہے کہ تم میرے باپ کے بیٹے ہو اور تم نے میرے لیئے کچھ نہیں کیا ہے میں تو صابر ہوں انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر بھوک سے مر بھی جاؤنگا تو بھی صبر کو ہاتھ سے نہ چھوڑوں گا۔

(۱۵) تیسویں رات۔ وقت صبح دیکھا کہ میں میلے پر جانے والا ہوں اور اپنی عورت سے کہہ رہا ہوں کہ تم میرا بستر باندھ کر رکھو دو۔ صرف ایک تکیہ اور ایک دری جلدی کرو۔ میں نہانے جا رہا ہے یہ جگہ بدلوں ہیں۔ پھر ایک عورت اپنے رو رہے کہہ رہی ہے کہ میں بھی علاج کرانے جا رہی ہوں دیکھو تو سہی میرا منہ کیسا ہو گیا ہے۔ اگر تم نہ بھیجو گے تو مجھے دق شروع ہو جائیگی اس کے مرد نے اسے فوراً جانے کی اجازت دیدی ہے۔ میرے پہنچنے سے پہلے ہی بھیڑ پہونچ گئی ہے وہ صرف میرے واسطے ہی ہے اور میرے ہی گھر گئی ہے۔ ۱۰ نمبر میں ایک عورت ہے جو کھانا پکاتا ہے ان اللہ علیٰ۔ میرے ساتھ ایک آدمی اور ہے۔ جسنے ان سے پوچھا ہے تو انھوں نے کہا ہے ان اللہ علیٰ اور میں بڑا ہوں میرے ساتھ ایک اور ہے کہ کبھی

جوان بھٹانوں کا حال وہی بھا سا حال ہے۔ خرچ پانی سے ہم بھگا آسودہ ہو گئے ہیں بیماری والی مہم تو ابھی ہو گئی اور اب کرائے مال پڑی سے بڑی مہم کو بھی بھائی نے سر کر دیا۔ دوسرے آدمیوں کو ساتھ لیجے سنبھال کر باہر نکال لیا ہے۔ اکبر کو بھی بیری خلیسی کا پتہ نہیں لگنے دیا۔

(۱۷) سترھویں رات:۔ وقت بارہ بجے دیکھا کہ میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ میرا دل تو یہ کرتا ہے کہ پانچسو کے نوٹ انعام میں تمہارے منہ پر اور اور منوں گیہوں کے دانے دیدوں کیونکہ آج تمنے ہمارا دل بہت راضی کیا ہے اور خوشنودی کیا ہے۔ اسکے بعد میں اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ وہاں بہت سے آدمی چیزیں تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے ایک صاحب کو کہا کہ ایک عورت کو میرے سامنے پونڈ ملا ہے اور ایک مرد کو ہیرا ملا ہے

(۱۸) اٹھارھویں رات:۔ وقت پونے سات بجے صبح دیکھا کہ میرے سامنے یہ لکھا ہوا آرہا ہے۔ کہ آج سے اللہ نے اپنے فضل و کرم سے میری حالت بدل دی ہے۔ آٹھ دن کے اندر اندر میں مالدار ہو جاؤں گا۔

(۱۹) انیسویں رات:۔ ہم نے صبح دیکھی کہ ہمارے پہلوان کہہ رہے ہیں کہ کملا بھی ساتھ بیٹھی ہے بھلا ہو ویاس کا اسنے ہم کو یہ نہیں دیکھا کہ نیا ہو یا پرانا چانس دیدیا ہے۔ اب ہم دوڑ کے لائق ہو گئے ہیں۔ ہم کو تو جو بھی کام لے کرنے کو دیا رہیں مطلب تو پیسوں سے ہے۔ اللہ اچھے ہیں اچھے دیتا ہے۔ کسی کا محتاج اس نے نہیں رکھا ہے یہی ہمارے کام ہے یہی کہہ رہا ہوں۔ بھیا چاہے ایک سپاہی کا یا وزیر کا کسی کا بھی شرڈ انگ کام ہو وہی بہتر ہوتا ہے۔ وہ بہتر نہیں ہوتا کہ جو بادشاہ کا ہی لڑکا ہو۔ اسکے بعد گا گا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ ہمارا تو سب کام ہو گیا۔ اب میرا کوئی کام باقی نہیں ہے۔ اقبال چار پائی پر بیٹھی ہوئی ہے اور ماں پنا ہی اپنے نواسوں کو بھوسے کے وقت لسی اور مکھن کھلا رہی ہے۔ ادھر اقبال کو میں دودھ پلا رہا ہوں قریب ہی ایک کنواں ہے اسمیں ایک بالٹا پڑا ہے اس میں لال رنگ کے ٹکڑے ٹکڑے ہیں جو بچے رہے ہیں اقبال نے جو دودھ پیا ہے وہ بھی اور لال رنگ کا تھا۔ اور اس میں سے ٹکڑے نکال نکال کر اسی بالٹی میں جا پڑے۔ اقبال بولنے لگی کہ سامنے سے سردی آرہی ہے۔ یہ تینوں دفعہ کہا کہ۔ پھر کہا کہ وہ پارٹ اس نے لیا ہے۔ یہ بھی تین دفعہ کہا اقبال اقبال۔ اقبال۔ اتنا کہنے کے بعد وہ نورا حرکت میں آئی ہے میں نے پھر کہنا شروع کیا۔ خدا کیلئے دیکھو وہ کرم دین آگیا ہے۔ ماں بہنا ہی کہہ رہی ہیں۔ ان کے سامنے مجھ سے خوشامد نہ کرواؤ۔ ورنہ یہ کہیں گے کہ میرا تو ایسے ہی عورتوں کے خوشامد کرتے ہیں۔ مجھ پر ہنسیں گے۔ اسکے بعد یہ میں کہہ رہا ہوں کہ کسی نے پارٹ دے لیا ہے تو اس نے دیکھ لیا ہے اور اسکے اقبال میں پارٹ رکھا ہوا ہے۔ تو وہ کہہ رہی کہ اس نے دیدیا ہے پھر میں نے اسکے سامنے ہی اس کا پارٹ پڑھا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے

تجھے اس دنیا میں عزت دار بناؤں تو سہی ۔ جیسے ابن مریم کی طرح تجھ کو سناؤں تو سہی

۲۰ ۔ بیسویں رات:۔ تھوڑا بکدم جوان ہے۔ میرے پاس آئی ہے کہ مجھ کو روپیہ دو مجھکو ملا ہے۔ میں نے کہا کہ تم اپنا ہاتھ مجھکو جوڑو۔ اسنے کہا کہ ہاتھ تو میں جوڑنے دوں گی۔ میں نے کہا کہ ایسے تو روپیہ میں نہ دوں گا۔ تھوڑے کے پیچھے بھابی بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑے نے ان کی طرف دیکھا ہے تو انھوں نے تھوڑے کو اجازت دیدی ہے۔ پھر تھوڑے نے اپنا ہاتھ مجھے جوڑایا ہے اور اسکو روپیہ دیا ہے۔ اسکے بعد موہن سونڈ کا میدان ہے۔ وہاں بھابی اور اقبال میری تکلیف کو دیکھ کر فوکر کی کیلئے گئی ہیں۔ اقبال جو کچھ کہتی ہے تو اقبال بابا اسکا جواب دیتے جاتے ہیں۔ لیکن اگر بھابی کچھ کہتی ہیں جو بنگلہ میں ہیں تو سلطان بابا بگانا طوطی ہو رہے ہیں۔

میرا علی آیا میرا علی آیا ۔ میرا محمد آیا میرا علی آیا ہے۔

بابا سے کہہ رہا ہے کہ اگر ہزار روپیہ بارہ سو کی بات ہوتی تو ہم ماسٹر بی کو دیدیتا۔ مگر ان کی بات تو بہت بڑی ہے۔

(۲۷) ستائیسویں رات:۔ رات ایک دو بجے دیکھا کہ میں ایک مکان میں اوپر بیٹھا ہوں اور میرے بھائی شرف الدین سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑے ہیں گویا کام پر جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ میرے پاس میرا ایک بچہ کھیل رہا ہے۔ سامنے ایک بہروپن سفید لباس میں بیٹھی ہے۔ اور یہ بچہ اسی کے بطن سے ہے۔ اتنے میں نیچے سے ایک بزرگ آئے ہیں انھوں نے مجھے چاندی کے

یہ سنتے ہی میں کنوئیں سے چھلانگ لگا کر باہر نکل آیا ہوں اور ٹائیٹل بول رہا ہوں جو کر بولنے تھے۔ ضرور بیڑا پار ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ میرے اس بولنے سے ڈائرکٹر بہت خوش ہو رہے ہیں ڈانس کا ٹیبلہ ہے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ عورت بھی پڑھی ہے اور میں بھی اٹھا پڑھا ہوں ماسٹر صاحب اب تو مجھے ڈانس میں لے لینگے ڈائرکٹر صاحب۔ ڈائرکٹر نے کہا کہ نہیں ابھی آپ کو نکلنا پڑیگا آپ سب جانتے ہیں میں نے کہا بھی اچھا۔ بعد میں ایک بی بی ہے جو کھجور کے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ شہر کے باہر لوگ بیٹھے ہیں وہ مجھے اپنی رب حقیقت سنا رہی ہے کہ میں محمد شاہ مدنی کی لڑکی ہوں اور اسی طرح ہم پر گذرا۔ میرے پاس اٹھنی ہے دل نے چاہا کہ اس کو دیدوں میں بھجائے دینے کے بے تحاشا رونے لگا ہوں۔ (رحم فرما)

(۲۱) ساتویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ملتان میں فصل تیار ہے۔ اقبال، مہ لقا اور بھابی ہیں اور تھوکھی والی روٹی پکا رہی ہے۔

(۲۲) ——— دیکھا کہ مجھو مہاراج نوکر ہو گیا ہے تھوکھیں تھوکھیا اب نہ ہٹونگی دو آدمی کی زنانہ والیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ملک ہے اسمیں جھگڑا پڑا ہوا ہے میرے ساتھ ایک بزرگ ہیں اور وہ بزرگ وہاں پڑے ہیں۔ ساتھ میں یہیں بھی اڑ پڑا ہوں۔ نیچے بھابی اقبال کی گود سے مہ لقا کو لے رہی ہیں ان کے باپ بھی ساتھ ہیں انھوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ بچے بھوکے ہیں۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ انکا انتظام ہے۔ اور پھر ایک گاڑی میں ہم اتر پڑے ہیں۔ یہ ہمارا ہی گاؤں ہے اور یہاں بہت سے لوگوں کی طرف سے ایک بزرگ میرے ساتھ والے بزرگ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ والے بزرگ کہہ رہے ہیں کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ یہ سنکر میں کہہ رہا ہوں سبحان اللہ آپ بھی تو اللہ کی طرف سے دوسرا کلام پاک دینے کر اتارے گئے ہیں۔ جو کچھ انفع چاہے وہ کر سکتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ کوئی مانے بھی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آپ ہٹ جائیے کہیں آپ کو یہ لوگ دیکھ نہ لیں نہ پہلے میں مقابلہ کو جاتا ہوں آپ نے جو یہ سنا تو آپ کو جوش آگیا اور آپ نے ایک کتاب اپنے سامنے والے بزرگ کے آگے رکھ کر کہا کہ یہ مسئلہ تو آپ پڑھیں۔ وہ علاج کر ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد پٹھان دادن خان والا غالب ہے میں اس میں خوب لوٹے لگا رگا کر کہہ رہا ہوں جیسے رنا نکلتا ہوں تو اڑنے لگتا ہوں۔ بھابی اور گنگا پرشاد بیٹھے دیکھ رہے ہیں میرے پاس ایک بھاتا ہے جیب میں اڑتا ہوں تو اسکا سہارا مجھ کو دیتا ہوا اور کہہ رہا ہوں کہ یہ لوگ نہ سمجھیں کہ بھاتے کے سہارے اڑ رہا ہے۔ پھر میں نے اسم پاک جو پڑھنا شروع کیا ہے تو میں پورے اپنے وزن میں ہو گیا ہوں اور اسم کے زور سے اڑ رہا ہوں۔ اسکے بعد میری بھابی بیمار ہو گئی قسم کھا کر کہہ رہی ہے کہ میں تیرے پاس نہ آؤں گی میں جواب میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ قسم ہے میں بھی تیرے پاس آتا جاتا رہوں گا۔ اس کے بعد دادا چل رہا ہے اور میں ایک بزرگ سے پوچھ رہا ہوں کہ یہ تو ناجائز ہے اور یہ کہتا ہے۔ وہ بزرگ کہنے لگے کہ یا تو کسی کا بیٹا ہے یا کسی کو اپنا کر لے۔ دونوں طرح جب ہم ہو گئے تب بھی وہ ہماری بچی ہے اگر وہ ہماری ہو گئی تب بھی وہ ہماری ہے۔ ہمیں جائز ہے۔ ہاں تو جب میں نہا رہا تھا تو ایک آدمی ایک سور کے بچے کو بھی تالاب پر نہلانے لایا تھا تو میں نے کہا تھا کہ اب یہاں اس پانی میں نہانا ناجائز ہے (پروردگار اپنا فضل فرما)

(۲۳) بارھویں رات:۔ ایک بہت بڑا دریا ہے میں کشتی میں اس کنارے سے اتر کر اس کنارے اترا ہوں۔ کنارے پر شیخ فضل الٰہی کا ایک مجھولا سا کیمپ لگا ہوا ہے۔ میں اس کیمپ شیخ فضل الٰہی کے گھر بھیڑ و بھونچال ہو رہا ہے میرے ساتھ ایک اور آدمی بھی ہیں۔ میں نے ان کو شیخ صاحب کے سامنے کر دیا ہے شیخ صاحب سفید بچ بھی ہیں وہ کپڑے پہن کر تیار ہو گئے ہیں اور جن کو میں نے سامنے کیا ہے ان کی بات بھی سن رہے ہیں۔ اور کام پر بھی جانے والے ہیں اور میرے ساتھ اور بھی بہت سے آدمی ہیں وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں مان گیا۔ اس کے بعد ایک اور تھوکھیا بیٹھے ہیں۔ اور سردار رہبر و رئیس بنی ہوئی ہے تھوکھیا سے کہہ رہا ہے کہ بھیا مزا تو جب ہے کہ آپ سردار کو یہاں گھر بلائیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ سردار تھوکھیا تو میری دیور ہے نا۔ وہ کہنے لگی کہ ہاں اس کے بعد کوئی بزرگ ہیں لوگ ان کے پاس مراد لینے جاتے ہیں۔ میں بھی مراد لینے کی غرض سے ان بزرگ کے پاس گیا ہوں حالانکہ میں تھکا ہوا ہوں راستہ میں ان کے ایک مرید ملے۔ انھوں نے کہا کہ کہاں جاتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ مراد لینے۔ ان بزرگ صاحب کے پاس۔ انھوں نے کہا کہ سب لوگ وہاں اتوار کے دن مراد لینے جاتے ہیں۔ آپ اتوار ہی کے دن آئیے میں نے کہا جی اچھا یہ کہہ کر میں واپس ہو گیا ہوں بڑا افسوس ہو رہا ہے میں نے گھر جا کر بھی جلائی ہے

(۲۴) ——— چودھویں رات:۔ وقت شب ۳ بجے دیکھا کہ ساگر اسٹوڈیو کا میدان ہے کانجی بھائی ہاں ڈائرکٹر ہیں وہاں پٹھان ہی پٹھان ہیں ہم لوگ بھوکے اور غریب ہیں لیکن کانجی بھائی نے ان پٹھانوں سے ہماری عزت بچا لی ہے ذرہ نہیں ہونے دی۔

یہ سب کچھ آپ کا ہے۔ آپ ہی مالک ہیں، میں کہہ رہا ہوں کہ تم نے تو تمام میرے گھر پر قبضہ کیا ہے۔ اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ ارے "اس اقبال نے اتنے برس بھی اپنے مرد کے پاس رہ کر بھی اس کو تھپڑ دیا ہے دوسرے کے ساتھ ہو گئی" یہ اظہار ہے۔ پھر تین بچے دن کو دیکھا کہ بھیرہ والی جامع مسجد ہے جو اندر باہر سے بالکل سفید ہو چکی ہے وہاں میں نے بہت سے کپڑے بنا کر اپنے ہاتھ سے لاتعداد پردے رکھے ہیں۔ میں اور پرگیا ہوں دوپہر کا وقت ہے۔ میرے ہاتھ میں ہتھوڑا ہے۔ وہاں قطب کی طرف میرا مکان ہے جسمیں بویاں رہتی ہیں۔ تو میں دھوپ ہی میں ان کھڑکیوں کو پردے لگا رہا ہوں اندر سے بیویاں کہہ رہی ہیں کہ اتنی گرمی اور دھوپ میں پردے کی کیا ضرورت تھی۔ مولوی فہیم الدین صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ نے بھی تو پردے کرنے کے لیے صرف یہ تختے بنائے تھے (رحم کر مولا اپنا فضل فرما)

۲۰ ——— بیسویں رات وقت صبح پانچ بجے دیکھا کہ میں اپنے گھر بھیرہ پہونچا ہوں وہاں دربار پر دن بہت آدمی بیٹھے ہیں۔ میرا نورا میرگ کا شمن بھی ہیں، اور مجھ سے بھنڈیاں مرثیہ پڑھ رہی ہیں: "دہائی ہے تو پیرانور میرے کہہ رہا ہوں کر" پیرانور امیر میں تو صرف تمہارے لیے کبھی بھیرہ آتا ہوں کیونکہ ہم دونوں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور ہم دونوں کو سرکی سمجھ ہے اور یہ بھنڈیاں پڑھ رہی ہیں ایسا ہیجڑا کہ جسکا جواب نہیں اسکے بعد بھابی مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ اب تعزیہ کا وقت ہو گیا ہے میں نے اس کے جواب میں کہا کہ پھر؟ وہ بولیں "پھر آپ ہی اصاحر حسین بن جاؤ" میں نے کہا اچھا اور میں بیٹھ گیا ہوں۔ انھوں نے میرے گلے میں کچھ ڈالا ہے اور وہ ماتم کرنے لگ گئی ہیں اور بھی بہت سی لوگ اس ماتم میں شامل ہو گئے ہیں۔ پھر میں اپنے گھر گیا ہوں وہاں دیکھا کہ گوئیے آئے ہوئے ہیں اور سب بستر لگا کر لیٹے ہوئے ہیں۔ ان میں امانت علی خان بھی ہیں۔ جب انھوں نے مجھکو دیکھا تو وہ اپنے بستر لپیٹ کر وہاں سے چلدیئے (قبال میرے ساتھ ہے)

۲۵ ——— پچیسویں رات۔ اس کے بعد میں نانگی جولیں میں آیا ہوں جہاں پر میرے بھائی طرف الدین رہتے ہیں میں ان کے گھر آکر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ گوئیے یہاں بھی بستر لگائے ہوئے لیٹے ہیں۔ امانت علی خان بھی ہیں وہ مجھے دیکھ کر بہت سخت گھبرائے میں نے کہا کہ یہ گھر بھی تو میرا ہے ڈر سکتا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ارے میرے بھائی مجھے چندے شرف الدین کو تو بلانا پھر ہم آپس میں ناراض تھے یہ سنتے ہی سب مجھ سے بڑے رشتہ دار خوش ہو گئے ہیں کہ بھائیوں میں صلح تو ہو گئی ہے

۲۶ ——— چھبیسویں رات:۔ اس کے بعد میری والدہ سوئی ہوئی ہیں اور ہمارے گھر میں دانہ کوئی نہیں ہے وہ اٹھیں تو مجھ دیویں۔ تاکہ میں بیوی بچوں کو کچھ کھانے کے لیئے روانہ کروں اتنے میں والدہ صاحبہ اٹھ بیٹھیں میری باتیں سن کر انھوں نے اپنی کمر کا پٹہ کھول کر اس میں سے روپیہ پیسے ادھنا اور اکنیاں نکالی ہیں میں نے کہا ماں وہ لوگ تو کہہ کے ہیں وہ کہنے لگیں کہ تجھے جگا کیوں نہ لیا میں نے کہا کہ آپ کے آرام میں خلل نہ ہو اسی لیئے نہیں جگایا۔ یہ سنکر انھوں نے مجھے دو روپے اٹھنیاں اور چونیاں دیں اور یہ کہہ رہی ہیں کہ میرے پاس تو پیسا بھی ہے اور ان کے پاس اور بھی روپے چھنک رہے ہیں۔ میں پیسہ لیکر اور مانگ رہا ہوں سامنے چاول دال سموسے اور بیچھائی پڑی ہے میں نے ڈھکوں کا ڈھکوں ذبح کر دیا اور خوب خوب پیکر کھائے ہیں۔ پھر وہ پیسے اور وہ سب نعمتیں اقبال اور بال بچوں کے لیئے روانہ کر رہا ہوں میں والدہ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ بھی بھجوا دیجئے یہ بھجوا دیجئے اور وہ خوشی سے بھیج رہی ہیں۔ اسکے بعد سب میرے رشتہ دار جو جو چیزیں بھیجنا چاہیں گے مجھے دینے کے لیے گئی ہوئی ہیں۔ چونکہ میں اپنے بھائیوں سے ناراض ہوں اسلیئے وہ میرے سامنے نہیں آرہے ہیں قمر دین کی لڑکی صوبا بھی آئی ہے میرے سامنے نہیں آرہے۔

۲۷ ——— ستائیسویں رات۔ اس کے بعد سب سے ہیں میں والدہ صاحبہ سے کہہ رہا ہوں کہ ماں اب میں یہاں بھیرہ یا گاگا کے میدان میں کہیں گھر بنا دونگا اب میرا دل کبھی جانے کو نہیں کرتا، اتنا کہنا بھی چھوڑ کر دل نہیں کرتا کہ جاؤں وہ کہنے لگیں کہ نہیں جانے کو تو سب کہتے ہیں تم یہاں رہو بھی تو سہی میں نے کہا کہ بس آپ سمجھ لو کہ میں نے اب بلکل سمجھ لیکر کبھی بھولا دیا ہے یہ میرا پختہ ارادہ ہے یہ سب باتیں سننے کے بعد بڑی بھاوج کہنے لگیں کہ جب آپ یہاں رہیں گے تو ہم سب آپ کے پاس ہی اپنے اپنے مکان بنوئیں گے گویا ایک محلہ ہی ہمارا الگ بن جائے گا۔ میں نے کہا کہ تم کچھ کو ہو چکا ہے۔ یہ سب باتیں ہو رہا تھا بھنڈ بھی سن رہا تھا کہ یہاں آپ کا گذارہ مشکل ہے ہو گا۔ میں نے اسکو رخصت دیدیا

تقویم فتح فتح مندی فاتحین ۲۲۴ ۲۲۴ ۲۲۴

اس کے بعد عبدالرحیم پہلوان اور موسلے پہلوان بھی دکھائی دیئے ہیں۔ اس کے بعد ایک عورت جو رحمت علی پر عاشق ہے باہر سے آتی ہے۔ میرا گھر ہے۔ اس کے ہاتھ میں دو تھیلے ہیں اور ایک شال سا تھ میں کچھ اور چیزیں بھی ہیں۔ اس نے یہ سب چیزیں ڈال دی ہیں اور رحمت علی نے وہاں نکال کر اسی کو دیدی ہیں۔ یہ سب کچھ دیکھ کر اقبال کہہ رہی ہے کہ دیکھو ہے تو بڑی مگر ناز و انداز کتنا کرتی ہے۔ پھر اس نے رحمت علی سے کہا کہ دیکھو تم نہ لینا میں نے یہ ساون بنوائے ہیں تم نہ لینا تم رحمت علی نے دیکھتے دیکھتے ایک گرن پھول لے لیا ہے۔ اور اقبال نے ایک پہن لیا ہے۔ اس کے بعد میرا گھر ہے اور میرے تینوں برادر تر الدین شرف الدین و محمد بخش موجود ہیں وہ سب رنجیدہ حالت میں ہیں ایک بھونکا بیچ میں ہیں اکھڑا ہوں۔ اور میری بھاوج کرم بھری لوگوں کو دعوت کھلا رہی ہے۔ انھوں نے مجھے نہیں بلایا ہے۔ بلکہ اپنے بیگانے سب ہی کھا رہے ہیں بھائیوں سے کہہ رہا ہوں کہ میں تمہارا خون ہوں۔ یہ سنکر سب مجھ پر ہنسنے لگے اور بھاوج محمد بخش نے کہا کہ ہاں ہم اٹھارہ خون ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ تو ناٹک میں لکھا ہوا ہے جسکا میں ہیرو ہوں۔ بھلا تم بتاؤ اٹھارہ خون کون کون سے ہیں۔ بھاوج بڑے ہزار ہوں وہ ایک ہی خون ہے۔ بادشاہ ہو وہ ایک ہی خون ہے۔ میں تمہارا خون ہوں اور بھوکا ہوں۔ تم لوگوں نے اور کو روٹی کھلائی مگر مجھے نہیں کھلائی۔ پھر وہ سب ہنسنے لگے اور ایک لڑکے نے اقبال پر ہاتھ ڈال دیا ہے۔ میں اقبال سے پوچھتا ہوں وہ کہہ رہا ہے کہ اسلئے اس نے میرے سینے کو چھوا ہے۔ یہ سنتے ہی اس لڑکے کو میں نے پکڑ لیا ہے اور اس سے پوچھتا ہوں کہ اسکا بدن پلید ہو گیا ہے۔

۲۶ ـــــ پچیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں روٹیاں پکا رہا ہوں۔ قیمہ والی روٹیاں۔ اور اقبال اپنی ماں کی روٹی کے لیے کہہ رہی ہے کہ ارے ماسٹر جی اسمیں بھی تو قیمہ ڈال دیجئے۔ ان کو کوئی ایسی بری تو نہیں ہے۔ اس کے بعد میں روٹی کی بڑیوں کو گن رہا ہوں۔ اور ہم ذات بڑھتا جاتا ہوں۔ جہاں بڑے رکھے ہیں وہاں گیا دیکھا کہ چاندی کے تین روپے پڑے ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ اقبال یونہی گھبرا رہی ہے۔ یہ تین روپے ہمارے خرچ کیلئے موجود تو ہیں۔ میں نے ان کو خوب کھنکھنایا ہے پھر فلم سٹی میں بیمار پڑا ہوں۔ اور نہایت ہی کمزور ہو چکا ہوں۔ اردلی پہلوان نے میرے لیے دوا منگائی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ اسی سے اچھے ہو جائیں گے آپ فلم سٹی کا ہی علاج جاری رکھا۔ میں نے کہا کہ ہاں بھائی میں تو فلم سٹی کا ہی علاج رکھوں گا۔ اسکے بعد میرے دونوں بھائی شرالدین اور قرالدین دوگانا بجا رہے ہیں۔ محمد بخش طبلہ تیں تارکا رہے ہیں۔ اور محمد بخش ترانہ آسا دری گا رہے ہیں۔ میں نے بھی انترہ پکڑ کر گرد مارا ہے اس کے بعد میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے ایک سال سے کمبھی چھوڑ دی ہے۔ اب میں کلکتہ رہتا ہوں۔ اسکے بعد ملنگ بابا کو دربار ہے اقبال کہہ رہی ہے کہ دیکھئے مسجد کے پیچھے مزار کے دروازے پر کتنی روشنی ہے۔

۲۷ ـــــ ستائیسویں رات:۔ قت صبح دیکھا ہوں اپنی والدہ صاحبہ کے گھر ہوں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ ماں چائے پکی ہے مجھے بھی دو۔ انھوں نے کہا کہ تمہارے گھر بھی تو پکی ہے وہاں سے پیو۔ میں خود اپنے گھر روانہ ہو گیا ہوں۔ دیکھا کہ مکان نئے بنے ہوئے ہیں وہاں میں دودھ کی لسی سے روٹی کھا رہا ہوں۔ اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ میں پورب پہونچ گیا ہوں۔ وہاں ایک مکان ہے جہاں لڑکیاں گھومنے کے لیئے آتی ہیں۔ میں بھی وہاں گھومنے کی غرض سے چلا گیا ہوں۔ دوبارہ پھر آیا ہوں۔ وہ لڑکی سوئی ہوئی ہے اور اس کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے۔ وہ کہہ رہی ہے کہ اس سے باتیں کرو۔ میں نے کہا کہ یہ دروازہ بند کر دو کوئی دیکھ نہ لے۔ تو وہ کہہ رہی ہے کہ کوئی حرج نہیں۔ پھر میں نے دوبارہ باتیں کی ہیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک انگریز بڑا لمبا چوڑا کالا کوٹ پہنے ہوئے آیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ شکر ہے کہ آپ زندہ تو ہیں۔ آپ کے ہوتے ہوئے یہ لڑکے کبھی خراب نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد گایا ہے اور میرا چچا کالڑکا محمد بخش گھوڑے پر طنبورہ لئے آرہا ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تو نے طنبورہ منگایا ہے اسمیں دو تار ہیں تم چھیڑنا۔ میں اسے غزل گایا کروں گا۔ پھر میں نے سب سے بہترین غزل گائی ہے۔ اس کے بعد میرے چچیرے بھائی کی دوکان پر کام کر رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بھائی واہ یہ تو عجیب آدمی ہے اسکو سب کام آتے ہیں۔ پھر گھر میں اقبال دودھ کی لسی مجھے پلا رہی ہے۔ پیتا جا رہا ہوں اور باتیں بھی کرتا جا رہا ہوں۔ باتیں کرتے کرتے گاؤں گھوڑا بھاگنے فوراً ہی ضد انجنی نے اس کو پکڑ لیا

(یہ وردگار عالم تو اپنی رحمت مجھ عاصی اور نافرمان پر نازل فرما
میں تیرا بڑا ہی گنہگار بندہ ہوں)

کوئی بھی چھوٹا موٹا روزگار یہاں کھول لوں گا۔ نہیں تو باہر سے مانگ کر لاؤں گا رہوں گا یہاں پر ہی

(۲۸) **اٹھائیسویں رات** - ۸ بجے دیکھی کہ ایک درزی بہت ہی کاریگر ہے۔ اس نے میرے پرانے کوٹ کی آستین کو سیا ہے اور استری کی ہے کہ جس کا جواب ہی نہیں ہے اور ہم دونوں مل پڑھے ہیں۔ راستہ میں ایک بزرگ جا رہے ہیں۔ خود ہی باتیں کر رہے ہیں کبھی دکھائی دیتے ہیں اور کبھی نہیں جیسے کوئی موکل ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ تو پڑھے کا ریگر ہیں۔ وہ درزی کہنے لگا کہ جب ہی تو میں نے کہا تھا کہ یہاں کے پتھر بھی کاریگر ہیں۔ آپ کوٹ بیشک بنوا لو۔

۲۹ ——— **تیسویں رات** - کیا دیکھتا ہوں کہ میرے گھر میں چودہ پندرہ برس کی دلہن آٹا گوندھ رہی ہے۔ جو کہ بہت خوب صورت ہے میں کہہ رہا ہوں کہ کسی کی کیا مجال ہے کہ جو اسکو دیکھے۔ پھر میں اپنے ہی گھر میں چارپائی پر بیٹھا ہوں اور ایک انگریز اس آکر چارپائی پر میرے پاس بیٹھی ہے۔ یہ بھی کپڑے دلہن ہی کے پہنے ہوئے ہیں۔ ایک آدمی دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ آپ کے پاس بیٹھی ہے یہ سنتے ہی وہ اٹھ کر اندر چلی گئی ہے اقبال کہنے لگی کہ یہ کیا ہوا۔ یہ انگریز میں ہے اس کے بعد بعد میں نے پوچھا کہ میرے مجھے صاف صاف بتا دیجئے کیا ہوگیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ریوے اسٹیشن ہے وہاں ایک دلہن بیٹھی ہوئی ہے۔ اور اسکے آگے کھانا رکھا ہوا ہے قریب ہی مصطفےٰ انجینئر ریوے کی وردی پہنے ہوئے اپنی ڈیوٹی پر کھڑے ہیں۔ وہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ کھانا تھوڑا ہے گا اور منگا لیجئے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میری کون سنے گا تم ہی ذرا آواز دو تمہارے ساتھ میں بہت سارے آدمی ہیں۔ جبکہ لا دے گا۔ میں پیسے دیتا ہوں۔ میں نے جب جیب سے پیسے نکالے تو آٹھ پیسے نکلے۔ انھوں نے کسی کو آواز دی ایک آدمی فوراً آگیا۔ مجھے کہا کہ اسے تو تم کو یہاں کا ممبر بنا دیا ہے۔

(مولا تو بڑا رحیم ہے ستار ہے غفار ہے میرے گناہ بخش دے)

"رجب المرجب ۱۳۵۷ھ"

یکم رجب المرجب ۱۳۵۷ھ : وقت صبح دیکھا کہ میں اور علی بخش لحاف کے اندر سوئے ہوئے ہیں پاس ہی والدہ صاحبہ ہیں اور میں نے ان سے بات کی ہے۔ پھر حیدر شاہ ہیں اور وہ ڈنڈے پڑے ہیں۔ حیدر شاہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے بچنے کا ذریعہ صرف یہ "کیمیا" ہے۔ اقبال کہنے لگی کہ جی میں اچھی ہو جاؤں گی۔ میں نے کہا کہ ضرور انشاء اللہ تعالےٰ کیونکہ حیدر شاہ نے بولا ہے کہ تم دونوں کے بچنے کا ذریعہ صرف کیمیا ہے وہ کہنے لگی کہ میں اچھی ہو جاؤں گی۔ میں سمجھ گیا کہ میں ضرور۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۸ - **آٹھویں رات** کیا دیکھتا ہوں کہ میں کہیں سے چلا آ رہا ہوں۔ اوپر ہیرو مین کھڑی ہے وہ مجھ سے زبردستی لمبا چوڑا ہو گیا ہے جب میں سیڑھیوں سے چڑھ کر اوپر گیا تو اس نے میرے منہ میں منہ ڈال کر پیار کیا پھر میں ایک کشتی سے پار ہو کر اترا ہوں

(۱۵) **پندرھویں رات** - وقت صبح دیکھا کہ ایک آدمی ہے اس نے ایک دوا ڈالی ہے۔ تو فوراً ایک کلر پیدا ہو گیا پھر اس نے مجھے دوائی دی تو میرے پیٹ کا سب دکھ دور ہو گیا۔ ایک میرا دوست ہے اسکی ایک معشوقہ ہے جو اس نے مجھے دیدی ہے۔ اس نے کہا کہ ایک کیا اگر ہزار معشوق ہوں تو میں تم کو دیدوں۔ اسکے بعد مہینہ نقاسوری ہوئی اٹھی ہے آنکھیں اس کی بند ہیں اسکو بلا رہا ہوں۔ وہ فوراً میرے پاس آ گئی ہے میں نے اسکا منہ چوما ہے اور وہ میری گود میں بیٹھ گئی ہے۔

(۲۰) وقت صبح دیکھا کہ ایک روٹی ہے جو میں نے اسکو باجس سے آگ لگا دی ہے۔ اور ایک آدمی مجھ سے کہہ رہے کہ آج اگر کرم دین دلد حاجی نہ ہوتا تو وہ تمہارے مقابلہ میں آ کر کھڑا ہوتا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بیشک

کھلا کر دو ہنگامہ لیتا ہوں۔ مہمانوں کی خاطر کیجئے۔ رام سرن مٹھ پہنچکر اور میک اپ کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ مٹھ والے رام سرن کی طرف اشارہ کر کے میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ رام سرن مجھے تو آپ نے دکھایا ہے۔ تب ہی تو میں نے سب کچھ گھر جا کے سپرد کر دیا ہے۔ ان میں ایک بزرگ آدمی بھی ہیں جو بہ آواز بلند یہ کہہ رہے ہیں کہ بڑا حوصلہ ہے (پروردگار ایسا وہ علاوہ پورا فرما) ۱۸ اٹھارویں (رات ۱۰ بجے) وقت شب دیکھا کہ میں اپنے پریکٹیشنر گھر میں چپلیاں صاف کر کے رکھ رہا ہوں۔ اور کبھی سے زیادہ ہے۔ میں ماں سے کہہ رہا ہوں کہ تم نے کہیں صاف کر دی ہیں۔ یہ ذرا زرا سا نون ہے۔ اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ گوشت روٹی پیٹ بھر کر کھایا ہے۔ اس کے بعد باہر آ کر ہیں اور وہ میری ماں سے کہہ رہی ہیں کہ برا ٹھنے جائے گوشت علاوہ ہمارے یہ لگا ہے۔ میری ماں بچانے کے لیے تیار ہو گئیں ہیں ان کو منع کر رہا ہوں لیکن وہ نہ مانی آئی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں کسی کے گھر سے نہیں کھاتا ہوں۔ تم گوشت روٹی ان کو کھلا دو وہ نہیں مان رہی ہیں۔ آخر ہم دونوں آپس میں لڑ پڑے لیکن پھر بھی ماں نے حلوہ بچا ہی لیا۔ ۱۹ انیسویں (رات ۱۱ بجے) اس کے بعد ایک لڑکا جو درزی ہے اوپر کوٹھے پر چڑھا جاتا ہے۔ اور یہ کہتا جا رہا ہے کہ شاہی چادریں سلنے کو آگئیں ہیں۔ میری کیا جان ہے جو میں سیوں۔ میں بھی اسکے پیچھے چڑھا جا رہا ہوں۔ آگے پانی کی ٹنکی ہیں۔ ہیں کے ہاتھ میں داڑھی بنانے کے لیے استرا ہے۔ اور آگے قصائی لوگ عیدالضحیٰ کا کام کر رہے ہیں۔ سب کے آگے بچے ہیں۔ وہ صاف کر رہے ہیں۔ اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آؤ کھانا کھاؤ۔ میں نے انکار کر دیا ہے وہ سب لوگ اپنے آگے الگ الگ گوشت روٹی رکھ کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور کھا رہے ہیں زبان پر انکی یہ ہے کہ یا اللہ بہت رزق دے ہمسران میں سے ایک کہنے لگا کہ غلام حسین اور اس کا چھوٹا بھائی ذوالنورین عثمان مزدوری محاورہ زارا کرتے ہیں۔ اور خوب شراب پیتے ہیں اور بے ہوش پڑے رہتے ہیں۔ کوئی کھا جائے ان کو بالکل پرواہ نہیں ہے۔ وہ بہت سستی میں۔ ۲۰ ستائیسویں (رات ۱۲ بجے) اس کے بعد کسی شخص نے میرے گھر کا بجلی روشن کر دیا ہے۔ اور پھر دوبارہ جلنے لگا ہے۔ سانپ نے تابیں رکھی ہوئی ہیں اور میں خط لکھ رہا ہوں۔ پھر دوپہر کے وقت دیکھا کہ غلام اور میں موٹر گاڑی پر سوار ہیں۔ اور موٹر نہیں ہے۔ اور غلام ڈرا ہوا ہے۔ میں غلام سے کہہ رہا ہوں کہ بوجھ آگے رکھو۔ دیکھتے دیکھتے موٹر سیڑھیوں کو عبور کر کے آگے مکان پر پہنچ گئی۔ میں نے راستہ میں پائخانہ کیا ہے اور جب مکان پر گئے ہیں دیکھا ہے کہ برسات کا پانی ہے اور نار بہہ رہا ہے پھر میں غلام سے کہہ رہا ہوں کہ ایک بالچہ دیہ کا لوٹ دو اس نے کہا کہ نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا میرے دو روپے تو دیدو۔ وہ بھی نہیں دیئے اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ بھائی یہاں طہارت کر لو۔ میں نے کہا کہاں؟ جواب دیا یہ دیکھو پانی ہے! میں بھی ذرا پائخانہ کر لوں اور وہ پائخانہ کرنے لگ گئے ہیں۔ میں چپل سمیت نالہ میں پاؤں ہلا رہا ہوں چپل جا رہی ہے اور گہرا ہے۔ میری چپل اس میں گر گئی ہے جو میں پاؤں سے ڈھونڈھ رہا ہوں۔ شائد ملی ہے یا نہیں ملی ہے۔ (برروز رستم فنا)

۲۱ ۔ وقت شب دیکھا کہ میں بیمار ہوں مجھے ایک دوا دی گئی ہے اور میں اچھا ہو گیا ہوں۔ پھر مجھے امانت کی نوکری مل گئی ہے۔ پھر تین بجے دن کو دیکھا کہ مجھے صرف خدا بخش نظر آئے ہیں۔ ۲۲ تیئسویں (رات ۱ بجے) کہا دیکھا کہ پہلے تو پریشانی رشتہ نے کچھ بہتری کی بات کی ہے اور پھر کچھ لڑکے ہیں۔ اکثر شی یاد رہتے دیکھے ہے۔ پھر وقت مختری پانچ بجے دن دیکھا کہ میرا مکان میرا مکان میرے سسرال والوں نے بنایا ہے جو کہ بالکل نیا ہے اور چھت بھی ڈل گئی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ کیسا مکان ہے۔ ایک آدمی نے کہا کہ مکان ایسا بنا ہے کہ جیسے قلعہ ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ اب انکی بھائی شروع کر دو۔ گھر سے باہر نکلا ہوں تو پانی ہی پانی ہے جو برسات کا معلوم ہوتا ہے۔ پھر اسی وقت میرے بھائی الٰہی بخش اور انکی بیوی گھر آئی ہیں۔ میں نے ان کو السلام علیکم کہا۔ انھوں نے جواب میں وعلیکم السلام کہا۔ پھر میں نے بھاوج سے کہا کہ قدم بوسی ہوں الٰہی بخش کہنے لگے کہ یہ آپ اسکو قدم بوسی کیوں کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیوں نہ کروں یہ میری بھاوج ہے۔ ادھر فضل الٰہی اور ائی فضلاں اور بیٹھے ہیں۔ ۲۳ ستائیسویں شب دیکھا کہ ہم تینوں بھائی شرف الدین اور قمرالدین۔ اور میں نکلے ہیں کنویں پر کپڑے دھونے۔ راستہ میں دیکھا کہ حق بخش کو پکڑ کر جنہوں نے پیٹا کر لیا ہے اور ان کی تعریف کر رہے ہیں کہ آپ اس شان سے رہتے ہیں کہ میرائی نہیں معلوم ہوتے۔ آگے میرے بھائی کنویں پر پہنچ گئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ کام تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمہاری نان بھی کہوں اور دوا دارو بھی رکھوں تو ہم نہ کر سکوں میں نے کپڑے دھونے شروع کر دیا ہے اور میں یہ گا رہا ہوں "اوجا رچنگ سو گذر مرو گھا ئیں"۔ پھر میں کنویں پر پہنچا ہوں اور وہاں دونوں بھائی۔ کپڑے دھو رہے ہیں اور میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے کپڑے دھو لئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ابھی لیتے ہیں۔ کو بہت خواب آتے ہیں۔ میں بھی کپڑے بدل کر دھونے لگ گیا ہوں۔ پھر میں گھر میں بیٹھا ہوں۔ اور کانجی بھائی کپڑے پہنے ہوئے آئے ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ پہلے کام پر چلنا ہوں کہہ رہا ہوں کہ ابھی تو مجھے نماز پڑھنی ہے۔ خیر بعد میں پڑھ لونگا۔ یہ معاملہ بھی تو بچوں کے رزق کا ہے۔ اور میں کانجی بھائی کے ساتھ چل پڑا ہوں وہاں جا کر میں نے کہا کہ میں نماز پڑھ لوں۔ وہ بولے کہ اب پڑھو بیٹھ کر۔ میں دوسرا آسین لے لیتا ہوں۔

شعبان ۱۳۵۷ھ

شعبان المعظم ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء سنیچر: تین بجے دن دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ رام کی جیسی کوئی مورتی نہیں۔ پھر پانچ بجے دیکھا کہ رات کا وقت ہے میں اپنے گھر میں سو رہا ہوں۔ لیکن نیند بہت ہلکی ہے۔ اتنے میں ایک لڑکا گھر آیا ہوا ہے میں نے محسوس کیا کہ یہ سونا چاہتا ہے مگر چھپ کر۔ میں نے اس سے کہا کہ تیرا نام کیا ہے تو وہ بتا نہیں رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر تو نام بتا دیگا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تجھے بالکل کچھ نہ کہوں گا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا تھا کہ جیسے کوئی چور ہو۔ عمر اسکی دس بارہ برس کی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ باقی جی بھی مجھے یونہی پریشان کرتے ہیں۔ اور اقبال باقی مجھے گھر میں گھسنے نہیں دیتی ہیں۔ میرا نام اگاسی رام ہے اور میں پنڈت ہوں۔ چار پانچ کے نیچے میرا بورڈ پڑا ہوا ہے اور میں بارھویں کلاس میں پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد میں بھلا دوں گیا ہوں وہاں دیکھا کہ وہاں کا نقشہ بدل گیا ہے۔ اس لیئے میں بھول گیا ہوں۔ اسی نے مجھے میرا گھر بتایا میں گھر پہنچا۔ دیکھا تو کوٹھی چل رہا ہے۔ اقبال میک اپ کر کے بیٹھی ہوئی ہے۔ اسکا لباس بہت خوب صورت اور رنگین ہے۔ سر پر تاج بھی ہے اور وہ رو رہی ہے۔ اور کہہ رہی ہے کہ آپ کے کوٹ کی جیب میں میری ناک کی کیل ہے۔ جو ایک ڈبہ میں تھی وہ آپ نے دیکھی ہے یا کہیں پھینک دی ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کوٹ کی پاکٹ میں ہی ہوگی۔ یہ تو تمہارا کام ہے سنبھالنا۔ میں مردوں میرا کیا کام ہے۔ دیکھو اسی میں ہوگی۔ اس کے بعد کٹرک ہے اسپر ایک لڑکا جان بچا رہا ہے جب میں اس کے پاس پہونچا ہوں تو اس نے دس آنے کی جامنیں میری گود میں ڈالدیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ زیادہ بھی ڈالدو۔ تاکہ یہ ابھر جائیں۔ اس نے فوراً ٹانک ڈال دیا ہے اور اس نے مجھے دو پیسے بھی واپس دیئے ہیں۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ دو پیسہ آپ نے کیوں واپس کئے وہ کہنے لگا کہ جتنے اس نے لیے اتنے میں نے واپس کیئے اور جتنے اس نے لیئے اتنے ہی میں نے بھی لیئے۔ یہ دو پیسہ جب اس نے واپس کر دیئے ہیں تو میں کہہ اسکا حق رکھوریں نے اس سے کہا کہ ہمیں منظور ہے۔ میں یہ جامنیں مجھ لیکر گھر لے جا رہا ہوں۔ (۲۷) ستائیسویں رات اس کے بعد میں ایک چاندی کی چھوٹی گاڑی میں بیٹھا ہوں۔ وہ دوڑی جا رہی ہے اور ایک مسجد میں گھس گئی ہے۔ مسجد میں ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے میں نے آواز مسجد کی وجہ سے گاڑی روک لی ہے اور پیدل چلنا شروع کر دیا ہے۔ مسجد اندر سے خوب چمک رہی ہے۔ گویا ہیرے جواہرات لگے ہوئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اگر اس سرگودھے شہر میں میرا حکم چلے تو کتنا اچھا ہو جائے۔ میں باہر نکلنے کا راستہ دیکھ رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ یا اللہ مجھے باہر نکلنے کا راستہ مل جائے۔ اور مجھے محسوس ایسا ہو رہا ہے کہ جیسے میں نقد مر جیتے جا رہا ہوں۔ یہ میں کہہ ہی رہا تھا کہ مسجد کا راستہ مجھے کھلا ہوا ملا۔ اور میں باہر نکلا ہوں۔ پھر اسی گاڑی میں بیٹھ کر گیا ہوں۔ گاڑی خوب بجو دھجی جا رہی ہے۔ (۱۱۱) گیارھویں رات۔ اس کے بعد میرا رجسٹر ڈاکٹر کرشنا لایا ہوا ہے۔ اور ایک لڑکی کہہ رہا ہے کہ ایک عورت نے ڈیوڈ عیسائی سے تعویذ لیا تھا وہ اس سے اچھی ہو گئی۔ ڈاکٹر کرشنا نے کہا کہ وہ ڈیوڈ عیسائی تو میرا دوست ہے۔ میں نے اس سے اس عورت کو تعویذ لا کر دیا تھا۔ میں نے کہا کہ وہ ٹھگ بھی جاتا ہے میں بھی اس سے تعویذ لاؤنگا۔ اسکے بعد میں پھر یہ کہہ رہا ہوں کہ میں اس اسکول میں دو روپیہ فیس رکھونگا۔ کیونکہ اسنے زیادہ فیس نہیں دیسکتا ہے۔ اور جو اپنے گھر بلا کر پڑھائیگا تو اس سے دس روپیہ فیس لونگا۔ اتنے میں کوئی استاد ہیں ان کے سامنے ساز کھلے پڑے ہیں۔ طبلہ وغیرہ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ زرا میری نوکری لگنے کی دیر ہے۔ تمہارا کمرہ سازوں سے بھر دونگا۔ پھر کچھ بارش ہوئی ہے۔ اور تمام سبزہ گھاس کا بیدان ہے۔ اسمیں ہم بیٹھے ہیں۔ پھر میں اپنے گھر آیا کیا دیکھا کہ بونا رقص وغیرہ ہو چکا ہے۔ اور میں نے سارے گھر کو نہار رام سرن کو کہا ہوا ہے۔ گھر میں تمام اندھیرا پڑا ہوا ہے۔ انھوں نے تمام بجلی کی تاریں ادھر ادھر جھیر رکھی ہیں۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ میرا حوض جی تو در وازے کے اوپر ہے۔ انھوں نے جھٹ بتا دی ہے۔ اور کہہ رہے ہیں کہ یہ ایک کمرے کی بتی تو آپ کی روشن ہے اور وہ بھی جل گئی ہے۔ دیکھئے دیکھئے تمام مہمان آکر بیٹھ گئے ہیں۔ پھر پنڈت رام سرن باہر سے ایک پیٹی میں ہری گھاس لائے ہیں اور مزدور کے سر سے اتروائی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں یہ گھاس اپنی بھینس کو

کر رہی ہیں۔ میں نے بھی غسل کیا ہے پانی بہت بھوٹا ہے۔ اور میں نے کپڑے بھی دھوئے ہیں۔ دو دھ سوتیاں اور روٹی بھی کھانی ہے۔ اور پھر ہم زاز گیسو دراز کی طرف جا رہے ہیں۔ اور خانہ سنہ پار لگ گئے ہیں ——— (۲۲) بائیسویں رات۔ دیکھا کہ ایک آدمی بہت سارے جانور لایا ہے۔ ان میں شیر بھی۔ ایک عورت کہہ رہی ہے کہ علی بخش شیر چھوڑ۔ اور علی بخش نے شیر چھوڑ دیا ہے۔ پھر میں ڈرنے لگا۔ اور کہہ رہا ہوں کہ ایسے ایسے سرکس میں نے بہت دیکھے ہیں۔ یہ میرا مجھ نہیں کر سکتے۔ شیر بھوکا ہے اور کمزور ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں تو خداوند کو ماننے والا ہوں۔ اقبال ایک قلندر سے کہہ رہی ہے کہ میں تو اناگوند ھ رہی ہوں۔ تم کھانا کھا کر جانا ——— (۲۳) ستائیسویں رات۔ دیکھا کہ میں گھر گیا ہوں وہاں میرے نے مجھے دودھ کی کوئی چیز دی ہے۔ اور کہا ہے کہ لو کھاؤ پیو اور جاؤ۔ پھر میری ماں نے مجھے چاندی کے بہت سارے روپیہ دیئے ہیں اور پھر مجھ سے واپس مانگ رہی ہے۔ لیکن میں نے واپس نہیں دیئے۔ پھر میں نے بھڑ بھونجوں میں بھانڈوں کا گھر دیکھا ہے۔ وہاں میری ماں بھانڈوں کی کاری ہی۔ اور مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ بیٹا یہ کہتے ہیں کہ کھانا کھا کر جانا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا۔ فتح موگی ——— (۲۴) انتیسویں رات۔ دیکھا کہ میرے گھر میں مرغی بچی ہے اور ہم سب بال بچے خوب کھا رہے ہیں۔ پھر میرے بھائی قندھار سے آئے ہیں۔ میں انہیں سے کہہ رہا ہوں کہ سب کو کھانا دو۔ اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ سید مصطفےٰ (سپاہی) آگے آگے جا رہے ہیں۔ پھر آگے کچھ لوگ کھیل کر رہے ہیں وہاں کھڑے ہو گئے ہیں پھر میں لکار رہا ہوں کہ سید سید! اور جا کر ان سے مل گیا ہوں جب میں آگے چلا تو آگے جیل ہے وہاں مجھے دو آدمی ملے کہ سفید پوش پہنے ہیں پکڑ کر لے گئے ہیں جیل میں جو کہ کاری کا وہا دیا۔ میں خوب رونے لگا۔ پھر انہوں نے میرے ہاتھوں میں چابی ڈال کر خوب کس دیا۔ مگر مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ پھر انہوں نے مجھے نکال کر بٹھا دیا ہے۔ اور ایک بہت بڑا کاغذ مجھے دیدیا ہے۔ اور کہا کہ جاؤ اب تم اپنے مقدمہ میں بری ہو گئے ہو۔ دوسرے قیدیوں کو بھی زیادہ سزا ملیگی۔ کیونکہ انکا سزا دینا مزاج ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ جواب ملا کہ [illegible] کے سامنے پیش ہونا ہے۔ کیونکہ تمنے لوہے کے چارتا توڑ دیئے تھے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ حضور آپ [illegible] ——— (۲۵) تیسویں رات۔ اس کے بعد میں بازار میں آیا ہوں۔ وہاں فضا مشعلچی مجھے [illegible] وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے سزا ملی ہے۔ میں نے کہا کیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں آٹھ دن محرم کے اندر ہوں گا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ کوئی سزا نہیں ہے۔ پھر وہ مزید کہا کہ میں سفارش کسی کی نہیں جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا کہ صادق نے اپنی بہن اس لڑکے کو دیدی ہے۔ مگر آپ سفارش کسی کی مت لے جانا۔ پھر چند کہنے لگی کہ بیٹا کریم کیا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ بہت اچھا ہے اور اپنے کام سے کام رکھتا ہے۔ وہ جیتا کی طرح نہیں ہے۔ کہ جو کچھ ہوں میں ہی ہوں۔ وہ اسی گھر میں رہنے کے لائق ہے۔ پھر علی بخش نے آپا اور بچوں میں بیٹھ کر کھانا کھا رہا ہوں۔ اماں کی میں تمام بوتلیں ہی ہیں بھری ہوئی ہیں۔ علی بخش نے مجھ سے کہا ہے کہ اس عورت کو کوڑھ ہے اس کو دیکھو اور علاج کرو۔ پھر وہ لگرنے لگا تو میں نے لو ہے کی طرح پیر جما لیے۔ اور ہلکو گرنے سے بچا لیا ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے تم کو گرنے نہیں دیا ہے۔ پھر ایک معتبر الجہ آدمی آئے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کا نام سنا ہے کہ آپ پڑھے ہیں میں نے آپ کا پتہ لگا لیا ہے۔ وہ بیٹا معلوم ہوتے ہیں میں نے [illegible] دیکھا کہ [illegible] کہ اس نے لو دیکھ لیا ہے۔ پھر میں گھر [illegible] کی تیاری کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا [illegible] اپنے گھر جاؤ وہ ایک طاقتور آدمی ہے۔ ایک آدمی نے صالح محمد سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ صالح محمد نے جواب دیا کہ یہ بھی ایک طاقتور اللہ والا ہے۔

شوال المکرم ۱۳۵۷ھ

پہلی رات۔ وقت صبح دیکھا کہ [illegible] خان والا [illegible] میں ان کی ماں نہیں ہیں پھر [illegible] دیکھا [illegible] کہ اس نے لو دیکھ لیا ہے۔ پھر میں گھر [illegible] کی تیاری کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا [illegible]

۷۸۶

خواب

رمضان المبارک ۱۳۵۷ ہجری

پہلی شب رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ ۱۔ وقت شب دو بجے دیکھا کہ ایک کمپنی ہے جو کھیل کر رہی ہے اس میں ہیرو بنا ہوا ہوں۔ مگر میں بیمار ہوں۔ پیدل چل رہا ہوں۔ پیچھے ہیں اور میرے بھائی محمد بخش بیٹھے ہیں۔ ان سے مجھے گلے ملنا ہے وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں انھوں نے مجھے خوب گلے لگایا ہے اور بہت دیر تک لگائے رکھا ہے۔ پبلک بیٹھی ہے مگر بہت کم ہے مالک کمپنی بھی ہے اور اشرف خان سائڈ ہیرو ہیں وہ صرف گانا گا رہے ہیں۔ اور میں بھی صرف بیمار ہونے کا گانا گا رہا ہوں۔ اور ہار رہا ہوں پھر کہہ رہا ہوں کہ باہر جتنے گاؤں تھے وہاں میں ہی ہیرو بنا رہا۔ اور اشرف خان سائڈ ہیرو بنتا رہا۔ [illegible] تیسرے دن ہمیں ہار کو سنا رہا ہوں پھر دیکھتا ہوں تو ہنستا ہوا ہے۔ اکبر بڑھیوں میں میری جو تیاں بڑی ہوئی ہیں جو میں نے سنبھال کر اٹھالیں ہیں۔ پھر میں ذرہ دری کی وجہ سے دبتا ہوا ہوں اور جھوٹا اٹھا کر میں حکم کو دعائیں دے رہا ہوں۔ میرے دیر جہاں پیر ہے وہاں خیر ہے۔ یا اللہ اسکو کبھی بھوکا ننگا نہ رکھنا کیونکہ حکم نے میرے ساتھ بہت ہمدردی کی ہے۔ اس کے بعد میں کہہ رہا ہوں کہ عبدالرحمن ابھی مجھے ابھی بڑی تنخواہ لینی ہے جو کہ چیک کی صورت میں میرے سامنے رکھی ہوئی مجھے دکھائی دے رہی ہے۔ پھر مجھے مولوی فہیم الدین صاحب نے کہیں سے بہت سا [illegible] روپیہ ہمارے خرچ کیلئے لا رہے ہیں۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ اللہ نے ہم غریبوں کیلئے کہیں سے غیب سے بھیجا ہے۔ اور ہم خوب خرچ کر رہے ہیں اور سلطان بابر کو بھی دیکھا ہے۔ [illegible] آدھویں رات ۱۔ دیکھا کہ بستر نکال کر راستہ میں چارپائی ڈال کر سو گیا ہوں۔ اور قالین ہے ایک بزرگ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ یہ کتنے کا ہے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ میری ماں نے خریدا ہے ۱۵ روپیہ میں۔ انھوں نے کہا کہ یہ تو دس روپیہ میں ملتا ہے۔ میں خوش ہوا ہے دو روپیہ بیچ دیئے اور کہا کہ ہم تو بھول گئے۔ پھر وہیں بیٹھ کر سفید اور پاک پانی سے تو ضیہ کر رہا ہوں [illegible] پاس ہی ایک آدمی بیٹھے ہیں وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ جی کریں جی ابھی ابھی جو [illegible] کہا کہ اسکا نام کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اسکا نام [illegible] ہے۔ کہا کہ اسکا نام یوسف ہے۔

[illegible] پھر دیکھا کہ [illegible] دریا پر [illegible] ہے اجمیر کے کنارے کنارے عبدالرحمن اور اکبر سنگھ وہاں ہیں۔ ان دونوں کو اشارہ کیا ہے [illegible] ہے۔ چلتے چلتے آگے ہی پر ایک بہت ہی خطرناک جگہ آئی۔ ہم نے اکبر سنگھ سے کہا کہ آگے [illegible] عمدہ جگہ ہے۔ کہیں پانی نہ ملے گا۔ میں نے مزید کہا کہ سہگل کا رکارڈ قیمت صرف ۱۰ روپیہ ہے۔ اور جس میں کام ہوا ہے اسکا ایک بارہ روپیہ ہے۔ اس کے بعد اکبر سنگھ بال بچوں سمیت میرے گھر میں مہمان آگئے ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ کچھ بڑا ہو میں بھی دیدہ باکر دوں گا۔ میں نے کہا کہ اگر تم میری مدد کرو تو میں سو روپیہ دوں۔ پھر یہ گھر والا ہم دونوں پر جھگڑا نہیں کرے گا۔

[illegible] (۱۷) سترھویں رات:۔ دیکھا کہ بڑے افسر نے مجھے منظور کا دیا ہے۔ کہ جہاں چاہو ڈانس کرو۔ پھر پٹنہ کا دریا ہے اور جہاز ہمیں تیار ہے ایک نیا افسر اس میں آیا ہے اسکو میں نے سلام کیا ہے اور اس نے مجھے روٹی اور دودھ دیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ قبائلیوں کو بھی دیا ہوں اور میں اسکا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اقبال کو بلا رہا ہوں اور وہ کہتی ہے کہ اچھا میں آتی ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ مصیبت کوئی نہیں ہے۔ اس کے بعد دیکھا کہ مجھے کپڑوں کے چار نئے جوڑے ملے ہیں۔ بھابی کہہ رہی ہیں کہ دو سو سے اوپر کا چانس ملا ہے ایک سو کے پرانے ہی سو روپیہ کا کھانا پینا چار سو روپیہ تو ہو گیا۔ پھر ہم گیسو دراز بندہ نواز کی طرف ڈانس کرتے ہوئے جا رہے ہیں۔ جنی بخش کہہ رہے ہیں کہ آپ یونہی بیٹھے بیٹھے کیا کرتے ہیں میرے ساتھ چلئے میں نے ڈانس نکالا ہے۔ اس کے بعد دیکھا کہ بہت سی اور نئی داخل

ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ خود رشید ذرا میری چھاتی تو دبا۔ اور ٹھونک ہی چکی ہے کہ یہ مجھے برا لگا۔ میں نے کہا کہ ابھی سمجھ میں آجائے گا۔ میں نے کہا کہ ابھی زبان جل کر پڑ جائیگی اگر یہ میں نے کبھی کہا ہو۔ پھر شمو نے آکر کہا کہ جنازہ غذا کسبی اور مقبول آ نہ والے ہیں۔ میں شمو سے کہہ رہا ہوں کہ تو میرا عمر بھر ان کے آگے نہ کی ہوگی۔ اگر کی ہوتی تو وہ مجھے بہت ہی مانتے۔ پھر ایک شدت بادِ سیاہ میں دیکھی۔

ماہ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ

پہلی رات ۱۔ دیکھا کہ کوئی کمپنی آئی ہوئی ہے جو گڈی باغی ہے گڈی باغی بہت نامی ایکٹریس ہے تمام تصویریں آویزاں ہیں سب پر گڈی باغی لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد کوئی اور تین ایکٹرسیں بنا رہے ہیں۔ پھر میرے ساتھ آنا فیض اور بہت سے ایکٹر ہیں۔ جو سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور بزرگ بھی ہیں۔ اس کے بعد ایک بازار بہت لمبا ہے جو تمام میوہ جات کا ہے۔ میں نے وہاں آم کھایا ہے جو بہت میٹھا ہے۔ پھر میں وہاں سے نکل کر آگے بڑھا ہوں۔ دیکھا کہ ایک دریا ہے۔ اس کے پل سے میں جا رہا ہوں گیا ہوں۔ اور میں نے دوسروں کو بھی بتایا ہے۔ ان لوگوں کو جو ڈر کر سیٹھ ملا رام جی کو بلانے گیا ہوں تو اسکی عورت نے کچھ جواب دیا ہے۔ میں واپس لوٹا ہوں تو وہ لوگ غائب ہیں پھر نیچے کسی کی شادی ہو اور منی روٹی مانگ رہی ہے۔ اسکی ماں کہہ رہی ہے کہ یہ کھاؤ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ نہیں بیٹا چلو اپنے گھر سے کھانا۔ میں منی کو گھر لا کر اسکو تازہ گوشت اور روٹی کھلا رہا ہوں اور خود بھی کھا رہا ہوں۔ کہ سائیں عنائت علی۔ خیرات علی اور گلاب بالی عرف شکر پانچوں بھائیوں نے ایک بڑا بیگ میرے دروازے کے آگے لا کر رکھدی ہے جسمیں گوشت پختہ ہے اور سارا تو میں روٹی لگے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ نیچے اور اقبال نیچے حمید رشاہ اور سب محلہ والوں سے باتیں کر رہی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ تو بھائی پر توجہ سے نیچے باتیں کر رہی ہے۔ ——— (۵) پانچ ویں رات ۔ دیکھا کہ نیچے بہت سارے آدمیوں کو سونے کیلئے چارپائیاں دی ہیں۔ پھر تین قیدی سائیں حیات علی سمیت آئے۔ سمیع انکو پھانسی لگنے والی ہے۔ پھر سمیع پانچانہ کیا ہے۔ اور رحمان آیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس نے میرا برا بھلا کہا ہے۔ ——— دیکھا کہ میری والدہ اور میرے بھائی محمد بخش ہیں۔ ماں کے پاس گائے ہے۔ پھر انھوں نے دوسری گائے لی ہے۔ اور ہم دونوں کو ان دونوں گایوں کا دودھ دودھ بلا رہا ہے۔ پھر میں زمین سے اوٹھنے چن رہا ہوں۔ جہاں دیکھتا ہوں پیسے ہی پیسے نظر آتے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ مصوموں کے پیسے ہیں پھر مجھے کوئی کہہ رہا ہے کہ ان کو کام پر لگا دینا چاہیے۔ پھر مجھے اچھے آم کھانے کو ملے ہیں۔ پھر جید رشاہ اور ایک انجیر بہت بڑی مینگنی پڑی جا رہے ہیں۔ جب وہاں پہونچے ہیں تو وہاں کا بڑا انگریز کہہ رہا ہے کہ یہ دونوں جو اپنا عمارت کا حق مانگ رہے ہیں ان کو دیدینا چاہیئے۔ پھر خفا ہوں۔ (۶) چھٹی رات ۱۔ دیکھا کہ میرے گھر میں فتح شیر آئے ہیں۔ اور نیلی کو بیڑی پلائی ہے۔ اس کے بعد ایک چپکری اور بہت ہی خوب صورت گھوڑی ہے جسکو فتح شیر کا بھائی نہلا رہا ہے۔ فتح شیر کہہ رہے ہیں کہ گھوڑی کیلئے کبھی اور لاہور میں آزادی نہیں ہے۔ لاہور اور بمبئی میں آزادی ہے۔ یہاں کی گورنمنٹ کو ایکدن بھوڑ کر دوسرے دن گھوڑی کے نہلانے کیلئے دوائی دیدیتی ہے۔ دیکھا کہ میں نے گوشت روٹی کھائی ہے۔ اور حمید رشاہ بیٹھے ہیں اور روٹیاں پک رہی ہیں۔ حاجی صاحب بھی موجود ہیں۔ حمید رشاہ کہنے لگے کہ ماسٹر صاحب ہی کہتے تھے کہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ اپنا اپنا عقیدہ ہے۔ اس کے بعد ایک بہت ہی بڑا سمندر ہے اس کے کنارے میں کہتا جا رہا ہوں کہ پیچھے سے کوئی مجھے منع کرتا ہے کہ سمندر مت جھیو۔ میں خوب پیتا جا رہا ہوں۔ لیکن میں سمندر میں اور سمندر میں بیٹھا جا رہا ہوں۔ آگے جا کر ایک بہت ہی اونچی بلڈنگ ہے اس پر میں چڑھ گیا ہوں لنگوٹ میں نے باندھا ہوا ہے۔ اوپر سے سمندر تک دو چار میل کا فاصلہ دکھائی دے رہا ہے۔ اور میں یہ دعا مانگ کر کہ "یا اللہ میری لاج رکھیو" سمندر میں کود گیا ہوں جب پانی پر گرا تو پانی ایک دم تھک ہو گیا پیچھے جو آدمی تھا وہ غائب ہے میں چلنے لگا ہوں۔ ذرا ہی چلا ہوں گا کہ ایک قبر اپنے کتوں کو نہلانے آیا ہے۔ ان میں ایک کتا آدمی کی شکل کا ہے وہ میرے پاس بیٹھا رہا پھر میں نظریں لیکر آرہا ہے۔ نیچے کہا کہ بھائی اسکو کپڑا نہ پڑھو ورنہ میں اسکی زبان کھینچ لوں گا۔ اس قبر نے اس کتے کو

آئے تھے۔ (۲۹) انیسویں۔ دیکھا کہ ایک کمپنی ہے اس میں دو میوزک ڈائرکٹر ہیں۔ ایک ہندو اور ایک مسلمان۔ ہندو کا نام ہری ناگ ہے۔ اور مسلمان کا نام بھرشاہ ہے۔ تو ہندو کا جتنا سٹاف ہے وہ مسلمان کے ہاتھ پر ایمان لے آیا ہے مسلمان ہو گیا ہے۔ اور وہاں کا انچارج بھی شاہ ہو گیا ہے۔ ہم بھی کام پر لگ گئے ہیں۔ ——— ۱۲ بارھویں رات ۱۲ بجے وقت شمس دیکھا کہ حیدرآباد دکن ہے۔ وہاں سب ایکٹر موجود ہیں۔ قیصر اسمٰعیل خرگوش وغیرہ بلکہ بابو تہ بل بھی ہیں تعلیم خوب چل رہی ہے میں کہہ رہا ہوں کہ بھائی بڑی ہمت کی بات ہے جو یہ پرانا بیج پھر پلایا ہے۔ یہ سنکر مقبول ہوئے کہ صاحب کیسی ہمت ہے کہ ہزار روپیہ خرچ کر کے پھر بیج جمع کرے۔ پھر اسی وقت ایکٹروں نے کوئی نکتہ کی بات کی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بہت ہی افسوس ہے۔ آپ لوگوں کو تو مدتی ثواب سے زیادہ بڑھ کر اخلاق دکھانا چاہیے بہت آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کھیل بہت پاس ہوگا۔ اس کے بعد میں نے کیلا کھایا ہے اور اوپر سے خربوزہ کھایا ہے۔ پھر مجھے چاندی کے سات آٹھ روپے ملے ہیں اور درزی آئے ہیں جو میرا کام کرتے ہیں۔ ہر ایک کو میں نے اٹھنی پیشگی دیدی ہے۔ ایک کو چاندی کی اور ایک کو نانبائی کی جسکو نانبے کی اٹھنی دی ہے وہ کہہ رہا ہے کہ کیا چلیگی؟ میں نے کہا کہ یہ روپیہ چلیگی میں نے بھی دیکھ کر نہیں لی ہے۔ تم بھی کسی کو دیدینا۔ پھر میرے پاس تین روپے اور کچھ ریزگاری ہے۔ اور ایک فقیر نے آکر سوال کیا ہے۔ مگر اسکو کسی نے کچھ نہیں دیا ہے۔ میں نے اسکو اٹھنی دی ہے۔ وہ بہت خوش ہو گیا ہے۔ اس کے بعد کوئی کہہ رہا ہے کہ چھٹکارا ہو گیا۔ ادھر میں لنگوٹ کسے ہوئے ہوں اور بھاگا جا رہا ہوں۔ اقبال پوچھنے لگا کہ اتنا کیا جلدی ہے میں نے کہا کہ وہ ۱۰ بجھوا ہے مجھے میک اپ کرنا ہے۔ پھر میں نکلتا ہے۔ ہاں تو وہ کہنے والا کمیریت میں چھپ گیا۔ اور یہ جگہ بھلدوں کی ہے (واللہ اعلم فرما) ——— (۱۷) سترھویں رات۔ وقت شب دیکھا کہ ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہے اور گھوڑا گاڑیاں بھی تیار ہیں۔ وہ آدمی گھوڑے کو دوڑانے کی بہت کوشش کر رہا ہے۔ مگر گھوڑی کی رفتار بہت سست ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس سے گھوڑا دوڑایا بھاگا نہیں جا رہا ہے۔ اس کے بعد میرا گھر ہے اور ایک آدمی کی معصوم بچی کا گوشت پکا ہوا ہے۔ سالن کے بیچ میں اسکا ایک سابت بچہ بھی رکھا ہے۔ ایسے سالن کو دیکھ کر مہدلفا کہہ رہی ہے کہ ہم نہیں کھائیں گے۔ یہ آدمی کے بچہ کا گوشت ہے۔ فوراً ہی بھابی ہنستی ہوئی آئی ہیں۔ ان کے ہاتھ میں بھی ایک پیالہ جسمیں ویسا ہی گوشت نہایت عمدہ پکا ہوا ہے۔ اور وہ مجھے دے رہی ہیں۔ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ ہمیں ایسا نہیں کھانا۔ یہ آدمی کے بچے کا گوشت ہے۔ بھابی یہ سن کر ہنسی ہیں کہتی ہیں کہ ہمیں نہیں کھاتی۔ یہ آدمی کے بچہ کا گوشت ہے اور وہ ہنستی ہوئی باہر نکل گئی ہیں۔ پھر میں گھوڑا پکڑے ہوئے آگے بڑھتا ہوں۔ ——— (۱۸) بیسویں رات۔ پھر ایک کتاب میرے پاس ہے جو کہ پاک ہے اور دریا بہہ رہا ہے۔ میں دریا کو دیکھ رہا تھا پیر دلفقار شاہ صاحب اگر میرے پاس بیٹھ گئے میں نے وہ کتاب دریا میں ڈال دی ہے وہ پوچھنے لگے کہ یہ تم نے کیوں کیا ہے۔ جواب دیا کہ آسمانی پاک چیزیں لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے پاک پانی میں ٹھنڈی کر دی ہیں۔ پھر میں سوچنے لگا۔ اگلے سال تو پیر غلام جیلانی آئے تھے۔ مگر اس سال پیر دلفقار شاہ صاحب آئے ہیں اور میں کھانا پکا رہا ہوں۔ اور جو مجھے پر گوشت چڑھا ہوا ہے۔ میں اسے بھون رہا ہوں۔ اس کے بعد ایک آدمی نے جسکو ترس کھا کر میں نے اپنے گھر میں رکھ لیا ہے۔ وہ میری لڑکی کو ٹاکنے لگا۔ میں اسے کہہ رہا ہوں کہ میں اور کچھ نہیں کہونگا صرف اتنا کہونگا کہ تم نے میری عورت کو ٹاکا۔ اپنے گھر میں رکھنے کا یہی نتیجہ ہے میری عورت تمنے لیلی ہے لیکن کچھ بھی دلوں میں ظاہر نہ ہو جائیگا۔ (۱۹) تیئیسویں رات: ——— تین بجے شب دیکھا کہ قبال کہہ رہی ہے کہ آؤ بھائی ہم تو مرغی کا گوشت کھائیں۔ اور ہم لوگ کھانے لگ گئے ہیں۔ پھر ہم سب آدمی سامان لے کر گاڑی پر چڑھنے لگے ہیں۔ ایک آدمی پوچھنے لگا کہ گاڑی اسی جائیگی یا بسوں جسپر آپ کھڑے ہیں۔ اور گاڑی آ رہی ہے۔ میں اس آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ چڑھو۔ وہ آدمی کہہ رہا ہے کہ مجھے دس بچے کی ٹرین سے جانا ہے۔ مجھکو تو ۱۲ بجکے آخری ٹرین سے جانا ہے۔ اس کے بعد دیکھا کہ میرا کام ہو گیا ہے۔ جی جنس مجھ سے کہتے تھے کہ میں کہتا تھا کہ صبر کرو صبر کرو۔ آپنے صبر کیا۔ آخر اس صبر کا نتیجہ تو مجھ نکلنا ہی تھا جو نکلا ہے گویا میرا دکھ درد دور ہو گیا ہے۔ (۲۰) چوبیسویں رات: ——— ——— کبھی دیکھتا ہوں کہ بہاڑ پر کہیں چڑھا جا رہا ہوں دو تین آدمی اور بھی چڑھ رہے ہیں۔ چڑھتے چڑھتے میں گرنے لگا۔ پھر بھی سنبھل گیا۔ پھر میں نے ایک دو بیلا کیا ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ اقبال تو بہت نیچے ہے اور وہاں یہ استرے تو گور نے بنایا ہے۔ اور پھر کیا دیکھا کہ تمام بالائی پانی ہے اور بہت سارے دریا بہہ رہے ہیں کوئی کہہ رہا ہے اور کوئی کہہ رہا ہے اور کوئی کہہ رہا ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ یہ تو بہت بڑا فیوڈل ہے۔ ایک آدمی کہنے لگا کہ یہ تو گھر ہے۔ پھر کوئی کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھ سے مذاق کیا ہے۔ میں نے کہا کہ دیوانہ تو میں نے مذاق نہیں کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔ ——— (۲۱) اکیسویں رات۔ دیکھا کہ کسی کمپنی میں گیا ہوں۔ برلاگ گیا ہوں اس کے بعد کھانے کی خاطر کی گئی ہے اور کھانا کھا رہا ہوں۔ میں آسمین ہارشاہ کا پارٹ کر رہا ہوں۔ میرا لباس شاہانہ ہے۔ میرے ساتھ جو بیگم ہیں وہ سادہ لباس میں ہیں۔ میں ان سے پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے کھانا کھا لیا ہے۔ یا پیٹ سے بھوکی ہیں۔ اتنے میں میری نازیں جو فی الوقت میری

اگر ہو گی تو ایسی ہو گی جیسے نیم کہنی کے ایک سلیپ لکھ دیتے ہیں اور وہ کھنسیل نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد میرے گھر میں بابو دیوندر لال آتے ہیں اور اقبال آتے ہیں کو جا رہی ہے یہاں سے کہہ رہا ہوں کہ کوئی لے آؤ یہ زبان کی مہربانی بن لیں گے اور میں صابون سے اسکو دھو رہا ہوں۔ ـــــ (۴) تیسری رات ۱۰ دیکھا کہ جلال اور اس کے باپ دائیم ہیں۔ اور ایک بہت ہی بڑا پیڑ ہے۔ اس کے نیچے تمام پھول کھلے ہوئے ہیں جو لال رنگ کے ہیں جلال اپنے باپ کی اجازت سے پھول توڑ تو ایسا نہ ہو کہ لوگ پھولوں کے لالچ میں پھول کا جھاڑ ہی اکھاڑ کر دیں۔ خیر یا بھی ہے۔ (۵) ـــــ پانچویں رات ۱۰ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک قلعہ ہے وہاں ایک باغ ہے میری والدہ وغیرہ سب کوئی ہیں اور گھوڑا میرے پاس تیار کھڑا ہے۔ دروازہ بند کیا ہوا ہے۔ کیونکہ باہر سے میرے دشمن آ رہے ہیں اور میں اس فکر میں ہوں کہ اگر ایسا ہوا تو میں گھوڑے پر سوار ہو کر نکل جاؤں گا۔ پھر میں کوئی چیز نل رہا ہوں۔ والدہ سامنے سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہیں۔ اور وہ رونے لگ گئی ہیں۔ اور بھی سب رو رہے ہیں۔ حیدر شاہ کہہ رہے ہیں کہ چودھری ڈائریکٹر کو فضا سے کیا لگاؤ تھا وہ بھی رو رہے ہیں۔ پھر میں حیدر شاہ کی چارپائی کے پاس پیشاب کرنے کے لئے بیٹھا ہوں۔ وہ سامنے سے نکل رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ نہیں نہیں میں یہاں نہیں کروں گا۔ پھر میں دوسری جگہ پیشاب کرنے کے لئے بیٹھا ہوں وہاں کیڑوں کے گچھے سے ہیں۔ اس کے بعد حوض میں پانی بھرا ہے اور اقبال صابون سے نہا رہی ہے۔ اسے نیچے پانی فوارے سے بہا دیا ہے۔ وہ بولی کہ پانی تم نے کہاں دیا ہے میں نے کہا کہ ان دو آدمیوں کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ کہنے لگی کہ نہیں مجھے کوئی نہیں دکھ رہا ہے۔ پھر وہ نہا کر نکلی اور میں نہانے کے لئے حوض میں گھس گیا۔ وہاں صابن سے کپڑے دھو رہا ہوں۔ پھر میں اپنے گھر جا رہا ہوں کہ روشن آرا بیگم گھر میں آتا جاتا ہے۔ جنیدہ نے اسکو مصنوعی طور پر کہا کہ اس کے گھر مت جاؤ۔ میں نے گھر سے نکل کر کہا کہ بہن میں نے نہا رکھا ہوا ہے۔ میں نے تم سے کیا لے لیا ہے تمہیں کیا دھوکا دیا ہے جو ناراض ہو آخر وہ راضی ہو کر میرے ساتھ میرے گھر آ رہی ہے۔ اور روشن آرا ہزار ہا بان کے پتے اٹھا کر میرے گھر میں لا رہی ہے۔ جنیدہ کہنے لگی کہ بھائی ہم تو پتے لے آئے ہیں۔ جو دو ہزار یا سات ہزار ہیں۔ پھر وہ روشن آرا سے کہہ رہی ہے کہ بابو جی کو بھی بلاؤ۔ جگو یا روشن آرا کا خاوند ہے ـــــ (۸) آٹھویں رات ۱۰ دیکھا کہ بھائیوں کی منڈی میں میرے بھائی شرف الدین گیہوں بیچ رہے ہیں۔ اور چودھری صیغہ رام آئے ہیں وہ شرف الدین سے کہہ رہے ہیں کہ دو روپیہ کے چاول آپ مجھ سے لے لو۔ آپ ساری منڈی میں ڈھونڈ لو گے تو آپ کو کوئی نہیں دیگا شرف الدین کہہ رہے ہیں کہ اچھا دیدو۔ اس کے بعد نانا ہے اور بہت سارا گیہوں پڑا ہوا ہے اور ابھی وہ لا رہا ہے وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میرا تو کوئی نہیں ہے میرا کوئی یہ گیہوں ذرا دھو دو۔ اور میں ایک بہت خطرناک جگہ پر کھڑا ہو کر دیکھ رہا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں کہ بھلا مت ہو بھلا۔ پھر میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ ارے پکڑ پکڑ۔ اس نے فوراً پکڑ لیا ہے۔ اور میں اونچائی پر ایک ہاتھ کا سہارا لیکر کھڑا ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ سے میں نے اسکا گیہوں پکڑ کر رکھ دیا ہے۔ مجھ فضل مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ جیسے آپنے اپنا پیٹ ٹھیک کیا ہے ہمارا بھی ٹھیک کر دیجئے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مجھ میں طاقت کہاں ہے۔ یہ تو آپ ہی میں طاقت ہے کہ آپنے میرا پیٹ ٹھیک کیا ہے۔ اسکے بعد میں ایک حوض پر منہ ہاتھ دھونے کے لئے کھڑا ہوں۔ تو صادق پتھر لیکر مجھے ڈھکیل رہے ہیں۔ میں نے ان کو پیچھے سے ڈھکیل دیا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ بڑی طاقت ہے میں نے کہا کہ ہاں۔ ضرور ایک بندہ میں طاقت آئی ہے جو یہ کہہ رہی ہے کہ مجھ سو بندوں کی طاقت در رہے۔ وہ پانی بھرنے آئی ہے اسکی آنکھیں ذرا گزدہ ہیں بھر میں اپنا ہاتھ منہ خوب دھویا ہے۔ اسکے بعد مولوی فضل الرحمٰن صاحب آئے ہیں کہ میرا پیٹ ٹھیک ہو چکا ہے۔ آپکا منہ بدمزہ ہو گیا رفتہ رفتہ ٹھیک ہو جائیگا۔ پہلے یہاں ایک اکبر بتا تھا جو بہت بوڑھا تھا وہ پیٹ کو لوہے کی طرح مشین سے باندھتا تھا۔ اور چار ہزار لیتا تھا۔ یہ مکہ جی بھی اسی کے پاس کام کرتا تھا۔ پھر کام آیا ہے اسکی بغل میں فائبل ہے اور بگڑی بندھی ہوئی ہے وہ سیڑھیوں پر چڑھ رہا ہے (۹) چودھویں رات ۱۰ کیا دیکھتا ہوں کہ کسی نے ایک نمبر ذبح کیا ہے اور میں اسی کا مددگار ہوں۔ سامنے سے میرا دفاع بحشریش نے آکر ہم لوگوں کو پکڑ لیا ہے۔ اور سزا کیلئے لئے جا رہے ہیں۔ اور ایک سپاہی (جنید ہے) سے میں کہہ رہا ہوں کہ میں بیگناہ ہوں۔ سپاہی نے جواب دیا کہ ہم اسکو مار دیں گے۔ تم کو کچھ نہیں کہیں گے۔ اس کے بعد میری بیاں نے بوڑے اور بڑے ٹھاٹھ سے مجھے دیکھا اور کہا کہ میرا یہ بیٹا ہے پھر ایک بہت ہی بڑی بلڈنگ بن رہی ہے جسکا دروازہ بہت بڑا اور عالیشان ہے۔ اسکا مالک اچانک سنگ گھوڑے پر آ رہا ہے ایک شخص کہہ رہا ہے کہ وہ میرے آگے بیٹھ گیا ہے۔ دوسرا کہہ رہا ہے کہ میرے پیچھے ہو گیا۔ آخر وہ ایک شخص سے کہہ رہے ہیں کہ تمہارا یہ مطلب ہے کہ تم کو بغیر بیکار کھڑا نہ کیا جائے۔ اس کے بعد میرے کمپنڈ میں تمام بانجہ ہا ہے۔ تو وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بلڈنگ بنائے تو یہ بیچ کی دیوار گرا دیں گے اسکے بعد میں تانگہ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ سامنے بچھے اور محمد علی کو نکلنا ہے۔ پھر میں بخش کے گھر سو گیا ہوں۔ جب اٹھا تو سین تبدیل ہو گیا۔ میں بھی سیٹ تیار ہوں میرا باپ اور بھائی بوڑھا ہے میرے سر کی دیکھ بھال بگڑی نہیں ہو رہی ہے۔ بھائی کہنے لگے کہ یہاں تو نہیں ہے میری نظر

روک لیا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ غلاں فقیر کا کتا ہے۔ آگے دیکھا کہ بہت سارے فقیر بیٹھے ہیں۔ ہم بھی جاکر ان میں بیٹھ گئے ہیں۔۔

۱۷۔ سترھویں رات:۔ نیند آئی ہے اور میں گاگا سے بھیرہ جا رہا ہوں۔ اقبال کہہ رہا ہوں کہ چلو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ پانی آگیا ہے۔ ذرا ٹھہرو۔ اور ایک بگھی والا بگھی سمیت پانی سے نکل آتا ہے میں پھر یہ کہہ رہا ہوں کہ بھائی یہ تو بگھی سمیت پانی سے نکل آیا ہے۔ پھر ہم بھیرہ پہنچ گئے ہیں۔ دیکھا کہ ایک جلا ہا روٹی پکا رہا ہے۔ میں نے بھی کھائی ہے۔ جلا ہا کہہ رہا ہے کہ جگہ تھوڑی ہے آپ کو تکلیف ہوگی۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ تنور پر ہی سو رہے گیں۔ حالانکہ تنور میں روٹیاں لگی ہوتی ہیں۔ پھر دو بزرگ سیدھے ہیں ایک بہادر شاہ دوسرے کملی شاہ۔ کملی شاہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں رواج ہے کہ جتنک بزرگی ظاہر نہ ہو اپنا پرانا کام کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ یہ کیسی جگہ ہے یہاں کوئی اتنا پاس نہیں ہوئی ہے۔ (۲۰) ——— بیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک آدمی مجھے بیچا کر منہ دکھا رہا ہے کہ آپ یہ جگہ پسند کر لیجئے پیچھے گرتے پیچھے ہوئے ہیں۔ میرے ساتھ ایک بچہ بھی ہے۔ میں جگہ دیکھکر کہہ رہا ہوں کہ اس سے زیادہ اور کیا اچھی جگہ ہوگی۔ پھر میں بازار بیٹھی وہی لینے کی غرض سے گیا ہوں وہاں حوالچے کی ایک بڑی دوکان پر میں وہی مانگ رہا ہوں۔ کہ ایک لڑکی نے آکر کہا کہ مجھے دو پیسہ کی وہی چاہیئے۔ دوکاندار نے کہا کہ یہ آپ لیجائیے چار پھر آپکو چلیگی ——— (۲۱) چوبیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آگے کتنے بہت سارے آم رکھے ہیں۔ جو میں کھا رہا ہوں وہ بہت میٹھے ہیں۔ پھر لڈو ملا ہے، سکو بھی میں کھا رہا ہوں۔ پھر مسجد ہے وہاں مولوی فہیم الدین صاحب تمام کالے کپڑے پہنے کھڑے ہیں۔ پگڑی تک سیاہ ہے۔ میں انھیں دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ نکرہے آپ نے حرام تو باندھا ہے۔ اور مصلے پر بھی سیاہ رنگ کا تسبیحاں پڑی ہیں۔ اکبر بادشاہ بھی سیاہ ہے اور وہ مجھے سمجھا رہے ہیں کہ یہ برکات لیجیئے۔ اتنے میں حیدر شاہ آکر کہہ رہے ہیں کہ آپ کیا لے رہے ہیں کہ ہاں ہاں کہ برکات لے رہا ہوں۔ پھر مجھے کسی کو پوچھا ہے۔ اور کاغذ پر لکھا ہے کہ برداری و غمخواری کے دو روپے ہوگا" ———

(۲۷) ستائیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک بچہ بڑھنی مانگی ہے۔ اس داڑھی کالی سے سفید ہوگئی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ چچا کم کو تو یہاں نوکری کرنے کیلئے بھیجا تھا تم اپنی سیاہ داڑھی کو سفید کر بیٹھے۔ پھر ایک مکان ہے اور ایک مسجد ہے۔ وہاں تمام لوگ وظیفہ پڑھنے والے موجود ہیں۔ جماعت کھڑی ہوچکی ہے میں اوورکوٹ پہنے ہوئے ہوں۔ پاس ہی ایک سبز رنگ کا سانپ ہے۔ جسے اسکو مارنا چاہا تو وہ بھاگ گیا ہے۔ میں نے وضو کیا اور پھر اس سانپ کو دھونڈھ رہا ہوں۔ گروہ نظر ہی نہیں آتا ہے۔ پھر میں نماز سے فارغ ہوکر مسجد میں بیٹھا ہوا ہوں سب لوگ ہاتھ میں تسبیحاں لیے ہوئے وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ ایک بزرگ لگے مجھے میں بیٹھے وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ اور ایک بزرگ میرے سامنے لال لال آنکھوں والے آئے ہیں۔ مجھ پر اپنا اثر ڈالنے کیلئے۔ لیکن میں بھی آگے بڑھ کر ان کے سامنے دم و شریف پڑھ رہا ہوں۔ اور وہ شرما گئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ بھئی واہ بھئی واہ بھی واہ یہ بھی پڑھنے والے ہیں ———

(۲۸) انتیسویں رات:۔ دیکھا کہ کوئی آدمی مجھے کہہ رہا ہے کہ لو یہ تین سو بتیس روپیہ جو روزانہ کے ہیں۔ پھر دو فقیر ہیں جو بہت ہی بوڑھے ہیں ان میں سے ایک سیدھا۔ دوسرے ہندو بھی بیٹھے ہیں سیدھے پاس بیٹھا ہوں۔ پھر ہندو فقیر کیا پاس بیٹھا ہوں۔ ہندو فقیر مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ یہ بڈھے فقیر کی عمر اور میری برابر ہے۔ (رحم فرما بر دو گدا رسالم)

ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد ہے وہاں میرے بھائی محمد بخش براجمان ہیں اور میں حج ادا کیا پھر بھیرہ میں ہیں یہ کہہ رہا ہوں کہ آج تیسرا حج ہوچکا ہے۔ سات حج ہیں۔ باقی رہے چار تو جب میرا دل کرے کر لوں۔ اتنے میں میرے بھائی وہاں سے بھاگ گئے ہیں میں نے کہہ رہا ہوں کہ آپ بھاگتے ہیں۔ آگے گھوڑا گاڑی تیار کھڑی ہے اسکا ایک بہیہ نالے میں ہے جو ٹوٹا ہے اور ایک کنارے پر ہے۔ بھائی اور میں گاڑی میں بیٹھ گئے ہیں۔ گو جوان نے مجھ سے کہا کہ آپ پاس بیٹھیے۔ میں وہاں بیٹھ گیا ہوں اور گاڑی چل پڑی ہے۔ راستہ میں کانٹوں کا ایک درخت آیا ہے اسکے نیچے گیا ہوں میرے بھائی نے کہا کہ لگا تو نہیں جی نے کہا کہ یہ تو آتے ہی ہیں۔ اور میں بیٹھا ہی رہتا ہوں۔ اس کے بعد فتح سنگھ میں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ یہ آخری بیٹھک ہے جو بدل جائے

(۲۷) ستائیسویں شب۔ دیکھا کہ میں لیٹا ہوا ہوں اور مولوی مفہم الدین صاحب اور بھائی بہت سارے آدمی ہیں اور میں امام صاحب مرحوم کے ارد گرد ہے ان کی پیشوائی کیلئے مولوی مفہم الدین صاحب لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ۔ ڈھول لاؤ اور اچھلنا چلنے والے تاکہ ہمیں امام صاحب کی پیشوائی کی جائے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ شرعاً ناجائز ہے۔ اس کے بعد ایک ستالا سے اور اسکا پانی باہر نکل پڑا ہے۔ اقبال مہدلفا کو تالاب میں غوطہ دیکر مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اسکو پکڑ لو۔ میں نے پکڑ لیا۔ پھر میں غوطہ لگا کر خوب غسل کیا لیکن دل میں ڈر رہا ہوں کہ یہ تو پینے کا پانی ہے کسی نے دیکھ تو نہیں لیا۔ ساتھ ہی سمجھ رہا ہوں ادھر دو چار مولوی مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں تو میں دعا کر رہا ہوں کہ یا اللہ ان سے بچانا۔ یہ کہتا ہوا میں مسجد سے کپڑے لیکر آگیا۔ اور وہاں دو ایک بچہ آم اور خربوزہ تھا۔ وہ بھی میں اٹھا کر لے آیا ہوں۔ مجھے کسی نے دیکھا تک نہیں۔ اس کے بعد ایک تصویر بن ہوئی ہے جیسے حضرت عیسیٰ کی ہو۔ مگر ہے حضرت امام حسینؓ کی اور سرسبز درخت ہیں پانی کا نقشہ بھی ہے۔ ایک اور آدمی ہے اور ہے۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ۔ وہ آج ہی کا دن ہے جب شہادت یا سعادت امام حسینؓ آئی ہوئی۔ کیا پانی نہیں تھا سب بچھ تھا۔ مگر اکا کونہ ملا جب شہادت یا سعادت ہو چکی تب پانی لاکھوں من جاری ہو گیا۔ اس کے بعد باوا الیشر داس کی جھگی ہے وہاں ایک عورت ہے جو کہ مسلم ہے وہ اپنے نوکر کو کہہ رہی ہے کہ اپنا ٹھکانا کرنا چاہیئے۔ اسی کے کہا کہاں ہو بولی کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں۔ جب میں اس کے قریب گیا تو وہ عورت مجھ سے کہہ رہی ہے کہ "او ماسٹر جی" یہ سنتے ہی میں رونے لگا اس کے قدموں پر گر گیا ہوں وہ مجھے اٹھا رہی ہے مگر میں اٹھ نہیں رہا ہوں اور روئے جا رہا ہوں۔ آخر مجھ سے کہنے لگی کہ اپنا نام بتاؤ ابھارو پیہ ہوا جاتا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں بہت دکھی ہوں۔ مجھے بہت تکلیف ہے میں بیمار ہوں۔ مجھے دست آرہے ہیں۔ اتنے میں ایک بندہ آیا اسکی کوڑھ سے انگلیاں گر گئی ہیں۔ اس نے بیٹھتے ہی اس عورت کے منہ میں ہاتھ دیدیا۔ اس نے چوس کر تھوک دیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ پھر میرے لئے دوا کی ایک گولی بنائی ہے۔ وہ عورت بہت حسین اور خوبصورت۔ اور نوجوان ہے اسکا باس سیاہ ہے۔ اس کے بعد ایک مزار ہے میں اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا ہوں۔ پھر اٹھ کر اوپر جا رہا ہوں۔ پھر پیچھے ہٹا ہوں اور دیکھتا ہوں تو دوسرا مزار ہے۔ پھر میرا دل گھبرا رہا ہے میں نیچے اتر آیا دیکھا ہوں کہ ایک سرسبز جنگل ہے۔ اور پر ریلوے لائن ہے۔ نیچے ایک بڑھیا کا گھر ہے جبکہ دائی ہے۔ وہ مجھ سے پوچھ رہی ہے کہ بیٹا تمہارے دست بند ہوئے یا نہیں۔ بیٹے کہا کہ ماں نہیں۔! وہ بولی کہ دست تو بند ہو جانے چاہیئے تھے۔ اچھا یہ بڑھوا دو بچہ کر گلے میں ڈالو۔ دست بند ہو جائیں گے۔ یا غونثی یا پیر دھل کی برکت میری۔ پھر سنکر میں وہاں سے چلا یا اور قبرستان سے نکلتا ہوا ریلوے لائن کے پاس پہنچا۔ ادھر اقبال مہدلفا کو گود میں لئے ہوئے ایک آدمی سے باتیں کرتی ہوئی آرہی ہے۔ میں نے اس کو آواز دیکر اپنے پاس بلایا۔ جب وہ میرے پاس آگئی تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ مجھے ہی ڈھونڈ رہی تھی۔ اس کے بعد ایک آدمی ہے جو بالکل غریب معلوم ہو رہا ہے۔ کوئی آدمی مجھے بتا رہا ہے کہ اس نے اللہ کی عبادت اتنی کی ہے کہ یہ ہو جا ہے وہ ہو جائے۔ مگر اس کو معلوم نہیں۔ اسمیں بس اب اللہ ہی اللہ ہے۔ اس کے بعد ایک اسٹیج ہے وہاں قبالی ڈانس کر رہی ہے۔ اور ایک بڑا جشن حساب کر رہا ہے کہ یہ ڈانس زیادہ ہوا ہے۔ اس کا میرا لگ ہے۔ انسان کو اپنا ہی دھندا کرنا چاہیئے۔ کبھی بھی کسی کا نہیں ہوتا اور دلیل نہیں ہوتا ہے اور پھر وہ ایک گھر پر بکنگ کرنے کے لیے آیا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ ہم تم کو دو بل جانس دیں گے۔ تم کماؤ۔ میں نے اس سے اپنے فائیل کی تعریف کی ہے وہ کہہ رہا ہے کہ اسی لیے تو میں تمہارے گھر بکنگ کرنے کیلئے آیا تھا۔

۲۸ ——— اڈھائیسویں رات:۔ دیکھا کہ میں اور میری عورت بھاگ رہی ہیں اور ایک ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا گھڑا رکھا ہے میں کہا دیکھ رہا ہوں کہ یہی پانی ہے وہ کہنے لگیں کہ ہاں میں نے اس پانی سے خوب غسل کیا۔ پھر میں کہہ رہا ہوں۔ کہ بھاگو تمہارے میکے والوں نے مجھے جھوٹا بدنام کیا ہے۔ اب تو مر ہی جائیں گے مگر ان کو کبھی ہمارے ساتھ ہی مرنا پڑے گا۔ پھر سنکر وہ اپنے میکے والوں کیلئے بد دعا کر رہی ہیں۔ اللہ لاولد کی نسل ایک بھی زندہ نہ رہے۔ تم نے جھوٹا میرے دیور کو بدنام کیا۔ اس کے بعد کہا دیکھا ہوں کہ گاؤں اور عرب کی عدالت ہے میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں۔

پہلے حضور سرور دو عالم مکہ حج کرنے کیلئے تشریف لے گئے پھر مدینہ گئے پھر

وہاں سے آگے مملکت حجاز ہے وہاں تبلیغ کیلئے پہنچے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خود کہتا ہے کہ اچھے اچھے کپڑے پہن کر آؤ۔ اے لوگو سرمہ لگاؤ اور خوشبو لگا کر آؤ اور دیکھو کہ یہ میرا رسول

جو چارپائی پر کھی تو وہاں پڑی ہوئی مل گئی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ دیکھو کیا ہے ——— (۱۷) سولھویں رات:۔ دیکھا کہ ایک آدمی استاد دستری محمد دین کی تعریف کر رہا ہے کہ یہ بڑی کا بھی استاد ہے سرگودھے کا بھی استاد ہے۔ اس کے بعد ہمارا بکنگ ہو گیا ہے اس پیسہ اکبر ہم نے قصور دیہ یا کچھ۔ دوسرا بکنگ ہمنے کو بالکل تیار ہے ——— (۱۸) سترھویں رات:۔ دیکھا کہ یتیم بچے ہمارے مولوی فضل الرحمٰن جن کی بیٹی فائیل پر روشنی ہو رہی ہے جس سے وہ جگ رہی ہے اور جتنے بھی بکنگ تھے وہ سب ہمارے ہو گئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ان یتیموں کی بہ دولت ہماری ساری فائیل زندہ ہو گئی ہے۔ اسکے بعد ایک مُردہ ہے آسمان ہم سوئے ہوئے ہیں۔ تو مجھے ایک خواب آیا ہے اور میں اٹھا ہوں۔ آگے چھوٹے چھوٹے جانوروں کا ایک ٹولہ ہے۔ ان میں بھیڑ بکری اور مرغی ہیں۔ وہ آپس میں میری باتیں کر رہے ہیں جو کہ میں سمجھ رہا ہوں۔ میں اپنے خواب کی تعبیر ساتھیوں سے پوچھ رہا ہوں۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ میرے خواب کی تعبیر تو مجھے مل گئی ہے۔ کتاب میں بھی لکھا ہے۔ اب میں یہاں نہیں رہوں گا۔ اب میں جاؤں گا۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ نہ رہو۔ مگر میں یہی کہہ رہا ہوں کہ نہیں میں جاؤں گا۔ اس کے بعد ایک آپ میں خوب ہونے لگا کہ غسل کر رہا ہوں۔ جب میں باہر نکلا تو ملنی ظہیر میرے ساتھ ہیں اور ہم دونوں فوارے پر بیٹھ گئے ہیں میرے اوپر میں کچھ جھگ سا ہوا ہے۔ میں اسکو صاف کر رہا تھا کہ ظہیر نے کہا میں بیٹھے بیٹھے وہ پانی کا نالی نکالی ہیں ہمارے کہہ رہا ہوں کہ۔ تم تو حضرت عیسیٰ کی طرح دھو۔ کہ فوراً پانی نکالا ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ جو قول نبی کا ہوتا ہے وہی قول ولی کا ہوتا ہے جیسے نبی آہستہ آہستہ میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے اسی طرح ولی بھی میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے۔ اسی طرح جب مچھی میں اچھے کریلے گوشت پکتے ہیں جو آگر کھا جاتے تھے میں ان سے کہتا تھا کہ جب چاؤ تو کریلے گوشت کی خبر دینا تو جواب ایک عورت کی آواز میں ہو پہنچی اور آکر رونے لگی اس کے رونے کی آواز بھی دھیمی دھیمی اس کے ظاہر ہونے کا وقت تھا تو ظاہر ہو گیا۔ (رحم فرمائے ایک تیرا ہی فضل و کرم ہے)

(۲۰) بیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں بیمار ہوں اور لیٹا ہوا ہوں میرے پاس صرف اقبال ہے۔ اُدھر لوگ دوائی اور چاول نرس کھا کر کوٹھے پر ڈال رہے ہیں۔ اور ہم بہت تنگ ہیں۔ اقبال کہنے لگی کہ لوگ ترس کھا کر گھی چاول اور دوائی ڈال رہے ہیں۔ میں ابھی جاگا ہوں اور بھوکا ہی کر کے اٹھا لاتی ہوں اتنے میں ایک چھپکلی آئی ہے جسے میں پکڑ رہا ہوں۔ اسمیں یہ لکھا ہے "جتنا روپیہ لگے گا میں لگاؤنگا"۔ اس کے بعد ہیرو آیا ہے مگر ابھی کوئی بکنگ نہیں ہوا ہے۔ (۲۱) ——— اکیسویں رات:۔ دیکھا کہ ہیرو اور بہت سارے آدمی ہیں۔ ہم سب نے ایک ہی انجکشن لیا ہے۔ اور ہم سب اچھے ہو گئے ہیں۔ (۲۲) ——— بائیسویں رات:۔ دیکھا کہ بہت سے لوگ ہیں۔ اور ڈرائیور کی ماں والی مجھ سے کہہ رہی ہے کہ بیٹا تم بھی چلو گے میں نے کہا کہ نہیں۔ اماں میں یہاں ہی اپنے گھر میں رہوں گا۔ نہ جانے ڈاکٹر کرشنا مجھے کس وقت دیکھنے آجائیں۔ میں تو اپنی گھر میں رہوں گا۔۔۔

(۲۴) جو بیسویں رات:۔ دیکھا کہ ہیرو کہہ رہا ہے کہ جلو جی آج پکنک بھی ہو گیا ہے اور نجات ہو گئی۔ پھر آگے دروازے پر ایک آدمی آگر لیٹے ہوئے بیٹھا ہوا ہے۔ میرے جاتے ہی وہ انگوٹھا مجھے دیدیئے۔ اس کے بعد گاؤں میں ایک مسجد ہے اس میں نماز پڑھی جا رہی ہے۔ میں بھی آسمیں شامل ہوں۔ لیکن میں سب سے پیچھے ہوں۔ میرے آگے ترنگو مدل ہے۔ جب سب سجدے میں چلے گئے تو میں بھی سجدے میں گیا۔ لیکن سجدہ کرتے ہوئے میرے پاؤں مسجد کے باہر تھے۔ اور میں سفید لباس میں ہوں ——— (۲۶) چھبیسویں رات:۔ ۵ بجے شام دیکھا کہ ایک بہت ہی بڑی پاک ہستی میرے سامنے آکر بیٹھ گئی ہے۔ لیکن بدن ذرا موٹا ہے۔ میں ان سے پوچھ رہا ہوں کہ پہلے آپ اپنا نام تو بتائیے کہ آپ کون ہیں۔ تب انھوں نے اپنا نام بتایا ہے۔ اور کہہ رہے ہیں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اور اللہ کے حکم سے میں تمہارے پاس آیا ہوں اور تمکو اللہ کی طرف سے خوشخبری دینے آیا ہوں۔ کہ اب تک تمنے جو جو کچھ دیکھا ہے وہ سب کچھ پورا ہوگا انشاءاللہ تعالےٰ۔ اب وقت آگیا ہے کہ تمہاری سب تکلیفیں اور مصیبتیں یہ بیماری دیکر اللہ نے دور فرما دیں۔ اور اپنی جتنی نعمتیں اللہ نے دینی تھیں سب دیدی ہیں۔ میں نے کہا۔ حضور میں تو بہت سیاہ کار ہوں بدکار ہوں میں نے بہت بڑی بڑی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں کی ہیں۔ میں نے بے حساب گناہ کئے ہیں۔ میں خود اپنے گناہوں سے منہ مند کا ہوں حضور میں بہت پلید ہوں۔ انھوں نے فرمایا انھوں نے فرمایا کہ تم کچھ بھی ہو بخشنے والا اللہ ہے۔ اللہ نے تمہارے سب معاف کر دیئے ہیں اب ہر بات سے (انشاءاللہ تعالےٰ) خوش اور فارغ ہو گئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ میری عادت اقبال بھی آتا رہا اور بدکار ہے۔ کیونکہ اللہ نے اسکو بھی پاک فرمایا ہے اور تم کو بھی پاک کر دیا ہے (اور مجھے پہچان کر یہی فرمایا ہوں۔ یہ یاد رکھنا کہ جو کچھ تمنے دیکھا ہے وہ سب پورا ہوگا ان اللہ تعالےٰ۔ ———

خواب۔!

یا اللہ جل جلالہ — ۱۳۵۸ھ — یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(محرم الحرام)

تیسری محرم الحرام ۵۸ھ ہجری۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بابو نانک جنرل کی کبنی میں گھاس پوس کا منڈوہ ہے اور اس میں آگ لگی ہوئی ہے اسے سب ایجنٹوں نے مل کر بجھایا ہے۔ اور بڑی خوشی بے حد برسا رہا ہے۔ وہاں کاروار ڈاکٹر کٹ رہا ہے۔ میں باہر سے جا رہا ہوں۔ جوانوں کا بابی نے مجھے بتایا کہ سب ایجنٹ لوگ کہہ رہے ہیں کہ تعلیم کیلئے ماسٹر علی احمد کی طلبی ہوئی ہے۔ تمہارے نہ ہونے کی وجہ سے کاروار بغیر الزام رکھ کر اور تعلیم بند کر کے چلے گئے ہیں۔ یہ سنتے کے بعد میں نے کہا کہ میری ڈیوٹی ہی نہ تھی تو میں کیسے حاضر رہتا۔ میں تو بھوکا ہوں میں کیسے بے پروا اور غافل رہ سکتا ہوں۔ اس کے بعد ایک گاؤں مہتروں کا ہے۔ وہاں صادق سنگھ کی یہ آواز آئی ہے کہ اللہ اکبر اذان ہو رہی ہے اور ایک صدا لگانے والا میراثی اونچے کوٹھے پر کھڑا ہوا یہ کہہ رہا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم میں یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے بہو بچاؤ۔ صادق نے کہا کہ چلیے میں آپ کو بہو بچاتا ہوں۔ بارش بہت ہے سمندر صاف ہے۔ آگے بہت سارے آدمی سارنگیاں بجا رہے ہیں۔ اور میں نے آڑا جو تارہ ٹھیک شروع کیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ہم تو ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔

(۴) چوتھی رات:۔ دیکھا کہ کوئی ایک کمپنی مجھ کو نوکری کیلئے لے گیا ہے۔ وہاں پہنچکر اس نے دو رسیدیں میرے سامنے ٹکٹ لگا کر رکھدیں۔ میں نے دونوں رسیدوں پر دستخط کر دیئے۔ اور اس نے آٹھ نوٹ پانچ پانچ کے لال دیئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جلوچی اسٹیشن لگ گیا ہے گھر کا خرچ تو چلے گا۔ اور پھر یہ کہہ رہا ہوں کہ اجازت لیکر آپ سے کوں بیٹھا رہنا چاہیئے۔ پھر محبوب کو دیکھا ہے۔

دیکھا کہ دربار پیروں کا ہے وہاں چادل کی نیاز چڑھی ہوئی ہے۔ آدمی کا ٹھ ہا ہیں جو مجھے پیر سمجھ رہے ہیں۔ اور پیر فاضل ذوالفقار اور مولوی صاحب کے صاحب زادے بھی ہیں۔ پیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ سازندہ ہے۔ اور پیر صاحب نے بھگو کو دودھ دیا ہے۔ پھر نے آدھا دودھ اپنے کو دینا چاہا میں کہہ رہا ہوں کہ تمہارا جوٹا میں نہیں پیتا۔ وہ کوپ کو دھونے لگا دودھ اٹھنے میں گر رہا ہے ایسا نظر آیا کہ جیسے کچی لسی ہو۔ پھر پیر صاحب دودھ سے کوپ بھر کر میری طرف بڑھانے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ آدھا نہ لے۔ اور آدھا پینے دینا۔ یعنی چادل۔ (۶) چھٹی رات:۔ دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ میرے جواہرات کا تاج محمان، میک اپ ٹھیک کر دو بھائی۔ پھر میں لال گھوڑے پر سوار ہوں سامنے معصوم بچہ کھڑا ہے۔ گھوڑا پاؤں اٹھا کر بچہ کو نا سنا چاہتا ہے۔ میں گھوڑے سے اتر گیا اور کہا کہ "میں سید ہوں الٰہی ھوں مجھ پر رحم کرو۔ ترس کرو اسکو نہ مارو۔" اور گھوڑا رک گیا۔ اس نے میری بات مان لی۔ (۷) ساتویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کچی مٹی کا پہاڑ ہے۔ مٹی گیلی ہے اس میں کہیں پانی کا جتھہ بن جاتا ہے۔ اور میں اس پر چڑھتا چلا جا رہا ہوں۔ آگے مبارک بیٹھے ہوئے ہے وہ مجھ سے کہنے لگے کہ۔ اللہ اکبر کو یہاں دیکھو میں دیکھتا اور بڑھتا چلا جا رہا ہوں کہ پانی فوراً غائب ہو گیا۔ اور میں بالکل پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا ہوں اور کھڑا ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد موتن بیٹھا ہے۔ ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ موتن کو چانس دینا چاہیئے۔ روٹی تو اسکو نچاب میں بھی ملتی تھی۔ اور پھر اس کے بعد میں بندرت سے بھوشن پوچھ رہا ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ چھ مہینے کو بہت اچھا ہوگا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آپ سے ملاقات ہوئے تین مہینہ تو گذر گئے۔ پھر وہ کہنے لگے تین مہینے کو اچھا ہوگا۔ پھر بدھکر بندرت کے جوتشن کو نہیں مان رہا ہے پھر کوئی

اس کی زیارت کرو۔ آگے جمرکہ خدہ گئے ہے اسٹیشن کا نام ہنڈو کہتے ہیں وہاں دیکھا کہ قیمہ والے بہت سی دوکانیں لگائے ہوئے ہیں۔ اور ایک کورٹ وہ مرد کو بھگا رہا ہوں کہ ادب کرو۔ ادھر شہادت کی رات کا جاگنا تھا تو بھاگا بھاگا آرہا ہوں اور میں ان کو سمجھا رہا ہوں کہ تم اپنے گھر والوں کو بھی بتا کر آئی ہو یا کہ نہیں۔ وہ لیں کہ بڑا نے بھولا ہے کہ صبح کو ۷ بجے یہاں ہی نماز پڑھ کر فارغ ہو جائے گی۔ پھر میں بھاگا بھاگا ایک مندر میں گیا۔ اس میں ایک بورڈ تھا وہاں میں اپنے خدا سے دعا مانگ رہا ہوں پھر میں اپنے مکان میں بیٹھا ہوں۔ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میران بخش کے دادا آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اچھا اور وہ میرے پاس آگئے۔ یہاں میرے پاس ایک مندر تھا۔ اور اسپر ایک آدمی بیٹھا تھا میران بخش کے دادا نے آتے ہی اس مندر میں سے ایک پتھر اٹھایا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا ہے کہ یہ کیا ہے۔ تو وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ پارس پتھر ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ آدمی جو اس کے اوپر بیٹھا تھا۔ اس کی قسمت یہ پتھر لینے کی نہیں تھی۔

(۲۹) انتیسویں رات۔ دیکھا کہ آج خاتمہ کا دن ہے۔ دو مسجدیں ہیں اور میں قرآن شریف پڑھ رہا ہوں مستانشی غا۔ اور یہ کہہ رہا ہوں کہ کسی نے دیکھا تو نہیں ہے۔ دیکھے بھی تو کیا ہوتا ہے۔

(۳۰) تیسویں رات۔ دیکھا کہ ہم بال بچوں سمیت غیر ملک میں ڈانس کرنے جا رہے ہیں۔ کسی نے کتاب ہو ہوں منظوری دیدی ہے۔ فاکر صاحب کہہ رہے تھے کہ ارے تم غیر ملک میں کیوں جاتے ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ ہماری مرضی پر ہے کہ ہم جائیں یا نہ جائیں۔

اے قادر مطلق تو نے تمام عالموں کو ایک اشارہ کن سے بنایا

اے مالک حقیقی تو نے انسان کی تخلیق ایک بے حقیقت شئے سے کی

اے رب اعلیٰ پھر تو نے اس انسان کو اشرف المخلوقات کا خطاب دیا

اور پھر تو نے اپنے تمام انعام و اکرام کے خزانوں کا منہ اس ناشکرے

کے لئے کھول دیا۔ اور تو نے ہر انعام کی بارش اس پر کی ۔ !

واقعی تو بہت رحیم ہے تو بہت کریم ہے بہت معاف کرنیوالا ہے

میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں تو بڑا مددگار ہے

اے میرے اللہ تو مجھ کو راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور میری تمام

لغزشوں کو دور فرما تو بڑا درگذر فرمانیوالا ہے

تمام شد ——

(۱۶) سولھویں رات :- دیکھا کہ رنجیت کیمرہ چلا رہا ہے اور میں اسکو کیمرہ چلا کر بتا رہا ہوں۔ اسکے بعد فیروز اور اسکی بہن صالح دونوں سامنے کھڑے ہیں مولا سنگھ عطا محمد کے بچے کی بات کر رہے ہیں۔ کہ مجھے اس میں بھی کامیابی نہ ہوگی۔ میں عطا محمد کے بچے کی مخالفت کر رہا ہوں۔ اور شاید فرزالدین سے بھی ملاقات ہوئی ہے۔ (۱۷) سترھویں رات بہشت بی بی بیٹھی ہوئی ہیں۔ راجی کا لباس لال ہے۔ اور بیحد پھول پہنے ہوئے ہے۔ لیکن کان میں پھول نہیں ہیں جب میں قریب گیا ہوں تو اس سے میں کہہ رہا ہوں کہ کڑے ہے کان میں بجے پھول نہیں اس کے بعد ایک فقیر خانہ بدوش ہے اور وہ خیرات مانگ رہا ہے۔ اور اقبال سے کہہ رہا ہے کہ تم مکھیں ہو۔ اقبال اس فقیر سے کہہ رہی ہے کہ تم مجھے بونی بنا رہے ہو۔ اور میں بھی یہی کہہ رہا ہوں۔ میں بھوکا ہوں تین چار سو روپیہ مجھے لوگوں سے لینا ہے میں کہاں سے خیرات دوں۔ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم نہیں مانتے ہو دیکھو اور پھر اس نے چاقو آسمان کی طرف کیا ہے۔ اور پھر بارش کی بوندیں بجلیاں ہیں صرف میری آنکھوں میں گر رہی ہیں دو دفعہ اس نے کیا ہے۔ پھر فوراً ہی اس کی عورت آئی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اسٹیشن پر ٹکٹ لینے والا مجھے چھوڑتا نہیں۔ وہ فوراً گیا اور اسکو چھڑا کر لایا ہے اور اب اس کے ساتھ اور بھی خانہ بدوش فقیر ہیں عورتیں بھی ان کے پاس ہیں وہ کپڑے کا بوجھ اٹھاتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ کنھکا میدیہاں سے نزدیک ہے دیکھنا چاہیے۔ اتنے میں ایک بہت موٹا فقیر ہے اور سب سامان اس کے پاس رہے۔ ایک میری طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کو کہہ رہا ہے کہ یہ آپکے لئے لائے ہیں۔ وہ موٹا فقیر میری طرف دیکھ کر بولا کہ ذرا ٹون دی ڈھیلی لے آؤ۔ دیکھو تو کیونکہ ہم بھی ٹوپی والے کو پانچ روپیہ دیتے ہیں انکا ارادہ نمک پڑھ کر مجھے دینے کا معلوم ہوتا ہے :- (۱۸) اٹھارھویں رات :- دیکھا کہ ایک سید اور میں دونوں نماز سنت پڑھ رہے ہیں۔ آگے میں ہوں اور پیچھے وہ ہیں۔ اور پھر ایک بوڑھے آدمی کو میں عینک پہنا رہا ہوں۔ پھر میں اپنے کان سے عطر نکال کر ہتھکر کے لگا رہا ہوں (۱۹) انیسویں رات :- کیا دیکھتا ہوں کہ ذرا علی اور میں سیاہ گھوڑی پر سوار ہیں جس کے لگام ہے پھر ہم دونوں اترے ہیں۔ اور ایک کھنی ہے جس میں ہم سب ایجنٹ موجود ہیں اس کے بعد بہت سے فریور بنے ہوئے تیار ہیں جو کہ میری عورتیں کے ہیں وہ مجھے لانے ہیں۔ پھر ایک بہت بڑی دیگ ہے جس میں دودھ ابلا ہوا شربت ہے ایک لڑکی سب کو پلا رہی ہے وہ میرے لئے بھی ایک بہت ہی بڑا گلاس بھر کر لائی ہے اس میں بہت ساری برف موجود ہے لیکن میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ اس میں برف ڈالکر لاؤ ایک آدمی مجھے کہہ رہا ہے کہ اسے آنکھیں لاؤ۔ یہ تمہاری ہو جائے گی۔ میں نے اس سے آنکھیں جو لانی تھیں تو وہ میرے اشارے پر جیسے جیسے میں کہتا ہوں وہ کرتی جاتی ہو

(۲۰) بیسویں رات :- دیکھا کہ میں ایک درگاہ پر بیٹھا ہوں اور سورہ فاتحہ پڑھ چکنے کے بعد دعا مانگ رہا ہوں اور میں نے اپنے پاس سے تین آدمیوں کو بھاڑہ دیا ہے جس میں میرا بھائی سرف الدین بھی ہیں۔ (۲۱) اکیسویں رات :- دیکھا کہ میں اور موسے پہلوان ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں جاگدی باہر نکلیاں چیزیں "وہ کہنے لگے کہ چیزیں بڑا سکھیا تسیں خدا دے فضل نال" چیزیں سکھے نکلے ہو۔ انھاں تھاں ہی ہے ہلب بھی جیسے تساں۔ انھاں دی ہلب فی جیسے کیتی" پھر میں ایک مکان کے اندر گھوم کر آیا ہوں اس لئے کہ برسات بہت پڑ رہی ہے اور سردی ہے۔ چونکہ میرے پاس اڑھنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں ہے۔ گیڑا لے آؤں مگر گیڑا مل نہیں سکتا۔ اتنے میں مالک مکان نظر آیا میں نے اس سے کہا اور اس نے مجھے اڑھنے کے لئے کپڑا دیا۔ اور میں نے اڑھ لیا پھر موسے مجھ سے کچھ کہہ رہا ہے۔ اور اس کے بعد صالحہ ہے اور میری لڑکی حق رشید مجھ سے کہہ رہی ہے کہ ابا جی فیروز کیلئے کیا کھانا پکاؤں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں کچھ نہیں جانتا بے شک سے پوچھ۔ اور میں گلے سے تنگا ہوں اور قے محسوس کر رہا ہوں۔ جو مجھے مل گئی ہے۔ پھر حق رشید خمار اتر کر رکھا ہے اور میں منع کر رہا ہوں۔ کہ ایسا مت کرو۔ میں ایک شعر پڑھ رہا ہوں محبوب نے اپنے ہی محبوب کو دی"

(۲۳) تیئسویں رات :- دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ ہم دس ہی سب کچھ کر لیتے ہیں۔"

(۲۴) چوبیسویں رات :- دیکھا کہ تین مکان ہیں اور جنوں پر برا قبضہ ہے۔ (۲۵) پچیسویں رات :- دیکھا کہ مولا گڈھ بلوکان ٹھیک کر رہا ہے۔ اور ادھر ادھر سے جدھر سے بھی میں اٹھاتا ہوں میرے ہاتھ میں اٹھانیاں ہی آتی ہیں۔ پھر بیڈ دادن خان کی گیدڑ کی منڈی سے ایک گاڑی خود بخود چلی آرہی ہے اور آکر میرے پاس کھڑی ہو گئی ہے۔ اس میں روٹیاں اور بھیجا وغیرہ ہے اور ساتھ ایکسٹرا بچے والا ہے میں اس سے کچھ آنے کی مٹھائی خرید رہا ہوں۔ کھیر پک رہی ہے اور آگے مہ جبیں اور مہر تقا میری بچیاں کھڑی ہیں پھر کچھ شور کا حساب ہے۔ اس کے بعد میری اہلیہ اقبال رحمت کے ساتھ لگ گئی ہے۔ میں رحمت علی سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے دو کو گھر سے نکال دیا اور تم کو گھر میں رکھا۔ سلطان بابا مجھ کو سمجھانے لگے کہ ایک ہی دفعہ نہیں توڑ دینا چاہیے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ ہی

آدمی تھے میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ ناکہ بندی تو نہیں ہے۔ آدمی آتے جاتے ہیں اور میرے پاس پہلے ہی کی دو چابیاں موجود ہیں۔ اس نے اپنے پاس سے ایک چابی نکال کر میرے پاس پھینکدی اور کہا کہ یہ لو گھوڑے کو تم ہی اندر باندھ دیا کرو۔ وہ چابی اٹھا کر میں نے اپنے پاس رکھلی اس کے بعد پھیرہ میں ایک گلی بائیں نکلی ہے۔ دونوں طرف مکان بھی بائیں نکلے ہیں۔ گلی ہے تو چھوٹی سی مگر بہت ٹھنڈی ہے اور میری ماسی کی لڑکی کرم بھری کھڑی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ تم نے مجھ کو نہیں پہچانا یہ راستہ تمکو بہت ہی پسند ہے۔ کیونکہ یہ ٹھنڈا ہے!

(۱۰) آٹھویں رات:۔ دیکھا کہ ایک سلسلہ ہے اور کھانے کی دعوت ہے۔ وہاں بہ شوق بیٹھے ہوئے ہیں میں نے رحمت علی کے میلے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور بھی آدمی بہت ہیں بہ شوق کہہ رہے ہیں کہ میں مست نہیں ہوں۔ میں گانے اور ڈانس ایک ساتھ کر سکتا ہوں۔ ابھی مجھے پچھ بھی ہوش نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ذرا کا ہلی اور سستی کرتے ہیں پھر خورشید ایکٹرس اور اقبال میری عورت ہے۔

(۹) نویں رات:۔ دیکھا کہ مولا سنگھ آیا ہے وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ گرچہ میں اور دھوتی باندھے لایا ہوں۔ راکش گن۔ مانس گن دیوگن تعلیم آپ کی بند ہے۔ پھر کوئی آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ راکشی کو نہیں مانتے۔ میں نے کہا کہ نہ ماننے والے کے منہ میں یہ کرتا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ جنکار راکشی آپ منگھ راکشی ہیں۔ اس کے بعد ایک گروہ ہے جو میرے دوارے پر کھڑا ہے ان میں مرد عورت اور بچے بھی ہیں۔ اقبال کہہ رہی ہے کہ یہ آپکے لیے بار لائے ہیں۔ (۱۰) دسویں رات:۔ دیکھا کہ ساٹھ محمد ہیں۔ اور میں نے مجھ ہزار میں زمین فیروزہ کے ہاتھ بیچدی ہے۔ (۱۱) گیارھویں رات:۔ دیکھا کہ میں مولا سنگھ کی تعریف کر رہا ہوں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ مجھے بنا رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں بنانے والے پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں قرآن کو ماننے والا ہوں۔ کبھی جھوٹ نہ کہوں گا کیونکہ قرآن ہی نے منع کیا ہے جو اس میں لکھا ہے میں وہی کہتا ہوں اپنے پاس سے کچھ نہ کہوں گا۔

(۱۲) بارھویں رات:۔ دیکھا کہ میں ایک مکان میں بیٹھا ہوں کہ بسم اللہ بھائی نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ لوگ چندہ لینے کیلئے آئے ہیں۔ باہر تخمیر لگا ہوا ہے اور برد دار موٹریں ہیں۔ اور تمام سید ہیں۔ ایک بڑے سید کرسی پر بیٹھے ہیں۔ باقی سید مجلس حسین پڑھ رہے ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ پہلے بھی مولوی فہم الدین صاحب نے روپیہ دیا ہے۔ یہ دروازہ بند کر دو تو ایک نے تالا لگا دیا ہے دروازہ کھلا ہوا ہے۔ میرے کپڑے ایک دم سفید ہیں میرے بچے میرے پاس بیٹھے ہیں پھر ان سیدوں کی مرثیہ پڑھنے کی آواز آرہی ہے۔ اور میں حضرت امام حسین کی تعریف ہی تعریف کر رہا ہوں۔ جب مجلس حسین ختم ہوئی تو سب سیدوں نے مجھ سے ہاتھ ملا کر السلام علیکم کیا اور میرے بچوں سے ہاتھ ملا کر چلے گئے۔

(۱۳) تیرھویں رات:۔ دیکھا کہ ایک مکان ہے اور ایک مسجد ہے وہاں نماز عصر پڑھی جا رہی ہے لیکن مجھے باتخانہ کرنے جانا ہے اور میں جا رہا ہوں۔ ڈریس میں نے کریم کا پہنا ہوا ہے۔ پھر میں وضو کیلئے پانی ڈھونڈ رہا ہوں جو مجھے مل گیا ہے۔ پھر جلال دائم بیٹھے ہیں اور ایک بنگالی کی لڑکی قرآن شریف پڑھ رہی ہے۔ اس کے بعد میں سفید گھوڑے پر سوار ہوں۔ لگام کا کام میں اسکے منہ سے لے رہا ہوں۔ ہاتھ میں میرے ہری ٹہنی ہے۔ اور سر پر بھی ٹہنی بندھی ہوئی ہے۔ سامنے سے بارہ مسلمان آرہے ہیں۔ وہ مجھے دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ میں گھوڑا ہلکی رفتار سے دوڑا رہا ہوں۔ پہلے گلیوں سے پھر میدان ہے پھر ایک جگہ نیاز بٹ رہی ہے آدمی بہت ہیں میں ساٹھ آٹھ روپیے ہیں اور میں نے جاوا لے کر کھائے ہیں۔ میں بھوکا ہوں اس کے بعد ایک چھوٹی سی اسٹوری کی شوٹنگ ختم ہو گئی ہے۔ (۱۴) چودھویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پاس ایک لکڑی ہے اور تیسری دفعہ میں بار بار ہوں باہر جنگلی جانور شیر وغیرہ بہت ہیں۔ میں نے جو لکڑی گھمانی شروع کی ہے تو کوئی جانور سر نہیں اٹھا رہا ہے۔ آگے بھائی شرف الدین دھاگ بری اور چھوٹا بچہ محمد حسین ہیں۔ یہ سب میرے گھر کا سامان کپڑے حقہ وغیرہ لیکر آرہے ہیں۔ پھر علی بخش نعمی اور نثار دریا کنارے کھڑے ہیں۔ اور میں علی بخش سے کہہ رہا ہوں کہ دانا آج تو مال بہت ہے۔ بولا وہ بولا کہ بے جا بابا۔ بجا بابا۔ تیرے باپ کا مال ہے۔ (رب حسبہم تو اپنی رحمتوں کی بارش جاری رکھ بس تو ہی کام چلا رہا ہوں)

(۱۵) پندرھویں رات:۔ دیکھا کہ ایک گاڑی ہے اس میں بجلی کی مشین لگی ہوئی ہے مشین بہت بڑی ہے۔ ایک انجینیر آیا ہے اور اس نے اس بگڑی ہوئی مشین کو ٹھیک کر کے فوراً چلا دیا ہے۔ گاڑی ہے اسمیں میں سیڑھیوں سے چڑھ کر بیٹھ گیا ہوں۔ سیڑھی گری ہوئی ہے۔ ایک آدمی آیا میں نے اس سے کہا کہ ذرا اسی سیڑھی کو کھڑا کر دو۔ اس نے فوراً اسکو کھڑا کر دیا ہے۔

رحمت علی کو کہہ دیجئے کہ میرے گھر سے نکل جائے۔ اور رحمت علی غسل کر کے ایک سفید کپڑے پہن رہا ہے۔ تب میں نے اس کا سارا جسم دیکھا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ تو کتنا موٹا اور لمبا ہے۔ اس کے بعد کورس کا گانا ہے۔ میرا بول بھی لکھ کر مجھے دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اقبال کو بھی یاد کرا دینا۔ (۲۷) چھبیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک بہت ہی بڑا مکان ہے وہاں جھنڈے خاں مجھے لے ہیں۔ اور میں یہ منصوبہ باندھ رہا ہوں کہ جو آمنہ اتنی تلاب میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر۔ جھنڈے خاں مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کو اب تک وہ پرانا کھیل یاد ہے۔ شکیل الرحمٰن اور بھاگ بھری جو جوان ہیں دونوں مجھ سے ملے ہیں اس کے بعد ایک بہت بڑا دریا ہے۔ اور کنارے کنارے کشتی جا رہی ہے۔ اس میں ہم سب آدمی سوار ہیں۔ کشتی کا وزن سنبھالنے کیلئے میرے ہاتھ میں ایک لکڑی ہے۔ میں آگے بیٹھا ہوا اسکا وزن سنبھال رہا ہوں۔ کہ کشتی الٹ گئی ہے اور تین آدمی دریا میں ڈوب گئے۔ ایک عورت ایک مرد اور ایک بچہ۔ یہ تینوں غوطہ کھا رہے ہیں۔ اور بچہ پانی کے اوپر آیا ہوا ہے۔ تو میں نے اسکو نکالا ہے پھر مرد خود بخود باہر نکلا اور عورت تین مرتبہ اوپر نیچے ہوئی ہے جب۔ وہ اوپر آئی تو میں نے اسکو بھی باہر نکالا لیکن وہ ادھ مری ہو گئی ہے۔ پھر میں نے اسکو اسطریقہ سے لٹایا کہ اسکے پیٹ کا سب پانی نکل گیا۔ اور وہ مرد کی ٹوپی پہنکر دوڑنے لگی۔ دیکھتے دیکھتے وہ مرد ہو گئی۔ آگے جوان عورتوں کا گروہ آ رہا ہے اور وہ ان میں مل گئی ہے اور میں یہ سب اوپر کھڑے ہو کر دیکھ رہا ہوں اور اوروں کو بتا رہا ہوں کہ دیکھا ایک معصوم بچہ اور ایک عورت ہے۔ وہ بچہ میرے لیے دعا کر رہا ہے۔ جو قبول ہو گئی ہے۔ اس کے بعد میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ میں ایک آدمی سے مکہ ایک بزنس کرنے والا ہوں اس لیے تم میرے پاس آؤ۔ (۲۸) اٹھائیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ عبدالغفور بھائی کی ناک ہاتھی جیسی ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ یہ جھگڑے آب کی گندی بہت اچھی بنائی ہے اسی لیے آپ اس پانی سے باہر نکل گئے ہیں۔ پانی بہت ہے سمندر۔ دوسرا آدمی سمندر میں ہی رہیگا۔ پھر بہت ساری عورتیں ہیں جو ان سے کہہ رہا تھا کہ میں شادی میں شامل ہونے نہیں آیا تھا۔ بلکہ تکلیف کیلئے آیا تھا۔ دیکھا کہ میں گھوڑے پر سے اترا ہوں تو ایک کتا کھڑا ہے۔ اور دوسری وہ انگلی جس میں میری انگوٹھی ہے ڈال کر پیار کر رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اسمیں تو میرا تعویذ ہے جسمیں یہ لکھا ہوا ہے۔ (اللہ) محمد علی فاطمہ حسن حسین۔ برسات بہت ہی برس رہی ہے اور بادل گھرے ہوئے ہیں۔ میں مشرق کی طرف دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ ادھر تو برس چکا ہے پھر مغرب کی طرف دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ ادھر ضرور برسے گا۔ اس کے بعد مولوی فہیم الدین صاحب کھڑے ہیں اور اقبال اپنا سامان مانگ رہی ہے۔ مولوی صاحب صرف اماری ہی دے رہے ہیں۔ اقبال کہہ رہی ہے کہ ہمارا سب سامان کباڑ وغیرہ بھی تو دیجئے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ تو نہیں ہے۔ اقبال بول رہی ہے کہ بھرم کرا بہ نہ دیں گے۔ کیونکہ اتنا ہمارا سامان بھی تو آپ کے پاس ہے۔ آپ اور ہم برابر ہو گئے ہیں۔ (۲۹) تیسویں رات:۔ دیکھا کہ میں نے آگ سلگائی ہے۔ پھر میں بھرا ہوا حقہ اٹھا لایا ہوں اور پی رہا ہوں۔ تو ایک بزرگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اسکا پانی بدلکر حقہ پیئو۔ میں نے فوراً اسکا پانی پھینکا تو کالا پانی نکلا ہے اور میں تازہ پانی ڈال رہا ہوں۔

صفر المظفر ۱۳۵۸ھ

پہلی صفر المظفر ۱۳۵۸ھ ہجری:۔ دیکھا کہ دروازہ پیران کھاتا فاضل امام گلی میں بھاڑا لوگ بیٹھے ہیں میں پوچھ رہا ہوں کہ باغ علی عرف اکبر آئی ہے۔ اللہ دیا نے کہا کہ جی ہاں ہم لکڑ مجلس حسین پڑھنے منگوانے گئے تھے۔ باغ علی عرف باگھی کہنے لگے کہ جی ہاں وہ مسلمان دلی، الہ آباد سے گھومتے ہوئے آنے والے ہیں۔ پھر اللہ دیا نے کہا کہ مجھکو تو صرف اللہ دیا کا خیال ہے۔ میں نے کہا کہ کیا ان کے ساتھ بچے بھی ہیں پھر انہوں نے کہا کہ بھائی بہن تو ہونے چاہئے آنکہ مامی گھومنے دا ناک کھڑا رہے۔ آگے ایک نوجوان لڑکی جس کی گود میں بچہ ہے اپنی مار کے ساتھ بیٹھی ہے۔ ہنسے بولے جھاکہ باگیش داس اچھے ہیں۔ اسنے جواب دیا کہ اچھا ہوئے گا میں نے دیکھا نہیں ——— دیکھا کہ میں خود مجھ دیکھ رہا ہوں

سورج کے ٹائم میں بات ہوتی ہے میں روپیہ روزانہ پر اچھا راستہ بناؤ۔ (۳) تیسری رات: دیکھا کہ مشرق کی طرف سے۔ اتنا پانی آ رہا تھا کہ جیسے کوئی پہاڑ ہوتا آ رہا ہے۔ برسات بہت ہے۔ اور عالم دین اور صمر الدین اور شرف الدین اور ایک بچہ بڑا ہے۔ باہر پر برا اور دو آدمی اور اکٹھے جا رہے ہیں۔ میں نے بچہ کو اٹھا لیا ہے اور باقی پاؤں تک آ گیا ہے۔ میں ان سب سے کہہ رہا ہوں کہ بڑھو۔ فاذکلی یا اللہ۔ یا محمد۔ یا علی یا فاطمہ۔ یا حسن یا حسین۔ (۴) چوتھی رات:۔ دیکھا کہ میری والدہ مجھے کھانا دے رہی ہے اور میں کھا رہا ہوں۔ اس میں کھیر بھی ہے۔ پھر میں گھوڑے پر سوار ہوں اور پھر میں دعا مانگنے کے لیے کھڑا ہوں۔ اور ابھی گولے کا پاٹھ کرنے والا ہوں۔ دیکھا کہ کوئی آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ موہن والے آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ ڈنکر آپ کو بہت یاد کرتا ہے۔ موہن میں رہ کر آپ نے بہت رسائی پیدا کی ہے وہ آپ کی بہت عزت کرتے ہیں اور آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ (۵) ساتویں رات۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کملی شاہ باسفید لباس میں ملبوس بیٹھے پڑھ رہے ہیں اور میں پوری سورۃ فاتحہ پڑھ چکا ہوں۔ اور ایک ساتھی بھی ہیں اور میں کہہ رہا ہوں گویا آج سے وقت شروع ہوا۔ (۶) چھٹی رات:۔ دیکھا کہ سب اپنے گھر پہنچ گئے ہیں جنگار کا وقت ہے میں موہن سے کہہ رہا ہوں کہ چنگار کر دیجئے (۲۸ آٹھویں رات۔ دیکھا کہ جتنی بخشیں آئے ہیں اور وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ مجھے مکان کرائے پر لینا ہے میں کہہ رہا ہوں کہ آپ مجھ سے گلے نہیں ملے۔ انھوں نے کہا کہ آپ مجھے اچھا نہیں سمجھتے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ جو اچھا نہ سمجھے وہ بے ایمان ہے ہاں یہ تو بتاؤ کہ کون کون آیا ہوا ہے۔ کہا کہ حسنین میرے ساتھ ہے اور وزیر آنے والی ہے۔ میرا گھر اندر سے بالکل خالی ہے۔ دروازے پر بیول کے کانٹوں کا ڈھیر لگا پڑا ہے۔ میں نے ان کو اٹھا کر باہر پھینک دیا ہے۔ اس کے بعد حیدر آباد میں ایک بہت ہی بڑی بلڈنگ ہے۔ ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ نظام حیدر آباد کا حکم ہے کہ جتنے بہن چار آدمی ہماری بلڈنگ میں کرائے پر رہتے ہیں ہماری شادی کی خوشی میں ان کو اچھے اچھے کپڑے دو۔ (۹) نویں رات:۔ دیکھا کہ خلیل بھائی جھاڑو دے رہے ہیں۔ پھر میں کیوں نہ دوں۔ میں نے جھاڑو دیا ہے تو سب اکٹھا جمع ہو گئے ہیں۔ مہر دین سردار اختر اور اقبال اور بہت سارے لوگ ہیں پھر سرکس کا کھیل ختم ہو چکا ہے۔ اور سامنے بڑے سرکس کا آخری کھیل ہونے والا ہے لوگ اس تماشے سے اس تماشے کو جا رہے ہیں۔ میں منور لعل سے کہہ رہا ہوں کہ چلئے یہ بھی آخری کھیل ہے۔ دیکھ آئیں۔ پھر ایک آدمی جنگی بر بیٹھا ہے۔ موہن نے سوہن سنگھ سے میری بات کی ہے۔ ماسٹر ایسا ہے ماسٹر ویسا ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں میں نے خود کیا ہے پھر سرکس کے لڑکے کی شادی کا ہے میں نے اسکی تعریف میں کتاب لکھی ہے۔ جب یہ اس کے ہاتھ میں دی ہے تو وہ دیکھ کر بہت خوش ہوا ہے اور اس نے اسکو قبول کر لیا ہے وہ کتاب اندر سے خوبصورت نکلی اور پہلی ہے پھر ہم میں آدمی چلے جا رہے ہیں ایک آدمی نام پوچھ رہا ہے۔ کہ تمہارا نام کیا ہے۔ دوسرا کہتا ہے۔ نظام محلہ پیر صابری۔ (۱۰) دسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مجلس حسنین ختم ہو چکی ہے۔ میں نماز بھی پڑھ چکا ہوں۔ سامنے بہت سارے شہیدوں کے واسطے پڑھے ہیں جو بہت ہی تندرست ہیں اور ایک لوٹا بڑا برتن پڑا ہے جو کہ بھرا ہوا ہے اور لوگ دان کو دے رہے ہیں۔ سامنے دروازے پر ایک بزرگ لیٹے ہوئے ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ غلام حسنین آپ قطب ہیں۔ انھوں نے اشارے سے کہا کہ ہاں۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ۔ گرہ دوسرے میں آتے ہی دنیا جھک جائے گی۔ پھر میں پرہ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ ہی انصاف کیجئے آپ نے دو سین کا وعدہ کیا تھا مگر مجھے ایک ہی ملا تھا۔ پیر یہ نے کہا کہ میں بل بناؤ دونگا۔ کل آپ کو پیسہ مل جائے گا۔

(۱۱) گیارھویں رات:۔ دیکھا کہ رنجیت مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میری بہن آپ کی دشمن ہے۔ رسول کریم کا زمانہ تھا تو انکا دشمن تھا۔ اس کے بعد ایک مکان ہے اسمیں نئے باجے پڑتے ہیں اور میں بجا رہا ہوں۔ مکان نیا ہے ایک آدمی مجھ کو پیسے سے روپئے پیسے اور نوٹ دیکر چلا گیا ہے اور مولوی صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ جو لوگ شراب پیتے ہیں وہ فقیر کیسے ہوتے ہیں انھوں نے کہا کہ وہ فول ہوتے ہیں بہت ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ آپ کو مجاز ہے کہنیکا کیونکہ آپ عالم و فاضل ہیں۔ کہنے لگے کہ بیشک میں کہہ سکتا ہوں مجھے مجاز ہے۔

(۱۲) بارھویں رات:۔ دیکھا کہ کسی بھان نے میرے مکان میں آگ لگا دی ہے جو میں نے دیکھ کر اپنے ہاتھوں سے بجھائی ہے پھر میں نے اندر سے کنڈی لگا لی ہے تاکہ وہ اندر نہ آئے۔ اندھیرا سویا ہوا ہے میں نے اسکو جگایا اور اسی سے کہہ رہا ہوں کہ اندر سے اچھی طرح سے دیکھ بھال کے کنڈی بند کر لے۔ (۱۳) تیرھویں رات:۔ دیکھا کہ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ پریرا صاحب آپ کی بہت تعریف کرتا تھا۔ سبب حبیب اللہ کا اتنی بڑی تکلیف و مصیبت اٹھاتے ہوئے ماسٹر

اور میں چل پڑا۔ اس کے بعد ایک مکان ہے اور ایک راستہ ہے تو تاج دین مجھے ملے ہیں اور ہم باتیں کرتے ہوئے جا رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بہت دنوں کے بعد تم ملے ہو۔ پھر ایک مکان ہے اس کے باہر میں اور سنگھ بیٹھے ہیں۔ سنگھ کہہ رہے ہیں کہ نبے خیال تم باہر نکل آؤ اور فوراً ایک خوب صورت لڑکی اندر سے باہر آگئی میں اسکی تعریف کر رہا ہوں کہ واقعی یہ بے بی بہت خوب صورت ہے۔ مجھے پہلے سے یہ خبر نہ تھی کہ کوئی لڑکی اندر ہے۔

ربیع الاول ۱۳۵۸ھ

یکم ربیع الاول ۱۳۵۸ھ دیکھا کہ مجلس حسین کے تین روز بعد کچھ لوگ گاتے بجاتے اور کچھ دھمرو جیسی چیز بجاتے آ رہے ہیں کچھ باتیں بھی کر رہے ہیں مگر وہ یاد نہیں ہیں۔ دوسری رات:۔ دیکھا کہ گاڑی سے نبی بخش اترے ہیں اور ان کے پاس بہت سی خوب صورت صندوق نما پیٹیاں ہیں۔ وہ کالا کوٹ پہنے ہوئے ہیں۔ آگے ان کے بھائی کھڑے ہیں۔ پھر علی بخش وفیروز الدین اسٹیشن سے چلے ہیں۔ ان کے آگے آگے بنسری بجانے والے بہت ہی سریلی بنسری بجا رہے ہیں۔ میں ان کی تعریف کر رہا ہوں۔ اس کے بعد ایک کمپنی ہے وہاں میں ہارمونیم بجا رہا ہوں۔ ایک بوڑھی پوربین عورت اور اسکی لڑکی معہ ایک جوان آدمی کے میرے پاس طرز بٹھانے کیلئے کھڑے ہیں۔ میں نے ایک تان باجے میں سے کہی ہے۔ وہ عورت کہہ رہی ہے کہ اس نے یہ حرکت بہت ہی اچھی لی ہے۔ پھر اقبال نے اور بچوں نے باغ میں سے تین چھوٹے سنگترے توڑے ہیں۔ پھر چار جگہ بجلی نہایت ہی پاور فل سے جلنے لگی۔ اس میں سے میں نے ایک بند کر دی اور نوکری دھونڈھنے جا رہا ہوں تو اقبال نے مجھے چھ پیسے کرائے کے کیلئے دیئے ہیں۔ وہ کہہ رہا ہے کہ گلتی ہوئی۔ اور میں اس سے صحیح لفظ ادا کروا رہا ہوں (غلطی کو غلطی) ۱۴۔ ساتویں رات دیکھا کہ سردار اختر اور اسکا بھائی مجھے دودھ اور پستہ دے رہے ہیں۔ ہم سب لوگ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ملتان شہر ہے اور میں گاڑی سے اتر کر کھڑا ہو گیا ہوں وہاں میرے بھائی عالم دین قمر الدین اور شرف الدین ہیں اور شرف الدین مجھ سے گلے نہیں مل رہے ہیں۔ میں ان کو گالیاں دے رہا ہوں۔ اور کہہ رہا ہوں کہ تمہیں کس بات کا گھمنڈ ہے۔ تمہیں تو سات سروں کے نام تک نہیں آتے۔ تمہیں تو میرے ساتھ بیٹھ کر مجھ کو سناؤ۔ وہ چپ ہیں لیکن طرز رہے ہیں اس کے بعد خلیل اور بھائی کو عنایت نے کچھ شوکھ کر دیئے ہیں۔ وہ ایک کاپی سے نقل کر رہے ہیں۔ جس کے کاغذ اندر سے سنہرے ہیں ۱۵۔ آٹھویں رات:۔ دیکھا کہ بھائی اللہ دتا سفید کپڑے پہنکر طرز نبا رہے ہیں۔ جو بالکل خیال کے طریقہ کی طرز ہے۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ خیال کی طرف ٹھیک نہیں۔ بلکہ ٹھمری اور بھجن کے طریقہ کی طرز بنائیے خیال کی طرح۔ دیکھئے ممن کر دیں یہ میرا خیال ہے۔ اور ایک طرز کا معاوضہ ۲۵ پچیس روپیہ ہے۔ ۱۶۔ سولھویں رات:۔ دیکھا کہ نظام حیدر آباد کا دربار لگا ہوا ہے۔ سب درباری اپنی اپنی جگہ پر مصلح کھڑے ہیں اور نظام میر عثمان علیخاں ایک کمرے میں پردے کے پیچھے بیٹھے ہیں۔ دربار کا کام جب ختم ہوا تو سب درباری اپنے اپنے گھر جا رہے ہیں۔ تو گھنا رنگھ پہلے دربار سے نکلا اور پھر وہی کالے کپڑے پہنکر بازار میں نکلا ہے۔ اتنے میں مجھے پیشاب آیا اور میں ایک جگہ پیشاب کیلئے بیٹھ گیا۔ تو دو جماعتے نماز پڑھ کر آ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک تلاوت قرآن شریف کرتا ہوا آ رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں سبحان اللہ۔ کتنی جلدی یہ قرآن شریف پڑھ رہا ہے۔ دوسرا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم کرت گھن ہو۔ میں نے کہا کہ وہ کیسے کہنے لگا کہ یہیں تم پیشاب کر رہے ہو۔ اور تم نوکری نہیں کرتے ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے نوکری ملتی ہی نہیں۔ میں کیا کروں۔ پھر میں ایک رستہ پر جا رہا ہوں۔ اور رنجیت مجھے بار بار بلا رہے ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ بولتے بھی نہیں ہیں۔ اور آتے بھی نہیں۔ میں نے کہا کہ کیا آئیں تمہارے باپ کو تو یہ پتہ بھی نہیں ہے کہ کون اپنا ہے اور کون بے گانہ ہے اور پھر میں بہت رو رہا ہوں۔ پھر وہی نظام کا دربار ہے اور نظام کا بھائی پلنگ پر بیمار پڑا ہے۔ میں اقبال اور اپنے بچوں سے کہہ رہا ہوں کہ وہ دیکھو نظام کا بھائی بیمار ہے۔ اور یہ سب اسکو دیکھ رہے ہیں پھر میں کہہ رہا ہوں کہ وہ

علی بخش خلد کو نہیں دیکھا۔ بھوڑ ہی عمر میں لاکھوتی ہوگا۔ ایک دوکان ہے وہاں میں عینک لگائے اور جوتی پہنے ٹہلتا ہوں۔ پھر میں نے ایک سائکل لی ہے۔ پھر دوائی آئی ہے۔ پھر کرم بھری بھاگ بھری، روشنائی، شرف الدین اور قمر الدین غرضکہ سب ہی ہیں ایک سین لگا ہوا ہے۔ اس میں نثار ڈریس پہنے بیٹھے ہیں اور بوڑھی خورشید ڈریس پہنے میرے پاس لیٹی ہے۔ باہر نظام الدین میرے پاس مکڑی لیئے روئے بیٹھے ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آپ کو رحم کرنا چاہیئے ظلم نہ کرنا چاہئے۔ وہ کہتے ہیں کہ چل بے میں نے اندر جاکر نثار سے کہا کہ تمہاری آنکھیں اس لیئے بڑھی ہیں کہ آخر تمنے ابن سعود قریب ہی جا پڑا ہے گیہوں کے سوکھے جھاڑ ہیں۔ ان کو آگ لگی ہے۔ مگر میرا باجا بالکل بچ گیا ہے اور میں گانے ٹون کر رہا ہوں۔ بیٹھا خورشید نے سندھڑے کا لیا ہے۔ مگر میں بے سدھ سا رنگ کا رکھا ہے۔ اس کے بعد بھوگی لعل سیٹھ مجھ سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔ وہ مجھ سے بہت ہی خوش ہیں ان کو بیماری سے صحت ہوگئی ہے۔ (۱۴) چودھویں رات۔ میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ کمپنی نے مجھے دس روپے ایڈوانس دیئے تھے وہ بھی میں نے خرچ کر دیئے تھے۔ ابھی کمپنی نے مجھے روپیہ دیا ہے کہ دس روپے کم لے لو۔ چار روپیہ میں اپنے خرچ کو رکھتا ہوں۔

(۱۵) پندرھویں رات۔ دیکھا کہ میرے گھر میں سب رشتہ دار موجود ہیں۔ کرم بھری ہے اور معصوم بچہ بھی ہے جو کھیل رہا ہے۔ اتنے میں ایک آدمی آیا اور وہ کہہ رہا ہے کہ پیاس ہے مجھے پانی پلاؤ۔ یہ سنتے ہی میں نے خود پیالہ لیکر دھویا ہے اور پانی بھر کر اسکو دیا ہے لیکن دینے سے پہلے میں بار بار بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ رہا ہوں۔ اور یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ زیادہ نہ لے جائے۔ اس لیئے یہ پڑھ کر اور پھونک کر پانی دیتا ہوں۔ پھر آگے بڑھا تو اندر اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ میں نے بینا سے کہا کہ ذرا چلو تو اندر کوئی کہہ رہا ہے کہ اندر گنگا آگیا ہے میں یہ کہنے ہی پایا تھا کہ غلام علی آگے بڑھے ہیں اور انھوں نے بجلی کا بلب دبا دیا ہے تمام روشنی ہی روشنی ہوگئی۔ اندر والدہ ہیں اور ایرانی جمع کیا ہوا بہت سا گیہوں بھرا پڑا ہے دروازے سے باہر جو میں نے دیکھا تو بہت برسات برس رہی ہے۔ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ کیوں جی یہ سمجھ رہے۔ میں نے کہا جی وہ سمجھ رہے جہاں آدمی کھڑے ہیں۔ یہ تو میرا گھر ہے۔ اور یہ رزق ماں کا جمع کیا ہوا ہے جو مجھے ملا ہے بعد میں کوئی بات ہے تو بدھکر کہہ رہا ہے کہ جاؤ تمہاری شتی ہوگئی تمہاری فتح ہوگئی ہے

(۱۶) سولھویں رات۔ صرف یہ دیکھا کہ میں گئے کا رس لوگوں کو پلا رہا ہوں۔ (۱۷) سترھویں رات دیکھا کہ برکت علی مجھ راستہ دکھا رہا ہے اور میرے پاس کوئی نشان بھی ہے۔ (۱۸) اٹھارویں رات۔ دیکھا کہ بہت سارے لوگ میرے پاس آئے ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ ان کو نوکری دلاؤ۔ (۱۹) انیسویں رات۔ دیکھا کہ میں کہیں سے گیہوں لا رہا ہوں اور لوگوں کو بھی دے رہا ہوں۔

(۲۰) بیسویں رات۔ دیکھا کہ مرہٹی پنجر میں شیا مجھ کو لے جا رہی ہے آگے جوتی لے رہی ہیں اور ایک کتا مجھ کو دیکھ کر بھونکتا ہے اور ایک عورت میری پانچ روپے کی قرضدار تھی اس نے مجھ کو ایک روپے کے پانچ نوٹ دیئے ہیں۔ (۲۱) اکیسویں رات۔ دیکھا کہ اوقلب شاہ گنگوہ والوں میں اقبال اپنے لڑکے کو اٹھائے ہوئے ہے اور میں کار دار سے کہہ رہا ہوں کہ جو شامد کہتے کرتے ہم تو ٹھک گئے ہیں۔ اس سے زیادہ ہم سے خوشامد نہیں ہوتی۔ پھر کوئی عجیب چیز دیکھی ہے۔ (۲۲) بائیسویں رات۔ دیکھا کہ میرے گھر میں بجلی بک رہی ہے۔ فیروز، برا اقبال سب علیحدہ علیحدہ پکار رہے ہیں (۲۳) صرف یہ دیکھا کہ حسین بی کو جمیل احمد کا سلام ہو۔ (۲۴) دیکھا کہ میں بھیڑ سے آرہا ہوں اور چور چور کہہ کر پکار رہا ہوں۔ پھر میں بھاگ کر ایک بہت ہی اونچی جگہ پر چڑھ گیا ہوں۔ اوپر سے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بہت ہی بھاری بلڈنگیں ہیں اور دروازے میں ایک ڈاکٹر کھڑا ہے۔ اور اس کے پاس فیروز کھڑا ہے میں اتر کر بھاگنے لگا۔ میرے ساتھ اقبال بھی دوڑی آرہی ہے اور ہم دونوں ایک بہت بڑے دروازے سے اندر داخل ہوگئے ہیں۔ اور اندر سے کنڈی لگا لی ہے اور یہ ہماری زبان پر ہے اور ہم دونوں چور سے محفوظ ہوگئے ہیں۔ (۲۵) صرف یہ دیکھا کہ سب ستاروں کا چکر ختم ہوگیا۔ (۲۶) دیکھا کہ مجھے خرچ کرنے کو ملا ہے (۲۷) پھر یہی دیکھا کہ مجھے خرچ کرنے کو ملا ہے

(۲۸) اٹھائیسویں رات۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں لال مینڈھے پر سوار ہوں پھر اس سے اتر کر مینڈھے پر سوار ہوں اور میں اسکو دیکھ رہا ہوں کہ یہ بھی بہت مضبوط ہے اور خوب چل رہا ہے جیسے کہ گھوڑا چلتا ہے۔

(۲۹) انتیسویں رات۔ دیکھا کہ عطا محمد مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ جب تک میری چلتی تھی میں نے سلطان باوا کو بھلایا۔ جب میری نہیں چلتی تو میں نے اسکو الگ کر دیا ہے۔ اس کے بعد ایک مکان ہے وہاں سے میں نے کوئی چیز لی ہے اور میں کھا رہا ہوں۔ ساراوں اسی دکان پر بیٹھے بیٹھے گذار دیا ہے۔ دوکاندار کہنے لگا کہ تمنے سارا دن یہیں بیٹھے بیٹھے گزار دیا ہے اب تم جاؤ۔ یہ سنکر میں نے اسکو پیسے دیئے

باوضو ہونے کو مجھ سے فرض فرمایا ہے۔ پھر میں کہیں جانے کے لیے تیار ہوا ہوں لیکن راستہ میں کچھ کچرا پڑا ہوا ہے۔ میرے ساتھ میری ماں اور بھی میرے رشتہ دار ہیں سامنے جھاڑو بھی پڑی ہے۔ میں نے جھاڑو سے راستہ صاف کر دیا ہے۔ اور ماں سے کہہ رہا ہوں کہ راستہ صاف ہے ماں جی اب راستہ صاف ہے۔ ماں جی۔ (رحم فرمایئے) (۱۸) چودھویں رات:۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ جسم مردہ ہے مگر میں زندہ ہوں۔ اس کے بعد میری زبان سے صرف یہ نکلا۔ فتح گڈھ (رحم فرمائے تیرے اللہ)۔ (۱۷) سولھویں رات:۔ دیکھا کہ ایک مکان میں دو لڑکیاں بیٹھی ہیں جنکا لباس بالکل سفید ہے۔ ایک تو بالکل جوان ہے دوسری ابھی چھوٹی ہے۔ میں بھی بالکل سفید کپڑے پہنے ہوں اور میری داڑھی کوئی بارہ بر تک کی ہے میں چھوٹی لڑکی کو ایک عاشق کی طرح خوب بیٹھے بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ یہ دیکھ کر بڑی لڑکی مجھ سے کہنے لگی کہ تم ۲۴ گھنٹے جھوٹ موٹ دیدار کرتے رہتے ہو۔ میں یہ کہہ کر وہاں سے چل پڑا ہوں۔ "دیدار کرنا بھی کوئی گناہ ہے" فوراً اسی وقت بڑی لڑکی مجھے منانے کے لئے۔ میرے پیچھے آنے لگی اور مجھ سے کہتی ہے کہ نہیں نہیں تم آؤ اور دیدار کیا کرو۔ یعنی جیسے تم پہلے بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھو۔ نہیں "ہو کر جاؤ بلکہ واپس آؤ۔ اور دیدار کرو) (لے کریم کرم کر) (۱۹) انیسویں رات:۔ دیکھا کہ لاہور شہر ہے اور وہاں ایک کمپنی میں مشرصاحب نوکر ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آپ مجھے بھی ایک چانس دیں۔ پھر آپ دیکھیں کہ میں کیسی طرزیں بناتا ہوں اگر میری طرز کسی کی طرز سے ملے یا نقل ہو تو مت لیجئے۔ اگر سب سے الگ ہو تو چانس دیجئے۔ یہ سنکر انکوں نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور کہا کہ اب میں تم کو ضرور چانس دوں گا۔ اسکے بعد میں ایک عطر کی دوکان پر پہنچا ہوں اور میں نے کہا کہ یہ کس کی دوکان ہے۔ جواب ملا کہ فضل دین کی ہے برابر میں فضل الٰہی کی ہے۔ پھر میں نے عطر کا بھاؤ پوچھا کہا کہ تین روپیہ تولہ ہے۔ (رحم کر تو رحیم ہے) (۲۰) بیسویں رات:۔ دیکھا تو بہت کچھ لیکن یاد صرف یہ ہے کہ میں یہ کہہ رہا ہوں۔ (یا داتن علی ہے)۔ (۲۲) بائیسویں رات:۔ صرف یہ دیکھا کہ یہ اسٹوری پچیس سو نیسر دانیال کی ہے۔ (۲۳) تیئیسویں رات:۔ دیکھا کہ جمال دائم زمیندار ہے جو کھڑا ہے وہ زمین کا مالک ہے مگر میری کوئی زمین نہیں ہے۔ (۲۴) چوبیسویں رات:۔ دیکھا کہ گیہوں کے سب کھیت پک گئے ہیں لوگ کاٹ کاٹ کر اور صاف کر کے گھروں میں بھر رہے ہیں اور بہت سارے ڈھیر لگے ہوئے ہیں پھر مجھے حاجت رفع کرنے کے لیے جانا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہاں نہ کروں گا کیونکہ یہ جگہ گندہ ہے۔ اس کے بعد یہ کہہ رہا ہوں کہ آج چاند رات ہے۔ کل (روزہ ہے۔ حلوہ اور روزہ۔ برابر سات قسم کے ہیں۔ اس لیے لڑائی ضرور ہوگی اور اس کے بند کرنے کی کوشش بھی ہوگی۔ جو بند ہو جائے گی۔ اس کے بعد میں بیٹھا ہوا ایک سید صاحب کا انتظار کر رہا ہوں۔ اتنے میں وہ آگئے ہیں۔ میں ان سے یہ کہہ رہا ہوں کہ سید صاحب آپ مجھے ٹانکا لگانا دو چار دن میں بتا دیجئے جوں ہی روٹی کما کھاؤں۔ میں بھوکا مر رہا ہوں۔ ان کے بشرے سے ایسا اندازہ ہوا کہ وہ سکھا دیں گے۔ میرا کہنا قلعی کے ٹانکے کا تھا۔

(۲۵) پچیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک مسجد میں عطر لگے ہوئے بچوں بڑے ہیں جن کو میں جن رہا ہوں اسکے بعد میری عورت اقبال ہے اس سے میں نے پاک محبت کی ہے اور اسی کے بہت سے چاہنے والے آکر بیٹھے گئے ہیں۔ وہ میرے خلاف اسکو اکسا رہے ہیں۔ کہ وہ مجھے وہاں سے نکال دے۔ قبل اس کے کہ وہ مجھے کچھ کہے۔ میں نے کہا کہ اچھا میں چلا جاتا ہوں وہ کہنے لگی کہ نہیں نہیں تم نہیں جا سکتے۔ تم میرے بڑے مرد ہو۔ اس کے بعد صابون سے میں اپنے بدن کا میل خوب اتار رہا ہوں۔ اور مل مل کر غسل کر رہا ہوں۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ سینہ صاف کرنے کے لئے ہے۔ (۲۶) چھبیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن مجھے نظر نہیں آرہے ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ اس کے جیلا کوئی نہیں۔ (ذکر کر اے رب رحیم و کریم)

(۲۷) ستائیسویں رات:۔ دیکھا کہ میں ایک دریا پر پہنچا ہوں اور پوچھ رہا ہوں کہ یہ کونسی جگہ ہے کسی نے جواب دیا کہ دریائے اٹک ہے۔ دریا کی گہرائی بے اندازہ ہے۔ پانی اتنا صاف ہے کہ پانی کی ہر مچھلی صاف نظر آرہی ہے۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ اس کے جیسا کوئی نہیں ہے۔ اور ایک تیرنے کی کوئی چیز ہے جو بالکل کمزور ہے۔ لیکن میں اس کے سہارے پار ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد سید برکت علی آئے ہیں پھر سید غلام حسین ملتی فاضل اور ایک معصوم بچہ ہوٹل میں بیٹھے ہوئے باروٹی کا ٹکڑا کھا رہے ہیں میں بھی باروٹی کا ٹکڑا کھا رہا ہوں۔ اور میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ عراق تک جہاز دیکھے زیارتیں کریں گے۔ (۲۸) اٹھائیسویں رات:۔ دیکھا کہ میں ایک مکان میں وزیر سے کہہ رہا ہوں کہ میں ابھی لونگا۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ آدمی ہیں میں کیسے دوں۔ میں نے کہا کہ مجھے ابھی دو۔ وہ بہت ہی خوش ہو کر ہنستے ہوئے کہنے لگے اچھا اچھا پھر میں نے دیکھا ہے۔ پھر میں ایک گلی میں سے گذر رہا ہوں دیکھا کہ وہاں بد جھکر کھیل رہا ہے۔ پھر وہیں مجھے رنجیت ملا وہ کہنے لگا کہ وہ بد جھکر ہے اسی نے آپ کو بلایا ہے۔ میں فوراً جا کر بیٹھ گیا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ مکان بھی

اسوری پوری ہوئی ہے۔ (۱۷) سترھویں رات۔ دیکھا کہ میں گھوڑے پر سوار ہوں اور سنی اور شیعہ مسلمان کی دوکان پر گیا ہوں اور پھر نیشنل اسٹوڈیو میں بڑے بڑے ڈائرکٹ کام کر رہے ہیں۔ اقبال اور بے بی مادھوری بھی ہے۔ مادھوری میک اپ لگا کر کام کر رہی ہے۔ اقبال اس سے پوچھ رہا ہے کہ کیا مائک کے سامنے تمہاری لڑائی ہوگئی ہے وہ کہہ رہی ہے کہ ہاں تھوڑی لڑائی ہوگئی ہے۔ اتنے میں افضل صرف اپنے ایکٹر کو انگلش بتا کر اسپارٹ پر بھیجا رہا ہے۔ (۱۸) اٹھارھویں رات۔ دیکھا کہ ایک بہت بڑا نل جل رہا ہے۔ اور میں اس پر غسل کر رہا ہوں۔ وزیر مجھے دیکھ رہی ہے اور میں یہ پڑھ رہا ہوں۔ نَوَیْتُ اَنْ اَغْتَسِلَ مِنَ الْغُسْلِ الْجُمُعَۃِ فِیْ مَرْفَعَۃِ غَسَلَ خَلَدَ پھر ایک آدمی ادھر سے ادھر گھومتا پھر رہا ہے۔ وہ مجھ سے پوچھ رہا ہے کہ صاحب الدار کہاں رہتی ہے۔ میں نے کہا کہ وہ میرے ماتے پر رہتی ہے۔ پھر وہ کہنے لگا کہ اسکا پارٹ ہے اسکو محمود نے بلایا ہے۔

(۱۹) انیسویں رات۔ دیکھا کہ مجھے جنت ملی ہے۔ میرے بال بچے میرے ساتھ ہیں اس کے بعد یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حمام ہونے والا ہے اور لوگوں نے پانی کا انتظام کر لیا ہے۔ اور ایک جگہ پر خالی پانی کھڑا ہے۔ پانی کا نل ہے لیکن ہماری طرف پانی نہیں ہے۔ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ کی طرف تو پانی نہیں ہے۔ آپ بھی تو پانی کا بندوبست کر لو۔ میں اسکو جواب دے رہا ہوں کہ جس نے جو پیچ دی ہے وہی چوگ بھی اپنی چارا بھی دے گا۔ (۲۱) اکیسویں رات۔ دیکھا کہ میں یہ شعر پڑھ رہا ہوں

علی بخش قصائی کے گھر میں ۔ امام مہدی پیدا ہوا

پھر دیکھا کہ میں نے عطر کا بیوپار کیا ہے اور میں نے نمونے بھیجے ہیں جس میں مجھے تین چار ہزار روپے نفع ہوا ہے۔ اس کے بعد میں ایک عطار کی دکان پر گیا ہوں میری عورت کی طبیعت میں کچھ تکلیف ہے میں اس سے اس کی ایک دوائی مانگ رہا ہوں اس نے مجھے دوائی کا کچھ نام بتایا ہے کہ وہ یہاں نہیں ہے وہ بازار میں ملتی ہے۔ اگر وہ آپ لاؤ تو ہم آپ کو مفت دوا بنا دیں گے۔ اور وہ انشاء اللہ اچھی ہو جائیگی۔

(۲۲) بائیسویں رات۔ دیکھا کہ ایک آدمی ہیں جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں ان کو ہم بلا رہے ہیں وہ کہہ رہا ہے کہ ہم ابھی آتے ہیں اس کے بعد ایک جہاز کا ایجنٹ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ آگے اگاسی کی طرف رہتے ہیں۔ وہ کہنے لگا ہاں وہ مکان ہم کو چاہیئے خالی کر دیں اور منہ سے بھی رہا ہے۔ میں نے کہا کہ میں اس وقت لڑائی کے زمانہ میں کہاں جاؤں جبکہ مسلمانوں کو کرایہ پر مکان ملتا ہی نہیں ہے آپ یا تو کر سکتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی سے ایسی بات نہیں کی ہے۔ اور اگر کی ہو تو میں فی سبیل اللہ معافی مانگتا ہوں لیکن میں مکان نہیں چھوڑوں گا وہ سکرانے لگا گویا مجھ کو آزماتا ہے۔ اس کے بعد کرشن کا سین ہے دو سکھیاں کام کر رہی ہیں تریلوک کپور کرشن بنا ہوا ہے۔ شام کا وقت ہے پریم کا سین ہے۔۔ ایک آدمی آیا ہے اور اس نے میرے لیے قلم سے کھا ہے ٹھیک ہے۔ (۲۳) تیئیسویں رات۔ دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ میں جلدی جاؤں گا۔ اس کے بعد پوسٹ مین نے مکے کے ہاتھ ایک لفافہ بھیجا ہے اس نے مجھے دیا ہے اس پر یہ پتہ لکھا ہوا ہے ماسٹر علی بخش حاتم طائی کو ملے۔ (۲۴) چوبیسویں رات۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میری عورت ہے اور ایک ڈاکٹر ہیں جو ادھر آ رہے ہیں۔ اس کے بعد میں ہاتھ میں لالٹین لیے ہوئے کام کرتا پھر رہا ہوں۔ پھر میرے گھر میں غلام قادر صالح محمد غلام حیدر سندھی آئے ہیں۔ لیکن میں نے ان کے لیے چائے منگائی ہے۔ اور باقی جو آدمی ہیں جن کے لیے میں نے بھر چائے منگائی ہے۔

(۲۵) پچیسویں رات۔ دیکھا کہ ہاتھی بہت ہیں اور میں بھی ہاتھی پر سوار ہوں۔ اس کے بعد بہت بارش ہو رہی ہے کسی کی شادی ہے۔ ایک آدمی مجھ سے کہنے لگا کہ ابھی اونٹ آپ کی سواری کیلئے آئے گا۔ اس پر سوار ہو کر آنا۔ پھر مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ میں نے کوئی گناہ کیا ہے اور میں بند ہوں پھر میں خود ہی کہہ رہا ہوں کہ اگر میں بند ہوتا تو میں آزاد کیوں ہوں۔ میں تو آزاد ہوں۔ پھر ایک آدمی دوسرے نمبر پر آیا ہے اس کی بغل میں ایک کتاب ہے اور میری بغل میں بھی ایک کتاب ہے جو قرآن ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اسکو ہٹا دو۔ میں اسکو ہٹا دونگا۔ تو وہ جھلا گیا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور میں سچا ہوں۔ اس کی کتاب اور میری کتاب کی بحث ہے۔ (۲۶) چھبیسویں رات دیکھا کہ صالح محمد سیٹھ آئے ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ تم ذرا ان کو بیٹھاؤ میں ان کے لیے لسی بنا کر لاتا ہوں آگے ایک پہلوان دودھ والے کی دوکان ہے۔ میں وہاں گیا ہوں اس کے یہاں دہی جمی ہوئی رکھی ہے میں نے اس سے کہا کہ لسی بنا دو ایک آدمی کیلئے اس نے فوراً بہت ساری لسی بنا دی ہے۔ اور پہلوان نے مجھ سے بارہ آنے مانگے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ تم مجھ سے جان بوجھ کر زیادہ پیسے لے رہے ہو حالانکہ میں نے اسکو پہلے بارہ آنے کے تیرہ آنے دیئے ہیں۔ وہ حیران اور ششدر رہ گیا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ میں نے اس سے پہلے ہی زیادہ پیسے لیئے ہیں۔ اس کا دل بہت بڑا ہے

میرے مکان کے پاس ہی ہے بہ صورت مجھ سے بہت ہی خوش ہو کر کہہ رہا ہے کہ اسٹر علی بخش کا دل سینہ بالکل صاف ہے۔ اس کے بعد میں اپنے گھر سے گاؤں میں رہتا ہوں۔ میری حد نو مسلم یا ہندو زبان مجھے گاڑی پر چڑھانے آئی ہیں۔ وہاں پھیرو والے شرف الدین وغیرہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ تم اتنے غریب اور چھوٹے گاؤں میں رہتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ میں غریبوں میں رہتا ہوں۔ کوئی اگر امیر ہو اور اس کو ضرورت ہو تو میرے پاس آئے۔ اور میں بھی آنے کے لیے گاڑی پر سوار ہو رہا ہوں۔ (کرم کریں میرے پروردگار)

(۴) تیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک ناٹک کمپنی میرے ساتھ بہت سارے بھانڈ ہیں اور ایک جگہ کھیل کر رہے ہیں۔ ایک کہنے لگا کہ کھیل کیجئے۔ میں نے کہا کہ ان لوگوں کو ضرور کھیل دکھائیے۔ آخر یہ بھی تو انسان ہیں۔ اس کے بعد ہم دو آدمی جا رہے ہیں۔ دیکھا کہ ایک جگہ بہت بڑا دالان ہے وہاں ایک آدمی موٹا اور پست قد ہے کھڑا ہے۔ میرا ساتھی اس کو دیکھتے ہی بھاگا۔ میں نے اپنی آنکھیں نیچی کر لیں اور یہ پڑھنا شروع کر دیا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اور یہ کہتا جاتا ہوں کہ آپ فرزند علی ہو کہ مجسم علی ہو۔ روتا بھاگا جاتا ہوں اور اس ہستی کا مجھ پر بہت رعب چھایا ہوا ہے۔ عطر کی بہت خوشبو جیسی آ رہی ہے۔ فوراً ہی وہ ہستی میرے پاس آ کر بیٹھ گئی ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے میری دونوں آنکھوں کو مسل دیا ہے۔ اور فرمایا ہے "اتنا جانتے ہو آؤ سکھا دوں۔ بغداد سے محمد جشمہ دے گا"۔

اس کے بعد ایک گاڑی آ رہی ہے اس کے ساتھ تھوڑے سے ڈبے ہیں جو کہ ڈوب گئے ہیں۔ پھر دو چار بگھیڑ رحمت علی اور ساتھ میں میں بھی ہوں۔ جا رہے ہیں آگے آگے کار دار بھی جا رہے ہیں۔ راستے میں پر تھوی راج سے ملاقات ہوئی ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ "چھ کا فقیر بہت بڑا ہے"۔ ایک کہنے لگا کہ میں کل دو دو آنے میں بہت سارے فقیر لایا ہوں؟ میں نے کہا کہ "جناب چھ کا فقیر ملنا بہت مشکل ہے"۔ لاکھوں میں سے کسی ایک کے پاس ہوگا۔ اور بہت ہی بڑی چیز ہے۔ وہ اسی کے پاس ہوتا ہے جو کہ اپنی زندگی دے دے"۔

خیر اس سے سلام و بگھیڑ کے میں ان آدمیوں میں جا ملا ہوں۔ ہاں اب کار دار بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ جناب مجھے ضرور چانس دو۔ انھوں نے کہا کہ اگر آپ دو روپیہ کے چار آنے لیں تو آپ اگر کہ اتنی کو خوشی سے ایجنٹ مقرر کریں۔ میں نے چانس آپ کو دیا میں نے کہا کہ مجھ کو منظور ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ ہم ایک مذہبی اسٹوری بھی نکال رہے ہیں۔ مگر وہ چانس اور کو دیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ چانس بھی آپ مجھ کو دے دیجئے۔ انشاء اللہ میں آپ کو شاندار پرچہ سے بڑھتا ہوا میوزک دوں گا۔ اسی میں تو میں اپنا کام دکھاؤں گا۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ میرے کام سے بہت خوش ہوں گے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ

بگڑی بن جاتی ہے ؎ جب فضلِ خدا ہوتا ہے

جمادی الاول ۱۳۵۸ھ

دوسری رات جمادی الاول سنہ ۱۳۵۸ھ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کتاب ہے اور اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

"لَحْنِ داؤدی"

تیسری رات:۔ دیکھا کہ کوئی کھیل ہو۔ ہاں ہے سنیما دیا کہ کر بگھیڑ ایک لڑکی کا ہے مگر وہ ابھی تک سٹوڈیو میں آئی نہیں ہے اس کا انتظار ہے اور دو بیکار انی بھی کھڑی ہے۔ کچھ ہے اور وہ مجھے بہت پیار سے دیکھ رہی ہے۔ (۲) چوتھی رات:۔ دیکھا کہ ایک کھیل ہو رہا ہے۔ مگر ایس آدمی تھوڑے سے بیٹھے ہیں۔ جیسے ہی میں اسٹیج پر آیا اور میں نے کچھ بولنا شروع کیا تو وہ تھوڑے سے آدمی بھی اٹھ کر جانے لگے۔ پھر اس کے بعد اور بھی بہت کچھ دیکھا لیکن یاد صرف اتنا رہا کہ جہاں جہاں سے میں جا رہا ہوں کسی نے نہیں روکا کہ سب راستے صاف ہیں۔ (۵) پانچویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پنچائت بیٹھی ہوئی ہے۔ وزن برابر ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ

اور میں نے لسی لیجا کر صالح محمد سیٹھ کو بلائی ہے وہ کہنے لگے کہ اسکی کیا ضرورت تھی وہ بہت ہی خوش ہوئے ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آپ بہت ہی غریب پرور دوست ہیں۔ آپ نے ہم پر بہت ہی احسان کیا ہے۔ خدا آپ کو خوش رکھے۔ پھر میں کہیں گلی کوچوں میں سے گذر رہا ہوں۔ وہاں میں نے ایک آدمی سے کچھ پوچھا ہے۔ اس کی صورت آپس میں کہنے لگی کہ تم پوچھو۔ اس شخص سے کہ تم کو کہاں جانا ہے شہر حیدرآباد سندھ ہے۔ میں نے کہا کہ سیٹھ لبشنداس کے پاس۔ اس نے کہا کہ اس کو تو سارا شہر جانتا ہے۔ یہ راستہ ہے جاؤ۔ یہ سنتے ہی میں اسکی ٹھیک پر پہنچا۔ دیکھا کہ تین تنبوروں کو سر کیا جا رہا ہے۔ جو سُر کر رہا ہے وہ کہنے لگا کہ آپ کون سے سر سے گائیں گے۔ میں نے کہا کہ پانچواں کا لاسر اسپری میں گاتا ہوں اور گاؤں گا۔ ــــ (۲۷) ستائیسویں رات کو کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم سہرا نہیں پہن سکتے ہو۔ تو میں نے فوراً سہرا پہن لیا ہے جیسے کہ بنی میں دولہا پہنتے ہیں اور یہ سہرا سونے کا بنا ہوا ہے۔

ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۸ھ

یکم ربیع الآخر ۱۳۵۸ھ۔ (۱۰) دیکھا کہ صالح بی بہت اچھی طرح مجھ سے ملی ہیں جو کہ میری فرماں بردار ہے والدہ سے بھی اپنے ہی گھر میں ملاقات ہوئی ہے۔ پھر ہمارے گھر میرا اندرا اور اسکی ماں آئی ہے میں کہہ رہا ہوں بسم اللہ بسم اللہ ۔ اور اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ اقبال میرا آئی ہے اور اسکی ماں۔ میرا نے فوراً کہا کہ ۔ السلام علیکم ۔ اس کے بعد سردار اختر آئی ہے لیکن اسکی آنکھیں ذرا چندھیاتی ہیں سردار اختر نے مجھ سے کہا کہ ہمارے فوبا نے بھی آپ کو سلام کہا ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ وہاں تو قات نہیں ہے۔ (۱۱) گیارھویں رات۔ دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ سکھ دے نال بزرگ گنجاں دی ۔ ملی اے کہ ناہیں میں نے کہا کہ نہیں۔ ۱۶۵

(۱۲) بارھویں رات۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کسی مالک سے مجھ کو ایکسو چالیس روپیہ پر آنریری تنخواہ ملی ہے۔ اور نقشہ یہ ہے کہ مالک نے ایک سو چالیس روپے دیئے ہیں ایک اٹھنی بندھی ہوئی مالک کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے کہا کہ یہ اٹھنی آپ مجھے دیں۔ میں دوتی واپس کرتا ہوں۔ مالک نے مجھے اٹھنی دی ہے۔ اس کے بعد ایک مکان کے اندر تمام باتخانہ بھرا پڑا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اقبال تمہارے بچنے یہ تمام باتخانہ کیا ہے اس کو صاف کرو۔ اس نے فوراً صاف کر دیا ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ پریم نگر میں رہنے والے پانچ قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ پہلا تبلا ہوتا ہے صرف اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ (۱۳) تیرھویں رات۔ دیکھا کہ انجیر کے درخت تلے ہم بیٹھے انجیریں گر رہی پڑی ہیں میں اور عبدالرحیم ہمپلوان چن چن کر کھا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے سر دھویا ہے اور پھر مجھ کو ایک ایسی لکڑی پر گردن رکھنی ہے کہ جیسے گردن رکھتے ہی الگ ہو جائے گی۔ اور پھر اسمیں صفت یہ ہے کہ گردن دھڑ سے لگاتے ہی آدمی پھر ویسا کا ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ اور میں اس لکڑی پر گردن رکھنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن ذرا سا ہچکچا رہا ہوں اور پھر فوراً ہی یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ تیر سے ہی کرنے سے ہو گا جلدی ہو گا۔ اس کے بعد پھلدروں سے بھی آگیا ہوں اور فیروز میرے پاس کھڑا ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ جس کپاس کا بھاؤ دو آٹھ روپیہ ہے وہ وہاں سے کون بھیج سکتا ہے وہاں دیوان بھیج سکتا ہے۔ وہ مزدوروں گٹھڑیاں روانہ کر دیگا کیونکہ اسکا باپ مر چکا ہے۔ اور اسکا بھائی رام لعل فقیر ہو گیا ہے لہٰذا میں اب یہاں تجارت کروں گا۔ اس تجارت میں کتنا فائدہ ہے کہ ایک چیز کا بھاؤ وہاں آٹھ روپیہ اور یہاں اٹھارہ روپیہ ہے۔ پھر ایک اونٹوں کی قطار ہے جو میرے سبز سامان سے سجی ہوئی ہے اور روپلی جا رہی ہے۔ (۱۴) چودھویں رات۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ ہے جس کے پاؤں اور دم اسکی لال ہے۔ کہ ایک آدمی نے آکر اسکو مار ڈالا ہے۔ اس کے بعد میرے پاس تین عورتیں اور تین مرد آئے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ میں لاٹھیاں ہیں۔ انھوں نے ایک لکھا ہوا کاغذ مجھے دیا ہے جسمیں گھوش بابو کی جانب سے لکھا ہوا ہے۔ کہ ہمکا میرے اوپر قبضہ ہے جو وہ مانگتا ہے۔ میرے حیرت و تعجب کی حیرت نہ رہی کہ مجھ پر یہ بیدادی تہمت۔ کیسا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں خدا اور رسول اور قرآن مجید کو بیچ میں رکھ کر کہتا ہوں کہ میرے اوپر کوئی قبضہ نہیں ہے۔ اگر میرا جھوٹ بولتا ہوں تو مجھ کو سزا دو۔ گھوش

انکو بتایا ہے۔ اسکے بعد فیروز راجی مرحوم بیٹھ گئی ہے۔ اور اسکی سادی قرار پائی ہے۔ اس نے اپنے مرد کو خود پسند کیا ہے بھر بہت سارے ایکٹر موجود ہیں۔ اور مجھے روپیہ چاہیئے میں روپیہ مانگ رہا ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ تم نے پہلے بھی تو روپیہ لیا ہے۔ لیکن ابھی تک تم اسٹیج پر نہیں آئے۔ میں نے کہا کہ دراصل ہو تو سب کام ٹھیک ہو جائے۔ ایک نے کہا کہ میں آج ہی چارج دے رہا ہوں چونکہ کھیل ختم ہو گیا ہے پھر سوئی صاف اپ سب کچھ لے لیجئے گا۔ (۲۰) بیسویں رات:۔ دیکھا تو بہت کچھ لیکن یاد صرف اتنا ہے کہ بہت سارے لوگ کام کر رہے ہیں اور میں بھی کام کر رہا ہوں کام چونے کا ہے اور میرے ہاتھ میں کدال ہے۔ اور ہزار ہا اور لاکھوں کالے چیونٹے ہیں۔ اور گیہوں چارپائی پر پڑے ہیں اور چارپائی میرے دروازے کے آگے بچھی ہوئی ہے۔ اور کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے۔ ایک یہ ہے جو کہ هذا و مسلمانون مایی صنعة صب ذهلیق هے۔ (۲۱) اکیسویں رات:۔ دیکھا کہ اقبال میرے پاس بیٹھی ہے۔ کوئی آیا مگر وہ بیٹھی رہی۔ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ان کوبوں کی طرح آواز بار بار کیجئے۔ اور میری والدہ بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں بھوسہ جلا رہا ہوں میں ماں سے کہہ رہا ہوں بجھا بھو بجھا بھو۔ خوشی میں۔ تو وہ آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم سلامت رہو آباد رہو۔ شاد رہو۔ ہم تو زندہ ہیں جہاں تک یہ دعا کرتے ہیں۔ (۲۲) چوبیسویں رات:۔ دیکھا کہ بیٹا آدھا بیٹھا ہے میرے پاس میری تلوار ہے۔ اور میری گھوڑی لال رنگ کی ہے۔ تازی ہوئی ہے جو تیار ہے اور ایک آدمی ہاتھ میں بیمار کا مخزخالی ہے اور اس کے بدن پر کچھ گھوڑے وغیرہ بھی ہیں۔ ان تینوں آدمیوں میں سے ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ نجابی ہیں۔ اسکو دیکھئے گیا ہے۔ میں اسکو دیکھ کر علاج کر رہا ہوں۔ اس کے بعد فیروز صالح کے لیے بحث کر رہا ہوں۔ وہ کہہ رہا ہے کہ ماں کی آنکھیں خراب ہو گئی ہیں اس لیئے صالح نہیں آتی ہے۔ میں نے کہا کہ میں اصول سے کہتا ہوں کہ عورت میری ہے تمہاری ماں بیمار ہے تم سنبھالو میرا کچھ نہیں۔ اگر تم مان لو تو شاید میں ہمیشہ کیلئے ہی وہاں رہنے دوں۔ لیکن جب تم مان جاؤ تب۔ وہ مان گیا۔

(۲۵) پچیسویں رات:۔ دیکھا کہ چاہ مسان جل رہے ہیں اور میں نے محمد حسین کے منہ پر یہ لکھا ہے کہ یہ موقع کھانے کا ہے اسکی ماں بھی پاس کھڑی ہے (رحم کر میرے مالک) ۲۶ چھبیسویں رات:۔ صرف اتنا دیکھا کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کشنی ماجھی کی خاتو لڑکا ہے۔ ۲۷ ستائیسویں رات۔ دیکھا کہ میں جلال دائم کو دبا رہا ہوں۔ اور کہہ رہا ہوں کہ تجھے دبا دوں۔ یہ کہہ رہا ہوں کہ میرا قاتل سمجھ کر نہیں بلکہ اپنا پیر سمجھ کر۔ اور اپنا بزرگ جان کر میں دبا رہا ہوں۔ اس کے بعد میں اپنے گھر میں اپنی عورت اور اپنے سسرال والوں سے لڑ رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ تم نے تو مجھے انسان سے گدھا بنا دیا ہے۔ کیوں فضل میری کیسی عزت تھی۔ فضل نے فوراً کہا کہ بینک کے اجی میں ڈاکٹر کامنی کو شمل جی آپ کی بڑی عزت کرتی تھیں۔ پھر بہت سارا پاخانہ موٹا موٹا پڑا ہے۔ میں اسے مسل مسل کر پتلا بنا رہا ہوں۔ ۲۸ اٹھائیسویں رات:۔ میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ آپ نے پردہ رکھنے کے لیے کہا تھا۔ اسکے بعد ایک پل ہے۔ اس پر سے کسی کو جانے نہیں دیتے۔ مگر میں اور ایک بوڑھا صفید ریش آدمی اس کے اوپر سے جا رہے ہیں۔ میرے پاس ایک موٹا ڈنڈا ہے۔ پھر ہمیں کسی نے نہیں روکا۔ (پروردگارا ہمارا رحم فرما) (۳۰) کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اب تم پورے علی بخش ہو۔ پھر کوئی کہہ رہا ہے کہ عطرے جنازہ پروڈکشن عطریات کے تم مالک ہو۔

جمادی الآخرہ ۱۳۵۸ھ

یکم جمادی الآخر ۱۳۵۸ھ جمعہ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عدالت ہے حاکم کرسی پر براجمان ہے۔ ایک شہزادی کا مقدمہ ہے میں نے اسی کی طرف سے گواہی دی ہے۔ تو شہزادی مقدمہ جیت گئی ہے۔ اور وہ میرا شکریہ ادا کر رہی ہے سامنے بہت ساری سیڑھیاں پڑی ہوئی ہیں۔ کچھ تو حاکم نے لی ہیں اور کچھ میں نے لی ہیں۔ پھر ایک شہزادی کے یہاں بہت سارے کھانے پک رہے ہیں۔ پلاؤ گوشت وغیرہ اور آج وہاں بہت ہی بڑی دعوت ہے۔ سامنے سے ایک بچی دودھ کا گلاس بھر کر لا رہی ہے اور شہزادی بار بار میرا شکریہ ادا کر رہی ہے (رحم فرما رحم کرنے والے) (۳) تیسری رات:۔ دیکھا کہ ایک جگہ پر بہت سارے آدمی ہیں۔ ان میں خوب گانا بجانا ہو رہا ہے۔ میں نے بھی خوب دیسی ٹوری بجائی ہے۔ لال اکنا ہے۔ لوگ۔ خوب کھا رہے ہیں۔ سفید حلوا پکا ہوا ہے اور میں نے

ہم ہیں اور دوسرے تھوڑے ہیں ہم امیر ہیں اور وہ غریب ہیں۔ ہم روپیہ پیسے سے مدد کریں گے ہم مدد گار ہیں اور مدد گریں گے ——
(۶) چھٹی رات:۔ دیکھا کہ کپور صاحب نے مجھے کیلا چھیل کر دیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے پھل مل گیا ہے۔ اور میں اسے کھا رہا ہوں
(۷) ساتویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بغداد شریف میں پیر بنا ہوا ہوں:۔
(۸) آٹھویں رات:۔ دیکھا کہ ایک دریا ہے اور ہیں اسمیں سے جا رہا ہے۔ اسکا پانی بالکل سفید ہے۔ ایک اور آدمی ہے جو کہہ رہا ہے۔ اہل بیت کے سوائے عبادت سب ناجائز ہے۔ یہ سنکر میں کہہ رہا ہوں (پنجابی میں) "حید رد جھن تو ڈ خیبر" خوشی کی انتہا نہ رہی اور میں سب کے سامنے یہ منا قبت پڑھ رہا ہوں۔

وصف کوئی کیا کرے گا حضرت شبیر کی — جن کے حق میں بھی خالق نے آیت تطہیر کی
عرض روئی کے علی نے بخشدی ساری قطار — رحیا کیا تھی سخاوت امیر حیدر گیر — کی!
بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے

(۹) انیسویں رات:۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ لڑکی بر منٹ ہے (۱۰) دسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سیری لڑکی مہ جبیں میرے پاس سوئی ہوئی ہے۔ اور ڈگمبر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ دولت ہے۔ (۱۱) گیارھویں رات:۔ دیکھا کہ دو بار لٹیاں ہیں اور میں کہہ رہا ہوں کہ اس کے نام کے ساتھ زبر ہے۔ وہ ظالم ہے اور میرے نام کے ساتھ زیر ہے میں مظلوم ہوں۔ (۱۲) بارھویں رات کوئی کہہ رہا ہے کہ "یہ سیاں ہے"۔ (۱۳) چودھویں رات:۔ دیکھا کہ ایک کنواں ہے لیکن اوپر سے اسکا منہ بند ہے اور ایک طرف سے وہ کھلا ہوا ہے۔ اور ایک آدمی اس میں سے پانی نکال نکال کر باہر پھینکتا جاتا ہے۔ میں اس کے پاس گھڑا ہوں دیکھتے دیکھتے وہ میرے پاؤں پر پانی ڈالنے لگا۔ پانی گرم تھا میں نے کہا کہ حد ہوگئی ہے حد ہوگئی ہے کہ پانی گرم نکل رہا ہے۔ کیسے گرم ہوتا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا کہ یہ پانی کھا رہی ہے۔ اسکا نہ تو بت اندر ہی اندر کیا ہوا ہے۔ اور وہ پانی کے گھڑے بھر کر گراتا جاتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ یہ پانی گرم کیسے ہوتا ہے۔ جبکہ کنویں کے اندر ہی سے گرم نکلتا ہے۔ فوراً اس نے ایک گھڑا بھرا ہوا میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ تو بہت ہی وزنی ہے۔ پھر اس نے میرے ہاتھ سے لیکر میرے سامنے زمین پر رکھ دیا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آپ نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ (۱۵) پندرھویں رات:۔ کیا دیکھا ہوں کہ راستے پر ایک غریب بیٹھا ہے جو کہ بھوک سے مر رہا ہے۔ اسکو لوگ دودھ پلا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ حد ہوگئی ہے حد ہوگئی ہے۔ آپ کے پاس دودیا ہے۔ ہم آپ کی دودیا کی عزت کر رہے ہیں۔ آپ کی عزت نہیں کر رہے ہیں۔ پھر میں بھیرہ پہنچا ہوں۔ دھوپ بہت ہے۔ سایہ چارپائی بڑی ہے میں اوپر بیٹھ گیا ہوں۔ میرے بیٹھتے ہی اسکا مالک آگیا ہے اور مجھ سے کہا کہ تم بغیر اجازت ہماری چارپائی پر کیوں بیٹھے۔ میں نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہمیں معاف کر دیجئے۔ دھوپ تھی میں اس لیے بیٹھ گیا۔ مجھے معاف کر دیجئے۔ یہ سنکر وہ بہت خوش ہوئے اور مجھ سے پوچھا کہ اب آپکہاں کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں قلم کمپنی میں کام کرتا ہوں وہ بولے کہ اچھا ہم سرمایہ لگاتے ہیں تم اپنا پرو دکشن لگا لو۔ میں نے کہا کہ لگا دیجئے پھر میں کہہ رہا ہوں کہ بڑے شاہ جی کہاں ہیں۔ دوسرے آدمی نے پوچھا کہ بڑے شاہ جی کون ہیں۔ میں نے کہا کہ بڑے شاہ جی ان کے بڑے بھائی۔ وہ بولا کہ بڑے شاہ جی نہیں ہیں۔ اتنے میں میرے پاس گھڑی رب چابیاں ہیں۔ میں انھیں اپنے گلے میں ڈال رہا ہوں۔ یہ سب چابیاں کیے تاگے میں بندھی ہوئی ہیں۔ اس میں ایک پرانی چابی ہے جس سے کہ کام لیا جاتا ہے۔ اور ایک بالکل نئی ہے۔ وہ بھی میں نے تاگے میں باندھ کر گلے میں ڈال لی ہے۔ (۱۶) سولھویں رات:۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ بہت ہمت کی جیسے سب کام ختم ہوگیا ہو۔ (۱۷) سترھویں رات:۔ دیکھا کہ کوئی بھیک مانگنے آیا ہے میں اسکو پیسہ جیب سے نکال کر دے رہا ہوں۔ اور یہ پڑھ رہا ہوں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ پھر میں نے اوں بھائی سے کہہ رہا ہوں کہ آؤ ذرا نوبھا دو دیکھو کہ جو آج تک نہ دیکھا ہو۔ اور آسمان سے اڑتی ہوئی ایک گائے میری طرف آرہی ہے (۱۸) اٹھارھویں رات:۔ دیکھا کہ شہزادی کہہ رہی ہے کہ ہمتو گم ہوگیا تھا وہ مل گیا ہے وہ خوشی میں پوریاں پکا رہی ہے اور میں بھی پوریاں کھا رہا ہوں۔
(۱۹) انیسویں رات:۔ دیکھا کہ پرتھوی راج ایکٹر ایک پارٹ ادا کر رہے ہیں "جس بلڈنگ میں آپ رہتے ہو ہمکو درخواست پہونچی ہے کہ وہ خالی ہے اور ہمسے فضول کرایہ لیا جاتا ہے۔ میں انکوائری کرنے آیا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ صاحب سب بلڈنگ بھری ہے۔ کوئی کھولی خالی نہیں شاید پیچھے کی کھولیاں دو ایک خالی ہوں۔ مگر سب بھری ہوئی ہیں۔ پھر میں نے اپنا نام حسب و نسب

اور جا اپنا دہاں رکھدیا ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں میں تمہارا جانتا ہوں۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میرے پاس رہنے کو جگہ نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ بھائی یہ میرا گھر ہے۔ اس میں تم بھی خوشی سے آجاؤ۔ آدھے میں پردہ ڈال لو خوشی سے رہیں گے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑی دنگا ہے اور وہاں لوگ آجا رہے ہیں۔ اور میں نے مجمع کو سورہ فاتحہ پڑھ کے ثواب پہنچایا ہے۔ اور دعا مانگی ہے۔ اور میوں کا بہت ہی ہجوم ہے۔ سیتہ ہیں گھوڑے بھی ہیں۔ مزار پھولوں سے لدا پڑا ہے۔ دیکھا میں اور اقبال گانا گا رہے ہیں اور معظم جاہ کو انعام دے رہے ہیں جو کہ بہت سا ہے اور خود بھی ہم کو گانا گا کے سنا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں میرا فی ہوں اور کشتی کا میں ملاح ہوں۔ ایک بڑا رنگ سفید رسن کشتی پر سوار ہیں۔ اور کشتی میری بار ہوگئی ہے۔ لوگ جو ڈوبے ہوئے تھے وہ بھی نکل کر باہر آگئے ہیں۔ دریا بہت ہی بڑا ہے اور خوب ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ سکندر کون بنا تھا۔ جواب ملا کہ مودی۔ پادا کون تھا۔ جواب ملا کہ مودی۔ میں نے کہا کہ سکندر کھیل ہی شروع ہوا ہے۔ (۱۷) سترھویں رات:۔ دیکھا کہ نیو پھیٹر نے نولا سنگھ کو اور مجھ کو مشین دیدی ہے۔ ہم دونوں کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر منور لعل رالی آیا ہے۔ مولا سنگھ نے کہا کہ ڈاکٹر منور کو چانس دلوانا چاہئے۔ (۱۹) اُنیسویں رات:۔ دیکھا کہ ٹانک کا کھیل شروع ہونے والا ہے۔ لطیف آیا ہے اور وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اور بھی الیکٹریک موجود ہیں۔ سامان بہت بھید ہے۔ آپ کو چھٹی ہے (۲۰) بیسویں رات:۔ میں پھر کیا ہوں وہاں پہلے میری بھائی سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہ مجھ سے بہت خوش ہوکر ملی ہے۔ اس کے بعد مجھے کھیل ہوتا ہوا نظر آیا ہے۔ جس میں ہندو مسلمان دونوں پارٹ کر رہے ہیں۔ پھر اتفاق سے ملاقات ہوئی ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ میں چار مہینہ کے بعد یہاں آیا ہوں۔ اور مجھے پیرانور نہیں ملے ہیں۔ اب میں جانے وقت پیرانور امیر سے ضرور ملوں گا۔ (۲۱) اکیسویں رات:۔ دیکھا کہ ٹانک کا کھیل ختم ہوگیا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گاؤں ہے جہاں ہم رہتے ہیں ایک آدمی مجھے پکڑنے آیا ہے۔ اقبال نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ فوراً مرگئی اور میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ اور میں ان لوگوں کو مارتا ہوا نکلا ہوں۔ پھر میں اڑنے لگا ہوں اور ایک سیاہ رنگ کا لڑکا میرے پیچھے دوڑا ہوا آرہا ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ جا رہ دور دیں مجھے ہاتھ نہیں لگاتا۔ آگے دریا کا کنارہ ہے آگے میرے بڑے بھائی اور ان کی عورت کنارے آئے ہیں۔ میں اڑتا ہوا آگے نکلا ہوں۔ میرے بھائی بہنتاں سے کہہ رہے ہیں کہ یہ میرا بھائی علی بخش ہے۔ اور وہ مجھے بلا رہے ہیں۔ مگر میں اڑے ہی جا رہا ہوں۔ انھوں نے بھی اڑنا شروع کر دیا ہے۔ ان کے کاندھوں پر ایک بچہ ہے۔ میرے کاندھوں پر میری لڑکی مہ جبیں ہے۔ اور ہم دونوں نے وہ دریا پار کر لیا ہے۔ جب ہم زمین پر آئے تو دیکھا کہ سامنے ایک بہت بڑی جل ہے۔ اور میرے سیدھے ہاتھ میں کچھ پانی ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ رامو بھائی اس چھوٹے سے بچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں۔ علی بخش اسٹرکایہ مصمت حسین ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ سامنے کیا ہے بولے کہ وہ جل ہے میرے پاس بیٹری سیگریٹ نہیں ہیں۔ میرے پاس روپئے اور پیسے ہیں اور میں لینا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں کہہ رہا ہوں کہ بارہ بجے تک تو حکمت پوری ہے۔ آگے پیچھے کی مجھے خبر نہیں ہے اور میں حکیم جمیل خاں بنا ہوا ہوں۔ حکیم اجمل خاں کا لڑکا۔ (۲۲) بائیسویں رات:۔ صرف اتنا دکھائی دیا کہ میں نے میل گاڑی سے مٹھائی لی ہے۔ (۲۳) تیئیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دریا بہت ہی زوروں سے بہہ رہا ہے اور میں لنگوٹ باندھے ہوئے ہوں اور خوب اچھل کر دریا میں کود پڑا ہوں۔ اور بھی لوگ ہیں میں یہ کہتا جا رہا ہوں کہ اسکو نہیں۔ خواجہ خضر کو پکڑنا چاہیئے۔ یہ کہکر دریا میں اتنا گہرا غوطہ لگایا ہے کہ لوگ حیران ہوگئے۔ میں نیچے تہہ میں چلا گیا ہوں اور وہاں سے بہت ہی دیر میں نکلا ہوں۔ اس کے بعد گاڑی خوب زوروں سے چل رہی ہے۔ اور اس کے پیچھے کی طرف چھید ہے۔ اور ایک سوٹ کیس رکھا ہوا ہے۔ ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ یہ سوٹ کیس گر گیا۔ میں نے اس کا رخ بدل دیا ہے۔ اور پھر میں کہہ رہا ہوں کہ نہیں گرے گا۔ (جسم فنا ئے جسیم) (۲۴) چوبیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک دریا ہے اور وہاں لاکھوں آدمی جمع ہیں اور معصوم بچے بھی لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ میں نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا ہوں سامنے سے بچے آرہے ہیں۔ میں نے نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ پھر نماز تقسیم ہو رہی ہے مجھے کو بندنے بہت سی نیاز دی ہے۔ وہ بھی بہت ساری ہے۔ سامنے کرم دین حاکم ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں آتا ہوں۔ آپ ذرا میری کار کو سنبھالنا۔ میں نے اسکو سنبھال کر بند کر دیا ہے۔ اس کے بعد ایک آدمی کے ہاتھ میں بہت بڑا برتن پانی کا بھرا ہوا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ یہ پانی ڈاکٹر کے مقابلہ کا ہے۔ (کرم کرائے کرم تو بہت ہی کرم کرنے والا ہے) (۲۵) پچیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک ریلوے گاڑی بہت ہی عجیب قسم کی ہے۔ اسمیں میں اور میری ہموطن سوار ہیں۔ انھوں نے ایک آدمی کو اٹھا کر ایک بچہ اچھالا دیا ہے اور مجھے بٹھا دیا ہے میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جہاں پہلوں کہاں ہیں وہاں رہتا ہوں پھر پوچھا کہ

گائے کا موت (پیشاب) ہے جو کہ کھا رہی ہے۔ میں نوکر سے کہہ رہا ہوں کہ سفید حلوے کا نالہ لاؤ۔ میں کہا۔ پھر میں ان سب سے کہہ رہا ہوں کہ آج ہم رہائی پاکر جائیں گے۔ اور تم لوگ پیسوں جاؤ گے آگے بہت ہی بڑا ہجوم ہے۔ ہندوؤں کا تہوار ہے اور ایک لڑکا بندر ہے جس کی پھونچی سی مونچھ خوب گا رہی ہے۔ لوگ بہت ہی خوش ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ سب میرے ہی شاگرد ہیں، جو بھلوں کے نہیں۔ لڑکے ہیں۔ سچ سچ ایمان سے کہہ دیں کہ پہنچا تو میرا ہی بویا ہوا ہے۔ (جو کہ پورا ہوگا۔)

(۴) چوتھی رات:۔ دیکھا کہ ایک گروہ خوب صورت عورتوں کا ہے۔ ان میں سے ایک مجھ سے کہہ رہی ہے کہ میں بہت خوب صورت ہوں میں کہہ رہا ہوں کہ نہیں بہت خوب صورت ہوں۔ اس کے بعد ایک جگہ بھیڑ دستوں کے ہے۔ اور وہاں بہت سے ریاضی رہے ہیں۔ میری ماں اور بیوی بیٹھی ہیں۔ جو دریا میری طرف آرہا ہے اسکا رنگ سونے جیسا ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ یوسف بلڈنگ میری ہے پھر لوگ تاش کھیل رہے ہیں میرے سامنے اقبال بیٹھے ہے۔ میں نے بادنی بول کوٹ دیا ہے۔ اقبال کہہ رہا ہے کہ میرے پاس بھی اچھے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کی ضرورت نہیں ہے۔ سب راجہ رانی غلام کے تو میرے پاس ہیں۔ اور میں نے خود ہی بادنی بول کوٹ دیا ہے۔ (لے رحیم، اپنا رحم نازل فرما) (۵) پانچویں رات۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت ہی بلند جگہ پر علی بخش آیا ہے اور وہ بہت ہی خوش ہے۔ اور جو میں مانگتا ہوں وہ دینے کے لیے تیار ہے۔ اس کے بعد کوئی اور جگہ ہے۔ وہ بھی بہت ہی بلند ہے کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم ایماندار ہو۔ اس کے بعد پھر ایک بہت ہی بلند جگہ ہے وہاں کوئی بیمار ہے مذبر ہے دوائی کا نسخہ لکھ کر چھوڑا ہوا ہے میں ذریعے سے کہہ رہا ہوں کہ اللہ نے مجھے وہ دیا ہے کہ جسکا جواب ہی نہیں۔ فقیری دوائی معمولی ہے مگر اسکا جواب ہی نہیں ہے۔ اور نیچے گدے جا رہے ہیں میں ان کو تیر مار رہا ہوں۔ (۶) چھٹی رات:۔ دیکھا کہ مردے ہی مردے نظر آرہے ہیں اور لوگ دفنانے کے لیے جا رہے ہیں۔ اور صالح باہر نکل رہے ہیں۔ (۸) آٹھویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سارے آدمی ہیں اور شاہنامہ فردوسی لکھا جا رہا ہے۔ اس کے بعد اقبال کے دوستوں کے ہیں چھوٹا لڑکا زیادہ روپیہ لا رہا ہے۔ میرے اور اقبال کے درمیان کچھ بحث ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اچھا میں جاتا ہوں۔ اور اقبال کہہ رہا ہے کہ یہ سب کچھ تمہارا ہے۔ x (۸) رات۔ دیکھا کہ ایک تیار گھوڑا آیا ہے۔ اسکی پیٹھ پر سو روپیہ ہی رکھا ہے۔ لوگ جو اکھیل رہے ہیں اقبال بھی کھیل رہا ہے۔ میں نے دو روپیہ بچا کر رکھ لیے ہیں۔ پھر گھوڑے پر مودی سوار ہے۔ ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ تم ان کو کہہ کر کیوں بلاتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں خدا کو بھی تو تو کہہ کر پکارتا ہوں۔ (رب العلمین تو بڑی قدرت والا ہے تو میرے گناہ معاف کردے) (۹) نویں رات۔ دیکھا دائی جی ہمارا وسیع ہمارا کنبہ کی کھیل شروع ہونے والا ہے اور جبلال راجہ قائم ہے۔ (اے رب تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا سا۔۱۰) دسویں رات:۔ اقبال اور میں دریا کے کنارے کنارے جا رہے ہیں۔ میں جب چاہتا ہوں اڑنے لگتا ہوں۔ اور اقبال مجھے پکڑ کر اتار رہا ہے۔ اترتے وقت میری زبان سے یہ نکلا۔ اے علی اے علی۔ اور اقبال سے یہ کہہ رہا ہوں کہ جب میں چاہوں اڑ سکتا ہوں (۱۱) گیارھویں رات:۔ آج مجھے ۵ روپیہ روزانہ کا کام تربکھانا ملا ہے۔ جو کہ ڈیڑھ مہینے کا ہے۔ (۱۲) بارھویں رات:۔ دیکھا کہ میں نے غسل کیا ہے اور میں پاک ہو کر آرہا ہوں۔ ایسا معلوم ہوا کہ جیسے میرا کام ہو گیا۔ اور وزیر وقار آئے ہیں۔ وزیر کے بڑے بہت ہی خوب صورت ہیں۔ میں جھک کر دیکھ رہا ہوں۔ میرے ہاتھ میں روپیہ ہے وزیر کہہ رہی ہے کہ روپیہ کو چھپا لیجیے۔ گنا نہ دیکھے ورنہ مانگ بیٹھے گا۔ پھر میں نے چھپا لیا ہے۔ (۱۳) تیرھویں رات:۔ دیکھا کہ فتح محمد کے گھر میں قطب الدین علی محمد کے لڑکے کی شادی ہے۔ وہاں معصوم فتح علی میرا بھتیجا بھی ہے۔ اور خوب کھا ناپک رہا ہے۔ اور لوگ موجود ہیں۔ (۱۴) چودھویں رات:۔ دیکھا کہ موم ختم ہو گئے ہیں۔ امام باڑہ ہے اس کے بعد کھیل شروع ہونے والا ہے۔ اور ایک مکان ہے اس میں بہت ہی خوب صورت عورت رہتی ہے پردہ دار ہے اور ایک مرد جوان ہے۔ منور علی نے مجھ سے کہا کہ دیکھئے وہ باہر کے لوگوں کو دیکھ رہی ہے۔ میں نے جو ادھر نظر کی تو ایک قد آدم آئینہ ہے جس میں سے حسین عورت بیٹھی ہوئی صاف نظر آرہی ہے وہ بہت سچ مچ کہہ بیٹھی ہے۔ اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے۔ اور میری آنکھوں میں بھی سرمہ لگا ہوا ہے۔ اس کے بعد بہادر شاہ کا پوتا ہے اسکو اسٹور کا پہلے شروع میں تو بہت ہی گرم جاتی ہے۔ مگر پھر آخر میں ذرا سست ہو جاتی ہے۔ تو ایک کیریکٹر بڑھا دیا ہے تاکہ زور دار ہو جائے اور یہ کیریکٹر یعقوب ہی کر سکتا ہے۔ منور علی نے کہا کہ یعقوب تو اپنا کام کر رہا ہے۔ پھر کیریکٹر بھیا علی بخش تم ہی کرو اور یہ کیریکٹر میرے سپرد کر دیا گیا۔ (۱۵) پندرھویں رات:۔ دیکھا کہ جلوس کا ایک ہندو میرے پاس آتا ہے وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ میرا صافہ رکھ لو۔ اور میں نے رکھ لیا ہے۔ بعد میں مجھے خیال آیا کہ یہ صافہ مجھے نہ رکھنا چاہیے تھا جب وہ آیا تو بولا کہ ۷ روپیہ میں نے لے لیا ہے۔

میں الگ نہیں رہوں گی۔ اس کے بعد سید سلامت حسین منہ پر میک اپ لگائے سامنے بیٹھے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ——— ا
اس بیٹی میں امام مہدی کا بھی معجزہ ہوگا کیوں کہ وہ کسی ایک قوم کو نہیں دیکھے گا اگر دیکھے گا تو وہ قوم کہے گی
کہ یہ میرا ہے۔ اور دوسرے نہیں مانیں گے بلکہ وہ تو سب کو اپنا ہی سمجھے گا۔ اور ایک ہی نظر سے دیکھے گا۔"
میں اقبال اور خورشید ہم تینوں یہ سن رہے ہیں۔ (۲۵) پچیسویں رات۔ دیکھا کہ خورشید ناچ رہی ہے سازندوں کو نغمہ بجانا نہیں
آرہا ہے۔ میں ان کو بتا رہا ہوں اور ہارمونیم رکھنے کی جگہ بنا رہا ہوں۔ ایک جگہ پر میں ہاتھ رکھنے ہی لگا ہوں۔ غفران بیگم نے کہا کہ یہ ان کی
جگہ ہے یہاں مت رکھیے۔ اور پھر میں نے وہ جگہ چھوڑ دی ہے۔ اور ہارمونیم دوسری جگہ اٹھا کر رکھ دیا ہے۔ اور بھی موزیشن ہیں غیاث
بھی ہیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ہماری عمارت اب کمپلیٹ ہونے والی ہے اور راج لگے ہوئے ہیں۔ ایک آدمی آیا ہے اور وہ پوچھ رہا ہے
کہ خورشید کا گھر یہی ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں وہ کہنے لگا کہ مجھے خورشید سے بات کرنی ہے۔ میں اسکو شریفانہ طریقہ سے روک رہا ہوں۔
ہاں تو کچھ ادھر آدھر کی بات ہے۔ میں نے اسکو ٹالنا شروع کر دیا ہے۔ اور دھکا دیکر بھگا دیا ہے۔ اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ
یہ ایک مسلمان کا گھر ہے۔ یہ ایک مسلمان کا گھر ہے۔ وہ بھاگتے بھاگتے ہماری چھاڑ بھی لیگیا ہے۔ میں نے لڑکے کو دوڑایا ہے
کہ اس سے جھاڑو تو واپس لایا۔ ادھر مدد خان علی دروازے میں میرے پاس کھڑے ہیں اور وہ بھاگنے والا بدمعاش تھا۔
(۲۷) ستائیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ خواجہ صابر مجھ سے کچھ کہہ رہے ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے تو آپ کے
کچھ نہیں کہا ہے۔ جو آپ کی مرضی میں آئے وہ لکھیے۔ جو آپ کے انصاف میں آتا ہے وہ خوب لکھیے۔ تو وہ کچھ شرمندہ سے ہو گئے ہیں
شہزادہ خادر بھی پاس بیٹھا ہے۔ ظفر پر چہ کے ہاتھ میں ہے۔ کھولکر کچھ دکھا رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ اب ہم یہاں سے جاتے
ہیں۔ پھر ظفر پر چہ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں اس میں اپنا نام لکھ رہا ہوں۔ کہ ایڈورڈ ٹائمز میں یہ انام آیا ہے یا نہیں کہ پوسٹ میں آیا ہے
میں اس سے پوچھ رہا ہوں کہ ماسٹر علی بخش کے نام کا بھی کوئی خط ہے۔ اس نے خود ایک اشتہار لال رنگ سے چھپا ہوا دیا ہے۔
جس کے اوپر بڑے بڑے حرفوں میں ماسٹر علی بخش لکھا ہوا ہے۔ اور وہ کہہ رہا ہے کہ مدھوک صاحب نے آپ کو دعوتی
دینے کو کہا ہے۔ تو میں آیا ہوں اور سبھی سے کہہ رہا ہوں۔ بیٹی پڑھ تو اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ اس نے پڑھا بدست ماسٹر علی بخش"

شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ

شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۸ھ ہی میں کہیں گیا ہوں اور جب اپنے گھر واپس پہنچ گیا ہوں۔ میری چھوٹی بچی مکو میرے پاس
کھڑی ہے اس کے بعد میں کہہ رہا ہوں مجھے بخشش رہے۔
(۲۸) چوتھی رات:۔ دیکھا کہ بہت سارا دودھ میرے پاس ہے اور شنکر کہہ رہے ہیں کہ ماسٹر ہمیں پورا بھروسہ ہے کہ آپ ہمیں دیں گے
میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے پورا بھروسہ ہے۔ میں تمہیں دودھ لگا پھر میں اقبال سے کہہ رہا ہوں کہ مہر نقاکی نظر اتار دو۔ (رحم فرمائے رحیم)۔
(۲۹) پانچویں رات:۔ دیکھا کہ مخمار خوب گانا گا رہی ہے اور بلا ڈیک رہی ہے۔ پھر میں نے اقبال سے کہا کہ تم بہت خوب صورت
نظر آرہی ہو۔ اس نے کہا کہ ہم ابھی غازہ لگائیں گے۔ تو بہت خوب صورت ہو جائیں گے۔ اس کے بعد واقف صاحب کہہ رہے ہیں
کہ ہم دونوں تو آج ڈاکر کے یہاں نوکر ہو گئے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ خدا کیلئے مجھے تو ہارمونیم ماسٹر کی کرسی پر بٹھا دیجئے۔ کرسیاں اور
سب سامان موجود ہے آفس ہے۔ (۱۶) سولھویں رات:۔ یہ سمجھ رہے ہیں کہ خدا کا نام جیسا کہ پرنسپل اسٹوری میں لکھا ہے
اور کرسی کا نہیں لکھا ہوا ہے۔ (۱۷) سترھویں رات:۔ فقر بخش تھے اور وزیر میں۔ تخت کے پڑے سفید ہیں۔ ایسے ہیں کہ جسکا
جواب نہیں اور میں وزیر سے ملا ہوں اور وہ کہہ رہی ہے کہ آپ کے جیسا کوئی نہیں۔ اس کے بعد میں ایک کوٹھی پر غسل کر رہا ہوں وہ بہت
بہت سے فقیر ہیں اور بھی آدمی ہیں فوراً کنواں کھودا گیا ہے جو اسی وقت تیار ہو گیا ہے۔ پانی ایکدم صاف ہے اور اس کا زور
بے حد ہے۔ میں نے اس میں پائپ لگایا ہے اور میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ ابھی پانی موٹی دھار کا جاری ہو جائیگا۔ مگر حکم شروع پر

وہاں آپ کی حکومت ہے۔ انھوں نے کہا کہ نہیں۔ میں تو دلائت پاس کر کے آرہا ہوں۔ پھر ہم لوگ ایک مکان میں رہنے کو گئے ہیں۔

رجب المرجب ۱۳۵۸ھ

(۱۷) سترھویں رات:۔ دیکھا کہ ایک کمرے میں اور ایک منشی اسٹوری رائٹر بیٹھے ہیں۔ منشی جی بہت گھبرائے ہوئے سے ہیں۔ کیونکہ انکی اسٹوری بک نہیں رہی ہے۔ نام اسکا سلیمان ہے۔ اور مخلص سمجھتا ہے۔ میں ان کو دلاسا دیتے ہوئے کہہ رہا ہوں کہ آپ کی اسٹوری بکنے کا وقت خدا کی طرف سے مقرر ہے جب وہ وقت آئیگا اسٹوری فوراً بک جائے گی۔ آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (رسول تو پہلے ہی رسول تھا۔ مگر اسکا بھی وقت مقرر تھا جب تک وہ اپنے مقررہ وقت ۴۰ برس کا نہیں ہوا تھا دنیا نے نہیں مانا جب وہ اپنے مقررہ وقت پر ہو گیا تھا تب دنیا نے مانا تھا۔ اس کے بعد میں ایک خیمہ میں رہتا ہوں اور میں وہاں پہرہ دے رہا ہوں گیارہ بج گئے ہیں۔ وہ سپاہی گھوڑوں پر سوار راؤنڈ پر چلے آرہے ہیں میں ان کو دیکھتے ہی فوراً خیمہ میں چلا گیا ہوں۔ سامنے مشتاق غلام علی دیوانہ جا رہے ہیں۔ تو ان سپاہیوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ میرے ہاتھ میں ڈنڈا تھا میں نے کہا کہ یہ لکڑی ہے۔ وہ بولے کہ پستول ہے۔ میں نے کہا کہ پستول تو ہر وقت میرے پاس رہتا ہے (رب معاف فرما) (۱۸) اٹھارھویں رات:۔ دیکھا کہ ایک جگہ پر میرے بھائی محمد بخش اور بھابی وزیر ہمارا دروازہ رکھوا رہی ہیں۔ اور ساتھ ہی علیا کی تعریف بھی کر رہی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس کتے کو کیا آتا ہے۔ اس کے بعد اشرف خان میرے لیے تحفہ لائے ہیں۔ تحفہ میں سیگریٹ کے پاکٹ ہیں میں سگریٹ پی رہا ہوں۔ اقبال کہنے لگی کہ یہ مجھ پر بھی خوش ہوں گے۔ میں نے کہا کہ جسکا خدا خوش ہے اور جسکا رسول خوش ہے اس سے یہ کیوں نہ خوش ہوں گے۔ (رحم کر مالک) (۱۹) انیسویں رات:۔ دیکھا کہ بچہ کا نطفہ ختم ہوا ہے اور کوئی سواری نہیں مل رہی ہے۔ ادھر ادھر موٹر لاریاں آرہی ہیں۔ میں بھی ایک سکھ کی لاری میں بیٹھ گیا ہوں۔ (رب قدیر تیرا شکر ہے)۔

(۲۰) بیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک جگہ پر کتابوں کی تین دوکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ وہاں ایک نوکر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے مالک نے اسکو طمانچہ مارا ہے۔ وہ بہت رو رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرا دس ہزار کا نقصان ہوا ہے۔ اسکا مالک بولا کہ لاؤ میں تمہارا ہاتھ دیکھوں۔ میں ہاتھ دیکھنا بھی تو جانتا ہوں۔ اتنے میں میں بھی چلتے چلتے اس کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگے کہ آپ نے بھی ہاتھ دکھایا۔ میں نے کہا کہ جی ہاں میرا بھی بہت نقصان ہوا ہے۔ پندرہ سولہ بیس بیس ہزار کا مجھے ملنے والا تھا مگر نہ مل سکا۔ تو اس آدمی نے میرا سیدھا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا کہ تمہارے ہاتھ میں لکیریں ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ہاتھ میں لکیریں بہت ہیں۔ لیکن اسکو میرے ہاتھ میں کوئی اچھی لکیر نہ مل سکی۔ پھر وہ دوبارہ بیٹھے عورت میرا ہاتھ دیکھنے لگے۔ تو ڈبل لکیریں میری کلائی سے لیکر میرے ہاتھ کے بیچ تک ہیں۔ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ کی ڈبل بات ہے۔ اور یہ لکیریں ڈبل کامیابی کی ہیں۔ یہ بار شاہی دکھائیں گی۔ (۲۱) اکیسویں رات:۔ میں ایک بہت ہی اونچے درخت پر بیٹھ کر روٹی کھا رہا ہوں۔ نیچے دیکھو تو ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بعد عثمان علی بادشاہ کا دربار ہے۔ سب گانے والے حاضر ہیں۔ سب اپنا اپنا ساز بجا رہے ہیں سارنگی والے سارنگی بجا رہے ہیں۔ لیکن میں ان سب سے اچھی سارنگی بجا رہا ہوں۔ اور بادشاہ سلامت صرف مجھ سے ہی سن رہے ہیں اور میں بھی خوش ہو کر خوب زور شور سے گانا گا رہا ہوں۔ (۲۱) اکیسویں رات:۔ دیکھا کہ سونا ایکدم بازار سے غائب ہو گیا ہے اور دوکاندار سب ماں چھپائے بیٹھے ہیں۔ (۲۲) چوبیسویں رات:۔ میں ہوں۔ اور ایک بارسی ہے۔ اور ایک ڈاکٹر مجھ ہیں۔ جیسے ہی ڈاکٹر آیا ہے ہم فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور وہ ہم کو اوپر اپنی رسپنسری میں لے گیا ہے۔ پھر میں اپنے گھر گیا ہوں دیکھا وہاں نہ شرف الدین ہیں اور نہ جاگ بھری ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ لوگ کہاں گئے ہیں۔ جواب ملا کہ ڈاکٹر اقبال آیا ہے یہ سب کے سب اسکے پاس گئے ہیں۔ میں ایکدم گھبرا گیا۔ کہ سب لوگ اپنے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ میری خبر کوئی نہیں لیتا ہے۔ میں یہاں جکڑا ہوا ہوں۔ اسی کے بعد خورشید۔ ہمدرد ٹمرکو پکڑ کر لائی ہے اور ان دونوں کو لہنی دے رہی ہے۔ کبھی بیٹھ جاتی ہے اور کبھی اٹھ جاتی ہے۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ سچ سچ بول۔ مجھے کیا ہوا ہے اگر نہیں بولے گی تو میں تیری جان نکال لوں گا۔ اور وہ ذرا اکڑ کر دیکھنے لگی ہے۔ میں نے اسکو مارنے کے لیے پکڑا وہ رونے لگ گئی میں اسکا ہاتھ چوم چوم کر کہہ رہا ہوں کہ بیٹی جو تو کہیگی میں وہی کرونگا۔ تو نہیں۔ وہ کہنے لگی کہ اسی کہا ڈنڈ میں میرا گھر بھی بنا دیجئے

فوراً ہی مجھے خود بخود راستہ مل گیا ہے۔ اور میں اس راستہ سے نیچے اتر رہا ہوں۔ اور یہ پڑھتا جاتا ہوں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بالآخر میں آخر کے درخت کو عبور کر کے نیچے اترا ہوں۔ اس کے بعد ایک عورت مجھ سے کہہ رہی ہے۔ کہ آہ دی ہاتاں نال تساں من موہ لتا ہے" دیکھا من نے آن" ترجمہ۔ آج کی باتوں کے ساتھ تو آپ نے مجھے موہ لیا ہے۔ دیکھئے ہم مانتے ہیں۔ پھر کہا کہ "پیسن کوئی تھیدی نی تے تساں وندان ونال کھیج کے لاڑی۔ اے اے ایس سن نے نال ہن۔ میں ہر اکثر تانے بیٹھی ہاں اے سن نے بیتاں میں دو جا کھڑ لواں۔" ترجمہ۔ اور یہ بھی میں مانتی ہوں کہ جب بچوں پر مصیبت پڑتی ہے تو ماں اپنے دانتوں سے کھینچ کر پھینک دیتی ہے۔ اب میں نے بھی رنگ کا کرتا لیا ہے یہ آپ لے لیجئے اور مجھے اس کے پیسے دیدیجئے۔ تاکہ میں دوسرا کرتا لیلوں" چنانچہ میں نے وہ ہرے رنگ کا کرتا لیکر اسکو پیسے دیدیئے۔ اور عطاء اللہ شاہ ہاشمی بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور اسی بڑے درخت کے نیچے بہت سارے ردی کاغذ بھی پڑے ہیں۔ میری اور اسٹر غلام حیدر کی پرانی خط و کتابت بھی پڑی ہے۔ ان خطوں میں سے سید عطاء اللہ شاہ ہاشمی نے کچھ خط بھی اٹھا لیے ہیں۔ اور باقی خطوط مجھ سے اٹھانے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ اور میں نے ان خطوط کو اٹھا کر نذر آتش کر دیا ہے۔ کہ یہ ایسے کاغذ کیا کرنے ہیں۔ پھر وہ عورت مجھ سے ملی ہے۔ (رحم کرے رحیم) (۶) چھٹی رات۔ صرف اتنا دیکھا کہ میں غسل کر رہا ہوں۔ (کرم کرے کریم) ۔ (۷) ساتویں رات۔ دیکھا کہ میں اپنے گھر گھنگھانہ جا رہا ہوں۔ راستے میں ایک بھٹیک میں کھیرے والے پر کو بیٹھے دیکھا ہے۔ آگے بڑھا دیکھا کہ دوسرے پیروں کی ایک بھٹیک سجی ہوئی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ان پیروں کے تو بیٹھنے کی جگہ اب اچھی بنالی ہے یہ کہتا ہوا میں سیدھا گھر پہنچا جو بھائی محمد بخش کے گھر میں گیا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک عورت سفید لباس پہنے بیٹھی ہے۔ اور سر بجلی کی چمک کی ایسی شعاعیں ایسی برس رہی ہیں جیسے نور کی شعاعیں ہوں۔ میرے جاتے ہی فوراً ایسا ہوا تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے دو لڑکے اس کے پاس بیٹھے ہیں۔ ایک ادھر کے گھٹنے کے پاس ایک ادھر کے گھٹنے کے پاس۔ اور ایک بچہ اس کی گود میں ہے۔ وہ مجھ سے کہنے لگی کہ یہاں غلی آئے ہیں میں نے پوچھا کہ کہاں ہیں وہ بولی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے وہ نماز پڑھنے گئے ہیں۔ ابھی آتے ہی ہوں گے۔ میں وہاں ان کا انتظار کرنے لگا اور مجھے باتیں کرنے کی آواز آئی ہے کہ جیسے کوئی آ رہا ہو۔ وہ عورت کہنے لگی کہ وہ آ گئے ہیں۔ اب جو میں نے دیکھا تو ملا وہی باتیں کرتے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ میں فوراً ان کے قدموں میں گر پڑا جیسے سجدہ میں گیا ہوں اور میں ان کے پیروں کے دونوں تلوں کو چوم رہا ہوں۔ جو کہ بالکل چھوٹے چھوٹے ہیں۔ جیسے بچے کے ہوں۔ اور انھوں نے اپنے تلوے چومنے کا مجھے موقع بھی دیا میں ساتھ ہی ساتھ رو رو کر یہ کہتا بھی جا رہا ہوں۔ اے بے بسوں کے آقا اے بے کسوں کے مولا۔ میرا یہ کہنا ہے کہ انھوں نے میرے بائیں گال کو چوم لیا ہے اور مجھے کھڑا کر اٹھا لیا ہے۔ پھر میں دروازے کی طرف سے منہ پھیر کر دوسری طرف منہ کر کے بیٹھا ہوں۔ تو انھوں نے مجھے ساتھ لے لیا ہے اور وہ کھڑکی کے پاس میرے بھائی قمرالدین کے گھر کی طرف (جو شمال کی جانب پڑتے ہیں) وہ فرمانے لگے ہیں کہ "خدا جانتا ہے کہ کسی کے گھر جانے کو میرا جی نہیں چاہتا ہے مگر تمہارے گھر" بتاتے ہیں جس گھر کے اندر کچھ بی بیاں بیٹھی ہیں۔ اس کے اندر وہ جانا چاہتے ہیں۔ انھوں نے مجھے باہر بیٹھنے کا حکم دیا ہے اور بھائی محمد بخش کے دروازے کا پردہ آپ ہی آپ نیچے گر گیا ہے اور وہیں بی بی پاک بیٹھی ہیں۔ اس کے بعد راستہ میں خوب خیرات کر رہا ہوں اور ایک بزرگ آدمی کا خرچہ پورا کر رہا ہوں۔ یہ میری خود کی کمائی ہے۔

شوال المکرم ۱۳۵۷ھ

(۸) ستائیسویں رات۔ دیکھا کہ منجھلی موٹر ڈرائیور اور اور موٹر ڈرائیور میرے پاس ہیں۔ اسکے بعد میں سو کر اٹھا ہوں تو میں سوچ رہا ہوں کہ کسی کا منہ دیکھوں اور ابھی سیدھی ہیملی دیکھ رہا ہوں۔ کہ ایک بزرگ میرے پاس آ کر مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ سو کر جب اٹھو تو اپنی سیدھی ہتھیلی دیکھا کرو اور پڑھ کر پھونک لیا کرو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تو سب دشمن فنا ہو جائیں گے۔ چنانچہ میں یہ عمل کر رہا ہوں کہ میں نے اپنی بہنوں کو تمہارے لئے رکھا ہوا ہے تاکہ تم ٹریننگ دے۔ جب پوچھا کہ وہ سیانی لگتی بڑھتی ہیں۔ اگر وہ جوان ہیں تو میری بہنیں ہیں اگر وہ چھوٹی ہے تو میری لڑکی ہے اگر بڑھتی ہیں تو میری ماں ہیں بولے کہ وہ تو جوان ہیں۔ جنہیں کہا کہ وہ میری بہن ہیں۔ (رحم فرمائیگا)

ضرور چلنا ہوگا۔ (۸) آٹھویں رات:۔ دیکھا کہ ظاہر کرسی پر بیٹھ گئے ہیں اور بہت سارے لوگ ان کے پاس کھڑے ہیں۔ رحم کرنے رحیم (۹) نویں رات۔ دیکھا کہ مجلس محرم ہے۔ پھر ریلوے اسٹیشن ہے۔ میں نے ٹکٹ لینے والے دونوں پاؤں سیدھے ہیں۔ انھوں نے مجھے روپیہ الیسا واپس دیا ہے کہ جو ٹوٹا اور بے ڈھب ہے۔ میں نے کہا کہ جناب یہ نہیں چلیگا میں نے کہا کہ چلیگا۔ میں نے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں امتی ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ یہ روپیہ نہیں چلیگا۔ اور آپ سید ہو کر کہہ رہے ہیں کہ یہ روپیہ چلیگا۔ اتنے میں ایک آدمی کی عورت ہے اور وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ اس کو بھی اجنالے ہو نچا دیجئے گا۔ میں اسی جگہ پر بابو سے کہہ رہا ہوں کہ یہ عورت امانت ہے ٹکٹ بابو نے پوچھا کہ آپنے اجنالہ دیکھا ہے۔ میں نے جواب دیا نہیں کہا کہ آپ اسکو جنگشن نکوال سے گاڑی پر سوار کرا دیجئے گا۔ دو گاڑیاں نکل چکی ہیں اب صرف میری گاڑی اور اٹالیا ہے۔ جس سے ہمیں جانا ہے یہ عورت امانت ہے میں اسکو ہو نچا دونگا۔ اس کے بعد کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپکا دوست آج میرے خانے میں آیا ہے

(۱۰) بلیسویں رات:۔ میں وہاں سے کہہ رہا ہوں کہ آپ کھدیجئے انھوں نے انکار کیا میں نے کہا کہ یکاس کی تاریخ سے لکھ دیجئے

(۱۱) گیارھویں رات:۔ دیکھا کہ حضرت بخش کمال کا صابر کھڑا ہے اور میں نے وہ کام کر کے دکھایا ہے کہ جس کی لکھے کوئی امید نہ تھی جلیبی کی پچھڑی ہو گیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ (۱۲) بارھویں رات:۔ دیکھا کہ بہت سارے سور ہیں اور کمپنی کھیل ختم کر چکی ہے۔ گھوڑا گاڑی میں لوگ بیٹھ گئے ہیں۔ اوپر ایک مورتی سجی ہوئی رکھی ہے۔ مالک کمپنی بکھرا کھڑا رامائن تقسیم کر رہا ہے۔ میں سامنے گیا تو مجھے الگ سے سوا دو روپیہ دیئے ہیں۔ میں کہا صاحب ہم سب پانچ آدمی ہیں۔ میری عورت میرے تین لڑکیاں۔ اور میں۔ وہ کہنے لگے بس یہ لیجئے پھر سامنے میٹھ لکھی ہوئی آئی ہے۔ بابو علی گنیش میونرک ماسٹر۔ پھر میں دوسرے شہر میں اسٹیشن سے اتر کر اپنے ایک دوست کے گھر میں گیا ہوں وہ مجھ سے سینہ سے ملا ہے۔ میرے پاس مٹھائی ہے اور میں کھا رہا ہوں پھر وہی دو بنجارے لے لیتے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ اتنی مٹھائی پینے کی کیا ضرورت تھی یہ دوسرے آتا۔ (۱۳) اب رحیم تو بہت رحم والا ہے بڑی بخشش کرنے والا ہے۔ رحم فرما

رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ

(۱) رمضان المبارک:۔ دیکھا کہ میں ایک بیٹھ دار دن خان کے بازار میں مٹھائی کی دوکان پر مٹھائی لینے کے لئے گیا ہوں۔ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ادھر دیکھ رہا ہے کہ ہوا یہ ہوگا (دیکھ کر میں نے قسم کھائی ہے کہ تجھ ایسے متعصب دوکاندار سے میں کبھی سودا نہ لوں گا۔ (رحم فرما)

(۲) تیسری رات:۔ دیکھا ہمارے گھر کا تمام کوٹا بھر گیا ہے۔ یعنی سمنٹ کنکریٹ سے ہمارا مکان بکر تیار ہو گیا ہے (کرم فرما)

(۳) چوتھی رات:۔ دیکھا کہ میں نے بہت سی جائداد خریدی ہے لیکن پھر بھی میں جگہ رہنے کیلئے تلاش کر رہا ہوں۔ میں نے ایک جگہ مکان کے متعلق دریافت کیا ہے تو ایک عورت کہنے لگی کہ چلو اور دیکھو ایک لڑکے کے پاس مکان خالی ہے۔ وہ بہت جلدی لاکھوں کروڑوں پتی بننے والی ہے پھر میں کسی سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا پونا میں اور ڈیسر سیٹھ کی کمپنی ہے۔ جواب ملا کہ وہ تو چلی گئی ہے۔ اب تو وہاں ایک معمولی سا کلمپنی ہے اور ایک چھوٹی سی کمپنی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ کمپنی سے اپنے بال بچے لیکر پونہ چلا جاؤں۔ اتنا میری مدد گار بنی ہوئی ہے۔ مگر میرے بال بچے نہیں مل رہے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے مکان اور منتی میرے سامنے آگئی ہیں۔ یہ سب اس مکان میں ہو رہا ہے کہ جس کی میں حفاظت کر رہا ہوں اور اسکی سب چابیاں میرے پاس ہیں۔ مکان بہت بڑا ہے اتنا بڑا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس کے بعد میں اپنے استاد کے پیچھے جا رہا ہوں۔ اور کہہ رہا ہوں کہ ہم تو مرد ہیں آگے ہیں۔ گویا ایسا معلوم ہوا کہ بطرف میرے استاد کی طرف اشارہ ہو۔ (۴) پانچویں رات:۔ دیکھا کہ میں ایک آدمی کے ساتھ ابراہیم سے کہہ رہا ہوں کہ اب تم مبارک ڈاکٹر شیخ ہوئے ہو۔ میں اسوقت سے تم کو جانتا ہوں کہ جب تم کچھ بھی نہ تھے۔ اب تو مجھے تھا سے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے شرم آتی ہے۔ تم نے ایسی کونسی کی ہے کہ جسکا جواب ہی نہیں ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ آپ ہمارے [illegible] ہم تو آپکے بچے ہیں اور مجھ سے ہیں اسکے بعد ایک ایسا سخت راستہ ہے کہ جسمیں بہت ہی مشکلات ہیں۔ میں اس راستہ سے آگے [illegible] میرے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔ پھر وہاں ایک بہت بڑا درخت ہے اور ایک سید ہیں اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا ہے اور

میرا بخش کالا سوٹ پہنے ہوئے ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں۔ میں تو آپ کا غلام ہوں اور آپ کا نام لیوا ہوں۔

تیسویں رات:۔ دو دفعہ دیکھا کہ میں کسی بڑے ڈائرکٹر کی فلم بنا رہا ہوں۔ پھر میں اقبال سے کہہ رہا ہوں۔ آج تو خدا کے لئے ہو گی۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ میں نے فوراً کہا۔ ہو لی ہے۔ ہو لی ہے۔۔۔۔ دیکھا کہ بہت سارے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور میں طنبورہ کے ساتھ گا رہا ہوں۔ کچھ بیتیں بھی بنا رہا ہوں۔ اس کے بعد ایک بزرگ بیٹھے ہوئے ایک بچہ کو دعائیں دے رہے ہیں

چوبیسویں رات:۔ دیکھا کہ میں انجارت کر رہا ہوں پھر میں دھے کمار بنا ہوا ہوں اور شہر کی نگرانی کر رہا ہوں۔

پچیسویں رات:۔ صرف اتنا دیکھا کہ میں ہری بھری گاڑی لے جا رہا ہوں۔ ساتھ میں مظہر خان بھی ہیں۔

چھبیسویں رات:۔ دیکھا کہ کاردار صاحب ڈائرکشن کر رہے ہیں وہ مردے کو ایکشن بتا رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں زندہ کو ایکشن دینے سے وہ حرکت کرے گا۔ مردہ ایکشن سے ہلے گا نہیں۔ مظہر خان بھی ہیں۔

ستائیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنی والدہ مرحومہ کے پاس گیا ہوں۔ مجھے سگریٹ کی طلب لگی ہے تو انہوں نے اپنے پاس سے مجھے سگریٹ کی پوری ڈبی کھول کر پینے کو دی ہے۔ اس کے بعد کمپنی کا کھیل ہو رہا ہے۔ دو آدمی ٹکٹ نہ ملنے کی وجہ سے واپس جا رہے ہیں ہم اس کھیل میں ماسٹر ہوں۔ اور میں نے یہ گانا بجانا شروع کیا ہے۔ "تجھ کو پایا پالن ہارا۔ زبخن زاکا ہے۔ سائیں انکھیاں پھیریاں تو بیڑا۔ ملک تمام تاگ بغراک مہرکی۔ تو لاکھوں کریں سلام۔ دامن پھیلا دے کیوں کوئی در سے تیرے خالی کبھی ہے۔ رحم تیری ذات میں مضمر ہے۔ امر و ہو نظر ہم سب پر تری"۔ **اٹھائیسویں رات**:۔ صرف ڈائرکٹر کاردار کو دیکھا۔ (رحم کردلا)

انتیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت ہی اونچے پہاڑ پر ڈائرکٹر کاردار بیٹھے ہوئے ایک بلا کو ڈائرکشن دے رہے ہیں۔ اس بلا کا ایک بچہ بھی ہے۔ کاردار کی پیشانی پر پسینہ آیا ہوا ہے اور میں بغیر بلائے نوکری پر وہیں حاضر ہو گیا ہوں۔ کمپنی کے چھوٹنے کے وقت میں نے رخصت مانگی ہے تو کاردار نے بہت خوش ہو کر کہا۔ آپ جا سکتے ہیں۔ آپ اپنی مرضی سے ڈیوٹی پر آئے ہوئے ہیں۔ آپ کی ایسی ڈیوٹی نہیں ہوتی۔ اتنا سننا تھا کہ میں اس پہاڑ سے گھر واپس آ رہا ہوں۔ اور اس بلا کے بچے کو بھی ساتھ لا رہا ہوں۔ کاردار ڈائرکشن کر رہے ہیں۔ دیکھتے دیکھتے وہ بلا بہت ہی خوب صورت ہو گئی ہے۔

ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ

یکم شب:۔ دیکھا کہ بھرائی سے ملاقات ہوئی ہے اور میں غسل کر رہا ہوں۔ برسات بہت برس رہی ہے۔ ایک آری آ رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ اس کو مت روکنا۔ یہ تو برکت ہے۔ اس کے شہزادی بنارسی کپڑے پہنے میرے لئے تیار بیٹھی ہے۔ بہشت بی اور صابرہ بی اس سے کچھ کہنا چاہ رہی ہیں مگر وہ صاف کہہ رہی ہے کہ میں تو ماسٹر کی ہو چکی ہوں۔ **دوسری رات**:۔ دیکھا کہ بھونیار ہے بلکہ مرگی ہے اور میں نبض دیکھ رہا ہوں۔ اقبال کہہ رہی ہے نبض تو بالکل بند ہے۔ میں نے ایک آدمی سے کہا کہ دیکھو سامنے دودھ والے کی دکان ہے دو دودھ لے آؤ۔ وہ جا کر فوراً دودھ لے آیا ہے۔ جوں ہی میں نے مگو کو دودھ پلایا ہے وہ فوراً اچھی ہو گئی ہے۔ اس کے بعد شیر امیر طرفہ ارگشت نگار ہے۔ اقبال کہہ رہی ہے۔ زندہ ہو گئی ہے۔ میں بھی کہہ رہا ہوں۔ زندہ ہو گئی ہے۔ **تیسری رات**:۔ صرف یہ دیکھا۔ دلی شہر، میرٹھ اور مسند۔ **چوتھی رات**:۔ دیکھا کہ ایک لڑکی کے گھر میں بیٹھا ہوا ہوں اور وہ دودھ پی رہا ہے۔ میدان ہے بشیر کے بچے بھی دوڑ رہے ہیں۔ اس کے بعد ایک صفید مکان ہے جس میں ایک بزرگ اور میرے سب بچے ہیں اور ایک آدمی نے میرے بیٹے کو مسلمان ہے وہ کہہ رہا ہے آگ سے شیر بھاگتے ہیں۔ میں نے کہا۔ اچھا۔ **گیارھویں رات**:۔ دیکھا کہ ضلع بیچ گڑھ میں ایک مکان میں ایک آدمی نے آ کر چار عورتوں کو مار لیا ہے۔ **بارھویں رات**:۔ دیکھا کہ کھاگی بھنڈ نی نے مجھے گود میں بٹھایا ہوا ہے۔ وہ کہہ رہی ہے آپ کی آنکھیں بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ بارہ برس بھی تو گزر گئے ہیں۔ خود سائیں الدتہ تعالیٰ ایک پیسہ دو تو نہیں ہاتھ آتا ہوں۔

تیرھویں رات:۔ دیکھا کہ گھر گھر شادیاں ہو رہی ہیں۔ حور شید اکبر میں ہے اور میں یا دا الیشہ کس کے پاؤں کو چوم رہا ہوں اور ساتھ ہی رو بھی رہا ہوں۔ مغفرت بھی مانگ رہا ہوں۔

چودھویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر ستارے بجلی کے قمقموں کی طرح روشن ہیں۔ آواز آئی۔ آپ نے بڑی چیز پر قبضہ کر لیا ہے وہ کوئی چیز ہی دکھائی دے رہی ہیں۔

ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ

پہلی رات ذیقعد کی ۔ دیکھا کہ میں سادہ کپڑے پہنے ہوں اور میں نے پانچ چھ شاخیں لیے ہیں کہ ایکدم بہتر ہو گئے ہیں اسکے بعد میں نے اپنے ہاتھ سے قربانی کے دو بچے ذبح کیے ہیں (رحم کر میرے پروردگار) دوسری رات ۔ صرف اتنا دیکھا کہ میرے لیے کھویا دودھ والا تیار ہے ۔

(۳) تیسری رات ۔ دیکھا کہ امیر حسین کے ہاتھ میں میرے وقف کی مالا ہے ۔ میں نے پوچھا کہ یہ تمکو کس نے دی ہے ۔ کہا کہ ایک لڑکی نے دی ہے ۔ میں نے کہا کہ یہ پانچ چھ ہزار کی ہو گی ۔ بولا کہ نہیں ڈھائی سو کی ہے ۔ اس کے بعد میں بھائیوں سے گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر حرم کے دروازے کے اندر گھسا ہوں دروازے میں (کرم دین سفید لباس میں) اور بہت سارے آدمی ایک ساتھ بیٹھے ہیں ۔ میں گاڑی سے اتر کر کریم دین کا ہاتھ چوما ہے ۔ اور میں بہت ہی خوش ہوا ہوں ۔ اور میں سب کے باری باری السلام علیکم کہہ رہا ہوں ۔ ان لوگوں سے فارغ ہو کر میں شہر کے اندر داخل ہو گیا ہوں ۔ دیکھا کہ ایک جلوس گشت لگا رہا ہے ۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ نہ عیسیٰ آیا ہے نہ محمد آیا ہے اور گھاگیوں کے نام لے رہے ہیں نہ وہ آیا ہے نہ وہ آیا ہے مگر یہ خدا کا بندہ جو آیا ہے ۔ میرا ان سے اکل سفید ہے اور جلوس محرم کا ہے ۔ (۴) چوتھی رات ۔ دیکھا کہ بھیڑوں بکریوں کا دو کارواں دوسرے شہر جا رہا ہے ۔ اتنے تمام نہایت بلائی ہے کیونکہ کسان دکانداروں کے بہت سے پیسے لینے ہیں تو وہ دکان دار ایک بزرگ آدمی سے کہہ رہا ہے کہ میں تو آج چلا جا رہا ہوں آپ میرا روپیہ وصول کر لیجئے ۔ پھر اپنی زبان کے اثر سے کام لیں کیونکہ یہ سب آپ ہی کی باتیں ہیں ۔ اس کے بعد میرا سٹیشن ہو رہا ہے اور ایک بزرگ کہہ رہے ہیں کہ آج آپ کی ساڑھے ساتی کے برس کی بڑی برس کی گردن کاٹ دی ہے ۔ (۵) پانچویں رات ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت ہی بڑا دریا ہے ۔ ایک طرف دریا بہہ رہا ہے اور وہاں میں ایک آدمی کو بخار رہا ہوں ۔ اس کے بعد میری خوشدامن صالحہ بی دونوں بچوں کو لیکر خود بخود میرے گھر میں آ گئی ہے ۔ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ شکر ہے خدا کا کہ اس نے مجھے عزت دی ہے اور وہ مجھے ہمیشہ دیتا رہا ہے ۔ اور آگے بھی عزت دیتا جائے گا ۔ اچھا ہوا کہ تم خود یہاں آ گئیں ۔ میں نے خواب میں نہیں لکھا تھا کہ تم میرا حال آکر اپنی آنکھ سے دیکھ لو ۔ کوئی پوچھ رہا ہے کہ یہ مہر اور موتی کی تسبیح ہے ۔ اسکی قیمت کیا ہے ۔ میں نے کہا کہ چار روپے ۔ (۶) چھٹی رات کیا دیکھتا ہوں کہ تین جنازے جا رہے ہیں اور میں کالا کپڑا پہنے ہوئے ہوں آگے آگے جا رہا ہوں لڑکیاں بولنے لگیں کہ یہ کیوں آگے آگے ہے ۔ اتنے میں قبرستان آ گیا اور وہ تینوں جنازے رکھے ہوئے ہیں ۔ اور آدمی کوئی نہیں ہے ۔ قبریں کھدی ہوئی ہیں صرف پانچ رکھے تینوں جنازوں کو رکھ دیا گیا ہے زمین تسلی اور سفید ہے ۔ میں قبرستان کے باہر کھڑا ہوں اور صورۃ فاتحہ پڑھ کر ان جنازوں کی روح کو بخش رہا ہوں ۔ اور کہہ رہا ہوں کہ میں صرف اسی لیے ساتھ آیا تھا اس کے بعد یہ صورت اقبال مجھ سے ملی ہے ۔ (رحم فرما پروردگار عالم) ۔

(۷) تیرھویں رات ۔ دیکھا کہ کچھ بحث ہو رہی ہے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے ۔ اور واڈیا نے مجھے دو گھنٹے کا ٹائم دیا ہے طوفان ۔ ہو جائے گا ۔ یعنی میری چیز انشاء اللہ بہت مقبول ہو گی ۔ (۸) چودھویں رات ۔ دیکھا کہ ایڈورڈ بادشاہ اس کی لڑکی دونوں میرے پاس کھڑے ہیں ۔ اس کے بعد بہت سارے آدمی کھڑے ہیں اور میں ان کے سامنے کہہ رہا ہوں بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یہ کتنی دفعہ تین چیز ہے کتنی اچھی چیز ہے ۔ اور بڑی بڑی اور کامیاب چیز ہے ۔ (۱۰) سولھویں رات ۔ دیکھا کہ میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا ہوں ۔ میرے بستر پر ایک آدمی اور لیٹا ہوا ہے ۔ اور ایک میرا آدمی میرے پاس آیا ہے میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ تم زمان شاہ کے پاس آدمی بھیجو اس کے ۔

(۱۱) اٹھارھویں رات ۔ دیکھا کہ موسلے پاس بیٹھا ہے ۔ لیکن اقبال اس کے پاس بیٹھنا نہیں چاہتی ہے ۔ میں موسلے سے کہہ رہا ہوں کہ موسلے مصطفےٰ ۔ اور بھی کچھ کہنا چاہتا تھا کہ دیکھتا ہوں کہ میں اپنے وطن میں بے کار اور تنگدست ہوں وہاں میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں ۔ میں اگلے مہینے سے نوکری پر جاؤنگا ۔ اس کے بعد میں مومن سے کہہ رہا ہوں کہ یہ خط تم بمبئی میں پہونچا دینا ۔ اور اس نے وہ خط لے لیا ہے ۔

(۱۹) انیسویں رات ۔ دیکھا کہ میں گورنر سے ملا ہوں اور مسز لئے ویسی سامنے اور پیر سوئے کھا رہی ہے ۔ (۲۱) اکیسویں رات دیکھا کہ میرے پاس ہرے رنگ کی بوتلیں ہے جسے پی رہا ہوں اور اسکو میں اٹھا بھی لیتا ہوں بمبئی میں نے غسل کیا ہے ۔ بمبئی استاد

۱۳۵۹ھ

یا اللہ جل جلالہٗ — یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(محرم الحرام)

۱۱ویں رات: کیا دیکھتا ہوں کہ میری لڑکی سکو پھل چن چن کر مجھے دے رہی ہے جنہیں میں کھا رہا ہوں۔ اور مرزا اشرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر غنی خانہ ان کا کوئی آدمی میرا اگریمنٹ کر رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ میرزک سجیشن دیا کرو۔ میں کہہ رہا ہوں۔ نہیں مجھے میرزک ڈائرکشن دو تو اس نے میرا میرزک ڈائرکشن کا اگریمنٹ لکھ دیا ہے پھر وہ پوچھ رہا ہے مگر کہو۔ میں نے یہ کہدیا ہے۔ ۱۹ اور ۱۹ ۲۸ : ۲ دس بجے میری دوسری لڑکی مینجری ناک سے اپنی ناک ملا رہی ہے کہ سامنے سے ایک آدمی ڈریس روم کا دروازہ کھولتا ہوا آرہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ ابھی تم کو اور مجھ کو عورت و مرد کا پارٹ ادا کرنا ہے **اکیسویں رات:** دیکھا کہ میں سامنے کھڑی ہے اور میرے اسسٹنٹ ہیں۔ میں نے طبلہ کے بول لکھے ہیں تار سول اور حجیب کے ہیں جو کہ دس دس ماترے کے ہیں۔ اسسٹنٹ کہہ رہے ہیں کہ تمہارا مانتر صحیح ہے۔ تم سب کو بنا سکتے ہو۔

(صفر المظفر)

۵ویں رات: دیکھا کہ بتیاں بجھ رہی ہیں۔ یہاں تک کہ بجھ گئی ہیں۔ ایک دروازہ بند ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مالک مکان کے کمرے کی طرف گیا ہوں جو چھت پر ہے وہاں دیکھا کہ اتنی روشنی ہے کہ آنکھ نہیں ٹھہرتی۔ ادھر مرسلقا سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ ادھر مالک صاحب سفید لباس میں ملبوس ہیں۔ وہ بہت ہی خوش نظر آرہے ہیں۔ میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ خود مالک صاحب بولے۔ میرے ہاں لڑکا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا کب؟ کہا۔ کل۔ میں نے کہا مبارک ہو۔ مبارک ہو بتیاں سب اکدم ایسی روشن ہوگئی ہیں جس کا جواب ہی نہیں۔ **گیارھویں رات:** کیا دیکھتا ہوں کہ میں خوب گا نا گا رہا ہوں۔ دل تیرا دادا کا نشانہ ہوا یا پنا مگر یہ بے گانہ ہوا۔ آنکھ ملتے ہی ظالم روانہ ہوا۔ دیوانہ ہوا یہ دل مستانہ ہوا۔ یہ دل نازک ببدل پر۔ غنچہ دہن ہاں رے۔ ہونٹ لعل جیسے پر۔ دل تیرا دادا کا نشانہ ہوا۔ اس کے بعد دو زمیندار سفید کپڑے پہنے اور سفید صافہ سر پر باندھے آئے ہیں۔ میرا بھی ایسا ہی لباس ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تو ہمیشہ جمال خان سے ہی گانا سنا کرتے ہیں۔ میں نے کہا جی وہ ہمارے ملک میں ہی ہمیشہ رہا کرتے ہیں۔ وہ میرے بہت گہرے دوست ہیں بلکہ میرے بھائی ہیں اور وہ بہت اچھے گویے ہیں۔ **بارھویں رات:** کیا دیکھتا ہوں کہ ۶ کھمبے گڑے ہوئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ دو کھمبے گویا اقبال اور میں ہوں۔ اتنے میں ماں باپ کی دعا ہم دونوں کو پہنچی ہے۔ کوئی کہہ رہا ہے یہ بھی دیکھ لو۔ پھر ایسا نہ کہو کہ ہم نے یہ نہیں دیکھا تھا۔ لیکن ہم بالکل جل چکے ہیں اور ہم میں دم بالکل نہیں ہے۔ دیکھتے دیکھتے دوسرے کھمبے اقبال اور میں لے گئے ہیں۔ جو جہنم سے دور ہیں۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ آنکھ جھپک کی دیر ہے کہ ہم دونوں جنت کے کھمبے بننے والے ہیں۔ کیونکہ ہوا ٹھنڈی آئی ہے اس کے بعد ہم بھیڑ سے گاگے آرہے ہیں۔ ہمارے سر پر سے ایک رسی لمبے تار کی طرح چھاپر بخش کے گھر کی طرف جا رہی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں اس کو بھی میں ہی پوری کروں گا۔ اس کے بعد برادرم محمد بخش (سفید لباس میں) مجھ کو چلے کنویں والی مسجد میں لے گیا ہے۔ میرا بھی لباس سفید ہے۔ وہاں مولوی نذر محمد صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے وہاں بیٹھ کر نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ بعد نماز میں نے خوب دعا مانگی ہے اور یہ بھی کہا ہے۔ نصر من اللہ وفتح قریب تو مولوی نذر محمد صاحب میرے بھائی سے فرمانے لگے۔ تم نے بہت اچھا کیا جو اس کو یہاں لے آئے یہ بہت مقدر والا ہے جو یہاں تک پہنچ گیا ہے۔ پھر وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ اب تم بہت جلد اچھے ہو جاؤ گے۔ گو یا تمہارے پیٹ پر گوشت کی ٹکور کی جائے گی اور تم فوراً اچھے ہو جاؤ گے۔ پھر میں چوٹانی پر لیٹا ہوا ہوں۔ ایک سید آئے ہیں اور میں یہ گانا گا رہا ہوں۔ پار کرو موری نیا۔ وہ کہنے لگے۔ اب ٹھیک ہوا ہے۔ **بائیسویں رات:** صرف اتنا دیکھا کہ مجھ کو ایک کمبل پر لٹا رکھے ہوئے آرہی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں جب کہ میں کچھ نہیں۔ تو تم کون ہو۔ . . . وقت نہیں دیکھا کہ برادرم شرف الدین و تمر دین نے اپنا اپنا طلا چھوڑ دیا ہے۔ اکیلا صرف رہ گیا ہوں۔ اور میں سخت گھبرا رہا ہوں۔ میں تمر دین سے پوچھ رہا ہوں کہ شرف الدین کہاں جا رہے ہیں۔ تمر دین نے کہا کہ ان کو اس

پندرھویں رات:۔ دیکھا کہ میں ڈائرکٹر شفا تمام سے اچھی اچھی باتیں کر رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں آواز میں آپ پر خزانے کھول سکتا ہوں۔ **سولھویں رات:۔** دیکھا کہ نئے خان مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ بابو نانک چند کی عورت سیتا کمپنی بنا رہی ہے۔ میں نے کہا، علی بخش کو وہاں بھیجو۔ نئے خان بولے۔ اگلے مہینے کی تین تاریخ کو وہ فوکر ہو جائے گا اور تم بھی ہو جاؤ گے۔

سترھویں رات:۔ صرف اتنا دیکھا کہ میں سفید کپڑے پہنے ہوئے کریکٹر ادا کر رہا ہوں۔

اٹھارویں رات:۔ دیکھا کہ میاں کار دروازے کے اندر سے کہیں باہر جا رہے ہیں۔ اور میں اندر جا رہا ہوں۔ میں نے ان کو دیکھتے ہی کہا السلام علیکم انہوں نے کہا۔ آپ ہاتھ کیوں نہیں ملاتے۔ میں نے کہا۔ میں اپنی کمزوری سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ میں غریب ہوں۔ ویسے بھی میں نے پچاسوں لیکچروں میں کام کیا ہے۔ وہ بولے، یہ تو تم نے بھی پڑھا ہے۔ مکان کے دروازے پر نوٹس لگا ہوا ہے۔ کرایہ لگنے کا تقاضا ہے۔ میں نے کہا، ہم سب بے کار ہیں۔ ادھر ادھر سے مانگ کر کھاتے ہیں۔ اگلے مہینے کی تنخواہ سب تم کو دیں گے۔ فوراً ہی کوئی کہہ رہا ہے، چوری کھاؤ گا۔ **انیسویں رات:۔** دیکھا کہ سردار اخر ٹانگا رہی ہے۔ فلم کی ڈائرکشن میں کر رہا ہوں۔ روپوں کی تھیلی کھلی ہوئی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ یہ مجھے ملنگ نے دی ہے۔ **بیسویں رات:۔** دیکھا کہ محمد سنبھلی ہیں اور بنچ رنگا جا رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں مجھے یہ سبز رنگ چاہیے۔ اس کے بعد ایک مسجد ہے وہاں سب لوگ مہر دین، سوہنی، ماجھی، گنگھی اچھی موجود ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں، زمینداروں سے کیا ملنا پڑے مجھ میراثی سے ملو۔ میں عزت سے اور آزاد رہتا ہوں۔ پھر ہم جیسے دریا میں رہتے ہیں کہ ایک جانور نکلا ہے۔ میں فوراً ٹیڑھیوں سے پڑھ کر مسجد میں گھس گیا ہوں۔ اور دو آدمیوں کو بھی اندر لے لیا ہے اور دروازہ بند کر دیا ہے پھر کانجی بھائی موہن لیکچر رہیں ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں۔ سب ڈائرکٹر اپنا اپنا کام لے جا رہے ہیں۔ تم کو بھی کام دیں گے۔ بعد میں کوئی آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم نہا لو۔ میں نے کہا، جب بدن پاک ہے تو پھر نہانے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر میں نے کنوئیں سے بالٹی بھر کر نکالی ہے اور منہ دھویا ہے۔ **بائیسویں رات:۔** دیکھا کہ مقبول حسین کہہ رہے ہیں، سہراب مودی نے اپنے ہر آرٹسٹ کو ترقی دے کر ڈیڑھ سو روپیہ پر رکھ لیا ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں، اس حساب سے میری تنخواہ دو سو روپیہ ہونا چاہیے۔ اس کے بعد الٰہی بخش آئے ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں، تم بہت ہی اچھے ہو۔ چونکہ کمپنی افریقہ گئی ہوئی ہے ان کے پاس وہاں سے خط آیا ہے وہ مجھ سے پڑھوا رہے ہیں۔ میں پڑھ رہا ہوں، نہ یہاں پری ہے اندر نہ غلطاں ہے صرف دیوی دیوتا ہیں۔ ابھی کھیل نہیں ہوا ہے۔

تئیسویں رات:۔ صرف اتنا دیکھا کہ کوئی میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے "یہ دیوسنان ہے"۔

چوبیسویں رات:۔ دیکھا کہ میں ایک درخت پر لٹکا ہوں اور بہت سارے ایکٹر شوٹنگ پر آئے ہیں۔ سلطان بابا، قاسم بھائی اور عبدالرحمٰن کابلی۔ میں پکار رہا ہوں، سلطان العارفین بابا سلطان العارفین بابا۔ معاف کرنا سبحان اللہ سبحان اللہ اور میرے سر پر اشتہاروں کی بہت ہی بھاری گٹھڑی ہے جو میں نے اتاری ہے اور کرم دین ذلہ حاکم کو دعا دے رہا ہوں کہ اللہ تجھے لڑکا دے۔ پھر میں نے اپنی تمام زمین علما محمد اور محمد کے نام لکھ دی ہے۔ پھر بارش پڑ رہی ہے اور میں درخت پر چڑھا ہوا ہوں۔ پھر ایک بہت بڑا بندر دیکھا ہے اور وہ سامنے سے جا رہا ہے۔ میں نے فوراً اس کے آگے ایک بندھی ہوئی پوٹلی ڈالی ہے جو اس نے لے لی ہے۔ پھر میں گھوڑی پر سوار ہو کر پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں۔ آگے گھر گھر خوشی ہے۔ طبلہ والوں کا سیمان لگا ہوا ہے۔ سب بجا رہے ہیں۔ لیکن میں نے کچھ ایسا طبلہ بجایا ہے کہ اس کی آواز ہی الگ ہے۔

پچیسویں رات:۔ دیکھا کہ ۳۲ لاکھ اور ۷ لاکھ روپیہ ملا ہے اور ایک کرسچین کی شادی ہو رہی ہے۔ لوگ گرجا میں جا رہے ہیں۔ ایک آدمی نے مجھ سے کہا، یہ روپیہ پکڑ لو تم کو سوا روپیہ دیں گے۔ میں نے کہا تین روپیہ دوں گا۔ میں نے کمبل اوڑھا ہوا ہے۔ پھر میں نے خیریت علی کو السلام علیکم کہا۔ لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا دیکھو یہ پہچانتے بھی نہیں ہیں۔ آگے ایک عالیشان مکان ہے جو کہ میرا ہے اس کو خوب رنگ روغن لگا ہوا ہے۔ میں اس مکان کو لوگوں کو دکھا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں یہ جگہ دو لاکھ روپوں کی ہے اور یہ میری ہے۔ پیرالی فقیروں نے سامنے لاکر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ **چھبیسویں رات:۔** دیکھا کہ ہم تین آدمی ہیں ہمارے سب کے سر پیٹا گیا ہے ایک آدمی میرے سر پر ٹاٹ باندھ رہا ہے سامنے میرے کی انگوٹھی اور پھول ہے میں چاہ رہا ہوں کہ یہ مجھے مل جائے۔ **ستائیسویں رات:۔** دیکھا کہ وزیر بال کھولے مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ جی بخش مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ بھائی ہم کو بھی کچھ بھیجنا۔ آخر ہم بھی تیرے استاد کے گھر کے ہیں۔ میں نے کہا اچھا جب نوکری ہوگی بھیجوں گا۔ **اٹھائیسویں رات:۔** دیکھا کہ میرے وطن میں کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تیرے گھر والوں نے تجھے دھوکا دیا ہے۔ پھر میں سیڑھیوں پر چڑھا ہوں اگاسی میں اقبال بیٹھی ہوئی ہے اس نے گاگرا تار دی ہے

پہاڑ برکت والا ہے وہاں ایک چشمہ ہے اسمیں غسل کر لینا۔ اس کے موٹر ڈرائیور موٹر چلا رہا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ دودھ اور شہد پی پی کر میرا منہ تھک گیا ہے۔ اس کے بعد شرف الدین اور نور جہاں ایک معصوم بچے کو لے کر پیر صاحب کے پاس جانے والے ہیں لیکن وہ جاتے جاتے رک گئے ہیں۔ اور میں نے وہ بچہ اٹھا لیا ہے۔ میں اور رفیع الدین صاحب اسے لے کر پیر صاحب کے پاس جا رہے ہیں۔

پچیسویں رات: میں کہہ رہا ہوں (ایک آدمی سے) یہ سب چھاؤنی ہے۔ یہاں سب بڑی بڑی چیزیں موجود ہیں۔ ہماری جیت ہوئی ہے پہلے جو جو رستہ بند تھا وہ اب تک سب کھل گیا ہے وہ اب تک سب کھل گیا ہے اس کے بعد بہت سارے لوگ بیٹھے ہیں اور ایک نوجوان لڑکی خوب ڈانس کر رہی ہے ڈانس کرتے کرتے وہ میرے سینے پر سیدھی گری ہے اور لیٹ گئی ہے اور اس نے میرے منہ میں ڈالی ہے۔ پھر میں نے کچھ خواہش ظاہر کی ہے تو وہ کہہ رہی ہے ہاں ہاں۔ پھر ہم دوسری طرف ہو کر ڈانس کر رہے ہیں۔

انتیسویں رات: کیا دیکھتا ہوں کہ مہاتما بدھ بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے عالموں کو بلایا ہے۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آپ کے بلانے پر سولہ ہزار عالم آکر آپ سے ملے ہیں"۔ اس کے بعد وہیں پر ہی ماچس گم ہو گئی ہے تو بے انتہا تو میں چلنے لگی ہیں اور میں کہہ رہا ہوں کہ یہ سلامی کی تو ہیں ہیں۔

ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ

تیسری رات: آج کیا دیکھتا ہوں کہ دلی شہر ہے وہاں ایک کمپنی ہے۔ شفے خاں مجھ سے کہہ رہے ہیں "علی بخش علی بخش میں جانتا ہوں یہی امام مہدی ہے" تو میں علی بخش کا منہ چوم کر کہہ رہا ہوں "علی بخش علی بخش تو جب سے ہی تیرا عاشق ہوں"۔ اس کے بعد جمعہ خوب بہار گا رہا ہے اور میں اس سے اچھا ہارمونیم بجا رہا ہوں۔ پھر مجھے طرزیں بنانی ہیں۔ انہیں تو ہم الگ کر دیئے جائیں گے۔ **گیارھویں رات:** دیکھا کہ رغبت مجھے ملا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ کی تعریف ہو رہی ہے **سبحان اللہ** ہمارے مجلسوں میں یعنی یہ تھوڑی سی عمر میں کتنی عبادت ہے کیسی عبادت ہے بہت عبادت ہے اس کے بعد میں شکر کھا رہا ہوں۔ اور بانٹ بھی رہا ہوں۔ پھر پیسے لینے گیا ہوں تو آگے گانا گایا جا رہا ہے اللہ ہی دے گا۔ الشہد ہی دے گا۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا دریا جاری ہے۔ وہاں ایک جھونپڑے میں ایک سفید پوش رمضان بابا فقیر رہتے ہیں انہوں نے مجھے کاغذ پر ایک نقشہ بنا ہوا دیا ہے اس کے بعد نو سکھ بہت خوش میرے پاس آئے ہیں۔ وہ بزرگ دکھائی دے رہے ہیں۔ اور وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں "جو لوگ دل سے سیکھنے کے لئے آدمیں ان کے لیے چھ برس بہت ہیں اور جو یوں ہی وقت گزارنے کے لئے آدمیں ان کے لئے دس برس ہیں ان کو ہارمونیم سکھا دینا۔ جیسے لوگ آدمیں گے تم خود ان کو پہچان لو گے۔ فوراً تم کو پتہ چل جائے گا۔

بارھویں رات: دیکھا کہ آغا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ کا اسٹیل اور کام تو ہو گیا ہے لیکن آپ نے مجھے تو صحیح نہیں بتایا تھا میں نے کہا "آغا مجھے جیسا سمجھایا گیا تھا ویسا ہی میں نے تمہیں بتایا تھا۔ اس کے بعد میرے پیشاب کی جگہ پر ایک کیڑا چپٹا ہوا ہے کہ ایک دوسرے کیڑے نے آکر اس کی ایک ایک بوٹی نوچ لی ہے اور اس کی ٹانگیں کاٹ کر میرے دشمن کا خاتمہ کر دیا ہے **چوبیسویں رات:** دیکھا کہ اشرف خان ہیں اور بہت ہی کچھ دیکھا ہے اس کے بعد میں کہہ رہا ہوں۔ چلو شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد میری منزل مقصود سفید لباس میں ہے۔ پھر ایک شتاب کسی نے میرے ہاتھ میں دی ہے اور اس نے اپنا کلام بھی لکھ کر اسی کتاب میں رکھ دیا ہے۔ دوسرا کوئی آدمی دیکھا جا رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں جی نہیں یہ اور چیز ہے۔

انتیسویں رات: دیکھا کہ ایک آدمی کو اقبال نے شوٹنگ پر سے پیغام دے کر بھیجا ہے وہ کہہ رہا ہے باقی نے آپ کو بولا ہے آج ہولی کا تیوہار ہے۔ بچے گھر میں آپ کے پاس ہیں۔ تم لوگ بازار سے جو چیز چاہو منگا کر کھا لو۔ میں نے کہا، اچھا **تیسویں رات:** دیکھا کہ دو ریل گاڑیوں کو بوری بند پر پی جانا ہے۔ ایک گاڑی میں صرف تین ڈبے ہیں۔ دونوں کی رفتار بہت تیز ہے۔ میں لمبی گاڑی میں سوار ہوں۔ اور اس گاڑی کو جھٹکے کو پہنچا ہے اس کے بعد میرے گھر میں حسین بی۔ اس کا مرد شیرا اور ایک بچہ ہے چونکہ میں زمین کا مالک ہوں۔ اس لئے شیرا کو سمجھا رہا ہوں کو تم کو ملکانہ نہیں لے لینی چاہیئے۔ اس کے بعد اقبال نے مجھے اٹھا کر کھڑے کھڑے اپنے سینے کے اوپر ڈال لیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں اقبال تم نے ساری زندگی میں مجھے آج ایسا پیار کیا ہے

زمیندار نے گیارہ بھیڑیں دے دی ہیں۔ اور دوسری فصل ان کو ڈپٹی نے دینے کو بولا ہے۔ میں نے کہا۔ کہاں؟ کہا کھوتیاں جو کہ مغرب کی طرف ہیں۔ تو میں ایک آدمی کے پاس بیٹھا کر یہ کہہ رہا ہوں کہ صاحب میں تو کمینہ ہوں آپ تو عالی ظرف ہیں۔ آپ یہ سمجھ لیجئے کہ میں رعیت ہوں اور آپ بادشاہ ہیں۔ میں اپنی فریاد آپ کو سناتا ہوں آپ کو داد دینی چاہیئے۔ اس کے بعد میرے گاؤں گاؤں گا میں لوگ میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ پھر آگے ایک کشتی دریا کے اوپر ہے جس میں میں ہوں وہ کنارے آ لگی ہے اور ہم پیدل جا رہے ہیں۔ کنارے کنارے دریا خشک ہو چکا ہے۔ چلتے چلتے کنارے سے پانی پھوٹ نکلا ہے اور بے تحاشا پانی ہمارے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ میں نے بھاگنا شروع کر دیا ہے۔ لوگ میرے اشارے پر دوڑے آ رہے ہیں کہ آسمان سے انگارے برسنے شروع ہو گئے ہیں۔ دوڑتے دوڑتے ہم ایک نئے کنوئیں پر پہنچے ہیں۔ وہاں شادی ہو رہی ہے اور نئی دلہن کھڑی ہے اور رواج دستور میری بھاوج لے رہی ہے اور عالاں دایم کی ہے جو کہ مختار ہے اور ایک مزار ہے وہاں باجرے کی چوری گڑ ڈال کر کٹی جا رہی ہے۔ میں عالاں اور ان سب لوگوں سے کہہ رہا ہوں "میں امام مہدی ہوں اگر تم بھی یہی کھاؤ اور مانو تو ان انگاروں سے بچ گے ورنہ عذاب تو ہے ہی" یہ سن کر عالاں کہنے لگی۔ اچھا باہم مانتے ہیں کہ تم ہی امام مہدی ہو" پہلے میں نے کچھ دعا مانگی ہے پھر میں کہہ رہا ہوں دیکھو اب کچھ نہیں ہے اور وہ سب کچھ بند ہو گیا ہے۔ پھر آسمان میں بادل ہیں ایکدم آفتاب نکل کر روشنی پڑی ہے

تیسویں رات:۔ وقت صبح دیکھا کہ پنڈ دادنخان کے دریا پر ایک پل کا پایہ رکھا گیا ہے جس کو کاری گروں نے آناً فاناً میں بنا دیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں پل کا پایہ تو رکھا گیا ہے اس کے بعد ایک بہت بڑے دروازے میں کچھ لڑکے اور میں بیٹھا ہوں۔ اور ایک بزرگ فقیر جن کے ہاتھ میں کتاب ہے وہ ہم لوگوں کو کچھ سبق دے رہے ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ تم بولو ہم بھول گئے۔ دوسرے لڑکے سے کہہ رہے ہیں کہ تم بولو ہماری توبہ۔

ربیع الاول سنہ ۱۳۵۹ھ

یکم ربیع الاول:۔ وقت صبح دیکھا کہ میں نے پنڈ دادنخان کے بازار سے انگور۔ گنا اور ناشپاتی خریدی ہے اور ایک دکان پر انگوروں کے ٹوکرے رکھے ہوئے ہیں وہ بھی میں لینے کے لئے کھڑا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ ارے کوئی ہے۔ کہ پاس سے ایک سپاہی گزرتا ہے دکانوں پر تمام بوڑھے بوڑھے مسلمان دکاندار بیٹھے ہیں اور ایک دکان پر بوڑھے کی ہے جو کہ ہندو کی ہے اس کا نام بھٹہ ہے میں کہہ رہا ہوں بھٹہ کہاں ہے تو سامنے وہ ہے یا اس کا لڑکا ہے اس کے پیچھے سبزی اخروٹ والا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے "اللہ داتا آ گیا۔ اللہ داتا آ گیا"۔ اس کے بعد میں گھوڑے پر سوار چلا جا رہا ہوں۔ پھر اقبال اور میں آسمان سے اتر رہے ہیں۔ اقبال کی گردن پر میں سوار ہوں۔ اقبال کہہ رہا ہے کہ ہیرو تو ہیرو ہی ہے۔ اور ہم ایک دریا کے کنارے اترے ہیں جہاں صاف اور کنکھری ریت ہے۔ ہرن بھی ہیں۔ ناشو اور ایک دوسرا آدمی بھی ہے دیکھتے دیکھتے سب ہرن بھاگ گئے ہیں۔ صرف دو پکڑے گئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں ان کو ذبح کر دو۔ تو اس آدمی نے مجھ سے چاقو لے کر دونوں کو ذبح کر ڈالا ہے۔ اس کے بعد ایک دکاندار کو میں نے تین پیسے دیئے ہیں اس نے پتی جو کہ بہت بڑی ہے اس میں سے تین حصے مجھے دیدیئے اور ایک حصہ باقی رکھ چھوڑا۔ پانچویں رات:۔ دیکھا کہ میں صالح بی بی کے ساتھ اپنے گھر جا رہا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ سائیں جعفر علی فقیر اپنی معشوقہ سے رات کو چوری چوری ملتا ہے تو میں نے دیکھ لیا ہے میں اس کو گود بار کر اپنی طرف بلا رہا ہوں۔ وہ میرے پاس آ گیا ہے۔ جب میں گھر میں داخل ہونے لگا ہوں تو ایک کتیا مجھ پر بھونکی ہے۔ میں نے جوتی اتار کر جو کی سے اتنا مارا ہے کہ وہ مر گئی۔ اور جعفر علی سائیں فقیر نے اس کو اٹھا کر پھینک دیا ہے اس کے بعد ایک سکھ عاشق نے اپنی معشوقہ ایک سکھنی کو مار ڈالا ہے حالانکہ میں نے بہتیرا اس سے کہا کہ بھاگ جا۔ مگر وہ نہیں بھاگی۔ اس کے بعد میں نے معذرت چاہی ہے تو مالک نے مجھے چاندی کے لم ورپے دیئے ہیں۔ پھر میں ایک کشتی پر سوار ہوں اور دریا کے بیچ میں ایک درخت ہے اس کے نیچے دو کشتیاں جا کر ملی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ بھائی وہ تو میں ہی ہوں جس کے پاس کیا یہ نہیں ہے۔ اور کشتی میری پار لگ گئی ہے۔ پھر میں اپنے نئے مکان میں داخل ہو گیا ہوں۔ میں ننگا ہوں۔ صالح نے مجھے اپنا دوپٹہ دیا ہے جو میں نے باندھا

سترھویں رات:۔ مجھے غسل کرنا ہے۔ ہندوؤں نے ایک کاغذ لکھا ہوا ہے اس کے ذریعہ صرف ہندو ہی غسل کر سکتے ہیں۔ بارش بہت ہوئی ہے اتنی ہوئی ہے کہ اگر تین چار سال تک بارش نہ ہو تو قحط کا ڈر نہیں ہے۔ پانی چشموں میں بھرا ہوا ہے۔ میری ماں کہہ رہی ہیں کہ وہ چشمہ زہری سانپ کا ہے اس میں نہیں نہانا نہیں تو بدن پر چھالے ابھر آئیں گے۔ وہ آگے سفید مسجد اور قلعہ کے درمیان جو

سترھویں رات:۔ دیکھتا ہوں کہ ایک عدالت میں ایک حاکم سیاہ لباس میں ملبوس تسبیح پر کچھ وظیفہ پڑھ رہا ہے۔ میرے پاس میری زمین کا کاغذ ہے جس پر میری ملکیت لکھی ہوئی ہے۔ میں نے وہ کاغذ حاکم کے آگے رکھا ہے وہ پڑھتا جاتا ہے اور میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے مہر لگاؤ۔ گویا میرے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ سامنے مقابلے میں ہرنا کھڑا ہے۔ **بیسویں رات**:۔ دیکھا کہ محظوظ دار کہہ رہے ہیں اب جلدی لگانے ٹیک کرنے چاہئیں جہاں پر ہم ہیں وہ باغ ہے۔ وہ پھر کہہ رہے ہیں۔ ہاں وہ لڑکی بہت خوبصورت ہے۔ اس کی بھی تراکی کر لیجئے۔ میں کہہ رہا ہوں جمعہ کو نہیں یہ سیچر بہت اچھا ہے۔ سیچر کو لگانے ضرور ٹیک کریں گے۔ ہاں انہوں نے ابھی مجھے نہیں دیکھا ہے اور میں اکدم سفید لباس میں ہوں۔

تئیسویں رات:۔ دیکھا کہ میں کھانا کھا رہا ہوں کہ ایک نے مجھے خبر دی ہے کہ تین سیاہ اور ایک بہت بڑا اگر دہ چلا جا رہا ہے۔ میں کھانے کھاتے اٹھ کر ان کے پاس گیا ہوں اور کہہ رہا ہوں "آپ نے مجھ مردہ کو زندہ کر دیا ہے"۔

ستائیسویں رات:۔ دیکھا کہ رنجیت ایک بہت بڑے سا ہوکار کے لڑکے کیساتھ ہو گیا ہے۔ اس کی رپورٹ ہوئی ہے مجسٹریٹ کے سامنے مقدمہ چلنے والا ہے بدھکر نے مجھے گواہ لکھوایا ہے۔ میں جب پیش ہوا ہوں تو میں نے کہا ڈاکٹر بھی تو تھا۔ مجسٹریٹ نے کاغذ دیکھ کر کہا کہ نہ گواہ چاہئے نہ ضمانت۔ اس کے بعد پانی بہہ رہا ہے۔ میں نے صاف کر کے پانی کا گھڑا ابھر لیا ہے۔ سامنے میری دائیہ کھڑی ہیں اور بھاگی ہیں اور دیکھا کہ مجھ سے ملی ہے اور ایک چھوٹا سا سانپ آگے نکل گیا ہے۔ معلوم ہوا یہ صف روحانی طاقت سے ہوا ہے۔ **تیسویں رات**:۔ میں کسی سے پوچھ رہا ہوں کہ آگے آنے والے وقت کیلئے تم کچھ بتاؤ۔ جواب ملا۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جو اس کی مرضی۔ پھر میں کہہ رہا ہوں:۔

"جو مجھ تک پہنچا ہے وہ بھاروا اسی کی زبان ہے"۔

(۱ رجب المرجب ۱۳۵۹ھ)

پہلی رات:۔ میں کہہ رہا ہوں لڑائی بند۔ میں نے لوگوں سے ہتھیار زمین پر رکھوا دیئے ہیں۔ آج اور کل کا دن بہت بڑا ہے۔

دوسری رات:۔ صرف اتنا دیکھا کہ پروفیسر کی عورت پروفیسر لے گیا۔ اور میں پروفیسر ہوں۔

تیسری رات:۔ مرزا اشرف نے میرا کیکر کاٹ دیا ہے۔

چوتھی رات:۔ دیکھا کہ ایک گڑھ مٹی پر ایک چٹائی لوگوں پڑی ہوئی ہے۔ میں اس سرے سے اس پر چلنے لگا ہوں تو اس سرے پر پہنچ گیا ہوں۔ اور میں کہہ رہا ہوں۔ حج قربانی نذر نیاز کے لئے تو میرے پاس یہ پیسے ہیں تو میں وہ خیرات بانٹنا چاہتا ہوں مگر لینے والے سب بھیڑ بکریاں ہیں میں کہہ رہا ہوں ذرا ٹھہرو۔ میں دیتا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں۔ لشکر بشکر سنگھ پاس کھڑا ہے۔

پانچویں رات:۔ آپ بادشاہ ہیں۔ آپ کا کام ہے غریبوں کی پرورش کرنا۔

چھٹی رات:۔ صرف اتنا دیکھا کہ بہت سارے اونٹ ہیں۔ پھر پریم نگر ہے۔

ساتویں رات:۔ بابا نے اپنا رنگ بدل دیا ہے جو سفید ہے

آٹھویں رات:۔ صرف یہ سنا۔ سدا رنگ بابا۔

پچیسویں رات:۔ علی بابا کا بیج بویا جا رہا ہے

ستائیسویں رات:۔ صرف یہ سنا۔ سدا رنگ بابا۔

انتیسویں رات:۔ پیر جی بابا اللہ کا نام ہی مشرق سے مغرب تک ہے۔ میں بھی دعا کرتا ہوں تم بھی دعا کرو۔

(شعبان المعظم)

پہلی رات:۔ یہ نور محمدیؐ ہے اس کو کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

تیسری رات:۔ ایک بزرگ درگاہ پر بیٹھے ہوئے مجھے سمجھا رہے ہیں کہ اللہ کے نام کو اکیا پڑھو۔

پانچویں رات:۔ آپ بادشاہ ہیں۔ آپ کا کام ہے غریبوں کی پرورش کرنا۔ **آٹھویں رات**:۔ اصل اللہ پاک یہی ہے جو کلام ہے۔ **گیارھویں رات**:۔ آواز آئی۔ تم جہاں جاؤ تم کو کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

سترھویں رات:۔ راجہ مجھ سے کہہ رہے ہیں جو کہ میرے باپ ہیں۔ میں تیرا محافظ ہوں۔ تیرا بھائی تیرا محافظ ہے اور پولیس تیری محافظ ہے۔

پچیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں مردہ ہوں۔ ایک مہاتما اور اس کی عورت مجھے تلک لگا رہی ہے اور میرے ماتھوں میں پھول دیتے جا رہے ہیں۔ وہ مجھے نہلا چکے ہیں اور میرے بدن پر کفن سفید ہے۔ **اکیسویں رات**:۔ دیکھا کہ ایک گنبد ہے وہاں اندھیرا ہے وہاں میں بیٹھا ہوں۔ دیواریں کالی ہیں۔ میرے ہاتھ میں چاک ہے۔ وہ بھی سیاہ ہے۔ جب میں لکیر کھینچتا ہوں تو وہ سفید ہو جاتی ہے۔

بائیسویں رات:۔ دیکھا کہ ایک جنگل میں ہزاروں گنہگار پھر رہے ہیں جن کو کوئی نہیں پوچھ رہا ہے۔ (رحم کر دیتی)

سنہ ۱۳۵۹ھ

جمادی الاول

ساتویں رات :۔ دیکھا کہ ایک دری پر سل میں کوئی بہت ہی خوب صورت لڑکی ہے میں نے اپنے ہاتھوں میں طبلہ لیا ہوا ہے۔ میں گا نا گا رہا ہوں اور دیکھا بھی رہا ہوں لوگ میرے طبلے پر بہت خوش ہو ہو کر داد دے رہے ہیں۔ اس کے بعد پتھروں کے سوداگر کا ذکر آیا ہے میں کہہ رہا ہوں پتھروں کا سوداگر تو پتھر ہی ہو کر رہ گیا ہے مگر میرا نام سوداگر ہے جو کہ بہت ہی اچھا ہے۔ چودھویں رات :۔ دیکھا کہ سب لوگ میکپ کر رہے ہیں۔ میں بھی میکپ کئے ہوئے سب سے اچھا تیار ہوا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں سب سے پہلے آیا ہوں۔ پھر میں مروان اور حسین بن سے دور دور کہہ رہا ہوں کہ تم لوگ میری دوسرے دن تو نبر لے لیا کرو۔ پندرھویں رات :۔ اصغر مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ کیا حالت ہے۔ میں نے کہا۔ بہت بڑا فضل ہے۔ سولھویں رات :۔ دیکھا کہ میں اپنے پیچھے کی چال میں سے آگ لیتے گیا ہوں۔ پھر میں ایک ہوٹل کے اندر گیا ہوں۔ پرانی رضائی میرے پاس ہے۔ اس ہوٹل میں ایک اخبار رکھا ہوا ہے اسمیں لکھا ہے "ایک شہر فتح ہو گیا" پھر لکھا ہے "دوسرا شہر فتح ہو گیا"۔ سترھویں رات :۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پل کے نیچے بہت آدمی کھڑے ہیں ان میں سے نہیں آدمی گھوڑوں پر سوار ہو کر دوڑ رہے ہیں۔ بیچ والے آدمی کے ڈاڑھی ہے۔ میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں تم اس کو پہچانتے ہو۔ یہ بادشاہ جارج پنجم ہے جو پٹھان کی طرح ہے کسی نے کہا۔ ہاں۔ اس کو بہادر آ مارتھا آ گیا ہے اس کے بعد گاڑی آ گئی ہے اور آدمیوں کو بھی جانا ہے۔ میں بھی تیار ہوں۔ لیکن میں ایک دو انگلیوں میں پہنے ہوئے ہوں جس کی وجہ سے میں گاڑی پر نہیں چڑھ سکتا۔ مگر خدا کی مہربانی سے اسکو میں نے انگلیوں سے اتار لی ہے اور فوراً اپنا اسباب لے کر میں گاڑی میں سوار ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد ایک بہت ہی بڑے پہاڑ پر ہم لوگ جا پہنچے ہیں۔ ایک آدمی آگے آگے ہے۔ اس کے ساتھ ایک گدھا ہے۔ میں اس آدمی کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوں۔ اس پہاڑ سے ایک راستہ کٹ جاتا ہے۔ وہ بولا جہاں میں جانا ہے یہاں سے قریب ہے اس کے بعد مجھے پھر شوکت حسین کے ساتھ ہی دوسرا پکچر لینا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ پہلی پکچر میں تو شوکت حسین کا میرا نام ہی نہیں دیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے اس پکچر میں تو اسکو میرا نام ضرور دینا پڑے گا۔ انیسویں رات :۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چیتا بیٹھا ہوا مجھ سے انگلش میں باتیں کر رہا ہے ممکن وہ بار بار یہی کہہ رہا ہے "گڈ۔ گڈ۔ گڈ" پھر ایک آدمی آیا ہے میں اس سے کہہ رہا ہوں "میں ابھی تار منگا سکتا ہوں۔ ابھی تار آ جائے گا" سید عبداللہ شاہ بھی ہیں اور لوگ بھی ہیں۔

جمادی الثانی

پہلی رات :۔ دیکھا تو بہت کچھ مگر بادصرف اتنا رہا کہ میں برادرم عالم دین کے لئے خوب اعلیٰ درجہ کی گھی والی روٹیاں اور کوئی تحفہ لے کر گیا ہوں جو میں نے ان کو دے دی ہے پانچویں رات :۔ دیکھا کہ چچا امیر بخش مجھے ملے ہیں۔ پھر میری تیسری شادی ہے۔ سب رسوم ہو چکے ہیں۔ درزی میرے کپڑوں کی ماپ لینے آیا ہے۔ پیر بادشاہ نے اپنی لڑکی مجھے خوشی سے دی ہے۔ میں دولہا بنا ہوا ہوں۔ اور فوراً ہی اپنی ماں کی گود میں ہوں۔ میری ماں مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ بیٹا ماں کا درجہ بہت بڑا ہے پیر ہاتھ باندھ کر اور رو رو کر ماں سے کہہ رہا ہوں "ماں میں تو ہر وقت رو رو کر آپ سے معافی مانگتا رہتا ہوں۔ اور توبہ کرتا رہتا ہوں"۔ ماں نے مجھے پیار کرتے ہوئے کہا "بیٹا میں نے بھی تو تجھے سب کچھ معاف کر دیا ہے اور وہ مجھے دعائیں دے رہی ہیں۔ اس کے بعد جب میری عزت و آبرو کے لئے میری سسرال والوں نے پوچھا تو میں نے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی مٹ دکھا دیا ہے تو وہ بہت خوش ہو گئے ہیں۔ پھر ایک بہت بڑا اور اونچا مکان ہے اوپر اوپر ہے۔ میں وہاں حاجت رفع کرنے گیا ہوں تو بھنگی نے مجھے ہاتھ لگا دیا ہے اقبال نے بہت بہت غصہ ہو کر اس سے کہا کہ تو نے باسٹر جی کو کیوں چھوا۔ وہ چپ کا چپ رہ گیا۔ اٹھارویں رات :۔ میں نے بہت طاقت دیکھی ہے میں کہہ رہا ہوں۔ جب ماں کی یہ طاقت ہے تو اس کی کیا طاقت ہو گی۔ اس کے بعد صالح بی اپنی ماں بہشت بی سے کہہ رہی ہے تم نے اپنے داماد کو دیکھا تو میں تنہا الگ ہوں۔ لیکن جانا ضرور ہوں۔ اس کے بعد گاؤں بچھا ہوا آتی ہے۔ اس کا رنگ اکدم سیاہ ہے اس کے کپڑے بھی سیاہ ہیں اور اس کے ہونٹ بڑھا ہوا نکلا ہوا ہے۔ وہ بانجھ نے کے سامنے آ کر مر گئی ہے۔ بارھویں رات :۔ دیکھا کہ بہت سارے آدمیوں کے سامنے قائم مقام میر منشی کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے فضل اور مہربانی سے باسٹر جی کی چوٹیں تو ہمارے ہاں فکس ہو گئی ہیں۔

چوبیسویں رات:۔ دیکھا کہ نانو بھائی کی جوان عورت مجھے پیار کر رہی ہے میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ میں تم سے نہیں بولتا۔ تم نے مجھے کچھ نہیں دیا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ ہمنے بھی اپنی اسٹوری کی جنی شوٹنگ کی ہے اتنی کی اتنی ہی پڑی ہے ہمارا بھی کیا بنا ہے ہم سے بھی سنسر نے اسٹوری لے لی ہے۔ کہتا ہے میں خود چلا جاؤں گا۔ پھر سیدھا راستہ ہے مگر آدمی الٹے راستے سے چل رہے ہیں۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں مگر وہ نہیں مانتے۔ خدا نے سیدھے راستے سے رجعت کہنے لگا۔ ماسٹر ٹھیک تو کہتا ہے کہ وہ سیدھا راستہ ہے۔

ستائیسویں رات:۔ دیکھا کہ چاولوں کی نیاز بٹی ہوئی ہے جو کہ اکدم میٹھی ہے اسے معصوم بچے کھا رہے ہیں۔ اور نیاز بانٹنے والی میری بہن امام بی مرحومہ مجھے مٹھی بھر کر چاول دینا چاہتی ہے میں نے کہا۔ بہن امام بی مجھے تھوڑے چاول برکت کے لئے دیدیجئے اور اس نے فوراً تھوڑے چاول برکت کے لئے دیدیئے ہیں۔ میں نے فوراً منہ میں ڈال لئے جو بے حد میٹھے تھے۔ **اٹھائیسویں رات:۔** دیکھا کہ دو عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں ایک تو میری سگی بھاوج ہے نام اس کا پھاگ بھری ہے۔ دوسری خوبصورت ہے وہ پوڈر سرخی لگا کر بیٹھی ہے۔ اس کا لباس سفید ہے نام عفیفہ بیگم ہے۔ میں کہہ رہا ہوں تقدیر رونق ہے یعنی عورت ہے مرد نہیں ہے۔ وزیر بیگم بولی:۔ تقدیر کی شکل میری شکل کی طرح ہے۔ میں نے کہا وہ تمہاری شکل جیسی کیا ہے تمہاری شکل جیسی ہے ویسی ہے۔

شوال المکرم ۱۳۵۹ھ

چالیسویں رات:۔ دیکھا کہ ہندو مسلمانوں کی مارا ماری ہے۔ لوگ بھاگ رہے ہیں۔ میں بھی بھاگ رہا ہوں۔ مگر راستہ بھول گیا ہوں۔ یکایک ایک بچی عمر کے مسلمان مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ "یہ حالت ہے ورنہ میں آپ کو آپ کے گھر پہنچا آتا۔" میں نے ان کو جواب دیا۔ آپ نے اتنی بات کہہ کر دین کی بیحد خدمت کی ہے۔ پھر ایک ہندو نے مسلمان کے لاٹھی ماری ضرور ہے مگر نقصان نہیں ہوا ہے **چوردھویں رات:۔** دیکھا کہ منشی سلیمان بہت گھبرائے ہوئے ہیں۔ ہم دونوں ایک ہی کمرہ میں رہتے ہیں۔ منشی سلیمان کہہ رہے ہیں کہ میں نے اتنی محنت سے اسٹوری لکھی ہے مگر ابھی تک بکی نہیں ہے۔ میں ان کو سمجھا رہا ہوں کہ قدرت کی طرف سے وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آئے گا فوراً آپ کی اسٹوری بک جائے گی گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے دیکھو رسول تو پہلے سے ہی رسول تھا مگر جب تک ۴۰ برس پورے نہیں ہوئے تھے لوگوں نے نہیں مانا تھا کیونکہ وہ وقت مقرر تھا۔ سلیمان صاحب آپ بغیر وقت کے کچھ نہیں کر سکتے۔ ہاں آپ کا نام سلیمان ہی ہے؟ انہوں نے کہا جی۔ میرا تخلص منجی ہے اس کے بعد میں ہرہ دے رہا ہوں۔ دو سو راؤنڈ کرتے ہوئے آئے ہیں۔ وہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ لکڑی ہاتھ میں ہے۔ میں نے کہا۔ میرے ہاتھ میں ہر وقت پستول رہتا ہے۔ (فضل کریم)

پندرھویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پلنگ پر ایک عورت سفید کپڑے پہنے ہوئے لیٹی ہے۔ میرے پاس میرے بھائی شرف الدین اور میری دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ شکل میری تقدیر ہے اس کے بعد میرے ساتھ ایک بہت بڑی فوج ہے اور ہم صف بہ گانا گاتے جا رہے ہیں "جنگ پہ ہم بیدرنگ۔ جائیں گے سینہ تنگ۔ جنگی جوان ہیں بہادر ہم۔ خون بہائیں ہم۔ خون بہائیں ہم۔" پھر ایک مندر میں عورتیں پھول وغیرہ لے کر درشن کو جا رہی ہیں اور وہ یہ گانا گا رہی ہیں "بہنا چلو ری کریں درشن وا بر کھا کی چھاتی ہے۔ یہ کالی گھٹا۔ کالی گھٹا میں عجب ٹھنڈی ہے ہوا۔ ہاں بہنا چلو ری کریں درشن وا" پھر ہم وہی گانا گاتے جا رہے ہیں۔ "جنگ پہ ہم بیدرنگ جائیں گے سینہ تنگ۔"

بیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مکہ ہے۔ میری لڑکیاں میرے ساتھ ہیں اور ایک بہت بڑا پہاڑ ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ پہاڑ ہے وہ بہت ہی اونچا ہے۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ تین دن باقی ہیں۔ تمہاری تنخواہ برابر ہے ہم سائن کر کے دیدیں گے۔ اور نوکری میری پکی ہو گئی۔

پچیسویں رات:۔ دیکھا کہ بہت ساری کشتیاں چلی آ رہی ہیں اور سوہن لعل بائیسکل سامان لادے ہوئے آ رہے ہیں۔ پھر میرے استاد بابو ہری دت آتے ہوئے ہیں۔ ان کا لباس سفید ہے اقبال کمپنی میں نوکر ہے اور بابو جی شرابی ہیں۔ میں ان کے قدم پکڑ کر رو رہا ہوں کہ آپ ہم پر رحم کریں۔ ہمارے گناہ بخشدیں کیونکہ وہ اقبال کو لینا چاہتے ہیں واسطے کمائی کے۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ زیادہ تو نہیں ہم اٹھنی روزانہ شراب کے لئے آپ کو دیا کریں گے۔ پرسن کردہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے۔ جو کچھ تم خرچ بھیجو گے وہ ہم گھر روانہ کر دیا کریں گے۔

اٹھائیسویں رات:۔ دیکھا کہ آج ہم اچھی سے اچھی جگہ آ گئے ہیں۔ میں زندوے کر بدھکر سے کہہ رہا ہوں کہ چال اور چال سے کام کرنا۔ یہ آپ جیسے آدمی کے شایان شان نہیں۔ **تیسویں رات:۔** دیکھا کہ میں بیڑی سلگا کر پی رہا ہوں۔ پھر ایک آدمی پیغام لایا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ وزیر منشی حج کو جا رہے ہیں۔ آپ کو بلایا ہے۔ میں فوراً گیا اور جاتے ہی سورہ فاتحہ قل ھو اللہ شریف، درود شریف،

تیئسویں رات :۔ دیکھا کہ کچھ بیماری ودق کا قصہ ہے۔ تو میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ٹی بی اچھا کرنے کی دوا دی ہے۔ بعد میں میرے بال بچے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ کیا میں غریب نہیں ہوں۔ کیا میں اسیر نہیں ہوں۔ کیا میں یتیم نہیں ہوں۔ کیا میں حلیم نہیں ہوں۔ تو یہ لوگ ہنس رہے ہیں۔ سنا تیئسویں رات :۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں پہاڑ سے اتر رہا ہوں۔ سامنے ایک فقیر ہے۔ میں لوگوں کو دکھا رہا ہوں۔ دیکھ یہ فقیر ہے جو ولی ہے اور میں نے اس کو سلام کیا ہے۔ اس نے بہت زور سے جوابدیا ہے وعلیکم علی بخش صاحب۔ پھر وہ دوسرے بزرگ سے کہہ رہا ہے "بابا قطب شاہ" میں نے اس لیئے دعا مانگی تھی اور کہا تھا کہ اس کا بول بالا ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں کارڈ ہوگا" اور میرے ہاتھ میں واقعی کارڈ ہے اور میں حیران ہوں کہ میرا نام اس کو کیسے معلوم ہوا ہے۔ اور بابا قطب شاہ نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس کے بعد نور جہاں اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر میرے گھر آئی ہے جیسے میری لڑکی ہے میں اس سے کہہ رہا ہوں جب سے تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے میں تیرے گھر نہیں گیا ہوں۔ انتیسویں رات :۔ دیکھا کہ آندھی کا بہت سارے ہیں۔ دنگ ٹھوڑا ہے۔ میں نے نور آنما زپڑھی ہے اور دعا مانگ رہا ہوں ایک آدمی مجھ سے کہنے لگا کہ دعا بھی جلدی مانگو۔ میں کہہ رہا ہوں "یہ تو اپنا اپنا عشق ہے میں لمبی دعا مانگتا ہوں۔ جب تک مجھ تسلی نہیں ہوتی ہے میں دعا مانگتا رہتا ہوں۔ جب تسلی قلب ہوتی ہے تو میں ختم کرتا ہوں" اس کے بعد فتح سنگھ بطور مہمان آئے ہیں۔ میں نے ان سے کہا۔ ان کو میٹھی دودھ کی لسی بنا کر پلاؤ۔ تو ان کو فوراً ایسی لسی بنا کر پلائی ہے۔ اب جو دیکھا تو لسی کے رتن میں ویسی کی ویسی لسی بھری پڑی ہے۔ تیسویں رات :۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایوب آئے۔ ابراھیم آئے۔ آدم آئے۔ اسمٰعیل آئے اسحاق آئے اور یعقوب آئے۔ اور میری استانی کچھ لینے کیلئے آئیں۔ میں نے کہا۔ ابھی میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جب ہوگا حاضر کروں گا

رمضان المبارک ۵۹ھ

دوسری رات :۔ دیکھا کہ میں موہن کمپنی میں کپڑا دلا کر رہا ہوں اور میں غلام محمد سے کہہ رہا ہوں کہ ملتان شہر حسین گاہی منڈوا دو۔ ساری نعل میں کمپنی کھل رہی ہے۔ تم وہاں جاؤ۔ چوتھی رات :۔ دیکھا کہ ایک مکان میں تالا لگا ہوا ہے اور اس کے اوپر پھولوں کا سہرا لٹکا ہوا ہے۔ چھٹی رات :۔ دیکھا کہ میں بھوئی نعل سیٹھ کے پاس تنخواہ اور نوکری کے لئے گیا ہوں میری عورت بھی میرے ساتھ ہے انہوں نے کہا۔ ابھی شام ہوگئی ہے۔ کل صبح آنا اگر زیادہ تنخواہ لینی ہے تو آتما نند کے دستخط کروالینا اگر تھوڑی تنخواہ لینی ہے تو تم لے لو۔ مجھے میوزک ڈائرکشن ملی ہوئی ہے اور کیلو بھائی کو ڈائرکشن دی ہے۔ موہن میرے پاس بیٹھا ہے میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ ابھی کسی کا بھروسہ ہے۔ وہ کہنے لگا۔ ہاں مجھے اس کا بھروسہ ہے جس نے مجھے بنایا ہے اور یہاں دنیا میں بھیجا ہے۔ چودھویں رات :۔ میں ایک مسجد میں بیٹھا ہوا ہوں۔ کچھ مندر آتے ہیں۔ اور کنوئیں سے پانی نکال کر ایک گھر کے بچے کو دے رہے ہیں۔ وہ مجھے دکھا رہے ہیں کہ یہ دیکھئے۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ مسجد مندر یہ ایک ہی ہے اور میں سورہ فاتحہ درود شریف بسم اللہ شریف قل ھو اللہ شریف دو دفعہ پڑھ رہا ہوں۔ پندرھویں رات :۔ جتی بخش بھائی دو لیلا اور تین اور عورتیں آئی ہیں اور میں ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی کو پیار کر رہا ہوں۔ وہ ذرا جھک رہی ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے تیری آنکھیں خوبصورت معلوم ہوتی ہیں اور میرے ہاتھ پر چاندی کی دونی رکھی ہوئی ہے واسطے دودھ کے۔ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ مراد آباد ہے۔ اتنے میں میں موہن کو اس کے گھر بھیجنے جا رہا ہوں وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ اب واپس جائیے۔ میں نے کہا۔ نہیں میں آپ کو گھر پہنچا دیتا ہوں۔ واپسی پر چاند کی روشنی ہے۔ گھر آیا تو دروازے میں میرے بال بچے بیٹھے ہیں۔ پھر آئندہ پرشاد دیکھ رہا ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ ہم آپ کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ وہ بھی خوش ہوتے ہوئے کہنے لگے۔ ابھی کمپنی تیار ہو رہی ہے اس میں مجھے چانس ملنے کی امید ہے۔ پھر منور آکر کہہ رہا ہے۔ بھیا سوائے آپ کے اس نے کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ اس کے بعد ایک آدمی آکر کہہ رہا ہے کہ میں ملتان میں نوکری کرتا ہوں وہاں اتنا کام بھی نہیں ہوتا ہے مگر مجھ کو دو سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ یہاں تو خرچ بھی زیادہ ہے۔ انتیسویں رات :۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں نے مولا سنگھ کے دروازے کے باہر اسی طرف منہ کیا ہے اور پھولا سنگھ نے دودھ لانے کے واسطے موٹر لی ہے۔ پھولا سنگھ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں آپ کو خرچہ دیا کروں گا۔ پھر موہن محبوب صاحب کے سامنے بیٹھا ہے وہ اس کو سمجھا رہے ہیں۔ لیکن وہ اپنی ہی بات کئے جاتا ہے میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ صاحب ٹھیک کہتے ہیں۔

سنہ ۱۳۶۰ھ

یا اللہ جل جلالہ — یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محرم الحرام

ساتویں رات:۔ صرف اتنا ہی دیکھا کہ دھنے نے روٹی خوب دھنی ہے۔

سترھویں رات:۔ دیکھا کہ میں نے ایک کنوئیں سے پانی نکال کر خوب غسل کیا ہے اور پھر خوب ہی کھانا کھایا ہے۔ میرے چاروں طرف ایکٹر ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ تم اپنا آٹا وغیرہ ہمارے گھر پکنے کو دے دیا کرو۔ مگر تم نے خود ہی نہیں دیا ہے۔ کپتن کھیل کرتی ہوئی جا رہی ہے۔ ایک کہہ رہا ہے کہ تم اپنا آٹا وغیرہ ہمارے گھر پکنے کو دے دیا کرو۔ مگر تم نے خود ہی نہیں دیا ہے۔ کپتن کھیل کرتی ہوئی جا رہی ہے۔ ایک کہہ رہا ہے کہ حسین بی چاند ہے۔ میں نے کہا بے شک حسین بی چندراں ہے۔ وہ میرے پاس یعنی اپنے باپ کے پاس رہنا چاہتی ہے۔ مگر میں نے اس کو اپنے گھر ہی رہنے کی ہدایت کی ہے۔ لڑکیاں اپنے گھر ہی اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ پھر دوسرا کہتا ہے کہ یاسین زادا بن کر عزرا کے دروازے پر بیٹھا ہے۔ میں نے کہا۔ میں اس کو سمجھا دوں گا وہ نہ کو جانے دے گا۔ اس کے بعد استاد میراں بخش یا منشی غلام علی دیوانہ ہیں تو کوئی بات ہو رہی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ معاف کیجئے گا۔ آج تو آپ کے غلام کی بات آپ سے زبردستی اونچی رہتی ہے۔

سترھویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پولیس نے آکر مجھے پکڑ لیا ہے۔ میں بالکل بے گناہ ہوں۔ وہاں پر میری ماں بھی موجود ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم بے کس اور بے گناہ ہیں پھر میں ایک مکان میں پہنچا ہوں۔ وہاں لوگ ایسے بھیانک ہیں۔ شاید وہ مجھے لوٹیں ماریں گے۔ وہ زبردستی مجھ سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں مجھے کوئی نہیں مار سکتا۔ یہ سنتے ہی انہوں نے جو ایک بہت بڑا گروہ ہے مجھ پر فوراً حملہ کر دیا ہے اور میں نے یہ پڑھنا شروع کر دیا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور پھر بھاگ رہا ہوں۔ وہ میرے پیچھے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ میں ایک عدالت میں پہنچا ہوں۔ جہاں سب کے سب مسلمان ہیں حاکم کرسی پر بیٹھا ہے۔ ہاتھ میں کاغذ ہے۔ چاروں طرف فوج کھڑی ہے۔ سب سے پہلے میں نے حاکم اور بعد میں سب کو السلام علیکم کہا۔ میں نے حاکم سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ حاکم یہ سنتے ہی میرا طرفدار و مددگار ہو گیا ہے۔ جو میرے پیچھے پیچھے لگے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں بھی ہتھیار تھے وہ یہاں کا میری طرف کا رنگ دیکھ کر ایک دم بھاگ گئے۔ عدالت برخاست ہوئی۔ سب لوگ جانے لگے۔ دیکھا تو یہ مکان مسجد ہے اور ایک پٹھان مجھ سے کہہ رہا ہے۔ دو ٹانے نہیں۔ اور مسجد میں کوئی چیز پڑی ہے وہ میں نے خوب چاٹی ہے۔ ایک آدمی کہنے لگا۔ یہ بھاگنے والی ٹوٹی بھی تو اسی کی ہے اسی نے تو ان کو پیچھے لگایا تھا (گویا حاکم نے)

تیسویں رات:۔ میں کہہ رہا ہوں۔ دی فری گندھرو دیالہ دی فری گندھرو سبھا یا علی یا علی یا علی۔ مولا سنگھ اپنے گھر واپس آگیا ہے اس کی عورت میری مٹھی پر کھیل رہی ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں۔ بیٹی بیٹی ایسا کھیلو۔ ایسا کھیلو۔ اور وہ بہت ہی خوبصورت ہے۔ مولا سنگھ نے اس سے بستر کھولنے کو کہا اور اس نے فوراً بستر کھول دیا ہے۔

(میرے مولا تیرا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے الحمد للہ)

صفر المظفر ۱۳۶۰ھ

تیسری رات:۔ میں بیگم شہزادی کے گھر گیا ہوں۔ وہ مجھ سے کہنے لگی۔ تم تو ہر وقت جاتے رہتے ہو میں نے کہا۔ کمائی کس لئے ہوتی ہے۔ آخر کیا لے جانا ہے تم بھی چلو۔ میں حج کرنے جا رہا ہوں۔ جہاز میں جب میں پہنچا ہوں راستے میں ایک بہت بڑا مندر دکھائی دیا۔ میں نے خود بخود کہا۔ یہ پہلے ترکی کا تھا اسمیں بتیاں جل رہی تھیں۔ اذربت کے آگے ایک مقام آیا ہے جب میں ایک دریا کے پار ہوا ہوں۔ میں نے کہا یہ مجف الاشراف ہے جب میں دوسرے دریا کے پار ہوا ہوں میں نے کہا یہ خانہ کعبہ ہے۔ جب تیسرا مرحلہ طے ہوا تو وہاں مرلقا کا تھانائی بنا رہا ہے۔ اقبال بھی موجود ہے یہ مقام مدینہ منورہ ہے

اور بسم اللہ شریف پڑھ کر ان پر دم کیا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ مدت سے میری جو آرزو تھی وہ آج پوری ہوئی۔

ذی قعدہ ۵۹ھ

تیسری رات:۔ میں فقیر بخش صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ میاں کی بھی دونوں نکھار ہیں یا ایک۔ وہ بولے۔ دونوں نکھار نہیں لگتے۔ ایک نکھار ہے جو بصورتی کیلئے دونوں ہیں۔ اس کے ۔ ۲ ۔ معدہ خفہ کیجئے میں گرا ہوں۔ بتی روشن ہے۔ لوگ مجھے تماشہ کر رہے ہیں۔ اور میں وہاں ہی موجود ہوں بیسویں رات:۔ دیکھا کہ کچھ آدمی ہیں اور کچھ کہہ رہا ہے کہ اس کو آزمانا چاہئے۔ یعنی کسی چیز کو جو موجود ہے۔

پچیسویں رات:۔ میں کہہ رہا ہوں۔ سب اکھاڑوں سے نکل کر شنی سرگی میرا آج بیٹھا ہے۔ ہجوم بہت ہے۔ میرے آگے باجا ہے اور میں یہ گانا بجانے والا ہوں "تو داتا جگ داتا:" (رحم کر میرے معبود)

تیسویں رات:۔ ہم لوگ جھگیاں ایک گاڑی میں بیٹھ کر گئے ہیں۔ وہاں کا راجہ ہر ایک کو تین دن رکھتا ہے۔ میں اقبال سے تین دن کہہ رہا ہوں۔ ہمارے پاس تو نذر دینا زد دینے کو ایک پیسہ بھی نہیں۔ اب کیا کریں۔ اتنے میں راجہ نے ایک پیالہ میں گیہ ڈال کر مجھے دیا ہے۔ میں اسے پی کر کہہ رہا ہوں۔ میرا دل ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ ایسا پلانا بھی آپ ہی کو آتا ہے۔ اس کے بعد سب بچے ہیں گاڑی موضع ماں کے۔ خادموں کے بڑے میرا والا گدھوں پر آکر کھڑی ہے اور میں پیچھے ہوں۔ ایک آدمی نے اپنا گھوڑا مجھے دیا ہے کہ سوار ہو جاؤ۔ وہ بھی میرے ساتھ ہے اور میں سوار ہو گیا ہوں۔ اور لکڑی توڑ کر میں گھوڑا سرپٹ دوڑائے چلا جا رہا ہوں۔ آگے اقبال ہے وہ فتح سنگھ سے کہہ رہی ہے کہ چچا یہ پندرہ روپیہ کا نوٹ لاؤ۔ ان خادموں کو دینا ہوگا۔

ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ

پانچ ذی الحجہ:۔ اس کے بعد میں گاگے گیا ہوں وہاں میں فاطمہ سے کہہ رہا ہوں کہ تو میری سگی بہن ہے اور تمرین سے کہہ رہا ہوں تم میرے سگے باپ ہو۔ اور چاہے کوئی مانے یہ مانے۔ یہ اللہ نے غیب سے مجھے کیمیا دیا ہے اگر تین بیار آجائیں تو بیس روپیہ مجھے مل جاتے ہیں۔ وہ بولے یہ تو بہت بڑی چیز ہے اور اچھی ہے۔ میں نے کہا۔ یہ عالم دین بھائی کو دکھاؤں گا وہ بہت خوش ہوں گے کیونکہ وہ جاننے والے ہیں پھر مولوی رحیم الدین نے کہیں سے بہت سارا روپیہ لاکر ہمارے خرچ کے لئے دیا ہے۔ اس کے بعد میں اور چچا امیر بخش میں ہیں۔ وہ میری بڑی تعریف کر رہے ہیں۔ اللہ تادغیرہ بھی آگئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ اللہ دتا کو کیا کہے گا۔ وہ کہنے لگا کہ اور کیا کہے گا۔ کہی کہیگا کہ اولیائی کپڑے پہن کر ہر جگہ گھس جاتا ہے۔ ایک لڑکا ہے جس کے پاکٹ میں میں ہاتھ ڈالتا ہوں اندر سے اٹھنیاں چونیاں دونیاں نکلی آتی ہیں۔ اس نوکر نے بھی مجھے دوائی دی ہے اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ ایسا نہ کرو۔ آخر مجھے تو تمہاری خواہ دینی ہے چاہے آج دو دن کل دو دن۔ لو یہ چھ آنے کی جلیبیاں لے آؤ۔ ہم بھوکے ہیں۔ (فضل کرے الٰہی)

ساتویں رات:۔ اس کے بعد راون نے ایک نہر نکالی ہے وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں چلو۔ تو میں چلتا جا رہا ہوں۔ آخر ہم ایک نہر پر آگئے میں نے اس میں غسل کیا اور یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ تو انگریزوں نے بنائی ہے ۔ دیکھا کہ میرا گھر بن چکا ہے۔ عورتیں جھاڑو دے رہی ہیں میں نے پل بنایا ہے بخشی ماچھی کے ہاں لڑکا ہوا ہے۔ اور بھوانی نے تصویر لے کر ۶ سو روپیہ اقبال کو دیا ہے۔

بیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں نے ایک خشک نالے پر ایک چھوٹا سا کالڑکا بٹھایا ہے کہ ایکدم پانی سے نالہ بہنے لگا۔ میں نے اس بچے کو نہلایا اور خود بھی غسل کیا۔ بعد میں مجھے تیرہ سو روپیہ ملا ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے بھی اس بچے کے برابر تو جواب ملا ہے

تیسویں رات:۔ دیکھا کہ میں گانا گا رہا ہوں۔ اور پیر جہاں فی کیچو تسکل آسانی عہا فاقد رتھلانی۔ اس کے بعد وہ بیحد خوبصورت لڑکیاں جو ہم عمر اور سگی بہنیں معلوم ہوتی ہیں۔ میں ان کو کچھ سمجھا رہا ہوں۔ پھر میں ایک دیوار کے اوپر بیٹھ کر کہہ رہا ہوں کہ مظہر خان یہ مصیبت کاٹے گی تو نہیں۔ اس کے بعد میں چھت پر سو رہا ہوں۔ اور دوسری طرف کھاٹ پر میری عورت سوئی ہوئی ہے آسمان پر بادل سیاہ رنگ کا چھایا ہوا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ابھی بے حد زور کی بارش شروع ہو جائے گی۔ تو میں اپنی عورت سے کہہ رہا ہوں ادھر ہو جاؤ کہیں بھیگ نہ جائے ان بادلوں سے۔ پھر دو عورتیں دوائی لینے کو آئی ہیں (الٰہی تیرے جو جو بیمار بندے صحابری دواخانہ میں آئیں تو ہی اپنی رحمت سے شفاء

مجھے اجازت دین تو میں اسمیں زیادہ رنگینی پیدا کر کے بتلاؤں۔ (۲۳) تیئیسویں رات:۔ دیکھا تو بہت کچھ مگر یاد صرف اتنا ہے کہ میں کہہ رہا ہوں کہ ڈاکٹر آف دی ہارٹ۔ یعنی ہیر سٹر ڈاکٹر آف دی ہارٹس۔ یعنی چیر بھاڑ کا ڈاکٹر۔ ڈاکٹر آف عشق۔ ڈاکٹر آف دی محبت۔ ڈاکٹر آف دی پریمز۔ (۲۴) چوبیسویں رات۔ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ نماز اب مت چھوڑنا۔ اللہ کا نام اب نہیں چھوڑنا میں کہہ رہا ہوں کہ اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ (رحم وکریم کی بارگہ فرمائے الٰہی

ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ

پہلی رات ربیع الثانی:۔ ایک مکان میں ہم دونوں یہاں اور یہ سی رہتے ہیں۔ رہتے ہونے والی ہے اور برساب پڑ رہی ہے۔ (۲۱) اکیسویں رات:۔ دیکھا کہ مزدور سامان لا رہے ہیں اور جھٹکے کی ٹرائی کر رہے ہیں جو بالکل ٹھیک ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اختری آگئی ہے۔ سامان ہاوی کے روم میں رکھدو۔ اس کے بعد گاؤں کے باہر ایک فقیر بچوں کے ساتھ بیٹھا ہے۔ ادھر میں نے ہندوستانی گانا گایا ہے جو کہ بہت ہی پر درد ہے اور مجھے خود اسکا درد ہے۔ میرے اوپر اسکا ایسا اثر ہوا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ (۲۵) پچیسویں رات:۔ دیکھا کہ للت بھائی نے مجھے ایک خط دیا ہے جو میں نے خط حاک کیا تو اسمیں سے سلیم کی انگوٹھی نکلی ہے۔ جو کہ وزیر نے میرے لیے روانہ کی ہے۔ پھر وزیر اور زنانہ خود سے کہلئے میرے پاس آگئے ہیں۔ بیٹھے ہیں۔ تو میں سب سے پوچھ رہا ہوں کہ تمہیں انکو یہاں رہنے دوگی۔ وہ کہنے لگی کہ باوجی میں نے انجان والی رانی کو بھی رہنے دیا تھا تو میں اس رانی ماں کو بھی رہنے دوگی۔ یہ لوگ اقبال کے خط لکھنے پر آئے تھے۔ اقبال نے لکھا تھا کہ تم یہیں آجاؤ۔ جو میر جال وہ تمہارا اصل آگے بڑھا ہوں تو ہزار لاکھ چند۔ لاکھ کیا بھی مجرد سے رہا تھے۔ ہجوم بہت ہے۔ اسکی عورت سیتا بھی پاس کھڑی ہے نے مکو اوسمیں میں چھپ گئی ہے۔ اقبال نے مجھ کر کہا کہ مکو کہاں ہے۔ اور فوراً مکو سامنے آگئی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ دیکھو مکو سانتے کھڑی ہے پھر بھی پنجاب کی ضرورت ہوئی ہے۔ اور ایک لڑکی جو میرے ساتھ ہے وہ مجھے راستہ بتانے جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ ایک جنگل میں پہونچے۔ وہ آدمی مجھ سے کہنے لگا کہ یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں ۲۰ روپیہ تولہ سونا پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہم لوگ ایک مکان گئے ہیں۔ وہاں انہیں سینما کا کھیل کرنا ہے مجھکو بھی ساتھ ہے۔ میں اس گھر کی مالکہ سے کہہ رہا ہوں ہم تو صرف آٹھ دن آپ کے یہاں مہمان ہیں اور ہم وہاں کام کرنے جا رہے ہیں۔ زیادہ وہ مالکہ کہنے لگی کہ ان کو میں جانتی ہوں۔ یہ ان کا پیشہ نہیں ہے یہ تو ناٹک کرتے تھے۔ یہ تو بیچارے اس وقت کیلئے کام کرتے ہیں۔

(۳۰) تیسویں رات امام اپنی بھی اتباع کرتا ہے۔

جمادی الاول ۱۳۶۰ھ

یکم جمادی الاول:۔ مولا بخش بیمار ہیں عالم دین علاج کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ مولا بخش مر گئے ہیں صالح مر گئی ہے۔ بہشت میں حالانکہ میں نے دو دفعہ روٹی کھائی ہے۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ میرا کوئی نہیں ہے۔ میں اپنی کمائی اس صالح کتنے کو دیتا ہوں۔ اب میں وہاں جا رہا ہوں بہشتاں منع کرتی ہے کہ وہاں کام کرنے کیلئے تم مت جاؤ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ وہاں کچھ دین کا کام نہیں ہے میرا کام ہے۔ (اے میرے مالک

میں حاجی ہوں کعبہ کی بنیاد جل رہی ہے اور ایک آدمی یہ گانا گا رہا ہے ۔ پیر مہر سے خواجہ ہند ولی ۔ میں گانے والے سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے یاد ہے لحہ سے سن و دیکھ رہا ہوں ۔ اور اتنا گاتا ہوں اور اتنا گاتا ہوں میں نے کہا کہ یہاں کون ذلیل ہے ورنہ سب ایک ہی آدم کی اولاد ہیں میرے شریف ہوں اس کے بعد میرے لڑکی حسین بی سے میری ایسی محبت ہے جیسی ایک عورت سے محبت ہوتی ہے میری اسے بہت محبت ہے ۔ (۱۴) تیرھویں رات :۔ صرف اتنا دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے بہت سارے بیر پڑے ہیں میں جھک جھک کر خوب کھا رہا ہوں ۔ (۱۵) چودھویں رات :۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے بھائی عالم دین کو دبا رہا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں کہ میں جا رہا ہوں سے یہاں سے جا رہا ہوں ۔ یہ سنتے ہی انھوں نے بھنی ہوئی مچھلی مجھے دی ہے اور بہت سارے شکاری آرہے ہیں ۔ اور میری بیٹی مجھ سے میرے پاس ہے ۔ (۱۶) سولھویں رات :۔ کیا دیکھا کہ بہت سارے کپڑوں کی ایک ٹرین بنی ہوئی ہے ۔ اور وہ جنتی جا رہی ہے اور ان پر ایک عورت سوئی ہوئی ہے ۔ کہ وہ دب جائیں میں اس عورت سے کہہ رہا ہوں کہ دیکھئے یہ کیسے حملہ کر رہے ہیں ۔ لوگ بنی اسرائیل کی لڑکی مریم مجھ سے کہتی ہے کہ سب حملوں کا توڑ نماز ہے پڑھو ۔ پھر بہت سارے شکاری لوگ آرہے ہیں بیچ میں حاکم لوگ بھی ہیں میرے پاس سے بہت بھاگتی سی ہے ۔ ان لوگوں نے مجھے ایک مچھلی کھانے کو دی ہے ۔ (رحیم فرمائے رحیم و کریم)

ربیع الاول ۱۳۶۰ھ

دوسری ربیع الاول ۱۳۶۰ھ کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور ایک صاحب دریا پار بیٹھے ہیں ۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ حقہ بھرو میں نے فوراً حقہ بھرا ۔ پھر انھوں نے پانی بدلنے کے لئے کہا میں نے پانی بدل دیا ہے اور سامنے سے آدمی آرہے ہیں ۔ پاس انکا صاف ہے ہاتھ میں انکے ہتھیار ہیں ۔ اور سامنے ہی میدان میں گلہ ہے ۔ اس میں سفید گائیں کھڑی ہیں ۔ وہ آپس میں لڑ رہی ہیں اتنے میں بیاور زرد بھائی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں ۔ صاف انکا سبز رنگ کا ہے اور ہاتھ میں ان کے تسبیح ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بھائی بھائی اچھے دامے جماعت کے لگ گئے ہیں ۔ (۱۲) بارھویں رات :۔ میں کہہ رہا ہوں کہ علی اور محمد دونوں ساتھ رہتے ہیں اور میرے یہ مٹھائی لا رہے ہیں ۔ اور فوراً میرے ہاتھ میں مٹھائی آگئی ہے اور یہ ایک قسم کا معجزہ ہوا ہے اس کے بعد سوہن سنگھ کے گھر ہے اور میں پکار پکار کر کہہ رہا ہوں کہ سوہن سنگھا سوہن سنگھا مولا سنگھ واپس گھر آگئے یہی مولا سنگھ گھر میں سے باہر نکلے ۔ ان کی داڑھی بہت بڑی ہے ۔ وہ مجھ سے کہنے لگے کہ آپ ہی نے تو خواب دیکھا تھا کہ میں واپس گھر آیا ہوں اور میری عورت آپ کو پیار کر رہی تھی اور صلتی تھی آپ نے تو میں کہہ رہا ہوں کہ ان کو اس خواب کا کیسے پتہ چلا یہ بھی ایک معجزہ ہوا ہے ۔ (۱۳) تیرھویں رات :۔ دیکھا کہ تکیہ بیٹھا ہوا ہے ۔ میری عورت اقبال اور بھی آدمی آئے ہیں میرے پاس بہت ساری ڈبل روٹیاں ہیں ۔ میں خود بھی کھا رہا ہوں اور لوگوں کو بھی دے رہا ہوں ۔ اتنے میں منی آئی اور وہ کہہ رہی ہے کہ کاروار کی زبان پہلے سے بھی اچھی ہوگئی ہے ۔ اس کے بعد منو ماسٹر سے دو نانک کہنی لکھ لینے کے سلسلے میں خوش ہو کر نیازی ہے ۔ باداقطب خانہ اور ہم نیاز کھا رہے ہیں جو کہ میٹھے ہے (۱۴) چودھویں رات :۔ میں بنڈ دادن خاں گا رہا ہوں وہاں باجے بج رہے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جواب ملا کہ آج مجھ سراج کی لڑکی کی شادی ہے میں آگے بڑھا تو ایک بڑی کتا ہے کہ یہاں تو بہت بڑے بڑے جادوگر رہتے ہیں میں نے کہا کہ کون کون ۔ کہا کہ ۔ حسین ۔ علاء ۔ سب سے بڑا جادوگر سراج الدین ہے ۔ میں نے فوراً کہا کہ ۔ سب جادوگروں پر اللہ کا نام دھاری بھاری ہے ۔ تو بخشو خاں گا رہا ہے ایک دوسرے آدمی سے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ جادو ہی وہ ورانی تو ڈالے ہے ۔ پھر میں بیدار ہوا اور میری عورت میرے حکم میں کام کر رہی ہے ۔ اور میری لڑکی غلام فضہ ۔ اپنی بہن حسین بی کو لینے گئی تھی ۔ وہ آگئی ہے میں اپنے اصل مقام کو کہہ رہا ہوں کہ میں فضہ ہوں ۔ اس کے بعد استاد کانے کی ایک مستند بجا رہے ہیں ۔ وہ بالکل سریلی ہے ۔ میں نے اپنا دھیان کھینچ کر گایا جاتا ۔ مزا تو جب ہے کہ اس میں کچھ اضافہ بھی ہو ۔ اور خوبصورتی بھی پیدا ہو ۔ یا آپ

رجب المرجب ۱۳۶۰ھ

۵ پانچ رجب المرجب :۔ میں ایک آفس میں کرسی پر بیٹھا ہوں، میرے سامنے بہت سی کاپیں کرسی پر بچھی ہوئی ہیں۔ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ نے اسٹیڈی کی ہے۔ اس کے بعد نیو تھیٹر کی فلم چل رہی ہے سہگل گانا گا رہا ہے۔ (سیمی ٹونڈی اور میں) وہ راہ بھول پھر ایک بہت بڑا تالاب پانی کا ہے اس میں ہو رہا ہے میں اس پانی میں ڈوب گیا ہوں۔ ایک کسی چیز کا سین لیا جا رہا ہے۔ (رحم فرما)

(۷) ساتویں رات :۔ دیا سن ہے اور میری ایگریمنٹ لکھی گئی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں اور لکھ رہا ہوں کہ ۔۔۔ میں وزیر ہوں۔ روپیہ آپکا ہوگا حصہ میرا بھی ہوگا۔ دیا سن نے دستخط کر دیئے ہیں۔ پھر کہہ رہا ہے کہ ۔۔۔ کے لڑکے آپ کے آ گئے ہیں شاید بھوکے ہوں جانا پڑے۔ (کرم کرے مالک)(۱۴) چودھویں رات :۔ دیکھا کہ ڈاکٹر کے آفس میں کھڑا ہوں کہ ڈاکٹر آ کر کرسی پر بیٹھ گیا ہے اور اسنے مجھ کو دوائی کی چٹھی لکھ دی ہے۔ اور میں نے لے لی ہے۔ (۱۵) پندرھویں رات :۔ دیکھا کہ ڈاکٹر آپ چھوٹی بچی کو ساتھ لیے ہوئے کوئی اچھی بات کہی ہے۔ پھر بدھکر اور رنجیت ہے اور ایک جم ان لڑکی آئی ہے۔ جو آئی ہے کہ اب یہ لڑکی شادی کرنے کے لائق ہے۔ پہلے چھوٹی تھی۔ اور رنجیت کی شادی ہو چکا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کہاں تھی۔ تو وہ کہتا ہے کہ اسکی دوکان کا نام پربھات ہے اور شمال میں تھی۔ اور یہ وہاں کاروبار کرتی تھی اور اب یہ جوان ہو گئی ہے۔ شادی کرنے کے لیے۔ یہ بہت مالدار ہے (رحم کرما لک)

(۳) تیسویں رات :۔ صرف اتنا دیکھا کہ ایک چیز ہے اور میں ہوا میں اڑا جا رہا ہوں۔ شرف الدین محمد مظفر نمبر ۲۔ علام علی اور بھاگ بھری ہیں۔ لیکن بھاگ بری حالت ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ شرف الدین کا نسل نہیں ہے۔ شرف الدین نے کہا کہ یہ میرا گھر ہے۔ میں نے کہا کہ یہ میرا گھر تو نہیں ہے۔ گھاٹ۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ برق نظر آیا (آئی) ہے۔ (اے میرے مالک کرم فرما)

شعبان المعظم ۱۳۶۰ھ

چھٹی رات شعبان المعظم :۔ صرف اتنا دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں "میں ٹھیک کہہ رہا ہوں" (۱۶) سولھویں رات :۔ ایک بڈھا جوشی میرے لیے کچھ لکھ رہا ہے۔ اور لوگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کو میرا حصہ مل جائیگا۔ وہ بڈھا قبل اسکے کہ کچھ بولے میں بول پڑا کہ کچھ نہ کچھ ملے گا تیرا حصہ۔ (۱۷) سترھویں رات :۔ صرف اتنا دیکھا کہ مطلب بہت بہت بار ہیں۔ ۲۷ ویں رات :۔ دیکھا کہ ایک لڑکی دوائی کے واسطے میرے سامنے کھڑی ہے ۲۹ ویں رات :۔ میں مدراس بہہ گیا ہوں اور لوگوں میں مجھ سے رہا ہوں پھر دو آدمی آئے ہیں۔ ان کے ساتھ بیچ میں ایک اندھا ہے۔ وہ اسکی لکڑی پکڑ کر چلے آ رہے ہیں۔ اندھا پہلے پولیس میں نوکر تھا اس کے بعد دو آدمی آئے ہیں وہ مجھے کالا ٹیلک لگا کر بھیک مانگنے لیجا رہے ہیں۔ پھر میں اپنے یتیم خانہ والے مکان میں مقیم ہوں ساتھ میں میری لڑکی خورشید بھی۔ ۔۔۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ پہلا کرایہ دار کیوں نکلا۔ خورشید بولی کہ پہلے سراج الحق تھا۔ اسکو نکال دیا ہے ہم وہاں کے مقیم ہو گئے ہیں۔ پھر مرزا مشرف سے کچھ باتیں ہوئی ہیں باتیں تو یاد نہیں ہیں صرف اتنا یاد رہا کہ میں کہہ رہا ہوں "ایک چٹیا ادھر بھی" (بہ درد گا سلام کرما تو رحیم ہے رحمت فرما)

رمضان المبارک ۱۳۶۰ھ

دھلی رمضان المبارک :۔ دیکھا کہ ایک مکان میں ایک بوڑھا آدمی اور ایک بوڑھی عورت کھڑی ہے۔ اور چھپکے پر چار روٹیاں رکھی ہوئی ہیں۔ ان کو اسی وقت ایک کبیر بھیڑ ملا ہے جسے وہ ادا کر رہے ہیں۔ میں اسی بوڑھی سے کہہ رہا ہوں تو ایک بہت ہی خوب صورت عورت اندر آئی ہے اور مجھ سے ایک عورت پوچھ رہی ہے کہ تم کون ہو۔ تو وہ حسین عورت کہہ رہی ہے کہ نظر کا ہار۔ نوید مارٹر بنے کہا کہ میں بہت سی ناٹک کمپنیوں اور تنظیر کا ہار۔ نوید مارٹر ہوں۔ اس کے بعد سمندر خوب لہریں مار رہا ہے۔ اور میں گانا گا رہا ہوں۔ (۱۱) گیارھویں رات :۔ کھیل ہو رہا ہے اور دربار لگا ہوا ہے۔ گھر مٹھ کی دیوار کوئی ہوئی ہے۔ اور حسین بھائی مالک کمپنی کو لسے والے مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ جلدی نکلو۔ جلدی نکلو۔ یہ لشکر میں سن میں نکلا ہوں۔ اور دربار میں کرسی پر بیٹھ گیا ہوں۔

ترجم کی بارش فرما (۱۷) پانچویں رات :۔ بہت کچھ کام کر کے میں کہہ رہا ہوں کہ اب لینا دینا پورا ہو گیا ہے۔ اب نہ لینا ہے نہ دینا ہے۔ اب راستہ صاف ہے۔ اور مجھے بہت کچھ دیکھنا ہے کہ جو یاد نہیں ہے۔ (۱۸) آٹھویں رات :۔ میں نے اقبال سے ملاقات کی ہے اور پھر واڑی بالکی کمپنی ہے۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ واڑیا کی ہر قصور پر میں کام ہے۔ (۱۹) انتیسویں رات :۔ دیکھا کہ نظیر کا بچہ گل فروش چل رہا ہے۔ جو پلہ بیل بنا ہے۔ اس کے بعد وزارت خلق مسٹر چوہل نے بنائی ہے۔ جو مجھے لگی ہے۔ پھر ایک گاڑی ہے اور اس میں ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔ اور سالہ اس کے کچھ آدمی بھی ہیں۔ اور وزیر بھی گھوڑی ہے اور میرے انتظار میں ہے کہ میں کہوں تو وہ گاڑی میں بیٹھے۔ میں نے کہا اور وہ فوراً گاڑی میں بیٹھ گئی۔ وہ گاڑی میری ہے۔ (۲۰) تیسویں رات۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میری کمر کی کا نام فاطمہ ہے۔ اور میرے داماد کا نام مردان علی ہے۔ میں اپنی لڑکی سے کہہ رہا ہوں کہ تو اپنے مرد سے خوب ملنا خوب ملنا اور پھر۔ اور پھر مجھ سے ملنا۔ اور اس سے لکھوا لینا کہ میں شرح کا محتاج ہوں۔ وہ کہنے لگی کہ یہ لکھا ہے۔ بعد میں مرزا مشرف حسین ہیں وہ مجھ سے ہوئے کہ دیا اس نے آپ کو بلایا ہے۔ میں ان کے ساتھ گیا۔ تو دیا اس مرزا احترف حسین سے کہہ رہے ہیں کہ تم نمک حلال نوکر ہو۔ (۲۹) انتیسویں رات :۔ دیکھا کہ دیو یکا رانی بے سرا گانا گا رہی ہے۔ میرے سر پر گلاب کا پھول رکھا ہوا ہے مجھے دیکھ کر دیو یکا رانی کہنے لگی کہ میرا بارھواں ہیرو آیا ہے میں نے اس سے گانا سر میں گانے کو کہا۔ اور ایک دم بات پر بھائی جوڑ صاحب ہوا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ سب کچھ ہو چکا ہے۔ دکھ ہے۔ نہیں تو تھوڑا تھوڑا نام لینا چاہیئے۔ (رحم فرما رب اعلیٰ)

جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۰ھ!

دوسری رات :۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک بہت ہی اونچے پہاڑ سے نیچے آ رہا ہوں کہ ایک آدمی بھر مجھے اسی پہاڑ پر لیجا رہا ہے اس پر گئے کہ کچھ کہا تھا اور بچا وحشت ہے جسکا جواب ہی نہیں رہے ہم دونوں مرحت پر چڑھ گئے ہیں وہ آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ وہ جیم سمت دیکھ رہی ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر ولی محمد صاحب کے پاس ۷ روپیہ مہینہ پر نوکر ہو گئے ہیں میں بھی فراغی دے رہا ہوں اور یہ گانا گا رہا ہوں۔ ہم ہر شاہ ہیں جگہیں رہو سکھ پاؤ۔ ہاں جاجاؤ۔ انترہ آن ملا تھا۔ اب پر کبھی بھول نہ اسکو۔ درحسن بن ترسیں کی انگیاں پھر بھر ہوا دکھلانا جی۔ لانا جی۔ لانا جی۔ مہربان شاداں۔ (۲۷) ساتویں رات :۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے غلام الغیوب لکھا ہوا ہے۔ آواز آئی۔ احمد آیا احمد آیا۔ ابر بٹھا ہے۔ مسیح آسمان پر فرشتوں کی طرح اڑ رہا ہے۔ پھر ایک لال گھوڑا کھڑا رہے۔ اور کچھ لوگ لکڑی کا سامان کر کے لائے ہیں۔ ادھر میں نے ایک لکڑی کا بہت بڑا دروازہ گاڑ دیا ہے۔ اور دے ہاتھ میں ایک بہت بھاری مشعل ہے۔ (یہ خواب بروز جمعرات شب معراج کو دیکھا۔ تم کرا رحم الراحمین) (۱۷) بارھویں رات۔ میں ایک بہت بڑے خالی میدان کو دیکھ رہا ہوں۔ گنا وہ لڑکی کا صاف ہو گیا ہے پھر سلطان سے ملاقات ہوئی ہے۔ (۱۷) سترھویں رات :۔ دیکھا کہ بازار سے میں نے انگور لیے ہیں۔ تو عالا نما تماس ہے اور میں نے انار لیے ہیں۔ اس کے بعد خورشید الیکٹرک بجلی والی بہت بھی ہوئی ہے اور میری چھوٹی لڑکی مہہ تقاضی ہے۔ میں زمین بیٹھا ہوں سردار بھی بہت سج دھج کر آئی ہے۔ اور میں نے اسکو پکڑ لیا ہے۔ اور یہ کہہ رہا ہوں کہ تم میرے پاس زمین پر بیٹھو۔ بڑے کی بڑائی تو یہی ہے کہ بڑا اچھوٹے کے ساتھ بیٹھے۔ وہ تو بیٹھی ہے مگر اسکی یہ بہت بڑائی ہے کہ مجھ جیسے کے ساتھ بیٹھے۔ یہ سنکر وہ میرے ساتھ زمین ہی پر بیٹھ گئی۔

(۲۴) چوبیسویں رات ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ "روح حیس" بدھکیورت سفید لباس میں آئی ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں بند لفافہ ہے وہ کہہ رہی ہے کہ تو اپنا وہ روپیہ جو تم سے لے گئی تھی۔ وزیر اور ایک دوسری بہت خوب صورت لباس میں بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کی بہت تعریف کر رہا ہوں۔ کہ بیچ واہ سبحان اللہ تو وہ بہت خوش ہو رہی ہیں پھر میں اپنے گھر میں اپنے گھر میں نماز جماعت کر فار ہوا ہوں باہر جو نظر پڑی تو سبز رنگ کی چیزیں خود بخود جھلی جا رہی ہیں۔ اور ساتھ ہی میں دو بچے دار بچی ہیں اور نہی مجھ سے کہہ رہی ہے کہ دیکھئے اس جگہ یہ بہت ہی دیکھا جا رہا ہے۔ بچے بہت بڑا دیا جا رہا ہے۔ میرے منہ سے یہ نکلا کہ یہ جگہ ہے۔ پھر نہی نے کہا کہ بابو جی وہ پیرو دار مدد کی (۲۷) تیسویں رات :۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور عبد اللہ خاں بیٹھے ہوئے ہیں ایک آدمی آیا اور میری طرف مخاطب ہو کر بولا "کیوں جی

وَلِیِّ مُحَمَّدٍ السلام علیکم میں نے کہا کہ وعلیکم السلام

(اے مالک القدوس تو جو چاہے کر سکتا ہے۔ ابن محمد شفیع)

(۱۴) چودھویں رات :۔ صرف اتنا ہی دیکھا کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں جو یہ چند مہینے رہا ہوں یہ لڑکوں کی چیرٹی کمانے ۔ (رحیم کرنالکا)
(۱۵) پندرھویں رات :۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گروہ نے آکر سب گاؤں والوں کو پکڑ لیا ہے لیکن ان کے سردار نے مجھے بچا کر الگ کہہ الگ نکال دیا ہے۔ اس کے بعد میں اپنی عورت صالح بی سے کہہ رہا ہوں کہ اب بتا تو نے کتنے آدمیوں سے فعل کیا ہے وہ کہنے لگی کہ یہ تو وہی بات ہے قبول ولنے کی۔ میں نے کہا کہ مجھے اپنی ماں کی قسم ہے جو میں زبردستی قبول واؤں تو سچ سچ بول دے میں معاف کر دوں گا۔ وہ بولی کہ ایک دو نوفار وق آیا تھا میں نے اس سے کہا کہ اپنی ہی ماں بہن کے ساتھ یہ بات۔ تو وہ چلا گیا۔ اور اس کی ماں میرے پاس آئی اور مجھے سمجھایا۔ بس یہ بات ہے۔ (۲۵) (انتیسویں رات :۔ صرف یہ دیکھا نظام خیرات کر رہا ہے۔ (مالک ذوالجلال تو رحم فرما)

ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۰ھ

یکم ذی قعدہ سنہ ۱۳۶۰ھ میں مظہری بی کو پیار کر رہا ہوں اور اس سے کہہ رہا ہوں کہ میں بھوکا ہوں۔ پہلے آپ مجھکو خوب کھلاؤ پھر میں آپکی بھی خدمت کروں گا۔ فوراً اس نے میری کمر دبانی مجھے سے جو کمزور ہے اور وہ کہہ رہی ہے کہ کاروار سے آپ لے ہیں میں نے کہا کہ میں ڈیڑھ سال سے بھٹک رہا ہوں۔ اب میں اس کے پاس نہ جاؤں گا۔ میری اقبال اور میری لڑکیاں ہیں مجھے انکا بھی بہت خیال ہے اب میرا یہ ایمان ہے کہ میں مرجاؤں تب مجھے یہ فنا ہے اور یہ مرجائے تو میں دفناؤں اس کے بعد میں آپ کی بھی خدمت کرتا رہوں گا۔ وہ چاہتا یہ ہے کہ میں اسی کو پیار کروں مگر میں نے یہ کھول دیا ہے کہ پہلے میرے ساتھ یہ ہی جھوٹے میرے ساتھ دکھ سکھ جھیلا ہے۔ اس کے بعد بابو نانک چند کی کمپنی کھیل کر چکی ہے اور سامان باندھکر تیار رہے۔ اور ایک کچی سڑک رہے اور اسی سڑک کیلئے یہ حکم ہے کہ یہ سڑک صرف بادشاہ کے چلنے کیلئے ہے۔ اور اسی سڑک پر صرف میں چلا ہوں۔ اور آخر جگہ پہنچا ہوں۔ پھر ایک جگہ۔ پانی کا نل ہے میں ہاتھ دھونے لگا اور ایک گھوڑا آئی تو میں نے اسکو پانی پلایا اور وہیں ایک بادچی روٹی پکا رہا ہے۔ میں اور عبداللہ شاہ اسکے پاس کھانے کے لیے گئے ہیں۔ ہاں وہ چی بول رہا ہے کہ بابو نانک چند باندرے کے جنگلے میں اترے ہیں وہ مجھ سے پوچھتے تھے کہ تلسی جیسی نت کتنی تنخواہ لے گی۔ میں نے کہا کہ پانچ یا چھ سو روپیہ مہینہ لے گی۔ تو بابو جی نے کہا کہ سیٹھ کو بتا دینا کہ اسکو رکھ لے اور میں کہتی ہوں خدا کرے کہ میری یہ کمپنی چھ سال تک رہے۔ میں نے کہا کہ بابو جی میرے لیے کیا کہتے تھے۔ وہ کہنے لگا کہ بابو جی یہ کہتے تھے علی جنس میرا دوست ہے۔ (۳) (تیسری رات :۔ نیشنل اسٹوڈیو ہے ماسٹر بہت آچکے ہیں ریہرسل دینے کیلئے۔ آخر مجبور ہے مجھے ریہرسل دینے کیلئے بلایا ہے۔ (دنیا میرے پاس نیچی ہے۔ سب سے اچھی ریہرسل میں رہا ہوں۔ اقبال بہت بیدار ہے اسکے گھٹنے کا نشان لگا ہوا ہے۔ تو جیسے بیماری ہوتی ہے میں ڈاکٹر تا ہوں تو وہ اچھی ہو جاتی ہے۔ ایکبار وہ اچھی ہو کر پھر گھوڑے پر تو میں بہت رو رہا ہوں۔ اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ تم جلدی میں بہت جلد اللہ کے حکم سے جنت میں آکر تم سے ملوں گا۔ اس کے بعد میرا سارا کنبہ ہے اور میری بہن بھاگ بھری بیٹھی ہوئی ہے اور میں ان لوگوں سے ملاقات کی ہے۔ پانچویں رات :۔ ہم لوگ کچھ بحث کر رہے ہیں تو میں کہہ رہا ہوں کہ معاف کیجئے۔ تو سننے والا آدمی دوسرے سے کہتا ہے کہ اسکا دل بہت صاف ہے۔ میری طرف اشارہ کرتے ہوئے (ہاں یاد آیا یہ کہنے والا جمین لعل سیٹھ ساگر والا ہے) پھر وہ کہہ رہا ہے کہ میری اسٹوری میں گویا اگر خورشید کام کرے تو میں کہہ رہا ہوں کہ "بیڑا پار ہے" (۶) (چھٹی رات :۔ سب کو انعام مل رہا ہے اور مجھے دو صافے بنارسی کے ہوں یعنی طلائی انعام۔ پھر میں بات شہاں میں گیا ہوں۔ وہاں ہشتاں میری ساس ہے۔ میری لڑکی خورشید میرے ساتھ ہے۔ سینکڑوں لوگ ٹوٹوں کا گلہ زار ہوا ہے۔ اور میرا تو بیڈ گم ہو گیا ہے۔ جو میری لڑکی خورشید نے ڈھونڈ کر دیا ہے بات شہاں کے پاس سے ہی چل رہی ہے۔ بہشتاں کہنے لگی کہ یہ ندی سیدوں کی ہے اور ایک سید نے ساڑھے سات برس پہلے جنم پرے لی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اب پانی بند ہو جائیگا۔ وہ کہنے لگی کہ ہاں اب وہ سید خوب کمائے گا۔ میں نے کہا کہ یہاں کیا ہوگا۔ ایک آدمی نے فوراً کہا کہ یہاں چیزیں کھدیں گی۔ کیونکہ شادی بیاہ میں گوشت پکنے کی جگہ نہ تھی (رحیم کیونکہ ایک یہ کہنے کہ میں نے علی بخش پر اعتبار کیا ہے۔ وہ تو اپنے آدمیوں کو نوکری تنخواہ دلاتا ہے۔ تب لوگ مجھے داد دے رہے ہیں۔ اس کے بعد پشاور ہے اور مالک کا کھیل ختم ہوا ہے۔ اور میں ایک بلند جگہ سے اسٹیج کر رہا ہوں۔ "معزز حاضرین بعد آداب کے التماس ہے کہ کمپنی آپکا جی دل سے شکریہ ادا کرتی ہے۔ اور امید کرتی ہے کہ یہ آپ ہی کی کمپنی ہے اس لیے آپ اس پر ضرور احسان فرمائیں گے۔ اور کھیل اچھا شریف لائیں گے۔ گو یہ غریب کمپنی ہے۔ آپ لوگ تو وہ کمپنیاں دیکھ چکے ہیں کہ جنکے پاس لاکھوں کا سامان ہوتا ہے۔ مگر یہ غریب کمپنی آپ ہی کے شہر کی ہے۔ پسند تھا کہ ایک آدمی خود تا بولا کہ آپ بیشک پبلک کے سامنے یہ دکھلا دیجئے۔ پبلک آپکی ملاحظہ عزت کرے گی۔ (۱۰) (نویں رات :۔ صرف انعام ہی دیکھا کہ

میرا کام راجہ جہتر بری کا ہے میں کہہ رہا ہوں کہ بیک نوبے نہیں حسین بھائی کہنے لگے کہ پرواہ نہیں۔ تم اپنا پارٹ کرو اور میں اپنا پارٹ کرونگا اور یہ گانا گا رہا ہوں "تو ہے محمد شاہ دربار نظام الدین سجائیں۔ خواجہ قطب الاسلام الدین سجے دربار سے۔ من کی تمنا پوری ہو۔ مراد دیں سب بر آئیں تو ہے محمد شاہ دربار نظام الدین سجائیں۔ کہ ایک آدمی کالا سوٹ پہنے ہوئے آیا ہے اور وہ کہہ کر چلا گیا ہے کہ میں صبح تمکو پہچان لونگا۔

(۲۱) اکیسویں رات: میرے تین چار دفعہ غوطے لگا کر خوب غسل کیا ہے۔ حالانکہ میرے دشمنوں نے بہت کوشش کی کہ میں نہ غسل کروں پھر میری کرسی مجھے مل گئی ہے ۲۲ ویں رات۔ ایک قصبے میں اور میں ہوں اور وہ جامع مسجد کے کنوئیں سے پانی بھر رہا ہے حقہ میں اور اس نے مجھے تمباکو والی ٹوپی دی ہے جسکی کہ آگ ٹھنڈی ہوگئی ہے۔ اور میں اسپر سے آگ جھاڑ رہا ہوں تاکہ آگ سلگاؤں۔ میرے میں پھر بیٹھ دوار کا داس کرسی پر بیٹھے ہیں۔ وہاں خوب روشن ہیں صوفی صاحب بھی ہیں۔ اور وہ مجھے مسکہ اور سلیس منگوانے کے لیے پیسے دے رہے ہیں تاکہ سیٹھ کو ناشتہ کرایا جائے۔ ادھر مولوی سلیم صاحب بھی آکر بیٹھے ہیں۔ وہ میری طرف دیکھتے ہوئے بولے کہ ابھی یہ موقع ہم سے نہ جانے دیجئے۔ فوراً ہی صوفی صاحب کہنے لگے کہ (دوار کا داس سے) اسٹوری میں نقش سلیمانی "قلب القلوب" رہنا چاہیئے۔ اسٹوری لکھی جا رہی ہے پہلی اسٹوری مکمل ہوئی تھی۔ اس میں "قلب القلوب" ضرور رہنا چاہیئے (رحم فرما) (۲۳ تیئیسویں رات: زہرہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ فیتی کو اسٹیشن پر بلایا ہے۔ آپ بھی جاؤں اسکو چھڑانے کے لیے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں کیا مطلب ہے پھر وہ مجھے بہت تنگ کر رہی ہے۔ اور میں رو رو کر اقبال کو پکار رہا ہوں۔ لکھتے ہی وہ بھی زور شور سے رونے لگی۔ اور میں اسکو اپنی گردن پر بٹھا کر بھاگ رہا ہوں اور علی علی علی علی پکارتا جا رہا ہوں۔ ساتھ ہی انگلی کا اشارہ بھی کر رہا ہوں۔ دیکھتے دیکھتے تین چار آدمیوں نے ہمارا پیچھا بھی کیا۔ مگر میں وہی پڑھتا جاتا ہوں "علی علی علی علی"۔ مکانوں کو اشارہ ہوتا ہے تو پانی کی لہریں ان میں دوڑتی ہیں۔ اور جو لوگ میرا پیچھا کر رہے ہیں وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں بھاگتے بھاگتے ایک جگہ پہونچا کیا دیکھتا کہ ایک فقیر کے پاس تین چار آدمی بیٹھے ہیں۔ اور وہ بھی فقیر ہی معلوم ہوتے ہیں۔ اور میں وہی نام رٹ رہا ہوں "علی علی علی علی" تو وہ فقیر فوراً اٹھا جیسے کہ وہ بھی مجھے مارے گا۔ مگر وہ تو مجھ سے یوں کہتا ہوا آپ کس کو چاہتے ہو کس کو پکارتے ہیں لیکن میں ہوں کہ علی علی علی علی ہی پکارے جاتا ہوں۔ بجز وہ کہنے لگا کہ علی نے آپ کو شفقت کی ہے۔ آپ کو خودی نہیں چاہیے۔ اقبال میری گردن پر ہی ہے اور میں وہی علی علی علی علی رٹتے جاتا ہوں۔ اس کے بعد ہم ایک گاڑی پر سوار ہیں۔ اس میں کچھ حاکم سے لوگ بھی ہیں "میرے پاس دو باس" بھی ہیں۔ ایک نیا اور ایک پرانا۔ ایک آدمی مجھ سے کہنے لگا کہ یہ باس حیدر شاہ کو دکھا دو وہ حالہ کا بندہ ہے۔ میں نے اسپر عمل کیا۔ تو حیدر شاہ مدینہ والے نے لکھا کہ اس پر یہ لکھا ہے کہ آپ ساون میں کلکتہ پہونچ جائیں گے۔ پھر ہم جلگاؤں پر اترکر دوسری گاڑی کے انتظار میں ہیں۔ پھر اقبال نے کالے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور وہ کھیتوں میں دیہاتیوں سے مل رہی ہے۔

شوال المکرم ۱۳۶۰ھ

پانچویں رات شوال المکرم: رہ میں مجھ سے کہہ رہا ہے کہ شکر ہے اللہ نے آپ کو واپس کر دی۔ پھر واڈیا نے اپنا سب سامان کرایہ پر بدیا ہے۔ اور دہن دودھ کی مٹھائی لڈو خوب کھا رہا ہے یہ مٹھائی بھائی رستم جی نے اسکو دے رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ اسکو مارا جائیگا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ غریب کو ابھی مر جانا ہے۔ اللہ اسکو جیا دے پھر صالح محمد سیٹھ گھر سے نکلے ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ صاحب میں نے آپ کو دیکھا ہے اور جب تک نہ دیکھ لوں گا مجھے کسی دوسرے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اتنا ہی کہا کہ میرا سب سامان گھر پہونچ گیا۔ جو خوب بارش ہو کر سجا گیا ہے۔ (رحم فرما ایک دو جہاں)۔ ۱۱ ویں رات: دیکھا کہ پورٹ میں نے آکر مجھے رجسٹری دی ہے میں نے فوراً چاک کیا اندر لکھا ہوا ہے کہ سامان تمہارا پہنچ گیا ہے یہ سائن کر دو ایک آدمی مجھ سے کہنے لگا کہ یہ سائن کرو کہ میں موجود ہوں اور میرا سامان پہونچ گیا ہے۔ اس کے بعد سہرے کا جلوس ہے منگنی بھی آج ہی ہے اور آج کچھ کی شادی بھی ہے پھر ایک گروہ آرہا ہے۔ اور میں اپنے گھر کا دروازہ کھول کر بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک آدمی نے آکر مجھ سے کہا ہے کہ مجھے دروازے کی آپ ذرا چابی دیں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس میرے گھر کی چابی ہے۔ اس گھر کی چابی میرے پاس نہیں ہے۔ اس کے بعد میرے مکان میں سب سامان سجا ہوا ہے۔ اور مولوی فہیم الدین صاحب آئے ہیں اور وہ مجھے مبارکباد دے رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب آپ اتنے دنوں کے بعد یہاں آئے ہیں۔ آپ ہم سے ناراض نہیں تھے۔ وہ بولے کہ آج تک تو نظر بند تھا۔ آج اسکا فیصلہ ہو گیا ہے جب میں آیا ہوں۔ (رحم کر دگار)۔

لیتا ہے (۲۵) پچیسویں رات :- ہیرو کہہ رہا ہے کہ ڈاکٹر لوگ بوا کو کہتے ہیں کہ انکو حیض ایسا جاری ہوا کہ جسکو بند کرنا مشکل ہے اس لیے وہ مرنے والی ہے۔ اس کے بعد بہت سارے فقیر ہیں۔ میں انکو پہلے پیسہ دینا رہتا تھا۔ اب میرے پاس نہیں ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے دے تو میں آپ لوگوں کو دوں جب مجھے نہیں دے رہا تو میں آپ لوگوں کو کہاں سے دوں۔ عبدالکریم خاں اور بہت سے آدمی بیٹھے ہیں۔ اور میں نے بھوپالی کا خیال کیا ہے اگر تیرے من واچاوے۔ ۲۶ ویں رات :- میری بیوی بہت اچھی ہے ہیں ادہ وادہ دے رہے ہیں نہاں صاحب یہ میں نے اس لیے کہا ہے کہ آپ یہ نہ کہیں کہ آگے بے کچھ لوگ ہیں۔ سلنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ لوگ میری یہ بات سن کر بہت ہی خوش ہوئے۔ اس کے بعد میری عورت اقبال نے میرے لیے ایک اچھی سے اچھی مٹھائی والی روٹی پکائی ہے اور میرے سامنے رکھی ہے تاکہ میں کھاؤں۔ مگر اسمیں سے تھوڑا سا ٹکڑا توڑا ہوا ہے۔ راے قادر مطلق میرے تمام بگڑے کام سنوار دے (۲۷) ستائیسویں رات :- میں اپنے ملک گیا ہوں اور وہاں منشی ہمت رام بہت پیار سے مجھ سے ملے ہیں۔ اور کیکو بھائی بھی ملے ہیں وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کا کاغذ آیا تھا۔ میں نے اس کا انتقال کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ کاغذ جھوٹا تھا۔ پھر کیا کیا میرے کام کی فہرست لکھ رہے ہیں۔ (۲۸) اٹھائیسویں رات :- کیا دیکھتا ہوں کہ ہم مدراس سے ڈھاکہ اور اس سے بھی کہیں ہزار میل گوس دور نکل گئے ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ یہ ڈھاکے والا سمندر کتنا بڑا ہے کہاں تک پہونچا ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک بہت ہی بڑے بزرگ سید صاحب بیٹھے ہیں۔ اور میں غور سے سمجھ میں گر پڑا ہوں۔ اور کہہ رہا ہوں کہ سید صاحب میں بہت پریشان ہو کر آیا ہوں۔ آپ کچھ اللہ سے کہیئے۔ انھوں نے کہا کہ بیشک یہ تو کہنا ہی پڑے گا کہ تم نے کام بہت کیا ہے اور کرتے ہو۔ لیکن تمکو ملا کچھ بھی نہیں۔ یہ میں ضرور کہونگا۔ اللہ سے۔ یہ کہہ کر وہ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے ہیں اور میں رو رہا ہوں۔ آگے چلا تو دو پنجابن عورتیں روٹیاں پکا رہی ہیں۔ اور وہ بسنے کے زیورات سے لدی ہوئی ہیں اور کھیل شروع ہے۔ اور کہہ رہی ہیں کہ بھلا یہ پنجابی گانا ہندوستانی کیسے گا سکتے ہیں۔ اب جو آگے دیکھا تو وہی سید صاحب مجھے دیکھتے ہوئے چلے جا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ تو کبیر یکو میں بھی بہت فٹ ہے۔ تمہیری تائید کر رہے کہ جی ہاں ضرور فٹ ہیں ہیں۔ کہا کہ حضور میں تو اپنے سب بال بچوں کو بھی لے آیا ہوں۔ ان کو بھی آپ کبیر یکڑ دیں۔ پھر میں اور آگے چلا۔ دیکھا کہ ایک جگہ پانی کا نل جاری ہے۔ لیکن وہاں نہ دھوبی اور نجھے وضو کرنا ہے۔ میں نے ان ہندوؤں سے کہا کہ ذرا ٹھہر دیں وضو کر لوں۔ یہ سنتے ہی سب ہٹ گئے اور میں نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک سید صاحب گھوڑے پر سوار چلے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد سرداران (جوان جو بہت) میرے پاس بیٹھی ہے۔ وہ میری عزت ہے اور مجھے سمجھا رہی ہے گویا میری مصیبت دور ہو جائے گی۔ (۲۹) انتیسویں رات :- ! دیکھا کہ میں دو آدمیوں کو پکار رہا ہوں۔ ایک بزرگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ ہر دل عزیز ہیں۔ اور میں ایک رستہ چلتا ہوا آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے کاٹے گی یا آرح۔ ایک آدمی نے مجھے اپنی لال موٹر چلتی ہوئی دیدی ہے۔ (۳۰) تیسویں رات دیکھا کہ ایک حسین اور خوب صورت عورت مجھے ملی ہے جو میری ہے اور ایک وکیل ہے جو میرے کہنے سے صفت میری وکالت کرتا ہے۔ (رحمہ کہ رب رحیم و رب کریم)

(ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ)

پہلی رات ذی الحجہ :- بہت سارے آدمی بیٹھے ہیں محبوب کی پیچر شروع ہوئی ہے۔ یہ دوسری پیچر بھی نقل ہوئی ہے محبوب کا ستارہ گردش میں ہے۔ محبوب میری طرز میں بھی نہیں لی ہیں بلکہ کچھ پروا بھی نہیں کی ہے پھر ایک فقیر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اللہ آپ کو ترقی دے (میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہے) علی بخش یہ دعا میں نے اس لیے دی ہے کہ تمہارا نفس بے ایمان پیسہ کا لالچ نہ کرے۔ پھر ایک جگہ کھانے کی دعوت ہے اور میں اپنے بال بچوں سمیت کھانا کھا رہا ہوں۔ حالانکہ ابھی اور لوگوں کو کھانا نہیں ملا ہے۔ (رحم فرما) دوسری رات :- صرف اتنا ہی دیکھا کہ اب اکھاڑا ہی بنے گا۔ تیسری رات :- میرے پاس جمال ایکٹر آیا ہے (محبوب کا بچہ سا ہے) وہ کہہ رہا ہے کہ میں ابھی اس گوشش میں آیا ہوں کہ ہیرو بن جاؤں۔ پھر پٹڈ دادن خان میں ترکھان اپنے اپنے مکان بنا رہے ہیں ان کے مکان کے ساتھ میرا ٹوٹا ہوا مکان بھی ملحق ہے۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ میں یہ مکان بھی بیچنا چاہتا ہوں وہ بولے کہ یہ تو تمہارا مکان نہیں ہے یہ تو تمہاری بہن کا مکان ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا مالک میں ہوں۔ پھر سامنے کھلونوں کا گھر ہے۔ میں نے پوچھا تمہارا گھر کہاں ہے۔ جواب ملا کہ کارخانہ میں گئے ہیں یہاں بہت کارخانے بن گئے ہیں۔ اور میرے باپکا نام نواب اسمٰعیل خاں ہے (رحم) چوتھی رات :- صرف اتنا ہی دیکھا کہ کاروار اقبال کو چانس دے رہے ہیں۔ ۵ ویں رات :- دیکھا کہ سید میرے رشتہ دار بہت سے

بے ڈبل چارپائی کا مظہر خاں کا اسسٹنٹ ہنجا ہے۔ (کریم کرائے کریم) (۱۱) گیارھویں رات:۔ بہت ساری فوج گاؤں میں آگئی ہے۔ جسکو چاہتے ہیں اکر اسکا سامان چھین لیتے ہیں۔ لیکن سارے گھر میں ایک صرف ہمارا اپنی گھر کا ہے کہ میں میری عورت، اقبال اور گھر کا سامان محفوظ ہے۔ (۱۲) بارھویں رات صرف اتنا ہی دیکھا کہ میں حلوہ وغیرہ کچھ بانٹ رہا ہوں۔ (۱۳) تیرھویں رات۔ دیکھا کہ گاگا میں میرا مکان ہے اسمیں مہمان سجا ہوا ہے۔ کہ ایک آدمی مجھ سے اور لوگوں سے آکر کہہ رہا ہے کہ آپ کو تو بہت پسند ہوگا سامان اور قرضہ والے کا خیال بھی نہ ہوگا۔ میں کہا کہ جی نہ آگے کبھی اس سامان کا لالچ کیا تھا اور پسند کیا تھا۔ اب میں نے لالچ کیا ہے میں لالچ پر لعنت بھیجتا ہوں۔ جسپر وہ آدمی بہت خوش ہوا پھر میں نے جامع مسجد دہلی کا دروازہ کھولا ہے اور اس آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ یہاں ایسے ایسے فقیر رہتے ہیں۔ کہ گنجوں کے گنج دوائی کے ذریعہ دولت بھر لیتے ہیں۔ پھر بارش بہت ہو رہی ہے۔ میں اپنی جوتیاں اتار کر رکھ رہا ہوں۔ اور پھر بار بار اسکو دھو رہا ہوں مسجد کے اندر نماز کی آئے ہیں۔ پھر بھائی کی ملی ہے لیکن وہ مردنی ہوئی ہے۔ (۱۴) دس رات:۔ میں نے دروازہ رکھ لیا ہے وقت عشق ہے اور ستارے بھی ہیں۔ میں شہر علی ہوں لوگ باگ میرے پیچھے چلے آرہے ہیں۔ میرے سب کنبہ ہے۔ شہاب الدین، قمر الدین، غلام۔ اسنے میں خدا بخش آئے ہیں انھوں نے میرے بھائی کے لڑکے سے میری لڑکی کا رشتہ کر دیا ہے۔ میں خدا بخش سے کہہ رہا ہوں کہ یہ آپ نے بہت اچھا اور بہتر کام کیا ہے۔ یہ کام کسی اور کے بس کا نہیں تھا۔ یہ آپ نے مجھ پر بڑی مہربانی کی ہے (۱۵) پندرہ رات:۔ مجھے ڈبل جوڑا ملا ہے اور جگہ بالکل صاف ہوگئی ہے۔ (۱۶) سولھویں رات:۔ دن نکل آیا ہے اور میرے ہاتھ میں آشتی نوالہ ہے۔ اور میں اسے کھا کر کہہ رہا ہوں کہ میرا روزہ ہوگیا ہے۔ پھر میں مظہر خاں کے پیٹ کو کہہ رہا ہوں (میں ہمار ہا ہوں) اسکے بعد معنی کہہ رہے ہیں کہ آپ کا روزہ سے نہیں ہے میں نے کہا کہ میں لگے پیچھے دو برس تک لگا رہا ہوں مگر افسوس کوئی خیال نہیں کیا۔ ہنسی ہوئے کہا کہ اسلئے کہ آپ کمینہ ہیں وہ بڑے ہیں میں نے کہا کہ یہ بڑے چھوٹے کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ میں نے دو سو روپیہ مانگا۔ بچایا ہے کم از کم سو تو لیتے (بولے کہ ابھی انھوں نے گانا بھی تو نہیں گایا ہے۔ میں نے کہا کہ کم از کم آپ اس میں سے خوشامد کی کاٹو ہے۔ تم آدھ پیا تو۔ میں واروں جیسا۔ (۱۹) انیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مکہ معظمہ کی زمین طبروق ہے وہاں مظہر خاں کے وزیر اعظم بیٹھے ہوئے ہیں، لیکن سب خاموش ہیں:۔ (۲۰) بیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی نے اپنی بیحد خوب صورت لڑکی سے نکاح کر دیا ہے۔ پہلے جو میری عورت ہے وہ بھی بے حد خوب صورت ہے۔ اور میری یہ حالت ہے کہ میں بہت غریب ہوں۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میرا تو۔ بننے کا بھی ٹھکانا نہیں میں اسکا پیٹ کیسے بھروں گا مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس لڑکی کے ماں باپ بہت مالدار ہیں یہ میری مدد کریں گے اور میں نے فوراً آدمیوں کو باہر بھیجا کہ ان سے قسمیں کھا کر کہا کہ یہ عورت بغیر میری خواہش اور طلب کے لی ہے۔ پہلی عورت مجھ سے کہتی ہے کہ آپ مجھ سے زیادہ خوب صورت جان کر اس عورت سے نکاح کیا ہے۔ اتنے میں میرے کنبے کے لوگ بھی مجھے دیکھنے آئے ہیں۔ میرے کپڑے نہایت خوب صورت اور صاف ہیں۔ اور میری وہ دونوں عورتیں بھی نہایت اچھے سے اچھے کپڑے پہنے سجی بنی ہیں۔ (۲۱) اکیسویں رات:۔ دیکھا کہ رفیق اور دو آدمی ہیں ان دو آدمیوں کو میں نے دعوت دی ہے تو انھوں نے انسان رفیق کی طرف کیا ہے۔ رفیق کا بھائی سفید ہے اور میرا بھی رفیق مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ یہ کہتے ہیں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا کہ میں نے سب ملک دیکھے ہیں۔ کوئٹہ کراچی، گورکھپور، کشمیر، بڑودہ، اڈاھاکہ، بنگال، پٹنہ، دربھنگہ، حیدرآباد، اگھوات، اندھرا اور بمبئی۔ مگر تمہارے جیسا ایک بھی آدمی نہیں دیکھا، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ مگر ذرا عاجزی سے کام لیں۔ (رحم کر مالک) (۲۲) بائیسویں رات:۔ سرشن، مکو (میری بچی) اور سارا گھر میرے ساتھ ہے۔ میرے پاس میل کے سب کے ٹکٹ ہیں۔ اور اوروں کو بھی میں ساتھ لیجا سکتا ہوں صرف آدھا ٹکٹ کم ہے۔ میں نے کہا کہ آدھے ٹکٹ کے پیسے میں اپنے پاس سے دیدوں گا۔ یہ لوگ فالتو ہیں جسکو آدھے پیسے دینے کا میں نے وعدہ کیا ہے۔ پھر ہم گاڑی میں جاکر بیٹھے ہیں۔ گاڑی خالی تھی میں سرشن سے کہہ رہا ہوں کہ آپ کرسیوں کو اچھا سمجھتے ہیں۔ (۲۳) تیئسویں رات:۔ دیکھا کہ گھوڑا گاڑی تیار ہے۔ اور سید راجے شاہ پاس کھڑے ہیں اور میری بھاوج کریم اور ایک بچہ بھی ہے۔ میں سید راجے شاہ کو دعا دے رہا ہوں، اللہ دی پاری پنجتن پاک وسیلہ" یہ کہہ کر انھوں نے دو نگم بھری اوپچے کو گاڑی میں بٹھالیا ہے۔ (۲۴) چوبیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے گھر میں چاولوں کی دیگیں پک رہی ہیں۔ اور میں نماز دے رہا ہوں۔ اور سلطان باولے سے کہہ رہا ہوں کہ باوا میں نے تو ۲ گانے تیار کر لیے ہیں۔ اب لگاتو تیز نہیں تو تکا تو ہے ہی اتنے میں وضو ہی آئے ہیں مگر میں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی پھر ایک ہندو آیا ہے۔ میں اس کے ہاتھ پاؤں دھلا رہا ہوں اور لوگ بیٹھے ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آپ بھی ہاتھ پیر دھولو اور پھر کھانا کھاؤ اور جو چیزیں میں نے بنائی ہیں محمود فوراً بجا

بعد میں یہ گانا گانا چاہتا ہوں، رت ساون کی آئی، پھر میں نماز سے فارغ ہو کر جائے نماز پر فاتحہ دینا چاہتا ہوں، اور الحمد شریف قل شریف اور درود شریف پڑھنے کے بعد دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہوں۔ اور خوب رو رو کر دعا مانگ رہا ہوں۔ کہ ایک آدمی آکر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ کی منگنی ہو گئی ہے۔ آپ کو اس نے اپنی لڑکی شادی کیلئے دیدی ہے مگر میں ہوں کہ دعا ہی مانگے جا رہا ہوں۔ (۱۹) انیسویں رات:۔ میں ایک معصوم بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے ہوں۔ وہ بچہ ایکسٹنشن بتا رہا ہے۔ پھر میں نے ایک دیوار چن کر کھڑی کر دی ہے اور ہزاروں آدمی میرے پاس آ رہے ہیں۔ اس کے بعد مصر امد حوک کے پاس بھیجا ہوا ہے۔ مدحوں کہہ رہے ہیں کہ نیچے مصر تمکو دوسری اسٹوری میں چانس دیدیا ہے۔ (۲۰) بیسویں رات:۔ میں ایک بالکل تیار بلڈنگ کے اوپر لوگوں کو کھڑا ہوا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ظہور محمدی بلڈنگ ہے۔ کو مجھے پیار کر رہی اور ہزاروں آدمی اس بلڈنگ کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ اس بلڈنگ کے اندر ایک درگاہ بھی ہے۔ اکیسویں رات:۔ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مداخلت بیجا نہیں کرنی چاہیئے (۲۲) بائیسویں رات:۔ میں ایکگاڑی میں جا کر ایک بزرگ آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ مجھ کو گھر میں رہنے کیلئے نوکر چاہیئے۔ انھوں نے کہا کہ آپ کو نوکر ملجائے گا۔ اس کی اپنی گھوڑا گاڑی ہے۔ وہ آتا ہے تو میں اسکو آپکے پاس بھیجدیتا ہوں۔ پھر میں نے ایک بالکل لمبا لمبا بھری نہر میں کاغذ کی چھوٹی سی ناؤ ڈالی ہے۔ اور پھر نکال کر اپنے پاس رکھ لی ہے (۲۳) تیئیسویں رات:۔ میدان ایک جگہ بنایا ہے اور وہاں ہزاروں سارنگی بجانے والے آئے ہیں۔ نیچے جسطرح اُن سے کہا اسی طرح وہ میرے کہنے پر چل کر بیٹھے ہیں۔ پھر میں مالی روکی سے کہہ رہا ہوں کہ سب مجھے بڈھا بڈھا کہہ رہے ہیں لیکن میری عمر صرف ۳۴ سال ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ میری عمر ۷۰ سال ہے پھر ایک آدمی آئے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کب آئیں گے۔ بولے کہ کل شام کو آؤنگا۔ (۲۴) چوبیسویں رات:۔ میں پاخانہ کر چکا ہوں اور کاروار صاحب مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ، اچھا ماسٹر صاحب ہم نے آپ کو چانس دیدیا ہے، میں نے کہا کہ میں تو آپ تیلی ہی کو بڑی بات سمجھتا ہوں۔ میں آپ کا عاشق ہوں۔ میں رو تا بھی جا رہا ہوں اظہار بھی ادا کر رہا ہوں، میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ "عورت نے مجھے سلطان بنا دیا ہے"۔

۲۵ ویں رات:۔ میرے بھائی محمد مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اب تم نوکری کرنے مت جاؤ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں نوکری کرنے ضرور جاؤنگا۔ کیونکہ یہاں تو کچھ ملتا نہیں ہے۔ پھر۔ ایک بہت بڑا مکان ہے میں اس میں پل بنا کر پار ہو رہا ہوں تو نیچے سے ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ جی ہم نے آپ سے دس روپیہ قرض لینا ہے۔ میں نے اسکو کچھ جواب ہی نہیں دیا۔ کیونکہ مجھے اسکا کچھ دینا ہی نہیں ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے اس پل کو جوڑ ایسی لگائی ہے جو کبھی بھی ہل نہیں سکتی۔ اور پل کو ذرا بھی ضرر نہیں پہونچے گا۔ اور اسپر پار ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد میں ایک معصوم بچے کو گود میں لیئے اپنے گھر کے باہر بیٹھا ہوں کہ ایک بہت موٹی تازی بڑھیا عورت آئی ہے۔ اسکے ہاتھ میں ایک تھالی کے اندر روپیہ اور حلوہ ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ اندر مت آنا۔ وہ عید کی یا شادی کی روٹی مانگنے آئی ہے اور یہ بڑھ رہی ہے محمد الرسول اللہ صلعم محمد الرسول اللہ صلعم۔ ایک بزرگ سیوری ملرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ہمنے چھ قطعے سجادیئے ہیں۔ (۲۷) ستائیسویں رات:۔ میں ریجنٹ اسٹیشن پر بیٹھا ہوں جتنے میکرفون ہیں سب پر کاغذ لگا ہوا ہے۔ اور چار بہت بڑے جہاز کھڑے ہیں (۲۸) اٹھائیسویں رات:۔ کلیانی بنارسی لال رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے مجھے دیکھ رہی ہے اور میں اسکو دعا دے رہا ہوں کہ تم کو اللہ اتنا دے کہ تم پہن بھی نہ سکو۔ بلکہ پہن پہن کر تھک جاؤ۔ پھر دیوکی بوس میرے پاس بیٹھکر اپنے بچہ کا میونک ہلوا رہا ہے۔ اور مجھسے کہہ رہی ہیں کہ ابھی تو آپ دو داس تہار کر دیں بھاگیری کی ٹیون فٹ کرتا ہوں۔

(۲۹) انتیسویں رات:۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں نے تین میتوں کو دفنا دیا ہے۔ پھر میں نے ایک فقیر کو تانبے کے دو موٹے پیسے دیئے ہیں اسی اثر میں دو دفعہ فقیر داس بنساری اپنے اڈے کے سلام داس کو لیکر میرے سامنے سے گذرا ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے بھجا نا ہے رام داس کا استاد ہوں۔

(۳۰) تیسویں رات:۔ حمید اخبار لایا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اسمیں سب کچھ ہے۔ میں یہ شعر پڑھ رہا ہوں "عاشقی سیں سکینہ دایا صاحب نفسک علم دا چاک کر وچا سیل بیکس دا لکھیا فرد جرم دا"۔

آدمی بیٹھے ہیں اور میری جنت ہوگئی ہے۔ اور ایک بزرگ سفید گھوڑے پر سوار جا رہے ہیں۔ (۶) چھٹی رات۔ دیوالی کا تہوار ہے۔ سب لوگ، میں اور اقبال دیکھنے جا رہے ہیں۔ آگے قبال بیٹھی ہوتی ہے میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے جسکو دیکھنا تھا دیکھ لیا ہے۔ یعنی اقبال کو۔ پھر میں یہ گانا گا رہا ہوں "ناچو ناچو رے یار پریم میرے گھر آگئے"۔ (۷) ساتویں رات:۔ پہلا کھیل ختم ہوا ہے اب دوسرا کھیل شروع ہوگا۔ پٹران کا دھرم متر ہے۔ معصوم بچی کو بھی دیکھا ہے۔ (۸) آٹھویں رات:۔ صرف اتنا دیکھا کہ آٹے کو اشوکا کا کام مل گیا ہے (۹) نویں رات:۔ بھیجا جی ایکٹروں کا نام لکھ رہے ہیں میرا نام بھی لکھا ہے میں کہہ رہا ہوں کہ میں بغیر پیسے بھی چل سکتا ہوں۔ دیکھا کہ ایک نہایت خوب صورت یورپین لڑکی جسکے ہمراہ اسکا ایک کتا بھی ہے جا کر سمندر میں ڈوب رہی ہے۔ اور میں اسی سمندر سے خوب نہا کر نکلا ہوں۔ آگے دیکھا کہ قسم قسم کی لال رنگ کی لاتعداد فوج ہے۔ میں نے کہا کہ یہ پچھڑنے والی ہے۔ فوراً ہی دوسری فوج جسکی سیاہ رنگ کی وردی ہے چلی آرہی ہے۔ ایک آدمی بہت خوش ہو کر مجھ سے کہنے لگا۔ "مارشل جی" میں نے بھی خوب خوش ہو کر کہا "بلیک جی صاحب" (۱۰) گیارھویں رات:۔ صرف اتنا دیکھا کہ کبوتر بھائی (پیرالاٹ والا اور) مظہر خان نے مجھکو چانس دیا ہے۔ (۱۱) بارھویں رات:۔ صرف اتنا دیکھا کہ مقبول آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہیں۔ اور ان کے گلے میں پھولوں کا ہار ہے۔

(۱۲) تیرھویں رات:۔ دیکھا میرے پاس بہت سارے چال بچے ہوئے ہیں۔ صغیر آیا ہے کہ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ اپنے لیے چاول نکالو۔ اور وہ نکال رہا ہے اور پھر ہم جا رہے ہیں۔ راستے میں دیکھا کہ دار کی بڑی برج پر بڑا سائبان تنا ہوا ہے۔ ہزاروں لوگ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں نماز جمعہ ہے۔ یہ کہکر میں فوراً صف میں کھڑا ہوگیا۔ لوگ بیٹھ کر یہ کہہ رہے کہ ایسے ہی کہ یہ نماز سے بھاگ جاتے ہیں۔ پھر پیش امام مولوی نور احمد صاحب یہ خطبہ پڑھ رہے ہیں "فبای آلاء ربکما تکذبان" اس کے بعد جنتی بخش کچھ لکھ کر امریکہ بھیجنا چاہتے ہیں۔ پھر گورنمنٹ کہہ رہی ہیں کہ جنگ سکھنی کو کاروار سے ملا دیا ہے (۱۴) چودھویں رات:۔ ایک بچے کو لوگوں نے مار مار کر ہلکان کر رکھا ہے۔ میں دیکھنے گیا تو وہ سید حاجی اٹھ کر میری طرف حملہ کرنے کے لیے دوڑا۔ میں نے بھی پڑھنا شروع کر دیا۔ یا علی یا علی۔ یہ کہکر اڑنے لگا ہوں۔ راستہ میں ہانپ کر گر پڑا ہے۔ وہ اپنی جان بچانے کے لئے میرا پاؤں پکڑ کر لٹک گیا ہے۔ اور میں اسے بھی لیکر اڑا جا رہا ہوں یا علی یا علی۔ میری زبان پر ہے۔ اور وہ کچھ نہ جانے کہاں رہ گیا ہے (۱۵) پندرھویں رات:۔ صرف اتنا ہی دیکھا کہ جہاز لے لیا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سلطان باڈا ئرکشن کر رہے ہیں۔ سین دربار کا ہے۔ میں باڈیماہ کا ڈریس پہنے ہوئے ہوں اور دو اسٹینڈ کھڑے ہیں جنمیں سے ایک کی میں نے منہ کھولا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اندر جا رہا نہیں ہے۔ پھر کہہ رہا ہوں کہ آخر آپ کو کیا لگتا ہے۔ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ اس کے بعد میرے والدہ کے پاس ایک نہایت خوب صورت لڑکی سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہے پھر میں اسی سے کچھ بات کر رہا ہوں۔ بجائے اس کے کہ وہ مجھ سے بات کرے وہ سو گئی ہے۔ اس کے بعد ایک نیا جہاز سمندر میں نظر آیا لیکن سمندر خشک ہے لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ وہ بہت دور پانی نظر آرہا ہے وہاں جہاز سمندر میں آئیگا۔ (۱۶) سولھویں رات۔ میرے نام ایک لفافہ ذرا چھوٹا اور سرخ رنگ کا آیا ہے۔ خط پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ میری نوکری لگ گئی ہے۔ اور مجھکو فوراً بلایا ہے۔ اس کے بعد بھیرہ میں میں نئی سڑکیں بنتی دیکھ رہا ہوں۔ گڑھے سب بھر دیئے گئے ہیں۔ اور رائے بہادر ستیارام کی باڑی بھی آدھ صاف ہوگئی ہے یہ دیکھکر میں بہت خوش ہو رہا ہوں۔ پھر ایک بہت ہی بڑی جگہ میں ایک اونچی سی جگہ پر مجلس امام حسین ہو رہی ہے ہزاروں کی تعداد میں فقیر مست لوگ سن رہے ہیں۔ اور ذاکر بہت اچھے رچے ہوئے ہیں۔ ایک ذاکر کی میرے گھر والے بہت ہی تعریف کر رہے ہیں۔ اسکی آواز بہت ہی اچھی ہے۔ میں نے ان ذاکر صاحب سے کہا کہ آپ بھی چلیں۔ میں آپ کو فلم کمپنی میں نوکری دلا دونگا۔ وہ بولے کہ میں فلم کمپنی میں نوکری کرنا نہیں چاہتا۔ میں نے کہا کہ وہاں کے لوگ مرثیہ خوب کرتے ہیں۔ آپ مرثیہ بھی پڑھنا اور فلم میں بھی کام کرنا مگر وہ راضی نہیں ہوئے۔ مجلس ختم ہوگئی ہے اور لاکھوں فقیر اتر رہے ہیں۔ اس کے بعد میرے گھر والے مجھ سے کہتے ہیں۔ سیدا کہتا ہے کہ ماسٹر کو میں روپیہ دیتا ہوں وہ اپنی یہاں گھڑی پر بنا لے۔ پھر میرا گھر ہے اور میں نوکری پر جانے کے لیے تیار ہوں سر سے پاؤں تک میری پنجابی پوشاک ہے۔ میری ماں اور لڑکی خورشید کو مجھے پرسے میں پکار رہا ہوں۔ خورشید خورشید خورشید۔ (۱۷) سترھویں رات:۔ نظام نے ایک بہت بڑا سینما بنوایا ہے جسکی تعریف میں کر رہا ہوں کہ اسکا جواب ہی نہیں ہے بلڈنگ بہت ہی بڑی تیار ہوئی ہے۔ اور وہ بہت بڑے بزرگ گاؤں میں کچھ مانگنے کو جا رہے ہیں سینما چھوٹا ہے اور اندر سے ہزاروں آدمی باہر نکل رہے ہیں میں گانا گا رہا ہوں۔ ساون کے نظارے ہیں۔ فضل الٰہی ہارمونیم بجا رہا ہے۔ نام اسکا صوفت غلام نبی ہے۔ میرا نام اسوفت حیدر رضا ہے۔ اور میں بھی سید ہوں وہ بھی سید ہے اور جتنے لوگ بھی ہیں وہ بھی سب سید ہیں۔ یہ گانا گا رہے

ہے۔ میں پل سے پار اُتر کر دریا میں کود گیا ہوں اور ایک دم غوطہ لگا کر اس نشان پر پہنچ گیا ہوں۔ پھر ایک پہاڑ ہے اس میں ایک درخت ہے اور اس درخت میں سے پانی نکل رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں یہ پڑھنے سے پانی نکل رہا ہے یعنی اللہ کے نام کی طاقت سے یعنی وظیفے سے چونکہ امریکہ نے بتایا تھا۔ پانچ طاقتیں ہیں۔ فلپائن، امریکہ، جاپان، چین ان سب کے پاس ہوائی جہاز ہیں مگر ان سب سے میرے ہوائی جہاز کی طاقت بہت زیادہ ہے پھر دو کتے لڑ رہے ہیں۔ بڑے کتے نے چھوٹے کو چھیڑا ہے۔ مگر چھوٹے نے بڑے کی گردن ایسی پکڑی ہے کہ سانس بند کر دیا ہے۔ بڑے کتے نے اُردو اور انگلش زبان میں معافی مانگی ہے۔ دیکھا کہ ڈاکٹر کی لڑکی بیمار ہے اس کو دستوں کی دوائی دی گئی ہے اور مجھے بھی مگر

۱۴ویں رات۔ مجھے بہت ہی جلاب آئے ہیں۔ پھر ڈبل روٹی کی دوکان ہے وہاں بے انتہا ڈبل روٹیاں ہیں۔ اور میں لے رہا ہوں۔ بعد میں پھر ڈاکٹر نظر آیا ہے۔ پھر میں خدا دوست کا ڈریس پہنے ہوئے ہوں اقبال بھی موجود ہے اور ہم دونوں کا ڈریس بالکل سفید ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہی ہے گانا گاؤ۔ میں گانا گا رہا ہوں۔ مجلس امام حسینؑ ہے۔ میں نے اور میرے سب کنبہ والوں نے

۱۵ویں رات۔ سیاہ لباس پہنا ہوا ہے۔ میں خود ذاکر امام حسینؑ ہوں۔ پھر میں اور گنگا پرشاد ایک جھونپڑی میں ہیں وہاں ہزاروں آدمی اور بچے دوڑے آ رہے ہیں۔ میں نے اس جھونپڑی کو سر پر اٹھا لیا ہے۔ گنگا پرشاد مجھ سے کہہ رہے ہیں مجھے ایسی ریاست دی ہے جس کا جواب نہیں۔ اور میں بھی گنگا پرشاد سے یہی کہہ رہا ہوں۔ پھر علی گڑھ میں ایک نمائش کا مالک میں ہوں۔ نمائش میں کھیل ہو رہا ہے۔ پبلک بیحد ہے۔ رمن نے مجھے سر سے اونچا اٹھایا ہوا ہے میں کہہ رہا ہوں ہم نے ڈبل اوڈیس خوب مارا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے رحمت علی نے بھی خوب اوڈیس لیا ہے۔

کل دیکھتا ہوں کہ میں نے لیڈی تاج پہنا ہوا ہے۔ پھر مجلس امام حسینؑ کی ختم ہو چکی ہے۔ ہزاروں

۱۶ویں رات۔ لوگ نیاز کھا رہے ہیں میرے ساتھ ایک آدمی اور بھی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں اب مجلس شروع ہے۔ پھر ہم دونوں ایک مقام پر جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ تو ایک آدمی مجھے اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھ رہا ہے میں نے اُس سے کہا۔ افسوس ہے کہ آپ نے مجھے نہیں پہچانا۔ میں پہلے یہاں تارڈیو پر دوکان رکھتا ہوں آیئے میں آپ کو دکھاؤں۔ میں نے اُن کو ساتھ لیجا کر وہ جگہ دکھائی ہے۔ اور اس جگہ پر اب ایک نئی عمارت بنی ہوئی ہے۔ سفید چونا لگا ہوا ہے بڑے بڑے ستون ہیں۔ میں نے کہا۔ میں یہاں رہتا ہوں۔ باوجود اس کے کہ میں ماسٹر تھا مگر میں نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں میونسپل ڈاکٹر کٹ ہوں۔ انھوں نے کہا۔ "آئی ایم سوری" پھر ہم دونوں سمندر کے کنارے چوپاٹی پر گئے ہیں۔ وہاں ایک بہت بڑا شامیانہ تنا ہوا ہے۔ ہزار ہا کرسیاں ہیں۔ اور لوگ بیٹھے ہیں۔ پھر ہم دونوں واپس اسی جگہ پر آ گئے ہیں۔ وقت عصر کا ہے۔ امام کا جلوس نکلنے والا ہے۔ اب ہاروں سیٹھ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اُن سے کہہ رہا ہوں ایک بات میں آپ کو بتاؤں۔ لوگ تو وہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی مجلس شروع ہوگی۔ وہ کچھ نہیں بولے

۱۷ویں رات۔ میرے بڑے بھائی قمر الدین مجھے گھرے جا رہے ہیں۔ راستے میں ایک بہت ہی اونچا مکان ہے۔ ہم وہاں سے ۱۸ویں رات۔ ہوتے ہوئے گئے ہیں اُس کی گاسی میں پھنس گیا ہوں۔ اور میں نے یہ پڑھنا شروع کر دیا ہے علی کریں گے۔ وہ شیر خدا ہیں وہ شیر خدا ہیں۔ کہ فوراً ہی ایک عورت آئی اور اُس نے یہ کہہ کر مجھے نکالا ہے کہ میں سند بن جاتی ہوں۔ اور ہم دونوں بھائی چل پڑے ہیں۔ ایک بہت بڑے مکان میں

۱۹ویں رات۔ ایک مالدار آدمی سے میں یہ کہہ رہا ہوں۔ کہ مجھے خرچ کے لئے جتنے روپوں کی ضرورت ہوگی آپ کو دینا پڑے گا۔ میں نے اِن سے زبردستی لکھوا لیا ہے کیونکہ وہ لکھ نہیں رہے تھے۔ میں نے اپنے زور سے اُن سے لکھوا لیا ہے۔ دیکھا کہ ایک بہت ہی اونچے مکان میں روشن آرا بیٹھی ہوئی ہیں اور

سال ۱۳۹۱ھ

یا اللہ جل جلالہ — یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(محرم الحرام)

پہلی ۔ دھوکہ اور چند دل شاہ ہیں۔ دھوکہ کہہ رہے ہیں۔ اگر یہ کچھ میں آپ کو دیتا تو آپ بہت ہی اچھی چیز میں دے میں نے کہا۔ میں ایسی ٹیچنیں دیتا جس کا جواب ہی نہیں تھا۔ اور موجودہ جو ٹیچنیں ہیں ان کا بھی جواب نہیں ہے اتنا سنکر انھوں نے کہا۔ آنجناب الیچر میں آپ کو دیا ہے۔ میں حیران کہہ رہے ہیں کہ آپ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ میں نے قسم کھا کر کہا۔ میں اس خیال کا نہیں ہوں۔ لیکن اگر کوئی گھر میں آجائے تو اس کو نکالا دینا چاہیئے۔ کہا۔ ہرگز نہیں۔ پھر میرے گھر میں کوئی آدمی آیا ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ یہ کوئی کھانے کی چیز ہے نکالنے کا تو میں نے فوراً پڑھا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو اس کلام کی برکت سے اس نے کچھ مانگا نہیں ہے۔ پھر منتر شما سامنے سٹرک پر کھڑے ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ آپ کو مبارک ہو باقی میں آپ سے گھر آکر کہوں گا۔

کی دیکھتا ہوں کہ میں سو رہا ہوں اور کوئی میرا سر دبا دبا کر اٹھا رہا ہے۔ میں جو بیدار ہوا دیکھا تو میری عورت صالح ہی ہے۔

دوسری رات۔ پھر ایک جگہ ہے وہاں اقبال ہے اور ایک بہت خوبصورت عورت ڈانس کر رہی ہے۔ اس نے ایک گانا بھی گایا ہے۔ وہ کہہ رہی ہے گانا اور انگلش ڈانس ہونا چاہیئے۔ میں نے کہا۔ یہ تو ایک منٹ کا کام ہے۔ اور میں نے فوراً وہ گانا گا اور ڈانس کر کے دکھا دیا ہے۔ گانے کے یہ بول تھے "رب رب رب"۔ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ تیدہ ہیں۔ پھر میں سو کر اٹھا ہوں اور غسل کرنے جا رہا ہوں۔

۴ ویں رات۔ باہر ایک مقام پر ایک خیمہ لگا ہوا ہے۔ اس میں دو بزرگ سوئے ہوئے ہیں۔ ایک کی ڈاڑھی سیاہ ہے اور دوسرے کی ایک دم سفید۔ میں کالی ڈاڑھی والے کے پاؤں دبا رہا ہوں۔ گویا میں ان کو بہت چاہتا ہوں۔ پھر میں نے دوسرے بزرگ کے پاؤں دبانے شروع کر دیئے ہیں وہ دونوں بزرگ اٹھے اور مجھے دیکھ کر بہت خوش ہو رہے ہیں۔ پھر ایک آدمی سے میں مجھے ملا ہے وہ یہ پیغام سنا رہا ہے "کارکن نے آپ کو کام دیئے اور کام پر لگانے کو بلایا ہے" پھر ایک سبز رنگ کا سیدا ہے اس میں لڑائی ہو رہی ہے کہ ایک ایک ٹرین کی تار ٹوٹ گئی ہے۔ اور ایک آدمی نے اسے جوڑ دیا ہے۔ اور گانا ہوا دیکھا کہ خربوزہ کٹا ہوا ہے اور میں اسے کھا رہا ہوں۔ پھر ہولی کھیلی جا رہی ہے اور میں کسی سے بات کر رہا ہوں

۵ ویں رات۔ دلیناد دیا جا رہی ہے میرے بال بچے بھی ہیں لیکن اس نے مجھے کچھ تکلیف نہیں دی ہے۔

۶ ویں رات۔ دوسروں کا سامان پیک کر کے اس کی چابی مجھے کسی نے دی ہے۔ اس میں لال دھاگا ڈالا ہوا ہے۔ میں میوزک کی ریہرسل کر رہا ہوں لڑکی نے بہتری کوشش کی کہ مجھے گانے مگر نہ گا سکا۔ پھر کوئی کہہ رہا ہے اس ڈریس کی قیمت ۱۵ روپے ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ ۲۰ روپے بھی اسی ڈریس کی قیمت ہے۔

میں کارکن کو سمجھا رہا ہوں کہ یہ ٹیچنیں بالکل پرانی ہیں۔ میں آپ کو ان سے کہیں اچھی اور بہتر دے سکتا

۷ ویں رات۔ ہوں اور آپ کے پوسٹ میں وہی آدمی رہنا چاہیئے جو اس قابل ہو دیکھا کہ

۸ ویں رات۔ رضوی پور میں عطر علی کو فون کر رہا ہے۔ شاید اس سے کچھ سیٹل کر رہا ہے دیکھا فون پر بجلی کے بہت سے چھوٹے چھوٹے تار ہیں۔ میں نے ان کو ہاتھ لگایا ہے تو وہ سب جلنے لگے ہیں اور مجھے ذرہ برابر بھی نقصان نہیں ہوا میں کسی سے کہہ رہا ہوں۔ ندا اللہ نیاز حسین۔ نیاز دو

۹ ویں رات۔ پھر میرے پاس چار موسمبی ہیں اقبال نے کہا۔ مکو کو دو۔ تو میں نے دیدی ہیں۔

۱۰ ویں۔ ایک بزرگ کہہ رہے ہیں کہ میں روشن پرنار اض ہوں میں نے کہا اس لئے کہ وہ روز آپ کو پیٹس کھلاتا ہے۔ دیکھا کہ میری ٹرالی ہوئی ہے اور میں کامیاب ہوا ہوں پھر ایک

۱۱ ویں رات بہت بڑے دریا میں لوگ خوب غوطے لگا لگا کر نہا رہے ہیں۔ اور ایک جگہ پر پہنچنے کا نشان

ہوا گانا بجا رہا ہے۔ میں سُن کر آدمی لوگوں سے کہہ رہا ہوں۔ یہ سبق تو دنیا والوں سے الگ ہے۔
۲۸ ویں رات۔ دیکھا کہ ایک سرائے میں ماسٹر سچر کی عورت مجھ سے یوں مخاطب ہے۔ "اگر آپ کہیں تو میں سوا لاکھ منتر آپ کے لئے پڑھوں کہ آپ کی سب مشکل حل ہو جائے"۔ میں نے کہا۔ جی نہیں آپ میرے لئے نہ پڑھیں"۔ اس عورت کے ایک بھائی صاحب کہنے لگے "جناب جب یہ پڑھے گی تو اس کی پگار مقرر کریں"۔ میں نے کہا "بھائی میری نوکری تو ہے ہی نہیں تو میں پگار کہاں سے دونگا۔ آپ میرے لئے نہ پڑھیں۔ اللہ میرا کہیں روزگار لگائے گا۔ تب بھی نہیں چاہیے"۔ پھر فتح سنگھ رستی بیٹ رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہاں کا کرایہ دو روپیہ مہینہ ہے چلئے میں آپ کو دکھاؤں"۔ اور وہ میرے ساتھ چل پڑے ہیں۔ پھر ایک گھوڑے سوار مجھ سے ست چک کا راستہ پوچھ رہا ہے۔ میں نے اُسے بتا دیا ہے۔ اور دوسرا گھوڑے سوار بھی اس کے پیچھے پیچھے ہے اور وہ اٹھ چک کی طرف چل پڑے ہیں۔ میں افسوس کر رہا ہوں کہ میں نے ان کو غلط رستہ بتایا ہے۔ میں فتح سنگھ سے کہہ رہا ہوں "میرے پاس تو میرا کرایہ بارہ روپیہ ہے۔ پھر صالح بھابی سفید لباس میں ہے اور میں بھی سفید لباس میں ہوں۔ مگر میں اُس سے کوئی بات نہیں کر رہا ہوں۔ پھر میں محبوب سے کہہ رہا ہوں۔ "جناب ہم تو سچی بات بھی آپ سے کرتے ہوئے ڈرتے ہیں"۔ وہ کہنے لگے "کاہے کو ذرا زور سے بولا ہے"۔ میں نے کہا۔ "اصل بات تو یہ ہے کہ آپ نے ہمارے مشکل وقت میں ہماری مدد کی ہے ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں"۔ اور فوراً ہی فیاض بول اٹھی "ابھی منی کی ایک سو پچھتر روپیہ ترقی ہو گی"۔ پھر میری لڑکی خورشید بھی والی روٹیاں پکا رہی ہے۔

میں گاڑی میں بیٹھا ہوا اخبار پڑھ رہا ہوں اور گاڑی چل رہی ہے۔ پھر ایک مکان میں تھوڑی سی روشنی ہے۔ وزیر نے مجھے بُلایا ہے۔ میں پہنچا۔ تو معلوم ہوا۔ جنتا کا خط آیا ہے اُسے پڑھوانے کے لئے بُلایا ہے۔ وہ بہت ہی خوش ہے۔ میں نے لفافہ پھاڑ کر کہا "من کردن دینی بن" تو وہ خوش ہو کر بولی "جدوں میری مرضی"۔

صفر ۱۳۶۱ھ

کیا دیکھتا ہوں کہ میں نقل پر نقل پڑھ رہا ہوں۔ پھر ایک سٹیج پر سفید ساڑھی گوٹے والی پہنکر ایک معصوم بچہ کو ساتھ لے آگیا ہوں اور ہم دونوں نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور مدھوک نے اس بچہ کا کام بہت اچھا دیکھ کر اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے اور اصل بچے سے ذرا بڑا ایک دوسرا بچہ بھی آیا ہے۔ اُس نے بھی ویسا ہی کام کر دکھا دیا ہے۔ پھر ایک مقام پر دو بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ یہ گانا گا رہے ہیں۔

۲ دوسری رات۔ "میرے رسولوا ئے کیسو رے"۔ میں اور زہرہ ایک جزیرہ پر بیٹھے ہیں ایکا ایک میں چاروں طرف سے بالکل گھر گیا ہوں۔ اور مجھ پر حملہ ہونے والا ہے۔ مگر مجھ میں بے انتہا طاقت آگئی ہے اور میں محفوظ ہو گیا ہوں۔ اور مجھ میں وار کرنے کی طاقت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ گویا کہ فتح میری ہی ہوئی ہے۔

۳ تیسری رات۔ بدھکر اور ربنجیت مجھ سے پوچھنے آئے ہیں کہ ہماری مراد کیسے پوری ہو گی۔ میں ان کو لکیر کھینچکر نقشہ بتا رہا ہوں کہ تم لوگ سید ولایت شاہ ولد نجب شاہ کے گھر جاؤ اور وہاں کچھ نذر نیاز چڑھاؤ۔ تو تمہاری مراد پوری ہو گی۔ مگر دن کے دو تین بجے جانا کیونکہ سب لوگ اس وقت سوتے ہیں تاکہ کسی کو پتہ نہ لگے۔ پھر سینکڑوں آدمی اپنی اپنی تکلیفیں اور مصیبتیں لے کر میرے پاس آرہے ہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ سبکی تکلیفیں دُور ہو کر مرادیں پوری ہوں اور یہ بھی ہو جائیں۔

۴ ویں رات۔ میری عورت صالح بی ہے سامنے سمندر ہیں یا تو میں نے غسل کیا ہے اور وضو کیا ہے۔ اور صالح بی اکالی اتنی سُرخی پڑھ رہی ہے کہ میں حیران رہ گیا ہوں جیسے کوئی بڑے سے بڑا گویا سُر میں پڑھے چونکہ مرتبہ ہے۔ میں امام کا نام سُنکر بیحد رو رہا ہوں۔ ادھر برسات برس رہی ہے اور میں برسات کے پانی سے

ان کی جائے نماز پر میری لڑکی مکو ناچ رہی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ یہ آپ کی جانماز ہے۔ وہ بولیں یہ آپ ہی کی جانماز ہے۔ آپ لے لیجئے میں یا جا بھی بچا تا ہوں مکو اور میں یہ گانا بھی گاتے جاتے ہیں "میرے حال دیا محراں ڈھولا"

میں اپنی لڑکی منی کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ایک مکان کی سیڑھیوں پر چڑھ رہا ہوں۔ مکان بہت ہی اونچا ہے۔

۲۱ ویں رات۔ جب ہم دونوں وہاں پہنچے ہیں تو اقبال ہم دونوں کو نکال کر دے رہی ہے۔ پھر محرم کا چہلم ہے۔ سینکڑوں چکدار تعزیوں کا جلوس نکلا ہوا ہے۔ ہزارہا آدمی ساتھ ہیں۔ ان میں دو گروہ بنے ہوئے ہیں۔ ایک گروہ کا لباس لال ہے اور دوسرے کا سفید۔ اور میرے ساتھ دو عورتیں سیاہ برقعہ اوڑھے ہوئے چل رہی ہیں۔ میرے کپڑے بھی لال ہیں جن پر بڑے بڑے پھول بنے ہوئے ہیں۔ چلتے چلتے ہم ایک میدان میں پہنچے۔ وہاں بہت سارے تمبو لگے ہوئے ہیں۔ ہم لوگ ایک خیمہ میں گھسکر میں ایک پلنگ پر بیٹھ گیا ہوں۔ ان دونوں عورتوں نے دو معصوم بچے اور ایک لڑکی کو میرے پائینتوں بٹھا دیا ہے اور وہ بچے کھیلنے لگے ہیں۔ میں نے ان عورتوں سے کہا۔ آپ ان بچوں کو میرے پاس سے ہٹا لیں۔ وہ بولیں۔ جی نہیں ان کو آپ ہی سنبھالئے۔ آپ ہی ان کی حفاظت کیجئے۔ مجھے ایسا معلوم ہونے لگا کہ یہاں خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا مزار ہے اور یہ گلبرگہ ہے اب جو دیکھا واقعی سامنے درگاہ شریف ہے اس پر سیاہ چادر چڑھی ہوئی ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہوا کہ میں اس درگاہ کا مجاور ہوں میں کہہ رہا ہوں۔ یہ سب کچھ خرچہ اور بندوبست تو نظام نے کر دیا ہے مگر اقرار آن نہیں چڑھایا ہے۔ مزار پر لنگر جاری ہے۔ پھر میں ایک بہت بنی بڑے سمندر میں سے نہا کر آیا ہوں۔ کہ میرا شاگرد صغیر میرے پاس آکر پوچھ رہا ہے۔ آپ نہا آئے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ لیکن تو بھی تو نہا کر آیا ہے۔ وہ بولا۔ جی ہاں۔ میں نے پوچھا۔ کونسے سمندر

۲۲ ویں رات۔ سے میں گوہر بائی کے سامنے ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں۔ آپ منی اور مکو (میری لڑکیاں) کے نام منی آرڈر لکھ دیجئے۔ میرے پاس ابھی پیسے نہیں ہیں۔ تو انھوں نے منی آرڈر لکھ دیا ہے۔

۲۳ ویں رات۔ میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں۔ اچھا کیا۔ آپ نے چٹھیاں لکھ دیں۔

میں منظر خاں سے کہہ رہا ہوں۔ یہ جو روپیہ بچا ہے۔ آپ اس کا ہار خرید لیں۔ وہ بولے۔ آپ کیا دیکھتا ہوں

۲۴ ویں رات۔ تکلیف نہ کریں۔ میرے پاس بیاسی ہار موجود ہیں۔

۲۵ ویں رات۔ کہ کوئی قتل ہوا ہے۔ میں کسی سے کہہ رہا ہوں کہ یہ بھی ریاست کے حکم سے ہوا ہے۔ لیکن مجھے کچھ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ اگر سر دھڑ سے لگایا جائے تو یہ زندہ ہو سکتا ہے۔

چار آدمی ہیں وہ سب کے سب شنی ہیں۔ میرا لباس سفید ہے میں کہہ رہا ہوں میں بھی شنی

۲۶ ویں رات۔ "مجھ میں بہت طاقت ہے" پھر میں نے ایک مسجد میں اپنی جانماز پڑھی ہے اور اسی جانماز پر ایک اور آدمی نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون ہیں۔ جواب ملا۔ یہ چودھری ہیں جن پر مقدمہ بنا تھا پھر ایک کمپنی میں حزرا مشرف بیٹھے ہوئے ہیں اور گوردھن بھائی بھی ہیں۔ میرا لباس وہی سفید ہے۔ میں غسل کئے ہوئے ہوں۔ میں ان دونوں سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے میلے کپڑے اس لئے نہیں پہنے ہیں کہ یہاں پر جو میرے نئے کپڑے ہیں وہی یہاں سے پہن کر چلیں گے۔ (نوٹ:۔ وہ چاروں آدمی جو شنی تھے۔ وہ چاروں بلا کر میں ایک ہی بگھیا تھا۔ تب میں نے کہا تھا۔ مجھ میں بہت طاقت ہے"

کیا دیکھتا ہوں کہ میں نے غسل کیا ہے۔ پھر ایک مقام ہے وہاں میں کہہ رہا ہوں:۔

۲۷ ویں رات۔ "آن حضور کہتے تھے کہ آج مجھ پر وحی بند ہوتی ہے" پھر ایک دوسری جگہ ہے۔ وہاں نل بہہ رہا ہے۔ مصرا اور منشی انور موجود ہیں منشی انور نے پھولوں کی ایک ٹہنی مجھے دی ہے۔ اور وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ آپ اس کو سراہنے لگا دیجئے۔ یہ بہت خوشبو دار ہیں۔ اس کے بعد ایک لڑکی مجھے جانے نہیں دے رہی ہے۔ میں نے اس کو ایسا پکڑا ہے کہ اس کے چیخ نکل گئی ہے۔ اور میرے پاس ہاتھ کی ایک لکڑی ہے وہ بھی میں نے ماری ہے تو وہ لڑکی سامنے سے ہٹ گئی ہے۔ اقبال بھی ہے۔ کوئی استاد اندر بیٹھا

۱۳ ویں رات۔ سات۔ آٹھ سے آٹھ۔ نو سے نعمت۔ دسویں سے بس

۱۴ ویں رات۔ ایک شیشے کے کباٹ میں ایک عامل سیاہ لباس میں ہے۔ اس کے اندر شہد بھی ہے۔ سلطان بابا نے اس کباٹ کو کھولکر مجھ سے کہا۔ کہ یہ عامل ہے اور سفید ہے۔ اس نے مجھے پڑھنے کے لئے بتایا۔ میں نے کہنے کے مطابق قل ھو اللہ احد پڑھنا شروع کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید سا کوئی جانور میرے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اور میں پڑھتا پڑھتا سمندر کے اوپر اڑتا جا رہا ہوں۔ وہ بھی میرے پیچھے اڑتا ہوا چلا آرہا ہے مگر وہ بالکل چھوٹا سا ہو گیا ہے۔ میں اس کو مار رہا ہوں اور سمندر کے بار ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد ایک تھیٹر ہو رہا ہے۔ اس میں ایک لڑکی بہن کا کام کر رہی ہے۔ اس کے دو سگے بھائی بھی کام کر رہے ہیں۔ ڈائرکشن دیو کی بوس کے ذمہ ہے۔

۱۴ ویں رات۔ تھیٹر کیس سب صاف ہیں۔ سید ابن الحسن صاحب نظر آئے

۱۵ ویں رات۔ دیکھا کہ محبوب ماں کچھ بنا رہے ہیں اور انکیزر بھگت و در بنا رہے ہیں۔ نسیم اللہ بھائی میرے پاس آئے ہیں۔ ایک جگہ آگ جل رہی ہے بڑے بڑے چولھے ہیں اوپر کچھ پک رہا ہے۔ سب لوگ اس کو نمکار کر رہے ہیں۔ بہت سے لوگ آجا رہے ہیں سبکو سبزیاں مل رہی ہیں۔ ایک طوطا بھی ہے بھاگی اور اللہ دیا نہایت خوبصورت کپڑے پہنکر آئے ہیں۔ میں اللہ دیا سے کہہ رہا ہوں اب آپ یہاں بھی ہی رہیے۔ یہ بہت ہی اچھی چانس کی جگہ ہے اگر آپنے ایک کو بھی وہاں مار کر دی تو ایک لاکھ روپیہ ایکو ملیگا۔ وہ بولے۔ اگر ایسی بات ہے تو آج ہم آپ سے صلح کرتے ہیں لیکن یہ لڑکی خورشید ہماری شاگرد رہے ہم اسکو بتائینگے۔ میں نے کہا۔ دیکھئے میں آج آپسے سچی بات کہوں۔ میں نے آپکے لئے غیرت سے اپنا ملک چھوڑ دیا ہے کیونکہ بھاگی کی میرے ساتھ بات لگی تھی۔ اسکے بعد بلی کے دو سفید بچے دوڑے جا رہے ہیں۔ انکے پیچھے پیچھے بلا اور بڑی جا رہی ہے میں بھی بچی کے پیچھے پیچھے بھاگا جا رہا ہوں۔ دیکھتے دیکھتے بچی کہیں غائب ہو گئی ہے۔ راہ میں ایک بچہ ملا۔ میں نے اس سے کہا۔ خدا کیلئے مجھے وہ جگہ بتا دیجئے جہاں بچی ہے اب جو سامنے نظر پڑی دیکھا کہ ایک جھولا تخت پر میری بچی اور بنے خاں کی دونوں بچیاں بیٹھی ہیں۔ پاس ہی مرغی گھوم رہی ہے میں اپنے بچوں کے پھر دوڑا دوڑا مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ چلیے مجلس امام حسین کی تیار ہے۔ آپکا انتظار ہے۔

۲۸ ویں رات۔ وزیر صبح آئی ہے اور جنتیا شام کو آئے ہیں وہ دونوں ایک ہی کمرے میں لیٹے ہوئے ہیں۔ میں پکار رہا ہوں قطبہ قطبہ قطب الدین سامنے ایک نہایت ضعیف آدمی کھڑا کھڑا کچھ کہہ رہا ہے۔ اسکے سفید داڑھی اور لمبا جبہ ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ قطب الدین ولد علی جناب تم ہمیشہ یہیں ہی رہنا اپنے گھر گانے نہ جانا۔ تم دسویں جماعت پاس ہو تم کو یہاں بہت روزگار ملیگا۔ پھر ایک تختی کے اوپر لکھا ہوا ہے اسکا یعنی کل تحفہ ۱۰ شہید ہیں۔ اب صرف ایک شہادت باقی ہے۔ ایک ڈاکٹر مجھ سے کہہ رہا ہے "اس مریض کو شہادت کا انجکشن تم دو"۔ میں نے اس کو انجکشن دیا ہے ۲۹ ویں رات مگر وہ شہید نہیں ہوا ہے۔ ڈائرکٹر نے مجھ انجکشن دینے کو کہا۔ میں نے کہا۔ صاحب آپ خود دیں مجھے دوڑنا ہے۔ اور ڈاکٹر نے خود اس کا ہارٹ ویکٹر کو جنا شروع کر دیا ہے لیکن وہ ابھی زندہ ہے شہید نہیں ہوا ہے۔ پھر وزیر اور جنتیا کے اوپر ہزاروں ٹھیکریاں پڑ رہی ہیں۔ میں نے ارشاد۔ وازہ بند کر دیا کر لیا ہے تاکہ مجھے نہ لگیں۔ تھوڑی دیر میں دروازہ کھولکر دیکھا تو ماما چنا ہنستے ہوئے آرہے ہیں مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ٹھیکریاں یہی مار رہے تھے۔

۳۰ ویں رات۔ بطور منشی کے ہوں۔ کہ ایک آدمی میرے ہاتھ میں ایک پنسل دیتے ہوئے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ جگہ ایک پولیس افسر کی ہے لہٰذا تم اب پولیس آفیسر ہو (میں) نے جیسا دل چاہے اسکو چلاؤ۔ پہلے جو یہاں تھا وہ جاہل تھا۔ تم پڑھے لکھے ہو۔ اسکے بعد میری چھوٹی لڑکی تلوار سے بکرے کا گوشت صاف کر رہی ہے یہاں تک کہ اتنا صاف کر ڈالا ہے کہ اب صرف سفید چھلی ہی بچھلی رہ گئی ہے۔

ربیع الاول ۱۳۶۰ھ

ربیع الاول۔ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ لو جی یہ انکیزار کا چک جس طرح چاہو خرچ کرو۔ اس نے سائن کر کے مجھے دیدیا ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں انکیزار نہیں بلکہ ایک لاکھ مجھے ایسا معلوم ہوا گویا میں کمپنی بنانے والا ہوں۔ وہ آدمی اور بھی روپیہ دینے کیلئے راضی ہے۔ پھر دیگوں میں کھانا پک رہا ہے اور ہزاروں آدمی کھانا کھا رہے ہیں۔ پھر میراں کے چچا آکر مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ آپ نے ہمیں تو نہیں بتایا ہے کہ آپ کمال صاحب سے مل چکے ہیں۔ میں آپکو یہ سنانے آیا ہوں۔ "آپ لو جی سے۔ کا تاریخ تک کمال صاحب نے اور پنڈت جواہر نے بلایا ہے"

رہتے ہوئے اپنی ٹوپی دھو رہا ہوں جو بالکل صاف ہو گئی ہے۔ مجھ سمیت بہت سارے لوگ

۵ ویں رات۔ مولوی عبداللہ صاحب کے پاس پڑھنے کے لئے آئے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کہہ رہے ہیں۔ جو آتا ہے تفسیر قرآن ہی پڑھنے آتا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں "جو کچھ ہے بس قرآن ہے"۔ وہ کہہ رہے ہیں "ہم آپ کو دو منٹ میں اجر المؤمنین پڑھا دیتے ہیں"۔

دو ریل گاڑیاں چلنے ہی والی ہیں۔ ایک پر میں چڑھنا چاہتا ہوں۔ قبل اس کے کہ میں چڑھوں وہ چل

۶ ویں رات سمجھ پڑی ہے اور دوسری بھی۔ پھر گھر میں پلنگ پر میری لڑکی خورشید سفید کپڑے پہنے بیٹھی ہے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ ایک بہت ہی موٹا آدمی ہے جو میرے گھر آ رہا ہے تو خورشید گھر سے نکلکر باہر کھڑی ہو گئی ہے۔ اتنے میں ایک بانکل چھوٹی سی بچی ایک کوا گھڑا لے کر آئی ہے اور اس نے اتار کر رکھ دیا ہے اس میں دودھ اور ہرے ہرے سٹرے ہیں۔ وہ کہہ رہی ہے۔ آپ خورشید کو بلا دیجئے ہم یہ دودھ اور سٹرے کر کھائیں۔ اور بھائی فضل نے بھی مجھ سے کچھ بات کی ہے دیکھا کہ بنارس شہر میں بابو دیوندتہ کی عورت نے

۷ ویں رات۔ مجھ سے پردہ کیا ہوا ہے وہ مجھ سے کہہ رہی ہے۔ تم جا رہے ہو تو ہمارے لئے اپنے گھر سے کچھ تحفہ بھیجنا۔ بابو دیوندتہ بولے "اس غریب کے گھر میں جو اچھی چیز ہوگی وہ بھیجے گا۔ اس بات پر اس نے فوراً پردہ اٹھا دیا ہے۔ میرا سب سامان تیار ہے لیکن بڑھے صاحب نے میرا تالا توڑ دیا ہے۔ یہ عورت نہایت خوبصورت اور جوان ہے۔ میں نے اس کو سجدہ کیا ہے۔ اور لوگوں سے کہہ رہا ہوں۔ یہ سجدہ جائز ہے۔ کیونکہ یہ میرے استاد کی عورت ہے۔ ہم تینوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ میں جانے کے لئے بالکل تیار ہوں لیکن میرے سامان کا تالا نہیں ہے۔ اتنے میں چتیر بھائی نے آکر ایک دم نیا تالا اور چابی میرے حوالے کر دی ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ آدمی میرے پاس دوائی لینے کے لئے

۸ ویں رات۔ آئے ہیں۔ وہ مجھے مجبور کر رہے ہیں۔ کہ آپ دوائی ضرور دیں۔ میرا سکان مٹی کا بنا تیار ہو چکا ہے۔ اس میں بجی کھجی لکڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ لوگ اس میں آگ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر میں نے آگ نہیں لگنے دی ہے۔ اور امراوتی کے چیپ نے خورشید کو ڈانس کے لئے بلایا ہے تاکہ چندہ جمع کر کے سرکار کو دیا جائے۔ برسات بہت پڑ رہی ہے یہاں تک کہ

۹ ویں رات۔ سمندر میں سے پانی نکل نکل کر میرے گھر کی طرف آ رہا ہے۔ اوپر کی چھت اڑ گئی ہے سب لوگ دعائیں مانگ رہے ہیں۔ میں نے اپنا وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم تو وہ دیواریں قائم رہ گئی ہیں بلکہ مضبوط ہو گئی ہیں۔ پھر میں نعت رسول گا گا کر پڑھ رہا ہوں اور خدا اور رسول کی تعریف کر رہا ہوں۔ پھر میں کہہ رہا ہوں۔ ترکوں کے پاس ڈریس بھی ہے کہ نہیں اتنے میں ایک ترک اعلیٰ درجہ کا ڈریس پہنے ہوئے سب طرح سے مصلح دروازہ کے باہر نکلا ہوں۔ میں دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں اور کہہ رہا ہوں شکر ہے اللہ کا کہ اس کے پاس پورے ڈریس ہیں اور یہ آخر بہت ہیں۔ دیکھا ایک سفید کپڑے کے اوپر دس روپے کا نوٹ بنا ہوا

دس ویں رات ہے۔ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے یہ دس روپیہ آپ کو ممتاز علی نے دیئے ہیں۔ میں نے کہا۔ دس روپیہ کہاں ہیں وہ بولا۔ دیکھو یہ اس پر بنے ہوئے ہیں۔ وہ کپڑا اس نے مجھے دے دیا ہے پھر فتح سنگھ نے اگر چار نارنگیاں مجھے دی ہیں۔ پھر رنجیت کمیٹی میں سب ایک ٹرکا کام کرنے کے لئے نکلے ہیں (اسٹیج پر انجم الحسن ساڑھی پہنکر نکلے ہیں۔ میرا بھی خیال ہوا کہ میں بھی شہاب الدین کے ساتھ نکلوں جس کے ساتھ میں ہمیشہ نکلتا تھا۔ مگر میں صرف سوٹ پہنکر کمیٹی کے اندر چلا گیا ہوں۔

۱۱ ویں رات آج میرے ساڑھے تین پورے ہوئے ہیں۔ میں نے اس طریقہ سے گنتی کی ہے۔ "ایک سے ایک۔ دو سے دو تین سے تین۔ چار سے چار پانچ سے پانچ۔ چھ سے چھ۔ سات سے

تمام عمل بنے ہوئے ہیں۔ میں ایک چھوٹی سی بچوں کی گاڑی پر سوار ہو کر آیا ہوں۔ تالاب کے کنارے ایک سید صاحب بیٹھے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا آپ مجھے اُس پار لے چلئے۔ انھوں نے مجھے گاڑی سمیت اپنی طرف لے لیا ہے انھیں محلوں میں سے مودی نے ایک محل ہمکو بھی دیا ہے۔ اقبال اُسمیں اپنا سامان رکھوا رہا ہے۔ ایک سید صاحب کہنے لگے۔ یہ وہ مکان نہیں ہیں۔ آپ اُنکی عزت نہیں جانتے ہیں۔ درگاہ کے بیچ میں ایک بہت بڑی درگاہ ہے۔ اُسمیں ایک سفید کفن پہنے ہوئے میت ہے جو پھولوں سے لدی ہے لیکن وہ گنبد اور زمین کے درمیاں ہے۔ میں نے ایک سید صاحب سے پوچھا کہ سہراب مودی کچھ بچھوا رہے ہیں کہا:۔ جی ہاں وہ مسن لینے گاڑ رہے ہیں۔ اور اقبال اور میں دونوں سیڑھی پر نکلے ہیں (سہراب مودی کی ماں بھی ہمارے ساتھ گاڑی پر سے اتری تھی) میں کہہ رہا ہوں مودی تو حیدرآباد میں خوب ٹکے ہیں۔ انھوں نے خوب کمایا ہوگا۔ جواب ملا جی کمایا تو نہیں ہے بلکہ خوب ارکھائی ہے۔ اسکے بعد میرے بال بچے ہیں اور ایک لڑکا میرا ہے۔ میں اُس سے بات نہیں کر رہا ہوں۔ وہ چاہتا ہے کہ میں اُس سے بات کروں۔ وہ بالکل معصوم سال ڈیڑھ سال کا ہے پھر میں نے اُسکو گود میں لے لیا ہے تو وہ بہت ہی خوش ہوا ہے۔ اور اُس نے سب باتیں مجھ سے کہدی ہیں۔

۱۷ ویں رات عبداللہ اور اسکی عورت دونوں میرے گھر آئے ہیں۔ میں انکو چائے پلا رہا ہوں۔ پھر ایک آدمی سفید لباس میں ہے وہ میری عورت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اقبال پانی پینے کے بہانے کنوئیں میں گرنے لگی ہے۔ میں نے اُسکے بال پکڑ کر اُسکو نکال لیا ہے۔ میں اُس سے کہہ رہا ہوں۔ دیکھو تم میری ہو اِس کا خیال رکھنا۔ اور میں اُس آدمی سے لڑ رہا ہوں، وہ مجھ سے کمزور رہا ہے اور میں زبردست ہوں۔

۱۸ ویں رات۔ ایک بہت اچھا راجہ ہے وہ دوڑ رہا ہے۔ میں بھی زرین پوشاک پہنے ہوئے دوڑ رہا ہوں لیکن اُس نے مجھے کچھ نہیں کہا ہے وہ اپنے راستے چلا گیا ہے پھر ایک آدمی آکر مجھ سے کہہ رہا ہے:۔ آپکو ریحت میں فضل نے بُلایا ہے۔ گانے بنانے ہیں۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ آپ دستا خرچ کر دیں۔

۱۹ ویں رات میرے سامنے گیہوں کے دو بڑے بڑے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ میں ابھی آیا ہوں کل چلا جاؤنگا۔ صرف اتنا دیکھا یہ گون ہے یہ پرسٹ ہے۔

۲۰ ویں رات میں کسی کہہ رہا ہوں کسی کو سوا لاکھ ایک لاکھ، ایک کروڑ فتس کر دیا ہے۔ اور سنری اُستاد محمد دین وکرم الٰہی سنگ مرمر کے چشمے

۲۱ ویں رات بنا کر بالکل تیار کر چکے ہیں۔ میں کرم الٰہی سے کہہ رہا ہوں۔ آپنے سب ۸۰ لگا دی ہے۔ جب ہی تو یہ سنگ مرمر کے چشمے اتنی جلدی تیار ہو گئے۔ مسجد ہے۔ میرے اور اقبال کے پاس کچھ نوٹ ہیں۔ ایک عورت کہہ رہی ہے اِس کا سونا لے لو۔ پھر ہزاروں

۲۲ ویں رات آدمی آئے ہوئے ہیں۔ ایک بڈھا کہہ رہا ہے۔ آپ دو موتی لے لو۔ میں نے کہا۔ موتی کہاں سے لوں۔ وہ کہنے لگا جب آپ میونک ڈائرکٹر ہو کر کلکتہ جائیں تو اُس نے دکھائے تھے وہ اسوقت چکر میں تھا۔ میں اقبال سے کہہ رہا ہوں۔ ہاں موتی لے لو۔ اسکے بعد لاکھوں آدمی ہیں۔ ان میں معصوم لڑکے و لڑکیوں کی قطار در قطار ہے۔ یہ گروہ بچوں کا ہے انکو کھانا کھلایا جا رہا ہے۔ ان بچوں میں صرف ایک بڑا آدمی میں ہوں ہم سب لوگ پنشن لینے کیلئے آئے ہوئے ہیں۔ پھر میں کہیں جا رہا ہوں تو ایک آدمی میرا مقابلہ کرنے لگا ہے۔ آخر میں نے اُڑنا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ بھی اُڑنے لگا ہے۔ تنگ آکر میں اُترا ہوں۔ دیکھا کہ ایک مرد اور عورت بیٹھے ہیں جو مرد ہے وہ جادوگر ہے میرا اُس کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ میں نے فوراً **یا علی یا علی** پڑھا اُس نے بھی کچھ منہ ہی منہ میں پڑھا اور پھر اُس نے لوہے کا اڈہ منگایا۔ جب میں نے اُس پر کپڑے سے ہاتھ لگایا ہے تو وہ گرم اور چمکتا ہے۔ اور وہ مجھ پر غالب ہو گیا ہے۔ آخر میں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا تو آگ وغیرہ کا اثر مجھ پر نہیں ہوا۔ وہ کپڑا اُٹھا کر مجھے لوہے پر لٹانا ہی چاہتا تھا میں نے اتنا بڑھ کر رونا اور پڑھنا شروع کیا۔ تب اُن دونوں مرد و عورت نے مجھے ہوش میں لانیکی کوشش کر رہے ہیں۔ کچھ دم کر کے میری پیٹھ کے اوپر چھڑک رہے ہیں۔ میں آرہا ہوں یہاں پیٹھ میں میرے بہت لگی ہے۔ دوسری طرف ایک آدمی کی صرف انگلی بندھی ہوئی ہے۔ اسکو بھی انھوں نے ٹھیک کر دیا ہے۔ میں نے کہا میں نے سارا ہندوستان دیکھا بنگال بھی دیکھا مگر آپ جیسا کامل انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا جس کے پاس اتنا اثر ہو کہ شروع کرتے ہی اثر شروع ہو گیا ہو۔ لہٰذا آج سے آپ میرے گرو ہیں۔ ماتھے پر اُس نے ٹیکا لگایا ہوا ہے جو کہ رام ٹیکا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایکا صرف آپکے درشن کے لئے آیا کروں۔ اُس نے مجھے اجازت دیدی ہے اور وہ میرا گرو ہو گیا ہے میں نے کہا۔ کلکتہ میں مجھے ایک آدمی ملا تھا میں نے اسکو دو روپے دیئے تھے۔ گرو نے کہا "دو روپیہ اور دس روپیہ نقشوں کے یاد ہیں" معلوم ایسا ہوا گویا گرو جی کے کان میں کوئی صاف صاف بات کہہ رہا ہے۔ بولے "کیوں ٹھیک ہے نا" چونکہ بات سچ تھی۔ میں انکار کیسے کر سکتا تھا پھر میں نے اجازت چاہی تو انھوں نے پڑھ کر مجھے اجازت دیدی کہ تم آسکتے ہو جو کچھ ہے بس گرو درشن ہے۔ اسی میں سب کچھ ہوتا ہے میرا خیال پختہ ہو گیا کہ یہ کمال میں اِن گرو جی سے سیکھ لوں۔ دونوں مرد عورت مرد رب یا آدمی ہیں برسات بہت ہی زور میں برس رہی ہے اور میں ایک چھپر

۲۳ ویں رات کھڑا ہوں۔ میں اور مولوی فہیم الدین صاحب باتیں کر رہے ہیں۔ وہ مجھ سے کچھ پوچھ رہے ہیں۔ میں اُن سے کہہ رہا ہوں۔ مجھے خلاصہ ایسا

۲۴ ویں رات بتایا ہے جس کا جواب نہیں۔ پھر میں ایک اور صاحب سے کہہ رہا ہوں۔ مجھ میں ایک خاص وصف ہے کہ میں کسی کی بات کسی سے نہیں کہتا۔ ایک شخص نے اپنی سوتری کا نام مجھے بتایا تھا جو میں نے آج تک کسی کو نہیں بتایا۔ میں کسی سے کہہ رہا ہوں ہم فیجی نہیں۔ ہم خاکسار ہیں

۲ ویں رات ۔ میں اکیلا بیٹھا ہوا خود ہی کہہ رہا ہوں۔ اب انھیں حکومت دے دینی چاہیئے۔ پھر ایک آدمی نے بہت بڑا برتن اٹھایا ہے میں کہہ رہا ہوں یہ لوہان کا برتن ہے۔ ایک دروازہ میں ایک طرف میں سفید لباس میں دوسری طرف **۳ ویں رات** ایک بہت ہی بھاری بزرگ کھڑے ہیں۔ برات آنیوالی ہے۔ اسکی پیشوائی کیلئے ہم کھڑے ہیں۔ اتنے میں اُن بزرگ سے کہہ رہا ہوں۔ اللہ دتا ابھی نہیں آیا ہے۔ میں اسکو لینے کیلئے جاتا ہوں۔ میں آج شام تک یا کل صبح تک واپس آجاؤنگا" جیسے ہی میں چلا ہوں۔ ساتھ سے برات آگئی ہے سب براتی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور ان میں اللہ دتا اور مکو بھی ہے۔ میں نے اللہ دتا سے کہا۔ کان پکڑلو۔ تمھاری عمر بہت ہے۔ **۴ ویں رات** ۔ برات کے کپڑے گائے جارہے ہیں۔ **۵ ویں رات** ۔ صرف اتنا ہی دیکھا کہ کل صبح میں، میری عورت اور میری والدہ گھوڑا گاڑی میں جارہے ہیں برسات بہت برس رہی ہے چھتی گاڑی ہی میں میں نے پردہ بنا دیا ہے۔ چلتے **۶ ویں رات** چلتے ہم لوگ اسٹیشن پر جا کر رُکے ہیں۔ وہاں بہت ہجوم پڑا ہے مگر سامان نہیں مل رہا ہے۔ آتے میں مزدور نے ایک بہت بڑا اور نہایت مضبوط صندوق سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ یہ بہت صندوق ہے اور باقی سامان بھی میرا مل گیا ہے۔ میں اسکو اپنے گھر لا رہا ہوں۔ پھر ایک جگہ سین ہو رہا ہے جس کا محل کا اور میرا پارٹ ہے۔ اور ہم دونوں سین میں نکلے ہیں۔ اور اپنا اپنا ڈرامہ بولا ہے۔ سامنے نوشاد علی سیاہ داڑھی لگا کر گانا گا رہا ہے۔ اسکی آواز بہت ہی اچھی ہے۔ مجھ سے گایا نہیں جارہا ہے کیونکہ میری آواز بدلی ہوئی ہے۔ جب وہ گا چکا ہے تب میری آواز بھی ٹھیک ہوگئی ہے۔ سب لوگ کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ گائے تو اسکو دیا دیتے کیونکہ آپکا گانا بھلا ہوا اس کا گانا عام ہے۔

۷ ویں رات ۔ ایک کمپنی ہے جس کا مالک علی بخش ہے۔ دربار کا سین ہے۔ تخت پر میں بیٹھا ہوں۔ تین چار آدمی ذرا سیاہ میکپ میں درباری بنکر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ تم توسو کا ذکر کرتے ہو۔ میں کہہ رہا ہوں میں تو پچاس کا ذکر کرتا ہوں۔ اور غیاث (بالکل معصوم) رو رو کر مجھ سے کچھ کہہ رہا ہے۔ بدھکر اور اسکی عورت ان لاشوں کو اٹھا کر مسان **۸ ویں رات** ۔ میں لیجا رہے ہیں۔ میں بغیر بلائے انکے ساتھ جارہا ہوں۔ بدھکر کہنے لگے۔ یہ کیسا اچھا آدمی ہے کہ دل میں تعصب نہیں ہے ستے میں ساتھ سے پھول توڑ توڑ کر کوئی مجھے دے رہا ہے۔ پھر ایک آدمی نے لوہے کا قبضہ بنا کر میرے ہاتھ میں دیدیا ہے اور میں پڑھ رہا ہوں:۔

۱۰ ویں رات ۔ میں اور رکول صاحب ایک جگہ سے واپس آرہے ہیں۔ رستے میں خیال آیا۔ کہ میری چپل اور شیروانی جس میں میری کنجی ہے وہیں رہ گئی ہے۔ اور ہم جاکر اپنی چیزیں واپس لے آئے ہیں۔ بعد میں کوئی جگہ ہے وہاں ایکٹر لوگ کھڑے ہیں۔ میں نے آلٹیکر کو ٹیٹوں سنائی ہے تو وہ بہت خوش ہوا ہے۔ ایک بزرگ میرے پاس آئے ہیں۔ میں اُن سے کہہ رہا ہوں۔ میں آج خواجاؤں **۱۲ ویں رات** ۔ کی بحث میں لگا ہوا تھا آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں جیت گیا ہوں اور انھوں نے مجھے پندرہ سالہ ایک خوبصورت لڑکی دی ہے آپ اس کو دیکھئے اور وہ بزرگ میرے ساتھ ہوئے ہیں اور انھوں نے اُس لڑکی کو دیکھ لیا ہے پھر میں نے غسل کیا ہے ایک مسجد میں کنویں پر میں نے پانی کا نیا گھڑا بھرنے کیلئے رکھدیا ہے۔ میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں۔ دیکھو اسکو یہ خود بخود بھر رہا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ میں نے کہا خود بخود رب اور گھڑا خود بخود بھرا جارہا ہے۔ جب وہ بھر گیا تو میں اُسے اپنے گھر اٹھا لایا۔ وہاں میری موجودہ ساس اور ہونیوالی ساس دونوں ہیں۔ اقبال مجھ سے کہنے لگی۔ ذرا ٹھنڈا پانی پلاؤ۔ میں نے کہا۔ یہ ٹھنڈا پانی ہے پیو۔ میں ابھی بھر کر لا ہوں۔ وہ کہنے لگی۔ یہ ٹھنڈا نہیں ہے میں نے کہا نہیں یہ ٹھنڈا ہے **۱۴ ویں رات** ۔ **مجلس امام حسین** ہے اور ایک سید صاحب بہت خوش ہو کر مجھ سے مصافحہ کر رہے ہیں۔

۱۴ ویں رات ۔ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے "تمہاری فاطمہ ہے۔ ہماری سیتا ہے جگ ساکر ہے۔ **۱۵ ویں رات** ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں مرنے لگا ہوں کسی نے میرے منھ میں کا پترہ رکھدیا ہے مجھے پیاس شدید لگی ہوئی ہے۔ میں موت کا مزہ چکھ رہا ہوں۔ یہ نزاع کا وقت میں نے دیکھا ہے۔ میں مرگیا ہوں اور پھر زندہ ہوگیا ہوں۔ پھر میرے ہاتھ میں پنسل ہے اور میں کرشن کی کچھ تعریف لکھ رہا ہوں۔ سامنے جو نظر پڑی تو ایک سمندر ہے جو فوراً ہی میرے پاؤں میں آگیا ہے۔ پھر بڑی خورشید چھوٹی خورشید کو تاڑ رہی ہے کہ چھوٹے چھوٹے پاؤں سے جائے۔ پھر مکو ہاتھ میں ایک روشن مشعل لئے سب سے آگے آگے جارہی ہے اور اسکے پیچھے پیچھے عورتیں مشعل لئے ہوئے گلی ہوئی ہیں۔ میں نے جاکر مکو کو پکڑ لیا ہے اور اپنے ساتھ لایا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ رام پھگوا **۱۶ ویں رات** ۔ پھر سہراب مودی نے نوکری دیکر عزت کے ساتھ بلایا ہے اور اقبال اور میں دونوں نظام حیدرآباد پہنچ گئے ہیں۔ وہاں دو اجنبیوں سے ملاقات ہوئی جو سادات میں سے ہیں۔ وہ پوچھنے لگے۔ آپ یہاں کیسے آئے۔ میں نے کہا۔ آپ ہی کی کمپنی میں کام کرنے کیلئے۔ سہراب مودی نے ہمکو بلایا ہے انھوں نے پھر پوچھا۔ آپ یہاں کب تک کام کریں گے میں نے کہا۔ اب ہم نے بمبئی چھوڑ دی ہے۔ اب ہم یہیں کام کریں گے جب تک سہراب مودی کی مرضی ہوگی کیونکہ یہاں سیدھی سیدھی ایکٹریں ستے میں ایک تالاب اور گلاب

۲۱ ویں رات ۔ تین جگہ کچھ رکھا ہوا ہے۔ کسی نے تسبیح والے پر میرا ہاتھ رکھا ہے اور مجھ سے کہہ رہا ہے "جتنی دے سکو خیرات دو"۔

۲۲ ویں رات ۔ میں شری رام سے کہہ رہا ہوں "آپ سے مل کر دل شاد ہوا روح کو تازگی آگئی ہے"۔

۲۳ ویں رات ۔ میرے کمرے میں شیرا کھڑا ہے۔ مگر وہ بیٹے سے جوان ہوگیا ہے۔ اتنے میں وزیر لال آگئے کہہ رہا ہے کہ یہ مشین ہے اور میں نے یہاں بجلی بنانے کا بندوبست کیا ہے۔ تو میں وزیر کا شیرا سے تعارف کرا رہا ہوں۔ کہ یہ میرے استاد کے بھائی ہیں۔ بہت بڑے خاندان کے آدمی ہیں اور یہاں کے رئیس ہیں۔ تو وزیر لال نے اُن سے ملتے ہوئے کہا "آپ کون ہیں"۔ میں نے کہا۔ یہ مشین کے بہت بڑے انجنیر ہیں۔ شیرا نے ان سے کہا۔ کہ یہ مشین خراب ہوگئی ہے اس کو چلائیے۔ انھوں نے فوراً چلا دی ہے۔ میں نے کہا۔ یہ انجنیری جاننے والے آدمی ہیں۔ میں میوزک ڈائرکٹر ہوں۔ اور آپ مالک ہیں بس ٹھیک ہے کمپنی لو ہوگئی۔ مجھے میں نے سادی کپڑے پہنے ہوئے میرے ساتھ چل رہی ہے۔ اس کے ایک **۲۴ ویں رات** ۔ پاؤں میں جوتی (زنانی کی) ہے اور ایک ہاتھ میں۔ میں اُس سے غصے میں کہہ رہا ہوں۔ یہ ہاتھ لو۔ تو اس نے فوراً دوسری جوتی پہن لی ہے۔

۲۵ ویں رات ۔ صرف اتنا دیکھا کہ میں کوئی منظر دیکھ رہا ہوں۔

۲۶ ویں رات ۔ میں دریا میں غسل کر رہا ہوں۔ میرے بچے کنارے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر میں بہت سے آدمیوں کے سامنے کہہ رہا ہوں "میں قرآن پڑھتا ہوں۔ یہاں دیوبند ہی دیوبند ہے۔ میری ماں نے مجھے کسی بہت بڑے دفتر سے رہائی دلائی ہے"۔

۲۷ ویں رات ۔

۲۸ ویں رات ۔ کرم بی آئی ہے۔ میری بہن مرگئی ہے۔ اس کا بچہ میں پال رہا ہوں۔ میرے بہنوئی فضل الٰہی میرے پاس بیٹھے ہیں۔ اور کرم بی ہاتھ میں اخبار لئے پڑھ رہی ہے۔ "ستی آزادی رائے" میں نے کہا۔ کیا آزاد ہوگیا ہے۔ وہ بولی۔ آپ پڑھ لو اور اس نے اخبار میرے ہاتھ میں دیدیا ہے۔ میں، علی بخش اور میرے بڑے بھائی محمد بخش گھوڑا گاڑی میں بیٹھے ہوئے **۲۹ ویں رات** جا رہے ہیں۔ بھائی محمد بخش کے ہاتھ میں بھی قرآن ہے اور میرے ہاتھ میں بھی۔ میں اُن سے کہہ رہا ہوں۔ اسکو مضبوط پکڑنا اور میں بھی مضبوط پکڑتا ہوا ہے۔ اسکے بعد ایک تعمیر کمپنی آئی ہے اس تعمیر کے اندر باغ لگا ہوا ہے پھول کھلے ہوئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسجد ہے۔ میرے ساتھ ایک معصوم بچہ ہے۔ ہم اندر جا رہے ہیں۔ میں نے آنحضور کی زیارت پاک کی ہے۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ یہ تعمیر ٹرالے لوگ جہاں جاتے ہیں اسی طرح حضور کی میت پاک ہر اسٹیج پر رکھ دیتے ہیں۔ اور ہر جگہ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور اسی طرح باغیچے کے اندر رکھتے ہیں۔

جمادی الاول سنہ ۱۳۶۱ھ

اویں رات ۔ بہت سے لوگ اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بھائی خاں اور جمال کو ہی اکٹھا کرنا چاہئے کیونکہ وہ دو گھنٹے تین قرارات پڑھتے ہیں۔

دوسری رات ۔ میں کہہ رہا ہوں "امان اللہ خاں بغداد سے مدد لینے گیا ہے پھر ایک نئے مکان میں امیر اور ایک دوسرے صاحب کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے امیر سے پوچھا تم یہاں کیسے آئے ہو۔ بولے۔ عاقل صاحب سے ملنے کیلئے۔ دوسرے صاحب جو کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے امیر صاحب نے بہت سارے روپے انکو دیئے ہیں۔ انھوں نے اپنے پاس ڈپازٹ کے طور پر رکھ لئے ہیں۔

تیسری رات ۔ برسات بہت برس رہی ہے میں اپنے اوپر ٹاٹ اوڑھ رہا ہوں۔ ایک انگریز مجھ سے سامان نکالتے ہوئے مجھ سے کہہ رہا ہے تم بہت اچھے ہو اور مسلمان انگریز کہہ رہا ہے کہ فلم کمپنیاں چلیں گی بند نہ ہونگی۔ ایسے ہی فلم بنتے رہیں گے۔ پھر میں مولوی نہیم الدین صاحب سے کہہ رہا ہوں ملا و قران پڑھوں۔ اور مولوی صاحب آیت کیسی کہتے ہیں" انھوں نے جواب دیا "آیت عاجزی اور نماز کو قران میں کہتے ہیں" پھر ایک بزرگ مجھے ایک انگلی پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں رو رہا ہوں۔ وہ اپنا ہاتھ خالی کر رہے ہیں۔ میں انکو منع کر رہا ہوں اور روتے ہوئے کہہ رہا ہوں۔ آپ چاہے کچھ سمجھیں ماپیں یا نہ ماپیں۔ میں تو آپکو بزرگ مانتا ہوں وسعت پہلواں بیٹھا ہوا ہے جو بہت بوڑھی حالت **۳۰ ویں رات** میں ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ تم عزت دار رہو۔ تم اپنی کرنی جو کرتے ہو کرتے جاؤ۔ جھانکا جھانکی سے میں کہہ رہا **۵ ویں رات** ہوں۔ میں آپ سے اور کچھ نہیں مانگتا ہوں۔ عرفان انصاف چاہتا ہوں تو انھوں نے روپیہ بھلا ہے۔ اور اس میں سے میرا حق مجھے دیا ہے اور انصاف کیا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد شریف، قل شریف اور درود ۶ دفعہ پڑھ کر فاتحہ دلا رہا ہوں۔

۷ ویں رات ۔ میں ہوں اور ساقی ہے اور ہم دونوں کچھ باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے ایک شعر کہا ہوا ہے جسکو میں بہت عزیز سمجھتا ہوں۔

۸ ویں رات ۔ وہ ایسے ہے گویا مجھکو خبر ہی نہیں ہے کہ میں نے اسکو پکڑا ہوا ہے تو میری عورت مجھ سے پوچھتی ہے کہ تم نے اگر کب سے پکڑا ہوا ہے میں کہہ رہا ہوں بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ شیخ [illegible] جانتا ہے کہ میں نے بہت مہینوں سے

۲۵ ویں رات ۔ ہوا کام ہے خدمت کرنا۔ پھر بابو غلام قادر سادھو ایک بہت بڑی نہر میں غوطے لگا لگا کر نہا رہا ہے! اور یہ مجھ کو اپنی کمپنی میں ماسٹر کی جگہ پر لگا گیا ہے۔ لیکن اس نے مجھے کھیل پر نہیں بٹھایا ہے میں کہہ رہا ہوں۔ میں بالکل تیار ہوں۔ یہاں فقیر بخش نے **۲۶ ویں رات** اپنی لڑکی مجھ دیدی ہے۔ نانو بھائی میرا مالک ہے۔ اسکی عورت بھی ہے۔ اسکا بچہ میرے پاس ہے لیکن اسکی **۲۷ ویں رات** ۔ عورت کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے جو جو اس نے مجھ سے سوال کئے ہیں۔ میں نے ٹھیک ٹھیک اسکے جواب دیئے ہیں۔ تب اسکو یقین ہوگیا ہے اِنکے گھر کی چابیاں میرے پاس رہتی ہیں۔ بیٹھنا نوکر اور کو مجھ پر پورا بھروسہ ہے۔ میں انکے گھر کی نگہبانی بھی کرتا ہوں۔ وہ کہیں باہر گئے تھے۔ اب آگئے ہیں

۲۸ ویں رات ۔ دیکھا کہ میں تعزیے بنانیکی بہت تعریف کر رہا ہوں کہ ایسے اچھے بنتے ہیں۔ اسکے بعد بھاگی مرثیہ پڑھ رہی ہے۔ میں نے کہا معاف کرنا۔ یہ تو آجکل کے فلموں کی طرزیں ہیں۔ میں اسکو نہیں مانتا ہوں سُناتا ہوں۔ اصل یہ طرزیں ہیں۔ اُس نے منگنی مجھے مان لیا ہے وہ بہت خوش ہو رہی ہے پھر ایک بہیرو سب آدمیوں کو اکسٹرا کام پر لگا رہا ہے جو بیکار تھے۔ پھر وہ مجھے بھی کام پر لگانے کیلئے میرے گھر آیا ہے۔ مُنن نے اُس سے کہا کہ وہ پڑھ رہے ہیں۔ اس نے جھانک کر جو دیکھا تو واقعی میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ میں کشتی میں بیٹھا ہوا ہوں اور فوراً ہی سمندر میں **۲۹ ویں رات** ۔ کود کر نہا رہا ہوں پھر کشتی میں بیٹھ کر جا رہا ہوں۔ اب جو سامنے نظر پڑی تو سمندر میں پانی چھوٹا ہے اور آدمی پیدل چلے آرہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں **سبحان اللہ** کمال نے مجھے بلایا ہے۔ میں اسکے پاس پہنچ گیا ہوں۔ اس کے پاس مالک کمپنی بیٹھا ہوا ہے۔ کمال نے مجھے اسکے سامنے کر دیا ہے۔ **۳۰ ویں رات**

ربیع الآخر ۱۳۶۱ھ

میری اُستادنی مجھے سمجھا رہی ہیں کہ وہ لوگ بہت بُرے ہیں۔ اُنھوں نے اس سے پہلے مجھے کبھی نہیں دیکھا ہے۔ پھر بھی وہ مجھے پہچان گئی ہیں۔ میں اُن سے کہہ رہا ہوں۔ آپ نے تو مجھے خوب پہچان لیا۔ صرف آنا دیکھا کہ ایک مالک نے سب کچھ جانچ میرے ہاتھ میں دیدیا ہے۔ **۵ ویں رات** میں کسی آدمی سے کہہ رہا ہوں:۔ **۶ ویں رات** "میں علی ہوں۔ میں حسین ہوں۔

۷ ویں رات مجلس امام حسین ہے ۔ فخرالدین، شرف الدین و علام علی ہیں کسی نے مجھے نذرانہ دیا ہے اور میں کسی دوسرے آدمی کہہ رہا ہوں "**چندر ماں ہمارا بھگوان ہے**۔ **چندر ماں ہمارا رب ہے**۔ میں بیسم سے یہی کہہ کر بات **۸ ویں رات** کر رہا ہوں مگر وہ مجھ سے بھائی کہکر بات کر رہی ہے۔ پھر بہت سارے آدمی میری طرف اشارہ کرتے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے ہیں "ہم تو انھیں مانتے ہیں" پھر مجھ سے کہہ رہے ہیں "آپ لائکوں میں اچھے ہیں" میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ راجہ **۱۱ ویں رات** ۔ صفدر علیخاں کا نڈرا نیچف کا بڑا سکہ ہیں۔ میں بہت سارے نقاروں پر پتے لکھ رہا ہوں۔ اور یہ کہہ رہا ہوں کہ میں **۱۲ ویں رات** لوگوں کو آگاہ کرنے والا ہوں۔ میں اپنے

۱۳ ویں رات ۔ مال بچوں سمیت جہاز میں بیٹھا ہوا حج کرنے جا رہا ہوں۔ رستے سے ایک جہاز مقابلہ کیلئے آرہا ہے۔ پاس آیا۔ دیکھا تو اونٹ ہے جو بھاگ نکلا ہے۔ پھر کسی جگہ کچھ سید اور فقیر ہیں۔ ان میں سے ایک کہہ رہا ہے میں اور میری قوم ایک ہی آتش ہیں۔ میں اس کیلئے جو دعا مانگتا ہوں وہ پوری ہو جاتی ہے"۔ وہ بھی میری ہی قوم کا آدمی یعنی میرا نی ہے۔ اور میرا نی قوم بھی مجھ سمیت لمبوجدھی۔ میرا سالہ فیروز مجھ سے کشتی لڑ رہا ہے لیکن میں نے اسکو گرا دیا ہے۔ میں سے کہہ رہا ہوں **۱۴ ویں رات** ۔ میں تم پر حاوی ہوں پھر کوئی بڑا ڈراکٹر مجھے نقشہ دیتے ہوئے کہہ رہا ہے۔ جتنے ہو سکے طرزیں بناؤ۔

۱۵ ویں رات ۔ میں خوب اچھی طرح سے غسل کر رہا ہوں اور یہ پڑھ رہا ہوں۔ "**فیورت العالمین**

۱۶ ویں رات ۔ میں بہت سے آدمیوں کے سامنے کہہ رہا ہوں۔ میں نے یوروپین میں ایسی سُنو کا بایا ہے۔ پھر کہہ رہا ہوں طرزیں تیار ہیں۔

۱۸ ویں رات ۔ دیکھا کہ ایک خانقاہ میں ایک بزرگ خطبہ پڑھ رہے ہیں مجھ کو میرے ساتھ ہے۔ میں نے صرف یہ سُنا ہے **اوتاد مرصاد** پھر میں اپنے گھر میں اپنی عورت صالح بی کو لیئے گیا ہوں۔ اُس کا لباس بالکل سفید ہے۔ وہ میرے ساتھ آنے کیلئے رضامند ہے وہ مجھ سے کہہ رہی ہے۔ میں اکسٹرا میں تین دن لگی تھی۔ ۳۰ روپیہ روزانہ پر میں نے ۹۰ روپے کمائے ہیں۔ **رات**

جگدیش کھڑے ہیں میں انکو سنا رہا ہوں "**آنے جانے والو دیکھو شان رسول اللہ کی ہان رسول اللہ کی** **۱۹ ویں** وہ بولے۔ یہ تو آپ جوانی کے شعر سُنا رہے ہیں۔ میں نے کہا یہی تو بات ہے۔ پھر میری عورت صالح جو نہایت خوبصورت آرہی ہے مجھ سے چھپ رہی ہے مگر میں نے اُس کا چہرہ چھو لیا ہے پھر وہ مجھ سے کھیل رہی ہے اور وہ بہت خوش ہے۔

۲۰ ویں رات "**جنت کا آخری سلام السلام علیکم ہے۔ ست سری اکال ہے**

پورے ایکدن میں۔ وہاں گاڑی پہنچی ہے اور میں ایک گھڑی میں وہاں موجود ہوگیا ہوں۔ پھر ایک جگہ پاک ہے۔ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے۔ یہاں نہالو پانی کا چشمہ ہے۔ پھر میں کئی سونٹ اونچی جگہ پر پہنچا ہوں۔ وہاں ایک بہت بوڑھے آدمی نے میرے لئے چار پانی بچھا دی ہے۔ جدھر دیکھتا ہوں سفید پانی ہی ہے اور ایک طرف سفید پھولوں والی گھاس ہی گھاس ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ بزرگ نے فرمایا۔ یہ انھیوں کی گھاس ہے۔ **۱۱ ویں رات** میں کہہ رہا ہوں، بےتعبیری سے امامت کا بڑا بوجھ ہے۔ **۱۲ ویں رات** علی محمد مجھ پر بہت ہی خوش ہوا ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میں نے کچھ چاندی دیدیا ہے بلکہ اپنا کیرکٹر ڈل بھی تمکو دیدیا ہے کہ تم ہی کرو۔ پھر بنانہ کی مٹھائی کی پوٹلی میرے سامنے رکھی ہوئی ہے۔ اقبال کہہ رہی ہے اس پر فاتحہ دلاؤ تو میں نے الحمد پڑھنا شروع کیا ہے۔ میرے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے اُس پر فاتحہ "تلیط" لکھا ہوا ہے۔ میں ایک آدمی سے پوچھ رہا ہوں **۱۳ ویں رات** یہ فاتحہ قلیط کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ تسبیل کرنیکا۔ میں دیکھ رہا ہوں ایسا نتیجہ ہو رہا ہے **۱۴ ویں رات** جیسے المختصور کے وقت بھی ایسا ہی میری چیزیں نہیں آنے دیگا چونکہ وہ میرا **۱۶ ویں رات**۔ ہمدرد ہے۔ علی محمد نے مجھے مٹھائی کا تھال بھرا ہوا ہے **۱۷ ویں رات** میں پڑھ رہا ہوں۔ حسن حسین فاطمہ علی محمد بحق پنجتن پاک کی زیارت ہوئی ہے۔ پھر سلطان بابا اپنی بہن کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور میں ان سے بات کر رہا ہوں "بابا رب اللہ کا شکر ہے ایسا نام کہ جس سے میں قرض لیتا ہوں تو نام آنا رہتا ہوں دیر نہیں لگتی ہے علی محمد کھڑے ہیں سلام اور بیحد خوش ہے **۲۳ ویں رات** میں اُس پر غالب ہو رہا ہوں۔ میرے ہاتھ میں تلوار ہے اور میرا نام "الہام مبین" ہے **۲۴ ویں رات** خلیل کے بچوں کی دیکھ ریکھ جیسی رکھ سکتا ہے جیسے خود خلیل رکھتا ہے۔ **۲۵ ویں رات**۔ پہلے مجھ پر بہت اعتماد کیا گیا ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ تمکو کیا کہوں کہ کیرکٹر ہوں **۲۶ ویں رات**۔ بہت سارے آدمی ہیں۔ سید احمد علی مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ "اللہ تیرا بھلا کرے" **۲۷ ویں رات** میں کہہ رہا ہوں دوست کو چانس مل گیا ہے۔ وہ بہت اچھا ہے۔ بچہ ۱۴ کو ہو رہا ہے۔ **۲۸ ویں رات** محبوب نے مجھے چانس دیدیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں "حیدر رحمت کا ہے حکیم کا ہے" پھر میں مکتب کر رہا ہوں آئینہ میرے سامنے رکھا ہوا ہے۔ ذرا منھ پر سینہ زیادہ ہے۔ ایک آدمی کہہ رہا ہے منھ ٹھیک کرلو۔ **۲۹ ویں رات** عبداللہ شاہ آئے ہیں میں نے انکو اٹھایا ہے۔ اور اُن سے کہہ رہا ہوں۔ میں نے کام کو لگ لگا دی ہے۔ پھر میں ٹوپیاں بنا رہا ہوں اور بول نٹ کر رہا ہوں **۳۰ ویں رات** میں کیرتن کرتا جا رہا ہوں۔ شہید بھوٹی دیکھی۔ پریت جگ میں جھوٹی دیکھی پریت" ایک جانور کو لوگوں نے اٹھایا ہے۔ پھر میں میں ڈوائٹ گھانا بنا رہا ہوں۔

رجب المرجب سنہ ۱۳۶۱ھ

میں نے دو وزیر اعظموں کو قید کر لیا ہے۔ ایک کہہ رہا ہے۔ میں تو وزیر ہوں تم نے مجھے پکڑ لیا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ تمہارا ہی حکومت کا حکم ہے۔ اسکو لانب میں لے جاؤ۔ پھر ایک۔ مکان میں کرم بی بی بیٹھی ہیں اور میں برش سے اُس مکان کو سبز چونا لگا رہا ہوں۔ بہت سارا کھانا تیار ہو رہا ہے بہت سی قسموں کی مٹھائیاں بھی تیار ہیں۔ ایک بہت بڑی درگاہ ہے۔ وہاں میں نے منٹ کے طور پر دو تار **۲ دوسری رات** کیلئے کپڑوں کے بہت سارے تھان اکٹھے کر رہا ہوں اور اپنے سر پر عمامہ باندھ رہا ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں۔ اور لوگ تو پچیس ہاتھ کا صاف چڑھاتے ہیں مگر آپکا تو بارہ ہاتھ کا صاف ہے۔ اور وہ باندھنے لگا ہوں۔ پھر میرے گھر میں میرا لڑکا نذر رہے۔ میں اپنی عورت سے پیسے مانگ رہا ہوں اور وہ صاف انکار کر رہی ہے۔ میں نے کہا۔ آج تک جو کچھ میں نے کمایا تمکو دیا۔ پھر بھی دسہ کیا تھا۔ مگر اب جو مجھے ملنے والا ہے اُسمیں سے تمکو کچھ نہ دونگا۔ وہ میں اپنے پاس رکھونگا۔ ایک ٹانک کمپنی میں پردے وغیرہ لگ گئے ہیں۔ بابا بھی ہیں **۴ ویں رات** بنکر آگیا ہے میں اسمیں ماسٹر ہوں میرا کام پریسالار کا ہے۔ کہ دو نوجوان عورتیں آئی ہیں انمیں سے ایک خورشید ہے۔ اُس نے مجھ سے کچھ کہا ہے۔ میں نے اُسکو ویسا ہی جواب دیا ہے۔ وہ کہہ رہی ہے سبحان اللہ آپنے خوب جواب دیا ہے۔ اُسکے بعد ایک مسجد میں لوگ وضو کر رہے ہیں میں نے بھی وضو کرنا شروع کر دیا ہے تو ایک آدمی نے میرے سر پر ہاتھ رکھا ہے میں نے شکریہ ادا کیا اور کہا اللہ تمکو ضرور جنت دیگا۔ یہ کہکر میں اپنے گھر جا سامنے مسجد کے برابر میں ہے آگیا ہوں **۵ ویں رات** دیکھا کہ ایک آبادی میں ایک بہت ہی بڑی عالیشان مسجد ہے کئی قسم کا کام اُس پر بنا ہوا ہے۔ کھڑکیوں میں سونے کے تیر سے لگے ہوئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ یہ بہان کے لوگوں نے ایسا کیا ہے۔ پھر سلطان بابا کہہ رہے ہیں کہ علی محمد کا کام تو اب ختم ہو نہ ہو لاہے۔ میں نے کہا تمکو طاقت ہو جائے اور میں کام پر لگ جاؤں۔ دیکھا کہ ایک آدمی نے بہت بڑے سانپ کو مار ڈالا ہے **۷ ویں رات** اب جو غور سے دیکھا تو سانپ کا سر کچلا ہوا ہے لیکن وہ پھر بھی چل رہا ہے اور در اصل مرچکا ہے۔ پھر ایک بہت بڑا محل ہے اور اُس کا میدان بہت بڑا ہے۔ وہاں میں تو پیا پھٹے کھڑا ہوں۔ سامنے نظام ٹھون علی خاں سفید لباس پہنے ہوئے آئے ہیں۔ انکو دیکھنے کیلئے بہت سے آدمی اکٹھے ہیں انکی بیگمات وغیرہ بھی ہیں۔ محمد علی جناح بھی کھڑے ہیں۔ گھوڑا گاڑی تیار سامنے ہے۔ نظام صاحب مجھ سے کہہ رہے ہیں سپہ سالار صاحب پانی پلایئے کیونکہ میرے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کوری صراحی پانی سے

کو بگڑا ہوا ہے۔ اور انکو ابھی تک معلوم نہیں ہے۔ اور یہ بالکل بے نقاب ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں اتنی بات تھوڑی ہے کہ فوجی ہم سے **۹ ویں رات** باتیں کرتے ہیں حالانکہ ہم خاکی ہیں۔ بہت سے آدمیوں کے سامنے میں ایک آدمی سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے آپ پر **۱۰ ویں رات** بھروسہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے ہیں انکی ریش مبارک **۱۱ ویں رات** سفید ہے۔ بہت سارے آدمی ہیں ایک **۱۲ ویں رات** آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے۔ آپ بھی تو بولیں۔ میں کہہ رہا ہوں تین چار دن میں سندھ **سندھ** پر بیٹھونگا پھر بولونگا **۱۴ ویں رات** میرے ہاتھ میں کانچ کے دو جستے ہیں۔ میرا بھتیجا غلام علی مجھ سے مانگ رہا ہے۔ میں نے کہا۔ میں نہیں دیتا۔ یہ بہت ہی اچھی چیز ہے پھر حیدرآباد میں شمالی یونیورسٹی سے دو کار ڈائے ہیں کہ تم چندہ دو اور کرکٹ کے کھیل میں شامل ہو جاؤ۔ میں نے چندہ دینے سے انکار کر دیا ہے پھر سوسن گھر آیا ہے دو زپر بلج رہی ہے وہ کہہ رہی ہے غلام علی ایسا چاہتا ہے سو ہن مجھ سے پوچھنے لگا کہ ہوا سٹرمی کیا حال ہے۔ میں نے کہا۔ بڑا۔ الحمد للہ **۱۵ ویں رات** کئی آدمی مجھ سے باتیں کر رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ فتح ہو گیا ہے۔

۱۶ ویں رات ہم گاؤں کے لوگ ایک معصوم بچہ کا جنازہ لیجا رہے ہیں۔ پھر ہم لوگ ایک چشمہ میں وضو کر رہے ہیں۔ میں ساتھ ہی ساتھ یہ پڑھتا بھی جاتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اسکے بعد ایک دراگاہ پر ایک لانبے سے سید صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہاں کے مجاور ہیں۔ لوگ انکے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ میں نے بھی پورا ہاتھ انکے ہاتھ میں دیکر مصافحہ کیا ہے اور میں کہہ رہا ہوں: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا سَيِّدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا سَيِّدُ"

۱۸ ویں رات میں کہہ رہا ہوں: **پیغمبری** چلے چلے آتی ہے **۱۹ ویں رات** دیہاتی سفید کپڑے پہنے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ پھر اشرف دکھائی دیا ہے۔ **۲۰ ویں رات** بہت سارے بکرے و بکریاں ہیں ان میں سے میں نے ایک۔ کو ذبح کیا ہے **۲۱ ویں رات** انصاف ہونیکے بعد مجھے چار تھوڑے ہیں جو بڑے ہیں۔ ان میں سے ایک۔ وہ میری عورت اقبال کیلئے **۲۲ ویں رات** کوئی کہہ رہا ہے۔ چیتی پہنتا دنوں بھوڑے بھالے ہیں خالقاب ہیں۔ **۲۳ ویں رات** ابو نانک جنہ کی گینی میں میں نوکری پر گیا ہوں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ دیری کیوں لگائی۔ میں نے کہا۔ میں سو گیا تھا۔ **۲۴ ویں رات** کوئی کہہ رہا ہے کہ وہاں لوگ مجھے لانے کے ہیں کہ ایک جن ہے۔ میں گیا ہوں تو وہ جو نہیں۔ یہ سب سے پہلے رسول اللہ کی تعریف ہو رہی ہے۔ **۲۵ ویں رات** کوئی کہہ رہا ہے کہ ترکی عورتیں ہیں۔ ہم سب ہودی دکھائی دیئے ہیں۔ **۲۶ ویں رات** ایک فوج گھوڑے سوار ہے جو کہ بہت بڑی ہے۔ اس میں بھی گھوڑے پر سوار ہوں کیا ہے اور وہ کھڑے ہیں۔ پھر وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور انکی ناک سے ذرا ذرا خون نکلتا ہے جو انکے نتھنوں پر لگا ہوا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ کوئی معجزہ ہے میں گھر میں پوچھ رہا ہوں۔ کوئی میرے نام کا خط آیا ہے جواب ملا نہیں جب میں اندر گیا دیکھا کہ وہ لفافے ہیں جسکا منہ کھلا ہوا ہے اور ان پر ایک پرچہ لکھا ہوا ہے۔ "وزیر اعظم مسٹر علی بخش کو ملے" دوسرے پر یہ لکھا ہوا ہے "مسٹر علی بخش کو ملے پھر بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے جمیعۃ جماعۃ بغلانگے سر پر ہرے پٹے رکھے ہوئے ہیں۔ یہ کہکر وہ چلا گیا ہے عمر میری پندرہ سولہ برس کی ہے۔

جمادی الآخر ۱۳۶۱ھ

۱ جمادی الآخر میرے سامنے رکھی ہوئی ہیں۔ ایک آدمی مجھ سے پوچھ رہا ہے۔ یہ کیا ہے۔ میں نے جواب دیا جب گیہوں پکتے ہیں **۱ جمادی الآخر** کو کھیت کے اندر انکے ساتھ جو بھی پکتے ہیں تو یہ جوکی پھینیاں ہیں۔ انکو پھینیاں کہتے ہیں۔ اسکے بعد میں کہہ رہا ہوں۔ بسم اللہ کا احسان ہم پر تھوڑا ہے کہ اس نے کہا ہے انا صنعنا لکم فضلا و علی ما فعلنا یہ احسان ہم پر اللہ کا تھوڑا ہے۔ کہ ایک جگہ ہے وہاں میرے منہ سے آگ نکل رہی ہے **میسری رات** ایک آدمی مجھ سے کہنے لگا تم اس درخت کے پھل کھاؤ جو بالکل ہرے ہرے ہیں اور پھول بھی کھلے ہوئے ہیں تو پر آگ بجھ جائیگی۔ میں کھڑا ہوں۔ یہ جگہ باردری ہے اور درخت چھوٹا سا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ دیکھو۔ اور آگ بجھ گئی۔ بہت سے آدمی ہیں اور میں کہہ رہا ہوں **۷ ویں رات** میں کھٹ کے آیا ہوں پھر ایک بڑا مجمع ہے میں اُن سے کہہ رہا ہوں۔ "مجھے جیسی نے برکت دی ہے اور یہ میرا گھر ہے" دیکھتے دیکھتے ہر چیز بڑھتی جا رہی ہے اور ڈھیر لگ گیا ہے جو کہ ہر ایک نعمت ہے **۸ ویں رات** میں نے اور میری عورت صالحہ بی نے سہرا باندھا ہوا ہے اور میری شادی ہو گئی ہے **۹ ویں رات** میری عورت اقبال ملکہ کا دیس پھٹا کسٹر میں ۲۰ روپیہ روزانہ پر کام کر رہی ہے اور میرا معصوم لڑکا بھی ہے جو اقبال کے بطن سے ہے **۱۰ ویں رات** ایک فقیر آکر مجھ سے نیاز مانگ رہا ہے میں نے اسکو دو روپے دیئے ہیں۔ وہ منہ میں ڈاکر چلا گیا ہے پھر کوئی بزرگ جگہ ہے وہاں پر پہنچا ہے جو کہ بہت دور سے ایک بزرگ کہہ رہے ہیں جلدی آنا

نے مجھ سے ایکدم چھپکے ہو گئے ہیں دیکھا کہ میٹھی روٹی کی خیانت رہی ہے۔ میں نے دو دفعہ لی ہے اور تیسری دفعہ صاحبہ نے مجھے ۱۵ ویں رات لاکر اور دی ہے، مستان بیٹھا ہوا ہے اور میں خوب گا رہا ہوں تو بھر چاندی کے روپے میرے سامنے آگرے ۱۶ ویں رات پڑے ہیں گھاٹ ختم ہوا تو مستان نے مجھے بلا کر میرے سامنے روپے اور نوٹ مٹھی بھر کر ڈالے ہیں۔ میں جلدی جلدی بٹور رہا ہوں کہ ایک لڑکے کو دو تین روپے دیئے ہیں۔ مستان کہہ رہا ہے میرا کلونپ تو فقیر آزاد نہیں ہے پھر راستے میں کسی نے لاری کا پیٹرول میرے ہاتھ میں دیدیا ہے اور میں نے قابو پا لیا ہے راستے میں آدمی بہت ہیں۔ میں انکو بچاتا جا رہا ہوں۔ رضوی مجھے پکڑ گیا ہے۔ وہ بہت دور ہے میں ڈرائیور سے کہہ رہا ہوں۔ اسکو بھی آنے دو۔ پھر میرے گھر کے راستے میں کچھ لڑکیاں کھڑی ہیں مذاق تحسین کر رہی ہیں۔

۱۸ ویں رات ایک عجیب و غریب ریل گاڑی میں نے اپنے بچوں کو بٹھایا ہے ایسی گاڑی میں نے آج تک نہیں دیکھی اور اسکی رفتار اتنی تیز ہے کہ آج تک اس یا در کی گاڑی نہیں ہی۔ میں ریل گاڑی میں سوار ہوں ٹکٹ میرا بھگروں سے بھی آگے گیا ہے ۱۲ ویں رات۔ اتنے میں بچلوں اسٹیشن آگیا بہانداز دلبرانہ کھڑا ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تنہا یہاں آیا ہوا ہے۔ آپ پاس سے ہو میں نے کہا بمبئی میں تو وہ ملتا ہی نہیں۔ پہلی ملاقات اس نے مجھے گاڑی پر سے اتار لیا ہے۔ اور نہ تنہا سے ملاقات ہوئی پر میرا اسٹیشل سات سو روپیہ مہینے پر ہو گیا ہے۔ دیکھا کہ ایک ریل گاڑی میں سامان ہے جو کہ بہت نفیس ہیں ۱۳ ویں رات ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے۔ آپ ملک ہیں سامان اتار لیں۔ یہ سنتے ہی میں نے سامان اتار لیا ہے۔ اور میں کہہ رہا ہوں۔ میں نے اتار لیا۔ پھر وہ کہتے لگا کہ سویاں ہی پکالیں آپ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ دیر بھارت پلیجر دہلی اور لاہور میں خوب پی ہے۔ پھر میں کہہ رہا ہوں ۱۴ ویں رات میں حاکم فاضل سے ملا ہوں کسی کی جانب میرے ہاتھ میں ہے اور میں بھاگا جا رہا ہوں ۱۶ ویں رات لوگوں کا ایک گروہ میرے پیچھے پیچھے دوڑا چلا آرہا ہے۔ یکایک سامنے باغ میں سے ایک آواز آئی۔ ماسٹر جی اور میں اس باغ میں جا کر بیٹھ گیا ہوں۔ گروہ آگے نکل گیا ہے۔ اسکو کچھ پتہ ہی نہیں رہا ہے۔ پھر کسی دوسری جگہ بہت ساری سویاں پکی ہوئی رکھی ہیں۔ پھر ایک بہت بڑے اور بھرے ہوئے مکان میں گھر میں بھائی بیٹل بیٹھے ہیں۔ دیکھا تو بہت کچھ لیکن یاد صرف انتا رہا ۱۷ ویں رات کہ میں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ رہا ہے اور لکھا ہوا بھی دیکھا ہے۔ وزیر مرگئی ہے اور اس کا نوٹ ایک کر دیں لگا ہوا ہے میں جنتی بخش سے وہ نوٹ مانگ رہا ہوں۔ پھر میرے پاس جھنڈے خاں کا نامہ آیا ہے۔ ۱۸ ویں رات اس میں لکھا ہے۔ "میرے لئے آپ فرسٹ فلور پر مکان لے لیجئے" میں کہہ رہا ہوں ۹۔ کوئی کہہ رہا ہے ۶ کہہ رہا ہوں کہ ۶۔ تو فیصلہ صرف تین پر ہوا ہے۔ دیکھا کہ ایک مندر کے مندر کے باہر چبوترہ بنا ہوا ہے اندر سے ایک آدمی نکلا میں اس سے کہہ رہا ہوں۔ آؤ مسورج ہر کاش جی۔ اور تھوڑی دیر ایک سکھ خاموش کھڑا ہے میں نے کہا ہر وقت آپکے ساتھ رہتا ہے۔ اسکے بعد بوڑھا ابراہیم نے مجھے دیکھ کر فوتا ہی میرے لئے تصویر زائچہ کھینچا ہے ۲۱ ویں رات اور اسمیں میش راشی کی شکل بنائی ہے اپنی بچی منی کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ کسی نے تین دفعہ دعا کی ہے۔ پھر ایک بہت بڑے شہر میں ۲۲ ویں رات کنیاں کھیل کر رہی ہیں اور ایک بہت بڑی جامع مسجد میں نور محمد چدائی میں اور نور جہاں برکام کرنے والے ہیں۔ مگر نور جہاں کی جگہ پر میری عورت اقبال کام کر رہی ہے۔ ہاں تو چاری نے گنبد پر ایک لکڑی ماری ہے جو نور آجا کر گئی ہے میں کہہ رہا ہوں۔ مبارک ہو ہمارا کھیل ضرور ہوگا۔ اور اس گنبد کے پاس جتنے گنبد تھے وہ فوتا بدلے جا رہے ہیں۔ وہ پہلے پرانے اور سفید تھے اب روغنی کالے اور رنگ رنگیلے جا رہے ہیں۔ میں لیڈی کا کام کر رہا ہوں۔ پھر میری عورت اقبال کمپنی میں آگر کسی سے کہہ رہی ہے کہ میرے مرد کو چانس دو۔ جواب ملا وسنت کو اسلئے چانس دیا ہے کہ وہ چھوٹا ہے اور تمہارا مرد بہت موٹا دبلا ہے میں نے فوتا کہا۔ وہ چھوٹا ہے اسلئے اسکو چھوٹا چانس دیا ہے۔ میں موٹا اور دبلا ہوں۔ اسلئے میرا چانس بھی بڑا ہے ایک آدمی شوٹنگ کر رہا ہے۔ میری لڑکی مکو میک ذرا ٹھیک کرنے لگی ہے۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں۔ آپ بہت گرم ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نمکو سکھا رہا ہوں کسی آدمی نے مجھے نرمہ سمجھ کر فیل دیا ہے۔ اور مجھے کھڑا کھڑا دفنا دیا ہے منہ میرا ۲۶ ویں رات قبلہ کی طرف کر دیا ہے۔ اور میں اپنے ہی کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ مگر میں زندہ ہوں میں کہہ رہا ہوں۔ پھر پڑھا ہے۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِاَ۔ دیکھا کہ میرے ایک طرف کے دانت نکل گر گئے ہیں۔ پھر کا کوئی کہہ رہی ہے ۲۷ ویں رات میں نے اپنی جائداد کا آدھا حصہ تمہارے نام لکھدیا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم میرے ساتھ ہم بستر ہو۔ میں چپ ہوں۔ اسکی عمر کوئی ۸۰ برس کی ہے اور آدھا حصہ اس نے محل خاں کے نام لکھدیا ہے کیونکہ وہ اسکے ساتھ ہم بستر ہوتا رہتا ہے۔ صرف اتنا ہی دیکھا کہ میں ۲۸ ویں رات اعلیٰ قسم کا زردہ پکا رہا کھا رہا ہوں میری لڑکی منی میری عورت اقبال اور میں ایک پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں ۲۹ ویں رات منی کے ہاتھ میں ایک لکڑی ہے جو اس نے ڈھیلی پکڑی ہوئی ہے۔ میں نے سنبھال کر اسکو اوپر بھیج لیا ہے۔ اور کہہ رہا ہوں۔ لکڑی جب پکڑنا مضبوط پکڑنا ابھی تو میں نے نمکو سنبھال کر بھیج لیا ہے۔ اسکے بعد ایک ناٹک کمپنی میں گھوڑے سوار فوج کھیل دیکھنے کیلئے آئی ہے۔ میں نے اور ایک آدمی نے بل کر زمین ہموار کر دی ہے۔

رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ

کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سارے بچے شہید ہو رہے ہیں۔ اور فوتا ہی یہ دیکھ رہا ہوں کہ وہی تیدبا بالکل ٹھیک ہیں کچھ ذرا بھی خون کا نشان نہیں ہے۔ نکا ۱ ویں رات بدن بالکل صاف ہے۔ میرے مسٹر اور سالے مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ فلاں آدمی کا قرضہ دینا ہے اور میں نے سب کو قرضہ دے چکنے کے بعد ۲ ویں رات میں کہہ رہا ہوں۔ میں نے سب کا قرضہ دیدیا ہے اور میرے پاس کافی روپیہ باقی ہے۔ اسکے بعد نور محمد چاسی مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ مجھے ابھی ابھی طرزیں دو میں نے کہا۔ کلا کیمس لاؤ اور

بھری ہوئی ہے۔ میں پانی پلا رہا ہوں سب بیگمات گاڑی میں بیٹھ گئی ہیں وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ خدا چلی گئی تو پھر رکے گی نہیں یعنی گھوڑا بھاگ رہا ہے ۸ **ویں رات** ایک آدمی میرے اوپر سایہ کرنے کیلئے ۱۲ کا ٹکٹ خرید کر لایا ہے تاکہ میں برسات سے بچوں اتنے میں ایک انگریز افسر کا کلرک آیا ہے میں اس سے **۱۲ ویں رات** پوچھ رہا ہوں آپ ہم انگریزی کہاں کرتے ہو اس نے جواب دیا اپنے گھر میں کرتا ہوں۔ دیکھا کہ محرم کا میلوں لمبا ایک جلوس ہے پھر میری عورت نے مٹی بھیجی ہے جو کہ بھرتی ڈالی گئی ہے اور عمارت بالکل تیار ہو گئی سفیدی بھی ہو گئی ہے میں کہہ رہا ہوں۔ اقبال کی ٹٹی خورشید کی خواہ مخواہ دیر ہو رہی ہے **۱۳ ویں رات** میں انگرکھا پہنے ہوئے نل کے نیچے بیٹھا ہوا خوب نہا رہا ہوں۔ پھر ایک آدمی جو میری چیزیں مجھے دینا نہیں چاہتا تھا اس نے مجھ دیدی ہیں **۱۵ ویں رات** اسٹیشن پر گاڑی آ گئی ہے۔ ایک آدمی مجھ سے اشارہ کر کے جو کہہ رہا ہے فرسٹ کلاس میں کہہ رہا ہوں۔ کیسے **۱۶ ویں رات** اس نے اپنی پاکٹ سے فرسٹ کلاس ٹکٹ نکال کر مجھے دیتے ہوئے فرسٹ کلاس میں بٹھا دیا ہے اور بہت ساری لڑکیاں سفید کپڑے پہنے میرے پاس آئی ہیں میں کہہ رہا ہوں آپ نے بے مثال کوئی چیز پیدا نہیں کی جیسے گرمی میں چاہتے ہیں کہ ٹھنڈی ہو **۱۷ ویں رات** مگر آگ ہی برستی ہے گرمی میں اور ٹھنڈی میں ہوتی ہیں کہ گرمی ہو مگر ٹھنڈی میں ٹھنڈی ہی ہوتی ہے میں کسی سے کہہ رہا ہوں۔ میں اپنے رب سے مانگتا ہوں۔ سچے قطب سے مانگتا ہوں۔ **۱۸ ویں رات** مالو بھائی نے مجھے بہت ساری مٹھائی بلکہ دے رہے جو میں اپنے بچوں کیلئے لا رہا ہوں۔ راستے میں ایک بہت بڑا مکان میری عورت کا ہے **۲۱ ویں رات** مگر وہ مجھ کو بھولی ہوئی ہے اس مکان میں ٹیلیفون بھی لگا ہوا ہے۔ ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے آپ ٹیلیفون کر لیجئے۔ میں نے کہا نہیں کیا ضرورت ہے مجھے معلوم ہے کہ یہ مکان اور سب دار و مدار میری ہی ہے اس لئے کہ یہ عورت جو میری ہے **۲۲ ویں رات** صرف اتنا دیکھا کہ میں اپنی عورت سے میں دو فٹ کے فاصلہ پر ہوں **۲۳ ویں رات** صرف اتنا سنا یا خود میں نے کہا اگر ذرا سی دیر ہوتی تو اس کا جواب نہ ہوتا۔ دیکھا کہ تین دفعہ میری مراد مجھے ملی ہے پھر حکیم محمد یوسف صاحب کے پاس ایک نہایت خوبصورت لڑکی ہے۔ پاس ہی غلام دین (ایکٹر) **۲۷ ویں رات** کھڑے ہیں۔ غلام دین کی نیت اس لڑکی پر ہے کہ یہ جلدی سے اسے بلا لے۔ اور لڑکی کی طبیعت مجھ پر ہے کہ میں اس کے پاس رہوں۔ لڑکی کا نام راحیلہ ہے۔ حکیم صاحب مجھ سے صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ یہ میرے پاس بھی یونہی تھی۔ اب آپ اسکو سنبھالیئے۔ یہ آپکے سپرد ہے اسکے بعد کسی کمپنی کا آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میری ٹیوننگ آپ ہی بنائیں۔ آپ جو مانگیں گے ہم دیں گے **۲۸ ویں رات** کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور بھاگی دونوں مکہ شریف جا رہے ہیں۔ راستے میں ایک کوئی خاص پاک جگہ ہے۔ میں نے وہاں سے پانی مانگا ہے تو وہاں کے مجاور نے مجھے پانی دیا ہے جو میں نے پیا ہے۔ پھر میں بھاگی سے کہہ رہا ہوں۔ میری یہ نیت تھی کہ بھاگی

شعبان ۱۳۶۱ھ

اور میں چج کو جائیں۔ میں آج بہت ہی خوش ہوں کہ تم میرے ساتھ ہو۔ میری منت پوری ہوئی۔ پھر ہم ایک مکان میں پہنچ گئے ہیں پھر تین کھڑکیاں ہیں ہر ایک نے اپنی تالیم شروع کی ہوئی ہے۔ اور ایک جگہ پر فتح محمد ایک بڑی آدمی جس کی تین شکلیں ہیں انجکشن ہوا کام کر رہا ہے پھر میں کہیں ملازم ہوں۔ وہاں مجھے کھانے کی چھٹی ملی ہے اور میں سائیکل میں ہوں۔ ایک دوا میرے کرتے میں گر گئی ہے میں اپنے کرتے میں ٹٹول رہا ہوں۔ آگے غنی میرے انتظار میں ہے۔ دیکھتا ہوں ساڑھے سوا بارہ بجے دن کا ہے **۳۰ ویں رات** مجلس اماحسین ہے اور میں ذاکر بنا ہوا ہوں۔ میں نے دو آدمی سر کیلئے اپنے ساتھ لئے ہوئے۔ بعد میں میری بچی ہلوا دیں ہری گھاس کاٹ رہا ہوں

۱ ویں رات صرف اتنا دیکھا کہ پکے ہوئے چاول اور ڈبل روٹی میرے لئے آئی ہے۔

۲ ویں رات دیکھا کہ بہت سارے بڈھوں نے میک کیا ہوا ہے۔ ایا میز جی میری چارپائی پر آ بیٹھی ہے اور میرا ہاتھ دیکھ رہی ہے۔ میری بچی ملوکا بھی میک اپ کیے ہوئے ہے اس نے پھولوں کا ڈریس پہنا ہوا ہے۔ وہ مجھے ایکٹنگ کر کے بتا رہی ہے۔ میں اقبال کو بلا رہا ہوں اور وہ میری طرف آ رہی ہے اور مومن ڈانس ماسٹر بھی آیا ہے **۳ ویں رات** میں نے نیا چاند پورا دیکھا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنی والدہ کو حج کا اجازت نامہ پورا دیکھا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنی والدہ کو حج کا اجازت نامہ لکھکر دیا ہے کیونکہ وہ ضعیف ہیں تاکہ حج کر لیں۔ پھر میں اور ایک آدمی ایک ایسی جگہ پر پہنچے ہیں جہاں ایک بیل کا بچھڑا ہے میں اس پر چڑھکر کھیل توڑ توڑ کر کھا رہا ہوں اور کچھ اپنے پاس بھی رکھ لئے ہیں۔ پھر مکہ اور میں میری والدہ کے گھر پہنچے ہیں۔ وہاں دیکھا انہوں نے صرف اپنا ہی کھانا پکایا ہوا ہے تو میں اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا ہوں کہ بھائی اپنے لئے اور میرے لئے تو خود ہی کھانا پکائے کیونکہ یہ ضعیف ہیں۔ یہ کیسے پکائینگی۔ ایک مرد اور ایک **۴ ویں رات** عورت خورشید کی کوئی ناجائز بات لائے ہیں۔ مجھے سنکر بہت غصہ آیا ہے بہت غصہ آیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں ہم ۳ ڈالر دینگے تو مجھے اور غصہ آیا ہے اور میں نے زبردست طریقہ سے انکار کر دیا ہے۔ یہ دونوں راجہ کے آدمی ہیں اقبال گھبرا رہی ہے کہ کوئی مجھے حیران نہ کرے۔ کوئی کہہ رہا ہے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا ہے بعد میں یہ مکان اور سب کچھ میرا ہے۔ لوگ مجھے ہی مکان کا مالک ثابت کر رہے ہیں۔ میں اپنے مکان کی چھت پر سے دیکھ رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں اصلی حق میرا ہے اور پھر دادی اللہ کی تعریف کر رہا ہے۔ آخر میں زور سے پڑھ رہا ہوں بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد اور راوی کا

میرے پاس بہت سارے تعویذ لکھے ہوئے پڑے ہیں کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے۔ محمد شاہ جو یہ سیون والے کا بھی نقش تم اپنے پاس رکھو۔ ہنومان جی بڑے مددگار ہوتے ہیں اور مجھے بھی بڑی مدد ملی ہے۔ دیکھا کہ دو دفعہ کانجی بھائی نے مجھے بلایا ہے مگر کام سے انکار کر دیا ہے **۲۱ ویں رات** میں کانجی بھائی سے کہہ رہا ہوں۔ ہم بال بچے والوں کو بلا کر کام دیتے ہوں تو کچھ خیال نہیں شرم کرنی چاہئے۔ میں پیر الوا میر کے پاس گیا ہوں مگر انھوں نے کوئی صفائش نہیں کی ہے۔ میں بڑا مایوس ہو کر (یہاں) آیا ہوں۔ اور انھوں نے **۲۲ ویں رات** کہیں سے کھانا لا کر مجھے دیا ہے۔ مگر اسمیں تمنی نے چشاب کر دیا ہے (اور دوسری دفعہ کر کھانا لائی ہیں۔ اور ہنومان جی کہہ رہا ہے یہاں دو بہت اس نے گلوائے ہیں کسی نے کہا۔ ہمکلوں نے بھی ہندوؤں نے میرا کھانا پکایا ہے۔ اور وہ میرے متعلق اچھی اچھی باتیں کر رہے ہیں دیکھا کہ کرم وین کے مکان میں رفیق غزنوی براجمان ہیں۔ میرے بھائی محمد بخش باجا بجا رہے ہیں اور میں گانا گا رہا ہوں۔ **۲۳ ویں رات** باجا بجانے بجاتے انھوں نے سُر بہت ہی اچھا دیا ہے۔ مگر میں بیدھڑک خیال لگا رہا ہوں۔ مالکوس راگ بول آدھیا سمجھ مندا شنکر آدھر وا راگ ہے گن ندھان جسکی میں نے خوب بڑھت پھرت بھی کی ہے اتنے میں بھائی شرف الدین گئے ہیں وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ چلو میں مکوا اور اچھی جگہ لے چلوں۔ ہم وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔ دیکھا سمندر کے کنارے ایک پرانا مکان ہے۔ باہر ایک کتا ہیں دیکھ کر لگا بھونکنے۔ اور شرف الدین گھبرا گئے۔ میں نے اُن سے کہا۔ یہ بیچارہ کچھ نہ ہوگا۔ بلی دلی ہے یہی شفیع ہے واقعی اُس نے کچھ نہیں کہا۔ پھر ایک کتا ہیں دیکھ کر لگا بھونکنے۔ اور شرف الدین گھبرا گئے۔ میں نے اُن سے کہا۔ یہ بیچارہ کچھ نہ ہوگا۔ بلی دلی ہے یہی شفیع ہے واقعی اُس نے کچھ نہیں کہا۔ دیکھا کہ یوسف علی نے میرا حساب کر کے **۲۶ ویں رات** ۱۲۰ روپے کا چیک مجھے دیا ہے اور کمپنی بند کر دی ہے۔ پھر میں ایک سٹوری رائٹر سے کہہ رہا ہوں کہ میرا کام وہ کہ یہ ہیرو ہیروئین کو مار تا ہوا ہو کیونکہ یہ بہت دنوں کے بعد پھر پبلک میں آ رہا ہے انھوں نے کہا میں اکھوا کا اصلی ہی کام دونگا یعنی جسے اسٹیج پر ایکٹر ہیرو بنتے تھے۔ **۲۷ ویں رات** مجھے کسی نے دس پیسے دیئے ہیں۔ میں نند لعل سے پوچھ رہا ہوں۔ آپ نے نیچا نگ ضرور دیکھے ہونگے۔ جواب دیا ہاں ضرور میں نے کہا تھا۔ **۲۸ ویں رات** میں کہ آپ گا۔ کہا۔ ہوا پیریل کو میں اور ایک۔ آدمی مچ کر گئے ہیں۔ مچ کے بعد میں نے ۳۵۰ روپے اپنے تنخواہ سے مانگے میں اسکے بعد جیسے میں محرم کی مجلس ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ وہاں خود میرے لئے دعا مانگ رہی ہے (اس طریقہ سے) بسم اللہ الرحمن الرحیم ہم مدت کے ہوئے کہ ملاقات ہے۔

شوال المکرم ۱۳۶۱ھ

دیکھا تو بہت کچھ لیکن یاد صرف اتنا رہا کہ میں کسی کو تفسیر قرآن پڑھ کر سُنا رہا ہوں **پہلی رات** زندہ وہ صاحب آ کر اقبال سے کہہ رہے ہیں کہ جگہ نہیں بیٹھی آئے ہیں۔ انکو آپ اپنے گھر کا خرچہ لکھا دیجئے۔ تو اُس نے لکھا دیا ہے **۲ ویں رات** کچھ مردوعورتیں کھڑے ہیں اور میری کوئی چیز ہے۔ ایک عورت نے کہا بول اٹھی "بس" حالانکہ یہ یوں مجھے تھا۔ **۳ ویں رات** حکیم محمد یوسف صاحب نے بہت سی گلی ہوئی روٹیاں لا کر میرے سامنے رکھدی ہیں **۴ ویں رات** ہیں۔ میں اُن سے کہہ رہا ہوں۔ یہ تم کر سکتے ہو۔ تمھارا ہاتھ بہت لمبا ہے مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک سب مٹھے ہوئے ہیں۔ رفیق بھی ہیں کہ تھوکے کہ سگریٹ تو کسی کے **۵ ویں رات** نہیں ہیں تو سب لوگوں نے پیڑیاں لا کر میرے سامنے رکھی ہیں۔ میں اُن سے کہہ رہا ہوں۔ تمھارا ہاتھ بہت دست ہے۔ **۶ ویں رات** بہت سے لوگ بیٹھے ہیں کہ میری عورت اقبال نے آ کر مجھے دو سو روپیہ دیئے ہیں۔ پھر وہ خود ہی کہہ رہی ہے کہ میں نو دا ڈیکمپنی سے گیارہ سو روپیہ لائی ہوں۔ میں نے کہا۔ دو سو کے گیارہ سو کیے۔ کہا کہ مکلوی ترقی ہو گئی ہے اور یہ تنخواہ بھی مکلو ہی کی ہے۔ میں بہت سے آدمیوں کو **۷ ویں رات** پائپ میں تمباکو ڈال کر پینا سکھا رہا ہوں کہ اُسمیں سے ایک دم آگ کا شعلہ نکلنا چاہئے۔ ان لوگوں سے پائپ میں سے شعلہ نہیں نکل رہا ہے ایک آدمی نے مجھ سے کہا جب تک آپ خود نہ بتائیں وہاں تک کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ میں نے تھوڑی گھاس کاٹی ہے۔ پھر میں کھڑکی میں سے دیکھ رہا ہوں کہ **۸ ویں رات** ملکہ نظام بیٹھی ہوئی ہے۔ یہ خود بھی اور اور جوان ہے۔ پاس کے کمرے میں بہت سے ایکٹر اور کارکردار بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہ ملکہ نظام نے مجھے بلایا ہے اور میں گیا ہوں اسکے بعد خود میر عثمان علیخان والی دکن نظام ہیں اور نہ معلوم لوگ ہیں۔ وہ تھوک رہے ہیں۔ وہ کہنے لگا اوپر جا دو تان کر تھوکو تو ایسا ہی کیا گیا ہے پھر بہت سارے سادھو فقیر ہیں اور بھنڈی والے لوگ ہیں۔ میں ماسٹر ہوں۔ بجا بجا رہا ہوں اور گانا یہ ہے ہری کا سمرن کرلے لیکن باجا جم نہیں رہا ہے۔ فوراً ہی ایک بہت بڑے آدمی نے بتایا جا رہا ہے۔ اسمیں وہ باجا ایسا ہے جس کو جوڑ نہیں بند کر دو تو گلٹ بن جاتا ہے اور بج بھی خوب رہا ہے۔ اسکے بعد ایک گاڑی ایسی دیکھی جو میں نے آج تک نہیں دیکھی میرے ہاتھ میں پیچ ہے۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ گاڑی ماریں جائیگی۔ اوپر والے آدمی سے میں نے کہا۔ گاڑی نیچے جائیگی۔ تم ذرا بوجھ اوپر کر لینا لیکن گاڑی بجائے نیچے کھا پڑی ہے اور میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اسکے بعد ہم کہیں بہت دور ایک جگہ گئے ہیں۔ وہاں مجھے بہت سائیں جمال بہت خوش خوش ملے ہیں۔ میں نے کہا۔ یہاں پہلے کون رہتا تھا کہا۔ صدر دستاد۔ دوسرے اور دیوانی کا مجھے جوڑا ملا ہے پھر مجھے بہت بتا دو کھڑکیوں میں چانس ملا ہے۔ ایک کا نام "دوبے" دوسری کا نام "روبہت"۔ کوٹھارے ریکارڈ دینے نے مجھ سے بڑا جھگڑا کیا کہ آپکو بھی کچھ کام ملا۔ میں نے کہا سچ بتا دو اُس نے کہا۔ میرا نام نہ بتانا۔ یہ بیٹھ ہے آپکو فلم کا کام ملا ہے۔ میں نے کہا۔ کس کیرکٹر میں۔ کہا۔ روبہت میں۔ میری عورت اقبال مجھ سے **۱۷ ویں رات** کہہ

پورا وعدہ کرو۔ وہ جو میں وعدہ نہیں کرتا کہ میں آپکو چانس دلاؤں لگاتا ہے میں کوئی دھوکہ سے کہہ رہا ہے کہ اسٹوری ٹھیک نہیں ہے ٹھیک کرو۔ چلو میں چندہ شاہ سے ضرور کہونگا۔ دیکھا کہ ایک بہت بڑے درخت کے نیچے نہان کھلا ہوا رکھا ہے اقبال کہنے لگی۔ ہے اسوقت کوئی جو قرآن کا حکم مانتا ہو اور اسکی عزت کرے۔ میں نے فوراً ایک آدمی سے کہا قرآن یا ک پر ذرا پردہ ڈالدو ایسے ننگا پڑا رہنا بے ادبی ہے اور اُس نے پردہ ڈالدیا ہے ایک بہت بڑی مسجد کے اندر **۱۳ ویں رات** نماز پڑھی جا رہی ہے۔ باہر امام حسین کا ماتم ہو رہا ہے مسجد کے اندر جو مولوی ہیں وہ امام حسین کا نام بھی لینے کو تیار نہیں ہیں یہ سب سے پہلا آدمی ہوں کہ میں نے فقیر نہ کوٹ پہنکر ماتم کرنا شروع کر دیا ہے اور ہائے حسین اے حسین کر رہا ہوں۔ بھنگی۔ غیرہ سب ہیں اسکے بعد میں اور ایک آدمی ہندو کیلئے گئے ہیں وہاں آگے سے دو عورتیں ہیں وہ کہہ رہی ہیں۔ آپنے پیارے کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا۔ آجا پیارے تو آپ ہی ہیں۔ میں نے کہا مجھے ہندو کیلئے صرف دس منٹ دیجئے تاکہ میں نہا لوں۔ تو انھوں نے میرے لئے جگہ چھوڑ دی ہے۔ اور میں نلی پر وضو بنا رہا ہوں۔ اور وہ جوان عورت بہت ہی خوش ہے جس نے مجھے آجا پیارے کہا ہے۔ ایک بہت بڑا دریا ہے۔ وہاں مصری اور گوشت روٹی کی نیاز بٹ رہی ہے۔ میں نے مصری کی نیاز تو کافی **۱۶ ویں رات** لے لی ہے۔ گوشت روٹی کی فکر میں ہوں تاکہ گھر لیجاؤں اتنے میں ایک بالٹنے والا آیا۔ میں نے فوراً کہا میں بھی آپ ہی کے مریدوں میں سے ہوں۔ میں نے سارے پیسے دیئے ہوئے ہیں کیا آپ مجھے نشانی کر کے نکال رہے ہیں۔ وہ مجھے لنگر خانہ میں لیگئے ہیں اور مجھے گوشت روٹی دی ہے۔ میں سب کچھ لیکر کہہ رہا ہوں اور وہاں سے چلدیا ہوں میں شاہ کا ڈریس پہنے ہوئے ہوں سر پر میرے تاج ہے یہ صنمین مجھے ریسیو کر رہے ہیں اور میں یہ ڈائیلاگ بول رہا ہوں۔ گذشتہ ان دنوں میں پوچھتا ہوں تم نے کیا پیا سوا کیوں چھوڑ دیا ہے اقبال مجھے جواب دے رہی ہے آپنے ان دونوں کو کیوں چھوڑ دیا ہے۔ میں حسنین صاحب سے کہہ رہا ہوں حضور یہ کالی مجھے دیجئے جو میں نے یا دگر لوں۔ انھوں نے فوراً وہ کالی دیدی ہے اور کہہ رہے ہیں۔ یہ عرفی ہیں ڈیلاگ ہیں۔ یہ ہونے پر میں ٹوٹا سنگ فرش کر دونگا۔ اسکے بعد میرے ہاتھ میں بہت تیز مگر بالکل چھوٹی سی کلہاڑی ہے۔ اتنے میں خورشید اور اسکا چھوٹا بھائی (بیٹ دئے ہوئے) دونوں آئے ہیں۔ میں نے اسکے منہ چوما ہے اور خورشید سے پوچھ رہا ہوں تیری ماں اقبال کہاں ہے۔ وہ بولی ماں کا تو سال سے پتہ ہی نہیں ہے۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ہم لوگ اپنے گھر پہنچے ہیں۔ وہاں اقبال وغیرہ سب موجود ہیں میرا دشمن مجھ سے بدلہ لے رہا ہے میں گھر میں اُس پر غالب ہوں۔ وہ بھاگتا جا رہا ہے اور میں اسکو کہتا مار رہا ہے **۱۸ ویں رات** میں اُسے کمزور سمجھ کر اُسی سے کہہ رہا ہوں۔ بھائی میں ہار اور تو جیتا پھر بھی وہ لڑائی لڑے جا رہا ہے۔ اور میں غالب ہی ہوں میں کسی جگہ پر آیا ہوں تو امام بیرنجشتی نے مجھے دعائے دیئے ہیں۔ میں روکر کہہ رہا ہوں وہ آپکی حقیقت تو کچھ نہیں ہے لیکن اُنہوں نے مجھے دعائے تو دیئے۔ پھر میں مکہ کے سلطان ابراہیم کے سامنے کہہ رہا ہوں۔ **۱۲ ویں رات** کیا دیکھتا ہوں کہ میری شادی ہو رہی ہے اور میرے سہرا بندھا ہوا ہے سہرے میں کہہ رہا ہوں **۱۴ ویں رات** رفیق کی کیا ہستی ہے کہ جو طرزیں بنائے۔ اسکے بعد میں اُستاد کے گھر پھر جنتی بخش کے گھر گیا ہوں تو وزیر مجھ سے اچھی طرح ملی ہے میں نے اسکو کچھ پیسے دیئے ہیں کہ اپنے کنبے میں دیدو۔ میں نے پوچھا یہ کتنے پیسے ہیں۔ بولی۔ پانچ روپے ۵ آنے میں میں نے اسکو دیدیئے ہیں۔ اور پورے ۶ روپے ہو گئے۔ وہ مجھ سے پیار کرتے ہوئے کہہ رہی ہے "اس چیلٹ است" میں پہاڑ پر جا رہا ہوں۔ راہ میں دیکھا کہ ایک آدمی درخت پر چڑھا ہے اور چڑھ کھا رہا ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا **۱۶ ویں رات** سیدن شاہ کا راستہ پوچھا تو اُس نے بتا دیا ہے کہ اوپر چڑھتے جاؤ۔ میں نے پوچھا۔ وہی روٹ کے پہاڑ سے جاؤں۔ کہا۔ ہاں۔ آگے جا کر دیکھا کہ غلام علی مل گیا ہے۔ لالو نے مجھ سے شکایت کی۔ یہ مذکر کہتا ہیں۔ میں نے اسکو ڈانٹا تو وہ مان گیا ہے۔ وہ اسکے ہاتھ جانوں سے دھلا رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں میرا تجھ پر بھروسہ ہے۔ تو میرے گرم کپڑے اور چادر گھر **۱۸** کیونکہ چلہ سیدن شاہ میں سردی ہو گی۔ اسکے بعد ایک آدمی آیا ہے میں اسکو مار رہا ہوں یہ میری عورت اقبال ہے اور یہ میری ساس ہے پھر کیا دیکھتا ہوں۔ ایک بزرگ سید صاحب نے نقش بنایا ہے۔ اور کہہ رہے ہیں۔ اسکو تو ہی بھروسہ کرتا ہے ہمارے جیسا ہو جائے پھر انھوں نے مجھے اپنے قریب بٹھایا اور کہا کہ آپ بزرگ ہیں یہ عمل ایسا ہے جو کام ہوتا ہو تو ہو جائے۔ [illegible] میں نے [illegible] کہ میں [illegible] ہوں۔ آپ تو سید ہیں انھوں نے فرمایا ہم ہمارے ہی جیسے ہو اسکو بھرو۔ پھر میں نے کہا میں بیحد شکریہ جن کی [illegible] سے مجھے [illegible] ہیں نے [illegible] سلام کیا ہے۔ اور میرے ہاتھ میں تلے ہوئے سٹر تھے وہ میں نے اُنکو دیدیئے ہیں۔ دیکھا کہ ایک اونچے پہاڑ پر ایک گروہ **۱۹ ویں رات** [illegible] کر رہا ہے کہ ایک آدمی وہاں سے گر رہا ہے اسکا ٹانگ ٹوٹ گیا ہے وہ کہہ رہا ہے میرے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ وہ انھیں پیپ بھر گئی ہے۔ سامنے ایک [illegible] نے اسکو چابی دی ہے کہ وہ دروازہ کھول کر اپنا علاج کرلے پھر وہ خود ہی کہہ رہا ہے۔ آگے ڈکٹروں کی کانفرنس ہو رہی تھی تو انھوں نے [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] ہوا میں [illegible] ہاتھوں بچے کہاں ہیں کہا۔ **۲۰ ویں رات** اوپر ہیں اور اوپر چڑھنے کے لئے [illegible] ہیں [illegible] اور میری چھوٹی بچی کہہ رہی ہے۔ اور میری چھوٹی بچی کہہ رہی ہے۔ باجی ہے۔ میں نے کہا۔ جی پھر میں نے عرفی محمد کی بہت تعریف کر رہا ہوں اور انکا شکریہ ادا کر رہا ہوں۔ کہ آپنے میرے ساتھ بڑا احسان کیا ہے میں اور بھائی محمد نبش مہر دین کے کھیت میں گئے ہیں۔ وہاں مہر دین اپنے کھیت میں سے سبزی کاٹ رہے ہیں ہمنے اُن سے سبزی مانگی ہے۔ اور **۲۰ ویں رات** انھوں نے فوراً کاٹ کر ہمیں دی ہے میں نے سبزی لیکر کہا السلام علیکم انھوں نے جواب میں کہا۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلَام کہہ رہا ہوں۔ وٹیاں عراں وٹیاں حیاتیاں بچیاں دیتی خیر" اسکے بعد فوٹا ہی میں یہ کہہ رہا ہوں "اصلی میرا جہان تو مہر دین ہی ہے پھر

آٹ کرا اور آدمی پہ کیپ کئے ہوئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ شنکر شنکر۔ اور ہم لوگوں کا میک بھی شنکر جیسا ہی ہے۔ کرنل کا تمام عملہ دیکھا۔ پھر سردار اختر کی طرف سے ایک عورت آئی ہوئی تھی اسے کہہ رہی ہے۔ آپکو مبارکباد ہو۔ **۱۶ ویں رات** دیکھا کہ میدان میں تین تکیے لگے ہوئے ہیں برسات بہت زور سے برس رہی ہے۔ تیسے میں تاراں دادی نہیں۔ میں نے چھاتا لگایا ہوا ہے اور دروازے میں شیشم لونگ کرسی پر بیٹھا ہوا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ۲۵ برس کی عمر کا بھاگا ہوا کیسے ہاتھ سے

۱۷ ویں رات برسوں (بھاگا) مرد ہونے والا ہے۔ میں ایک مسجد میں گیا ہوں دیکھا کہ وہاں باجا بج رہا ہے۔ اور سلیمل ہے میں کہہ رہا ہوں **۱۹ ویں رات** مسجد کے اندر باجا بج رہا ہے۔ اور ایک درزی کی لڑکی میرے جیسا ہوا مجھے دکھا رہی ہے اسٹیشن پر دو آدمی گاڑی پر سوار ہونے والے ہیں اور میں سفید پوش باندھے ہوئے اور کالا کوٹ پہنے ہوئے ہوں۔ وہ مجھے **۲۰ ویں رات** دیکھ کر کہنے لگے آپ ذات کے میراثی ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں پھر وہ بولے آپ کا نام ہکو محمد نے بلایا تھا کہ وہاں پر میرا بھائی بخش ہے۔ اب میں نے عرض کی کہ جی حکم ہے۔ ان دونوں کے پاس پکارے میں آپ یہاں ٹھیریئے چانس ملنے والا ہے۔ میں آپ کو فوراً ساتھ لونگا آپ کہا۔ اس گاڑی پر نہ جائیے۔ پھر اسکے فوراً ہی بعد نہ رشید ہے۔ اور میں کہہ رہا ہوں غلام رشید بخش آ گیا ہے۔ دیکھا کہ بھاگی کی ان **۲۱ ویں رات** نہاگی (جو بہت سجی ہوئی ہے) سے کہہ رہی ہیں کہ یہ کہاں تھیں ہے میں کہہ رہا ہوں۔ وہ مقید ہیں۔ بچا جب اسکو ملتا ہے تو شکر کرتا ہے۔ نہیں ملتا ہے تب بھی شکر کرتا ہے۔ ایک عجیب و غریب درخت دیکھا جس میں ہر قسم کے جواہرات لگے ہوئے ہیں اور میں نے اگھاڑ لیا ہے۔ پھر ایک کنویں **۲۲ ویں رات** میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ میں مسجد میں کھڑا ہوں کہ ایک شیر آکر اس کنویں میں گر گیا ہے۔ اس کا گرنا تھا کہ آگ بجھ گئی ہے۔ اور اس شیر کی کھال اتاری جا رہی ہے صرف اتنا دیکھا کہ میں پھولوں **۲۳ ویں رات** کا ہار بنا رہا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ میں کہیں جا رہا ہوں ایک جگہ بہت بڑا حاکم کھڑا ہے۔ اس کے نوکر نے مجھے بہت رعب دکھایا ہے۔ مکہ میں چلا ہی جا رہا ہوں آگے دیکھا تو پھر وہی **۲۴ ویں رات** حاکم ہے اور اس کا نوکر تلوار لئے بیٹھا مجھے روک رہا ہے۔ میرے ہاتھ میں بھی تلوار ہے وہ میری تلوار دیکھ کر کہہ رہا ہے۔ یہ جھوٹی ہے لیکن میں ہوں کہ چلا ہی جا رہا ہوں۔ اب دیکھا کہ ایک بہت بڑا دروازہ ہے۔ وہاں پر ایک فرشتہ ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہے وہاں تو یہ دروازہ جنت کا ہے اور غیب سے ندا آ رہی ہے اس کا نہ دروازے دوزخ یہ میرا بندہ بے گناہ اور بے نیاز ہے اور میں اندر چلا گیا ہوں

۲۷ ویں رات ایک بہت بڑا کمرہ ہے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد عورت اور مرد دونوں پیشین گوئی کر رہے ہیں۔ میں نے غور سے یہ پڑھا ہے۔ **اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ** اور میں یہ کہہ رہا ہوں۔ اب میں ان سب پر غالب ہوں پھر خورشید اکیڈمی (رنیت) اور میں میک کئے ہوئے ہوں۔ اور رنجیت کپنی نے مجھے ایک مہینہ کی تنخواہ انعام کے طور پر زیادہ دی ہے۔

ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ

کہ دیکھتا ہوں کہ پوسٹ میں نے آکر مجھ ایک رجسٹری دی ہے۔ کھولکر جو دیکھا تو ایک کتاب لال سیاہی سے مرتب میں لکھی ہوئی ہے جو چھپی کرائی ہے۔ اور یہ کتاب **۱ ویں رات** میری لکھی ہوئی ہے اسی کو اب کچھ چھاپ کر مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ یہ آپ نے بالکل ٹھیک لکھا ہے اور یہ حروف بھی ٹھیک ہیں۔ "لگتمو" دیکھا کہ میرے پاس عربی کی کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور میں انھیں پڑھ رہا ہوں **۲ ویں رات** میں کہہ رہا ہوں کہ میں جھنڈے خاں رفیق غزنوی اور نظیر کے درجہ کا آدمی ہوں۔ گویا میں ایجنٹ ہوں **۴ ویں رات** بہت سے آدمیوں کے درمیان طرزوں کے متعلق باتیں ہو رہی ہیں کہ لیتھو احمد آئے ہیں وہ کہہ رہے ہیں علی بخش جیسا کوئی آدمی نہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ آؤ جس کی مرضی ہو **۵ ویں رات** مقابلہ کرلو۔ اتنے میں ایک بچہ حاضری کھا رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا۔ حاضری کو گورے مت دینا ایسا معلوم ہوا کہ میں **۶ ویں رات** جیتی ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ میں نیا گیت گاؤں گا۔ اور مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ میں غالب ہوں اور میرا کام ہو گیا ہے۔ ایک بڑی کتاب میں ایک آدمی نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "یہ ہو سکتا ہے۔ یہ کر سکتا ہے" پھر **۷ ویں رات** ایک بہت بڑا پہاڑ ہے کمند میرے ہاتھ میں ہے نیچے اتر کر میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ یہ اور مسجد ہے میں ہوں۔

بابا یم (لال داڑھی عمر ۶۰ برس) سے میں پوچھ رہا ہوں "آپ نے اردو ہندوانی نہیں پڑھی" کہا میں نے رکھی ہے پھر رنجیت کپنی میں **۸ ویں رات** چھ دعل شاہ بیلی میں اور بھی بہت سارے آدمی بیٹھے ہیں۔ صرف اتنا دیکھا کہ میں نے خرچہ مانگا ہے **۹ ویں رات** ٹیکلیوں ہے پنڈت شیام بیٹھے ہیں اور آنند کمار کھڑے ہیں۔ ادھر میری بیٹھی لڑکیاں خورشید بی اور مکو بنا رہی ہیں اور ساڑھیاں پہنے ہوئے ہیں **۱۰ ویں رات**

رہی ہے۔ آپکو روز پکچریں بھی کام کرنا پڑیگا۔ اور ایک باجہ کا سین لگا ہوا۔ اور ایک عورت میرے پاس سے گذری ہے پھر میں ایک قصائی کی دوکان پر جاکر کہہ رہا ہوں "دل دو" قصائی نے فوراً دل کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے مجھے دیدیئے پھر میں فروٹ کی دوکان پر جاکر کہہ رہا ہوں۔ کابلی انار اگر کھٹا ہو تو دو۔ کہا۔ ذرا ترش ہے۔ میں نے کہا۔ ہمیں چاہیئے۔ اسکے بعد میرے ہاتھ میں کرسی ہے اور میں دریا پر پہنچا ہوں کہ کرسی میرے ہاتھ سے چھوٹ کر دریا میں گر پڑی ہے۔ تو میں بھی فوراً دریا میں کود پڑا ہوں اور غوطہ مگا کر تہ تک پہنچ گیا ہوں اور کرسی نکال لایا ہوں۔ پھر میں نے اپنی ٹوپی صابن سے دھوئی ہے اور دھو کیا ہے میں اپنے وطن میں میاں مٹھو دیں کی گودی میں ہوں۔ وہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ چنیوٹ کے ہیں۔ میں نے کہا۔ "مولوی کا پتہ نہیں ہوں"۔ میرا نام عبداللہ ہے اور بہلوانی نے مجھ سے مذاق کیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں۔ تو **۱۹ ویں رات** ہے۔ ال عبداللہ کی طرح سفید ہو گئے ہیں۔ مجھے شرم نہیں آتی۔ وہ کہنے لگا۔ پہلے تو بہت آدمی تھے رونق تھی۔ میں نے کہا۔ رونق ابھی ہو جائیگی آپ زور صاحب مجھ سے کہہ رہے ہیں اگر آپ چنیوٹ صاحب کو منوا لیتے تو اچھا تھا میں نے کہا حسین تو نہیں مگر **۲۰ ویں رات** ہوں نے سطین کو ایسا منوایا ہے کہ جسکا جواب نہیں صرف اتنا دیکھا کہ دو گروہ ہیں اور دونوں گروہوں کے **۲۱ ویں رات** ممبر ہیں اور وہ سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ میں ایک بھگی ہوں تو وہاں بہت سارے **۲۲ ویں رات** میوزک بجا رہے بیٹھے ہیں۔ خوشہ طبلہ والا بھی ہے۔ وہ مجھے دیکھتے ہی بولا آؤ بادشاہ جی۔ میں نے کہا۔ میں جہاں کام تلاش کرتے جاتا ہوں تو لوگ مجھے ہنسکر لوٹا دیتے ہیں اور میں بادشاہ ہوں۔ دیکھا کہ بہت سارے لوگوں نے چندہ لاکھوں کروڑوں روپیہ **۲۳ ویں رات** اکٹھا کیا ہے۔ وہ سب میں نے لے لیا ہے اتنے میں وہ لوگ جنہوں نے چندہ دیا تھا اقبال اور سہ تقاضے ہیں وہ میں کہہ رہا ہوں۔ یہ میرا حصہ ہے۔ بہت بہت سی فلم کمپنیاں آئی ہوئی ہیں میرے ساتھ ایک آدمی ہے میں کہہ رہا ہوں یہ آدمی پروفیسر جیسا ہے صرف اتنا دیکھا کہ بمبئی ٹاکیز کا ہوٹ بہت جلد ہونیوالا ہے۔ لالہ موٹر سب سامان لے کر چلی گئی ہے **۲۴ ویں رات** استاد شیر محمد بدایونی وزیر سے پوچھ رہے ہیں بتر سے پیٹ میں کچھ ہے۔ وہ ہنسکر بولا۔ کچھ نہیں۔ بعد میں عذیر بیگ ہے اور جنتی بخش مطلع **۲۵ ویں رات** کر رہے ہیں اکیڈمی میں اس بہت کو تین دن کے بعد فنا ہو جانا ہے۔ میں سب لوگ آجائیں گے اور اسکو دیکھ لیں گے۔ دیکھا کہ پروڈیوسر وڈاکٹر ڈیسر احمانی میری رہبری کر رہے ہیں، میرا پارٹ امام حسین کا ہے سب کام **۲۶ ویں رات** ہو گیا ہے۔ صرف شہادت باقی ہے۔ اور وہ وقت مجھے بہت سخت معلوم ہو رہا ہے پھر اقبال آکر مجھ سے کہہ رہی ہے۔ میری ناک میں کوئی چیز ہے۔ میں نے کہا۔ حد ہو گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا مجمع ہے میری عورت اقبال بھی ہے **۲۷ ویں رات** اور میں ان سب کے سامنے دیدہ تر بیٹھ رہا ہوں "بیم برہما نا ہنگ دسامی ایرو تمر تیو ترما" اقبال بہت خوش ہو رہی ہے اور وہ مجھ سے کہنے لگی۔ میں نے ڈبل دودھ لے لیا ہے پھر میرے ایک بزرگ جن کا نام اللہ دین ہے میری دعوت کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں تم خود آؤ گے یا میں پھر آدمی بھیجوں۔ میں نے کہا میں خود آؤنگا میں ریل میں سفر کر رہا ہوں میرے ہاتھ میں ٹین کے تپرے کی تلوار ہے **۲۸ ویں رات** میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں۔ واہیات ہٹو سامنے راستہ ہے اور ایک لوٹ لکھا ہوا ہے۔ اسکے پیچھے بجد روشنی ہے۔ میں پھر یہ کہہ رہا ہوں کہ "سکھوں کے گروہ کے نور کا ظہور ہے" روشنی بہترین ہے جو جگمگا رہی ہے۔ صرف **۲۹ ویں رات** اتنا دیکھا کہ میں خود ارادہ ہوں اور اُس پر قابض ہوں۔ میں نے مشورہ کر لیا ہے۔

ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ

صرف اتنا دیکھا میں نے یا کسی نے کہا۔ "اس کی تائید ہو گئی ہے **۲ ویں رات** رنجیت کھڑا ہوا ایک آدمی سے کہہ رہا ہے کہ یہ رنجیت ہے۔ اس نے ان کو جیت لیا ہے۔ یہ فیلڈ اسی لئے ہے اگر یہ فیلڈ نہ ہوتی تو یہ جیتا کیسے **۳ ویں رات** میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں۔ تلوار چلانا مشکل ہے۔ پھر میں اور میرے استاد بابو دیوندر ایک ہاتھی پر بیٹھے ہیں **۹ ویں رات** ہوئے جا رہے ہیں۔ ہمارا ہاتھی اس قدر تیز جا رہا ہے کہ آگے والے پیچھے کر دیا ہے۔ ہم دروازہ چڑی چوگ لاہور اور مور دروازہ سے ہوتے ہوئے اپنے گھر پہنچ گئے ہیں۔ وہاں ایک نئی بلڈنگ میں نیا بستہ بنا ہوا ہے۔ میں اسکی تعریف کر رہا ہوں اور فروٹ کا جا بجا رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میرے سر میں درد ہے۔ میں نے سر کو دبا لیا ہے۔ آپکے پاس آیا ہے میں نے آپکے سامنے سانگی کر دی۔ سامنے سب فقرا ہی فقیر ہیں میرا گھر ایکدم نیا بنا ہوا ہے۔ میں استاد کو دکھا رہا ہوں کہ یہ میرا گھر ہے۔ ایک بہت بڑی مسجد میں نمازی اور بہت سی عورتیں ہیں اور پیش امام صاحب نے ایک بہت خوبصورت **۱۰ ویں رات** اور جوان لڑکی کے ساتھ میرا نکاح کر دیا ہے اور میرے گلے میں پھولوں کا ہار پڑا دیا ہے مٹھائی کھانے وغیرہ سب موجود ہیں۔ ایک بہت بڑے مکان میں بہت سے آدمیوں کے سامنے واعظ لاگ وعظ کہہ رہے ہیں۔ سب کے بعد مجھے وعظ کیلئے جانس **۱۱ ویں رات** ملا ہے۔ اور میں وعظ کہہ رہا ہوں۔ میں اللہ پاک کی تعریف یوں کر رہا ہوں "اللہ پانی کی طرح ٹھنڈا ہے۔ دودھ کی طرح گرم نہیں ہے" میرا وعظ سن کر سب لوگ خوش ہو گئے اور میرے وعظ کو مان لیں۔ میں اپنی ساس کے ہاں صلح کو **۱۲ ویں رات** لانے کیلئے ہوں۔ میری ساس بہت بی بی اسکو منع کر رہی ہیں کہ مت جاؤ۔ صلح سے کہہ رہا ہوں۔ کہو تو تم کو آزاد کر دوں۔ بعد میں گورنر ہمارا محکمہ اور سارا کا تمام عملہ سب لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں بھی بھاگ کر جماعت میں شامل ہو گیا ہوں اور میں رکعت نماز فرض ہیں تو میں ایک سجدہ کرکے دعائے کنج العرش پڑھ رہا ہوں دیکھا کہ غلام محمد کی شادی ہو رہی ہے اور روٹی تیار ہو رہی ہے تو غلام محمد مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ آپ یہاں یہی رہیں۔ میں نے **۱۵ ویں رات** کہا۔ ہم تو حاضر ہو گئے ہیں۔ آپ چاہیں لیجائیں پھر ایک صحیح پر ہیں،

"مجھے ۵ بجے وہاں پہنچنا ہے اور میں وہاں کا پتہ لکھ رہا ہوں۔ جتیا بھی ہیں۔ دودھ والا آیا ہے۔ میں نے کہا۔ دودھ لے لو ۲۴ ویں رات ورنہ لے لیا گیا ہے پھر میرا گاؤں ہے اور اُس کے باپ دادا کا میں نے نام لیا ہے لیکن وہ کہہ رہے ہیں یہ ہمارے باپ دادا کا نام نہیں ہے۔ میں نے کہا۔ میں تمہارے باپ دادا کا شجرہ جانتا ہوں۔ اُن کی ہڈیاں میرے گلے میں ہیں۔ تم نہیں جانتے مت مانو۔ اور میں نے تم سے دودھ لینا بھی نہیں ہے۔ پھر کل تمہارے ایک اور ایک اور آدمی ہے۔ میں نے کہا۔ آپ دو گواہ ہیں۔ مجھے اب اس گاؤں میں آنا بھی نہیں ہے۔ اگر کوئی باپ دادا اور پردادا کا نام لے تو ان ہی لینا چاہئے پھر میں نے شجرہ پڑھا۔ دائم۔ قائم۔ اگر۔ دھاب۔ آگے ایک بہت بھاری پُل بن رہا ہے جیسا دریائے ٹمک کے اوپر ہے ساب آب جاؤ اور الیس پی سے پوچھو لیکن کام صرف تین دن کا باقی ہے۔

سنہری موتیوں کا ایک باغ لگا ہوا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں اور ایک آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے اچھا آپ یہ **۲۵ ویں رات** بتائیے۔ آپ جوشوکت کے پاس ٹرائی دینے گئے تھے۔ اُس پر کوئی اثر بھی ہوا ہے کہ نہیں۔ میں نے کہا۔ اُس پر بہت اثر ہوا ہے۔ اس سے قبل میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جس کے باپ بیٹے مر گئے ہوں اُس دامن کیسے بہت سارے آدمی ہیں **۲۶ ویں رات** اُن میں سے جو کوئی گناہ کرتا ہے تو میں کہہ دیتا ہوں۔ میں نے گناہ کیا ہے میرے پاس بیٹھے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ "اندر ہے اندر امام مہدی آگیا" یعنی اس کے اندر امام مہدی آگیا ہے۔ کہتا ہوں کہ وہ سلطنتوں کے وزیر اعظم ریٹائرڈ ہو گئے ہیں اور اُن کو پنشن مل رہی ہے۔ پھر وائڈیا سیٹھ ہیں اور ان کی عورت **۲۷ ویں رات** ہے۔ میں اُن کی عورت کو گانا سکھا رہا ہوں۔ "پلیٹ گانا کر بھیتائی" لیکن وہ کچھ ٹھیک نہیں گا رہی ہیں۔ میں نے گانا کر بتایا ہے تو انھوں نے ٹھیک سُر میں گانا گایا ہے جیسا میں چاہتا تھا۔ ویسا ہی گایا ہے اور اس کا اثر لوگوں پر بہت ہی اچھا پڑ رہا ہے اور وہ بہت خوش ہو رہے ہیں۔ اور وہ وائڈیا کی گودی میں پڑی ہوئی ہیں۔

ختم شد

شوال سنہ ۱۳۶۱ھ

بہت سے لوگ ہیں میں کہتا ہوں کہ میری توبہ قبول ہو **۵ ویں رات**

گھر سے نکالی ہے اور مجھ سے کہتی ہے کہ یا لوجی یہ لوٹ گئی ہے **۶ ویں رات** تو میں کہتا ہوں کہ یہ جب جائے گا یہ ایک لکڑی ہے جس میں سوراخ ہیں اور بیچ میں ٹوٹ گئی ہے اور ادھر میں نے اس کا جوڑ ملا دیا ہے۔ میرے روم میں فضلی اس کی عورت شریا کچھ صلاح کر رہے ہیں **۹ ویں رات** صبر ہوس کھیل ہے جس کو شہزادی اقبال دشمنوں سے بچاتی ہے حالاں کہ شہزادہ بیچارہ کو موت کا حکم ہو چکا ہے مگر تمام رعایا شہزادے کی طرفدار ہو گئی ہے۔ ایک بہت بڑا بزرگ بھی اس کا ساتھی ہے اس کا نام بھی میں بچانا چاہتی ہوں اور اس کی دعا بھی اس شہزادے کے ساتھ رہتی ہے۔ بہت آدمی ہیں اور میری گھڑی **۱۱ ویں رات** بہت قیمتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ٹائم پورا ہو گیا ہے مگر ابھی کا کاٹا پورے ۱۲ پر آ گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بینا بہت ہی خوبصورت ہے اس کے **۱۴ ویں رات** بعد خورشید میرے ساتھ ہے، اور ہم دونوں پہاڑ کی اونچی چوٹی پر چڑھ رہے ہیں تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی لیٹا ہوا ہے اور میں اس کے سرہانے کر کہتا ہوں کہ بھائی پردیسی لوگوں کو کیوں ستاتے ہو پیچھے آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں تو میں خورشید کو کہتا ہوں کہ یہ سکھوں کی سب سے بڑی جگہ ہے جہاں ہم پہنچ رہے ہیں اس جگہ کا نام حیدر آباد ہے۔ نوشاد کے پاس اب کچھ نہیں رہا ہے اور وہ مجھ سے **۱۶ ویں رات** ٹیوں مانگ رہا ہے۔ تو میں اس کو بتاتا ہوں سال دے دیروں میں تان رات دھان کرا دان، شالا خیر دھ دھلی دے پچھاں آلی دے دیرا۔

مدھو مجھ سے کہہ رہی ہے کہ بینا اپا بالکل ٹھیک ہو گئی ہے **۱۷ ویں رات** ایک بہت بڑی اونچی عمارت ہے۔ اس کے چاروں طرف تھوڑی سیڑھیاں ہوئے **۲۰ ویں رات** ہیں، میں کہتا ہوں کہ ٹھیک کر لیتا ہوں۔ میں نے مٹھائی منگائی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ میں نے عید کی ہے **۲۲ ویں رات** نقرئی کی عید۔ میں کہتا ہوں حکومت ہند بھاری بھاری افسروں کو **۲۵ ویں رات** تعینات کرے گی ہے کہ ڈیوٹی کو دیری نہ ہو جائے ایک بہت ہی بڑا میدان ہے وہاں پرسنی ہے اور میں کہتا ہوں کہ چلو مسٹر سنی سالمی کو تو وہ میرے آگے چل پڑا ہے۔ میرے گاؤں کا رہنے والا سامنے ہے اس کا نام قطب الدین ہے۔ **۲۷ ویں رات**

ان میں سے ایک کرشن بنی ہوئی ہے۔ میں کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ مجھے فون آیا ہے کہ راہ بگڑنے نہ دینا۔ میں اپنے گاؤں **۱۱ ویں رات** جاکر دیکھ رہا ہوں کہ میری عورت صالح بی اپنے بھانجے ابراہیم کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا "تم اس کے ساتھ کب سے ہو" کہا "سدا جیتے سے ہوں" میں بہت رو کر اس سے کہہ رہا ہوں "میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ تم میری امانت ہو کر رہو گی مگر تم دوسرے کے ساتھ لگی ہوئی ہو"۔ کہا "ہاں" میں بیحد رو رہا ہوں کانپنے میں ابراہیم آگیا ہے اور میری عورت کہہ رہی ہے "میں تمہاری ہوں کبھی کوئی اپنے بھانجے کے ساتھ بھی صحبت کرتا ہے" اس کے بعد عید کا دن ہے اور میں عمدہ کپڑے پہنکر آرام کرسی پر بیٹھا ہوں کہ تین آدمی جن میں اشرف خاں بھی ہیں۔ مجھ سے عید ملنے کے لئے آئے ہیں میں نے اشرف خاں سے کہا۔ یہاں آرام کرسی پر بیٹھو۔ اور عبدالرحمن کابلی مجھے گلے لگا کر بہت پیار کر رہے ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں "آپ تو میرے بزرگ ہیں والد ہیں۔ وہ مجھے دعائیں دے رہے ہیں کہ "اللہ پنجتن پاک تم کو ہر آفت و مصیبت سے بچائے۔ عروز اکرے تندرستی ہو۔ اور تم کو چالیس ملے اور میرا بھی چالیس" میں نے کہا "میں دونوں کو چالیس کرو نگا" میرے گھر سے ان کے لئے سفید حلوا (دودھ ڈلا ہوا) بڑی بڑی سفید پلیٹوں میں آیا ہے۔ میں کسی سے پوچھ رہا ہوں "میں نماز بے وقت پڑھتا ہوں" جواب ملا "نماز ہو جاتی ہے" **۱۲ ویں رات** دیکھا کہ مجھے نظام اور آصف کو ستارہ شراب (ٹھنڈی) دے رہی ہے پھر جیتا کر مجھ سے پوچھ رہے ہیں "کام کاج ملا" **۱۳ ویں رات**:۔ میں محافظت ہوں اور میری عورت اقبال میرے سامنے برہنہ پڑی ہے **۱۴ ویں رات** میں نے بہت جگہ ٹرائی دیدی ہے وہ بولے "تیسی پی بھٹ تو میرا بہت ہے" میں نے کہا "ذرا میری سفارش کر دو تاکہ جو چیز اس کے پاس ہے۔ دوسرا کوئی نہیں دے سکتا اور ہم سب ملکر کام کریں گے۔

میں بہت سے آدمیوں کے سامنے بھیڑ و راگ میں یہ گا رہا ہوں "بلقاب جوگولے گیسو دُن والا" چاند سے چہرہ پر **۱۵ ویں رات** ڈالے ہوئے آجا۔ آجا جاطالب و مطلوب میں پردہ کیسا تو سہارا تیرے ہم چاہنے والے آجا۔ ہم نے خوش ہو کے تجھے ساری خدائی دیدی۔ اپنے بندوں کو کیا تم حوالے آجا ہوں سیاہ کار میرے عیب کھلے جاتے ہیں کملی والے اپنی کملی میں چھپالے آجا" علی بخش طبلہ بجا رہا ہے۔ وہ مجھے بے تال کرنا چاہتا ہے۔ مگر کر نہ سکا میں دریا میں سے غسل کر کے سید کی شکل میں نکلا ہوں اور بھی سید ہیں۔ پھر میں کرسی پر بیٹھا ہوں۔ سامنے کوئی بہت ہی بڑے **۱۶ ویں رات** بزرگ حکیم صاحب سر پر شاہی پگڑی باندھے بیٹھے ہیں۔ جو خورشید کا علاج کرنے آئے ہیں۔ اور ایک بزرگ اور آئے بیٹھے ہیں ان کو بھی خورشید والی بیماری ہے یعنی مسّے سر پر نکل کر لٹک رہے ہیں۔ میں نے ان کا علاج کیا ہے تو ان کے مسّے فوراً جھڑ گئے ہیں۔ اقبال مجھ سے بولی "خورشید نے ناک ناک صاف کی ہے وہ بھی اچھی ہو گئی ہے۔ پھر ایک مفتر جنتر کرنے والا میرے پاس بیٹھا ہے۔ اس نے کنگھی میرے بازو پر لگائی ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے "آپ مٹی میں پر تھو کو تو لال کیڑیاں تھوک پر آجاویں اور سختی نکل جائے میں نے فوراً تھوکا ہے تو کیڑیاں جمع ہو گئی ہیں۔ اور میں نے اس کو کھا لیں۔ اس نے کہا نکل گئی ہے۔ اس کے بعد میری بچی مٹی میری جوتی صاف کر رہی ہے۔ پھر وہ آگے آگے چل رہی ہے۔ پھر صبح کی نماز پڑھنے کے لئے لوگ کھڑے ہوئے ہیں۔ میں نے عید کا چاند دیکھا ہے۔ اور پھر **۱۷ ویں رات** اپنی حسب منشا کنچن پور اپنا لیا ہے۔ اور میری لڑکی ہیروئن بن گئی ہے۔ میں دریا میں نہا رہا ہوں کہ ایک آدمی نے **۱۸ ویں رات** میری گھڑی چرائی ہے اور اپنے پاس سے نقلی گھڑی رکھ دی ہے۔ میں نے عین موقع پر اسے پکڑ کر اس سے اپنی گھڑی لے لی ہے

۱۹ ویں رات میری لڑکی ہاتھ میں اخبار لئے گاڑی میں سوار ہے اور وہ کہہ رہی ہے کہ یہ اخبار میں اپنے بابو جی کو دوں گی۔ ایک بہت بڑی جگہ ہے وہاں دو مرد اور ایک عورت ایکدم سفید رنگ کے ہیں ان کے کپڑے بھی سفید ہیں۔ ایک پادری اور **۲۱ ویں رات** اور ایک گورنر ہیں وہ دیو کا رانی کے کان میں کچھ کہہ رہے ہیں۔ پھر میری بہن بھاگ بھری اور بھائی اشرف ہیں۔ بہن نے مجھے تنگ کیا ہوا ہے تو میں کہہ رہا ہوں۔ میں اب جاتا ہوں۔ میں نے آپ کے راج میں بہت سکھ پایا ہے۔ بھائی اشرف کہنے لگے کہ میں جاتا ہوں۔ ادھر دعوت ہے کھانے کے لئے دستر خوان بچھا ہوا ہے اور اشرف خاں اور ان کے صادق آئے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ "میں نے تفسیر پڑھی ہے" میں کہہ رہا ہوں "ہم نے تو بہت تفسیریں پڑھی ہیں" اشرف خاں بولے "آپ تو خود تفسیر ہیں" اس پر میں نے کہا "اگر ہمسکے تو مجھے لبیک اللہ کی تفسیر بھجوا دینا" دیکھا کہ ایک بہت بڑا شیر آکر مجھ سے لاڈ پیار کر رہا ہے پھر وہی شیر شیرنی سے **۲۲ ویں رات** صحبت کر رہا ہے۔ بعد میں چلیسیوں کا تھال ہے اور کوئی میرے منہ میں چلیسی ڈال رہا ہے اور کہہ رہا ہے "لو"

تین فقرنیاں ہیں ان میں سے ایک فقرنی نے اپنا کمال بتا کر مجھ سے دو تانے خیرات مانگے ہیں میں نے اس سے کہا "تو مجھے بھی جانتی ہے **۲۳ ویں رات** یہ سنکر وہ چپ ہو گئی ہے اور میں نے اقبال سے دو نی مانگ کر اسے دی ہے تو وہ خوش ہو کر کہہ رہی ہے کہ تمہاری بہت عزت ہو گی (یہ واقعہ کلکتہ کا ہے اس کے بعد خورشید پراٹھے بگھار کر مجھے دے رہی ہے۔ اقبال مجھ سے کہتی ہے "وہاں مرزا اشرف بھی ہوں گے ان کو نہیں دینا۔ خود کھانا" میں نے کہا۔

پڑتا ہے۔ لوگ اس کو پکڑنا چاہتے ہیں مگر وہ پکڑا نہیں جاتا ہے ہم دونوں پار ہو جاتے ہیں اور بار داخل ہو لی ہے۔ نذر ہے۔

پانچویں رات:۔ میں نے حلوا پکایا ہے تین کٹورے میں نے بھرے ہیں۔ **پیر لال باں شاہ** نے مجھے مزار میں بھیجا ہے۔ میں اندھا ہوں تو مزار صاف زمین ہے تو میں لیٹا ہوں کہ میں حیران ہوں اتنی بڑی مزار ہے اور ماندہ کے کوئی نہیں بولتا ہے۔ اور پیر جی نہیں۔

چھٹی رات:۔ میں گاڑی پر جاتا ہوں۔ لیکن میرے اڑھنے کا کپڑا نہیں ہے۔ تو میں اتر گیا ہوں۔ تو میں نے گھر سے کپڑا لیتا ہے اور میں گاڑی پر بیٹھ گیا ہوں۔ اقبال ورڈ چلا رہی ہے اور روشنی کے لئے بتیاں ہیں۔ میں ریل سے پہلے اپنی نوکری پر پہنچ گیا ہوں۔ مولا سنگھ آیا۔ اور اس نے مکان کرایہ پر لینا ہے۔ **نویں رات:۔** دو دھنہ دیکھا ہے گانا ٹھیک ہوا ہے۔ **دسویں رات:۔** احمد خان آیا ہے۔ گانا بنانے کے لئے بیٹھ گیا ہے۔ **گیارھویں رات:۔** ایک جگہ ہے میں اوپر چڑھ رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ **خدا خود آیا ہے خدا کو کسی نے نہیں بنایا ہے، خدا نے سب کو بنایا ہے** تم یہ غلط کہتے ہو کہ عیسیٰ خدا ہے دیکھو ادھر تو کچھ نہیں ہے چاندنی ہے، چاند چڑھا ہوا ہے۔ جھٹڑے خان مسجد۔ اللہ دوست، سوکت ان سب کو میں نے دیکھا ہے۔ سوکت سے میں ڈرا ہوا ہوں۔ دیر تک میں نے سلام کیا ہے اور دیر میں اس نے مجھے جواب دیا ہے۔ **تیرھویں رات:۔** **سید اور سیدانی** مجھ سے ملی ہے **چودھویں و پندرھویں رات:۔** میں نے پہلے گھر جاتا ہے بار بار ہوں تانگہ پر سوار ہوں۔ لال رنگ۔ کا گھوڑا ہے گرے ہے بیحد تیز اور موٹا۔ اور بے حد دوڑتا ہے تو میں کہتا ہوں یہ جلا۔ ہے کا گھوڑا ہے۔ میں گھر پر پہنچا ہوں تو جلا ہے زمین پر انبٹوں کی کھڈیاں بنا رہے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں یہ زمین پر اپنی کھڈیاں بنا رہے ہیں ہماری زمین تو پاس ہے ولہی پڑی ہے اس کو تو کوئی نہیں چھیڑ رہا ہے۔ **پندرھویں رات:۔** ہولی کھیلی جا رہی ہے چھوٹے چھوٹے لال رنگ کے کپڑے ہیں۔ بعد میں پیروں کا دربار ہے وہاں پر میں بھی ہوں علی بخش بھی غلام حیدر بھی۔ کسی کمرے میں تو میں پاؤں سے باجا بجا رہا ہوں اور ہارمونیم بجا رہا ہوں۔ اور طرزیں بنا رہا ہوں بسنا رہا ہوں لو پاس ماما راجہ بھی ہے تو میں کہتا ہوں کہ فضل حسین ڈائرکٹر تو یہاں نہیں ہیں۔ فضل حسین ڈائرکٹر تو یہاں نہیں ہیں۔ فضل حسین نوہیں پر ہے۔ بہت سارے درزی کام کر رہے ہیں۔ اور میں اپنا کام دکھا اور سنا رہا ہوں۔

سولھویں رات:۔ فاطمہ حاجن میرا میک اپ کر رہی ہے۔ بہت بڑا مکان ہے اور اس کی چھت پر ہم ہیں۔ میک اپ ہو چکا ہے ڈریس بھی میں نے پہنا ہوا ہے۔ بعد میں خلیل کہتا ہے کہ اقبال داڑھی میں آئے گا۔ یہ بہت اچھا ہوا ہے اور بہت نام ہو رہا ہے **بستر ھویں رات:۔** میں کہتا ہوں کہ نظیر بیگم دینے کو تیار نہیں۔ صرف ۲۰ فیصدی بیگم دینے کو تیار ہے اس کے بعد میری ماں عجیب قسم کے کپڑے پہن کر آئی ہے۔ اس کے بعد میرا پرانا گھر یتیم خانے والا مل گیا ہے۔ اور میرے پاس ایک بہت بڑا تالا ہے اور اس کی کنجی میرے پاس ہے اور خلیل کے گھر کا تالا اور کنجی بھی میرے پاس ہے **اٹھارھویں رات:۔** ایک بلند پہاڑ ہے اس پر میں بیٹھا ہوا ہوں اور اک دم نیچے گہرائی میں چشمہ ہے۔ اس میں لوگ نہا رہے ہیں اس کے بعد **سید قطب شاہ** ہے اس کے پاس لوگ ہیں ان کو شاکر دہ مجھ سے کہتا ہے مجھے چار روپیہ دو۔ اس سے پہلے میں اپنی تنخواہ لا رہا ہوں۔ تو میں پاکٹ نکال کر اس کو چار روپیہ دیتا ہوں اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ یہ چار روپیہ زکوٰۃ میں سے وضع کریں گے اس کے بعد ابراہیم کی چھوٹی بچھوٹی نہیں آ رہی ہیں۔ تو میں کہتا ہوں یہ ابراہیم تو میرے گھر میں رہا ہوا ہے جس کی یہ بہنیں ہیں۔

انیسویں رات:۔ آپ نے جو کچھ ہمارے لئے کیا ہے۔ بہت اچھا کیا ہے آپ ہمارے لئے جو کچھ کر رہے ہیں بہت اچھا کر رہے ہیں آپ جو کچھ ہمارے لئے کریں گے اچھا کریں گے۔ یہ میں کہہ رہا ہوں۔

۲۰ و ۲۱ ویں رات:۔ **میرا قد بہت ہی اونچا لمبا ہے جیسے مینار اور میں بھی کسی نبی کی اولاد ہوں.....** پل بنا رہا ہوں دوسرا کہتا ہے کہ یہ گزر ہو گی۔ تو میں کہتا ہوں اس کو ذرا بھی ضرر نہیں ہو گا۔ اس کے بعد میں کہہ رہا ہوں عورت جورو رحمت ہے موتی اور سونے کی جھالر لگی ہوئی ہے اور تجھے کچھ لدا ہوا ہے اور معلوم پالکی ہوتی ہے اور اس کے بعد اقبال میری عورت کہتی ہے شیشو کو چھلا سونے کا بنا دینا ہے بہت کماؤ گے یعنی انگوٹھی بنا دینا بہت کماؤ گے۔ تو میں کہتا ہوں بنا دو بنا دو۔

تیئسویں رات:۔ بھیانوح کا پارٹ کر چکا ہے۔ محبوب کی کر دایا ہے اور ہم دونوں سیوڑی ریلوے کے پار ہو گئے ہیں۔ اور میں اس کو کہتا ہوں کہ اب تم دن ہو گئے ہو۔ تو وہ کہتا ہے جی یہ کیا ہوا۔ شانتا رام نے تو مجھے ابھی اپنے ہاں بلا کر کام دیا ہے نہیں۔ تو میں کہتا ہوں وہ اب خود ہی نہیں بلا کر کام دے گا۔ اب تم بن چکے ہو۔ پہلے ہی یہ بات تھی اب جب تم پبلک میں آؤ گے تو وہ خود ہی بلا کر کام دے گا۔

۱۳۶۲ھ سنہ

محرم الحرام

۱۹-۲۰-۲۱ویں رات: میرا ایونٹ ساتھ ہے اور وہ سامنے والے سے مقابلہ کے لئے ہے۔ کانٹ کچر ہے۔ میرا ایونٹ ساتھ ہے۔ کامیابی ہے۔ میں ہاتھ ملاتا ہوں۔ اور ہنس کر اسی کو کہتا ہوں کہ آپ عاشق ہیں جس سے میں ہاتھ ملاتا ہوں

بائیسویں رات: میں نے اپنے سسر پھپھو کو مارا ہے۔ اس کے بعد ایک چھٹی گھر سے آئی ہے جس میں تین پرچے ہیں۔ اس میں اقبال میری عورت کے نام بھی ایک پرچہ ہے اسمیں شادی کی خبر دی ہوئی ہے تو میں پڑھ کر کہتا ہوں کہ دیکھو مجھے خبر نہیں دی۔ تو ساتھ ہی ایک لفافہ مجھے آتا ہے میں نے جو کھول کر دیکھا ہے تو مجھے بھی شادی کی خوش خبری دی ہوئی ہے

چوبیسویں رات: بشیر کو میں نے پکچر دیا ہے۔ بعد میں گلاب آئی ہے فقیر کا میک اپ کیا ہوا ہے اور مجھ سے کہتی ہے اسکی تھنکھٹ میں تو نام اسٹوری کا ہیں رکھا گیا ہے۔ بعد میں گانا بجانا ہونے لگا ہے میں میرے ہی کمرے میں اور بڑی رائے میرن ہے۔ پہلے میرے پاس چار گلاب جامن بھٹائی آئی ہے اس کے بعد طرز بنانے کے لئے میرے ساتھ کوئی بزرگ بیٹھ گیا ہے۔ میں سوا تا ہوں مگر دو مرد عورت نہیں مانتے ہیں۔

پچیسویں رات: اس کے بعد ایک عورت جو بچوں کو پڑھاتی ہے آئی ہے اور مجھ سے کہتی ہے کہ صورت تو اچھی نہیں ہے مگر سیرت بہت اچھی ہے تو میں کہتا ہوں سبحان اللہ اور وہ مجھ پر عاشق ہو گئی ہے بعد میں جو میں کہتا ہوں وہ کرنے کو تیار ہو گئی ہے۔ اس کے بچے کھیل رہے ہیں اور پرمیلہ عید کا ہے بہت بڑا دریا بہہ رہا ہے اس میں لوگ بہے چلے جا رہے ہیں تو میں کہتا ہوں تم لوگ جاؤ تو اپنے گھر بیٹھا ہوں کہ کوئی چور نہ آئے میں حفاظت کرنے لگا ہوں میری لڑکی مہ جبیں بھی پانی پر کھڑے کھڑے آ رہی ہے۔ تو میں نے پوچھا ہے کہ کیسے تیر رہی ہو۔ تو وہ کہتی ہے بابا جی یہ رسی میرے پاس ہے جس کے سہارے سے میں ڈوب نہیں سکتی ہوں۔ وہ سرکار سے ملی ہے وہ موٹی رسی میرے ہاتھ میں بھی ہے بعد میں وہی عید کا میلہ ہے لیکن ایک ہندو کھانا بانٹ رہا ہے اور بہت خوش ہو کر کہتا ہے مغنی زندہ باد، مغنی زندہ باد۔

چھبیسویں رات: میری سعید جوتی ہے گم ہو گئی ہے۔ آگے آیا ہوں میری عورت صالح ہے وہ بہت خوش ہے اور مجھ سے کہتی ہے یہ سعید جوتی آپ کی ہے لے لو تو وہ بھی مل گئی ہے اور یہاں پر لال جوتی بھی مجھے مل گئی ہے بعد میں سجاد حسین گانا سنا رہا ہے۔ میں خود ٹیونیں بنا رہا ہوں۔

ستائیسویں رات: بشیر طرزیں بنا رہا ہے اس کے بعد آدمی آئے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ جس حالت میں ہیں فوراً چلئے۔ آپ کو بلایا ہے۔ تو میں کہتا ہوں آخر میرا گناہ کیا ہے؟ تھوڑی دیر بعد وہ خود کہتے ہیں کہ کچھ نہیں تو میری تسلی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ریل گاڑی میں سوار ہوں۔ پھر ایک جگہ ہے۔ وہاں پر میں خود طرزیں بنا رہا ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ آئیڈیا تو شوکت حسین کا لینا ہے۔ طرزیں پانچ منٹ میں بنیں گی۔

ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۶۲ھ

اٹھائیسویں رات: میں ہوں اور جنتی لال شہباز میری مدد کرنے کو آیا ہوا ہے اور بعد میں حضرت علی میری مشکلکشائی فرما رہے ہیں۔

پچیسویں رات: دو بھوتوں نے مجھے پکڑا ہوا ہے اور میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ رہا ہوں۔ عظمت میری نوکر۔

ستائیسویں رات: عید قرباں دیکھی ہے۔ میں سعید ہوں اور ایک بوڑھا سید ہے اس نے مجھے پکڑ رکھا ہے۔ لوگ اس کو پکڑنا چاہتے ہیں مگر وہ پکڑا نہیں جاتا ہے

ربیع الاول سنہ ۱۳۶۲ھ

دوسری رات: ایک بہت مشکل جگہ ہے جہاں سے ہم نے پار ہونا ہے لیکن میں نے اڑنا شروع کر دیا ہے اور اس سید نے میرا ہاتھ

تیرھویں رات:۔ ایک بہت بڑا مزار ہے میرا بھائی محمد بخش آیا ہے۔ ایک طوائف کے ساتھ، گو وہ ملتا نہیں ہے۔ اگر مل گیا ہے تو وہ دربار پر گانے آیا ہے۔ سفید کپڑے ہیں اور ادھر ایک فقیر کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے تو دوسرا فقیر آیا ہے۔ وہ بھی کچھ چیز دکھا رہا ہے میں ڈرتا ہوں اور گاتا ہوں تو وہ ہے محمد شاہ مزار نظام الدین اولیاء میں۔ خواجہ قطب نظام الدین کے دربار میں کی منا پوری ہو ہمارے سب پاتر تو وہ ہے محمد شاہ۔

اکیسویں رات:۔ میں اپنے گھر جا رہا ہوں۔ تو گھر سے بھی آگے ہو کر گھر آیا ہوں۔ آگے میری ماں ہے تو میں کہتا ہوں "ماں روٹی ہے" تو وہ کہتی ہے کہ بیٹا یہ سب کچھ تیار ہے تو میں بیٹھ گیا ہوں۔

جمادی الاول ۱۳۶۲ھ

گیارھویں رات:۔ مقصود کئی قسم کی نعمتیں تھال میں بھر کر لایا ہے جو کہ شکل مٹھائی کی نہیں ہے نہ حلوائی۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ کہیں چوری کر کے تو نہیں لایا ہے۔ اکیسویں رات:۔ مکان کی چھت پر ہیرو کی شادی ہو رہی ہے ہیرو نے سہرا باندھا ہوا ہے سب لوگ ہیں وہ کہتا ہے جی نہیں۔ بوہری کی شادی ہے وہاں سے لایا ہوں۔ چوری کر کے نہیں لایا ہوں۔

اقبال سوئی ہوئی ہے تو میں کبھی نیچے اترتا ہوں اور کبھی اوپر جاتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ میں کیا دوں۔ میرے دل میں آیا ہے کہ اسے ہیرو کو پیار بھی ہے آخر جب میں اوپر پہنچا ہوں تو اقبال نیند سے جاگ گئی ہے۔

رمضان المبارک

پہلی دوسری رات:۔ حیدرآباد، کولاپور، سجاد حسین نہیں آیا ہے ۔ ۔ ۔

چوبیسویں رات:۔ اقبال مجھے کہتی ہے کہ دعا کرو اللہ میاں جمال کے ہاتھوں کو برکت دے۔ خلیل بھائی بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے گوالی کتاب ہاتھوں کی لکھی ہوئی پڑی ہے اور میں کہتا ہوں کہ دیکھئے اس دوست میں ابھی تک میرا نام نہیں لیا ہے۔ تو خلیل بھائی مجھے کہتا ہے کہ ہاں پہلے ہفتے سے میں نے سنا ہے کہ "دوست" بہت اچھا جا رہا ہے۔ میں آپ کو پاس دیتا ہوں آپ دیکھ آئیے تو میں کہتا ہوں آپ اپنے قلم پر دوست کا پاس لکھ لیجئے۔ پچیسویں رات:۔ میں ذاکر ہوں۔ مجلس امام حسین ہے۔ سادہ ہے۔ بھائی ہے اور میں نے چھ بار آیۃ الکرسی پڑھی ہے اور پڑھ رہا ہوں۔ تو سادہ کہتی ہے ذرا پھر پڑھئے۔ آپ تو بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ تو میں پڑھتا ہوں وھو العلی العظیم تو بہت خوش ہوتی ہے اور کہتی ہے آپ خوب پڑھ رہے ہیں۔۔۔ ساڑھے چار لاکھ کا مال میرے گھر میں ہے۔ لاریاں بھر بھر کر پہنچ گیا ہے جو کہ میرا مال ہے۔ چھبیسویں رات:۔ بہت سارے آدمی ہیں اور بنارسی کپڑے زرین ہیں۔۔۔۔ بہت اونچا پہاڑ ہے جس پر میں چڑھ رہا ہوں اور چڑھ کر جو میرے پاس صندوق ہے۔ بہت بڑا ہے گرنے لگا ہے تو میں نے بسم اللہ پڑھا ہے تو فوراً دو آدمی آ گئے ہیں انہوں نے مجھے سہارا دے دیا ہے اور صندوق پکڑ لیا ہے اور گرنے نہیں دیا ہے۔ اور ہم اوپر چڑھ گئے ہیں۔ اور اوپر بہت اچھا ہے اس کے بعد ایک آدمی ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو مٹھائی لا دے ایک پیسہ اس نے مجھے دیا ہے پھر اس نے مجھے چار آنے دیا ہے کہ مجھ کو اور تو نے بھی چار آنے لائے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں میں یہاں پھلوں منڈی میں تو پانچ برس رہا ہوں اور وہ مجھے پکڑنے آیا ہے مگر وہاں ہی پر کہتا ہے کہ فضل ہے فضل ہے۔ ستائیسویں رات:۔ رشی سکہ دکھا رہا ہے۔ روپیہ ہے اور دوسری طرف لکھا ہے اس کے بعد مولوی نعیم الدین اور مولوی نعیم الدین دونوں بھائی سوئے ہوئے ہیں اور تارے چمک رہے ہیں۔ آسمان تاروں سے بھرا ہوا ہے میں نے وضو کیا ہے۔ صبح کی نماز پڑھی ہے پھر میں ان کو جگاتا ہوں اس کے بعد بھیرہ ہے۔ بھائی شرف الدین شرف نے میری دعوت کی ہے اور میں بہت ہی اچھی حالت میں ہوں جیسی حالت ہونی چاہیے تو میں اوپر دو منزلہ مکان پر ہوں۔ نیچے سے حسین بی اور اس کا لسٹر آیا ہے اور اس کے ہاتھ میں گھی کی ٹکی ہے اور حسین بی کی گود میں بچہ ہے نیچے سے یہ اوپر چڑھ رہے ہیں۔ نواب پر سے میں اترا ہوں۔ تو پہلی منزل کے کوٹھے پر میں اس کو ملا ہوں اور اس کو میں نے گلے لگایا ہے اور سینے سے سینہ لگایا ہے اور وہ بہت بڑھا ہے اور میں خوش ہو کر اس کو کہتا ہوں کہ اس کا نام ملاقات ہے ایسی ہی ملاقات ہونی چاہیے جیسی اب ہوئی ہے۔ اور میں بہت خوش ہوں لیکن میں دل میں کہہ رہا ہوں کہ یہاں پر ہم کو نماز پڑھنے کی بھی اچھی جگہ ہے۔

اٹھائیسویں رات:۔ ایک پلنگ ہے جس پر مسہری لگی ہوئی ہے۔ ایک راجہ سویا ہے اور اس کی چھت پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اس کے بعد میرا مکان ہے اور باہر فقیر لوگ مانگنے والے کھڑے ہیں اور ایک آدمی ڈاڑھی والا ہے اندر آ کر بیٹھ گیا ہے ڈاڑھی کا رنگ کچا پکا ہے تو میں نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر باہر نکال دیا ہے۔ تو وہ فوراً ایک گھوڑا بن گیا ہے جس کا جسم ایک ہاتھی کے برابر ہے۔ اور وہ دونوں پاؤں ٹیک کر میرے گھر کے دروازے کی طرف منہ کر کے دیکھ رہا ہے تو میں نے ہاتھ میں لکڑی لے کر اس پر پڑھ کر اس کے ماتھے پر لگانا شروع کر دیا ہے۔ کلام یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر میں دم کرتا ہوں تو وہ فوراً "سمٹ" کر ایک دیوار کی اینٹ بن گیا ہے یعنی اس کو فوراً اثر ہوا ہے۔

انتیسویں رات:۔ میرے بھتیجے بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کو میں کہہ رہا ہوں کہ تمہارے چچا یعنی میرا ارادہ پہاڑ ہے۔

ربیع الثانی

پانچویں رات:۔ عابد نے ٹیون بنالی ہے اور میں نے بھی بنالی ہے۔ سب لوگ میرے پاس ٹیونیں بنانے کو آئے ہیں۔ محبوب، رفیق۔ میں گھوڑے پر سوار ہوں سامنے دریا ہے اس میں میں نے گھوڑے کو ڈالا تاکہ وہ نہالے جب وہ اندر گیا ہے تو اس کے ساتھ ایک اور بیل مل گیا ہے تو دونوں کی میں کی شکل ہے تو میں درود شریف پڑھ رہا ہوں تو میرا گھوڑا مجھے کہتا ہے کہ آیئے آرزو صاحب تو وہ دوسرا بیل آدمی کی شکل کا بن کر دور جا کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ "میں شیطان ہوں مجھ پر لعنت ہے وہاں میں نہیں آتا۔ گھوڑا بلاتا ہے مگر وہ انکاری ہے اور بار بار یہ کہتا ہے کہ میں ادھر نہیں آتا۔ مجھ پر لعنت ہے۔ میں شیطان ہوں اور میں درود شریف پڑھتا جاتا ہوں تو وہ میرا گھوڑا میرے پاس آ جاتا ہے اور پھر کوئی کہتا ہے کہ اس کو چار آنے دو تو یہ چلا جائے گا رشید کو۔ چھتیسویں رات:۔ بہت پانی ہے تمام بمبئی پانی سے بھر گئی ہے اور میرا گھر تو سمندر کے بیچ میں ہے تو سڑک آگے آ گئی ہے ساتھ شمس ہے اور میں ہوں۔ میں گھبرایا ہوا ہوں کہتا ہوں کہ میرے گھر کا کیا ہوگا تو شمس کہتا ہے کہ آپ کی عادت کو کچھ نہیں ہوگا۔ پہلے میری عورت صالحہ بی ایک دم سفید کپڑوں میں ملی ہے۔

گیارھویں رات:۔ بارہ امام ہیں جہاں رہتے ہیں وہاں میں اپنے چھوٹے بھائی کو رکھوں گا۔ یہ میں کہتا ہوں۔

کو دیا ہے۔ تو میں کھڑے ہو کر لکھ رہے ہوں۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ آپ عزت والے ہیں۔ قدر داں ہیں آپ نے بہت ہی اچھا کیا۔ بعد میں پنشت منشی کمار ہے اور میں کہتا ہوں کہ شکر ہے اللہ کا شیر جی آپ نے ایک بیٹا پیدا کیا ہے۔ اللہ نے آپ کی عزت رکھی ہے آپ عزت دار ہیں۔۔۔ اور ایک بچہ ٹا بچہ گانا گا رہا ہے۔۔۔ بعد میں تصور آیا ہے اور کہتا ہے منی آپا کو کچھ نہیں ہے۔ کے امرناتھ ڈاکٹر گورے نے کہیں اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور وہ بولتے ہیں کہ وہی ہے جو کل تھا یعنے ہوا اور کچھ نہیں ہے۔ (انیسویں رات)۔ کرہ نور میں آگ لگی ہے فرخ زاد بجھ گئی ہے تو میری ماں کہتی ہے تو ہی کہتا تھا یہ تیری ہے۔ تو کہاں اس کے سامنے گئی ہے۔ چلو کہیں وہ کہہ نہ دے کہ یہ کہتا ہے میری ہے تو ہم لوگ جیسے جھوٹے ہیں لوگوں کا دیا ہے اس پر لوگ مسلی کرتے ہیں۔ ایک حد درجہ کی بالکل الف کی طرح سیدھی ہے۔ تو میری ماں کہتی ہے وہ دیکھو یا ڈاڑھ پر آیا ہے تو میں نے کہا نہیں آیا ہے تو ال کہتی ہے وہ میرے کپڑے دھلے ہوئے ہیں۔ میں لے آؤں۔ تو وہ کنارے پر جو گئی ہے تو دریا اتنا گہرا ہے اور بیچ ہے کہ انسان گھبرا جائے۔ تو میں ماں کی باہیں پکڑ کر اوپر کھینچ رہا ہوں اور ایک انگلی ہاتھ میں میری ماں کی ہے اور میری ایک انگلی پاؤں کی۔ کنارے پر تو میں یا علی یا علی یا علی پڑھ کر زور لگا رہا ہوں اور میری ماں مع اپنے دھلے ہوئے کپڑوں کے اوپر آ گئی ہے۔ پھر کرتے سے پوچھا ہے تو وہ کہتی ہے میں نے کسی کو کچھ نہیں کہا ہے۔ بعد میں ایک جوتشی بتاتا ہے تو میں کہتا ہوں نہیں تو اس نے جنتری میرے ہاتھ میں دے دی ہے کہ آپ خود دیکھیں۔ اتنے میں ایک آدمی آیا ہے اور اس نے مجھے کچھ دیا ہے۔

ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ

مسٹر طیوں سہائے۔ فضل الٰہی جو علی پیر زوار سے آیا ہے اور میں جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے گلے ملا ہے بہت ہی خوش ہوا ہے کہ ہم الٰہی بھی سالے ہے ... بعد میں میرے ہاتھ میں روٹی ہے اور میں پیپل کے درخت پر چڑھ گیا ہوں۔ اور نیچے تمام گاؤں ہی گاؤں ہے۔ زینا منہ بنا کر روٹی مانگتی ہے تو میرے ہاتھ سے روٹی گر پڑتی ہے نیچے میں۔۔۔ بعد میں رام سے آیا ہوں۔ اور نوٹ لاکر میں نے اقبال کو دیئے ہیں تو وہ کہتی ہے تو آسنے اور لاؤ میں لفافہ کو آنے لایا ہوں اور میں نے اقبال کو دے دیئے ہیں ... بعد میں ایک آدمی آیا ہے میرے ساتھ چل رہا ہے اور وہ کہتا ہے قطب شاہ ہوں ہی کم تھا تو اس نے مجھے لٹا کر کچھ خوشبو سنگھایا ہے جو کہ بہت ہی تیز ہے اور وزن دار اور وہ مجھے کہتا ہے کہ میں علی ہوں ... بعد میں میرا مکان ہے جس کو بہت بڑا تالا لگا ہوا ہے اور میرے گھر کے بہت سارے آدمی عورتیں اور بچے بیٹھے ہیں جس سے میں اپنا دروازہ کھول گیا ہوں آخر میں نے چابی نکال کر تالا کھولا ہے اور اخبار میرے ہاتھ میں ہے جو میں پڑھ رہا ہوں ... بعد میں وہ سب آدمی مسجد میں بھر گئے ہیں اور مرزا صاحب ہے۔ خوب ماتم ہو رہا ہے۔ بعد میں کہتا ہوں "بات بگڑ گئی نہیں"۔

(اٹھائیسویں رات)۔ بہت بڑا دریا ہے اور میں کشتی میں بیٹھ کر پار ہو گیا ہوں۔ پیارے لعل صاحب کچھ حساب کر رہے ہیں اور اپنی عورت کو کہتے ہیں کہ اگر یہ حساب سچ ہے تو ہیرا کا نام بہت ہوگا۔ (انتیسویں رات)۔ پیروں کی بارات ہے اور سب پیر بنارسی۔ ریشمی زری کے لباس پہنے ہوئے ہیں گھوڑوں پر سوار ہے۔ بند بارہ لاکھ روپیہ میں بکی ہے رنگ کے بنارسی کپڑے پہن کر اور سر پر عمامہ ریشمی زری کا باندھ کر برات میں شامل ہو گیا ہوں پیر اخوند میر سید پیر لال بادشاہ ہے جو مجھے کہتے ہیں کہ یہ کپڑے تمہیں کس نے دیئے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں مجھے بھی کسی نے دیئے ہیں اور مجھ سے جو آپ خدمت لیں گے میں کروں گا۔ میں آپ کا غلام ہوں نہیں بھیج جاؤں گا ... اور خوب گانا ہو رہا ہے بعد میری آواز اتنی صاف ہے کہ حاضرین گانے پر خوش ہو رہے ہیں۔ اور مجھے داد دے رہے ہیں۔ اور آسمان صاف ہے اور بہت سارے ستارے چمک رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ یہ کارخانے کا حساب حاضر ہے۔ (تیسویں رات)۔ شوکت کو میں نے خط بتایا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ پونے میں وہ آپ کو یا آپ سے آدمی کو روزہ کرنے والے ہیں۔ میں نے اپنا حق مانگا ہے اس نے انکار کیا ہے ... بعد میں موتی لال سے گفتگو ہوئی ہے میں نے اسے گزرا وقت یاد دلایا ہے۔ بعد میں بہت سارے جانور بھیڑ بکریوں کے گلے کے گلے لوگ مٹی میں دبا رہے ہیں۔ گردنیں ان کی باہر ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور خدا بخش جنگلی شیر کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گوشت کی بوٹیاں بنا کر رکھ رہا ہے اور میں کہتا ہوں اتنے بڑے جانور کو ذبح کیا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں۔

(اکیسویں رات)۔ ظہیر منشی نے اپنی طاقت درخاکی دردی مجھے پینا دی ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کی تو اجازت بھی میرے پاس نہیں ہے آخر گرمی ہے تو میں کہتا ہوں کہ گرمی بہت ہے اور میں فوارے تلے غسل کر رہا ہوں اور میں نے اپنی عورت کو چابی دی ہے کہ دروازہ کھول لو۔۔۔ کھیل ختم ہو گیا ہے اور میں نے حصہ بھرا ہے اور پی رہا ہوں۔ شرف الدین اور تمر الدین ہیں اور سب لوگ گھومنے کو

یہ سن کر میں نے پڑھنا شروع کیا ہے یا علے یا علے اور اڑنا شروع کر دیا ہے اور ان فرشتوں کو میں نے کہا سب ٹک جاؤ تو۔۔۔۔
انہوں نے میری پنڈلی پکڑ لی ہے اور ہم زمین پر آئے تو معلوم ہو رہا ہے کہ یہ جگہ مرعب پہلوان کی ہے اور وہ آ رہا ہے۔ میں اڑنے لگا ہوں تو ایک الماری نے مجھے پکڑ لیا ہے۔ میں پھر اڑنے لگا ہوں اور میں کہتا ہوں سب کو کہ کو دو تو مجھے ایک فرشتہ نے اڑنے نہیں دیا ہے اور مجھے کہتا ہے آپ اڑو نہیں ہم لڑیں گے مرعب سے۔ تو میں کہتا ہوں لڑو یہ صاف ہیں میں آنکھوں والا ہوں۔

سو چھوہیں رات:۔ مودی سین لے آتا ہے جو کہ سی بھگت کا ہے اور اونچا پہاڑ ہے۔ رات کا وقت ہے اور ہم منی اقبال کو سب شوٹنگ دیکھ رہے ہیں تو مودی ایکشن کر کے دو چھوٹی چھوٹی پتلیوں کو بتاتا ہے اور وہ کود رہی ہیں۔ ہم سب دیکھ رہے ہیں۔ **ستائیسویں رات**:۔ رشید اور میں لڑ رہے ہیں اور میں کہتا ہوں تو احسان فراموش ہے جیسی گالیاں میں نے نکالی ہیں ویسی ہی نکال دیتا ہے ایک آدمی کہتا ہے۔ لو جی اب آپ لوگ دونوں مل کے ناچ لو تو میں کہتا ہوں اس میں کیا ہے چلو میں تیار ہوں تو دوسرا کہتا ہے ملی بخش کا سینہ بے کینہ ہے اس کے بعد میں بکرے کا گوشت صاف کر رہا ہوں۔ اور سبز کپڑا بندھا ہوا ہے اور اقبال منی کے پاس کھڑی ہے اور دعا مانگ رہی ہے کہ یا اللہ منی کی آواز کھول دے اس کے تمام دکھ دور کر دے اس کو زندگی دے نام دے کام دے عزت دے ہر دکھ بیماری سے بچالے۔ بچہ طور میں کھڑی ہے۔

اٹھاوریں رات:۔ ایک بہت ہی بوڑھی مالی بیگم کو میری ماں کہتی ہے اس کو نہ چھوڑنا ورنہ جھوٹ نہ پر تہمت دھرے گی۔ اسے محبت کرنے لگا تو بولے گی بھی نہیں۔ تو میں نے دیا ہی کیا ہے۔ وہ چپ ہو کر پڑی ہے۔ **انتیسویں رات**:۔ ایک بہت ہی اونچا مکان ہے دربان پہرہ دار ہے تو کہتا ہے آٹھ ہزار میں دے دوں گا۔ جب میں وہاں گیا ہوں تو وہ گائے لے کر چرانے چلا گیا ہے۔۔۔ اور رسالے نیلامی وزیر ہے وہ کہتی ہے مالی یہ تو ہم جانتے ہیں کہ آپ مر رہے ہیں۔ مگر وہ پہلے آپ سے مرنے لگے تھے اب نہیں اور خوش ہو کر یہ کہہ رہی ہے۔ وہ ہے اور میں ہوں۔ سفید کپڑوں میں ہے **بتیسویں رات**:۔ مودی ہے تو میں اس کو کہتا ہوں اسے کردار بہت خوش ہے محبوب بہت ہی خوش ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ڈائیلاگ سیٹ پر بولتی ہے ٹک نہیں کرتی اور مودی سنتا ہے اور منی میرے ساتھ ہے۔

اکیسویں رات:۔ محبوب نے اقبال کو بلایا ہے اور کہتا ہے یہ ایک دیوی کا کام ہے جو کہ چار دن کا ہے۔ اقبال نے اس کا ڈریس پہنایا ہے اور سو روپیہ روز کا مانگا ہے اور منی کہتی ہے جب اماں بی کا سو روپیہ ہے تو پھر باجی کے ۱۸۰ روپے روز نام کا ہونا ضرور چاہیے **تیئیسویں رات**:۔ بمبئی میں تین چار روز جاؤں گا ہیروئن تو اپنا ہے وہ چار دن میں آجاتا۔۔۔ غیاث کہتا ہے ایک میں ہوں اور یہ مقبول حملہ والا ہم حاضر ہیں۔ تو کام میرے لئے آیا ہے۔ مجھے بلایا ہے تو میں کہتا ہوں غیاث مجھے کام مل جائے گا۔ تو وہ کہتا ہے آپ کے دھیرے دھیرے خوب لگے ہیں مل جائے گا۔ **چوبیسویں رات**:۔ کوئی نئی لڑکی ہے وہاں پر ریہرسل ہوا ہے۔ کل بلایا ہے۔ تنخواہ تین سو روپے مہینے کی ہے۔ کل آرڈر پر دستخط کر جاؤ۔ **پچیسویں رات**:۔ کسی نے مجھے زردہ دیا ہے کھانے کو۔ لیکن میں بھول گیا ہوں۔ میں نے اسے کھا لیا ہے پھر میں نے کہا ہے اس پر معاف کرنے کا۔ برسات۔ بہت برس رہی ہے منگو گرجنے لگی ہے میں نے اس کو بتایا ہے مودی بولتا ہے آؤ باباجی۔ (فضل کریم پروردگار) **چھبیسویں رات**:۔ لوگ جو اکٹھے ہو رہے ہیں۔ تو اندر سے کوئی نکلتا ہے آسمان باہر والے نے رعب دیا ہے تو اندر سے لوگ تنور کے پاس سے نکلتے ہیں تو ایک آدمی نے دو روپے دیئے ہیں تو وہ رکن لعلہ کہتا ہے کہ چھوٹی عمر کے بچہ کے لئے اس نے دو روپیہ تو دے دیئے تو میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کو اتنا رزق دے جتنا مدی بس پانی ہے شکر ہے کہ میں کہتا ہوں تم کہتا ہوں کہ دعا اتنی دفعہ ہمارے جیسے کہنے کی بھی سن لیتا ہے۔ تو بولو آمین آمین وہ کہتا ہے آمین آمین۔۔۔ بعد میں ایک فقیر کے ہاتھ میں دو آم ہیں ان میں دودھ ہے اور دودھ کے بھرے ہوئے ہیں۔ تو اس فقیر نے مجھے دیدیئے ہیں تو میں کہتا ہوں اب [illegible] بعد میں تین دروازے تھے ہیں۔ اور اندر ایک دیوار ہے بڑی ٹھاٹھی نکلی ہے تو میں تو کہ ٹھیک کر رہا ہوں دھوبی [illegible] کپڑے دھو کر لایا ہے اور رکھ دیئے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ دروازہ بند کر کے عمارت اندر بناؤں۔ مگر دروازے تو ٹھلے ہیں کوئی [illegible] **اٹھائیسویں رات**:۔ بھاگ بھری کا کام کر کے اپنے گھر بھرنے کو بیمار ہو گئی ہے۔ شرف الدین اپنے گھر خلا گیا ہے جو کہ اس [illegible] تو بھی ہے اور ماں۔ میں دونوں گھر سے نکل کر دیکھ رہے ہیں کہ وہ جا رہا ہے۔ پانی آ رہا ہے تو ہم دونوں بھی اس کے گھر پہنچ گئے ہیں [illegible] بیمار ہے مگر بہت عزت دار ہے۔ . . رائے بہادر چونی لال آیا ہے اور اس کا سالا بھی ہے اور کہتا ہے کہ ہم نے تو محمد اکرم کا میوزک جھنڈے خان

بیمار ہے مگر بہت عزت دار ہے۔ لیکن عورت مرد نوکر ہے ہیں۔ میں بھاگ بھری کو مانتا ہوں اور کہتا ہوں تو بہت عزت دار ہے شرف الدین کو بھی کہتا ہوں تم بہت عزت دار ہو۔ لاؤ میں بھی غسل کر آؤں۔ میرے پاس دس پانچ کے نوٹ ہیں۔ کنواں چل رہا ہے اور کہتا ہوں تم تو ٹاٹ کر مقابلہ کرنے سے پھوڑو تو تم بہت عزت دار ہو۔۔۔

ہندو ہیں مجھے دیکھ کر وہ کہتے ہیں کہ یہ میراثی ہے باجہ بہت اچھا بجاتا ہے سب میری جانب دیکھ رہے ہیں... ہزار ہا من گندم ہے... میں چل رہا ہوں۔ راستے میں نقشبند مجھے ملا ہے جو کہ حیات کا بھوئی ہے۔ وہ بے انتہا مسرت کا اظہار کرتے ہوئے معانقہ کیا ہے اور مجھ سے کہتا ہے توشہ ہی چلا جا رہا ہے وہیں سے آیا ہے" اس کے بعد نیل خور، زور سے بہہ رہا ہے اور میں غسل کر رہا ہوں... تو جمیل آتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ ماسٹر جلدی کرکے سامان کر دیجئے ورنہ مالک چلا جائے گا تم مالو یا نہ مالو ہم تو یہی کہتے جائیں گے۔ یہ کہہ کر وہ دروازہ پر چلے گیا ہے اور میں فوراً مالک کے پاس جانے کو چل پڑا ہوں

ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ

یکم ذی الحجہ کی رات: گوپ اپنے ٹکرے میں بیٹھا ہے اور اس کے پاس بہت بڑی بھی ہے جو کہ کھانا ہے تو مجھ سے کہتا ہے کہ میرا بھائی بہت شرابی ہے اور چار آدمی کا قرض دار ہے۔ یہ کہتی کا مالک چھوٹا بھائی ہے اور بڑے کا نام گوپالی ہے۔

دوسری رات: حکیم محمد یوسف مجھے مارنے کیلئے خود آیا ہے، اور آدمی بھی ساتھ لایا ہے۔ میرے ہاتھ میں لکڑی ہے۔ میں نے اس کو اتنا مارا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے معاف کر دو۔ میں آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور وہ توبہ کرتا ہے... پھر میں نے گھڑی دیکھی ہے جو اپنے ہی کلائی پر بندھی ہے۔ پورے آٹھ بجے ہیں تو میں کہتا ہوں آٹھ بج گئے ہیں روزہ کھل گیا ہے سب نے روزہ کھول دیا ہے۔

تیسری رات: میں جا رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور مجھے گلے سے لگایا اور اس کے پاس اس کے لڑکے بیٹھے ہیں۔ میں آگے آگیا ہوں، مجھ سے سردار علی... مجھے محمد صدیق نے بلایا ہے میں وہاں گیا ہوں بہ جگہ تو سکھوں کی ہے چوٹی بھی سکھوں کا ہے وہاں میں خواجہ محمد صدیق کا انتظار کر رہا ہوں کہ نواب صاحب آجائیں گے تب خواجہ محمد صدیق آگئے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ میں سبز کتاب ہے میں پوچھتا ہوں سکھوں نے یہ جگہ بیچی نہیں ہے تو وہ کہتے ہیں نہیں۔ اور سب کچھ بک گیا ہے۔ جگہ انہوں نے بیچی نہیں تو میں کہتا ہوں کہ وہاں وہ جگہ میرے استاد کی ہے جو دکھ رہی ہے۔ میں بھی یہاں سے سیکھ کے گیا ہوں تو وہ کہتے ہیں ہم نے شمس سے قرضہ لینا تھا وہ لینے گئے تھے تو میں نے کہا کہ لے لیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہاں سب کچھ قرضہ لے لیا ہے۔ (فضل کریں)

چوتھی رات: میں نل پر خوب غسل کر رہا ہوں۔ مالک چارپائی پر لیٹا ہوا ہے۔ میں نے کپڑے پہنے ہیں تو میرے دونوں ہاتھوں پر گھڑی کی جگہ پر نمبر لکھے ہوئے ہیں ۱۲-۱۲۔ **پانچویں رات:** کوئی پیر مجھے ملی ہے فیروز پر ایک عورت کا مقدمہ ہے جو بے حد حسین ہے۔ فیروز کو اس سے عشق ہے وہ عاشق ہے اور عشق ہی نے اسے اس عورت سے ملا دیا ہے ایک دوسرے عاشق کو بھی اس سے عشق ہے اور عورت بھی عشق کرتی ہے۔ فیروز نے اس عورت کو اپنے مکان بھیج دیا ہے... بعد میں ایک ہرے رنگ کا لفافہ ہے۔ ہم تین آدمی ہیں۔ میز کرسی لگی ہے میں نے پتہ لکھ دیا ہے "گورنر"... کچھ آدمی مجھ سے کہتے ہیں "ہم آپ کی سرداری مانتے ہیں آپ، تقدس سے کام لیں۔ پھر لڑکے ہیں جو مجھ سے کہہ رہے ہیں "ہم آپ کو نیاز دیں آپ کو نیاز دیں" ان کے ہاتھوں میں کتابیں ہیں۔

چھٹی رات: یہ الف ہے آگے قرہے پھر ھ ہے۔ **ساتویں رات:** محمد سیٹھ بیٹھا ہے۔ میں گیا ہوں تو وہ کہتا ہے کیسے آئے ہو؟ تو میں کہتا ہوں آپ جیسے سیٹھ کو پڑھنے۔ پھر میں کہتا ہوں "پہلے خدا" اللہ کو پڑھنا چاہئے بعد میں آپ جیسے سیٹھ کو اس سے پہلے بہاری میرے لئے تھال میں پوری اور کھانا رکھ کر لاتا ہے۔

آٹھویں رات ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ: مجھے بابو راؤ کہتا ہے کہ ہم بہت جلد آپ کو فتح لال کے پاس پہنچا دیتے ہیں اور تجھ پر وہ بہت خوش ہیں۔ بعد میں گوپ گوالانی کہتا ہے کہ ہم نے سنی کو بہت ہی پیٹ بھی دینا ہے اور دیں گے وہ معصوم بچہ ہے۔ میں پہلے کہتا ہوں کہ مزاحیہ عورت کو خط لکھنے میرا دل نہیں چاہتا اس کے بعد میں ڈاڑھی بنا رہا ہوں اور استرہ ذرا کند ہے تو ایک اجنبی عورت کھڑی ہے۔ میں اس کو کہتا ہوں کہ تم ہی ریزر تیز کر دو تو اس نے ریزر تیز کر دیا ہے۔ (رحم کریں رحم کریں دلدار)۔

نویں رات: پہاڑی ہے آدمی ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ کوٹی ہے وہ کوٹہ ہے اس کے بعد آدمی ہیں اور ایک عورت مجھ سے سوال کرتی ہے کہ کچھ خیرات دو۔ تو میں کہتا ہوں "میرے پاس کچھ نہیں ہے تو وہ کہتی ہے آپ قرآن پر عمل کرتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں۔ جی ہاں تو وہ کہتی ہے کہ نہیں۔ قرآن میں تو خیرات کرنے کو لکھا ہے۔ میں نے جواب دیا ہے کہ جب میں کما نہیں رہا ہوں تو میں خیرات نہیں دے سکتا۔ اگر یہ قرآن میں غلط ہے تو قرآن کوئی چیز نہیں ہے اگر قرآن کوئی چیز نہیں تو اللہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اس کے بعد میں بیٹھا ہوا ہوں

کہتے ہیں تو میرا کہنا ہوں تم آوارہ گردی کرنے کو جاؤ میں تو گھر میں بیٹھا ہوں۔ مجھے آوارہ نہیں بننا ہے۔ میرا بھائی مجھ سے کہتا ہے کہ لاؤ میں حقہ بھیکا دوں تو میں کہتا ہوں کہ انہیں میں خود بھیکاؤں گا۔ لہٰذا میں حقہ پینے لگتا ہوں... بعد میں ایک دو جگہ دو بہت بڑے بڑے ملیے (چراغ) جل رہے ہیں ایک آدمی آیا۔ ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ آپ انگلش اچھی طرح بولتے ہیں تو میں نے کہا ہے کہ نہیں میں بالکل انگلش نہیں بول سکتا ہوں۔ میں جھوٹ کیوں بولوں۔ میں انگلش نہیں جانتا۔ اتنے میں دو بزرگ سفید ریش آئے ہیں تو انہوں نے کہا اس کو آگے بلاؤ۔ بیعت کے لئے تو میں کہتا ہوں کہ میں بیعت پہلے ہی ہو چکا ہوں تو انہوں نے بہت زور سے اللہ کی ثنا شروع کی تو میں رونا جاتا ہوں اور منہ سے کہتا جاتا ہوں سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ تو وہ پہلے والا کہتا ہے مجھے دیکھ کر دوسروں کو اس میں کچھ ہے۔ دیکھا اس میں کچھ ہے؟ میں کہتا ہوں یہ طریقہ ہے طریقہ اچھا ہے... بعد میں منزل آئی ہے تو میں نے پوچھا ہے کہ ماسی کیسے آئی ہے تو وہ کہتی ہے کہ بہادر کا رد دار کی بیوی آئی ہے اس کے ساتھ آئی ہوں۔ یعنی بہار آئی ہے۔ باب سوم حالات:۔ میں حیدرآباد میں مقیم ہو رہا ہوں اور اس سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ فضول باتیں نہیں کرنی چاہئیں.... اس کے بعد میں کہتا ہوں سب سے پہلے بخار اترنا چاہئے تو منی کا۔ چودھویں حالات:۔ میں بیٹھا ہوں میرے سامنے شیر ہے، جو میرا مطیع ہے۔ بعد میں اقبال شیر کی کھال اتار کر گرم پانی میں ڈال دی ہے۔ اور صاف کر رہی ہے تو میں پوچھتا ہوں وہ جواب دیتی ہے اس کے بعد ایک جگہ ہے۔ اس طرف مرزائی لوگوں کی مسجد ہے اور ادھر ہماری مسجد ہے جو کہ بے حد لمبی چوڑی ہے اور وسیع ہے تو آگے ان چھت پر ایک معمار کام کر رہا ہے نئی چھت بنائی جا رہی ہے اور لکڑی کے ٹکڑے چھت پر دھرے جا رہے ہیں جیسے ہی پہنچا ہے میں نے اس سے پوچھا ہے کہ آپ کا بہت انتظار تھا تو میں کہتا ہوں میں تو ناٹک والا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ تو ملا ہے۔ لوگوں نے ہم سے کہا ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ میں ناٹک والا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ کو ملا ہے۔ لوگوں نے ہم سے کہا ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ میں ناٹک والا ہوں) تو وہ کہتا ہے کہ ناٹک والا کو بہت جلد ملتا ہے اس لئے کہ وہ سین سنیری جانتا ہے اور وہ اس کو سمجھا دیتا ہے تو میں کہتا ہوں میں انچارج ہوں۔ تو وہ کہتا ہے کہ یہ کام مسجد کی چھت کا ہے چھ مہینے میں ختم ہوگا۔ تو میں کہتا ہوں جب بھی ہو میرے باپ کے گھر کا کچھ نہیں جاتا لیکن آپ بھی ایسا نہ کریں کہ چوری پکڑی جائے نہ مالک کا نقصان ہو اور نہ آپ کا تھانا ہو بس برابر ہو۔ اس کے بعد ایک مرزائی اوپر سے اترا تو میں نے کہا جی یہ کرم دین مستری ہے اس کا باپ محمد دین ہے تو وہ کہتا ہے کہ دونوں مسجدوں کے درمیان بہت بڑا دریا جاری ہے اس میں خوب فسل کر رہا ہوں۔ پیر پیر کر آخیر میں کہتا ہوں میں انچارج ہوں۔

پچیسویں حالات:۔ ایک مکان ہے اندر مالک ہے۔ میں باہر میز کرسی پر بیٹھا ہوں اور میں نے ٹوٹل کیا ہے بسم اللہ اندر سے مالک نکلا ہے وہ ٹوٹل دیکھ کر ہنستے ہوئے مجھ سے پوچھا ہے کیا ہے ٹوٹل ہے؟ میں نے کہا جی ہاں تو وہ مسکرا کر اندر چلا گیا ہے اندر سے اس نے میرے ناشتے کے لئے دہی بالائی دودھ روٹا کیا ہے روٹی بھی ہے تو میں دہی کھا رہا ہوں.... بعد میں مولوی فہیم الدین صاحب ہیں اور مولوی نعیم الدین صاحب، تو ان کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ تو نعیم الدین صاحب (مولوی) فرماتے ہیں۔ اجی آپ کا سب کچھ ہے اور ہو گیا ہے اور ان میں سب سے بڑی دستار بندی کی ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ آپ کہاں جا رہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ سیٹھ کے پاس کنواں ہے خورشید گری ہے بن سلامت نکلی ہے اور منی میرے ساتھ ہے وہ بھی بچ گئی ہے۔

چھبیسویں حالات:۔ میرا گھر ہے ملک ہے اور میں خود ہی کہتا ہوں کہ خود ہی مجھے بلایا ہے اور خود ہی نہیں مانتے ہیں، کوئی کسی کا نہیں ہے، نہ ماں ہے نہ باپ ہے نہ بھائی ہے نہ بہن ہے اور میں اپنے رستے جا رہا ہوں... سامنے سے جت علی آ رہا ہے اور میں کہتا ہوں یہ تو مر گیا تھا مگر یہ تو زندہ ہے یونہی لوگ کہتے ہیں کہ اس کی رگیں پھٹ گئیں... یہ ملک سندھ ہے اور وہاں سب ایکٹو لوگ پہنچے ہوئے ہیں کھیل ہونے والا ہے جس کی گراؤنڈ ریہرسل ہو رہی ہے۔ بہت سی عورتیں گانا گا رہی ہیں اور میں سن کر بہت خوش ہو کر کہتا رہا ہوں سبحان اللہ سبحان اللہ۔ لڑکیاں تو بہت خوبصورت ہیں۔ سین شروع ہوتا ہے۔ ایک تخت ہے اس پر بہت بڑا اژدھا ہے اور مور کی شکل ہے وہ دونوں چیزیں زمین سے اوپر اٹھتی ہیں اٹھتی جا رہی ہیں... اور وہی کھیل اصلی میں شروع ہو گیا ہے اور میں بھی اس میں شامل ہوں۔ اور ملک کسی غلام نبی ہے... ایک خواجہ نالا آیا ہے، اس کے پاس مٹھائی ہے میں اس سے مٹھائی لینے گیا ہوں تو وہ کہتا ہے "تم نہ لو" میں نے پوچھا کیوں؟ کہتا ہے اس میں بھنگ ہے... اس کے بعد ایک پٹھان بیٹھا ہے اور کھانا کھا رہا ہے" اس نے میری ڈبل روٹی چھینی ہے تو میں نے اس کی روٹی چھین لی ہے لیکن میں نے زیادتی نہیں کی ہے اور میں صبر کر رہا ہوں"

ستائیسویں حالات:۔ ایک آدمی اور ہے اور میں، گاڑی پوری رفتار سے چل رہی ہے اور میں چلتی گاڑی پر سوار ہو رہا ہوں۔ ایک منڈی ہے جس میں تمام

کیا کرو گے۔ یہیں سب مل جل کر کام کرو۔ جمال کہتا ہے آپ کی وجہ سے ہی ہم یہاں پڑے ہوئے ہیں اس کے بعد بہت بڑی گاڑی ہے اس میں اولیا اور اس کی بہن صالح ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب میں پہلے یہاں آیا تو بیٹھنے کی جگہ ہی نہ تھی مگر اب اس گاڑی میں بہت کھلی جگہ ہے ... پھر گھوڑا گاڑی پر بیٹھا ہوں اور اس گاڑی والے نے مجھے اپنی جگہ پہنچایا ہے ... پھر کوئی چشمہ ہے۔ پہاڑی ہے، چشمہ سے پانی ابل رہا ہے اور میں کہتا ہوں "انفع خیز" **انیسویں رات**:۔ اقبال، غور شید، منی، کسی مالک کمپنی کے پاس گئے ہیں، تو میں کہتا ہوں "ان کا اللہ ہے اللہ ہے"۔ **بیسویں رات**:۔ ایک مکان ہے وہاں پر دو پلنگ پر بچھے ہوئے ہیں بہشتاں اور صالح ہے۔ صالح بہت اچھے صاف کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ وہ کہتی ہے کہ تین مہینے نکل چکے ہیں اب میں اپنے مرد علی بخش کے پاس جاؤں گی۔ وہ میری طرف ... اس کے بعد قصوہاں ہے اس نے گوشت پکایا ہے اور اپنے سب گھروں میں دے رہی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ ایسا ہی برتنا چاہئے کہ کسی کو نہ معلوم کہ یہ سالن کہاں سے آیا ہے۔ اس کے بعد خلیل گلاب جامن اور دودھ بانٹ رہا ہے اور مکان علی دائم قائم کا ہے اور حاکمانہ ہے ایک بہت خوبصورت لڑکی بیٹھی ہے جو کہ فضل کی عورت ہے بچہ۔ تو میں نے خلیل کے ہاتھ سے مٹھائی لے لیا ہے اور کہتا ہوں لائیے میں بانٹتا ہوں۔ آپ سب کو بہت بہت دے رہے ہیں۔ اس کے بعد مالک ہے اور میرے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جسمیں انگریزی زبان میں لکھا ہے اور میں مالک سے کہتا ہوں کہ آپ زمیندار ہیں۔ اس کو دیکھ لیجئے مالک کہتا ہے کہ زمین میں نے تمہیں دیدی ہے۔ تم مالک ہو۔ میں انار کھا رہا ہوں اور سیب بھی ہے۔ **اکیسویں رات**:۔ ایک سرائے ہے۔ پرتھوی راج ہے اور کئی دوسرے لوگ بھی ہیں تو کسی مقدمہ کیا ہے گواہی دینے کیلئے پرتھوی راج نے دستخط کر دیئے ہیں، دعویٰ مٹھائیوں کے نکالے جانے کا ہے۔ اتنے میں سوموار کا دن ہے دھوبی ہمارے بہت سارے کپڑے دھو کر لایا ہے اس سرائے میں بیچ میں ایک مکان ہے جس کا رنگ دھانی ہے یعنی سبز اور ہرا۔ میں نے جیب سے بھی نکال کر نانا کھولا ہے اور اندر کپڑے رکھ لئے ہیں اور میلے کپڑے اس کو دے رہا ہوں ... میں اور میرے بچے ہیں ایک جگہ ہے وہاں تو ہیں چل رہی ہیں۔ نشانہ بازی ہو رہی ہے تو میں کہتا ہوں یہ تو بچی تو میرے وطن کے ہیں اس کے بعد میں اور میرے بچے ہیں ہم سب سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور میں نماز پڑھنے لگا ہوں بعد میں ہم چلے جا رہے ہیں۔ مجھے کسی نے پندرہ روپے دیئے ہیں تو میں نے سجاد حسین کو دے دیئے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا لڑکا بھی ہے وہ لوگ آگے چل دیئے ہیں تو میں نے دیکھا ہے میرے پاس نوکر یا بھی نہیں ہے **میں نے اپنا کمرہ نہ دیکھا ہے تو میرے پلو میں ۳ روپے اور میری عینک بندھی ہے** تو میں نے کھول لی ہے اور کہتا ہوں کہ خیر میری چیزیں میرے پاس آگئی ہیں۔ آگے بڑھا ہوں تو ایک گاؤں ہے اور ایک نیا بنا ہوا مکان ہے جیسے گنبد اور قلعہ ہوتا ہے تو میں وہاں بیٹھے ہوئے چند آدمیوں سے پوچھتا ہوں کہ بھائی گاڑی کہاں ہے تو وہ کہتے ہیں وہ اسٹیشن ہے تو پھر میں ان سے پوچھتا ہوں کیا یہ گاؤں ریلی ہے تو ایک کہتا ہے اس کا نام محمد ہے محمد

بائیسویں رات:۔ میں لیٹا ہوا ہوں بہت برسات مجھ پر پڑ رہی ہے اس کے بعد ایک مالک شاید موہن کمپنی کا مالک موہن لال ہے۔ اس نے پہلے ایک بچہ بنائی ہے جو چلی نہیں۔ بوچلی نہیں۔ اس کے بعد وہ کرا آیا ہے تو اس کے بڑے اکبر سب کے سب ہندو ہیں۔ پربی بھی ہے تو میں بھی ہوں مجھے میرزک ڈائرکٹنگ آفس میں ساتھ لے گئے تھے۔ میوزک ڈائرکٹر بھی ہندو رکھا ہے تو لیکن یہ سب جھوٹے ہیں تو میں واپس آ رہا ہوں، تو راستے میں مجھے ایک نوجوان خوبصورت عورت ملی ہے ایک جوان پٹھان مرد ملا ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ یہ مجھے یہیں ملی ہے اور ابھی ملی ہے تو آپ اس کو گانا سکھا دیں۔ یہ مرد بھی اسی کمپنی کا ہے تو میں کہتا ہوں کہ ابھی میں گھر جا رہا ہوں۔ وہاں لے آؤ تو میں سکھا دوں گا۔ میں اپنی جگہ آکر بیٹھا ہوں۔ تو رحمت بی بی میرے پاس آگئی ہے میں نے پوچھا کہ تم کیسے آئی ہو۔ تو وہ کہتی ہے کہ میں ایسٹج پر گا رہی تھی تو میں نے سنا کہ جدن آئی ہے تو میں وہاں سے چل آئی ہوں۔ **تیئیسویں رات**:۔ جتی بخش کے گھر کا کوئی جھگڑا ہے۔ اس کے ساتھ کوئی دوسری عورتیں ہیں تو اس کی عورت وزیر نے اس کے بدلے دوسرے کسی آدمی کو اپنے لئے کر رکھا ہے تو جتی بخش کو بہت دکھ ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کہو تو سمجھانے کے لئے وزیر کو خط لکھوں کیونکہ میرا ابھی حق ہے۔ تم میرے بھائی ہو۔ میرا باپ بھی میرا جتی بخش ہے تو وہ کہتا ہے بیشک آپ کا حق ہے لیکن اس نے مجھے کہا کچھ نہیں ... اس کے بعد بھیا لال میں کام کرتا ہے تو مجھ سے کہتا ہے کہ ابھی ایک مہینہ اپنے کام کرو۔ اندر کام پڑے ہوں گے تو میں کہتا ہوں **ہماری صفا رش اللہ ہے**۔ **چوبیسویں رات**:۔ اس کے بعد اقبال خوب صابن مل کر نہا رہی ہے بعد میں اس نے بہت خوبصورت کپڑے بنارسی چوبکار پہنے ہوئے ہیں اور میں خود بھی بہت ہی خوبصورت معلوم ہو رہا ہوں۔ بہت روشنی ہے اور رنگ ایک دم سفید ہے سب بچے ہیں اور میری لڑکی خورشید بھی ہے۔ اس کے بعد کیکو بھائی صورت دالا ہے۔ میرے پاس اور مجھ سے کہتا ہے کہ آپ میرے استاد ہیں اور میں آپ کا شاگرد ہوں اور میں آپ کا شاگرد ہوں اور میں آپ کا شاگرد ہوتے آیا ہوں تو اس نے میرے

اور ایک چھوٹا سا لیمپ میرے پاس ہے جو جل رہا ہے اور پاس ہی مولوی بدرالدین کھڑے ہیں تو میرے پاس بہت بڑا زمینی لیمپ ہے اس پر تو چینی رکھ کر میں اپنے ہاتھوں سے جلا دیا ہے جس کی روشنی بہت ہوتی ہے اور دو رنگ پھیل رہی ہے **دھوبی رات**:۔ مقصود کہتا ہے کہ حور شید کا تیسرا اگر مینٹ بھی ہو چکا ہے بالکل تیار ہے صرف صاف کرنے والے ہیں جب حور شید یہاں آئے گی تو سب ٹھیک ہو گا میں گے وہ ہندو کہتا ہے

گیارھویں رات:۔ عید قریب آ گئی ہے۔ جدن کے دہاں سے تین سفید پلیٹوں میں ایک ایک ٹکڑا غلیمی کا بھنا ہوا میرے پاس کھانے کو آیا ہے کالکا بنادیں بیٹھا ہے اور کہتا ہے یہ بات تو ہمارے پیر کی ہے جو کہا ہو گیا (فضل کریں) جادھو میں رات:۔ میں گیا ہوں کوئی کہتا ہے کہ ہم آپ کے سسرال ہیں ہماری کھیتی باڑی ہے بعد میں لوگاں ہے جو خوب چل رہا ہے اور پانی خوب جاری ہے تو ہر ایک چیز تہ بتایا تو میں کہتا ہوں آپ نے یہ بہت اچھا بنایا ہے بعد میں ایک قبر بہت کشادہ ہے جیسے پانی کا تالاب ہوتا ہے کھودی ہے اور یہ مٹی کی ہے تو کو سامنے مٹی پھیل رہی ہے تو عورت میں اس سے میں کہتا ہوں زندہ کو کیسے دبا دیں۔ یہ ٹھیک نہیں کریں گے تو وہ ناہی ہے آپ پان کھا کر یہاں تھوک رہے ہیں تو میں کہتا ہوں جگہ صاف کر دیں گے۔ پھر بارات ہے باپ نے دولھا کے کپڑے پہنے ہیں۔ اور دولہا نے باپ کے کپڑے پہنے ہیں۔

چودھویں رات:۔ بہت بڑا دریا ہے اس کے میں پار ہو گیا ہوں تو آگے میری عورت اقبال ہے اس سے میں نے کوئی چیز لی ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ میں لوں گا۔ تو وہ کہتی ہے لو لو۔ اس کے بعد ناٹک ہو چکا ہے سب ایکٹر بیٹھے ہیں تو ایک معصوم بچہ ہے اس کا نام غیاث ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے پارٹ کیا۔ تو اس نے جواب دیا، جی ہاں شہزادہ کا۔ میں کہتا ہوں خوب خوب بہت خوب۔ تو میں مالک کمپنی کو کہتا ہوں کہ اس نے اس وقت اس عمر میں یہ کام کیا ہے اور جو تنخواہ تم دے رہے ہو اس سے یہ امید ہے کہ یہ بے انتہا اچھا کام کرے گا۔۔۔ اس کے بعد بہت سارے ڈبے پڑے ہیں۔ کسی میں کچھ ہے اور کسی میں کچھ۔ میں سب کے ڈھکنے اتار کر دیکھتا ہوں یہ سب کمپنی کے ہیں۔ کسی میں موتیوں کے زیور ہیں اور کسی میں دوسرے زیور ہیں۔

پندرھویں رات:۔ **مجھے جنت ملی ہے، مجھے گلشن دیا ہے اور زمین دی ہے**۔ اس زمین پر میں اور میرے بال بچے سب جا رہے ہیں اس زمین پر تار کھینچی ہوئی ہے اور کپڑا لپیٹا ہے۔ سامنے بہت بڑا دریا بہہ رہا ہے تو اقبال پوچھتی ہے کہ جو زمین پر آدمی ہے وہ پہلے ہندو کی طرح ڈراؤ تو نہیں۔ تو حور شید کہتی ہے کہ نہیں پہلے ہندو کی طرح ڈرو نہیں ہے اس کے بعد حور شید مجھ سے کہتی ہے کہ بابو جی آپ اس کے ساتھ اتنا بڑا کپڑا اور رسی دیجئے۔ تو میں کہتا ہوں نہیں بیٹی۔ کپڑا اسب سیا ہوا ہے۔

سولھویں رات:۔ میں اوپر مکان پر ہوں اور میں کہتا ہوں کہ علی نیچے کھڑا ہے۔ بعد میں شوکت کا ہاں ہے۔۔۔ بہت سی نئی خلقت ہے اور ان کا ریکارڈ ہے اور اس وقت کو میرے ساتھ ہے۔ کو کے ریکارڈ بھرتے ہیں۔ تو میں ریکارڈ سے کہتا ہوں کہ اس کے سات ریکارڈ بھر دیجئے تو تار میرے ہاتھ میں ہے اور اس میں آگ لگی ہے تو میرے پاجامہ کا پائچہ اس نے جلا دیا ہے۔ میں نے دھوکے لوٹے سے اسے خود بجھا دیا ہے بعد میں اس ریکارڈ نے سب ریکارڈ بھر دیئے ہیں۔ **سترھویں رات**:۔ اسمٰعیل بچو ڈائرکٹر ہے اور شالامار باغ ہے۔ فوارے چل رہے ہیں۔ مونٹنگ ہو رہی ہے بعد میں دو بہت بھاری بلڈنگیں ہیں۔ ان میں ایک ہی راستہ ہے۔ ایک دوسری بلڈنگ میں اندر ہی اندر سے جانے کے راستے ہیں۔ بعد میں میں اور شوکت ایک ہی کوچ پر بیٹھے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں "شوکت آپ نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا ہے لیکن پھر بھی میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ اس لئے کہ آپ یہ کہیں کہ کم ظرف ہوں۔ حقیقت میں مجھے یہاں آتے ہوئے بہت ہی رنج ہوتا ہے (رحم کریں) میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ آپ نے سجاد کا نام بھی دیا ہے۔ یہ آپ نے بے انصافی کی ہے تو شوکت شرمندہ ہو رہا ہے۔ اندر نور جہاں ہے اور شرف الدین تو میں کہتا ہوں کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میری بڑی لڑکی میرون ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرون تو ہے مگر اسلام سے ڈاؤن ہو جاتا ہے تو میرے بال بچے بھی نور جہاں کے پاس ہیں تو میں کہتا ہوں کہ مجھے ڈر نہیں ہے کیوں کہ اندر میرا بھائی شرف الدین بھی ہے یہ ایک بہت بڑا مکان ہے ہم لوگ برآمدے میں بیٹھے ہیں اور میں وہاں سے رخصت ہو رہا ہوں۔ بعد میں پوسٹ میں آیا ہے۔ گلابی رنگ کا لفافہ میرے ہاتھ میں دیا ہے اور میں لفافہ لے کر اس سے کہتا ہوں "لبیک"۔ میرا مکان بہت بڑا ہے اور میں چارپائی پر بیٹھا ہوں۔ میرے ہاتھ میں مسکہ ہے۔

اٹھارھویں رات:۔ **عالموں سے صلح ہوئی ہے**۔ اتنے میں خلیل آیا ہے اور مجھ سے کہتا ہے، زلیخی ہی منگوا دیجئے تو میں نے پوچھا کیوں وہ کہتا ہے۔ بیٹھا ہوا ہوں دودھ کی مٹھائی ہی بنا ڈالوں۔۔۔ اس کے بعد گانے بجانے والوں کا جلسہ ہے۔ کرم دین بھی ہے جمال بھی۔ بہت سارے طبلے پڑے ہوئے ہیں۔ تو مجھے طبلے پر بٹھا دیا ہے اور میں بالکل سفید کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور میں نے دودھ کا گلاس منگا کر پیا ہے۔ پھر طبلہ بہت سمے میں بولا ہے دوسروں کو کیلیاں پڑی ہوئی ہیں۔ جمال کہتا ہے نند یا بہت ہوئی ہے۔ لال جی کہتا ہے ہم تو گھر جانا چاہتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں گھر جا کر

پڑی جارہی ہے اور اس میں میں بھی ہوں۔ (خدا وندا مجھے بخش دے)۔

مرزا مشرف کے پاس ایک خط شریف آیا ہے میں نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے مجھے دے دیا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بہت مزے میں ہیں۔ پھر میں اپنے گھر بیٹھا ہوں۔ میرے آگے سینے کی مشین رکھی ہے جو میں کرسی پر بیٹھا ہوں۔ تو بھاوج بھائی بیگو اور ایک ہے اور دو بچے ہیں یہ سب میرے گھر بھوکے مرے آئی ہیں تو میں نے ان کی بہت خاطر و مدارات کی ہے۔ ان کے لئے چھ پیالی چائے منگائی ہے پھر وہ بچے پوچھتی ہیں تو میں ان کو اپنے حالات بتاتا ہوں کہ ماں جاؤ۔ میں بہت اچھی نوکری پر ہوں۔ چار سو روپیہ میری تنخواہ ہے اور بیس آدمی میرے ہاتھ میں کام کرتے ہیں۔ اور میں ہی بیوک ڈائرکٹر ہوں۔ میرا درجہ از رہبت عزت ہے اور میں یہاں آیا ہوں اور یہاں سے بھی جاؤں گا۔ اس کے بعد زمیندار مہر دین آیا ہے اور میں کہتا ہوں ہم بالکل تیار ہیں۔

سمندر کا کنارہ ہے اور میں نے تاج پہنا ہے اور شوکت حسین لڑائی لے رہا ہے۔ مجھ سے بار بار کہتا ہے کہ پھر کہو اور آؤ۔ تو میں اس قدر اس سے لڑائی لڑی ہے کہ وہ تھک گیا ہے اور کچھ شرمندہ ہے۔ مگر میں نہیں تھکا ہوں اور میں خوش ہوں۔

اس کے بعد نور جہاں، شوکت حسین، میری عورت اقبال اور خورشید میری لڑکی ہیں۔ نور جہاں اور شوکت حسین دونوں کہتے ہیں کہ آپ ہم پر ناراض ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں۔ نور جہاں کہتی ہے کہ اقبال بائی بھی ہم پر ناراض ہیں تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم بالکل ناراض نہیں ہیں تو اس کو یقین ہوتا ہے کہ۔ اور پھر میں نے انہیں چائے منگوا کر پلائی ہے۔

جمادی الاوّل ۱۳۶۵ھ

(بقیہ)

پانچویں رات:۔ رحمت اللہ نے سب کو دعوت دی ہے۔ اس کے بعد بسم اللہ آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں آج رات سے فقیر بن گیا ہوں۔ مجاور صاحب کی بلڈنگ خرید لیے کا میں نے سٹیل کر لیا ہے اور ہم میں سیٹل ہو گیا ہے (رحم کر پروردگار)۔

گیارھویں رات:۔ ایک بہت بڑا بازار ہے جس کی دکانیں بھی ٹھاٹھ کی بنی ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے مکان ہیں جن کا میں مالک ہوں۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا ہے۔ اور اچھا دیکھا ہے۔ بستر کا بوجھ جیتا اٹھا نہیں سکتا ہے اور بھابی وزیر کہتی ہے جیتا کچھ نہیں ہے۔ ہم سب نے مکان خالی کر دیا ہے اس لئے کہ ہم کو دوسرا محل ملنے والا ہے۔ وزیر میرے قریب ہے اور جیتا دور ہے تو وزیر کہتی ہے کہ جیتا کچھ نہیں اور دوسرے اٹھائے ہوئے ہیں۔ میرے سامان میں موم بھی ہے وزیر کہتی ہے یہ موم آپ اپنے پاس رکھئے تو میں نے وہ موم اس سے لے کر کاغذ میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ سکینہ گاتی بجاتی ہوئی آئی ہے۔ اس کے یہ کام آجائے گا۔ دوسری رات:۔ ایک بہت ہی بڑی بلڈنگ ہے جس کا نام دلبر کیفنس ہے میں اس بلڈنگ کا مالک ہوں تو دو آدمی ادھر سے ادھر جاتے ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ میرا اعلیٰ گھر ہے۔ یہ میرا اعلیٰ گھر ہے اس کے بعد سنی کہتی ہے کہ آپ خود مجھے قرآن پڑھائیں۔ جب میں پڑھوں گی تو گھر آؤں گی۔ اس کے بعد اقبال نے منی کا نکاح کر دیا ہے اور خود ہی رو رہی ہے اور بہت رو رہی ہے۔ تو میں اس کو کہتا ہوں کہ اقبال نہ رو۔ میرا کلیجہ باہر نکل آئے گا۔ میرا کلیجہ باہر نکل آئے گا۔ یہ تو تیرے پاس رہیگی تو وہ کہتی ہے کہ کچھ بھی ہو۔ میں نے نکاح کر ہی دیا ہے اس کو بعد بھابی ہے اور اس کی سسرال میں سے کوئی بیٹھا ہے۔

سترھویں رات:۔ بس دوڑی جارہی ہے تو میں نے پیچھے سے ڈنڈا پکڑ لیا ہے اس پر میرے پاؤں کا انگوٹھا ٹک نہیں ٹھہرتا ہے مگر میں لٹکا ہوا ہوں لوگوں کہتا ہے گر جاؤ گے۔ میں کہتا ہوں دیکھا جائے گا۔ اتنے میں دروازہ کھل گیا ہے میں اندر بیٹھا ہوا ہوں۔ تو اندر آتا ہی آتا ہے اور کیک اور روٹی بھی ہے۔ اس کے بعد ایک عورت مر رہی ہے آخری سانس ہے تو میری ساس اقبال کی ماں کہتی ہے لوگوں سے کہ مجھے تو اس نے یعنی علی بخش نے بچایا ہے تو سامنے وزیر بیگم بال کھلے کالے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہے اور میں کہتا ہوں میری شہنشاہ بیگم۔

(یا الٰہی مجھے بخش دے) (یہ خواب غلطی سے رہ گئے تھے لہٰذا اسے یہاں پر نوٹ کر دیئے گئے ہیں باقی خواب حسب ترتیب ہیں)۔

سامنے پگڑی سوار دیپ اور بھٹائی رکھ دی ہے تو میں، پہلے منتر پڑھنے لگا ہوں پھر میں نے اور وہ بدل دیا ہے اور یہ میں نے پڑھا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نماز پڑھ رہا ہوں جو کہ چار فرض عشار کے ختم کئے ہیں تو شرف الدین کو میں نے بلایا ہے، بعد میں شیخ مختار ہے تو میں کہہ رہا ہوں کہ رگس ہے زگس۔ درج شیخ مختار ہے۔ اس کے بعد بڑا علی ہے ساکھ دریا ہے اور اس کے اندر تھوڑی دور جزیرہ جیسے وہاں پڑی ہیں۔ تو میں پانی سے پار ان پر جا کر بیٹھ گیا ہوں اور پیپل کے درخت کا سایہ ہے دریا بے حد جوش میں آیا ہوا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب وہاں پانی میں بہہ جائیں گی اور میں اور یہ کھڑا ہوں اور پڑھ رہا ہوں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

تو جوش ٹھنڈا پڑ گیا ہے تو میں اپنے گھر آیا ہوں۔ تو سنی پانی بھر رہی ہے اور میرے ہاتھ میں سوت کی دو چیزیں ہیں جو میں وہاں سے لایا ہوں... اس کے بعد دیوکارانی... اور شیخ مختار سے تو شیخ مختار دیوکارانی سے باتیں کر رہا ہے اور اس سے کہہ رہا ہے میری بات یونہی مت اڑا، تو وہ کہتی ہے ہرگز نہیں۔ اور یہ بہت خوش ہو کر باتیں کر رہی ہے شیخ مختار نے اس کو نکاح کیلئے کہا ہے تو وہ خوش ہے

پیسوں رات:۔ تم خانے کا کمپاؤنڈ ہے مولوی فہیم الدین صاحب کھڑے ہیں اور ایک استاد آیا ہے اس نے کمپاؤنڈ کے سب مکان کرایہ پر لے لئے ہیں تو اس نے سب دروازوں پر انتیسی ایک اور بنارسی کپڑے لگوائے ہیں اور اس کا بہت بڑا بورڈ لگا ہوا ہے اس پر لکھا ہے... تو میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ یہ کون ہے تو وہ کہتے ہیں یہ بہت بڑا استاد ہے اس نے یہ کمپاؤنڈ کرایہ پر لے لیا ہے اس کے بعد ٹرام ہے اس پر میں اور کومیری چھوٹی بچی [illegible] اور صرف ایک ڈرائیور ہے تو ہم نے کہیں اور جانا ہے بہت آگے لے گیا ہے۔ یہاں تک کہ آگے ٹرام نہیں کوئی سڑک نہیں ہے وہاں پر ٹرام ختم ہوئی ہے تو میں ڈرائیور سے پوچھتا ہوں ہم کہاں ہیں یہ کونسا جگہ ہے اس جگہ کا نام کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ بھاؤ نی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے پیچھے اترنا تھا اب یاد آیا کچھ بند دلبات رہ گئے تو وہ کہتا ہے کہ میں تو پہلے یاد نہ کروں گا۔ سامنے والی درگاہ کی تو سامنے ایک مینار ہے بہت اونچا ہے اور اس پر [illegible] کمپاؤنڈ بھی ہوا ہے دروازہ... اندر درخت لگے ہوئے ہیں جو کہ سبز ہیں اور کچھ کچی دیواریں ہیں اور مزاریں ہیں تو وہ درگاہ کے اندر گیا ہے اور میں بھی اس کے ساتھ اندر داخل ہوا ہوں تو اس نے ہاتھ اٹھا رکھے ہیں اور میں نے بھی فاتحہ پڑھا ہے۔ اس ڈرائیور کے تمام بدن پر پھول ہیں ہم یہاں سے فارغ ہو کر باہر نکلے ہیں تو ایک عورت اور مرد کالے کپڑے پہنے ہوئے سڑک پر خوشی گپیاں کرتے جا رہے ہیں تو ایک عورت میری طرف دیکھ کر دوسری عورت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ دوسری کا منہ پونچھ لے تو جب سب نے مجھے دیکھا ہے تو میں کہتا ہوں بس ختم۔ ستائیسویں رات:۔ دو لڑکیاں چل رہی ہیں اور گا رہی ہیں۔ میں بہت خوش ہو کر سبحان اللہ سبحان اللہ کہتا ہوں۔ اس کے بعد میں اپنے گھر گیا ہوں تو صالح کھڑی ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا تم نے زیارت کر لی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ نہیں میں نے زیارت نہیں کی ہے بلکہ کوئی لگے جو زمین سے وہ سب ہم نے اپنے میں لانی ہے۔ میں نے پوچھا کہ کتنی لکڑی لگے گی۔ کہ اس نے نہیں بتایا۔ بہشتاں بھی کھڑی ہے وہ مجھ سے کہتی ہے کہ آؤ میں تم کو دکھاؤں۔ ہم نے مل کر ایک من چنے لئے ہیں۔ آگے وہ ہے پیچھے پیچھے میں جا رہا ہوں۔ ایک سرے کے اندر اور دوسرے سرے سے باہر تک مجھے دکھائی دے رہا ہے ایک طرف سے ہم اندر داخل ہوئے ہیں دوسری طرف سے باہر نکلے ہیں۔ اندر تمام ہرے ہرے چنے ہیں۔ پھر گھبرو مجھے یہ کہتا ہے کہ یہاں ایک سنیما ہے جو خوب چل رہا ہے اور دو حصے دار ہیں سات لاکھ روپیہ کما چکے ہیں اور ہم نے تمہاری فلمیں بھی دیکھی ہیں جو ایسی ایسی ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ ایسی نہیں ہے بلکہ میری فلمیں یہ ہیں عید کا چاند۔ روپ بسنت۔ مالتی۔ مادھو۔ پھلل۔ پدمنی اور بہت سی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ لاکھوں کروڑوں روپیہ انہوں نے کما لیا ہے۔ اس کے بعد حیدر شاہ سلطان بابا ہیں اور میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ شاہانہ لباس پہنے ہوئے ہوں۔ سلطان بابا مجھے ڈائریکشن دے رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔

اٹھائیسویں رات:۔ ایک حوض ہے، عجیب قسم کا ہے۔ بعد میں حضرت ابراھیم کہتے ہیں کہ شیعہ جو کہتے ہیں وہ بہت بار بار اور بہتر کہتے ہیں۔ ایک دن اور دو حصے... اس کے بعد بودی کا آدمی آیا ہے اور سیاہ پوشاک پہنے ہے منی سے کہتا ہے کہ صاحب نے پوچھا ہے کہ آج آپ اسٹیج پر نکلیں گی؟ تو میں کہتا ہوں کہ ہم معافی چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ایگریمنٹ میں تو لکھا ہوا ہے کہ جو کمپنی کہے گی وہ ماننا پڑے گا۔ اس کے بعد مجلس محرم

جلال الدین والد قائم آیا ہے۔ اور بہت سا سامان کسی جانور پر لاد کر لایا ہے جھاڑو دینے والی ایک بڑی عورت بھی اپنے ساتھ لایا ہے۔ جو جوان ہے معصوم بچی اور بچہ بھی وہیں ہیں بچی کے پاس اناج ناپنے کا برتن ہے۔ تو جلال الدین نے وہ پیمانہ سونے اور چاندی کے ڈالروں اور چھوٹے چھوٹے سکوں سے بھر دیا ہے۔ ڈالر بہت بڑے بڑے ہیں جیسے چھوٹی پلیٹیں۔ بچی بچہ پوچھ رہی تو جلال الدین نے کہا کہ یہ تین سال کی محنت کا خرچہ ہے جلاؤ۔ بچہ بہت ہی معصوم ہے۔ کہتا ہے کہ اس بچے کا سر چوٹ لگنے سے پچھ پھر گیا تھا گراب بالکل ٹھیک ہے۔ اس کا نام حامد گلزار ہے۔ (رحم فرما)

(۱۵) پندرھویں رات:۔ مودی کہتا ہے کہ ہم معصوم کا حق نہیں رکھتے۔ اس کے بعد میں پڑھ رہا ہوں۔ اھل اللہ نور اللہ بھر بہت سے معصوم بچے میرے ساتھ ہیں اور فاضل امام کی درگاہ پر گئے ہیں اور راجو مجھ سے پوچھتی ہے کہ دیکھو ہمنے کتنا بڑا نیا دروازہ بنایا ہے اور میں سیڑھیوں پر چڑھ رہا ہوں۔ جو سفید ہیں اور میں اوپر پڑھ گیا ہوں میں معجزوں کے حصت پر ہوں میں نے سورہ فاتحہ پڑھ کر ہم کا فاتحہ دلایا ہے۔ ادھر محرم کا بہت بڑا جلوس نکلا ہوا ہے۔ لاکھوں آدمی سیاہ سیاہ کپڑے پہنے جا رہے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ مرتع کے دروازے میں سب کٹ کر آپس میں مر جائیں گے۔ اس کے بعد تھیٹر ہے نوجوان اور شوکت حسین ہیں اور پبلک بھی بیٹھی ہے۔ لیکن میرے اشارہ کوئی نہیں ہے۔ تو میں نے کہا کہ ساتھ ہو کر تو بیٹھو۔ وہ بیٹھ گئے ہیں۔ پردہ پڑا ہوا ہے کہ جو نہ ادھر ہوتا ہے اور نہ ادھر ہوتا ہے اسٹیج پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ ابراہیم میک اپ کر رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ ہمیشہ کیلئے تھوڑ ہمارے لئے بند ہو گیا ہے۔ میں چل پڑا تو میرے ہاتھ میں بہت ساری چیزیں ہیں۔ اور اس نے مجھے فقیر ہی دیا ہے۔ لال مین میرے ہاتھ میں ہے تسلی چینی ایکدم سفید ہے اور بتی بہت صاف روشن ہے اچھی طرح جل رہی ہے۔ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں بہت سے کیمپ لگے ہوئے ہیں۔ اور وہاں ایک جانور ہے جو ایک بکرے کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اور بچا بھاگ رہا ہے آخر اس جانور کے بکرے کو پکڑ کر مار ڈالا۔ میں دیکھ رہا ہوں اور گاؤں میں شور مچا ہوا ہے۔ عورتیں ہی عورتیں ہیں اور وہ میری طرف متوجہ ہو کر پکار رہی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آدمیوں کو بلاؤ جو اس بکرے کو بچائیں۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ پبلک کا آدمی یہاں کوئی نہیں ہے (۱۶) سولھویں رات:۔ پہلے میں نے خوب غسل کیا ہے دریا خوب بہہ رہا ہے۔ پھر میں گھر واپس ہوا ہوں کہ پانچ چھ دن کے وقفہ سے گیا ہوں سب میری والدہ اور بھاوج کریم بھری اور بھاگ بھری اور بھاگی یہ سب میرے آنے پر بہت خوش ہیں۔ اور دریافت کرنے پر میں کہہ رہا ہوں کہ میں گوالیار کے آگے سے واپس آیا ہوں۔ وہاں تک اللہ دتا بھائی بھی گیا تھا۔ میری بھاوج میرے لیے کھانا پکا رہی ہے۔ بھاگی میری گود میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اور بہت خوش ہے۔ تو میں نے کہا کہ کوئی سوز یا مرثیہ نا وہ کہنی ہے "ملہار ہوری کے بیچ برکھارت آئیں" سیکھ پیا سوتن بھر پائیں۔ اپت بچکارن اُت جھن جھارن۔ اپت گلا اُت جھوم دے آئیں" اتنے میں تمام تبتیوں میں کھلبلی سی رونق ہے جیسے دیوالی اور گولی چل رہی ہے اور بہت زور سے چل رہی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ گھبراؤ نہیں اور یہ جگہ بہاڑ ہے اور میں کہتا ہوں کہ آپس میں گولی چلا رہے ہیں۔ آپس میں ہی مارتے ہیں اور آپس میں ہی مریں گے۔ اور پھر میں پڑھنے لگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط۔ اس کے بعد پندرہ اوم کا رانا کا جلسہ ادھر چندار روشن کی ماں اور رشن آ رہا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اوم کار کا گانا ضرور سنوں۔ کیونکہ وہ بہت بڑی بڑی کانفرنسوں میں جاتا ہے۔ اور بہت اچھا گویا ہے۔ لوگ جمع ہیں اور میں چھت پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اس کے بعد ایک چھوٹی بچی خوب ناچ چکی ہے۔ اسٹیج نے لیکن مالک داس ہے آگے کھیل شروع ہے۔ تو بیچ میں کالا کپڑا ڈالا ہوا ہے۔ اور دیا اس نے پردہ کے پیچھے اٹیوں اور تھپروں کا اسٹیج بنوالیا ہے۔ اسٹیج کا رنگ سفید ہے اور ایکدم ہموار ہے۔ ایکڑوں سے ہموار ہے۔ اتوار کے دن تم لوگوں نے کام کیا ہے۔ یہ چھٹی گورنمنٹ کی طرف سے ہوتی ہے یہ تم کو چھٹی دلا دوں گا۔ یہ شہر حیدرآباد ہے اور ایک بہت ہی بڑا دریا ہے۔ اس کے کنارے میں کھڑا ہوا ہوں اور ایک بٹھان وہاں آ گیا ہے اور مجھ سے پوچھتا ہے کہ آپ نے کہاں جانا ہے تو میں کہتا ہوں کہ دریا پار فلاں جگہ جاؤں گا۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں نے تو بہت دور جانا ہے۔ مگر ایک ہی کشتی جاتی ہے۔ اسی پر سب کو سوار ہونا ہے۔ سمجھ بھی کھڑا ہے۔ اور ہنس رہا ہے۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ اگر خوف کو دیکھا جائے تو یہ آنکھیں جل جائیں گی۔ مگر چھوڑا بھی نہیں جاتا۔ ہے اور میں بے حد رو رہا ہوں اتنا رویا ہوں کہ میری ہچکیاں بندھ گئی ہیں۔ بعد میں پارلیمنٹ کا اجلاس ہو رہا ہے۔ سب ممبر کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ اور میں بھی کرسی پر بیٹھا ہوں۔ بہت بڑی میز ہے جو بیچ میں پڑی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں سب قانون پاس ہو رہے ہیں۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ ہم قانون سے جاندی چاہتے ہیں۔ جتنی چاہی اتنی لگی اس کے بعد بچہ کھڑی ہے اور ماسٹر نسیم صاحب بھی ہیں۔ میں اور اقبال بھی ہیں۔ اقبال مجھ کو سمجھا رہی ہے اور مجھ کو ماسٹر صاحب کا پی لے

(۱۸)

سنہ ۱۳۶۳ھ

(محرم الحرام)

شروع سال، نویں رات: میرا نکاح کرنے کے لئے مجھے وہاں بلایا گیا ہے اور میں بیٹھا ہوں تو اندر سے لڑکی کو بلایا ہے۔ جو لڑکی آئی ہے وہ بہت ہی خوب صورت ہے اور جوان ہے۔ اسنے مجھے دیکھ کر سلام کیا ہے میں نے جواب دیا ہے جب معلوم ہوا ہے تو میں حیران ہوں کہ میں بڈھا ہوں اور یہ لڑکی جوان ہے یہ کیسی شادی ہے اور یہ کیسا نکاح ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے میری شکل ایکدم خوب صورت ہوگئی ہے اور میں ایکدم جوان ہوگیا ہوں۔ اور رنگ میرا ایکدم سفید ہوگیا ہے۔ اور روشنی بہت ہے اور بتیاں جل رہی ہیں مگر بہت بڑا ہے اور بہت ہی سجا ہوا ہے۔ (۱۱) **گیارھویں رات۔** مالک نے مجھے آم کا ایک گچھا دیا ہے جو کہ چھوٹا سا ہے۔ اور پیر اٹھوائے جا رہا ہے۔ اور اس میں ایک بہت بڑا آم کا درخت ہے۔ اس پر میں چڑھ رہا ہوں اور میں صاف کر رہا ہوں اور وہ بہت ہی سبز اور تر و تازہ ہے..... اس کے بعد میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا ہوں تو نیچے کوئی چیز رینگنے لگی ہے۔ میں نے اسکو پکڑ لیا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ سانپ ہے۔ سانپ ہے۔ اتنے میں دوسرا کوئی آیا ہے تو میں نے اسکو دور پھینک دیا ہے اور وہ ہلاک ہوگیا ہے۔ اور میں ایکدم زور سے پڑھتا جاتا ہوں اور مجھ میں بڑی طاقت ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا دریا ہے اور اس کے کنارے سب گاؤں آباد ہیں اور میں وہاں موجود ہوں اور لوگوں نے گاؤں کا نام پوچھ رہا ہوں تو سامنے سے ایک بزرگ آئے ہیں اور چھوٹا سا قد ہے اور سفید لمبی داڑھی ہے۔ اور بہت ہی ضعیف ہیں۔ تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آئندہ کیا ہوگا تو وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ اچھا ہی ہوگا... انشاء اللہ۔ بہت ہی اچھا ہوگا۔ ائمہ معصومین کی فاتحہ و نیاز دینا۔ دوسرے آنے کی نیاز ضمیمہ دیتے رہنا کہ سو۔ (۱۲) **بارھویں رات۔** بہت کچھ خلفشار ہے۔ لوگ ہیں اور میں کہتا ہوں کہ میری عمر چالیس برس کی ہے (۱۳) **تیرھویں رات۔** اقبال نے مجھے تیس روپیہ چاندی کے دیئے ہیں کہ خرچ کروں تو میں نے اڑا دیئے ہیں۔ میں بھلووں پہنچا ہوں تو میں نے دیکھا کہ بھلووں کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے۔ تب میں نے سیتا رام چوہڑے کے یہاں اپنا سامان رکھا ہے اور میں نے وہاں کی حالت دریافت کی ہے۔ تو اس نے بتایا کہ رام پیارے یہاں نہیں رہتا ہے۔ اس نے دیوالیہ نکال دیا تھا۔ اور دوسری جگہ پر وہ مکان بنائے ہوئے ہے۔ اس کے بعد میں اپنے مکان کی طرف بڑھا ہوں تو آگے فاطمہ میری عورت صالح اور بہتاں میری لڑکی کھڑی ہے۔ صالح پتلی اور خوب صورت ہے اور انھوں نے مجھے پہچانا نہیں ہے تو میں بڑھکی کے مکان میں گیا ہوں تو میری بہت عزت کی ہے۔ اور اس سے میں نے اپنی عورت کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ تو ایک نائک کے آدمی پر مرمٹی ہے۔ تب میں نے پوچھا کہ کون کمپنی ہے۔ اس نے بتایا کہ منیکا کمپنی ہے۔ اور وہ یہاں آئی تھی ہر وقت اکیڑی اس کے پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہے۔ وہ کمپنی تو میں جاتا ہوں۔ منیکا ہے اور کمپنی کی ہے۔ میں گھبرا گیا ہوں۔ دیکھتا کیا ہوں کہ میرا لڑکا صالح مانگنے والے کو دے رہی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس سے اچھا بدھو تو میں کہتا ہوں کہ یہ میرا لڑکا ہے اس کو کیوں دیں فاطمہ مجھ سے کہتی ہے کہ اپنا سامان وہاں سے اٹھا لاؤ۔ میں اپنا سامان وہاں سے اٹھا لایا ہوں اور سب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے تم کو خط لکھا تھا کہ تم بمبئی آجاؤ اور آدمی سے بھی کہلا بھیجا۔ جو ہماری حالت ہے وہ تمہاری حالت ہے تم نہیں آئیں تو وہ کہتی ہے کہ میں یہ بھی کہ آپ سیدھے طریقے سے نہیں بلا رہے ہیں۔ تو فاطمہ کہتی ہے کہ بیشک علی بخش نے کہا بھی اور کہلا بھی بھیجا ہے کہ تم نے نہیں مانا علی بخش سچ کہتا ہے۔ میں گواہ ہوں کیونکہ فاطمہ میری طرفدار ہوگئی ہے اور گواہ بن گئی ہے اور ہماری صلح ہوگئی۔ میں کہتا ہوں کہ معاملہ صاف ہوگیا میری عورت مجھ سے مل گئی اور میرے ساتھ ہوگئی ہے اس نے مجھے دو پیسے دیئے ہیں کہ جاؤ غسل کر آؤ۔ ہم نے بمبئی جانا ہے اور سب لوگ خوش و خرم ہیں (۱۴) **چودھویں رات۔** بہت بڑی مسجد ہے نمازی بے حساب ہیں۔ اور نماز پڑھی جا چکی ہے۔ میں نے بھی نماز پڑھی ہے۔ سب نے دودھ کی طرح کے سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور ایک سبز رنگ کا مکان ہے۔ جس کے درخت بھی سرسبز ہیں۔ ایک مکان مالکہ ہے اور ایک بچہ ہے۔ مالکہ نے اندر باہر جھاڑو دیکر خوب مکان صاف کر دیا ہے۔ اس کے بعد.....

اور میں کہتا ہوں کہ آج ہماری مراد پوری ہوگئی ہے۔ میں نے جانور کو سر پر سے پکڑ لیا ہے اور ہم حسین میں رو رہا ہوں۔ کل ہندو لوگ کا جلوس سیاہ رنگ کا نکلا تھا۔ آج وہی جلوس نور کا نکلنے والا ہے۔ تو ہم دونوں بیٹے باہر نکلے ہیں۔ ماں کہتی ہیں کہ وقت تھوڑا ہے اگر وقت ہوتا تو ہم اور مجلسوں میں بھی جاتے۔ ایک چھوٹا سا گروہ ہے جو کہ شیعوں کا ہے اور سڑک پر ماتم کر رہا ہے میں اپنی ماں سے کہتا ہوں کہ چلو۔ اور ہم اس مجلس ماتم میں شامل ہو گئے ہیں اور میں رو رہا ہوں اور حسین حسین کی آواز ہے۔ پھر میں ماں سے کہتا ہوں کہ یہ تھوڑے ہی پڑھنے والے ہیں۔ اور تھوڑے ہی رونے والے ہیں (۲۵) **چوبیسویں رات**:۔ کھیل چھوٹا ہے اور ہزار ہا آدمی اپنے اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں۔ اور میں دیکھ دیکھ کر ماں کی خوشی پر خوش ہو رہا ہوں آگے ایک مٹھائی کی دکان ہے میں نے آٹھ آنے کی مٹھائی لی ہے اور اٹھا دیری ہے اور پھر ہزاروں خلقت جمع ہے۔ ایک کہتا ہے کہ یہ کون آ رہا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ فوج محمد اور ہا ہے۔ اس نے پگڑی باندھی ہے۔ ایک کہتا ہے کہ آپ تو بریس میں تصویریں ابھی چھپنے لگی ہیں اور دونوں پر سے اچھی تصویر بیچا ہتے ہیں (۲۶) **چھبیسویں رات**:۔ میری لڑکی خورشید کے ساتھ سلطان رہتا ہے۔ بعد میں ایک گاؤں ہے اس میں ایک عورت رہتی ہے اسکا اعلان ہے کہ مجھے ہارمونیم بجا سیکھنا ہے۔ جو مجھے سکھائے گا اسکو بارہ سو (۱۲۰۰) روپیہ انعام دونگا۔ اور میرے ہارمونیم بجنے کی بہت تعریف ہو رہی ہے۔ ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ اس گاؤں میں ایک عورت ہے اس نے ہارمونیم سیکھنے کا اعلان کیا ہے پہلے اسنے ہارمونیم سکھانے پر (۱۲۰۰) بارہ سو روپیہ ماہوار کا اعلان کیا تھا۔ اب اس نے پندرہ سو روپیہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ آپ ہی اسکو جا سکھا سکتے ہیں۔ سو سکھا دیجئے۔ آگے میدان میں کھیل ہے سو دی کھڑا ہتا رہا ہے۔ دو پارسی آدمی اونٹ پر سوار ہیں۔ انجلی کی طرح ٹرکس سے کام ہو رہا ہے۔ اور میں کرسی پر بیٹھا ہارمونیم بجا رہا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ تو میں نے اس کو سنانے کی غرض سے ہارمونیم مولڈنگ پر ہاتھ مار ہا ہوں اور وہ بھی بے فکر ہے میں بھی بے فکر ہوں۔ اتنے میں بہت بڑے بڑے آدمی آ رہے ہیں جو کہ کام کر رہے ہیں۔ اور ظہیر بھی کام کرتا ہے۔ جو کہ غنی ظہیر کے نام سے مشہور ہے۔ با جا میں نے اس لیئے زور سے بجایا ہے کہ سودی جان لے کہ میں بھی ماسٹر ہوں۔ (رحم فرما پروردگار عالم تو بڑا رحیم ہے کریم ہے۔ تو بخشندے سب گناہ)

صفر المظفر سنہ ۱۳۶۳ھ

پہلی رات صفر المظفر:۔ پہلے یونائٹک کمپنی کے مالک مجھے کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ میں آپ کو کام دونگا گو ابھی تنخواہ نہیں ملی گی۔ **دوسری رات**:۔ میرا خیال ہے کچھ دنوں کے بعد سے جاری ہوگی۔ اس کے بعد مولوی صاحب سے میں کہتا ہوں کہ ابھی میں اپنے گھر ہی کھاؤں گا۔ اور فری کام کروں گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ جب میرے گانے گھر گھر گائے جائے اور بجائے جائیں تو مجھ سے منھ مانگے دام لونگا۔ تب وہ کہتے ہیں کہ بیشک مجھے یہ شرط منظور ہے۔ اور وہ بہت خوش ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد واپس کمپنی کے اندر گھنگرو بج رہے ہیں۔ اور وہ بے زار ہو کر گرگ ختم کرتا ہوں۔ تو جا اندر گھنگرو بجا رہا تھا وہ باہر آتا ہے اور بارعب ہو کر مجھے دیکھتا ہے اور مجھ کہنا چاہتا ہے کہ بہت سارے لوگ میری طرف سے کھڑی ہیں اور وہ خود مرعوب ہو جاتا ہے اور لوگ بھی اسکو ڈانٹ دیتے ہیں۔ یہ ہماری صلاح ہوئی ہے۔ اور میں نیچے سے اوپر اڑتا جا رہا ہوں۔ اور ایک آدمی نے میرا پاؤں پکڑ لیا ہے اور میں نے شکریہ لے لی ہے۔ (رحم فرما اے میرے معبود خالق)

تیسری رات:۔ میں سوکھے پتے کھا رہا ہوں اور میوے کھا رہا ہوں۔ ایک بہت ہی غریب آدمی ہے اور وہ بدھ مت ہے اور اسکا نام سورج پرشاد ہے۔ اور اسکو میں نے نوکری دلوائی ہے۔ ایک سو پچاس روپیہ ماہوار ہے۔ اور وہ چپ بھی ہے اور خوش بھی ہے اور مالک نے ڈیڑھ روپیہ اسکا دو روپیہ اسکی عوات کے اور ایک ایک روپیہ روز اس کے تین بچوں کا مقرر کر دیا ہے۔ سب ملا کر دس روپیہ روز کی آمد کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ تو میں ان سے کہتا ہوں کہ تین سو روپیہ مہینہ کی نوکری ہے تو وہ کہتا ہے کہ میری اپنی عورت سے پوچھ لوں۔ اس کے بعد ایک آدمی آکر مجھ سے کہتا ہے کہ میں آپ کو پکڑنے آیا ہوں۔ تو میں نے پوچھا کہ کیوں تو کہتا ہے کہ علی بخش نام رکھ لیا ہے۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ بھائی یہ میرے بچے ہیں اور یہ میرا بیٹا ہے۔ اور علی بخش میرا اصلی نام ہے۔ مگر آپ نے فرضی رکھ لیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آپ کا نام علی بخش فرضی ہے۔ اگر آپ کچھ کہتے ہیں تو خیر میں نے آپ کو تکلیف دی ہے اسکی معافی چاہتا ہوں اور مجھے اجازت دیجئے تو میں کہتا ہوں کہ آپ کی سے زیارت کر لیں۔ (کرم کر کردگار)

رہی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ ماسٹر صاحب کو کاپی کی قیمت چار پیسہ دیدو۔ تو اقبال کہتی ہے کہ جسکے چار پیسے تھے اس کے سولہ پیسے ہیں۔ میں نے کہا کہ سولہ پیسے ہی ماسٹر کو دیدو۔ بہت بڑا اخبار "انقلاب" ہے جو بڑھا جا رہا ہے۔ (رحم کرائے رحیم ۱۹۲) انیسویں رات میں لیٹا ہوا ہوں اور خورشید باہر سے آتی ہے اور پوچھتی ہے کہ کوئی آیا تھا۔ تو مقصود کہتا ہے کہ تین آدمی آئی تھیں۔ ایک آفتصمت والوں کی تھی۔ دوسری عصمت فضلی برادر کی تھی اور تیسری لال تحویلی والوں کی۔ میں پوچھتا ہوں کہ تصمت کس نے بنائی ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ مجھے نہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ واہیات ہے۔ اور خورشید میرے پاؤں پکڑ کر روتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے عصمت پسند ہے۔ اسکے بعد تھیٹرے اور اسٹیج ہے۔ اور وہ بالکل تیار ہو چکا ہے اور مزدور لگے ہوئے ہیں اور سیمنٹ سے اندر کی چھت اور بجلی کی تیاں مضبوط بنا رہے ہیں۔ اس دن پچھلا حصہ تیار ہو چکا ہے۔ اور آج اگلا حصہ بھی تیار ہے۔ تو عید اپہلوان کہتا ہے کہ یہ پونے روپے کے بعد دو دھاڑ ہو جائے گا یعنی کھیل ہو جانے کے بعد۔ — (۲۰) بیسویں رات:۔ میری عورت مجھ سے ماچس مانگتی ہے تو میں نے اسکو دیدی ہے۔ اور کمپنی کھیل کر رہی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ نور جہاں اور سوکرتا ہیں جب وہاں میں گیا ہوں تو دونوں کا پتہ نہیں ہے بلکہ اسکی جگہ کئی لڑکیاں میک اپ کر کر کے سلیٹ پر جا رہی ہیں اور میں ایک لکڑی کی سیڑھی پر بیٹھا ہوا ہوں جو نہایت سادے کپڑے اور سر پر سفید پگڑی ہے اور مجھے ایک بجا بلا گیا ہے۔ مجھے بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا ہوں تو کہتا ہوں کہ ایکڑی بہت خراب چیز ہے۔ مجھے ایک بچے سے بلایا ہے لیکن کوئی مجھے پوچھتا ہی نہیں ہے اور نہ ہی آدمی بلاتا ہے۔ اور جو وہ اکسٹرا آئے ہیں وہ میری یہ بات سن رہے ہیں۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن کی بلی کا سین چل رہا ہے۔ وہ عربی ڈریس پہنے ہوئے ہے۔ اور سفید ڈاڑھی ہے اور بہت بوڑھا معلوم ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ دنیا ہماری ہے ڈرامہ ہم کر کے دکھائیں گے یہ پارٹ غدر ایہود ی کر رہا ہے۔ اور سامنے رومن ہیں۔ ان کو بت پرستی کرنے کو کہتے ہیں اور وہ خدا پرست ہے اور بتوں کو سجدہ کرنا گناہ سمجھتا ہے اور اپنے ایک خدا ہی پر تشخص حق سمجھتا ہے وہ بہت زور زور سے بول رہا ہے۔ اور اسکی آواز بھرائی ہوئی ہے۔ ... شوکت دکھڑا تو نہیں سنکر سجاد اپنے گھمنڈ میں گھوم رہا ہے۔ میں اس کے قریب سے ہو کر گذر جاتا ہوں مگر اسپر اسکا کچھ اثر نہیں ہے۔ اور پھر میں بھی اعلیٰ درجہ کا کوٹ پہن کر اس کے پاس سے گذرتا ہوں اور مجھ میں بھی بہت قوت کافی روز ہے۔ (۲۱) اکیسویں رات:۔ دریا خوب زوروں سے بہہ رہا ہے سنا ہے کہ آج پیارے لال شاکر جا رہے ہیں کہ اس سے ملنے کے لئے چل بڑی ہے اور دریا سے پیرتے پیرتے جا رہی ہے اور میں بھی ساتھ ہوں۔ راستے میں ایک آدمی دوبنے لگا ہے تو میں نے بچوڑ کر میں نے اسکو کنارے پر لگا دیا ہے اور ہم بھی کنارے پر آگئے ہیں اتنے میں دو آدمی پانی کے گھڑے بھر کر باہر نکلے ہیں۔ پھر ہم وہاں پہنچے ہیں تو آگے ڈبل روم ہے جو کہ کچا ہے۔ اس کے اندر پیارے لعل فاکر ہیں اور پریم لتا رو رہی ہے اور مزدور لگے ہوئے ہیں۔ کمپاؤنڈ میں گھاس صاف کر رہے ہیں۔ اور پیارے لا آج ہی مکان بدل کر اس مکان میں آئے ہیں۔ اور آج نہائے دھوئے جائیں۔ تب میں ملا ہوں تو وہ بہت ہی خوش ہو کر مجھ سے ملے ہیں۔ میرے ساتھ منوں بھی ہے پھر میں پریم لتا کو سمجھا رہا ہوں اور معافی پر معافی مانگ رہا ہوں۔ اور شاکر دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ ایک بزرگ اپنے مکان پر ہیں آج انھوں نے اپنی لڑکی مجھے دیدی ہے۔ اور کچھ دیہاتی ان کے پاس بیٹھے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ آپنے اپنی لڑکی مجھے دی ہے۔ مگر میری پہلی بیوی جو ہاں کتاب کہ سیمین ہے جسکو میں نے مسکان کیا ہے۔ اسلئے وہ میری پہلی بیوی ہے اور دوسری آپ کی لڑکی۔ اتنے میں سینکڑوں دیہاتی مزدور آگئے ہیں۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ مدد تیار ہو کہ کہاں جا رہی ہے۔ تو بزرگ جو چارپائی پر بیٹھے ہیں اور پاس میں بیٹھا ہوں کہتے ہیں کہ اس نے کروڑوں کا آرڈر دیا ہے اور یہ کام جاری ہے۔ (۲۲) بائیسویں رات:۔ مقصود اور میں ایک لاکھ ۳۳ کے کچھ حساب کر رہے ہیں۔ (۲۳) تیئیسویں رات:۔ ہم تینوں آدمی کھڑے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ میں افسر ہوں اس کے بعد بہت بڑا اکھاڑہ ہے وہاں پر لاکھوں لوگ دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ دو پلنگ ہیں ان پر کوئی بیمار پڑا ہے اور دوسرے پر میں بیٹھا ہوں تو گلاب سفید کپڑے پہنے بیٹھی ہے۔ گلاب کہتی ہے کہ یہاں میرے پاس پلنگ پر بیٹھ جاؤ۔ میں ادب سے زمین ہی پر بیٹھ گیا اور وہ بار بار اصرار کرتی ہے کہ میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ اور بیمار کا پلنگ اٹھا کر ہم نے حجرہ کے سایہ میں رکھدیا ہے اور اس پر بڑے تنے کا درخت ہے اسکا بھی بہت سایہ ہے۔ (۲۴) چوبیسویں رات:۔ میں نے غسل کیا ہے۔ قرآن شریف لکھا ہوا ہے اس کے بعد امام باڑہ فاضل امام کا بہت بڑا مکان ہے اور آج گویا ختم محرم ہے اور صبح کا وقت ہے۔ بھاگی ہے اور روشنی بہت ہے میری ماں میرے پاس ہے۔ مجلس ختم ہوئی ہے۔ ہم ماں بیٹے نے چائے پی ہے۔ اس کے بعد چار آنہ چائے والے کو دیا ہے ہم دالان میں کھڑے ہیں اور ایک سبز رنگ کا پرندہ ہے جسکا پیٹ مگجھ کی طرح روشن ہے۔ وہ اڑ کر عین میرے سر پر پگڑی کے بیچ میں

اس نے اونٹوں کی مہار بگڑی ہے اور ایک قطار میں سارے اونٹ کھڑے ہیں۔ میں اس آدمی کو ڈانٹ کرتا ہوں کہ جب میں ٹھہرو کہوں تو تم فوراً ٹھہر جانا۔ وہ جاتے جاتے فوراً رک گیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ابھی ریہرسل تمام کر رہا ہے۔ مگر چھوٹے ہیرو اور ہیروئن بہت خوب صورت ہیں۔ فتح سنگھ آگیا ہے اور میں اس سے بھی کچھ کہتا ہوں۔ (۱۱) گیارھویں رات:۔ میں خواجہ کمال الدین کے پاس پہنچا ہوں اور انھوں نے میری عزت کی ہے۔ اس کے بعد نظامی جیونت ڈرامیٹک کمپنی آئی ہے۔ اور کہتی ہے کہ ابھی تک ہم جوان کام کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے ساتھ ہیرو خوب صورت ہی بنے گا۔ اپنی خورشید کچھ بیمار ہے اور میں تیماردار ہوں۔ اس کے بعد مالک بابو چند ہے اور کوئی بہت اچھی اسکوری ہے۔ تو مالک حکیم ہاشمی کو کہتا ہے کہ کسی کو نہ سنانہ اتنے میں اس کے تین مہمان آگئے ہیں وہ، ان کی خاطر مدارات کر رہا ہے۔ اور میرا بھائی شرف الدین مالک کی تعریف کرتا ہے۔ اس کے بعد چاند نکلنے والا ہے اور لوگ دیکھ رہے ہیں۔ تو میں بھی مارچ لیکر دیکھ رہا ہوں۔ اور بوا سورج ہے اور مغرب کا وقت ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ دیکھو چاند نکلا۔ تب میری عورت کہتی ہے کہ وہ چاند کہاں ہے۔ وہ تو سورج ہے ڈوب رہا ہے تب میں نے کہا کہ وہ دیکھو سورج زمین میں جلا گیا ہے اور سیاہ بادل چھایا ہوا ہے۔ مغرب کے وقت آج چاند نکلنا تھا آج نہیں تو کل ضرور نکلے گا۔ میری عورت نے کہا کہ آج تو نہیں نکلا میں نے پھر کہا کہ آج نہیں تو کل ضرور نکلے گا۔ بارھویں رات:۔ کچھ لوگ عیسائی ہو گئے ہیں پھر بہت سارا ٹیلہ پڑا ہے اور میں بھی لیٹ کر تبلیغ کر رہا ہوں۔ کہ اتنے میں ایک مبلغ فقر استغفر جلا کر تبلیغ کر رہا ہے کہ لوگ گھر کے اپنے گھروں میں گھس گئے ہیں۔ اور پھر اسی جگہ ایک اونچا سا ٹیلہ ہے۔ پھر وہی تبلیغ خود کر رہا تھا میں کہہ رہا ہوں۔ اور اس سے کہیں زیادہ زوردار آواز میں تبلیغ کر رہا ہوں اور وہ مغلوب ہو گیا ہے اور اسکی آواز دب گئی ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ یہ جگہ موسیٰ کی نہیں ہے بلکہ "احمدؐ" "محمدؐ" کی جگہ ہے۔ احد کی جگہ ہے یہاں جلا کر تبلیغ کرو گے تو پانی کو بھی کوئی نہیں پوچھے گا۔ اگر نرمی سے تبلیغ یا بات کرو گے تو لوگ آئیں گے۔ اس کے بعد تار دیو جگہ ہے۔ باوا رمضان دتن جانی رضوی وکٹوریہ گاڑی میں بیٹھ کر باوا حاجی علی کی طرف جا رہے ہیں۔ دوڑتے دوڑتے میں بھی اسی گاڑی پر بیٹھ گیا ہوں۔ اور میں بے گھڑی باندھ رکھی ہے۔ اور وقت دکھا کر باوا سے کہتا ہوں کہ دیکھئے آپ نے مجھے بچے بلوایا تھا اور میں صحیح وقت پر آگیا ہوں۔ اب ٹھیک پانچ بجے ہیں۔ کچھ سبز رنگ کا کاغذ لکھا ہوا یہاں ہے (۱۳) تیرھویں رات:۔ ایک پہاڑ ہے اور اوپر سے ایک چوکور تیر میں نے نیچے پھینکا ہے۔ اسکو مجھے نیچے کسی جگہ پر لگانا ہے۔ جب میں نیچے اترا تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ میں نے پھینکا ہے۔ اور اس کے لگانے کا حق دار بھی میں ہی ہوں۔ پھر ایک مکان کی چھت ہی نہیں ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ ایک مٹھی کی سل کا ہم آپ کو ڈیڑھ روپیہ دیں گے۔ یہ جتنی ہیں لگا دو۔ اور میں کہتا ہوں کہ یہ تو تھوڑی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ کنٹراکٹ کر لو۔ پھر میرے پاس کیلا ہے کہ جو میں کھا رہا ہوں۔ جھاڑوں پر بھی وہی سل لگانا ہے لیکن لگانی مجھے نہیں آتی ہے جیسی آگے لگیں تھیں ویسی ہی میں لگانا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد حسیم خاں ہیرو کلیاں خوب سر میں لگا رہا ہے۔ اور اسکی فاگر دنا رہی ہے اور گا بھی رہی ہے اور میں تال دے رہا ہوں۔ گرما رہے تو مجھے اندر بلایا ہے۔ اندر اچھے خاصے لوگ بیٹھے ہیں تو میں تعریف کر رہا ہوں کہ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ خاں صاحب آپ نے زندگی میں ہمیں کچھ نہیں سکھایا۔ تو وہ کہتے ہیں کہ تم لوگ میرے پاس آتے بھی تو نہیں۔ تو ہم نے کہا کہ کیا آتے خاں صاحب کھاتے بھی تو نہیں ہیں۔ پھر سب لوگ پنجاب کا مذاق اڑا رہے ہیں میں نے کہا کہ بیشک حضور پنجاب جاہل ضرور ہے۔ اور بہت جاہلیت ہے۔ مگر ہمارے پنجاب نے ہمیشہ ایک نہ ایک آدمی ایسا ضرور پیدا کیا کہ جسکا تمام دنیا میں نام ہوا۔ پھر میں جانے کی اجازت چاہتے ہوئے کہتا ہوں کہ اچھا حضور اب میں جاتا ہوں۔ آپ میرے لئے دعا کیجئے۔ پھر انھوں نے چاہے منگا کر پلائی ہے اور میرے لیے دعا کو ہاتھ اٹھائے۔ پھر میں اپنا صافہ بھول گیا تو انھوں نے بلا کر مجھے زرین کلے والا صافہ دیا ہے۔ اور میرا لباس ایکدم سفید ہے اور گویا ایک دربار سا لگا ہے۔ باہر نکل کر میں اپنی جوتی پہن کر چلا ہوں۔ اور صافہ میرے سر پر بندھا ہے۔ دو بلصدات طیں اور دھمیں دفنوں پوسے پار ہو گیا ہوں۔ آگے اقبال کھڑی ہے اور دو کورے گھڑنے پانی سے بھرے ہوئے ہیں۔ لوگ آتے ہیں اور پانی پی کر چلے جاتے ہیں۔ تو اقبال مجھ سے کہتی ہے کہ حسن حسین آئے پانی لے آئے۔ بعد میں مجھے تین لاکھ ملا ہے۔ (رحم کریم) چودھویں رات:۔ جنگل ہے میدان ہے اور آگ جل رہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ ان قوموں کے لوگوں کو ڈرانے کے لئے جو قرآن مجید کو نہیں مانتے اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ سولھویں رات:۔ نئے نئے مکان بنے ہیں اور کسی تھیٹر یکل یا ڈرامٹک کمپنی کی ہے۔ اور آج نقاب کشائی ہے لوگ آ آکر خاتل ہو رہے ہیں۔ وہ آدمی آئے ہیں اور دونوں سے میں نے مصافحہ کیا ہے۔ اور

چوتھی رات:۔ چانکل آیا ہے۔ اور میں کرسی پر بحیثیت ڈاکٹر کے بیٹھا ہوں۔ ایک لڑکی میرے پاس آئی ہے وہ جوان اور اور بہت خوب صورت ہے۔ اور اسکی ماں باپ نے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ جو کچھ علی بخش کہے وہ ماننا۔ اور کسی بات سے انکار نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا خاوند ہے۔ اور میں نے اس کے ہاتھ جوڑے ہیں۔ اس کے بعد میں اور مقصود دونوں گاڑی پر بھیرہ سے بمبئی جا رہے ہیں۔ مقصود کا ٹکٹ میرے پاس ہے اسپر لکھا ہے بھیرہ۔ ایک روپیہ پانچ آنے تو میں جیب سے نکال کر وہ ٹکٹ مقصود کو دیتا ہوں۔ کہ اگر کوئی پوچھے تو اس تو یہ بتا دینا کہ اس کی رقم کیا ہے تو نے کہا کہ ایک روپیہ پانچ آنے تو میں کہتا ہوں واہ غلام حسین وہ اب معلوم ہوا کہ تو میرا ہے۔ اب آگے جو بمبئی کے ٹکٹ ہوں گے وہ میں اپنے پاس رکھوں گا۔ (کرم فرمائے کریم ۱۰) **پانچویں رات:۔** مودی صاحب اور میں ایک جگہ ریل گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ ایک بہت اونچا پہاڑ ہے اور وہاں ایک درگاہ ہے تو میں کہتا ہوں کہ ہمارے پیر نے ایسی ایسی جگہ ہمیں لکھا دی ہے کہ ہم بھول گئے ہیں اور وہاں کوئی نہیں رہ سکتا ہے اس کے بعد صالح اپنی تصویر اتروانا چاہتی ہے۔ تب میں منع کرتا ہوں کہ مت اتروائے۔ اقبال پھر ایکٹریس ہے اور تم گھر میں رہنی والی۔ وہ کہتی ہے کہ صرف ایک فوٹو۔ پھر بہت ساری بھیسوں کا گلہ ہے اور اجو لے جا رہا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس ڈنڈا ہے اور یہ سب میرے حکم میں ہیں۔ جہاں چاہوں وہاں یہ بیٹھ جاتی ہیں۔ اس کے بعد کورس گایا جاتا ہے کسی کو بول نہیں آتے میں لکھا ہوا سامنے رکھ کر گاتا ہوں۔ اس کے بعد مودی صاحب اپنا پروگرام لکھ کر مجھے دیتا ہے۔ بیچ میں پڑھ بھی رہا ہے

(۶) چھٹی رات:۔ میں نے بہت کچھ دیکھا ہے کہ جو بہت بہتر ہے۔ اس کے بعد ذریہ بہت خوبصورت ہے اور کھڑی ہوتی ہے۔ اور نافو بہت بیمار ہے اور اسکی گردن سے خون اور پیپ نکل رہی ہے۔ اور حق بخش کا کہنا ہے کہ فوراً تریل جلاؤ۔ تاکہ یہ ہزاروں کیڑے جو زمین سے نکل رہے ہیں نقصان نہ پہونچائیں۔ تب میں نے تریل منگا کر جلایا ہے۔ تب ناشو مرتے مرتے زندہ ہوتی ہے اور کھڑی ہوئی ہے اس کے بعد میکریفون لگا ہوا ہے اور گانا ہو رہا ہے لیکن وہاں پر بہت سارے آدمی ہیں جنکو یہ گانا کہلایا جاتا ہے مگر کوئی گا نہیں سکتا۔ [illegible] کاغذ پر لکھا ہوا گانا مجھے دیا ہے کہ گاؤ تب میں گا رہا ہوں۔ اور میں گاتا ہوں کہ اللہ اکبر آپ جلیں۔ اللہ اکبر آپ جلیں۔ اور بیچ بیچ میں گایا ہے۔ **ساتویں رات:۔** قرآن شریف کھلا ہے اور میں چھبیواں سپارہ پڑھ رہا ہوں۔ (سورۃ فتح) اسکے بعد ہم دادی مزدا یہ لکڑی کا کام کرتے ہیں۔ ہم کو بیس روپیہ مل گئے ہیں اور حکم بھی ہے کہ مزدا میں ہی کام کرو۔ سنبل میں نہیں۔ اس کے بعد ہم جہاز میں سفر کر رہے ہیں جہاز کو خطرہ ہے۔ تو میں نے ایک رقعہ لکھ دیا ہے اور اس میں نیچے نام علی بخش لکھ کر سمندر میں ڈال دیا ہے پھر جہاز خطرہ سے بچ گیا ہے۔ اور پھر ابو بکر نے تیر کر وہ رقعہ پکڑ لیا ہے اور ہم لوگ اسٹیشن پر اترے تو ابو بکر کہتا ہے کہ واہ علی بخش سبحان اللہ کیا آپ نے ہماری جان بچائی ہے۔ کیونکہ ہم سب سخت خطرہ میں تھے! اس کے بعد میں مغرب کو جاتا ہوں اور آگے ہزاروں معصوم بچے اور بچیاں ہیں اور ان کے سر پر میں ہاتھ پھیر رہا ہوں۔ یہی اونٹ ہمارے ساتھ ہیں اور آگے ہزاروں فقیر ہیں۔ یہ سب لوگ گھر واپس آ رہے ہیں۔ آگے صالح ایک دم سفید لباس پہنے محنت کرتی پھرتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ اب بتاؤ جو تنخواہ میں نے پانچسو روپیہ لی ہے۔ اتنی تنخواہ میری پوری قوم میں سے کسی نے نہیں لی ہے۔ تب نواب جلتی ہے تو وہ حیل وحجت کرتی ہے۔! بھوا طرے مار کر میرے ساتھ کر دیتا ہے۔ **آٹھویں رات:۔** ہم تین آدمی دعوت میں شرکت کیلئے جا رہے ہیں۔ تو ایک کہتا ہے کہ میری عورت کی اپنڈیس ہے۔ اور وہاں بہت سکون ہے۔ میری عورت بالکل معصوم ہے اس کے بعد ریہرسل ہو رہی ہے۔ ادھر فضل الٰہی آکر مجھ سے مصافحہ کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ خوب ریہرسل کر کے کام شروع کرنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ اس لڑکے نے جو محنت کی ہے اسکا اسکو بدلہ مل گیا ہے۔ اور وہ ایک دو دن میں بمبئی والے کے خطاب سے کام شروع کرنے والا ہے۔ فضل الٰہی کہتا ہے کہ یہی دکھانے میں آیا ہوں بہت کچھ دیکھا ہے۔ ہو گیا ہے۔ **نویں رات:۔** میں ہوں اور دو آدمی اور ہیں۔ مجھے الگ کام مل گیا ہے۔ اور میں سورۃ سجدہ تلاوت کر رہا ہوں۔ اور پھر کہتا ہوں السلام علیکم۔ میری عورت مجھے ماسٹر جی ماسٹر جی بولتی ہے۔ پھر میری دوسری عورت پھر میری دوسری عورت صالح بنارسی سبز ساڑھی پہنکر یہاں گھر بھی آگئی ہے۔ اس کے بعد مکان ہے اس میں سنہا پردھان اور چھت پر ہے۔ اور میرے صرف میں آگئی ہے۔ بتیاں جل رہی ہیں لیکن جلتے جلتے بھبک اٹھتی ہیں اور روشنی بڑھ جاتی ہے۔ میں آگے ہوں اور ایک اور آدمی ہے ہم دونوں کے بڑے لال لال چھینٹے ہیں جیسے خون کے چھینٹے ہوتے ہیں۔ **(۱۰) دسویں رات:۔** میں نے قبرستان دیکھا ہے اسکے بعد فوراً اسٹیج تیار ہوا ہے۔ کھیل ختم ہوا ہے اور اسٹیج سے فوراً ایک سفید کپڑوں میں ملبوس لڑکی ڈراپ سین کے بعد نکلی ہے۔ اس کے ہاتھوں پر کچھ لکھا ہوا ہے اور میں گنتا ہوں تو جواہرات ہی جواہرات ہیں۔ اس کے بعد میں بچہ کی ڈائرکشن کر رہا ہوں۔ میں ڈائرکٹر ہوں اور ایک آدمی اور ہے

ارے لوگو سمجھو کہ دیدار نام ہے۔ دیدار اور ناظر کے۔ دیدار نام ہے۔ یہ اور چھوت ہو
جو کہ سفید اور پاک ہے۔ جامع مسجد دہلی کا سا نقشہ ہے۔ ستائیسویں رات:۔ گاڑی تیار ہے ہمارا سامان بند ہا ہوا ہے مگر میں نماز
پڑھ رہا ہوں مجھے بہت سخت رکاوٹیں ہو رہی ہیں مگر میں نے پورے سجدے کیے ہیں اور ایک بچھلی میرے ہاتھ میں ہے جس میں فروٹ ہیں۔ ا
میں چارپائی پر بیٹھا ہوں نیچے سے جلنے کی بو آ رہی ہے۔ میں اللھم صلی علی محمد ۔ اللھم صلی علی محمد ۔ اللھم صلی علی
محمد یعنی درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ تو یہ شیطان کے جلنے کی بو آ رہی ہے۔ تو شیطان کہہ رہا ہے کہ علی گنج میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے۔
میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے۔ ہائے علی بخش میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے۔ اور شیطان جل کر خاک ہو گیا
راکھ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد چیخے لگے ہوئے ہیں اور درگا بائی برتھوی راج کو ڈائرکشن دے رہی ہیں۔ دونوں سیاہ کپڑے پہنے ہوئے
ہیں اور درگا بائی برتھوی راج کو بیچھ پر اٹھا رہی ہے مگر وہ اٹھتا نہیں ہے۔ بغیر کہے سنے میں بھی اٹھانے لگا ہوں۔ (رحم فرمائے میرے
اللہ)

ربیع الاول سنہ ۱۳۶۳ھ

پہلی رات ربیع الاول سنہ ۱۳۶۳ھ اوپر مکان ہے چھت اسکی باریک کپڑے کی ہے۔ میں منی اور مکی کھیل رہے ہیں۔ عبداللہ خاں
مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ایک ایک سینما رب لوگوں نے دیدیا ہے۔ جیسے کہ مولوی صاحب کے پاس دو سینما ہیں تو ایک دیدیا ہے۔ بجز میں
بجز میں (فضال اور میں ہیں۔ میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ کیا آج کا دن گذرا ہے۔ کہ میں بابا کے پاس بھی نہیں گیا ہوں اور نہ ہی رتن کے پاس تو اقبال
کہتی ہے کہ میں رتن کے پاس ہو آئی ہوں تو فیروز اقبال سے کہتا ہے کہ دو سو روپیہ کی نوکری کر لیجئے۔ وہ دو سو دیتے ہیں نیا نیا معاملہ ہے
میں نے سمجھا تائید کی ہے۔ دوسری رات۔ بہت بڑا پہاڑ ہے اس کے اندر خول یعنی غار ہے۔ اس میں ہوں اور سامنے
شیر ہے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا عالیشان مکان ہے جیسے خیمہ ہو۔ اس کے اندر ہر رنگ کے قیمتی علم رکھے ہوئے ہیں۔ اور بے انداز ہیں
اور بے حد خوب صورت ہیں۔ وہ دیکھ کر میں کہہ رہا ہوں کہ یہ نبوت ہے یہ رسالت ہے۔ یہ امامت ہے (رحم کر رحیم
تیسری رات:۔ ایک پل ہے اور دریا جاری ہے اور میں اسمیں ہل رہا ہوں پانی میری ٹھوڑی ٹھوڑی تک ہے میں کنارے پر
پہونچا ہوں تو میں حسین بی بی سے پوچھتا ہوں کہ تیری ماں کہاں ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میری ماں، صالح اور فاطمہ شادی میں گئے ہیں۔ میں نے پوچھا
کہ وہ کیسے گئیں سامنے تو سمندر رہا۔ تب وہ کہتی ہے کہ بابو جی سارا سمندر تو گھٹنے گھٹنے پانی ہے۔ اس کے بعد کوئی بزرگ ہیں۔ میں ان سے
کہتا ہوں کہ آپ میرے لیئے دعا کریں۔ چوتھی رات۔ ایک پل ہے جس پر ایک کوٹھا ہے۔ اور کوٹھے کی چھت پر ہم سب لوگ
بیٹھے اور ایک عالم بیٹھا ہوا ہے اور وعظ کہہ کے چلا گیا ہے۔ بعد میں میری والدہ ہے اور میں نے ان سے پانی مانگا ہے انھوں نے
کچھ پانی لاکر دیا ہے۔ پانی اوپر سے ٹھنڈا آ رہا ہے۔ اور نیچے سے گرم ہے۔ میں نے گرم پانی پھینک دیا ہے
اور ٹھنڈا پانی پی لیا ہے۔ سب سے پہلے سبیل ہے۔ اور میں نے کئی آدمیوں کو السلام یعنی السلام علیکم کیا ہے۔
پانچویں رات:۔ حکیم زاہد صاحب سفید لباس پہنے ہوئے آئے ہیں۔ سر پر سفید پگڑ ہے اور نیچے السلام علیکم کہا ہے۔
تو انھوں نے مجھے سینے سے لگا لیا ہے۔ اور خوب بھینچا ہے۔ اس کے بعد ایک لڑکی ہے کہ جس نے دھری سویاں پکائی ہیں۔ اس نے دودھ اور
شکر ملا کر ایک پیالہ مجھے دیا ہے۔ ساتویں رات:۔ میں اکیلا سو رہا ہوں آواز "اللہ جل جلالہ وعم نوالہ فرماتا
ہے کہ تم جاکر میرے دوست سے کہدو کہ جو بات میں نے تم سے چھپائی تھی وہ چھپا دی اور جو بات تم پر ظاہر کرنی تھی
وہ ظاہر کر دی ہے۔ سامنے جہاں بیگم ہے۔ اور یہی بات میں کہتا ہوں کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ فرماتا ہے کہ جو بات
میں نے تم سے چھپائی تھی وہ چھپا دی اور جو ظاہر کرنی تھی وہ ظاہر کر دی۔ جاکہ میرے دوست کو سنا دو۔ اس کے بعد میرا گھر ہے گاگا اور
میں ہوں اندر بیوی ماں بھی ہے۔ اوپر سے چھت کھلی ہے اور اس میں سے چاندنی کی روشنی اندر آ رہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ کیا مکان آپ نے
بنایا ہے اور میں اس کی چھت کو اٹھا کر ٹھیک کر رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ اگر زور کی بارش آجائے تو ہم بھیگ جائیں گے تو ہاں کہتی ہے
کہ ٹھیک ہے۔ ایک آدمی آیا ہے اور اسکے ساتھ ایک لڑکا ہے جو میرے گھر تک آیا ہے۔ اور آنے والے کو لے آیا ہے وہ آدمی
آکر کہتا ہے کہ بصرہ سے آیا ہوں اور شرف الدین نے مجھے بھیجا ہے۔ حسین بی بی کہاں ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ کیا میں اسکا بابو ہوں
تو وہ کہتا ہے کہ اسکے بابو تو پانچ ہیں۔ آپ کی بھی دعوت ہے آپ بھی بصرہ آئیں آپ کو بلایا ہے وہاں کھانا پکا ہے۔

ایک سے میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے مجھے نہیں پہچانا۔ جب میں وہاں سے چلا تو دوسرے نے اسے بتایا ہے کہ میں یہاں کا میونسپل ڈائریکٹر ہوں جب اندر گیا تو دیوار پر تصویریں ہیں۔ ایک ملکہ وکٹوریہ کی ہے جو سامنے ہے اور میز پر ہاتھ رکھ کر بات کر رہی ہے اور وہ دوسری تصویر پر کھڑا ہوا ہے جو ابھی اٹھنے والا ہے (۱۴) **چودھویں رات** : جتنی بخشش آیا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے جانس ملنے والا ہے۔ اگر مل جائے تو پھر اس میں بھی کام مل جائیگا۔ تب میں پوچھتا ہوں کہ میونسپل ڈائریکٹر کون ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ ہزارا سنگھ۔ میں نے کہا کہ میرا نام میونسپلٹی سے نکالدو۔ کہتا ہے کہ خورشید اور سب آپ ہی لوگ ہوں گے۔ اس کے بعد بتاشے بیچنے والے ہیں۔ میرے بچے بھی لینے گئے ہیں کیونکہ منگنی ہوئی ہے اس لئے بتاشے ملے ہیں اور خوشی ہو رہی ہے۔ ادھر وہ لوگ کہتے ہیں کہ علی بخش ہو تو گانے بجانے کی خوب رونق ہوتی۔ میں وہیں ہوں اور سامنے صاحب ہیں۔ بازو میں مولوی فہیم الدین ہیں۔ اور میں بیچ میں کھڑا ہوں۔ اور مجھے بھی بتاشے ملے ہیں اس کے بعد مکان ہے اور نور خورشید دونوں یہیں آ بیٹھ میں مل کر خوشی ہوتی ہیں اور میں تماشا دیکھ رہا ہوں میں کرسی پر بیٹھا ہوں۔ (۱۵) **پندرھویں رات** : میرے بچی ہے جس کو میں پیار کر رہا ہوں اس کے بعد میری بچی مر گئی ہے۔ اس کو کمبل میں لپیٹ کر میں اور مولوی فہیم الدین صاحب لے جا رہے ہیں۔ دو جنازہ میں نے اٹھا رکھا ہے۔ وہاں جا کر مولوی صاحب نے اسکو کھول دیا ہے اور ایسا کیا ہے کہ جیسے آٹا گوندھا جاتا ہے اور وہ گوندھی ہوئی سفید مٹی سی ہو گئی ہے۔ پھر اس نے اس کو قبر میں رکھ دیا ہے۔ تب میں نے اپنے ہاتھ سے قبر بنائی ہے۔ اور یہ کہا کہ میں میری امانت تمہارے سپرد کرتا ہوں : اسکے بعد ایک نامعلوم بڑھیا سامنے کچھ کام کر رہی ہے مگر خاموش ہے۔ یہ سب جگہ پہاڑی میری عورت اقبال کہتی ہے کہ یہ کون بڑھیا ہے بات بھی کرتی نہیں آتی ؟ میں نے کہا کہ یہ بڑھیا عورت بہت بڑی خدمتیں صدیوں کی ہے۔ (۱۶) **سولھویں رات** : اسکے بعد رنجیت والی خورشید ہے اور بہت خوش ہو کر کہتی ہے۔ تب میں پوچھتا ہوں کہ لڑکا جنا ہے یا لڑکی کوئی کہتا ہے، لڑکی " اور خورشید کہتی ہے کہ آپ ہماری راہ بڑی کریں۔ (۱۷) **سترھویں رات** : میں بھیرہ سے لاہور جا رہا ایک بھائی وہاں ہے دوسرا لاہور میں اکرلا ہے اور میں نے پھر میں نے اسکا ماتھا چوما ہے۔ اسکا نام امداد ہے۔ میں نے پوری حلوہ کھایا۔ اور اسکے بعد ایک طبیلہ ہے وہاں تم امام حسین حور بن رہے ہیں۔ اور قسم کے ہتھیاروں سے لوگ ماتم کر رہے ہیں اور میں بھی رہے ہیں پہنچا ہوں تو ایک پنجہ زمین پر پڑا ہے۔ تو لیفٹیننٹ سنگھ مجھ سے کہتا ہے کہ یہ پنجہ آپ اٹھا لیں۔ اور میں نے زمین سے پنجہ اٹھا لیا۔ تو پھر کہتا ہے ست رنگ ہیں۔ آپ ایک بزرگ سبز کریں۔ تو سامنے کی گلی میں ہیڈ ماسٹر غلام حیدر جا رہا ہے۔ سر پر اسکے ریشمی سفید صافہ ہے اور ایک آدمی بھی ہے میں کہہ رہا ہوں کہ سفید رنگ کا بھی جواب ہی نہیں۔ دھوبی آیا ہے تو میں کہہ رہا ہوں کہ میں جگاں کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تو میں نے جگہوں کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک بزرگ کے کپڑے دھونے کے لئے لینے گیا ہے۔ وہ بزرگ اندر بیٹھا ہے جھونپڑی سی کھڑکی ہے تو میں ساتھ ہوں اور کہتا ہوں کہ " معصومین کا صدقہ۔ پنجتن پاک کا صدقہ " تب بعضے دروازے کھل جاتے ہیں۔ تو میں اندر حیرت سے دیکھتا ہوں کہ ایک عالیشان دکان ہے اور اسکا رنگ آ ہے۔ بہت اونچا ہے ہزاروں کی تعداد میں معصومین جھولے جھول رہے ہیں۔ اس کے بعد ایک شہر ہے اس کے اندر سے میں باہر نکل ہوں۔ دروازہ اتنا عالیشان ہے کہ ہزاروں ہاتھی اسکے بیچ سے اندر گھس رہے ہیں اور ہزار چھوٹے بڑے تاروں سے اندر بندے مبارکباد ساتھ ہیں اور میں باہر نکل گیا ہوں ریل گاڑی کے خیال سے۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ نایاب اسٹیشن ہے جس کے اند بہت ہی خوب منقش باغ ہے اور خردوس نظر ہے۔ ہزاروں سرسبز درخت ہیں جو توتوں کے ہیں اور ہر طرف موتی چمک رہے ہیں روشنی ہے۔ وہاں ایک قوی ہیکل آدمی موجود ہے (رحم کر پروردگار عالم تیرا ہی ایک سہارا) **بیسویں رات** کچھ آدمی ہیں ایک۔ آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ ماسٹر علی بخش لبیک اپ کرشن مہاراج کی جئے۔ پھر میری ما میرے لئے روٹی پکا رہی ہے کچھ تو سے اتر چکی ہے اور کچھ تو سے کے اوپر ہے اس کے بعد کچھ بڑے بڑے منقش میرے سامنے ہیں اور میں نے دیکھا ہوں کہ یہ جناب علی ہیں اور یہ امام حسنؑ ہیں یہ جناب فاطمہ ہیں اور یہ جناب مادر ہیں۔ جناب یہ ان کی ماں ہیں۔ ۲۳ - ۲۲ - رات - مسجد لکھنؤ ہے - سیاس ہرش ہے - ۲۶ و ۲۷ پرانی جنم بھومی ہے۔ اس کے بعد کوئی پاک چیز ہے مسجد ہے یا درگاہ ہے۔ لوگ باہر بیٹھے ہیں باہر سے ایک بزرگ آئے ہاں سفید " پست قد ہیں " جیسے ہی ان بزرگ نے اپنے جوتے اتارے ایک اور بزرگ باہر تشریف لائے ہیں۔ اور ان بزرگ جوتے لے کر فوراً اندر چلے گئے کوئی سورد کرتا ہے کہ ارے لوگو دیدار " نام ہے " دیدار کا نام ہے " دیدار " م ہے

اس کے بعد آسمان پر تارے دکھ رہے ہیں اور قبال میرے سامنے ہے اور میں کہتا ہوں کہ تین دفعہ میرے جانہ" میرا منشا یہ ہے کہ کہہ تین دفعہ تو وہ ہنس رہی ہے۔ اور اسکا منشا بھی یہی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ آج دس تاریخ ہے اور رات گیارہ ہے اور آج عید ہے۔ اس کی خوشی میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بعد میں سجاد مجھ سے کہتا ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد بہت اچھے دن آنے والے ہیں۔ جو کہ آپکے بہت بڑے دن ہوں گے۔ چوبیسویں رات: میرا گھر ہے اس میں بہت آدمی آئے ہوئے ہیں اور میں ہوں۔ ایک دروازہ کھلا ہے میں اس کے اندر چلا گیا ہوں اور میرے سامنے ایک آدمی بھی ہے تو بھائی وزیر یا ان کے گھڑے بھر بھر کر باہر لا رہا ہے وہ آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ یہ گھر جی بخش کا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ لڑکا بہت بڑا بدمعاش ہے۔ جس کی آپنے گواہی دی ہے اور وہ ڈیڑھ مہینے سے قید ہے۔ جب وہ آنے لگا تو آپ کو تنگ کرنے لگا اس آدمی کا نام) بابو بھائی ہے۔ اس کے بعد میں باہر نکلا ہوں تو راستہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ اور لڑکا قید خانہ سے آگیا ہے لیکن وہ بہت ہی اچھا ہے اور ایک اور آدمی سر پر ٹوکری رکھے میرے ساتھ ہے اور وہ لڑکا آگے آگے چل رہا ہے اور ہم کو راستہ بتا رہا ہے یہ لڑکا بہت لائق ہے۔

اسکے بعد میں نے اپنے گھر کا سب سامان بابا رام کے گھر ڈال دیا ہے اور یہ گھر بہت ہی بڑا ہے۔ اور سامنے بابا رام ہے اور ماں بیٹھی ہے۔ میرے پہنچنے کے بعد میں پلنگ پر لیٹا ہوں۔ اندر فصل کاٹی بھوسا بیل گائے کیلئے بھر رکھا ہے۔ اور میرے پلنگ کی جگہ اور ماں بیٹھی جگہ خالی ہے۔ اور ہم لوگ وہاں پر ہیں اور دروازہ کھلا ہے۔ میں کمبل اوڑھے آرام سے سو رہا ہوں۔ ایک جگہ بہت سارے آدمی جمع ہیں۔ اور ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ گانا گاؤں اور کچھ سازوں میں کہہ رہا ہوں کہ میری آواز کو گانا گا کر دب گئی ہے۔ بھی گلا بیٹھ گیا ہے میں اپنے شاگرد سوہن سنگھ کو کہتا ہوں کہ تم گاؤ تو وہ فوراً گانا شروع دیتا ہے اور اسکے ساتھ دوسرے بھی گانے لگ جاتے ہیں بجن گایا جا رہا ہے اور ریسگیت سکھوں کی ہے۔ اس کے بعد میں بہت ہی خوبصورت دیکھتا ہوں کہ ایک مکان ہے میرے ہاتھ میں چھوٹی سی چھڑی ہے اور میں اس چھوٹی سی چھڑی سے اشارہ کرتا ہوں تو ہر کونے سے چڑیاں چل کر بیچ میں آجاتی ہیں اس کے بعد میں بہت ہی بوڑھا ہوں اور میرے بالکل سفید داڑھی ہے۔ اور میں اپنے سر پر کمخواب کی پگڑی باندھ رہا ہوں۔

ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ

پہلی ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ: شوکت کے ساتھ اشرف خان ہے اور دونوں چل رہے ہیں تو میں شوکت سے کہتا ہوں کہ تو نے میرا مذاق اڑایا ہے۔ مجھے ذکر بنا کر میرا نام ٹیلیفون پر لیا ہے۔ خدا تیرا مذاق اڑائے گا انشاء اللہ۔ تو وہ بہت معذور اور بے پرواہ ہو کر چلا جاتا ہے۔ اور ادھر شیو جی اکٹھے ساتھ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں خدا سے انصاف مانگتا ہوں۔ اور میرا خدا انصاف کرے گا۔ شوکت نے میرے نام کی جگہ دوسرے کا نام دیکر بے انصافی کی ہے۔ دوسری رات: وہاں پالکی بیٹھی ہے اور برے رنگ کا بردہ پڑا ہے اور میں ساتھ ساتھ جا رہا ہوں۔ تیسری رات: میں کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر مکہ میں تشریف لائے۔ اور بہت سارے سفید کاغذ ہیں اور ان پر ہر رنگ کے کاغذ چپکے ہوئے ہیں۔ اور اوپر کچھ شعر لکھے ہوئے ہیں۔ جانہ میں کہتا ہوں کہ شمہ ہنتا ہی بیگم یہ نام لکھا ہوا ہے۔ صرف نام ہے ظاہر حسین۔ فتح سنگھ۔ پانچویں رات: اندر مکان سے نام ہے علی علیہ السلام فاطمہ علیہا السلام۔ اس کے بعد نماز پڑھ رہا ہوں اور دعا مانگ رہا ہوں۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ وغفرلنا وارحمنا وانت مولنا وسیلنا ونوسیلتنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ط۔ (۷) ساتویں رات: ایک بہت بڑی اور بہت سارے آدمی بالکل سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور ایک بے حد خوب صورت عورت مجھے سینہ سے لگائے ہوئے ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ تو چھوٹ گئی ہے تو وہ کہتی ہے کہ ہاں اب بڑا دیکھوں میں دیکھتا تو میرے کرتے پر داغ گیلے بن گیا ہے۔ اور بھر میں پڑھ رہا ہوں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں بعد میں کہتا ہوں کہ مجھ بمبئی میں کام کرنے کی ہے کہ اسکا جواب نہیں ہے۔ نویں رات: ایک باؤنڈ بہت بڑا ہے اور ایک بہت بڑی دیوار ہے۔ میں اس کے اندر ہوں اور وہ بہت بڑی دیواریں ہیں۔ دو سفید رنگ کی اور تین میں تک بڑی ہے اور ایک

آٹھویں رات:۔ ایک جوان لڑکی ہے اور میں اس بیٹھا ہوا خبر۔ باتیں کر رہا ہوں۔ جہاں کوئی نہیں تھا وہاں دیکھتا ہوں کہ اتنے میں میرے ماں باپ آکر مجھ سے ملے ہیں اور خوش ہیں۔ اوپر والی لڑکی کا سر اور منہ جیسے شاہ مدار کا جو چہرہ ہو۔ **نویں رات**۔ ایک گاؤں ہے کہ جہاں بڑی شادی ہے۔ اس گاؤں میں جو بڑے ہی جھونپڑے نظر آتے ہیں۔ بیچ میں کوئی کوئی گھر پختہ اینٹوں کا بنا ہوا ہے۔ وہاں ایک گانے والی کے ساتھ بہت سے سوار ہیں ہوں دائیں طرف جنتی بخش ہے اور بائیں طرف ہیں ہوں اور سارنگی بجا رہے ہیں۔ اسکی اجرت اس نے مجھ دیدی ہے۔ آگے مردان علی بیٹھا ہے مگر ننگا ہے۔ اور اسکی دبلی پتلی ماں ہے اور اس کے سر پر بیس ہے۔ اور حسین بی ہے اور مردان کا دوسرا بھائی بھی وہاں پر بیٹھا ہے۔ تو میں نے پوچھا کہ مردان علی کیا کام کرتا ہے۔ تب اس نے کہا کہ وکیل ہے اور وکالت کرتا ہے اور اس وقت بیکار ہے۔ اس کے بعد عدالت ہے۔ ایک بڑا مکان ہے۔ پھر مالک کمپنی بیٹھا ہے۔ پھر اقبال کے سائن میں کر رہا ہوں۔ پھر میری عورت اقبال سائن خود کرتی ہے۔ اور مالک کہتا ہے کہ اقبال کے سائن خود میرے پاس آگئے ہیں۔ (رحم فرما)

دسویں رات۔ کوئی دس باتیں ہیں جو کہ مجھے کہنی ہیں۔ ——— ہیں نے باتیں کہہ لی ہیں اور میں خورشید سے کہتا ہوں کہ ہماری خورشید کی بہت عزت ہے۔ اور اس کے بعد گفتگو ہے جو بہت مسافرت ملے کہ کے کنارے آگئی ہے۔ اس پر میں علی بخش اقبال اور رہنوں سوار ہیں۔ اور ہیجڑے بہت جلد تیار ہو رہے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اتنی جلدی کیا ہے ہمارا مالک ناؤ بھائی دیا ئی تو چھ ماہ یا سال بھر میں اطمینان سے بچے تیار کیا کرتا ہے تو یہ فوراً گنی ہے کہ وہ تو دو پونے دو مہینے میں بچے تیار کرتا ہے۔ اب ہم سب کنارے پر اتر گئے ہیں۔ (رحم کر یا اللہ)

گیارھویں رات۔ میں منصف ہوں۔ اس کے بعد میں حسین بی اور اقبال حیرو ئن ہے۔ ملک بالکل تیار ہے۔ اور وہ ٹوٹے دا، چولہے کیل کانٹے سے بالکل لیس ہے۔ اور موٹر گاڑیاں ہیں۔ **بارھویں رات**۔ حسین بی کہتی ہے کہ پہلوانوں میں پہلوان جمو تیار ہے اس کے بعد میں پڑھتا ہوں **قل ادعو رسل حل وادللہ** اس کے بعد عابد گھر پر ناچ رہی ہے پھر میں اپنے بال بچوں کے ساتھ محمد علی روڈ سے موتی بازار جا رہا ہوں۔ اور فتح محمد چچا سر پر گھڑی اٹھائے چلا آرہا ہے اور نے اس کو اتار دی ہے

چودھویں رات۔ دھاڑ آگئی ہے اور صاف کر دیا ہے حسین بی میرے پاس کھڑی ہے اور میں اسکو کہتا ہوں کہ دانت نکلوا دیں گے۔ **پندرھویں رات**۔ میری بائیں ہتھیلی پر جسم ہے۔ (۱۷) **سولھویں رات**۔ ابراھیم خلیل اللہ مجھ سے کہتے ہیں کہ تمہارے دشمن بڑے ہیں۔ مر جائیں گے بعد میں اقبال پاک ہو چکی ہے "حیات بی سے میری شادی ہو چکی ہے (۱۸) **اٹھارھویں رات**:۔ میں اور اقبال ہیں اور ایک بہت بڑا اور بوڑھا رقص ہے۔ اس نے ہم کو اپنے پاس بلایا ہے اور مکو بھی ہمارے ساتھ ہے۔ وہ راہب کہتا ہے کہ **رسول یہ نہ تھا**۔ رسول ایسا کہتا تھا اور **رسول یوں** کہتا تھا۔ تو اقبال کہتی ہے کہ میں رہبانیت کو مانتی ہوں تو وہ کہتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا بردہ اٹھتا ہے جیسے میں دیکھ رہا ہوں۔ پردہ اٹھتا ہے اور اٹھتا گیا۔ صرف دو آنے اٹھانا باقی ہے اور اٹھتا ہی جا رہا ہے۔ اس کے بعد راہب نے ایک پھولوں کا رومال جس پر گلاب کے تازہ تازہ پھول گئے ہیں۔ میرے سر پر رکھا ہے۔ پھر وہی دو رومال اقبال کو اور اقبال کے سر پر رکھتا ہے۔ پھر اسی رومال کو وہاں بیٹھے لوگ ہیں ان سب کے سر پر رکھتا ہے۔ **انیسویں رات** جاگی کھڑی ہو اور صالح نے ایک دم سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور میں گھوم رہا ہوں اس سے کہہ رہا ہوں کہ میں تجھ سے ہار گیا۔ اور تم جیت گئیں۔ اس کے بعد ایک عدالت ہے جو محمد علی اور شوکت علی کی ہے اور جیل ہے۔ وہ دو جج آکے انصاف کرتی ہے اور سنا دیتی ہے **بیسویں رات**:۔ ایک کمرہ وہاں بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ آپ بھیم کا نغمہ سنا چکے۔ تو میں نے تو راگ بجانا شروع کر دیا ہے وہ کہتا ہے کہ آپ تو سب کچھ جانتے ہیں لیکن یہاں کے لوگ نیا نیا کام دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو میں نے تبلیوں پر ہی ہاتھ مارنا شروع کر دیا۔ اور کہتا ہوں کہ دیکھئے سردار جی وہ تو گیا تو میراث گر رہ گیا۔ اور میں اس کو بتا رہا ہوں۔ **اکیسویں رات**۔ ایک ناٹک کا کھیل ہو رہا ہے اور مالک سہراب مودی ہے اور مجھ سے پوچھ رہا ہے کہ کام چلتا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جی ہاں۔ پھر تی سے سین لگ رہے ہیں۔ (۲۲) **بائیسویں رات**:۔ گیارہ تو میں نے دیکھا ہے اور بارہواں آگے دیکھنا چاہتا ہوں کہ اتنے میں حیات بی بی سامنے دروازے میں بیٹھی ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ تو بھی سنی طریقہ کو جانتی ہے۔ تو وہ کہتی ہے کہ جی جانے دیجئے سنی طریقہ کو میں تو شیعہ ہوں۔ جیسے شیعہ آپ ہیں۔ اور حیات بی بی بہت ہی خوب صورت ہے **تیئسویں رات**۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اللہ نے سب کچھ دیا ہے مال دولت کی اولاد لڑکا۔ ایک عورت ہے جو میری طرف دیکھ رہی ہے۔ میں نہیں دیکھتا ہوں۔ جب میں نے دیکھا تو وہ کہتی ہے کہ کہ آپ نے سر سے اوپر مہربانی کی ہے۔ آج دس گیارہ برس ہو گئے ہیں مجھے پکارتے ہوئے۔ تو وہ کہتی ہے کہ دس گیارہ برس نہیں۔ بلکہ آٹھ نو برس ہوئے ہیں۔

خلیل اور دوسرا لباحظ ہے۔ اس پر لکھا ہوا ہے کہ یہ سر سر گم مار دیگی " سانی رے ہا ما ر ہا : ایکم ٹھیک کر لیے ۔ اس کے بعد میری عورت صالح ہے ۔ اور صالح کے ہاتھ میں ناگ ہے کہ جو الجھا ہوا ہے اور وہ ٹھیک ہوتا ہی نہیں ہے ۔ لیکن میں نے اس کو توڑ کر ٹھیک کر لیا ہے

جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۳ھ

پہلی رات جمادی الثانی ۔ تار نے مجھے زمین لکھی ہے اور پھر دوبارہ ایکدم خوشخط کر کے مجھے زمین لکھدی ہے ۔ پھر ہی مان اللہ اور سیاہ کو لکھدیا ہے ۔

(۲۳) دوسری رات ۔ میں نماز پڑھ چکا ہوں دعا کر رہا ہوں صبح کی نماز ہے ۔ ! اور میری شوشی سن کر لوگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اسکا درجہ غلام حیدر کا ہے اس سے کسی طرح کمزور نہیں ہے ۔ اور ہم بہت سارے آدمی بیٹھے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ میرا " تیسرا " لیکچر پاس ہوگا ۔ پھر میں خود ہی کہتا ہوں کہ میرا پہلا ہی لیکچر پاس ہوگا ۔ ابھی میرے پاس ہے ۔ دوسرا بھی پاس ہوگا ۔

رجب المرجب سنہ ۱۳۶۳ھ

یکم رجب المرجب ۔ میں ہاری کھیلتا جا رہا ہوں اور میری فتح ہوتی جاتی ہے ۔ تیسری رات ۔ آلو میں کچھ ہے اور بہت کپڑے سفید ہیں ۔ سید نے اپنے بھائی سے کوشتی کر دیا ہے ۔ اسکو پکڑ لیا گیا ہے اور وہ رو رہا ہے ۔ پھر معظم دار ہے جو کہ ملک ہے ۔ اور میں اس کے پاس گیا ہوں اور میں اسکو کہتا ہوں کہ حق میرا ہے ۔ دوسری علم بھی مجھے ہی ملنی چاہیے ۔ میں حق دار ہوں ۔ تو معظم دار کہتے ہیں کہ یہ جانس ہمنے ہی آپ کو دیا ہے ۔ ابھی پہلی علم پوری نہیں ہوئی ہے کہ مجھے دوسری علم مل گئی ہے کیونکہ میں حق دار ہوں ۔ پانچویں رات ۔ بارش بہت برس رہی ہے اور میں اندر کھیچ پر میک کر کے نکلا ہوں ۔ ساتویں رات ۔ ایک پہاڑ ہے اور اس پر آواز آرہی ہے کہ وہ ولی ہے ۔ وہی ولی ہے ۔ اشارہ میری طرف ہے کہ علی بخش وہ میرا ہی ہے ۔ مگر وہ ولی ہے ۔ مگر وہ ولی ہے ۔ اس کے بعد سر سید رکہتا ہے کہ جہاں پر اسکا بھتیجہ ہے وہاں پر میں مر جاؤں گا ۔ رحمت مجھے استمناس کوپ " لگا کر کہتا ہے کہ صرف ڈر ہے ۔ اندر اور کچھ نہیں ہے اس کے بعد ایک مکان ہے ۔ اس کے اندر ستون یعنی چھ آدمی نے لگایا ہے اور وہ مکان پختہ ہو گیا ہے اور برسات خوب زور سے برس رہی ہے ۔ گیارھویں رات ۔ میں خود ہی بادشاہ ہوں اور خود ہی تنہا زادہ اور میں بادشاہ کے دائیں بھی خود ہی انجام دیتا ہوں جو ہونا چاہیے ۔ میں مزدا کے کوٹھے پر رہے گیا ہوں تو کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ پہلے آپ کہاں رہتے تھے ۔ تو میں نے کہا کہ پہلے میں کرشنا میں رہتا تھا ۔ اور دوبارہ کا داس بھی تھے ۔ وہاں میں بہت ہی آبرو سے ہوں ۔ تب وہ کہتا ہے کہ آپ کو نسبہ ہی تو کہا تھا کہ پھر تم کی کنڈی لگا لیا کرو ۔ کوئی آوارہ آدمی اوپر آپ کے پاس نہ آجائے ۔ یہاں بھی آپ عزت دار ہیں ۔ میں نے ہر مہینے کی کنٹس تاریخ بتائی ہے ۔ اور میں عورت بھی ہوں اور مرد بھی ہوں ۔ سترھویں رات ۔ کچھ گانے میرے پاس ہیں جو مجھ سے لوگ لیں گے ان کا انچارج میں ہوں ۔ تیسویں رات ۔ جھونپڑیاں بڑ رہی ہیں اور ساتھ ہی ایک باغ ہے اسکی چہار دیواری ہے اسکے اندر میں گیا ہوں تو ایک آدمی نے مجھے دوا دی ہے اور سفید پھول دیئے ہیں کہ یہ لے جاؤ ۔ میں کل آؤں گا اور اپنی جھونپڑی چہار دیواری کے اندر ڈال لو ۔ تو فوراً میں نے چہار دیواری کے اندر اپنی جھونپڑی ڈال لی ہے باغ کے اندر میری جھونپڑی ہو گئی ہے ۔ (نے پروردگار عالم ! اپنی رحمتیں میرے شامل حال رکھ)

شعبان المعظم سنہ ۱۳۶۳ھ

ایک ڈبہ ہے اسمیں چار چیزیں ہیں ۔ شائد دو مچھلی ہیں اور دو سانپ ہیں اور یہ سب زہلہ کھیں اور ڈبہ میں بند ہیں ۔ اور جو کالا ناگ ہے اسکو میں فاصد بنا رہا ہوں ۔ پانچویں رات ۔ بھائی کرم بھری ہے ۔ بھائی قمر الدین اور بھائی کریم بخش اور بھائی شرف الدین بھائی کریم بخش اور اللہ بخش کو کہتا ہوں کہ میں تمہاری بات نہ مانوں گا ۔ اور قمر الدین و شرف الدین کی طرف دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ یہ میری عزت ہیں ۔ ۱۲

جھوٹی ہے ان کو سیاہی بچھڑ کر میرے پاس آئے ہیں اور بھروہ باہر نکل گئے ہیں۔ اس کے بعد دو بوڑھے بوڑھے آدمی جن کی لمبی لمبی داڑھی ہے ایک تو بھید اللہ خاں ہے اور دوسرا پارون ہے۔ لیکن اسٹوری میں دوسرے کا دخل نہیں ہے۔ بہت سی مشکل باتیں میرے جی میں آسان ہوگئی ہیں۔ اور سب کا میک اپ ہو رہا ہے اور مولوی صاحب کے انجیمنٹ کر لیے ہیں۔ کوئی نہیں کہتا کہ میرا انگیجمنٹ نہیں کیا بہت سارے آدمی ہیں ایک بہت خوب صورت لڑکی ہے اور سفید لباس پہنے ہوئے ہے اور وہی میری منگیتر ہے۔ وہ مجھ سے کہتی ہے کہ آپ نے مجھے گالی دی تھی۔ اور میں نے بھی گالی دی تھی اب آپ مجھے معاف فرما دیجئے۔ آپ کا انگیجمنٹ ہوا ہی چاہتا ہے اور میں آپ کی ہوں یہ اس واہ چھیت پر مجھ سے کہا ہے اور مکان ہے اور میں اوپر چڑھ گیا ہوں اور میرے پاس ایک سفید کاغذ ہے۔ اور قلم سنگ ہے۔

گیارھویں رات ۔ ہم نانا چوک بمبئی میں کھڑے ہیں۔ اور دو چار آدمی اور بھی ہیں۔ ایک بوڑھا سا فقیر کھڑا ہو کر تقریر کرتا ہے۔ مگر کوئی اس کی دلچسپی سے نہیں سنتا ہو۔ تو وہ فقیر صرف میری طرف مخاطب ہے اور ایکدم تو جہ سے میری آنکھ میں آنکھ ڈال کر مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ تم جاؤ اور بنگلہ کر کو بلا لاؤ کہ کسی عدالت پر وہ منحصر ہے۔ اور میں تقریر کروں گا۔ تو میں چار پانچ اور کو میرے پیچھے دوڑ رہی ہے۔ تو میں سوکھے ہوئے آٹے کو پانی میں ملا کر استنجا کر رہا ہوں اور کہتا جاتا ہوں کہ پرانی عورت کبھی گرہ نہیں ہوتی۔ تو میں آتا ہوں کہ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ وہ میری ہے۔ پھر بہت بڑا دریا ہے اور دونوں طرف کرسیاں لگی ہیں اور ہم سب ہیں۔ سا اقبال میری عورت ہے اور ایک بچہ اور بھی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آج اخبار نکلا ہے اس میں میرا نام نکلا ہے۔ ایک آدمی میرے گھر آیا ہے اور کہتا ہے کہ آپ جانس لے لیجئے چلئے، آپ کو بلایا ہے اور اس کے ہاتھ میں اخبار ہے اور کوٹھے پر ہم چڑھ گئے ہیں اور تین آدمی اور بھی ہیں اور مجھے وہاں جانس مل گیا ہے یعنی براق مجھے مل گیا ہے۔ **بارھویں رات**۔ کوئی نیچے سے آواز دے رہا ہے۔ ماسٹر جی ماسٹر جی۔ آپ اپنی لڑکی کی ذرا تنخواہ دیکھ لیجئے۔ انھوں نے حساب اللہ بھائی کے ہاتھ میں دیدیا ہے

سترھویں رات۔ مغل حنظلہ میں کہتا ہوں۔ ..... پھر میں کہتا ہوں۔ انداز سے۔ بسم اللہ لکھا ہوا ہے (رحمٰن)

اٹھارھویں رات۔ آسمان ہے اور آسمانی دربار لگا ہوا ہے۔ اور دو بیرراجہ مہاراجہ ہیں۔ جو کہ اپنے اپنے دربار میں بیٹھے ہیں۔ اور بھی بہت بڑے بڑے لوگ ہیں کسی سے بات کر رہا ہوں۔ اس کے بعد داماد مردان اپنی لڑکی حسین بی بی کی بے حد تعریف کر رہا ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ میرے پیچھے بھی رد ہو گئے ہیں اور وہ بہت نیک ہیں۔ اس کے بعد میں ایک بنگلے میں ہوں۔ اور میرا بہت بڑا باغ ہے اور اس میں سفید سیب پک گئے ہیں۔ اور تمام درخت پھولے پھلے ہیں۔ اور لوگ توڑ توڑ کر کھا رہے ہیں۔ ایک سے میں نے بھی سیب لے کر کھایا ہے۔ لیکن سارا سیب کا باغ تیار ہو چکا ہے۔ میں اچار یہ پر وہ مضمون میں میوزک کو اگر کڑھوں بلکہ کام پر بیٹھا ہوا ہوں غیاث بھی ہے اور میں اس پر گالی نکال رہا ہوں۔ تو وہ کہتا ہے کہ ہم گالی کا اثر نہیں لیتے اور میں سمجھا کہ دوست نہیں ہوں وہ مجھے یہ بھی کہتا تھا کہ میں "خاندانی" سے اچھا گانا دوں گا۔ مگر مجھے بھی نہیں دیا صرف باتیں بناتا ہے اور دوست کی کہانی اچھی ہے اسپر سب ہنستے ہیں کوئی گانا پر نہیں جاتا ہم کو اس نے پیسے دیئے تھے تو ہم جاتے تھے اور نہ ہم اس کے دوست نہیں ہیں تب میں کہتا ہوں کہ دیکھو تم میوزک ڈائرکٹر ہو مجھے کوئی افسوس بھی نہیں تھا مگر اس نے تو ہم پاکر قسمیں بھی کھائی ہیں پھر بیٹھائی ہے جبکہ مجھے ملی نہیں ہے اور میرا دل بھی نہ چاہتا ہے۔ میں غیاث کو کہتا ہوں کہ کیا تم اس کے پاس جاتے تھے۔ تو وہ کہتا ہے کہ وہ تین تین دن جا بجا دن تو فاقے کرتا ہے۔ اس کا بھلا بھی تو نہیں ہوا۔ **انیسویں رات**۔ ساکبا ڈھلا ہوا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ سارا حق حضرت علی علیہ السلام کو دیا ہے۔ یعنی یہ رب حق حضرت علی علیہ السلام کے روح پاک کو بخش دیا ہے۔ **بیسویں رات**۔ بہت بڑا رجسٹر پڑا ہوا ہے۔ اور بسم اللہ کا راج ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اور ہر طرف روشنی ہے۔ اس کے بعد ایک بیل کا بچھڑا ہے اسپر بہت بڑی بڑی گانٹھیں ہیں۔ اتنا بوجھ ہے کہ کتنے ہی بیل لگے ہوئے ہیں لیکن کھینچ نہیں رہا ہے۔ پھر ایک موٹی تازی گائے نے اسکو کھینچا ہے جو کہ بہت طاقتور ہے۔ لیکن اور بیل کے بوجھ کا مجھے بہت فکر ہے کہ کہیں گر نہ جائے مگر ساتھ والا کہتا ہے کہ یہ گر نہیں گرے گا۔ میں کوٹھے پر بیٹھی ہوں جو کہ بہت ہی اونچی جگہ ہے۔ (۲۷) **ستائیسویں رات**۔ ایک بہت بڑی مجلس منعقد ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ شیعہ کا نشان کھڑا ہو گیا ہے پھر میں سامنے جو دیکھتا ہوں تو ایک بہت بڑے دنگل کا بہت بڑا اکھاڑا ہے اور یہ شیعہ کا ہے۔ تو ادھر دو جھنڈے سنیوں نے لہرا دیئے ہیں جیسے ہاتھ میں جھنڈا لہرا جاتا ہے۔ اس کے بعد میں منڈی میں بیٹھا ہوا ہوں اور پوسٹ مین نے دو خط لا کر مجھے دیئے ہیں اور ایک پر لکھا ہوا ہے

جو کہ ایک دم سفید ہے۔ اور کوٹ بہترین ہے اور نئی کالی جوتی جو کہ پہنے ہے۔ اس کے بعد ڈکیٹے نے اگر دو خط اور دو رسیدیں جو کہ میری ساس نے بھیجے ہیں بہت بی بی نے۔ اٹھنے دیئے۔ اور اس کے بعد میرا استاد میران بخش جو کہ میرے پاس بیٹھا ہے۔ میں اپنے کپڑے نکال کر پہن رہا ہوں اور وہ جانا چاہتا ہے۔ تو میں نے استاد کو کہا ہے کہ استاد آپ کو میرے پاس سے نہیں جانا چاہئے بلکہ میرے پاس ہی رہنا چاہیئے تو استاد نے منظور کر لیا ہے اور وہ رک گئے ہیں۔ حقہ میرے پاس ہے اور وہ جس رہا ہے (رحم کریم) **نینتیسویں رات**:۔ سرینڈر ہیرو ہے اور ایک اور لڑکی ہیروئن بہت خوب صورت ہے اور گلاب بھی بہت خوب صورت ہے اور مجھ سے کہتی ہے کہ آپ ان کی کمزور تعریف کرتے ہیں بلکہ زور سے تعریف کیا کریں۔ **چوبیسویں رات**:۔ معظم دار صاحب صاحب ہمارے پاس بیٹھے ہوئے ٹیرین بنتی دیکھ رہے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ معظم دار صاحب نے ہم سے بہت کچھ لیا ہے۔ اور فائدہ ہم کو بھی بہت کچھ ہو چکا ہے۔ ہر طرح کی ترکیب ہم کو آگئی ہے۔ **پچیسویں رات**:۔ **سچویشن پر گانا اتنا جاجی** کہ معظم دار صاحب بے حد خوش ہو رہے ہیں اور نے انتہا ہو رہے ہیں کہ گویا ٹیون کی دیویاں سامنے آگئی ہے۔ **چھبیسویں رات**:۔ آگ کی انگیٹھی دہک رہی ہے اور وہ میرے ہاتھ میں ہے اور میں اس پر راکھ ڈال رہا ہوں اور ساتھ ہی میں یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ یہ آگ فضول تو نہیں ہے۔ جلے دو نا۔ اس پر کچھ پکایا جا چکا ہے (۲۷) **ستائیسویں رات**:۔ کہ میں لیلا تکمیل ہو رہا ہے اور میں یہ ٹرک کر رہا ہوں۔ رومن سٹیلا کو آداب کر رہا ہوں۔ سٹینا سٹیلا اٹھتے ہیں۔ اس کے بعد یہ کھیل ختم ہوا ہے اور ایک آدمی مجھے فی ڈور کہتا ہے۔ اس نے ماڈر کا کام اچھا کیا ہے کہ سب سے جیت گیا ہے اس کے بعد بہت سبزی ہے راستہ بیک ڈراپ ہے اس پر میں جا رہا ہوں میرے ہاتھ میں چھوٹی سی لکڑی ہے اور ایک باریک سانپ گھاس میں سے نکل کر میرے سامنے بھاگ رہا ہے میں نے چھوٹی لکڑی سے سانپ کو مار ڈالا ہے بلکہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے ایک بڑا قافلہ جا رہا ہے۔ باقی اور تفصیل ملتے ہیں علی بخش قصائی ہے اقبال بھی ہے۔ منہ کو ہاتھ لگا رہا ہے تو میں اس کے مہارت کو پکار رہا ہوں جلدی آؤ جلدی آؤ۔

رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

دو رمضان المبارک:۔ کوئی نہیں ہے جس کو کام کرنے کے لیئے کہوں ہوں ولایت ہے، مبارک ہے اور تنہا رہے۔ میں نے پورا کام کر دیا ہے کسی کا فضل الٰہی ہے جلال ہے۔ (پانچ رمضان) اتنے میں کثیر صاحب ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ لوگ اٹھی سے آگئے تو میں نے کہا کہ مولوی صاحب نے ہم کو آپ کے پاس بھیجا ہے تو اس نے وہ اپنی جگہ آکر حساب کر کے بے اندازہ دو تیاں جوتیاں اور چاندی کے روپے دیئے ہیں۔ اور یہ میرا ساب ہے۔ اور میرے پاس بھی بہت سی چاندی ہے اور یہ میں نے ایک کپڑے میں باندھی ہے اور وہ مجھ اکیلے سے اٹھ بھی نہیں رہی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرا ساتھ سو روپیہ نکلتا ہے وہ بھی ملیگا۔ یہ کثیر صاحب مجھ کو ہی بگڑ کر لا رہا ہے۔ اور بہت ہی خوشی سے جو حساب میرا نکلتا تھا وہ دیا ہے اور بتا دیئے والا ہے۔ **ساتویں رات**:۔ میں لیٹا ہوا ہوں اور کوئی لڑکی مجھے بگڑ کر اٹھا رہی ہے۔ میں دیکھا کہ میری لڑکی خورشید ہے اور اس کے ہاتھ میں لیمپ ہے۔ بہت بڑا ارڈر شن تو وہ مجھے دیکھ کر کہتی ہے کہ آپ ہی دیکھ لیں۔ کہ ایک مزار ہے۔ اور وہاں میاں گوہر خان گانے کو آتا ہے وہ آیا ہے اور ایک عورت جو ٹوٹی ہے وہ مجھے سکھاتی ہے کہ بولو میران دانا۔ تو میں سیکھ گیا ہوں۔ پھر میں گھر جا رہا ہوں تو وہاں پر میاں آتا ہے جو بہت ہی خوب صورت ہے۔ جب میں گیا تو اس کے اردلی بھی ساتھ آئے۔ پھر جب میں گھر پہنچا تو ہزاروں آدمی میرے گھر کھانا کھانے آئے ہیں۔ گو بڑی دعوت ہے اندر بھاگ بڑی میری بھابی اور میری ماں ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں تو صرف تمہیں دیکھنے آیا ہوں۔ اس کے بعد رکھیت والی خورشید کی کچھ لڑائی ہے تو عتیق شاہ نے اس کو ایک مہینہ کی ضمانت پر رہا کرایا ہے اور کہتا ہے کہ ایک مہینہ کے بعد حاضر کرو دگا۔ **نویں رات**:۔ مجھے اس قدر پیچانہ آیا ہے کہ ختم نہیں ہوتا ہے۔ بہت زیادہ ہوا ہے اس کے بعد شادی ہے اس میں شامل ہوں۔ پھر اقبال میری عورت نے ثابت بھیڑ بھونی ہے۔ اور میں اسکو صاف کروا رہا ہوں تو اس نے اسکی گردن نکالی ہے اور بہت مزیدار گوشت ہے میں کھا رہا ہوں اس کے بعد دو اور دوسری مرتبہ اس منزل پر نظر آیا ہے۔ اور جنگل ہے اور جنگل کے اندر ہم ہیں۔ **گیارھویں رات**:۔ کئی جانور ہیں اور وہاں پر میں بھی ہوں، ایک شخص نے جانور مجھ پر مارا ہے تو اس کے بال میرے جسم میں چبھ گئے ہیں۔ تو بہت سارے بچے اور ایک بڑا بھالو نے وہ بال

چھٹی رات :- بہت بڑا سمندر ہے اور اندر کشتی چل رہی ہے۔ ایک آدمی ناک کرا مجھے کنکر یا روڑا مکر میں غوطے لگاتا ہوں اسکا ایک کنکر بھی نہیں لگتا ہے :- ساتویں رات - میں نے ایک چیز بنائی ہے۔ جس کا جواب ہی نہیں ہے بہت ہی مدت کے بعد یہ چیز بنی ہے تو معظم دار صاحب بہت ہی خوش ہو رہے ہیں۔ اور مجھے داد دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ استر صاحب یہ پہلے کے ٹکے کی چیز بنی ہے جو بہت اچھی ہے - آٹھویں رات - میرے کام پر سب لوگ بہت خوش ہو رہے ہیں .. نویں رات :- اسٹیج ہے اس پر اقبال ہے اور میں سامنے کھڑا ہوں تو اقبال کہتی ہے کہ استر جی میں ذرا فاطمہ کو دیکھ کر آتی ہوں - یعنی مختار کو اور میں کہتا ہوں کہ ہاں جاؤ دیکھ آؤ۔ (۱۱) گیارھویں رات :- میں کہتا ہوں کہ ان کو لڈو سے بیوپار سکھا کہ ایک کے تین کما لائے۔ ایک کے دو تو ہو گئے اور ایک کے تین بھی کما لایا ہے۔ تم نے مہربانی کی کہ ان کو بیوپار سکھا دیا

بارھویں رات :- ایک آدمی مجھے بلاتا ہے تب میں کہہ رہا ہوں کہ ایک مرے ہوئے کو مارنا کونسی بہادری ہے میں تو پہلے ہی مرا ہوا ہوں۔ اپنے جیسے کو مارے تو مرا ہوا ہوں۔ اس کے بعد ایک فقرہ ہے جس کی لمبی داڑھی ہے اور اسکی پیٹھ پر مہر لگی ہوئی ہے جیسے دو آنکھیں اس پر ستارہ پڑا ہے جیسے سبز، تو میں اس مہر کو چوم رہا ہوں۔ پھر اس نے ستارہ مٹا کر پھر اس نے وہ دو آنکھوں جیسی مہر مجھے دکھائی جسکو میں چوم رہا ہوں۔ اور وہ فقر مہر والا میں ہی ہوں۔ اور بعد میں ایک بہت بڑی سرائے ہے اور وہاں سب دھوبی ہی دھوبی رہتے ہیں اور سب کے کپڑے سفید ہیں۔ اور میں وہاں ہوں اور وہ فقر بھاگے گا ہے۔ تیرھویں رات :- کوئی کہتا ہے کہ نیلا دھو تب ان کا حساب کتاب کمپلیٹ کر کے دیجیے۔ اس کے بعد خدا داد سرکل میں اور ڈاکٹر عنایت دونوں جا رہے ہیں۔ بارش خوب برس رہی ہے۔ اور اوپر سامنے اقبال بیٹھی ہے اور ایک چھوٹا سا بچہ اس کی گود میں ہے اور میں اپنے گھر جا رہا ہوں۔۔ (رحم فرما میرے مالک) چودھویں رات :- پہلے میں نے دیکھا کہ حور شدید میری عالم کی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے اور گھر میں کام کر رہی ہے اور بے حد خوب صورت ہے۔ اس کے بعد نام ہے۔ ناصدی خلاد وست پانچویں رات :- ایک مسجد ہے اس میں پیش امام صاحب بیٹھے ہیں ان کی ڈاڑھی سفید ہے اور پاس ان کی عورت ہے۔ اور میں اندر جا کر ان سے ملا ہوں۔ اللہ رکھی بیٹھی ہے اور فاطمہ بیٹھی ہے۔ اور میں ان دونوں کو کہتا ہوں کہ میں تو تمہارے پاس آیا ہوں۔ دیکھو صالح میرے پاس نہیں آئی ہے اسکو بھیجو اور بھی بہت کچھ دیکھا ہے۔ اور کچھ خطوط دیکھے ہیں کہ جو بہت سارے ہیں اور میں یہاں ملہار بجا رہا ہوں۔ (۱۷) سولھویں رات :- میں جو گانے بتاتا ہوں وہ بہت ہی کامیاب ہیں۔ اس کے بعد میرا بڑا بھائی عالم دین کھڑا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ باجرہ کی فصل کتنی ہوئی ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہم سات آدمی ہیں اور (۲۱) من ہوئی ہے تو میں کہتا ہوں کہ بہت ہوئی ہے اور چار مہینے سردیوں کے بہت اچھے نکل جائیں گے تو وہ کہتا ہے کہ جی ہاں" —— اٹھارھویں رات :- بہت ہی بہتر دیکھا ہے بعد میں کہ سچین لوگ کی شادی ہے اور اس میں مرغیاں ہی مرغیاں ذبح ہوئی ہیں۔ اور حلال میں نے ہی کی ہیں۔ یہ گوشت تو حلال ہی کر کے کھاتے ہیں۔ اس کے بعد ایک بلند دیوار ہے اس پر میں بیٹھا ہوا سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور دو سبز درخت میرے پاس لگے ہیں۔ اور دو کرسیاں بھی ہیں ایک پر مردان علی آکر بیٹھا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ آج شام کو کھانا (دعوت) تو نہیں آکر کھائیں گے۔ اور ہاں پر ہرار پہرسل کرایا جائیگا (۱۹) انیسویں رات - ایک دلوار ہے اور اس پر شیر بیوبھاند کر بیٹھ گیا ہے۔ اس کے بعد اقبال اور میں ہمارا بچہ جو گود میں ہے اور گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر جو ڈرتا ہے معظم دار کے گھر بہو بچے جہاں ہماری عورت ہے اور مکان تاسا بڑا ہے کہ جیسے ہرے رنگ کی مسجد ہے۔ اور وہی تین گنبد ہیں اور کھانا پکتا ہے اور ہم لوگ بیٹھے ہیں راستے میں ایک پل ہے کہ جو ہم پار کر گئے ہیں۔ اس کے بعد پاس میں ایک پل جو کہ سوکھا ہے۔ اس میں میں نے اپنی جوتی جان کر گرا دی ہے اور اس کے بعد دوسری بھی گرا دی ہے اور میں پل پر سے گذر کر نیچے آیا ہوں کہ لے لوں تو راستہ دو ہے کے کانٹوں سے گھرا ہے تو دوسرا آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ اس راستے سے جائیں گے راستہ صاف ہے۔ اور پل کے نیچے سے آپ اپنی جوتیاں اٹھائیں گے تو میں اسی راستے سے پہونچ گیا ہوں اور وہ آدمی کہتا ہے کہ آئیے کچھ کھانا کھا لیجئے تو میں کہتا ہوں کہ میرا تھا معظم دار صاحب کے وہاں ہے اور ہم لوگ تو وہیں کھائیں گے۔ ہم باہر کہیں نہیں کھاتے ہماری عادت ہے کہ چاہے کچھ دیر بھی ہو جائے اپنے گھر ہی کھانا کھاتے ہیں۔ بائیسویں رات :- کوئی جگہ ہے کہ جہاں میں ہوں اور بعد میں ہمارا اور حسن ہاؤس ہے میں اور میں ان کی بہت خاطر مدارات کرتا ہوں میں نے ان کو اعلیٰ درجے کا بستر دیا ہے لیکن اس میں اندر کچھ پتھر نکلے ہیں اور وہ دونوں مجھ پر چھلے پاؤ دیویلہ تہ مل میرے استاد نے مجھے جو رے کپڑے پہنائے اور دھو صاف دھنایا ہے

تو اس کو ایک سال کی سزا ہوئی ہے۔ اس کے بعد دوسرے کو چھ ماہ کی سزا ہوئی ہے۔ اسکے بعد صندل خان مجھ سے کہتا ہے کہ آپ اپنے کام میں مجھے نہ بھولنا مجھے ساتھ رکھنا تو میں کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو گے سنا تیسویں رات۔ چھوٹی سی گاڑی پر میں سوار ہوں۔ اور وہ بہاڑ پار کر کے جھگی ہے اور جنگشن پر میرا سامان بڑا ہے۔ گاڑی میں میرے دو بیٹے بھی ہیں اور دو یتیم لڑکے بھی ہیں اور وہ مجھے کہتے ہیں کہ ہم اور پیسہ اس لیے تھے کہ آپ ذرا گھما پھرا کی دنیا دیکھ لیں۔ کیونکہ وہ یہاں پر ہیں۔ اس کے بعد میں ان سے کہتا ہوں کہ بڑے مہربانی مجھے دو مرد و پیسہ دیں کہ میرے پاس رہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے تکلیف ہو تو انھوں نے دو روپے مجھے دیئے ہیں جو کہ چاندی کے ہیں (میرے پروردگار عالم مجھے اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرما)

شوال المکرم ۱۳۶۳ھ

پہلی رات شوال المکرم:۔ میں نے کسی بزرگ کو دیکھا ہے اس کے بعد میرا اسٹیل ہو رہا ہے (رحم فرمایئے مالک

دوسری رات۔ میں غلام حیدر کی یاد میں پاگل ہو گیا ہوں۔ وہ گا رہا ہے کہتا ہوں کہ تو گا رہا ہے جو کہ اس نے پہلے گایا ہے۔ لیکن اس کا اتنا بڑا نام ہے کہ تو وہ کہتا ہے کہ جب آپکا نام تھا تو آپ آ رہے ہیں اور میں ملا تھا لیکن آپ نے کوئی خیال تک نہ کیا تو میں افسوس سے رونے لگا تھا اور بے رو رہا ہوں اس کے بعد کہتا ہوں کہ "یہ راہ نے جوت جلائی مل بیٹھو سب بھائی"

تیسری رات۔ میں کہتا ہوں کہ پیر صاحب ہیں۔ ایک نوجوان ہے جو میرے سامنے بیٹھا ہے اور پھر میں کہتا ہوں کہ یہ پیران پیر ہیں تو کہتا ہے ہیں۔ تب میں پیر صاحب سے کہتا ہوں کہ آپ نے مجھ دوائی دینے کیلئے کہا تھا تو وہ دیجیے تو انھوں نے اپنے ہاتھ سے مجھے دوائی دی ہے اس کے بعد ہم دو آدمی گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر جا رہے ہیں۔ بہت بڑا دریا ہے اور دھر پہاڑ ہے تو وہ آدمی کہتا ہے کہ وہ دیکھو زمین پھٹ گئی ہے زلزلہ ہے۔ اور وہ وہیں سے الگ ہو گیا ہے اور میں پہاڑ پکڑ کر ایک محفوظ جگہ پہنچ گیا ہوں۔

چوتھی رات:۔ سینما ہال ہے اور بہت اونچا ہے۔ حد سے زیادہ اونچا ہے اور میں اسکی سیڑھیوں پر چڑھ رہا ہوں۔ نماز پڑھنے کیلئے چڑھ رہا ہوں۔ میرے پیچھے دوسرا آدمی اٹھا ہو کر چڑھ رہا ہے سینما دیکھنے کیلئے اور سامنے سے بہت سارے آدمی سینما دیکھنے کے لیئے آ رہے ہیں۔ پانچویں رات۔ ایک جنگشن ہے اور اس سے میں نے گاڑی بدلی ہے اور پوچھتا ہوں کہ گاڑی کالپہ جائیگی تب وہ کہتا ہے کہ اس وقت جائیگا۔ اور وہ اسی وقت آ رہا ہے اس کے بعد مرکا کوئی رشتہ دار نی خوب دنی بکا رہی ہے اور روٹی کا نیاز دے رہی ہے۔ بھر دریائے فرات بہہ رہا ہے اور اس کے اس کنارے حرم ہیں۔ اس کے بعد میں باہر نکلا ہوں اور اقبال ہے اور دو بڑے بڑے آئینے ہیں۔ وہ مجھے کپڑے نکال کر دے رہی ہے اور میری لڑکیاں بھی ہیں اور میں گھوم رہا ہوں اور صرف اپنا بدن دکھائے ہوئے ہوں۔ میں ہوں اللہ دتہ ہے اور ساڈو ہے۔ اجاز حسین ہے اور مشرقی حسین ہے۔ اور میں اجاز حسین کو بہت پیار کر رہا ہوں۔ وہ بچہ ہے منہ میں منہ ڈال کر پیار کرتا ہے۔ اور میں اللہ دتا کو کہتا ہوں کہ آپ بھی چلئے اور ضرور چلئے۔ وہاں موزک کی بہت عزت ہے اس لیے میں بھی بھی میں رہتا ہوں۔ آپ کے پاس علم ہے اور آپ کا علم گھٹنے والا نہیں ہے۔ یہ خاندان مجھ سے بہت خوش ہے اور میں نے کہا کہ میں تو محمد حسین کو بھی بلانے والا تھا کیونکہ بھی بہت اچھی جگہ ہے یہ لوگ میری بہت عزت کر رہے ہیں (رحم فرما مالکا)

ساتویں رات:۔ اشرف خان مجھ سے گلے ملا ہے اور سینہ سے لگا رہا ہے اور بہت ہی خوش ہے۔ اس کے بعد آج صبح میں لیٹا ہوا ہوں سامنے تارا ہے جو کبھی کبھی سامنے بیٹھے ہیں لاکھوں لوگ آئے ہوئے ہیں اور ہماری تھیٹر ہے اور لاؤڈ سپیکر لگے ہوئے ہیں۔ اور اشتہار دے رہے باجہ بجا رہے ہیں۔ تو میں تارا کو کہتا ہوں کہ کمپنی میں بھی اشتہار بھیجا جا رہے۔ کیونکہ آج تو سہرہ کا کھیل ہے اور آمدنی بہت ہوگی۔ اور ہم کو آج حق کے ٹکٹ ہم ڈبل کر دیں گے۔ یہ رائے میں نے دی ہے تھیٹر سب تیار ہو چکا ہے۔ لاؤڈ سپیکر سب لگ چکے ہیں۔ اور میری رائے معتبر مانی جا رہی ہے۔ اور بہت بڑے پلنگ پر میں لیٹا ہوا ہوں آٹھویں رات۔ میرے دو لڑکے ہیں اور ایک داماد ہے اور میرا مالک مجھے کہتا ہے کہ تم سب مل کر کام کرو جو چاہے ایک دن میں کر دو جو چاہے کتنے دن میں کر دو۔ لیکن ایک ہزار تم کو ملے گا۔ علی بخش نبراسپور اسی کے بعد منیجر دار آیا ہے اور اس نے تارا کو کچھ کہا ہے میں اسکو کہتا ہوں کہ اگر میری ضرورت ہو تو مجھے بلا لینا میں وہاں پر ہوں۔

۹ نویں رات:۔ ٹھاکر بھائی مجھ سے بہت خوش ہیں اور میرے کام کی بہت تعریف کر رہے ہیں۔ اور میرے ہی کام کی فکر میں ہیں بے حد سیر کیا ہے اور بہت ہی عجیب و غریب جگہ میں نے دیکھی ہیں۔ جب سب سے بڑی جگہ میں نے دیکھی تو میں اسٹیشن پر کھڑا ہوا تھا۔

میں نے بم سے نکال لیے ہیں جس کے ہونے ہیں میں مرجاتا۔ اس کے بعد لیلا دھرے سانپ مارنے کے بجائے اسکو لاکر زندہ چھوڑ دیا ہے اور وہ بھاگ کر ایک کرسچین لڑکی ہو گیا ہے اور اس سے میری شادی ہو گئی ہے۔ تو میں اس سے پوچھتا ہوں کہ تو مجھے کاٹے گی تو نہیں تو وہ کہتی ہے کہ نہیں نوگو یا اس نے یقین دلایا ہے۔ اس کے بعد ایک فقیر بن کر آ بیٹھا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ "میں نے سنا ہے کہ یہاں رام راج بن رہا ہے۔ اس لیے میں یہاں آیا ہوں اور اب اجودھیا جارہا ہوں۔ ایودھیا"

بارھویں رات "یسوع۔ یعنی باپ دائم بیٹھا ہے اور اس کے پاس بہت گنتے پڑے ہیں اور آسمان کے دھیرگے ہوئے ہیں اور میں بھی آنے کے لیے تیار ہوں۔ بستر بند ھا پڑا ہے تب میں نے ہاتھ باندھ کر اپ داکم کی دعا لی ہے اللہ دے امان اسل اوکہ دے مال دولت زیادہ۔ اور وہ مجھے آم چوسنے کے لیے دیتا ہے جو کہ بہت میٹھا ہے اور ٹوکرے کے ٹوکرے میرے آگے رکھ دے۔ ارہے۔ میں آم چوس رہا ہوں اور وہ کہتا ہے کہ یہاں بھی تم کوئی جائیداد بنوالیتے تو اچھا تھا اب تم کہاں جاؤ ہو۔ میں نے کہا بمبئی جاؤں گا۔ اور جو کچھ کماؤں گا آپ ہی کو بھیجوں گا۔ آپ ہی میری جائیداد بنوا دیں۔ اس کے بعد کوئی بڑا بچہ میری گود میں ہے مگر اس کے بدن پر تیچک بہت زیادہ نکل رہی ہے۔ آبلوں سے بدن بھٹا پڑتا ہے۔ تیرھویں رات۔ مجھے کوئی بلاتا ہے علی بحشر جلدی آؤ تو میں بھاگا جاتا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ ایک اور علی بخش یا ہوا ہے۔ ۱۴ویں رات۔ میں دوسری طرف دیکھتا ہوں تو اللہ دتا ہے۔ میں اس کو کل کی بہت تعریف سناتا ہوں۔ پھر آگے میرا بڑا بھائی عالم دین ہے میں اس سے بھی مل کر بہت رو رہا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ تیرے سوا میرا کوئی نہ ہوا۔ وہ مجھے دلاسا دیتا ہے اور پوچھتا ہے تب میں نے کہا کہ میں وہاں سے بنارس اور وہ اس گاؤں میں آ۔ اس کو میں یاد کراتا ہوں کہ گاڑی آگئی ہے۔ میں اور اقبال بھاگ کر گاڑی میں بیٹھ گئے ہیں۔ اور میں پوچھتا ہوں کہ ٹکٹ کہاں ملتا ہے تو کوئی کہتا ہے کہ اسکے میں۔ پھر میرے پاس روٹی ہے۔ میں اقبال کو کہتا ہوں کہ لیا ہے۔ بالشر کے اندر ہے تب اس نے کہا کہ اس کے اندر ہے۔ میں نے جب دیکھا تو روٹی کے اندر سے دو ٹکٹ نکلے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ پوری بنارس اور جانا ہے منگو مار واڑی اکٹھے میرے ساتھ ہے۔ برسات برس رہی ہے اور پنچایت کرنے کی کرنی جو ہیں ہے اور پانی کا بھرا ہوا نالہ بہہ رہا ہے۔ تو منگو بیچ میں ڈوب گیا ہے۔ لوگ بہت ہیں میں چلا رہا ہوں کہ لوگو دوڑو یہ ڈوب گیا ہے یہ ڈوب گیا ہے جو اس کی بیوی سامنے نہیں آتی تھی وہ بھی آگئی ہے دونوں بہن بھائی نے مجھے تالا چابی دے دی ہے۔ اپنے گھر سے کہیں جیسے پاس نہیں ہے اور میں بھی نہیں آتی ہوں اور بھائی نے مجھے تالا چابی دے دی ہے۔ اپنے گھر سے کہیں جیسے پاس نہیں ہے اور میں بھی نہیں آتی ہوں

ہی ہے تو وہ لڑکی اپنے بھائی کو کہتی ہے کہ مبارک ہو مبارک ہو۔ تم نے بہت اچھا کام کیا ہے پھر مجھے تالا چابی مانگتا ہے۔ تو اس نے مجھے لاکر دیدیا ہے اور یہ گھر بھلروں منڈی ہے۔ پچیسویں رات۔ ہم سب لوگ مکر ایک جگہ سے چلے ہیں مگر سب سے پہلے میں آیا ہوں اور لڑکا کام کرتا ہے اور وہ لڑکا معصوم ہے تو میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں مکھو کر ہوں تو میں کہتا ہوں کہ مکھو کر تو راجہ کو کہتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ پہلے میں اس کو تیلے کی دکان پر کھانے کو کھاتا تھا۔ مگر اب ایسا قانون ہے کہ وہ قرض بھی بند کر گیا ہے اور معاف ہو گیا ہے اور اب میں اچھی طرح کھاتا ہوں اور مجھے خوب نفع ہے اور اب میں اچھا برا جو ہوں اور میرے سمدھیانہ والے یہاں میرے بہت بعد آئے ہیں۔ لیکن شرم سے مجھے منہ نہیں دکھاتے اوپر مکان ہے اور مجھ داد بیرے کو دا ہے یا گر اندر اسکے جوٹ نہیں آئی ہے۔ پھر وہ اوپر سے نیچے کو دا ہے اور بالکل ہی دالان میں ہے اور نیچے جا کر کھڑا ہو گیا ہے۔ چھبیسویں رات۔ میں نے اپنی پیٹھ پر کوئی بوری لادی ہوئی ہے اور اوپر سے نیچے اتر رہا ہوں تو تھوڑا سا کیچڑ ہو گیا ہے تو میں نے ہاتھ سے روک لیا ہے۔ تو سردار اختر کہتا ہے کہ میں نے تمہارا کوئی بچہ بنایا تو میں نے کہا کہ سردار اختر ہے پھر میں نے کہا کہ سردار اختر دو بائی ہے۔ تو وہ ہنستی ہے کہ کہ کہ اپنے برابر میں کھیلا رہا ہے کاظم زاں دیو تو دیکھو تو میں کہتا ہوں کہ سردار اختر دو بائی ہے۔ میں نے آرتی کچھ بنایا ہے تو ضرور دیکھنا۔ اور پھر میں اسکو کہتا ہوں کہ تو محبوب کو کہنا کہ۔ لیکن وہ محبوب سے ڈرتی ہے۔ اندھیرا ہے اور فلم کی لڑائی ہو رہی ہے۔ گھنگروؤں کی آواز آرہی ہے۔ اور محبوب اندر ہے اور میں پڑھا جھوں کے لیے جا رہا ہوں اور اس کے بعد میں قرآن شریف پڑھ رہا ہوں وہ جو کہ دس پارے قرآن شریف کے پوشیدہ ہیں۔ ۲۷ ص ۱۔ ۲۸ویں رات۔ اسکے بعد ایک مرغا میرے پاس ہے سونے کا اور مجھے دیتی ہے میں اس کے انڈے دینے کا جگہ دیکھ رہا ہوں۔ تیئسویں رات ۱۔ پانی کا نالہ ہے اور اس کے اندر سانپ ہے تب جلتی ہے اور اسکے مددگاروں کی بوچھاڑ کی جگہ ہے اور میں نہا رہا ہوں اور اس سے پہلے میں اخبار پڑھ رہا ہوں اس کے بعد کوئی چیز میرے سامنے بڑی ہے میں پاس سے گذرا ہوں تو مجھے کوئی سزا نہیں ہوئی ہے اور ایک اور آدمی پاس سے گذرا ہے

پانچویں رات :- میں اپنے گھر میں ہوں اور بہت بڑی حویلی ہے۔ بال بچے گھر میں موجود ہیں۔ حویلی کے اندر میرا بھائی عالم دین کھڑا ہے جو کہ جوان ہے کسی نے آکر مجھے کہا اور میں فوراً باہر گیا ہوں اس سے گلا ملا ہوں اور سینہ سے سینہ ملایا ہے اور وہ بہت خوش ہے مجھے کہتا ہے کہ شرف الدین تمہارے پاس آنے کے بے بتاب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بہت اچھا میں تو چاہتا ہوں کہ تم رب کے ریلوے پر آکر ہی رہو۔ یہ بہت بڑا اسٹیشن ہے یہاں پر بہت روزگار ہے اور میں ایک بڑا مکان لے لوں گا۔ جہاں ہم سب رہیں گے۔ اس کے بعد امرتسر میں میرا گانا ٹھیک ہو رہا ہے جس کے بول لکھے ہوئے ہیں اور کالے کپڑے پر شیر کی تصویر بنی ہوئی ہے اور عالم دین کہتا ہے کہ اگر آپ بزرگ بیت نہ کر سکیں تو ان کا اپنا کام یہاں بہت ہے۔ چھٹی رات :- میں دعوت کھا رہا ہوں، پلاؤ پکایا ہے۔ مٹھائی پکائی ہے۔ اور غریب الدنیا کا ایگریمنٹ ہو گیا ہے اور اب وہ کام کرے گی۔ اور وہ لائن میں آگئی ہے لیکن اقبال ابھی کام نہیں کرے گی۔ میں بہت گیا ہوں۔ جتی بخش اور بھائی وزیر بیٹھے ہیں تو میں جتی بخش کو کہتا ہوں کہ آگے تو تم کہتے تھے وہ کام ہو گیا ہے۔ اب میں تم کو چانس دیتا ہوں تم خود اپنے ہاتھ سے کر۔ ساتویں رات :- میں نے میوزک شروع کرایا ہے جس کا جواب نہیں ہے اور یہ میوزک شوکت حسین کا ہے۔ نور جہاں بھی ہے اور شوکت حسین نے اپنا بچہ اٹھایا ہے تو اس نے اٹھ کر اس کو اپنی گود میں اٹھا لیا ہے اور یہ بڑھکر بسم اللہ میں شوکت حسین سے کہتا ہوں کہ شوکت صاحب میرا نام پہلے جو آپ نے نہیں دیا ہے وہ دیجئے اور پھر وہ ہنستا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اب آپ کو معلوم ہو گیا کہ آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اور بے انصافی کی ہے کیونکہ اب آپ بال بچے دار ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں بھی بال بچے دار ہوں۔ جھوٹے جھوٹے بچے ہیں پھر آپ سے اس لئے یاد کرتا ہوں۔ لیکن آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اب اس بچے پر اور جو پہلے آچکی ہے اس پر میرا نام دیدیجئے۔ تھوڑا خیال کیجئے۔ آٹھویں رات :- استاد میراں بخش مرے ساتھ ہے اور استاد ہوی دتہ مل بھی تو استاد ببرا بخش نے جو تایا ہے۔ اس کے صرف تبلا سے میرا سینہ روشن ہو گیا ہے۔ بابو دتہ نے تایا کہ سخت محنت ہی محنت ہے۔ اسی کے بورے پر میں گاڑی کے ٹکٹ میں اور ہم سوار ہیں لیکن گاڑی ایک اسٹیشن واپس جا کر پھر آگے جائے گی۔ ہم اس اسٹیشن پر واپس آئے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ چلئے اور میری والدہ میرے ساتھ ہے جو کہ بہت خوش ہو کر یہ کہہ رہی ہے کہ میرے بیٹے کو آج علاوہ ملا ہے اور دعا دے رہی ہے۔ میں نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور میں ڈاکٹر ہوں اس کے بعد مکان ہے اور میں کہتا ہوں کہ لعنت ہے ان پر جو لوگ ہیں تو فیروز نظامی کہتا ہے کہ آپ اور بچہ بنائیے۔ نویں رات :- گیارھویں رات :- وزیر کو طلاق ہو گئی ہے اور بلا ذیکا کر کھانا کھلا رہا ہے اور بہت اداس ہے۔ میں جتی بخش کو بیٹھنے کو کہتا ہوں مگر وہ بیٹھنے سے انکار کر دیتا ہے۔ ۱۳ ویں رات وزیر میرے پاس آئی ہے اس کے بعد جتی بخش بھی میرے پاس آیا ہے۔ چودھویں رات :- پہاڑ اور بہت بڑا جنگل ہے۔ موٹر ہی ہے اور میں ہوں تو میں موٹر کا بگڑا ہوا بنا رہا ہوں اور بیچ تار رہیں تار بھی ہیں۔ اور وہ بجنے لگتا ہے۔ اتنے میں موٹر کے پاس ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے کہ مرا رہنے اور آئیے، اور آدمی میک اپ میں ہیں کہ کہیں ان کو ترقی ملی تو وہ فوراً دوسری جگہ چلے جائیں گے۔ اس کے بعد اکبر سیٹھ کے داماد قربان علی سیٹھ اور یوسف الدین کھڑے ہیں اور دونوں ملٹگس اکبر علی سیٹھ نے اپنی دونوں لڑکیوں کو دیدی ہے۔ تو بڑا قربان علی سیٹھ کہتا ہے کہ یہ کیا۔ اللہ نے ہم کو سب کچھ دیا ہے میں بھی پاس کھڑا ہوں اتنے میں اکبر سیٹھ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں بہت بوڑھے اور خوب صورت بزرگ ہیں۔ پندرھویں رات :- اور میرا سینما ہال ہے اور اندر موٹر بیٹھا ہوا ہے اور میں اس سے ملنے گیا ہوں۔ وہ مجھ سے بہت اچھے طریقے سے ملتا ہے اور اٹھ کر میرے ساتھ باہر چلا آتا ہے اور بات چیت کرتا ہے کہ تمہارے میرا پارٹنر ہے اس لئے جو کچھ ہوا ہے وہ اسی کی طرف سے ہوا ہے آپ کوئی خیال نہ کریں۔ اب میرا بچہ شروع ہونے والا ہے میرا سینما ہی منٹ منٹ کے بعد آپ کے پاس حاضر ہوا کرے گا۔ اور آپ کو بتاتا رہے گا اور اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ ایک آدمی آتا ہے اور وہ کمپنی کا نوکر ہے اس کے ہاتھ میں کچھ کاغذ ہیں اور مجھ سے پوچھتا ہے کہ آپ کے پاس موٹر صاحب آئے تھے وہ کہاں ہیں تو میں کہتا ہوں کہ وہ اس کمرے میں بیٹھے ہیں تو وہ مجھے کہتا ہے کہ اب موٹر صاحب ان گئے ہیں۔ آپ کے سمجھانے سے ہم بہت خوش ہوئے ہیں۔ سولھویں رات :- میں نے دو فنگنے دیکھے ہیں ایک مصیبت ہے دوسرا مون اسٹون ہے دونوں خوب چمک رہے ہیں۔ ۱۹ ویں رات :- شیخ صاحب اور ایک دوسرا آدمی ہے ان دونوں کو میں نے مالک سے ملانا ہے تو وہ پوچھتے ہیں کہ کیا آپ تیار ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ بالکل تیار ہوں جب آپ لوگ تیار ہو کر آئیں

بخار میل آ رہا ہے اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ گیا ہوں (آج میرے بڑھنے کا دسواں سال ختم ہوا) (رحم فرمایا مالک)

گیارھویں رات:۔ میں اپنے گھر گاگا میں ہوں رگاؤں کے پاس دائم کی زمین میں کچھ زمین نے گھپول لیا ہے۔ اور وہ کاٹ رہا ہے تب میں اس کے پاس گیا ہوں۔ اس نے اتنا گھپوں کا کاٹا ہے کہ بہت زیادہ ہے اور اس کا گٹھر باندھ کر میرے سر پر رکھ دیا ہے جو کہ میں اکیلا اٹھا بھی نہیں سکتا۔ اوپر سے اس نے گٹھر کو پکڑ رکھا ہے۔ ایک **پیپل کا درخت** ہے لوگ اس پر بیٹھے ہیں۔ آگے آگے قطب ہیں اور پیچھے پیچھے میں ہوں۔ لوگ قطب سے پوچھتے ہیں تو قطب کہتا ہے کہ میں نے علی بخش سے وعدہ کیا ہے۔ آج میں نے ان کو لیٹ دلانا ہے (رحم فرما کریم)

بارھویں رات:۔

دور تیرا گاؤں۔ اور تھکے پاؤں پھر بھی تو بڑھا قدم۔ آگے بڑھا قدم
تو آگے بڑھے جا۔ آفت سے لڑے جا۔ آندھی ہو یا طوفان
چلو سنگ چلے ہم۔ چلو سنگ چلے ہم۔ دور تیرا گاؤں
تم ہو میرے سنگ آنا ہے میرے ہمت ہے میرے سنگ
کس نے کیا تجھ کو انکار۔ دور کی منزل سے کس نے تجھ کو پکارا

کیل چل رے نوجواں کہنا میرا ان چل چل رے نوجواں
یہ تیرا کام نہیں چین تیری شان چل چل رے نوجواں
بڑھا ہوا آسمان کہتا تیرا کام نہیں چین تیری شان چل چل رے نوجواں
اٹھتے پاؤں پھر بھی راہ گیر۔ تم کیوں ادھر
میرے ساتھ ہر قدم چلو سنگ چلیں ہم ۔۔۔!

تنہا سے پکارا۔ نرگس کے یکارا۔ تم ہی سکھا دے ہو مجھے یہ گیت ہر دم
بلبل سمد جیسی ہم۔ کو ہو کو ہو بولیں میری کوئلیا سی بولی
میرے کو یا کون گیت سنو گے یہ تو بتا دو۔ اپنا بکھرے ہوئے تار بجا دو ۔۔ آج گاتے ہوئے جیوں سرگم چلو سنگ چلیں ہم۔
یہ ہے زندگی گا کا رواں۔ آج یہاں کل وہاں ۔۔۔ پھر کہو
تیرا دل ہوا دھر۔ پھر کہو تم سے یوں میں نیر۔
جھر جھر تیرے پر اوں میں پپیہا تو نہ سامن کی بات کون سنے گا کون سنے گا۔
بہ کہ رہا ہوں رکنا تیرا کام نہیں چلنا میری شان ۔۔۔ چل چل رے نوجوان
چلنا ہے کہ رہے اچین رہو رے۔ منا دیوے گا تجھ کو پیارا گیت ہار ۔۔۔!
بات تو ہی چل تو ہی چل تو ہی نیا موری تو ہی پار کرن ہار ۔۔۔!

میرے اوپر مقدمہ ہے میری لڑکی مدعی ہے جیسے دفن کروا دیا ہے۔ مگر وہ فوراً ذندہ ہو گئی ہے۔

تیرھویں رات:۔ لڑکی ہے اور مدعا ہے تو میں نے اس کو کہا ہوں تو سب لوگ بھر میں نے برسر لیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ میں نے اس کو مارا ہے والا ہے۔ میں نے اپنی انگلی کی لکیر سکیس ہے۔ پھر میں اپنی انگلی دیکھ رہا ہوں۔ اس میں بھی لکیر سکیس ہے (بخشش فرما)

۲۸ ویں رات:۔ [illegible] اور وہ بہت خوش ہے۔ اقبال بیگم نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ ارہر کی دال پکاؤ [illegible] بعد کہوں مجھ کو کہتا ہے کہ چاول کھاؤ صفدر علی۔

۲۹ ویں رات:۔ کسی نے تصدیق کو خط لکھا ہے کہ علی بخش کو [illegible] ہے اس لیے وہ کہتا ہے کہ یہ تو ہم بالے جائے ہیں۔ ہمارا علم منے والا ہے۔ تو تصدیق نے جواب میں لکھا ہے کہ یہ تو ہم کو خط سے ہی علوم ہو گیا ہے۔ اس لیے آپ تکلیف نہ کریں ہم آپ کے پاس آ کر لے جائیں گے۔ آج بالے ہلا دیا ہے مگر علی بخش بھیرہ میں نہیں ہے۔ اور میں [illegible] (کرم فرما میرے مالک تو بڑا رحیم ہے)

ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ

پہلی رات:۔ [illegible] بے مثل بنا دوں۔ نور مدار صاحب کو میں کہتا ہوں [illegible] کے کام کیے [illegible] ہوں آپ مجھ سے [illegible] میں اور بلاس اور میں کہوں گا اور برتن تم سے مجھے ملنا چاہیے۔ کیونکہ آپ اس کے [illegible] مجھے [illegible] کر رہے ہیں۔ ہیے سے سب لوگ گھر میں موجود ہیں اور دروازہ کھلا پڑا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اب [illegible] کے ساتھ نہیں رہوں گا۔ اس کے بعد میرے ہاتھ میں گڑیا کی گڑی کو رے کاغذ ہیں۔ اس کے بعد میرے ہاتھ میں ایک اشتہار ہے اور دوسرے ہاتھ میں تصویر اور تصویر بہت بڑی ہے اور آفس میں سامنے طور رکھا ہے جو کہ کرسی پر بیٹھا ہے۔ اور میرے پاس ماہ گلریز بیٹھا ہے اور میں بھی باہر سے آ کر بیٹھ گیا ہوں۔ (رحم فرمائے رحیم تو نعیم تو کریم ہے اور تو منعم ہے انعام فرما)

میوزک ڈائرکٹر ہوں اور اب دوسرت کے اشتہار میں میرا نام آتا ہے۔ اور لکھا گیا ہے کہ باہر سے بلایا ہوا ہے۔ اس کی ریہرسل ہو رہی ہے کہ میں نے چھانہ لگا لیا ہے اور میں بہت خوش ہوں۔ اس کے بعد ہر شخص طرح طرح کا آیا ہے اور دو چیزیں اندرے کی مثال کی میرے آگے رکھ کر کہتا ہے "لے تس رکھو" یعنی یہ آپ اپنے پاس رکھئے۔ کیا دیکھوں ہوں (ایک) کوئی ہوا ہے اور اندر غار کے راستے ہیں۔ جن کو میں بھول رہا ہوں۔ وہاں ایک پٹھان سا بیٹھا ہے میں اس کو پوچھتا ہوں کہ السلام علیکم وہ کہتا ہے وعلیکم السلام۔ میں اس سے راستہ پوچھتا ہوں وہ مجھے راستہ بتاتا ہے تب میں اسکو کہتا ہوں تم تھینک یو تھینک یو کیونکہ وہ انگریز ہے۔ اور پھر میں اس غار سے نکل آتا ہوں میں بیوی کو کہتا ہوں کہ میں واپس جا رہا ہوں۔ لیکن میرے دل میں شک ہے میں بغیر گائے واپس آ رہا ہوں۔ اور میں اسٹیشن کا راستہ پوچھ رہا ہوں اور وہ (ہو) گیا ہے۔ اس کے بعد جس میں بیٹھ گیا ہوں لمبی چل رہی ہے اور بہت کشادہ مکان ہے، اور ہوا دار ہے۔ اس کے بعد میں عام دنوں کے گھر گیا ہوں جہاں بہت ہی روشنی ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا کرایہ ہے وہ کہتا ہے کہ پانچ روپیہ۔ میں کہتا ہوں کہ اس مکان میں کہ میں بھی گیا ہوں۔ لیکن تو نے بہت زیادہ مہینہ دینا تھا۔ اس کے بعد حسین بی بی اقبال کو اپنا شعر سنا رہی ہے کہ میں نے سمجھا ہے کہ میرے بابو جی اپنے گھر آ رہے ہیں اور بہت رزق اپنے ساتھ لا رہے ہیں۔ اور سب کے پیچھے پیچھے بھابی کو بھی لا رہے ہیں اور یہ سب لوگ ہیں ہوا تھا منے مجھے دکھائی ہیں۔ عالم دین کے کوٹھے پر جن ہے۔ تو میں نے بسم اللہ پڑھ کر دھوئی کا ہے اور دیکھا ہے "اجنا" تو وہ فوراً بھاگ گیا ہے۔ بلکہ ختم ہو گیا ہے۔ یعنی جل گیا ہے۔ چودھویں رات۔ کوئی سینما ہال ہے اور خوب زور سے چل رہا ہے بلیک بے حد کھچا کھچ بھری ہے۔ اور میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔ لیکن میرے پاس ٹکٹ نہیں ہے۔ جیسے ہی میں آخری گیٹ پر پہنچا ہوں آگے میرا بھائی ہے یعنی ہونی ہوئی تھا جو کہ بہت موٹا ہے لوگ بیٹھ رہے ہیں اور نیچے شوکت حسین بیٹھا ہے۔ علی کی رشتی ہے تو حال ہے اور حال مجھے کہتا ہے کہ ناصر صاحب ہمارے بچپن کا نے ابھی سے تیار ہو گئے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ بچپن ۲۵ کی بجائے اس ہو سکتے ہیں۔ محنت سے ملتا ہے۔ ..... مردان علی بیٹھا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ آپ بھی آ گئے۔ بہت اچھا کیا مجھے فکر تھا کہ آپ اکیلے کو نیند کیسے آئے گی۔ آگے ایک عورت جھونپڑی میں بیٹھی ہے۔ اور دریا ہے۔ مردان علی نے مجھ سے پوچھا ہے کہ آپ کے پاس ٹکٹ ہے تو میں نے کہا کہ مجھے سنائے نہیں بچوا۔ وہ ضرور۔ کہتی ہے کہ شہزادہ علی اصغر اور مجھے پوچھتی ہے کہ آپ کو کیا ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ میں بیمار ہوں تو وہ کہتی ہے کہ شہزادہ علی اصغر سے آپ کو محبت ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ ہاں۔ وہ کہتی ہے کہ آپ کو کچھ بیمار نہیں ہو گی آنحضرت علی اصغر کریار رکھیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ ہار کا لباس تو ہنسل کا ہے مگر ہے تو مسلمان۔

۱۹ ویں رات:۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سارے پہلوان ہیں۔ مگر دس کو ہار دان میں بچا فائل ہوں بعد میں دیو کا رائی نے مجھے بلایا ہے لیکن بلا کر کام نہیں دیا ہے۔ بعد میں ایک بہت بڑا اڈا لسی گروپ ڈانس کر رہا ہے اور ایک ایک بہت لمبا اور موٹا آدمی گا رہا ہے۔ تو میں گھر واپس جانا چاہتا ہوں تو ایک آدمی مجھے کہتا ہے کہ آپ بس پر بیٹھ کر جائیے فوراً اپنے گھر پہنچ جائیں گے۔ میرا گھر چھوٹا ہے اور ہم آدمی بہت ہیں۔ ۲۷ ویں رات:۔ میں بھابی کو کہتا ہوں کہ تو میری خدمت کر تو وہ کہتی ہے کہ بہت اچھا۔ اس کے بعد خالہ جی کو میں نے سلام صبح کہا ہے۔ تو وہ مجھے بے حد دعائیں دیتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ الٰہی تجھے رزق روزی دے بچے رے۔ میرا دین پوری کرے اپنے کام پر کھڑے ہو۔ اور خانہ آباد ان ہو۔ اس کے بعد میک اپ کی دو ڈبیاں ایک میک اپ میں لایا ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ میک اپ تھوڑا ہے۔ اگر یہ ہے تو ہم کام کا لا کریں گے۔ ہمیں نہیں چاہئے تو وہ ایک ڈبیہ دکھا کر کہتا ہے کہ یہ بچہ مہینے چلیگی۔ گویا کام میں کرنے کے لیے تیار ہوں اور وہ یہ کہتا ہے کہ دیکھئے یہ وہ میک اپ ہے جو سرینہ کرتا ہے۔ دیکھئے بچہ کی طرح خوب صورت لگتا ہے۔ یہ بات سن کر میں مان گیا ہوں۔

اے اللہ مدد فرما تو بہت مدد کرنے والا ہے۔ تو بڑا رحم کرنے والا ہے رحم فرما

ختم شد ۱۳۶۳ھ

[illegible] آگے خورشید عزیز کی اور [illegible] بیٹھے ہیں گا رہے ہیں [illegible] ہو کر [illegible] طرف نکل جاتا ہے [illegible] ہے [illegible] ہے اب [illegible] جاتا ہے جہاں جہاں میں جاتا ہوں ریل کی پٹری [illegible] ہے [illegible] ۲۸ ویں رات گانے کی بہت بھاری مجلس ہو رہی ہے اور اس میں دو آدمی بیٹھے ہیں جو ابھی کہیں کا اسٹیمان ہے [illegible] ہے [illegible] ہو [illegible] میری شیون ہے نہیں مگر بول میرے ضرور ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ میری چیز ہے [illegible] ایک [illegible] ہے کہ ماسٹر صاحب آپ جب ان لوگوں کو بتاتے تھے اور سب کے بیچ میں آپ بیٹھتے تھے۔ تو اکثر میرا آجانا [illegible] ہے [illegible] جادو کے [illegible] ہیں بیٹھنا۔ اول آپ کے ہیں مگر شیون ان کی ہے۔ اس کے بعد چند لوگ بیٹھے ہیں [illegible] ہے [illegible] بہت اچھا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس وقت اگر میں نے کسی کو [illegible] تو لگتا ہے تو میرے بدن میں کوڑھ [illegible] ہے [illegible] ۲۹ ویں رات: میرے گھر کے پاس آگ لگی ہے بڑے دھواں نکل رہا ہے تو میں فائر [illegible] ہوں [illegible] ہے۔ چھٹی کا دن ہے تو ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ آج بند ہے تب میں واپس ہوا تو راستہ میں ایک [illegible] ہے اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا ہوں تو وہ مجھ کو کہتا ہے کہ آپ میں حق نظر آتا ہے۔ میں سامنے ابھی طرف [illegible] ہے [illegible] ہے۔ آگ جو کی فصل [illegible] ہے اور میرے گھر صحیح سلامت بچا ہے وہاں ایک آگ [illegible] ہے [illegible] ہے اور مجھے ملا ہے۔ اس کے بعد بہت دور دور سے لوگ آئے ہیں اور میں ایک [illegible] ہوں کہ وہ گویا بہت اچھا کماتا ہے سامنے ایک دو کاندار دکان کھول کر بیٹھا ہے۔ اور اس کے اندر بیٹھا ہے بوریاں [illegible] بھری پڑی ہیں کہ بیٹھنے کو جگہ نہیں ہے۔ [illegible] اے میرے کریم اپنے کرم کی بارش فرما)

ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ

[illegible] ایک مرد ایک جگہ پر بیٹھے ہیں اور میرے پاس تنکوں کی گٹھڑی ہے وہ میں لے کر اوپر پہاڑ پر چڑھنے والا ہوں لیکن ذرا [illegible] چلنے کا [illegible] کہ ابھی دھوپ ہے ذرا ٹھہر ٹھنڈا ہو جائے تب جانا۔ اتنے میں کہتا ہوں "دھوپ میں برکت ہے" اقبال [illegible] ہے کہ [illegible] میں بھی برکت ہے۔ اور ساتھ ہی زیر بھابی ہے۔ تیئیس ہی رات: ایک بہت بڑا پہاڑ ہے اس پر [illegible] ہوں اور [illegible] ہوئے ہوں۔ ایک نوجوان لڑکی میری گود میں ہے اور دو لڑکیاں پیچھے آرہی ہیں جو سیاہ کپڑے [illegible] ہیں۔ اور [illegible] ہیں تو میں پیچھے دیکھ رہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ آؤ میں اسکو اتار دیتا ہوں۔ تب وہ لڑکی آگے بھاگ [illegible] ہے۔ اس کے بعد [illegible] دو پہاڑ ہیں۔ تو ایک پٹھان ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر کود جاتا ہے اور وہ اچانک [illegible] کر میرے سامنے ٹھہر گیا۔ چوبیس رات: دو لڑکیاں ہیں اور بہت ہی خوب صورت ہیں۔ ایک تو بہت ہی زیادہ خوب صورت ہے۔ یہ دونوں عالم اچراغ کی لڑکیاں ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس سے پہلے میری شادی ہونے والی تھی جو کہ بہت خوب صورت ہے۔ تو میری لڑکی خورشید ان دونوں کے بیچ میں بیٹھ کر کہتی ہے ایک کو کہ اب تم ہمارے گھر میں آگئی ہو اب انہ فراؤ [illegible] کھاؤ پیو۔ تو لوگ یہ لڑکی میری عورت۔ پچیس رات: مجلدوں منڈی ہے اور فاطمہ لوگوں کے گھروں سے جاول اور گوشت [illegible] ہے تو یہ دن بقرعید کا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس نے مجھے تو سب کچھ دکھایا ہے اور میں نے دیکھ لیا ہے۔ تو وہ کہتی ہے کہ تو ہی نکال جس نے میرا سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ اس کے بعد پانی بند ہے لیکن میرے گھر میں پانی نہیں ہے۔ اور میں پوچھتا ہوں کہ فاطمہ عالی کا گھر کدھر ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ ہے گتا بھاگا بھاگا پھرتا ہے اور اس کو پانی نہیں ملتا ہے۔ تب آدمی نے اسکی کوئی چیز کاٹی ہے ایک آدمی [illegible] ہے اور سامنے ہے۔ اور مجھ سے پوچھتا ہے کہ اوپر اسکول ہے مجھے وہاں برات رہنے دیجئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ بھائی میں تو [illegible] ہوں میں کس سے کہوں۔ (۱۹) انتیسویں رات: میں کہتا ہوں کہ امر پچھر کے دو بچے ہیں۔ ایک تو بالکل [illegible] ہے اور دوسرا شروع ہونے والا ہے جس کو بل بل سٹھ شروع کرے گا۔ لیکن پہلا بچہ دوست بہت زبردست ہے لیکن مالک جس لال سٹھ ہے امر بچھر والا۔ تیسویں رات: دونوں طرف میوزک بج رہا ہے بیچ میں ایک ٹاٹ کا [illegible] وہ ہے اور [illegible] ہے۔ لیکن مالکوں سے کچھ بول نہیں سکتا۔ تب میں کہتا ہوں کہ میں بھی میوزک ڈائرکٹ ہوں، اور دوست کا

میری لڑکی ہوتی تو اس کو میری تکلیف کا احساس ہوتا وہ کھانا کھا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ تب میں نے ان کے پاؤں پڑ کر معافی مانگی ہے کہ مجھے معاف کر دیجئے اور انھوں نے کالا سوٹ پہنا ہوا ہے۔ اور اب میں کہتا ہوں کہ اب میں کبھی واپس نہ آؤں گا۔ اور بے حد روتا ہوں۔ اسکے بعد اقبال نے سفید کپڑے پہنے ہیں۔ اور میں رخصت لے رہا ہوں اور معافی مانگ رہا ہوں۔ اس کے بعد میں پڑھ رہا ہوں ——

سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ۔ پہلے حجاب میں تھا اب حجاب ہے۔ یہ عید کا دن ہے

پانچویں رات:۔ دریا ہے اور میں نے خوب غوطے لگائے ہیں اور جی بھر کر غسل کیا ہے اور بعد میں میں نے دھوبی کے دھوئے اجلے کپڑے پہنے ہیں۔ اور آگے تھانے دار ہے تو اس نے تھانے داری کا چارج لے لیا ہے۔ آگے ایک پہاڑ ہے اس پر میں گیا ہوں تانگہ پر سوار ہو کر۔ ایک مقررہ جگہ ہے اور اسکا کوئی راستہ نہیں ہے۔ تب پھر بھانجے والے نے مجھے واپس اپنی جگہ پر چھوڑا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جا رانہ اس تانگہ والے کو دیدینا تو میں کہتا ہوں کہ اس کو میں کیسے پردوں۔ تو وہ کہتا ہے کہ پھر کوئی اور تانگہ والا مانگے تو دیدیگا۔ اس کے بعد ایک عورت بھی وہاں سے آتی ہے جس کو آگے جانے کو جگہ نہیں ہے

چھٹی رات:۔ میں کہتا ہوں کہ یہ خلیفہ بغداد دینجم کی نشانی ہے۔ کہ جو رجب اد تشریف ہونے والی ہے۔ اس کے بعد ایک گھوڑا سخت محنت کر رہا ہے۔ کولہو یا کنویں میں جتا ہوا ہے تو میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ تو دوسرا آدمی کہتا ہے کہ ابھی کیوں چھوڑ دیا ہے ابھی اسکے اور کام لینا ہے۔ —— ساتویں رات:۔ سکھوں کا دربار صاحب ہے۔ مکان بہت اچھا بنا ہوا ہے۔ ایک بوڑھا آدمی اوپر کھڑا ہے۔ اور اس کا لڑکا نوکری پر جا رہا ہے۔ اور ہاتھ باندھ کر دربار صاحب میں مدحتی مانگ رہا ہے۔ اور دعا مانگ رہا ہے۔ اور ایک چھوٹا لڑکا سیڑھیوں پر کھڑا ہے جو اسکا چھوٹا بھائی ہے۔ (رحم فرما اے پروردگار)

۸ ویں رات:۔ آٹھ منزل کی ایک گاڑی ہے اور اس گاڑی میں میں بھی سوار ہوں۔ لیکن گاس کا پانی وغیرہ کا کام اندر ہی اندر ہو رہا ہے اور میں اکیلا اپنے کمرے میں ہوں یہ کمرہ بہت بڑا ہے۔ اس کے بعد لوگ اس میں ایک دم بھرے ہوئے ہیں اور لوگ اس کا کرایہ کوڈھ مگیل کر جا رہے ہیں۔ اس میں ایک آدمی محبوب نام کا بھی ہے۔ پھر میں اتر کر پہلے کمرے "نور دم" میں گیا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج عید ہے۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا ہے اور اوپر پہاڑ ہے اور اوپر میں گیا ہوں اور آگے مجھے کرم الٰہی ملا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ مجھے نہانا ہے۔ تب وہ مجھے دریا دکھا رہا ہے کہ یہاں نہا لیجئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ تو نیچے بھی ہے۔ ایک لکڑی پڑی ہوئی ہے اس کے تین منہ ہیں۔ جو کہ مہادیو مہادشنو مہیش کی ہے۔ اس کرسی پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اس کے بعد میرے وطن میں ایک شادی ہے اور میں اس میں شامل ہو گیا ہوں

نویں رات:۔ میرے بائیے ہوئے گانے بہت ہی بہتر ہوئے ہیں اور میں خوب اڑ اجا رہا ہوں اور جب میں گاؤں کے پاس پہونچا ہوں تو نیچے اتر پڑا ہوں کہ یہ لوگ میرے اڑنے کی بات نہ پہچان لیں۔ پھر میں وہاں سے چل کر ایک سہ منزلہ عمارت پر پہونچا ہوں اور اس پر میں نے پانی کرانا ہے اور صفائی کرنی ہے۔ پھر امان علی خان بیٹھا ہوا ہے اور میں اسکو اپنا گانا سنا رہا ہوں اور وہ کہتا ہے کہ واہ واہ ماسٹر صاحب ہم تو کل ہی مان گئے تھے کہ تم بہت ترقی کرو گے ہو

دسویں رات:۔ میں اور زہرہ اور شیرو ہیں تینوں کشتی پر کام کرنے گئے ہیں

گیارھویں رات:۔ ایک مکان ہے اور منزل کا ہے وہاں پر نوکر بیٹھا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ نوکت صاحب آپ مجھ سے نہ کہا کریں کیونکہ مجھے بہت صدمہ ہوتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں آوارہ اور فقیر پیری پر نوکے والا ہوں۔ میرا گھر ہے اور میں بال بچے دار ہوں۔ اتنے میں میں قرآن شریف پڑھ رہا ہوں اور کھول کر اسکو بتاتا ہوں کہ دیکھو یہ دعائے گنج العرش ہے۔ اور میں پڑھ کر اسکو سنا رہا ہوں اور میں اس کو کہتا ہوں کہ میرا پوزیشن ڈائرکٹر کا ہے اور میری والدہ نے کھڑکیاں بند کر لیں ہیں کیونکہ بارش بہت ہے جو میرے مکان کے اندر آ رہی ہے اور میری والدہ سے بھی باتیں کر رہا ہوں۔ اسکے بعد علی گھر آیا ہے۔ اور میں نے کھڑے ہو کر استقبال کیا ہے اور پوچھتا ہوں کہ اب آپ کہاں رہتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ خضر پور میں۔ تب میں نے پوچھا کہ اچھا آپ نے شادی نہیں کی ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہاں میں ابھی گھر جاؤنگا تب شادی کرونگا تو میں نے کہا کہ اسی لیئے تو میں نے پہلے آپکا استقبال کیا ہے

بارھویں رات:۔ ایک بہت بڑا سبز درخت ہے اسکے نیچے ایک مرد اور ایک عورت بیٹھی ہیں۔ تو وہ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اب بھی ان کے لیئے کچھ ہو سکتا ہے۔ وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ اب بھی سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اور میں اسکو کہتا ہوں کہ آپ اسکو معاف کر دیجئے وہ کہتا ہے کہ معاف کر دیا پھر میں نے کہا کہ اب کا اسم مبارک تو وہ کہتا ہے کہ "الا بی ال کبو"

۱۳۶۳ھ

یا اللہ جل جلالہ (محرم الحرام) یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یکم محرم الحرام :- ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ ہم کو حمل تو لاتے بھی نہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ آپ گاتے بھی نہیں بعد میں میں ماسٹر ہوں اور تمام میری قوم ہے اور اس کے سب معصوم بچے ہیں جن کو میں پیار کر رہا ہوں اور ایک لڑکی میرا نام جانتی رہتی ہے۔ اور نیاز نمک کی ہے۔ اور اس نے مجھے بھی دی ہے اور کہتی ہے کہ آپ اب ایک مہینہ کے اندر رنگ جائیں گے۔ تو پھر میں نے اور بھی تبرک مانگا تو اس نے اور بھی بہت سا دیا ہے اسکو میں نے اپنے گھر کیلئے رکھ لیا ہے۔ دوسری رات :- پھر ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ میرے بھائی نے دو سو روپیہ بھیجے دیا ہے سات آٹھ آدمی میرے پاس رہتے ہیں اب مجھے یہاں کچھ نہیں کرنا پڑتا ہے۔ وہاں تو محنت کرنی پڑتی اور اب ان سب کا پیٹ چلتا ہے۔ پھر ایک بگڑ دل پر میں نے ہاتھ دھویا ہے اور بہت سا کھانا ادھار دینا پڑا ہے۔ اور ایک اندھا اور کوڑھی نماز پڑھ رہا ہے۔ اور مجھے بہت جلدی کمپنی پہونچنا ہے سب لوگ ہیک اپ کر کے تیار کھڑے ہوئے ہیں۔ تب میں عقیل کے پاس پہونچا اور کہتا ہوں کہ صرف اقبال اور مجھ کو ہیک اپ کرا دے مہربانی کر کے مجھے جلدی سے تانگہ کر دو تاکہ میں اقبال کو لیکر کمپنی پہونچ جاؤں۔ چاہے تانگہ والا مجھ کو لے لے۔ تب وہ تانگہ والے کو کہتا ہے کہ بھائی سات آنے روز کے حساب سے تین روز کیلئے تانگہ دیدو۔ کھیں ٹھیک دس بجے شروع ہونے والا ہے یہ کمپنی منرا ہے۔ مالک مودی ہے۔ جب میں کمپنی کے پاس پہونچا تو میرے ساتھ جھوٹے بچے ہیں۔ اور ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے۔ جو میں اندر داخل ہونے لگا تو وہ مجھے نوشہ ہو کر بلاتا ہے اور کہتا ہے جیسے ان کو وہاں کی ہر چیز کی خبر ہے ایسے ہی آپ یہاں اس کمپنی کے ہر چیز کے ڈائرکٹر ہیں۔ مالک بہت قدر دان ہے اور اچھے اچھے چانس دیتا ہے اور آپ کو بھی دینے والا ہے اور یہ شہر حیدر آباد ہے۔ پہلے اس تھیٹر میں مدنی نواب کی کمپنی کھیلا کرتی تھی اب مر دانگی ہے اور اندر تمام سفیدی ہو چکی ہے جو نا لگا یا ہے اور باہر دروازہ بھی سفید ہو چکا ہے اور میں پاس کھڑا ہوں دروازہ بہت بڑا ہے تیسری رات :- خورشید میڈم لڑکی مجھ سے کہتی ہے کہ باوجی ۳۵ء میں اناج کتنا سستا تھا اب کتنا مہنگا ہے۔ اس کے پاس بھیڑ ہے اور ہم چل رہے ہیں۔ ایک چھوٹا سا دروازہ ہے تو میں نے اسکا نام پوچھا ہے کہ اس دروازہ کا نام کیا ہے۔ اس کا فارسطانی دروازہ ہے :- اب یہاں سب ہی دروازوں کے نام بدلنے والے ہیں۔ اور بڑے بڑے نام رکھے جانے والے ہیں۔ کیونکہ شہر بھی تو ایک دم نیا بن گیا ہے اور نام بھی بڑے بڑے رکھے جائیں گے جیسے دہلی دروازہ۔ کشمیری دروازہ۔ بمبئی دروازہ ایسے ہی بڑے سے بڑے نام رکھے جانے والے ہیں۔ جیسے گنج دروازہ۔ وغیرہ ایک بہت چھوٹا دروازہ ہے جسکی شکل بھی کچھ اچھی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس دروازے کا نام کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اس دروازہ کا نام شیطانی دروازہ ہے جو کہ ڈھیروں میں ہے۔ ایک چیک دروازہ پرانا ہے دروازہ وغیرہ لیکن اب سب نام بدلنے والے ہیں۔ چوتھی رات :- درگا معافی مانگتی ہے ایک دوسرا آدمی بھی معافی مانگتا ہے۔ جمال کا خاندان ہے اور جمال ہے۔ مولوی مہیم الدین ہیں اور جگہ پریل کی ہے اور لوگ سب دوڑ دوڑ کر آتے ہیں اور شہادت پاتے جاتے ہیں یعنی قتل کئے جاتے ہیں۔ اور مولوی صاحب کو قتل کرتے جاتے ہیں۔ ایک نوجوان آیا ہے ایک ہاتھ اسکا کٹا ہوا ہے اور وہ بہت خوش ہو کر کہتا ہے کہ ہم اللہ اکبر کے پاس جا رہے ہیں۔ نام اس کا حمید ہے اور اس نے خود اپنی گردن کٹڑی پر رکھ دی ہے اور آواز دیکر کہتا ہے کہ اللہ اکبر۔ یہ جگہ قتل گاہ ہے۔ اور اس نوجوان نے راضی خوشی اپنی گردن دی ہے۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ تو تو اللہ کا دوست ہے تو قتل کا پوست ہے۔ اس کے بعد مجھے ایک جگہ پر بٹھایا ہے اور میں گیا ہوں تو دروازہ کھلا ہوا ملا ہے۔ اندر بہت روشنی ہے اور آئینے لگے ہوئے ہیں۔ اور اندر دو بڑے بڑے آدمی کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ اور مہوہ پر عینک لگی ہوئی ہے اور اندر جا کر میں نے مصافحہ کیا ہے۔ وہ غیر تھے جن سے میں نے مصافحہ کیا ہے اور میں نے مالک مکان سے ہاتھ نہیں ملایا ہے۔ تو منیجر نے میرا ہاتھ ملوایا ہے اور میں کرسی پر بیٹھ گیا ہوں۔ تو انھوں نے ایک بچہ کو زور سے بولنے سے منع کیا تھا۔ اب میں واپس یہاں بھی نہیں آؤنگا۔ اور میں بہت روتا ہوں۔ حضور مشکل کام ہو گئی ہوتی ہے۔ تو میں کہتا ہوا

بھی ہے۔ سب کے ہاتھ میں تلواریں ہیں میرے ہاتھ میں بھی تلوار ہے۔ اور بندر سب کے سب بھاگ گئے ہیں اور رحمت علی کے پنجرے کا دروازہ کھلا ہے۔ اور محمل کے میں سر پر تاج ہے اور ہاتھ میں تلوار ہے۔ اس کے بعد ہم اور چیزیں دیکھتے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف واڑیا اور بھالو ہیں اور اس کے ساتھ ایک دوسرا آدمی ہے اور اوپر ایک خانہ ہے جو جماعت خانہ ہے۔ وہاں سے سیگریٹ جلائی ہے اور آگ اسنے خود اوپر بھیجا دی ہے۔ اور میں آتا ہوں کہ آگ میں نے بالکل بجھا دی ہے۔ اس کے بعد ایک مکان ہے جو کہ بہت سجا ہوا ہے اور اس میں ذوالجلال بھائی ہیں۔ بھائی مجھ کو کہتے ہیں کہ اسکو میں خود آتش بازی چلاؤں گا۔ ایک بھاری گولے کی سی آواز آتی ہے کہ میں کامیاب ہو گیا **بائیسویں رات** بھائی ذوالجلال کہتی ہیں کہ ہم سب یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ پڑے رہنے دو۔ کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ تمہارا کمرہ ان کو دیدیں گے۔ ایک طرف دیکھتا ہوں کہ وہ کہتا ہے کہ پہلے سارے بھی آ گئے اور گئی بھر بھری اور بھر آپ کی کسی کی کیا مجال جو گردن اڑائیں۔ حسین بی اور قطاں دونوں میرے گھر آئے ہیں لیکن حسین بی کا منہ ایک دم اترا ہوا ہے۔ میں ان دونوں سے کہتا ہوں کہ تم نہیں کرتا۔ **تیسویں رات** گاڑی جا رہی ہے اور ایک بہت بڑا بزرگ جس کا منہ بھی اور تقریر کر رہا ہے۔ اور وہ مجھے کہتا ہے کہ تم سے دیکھ لیجئے جو بچ گیا ہے بچن ہی گا رہا ہے۔ اس کے بعد مجھ کو کہتا ہے کہ بالوں کی دیکھئے گاڑی آ رہی ہے۔ تو وہ گاڑی دوسری گاڑیوں میں سے دوڑتی ہوئی نکل گئی ہے۔ اس کے بعد محمود پہاڑ پر جنگلوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ اور پھر ایک پتھر پر بیٹھ کر اسکو میں نے جا دیکھا ہے۔ اس کے بعد بمبئی ہے جس میں گرنے کی جگہ مقرر ہے۔ پہلے یہ شہر میں بھی اب باہر رہنے گا۔ یہ بگڑ میں نے خود جا کر دیکھی ہے اس کے بعد نائک کا کھیل ختم ہوا ہے۔ پلک بہت ہے اور ادھر کیشیر صاحب آ کر میرے سامنے کاغذ رکھ کر بیٹھ گئے ہیں۔ گو آج اتوار کا دن ہے اور یہ کاغذ میری تنخواہ کے ہیں۔ میں ان پر دستخط کر رہا ہوں۔ یعنی کہ علی دہش بخش لکھ رہا ہوں۔ اور میں کیشیر صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ اتوار تو ہے مگر امید ہے کہ آپ میری تنخواہ دیدیں گے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوموار کو آپ مجھے تنخواہ دیں گے۔ کیونکہ اتوار کو بنک وغیرہ بند رہتے ہیں۔ مگر نوٹ ضرور کیشیر صاحب کی پاکٹ میں ہیں پھر کیشیر صاحب سے دستخط تنخواہ ملنے کے لیے ہیں کہ مجھے تنخواہ جلدی ملے۔ (۲۴) **چوبیسویں رات** میں کہتا ہوں کہ اس میں لکھ دیجئے جو کہ لکھا ہے۔ اس کے بعد میں بھوانی کو کہتا ہوں کہ آپ ڈریس بنوا کر رکھ لیجئے۔ جو آئے گا آپ ڈریس پہن کر فٹ ہو گا کیونکہ آپ شہر کے باہر ہیں۔ اس کے بعد ایک نل ہے جو مسٹر فائر بریگیڈ والوں کے پاس ہوتا ہے اور وہ کپڑے پہنے ہوئے ہے مگر اس نے سانپ بن کر بھاگنا شروع کر دیا ہے جو کہ میلوں لمبا ہے۔ تو میں بھاگ کر پیروں والے کنویں کی طرف سے اپنے گھر پہنچا ہے لیکن بیٹھنے کیلئے جگہ نہیں ہے۔ ان میں سوار ہی سوار ہیں جو مجھ کو دھونڈتے پھرتے ہیں۔ گویا دھوں نے مجھ کو پکڑ لیا ہے **محمل کے سوار پر قبر آفا** ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی عورت بھی ہے جو کہ ایک منزل کے مکان پر چڑھے جا رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ اب دیر تعریف ہو گی تو ایک خوب صورت عورت جو میرے پاس کھڑی ہے۔ کہ یہ تعریف تو تیری ہو گی میں کیا مرا گی ہے۔ **۲۵ پچیسویں رات** : کشور شرما۔ اور میں دونوں محفل کر رہے ہیں۔ یعنی سڑک بنا رہے ہیں وہ پتھر رکھ رہے ہیں اور میں اوپر سے سمنٹ ڈال رہا ہوں۔ اور یہ سڑک ملک روس کی ہے اور ہم اس کو پہاڑوں کے اندر تک بنا چکے ہیں اور بھر آگے راستہ بند ہے۔ روسی عورتیں بچے خوب صورت اور گورے گورے ہیں اور میرے سر پر بالو رکھا ہے۔ اور میں مزدوری کر چکا ہوں۔ ایک مرد بزرگ ضعیف ہیں جو کہ مالک ہیں اور ساتھ میں ان کی عورت ہیں اور بہت بڑے بڑے کھانے پکے ہوئے ہیں۔ اور وہاں ایک خوب صورت عورت بیٹھی ہوئی ہے میں کہتا ہوں کہ میرے گھر کھانا بھیج دیا میں نے یہاں آ کر کھانا ہے۔ اس کے پاس نعیم الدین صاحب طبرہ ہیں اور میں بھی ہوں تو نقشہ پر مینجسٹن پاک کا نام لکھا ہوا ہے اور نقشہ بنے وہاں سے اٹھا لیئے ہیں۔ اور نیچے کے حصہ کو کسی اور کا لے لیا ہے (۲۶) **چھبیسویں رات** : گورنر بیٹھا ہے اس کے بعد سرائے ہے۔ اس میں ہم بہت ہی آرام سے بیٹھے ہیں۔ اور بعد میں جا نیوں پر بستر لگا کر سوئے ہوئے ہیں۔ تو باہر سے اور مسافر آئے ہیں اور ہم کو کہتے ہیں کہ اتنے بستر اور لتنے پلنگ جا نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں۔ بھائی ہم تو خود اس سرائے میں مسافر ہیں اس سرائے کا مالک تم کو کل ظہر کے بعد یقینی ملے گا۔ اور یہ رات کا وقت اور سردی کا موسم ہے۔ جو یہاں آتا ہے کوہ سرائے والا ظہر کے وقت ملتا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ قسم ہے قرآن کی ہم کو بھی کل ظہر کے وقت ملا تھا۔ **ستائیسویں رات** :- لڑکا ہوا لڑکا ہوا ہے۔ حسین بی اس کی لڑکی خبر دینے کے ساتھ ہمارے گھر آئے ہیں۔

(بیت) دکار عالم توبرآرسم کرنے والا ہے بخشش کرنے والا ہے
تیری رحمت بے پایاں ہے تو درگذر فرمانے والا ہے (ایک نظر کرم فرما)

کچھ آدمی ہیں ان سے کہتا ہوں کہ میں سنیہ جرھوں۔ **چودھویں رات** :- میں نیا رہوں اور سب خرچ میرے پاس ہے اور میں اقبال کو سینہ سے لگا کر رو رہا ہوں۔ اور میں نے دیکھا تو پیارے شاکر اور جھوٹی بچی بھی ہے وہ لوگ ہمارے گھر کھانا کھاتے ہیں۔ تو میں نے اقبال سے پوچھا کہ یہ لوگ یہاں کھانا کیوں کھا رہے ہیں میں نے آنے کو منع کیا تھا اور رونے لگی آنے کو منع کیا تھا۔ ایک عورت کہتی ہے کہ آپ نے تو ڈھیل دی ہے کیسے بھول سکتی ہوں۔ آپ کھینچ لیں تو مجھے انکار نہیں ہے اس کے بعد قبرستان ہے اور میری والدہ کے مزار پر پھول چڑھے ہیں تو منی مجھے وہ قبر دکھا کر کہہ رہی ہے کہ یہ تو جی یہ والدہ کی ہے۔ اور یہ دادی قبر ہے۔ اسکے بعد وزیر بھائی اپنی چارپائی موٹر پر لاد کر آگئی ہے اور جنتی بخش کہتا ہے کہ اب آپ وہ میرے علی بخش کے یہاں رہا گی۔ میں حضور اس کو وہاں بھیجا ہے۔ **پندرھویں رات** :- بادام کھٹا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اب مجھے چھ مہینے کا بے حل رزق مل رہے۔ اور ابھی چھ مہینے کا بچا رزق ملا ہے اور اس کے بعد بھی مجھے رزق لا ہے۔ بھائی بھٹی ہوئی ہے اور طالب کو طالب کے باپ نے بھیجا بھیجا ہے۔ ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ اس لیے بھیجا ہے کہ وہ تین دن رہ کر تجھ کو اپنی بیوی بنا لے۔ تو بھائی پوچھتی ہے کہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو میں کہتا ہوں کہ ابھی قرآن پڑھا جا رہا ہے۔ —

سترھویں رات :- بہت بڑا دریا ہے اور اسمیں لہریں اٹھ رہی ہے کہ لڑکا جا رہا ہے۔ پھر میں دریا میں ہوں اور کہتا ہوں کہ وہ دل شادیاں لے کر آیا ہے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا پہاڑ ہے اور اس پر آپ شاہ جیل رہا ہے اور زمی پر ایک کیبن بنا ہوا ہے اور دوسری طرف مکان بنا ہوا ہے کیبن میں میں ہوں اقبال ہے اور بچے ہیں اور بڑے کا اقبال کی گود میں ہے۔ تو ایک جہاز سترہ ہاتھ میں سیکر ہماری طرف آیا ہے کیونکہ میری بڑی کیا میرے پاس ہیں۔ تو میں اسکو کہتا ہوں کہ آپ مجھ کو مارنا چاہتے ہیں اس لیے کہ ہم آپ کے ملک میں ہیں اور بیٹھ کر کھا کر سنا ہوں کہ آپ جو کچھ ہم سے لینا چاہتے ہیں وہ یہ بڑے پہاڑ میں ہیں اور اگر آپ کو ہیں تو میں سب کچھ دینے کو تیار ہوں۔ میرے اس طرح کہنے سے اس نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ اور ہم سے کچھ نہیں لینا چاہتا ہے۔ اور اس کو ہم پر رحم آگیا ہے کیوں کہ میں نے اس کو اس کے ملک کی قسم دلائی ہے۔ اس کے بعد وہ پہاڑ اور آبشار کہ میں نے دوسرے کو دیدیا ہے تو میں کہہ رہا ہوں کہ اس کے لینے والے کو بڑا فائدہ ہوگا۔ اور لینے والے سے کہتا ہوں کہ اس میں چاول بہت اچھا پیدا ہوگا۔ اور میرا بہت فائدہ ہوگا۔ اس کے بعد نیلا کالے کپڑے والے آگئے ہیں جو ہماری عزت لینے کی غرض سے آئے ہیں۔ اور میں ان کو کہتا ہوں کہ ہم آپ کی پناہ میں ہیں اور ان کو بھی عزت دلاتا ہوں۔ تو وہ اپنا ارادہ بدل دیتے ہیں اور ہمارے سچے مرید بن جاتے ہیں۔ اور وہ ملنے کے بڑے شرمندہ اور نادم ہیں۔ **اٹھارھویں رات** :- بعد میں عید الفطر ہے اور مولوی ابراہیم الدین صاحب ہیں اور نماز پڑھا چکی ہے۔ اور سامنے گیہوں بڑا ہے تو مولوی صاحب دینے لگ جاتے ہیں۔ مگر میں نے انگلیوں پر بارہ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر وہ گیہوں بانٹ رہا ہوں۔ اور اس کے بعد مودی مجھے کہتا ہے کہ آپ کی چیز آپ کو شنبہ کو ملیگی (رحم فرما اللہ) **۱۹ ویں رات** :- مودی کے آنے کا وقت ہے تو میں نے اپنے کپڑے قمیص اور کوٹ دھلا ہوا پہنا لیا ہے۔ میوزک بجانے والے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور مودی صاحب آنے والے ہیں۔ میں سجاد کو کہتا ہوں کہ تم اس شیطانیت سے اور دھکے سے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور انھوں نے صلاح کر رکھی ہے کہ مودی صاحب کی نظروں سے مجھے گرا دیں۔ یاد رکھو کہ دھوکہ سدا نہیں چلتا۔ اس کے بعد ادھر اقبال ہے اور ادھر صالح ہے اس نے شمشیر کو میرے پاس بھیجا ہے کہ یہ کہہ آؤ کہ آج چاند رات مقرر ہو چکنے کے اس بچے کو آنے جانے دیجئے تو اس نے آکر یہی کہا ہے۔ اس کے بعد عباس کی شہادت ہوتی ہے تو سر کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ اور اور ڈھونڈتا ہے کہ محمد رسول اللہ۔ **بیسویں رات** :- بہرائی آئی ہے اور کہتی ہے کہ ہم تو علی بخش کو جانتے ہیں اور وہ ہم کو جانتا ہے کہ وہ ہمارا ہے اور ہم اسکے ہیں۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا راستہ ہے اور اس پر میں سوار ہوں اور مرام بھری ہوئی ہے اور لال رنگ کی ہے اور اپنے مرام اسٹیشن پر پہنچ گئی ہے۔ اور میں اتر کر آگے بڑھا ہوں تو ایک مرد اور عورت جوان ہے۔ مرد مجھ سے کہتا ہے کہ آپ میرے باپ سے میری سفارش کر دیجئے۔ کیونکہ یہ شادی میں نے ان کی مرضی کے خلاف کی ہے آپ انھیں راضی کرا دیں۔ تو میں بہت اچھا کہتا ہوں اور آگے بڑھا تو کوئی ہی کنویں ہیں۔ اور بہت بڑے بڑے سرسبز درخت ہیں۔ **اکیسویں رات** :- لاکھوں بندروں کی فوج آگئی ہے اور لوگ بھاگ رہے ہیں۔ ایک بہت بڑا اٹیلہ ہے میں اسپر کھڑا ہوں اور کمانڈ کر رہا ہوں۔ اور لوگ میرے پیچھے پیچھے ہیں میں آگے چلا کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ بندر جگہ پر کھڑے ہیں اور تھوڑے سے ہیں۔ ان میں حضرت علی

ہے تو میں اسکو کہتا ہوں کہ رام بھروسے میں دراڑ نہ ڈالے ہے تم وہاں آؤ گو یا میں اسکو دادونگا۔ میں نے اپنا لکھ دیا ہے اس کے بعد بھابی دیر کے سامنے بیٹھا ہوں اور دیکھ رہا ہے کہ یہ کیا کہتی ہے کہ یہ سورج بیٹھا ہے اور اس کے بعد مقصود ہے اور وہ روٹی میرے سامنے رکھتا ہے جو کہ ایک بہت بڑی بٹاری روٹیوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور جلال سامنے ہے تیرھویں رات ہے جلال سامنے ہے۔ مگر وہ پہلے کسی سے ناراض تھے۔ تو بعد میں میں پکارتا ہوں السلام علیکم چودھری جلال تو وہ کہتا ہے کہ مجھے چودھری جلال نہ کہو بلکہ جلال کہو۔ تو میں کہتا ہوں "جلال" تو وہ بہت خوش ہے اور کہتا ہے کہ تم مجھے پہلے بھی لے چکے ہو۔ پھر ایک میں لمبی گاڑی ہے جو کہ کدے والی ہے ایک جگہ پر پہلاب ہے اور وہ آگئی ہے اور جانے والی ہے اور اس میں آرام سے سوار ہوں اور گاڑی چل پڑی ہے۔ بعد میں سینما چل رہا ہے اور اس میں خوب فلم چل رہا ہے۔ چودھویں رات :۔ اپنے واسطے بہت ہی اچھا دیکھا ہے۔ اس کے بعد وزیر کہتے ہیں کہ موقع لے تو کچھ پیش کرنی ہیں۔ تب میں کہتا ہوں کہ یہ شہزادی کی تعریف لکھی ہے جو کہ میں نے دیکھنا ہے بعد میں عدالت ہے اور آنریبل مجسٹریٹ ہے بے حد پبلک ہے مجسٹریٹ میری طرف دیکھتا ہے۔ کالی پگڑی پہنے ہوئے ہے اور وزیری کالی ٹوپی پہن کر وکالت کی جگہ کھڑا ہے۔ پھر وہی مہر عدالت والی دیوار لگ رہی ہے۔ کسی کا فیصلہ ہوتا ہے "جہاں" پھر آخر وہی مجھ سے بات کرتا ہے۔ میں تمہارے علاقے کا ہوں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کا اسم گرامی۔ تو وہ کہتا ہے کہ ہم نے گاؤں والی رنڈیاں بلائی تھیں۔ بہت مزا آیا۔ پھر وہی مجسٹریٹ ہے بعد میں وزیر مجھ سے پیچھے آئی ہے۔

پندرھویں رات :۔ میں دریا کے آنگ کے بیچ میں بغیر کشتی کے گھوم رہا ہوں۔ آخر ہار ہو گیا ہوں۔ سامنے کنارے بڑھت بڑے بڑے محل ہیں۔ تو ایک دم کہہ رہا ہے کہ جب پانی چڑھاؤ پر آتا ہے تو پہلے مالے تک آتا ہے۔ اور میں اوپر چڑھ گیا ہوں۔

میری والدہ ہے وہ پیڑے تل کر رکھ رہی ہے جال آیا ہے تو میری عورت اقبال نسا سے پوچھ رہی ہے کہ تمہارا کیا ہوا ختم ہو گیا ؟ تو وہ کہتا ہے کہ جی نہیں میرا کنٹریکٹ تو بہت لمبا ہے۔ اب اپنے رہنے کیلئے مکان ڈھونڈ رہا ہوں یا ہے جتنے بھی پیسے لگ جائیں۔ مکان ذرا اچھا ہے اور بڑا ہے کے آرام سے رہ سکوں اور زندگی اچھی کٹے۔ بھابی کہتی ہے کہ آپ کو بیلا کہہ وہ خود بیلا ہے لیکن آپ نے تجاہل نہ ہنسا کریں۔ نہ مایوس رہا کریں جب تک پورے کامیاب نہ ہوں۔ کامیابی جھجکتی ہے جب آپ تجاہل نہ ہنسا کریں۔ اس کے بعد میرا گاگھرا ہے اور بارش اتنی زور سے ہو رہی ہے کہ ہم اندر چارپائی پر سو رہے ہیں۔ چارپائی کے نیچے سے نکل رہا ہے بے حد پانی ہے بعد میں پانی خشک ہو گیا ہے۔ اور اس کے بعد یعقوب والا کنواں ہے اور وہاں پر ایک حاجی نامی کسان کھیت پر ہے۔ تو میں بھی بھابی سے پوچھتا ہوں کہ یہ کسان ہے کہ جس کی عورت کا نام مقبولہ ہے تو وہ کہتا ہے کہ جی ہاں تو میں جاکر اس سے ملا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ اس کنوئیں پر میرے تین مکان ہیں۔ تین کنوئیں ہیں میری بہن اور اسکے لڑکے اور لڑکیاں بہت ہیں۔ اور بہت مکان میرے وہاں ہیں۔ اس کے کھیت بہت ہیں۔ بہوں بہت پیدا ہوتا ہے۔ تو ایک آدمی کہتا ہے کہ اسکا مالک اسکو نہیں نکالے گا یہ اس زمین کا ہوروثی کسان ہے۔ اس کے بعد میرا ساتھ لڑکا ہے اور ہم جنگل جا رہے ہیں میرا بھائی قریب میرے ساتھ ہے۔ اس لڑکے کو میں نے بٹھایا ہے تو وہ ہٹ کر ذرا دور ہو گیا ہے ادھر جلال۔ دائم۔ قائم ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ میری عصر کی نماز قضا ہو گئی ہے اب بس کیا کروں۔ تو جلال کہتا ہے کہ اس کا کوئی حرج نہیں ہے اور نہ کوئی ڈر ہے آپ یوں نیت کریں۔ "نیت کرتا ہوں میں اس نماز کی وقت فلاں ناظرہ کی کوئی حرج نہیں ہے اس کے بعد ایک آدمی کہتا ہے کہ آپ کو جانس تو ضرور ملنے والا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی ہے اور کر رہا ہوں۔ آپ کو ممکن ہے کہ برسوں رنجیت کمپنی ملا لے گی۔

(۱۶) سولھویں رات :۔ بھابی میرا بستر تہہ کر رہی ہے گویا میری خدمت کر رہی ہے اس کے بعد میں چچا ایکبخش کے گھر میں ہوں اور اپنے چچا کے لڑکے کو سمجھا رہا ہوں۔ کیونکہ وہ اور ہم ناراض رہتے ہیں۔ جن کے نام مولا بخش فقیر بخش محمد بخش خدا بخش حبیب بخش ہیں۔ وہ بالکل نہیں مانتے تھے تو میں نے ان کو منا لیا ہے اور کہہ رہا ہوں کہ میں صلح جو آدمی ہوں۔ میں نے ان کو قرآن سے سنوا لیا ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ آج تین دن سے زینت ہے آج تین دن سے زینت آئی ہے۔ آج تین دن سے میرے گھر زینت آئی ہے!!! سترھویں رات :۔ حبیب ہے اور میں ہوں تو حبیب کو بلانگ ملی ہے جو کہ نام حبیب بلانگ رکھا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اب خطوں میں تمہارا تبہ یہ ہوگا لکھا ہے۔ حبیب بلانگ حبیب کے ہاتھ

صفر المظفر ۱۳۶۴ھ ہجری!

یکم صفر المظفر ۱۳۶۴ھ - میرا گھر بنا ہے اور برسات بہت زیادہ ہے۔ اور اس کے بانی سے بھیگا ہوا ہے اور اس جگہ کمرہ بھی بنا ہوا ہے۔ جو بہت ہی اونچا ہے فاطمہ نجھ سے کہتی ہے کہ علی بخش کا گھر بہت ہی خوبصورت بنا ہوا ہے۔ اسکے بعد صبح صادق روشن ہو کر نیا روز بڑھتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بھائی اور تیرے جو دن کو مجھے بند وق مل جائے گی۔ پہلے میں مردانی علی کو دیکھتا ہوں۔

دوسری رات - ایک بڑی آسمان سے نیچے اتنی بڑی روشنی ہے کہ روشنی میلوں میل دور جا رہی ہے اور چاچا بریکی بھی وہیں ہیں۔ میں ان کو دکھا رہا ہوں کہ دیکھئے کیسی بڑی ہے اور کتنی روشنی زیادہ ہے کہ دنیا روشن ہو رہی ہے۔ تیسری رات - مربڑہ کے بانی ہوئی تصویر کو دیکھو۔ اسکے بعد ساٹھ مرغی ایکدم ذبح ہوئی ہیں اور دسترخوان لگ رہا ہے اور دعوت کی ہے اور علاوہ بھی ہیں۔ کھانا کھا کر مکان میں ہیں اور ساتھ میں کچھ لڑکیاں ہیں اور میں بھی اوپر ہوں۔ اور پھر وہاں سے اتر کر مکان میں آگئی ہے۔ اور جی بخش بری حالت میں آیا ہے گویا ہے سعیدہ کے پاس ہی۔ مگر میری ایک دوسرے سے واقفیت کرا رہی ہے۔ اس کے بعد میں بھائی کو قرآن شریف کے اوراق شمار رہا ہوں کہ قرآن میں ہے کسی انصاف ضروری ہے۔ اس کے بعد شہنائی آئی ہے تو میں بھائی سے کہتا ہوں تم کسی کو نہ بلانا۔ اپنے ہی گھر میں رکھو ہم کو بھی کوئی نہیں دیتا۔ چوتھی رات - میں اپنے گھر کے اندر ہوں اور بارہ آدمی سوئے ہوئے ہیں لیکن خوب بارش برس رہی ہے اور لوگ کیل اڑھے ہوئے ہیں۔ اور میں ان کو ڈھانک رہا ہوں۔ پانچویں رات - میرا بھائی تو اب سو برس بعد ہے اور ملی صلح جوھوں۔ اس کے بعد شبیر حسین بی کو کہتا ہے کہ تو اپنے ابو جی سے بات کرنا اگر اس لڑائی کا لفظ آیا تو سمجھ لینا کہ یہی ہے۔ یعنی وہ جو آنے والا ہے۔ چھبیسویں رات: میں کہتا ہوں کہ یوسف صاحب کو میں جانتا ہوں چاہے اسٹوری کیسی ہی ہے مگر ہمارا بھلا ہوگا۔ اچھا ہوا اے صاحب نہیں آگئے۔ روزی بھیجی ملے گی۔

ستائیسویں رات - ایک جگہ ہے کہ جہاں سے میرا سورج جلا گیا ہے۔ اور میرا بھائی ایک بیا سورج کھڑا ہوگیا ہے۔ اور اس کے ساتھ بے حد پھاٹک ہے۔ ان پر میں پہونچا ہوں۔ وہاں پر ایک عورت بھی ہے اور وہ مجھ سے کہتی ہے کہ میں تو سکریٹریوں کو سیل کر یہاں رہا ہوں۔ پر پہونچی ہوں جو کہ بہت اونچا ہے میں چڑھ کر دیکھتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہی وہاں وہاں پر سیلن شاہ بھی ہیں اس کے بعد پہاڑ میں ایک گاؤں بھی ہے۔ وہاں کا راستہ میری عورت اقبال بتاتی ہے اور میں اپنی منزل پر پہنچ گیا ہوں۔ اٹھائیسویں رات: - میری بات دور ہو گئی ہے اور بے حد عزت ہوگئی ہے اور میں بڑا آدمی معلوم ہوں اس لئے کہ جاپانی سے پوچھتا ہوں کہ میری درخواستیں ہیں۔ تو وہ خوش ہو کر کہتی ہے کہ میں تو میں دیکھنے کے لئے آئی ہوں۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ جلو کل تیری بھی آنی بات پوری ہونے کو ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرہ کو نہیں ہے بلکہ جو دو پر معلوم ہے جو وہ کہ بات پوری ہوگی۔

تیسویں رات - بیچ دو آدمی تار سے بندھے ہوئے سر سے پاس آئے ہیں اور ان کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور پردہ پڑا ہوا ہے اور میں یہ سمجھ کر کہتا ہوں کہ اچھا ہے پردہ پڑا رہے تب ہی اچھا ہے (۱۰) دسویں رات مزدور مالک ہے میرا ورک ڈائریکٹر کا نمبر اک دوسرے کے نام کا ہوا ہے یعنی اشوک کا اور اس کو ایڈوانس بھی ملا ہے اور جسکیر ہاشمی کو بھی ایڈوانس ملا ہے اور میرا بھی ایگریمنٹ ہوا ہے۔ میرا ایگریمنٹ نمبر سورو ہے ماہوار کا مگر اسسٹنٹ میورک ڈائریکٹر کو ایڈوانس بھی ملا ہے۔ حکیم اشفاق کہتا ہے کہ ماسٹر صاحب سے کہیے۔ میں کہتا ہوں کہ میں حکیم صاحب سے آپکا شکر گذار ہوں آپ نے بہت احسان کیا ہے اور میں بہت ہی شکور ہوں۔ لیکن بعد میں معلوم ہوگا کہ کانتی لال ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ مولوی مار نے فوم پرسنی کی ہے کوئی بات نہیں یہ کانتی لال فیل ہوگا اور پھر مجبوراً مجھے ہی بلانا پڑے گا انشاء اللہ۔ گیارھویں رات میری تین لڑکیاں ہیں اور تین خادمائیں ہیں بشیر لڑکا بھی ہے خورشید میرے پاس میں بڑا بھائی آیا ہے مسکانام عالم ہے تو میں بشیر سے کہتا ہوں کہ کسی کا دو۔ دیکھتے نہیں ہو کہ میرا بڑا بھائی آیا ہے اسکے بعد غسل کر کے آرہا ہوں۔ ایک آری رہا ہے اور سامنے بھائی بیٹھی ہے۔ تو میں بڑے کپڑے پہن لیے ہیں اس کے بعد ایک لوہار کی دکان ہے اور وہ بیٹھا ہے اور لوہے کی چابی بنا رہا ہے اور وہ دکھا رہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ داد دیکا جائیے۔ میں کہتا ہوں واہ واہ۔ بارھویں رات۔ میرے ہاتھ میں بچے کے کھیلنے کا پستول ہے جو کہ بالکل چھوٹا سا ہے۔ اور اسکو میں ہی جلا سکتا ہوں اور نہیں جلا پاتا ہے۔ تو وہ ہے تو چھوٹا سا مگر آواز بہت ہے۔ کوئی آدمی

اور مجھ سے کہتا ہے کہ آپ نے ان کے دل پر ایسی چھاپ لگائی ہے کہ "خوب" اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ میرا بچہ سیٹھ ۔ ہو گیا ہے اس کے بعد میرا نیا داماد آیا ہے اور میرے بھتیجوں سے کچھ اضافہ کر دیا ہے۔ اور میرے پاس بہت سا روپیہ آیا اور میں خوشی ہو کر ان کے لئے انعام منگاتا ہوں) کہ کمی نہ ہو۔ اور (ناچ روپیہ کا تھیں سیر ہے۔ ۳۰ ویں رات :۔ بعد میں ایک بہت بڑا اور اونچا نہایت عالیشان۔ اس پر لکھا ہے بسم اللہ اور میں اس کے بیچ میں کھڑا ہوں اور اندر شہر ہے اور بہت رونق اور بہت بڑا ہے

ربیع الاول ۱۳۶۴ھ

یکم ربیع الاول :۔ ایک مکان پر میں جڑھ گیا ہوں آگے رفیق یا عزیز نوی اور زہرہ بیٹھے ہیں۔ اور میں گانا سیکھنے کی خواہش ہی گیا ہوں تو رفیق کہتا ہے کہ جب میں ریاض کرنا شروع کر دوں گا تو آپ آجایا کرنا اور وہ بہت اچھی طرح مجھے لاتا ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ اور بڑے بڑے بیٹھے ہیں اور میں ان کو گانا سنا رہا ہوں اور وہ دونوں بہت خوش ہو رہے ہیں۔ میں ہوں اور افضل ہے۔ اور بھرا کید اور ایک مکان ہے اس پر میں اور سب خاندان والے ہیں اور میرا گانا بج رہا ہے۔ بعد میں تمام الٰہی بخش وغیرہ بھی آگئے ہیں۔ دوسری رات :۔ ایک سیٹھ ہے جس کے ہاں میں رہتا ہوں اور وہ فلم کمپنی کا مالک ہے۔ وہ فلمیں بناتا ہے اور مجھے چانس دینے کو کہا ہے۔ آج اس نے جو بھرتی کیا ہے خود وہ باہر ہے اور ڈائرکٹر نے مجھے میوزک چانس دیا ہے۔ سیٹھ جب آ جاتا ہے تو میں اس سے عزت اور شان سے بات کرتا ہوں۔ اور اسکو دعا دیتا ہوں کہ خدا آپ کو کروڑپتی کرے اور میں بہت خوش ہوں اور میں بے خبر تھا کہ مجھے چانس مل گیا ہے اب دیکھئے گا کہ گانے کیسے جاتے ہیں انشاء اللہ۔ اس کے بعد ایک زمین ہے اور اسکا بندوبست بھی کرنا ہے۔ جو کچھ میں کروں اسکا نقشہ دل میں بنا دیا گیا ہوں تیسری رات :۔ سب کو بٹھا دیا گیا ہے اور کل ذمہ داری مجھ ہی کو دیدی گئی ہے اور میں کامیاب ہوا ہوں اور رام چندر ٹھاکر نے مجھے جارج دیدیا ہے جبکہ میوزک کا ہے چوتھی رات :۔ جمن لال سیٹھ مجھ سے باتیں کر رہا ہے۔ اور وہ بہت خوش ہے۔ ایک آدمی کو میں نے پانچ روپیہ دیئے ہیں کہ بھنا لائے۔ وہ مجھ سے کرایہ مانگتا ہے تو میں خود کشتی پر بیٹھ کر پار اتر گیا ہوں۔ اترتے وقت ملاح کو دو آنے نقصان ادا کیا ہے۔ ایک بہت بڑی جہاز لوگ کناسے لا کر اسی دریا میں اتارتے ہیں اور میرے پاس کچھ پیسہ وغیرہ ہے۔ ایک پہاڑ پر ہوں اوپر درہ ہے۔ اندر ایک ٹنٹ کھڑا ہے اور ادھر فلیروں کی آواز آرہی ہے اور جو کام میں چاہتا ہوں وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ (۵) پانچویں رات :۔ بہت سی چیزیں میں نے دیکھی ہیں اور بہت ہی مشکل راستے ہیں۔ خدا کے فضل سے میں بالکل سلامتی کے ساتھ اپنے گھر پہونچ گیا ہوں سب راستے اللہ نے صاف کر دیئے ہیں اور گھر پہونچا دیا ہے۔ چھٹی رات :۔ میں کہتا ہوں السلام علیکم ۔ السلام ایک دنگہ ہے جہاں سب ہندو ایک بیٹھے ہیں اور ایک آدمی کہتا ہے کہ اللہ اور رسول حضرت محمد ﷺ ہی پاک ہیں۔ اور میں ڈر رہا ہوں کہ یہ سب ہندو ہیں کہیں برا نہ مانیں۔ اس کے بعد بار بار ساڑھی پہن کر بار بار آئینہ دیکھ رہی ہوں اور کشتی تیار ہے اس کے بعد چلتے چلتے میرا ایک دانت نکل کر خود بخود میرے ہاتھ میں آگیا ہے۔ اور میں اقبال کو دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ جس میں تجھے دو تھا وہ باقی ہے۔ یعنی جس دانت میں درد تھا وہ باقی ہے۔ اور جس میں درد نہیں تھا وہ نکل آیا ہے ساتویں رات :۔ بادشاہ نے مجھے دیکھا ہے اور تمام دنیا نے دیکھا ہے لیکن وزیر جب کرانہ آیا ہے میں اس کو جانتا ہوں اس کے بعد ایک صاحب کے پاس مجھکو جانا ہے وہ مسجد میں ہیں اور میں وہاں پہونچا ہوں میں نے اسکو اٹھا لیا ہے اور وہ وہاں پہونچ گئے ہیں۔ اسکا نام جمال ہے اور نہیں اسکا گھر ہے تو وہ ساتھ وہ اپنے نام کے قریشی بھی کہتا ہے۔ جمال قریشی تو میں کہتا ہوں آپ ابھی تک نہیں اٹھیں ان کو جگاتا ہوں ان کو جمال نام بہت پسند ہے۔ اسینے مجھ کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ دیدیتا ہے ۸ ویں رات :۔ صالح کے پاس حضور بچہ ہے اور وہ مجھے کہتی ہے کہ یہ ایکا ہے آپ اسکو سکھائیے۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے اسکو ابھی سکھایا ہے کہ یہ پورا اور سچا ہے اور یاد بھی ہے۔ ۹ ویں رات :۔ کسی نے انچیس بیگھہ زمین مجھ کو دیدی ہے بلکہ میرے نام لکھ دی ہے اسکے بعد اس کے اوپر بہت سارے آدمی بیٹھے ہیں اور بہت رعب چھایا ہوا ہے۔ انور ہمارا بادشاہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور میں بھی کرسی پر بیٹھا ہوں اور میں اٹھ کر پیشوا بڑھ رہا ہوں ؎ ہم اپنے بادشاہ ایڈورڈ کو جھک کر سلام کرتے ہیں۔ دسویں رات :۔ بچھتر روپیہ میری ترقی ہو گئی ہے میرے جسم پر تمام کیڑے ہی کیڑے ہیں۔ جو کہ سیاہ اور موٹے موٹے ہیں۔ اور میں کہیں ہوں اور مجھے کوئی کہتا ہے کہ یہ

اٹھارھویں رات :۔ بہت بڑا مکان ہے اور اس کے اندر ہم کو جگہ ملی ہے۔ بلڈنگ بہت بڑی ہے اور اسکے اندر بہت سے پلنگ بچھے ہیں جس میں سے ایک مجھے بھی ملا ہے۔ اقبال اور کوئی ہے ان کو بھی پلنگ ملا ہے تو میں کہتا ہوں بچاس بچاس تو وجو اس مکان میں آئے ہیں۔ اور میں نے تو اپنا بچا روپیہ دیدیا ہے۔ گویا کہ بچاس وہاں کا کرایہ ہے یا ٹیکس ہے یا راخلہ پھر کیف بچا اس کچھ بھی تو ہے

۱۹ ویں رات :۔ میں فقیر بنا ہوا ہوں اور سامنے بھی فقیر ہے جس نے مجھ پر نوٹس ڈالا ہے اور دیر جگہ پہاڑ ہے اور فقیر کا نام شاکر ہے یا رحمت علی ہے۔ آگے بہت ہی بڑا در یا بہہ رہا ہے اور کنارے پر نام مراد ہیں جو کہ پاک دامنی کے ہیں۔ یہ بیبیاں پاک دامنی میں میں فاتحہ پڑھ رہا ہوں۔ یہ بیبیاں پاک دامنی کون رہی۔ تو ذہن کہتی ہے کہ یہ سب چور بڑی ہیں۔ گویا میری لڑکیوں کی طرف اشارہ کرکے کہتی ہے۔ ایک عورت سفید کپڑے پہنکر کنارے پر کھڑی ہے۔ پھر ایک بچہ لگا ہوا ہے۔ یعنی اس میں ہجوم ہے اور میں بھی نکل رہا ہوں۔ اس میں میرا بھی موٹا ہے اور میرا بھی موٹا ہے اور میں بھی موٹا ہوں۔ بچہ کوئی اچھا نہیں بتلاتا میں کہتا ہوں کہ اب تو کوئی وقت نہیں ہے سنیچر کو بچہ دوسرا لگا دیں گے۔

بیسویں رات :۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میرے تو دو نقطوں میں مجھے سمجھا دیا ہے" یعنی بالکل تھوڑی بات میں سمجھا دیا کہ ہوسکے تو کسی خدمت کرنے اور کسی کا دل نہ دکھانا اسی میں انھوں نے مجھے سب کچھ سمجھا دیا۔ سب کچھ دیا۔ ہے

اکیسویں رات :۔ میں سلطانہ میں آرہا ہوں راستہ میں ایک پٹھان مجھے ملتا ہے وہ کہتا ہے کہ ابو نانک چند نے ابھی تک ریسرسل نہیں جلائی ہے۔ وہ کہتے کہ بابو۔ ماسٹر علی بخش کا میوزک ضرور رہونا چاہئے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اے بابو نانک مجھے کیا سمجھتے ہو تو وہ کہتا ہے کہ خدا سمجھتا ہوں۔ یعنی بہت اچھا سمجھتا ہوں۔ اتنے میں بابو ہے اور میوزیشن بیٹھے ہیں۔ تو ذاکر نے رب کے سامنے ایک ٹیون سنائی ہے۔ اور گا کر سنائی ہے تو میں کہتا ہوں کہ بہت اچھے۔ گویا یہ ٹیون میں اپنے پاس رکھوں گا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اب شوری مکمل سلطان۔ اقبال پر شروع کرنے والے ہیں۔ جو کہ کامل ہی ہے۔ جو میری بروٹ یوسگلے سے لگا بیٹھا ہے اور ایک بزرگ آدمی سے پوچھتا ہے۔ کہ یہ بتائیے کہ یہ آرتی بچہ کیا آدمی دے گا۔ امید ہے کہ پانچ سات لاکھ روپیہ لے کر آئے گا اور ہم خود چلائیں گے۔ تو وہ بوڑھا کہتا ہے کہ خود حساب کرلو۔ یعنی کم و زیادہ کئے لاکھ سے اوپر بتائے گا تو وہ جو مجھے کہتا ہے کہ تم بیچ دو تو وہ اس سے پوچھتا ہے کہ میں بیچ دوں تو وہ کہتا ہے کہ تم خود بیچ میں بولو۔ بعد میں ایکسائن ہے وہ کہ تبدیل ہے بڑا عورت بن گئی ہے۔ اور مندر کے سامنے ہاتھ باندھ کر کہتی ہے کہ جے جے جے۔ دیسی ہی میں بھی بیچ گیا۔ تو وہ اب اپنا جا نہیں ہلا سکتی ہے۔ پھر وہی عورت کچھ پڑھ کر منی کو سابن بنانا چاہتی ہے مگر وہ بھی نہیں بن سکتی۔

بائیسویں رات :۔ میں ریہرسل کی ضرورت پر ریہرسل کرا رہا ہوں اور خوب ریہرسل ہوگئی ہے۔ اور وہ سہیل بچا رہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ رحمدردی سب سے بڑی سخاوت ہے سب سے بڑی عبادت ہے۔ اب ریہرسل کی ضرورت نہیں ہے ریہرسل بھی ہوچکی ہے۔ حق ہے حق ہے حق ہے

تیئیسویں رات :۔ فضل اللہ ہے اور بارش بہت برس رہی ہے۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ فضل اللہ ہے

چوبیسویں رات :۔ بہت بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں کہ جن میں سنی معظم قلندر بھی ہیں۔ اور حضرت جمعہ شاہ بھی ہیں۔ حضرت جمعہ شاہ مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ کو تو آدھا حصہ مل چکا ہے۔ اتنے میں دودھ میں بھیگا ہوا روٹی کا ٹکڑا حضرت سخی قلندر نے مجھے دیا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ شمشیر اور غلام علی کتنے پیارے نام ہیں۔

پچیسویں رات :۔ ایک بہت اونچی جگہ پر سے فاطمہ اور میں گذر رہے ہیں۔ اور جب میں نیچے اتر رہا ہوں تو سر اگر ہے اور اندر بہت بڑی بتی جل رہی ہے اور بتی بجلی کی ہے اور کوئی بڑے وسیوں کا گھر بھی ہے اور مجھے میرے گھر بیٹھا کر یہ کہہ کر جا رہی ہے کہ "دس از مائی ہوز" چھبیسویں رات ایک آدمی آیا ہے اور اسکی کمر میں کچھ نہ کھا ہوا ہے تب وہ کرتا اتار کر مجھ سے یہ کہتا ہے" وہ منھا" کہاں ہے میں نے کہا کہ کون منھا تو وہ کہتا ہے کہ اس ضلع شاہ پور کا رہنے والا تو میں کہتا ہوں کہ وہ غریب تو ادھر امرتسر کا رہنے والا ہے۔ تو اس نے میرے سامنے کاغذ رکھا ہے کہ جس پر علی بخش لکھا ہوا ہے تو کہتا ہے کہ اپنے دستخط کردو کہ تم گواہ ہو۔ اور یہ کاغذ تمہاری گواہی کا ہے۔ میں نے دستخط کرنے سے انکار کردیا ہے مگر میں بطور گواہ ہوں۔

۲۷ ویں رات :۔ میں نے بڑی والی جوتی پہنی ہوئی ہے اور طوب صاف کیے ہوئے ہیں سب سے پیچھے میں تھا مگر سب سے پہلے پہونچا ہوں۔ سماں جل رہے ہیں اور میں سے بھلا ہوں۔ بعد میں نے ان کو بڑھنا سکھایا ہے

۲۸ ویں رات۔ غیاث آیا ہے

لکڑیوں کا بنا ہوا ہے۔ اور بولنے فوراً مندروں سے بننے لگا ہے۔ اور بہت سارے آدمی اس میں گھر گئے ہیں۔ اور میں کھڑا کے پار کھڑا ہوں۔ اور پڑھ رہا ہوں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تو مکان گر پڑا اور سب کے سب بچ گئے ہیں۔ اس کے بعد وہی آدمی کشتی پر سوار ہو کر پار بھاگ جاتا چاہتے ہیں۔ لیکن کشتی میں پانی بھرا ہوا ہے اور دریا بہت بڑا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کشتی سے پانی نکالدو۔ اور سمندر میں چلو سمندر میں بڑی عقل ہے

ساتویں رات۔ ایک بہت خوب صورت عورت ہے اور جوان ہے۔ تو میں جیسے اسکو کہتا ہوں وہ ویسے ہی کرتا ہے تو میں اسکو پکڑ کر کہتا ہوں کہ تم کون ہو اور کہاں جانا چاہتی ہو۔ اور یہاں کس لیئے آئی ہو اس کے بعد مہتاب بھی ہے اسکے بعد وہ عورت باہر جانا چاہتی ہے اور دروازے میں کھڑے ہو کر کہتی ہے کہ آپ مجھے علم کے رعب سے ڈراتے ہیں۔ اور علم سے روکتے ہیں۔ میں تو صرف سمندر دیکھنے جا رہی ہوں تو کہتا ہوں کہ تم کو سمندر جانے سے کون مردود روکتا ہے تم بڑی خوشی سے اور گھوم آؤ۔ اسکے بعد ایک بہت بڑا راؤنڈ کا فلکا بنا ہوا ہے اور اس کا پیٹ خالی ہے اور میں لڑائی کر رہا ہوں۔ تو میں نے راؤنڈ کے پیٹ پر ایک چھوٹی سی چیز رکھدی ہے جو کہ ایکدم اوپر چڑھ جاتی ہے اور اسکا پیٹ بند ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک بیل گاڑی ہے اور ایک عورت ہے۔ اور دوسری طرف میں ہوں ہم لاہور جا رہے ہیں۔ وہاں جب ہم گاؤں کے پاس پہونچے تو میں نے اپنے ہی گاؤں میں اپنے کو پایا۔ ۱۸ ویں رات۔ کسی نے ایک دوسرے شخص کو خط لکھا ہے کہ بریلی بخش سے مل کر بہت متاثر ہوا ہوں اس کے وسیع دنیک اخلاق ہیں اور بڑے ہی نیک طینت ہیں۔ پھر ایک بہت بڑا افسر میرے سامنے ہے۔ پہلے انعام بنی ہے اور مجھ سے ہاتھ ملا ہے اور پھر اقبال خورشید مہر لقا اور مہ جبیں سے ہاتھ ملاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں سے ملنے آیا ہوں۔ ۱۹ ویں رات۔ سب سے پہلے فضل الٰہی میرا داماد مجھ سے ملنے آیا ہے اسکو میں نے سمجھایا ہے اور وہ سمجھ گیا ہے۔ اس کے بعد اقبال اور بھابی سفید لباس میں ملبوس ہیں۔ اور میں بھابی سے کہتا ہوں کہ بھابی بیگ تو مجھے بے حد پیاری ہے اور اقبال تو میری عورت ہے میں نے اس سے محبت کی ہے۔ اس کے بعد وہ سید صاحب میرے آگے آگے جا رہا ہے اور میں اس کے پیچھے پیچھے جا رہا ہوں تو وہ فوراً ایک درخت پر چڑھ گیا ہے اور میں بھی چڑھ گیا۔ اور وہ اترا تو میں بھی فوراً اتر گیا۔ پھر ایک دریا ہے اور کشتی پر سوار ہو کر ہم دونوں پار اتر گئے ہیں۔ پھر ایک پہاڑ ہے اور ایک گاڑی پہاڑ پر ہے اس میں کوئی آدمی نہیں ہے اور ہم دونوں آگے بڑھ رہے ہیں اتنے میں بارش زبردست آجاتی ہے اور ہم بھیگتے بھیگتے منزل مقصود پر پہونچ گئے ہیں۔ لیکن جس جگہ سے ہم گزرتے ہیں وہ مکان پر اور پر ہیں۔ اس کے بعد تمام باد نما ہوں کی قبریں ہیں۔ یہ نما قبرستان ہے اور میں اس میں رہتا ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ یہ شہنشاہ اکبر کی قبر ہے اور ان سب کا یہ مختار رہے اور مجھ کو اسکی قبر میں کیا کرنا ہے۔ اس نے اپنی مختاری میں مجھ کو نوکر کیا ہے۔

۲۰ ویں رات:۔ میں مولوی فہیم الدین صاحب کے پاس بیٹھا ہوں اور بشیر آیا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ آپ کو گھر بلایا ہے اور اکبر کام دینے کیلئے آدمی گھر آیا ہے اور آپ کو بلایا ہے۔ اس کے بعد میری ڈری کی واسکٹ ہے جو کہ گھر رہنے پر بھی مجھ کو نہیں مل رہی ہے اور میں ڈھونڈھ رہا ہوں اور پھر میں ایک دیوار پر چڑھا ہوں اور دوسری طرف ایک سیاہ رنگ کا کتا ہے اور اسکو میں بھگا رہا ہوں اور دیوار سے نیچے اتر رہا ہوں۔ تو پھر میں ایک گلی سے ہو کر اپنے گھر آ رہا ہوں تو وہ بزرگ میرے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور طرح طرح کے درود شریف پڑھتے جاتے ہیں۔ اور بہت بارش ہو رہی ہے اور میں درود شریف کی تعریف کرتا جاتا ہوں واہ سبحان اللہ واہ سبحان اللہ۔ ایک بزرگ گلی ہی میں نماز پڑھ رہے ہیں تو وہ سر اٹھاتے ہیں کہ مسجد جل کھلی ہوئی ہے جس جگہ جا ہو نماز پڑھو۔ تو ہم مسجد میں گئے ہیں۔ پھر بھابی ایک چبوترے پر لیٹی ہوئی ہے۔ اور اس کی والدہ رحمت بی بی نے سفید برقعہ پہنا ہوا ہے اور بہت ساری عورتیں اس کے اندر سے اسکے ساتھ باہر نکلی ہیں۔ آگے صحن میں میرے بچے خورشید مہر لقا اور مہ جبیں سوئے ہوئے ہیں۔ بارش بہت ہو رہی ہے اور بچے بارش سے بہت خوش ہو رہے ہیں۔ اس لیئے میں چاہتا ہوں کہ ان سب کو بیدار کر دوں

ستائیسویں رات:۔ میں کچھ کام کر رہا ہوں اور دوسرے سے کہتا ہوں کہ میں نے ایک ہفتہ میں دس ہزار کمایا ہے۔ اور کبھی وہ وقت بھی ہوگا کہ میں بے حساب کماؤں گا۔

بھلت کبیر رہے۔ میرا گاؤں ہے وہاں سب نئی کے نئے نئے مکان بنگئے ہیں جیسے خاص محل۔ اور ایک تاجر کے گھر کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ یہ دیکھو یہ تاجر کا گھر ہے جو کہ تیار ہو رہا ہے اور اسی کا سردار کا گھر ہے اور اسی کی سفیدی ہوئی ہے۔ ایک بڑا بنگلہ ہے اس میں بہت سامنے استاد آئے ہیں۔ استاد نواب خان بھی آیا ہے۔ ادھر تو میں ہوں اور سفید کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور بہت بے فکر ہوں بہت سارے آدمی ہیں اور بے اندازہ پبلک ہے اور میں خوب گا رہا ہوں۔ تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی۔ خالق نے ملنش دوزخ اس پر حرام کی۔ * مکھا گیا حما دفتر بخشش میں ان کا نام۔ ہے یا میں جن کے سر محمد کے نام کی۔ بہت بڑی سرائے ہے اس کے اندر کوہے جماری کا دیا ہے۔ یہاں ایک بہت بڑا گراھا ہے جس میں کہ گھاس بھوسہ اور اس میں سے دھواں نکل رہا ہے۔ تو میں نے اسکو مٹی سے بھر دیا ہے اور اوپر پانی ڈال دیا ہے اور اوپر سے برابر کر دیا ہے۔ مظفر دار صاحب بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور چوہری کو دکھاتے ہیں اتنے میں بالم آجاتا ہے۔ لیکن وہ زنانہ لباس میں آیا ہے۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ جو کچھ میری جان ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ پھر اوپر مکان ہے اور برسات برس رہی ہے ایک بزرگ میرے پاس ہیں ہتھا ہے۔ اتنے میں ہاکمی اندر گھس آیا اور اور کہتا ہے کہ علی بخش تم بھی خوش ہو جاؤں یہ دوسرا فقیر گیا آپ کے پاس لایا ہوں۔ فقیر کی داڑھی سفید ہے اور میں ان کو جھک کر سلام کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یا سید۔ اور ان کی گود میں میرا سر ہے وہ بہت ہی بزرگ اور ضعیف ہیں۔ اتنے میں میں گھر آیا ہوں اور مقصود بیگم کو بیٹا رہا ہے میں نے دونوں کو مارنا شروع کیا ہے اور کہتا ہوں کہ جب ہی تو میرے گھر میں ہتھا۔ اس کے بعد کوئی میلہ تھا میں گیا ہوں اور کوئی بہت بڑا ہوٹل ہے وہاں میں نے چائے منگائی ہے۔ بہت سارے آدمی میرے ساتھ ہیں وہاں مکھڑی مل گئی ہے۔ میں اس مکھڑی کو اٹھا رہا ہوں اور رکھ رہا ہوں اور وہاں سے جاتے ہوئے سب چیزیں وہیں چھوڑ دی ہیں مگر یہ اب کچھ مجھ میں آگیا ہے۔ جس جگہ محمد سیٹھ نے جائے دی ہے وہاں اس نے وہ سب چیزیں اس نے مجھے دکھا دی ہیں۔ اس کے بعد میرا گاؤں ہے اور بہت خوبصورت لڑکیاں ہیں اور کنواں چل رہا ہے اور میں غسل کرنے لگا تو لڑکیوں نے کہا کہ ذرا منہ ادھر کر کے نہاؤ۔ تو پھر میں نے اپنا سارا حال ان کو سنایا ہے تو اکیدم وہ سب دوست بن گئی ہیں اور کہتی ہیں کہ اپنے گاؤں کو ہمارے پاس بھیجنا تو میں کہتا ہوں کہ میرا تو کوئی گاؤں کا نہیں ہے۔ میرے تو سب لڑکیاں ہی لڑکیاں ہیں اور ان کے پردے ہیں کہ میں کہاں یہاں ٹھہرا رہا ہے تو اچھا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں تو روز گا رکنے کے لئے لیبی میں رہتا ہوں اور میرا روزگار وہیں پر چل سکتا ہے۔ بہشت بی بی کو گھبرا رہا ہے اور میں نے بہشت بی بی کی طرف دیکھا ہے اس کے بعد کرم بی بی کو کہتا ہوں کہ تو میری ماں ہے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا جلوس آرہا ہے۔ ساتھ میں لائٹ اور روشنی اتنی زبردست ہے کہ آنکھ نہیں پڑتی۔ آخر میں رب اندر سوئے ہوئے ہیں۔ اور میری ماں بہت نے مجھے اٹھایا ہے اور کہتی ہے کہ دیکھو ایک نئی چیز آرہا ہے۔ جب جلوس پاس آیا تو کہتا ہے۔ سلیمان امام۔ پانچویں رات۔ ایک چٹائی ٹرام کے ساتھ میں اور جیلی بیٹھے ہیں ہماری چٹائی ٹرام نے چھوڑ دی ہے سامنے بوگی بردر کی روشنیاں نظر آرہی ہیں اور بارش بھی بے حد ہو رہی ہے۔ تو میں اس چٹائی کو چھتری بنائے لیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ چلو وہاں تک پیدل چلیں تو ہم وہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ اندر بہت بڑا مکان ہے لوگ اپنا اپنا پارٹ ادا کر رہے ہیں اور میں نے اپنا پارٹ ادا کیا ہے لیکن کسی نے پہچانا نہیں ہے میں اگلے سے ٹکٹ لیا ہوں اور وہاں کھڑا ہوں اور کہتا ہوں کہ شلیو پانی سے ہے۔ سانپ پانی سے ہے اور میں بہت فیشن ہوں۔ میرے پاس دو چیک ہیں ایک تیس کا اور ایک پچیس کا مگر اس پر دینے والے کے دستخط نہیں ہیں ایک آدمی میرے پاس ہے اور میں اسکو کہتا ہوں کہ بڑے مہربانی دستخط کر دیجئے تو پیسے مل جائے۔ تو اس پر اس نے بنام "نارائن" لکھ دیا ہے اور چیک فوراً کیش ہو گیا ہے اور مجھے پچیس روپیہ مل گیا ہے۔ اور دسرا بھی کیش ہو گیا ہے۔ پھر صلح ہے اور میں اس کو پیار کر رہا ہوں اور رو رہا ہوں کہ دیکھو میں تجھ سے محبت کہاں رہ گئی جا رہا ہوں لیکن تم میرے پاس نہیں آئی تیری ماں نے تجھے ایسا سکھایا ہے اقبال چھوٹا مکو اور دلائت خان جا رہے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ واپس کب آؤ گے تو کہتا ہے کہ تین ماہ میں۔ پھر ایک بہت بڑا خوبصورت ہوٹل ہے اس میں یہ سب لوگ گئے ہیں۔ ہوٹل آدمیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے بعد ایک گھوڑا گاڑی جا رہی ہے اس میں سے مکو نکل کر میرے پاس آگئی ہے۔ اور مجھ سے کہتی ہے کہ بابو جی اس گاڑی کے پیچھے پھولوں کی ٹوکری ہے وہ لے لیجئے۔ تو میں گاڑی والے کو آواز دیتا ہوں کہ او بھائی گاڑی والے ذرا گاڑی ٹھہراؤ۔ پھر میں جا کر پھولوں کی ٹوکری لے لیتا ہوں۔ مکو اور میں دونوں بالا جانے پر چڑھ گئے ہیں۔ اور مکو اپنی ماں کے پاس چلی گئی ہے۔ اور وہاں سے دلائت جا رہی ہے۔ اس کے بعد ایک مکان ہے جو صرف

جس سے یہ لوگ مرے جا رہے ہیں۔ ورنہ آپ آٹھ دن میں مر جائیں گے۔ انھوں نے وہ چیز کھالی ہے اور پھر وہ آٹھ دن کے بجائے چار دن میں مر گئے ہیں یہ میں سمجھ رہا ہوں ۱۹ ویں رات: ایک پہاڑی ہے اور سین لیا جا رہا ہے۔ ایک میں گاڑی لگن سمیت آگ لگائی جا رہی ہے اور ایک دوسری جگہ پر آگ لگی ہوئی ہے کیمرہ سے سین لیے ہیں لیکن مانگ نہیں پا ہیں نہیں ہے۔ اس کے بغیر ہی یہ دو سین لے لیے ہیں۔ اتنے میں یوسف چلے آ رہے ہیں۔ یوسف خان مجھ سے کہتا ہے کہ ڈائی لاگ تو آپ اور میں نے بولے ہیں۔ اور پھر مجھ سے پوچھتا ہے کہ کیا آپ کا نام علی بخش خان ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ میرا نام شمالی بخش خان ذھیں صلرف علی بخش ہے اور وہ پوچھتا ہے کہ باپ کا نام کیا ہے تو میں کہتا ہوں "مسائل" بیسویں رات: خوب صورت جال" کھیل شروع ہے۔ اور اس میں ایک گانا ہے جو کہ گانے نہیں دیا جاتا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ یہ گانا تو کھیل کی جان ہے۔ دیکھو یار دو میری مجدد" اس کے بعد ایک آدمی آیا ہے جس کی شکل میرے استاد برہم سہائے سے ملتی ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ آپ میرے استاد کا ہم شکل ہیں۔ اس کے بعد ایک عورت سرخی لگا کر بیٹھی ہے کہ جب پہلے کہیں جانے دیکھا ہے اور میری ماں میرے پاس کھڑی ہے۔ اور میں اس عورت سے کہتا ہوں کہ اس پر سراخی ہے تو وہ کہتی ہے کہ حق حق کچھ نہیں تو میں کہتا ہوں کہ قسم کھا کر کہہ دے۔ تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کبھی نہ تم کو دیکھوں گا۔ لیکن وہ عورت صرف مجھے شانت کرنے کے لیے کہہ رہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا کوئی دوسرا بھی چاہنے والا ہے لیکن اس نے قسم نہیں کھائی ہے اور چپ ہو گئی ہے بعد میں میں کہتا ہوں کہ "رب یالتاھے" بائیسویں رات۔ میدان خالی ہے ایک ہزار آدمی تھے سب بھاگ گئے ہیں۔ چوبیسویں رات: بہت سارے آدمی ہیں ان میں سے میں بھاگ کر نکل آیا ہوں۔ ایک آدمی مجھ کو پکڑنا چاہتا ہے مگر وہ مجھ کو نہیں پکڑ سکتا ہے وہ میں نہیں ہوں ۲۶ ویں رات میں نماز پڑھ رہا ہوں اور میرا منھ شمال کی طرف ہے۔ آدھی نماز میں نے ادھر پڑھی اور آدھی مغرب کی طرف منھ کر کے پڑھی اور بعد میں دعا مانگ رہا ہوں، اور رو رو کر دعا مانگ رہا ہوں۔

۲۷ ویں رات: حسین بی کچھ اور لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر صبح دس بجے سے بازار گھومنے گئی ہے۔ اور پھر چھ بجے آئی ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ تم چھ گھنٹہ میں آئی ہو۔ تو وہ کہتی ہے کہ بابو جی میں آٹھ گھنٹہ میں یہاں پہونچی ہوں۔ بس کے پیچھے اس کے ساتھ ہیں۔ اور مجھے کہتی ہے کہ آپ اس کے سر پر ہاتھ پھیریں۔ ایک مکان ہے اور میں اس میں پہونچا ہوں۔ آگے کچھ آدمی بیٹھے ہیں اور کسی کو وہاں پر جگہ نہیں ملتی ہے۔ مگر مجھے فوراً مل گئی ہے۔ اور ایک دم اب آگے ہم کو انتظار تھا اور یہ جگہ مجھے آپ کی وجہ سے ملی ہے۔ اتنے میں باوا دام آیا ہے اور میرے لیے بہت ساری نعمتیں مٹھائیاں وغیرہ لایا ہے اور کچھ کھجوریں بھی لایا ہے جو بہت میٹھی ہیں یہ میرے لیے لایا ہے۔ ۲۹ ویں رات: لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے مگر میں نے نماز ابھی نہیں پڑھی ہے اور میں نماز کی تیاری کر رہا ہوں۔ میں نے پانی گرم کرنے کو رکھا ہوا ہے کہ غسل کر کے نماز پڑھوں۔ اتنے میں چچا الیکشن ایک دوسرے آدمی کو لیکر میرے پاس گھڑی آگیا ہے اور اس نے اس کو چارپائی پر بٹھا دیا ہے اور وہ اپنے لڑکے اللہ دد کے لیے بہت رو رہا ہے اتنے میں مجھ سے قرضہ لینے والے لوگ آگئے ہیں اور ان کو بھی میں نے باہر بٹھا دیا ہے اور کہا ہے کہ مجھ چیک لینے والا ہے۔ آپ لوگ تھوڑی دیر سمجھیں۔ ابھی میں قرضہ دیتا ہوں۔ سامنے ہی آفس ہے جہاں سے مجھے چیک ملنا ہے اتنے میں ایک شخص آتا ہوا سنائی دیتا ہے کہ جہاں تک آپ کی آنکھ دیکھنے کے لیے آئے تھے کہ اگر آپ کے پاس بیسر ہوگا تو آپ کی آنکھ ایک دم گرم اور تیز ہوگی۔ ورنہ چھوٹی اور نرم ہوگی۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ آنکھ سے کیسے پہچان ہوتی ہے۔ تو بھابی کہتی ہے کہ یہی پہچان ہوتی ہے کہ اگر بیسر پاس ہوگا تو گرم اور تیز ہوگی۔ اور اگر بیسر پاس نہ ہو تو چھوٹی اور نرم ہوتی ہے۔

جمادی الاول ۱۳۶۴ھ

پانچ جمادی الاول۔ ملک نام ہے میں ہوں اور ایک آدمی ہے۔ میں کہتا ہوں زیارتیں ہی زیارتیں ہیں۔ اور دو زیارتیں میں نے کی ہیں اور میں کہتا ہوں کہ زیارتیں کر کے میں زوّار بن گیا ہوں اور مجھے زوّار بنتے جانا چاہیئے۔ اس کے بعد ایک عورت ہے دو دو گھوڑے پر سوار ہے اور میں اس کے پیچھے بیٹھا ہوں، اور دو گھوڑا

تو سامنے والا کہتا ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اس کے بعد مالک کمپنی بالو نانک جی نے میرا حساب چکا دیا ہے اور خود مسند دیس بیٹھا ہے اور دوسرے ایجنٹ زمین پر کرسی پر بیٹھے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ بابو جی مجھے ایک بات کا بہت رنج اور صدمہ ہے۔ اور میرا دل تو اب کی نوکری کرنے کو چاہتا ہے لیکن آپ نے مجھے جواب دے دیا ہے میں نے اچھا حساب لے لیا ہے اچھا السلام علیکم ۔ ۔ ۔ حکیم شیر علی باوا اور حکیم زاہد حسین بیٹھے ہیں اور میں نے سلام کر کے اپنی جگہ لے لی ہے۔ اور حکیم زاہد حسین صاحب کی بہت تعریف کی ہے۔ اس کے علاج سے میرے تینوں بچے اچھے ہو گئے تھے۔ اور انکا مکان بہت دور تھا اور میں بہت دھونڈھ دھونڈھ کر پہونچا ہوں۔ اتنے میں نماز عصر کا وقت ہو گیا ہے اور میں نے بھی دھو کر کے نماز عصر پڑھی ہے۔

ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ

قلیسری رات ربیع الآخر۔ ہومی واڈیا ہے اور میں سویا ہوا ہوں اور میرے سرہانے ایک بندوق اور دو کارتوس رکھے ہیں تو ہومی واڈیا نے مجھے اٹھا دیا ہے کہ آپ اب یہاں سے جائیں اور میں دوسری جگہ جا کر سویا ہوں تو وہاں پر بھی ایک بندوق میرے سرہانے پڑی ہے۔ تو میں بڑے واڈیا کے یہاں جانسی کے پتے گیا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ ہم نے تو بات کر لی ہے۔ اتنے میں گرگاؤں کر آ گیا ہے اور وہ واڈیا سے چیک مانگتا ہے۔ گر واڈیا نے چیک نہیں دیا ہے۔ اتنے میں واڈیا کے گھوڑے کا ہوا ہے اور سب سازندے گانے بجانے کے لیے آ گئے ہیں۔ اور میں نان پور جھیرکا سرد دیکھتا ہوں۔ تو نان سرد میں ہے تو واڈیا اور واڈیا کی عورت ان سے پوچھتی ہے کہ تم کو کس نے بتایا کہ واڈیا کے گھوڑے کا پیدا ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو علی بخش مجوسی نے بتایا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ یوں کہتے ہیں۔ اس کے بعد واڈیا کمپنی کے اوپر کی چھت ہے اور میں وہاں کھڑا کسی سے کچھ بات کر رہا ہوں کہ اتنے میں ایک چھوٹا سا لڑکا اقبال نامی آٹھویں منزل پر کھڑا ایک گانا گا رہا ہے اور میں نے فوراً اسکا سر پکڑ لیا ہے اور میں نے ساتھ ساتھ باجا بجانا شروع کر دیا ہے۔ اس نے اتنا اونچا سر باندھا ہے کہ میں حیران ہوں کہ اب آگے انترہ کہاں جائیگا۔ **چوتھی رات** میں نے سب کچھ دیکھا ہے مگر صرف اتنا یاد ہے کہ میں کہتا ہوں کہ نماز پڑھ **پانچویں رات** میں گھر گیا ہوں اور میں نے سفید کپڑے پہنے ہیں اور میرے سر پر صافہ ہے اور ایک عورت میرے ساتھ ہے اور میرے گھر جانے پر راضی ہے۔ میں آگے گیا تو معلوم ہوا کہ خیرات علی نے میری جگہ بھی اپنی جگہ میں ملا کر مکان بنا لیا ہے۔ میں اس سے پوچھتا ہوں حالانکہ مجھے یہاں رہنا نہیں ہے۔ میں تو بمبئی جا رہا ہوں جگہ تو سب یہیں پر رہ جاتی ہے ساتھ کچھ نہیں جاتا۔ تمہارے باپ سائیں لال اور سائیں مہتاب اپنے ساتھ کیا لے گئے مگر میں نے یہ جگہ اپنے ہی بنا لی ہے۔ اسکے بعد سجاد نے اپنے بچہ کی اوپننگ کی ہے اور مبارک دیا ہے۔ تو سب سے پہلے وہ خود گانے لگا ہے۔ اور صرف ایک بول کہا ہے مگر گلا بول اسکو آتا نہیں ہے۔ اور کافی دیر سے اسٹیج پر کھڑا ہے پر بول نہیں آتا ہے اور پبلک نے شور مچانا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ فیل ہو گیا ہے اور لوگوں نے اسکا مذاق اڑانا شروع کر دیا ہے۔ اور میں اسی سے زیادہ طاقتور ہوں۔ اور میں کہتا ہوں کہ لعنت ہے سجاد پر کہ وہ سن رہا ہے پر کچھ نہیں بولتا۔ یہ ظالم ہے اور میں بور ہو رہا ہوں۔ اس نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے میرا مجمع آ رہا ہے اسکو دیکھنا اتنا اڑ گیا ہے **ساتویں رات**:۔ پوسٹ بن آیا ہے اور میں اسکو کہتا ہوں کہ اتنی دیر ہو گئی کچھ بانٹتے ہو۔ ایک کارڈ ہے، ایک لفافہ ہے۔ ایک نیلی اخبار ہے۔ اور ایک ہرگی ہوئی رسید ہے۔ مردان علی میرے پاس بیٹھا ہے تو میں اسکو کہتا ہوں کہ یہ بڑھو کہ کہاں سے آیا ہے۔ بتیا رجل رہی علی اور اچھی خاصی روشنی رہے۔ مسٹر جرجل بنی عیسائیت کی تبلیغ مجھے دیتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ آپ نے اپنے عیسائی مذہب کے پادریوں کو اشاعت کیلیے دیا ہے ان ہی کو دیدیجئے تو اس نے انھیں یہ اشاعت اور تبلیغ کے لیے دیدیا ہے **گیارھویں رات** میرا بھائی شرف الدین ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ ہم سب سے مقدر والا ہے اور ہمارا مقدر کھلنے والا ہے **۱۲ ویں رات**:۔ ایک لڑکی ہے نیلی وردی میں عورت ہے اور وہ مجھ سے ملی ہے اسکے بعد بھابی روٹی پکا رہی ہے۔ جنی بخش بیٹھا ہے اور بھابی روٹی پکا رہی ہے اور پانی مانگتی ہے۔ تو جنی بخش کہتا ہے کہ روٹی مانگیے۔ اس کے بعد مولوی انعام الدین صاحب ہیں اور ان کے دوست مرے جا رہے ہیں تو میں ان کو کہتا ہوں کہ یہ چیز مت کھائیے

پہلے محمد حسین بنتا گیا ہے۔ اس کے بعد دو سرا نام اللہ بخش بنتا گیا ہے۔ اکیسویں رات :- میں اٹھا ہوں۔ دالسرے کی دکان پر کھڑا ہے اور کام کر رہا ہے میں نے اس کو پہچان لیا ہے اور وہ میرا طرفدار ہو گیا ہے۔ آگے بھی بہت کچھ اٹھا ہے میں دل میں سوچتا ہوں کہ جتنی دیر میں دو کانیں ہیں وہاں پر ایک ایک دانہ کہتی ہے کہ آج تمہارا ہو گیا ہے۔ تو یہ کہتا ہے کہ میں آپ کا ہو گیا ہے تو وہ کہتی ہے کہ خود بخود ہو گیا ہے۔ پھر میں پوچھتا ہوں تو وہ کہتی ہے کہ اس کو ہاتھی چبا گیا تھا۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ ہوئے۔ ۲۲ ویں رات ابدالورتجہ سے کہتی ہے کہ آپ ہی انصاف کیجئے۔ ایک طور کے چھاتی بھی نہیں اور اس کے بچہ ہو گیا۔ اور میری چھاتی ہے۔ مجھے میرے نہ ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ اس نے سب کچھ ہماری محبت کیلئے کیا ہے۔ میرا اور میرے بال بچے آگے چل رہے ہیں۔ اور تجھے فلی رہے ہیں۔ اور میں مسلمانوں کے گھر میں پناہ لی ہے جسین بی نے تی جلائی ہے اور وہ۔ لوگ آکر یہ پوچھتے ہیں کہ ماسٹر کا بچہ ہے تو حسین بی کہتی ہے کہ میرا ہے پھر میں دوسرے مسلمانوں کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ بیس گھڑی ہے۔ اور گائے گا رہی ہیں۔ اس کے بعد میں خالص گھی مانگتا ہوں۔ ایک بزرگ ہے اور وہ مجھ پر بہت خوش ہے۔ اور میں صرف موقع کا منتظر ہوں کہ بزرگ سے وہ مسئلہ کہلے جو کہ ان کے ساتھ ہے اور سب کہتا ہے اور مجھے ملنے والا ہے۔ بزرگ کے ہاتھ میں قلم کا غذ بھی ہیں۔ امین نے مزدوری کی مزدوری دلا دی ہے

یکم جمادی آخر ۱۳۶۴ھ جمادی الآخر

میں اور آغا محمود ڈائرکشن میں کام کر رہے ہیں آرگسٹر ہے میک اپ کر کے کمرے کے سامنے تو نگ ہو رہی ہے ایک کالی سی بھکارن بھیک مانگنے کیلئے آئی ہے تو میں نے اسکو ڈانٹا ہے اور کہا ہے کہ چلی جا عید پر آنا تو وہ پھر مانگنے ہی ہے۔ تو بھائی اسکو کہتی ہیں کہ یہ جو دھرہ کرتے ہیں پکا کرتے ہیں۔ تو عید پر آ، تجھے خیرات دیں گے۔ چوتھی رات ایک بالیچہ ہے اور پھول بہت کھلے ہوئے ہیں۔ (دو بار دیکھا ہے) ۶ رات :- جنتی ہے اور پھر شوکت ہے۔ نور جہاں ہے عطا اللہ ہے پہلے وہ جانس اقبال کو بنانا چاہتا ہے مگر اب وہ نور جہاں کو دے گا۔ ۷ ویں رات :- مسجد ہے اور مولوی حاجی نور احمد صاحب ہیں اور صابن سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔ پھر اسی صابن سے میں بھی اپنے ہاتھ دھو چکا ہوں۔ تو ایک مولوی خوب کما کے آیا ہے تو میں اس سے پوچھتا ہوں کہ تم کتنے ہی برس گئے تھے۔ تو وہ کہتا ہے کہ ایک ہزار روپیہ مہینہ تنخواہ پر میں گیا تھا۔ مگر اب تو میں روپیہ سیکڑہ ہے۔ پھر دو چار لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ اور میں ان سے ذرا دور اور بیچ کی طرف کھانا کھا رہا ہوں گیارھویں رات :- سبزہ بہت سارے کھیت ہیں اور ایک نئی دو منزلہ عمارت بن کر تیار ہو رہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ اوپر والی منزل کو اتار کر ساتھ میں ہی رکھ دو۔ ویسا ہی کیا ہے تو گویا دو عمارتیں بن گئی ہیں اور پھر میں کہتا ہوں کہ یہ برکت ہے جو یہ کہتا ہے کہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سبز کھیتوں میں دیوار اٹھا دی ہے کہ ان کی نگہبانی ہو جائے تو میں کہتا ہوں کہ بس جو میں کہتا ہوں وہ ہو جاتا ہے۔ یہ برکت ہے اب میرا نام ہیرو ہے۔ اور سامنے قطب۔ علی محمد کا گھوڑا ہے۔ ۱۲ ویں رات :- میری لڑکی سروانہ سفید لباس پہنے ہوئے ہے اور بہت خوش ہے اور اس کے بعد کوئی بزرگ ہے میں اور میں اٹھا اور اقبال کو اٹھایا ہے یہ ہمارا گھر ہے اور یہ ہم میں سے کسی کا سیشل کرنے آئے ہیں۔ بزرگ کی کرسی پر میں نے اپنی رضائی اٹھا کر رکھ دی ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ اور وہ بہت خوش ہوئے ہیں۔

تعظیم حسین نے کی ہے محمد کے نام کی — خالق نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی
لکھا گیا تھا دفتر بخشش میں جن کا نام — ہے پاس جس کے مہر محمد کے نام کی

تیرھویں رات :- میں سکنڈ کلاس میں بیٹھا ہوں اور گاڑی خوب دوڑ رہی ہے۔ اور اوپر کی سیٹ پر ایک جاٹ لڑکا اور بھابی بیٹھی ہے۔ بیچ ایک دوسرا مرد بیٹھا ہے۔ بیچ میں ایک تھیلا پڑا ہے اور وہ بہت بڑا ہے اور کڑا ہوا ہے اسکو اٹھا کر میں کھانے لگا ہوں اور یہ بے حد میٹھا ہے تو میں بھائی کو کھانے کو کہتا ہوں اور پھر اسکو زبردستی کھلا رہا ہے پھر اوپر والا جاٹ مانگتا ہے کہ مجھے دو تو وہ انکار کرتی اور کچھ نہیں دیتی ہے۔ پھر میں اس سے پوچھتا ہوں کہ راحت کو بلانے کیلئے کہنے تار دیا ہے کہ وہ یہاں آجائے؟ یعنی بلانے کا تار۔

چودھویں رات :- ایک جگہ ہے۔ کئی ڈی مہرہ، اقبال اور مکھی ہیں اور ایک نئی لڑکی ہے مہرہ اقبال کو لے جا رہا ہے اور رنبے مرغی کا گوشت کھایا ہے اور پھر اسمیں نمبری کا گوشت بھی ڈال دیا ہے۔ اور میں اقبال کو گھومنے کے طریقہ پر سکھلا رہا ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ کہیں ان کو تم سے یہ برا ذکر کرے تو وہ کہتی ہے کہ نہیں نہیں ماسٹر جی وہ ایسا نہ کرے گا۔ تو یہ لڑکا جو ہونے والا ہے میں اسکو جار

بہت تیز رفتاری سے بیہوشی ہے اور میں آرہا ہوں۔ میرے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور سامنے بہت بڑا کمنہ ہے۔ یا روضہ ہے یا سمندر ہے اس پر سے غلاف اترتے ہی اندر ایک گھوڑا سوار نکلتا ہے۔ اور مجھ سے کہتا ہے کہ اے راجگادی میری تین عورتیں ہیں ان میں سے ایک تو لے لے۔ میں ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ نہیں مہراج مجھ کو میری ہی ہیروئن ملجائے۔ تو اس نے مجھ دانے جو ہاتھ میں تھے پڑھ کر سامنے مارے ہیں۔ وہ گھوڑا غائب ہوگیا اور میں جو قائم کا تھا ختم ہوگیا ہے

ساتویں رات:۔ ایک نہایت بزرگ ہیں اور میں نے ان سے ملنے گیا ہوں۔ اور تھوڑی سی گفتگو کے بعد کہتا ہوں کہ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو آپ کا رعب برستا ہے مگر جب ہم وہاں پر ہوتے ہیں تو ہم کسی کا رعب نہیں ہوتا۔ ہم بے ڈر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کوئی جلسہ ہے وہاں ہم لوگ جارہے ہیں۔ میں ہوں اور مجھ ہے اور منورہ ہے تو آگے ہے میں مجھ کو میرا دوسرا بھائی شرف الدین نظر آیا۔ میں آواز دیکر اسکو بلا رہا ہوں۔ وہ آکر ہم میں مل گیا ہے۔ گیارھویں رات:۔ ایک گاڑی ہے اور اس نے میرے ہاتھ میں ایک کتاب دیدی ہے جسے میں کھول کر دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد ایک دھوتیوں کی دکان ہے جہاں پر پانچ روپیہ میں دھوتی ملتی ہے اور اندر بھائی روپیہ کی دھوتی ملتی ہے اور اس بیوپاری کے پاس دو قسم انی کنبر ہے کہ اتنے کیلئے جگہ نہیں ہے

۱۲ ویں رات غلام حیدر کا سوٹ پہنے ہوئے میرے ساتھ چل رہا ہے اور میں اس سے پوچھتا ہوں کہ فلاں گانا آپ کو یاد ہے تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں تو میں گا کر سناتا ہوں ؎ ہے جھنڈے گڑ ڈا دے گوٹا لٹا دے۔ پیاری جھلنا جھلا دے ؎ ہے جھنڈے سے گڑ ڈا دے۔۔۔۔ دیکھو دیکھو مہرباں آئی ساون کی بہار ؎ جھولا جھولے گی برجھاری باری، ہاری ساری ماں جھولنا ڈرا دے ؎ ہے کھیے ۔۔۔۔۔ گڑ ڈا دے۔

یہ سن کر غلام حیدر بہت خوش ہوتا ہے اور دل سے میری بہت تعریف کرتا ہے۔ اس کے بعد قیم خانہ ہے اور بابو بھائی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ نہا لیجئے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ پانی کیسے لوں نل کا منہ تو نیچے ہے تب اس نے مجھے ترکیب بتائی ہے۔ نل کھول کر اسکا منہ اوپر کرتا ہے اور میں خوب غسل کیا ہے۔ اس کے بعد بابو بھائی کہتا ہے کہ میرا مکان ہے اس میں خوب دھوپ رہتی ہے۔ آپ اسکو ہر وقت استعمال کر سکتے ہیں۔ تب میں کہتا ہوں کہ پہلے میں اسی گھر میں رہتا تھا۔ لیکن اب مجھے کرایہ پر نہیں دیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ علی بخش کو ستائے گا۔ وہ کبھی سرسبز نہیں ہوگا۔ ۱۵ ویں رات اقبال مجھی روٹی پکا رہی ہے اور میرے بچے کھیل رہے ہیں ایک لڑکی بھی اکبر ان کے ساتھ کھیل رہا ہے اور وہ کسی کو نہیں دیکھتا مگر اقبال کو عجیب طرح سے دیکھ رہا ہے۔ میں نے اسکو سلام کیا ہے اور اس نے جواب دے دیا ہے اس کے بعد میں نل پر منہ دھونے گیا ہوں۔ کیونکہ میں آج بہت دیر سے جاگا ہوں ایک دوسرا آدمی بھی میرے ساتھ منہ دھوتا ہے اور میں نے کپڑے بدلکر اقبال، اسکی ماں اور مفصود کپڑے دھونے جارہے ہیں۔ مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ اقبال نہ جائے ایک پہاڑ ہے اور اس پر ایک شہر ہے جو کہ سب ولیوں کی ولیوں کا ہے۔ وہاں جو بے ولی ہے۔ ایکشن سے کہتا ہے کہ جلوآت ہم کو خوبصورت کرادیں۔ ایک آدمی میرے سامنے ہے اور وہ پوچھتا ہے کہ آپ فلاں شہر ڈانس کیلئے جاتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ نہیں ہم کو تو ان ہی شہروں سے فرصت نہیں ملتی ہے، پ، ک، ٹ، ن، تو وہ مجھ سے کہتا ہے کہ ہم آپ کو ایک سچی بات بتائیں۔ سنو ایک آپ سے بے حد خوش ہے۔ اسی لئے آپ کو بار بار ڈانس کیلئے بلاتا ہے۔ بہرحال ہم نے کبھی نہیں دیکھا ہے کہ آپ ان کو ناجائز ستاتے ہوں۔ آپ صرف اپنا کام کرتے ہیں اور زیادہ ناجائز باتیں نہیں کرتے اس لئے وہ خوش ہے مگر آپ کا پیر غلط ہے اس لئے دوشنی مر گئی ہے اور میں بھی وہاں پر ہوں تو اس کا لڑکا مجھ حیات مجھ سے ملا ہے۔

۱۷ ویں رات ایک سین ہو رہا ہے۔ پرتھوی راج کا چاچا پریکھا بیٹھا ہے۔ نیچے بے حد مٹھائی لگی ہوئی ہے۔ وہ سین ٹریجڈی کا ہے ہاتھ میں تلوار لیکر آنکھیں ہولناک موٹی کرکے پوز لیتا ہے اور وہ ٹھیک نہیں کرتا ہے پھر وہ کام بند کیا ہے اور پوز لیا ہے سب لوگ کہتے ہیں واہ واہ۔ اور پھر مجھے مٹھائی دیتا ہے۔ اور میں خوب پیٹ بھر کر کھا رہا ہوں۔ اور جب میں نے اوپر دیکھا ہے تو سب باتخانہ کا باتخانہ ہے۔ اس کے بعد عبدالرحمن کی شادی ہو رہی ہے۔ ایک عورت ہے جس کا مردکا باپ ہے جو کہ بوڑھا ہو چکا ہے مگر اس عورت کا مجھ سے پیار ہے تو میں اسکو کہتا ہوں کہ تم نے مجھے سچی بات بتادی ہے اسکو پر یوتم سے بہت خوشی ہوں وہ کہتی ہے کہ بیٹھا تا ہے

۱۹ ویں رات۔ منتی سرفراز آیا ہے اور میں کہتا ہوں کہ جو پہلے اعلیحضرت دوسرے گا ۔۔۔ پھر ایک کمرہ ہے اس کے اندر میں ہوں اور ایک عورت ہے جو کہ مرکھا کے آیا ہے اور وہ اس کے پاس جارہی ہے اور مجھ سے کہتی ہے کہ خدا حافظ اس کے بعد دنیا میں الہ بخش اور مجھ بخش اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ

تیسری رات :۔ میں اور اقبال دونوں کام پر لگ گئے ہیں۔ میں اقبال سے پوچھتا ہوں کہ مہتاب اچھی طرح ملی ہے کہ نہیں تو وہ کہتی ہے کہ اچھی طرح ملی ہے اور سانے بڑے بڑے لمبے کے گھنے گھنے ہوئے ہیں جن پر انگریزی میں نام لکھا ہوا ہے۔ (ایمیلیوں ؟)

M. Ahmad :۔ ایک زمیندار کا تربہ اور ہم گاجا کر چلے آرہے ہیں، تو راستہ میں ہمکار ہرہ ملنے میں ایکے پاس ترا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ ہماری ہی قوم ہے اور عزیز ہے ان کے پاس زر الجواہر نہیں ہے گر ان سے ہم کچھ سیکھ سکتے ہیں کہ ایک سکھ اور سکھنی اور انکا بچہ آئے ہیں۔ اور وہ ان کی بچی سب کو دے رہے ہیں میری جھولی بھی انھوں نے بھر دی ہے اور سکون بھی دیا ہے تو میں ان کو کہتا ہوں کہ وہ بھی تو ہماری قوم کا تو ہے۔ انکی کرامات ہی (یعنی وہ تو ہے) کرامات تھی۔ کہ انھیں کہا نہ جائے کہ انھیں کہا نہ کہ اس نے کہا کہ یہ زنانہ نہیں مرد ہے اور وہ مرد نہ ہو گیا ہے۔ مرد بھی تو وہی ہے ہم بھی تو اسی قوم میں سے ہیں۔ چوتھی رات :۔ ایک آگ کا شعلہ آسمان سے اترا ہے مگر نیچے آکر بجھ گیا اور چلا گیا۔ تین لڑکے ہیں میں نے دو کو دیکھا ہے تو وہ بالکل سفید ہو گئے ہیں۔ سر ایک کو کسی چھوت سے بچا لیا ہے۔ وہ بچ گیا۔ خورشید میری لڑکی ہے اور دروازہ سے نکل کر خوشی خوشی دوڑی آرہی ہے۔ میں نے اس کو پکڑ لیا ہے اور میں اس سے پوچھتا ہوں کہ اب قمر دوی کی کیا وہ سامان۔ تو وہ نہیں کہتی ہے کہ جس آپ کی مرضی ہو تو نیچے یہ تو اب نہیں کہتی ہے۔

پانچویں رات شطرنج کی گوٹیں پڑی ہیں سٹر ایمرے کے ہاتھ میں بندوق ہے اس نے اس کو گدی پر مارا۔ اس کی میری ہاری ہے کہ ان لوگوں کو نشانہ بنا دوں تو سٹر ایمرے گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے ان کو معلوم ہے کہ علی بخش کا نشانہ خطا نہ جائیگا۔ بلکہ ضرور لگے گا۔ اور بھی کچھ لوگ کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ چھٹی رات :۔ ایک بہت بڑا بنگلہ ہے اور ایک بہت بڑا سٹیج ہے دونوں مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ ہمارے استاد ہیں اور ہم آپ سے سیکھنا چاہتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ آپ میرے استاد نہ بنائیں اگر دھوکا میرے نہیں لیکن وہ مجھے ہی اپنا استاد بنا رہے ہیں ساتویں رات علی پڑھتا ہوں۔ سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ ۸ ویں رات :۔ میں دیکھتا ہوں کہ دو آدمی میرے ہے اور اس میں سے میں نے اقبال کو نکال لیا ہے اور وہ میری گود میں ہے اور میں کنارے پر ہوں ۹ ویں رات :۔ اقبال بچی ہے۔ میں یا کوئی اور کہتا ہے کہ تم کو پوچھنے کی کیا ضرورت ہے تم جو چاہو کر سکتی ہو۔ دسویں رات :۔ ایک ڈاکٹر کہتا ہے کہ تم بھی چلو محکمہ کو کام مل جائیگا تو میں کہتا ہوں کہ اس کو اسکوری چاہئے۔ مکان میں سیڑھی ہو چکی ہے اور اکثر لوگ اس میں ہے حضرت عباس علمدار دھلیں اور میرا گھر ہے۔ عجیب غریب دو چیزیں ہیں اور دو تصویریں ہیں بسم اللہ حشتسم عبداللہ کی ہیں۔ منی کہتی ہے کہ یہ نکال لیجئے اتنے میں دو آدمی اور آئے ہیں۔ ایک بزرگ ہے اور دوسرا ان کا ساتھی ہے۔ بزرگ کے ہاتھ کے آئے ہیں اور میں نے ان کو جگہ دی ہے اور ان کو آرام سے بٹھایا ہے گیارھویں رات :۔ ایک پوسٹ مین آیا ہے اور اس نے کارڈ کا بنڈل مجھے دیا ہے اس پر میرا نام علی بخش لوہاری لکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو کھولا تو پڑھا تو اس میں کچھ لکھا ہوا تھا مگر سمجھ نہیں سکا۔ اس کے بعد لوگ کہتے ہیں کہ اب میرا آیا ہے مگر وہ کسی کو منہ نہیں دکھاتا ہے۔ اور اس کے اوپر کفن سے ڈھکا ہوا ہے۔ تو میں جرأت کر کے اس کے پاس گیا ہوں اور جاکر میں نے اوندھے منہ گر کر سجدہ کیا ہے۔ اور انھوں نے نور منہ سے ہاتھ اٹھا دیا ہے۔ ان کی داڑھی کا رنگ سفید ہے بارھویں رات :۔ ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ میں بے حد سچائی ہے۔ اس کے بعد یہ گانا گایا جا رہا ہے "فضل محمد یا ھو تاں پیارا کیا ھوتا"

خورشید اور مہ جبیں اور مہر لقا ہے محلہ نو دیاں ہے اور یہاں کا جلوس ہے۔ ہم جیسے بیرکٹ میں آئے ہیں۔ خورشید بیرسٹر ہے ہیلا اور میں ناراض ہوں اور غصہ میں اس کو ایسی زور دار ٹکڑی ماری ہے کہ گردہ ہیرو بن بھی ہوتی ہے اور خاموش ہے جب ہم اندر چلے آئے ہیں تو بیک نے استعفیٰ دیدیا ہے اور کلیس کی ہے کہ ہم کو کپڑے بدل کر آنا پڑا ہے۔ ساری کنجیاں ہمارے پاس ہیں اور ایک ناٹک کا کھیل ہو رہا ہے بیک بھی ہوتی ہے۔ دیہاتی لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ اور لاکھوں گانے بجانے والیاں ہیں اور آدمی موجود ہیں۔ ایک زمیندار پنچایتی میں کہتا ہے۔ تیرھویں رات :۔ یعنی میرا بیاہ کرنا ہے تو کہ۔ ایک عورت ہے مگر بیاہ سے انکار کرتی ہے کہ وہ نہیں نہیں لیکن میں نے اس کو پکڑ لیا ہے اور بیاہ کر دیا ہے۔ چودھویں رات۔ اقبال ہے۔ اور میری دوسری عورت ہے، تو میں کہتا ہوں کہ میرا کام بہت اچھا ہے" پندرھویں رات :۔ صرف سامنے ہے

بیس ہی ہوتی کرادوں گی اور اس سے بدلہ لوں گی۔ اتنے میں اسمہ ایک چھوٹی لڑکی خوب صورت نہیں ہے اس کو دکھا کر کہتا ہے کہ مجھ کے بعد اسکا بہت نام ہوگا۔ اس پر اسٹوری ہے تو میں کہتا ہوں کہ مجھ کے نام اچھا نہیں ہوگا۔ الفضل اللہ ۱۶ ویں رات اوپر مکان برہم سوئے ہوئے ہیں۔ اور اسی سے بھی سوئے ہوئے ہیں۔ نوان کو ایک سپاہی آکر پکڑتا ہے اور پوچھتا ہے کہ یہاں کوئی آدمی ہے جو دم کرتا ہے۔ بہ سب کے سب انکار کرتے ہیں تو وہ ایک طرف اشارہ کر کے کہتا ہے یہ دم کرتا ہے۔ تو یہ دیکھ کر وہ حیران رہ جاتا ہے کہ یہ تو گرہستی ہے اور بال بچے دار ہے یہ کیسے دم کرتا ہے میں نے کہا میں ہوں کہ مجھے خبر نہیں کہ ہر کھڑا سویا بیٹھا۔ پھر ہم سب مل بیٹھتے ہیں اور میں آنے والے کو دعائیں دیتا ہے کہ خدا اب کو ترقی دے (آمین) اس کے بعد کمو خود نئے کپڑے پہنے ہیں اور گنڈے کو بھی بنا رہی ہے اور بہت ہی خوش ہے ۱۸ ویں رات:۔ مالک فیروز خان نون اور ملک عطریات خان ٹوانہ کے گھر ہیں اور ایک آدمی آکر یہ پوچھتا ہے کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی سب بات ہوگئی ہے اب آپ کو ایک جھک انعام ہوگا خوشخبری ہے۔ اس کے بعد ایک دریا بہہ رہا ہے اور دو لڑکیوں اور دو سرے لوگوں نے غسل کرنا شروع کر دیا ہے ایک آدمی بے ہوش والا بھی اس میں کود پڑا ہے۔ تو وہ ڈوبتا ہوا بہہ رہا ہے تو ان دو لڑکیوں نے اسے بچا لیا ہے اور باہر لے آئیں ہیں۔ تو میں اسکو کہتا ہوں کہ بالوجی مبارک ہو۔ اس دریا سے نکلنا مبارک ہو۔ مبارکباد۔ ۲۰ ویں رات:۔ ایک ریل کا ڈبی ہے میں اور ایک خوب صورت عورت اترے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ میرا مال بارہ سو روپیہ کا ہے۔ اتنے میں ایک مکان ہے اور اس میں ایک خوبصورت عورت لیٹی ہوئی ہے تو میں اس کے پاس جاکر بیٹھ گیا ہوں۔ تو وہ مجھ سے کہتی ہے کہ کوئی آجائیگا۔ تو میں کہتا ہوں کہ تو جانے دو کوئی ڈر نہیں ہے میں تمہارا بھائی ہوں مگر کسی بات کا ڈر نہ۔ ملکر اٹھا ہوں تو بعد میں ایک آدمی آیا ہے اور مجھ منہ میں ہے جس کو میں دیکھنے لگا ہوں۔

۲۲ ویں رات ایک جنگل ہے وہاں خوکت عثمان کے ایک نئی چادر چھوڑ گیا ہے۔ بعد میں میں بھی ہوں۔ اور سو گئی ہے۔ تو وہ مجھ سے کہتا ہے کہ پہلے یہ چادر دھولے تو میں نے وہ چادر دھولی ہے اور میں پوچھتا ہوں کہ کہاں لے جاؤں تو وہ کہتا ہے کہ گھر لے جاؤ میں لے گیا ہوں۔ اس کے بعد ہم کو گندم جتنی جا بجا مل رہی ہے۔ ڈھیر کے ڈھیر لگے ہیں۔ ۲۳ ویں رات:۔ میرا نکا کا والا گھر ہے اور اسکو سفیدی اتنی نکلی ہے کہ اسکا جواب نہیں ہے میری بیوی مجھے ملی ہے۔ اور مجھے غسل کرنا ہے اور پانی تیار کرا رہی ہے۔ ان نے پوچھا تو جواب دیا ہے تو میں ماں سے کہتا ہوں کہ ماں محوست دور کر دو۔ ان اکو صاف کر دو اور آدو۔ تو ماں نے جاکر گوبر صاف کرنا شروع کر دیا ہے۔ کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ پہلی عورت کے ہو کے ہوتے ہوئے دوسری کو دیکھتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں عورت میں خدا دیکھتا ہوں مجھے اس میں خدا نظر آتا ہے۔ اس کے بعد مہاتما گاندھی اور جواہر لعل جا رہے ہیں اور پیچھے پیچھے کانگریس کا سیاہ بکرا چل رہا ہے۔ اوپر جاکر مہاتما نے دودھ کیلئے اپنا منہ کھولدیا تو میں کہتا ہوں کہ گاندھی جی کو جھکر سوئے کہاں کر دیا ہے ۲۹ ویں رات میں کہتا ہوں کہ یہ برا راجہ ہے ۳۰ ویں رات:۔ ملزم خان آتی جاتی ہے۔ میں ایک ٹرام میں بیٹھا ہوا ہوں اور وہ بڑی رفتار سے چل رہی ہے۔ مگر اسٹیشن پر میں نے اترنا تھا اسے چھوڑ دیا ہے اور آگے نکل گئی ہے۔ میرے چلانے کے باوجود نہیں رکتی اور ایک اسٹیشن آگے نکل کر کوہ نور کے پاس جا کر رکی ہے۔ کوئی بچ میں سویا ہوا ہے وہ مجھ سے پوچھتا ہے کہ آپ مینا کے بھائی ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ میں مینا کا باپ ہوں۔ وہ پھر پوچھتا ہے کہ آپ فتح سنگھ کو جانتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ہاں میں جانتا ہوں۔ اس کے بعد میری کرم بھری ہے اس سے مجھے بے حد محبت ہے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں اور میں بے چین ہوں آگے سیڑھیوں کا کان ہے اور میں کہتا ہوں کہ غلام علی جو مجھے خط لکھتا ہے۔ وہ خود لکھتا ہے یا سیڑھیوں سے لکھواتا ہے۔ اور اب مجھے خط کا انتظار ہے اور بے حد انتظار ہے اور میں محبت سے بے چین ہوں۔

رجب المرجب ۱۳۶۴ھ

یکم رجب المرجب:۔ ایک بہت بڑا پہاڑ ہے اور ساتھ ہی میں مسجد بھی ہے اور دو چار لوگ اور بھی ہیں اور نہار کا وقت ہے تو میں وضو کر رہا ہوں۔ تالاب کا پانی صاف ہے۔ اس کے بعد مالک سے ہم نے آٹھ ہزار لینے ہیں۔ اس نے اپنی چھ ہزار کی چیک بک پہلے پیسہ میں مہر لگاتے کو بھیجی ہے اور پھر اپنی دستخط کئے ہیں۔ اپنی لڑکیوں کے ایجرمنٹ کا مجھے ۸ ہزار روپیہ لینا ہے تو مالک نے خوش ہو کر ساری کی ساری چیک بک مجھے دیدی ہے۔ ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ آپکا لڑکا بہت بلند ہے۔ ہمارا صفت موصوف اور نعت

میں ان سے کہتا ہوں کہ ہماری کوئی جگہ نہیں ہے۔ ۱۹ ویں رات نذیر بند بچوں کا ایک ٹھیکا ہے۔ اس کے پاس بہت سارے کاغذ ہیں جو بالکل سفید ہیں ہر ایک کاغذ پر درود شریف لکھا ہوا ہے سامنے میں بیٹھا ہوں۔ ۲۰ ویں رات۔ ایک بزرگ فقیر بھیجا ہے اور میں بیٹھا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ نے ایک ٹوپی میرے لڑکے کو پہنانے کے لیے دی ہے اس کے بعد میں اجابت گیا ہوں تو ایک بہت بڑا میلہ ہے اور بچوں کی سجاوٹ ہے۔ اور میری بیوی ان کے لوگ اس فقیر کی جگہ پر جانا چاہتے ہیں۔ گھر میں ان کو ساتھ لیجانا نہیں چاہتا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ لوگ جاؤ۔ اور میلہ دیکھ آؤ۔ تو وہ لوگ اندر گھس گئے ہیں اور میں اس جگہ پر ہوں جہاں فقیر ہیں۔ اور مجھ میں بہت زیادہ طاقت ہے ۲۱ ویں رات بہت سارے کاغذ لکھے ہوئے ہیں۔ اور ان پر دستخط کیے ہیں۔ محمد علی۔ اور کہتا ہے کہ رمضان سے یہ سال جانس سے بھرا ہے۔ شادی کی برات جا رہی ہے۔ اقبال انٹرڈیوس کرا رہا ہے اور وہ معصوم بچے اس نے پکڑے ہوئے ہیں۔ اور کہتی ہے کہ دھوبی کا بچہ ہے۔ اور یہ بچہ نائی کا ہے۔ دونوں بچوں نے دری کے کپڑے کی سنہرے والی ٹوپیاں پہن رکھی ہیں۔ آگے انگور بڑے ہرے ہیں اور میں اٹھا کر کھا رہا ہوں۔ ۲۴ ویں رات۔ اللہ دین اور محمد دین دو لڑکے میرے پاس سوئے ہوئے ہیں کہ جبل پر اس کا عمل ہے اس میں تاثیر ہے۔ کوئی چیز میری حفاظت میں ہے کہ اس کی دیکھ بھال کروں۔ اتنے میں لڑکیوں نے حسین بی کو بھی بلا لیا ہے کہ چلو بچے دیکھیں۔ کہ اتنے میں خورشید بیگم کہتی ہے کہ فوکس کا بچہ تو اتر گیا ہے۔ اور حسین بی آگئی ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ وہاں ہم ڈاکٹر کے وہاں جا رہے ہیں۔ ۲۷ ویں رات درگاہ بہت بڑی ہے اور میں اس میں داخل ہو گیا ہوں ۲۸ ویں رات بہ فاضل امام کی جگہ پر میں گھڑا ہوں اور علی پور کا میلہ ہے اور لوگ آجا رہے ہیں ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ اپنی ہتھیلی سنائیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں غریب کا لڑکا ہوں لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ "مارو تو ہمایوں دھلیں تو کچھ بھی نہیں" اس کے بعد مجلس امام پاک کی ہے اور عورتیں کالے کالے برقعے اوڑھ کر آ رہی ہیں۔ سامنے جامع مسجد ہے۔ میں سب سے پہلے اکبر سے کہہ رہا ہوں کہ اپنے شہر کا ایک قابل آدمی خارج از بلاہ ہو تو اس کو واپس اپنے شہر میں لانا چاہیئے۔

رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ

پانچویں رات رمضان المبارک ۔ ایک جگہ ہے وہاں گڑبڑ ہو رہا ہے اور میں اوپر پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں تو کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ میں آپ کے حصہ کا گڑ اوپر بھیج دوں ساتویں رات آگے اقبال جا رہی ہے۔ اس کے پیچھے فضل شاہ۔ اسمٰعیل فضل شاہ سے کہتا ہے کہ اب ہوگا۔ اس کے بعد ایک بوڑھا وزیر۔ اسکی عورت اور میری عورت کپڑے بدل رہے ہیں۔ اور وزیر اپنی عورت کو دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔ اور میں بھی کپڑے بدل رہا ہوں۔ اس کے بعد ایک پہاڑ ہے وہاں بیٹھ رہتا ہے۔ جنات بی اسکو کہتی ہے کہ بیاکھ میں جوتوں کا بھاؤ اتر جائیگا تب تم خرید لینا۔ اس کے بعد حیات بی اور مجھ میں کچھ بات الجھی ہوئی ہے۔ اور بغیر کچھ صاف صاف کہہ رہا ہے وہ کہتا ہے۔ اب نماز روزہ ہی کرنا چاہیئے۔ پھر اپنے مسجد میں دیوار پر ہوں تو یاد ہوتا ہے کہ بسم اللہ شاہ ہے اور سب فقیروں کی قبریں مسجد میں آگئی ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ بسم اللہ شاہ کی زیارت ہے۔ یہ مسجد بسم اللہ شاہ ہے اور اسکا دروازہ بہت بڑا ہے اور دیوار پرانی ہے۔ میں دیوار کے پاس کھڑا ہو کر کپڑے بدل رہا ہوں۔ پہلے مقصود ہمارا نوکر تھا اب پوی ہماری نوکر ہوگی ہے ۱۲ ویں رات میں نے بہت عجیب و غریب دیکھا ہے مگر اتنا معصوم ہے کہ بھروسہ رکھ لیا ہے۔ میں اقبال سے کہتا ہوں کہ میں کام پر لگ گیا ہوں تو وہ کہتی ہے کہ اسکا ثبوت کیا ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ جب میں مری جاؤں گا تو سارا گاؤں بھینسیں کائیں میرے پاس جمع ہو جائیں گی گویا میں ایک جیدا ہوں۔ اس کے بعد آدم زاد سے کہتا ہے کہ میں نے آپ کے سینہ پر ہاتھ نہیں رکھا ہے اور جب آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا ہے یہ سب آپ کا ہے۔ اسی کے بعد ایک مسجد ہے اس میں لوگ وضو کر رہے ہیں ان سب کا روزہ نہیں ہے۔ میں نے پان کھایا ہے اور میں بھی وضو کرنے بیٹھا ہوں اور میرے منہ سے لال تھوک آ رہی ہے پان بھی نل میں بالکل تھوڑا آ رہا ہے۔ اس کے بعد میں وہاں سے اٹھکر اپنے گھر آیا ہوں کہ کھلے پانی میں وضو کروں۔ تو میرے دانت آپ ہی آپ نکل کر باہر آ رہے ہیں۔ اور میں ہاتھ سے پکڑ کر بتا رہا ہوں کہ یہ دیکھو کمال۔ یہ دیکھو کمال۔ اور سب لوگ حیران ہو رہے ہیں۔

اکبر آئیں :۔ اور مجھے کوئی چیز نہ ہے ۱۶ ویں رات :۔ اقبال کے یہاں مراد آباد کا پیدا ہوا ہے ۔ ۱۷ ویں رات سنگر مشین کو نیا ڈیزائن کام کیلئے تیار کر دیا ہے ۔ اقبال ہے میں ہوں اور مشین تیار ہے ۱۸ ویں رات ۔ الیشور سنگھ اور مہین سنگھ ہیں ۔ الیشور سنگھ سوہن سنگھ نوگوں کا نشانہ تاک ہے ۔ مگر نشانہ خطا کر جاتا ہے اور اسے گولی نہیں لگتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ بچ گیا ہے اب تم اسے نہیں مار سکتے ۔ یہ "واک" یعنی بول ہے اور میں نے اس کو دوسری گولی مارنے نہیں دی ۔ اتنے میں اقبال "بچہ" یہاں آ رہا ہے اور بہت بڑے بڑے درخت ہیں ۔ اور شیم کے پھول بہت ہیں ۔ میں انہیں دیکھ کر بہت خوش ہو رہا ہوں ۔

۱۹ ویں رات :۔ ایک آدمی سفید کپڑے پہنے بیٹھا ہے اور میں نے اس پر تیل ڈال دیا ہے اور وہ جلنے لگ گیا ہے تو میں آہا ہوں کر میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے کہ اب وہ جلنے لگ گیا ہے ۔ ۲۰ ویں رات ۔ اقبال اور میں ہوں میری لڑکی سی بیمار ہے تو میں نے اس کو دفنا دیا ہے اور سفید کوٹ کوٹ کر بہت رو رہا ہوں ۔ اس کے بعد کوئی مجھ سے کہتا ہے ۔ خدائی میں فرار نہیں دینا چاہئے زیادہ نہیں ۔ ۲۱ ویں رات ۔ میں بھانڈوں والے محلہ میں ہوں وہاں سب بھانڈ اور بھانڈنیاں مجھ سے ملی ہیں ۔ اللہ دیا بھی اتفاق سے مجھے مل گیا ہے ۔ اور بہت ہی بزنس طریقہ سے مجھے ملا ہے اور بہت خوش اور سکھی ہے ۔ ساڈو کہتی ہے کہ میں تو ہمیشہ ہی میں رہوں گی ۔ میرے ہاتھ میں دو بچے ہیں اور اقبال کی گود میں لڑکا ہے ۲۲ ویں رات :۔ تھانہ تک میرے ساتھ ہے میری لڑکی حسین بی بی کہتی ہے کہ میں اپنے پتا نور اللہ کے پاس رہتی ہوں ۔ اور گیہوں کھیس سے بورے کے بورے آ رہے ہیں ۔ اس کے برابر ایک مکان ہے وہاں پر ایک لڑکا کھڑا ہے اس کی عمر ۲۰ یا ۲۵ برس کی ہے اس کو پھانسی لگنے والی ہے اور وہ مجھ سے کہتا ہے کہ مجھے پھانسی نہیں لگے گی ۔ اتنے میں اس کو پھانسی لگ گئی ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ مر گیا ہے ۲۳ ویں رات ۔ کوئی مصیبت آن پڑی ہے میں سینہ پر مرہم لگاتا ہوں اور پکارتا ہوں ۔ یا علی یا علی یا علی یا مرشدی یا علی یا علی یا علی ۲۵ ویں رات ایک بہت خوب صورت عورت اور سفید کپڑوں میں ملبوس ہے اور میں اس سے کچھ گفتگو کرتا ہوں ۔ وہ بہت اچھی ہے اور میں اس کو پیار کرتا ہوں ۔ انتیس ویں رات ایک بہت بڑا تالاب ہے اور اس پر بہت سارے لوگ جمع ہیں اور میری عورت کنارے بیٹھے ہیں ۔ کچھ بات چیت کر رہے ہیں

شعبان المعظم ۱۳۶۴ھ

دو شعبان المعظم :۔ کلاب میرے ساتھ ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ اسی سے پوچھو کہ ہم نے کبھی اس کو تکلیف نہیں دی ۵ ویں رات ۔ میں کہتا ہوں کہ ہم پانچ سے نہیں ۶ سے جہاد کریں گے چھٹا فتح ہے ۷ ویں رات میں اپنا مرتا دیکھ رہا ہوں کہ میں مر رہا ہوں ۸ ویں رات :۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سارے بردے ہیں اور ان میں سے میں نکل رہا ہوں اور میں نے اپنی صورت بہت صورت دیکھی ہے ۔ اور میری شکل نورانی نظر آ رہی ہے ۔ اس کے بعد ایک سیاہ گھوڑا کودتا کودتا میدان میں آ گیا ہے اور لوگ اس سے ڈر کر بھاگ رہے ہیں وہ بلا ہے اور وہ بلا مجھے دیکھ رہی ہے ۔ میں اور میرے سب بال بچے ہیں ۔ اقبال ، خورشید ، مہر جبیں اور مہر لقا ۔ سب ہیں ۔ خورشید کھڑی ہو کر پیشاب کر رہی ہے ۔ اور میں دیکھ کچھ سمجھا تا ہوں اس کے بعد وہ ریل گاڑی بن جاتی ہے اور ہم دوسرے شہر میں آ گئے ہیں ۔ خورشید کبھی مجھ بن جاتی ہے اور کبھی مجھ بن جاتی ہے ۔ اور ہم چہلہ کر رہی ہے ۔ میں اپنی عورت کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر پڑھتا جا رہا ہوں ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اس آفت میں ملازم بھی ہیں ۔ ایک معصوم ہے جو کہ ہماری ہی قوم کا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ حضور ہماری حضور آپ کو کروڑوں سے بچاتے ہیں ۔ پھر نکل جاتے ہیں اور پھر اکٹھے ہو جاتے ہیں ۔ خیر میاں تو ہمارے پاس ہے میں اس سے پوچھتا ہوں تمہارا نام تو وہ کہتا ہے فضل لیکن ہم ابھی تک زندہ و سلامت ہیں ۔ میں ہر بار کلمہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا جاتا ہوں ۔ ۱۵ ویں رات :۔ بکنگاؤں ہے جہاں ایک خوفناک فقیر رہتا ہے ۔ اور بھی سب گاؤں کے فقیر ہیں ۔ ابھی وہاں سے موٹر پر واپس آیا ہوں میں نے مکہ کو کالج میں داخل کر دیا تھا ۔ لڑکیاں بیٹھی ہیں میری لڑکی مکہ نے مجھے دیکھا اور میری طرف دوڑ کر آئی ہے تو میں نے اسکو بٹھا لیا ہے اور ہم دونوں بے حد روتے ہیں ۔ پھر منظر خان اور مکہ کام کر رہے ہیں ۔ اور مکہ نے موتی کی کلغی پہن رکھی ہے ۱۶ ویں رات :۔ میں حساب کر رہا ہوں ۔ ۲۱ اور ۱۲ ۔ ۴۲ ۔ ۴۲ اور ۴۲ ۔ ۸۲ بیگھہ زمین ہے ۔ اسکے بعد بابا مطیب شاہ بیٹھے ہیں

تو ہی نیا مودی کو تو ہی نچاوے بار بار چنتا نہ کرے چنتا نہ کرے!

تو دیکھ لڑکا کہتا ہے کہ اسکی سر دسر گانا چاہیئے۔ لیکن میں نے بھیم بڑی اچھی گائی ہے اور میں کہتا ہوں کہ فکر ہے۔ اس کے بعد پرشوتم چندر کا ڈرامہ ستارا کا ہے جو بہت خوب صورت ہے اور رنیا بن کر تیار ہوا ہے۔ دوسری رات میں نے دیکھا کہ کھانا پیتا اچھا ہے بچہ اچھا ہے اور سب اچھا ہے پانچویں رات میں جاگ بھڈن سے ہوں۔ اسکی ماں ہے اور بالکل سفید کپڑوں میں ہے۔ وہ مجھ سے برا حال پوچھتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ ڈھائی ہزار روپیہ ماہوار پگار ہے۔ پھر ایک سبز درخت جہاں پر گھاس ہے۔ اور میرے پاس بہت سے ہیرا اور کھجوریں ہیں اور سامنے سے کریم دین والد حاکم سفید کپڑے پہنے ہوئے آرہے ہیں۔ اور میرے گلے سے لگ کے ملا ہے۔ اور سینہ سے سینہ ملایا ہے مصافحہ بھی کیا ہے ایک دوسرا بھی ہے جو گانے کا آدمی ہے۔ پھر میں نے اس سے ہاتھ ملایا ہے پھر میں اپنے گھر پہنچا تو سنبو میرے سامنے جارہی ہے۔ کریم دین اس کو لینے آیا ہے اور نوسل کر کے اس کے ساتھ جا رہی ہے تو جاگ ل بھر جائی میری کہتی ہے کہ اس گانے کی لڑائی دی ہے اور وہ باس ہوگئی ہے۔ اب وہ کل کر کے گانے بجانے جائے گی۔ تو وہ کہتی ہے کہ اس نے پرائیویٹ محنت کی ہے اور اب بہت اچھا گاتی ہے اور خوب تانیں لگاتی ہے۔ جسکا جواب نہیں ہے

(۶) چھٹی رات:۔ ایک گھوڑا گاڑی ہے جس کا گھوڑا بے حد خوب صورت اور خوبصورت ہے۔ اس پر ہم تین آدمی سوار ہیں۔ وہ پہاڑ سے تیر کی طرح اتر کر ایک گاؤں میں چلا گیا ہے۔ پھر ایک گلی بن گیا تو ایک آدمی اس پر سے اتر پڑا وہ کافی اونچا اور لمبا ہے اسکی جگہ پر میں بیٹھ گیا۔ پھر وہاں سے ہم ایسی جگہ گئے ہیں کہ جہاں آگے راستہ نہیں ہے اور راستہ ختم ہوگیا ہے۔ تو پھر میں واپس آرہا ہوں۔ اور ایک بڈھا مسلمان میک اپ کئے ہوئے ہے اور مجھ سے پوچھتا ہے کہ وہ ملا میں کہتا کہ نہیں۔ اس نے تو بوجھ نہیں اتارا ہے۔ میں خود اسکا بوجھ اتارتا ہوں۔ اس نے چار کا بوجھ نہیں لیا ہے البتہ چوتھا دریائے نیل ہے ۹ ویں رات:۔ وہ مجھے پر کچھ رہا ہے اور میں پر کھ میں ٹھیک نکلا ہوں بعد میں میں کہتا ہوں کہ ہر جگہ کی مزارت ہے۔ تو تھوڑے تھوڑے ہی دنوں میں ٹوٹ جائے گی۔ مگر یہ بنگال اور پنجاب میں وہی وزارت ہے۔ بنگال میں فضل حق ہے گیارھویں رات ایک پہاڑ ہے اس پر میں ہوں اور محبوب بھی ہے اور میں بہت ہی دولت مند ہوں تو ایک آدمی مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے مگر میرے ہاتھ میں لاٹھی ہے تو وہ ڈر گیا ہے اور مجھ سے پوری دولت سے ایک پائی کمیشن مانگ رہا ہے۔ میں مان گیا ہوں کہ دوں گا میں جیت گیا ہوں اور کہتا ہوں کہ اب میں آزاد ہوں۔ ۱۷ ویں رات ترازو یعنی بڑا میزان رکھا ہوا ہے اور کچھ وزن ہو رہا ہے میں کھڑا ہوں اور میرے ہاتھ میں آنکھ ہے میرا وزن بھی ہو رہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں اللہ کا وزن ہے۔ بعد میں میں نے اپنا دانت نکال کر خود نکال کر دکھا دیا ہے اور آپ ہی آپ نکلا ہے ۱۸ ویں رات۔ میرے کہنے سے ایاز حسین کی صلاح ہوگئی اور وہ بہت خوبصورت ہوگیا ہے ۱۹ ویں رات:۔ سہراب مودی کو لڑائی دے رہا ہوں اور اسکو بھیم سناتا ہوں اور سمی نمرھی نارہا ہوں تو مودی کہتا ہے کہ یہ تو وہی ہے "بنا دھر بولی کہ کوئی بات نہیں ہے بھیم تو ہے پھر اندر جا کر کہتا ہے کہ ہم تم کو چانس نہیں دیتے میں چپ ہوگیا ہوں پھر کہتا ہے کہ ہم تم کو چانس ضرور دیں گے۔ (۲۱) ویں رات میں کہتا ہوں کہ میں نمازی ہوں:۔ ایک جگہ ہے وہاں پر میں ہوں اور اوپر سے مجھ پر پھول برس رہے ہیں۔ اور ایک آدمی بندوقتانے کھڑا ہے اور اسکی نالی کے ساتھ میرا کفن ہے اس پر میرا نام علی بخش لکھا ہوا ہے اور منہ کے سیدھی طرف لٹکا ہوا ہے۔ میرے وہاں پہونچنے کی خوشی میں گولی چلانے والا ہے۔ اور میں وہاں پہونچ گیا ہوں۔ وہ سپاہی ہے اور خاکی وردی میں ملبوس ہے اور نشانہ بنائے کھڑا ہے چوبیسویں رات:۔ تاجی نے مجھے مرہم کی ڈبیہ دی اور میں نے لی ہے ۲۵ ویں رات اقبال ہے اور اس نے سلمے ستارے کے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ اور بہت رونق ہے تو میں اسکو کہتا ہوں کہ تو بے حد مثال ہے۔ مجھے بے مثال دیا ہے کہ جس کی مثال ہی نہیں ۲۶ ویں رات میں کہتا ہوں "کوئے جاؤں"۔ ایک بہت بڑے مقام پر ایک بڑی مسجد ہے اور میں شیرنی بانٹ رہا ہوں ایک آدمی مجھ سے پوچھتا ہے کہ کیا خوشی میں بانٹ رہے ہو تو میں کہتا ہوں کہ کمپلیٹ ولائت کے لیئے۔ اس کے بعد ایک بہت بھاری جلسہ ہو رہا ہے۔ لوگ جلسہ ختم ہونے کے بعد جا رہے ہیں۔ اور دو لڑکے ہیں وہ ایک ایک کر کے ایک عجیب قسم کی گاڑی میں جا رہے ہیں داماد اپنے گھر۔ یہ گاڑی خود بخود چلتی ہے۔ اور ان کی والدہ پہلے ہی سے پہاڑ پر جا کر ان کے آنے کا انتظار کر رہی ہے تو میں اور نور جہاں اونٹ پر سوار ہو کر اسی پہاڑ کے راستے سے جا رہے ہیں نور جہاں کہتی ہے کہ ان کی والدہ ان کو راستہ میں سیکڑوں بیمار کریگی

بلیسویں رات :- کسی شہر کا ذکر ہے۔ اشرف خان اور عبدالرحمٰن کابلی اور کوئی عورت ہے تو میں نے سمادرھ کی کلاس پاس کی ہے
اکیسویں رات - اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ :- تغیر
یہ کہ قوم نسبر میرے سامنے ہیں تو میں یہ پڑھ کر کہتا ہوں کہ میں گواہ ہوں کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ نہیں کوئی معبود سوائے
اللہ کے جو خود آیا ہے (اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ) ۲۶ ویں رات :- پہلے میں نے بہت سارا دودھ پیا پھر میں اور مہر تعالیٰ ایک کمرے میں سوئے ہیں باہر سے فوج اس مکان کی انیسیں بارھجا کے پاس سے نکال رہی ہے۔ تھوڑا سا راستہ
اشنے نکال لیا ہے۔ لیکن اندر میر عثمان علی خاں میز کرسی پر شاہی کپڑے اور تاج پہنے ہوئے بیٹھا ہے۔ اتنے میں فوج نے سارے دیوار
ھول دیے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ یہ حکومت ہے۔ اس کے بعد جہاز میں تیار کر کے سمندر میں اتار دیا گیا ہے۔ اس جہاز میں میرے
ال بچے سوار ہیں۔ خورشید بیگم کپڑے دھو رہی ہے۔ جہاز چل پڑا ہے لیکن اللہ کے حکم سے امن و امان میں ہے۔ چھوٹا بچہ
ہے لیکن۔ بہت زور سے چل رہا ہے اور ملاح اسکو چلا رہے ہیں۔ ۲۷ ویں رات :- میں نے بہت سارے انگور دیکھے
ہیں رات کے بعد بھگوان اور منی اور خورشید کو آوٹ ڈور دے گئے ہیں۔ پھر خورشید اور ان کا بچہ پتہ نہیں۔ اس کے بعد
بہت سارے گانے والے آئے ہیں۔ ایک ہارمونیم ماسٹر گاتا ہے۔ اور ان کی بہت تعریف ہو رہی ہے مگر میری کوئی تعریف نہیں کرتا
میں اقبال سے گھر کی چابی مانگتا ہوں۔ وہ منی سے چابی دینے کیلئے کہتی ہے۔ اور منی سفید کپڑے پہنے گھوم رہی ہے اور بہانبر
ہم سفید دھی میں آئے ہوئے ہیں۔ مجھے پتہ لگتا ہے کہ خورشید اپنے گھر سوتی ہوئی ہے۔ میں چابیاں لے کر اپنے گھر چلا ہوں۔ راستہ میں
بہار الا پتا جا رہا ہوں آگے ایک انگریز ہے جو بوڑھا ہے ہمارے گھر میں چوکیدار کا کام کر رہا ہے۔ دھونے والے کپڑے لب میں ڈال
ہوئے ہیں۔ چونے کی چمک ہمارے گھر سے باہر پڑ رہی ہے۔ تو میں اس سے ملے بغیر اپنے گھر گیا ہوں۔ وہاں آگے ایک دیگ پکی ہوئی ہے
اور میں اس کا ڈھکنا الٹ کر گوشت نکال کر کھا رہا ہوں۔ اور چاول اور گوشت دیگ میں پڑے ہیں۔ اور وہ انگریز میرے
پیچھے آ کر کہتا ہے کہ اچھا علی بخش ہے اور پھر سفیدی والے کمرے میں چلا جاتا ہے ۲۸ ویں رات کوئی بہاڑ ہے اور اسپر سے
سوار دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں بندوقیں ہیں وہ مجھے گولی ماریں گے اور میں اڑیں میں ہو گیا ہوں اور ان کا وار خالی گیا
ہے اور مجھے شعاعی کی ٹوکری ملی ہے۔ دوسرا بچہ بس سے لینا چاہتا ہے مگر میں اسے نہیں دیتا۔ اس کے بعد زبردست دھاوا پر آنیوالی
ہے۔ اور میں نے اپنے سب بچوں کو دوائی لگا دی ہے تو سب کے سب بچ گئے ہیں ۲۹ ویں رات :- میں اقبال کو گالیاں دیتا ہوں
تو وہ مجھے گالیاں دیتی ہے اور کہتی ہے کہ عورت مرد کا حق مارتا ہے " نشانکر میں نے تین چھوٹے چھوٹے سانپ
کے بچے ہلاک کیلئے دیئے ہیں۔ جو کہ ناگن کی طرح بالکل ایک ہی دیکھتے ہی دیکھتے بڑے ہو گئے ہیں۔ تو میں نے ان کو ایک بڑی ہی ایکدم
ان کو ختم کر دیا ہے۔ اس کے بعد میں نے ایڈریس کیا ہے " محمد زمان " ۳۰ ، تیسویں رات :- ایک مسجد ہے
اور میرے ہاتھ میں بھتنا ہے۔ وہاں پر ایک بزرگ ہیں انہوں نے اپنی لکڑی میرے ہاتھ میں دیکھی ہے اور میں نے لے لی ہے کہ میں
سنبھالوں۔ پھر میں مسجد میں صابن سے ہاتھ دھونے لگا ہوں تو مسجد کے اندر زنانہ باجے اور ہارمونیم پڑے ہیں۔ اور غلام حیدر آنیوالا ہے
اور ایک روپیہ اللہ کے نام پر دیا جائیگا۔ یعنی اس گانے کی آمدنی غریبوں پر تقسیم ہو جائے گی۔ تو میں کہتا ہوں کہ مسجد کے اندر باجے
بجیں گے ؟ ۔ تو وہ مجھے پیار سے کچھ اچھی اچھی باتیں سمجھاتا ہے۔ اس کے بعد بہت سارے کاغذات لکھے ہوئے پڑے ہیں۔ کوئی
مجھے کہتا ہے کہ محلہ ربیاں ہے۔ تو میں کہتا ہوں " ربیاں " ہے تو فضل الٰہی بیٹھا ہے اور مجھ سے پوچھتا ہے کہ بھاگ بری کسکا نام ہے
تو میں کہتا ہوں کہ میری بہن کا نام ہے۔ مجھے اس نے خط دکھایا۔ یہ لکھا ہے کہ میں بیماری میں سسرال شریف سے ہو کر آئی ہوں تو میں کہتا
ہوں کہ بھاگ بری کرم الٰہی والی ہے۔ میری بہن تو کب کی مر گئی ہے تو وہ کہتا ہے " خیر خیر " (رحم فرما میرے مالک)

شوال المکرم ۱۳۶۴ھ

یکم شوال المکرم :- ایک سکھ کا لڑکا کہتا ہے کہ آج بھیم اچھی گائی جا رہی ہے تو میں بیٹھ کر سن رہا ہوں "
چنتا نہ کرے اچنت رہوے مناء دیوے گا بجھ کو پیدا کرن ہار "
چنتا نہ کرے اچنت " انترہ " رت توہی، اُت توہی، جل توہی، تھل توہی "

اور ڈاکٹر اقبال ہیں ڈاکٹر اقبال جھار رہے ہیں نیچے آتے ہیں اور اوپر چلے جاتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ واہ رے انصاف ۔ پھر غزلوں کا غول ہے ۔ عالم کھڑا ہے اور سارا سنٹ بارہی کھڑا ہے ۔ اور عالم نے ایک مرغی پکڑ لی ہے اور کہتا ہے کہ سارا سنٹ سے کہیے کہ ہم کو آسرا دے ۔ سراج سفید کپڑے پہنے بیٹھا ہے اور میں اس سے ملا ہوں اور کہتا ہوں کہ تو یہاں بھی آگیا ہے پھر مٹھائی بڑی ہے اور میں نے بہت ساری مٹھائی پڑی ہے اور میں نے لی ہے ۔ پھر کسی سے راستہ پوچھتا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ یہ راستہ کوہ نور جاتا ہے اور یہ جو کیشودی کو تو میں نے کوہ نور والا راستہ اختیار کیا ۔ بعد میں خواجہ صاحبوری میرے پاس آکر بیٹھے ہیں ۔ اور میں نہایت خوش اصلوبی اور خوش اخلاقی سے ان سے مل رہا ہوں اور سب کی تہ دل سے خدمت کر رہا ہوں ۔ مجھے کوئی رنج شکوہ یا گلہ نہیں ۔ اس کے بعد ہمارا سب سامان ہم نے ریلوے اسٹیشن بھیج دیا ہے اور ہم اعلیٰ درجے کی گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر پہاڑ پر جا رہے ہیں ۔ وہاں سے ہوا ہے کہ ریل گاڑی نیچے کی طرف سے آتی ہے اور وہاں سے گھوڑا گاڑی سیدھی نیچے کی طرف اترتی ہے ۔ اور میں کہتا ہوں کہ ساری خوشیاں مجھے مل گئی ہیں ۔ آگے ہماری گاڑی کے سامنے ایک اینٹوں کا بیل ہے ۔ اور رستہ بند ہے ۔ اور ہم کو رستہ نہیں ملتا ہے ۔ جلدی جلدی کہ گاڑی پر سوار ہو جائیں ۔ ہم ادھر ادھر راستہ تلاش کر رہے ہیں ۔ (۲۵) پچیسویں رات ۔ میں کہتا ہوں حاکم اعلیٰ شریعت حاکم سرکار شریعت مستعلی صابر تھا ۔ ۔ مالک لعل کے گھر کا پتہ مجھے معلوم ہے کسی اور کو معلوم نہیں ہے ۔ میں کیسا ہی دو دفعہ اس کے گھر آیا گیا ہوں لیکن آج ستائیس تاریخ ہے اور تین دن بعد مجھ پر سب روشن ہو گا ۔ چھبیسویں رات ۔ میں نماز پڑھ رہا ہوں اور دعا مانگ رہا ہوں ۔ اس کے بعد میں ایک بزرگ کے پاس بیٹھ گیا ہوں اور یہ بہت بڑی مسجد ہے ۔ میں ان بزرگ سے کہتا ہوں کاف کاف کاف ۔ یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے کامیابی کامیابی کامیابی ۔ اس کے بعد سرسبز درخت ہیں ایک کو کلہاڑی لگی ہے ۔ خواجہ صابری وہاں کھڑے ہیں اور مجھے دکھا رہے ہیں کہ جلانے کیلئے اپنے ساتھ لکڑیاں لے آنا ۔ تو میں کہتا ہوں کہ ابھی تو ضرورت نہیں ہے ۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ یہاں برہمت بھی آتا ہے ۔ اس کے بعد ریل کی طرف ہم جا رہے ہیں ۔ تو خواجہ کہتے ہیں کہ جب سیدں شاہ جب آتا ہے تو بوریاں لیکر آتا ہے کیونکہ وہاں بہت سی کرسیاں لگی ہوں گی بوریا بچھا کر بیٹھنا ہو گا ۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت بڑا قرآن شریف تھا ہے ۔ جو سونے کا ہے ۔ اس کے ورق بھی سونے کے ہیں ۔ اور وہ کھلا رکھا ہے (۲۸) ویں رات ۔ ایک لڑکا ہے اور وہ بہت اچھا ناچنا جانتا ہے ۔ اس کے بعد اس نے اپنی بنائی ہوئی ایک تلاز مجھے سناتا ہے اور مجھ سے داد مانگتا ہے تو میں نے سن کر اسکو کہا کہ سبحان اللہ ۔ جواب نہیں انتیسویں رات ۔ میرا گاؤں گاگا سیلاب سے ڈوب گیا تھا اب پھر دوبارہ بنا شروع ہوا ہے ۔ اور سب کے گھر بن گئے ہیں اور وہاں گھر بنانے والے جہاز مینیجر اور انجینئر ہیں ۔ اور پیر بخش بھی ہیں لیکن میرا گھر نہیں بنا ہے تو مجھے افسوس ہوتا ہے اور پہلی کا درخت تو پر اچھا دکھ رہا ہے ۔ اس کے بعد میری عورت صالح باہر گاؤں کے بیل کے نیچے لیٹی ہوئی ہے اور پاس کا بھائی کھڑا ہے ۔ اور میں صالح کو کہتا ہوں کہ تو ظالم ہے نہ تجھ کو خدا کا خوف ہے اور نہ رسول کا اور میں نے تیرے ساتھ ہمیشہ اچھا کیا ہے مگر تو ظالم ہے ۔ لیکن میرے کسی کا کوئی اثر اس پر نہیں ہوا ۔ وہ بنے مکری سے لیٹی ہوئی ہے اور بے خوف ہے تو میں کہتا ہوں حافظ حافظ ۔ ۳۰ ویں رات ۔ میں صالح کو کہتا ہوں کہ دواہ دو ۔ اور کہتا ہوں کہ تم مجھے دوا دو ۔ یہ تمہارا حق ہے ۔

(ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ)

دوسری رات ذی الحجہ ۔ ۔ دن کو میں نماز پڑھ چکا ہوں اور دعا مانگ رہا ہوں ۔ تو میرے آگے سے عورتیں جا رہی ہیں تو میں اپنی لڑکی خورشید کو بلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تم بی بی میرے سامنے سے گذر کر کہاں بیٹھ گئی ہے کہ تم بی بی خورشید کہاں ہے تو وہ کہتی ہے کہ یہ بیٹھی ہے تو میں کہتا ہوں کہ اسکو بلاؤ اسکو خبر نہیں کہ یہ بوریں تیرے سامنے سے جا رہی ہیں اور میں دعا مانگ رہا ہوں تیسری رات میرے بچے بیمار ہیں اور نام ہے مکرما جیت ۔ ایک اسٹیج ہے اور سارے سازندے بیٹھ گئے ہیں اور میں نے خود جا کر ان کو بٹھایا ہے ۔ اور جو جو کمی تھی وہ میں نے پوری کر دی ہے ۔ اس کے بعد ڈاکٹر اقبال کا خلیفہ تقریر کرنے کھڑا ہوا ہے چوتھی رات ۔ میں کہتا ہوں کہ میں امرجا کے آتا ہوں ۔ اس کے بعد میری بڑی لڑکیوں کی کچھ بات ہے تو میں کہتا ہوں

" یہاں بے انصافی نہیں ہے ۔ میں انصاف کرتا ہوں یہاں انصاف ہے "

اسی لیئے وہ پیسے جاکر کھڑی ہے۔ میرے ہاتھ میں نور جاں عرف دینا کا ہاتھ ہے۔ تو وہ مجھے شک کرتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں کوئی ۱۱ (ی) نہیں ہوں۔ میں کوئی گندا آدمی نہیں ہوں۔ پہاڑ کا لمبا راستہ ہے۔ اور ہم نے گاڑی پر سوار ہونا ہے۔ لیکن ہم بالکل کٹ لگتے ہے ا تنے برابر پہنچ رہے ہیں اور آگے گاڑی کھڑی ہم کو دیکھ رہی ہے۔

ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ

تیسری ذیقعدہ :- وہ بالکل ننگی ہو کر ہنستی ہوئی زمین پر لیٹ گئی ہے کہ میں اس کو پسند کروں اور دیکھوں وہ مجھے بے حد پسند آئی ہے اور میں نے اس کو بے حد پسند کیا ہے ۵ ویں رات :- میں نے بچہ کا ڈائرکشن اور میں ہدایت کر رہا ہوں اور وہ بہت ہی اچھا ہے کسی نے بنگلہ لیا ہے اور وہ لوگ بہت ہی بخوشی رہ رہے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ میں نے بنگلہ لیا ہے وہ دیکھو بالکل سفید چمک رہا ہے۔ مولوی نعیم الدین صاحب کہتے ہیں کہ چلیئے میں ابھی آتا ہوں (زان کہنے کیلئے۔ ساتویں رات :- ایک مکان ہے وہاں پر شب حلوہ اور دعوتی اور نعمت پکی ہوئی ہے جس کو میں گرم کر کے خوب کھا رہا ہوں۔ اور حیدر آباد موسم خوب کیا رہا ہے۔ اور ریسرچ کیلئے مجھے بلایا ہے میں کہتا ہوں کہ آ رہا ہوں۔ اس کے بعد دو بکری کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو کہ بڑے زیادہ ہیں۔ تو مادہ کہتی ہے کہ مجھے نر چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ یہاں سے جاؤ۔ (۸) آٹھویں رات :- میں فیضان کی برائی کر رہا ہوں اور حسین بی کی تعریف کر رہا ہوں میں کہتا ہوں کہ یہاں حقیقت بے صنوعات نہیں ہے۔ بچہ سے سچائی سے ملو دیکھا دے سے نہیں۔ اس کے بعد میں نے فیضان کی نوزائیدہ بچی کو دیکھا ہے۔ اور صالح فیضان کی طرف دار ہے ۹ ویں رات :- ایک مشہور ہے پیر غلام جیلانی پیر لال شاہ اور پیر ذوالفقار علی آئے ہیں اور میں ان سے جا کر ملا ہوں اور یہ سب بزرگ مجھ سے بے حد پیار سے ملتے ہیں میں نے ان کو دعوت دی ہے اور انھوں نے میری دعوت قبول فرمائی ہے۔ اور میں یہ غلام جیلانی سے کہتا ہوں کہ آج میں بہت ہی خوش ہوں اور جب سے میں ان بیروں سے ملنے لگا ہوں آج یہ مجھ سے بالکل صحیح اور سچے طریقے سے ملے ہیں اور میں بہت خوش ہوں۔ اور بہت ہی زیادہ خوش ہوں کیا دھوں رات :- میں نے بہت کچھ دیکھا ہے مگر صرف اتنا یاد ہے کہ ایک بے حد سبز رنگ کا درخت ہے مگر کوئی بھل نظر نہیں آتا ہے تو میں نے اس درخت کو بجر ما کر خوب ہلایا ہے اور خوب جھنجوڑا ہے۔ تو بہت بڑے بڑے سیب گرے ہیں جنکو میں اٹھا کر اپنا جھولی بھر رہا ہوں۔ اور سامنے والوں کو یہ سیب نہیں دکھ رہے ہیں۔ مگر پھاڑ سے پکے سیب گرتے جا رہے ہیں اور میں اکیلا ہی اٹھا رہا ہوں۔

(۱۳) تیرھویں رات کہیں میری دعوت ہے اور سنوید بھاول پکے ہیں۔ اس کے بعد اللہ دتا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ آپ طرزیں بنائیں تو آپ کو پانچ منٹ بھی فرصت نہ ہوگی۔ اتنی طرزیں آپ بنائیں گے ہیوزک اتنا زور پر ہے ہیں۔ چودھویں رات میں نے ایک لڑکے کو انعام دیا ہے تو وہ بہت خوش ہے۔ اس کے بعد جنتا اور مقصود میرے پاس آئے ہیں۔ اس کے بعد ایک جلوس ہے اور اس میں کوئی پیدل ہے کوئی سوار ہے۔ تمام فوج ہے اور سب کی وردی ایک سان ہے ہم بھی میں بھی سیاہی ہوں اور پیدل چل رہا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ اب مرکز میں جہاں جگہ پسند ہوگی وہاں جلسہ ہوگا۔ (۱۵) پندرھویں رات :- ایک آدمی نے کچھ عجیب سے بھلوں کی دکان لگا رکھی ہے بھلوں کے نام مجھے معلوم نہیں ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ میری جھولی میں پھل ہیں یا نہیں میں نے جھولی دیکھی تو پھلوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور میں شکر اور پھل کھا رہا ہوں بعد میں ایک مسجد ہے سب نمازی وضو کر رہے ہیں

(۱۷) سترھویں رات :- ایک مکان ہے اور اس میں میں بیٹھا ہوں تو ایک آدمی آتا ہے اور بچھ جاتا ہے۔ راز محمد اسر بنا ہوا ہے۔ اور اسکا بستر اٹھوڑ کر لایا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ دو آدمی ہیں۔ اس کے پہلے بھابی چوکے پر بیٹھی کچھ پکا رہی ہیں۔ تو میں نے پوچھا کہ بھابی کیا پکا رہی ہو تو وہ جواب میں کہتی ہیں کہ لیلا مجنوں پکا رہی ہوں تو میں کہتا ہوں کہ مجنوں کو خوب پکانا۔ اور سبکنا۔ اس کے بعد انجن ہے جو کہ اندر ہی اندر سے بنا دیا ہے اور بہت ہی خوب صورت اسکی شکل ہے یہ دونوں چیزیں ابھی بن گئی ہیں اور خوب چل رہی ہیں۔ انکی بڑی سے چھوٹی بنا دی ہے ۱۹ ویں رات :- میں نے دیکھا ہے کہ مولا سنگھ اور اسکے بال بچے میلے میں آئے ہوئے ہیں محمد سوہن سنگھ کہتا ہے کہ مولا سنگھ نے بھی خوب عیاشی کی ہے اور اتنے میں مولا سنگھ بھی آجاتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ بیشک ہم نے بھی تو بہت کچھ کیا ہے وہ کون ہے جو کیا ہوا ہے۔ وہ کون ہے کہ جس نے گناہ نہیں کیا؟ سب نے اپنے زمانے میں سب کچھ کیا ہے۔ محمد علی جناح۔ ظفر علی خان،

سنہ ۱۳۶۵ھ

محرم الحرام

یکم محرم: میرا سب قبیلہ ہے اور بھتیجے اور بھانجے اور [illegible] پاس چاندی کی چوٹیاں دو جاں اٹھنیاں ہیں تو میں ان کو بارہ بارہ آنے بانٹ رہا ہوں تو میری جیب بھاگ بھری کہتی ہے کہ ان کو نئی کچھ دیا جائے۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں نے بغیر کہے سنے ہی بانٹ دیا ہے۔ اس کے بعد ایک مکان پوسیدہ سا ہے اس پر میں اور دونوں چھوٹے بچے [illegible] ہیں تو اس مکان کا ایک کونا گر گیا ہے جس پر ہیں [illegible] خدا کے فضل سے کوئی تکلیف مجھے نہیں ہوتی ہے جیسے میں اور پر کھڑا تھا ویسے ہی میں نیچے بھی آکر کھڑا ہو گیا ہوں اور اس حیران ہوتا ہوں کہ کہیں یہ مکان گر ہی نہ جائے میں نے فوراً ایک سیڑھی لگا دی ہے۔ اس کے بعد سر پر ایک حضاب لگا کر بیٹھا ہوں تو میری بھارت کرم بھومی [illegible] لگا رہا ہے۔ "اقبال" [illegible] اور میں ہوں۔ اس کو کہہ رہا ہوں کہ اقبال تم کہتی تھیں کہ جب یہ مکان چھوڑوں گی [illegible] خدا نے سنگا خدا نے دوسرے سال [illegible] ہے اور اپنی مراد پوری ہو گئی ہے اب اپنا مکان خدا نے دیا ہے۔ ایک بڑ کا داؤد ہے وہ لمبی بنانے والا ہے اس لئے درخت بڑا اگانے کی کوشش کی تھی وہ نہ ہو سکی۔ اس کے بعد ہم گلیوں میں سڑک پر آرہے ہیں اور یہ گلیاں ایک دم گنجان تھیں راگھو ڈرائیور [illegible] کے ساتھ ہے۔ میں اس کو کہتا ہوں کہ تم نے راستہ دیکھ لیا ہے۔ ہم سنٹرل اسٹوڈیو کے پاس سے سنٹرل پر آنکلے ہیں تو وہ کہتا ہے وہاں میں نے راستہ دیکھ لیا ہے۔

دوم محرم: ایک سنگل ٹرام لین جا رہی ہے۔ میں سواریاں سمجھتی ہیں ایک آدمی کی پیڑ چھیننے لگی تو سب آدمی اتر گئے ہیں اور وہ زمین پر پھینک دی گئی ہے نوگاڑی پولیس نے پکڑ لی ہے اس کی عورت رو رہی ہے تو میں اس کو تسلی دے رہا ہوں۔ اور اس سے کہہ رہا ہوں کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس پیٹی میں سے کوئی شے کی پیر نہیں نکلی ہے اور تیرے مرد نے اچھے گواہ بنا لئے ہیں۔ میری قوم کے سب آدمی ہیں اور ہم پیدل جا رہے ہیں۔ [illegible] پیدل واپس جا رہے ہیں۔ ایک پل ہے اس پر میں اور بھائی گزر رہے ہیں اور بیچ پل کے ہم دونوں آمنے سامنے ملٹ گئے ہیں۔ پانچوں [illegible] ہیں۔ میرا گھر ہے اور چولھے کی راکھ، چولھے کے اندر پڑی ہوئی ہے بدھکر اس کو ہٹاتا ہے تو اندر سے چاندی کے برتن نکلتے ہیں۔ جو اصلی چاندی کے [illegible] جذبہ سے چاہو ٹھکا کر دیکھ لو۔ میں نے بدھکر سے برتن مانگے ہیں جو اصلی چاندی کے بدھکر نے چاہو ٹھکا کر دیکھ لو۔ تو بدھکر نہیں دیتا ہے تو میں نے پکڑ کر اس کو زمین پر دے مارا ہے اتنے میں کوئی [illegible] آدمی وہاں آگیا تو گویا "ہم ایک ہیں" جب وہ غیر آدمی چلا گیا ہے تو میں نے بدھکر کو کہا ہے کہ یہ سب برتن میرے ہیں۔ اس لئے کہ یہ زمین میں نے خریدی ہے اور سارے برتن میں نے لے لئے ہیں اور اندر راکھ کے نیچے سے اور بھی نکلا ہے۔ اس کے بعد رخیت نے مجھے بتایا ہے کہ میری شادی کا دن بدھ ہے۔ اس کے بعد سعید ہے اور ایک دوسری عورت ہے، دونوں کہتی ہیں ہمارے دونوں گھر ان کے لئے وقف ہیں، وقف ہیں۔ اس کے بعد کوئی [illegible] ہے مگر اس دبانے سے [illegible] جانوروں پر اثر کیا ہے اور انسان تو کچھ نقصان نہیں ہوا ہے۔ ساتویں رات: پہلے اقبال مجھ سے ملی ہے اور اس کے بعد ایک مکان ہے اس میں درگا کھوے ٹ شلوار پہن کر گھوم رہی ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ سب لوگ آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ اتنے میں تین سوار گھوڑوں پر ہیں اور بیچ والے کا رنگ سیاہ ہے تو درگا اسے راجہ بتاتی ہے۔ وہ لوگ چلے جا رہے ہیں اور پھر درگا گھومنے لگی ہے

۹ ویں رات: کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ مکان یہاں بنائیے تو میں ذرا رکتا ہوں تو پھر وہ مجھ سے کہتا ہے کہ "مکان یہیں بناؤ"۔ تو میں نے ایک خوبصورت بڑا سا مکان بنا لیا ہے اور مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ لالہ میرے گھر کی رکھوالی کر رہے ہیں۔

پانچویں رات ہیرو پرتھوی راج ہے خون نہیں ساتویں رات اقبال کہتی ہے کہ میری سوت کا بیٹا قرآن لاؤ پلنگ پر سکڑا ہوا تھا میں نے کھایا ہے میں ڈنڈوت کی پہاڑی پر اوپر چڑھ گیا ہوں اور میرے سامنے ایک عورت راہبہ ہے جو راستہ دکھا رہی ہے میں اسکو چاہتا ہوں وہ مجھ سے پوچھ رہی ہے کہ کیا کسی پاس تو نہیں ہے اس لئے آپ مجھے چاہتے ہیں۔ وہ دیکھئے سامنے بہشتاں ہے۔ تو بہشتاں دوڑتی ہوئی مجھ سے آکر ملی ہے تو ہم دونوں چلی جا رہی ہیں تو میں اسکو کہتا ہوں کہ صالح کے پاس جو زیور ہیں وہ میں نے نہیں لیئے ہیں میں نے واپس آنے کے لئے ۲۰ روپیہ قرض لیئے ہیں تو وہ اور میں کہہ رہے ہیں کہ جلدی اتر جائیں گے سامنے ڈانسے ہیں۔ اور پانی کی ٹنکیاں بنی ہوئی ہیں۔ تو ایک مہتر کھڑا ہاتھ دھو رہا ہے۔ یعنی وہ مہتر کو ٹوائلٹ کہتے ہیں۔ تو نے اپنے گندے ہاتھ اس پانی میں کیوں دھوئے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ جناب ہم بھی آپ کو کچھ دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں لیا تو وہ کہتا ہے بسم اللہ بسم اللہ واسطے لوگوں کا پانی صاف کرنے کے لئے۔ یہ جب میں واپس آنے والا ہوں تو سامنے دو بڑے ذاکر بڑے نامی گرامی حضرات بیٹھے ہوئے ہیں جن میں ایک کا نام سید امیر حسین ہے وہ مجلسیں پڑھنے کے لئے آئے ہیں۔ آگے جب میں بیٹھتا ہوں تو وہ استاد بیٹھے ہیں تو میں ہاتھ ملا کر کہتا ہوں اسلام علیکم۔ استاد کو جہاں دیکھو وہاں موجود ہیں ان کی گاڑیاں تیار کھڑی ہیں جن پر سوار ہو لاد کر لے جاتا ہے اور لے جاتے ہیں۔ ۱۹ ویں رات بشیر بینڈ بورڈ لایا ہے مالک کمپنی میرے پاس بیٹھا ہے اور بورڈ اسکی کمپنی کا ہے۔ اور اس بورڈ میں بہت سے مڈل جنی لگے ہوئے ہیں اور گھڑیاں بھی لگی ہوئی ہیں تو وہ میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اس کے بعد میں ضرورتی کو چپاس روپیہ دیئے ہیں جو مجھے دیتا تھا اس کے بعد ایک بوڑھا فقیر رد ڈھونڈھ رہا ہے اور لوگوں کو تعویذ بنا کر دعائے گنج العرش دے رہا ہے۔ اور مجھے بھی اس نے زبردستی ایک بڑا سا تعویذ دیدیا ہے تو میں گھر جاتے ہوئے پھر اس کے پاس تعویذ واپس کر نے گیا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ لوگ میرے پاس صرف دعا لیتے ہیں تعویذ نہیں لیتے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ لیجئے تعویذ دعائے گنج العرش یہ تو بازار میں بہت بکتا ہے مجھے بھی دو دعا چاہیئے۔ اتنے میں وہ فوراً سڑک ہی پر نماز شروع کر دیتا ہے تو میں وہ تعویذ واپس کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور زور سے نماز پڑھتا ہے۔ صرف اس لئے کہ میں تعویذ واپس نہ کر سکوں۔ اسکے بعد بھاجپائی وزیر ہے اور مجھے لگتا ہے کہ انکی عمر ہی کیا ہے۔ سلام مسنون ہے۔ دسویں رات ۱۱ سمندر کے کنارے پر ایک ایک بالکل نیا اسپتال بنایا گیا ہے اور آسکا دروازہ کھلا ہوا ہے اور میں اس کے اندر جا رہا ہوں گویا رھویں رات ہے کہ سو روپیہ میں دو سونے کی بالیاں خریدی ہیں اور ظلمہ میری سامنے بیٹھی ہیں مگر میں نے یہ زیور میں کسی اور کے لیئے ہیں اور وہی والدہ کو ۱۳ تیرھویں رات ہے وقار الملک نواب [illegible] ہے

چودھویں رات ہے میرے ہاتھ میں نقارہ ہے اور [illegible] سلامت حسین [illegible] آخر کمار بیٹھا ہے اور [illegible] دے رہا ہوں اور میں نے ایک طرز نکالی ہے اور پنڈت نہرو سے کہتا ہوں کہ یہ [illegible] ہے جیسے ہو جاتا ہے ویسے ہی گئی ہے۔ اگر یہ پبلک میں آئے گی تو اسکا جواب نہ ہوگا۔ اور دھوم مچ جائیگی انشاء اللہ۔ مگر مجھے ستار کی طرح نہیں

۱۶ ویں رات ایک عورت ہے اور منو ماسٹر اسٹوف ہے اور مجھ کے ساتھ کھیل رہا ہے اور میں اسکو کہتا ہوں کہ یہ وقت وقاح خدا کا اور خدا کے بیٹے کا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ [illegible] اللہ بیشک۔ پھر میں کہتا ہوں کہ خدا کا بیٹا نہیں ہے بلکہ سر مجھ تو خدا خود ہے یہ تخت وقاح بھی اسی کا ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منو ماسٹر بھی عیسائی خیال کا ہے مگر پھر وہ چپ ہو گیا ہے۔ میں نے پھر کہا ہے [illegible] خدا کا ہے میں کہتا ہوں کہ ہم بوجہ بیت چاہتے ہیں۔ ۲۱ ویں رات صالح کسی بات کا ثبوت چاہتی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ ثبوت ہے۔ اسکے بعد عید و سلم شاد کا وقت ہے کوئی کہتا ہے کہ مہدوں میں بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہیئے۔ وہ مسلمان سمجھ کر اسکو مار ڈالتے ہیں اسکے بعد میں ۱۰ روپیہ لیتا ہے اور میں مالک لعل مالک کمپنی کے پاس گیا ہوں تو وہ میرے ساتھ ہو لیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ شاید میرا روپیہ نہ دے گا۔ مگر وہ اپنے آفس میں پہونچ کر نیچر کو اشارہ کرتا ہے تو اس نے لال رنگ کا چیک فوراً نکال کر دیا ہے اور مالک لعل نے فوراً روپیہ بھر کر اپنے دستخط کر دیئے ہیں اور ساتھ ہی کہتا ہے کہ ہم نے آپ کا فیصلہ کر دیا ہے یعنی سب روپیہ ایکا ہم نے ادا کیا ہے ہزاروں کا بل ہوتا ہے اور چیک ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ۲۲ ویں رات۔ وزیر اپنے منہ کو دھو رہا ہے پھر کنگھی کرتی ہے ادھر کو ادھر کرتی ہے۔ بار بار ایسا کرتی ہے۔ تو میں اسکو کہتا ہوں کہ وہی منہ ہے۔ اس میں کچھ بدلا نہیں ہے بار بار کیا کر رہی ہے۔ باقی

باقی خواب صفحہ ۳۸۴ پر

سے کہتی ہے "ایک عورت کے لئے ایک مرد ہوتا ہے"۔ **سترھویں رات**:۔ میں بادشاہ سلامت جارج ششم سے بات چیت کر رہا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ مسٹر چرچل بیکار ہیں تو کیا آپ کی حکومت ان کو خرچہ یا وظیفہ دے گی تو بادشاہ سلامت کہتے ہیں کہ "ہاں"۔ **اٹھارویں رات**:۔ میں نے سارا حساب کر دیا ہے اور شرفہ سب چکا دیا ہے۔ اس کے بعد مسجد ہے اور تمام لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور میں نے بھی نماز پڑھ لی ہے۔ ایک معصوم بچہ گھٹنے پر سے گر گیا ہے۔ میں اوپر ہوں اور مکان کا مالک ابھی اوپر ہی ہے تو میں نے اس طرف سے منہ پھیر لیا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ وہ کہاں گیا تو میں کہتا ہوں کہ دیکھو وہ دبا پڑا ہے مگر گرا نہیں ہے تو اس نے اس کو اٹھا لیا ہے۔ **میرا خدا مجھے ضرور بخشے گا**۔ (از ۱۱ الف) **انیسویں رات**:۔ میں اکیلا ہوں اور بہت سارے لوگ مجھے پکڑنے کیلئے آتے ہیں اور میں نے اڑنا شروع کر دیا ہے یہاں تک کہ جب وہ ہاتھ آگے کرتے ہیں اور میں یا علی یا علی کہہ کر سب سے اوپر اڑ جاتا ہوں۔ تو وہ لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ اس کا نام غلام علی ہے اور علی بخش ہے اور مجھے کوئی نہیں پکڑ سکتا ہے۔ اس کے بعد اقبال مجھ سے کہتی ہے کہ وہ نوسیرا ماں دے گئی ہے وہ ماں کے پاس سے لائی تھی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ دسواں مہینہ دعا کا ہے۔ **بیسویں رات**:۔ میں نے بہت سے آم ٹوکرے میں بھرے پڑے ہیں اور میں نے چار آم خریدے ہیں۔ **اکیسویں رات**:۔ میں نے بیس ہزار تیس گھر خریدا ہے اور پانچ ہزار پیشگی دے دیا ہے۔ **بائیسویں رات**:۔ ریس ہے اور میں میدان جیت گیا ہوں۔ **تیئیسویں رات**:۔ میں پروڈیوسر ہوں اور اسٹوڈیو کا مالک ہوں۔ شہزادہ ایاز مجھ سے اسٹوڈیو کرایہ پر مانگتا ہے اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں اسے دوں گا۔ **چوبیسویں رات**:۔ شہر بانو مجھ سے کہتی ہے کہ ہم نے بھی اسکول کھولا ہے اس میں بارہ یتیم لڑکے ہیں۔ بعد میں میری شادی ہو رہی ہے گرد ٹھٹھ ہاکر دولہا بنا ہوا ہے اور اس کی بارات جانے والی ہے گویا اس کی شادی ہو رہی ہے۔ اور میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں۔ **پچیسویں رات**:۔ کسی بہت ہی اچھی چیز کا مالک ہوں اور بہت ہی اچھے گانے بنے ہیں۔ چاند نکلا ہے اور میں کہہ رہا ہوں یہ تم جلالی ہے یہ بڑا سا کمالی ہے۔

چھبیسویں رات:۔ میں کہتا ہوں کہ زندگی کا یہ پہلا موقع ہے اور کچھ برابر ہے میں ہوں اور گھنڈے خان ہیں وہ مجھے بہت پیار کرتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ میرے پاس رہیے تو میں کہتا ہوں کہ میرے بچے اکیلے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ ان کو ڈر نہیں ہے تو ایک پہاڑی زمین پر ایک سنگلہ ہے۔ ایک حوض ہے اس میں پانی ہے۔ میں اس سے کہتا ہوں یہ آپ خرید لیں تو وہ کہتا ہے کہ وہ دے تو میں ابھی خریدنے کو تیار ہوں۔

ستائیسویں رات:۔ اللہ کا دیا میرے پاس بہت کچھ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میرے ساتھ ہے۔ میرا اللہ میرے ساتھ ہے **۲۸ ویں رات**:۔ میں کاروان آفس جو بچر کا آفس ہے میں ٹرالی دے رہا ہوں تو سید عطاء اللہ شاہ ہاشمی لیٹا ہوا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ ہم تو آپ کو ہی ٹیونیں سناتے ہیں جو اور لوگوں کو سناتے ہیں اور فوراً وہ اٹھ کر ہارمونیم پر بیٹھ گیا ہے۔ اور تیار بیٹھا ہے اور جلدی جلدی ہاتھ مار رہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ہاشمی کو ہوش آگیا ہے ان ٹیونوں کا جواب ہی نہیں۔ اس کے بعد اقبال کو میں لے ٹھٹھہ کا ہے اور وہ مجھے کہتی ہے کہ مجھے ہو گیا ہے۔ اور پھر بھی۔ سامنے وزیر بیٹھی ہوئی ہے۔ ٹھٹھہ والے کیلئے میں کہتا ہوں اس کو تو ابھی تک بشیر ٹھٹھہ گمار رہا ہے تو کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ یہ کون ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ میرا بازو ہے بمقصود آیا تو میں نے اسے نکال دیا ہے اور پھر میں کہتا ہوں کہ تیرا بازو درد کر رہا ہے۔ **انتیسویں رات**:۔ میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں نے ایسا بنایا ہے کہ جواب نہیں رکھا ہے تو کوئی ہندو مجھ سے کہتا ہے "مسلمانوں کی اکثریت کے صوبوں میں حکومت ہونی چاہئے جہاں مسلمان کم ہیں وہاں ضرورت نہیں ہے تو میں کہتا ہوں یہی حکومت ہے۔

صفر المظفر ۶۵ھ

یکم صفر:۔ بہت ہی بڑی سرائے ہے اس میں مسافر بھرے ہوئے ہیں ایک شیر کھلا گھوم رہا ہے تو میں کہتا ہوں ارے یہ شیر تو کھلا گھوم رہا ہے اسے پکڑو تو سب دوڑتے ہیں اور میں نے اس کھلے شیر کو اندر گھس کر سنگل سے باندھ دیا ہے۔ اس کے بعد مجھے کام ملا ہے یعنی دس بچے ملے ہیں۔ فی بچہ پچاس ہزار روپیہ اور میں کہتا ہوں کہ اب تو مجھے پانچ لاکھ کا کام مل گیا ہے اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ پہلے استاد رحیم بخش تھا۔ اب کریم بخش ہے۔ **قیصری سال**:۔ سخت بارش کی وجہ سے کیچڑ بہت ہے اور اسمیں ایک بہت

گیارھویں رات :۔ ایک پارسی سے اقبال نے بہت بڑے بڑے نوٹ لے لئے ہیں۔ تو میں نے اس کو منع کیا ہے کہ کیوں لی ہے۔ تو وہ کہتی ہے کہ بھائی وزیر کو مخاطب کر کے میں نے لے لئے ہیں۔ اس کا کوئی ہرج نہیں ہے۔ اس کے بعد بہت ساری لڑکیاں میک کر کے آئی ہیں اور سب سے اچھا میک اپ خورشید کا ہے اور دوں کا ایسا ہے جیسے نئے آدمیوں کا ہوتا ہے۔ سب ڈانسر ہیں اور ڈانس کی ریہرسل کرنے آئی ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ ہمارے باپ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کہا ہے کہ لمبے لمبے رہو لیکن وقت پر سب ایک ہو جاؤ جیسے یہ ڈانس میں اکٹھی ہوتی ہیں۔ پھر میں اقبال سے کہتا ہوں کہ ان نوٹوں کو سنبھالے رکھنا۔ بارھویں رات :۔ صادق آج ممبر بن گیا ہے اس کے بھائی کی کوشش سے اس کو بے اندازہ ووٹ ملا ہے اور اس کے مخالف کو صرف دو تین ووٹ ملے ہیں اور صادق بہت کامیاب ہوا ہے۔ اس کے بعد اقبال باتر کی صورت میں آیا ہے اور میں اس سے کہتا ہوں کہ زمانہ حالات کو تو دیکھ بھال کے کام کرنا۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں معافی چاہتا ہوں میری غلطی ہوئی ہے معاف کر دیجئے۔

تیرھویں رات :۔ میں بھی ھوں اور بھی مسلمان ھیں میں ان سے کہہ رہا ھوں کہ کانگریس کو آپ لوگوں کے ووٹ کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ لوگوں کو مسلم لیگ کو ووٹ دینا چاہیئے بسم اللہ الرحمن الرحیم زندہ باد۔ مسلم لیگ زندہ باد۔ میرے پاس پیسہ نہیں ہے اور مجھے پتہ بھی نہیں ہے کہ میرے پاس پیسہ نہیں ہے تو میری والدہ کہتی ہیں کہ تمہاری گواہی دیکھو۔ تو میں نے دیکھا ہے کہ ڈھائی روپیہ میری گود میں پڑا ہے جو کرائے کے لئے ہے۔ اور خرچ کے لئے کافی پیسہ ہے۔ چودھویں رات :۔ کوئی کہتا ہے پچیس ہزار روپیہ ہو گا تو تمہاری کمپنی بن جائیگی اس کے بعد میرے بھائی نمرالدین کی ایک ٹانگ کاٹ دی گئی ہے اور وہ مر گیا ہے اور اس کو غسل کرا دیا ہے۔ اور کفن بھی دیا ہے۔ اور میں بے حد رو رہا ہوں کہ میرے بھائی بہن ماں باپ مر گئے مگر میں نے اتنا کبھی نہیں رویا ہے۔ کیونکہ میں اس کو بہت پیار کرتا تھا اور اقبال بھی کہتی ہے کہ نام نمرالدین بھی کہتا پیارا ہے اور لوگ اس کو زندہ دفنا گئے ہیں۔ کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ اب اس کے لئے پڑھئے... اتنے میں نمرالدین زندہ ہو گیا ہے اور اس کی کچی کی ڈاڑھی ہے۔ میں اسے زور زور کہتا ہوں کہ شکر ہے کہ آپ زندہ ہیں۔ آپ کا ایک پاؤں نہیں ہے۔ میں آپ کو ایک گھوڑا دلا دوں گا۔ اس کے لئے میں آپ کو روپیہ دیتا ہوں آپ اس کو جلا پھرا کریں۔ اس کے بعد کوئی نمائش ہو رہی ہے اقبال میرے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ نمائش میں بڑے بڑے تاجر اپنی عمدہ چیزیں بھیج رہے ہیں۔ دو عورتوں نے فقور لالہ کو بھی سمجھا دیا ہے کہ ہمارا مال بھی لے جا کر نمائش میں رکھو۔ تو وہ گاڑی پر سوار ہے اور میں بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا ہوں۔ تو ہم بھیڑہ گنج کے پاس [illegible] میں۔ الٰہی بخش آیا۔ [illegible] ایک گدھا کالا کھڑا ہے۔ تو میں اس کو کہتا ہوں کہ تم اس پر بیٹھ جاؤ تو وہ کہتا ہے کہ نہیں۔ [illegible] میں الٰہی بخش کو کہتا ہوں کہ الٰہی بخش کہتا ہے کہ دو آدمی پچیس ہزار لے کر آپ کو دیے آئے ہیں اور آپ کے گھر میں جیسے میں ایک چھوٹا سا [illegible] اس کا رنگ [illegible] ہے تو وہ کہتا ہے اسی کو لے جائیے سہراب مودی نے بھی تو اس کو میرے دستخط بنانا ہے تو وہ میرے [illegible] اس کو لے رہا ہوں۔

پندرھویں رات :۔ میں پرکاش کمپنی میں [illegible] بجا رہا ہے اور بالکل ٹھیک بجا رہا ہے سنجاں دل ہے بہت اداس اور اس سنجاں کو [illegible] ہیں۔ تو میں اس کو کہتا ہوں کہ تم اس پر بیٹھ جاؤ تو وہ کہتا ہے کہ نہیں۔ میں اس کو [illegible] کر کے تم یہ میری طرز کسی کو نہ سنانا۔ ورنہ یہ باسر مارکیٹ میں آجائے گی اور یہ میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ پہلے وہ میری خوشامد کرتا تھا مگر اب میں اس کی خوشامد کر رہا ہوں اور مجھے اس کا یقین ہو رہا ہے کہ وہ یہ طرز ضرور کسی کو دیدے گا۔ اس لئے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ یہ طرز اب مفت ہی دیدوں تو بہتر ہے کیونکہ یہ طرز فوراً باہر آنے والی ہے مؤثنگ ختم ہو گئی ہے اور لوگ لاری میں دادر جانے کے لئے بیٹھ گئے ہیں لیکن اس میں میرے دو بچے بیٹھ گئے ہیں اور میں ان سے اترنے کو کہتا ہوں۔ ایک تو اتر گیا ہے دوسرا بیٹھا ہی ہے کہ گاڑی چلنے لگتی ہے اور میں ڈرائیور کنیکٹ کو کہتا ہوں کہ گنیت ذرا ٹھیراؤ کہ میرا بچہ اتر پڑے مگر وہ سنتا نہیں اور چلا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ حکومت ہے کسی کو ذرا سی بھی حکومت ملے تو وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ میرا بچہ چلتی گاڑی سے اتر پڑا ہے۔ اور میں جولاری کے ساتھ ساتھ دوڑتا جا رہا تھا رک گیا ہوں۔

چھٹی رات :۔ ایک عورت کیلئے چھ مرد کہاں کا قاعدہ ہے؟ عدالت جا کر مجھے یہی کہنا اور بیان دینا ہے ایک عورت کہتی ہے کہ میرے پاس چھ مردوں نے رہنے کا فیصلہ کیا ہے! ۔ میں نے بہتر سے بہتر دیکھا ہے۔ حیات بی مجھ

کلیسر کا کام لیتا ہوں تو وہ کہتا ہے کٹ کٹ کلیسر نہیں لچی ہے۔

ربیع الاول ۱۳۶۵ھ

یکم ربیع الاول ۔ میں نوکر تو ہو گیا ہوں مگر ترقی مانگ رہا ہوں۔ تو مالک کہتا ہے کہ آپ کو تو ہم نے پہلے بھی ترقی دی ہے مثلاً پانچ سو سے ہزار دیا ہے مگر امید ایسی لگتی ہے کہ میری ترقی ہو جائے گی۔ بعد میں غلام حیدر کا گھر ہے اس کی عورت ہیں اور میری عورت اقبال باہر سے آئے ہیں تو دو معصوم لڑکے باہر سے آ گئے ہیں جو کسی دوسرے کے ہیں۔ تو غلام حیدر تو قد بازار سے دودھ لے آتا ہے اور گھاس کی فیرنی بنا کر بچوں کو کھلاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ غلام حیدر با اخلاق ہے۔ **دوئم** ۔ ایک جگہ ہے وہاں پر بہت سارا سامان پڑا ہے۔ یہ محمد کا سامان ہے۔ میں نے آیا ہوں اور میرے پیچھے محمد۔ قمر الدین بھاگ بھری۔ شرف الدین ہیں اور ایک چھوٹا بچہ ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ بچہ دعا در دود کرتا ہے جب کرتا ہے وہ بات ہو جاتی ہے۔ **سوئم** ۔ میں ایک لال رنگ کے گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا ہوں۔ ایاز لیٹا ہوا ہے گھوڑے کرایہ پر آئے ہیں اور میں پوچھتا ہوں کہ کیا ریٹ ہے۔ تو وہ کہتا ہے ۶۵ (ساٹھ) روپیہ پر روزانہ تو میں نے ایاز سے کہا ہے کہ میں اسی روپیہ روز پر اپنا گھوڑا دوں گا۔ تو ایاز کہتا ہے یہ زیادہ بہت زیادہ ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ دنیا جو لوٹ رہی ہے اگر میں نے اسی لے لئے تو کیا ہو گیا۔ اس کے بعد کوئے میرا ایک ہاتھ پکڑ لیا ہے اور بھابی نے دوسرا ایک ہاتھ پکڑ کر مجھ کو اٹھایا ہے۔

چوتھی رات ۔ دریا ہے اس میں موٹر ہاری ہے اور اندر ہی اندر سرنگ اڑائی بھی ہو رہی ہے۔ تو میں اس دریا کے پار ہو گیا ہوں تو ایک سنسان گلی ہے میں وہاں کھڑا ہوں اور پڑھتا ہوں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ تو دونوں طرف کی تمام دیواروں سے روشنی نور انوار ہو رہی ہے ایک دم چکا چوند ہے اور میں پڑھتا ہی جا رہا ہوں۔ میرے سیدھے ہاتھ میں پستان ہے اور ایک عورت میرا منہ چوم رہی ہے اور بے تحاشا چوم رہی ہے اور بے حد رو بھی رہی ہے تو میں نے دیکھا ہے کہ وہ عورت بھابی ہے زبیدہ ہے جو میرا منہ چوم کر رو رہی ہے۔ اور اسی کے ساتھ میں سید شبیر حسین بخاری سر جھکائے کھڑا ہوا ہے اور یہ روشنی ایسی ہے کہ ہزاروں بجلی کے بلب اور سارا الکٹرک پاور سپلائی ہے اور بے کار۔ **پانچویں رات** ۔ میں خود بھی ڈائرکٹر ہوں اور دوسرا ڈائرکٹر اشوک کمار ہے تو میں کہتا ہوں کہ قدرت نے تم کو چانس دیا ہے جیسے چاہو دھا سکتے ہو جیسے چاہو کر سکتے ہو اس کے بعد میرا گھر ہے اور میرا سسرال ہے فیروز صالح حسین بی فضہ سب ہیں اور میں درود کر بد دعا کر رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ خدا ایسی نافرمان اولاد کسی کو نہ دے یہ سب میرے گھر سے کھا رہے ہیں اور میرے ہی نافرمان ہیں۔ **چھٹی رات** ۔ میں سواری سے آتا ہوں۔ میں نے بہت اچھے کپڑے پہنے ہیں مجھے لالہ بہت رام ملتا ہے اور کہتا ہے میں اکثر آپ کے گھر آیا اور کھایا پیا ہے۔ اب آپ میرے مکان چلیں تو میں اس کے گھر چلا ہوں۔ بہت ہی خوبصورت اور عالی شان مکان ہے جس کا جواب نہیں ہے۔ گھر کے اندر ایک ممبر ہے جیسے واعظ کا ہوتا ہے اور ایسا ڈیکوریشن ہے کہ میں کہتا ہوں کہ آپ کا مکان اتنا اچھا ہے کہ لاہور دلی کو مات کر دیا ہے اور "جنت نشان" ہے جہاں میں رہتا ہوں یعنی بمبئی۔ وہ تو ولایت ہے ولایت۔ **آٹھویں رات** ۔ **جو اپنی تعریف کرتا ہے اس کی تعریف کوئی نہیں کرتا جو اوروں کی تعریف کرتا ہے ساری دنیا اس کی تعریف کرتی ہے**۔ میں کہتا ہوں محمد شفیع آیا ہے۔

دسویں رات ۔ بھائی عالم دین کہتا ہے کہ کرم الدین والا حاکم کو خدا مل گیا کیوں کہ اس نے خواب میں بتائے ہوئے وظیفہ کو بعینہ ویسا ہی پڑھا ہے تو اس کو خدا مل گیا ہے۔ اس کے بعد ایک جگہ ہے جہاں چھوٹے چھوٹے بچے میک اپ کر رہے ہیں اور ڈانس کر رہے ہیں۔ ادھر وزیر بیٹھی ہے ادھر میں سر ٹھیوں پر بیٹھا ہوں ایک کہتا ہے کہ ماسٹر جی کا دانت تو نکلا ہوا ہے تو میں کہتا ہوں کہ دانت تو نکلا ہے جس کا علم وزیر کو بھی ہے اور میں اپنے جیب میں پڑے ہوئے دانت اس وقت لگا لیتا ہوں۔ اس کے بعد ایک لال رنگ کی گھوڑی ہے۔ ایک آدمی اس پر سوار ہے اور مجھے اس نے پیچھے بٹھا لیا ہے اور وہ مجھے میرے گھر گھاگا کی طرف لے جا رہا ہے میں خوش ہوں مگر میں جانا نہیں چاہتا تھا مگر وہ لے جا رہا ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ **جادھوں رات** ۔ کوئی بھکاری مجھ سے بھیک مانگتا ہے اور میں نے اس کو بھیک نہیں دی ہے بلکہ اس کے پیچھے پیچھے جا کر ایک جال میں جا کر یہ معلوم کیا ہے کہ وہ بنا ہوا بھکاری ہے اور میں یہ دیکھ کر واپس آ گیا ہوں۔ **تیرھویں رات** ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ دیا دولھا بنا ہوا ہے اور میں کہتا ہوں کہ بھائی تو اللہ دیا کے ہوتے ہوئے سیدنے کیوں ہے۔ یہ بارات پڑھی ہوئی ہے جو کہ چلی جا رہی ہے۔

بڑا سانپ رینگ رہا ہے۔ تو ایک آدمی نے اس کو بغیر دم سے پکڑ لیا ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ تو بڑا سانا اژدہا ہے یہ کہہ کر میں چلنے لگا ہوں تو وہ بھیس بدل کر میرے ساتھ ہو لیا ہے مگر اس نے کسی کو نقصان نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑے بزرگ ہیں جو سفید کپڑے پہنے پلنگ پر لیٹے ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے کہتے ہیں کہ اس بڑے میں اس قدر تیغ کو بے اندازہ روپیہ آئے گا۔ اور میں اڑنے لگا ہوں تو وہ بھیس بدل کر میرے ساتھ ہیں۔ یہ بزرگ سید ہیں۔ بعد میں ایک بڑھی ہے جو قرآن شریف سے فال نکال کر کہتا ہے "یا اللہ میں گنہگار ہوں" یہ کہہ کر قرآن کے ورق کھولتا ہے لیکن کیا نکلا ہے وہ بتاتا نہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ بھی وہی ہیں جو سید ہیں۔ **چھٹی رات**:۔ جھنڈے خاں لیٹے ہوئے ہیں تو میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ نے میرے گانے نوٹ کر دیئے ہیں؟ جن کا جواب نہیں ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس میں ہرکیا ہے۔؟ تو میں کہتا ہوں کہ بات تو ننگ کی ہے آپ نے نوٹ کیا تو میری طرزوں کا جواب نہ ہوگا۔ تو ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ گاندھی جھنڈے خان کو آپ کو بہت سراہتے ہیں۔ **آٹھویں رات**:۔ **میں دیکھ رہا ہوں کہ میں جیسا چاہتا تھا مجھے مل گیا ہے اور میں نے اچھے سے اچھا دیکھا ہے۔ دسویں رات**:۔ ایک ریل گاڑی جا رہی ہے جو بجلی کی طاقت سے چلتی ہے اس کا مکلٹ میں نے لیا ہے اور میں میانی میں اتارا تو وہ چلی گئی ہے اور میرا ٹکٹ مجھ سے نیچے گر گیا ہے۔ اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے اور میں نے ان ۱۱ ٹکڑوں کو اٹھا کر ایک رومال میں باندھ لیا ہے۔ میں لوگوں سے دریافت کرتا ہوں کہ گاڑی کب چلے گی تو کوئی نہیں بتاتا ہے اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے لالہ موسیٰ ٹھہرنا پڑے گا۔ اور پھر اسی گاڑی سے پہنچنا پڑے گا۔ اور میں وقت پر پہنچتا ہوں اور وہی گاڑی مجھے مل گئی ہے اور میں اس پر سوار ہو کر بیٹھا ہوں اندر بہت سارے لوگ میٹھے میٹھے چنے کھا رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھی چنے دیئے ہیں اور میں نے کھائے ہیں اس کے بعد موہن مجھ سے کہتا ہے کہ خورشید کے ہاتھ رنگ دیجئے کیونکہ وہ ایک ہندو سے لگا دکھتی ہے اور مجھے یہ صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ بہتان باندھ رہا ہے اور میں نے اس کا کچھ اثر نہیں لیا ہے۔ اقبال میری عورت میرے پاس ہے (گیارھویں رات)۔

چودھویں رات:۔ ایک گاؤں میں گیا ہوں۔ وہاں **نور محمد** نامی ایک آدمی رہتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ میں اس سے ملے بغیر نہیں جاؤں گا اور میں چاہتا ہوں کہ **جو میں کھوں وہ ہو جائے**۔ میں نے ایک بہبہ خریدا ہے اور پھر ایار پر ڈوگ کشمر گیا ہوں۔ اس کی ایک سفید بلڈنگ بنی ہے اور وہاں آج میرا سائن ہوا ہے۔ **سولھویں رات**:۔ ایک بہت بڑا گھر ہے اور اس میں خاندان کے سارے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ یعنی میرے سائے بیلہ کے لوگ وہاں جمع ہیں میرے بھائی کا لڑکا فتح محمد ہے اس کا سر بے حد بھاری ہے اور ٹانگیں اکڑ دم مکڑ رہی ہیں۔ عمر تقریباً تین سال ہے باپ کا نام نمر الدین ہے وہ لڑکا اک دم گرا ہے۔ تو اس کا سر پھٹ گیا ہے **اور رانوں سے خون بہت زیادہ بہہ رہا ہے**۔ اور میں اس کی تیمارداری میں ہوں۔ اور اس کی بہن صوبانی ہے۔ میری مرحوم والدہ ہیں اور مجھ سے بہت خوش ہیں اور مجھے پیار کرتی ہیں تو ان سے میں کہتا ہوں کہ ماں۔ اب تم لوگ ہو گیا ہوں۔ اب تم جو چاہتی ہو وہ دکھاؤ۔ اور جو چاہتی ہو پہنو کوئی پرواہ نہیں اور میں بھی بے حد خوش ہوں۔ اور میری ماں مجھے دعائیں دے رہی ہے۔ اس کے بعد ایک گھاس پھوس کا مکان ہے جو میرا ہے اور اس میں اوپر ذرا سی آگ لگی ہے اور میں نے دیکھ لی ہے اور میں فوراً اوپر چڑھ کر اپنے ہاتھوں سے آگ بجھا دی ہے۔

تئیسویں رات:۔ ابا مجھ سے کہتا ہے کہ بیٹک میں مانتا ہوں کہ جو بات آپ کر رہے ہیں وہ میرے فائدے کی بات ہے۔ **چوبیسویں رات**:۔ ایک بہت بڑے بزرگ ہیں اور ریش سفید ہے اور سید معلوم ہوتے ہیں۔ وہ میرے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں کہ اے بہت سے مکانوں اور بلڈنگوں کے کنٹراکٹر مجھے معلوم ہوا ہے کہ اور حکم ہوا ہے کہ میں تیرے پاس آؤں اور تجھے کچھ بتاؤں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہر روز خواجہ تمہارے کوٹھے یعنے مکان کے اوپر آ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور تم یہ پڑھا کرو۔ جو ابا سے شروع ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

پچیسویں رات:۔ جامع مسجد بھیرہ والی ہے لوگ نماز جمعہ پڑھ رہے ہیں۔ میں بھی مسجد میں پہنچا ہوں اور وضو کر کے جدی دور کعت نماز فرض پڑھ لیا ہوں اور بعد میں پیش امام صاحب حلوی حاجی فتا محمد صاحب کے کمرے میں چلا گیا ہوں وہاں ایک چارپائی پر ریشمی کپڑے بچھے پڑے ہیں۔ ادھر پیش امام صاحب لوگوں کو خطبہ پڑھ کر سنا رہے ہیں اور لوگ سننا نہیں چاہتے ہیں۔ اور چلے جا رہے ہیں تو میں بھی چل دیتا ہوں کہ اپنے گھر جو میں چل کر سنتوں کی بعد نماز پڑھوں۔ اس کے بعد اذان دور سے بولتے ہیں کہ درمیان ان کو سمجھا نا ہوں تو وہ سمجھ گئے ہیں سب کے سب لڑنے ہیں۔ اور میں بچ گیا ہوں۔ اور موہن شاہ گیرہ ہیں۔ ہم شاٹ لے رہے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ میں اپنے ہاتھوں سے

اور پیر بدر منیر کھڑا ہے اور میں نے پورا فاتحہ پڑھ کر ان بزرگوں کی روح کو بخشا ہے۔ بعد میں باندرہ ہے اور میں مکان خرید نے گیا ہوں۔ تو تین چار آدمی میں اور ایک نے سلطان لالہ کو بلایا ہے کہ مجھے مکان خرید دے۔ میں نے اس کو پہچان لیا ہے اور اس نے بھی مجھے پہچان لیا ہے اور میں دل میں کہتا ہوں کہ میں دادر سے اس کو پہچانتا ہوں۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کو دل میں پہچان لیا ہے **انتیسویں رات**:۔ ایک آفس ہے وہاں میں ہوں اور غلام حیدر بھی ہے اور خط میں نے جہاں سے غلام حیدر آیا ہے لکھ دیا ہے کہ یہ مجھے بدنام کر رہا ہے اور وہاں مالک ہر کشن آگیا ہے اور غلام حیدر سے کہہ رہا ہے کہ اب دیکھیں تم کیا کرتے ہو اور ماسٹر علی بخش جو سارے ہندستان میں مانا ہوا ہے اور سب اس کو جانتے مانتے ہیں۔ اس کو تم بدنام کر رہے ہو۔ تو غلام حیدر میری طرف سے پریشان ہوا ہے کیونکہ جو اس نے کیا وہ سب میں لکھ دیا ہے اور جو مالک کو مل گیا ہے۔ میں نے اور بہت دیکھا ہے مگر مجھے یاد نہیں ہے۔ **تیسویں رات**:۔ عنایت اور اس کے بچے کے لئے کوئی کہتا ہے کہ اب آئے گا۔ کب جائے گا۔ تو میں کہتا ہوں کہ آپ ہی چلا جائے گا۔ میں نے کچھ نہیں کہنا ہے اس کے بعد میری آنکھوں میں اتنا اثر ہے کہ میں جدھر دیکھتا ہوں وہ فوراً ادھر سے آنکھ میرے پاؤں میں گر جاتا ہے اور فوراً مجھے سجدہ کرتا ہے۔ سجدہ کرتا ہے۔ — میں کہہ رہا ہوں کہ میں ناجائز کچھ نہ ہونے دوں گا۔

ربیع الآخر ۱۳۶۵ھ

دوسری رات:۔ دو کتابیں کھلا ہوئی ہیں ایک پر میں نے دستخط کیا ہے وہ آگے سے ہٹ گئی ہے دوسری سامنے آگئی ہے اور میں نے دوسری کتاب پر دستخط کئے ہیں۔ **تیسری رات**:۔ مجھے خداوند کریم نے اتنا دیا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا مجھے ایسا نظر آیا ہے کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ دنت ملنے پر وظیفہ پڑھتے رہا کرو۔

چوتھی رات:۔ میں نے کسی سے صحبت کی ہے۔ اس کے بعد بہت سے پاکستانی ہیں اور انہوں نے ہر وہ بات مان لی ہے جو میں نے ان کو کہی ہے۔ **پانچویں رات**:۔ وزیر اور رفیع ہے میں ان کو محرم کے مجلس کی دعوت کی ہے بعد میں ایک بہت بڑا جلوس ہے۔ بیحد شاندار ہے جس میں راجے مہاراجے ہیں اسی میں ایک ولیا بھی ہے۔ سہرا پہنے جا رہا ہے مگر یہ جلوس راون کا ہے" اس کے بعد ایک دیگ چولھے پر چڑھی ہے اور ایک لڑکا آکر بیٹھ گیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ لڑکا قاسم بھائی یا غلام محمد یا نذیر کا ہے تو وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں ان کا لڑکا نہیں ہوں ان کا بھانجا ہوں تو میں اس سے پوچھتا ہوں کیا کرتے ہو۔ تو ایک آدمی کہتا ہے یہ بہت بڑا عالم ہے۔ پانچ گھنٹے اس نے تقریر کی ہے۔

چھٹی رات:۔ میں ایک جگہ گانے گوا رہا ہوں وہاں میں نے خوب گانا ہے پھر کچھ لوگ جو میری قوم کے ہیں مجھ سے کہہ رہے ہیں گاؤ تو میں نے فوراً بھوپالی گانے کا خیال کیا ہے اس کے بعد میں دروازہ کھول سے کھڑا ہوں تو سامنے سے بلڑی کی گاڑیاں بھر بھر کر آرہی ہیں۔ تو مجھے ایک آدمی پان کھانے کو بلا رہا ہے اور میں نے پان کھا لیا ہے پھر اس کے ساتھ ایک بڑی گاڑی میں بیٹھ گیا ہوں کہ گاڑی میں گھوگھے کا سارا خاندان بیٹھا ہے اور ان ماتا نکلی ہے اور ان کو بھیرے گاؤں لے جا رہے ہیں تو میں دروازہ چک میں اتر گیا ہوں اور گاڑیاں شہر کے باہر چلی گئی ہیں۔ **ساتویں رات**:۔ میری والدہ پراٹھے پکا رہی ہیں۔ اور چاول کی کھچڑی بھی پکی ہے اور والدہ مجھے کھچڑی دے رہی ہیں مگر میرا دل پراٹھے کھانے کو چاہتا ہے بعد میں کہتا ہوں کہ تیمور نے مٹی کے گھوڑے اور پتلے بنائے تھے تو خدا نے ان میں جان ڈال دی تھی تم دعا کرو تمہارے بھی ان مٹی کے گھوڑوں میں دعا سے جان آجائے گی۔ **آٹھویں رات**:۔ میں دیکھتا ہوں کہ سرکس کا مالک ہوں اور میں نے تیرہ شیر رکھے ہوئے ہیں۔ **نویں رات**:۔ میرے ساتھ الطاف ہے اور میرے ہاتھ میں بجٹ ہے اور حق بخش ماں بیٹی کی طرف داری کر رہا ہے۔ **گیارھویں رات**:۔ میں اپنے سارے قبیلے کے ساتھ پوری تسلی اور اطمینان کے ساتھ بیٹھا ہوں اور کہہ رہا ہوں میں اپنی رعایا کے ساتھ مل کے بیٹھا ہوں اور ان کے ساتھ کھانا کھا رہا ہوں۔ **بارھویں رات**:۔ ایک خوبصورت ہے اور الطاف ہے۔ بعد میں الطاف مجھ سے کہتا ہے کہ میں غسل کر لوں۔

تیرھویں رات:۔ محمد علی جناح ہیں اور میں ہوں ہم دونوں نے پنجابی کپڑے پہنے دونوں کا لباس سفید ہے اور

پندرھویں رات:۔ میں خان عبدالغفار خاں سے بات چیت کر رہا ہوں۔ **سترھویں رات:۔** سادہ کہہ رہی ہے کفو کفو۔ کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ گیارہ بھر دو میں کہتا ہوں گیارہ بھر دو تو وہ کہتی ہے اچھا بارہ بھر دو میں نے بارہ بھر دیے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے یہ نقش میں بھر گیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس کس کام آئے گا۔ تو اتنے میں برات چڑھتی ہوئی ہے۔ اور گھوڑے ہاتھی پھولوں سے سجے ہوئے ہیں اور اوپر سوار لوگ بیٹھے ہیں۔ برات جا رہی ہے۔ لوگ کھانا کھانے لگے ہیں۔ تو امر مجھ سے کہتا ہے کہ آئیے گرم گرم پوریاں کھائیں۔ گرم گرم پوریاں نکل رہی ہیں۔ ہم کھانے والے ہیں اور کھانے بیٹھ گئے ہیں۔

اٹھارھویں رات:۔ انعام نبی پردیسی آیا ہے اور ایک پنڈت کچھ اناج پر پڑھ پڑھ کر پھونک رہا ہے اور وہ بہت ہی پاکیزہ حالت میں ہے اور دانے پر پھونک رہا ہے اور بہاڑ پر غسل کر کے سفید کپڑے پہن کر شیر علی کھڑا ہوا ہے اور میں اس کو دیکھ کر حیران ہوں کہ یہ آگے راستے میں کھڑا ہے وہ دانے اس کو کھانا چاہتے مگر وہ کھاتا نہیں زمین پر پھینک دیتا ہے۔ **انیسویں رات:۔** میرے ساتھ عنایت ہے اور رد السرائے ہے جو میں کہتا ہوں وہ سب وہ کرتا ہے۔ وہ مجھے کچھ دینا چاہتا ہے میں اس کو منع کرتا ہوں۔ تو وہ فوراً میری بات مان جاتا ہے اور میری جو دی موٹر ہے اور ڈرائیور خوب زور سے چلا رہا ہے اور کوتاہ راستوں سے لے جا رہا ہے۔ اس کے بعد میرا گھر ہے اور مجھے بہت کھانسی آ رہی ہے تو کوئی کہتا ہے یہ کم طاقتی کی وجہ سے ہے تو میں کہتا ہوں نہیں مجھ میں بہت طاقت ہے میں کم طاقت نہیں ہوں۔ لوگ میرے نکلے ہوئے دانت دیکھ کر کچھ لوگ چومی گوئیاں کر رہے ہیں تو میں نے فوراً پاکٹ سے نکال کر اپنے دانت لگا لئے ہیں تو وہ حیران ہیں۔ **بیسویں رات:۔** عظیم جان آیا ہے میری اس سے ملاقات ہوتی ہے اور اس کا گزارہ صرف چائے پر ہے۔ اس کے بعد اللہ دتہ آیا ہے۔ ایک مکان ہے جس پر ایک چکدار پتھر لگا ہوا ہے جو باہر دروازے پر بھی لگا ہوا ہے ایک آدمی کہتا ہے نیا پتھر لگایا ہے۔ مبارک ہو۔ **بیسویں رات:۔** ایک آدمی آیا ہے اور وہ مجھ کو کہتا ہے کہ اس کاغذ پر بسم اللہ لکھ کر دیجئے جا **تیسویں رات:۔** میں دیکھتا ہوں کہ ایک پور چھوڑ کے میں خود چوزہ بیچ گیا ہوں۔ اور بہت کچھ دیکھا ہے مگر میں آخر میں جس سے دریا بھی نکلتا ہے پہنچ گیا ہوں **تیسویں رات:۔** میں نے دیکھا کہ میں عمارت بنا رہا ہوں اور ایک دوسرا آدمی بھی عمارت بنا رہا ہے تو وہ کہتا ہے کہ آپ دونوں مل کر عمارت بنا لیں تو میں کہتا ہوں کہ میں مل کر عمارت نہیں بناؤں گا تو سامنے والے نے عمارت بنانا چھوڑ دی ہے اور میری عمارت بن گئی ہے۔ بہشتاں اور صالح ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب صالح کو میری ہر بات کا احساس ہو گیا ہے کہ میں اس کے ساتھ اچھا ہی کر رہا ہوں **چوبیسویں رات:۔** میں کہتا ہوں تنخواہ کی امید بہت زیادہ ہے۔ **پچیسویں رات:۔** میں کسی کو گانے کی ریکارڈ سل کرا رہا ہوں اور لوگ بھی ہیں اور میں گانا گا رہا ہوں **چھبیسویں رات:۔** میں راجہ ہوں قوم کا، اندر میرا نام۔ **ستائیسویں رات:۔** سردار شوکت حیات خان ہے اور نواب محمد وٹ ہے اور چاروں طرف بجلی روشنی ہے۔ **اٹھائیسویں رات:۔** میں سفر کر رہا ہوں اور بھول کر سکنڈ کلاس میں بیٹھ گیا ہوں تو ایک گورا سپاہی آ گیا ہے اس کے ہاتھ میں ہاکی ہے اور اس نے ہاکی میرے پاؤں میں ڈال دی ہے اور باہر کھینچنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ سکنڈ کلاس کا چارج دو۔ تو میں کہتا ہوں کہ ضرور دوں گا۔ لیکن میرا سامان دوسرے ڈبے میں ہے کہ اتنے میں ایک دوسرا سپاہی وہاں آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کا سامان دوسرے ڈبے میں ہے۔ یہ دیں گے تو میں اسٹیشن پر اتروں گا۔ اور اپنے ضد دق سے زد پیٹ لینا چاہتا ہوں مگر گاڑی میل ہونے کی وجہ سے فوراً چل جاتی ہے اور میں پیچھے بھاگنا شروع کر دیتا ہوں اور ایک دم سامنے دریا آ جاتی ہے اور میں اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں کہ میں دریا پار اتر گیا ہوں۔ آگے مشاعرہ ہو رہا ہے اور مقرر طرح یہ ہے۔ ترچھی چتون اس نے پی دل چرانے کیلئے۔۔۔ چار پانچ آدمی ہیں، میں بھی وہاں ہوں۔ اس کے بعد میرے پاس کچھ نہیں ہے اور میں ہر سے چیز تک ننگا ہوں تو ایک ہوٹل ہے اور مالک ہوٹل کا سید ہے۔ اس کو اس کا نوکر ہوٹل کا انچارج باوا کہہ کر پکارتا ہے۔ جنتی بخش اور سعیدہ اسی ہوٹل میں ہیں اور اپنی بڑی بڑی باتیں بنا رہے ہیں اور اپنی اصلیت بھول گئے ہیں۔ جو چیز چاہتے ہیں اس میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں تو مالک ہوٹل کہتا ہے کہ ان کو فوراً گولی مار دینا اور منع کر دینا۔ اور کبھی ان کو اس بات کی آزادی نہ دینا کہ وہ چاہیں لے لیں تو اس کے بعد سید سنور قاسم نے میری طرف اشارہ کر کے مالک ہوٹل سید کو کچھ کہا ہے تو وہ مجھے دیکھ کر کہہ رہا ہے کہ یہ اچھا ہے۔ غریب ہے عزت والا ہے۔ اس کے بعد میں وہاں سے اٹھ کر پیروں کے دربار میں پہنچ گیا ہوں اور وہاں پیر زادے تالاب میں غسل کر رہے ہیں۔

چھبیسویں رات:۔ میں بیٹھا ہوا ہوں تو ایک مجھ سے کہتا ہے۔ یہ کہ ہرگز نہ کہا جائے کہ میں خدا ہوں مگر یہ ضرور کہنا چاہئے کہ خدا مجھ میں ہے
ستائیسویں رات:۔ میرے آگے حلوہ پکایا ہوا پڑا ہے اور پراٹھے تلے ہوئے۔ اٹھائیسویں رات:۔ دیگ چاول کی پک رہی ہے تو دیگ کے اندر مصالحہ ڈالا ہوا ہے اور بھابی نے مجھے چمچہ ہلانے کو دیدیا ہے اور میں چمچہ ہلا رہا ہوں تو دیگ کا مسالہ ایک دم نیا رہ گیا ہے اور دیگ ایسی ہے جیسے ایک کمرہ تو میں بھابی کو پکارتا ہوں کہ بھابی جلدی آ جلدی آ مسالہ تیار ہے بھابی الٹیناں سے چاول چن رہی ہے۔ پھر میں نے آواز دی ہے تو اس نے فوراً اس پر چاول ڈال دیئے ہیں اور دم دے دیا ہے اس کے بعد بھابی نے انڈوں کی زردی گھول دی ہے اور اسے پھیلا دیا ہے تو کھوا بکا پڑا بن گیا ہے جو سفید اور لال رنگ کا ہو گیا۔ میں کہتا ہوں کہ کھوا بن گیا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں بہت ہی خوبصورت بن گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جادوگری ہے۔ کمال کر دیا ہے تم نے۔ ایار کا کیچ ۹ کا لی تو بک گیا ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔

جمادی الاول ۱۳۶۵ھ

۵ ویں رات:۔ رحمت اللہ نے سب کو دعوت دی ہے۔ اس کے بعد بسم اللہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آج رات سے فقیر بن گیا ہوں۔
ساتویں رات:۔ جمعدار صاحب کی زمین بلڈنگ خرید لینے کا میں نے سٹیل کر لیا ہے اور ہم میں سیٹل ہو گیا ہے
گیارھویں رات:۔ ایک بہت بڑا بازار ہے جس کی دکانیں بھی مٹھائی کی سی ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے مکان ہیں جن کا میں مالک ہوں۔ اور بھی بہت کچھ دیکھا ہے اور اچھا دیکھا ہے۔ بستر کا بوجھ جیتا نہیں اٹھا سکتا ہے اور بھابی وزیر کہتی ہے۔ جیتا خود کچھ نہیں ہے ہم سب نے مکان خالی کر دیا ہے اس لئے کہ ہم کو دوسرا محل ملنے والا ہے۔ وزیر میرے قریب ہے اور جیتا دور ہے تو وزیر کہتی ہے کہ جیتا کچھ نہیں اور دور سے لوگ بستر اٹھائے ہوئے اس میرے سامان میں دم بھی ہے تو وزیر کہتی ہے کہ جیتا کچھ نہیں اور دوسرے لوگ بستر اٹھائے ہوئے ہیں۔ میرے سامان میں دم بھی ہے۔ وزیر کہتی ہے۔ دم آپ اپنے پاس رکھئے تو میں نے وہ دم اس سے لیکر کاغذ میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ سکینہ گائی بجائی ہوئی آئی ہے اس کے یہ کام آ جائے گا
بارھویں رات:۔ ایک بہت ہی بڑی بلڈنگ ہے جس کا نام دیکھا ہے میں اس بلڈنگ کا مالک ہوں تو دو آدمی ادھر سے ادھر جاتے ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ میرا اعلیٰ گھر ہے۔ یہ میرا اعلیٰ گھر ہے۔ اس کے بعد سنی کہتی ہے کہ آپ خود مجھے قرآن پڑھائیں۔ جب میں پڑھ لوں گی تو گھر آؤں گی اس کے بعد اقبال نے سنی کا نکاح کر دیا ہے اور رخصتی رو رہی ہے اور بہت رو رہی ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ اقبال نرو میرا کلیجہ باہر نکل آئے گا میرا کلیجہ باہر نکل آئے گا۔ یہ تو تیرے پاس رہے گا جو وہ کہتی ہے کہ کچھ بھی ہو۔ میں نے نکاح کر ہی دیا ہے اس کے بعد بھابی ہے اور اس کی سسرال میں سے کوئی بیٹھا ہے
تیرھویں رات:۔ داڑھی ڈوڑھی جاری ہے تو میں نے پیچھے سے ڈنڈا پکڑ لیا ہے اس پر میرے پاؤں کا انگوٹھا تک نہیں ٹھہرتا ہے گر میں لٹکا ہوا ہوں۔ کوئی کہتا ہے گر جاؤ گے۔ میں کہتا ہوں دیکھا جائے گا۔ اتنے میں دروازہ کھل گیا ہے۔ میں اندر بیٹھا ہوا ہوں۔ تو امرتا ہی آتا ہے۔ اور کیک اور روٹی بھی ہے۔ اس کے بعد ایک عورت مر رہی ہے آخری سانس ہے تو میری ساس اقبال کی ماں کہتی ہے لوگوں سے کہ مجھے تو اس نے یعنی علی بخش نے بچایا ہے تو سامنے وزیر بیگم بال کھلے کالے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہے اور میں کہتا ہوں میری شہنشاہ بیگم
چودھویں رات:۔ ایک عورت کشتی پر سوار ہے اور وہ کشتی کسی چیز سے ٹکرا کر غرق ہو گئی ہے۔ تو ایک چھوٹی گاڑی میں بیٹھی ہے اور ہرا اور سرخ پیاں اسے چھڑ رہی ہیں
پندرھویں رات:۔ تو ایک دفعہ جیتی بخش دیکھ کر واہ واہ کیا تھا، بعد میں مجھے چاول کی نیاز بٹ رہی ہے اور معصوم بچے کھا رہے ہیں۔ اور امام بی ہاتھوں میں تھالائے کر نیاز بانٹ رہی ہے مٹھی بھر چاول مجھے بھی دیئے ہیں۔ تو میں اس کو کہتا ہوں تھوڑے چاول مجھے برکت کے لئے دیجئے تو اس نے چاول اٹھا کر میری ہتھیلی پر رکھ دیئے ہیں اور میں نے منہ میں ڈال لیا ہے۔ اس قدر لذیذ ہے کہ مثال نہیں۔ امام بی نے سفید لباس پہنا ہے۔ سنا
سولھویں رات:۔ میں کہہ رہا ہوں کہ جیتا کا بھلا نہ ہو گا برا ہو گا اور ہمارا بھلا ہو گا۔
سترھویں رات:۔ میں ایک جگہ پر گیا ہوں وہاں میری بڑی آؤ بھگت ہو رہی ہے وہاں گل خان اور بہت سے لوگ ہیں اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہم جب فنا کے پردے میں گئے ہیں تو یہ ان کی آخری فتح تھی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ خدائی قانون اس گھر میں ہے۔
اٹھارھویں رات:۔ بھابی نیلے کپڑے پہنے بیٹھی کچھ سی رہی ہے اس کو ہمارا خیال بہت ہے مگر جیسا سے ڈرتی ہے کچھ کہہ نہیں سکتی۔

سر پر چادر باندھ لئے ہیں اور ہم کو پیروں کے دربار میں جانا ہے جہاں پر محمد علی جناح جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ اس کے بعد کچھ مجھے پکڑنا چاہتے ہیں اور میں اڑنا چاہتا ہوں۔ اور یا علی یا علی یا علی کہتا جاتا ہوں۔ اور کوئی مجھے پکڑ نہیں سکتا ہے اور میں نے ساتھ ہی زمین پر اترا ہے۔ مگر کسی نے مجھے دیکھا نہیں ہے اور میں ان کو دکھ نہیں رہا ہوں۔ میں سب کو دیکھ رہا ہوں۔ میرے ساتھ ایک عورت ہے جو میری بڑی ہمدرد ہے ایک راستہ پر ہم دونوں چلے جا رہے ہیں۔ میں نے اس سے مصافحہ کیا ہے اور پیراڈائز نامہ شروع کر دیا ہے۔ اس کے بعد سید محمد کچھ بیمار ہا ہے سید نے بڈھے کا سیکپ کیا ہے میں سید سے کہتا ہوں سید صاحب مبارک ہو مبارک ہو کہ آپ نے بھی فلم بنانا شروع کر دیا ہے اور وہ بھی مجھے مبارکباد دے رہا ہے اس کے بعد کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے نمبر ۱۲ نمبر ۱۲ نمبر ۱۲۔ **چوھویں رات**:۔ ایک آدمی مجھے موٹر میں بٹھا کر سیر کو لے گیا ہے اور میری لڑکی خورشید میرے ساتھ ہے اور آپ بھی، تو خورشید اپنے پاک خیال میں بیٹھی ہے اور وہ سب دیکھ رہی ہے مگر چپ ہے تو اس کا ڈرائیور مجھ سے کہتا ہے کہ آپ کو دنیا میں کس طرح چلنا ہے آتا نہیں (گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بڑا آدمی ہے) میر ہے تو آپ اپنی لڑکی خورشید کو اسے دیدیں۔ وہ بھی ناجائز فائدے کیلئے۔ تو میں اس ڈرائیور کو کہتا ہوں کہ میں دنیا میں **اچھی طرح جانا ہوں** اور میں گندے خیال والا نہیں ہوں میں ان خیالوں سے پاک ہوں اور مجھے خدا کی ذات سے امید ہے۔ تو وہ آدمی نگالیٹا ہوا ہے تو میں نے اس ڈرائیور سے کہا ہے کہ اس کو ڈھانک دو تو اس نے اسے ڈھانک دیا ہے۔ اور ڈرائیور بابوس ہے۔ میں گاڑی میں بیٹھ گیا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ مجھے واپس چھوڑ آؤ تو پھر غیبی آواز آرہی ہے نمبر ۱۲ نمبر ۱۲ نمبر ۱۲ **چھٹی رات**:۔ الکشن ہوا ہے اور میں کامیاب ہو گیا ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ میں ڈبل ایم اے ہوں اور ڈبل بی اے ہوں۔ **سترھویں رات**:۔ دریا کے کنارے پر میں اور میرے تمام بال بچے ہیں اور دریا خوب بہہ رہا ہے اور میں اس میں خوب غسل کر کے باہر آیا ہوں تو ایک چاندی کا بیل مجھے پانی میں سے ملا ہے جو مکوکا ہے اور میں اقبال سے کہتا ہوں کہ جسے رب رکھے اسے کون چکھے۔ پانی سے چاندی کا بیل ملا ہے پانی ہٹ گیا ہے۔ **انیسویں رات**:۔ میرا گاؤں گاگا ہے بہت بڑا پیپل کا درخت ہے یا بڑ کا درخت ہے ہمارے گھر کھانا پک رہا ہے دیگیں چڑھی ہوئی ہیں تو ہم کو دودھ کا انتظار ہے اتنے میں ایک موٹر لاری دودھ سے بھری ہوئی آرہی ہے اور اس میں تمام بتیاں جل رہی ہیں اور دودھ کے گگرے بھرے ہوئے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ دودھ آگیا ہے اور کوئی مجھے کہتا ہے کہ آپ انتظار ہیں۔ **بیسویں رات**:۔ ایک درخت پر میری چھوٹی لڑکی ماہو لیٹی ہوئی ہے اس کی ماں اقبال اسے وہاں چھوڑ کر گئی ہے۔ میں دیکھ کر کہتا ہوں کہ گر جائے گی میرے زبان سے یہ نکلتے ہی وہ گر گئی ہے مگر سیدھی پاؤں کے بل آکر نیچے کھڑی ہو گئی ہے میں فوراً اس کا نام لے کر اسے اٹھا لیا ہے۔

اکیسویں رات:۔ میں اپنی پھوپی کی لڑکی روشنی کے گھر کا کھانا کھانا چاہتا ہوں۔ اور میں پوچھتا ہوں کہ میں کس کے گھر کھاؤں؟ تو تاجو میرا پھوپی کا لڑکا ہے کہ میرے گھر کھانا سادہ ہے میرے گھر کھائیے۔ اس کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ ایک بازار لگ رہا ہے اس میں تمام مٹھائیوں کی دکانیں سج رہی ہیں دکانیں اونچی ہیں اور مٹھائیاں تازہ تازہ ہیں۔

بائیسویں رات:۔ لارڈ پیتھک لارنس دالہ آئے ہند ہے اور اس نے نقطے نقطے لکھ کرایا ہے جو سوائے اس کے وزیر کے اور کوئی نہیں پڑھ سکتا ہے وہ مجھ سے بڑے خلوص کے ساتھ ملا اور بات چیت کی ہے اور مجھ سے بہت ہی خوش ہے دھمال دادا اسی قسم کے نقطے لکھ رہا ہے اور وہ لارڈ پیتھک لارنس اس سے کہتا ہے کہ ایک گالی اسے بھی دے دو میں کہتا ہوں کہ میں اسے کہاں سے جاؤں۔ تو وہ کہتا ہے کہ اسے پنجاب سے جاؤ، اپنے پاس رکھو۔ تو میں کہتا ہوں کہ چلو جی یہ بھی ہمیں فخر ہے کہ وہ ہمارے ہندنے ہم سے مسکرا کر خوشی سے بات کی ہے۔

چوبیسویں رات:۔ میرا گھر ہے۔ یہ جگہ مغرب و دروازے میں ہے۔ وہاں بہشت بی بی کھڑی ہے میرا بنگلہ یہی ہے جس میں ہم رہتے ہیں تو وہ مجھ سے کہتی ہے کہ محمد آیا تھا اور آپ کے مکان کی بہت تعریف کر رہا تھا۔ سب گھر نے اس نے دیکھے ہیں کل چھت دیکھنے آئے گا۔ اور وہ بہت ہی خوش گیا ہے۔ **پچیسویں رات**:۔ بہت سارے آدمی ہیں میرے ہاتھ میں چند سرخ سرخ لکڑیاں ہیں اور میں ان کو زمین پر لگاتا ہوں تو وہ ہری بھری اور سرسبز ہو جاتی ہیں۔

اٹھائیسویں رات:۔ ابھی روشنی آئے گی اور روشنی آنے والی ہے۔ میرے ہاتھ میں ایک تھیلی ہے اس میں موسمی بھری ہوئی ہے میرے ساتھ ایک لڑکا ہے اس کے ہاتھ میں بھی موسمی ہے اور میں نے کل قیمت ۶ روپے دکان دار کو دے دیئے ہیں۔ مگر میں دو درجن پھل اور انار دکان میں بھول آیا ہوں تو میں لڑکے سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ میرے پھل دیدے گا تو وہ کہتا ہے ضرور دے دیگا۔ اس لئے کہ میں نے پہلے ہی پیسے دیدیئے ہیں اور وہ میری چیز ہے۔ وہ ضرور دے دیگا۔ انشاءاللہ۔ **انتیسویں رات**:۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ مٹی پاک ہے جیسے خانۂ کعبہ کی مٹی پاک ہے۔ اس کے بعد ہمارے پرانے سنگار میز کا آئینہ ہے۔ اسے دیوار سے لگا رکھا ہے اور کوئی میرے پاس کھڑی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس طرح صابنوں میں لمبا ڈوبنا چاہیے اور میں ایسے ہی ڈال دیتا ہوں کہ تکو آسانی ہو

رجب المرجب ۱۳۶۵ھ

پانچویں رات:۔ بارش ہو رہی ہے اور مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کی رحمت ہو رہی ہے بعد میں میں اور وزیر بیٹھے ہیں اور وزیر تلی سے ہے **آٹھویں رات**:۔ میونک ڈائرکٹر کا خاندان حاجی ملنگ سے آیا ہے، بجید دھوم مچی ہوئی ہے اور بہت ہی رونق ہے اور میں مالک سے کار مانگ رہا ہوں۔ کیونکہ میرے گھر وہ آنے والا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ہوا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ بعد میں میرا خاندان ہے جنتی بخش اور وزیر بھی ہے مگر جب یہ کسی کا ہاتھ چومتا ہے تو مجھے غصہ آتا ہے اور برا معلوم ہوتا ہے تو وہ اور اس کی عورت وزیر اٹھا کر چلے جاتے ہیں۔ گویا انہوں نے جنتا کی طرف داری کی ہے۔ اس کے بعد میں نے چائے مانگی ہے تو صابن لے مجھے تھوڑی چائے دیتی ہے۔ اور میں پی لیتا ہوں۔ **دسویں رات**:۔ ایک مکان ہے، اس میں ایک آدمی نے ایک بکرے کو پکڑ کر دیوار کے اندر چن دیا ہے تو اس بکرے کا مالک ڈھونڈ رہا ہے مگر ملا نہیں پھر اس کو پتا لگا کہ ہے تو اس نے تلاشی لی تو بکرا اندر سے نکلا ہے اور اس کے منہ کو گیلی مٹی لگی ہوئی ہے تو پتہ دینے والا اور نکالنے والا اور بکرے کا مالک میں ہوں **بارھویں رات**:۔ مجید مجھ سے کہتا ہے کہ اب میں عید کے دوسرے دن آؤں گا۔ غور شید کے رشتے کیلئے تو میں کہتا ہوں کہ اچھے میں۔ اور میں سوچ میں پڑ گیا ہوں۔ اس کے بعد چند لوگ ہوائی جہاز سے جا رہے ہیں۔ وہ گرتے ہوئے مجھے نظر آتے ہیں مگر وہ سیدھے کے سیدھے نیچے آتے ہیں اور بے ضرر نیچے آ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ کوئی چوٹ ان کو نہیں آئی ہے۔ **چودھویں رات**:۔ بابا جمال الدین نے ڈریس یعنے پھولوں والے ریشمی کپڑے سی لئے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ بابا جمال الدین آپ نے تو باغ لگا لیا ہے اس کے بعد ایک پچھ سیاہ رنگ کا اچھا اگڑا باہر کھیت سے بھاگ کر میرے گھر میں گھس گیا ہے اور میں دوڑا ہوں کہ گھر میں گھس کر اسے لکڑی سے ماروں اور اس کا مقابلہ کروں۔ آگے شمشیر کھڑا ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ لکڑی دے کہاں ہے تو اس کو لکڑی نہیں ملتی ہے ہے اور میرا ہاتھ لکڑی پر پڑ گیا ہے اور میں نے لکڑی اٹھا لی ہے اور میرے گھر کا دروازہ میں نے بند کر لیا ہے۔ گھر بنا تھا سیڑھیاں نئی سلیپ والی ہیں۔ مگر میں نے جوں ہی قدم ان پر رکھا ایک دم پختہ ہو گئی ہیں۔ میں اوپر چڑھ رہا ہوں۔ جنتی بخش اور وزیر پریشان ہیں اور ان کی توجہ میری طرف ہے۔ اس کے بعد ایاز آیا ہے اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ یا مجھ سے کام لے یا مجھے آزاد کر۔ میں مفت کام کرتا ہوں۔ مجھے کچھ نہیں چاہیئے مگر کام تو لے۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں تم سے کام بھی لوں گا۔ اور پیسہ بھی دوں گا۔ تم تو ناراض ہوئے جا رہے ہو۔ اور وہ مٹی آرڈر میرے نام بھیج رہا ہے۔ ساتھ ہی فتح دین بھی ہے وہ مالک بھی ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ میرا کیریکٹر آپ ہی بنائیں تو میں کہتا ہوں نہیں" اس لئے آپ نہیں بناتے کہ آپ حسین بی کا کیریکٹر بنا رہے ہیں۔ فتح دین کہتا ہے تو میں جواب دیتا ہوں کہ لعنت بھیج حسین بی پر اور میری ذمہ داری دیکھ کہ میں انہوں کے پاس کام یا نوکری نہیں کرتا تو وہ مجبور کرتا ہے کہ میرا فلم بنا دو۔ **سترھویں رات**:۔ ایک بہت بڑا بازار ہے جس میں تمام حلوائی ہوا ہے تو وہ آنے کا حلوہ میں نے اپنے کھانے اٹھائے لیا ہے تو پاس میں بابا قطب شاہ بیٹھے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ خود مجسم قطب شاہ بیٹھا ہے اور جب یہ پیٹ بھر کر اچھی چیز کھا لیتا ہے تو اس کی خدا خوب سنتا ہے اور حلوائے حدائیہ بنا ہوا تھا۔ **بیسویں رات**:۔ میں بہت چھوٹا ہوں میری عمر کم ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ بارہ آنے دے کر سب سے پہلے میں خلیفہ پر ایمان لایا ہوں میں نے سب سے پہلے خلیفہ کو مانا ہے اور روح علی بول رہی ہے۔ **ستائیسویں رات**:۔ ایک بہت بڑا گراؤنڈ ہے اور ہزاروں آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرا بھائی شرف الدین اور میں مقابلے میں گا رہے ہیں۔ میں اس قدر زور سے گا رہا ہوں اور دم مار کر گا رہا ہوں کہ شرف الدین کو آگے بڑھنے

جمادی الآخر ۱۳۶۵ھ

تئیسویں رات:۔ ربانی یونیفارم پہنے ہوئے ہے تو بھائی کہتی ہے یہ کون ہے تو میں کہتا ہوں یہ ہوا بابی ہے اور اس کے ساتھ بھی اس کا رشتہ دار دوسرا ہوا بابی ہے لیکن یہ دونوں ہم سب کو سلام کرتے پھرتے ہیں۔ وہ دونوں یونیفارم والا بھی سلام کرتا پھرتا ہے وہ صرف سلام کرنے آئے ہیں۔ چوبیسویں رات:۔ ایک جگہ ہے جہاں پر بہت سے آدمی عورتیں بچے ہیں۔ وقت بہت تھوڑا ہے مگر میں نے فوراً وہاں پر نماز پڑھ لی ہے اور میں دعا مانگ رہا ہوں تو ایک آدمی مجھے آکر کہتا ہے کہ تم کو اور جلدی ہی دعا مانگ لینی چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ اپنا اپنا عشق ہے کہ میں لمبی دعا مانگتا ہوں اور جب تک میرے دل کو تسلی نہیں ہوتی دعا مانگتا رہتا ہوں۔ جب مجھے تسلی ہو جاتی ہے تو پھر میں دعا ختم کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد فتح سنگھ ہے اور ہمارے گھر دودھ ہے۔ تو ایک آدمی آیا ہے اور میں نے فتح سنگھ سے کہا ہے کہ ٹھنڈی لسی ان کو بنا دیجئے تو فتح سنگھ نے بادام پستہ اور کئی چیزیں خوب پیس کر دودھ کی لسی میں ڈالی ہے۔ تو میں کہتا ہوں ان کو پلاؤ تو اس نے پیالہ بھر کر ان کو دیا ہے۔ اور پھر میں نے دیکھا ہے کہ کچھ اور بھی لسی ہے اور ڈکنا اٹھایا ہے تو سامنے مٹکا بھرا پڑا ہے اور منہ منہ تک بھرا پڑا ہے تو میں دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ابھی تو مٹکا بھرا پڑا ہے۔ ساتویں رات:۔ شہر میں دنگا زور ہے اور لوگوں کے بچے ضائع ہو رہے ہیں مگر اللہ نے اپنے فضل سے میرے بچے بچا لئے ہیں۔ اور یہ سب بچ گئے ہیں۔ اس کے بعد پیر افوز امیر ہے اور میں تانگے پر بیٹھ گیا ہوں۔ وہ بھی اسی تانگے میں بیٹھ گئے ہیں ہم دونوں نے اسٹیشن جانا ہے جس کا کرایہ میں نے دینا ہے اور اس گاڑی کا گھوڑا بہت اچھا ہے۔ نویں رات:۔ ایک جگہ پر میں اور والد اکٹھے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں کہ اچانک میرے گھر کا پلان اوپر سے دونوں کے سامنے آکر گرا ہے جو میں نے اٹھا لیا ہے تو وہ کہتا ہے یہ آپ کو مبارک ہو۔ میں نے اس سے پوچھا کہ ایسا کیسے پلان اوپر سے آگرا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ پہلے سے طے کر لیا گیا تھا کہ اوپر چڑھ کر پھینکا جائے تو ویسا ہی کیا گیا ہے۔ اس پلان کی ہمیں ازحد ضرورت تھی، اس میں گیرج کنڈا اس دونوں ریوز۔ گیارھویں رات:۔ ایک جگہ ہے وہاں پر میں ہوں اور بھائی وزیر ہے ایک نوجوان لڑکا بیمار ہو کر میرے پاس آیا اور بے حد زور زور سے چیخیں مار کر رونا اور کراہ رہا ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ یہ ہسپتال ہے یہاں اتنی زور کی چیخیں نہ مارو۔ تم اچھے ہو جاؤ گے۔ تو وہ پوچھتا ہے کہ آپ کے ہاں دودھ ہے؟ اور پھر وہ خود کہتا ہے کہ میرے ہاں دو بھینسیں ہیں اور دونوں نے بچے دیئے اور دودھ والی ہیں۔ ہمارے یہاں بیحد دودھ ہے جو میں پیتا ہوں۔ اتنے میں وہ خود بخود چلنے لگا ہے اور تندرست آدمی کی طرح جا رہا ہے تو میں بھائی وزیر کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ دیکھو اب یہ کتنا خوبصورت معلوم ہوتا ہے جس کے پیٹ میں درد ہو رہا تھا اور وزیر بھائی تعجب سے دیکھ رہی ہے۔ تیرھویں رات:۔ ایک لڑکی سفید فراک پہن کر کوئی چیز لئے آگے جا رہی ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ باہر جا رہی ہے۔ اتنے میں ایک پوری بکری کا گوشت ہے اور اسے کوئی نہیں اٹھا سکتا تو میں نے کپڑے میں باندھ اٹھا کر پیٹھ پر ڈال لیا ہوں تو وہ اچانک پکا ہوا ہے اور سب کے اعضاء گل گئے ہیں۔ اور میں گھر آکر بھائی وزیر کو دکھا رہا ہوں کہ تو وہ میرے کمرے میں گھسی جا رہی ہے کہ میں اس کے پاس آجاؤں۔ پندرھویں رات:۔ سر علی امام اور سر سلطان احمد اور بیرونی ممالک کو دعوت سے لا دیا ہے سولہویں رات:۔ میں بھائی وزیر سے کہہ رہا ہوں کہ اب تمہاری سب باتیں پوری ہو گئیں تو وہ کہتی ہے کہ ابھی تھوڑی باقی ہے۔ بعد میں نے ایک گلاس بھر دودھ پیا ہے۔ انیسویں رات:۔ خورشید کو کاجل لگا کر بھیج رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ بھاڑ اترا ہوا ہے۔ بھائی وزیر بھی ہے۔ بیسویں رات:۔ کوئی کہتا ہے کہ یہاں باندرہ کی مٹی اور پھول خورشید نہیں منی کے ہاتھ میں دینا چاہیے میں کہتا ہوں بھاڑ اتر گیا ہے۔ اکیسویں رات:۔ ایک کشتی میں میں جتی بخش بھائی اور چھوٹا بچہ بیٹھے ہیں۔ تو میں بھائی کے ہاتھ کو ٹٹول کر کہتا ہوں کہ میں ہیرو بن گیا ہوں تو میں جتی بخش سے کہتا ہوں کہ میرے لئے نانو بھائی سیٹھ نے نارائن کے ہاتھوں موٹر کار بھیجی ہے۔ اور جب میں گیا ہوں اور جب میں گیا ہوں تو سیٹھ نے خود میرا استقبال کیا ہے۔ ہیرو کے لئے یہ بہت بڑی بات ہے کہ سیٹھ خود اس کا استقبال کرے۔ پچیسویں رات:۔ کارواں اور جھنڈے خان ہیں اور وہ میری اور جھنڈے خان کی تعریف کر رہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ علی بخش آپ کا ادنیٰ غلام ہے۔

چھبیسویں رات:۔ ساری کانگریس مہاتما گاندھی کی مخالف ہو گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرفداری کرتے ہیں۔

ایک اس کا ساتھی میرے پاس آکر میری بہادری کی تعریف کرتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ مجھے یہ شعبدہ بازی پسند نہیں ہے اور نہ میں شعبدہ بازی کو اچھا سمجھتا ہوں۔ تو وہ شعبدہ بازی دکھانے لگتا ہے تو اس سے مجھے دلچسپی نہیں ہے۔ **اٹھائیسویں رات**:۔ بالی کھانے پینے کا سامان اٹھایا ہے اور دروازہ کھول کر رکھ دیا ہے۔ **انتیسویں رات**:۔ ایک ہار موتیم یا مہ ہے جو وسپنگ کا ہے اور اس کا مالک اس ہار کی بہت تعریف کرتا ہے۔ میں نے اس کو بجا کر دیکھا ہے کہ بجتا خوب ہے تو میں نے مالک کو رائے دی ہے کہ تین سپنگ کا ہار جو لوگوں کہ اس میں نیچے اوپر کے سروں میں آدمی کھل جاتا ہے تو وہ مان گیا ہے۔ اس کے بعد انوبھکت مجھے حساب بتاتا ہے سات ہزار جس میں سے میں نے سب دے دیا ہے مگر صرف ۔۔ ہزار دینا باقی ہے جو میں ابھی چکا دوں گا۔ میرے پاس روپیہ ہے۔ **پھر مجلس امام پاک ہوری ہے** اور ذاکر بہت ہی اچھا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ میں رو رہا ہوں اور ساتھ ہی داد بھی دے رہا ہوں کہ واہ کیا بیان اللہ سبحان اللہ دلی سے دعا ہے۔ دعا ہے

شعبان ۱۳۶۵ھ

پانچویں رات:۔ غلام فضہ اور حسین بی بی میرے گھر آرہی ہیں۔ **چھٹی رات**:۔ ایک راستہ ہے پرل کا جو بھی آنے جانے کا ہے۔ تو میں وہ راستہ چھوڑ کر کنگ ایڈورڈ روڈ اور اسپتال کی طرف سے دادر آنا چاہتا ہوں تو راستہ میں پہاڑ مل گیا ہے اور میں اوپر کھڑے ہو کر یہ کہہ رہا ہوں۔ مولائے من راہ بدہ۔ رب من راہ بدہ میرا مولا مجھے داد بتائے گا میرا رب مجھے راہ بتائے گا تو اچانک، وہ پہاڑ غائب ہو گیا ہے اور مجھے راستہ مل گیا ہے اور میں نیچے اترتے پر ہوں۔ **نویں رات**:۔ میں بے حد سخاوت کرتا پھرتا ہوں۔ **تیسویں رات**:۔ سید حسنین ڈائرکٹر اور ۔۔۔ سے سہرا باب دوری ہے جو مالک اور ڈائرکٹر ہے اور اس کے پکڑوں سے شان منفیہ کا رعب ظاہر ہو رہا ہے اور حسنین اپنا دل بتا رہا ہے۔ **پینتیسویں رات**:۔ میں ری ہسل کرا رہا ہوں۔ اور میوزک ڈائرکٹر ہوں۔ **چھتیسویں رات**:۔ میں نے دیکھا ہے کہ جوار کی دوکان پر بڑے گئے ہیں جسمیں بڈھے جوان بچے سب ہیں۔ سب کو انسپکٹر پکڑ کر گرفتاری میں پکڑ لیا ہے۔ اس نے بعد حضور کے سپرد کیا گیا ہے۔ میں کام پہنچ گیا ہوں۔ ایک بوڑھے نے مجھ کو پان دیا ہے اور میں نے اس کو کھا لیا ہے اور اس کے کشکول میں دو پیسہ ڈال دیے ہیں۔ میرے اوپر کیس ہے کہ میں نے ایک بوڑھی کو تھوڑے پیسے دے کر اس سے روپیہ پیسہ ۔۔۔ دلایا ہے۔ جج ۔۔۔ تو میں حضور کو یہ کہتا ہوں اس عورت کو میں نے پیسے دلائے ہیں۔ بعد میں چھوٹی چھوٹی گلیاں ہیں اور ۔۔۔ میں سے گزر رہا ہوں۔ ۔۔۔ سلیٹ پنسل بیچ رہا ہے تو مجھے یاد آتا ہے کہ روپیہ ہے تو ۔۔۔ بھنک دیا ہے اور دو ۔۔۔ پانی پیا ہے تو میں نے پانی پیا ہوں لہ ہوں چوک میں گرنے کچھ پیسے کھا پی لے تو کوئی ہرج نہیں ہوں گے۔ ۔۔۔ تو میں نے ۔۔۔ عورت کہتی ہے ۔۔۔ میں کے بعد سامنے حسنین بیٹھا ہے اور کچھ ایسی ویسی بات کر دیتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ سیدھا سادا ۔۔۔ مانے کا آدمی ہے اور جیسا تو ہے کا دیسی ہے جو کہ پہلے وزیر کا ہے جب سے سعیدہ اس کے پاس آرہی ہے تب سے ابھی ابھی جیتا ہے لاہور جا کر کچھ بدلا نہیں ہے۔ **اڑتیسویں رات**:۔ جنی بخش اسلیم کے پشتاب کے کپڑے دھو رہا ہے سلیم پاس کھڑا ہے تو جیتا پیار سے اس کو کہتا ہے کہ تو اس کو چھیننا چاہتا ہے۔ تو میں اس کو نہیں دوں گا۔ پھر میں نے اس کو یعنی جیتا کو شرف الدین کا اپنا پلان بتایا ہے تو وہ اس قدر خوش ہوا ہے کہ جواب ہی نہیں۔ بعد میں اکھاڑا ہے وہ آ کر بیٹھے ہیں اور کوئی بہت بڑا پہلوان ہے۔ اس کے ساتھ میں زور کرنے لگا ہوں اور لوگ دیکھ رہے ہیں۔ وہ طاقتور ہے مگر پھر بھی میرا نمبر اوّل رہتا ہے۔ اور دوسرا نمبر اس پہلوان کو ملا ہے۔ وہ بہت کوشش کرتا ہے مگر میرا کچھ نہ کر سکا بلکہ الٹا دونوں آدمیوں نے بھی مجھے ہی نمبر دیا ہے۔ **انتالیسویں رات**:۔ میں اکبر کا چھوٹا بھائی آزاد ہوں اور میں نے اپنے ماں کو ساڑھے پانچ ہزار روپیہ مہینہ دوں گا۔ اس کے بعد لوگ بیٹھے ہیں اور سب سے اونچی جگہ پر ہوں۔ سامنے سے گیانی نکلا ہے اور باغیچہ کی دیوار ہے تو اس نے وہاں سے بہت ہی بڑا آئینہ مجھے دیدیا ہے جیسے کہ ڈریس روم معلوم ہو رہا ہے **چالیسویں رات**:۔ میرے ماموں کی لڑکی بھاگ بھری بیٹھی ہوئی ہے اور بھائی وزیر بھی بیٹھے ہے سرحدی پوور دگار ہوا ہے تو میں کہتا ہوں تقدیر مونث ہے مذکر نہیں۔ تو بھائی وزیر کہتی ہے کہ تقدیر کی شکل بھی میری شکل کے جیسی ہے تو میں کہتا ہوں "اوں۔ تمہاری شکل کے جیسی ہے۔ تمہاری شکل میں کیسا ہے۔

نہیں دیتا اور یہ شعر الاپ رہا ہوں کہ آسماں سیاں ساڈا ڈھول دی آیا نیت داسوالی رب آن ملایا ہم نے سنا ہا ما ساجن بھی آیا آیا روز کا سوالی رب نے آن ملایا

شعبان ۱۳۶۵ھ

پانچویں رات :۔ باغیچہ پورا لگ گیا ہے اور جو آخری جھاڑ تھا وہ بھی چھانٹ دیا ہے۔ **ساتویں رات** :۔ بلڈنگ بالکل تیار ہے اور فیروزی رنگ کا کمپاؤنڈ ہے۔ بالکل ختم ہو گیا ہے۔ ایک مزار ہے کسی بزرگ کی ہے تو اس پر میں اپنی خاص ریشمی چادر چڑھا دی ہے۔ بعد میں ایک پاک اور بزرگ بجا اور مزار رسید ہے۔ وہ بیٹھا ہے اور اس درگاہ پر دو ریشمی چادریں چڑھی ہوئی ہیں مگر میں بھول گیا ہوں کہ میری چادر کون سی ہے۔ تو میں اس بزرگ سے پوچھتا ہوں کہ میری چادر کون سی ہے تو وہ اجازت دیتے ہیں کہ دونوں چادریں اتار لو۔ تو میں نے دونوں چادریں اتار لی ہیں۔ **گیارھویں رات** :۔ میں فضہ کو کہہ رہا ہوں کہ تو پہلے دنوں بہت مال دار ہو گی۔ **بارھویں رات** :۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے آگ لگائی ہے اور باندھ باندھ کر آگ لگائی مگر وہ ایک دم بجھ گئی ہے اور تمام باغ ہی باغ ہو گیا ہے جو سرسبز ہے۔ پھول کھلے ہیں۔ **چودھویں رات** :۔ ایک مکان بنا رہا ہے تو کوئی پوچھتا ہے کہ یہ مکان کس کا بن رہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ مکان عشمی بنک کا ہے۔ **سولھویں رات** :۔ میں اپنا خود کا نظام چلانے لگا ہوں۔ ایک بوڑھا پارسی ہے اس کا سارے کا سارا باغ صندل کا ہے بڑے بڑے تنے ہیں اور ان میں ہری ہری ڈالیاں نکلی ہوئی ہیں اور ہم بھی صندل ہی کا کاروبار کرنے والے ہیں۔ بعد میں ماسٹر غلام حیدر کہہ رہے ہیں۔ ان سے کہتا ہوں کہ تم نے اپنے نام کے ساتھ آب حیات پیا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ میرا گھر ہے اس میں کسی کا دخل نہیں ہے اتنے میں پارسا صاحب کسی کو کہتے ہیں کہ یہ گھر انہوں نے بہت مہنگا لیا ہے تو ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے خود وہاں کا ٹوٹا کوڑا کرکٹ دیکھا ہے اسمبن پورہ ۲۲ ہزار روپے لکھا ہوا تھا۔ جو انہوں نے اتنی رقم دی ہے۔ **اٹھارھویں رات** :۔ صبح سویرے کا وقت ہے حسین بی اور غلام فضہ اور ان کے بچے آرہے ہیں اور انہوں نے مٹھائی قسم کی اعلیٰ درجہ کی چیزیں لائی ہیں۔ سامنے مردان آ گیا ہے تو وہ کہتی ہیں کہ مردان آ گیا ہے اس کے بعد میں خوب غسل کر رہا ہوں **بیسویں رات** :۔ ماں بوگرا بھر رہا ہے۔ مردان علی اکبر شیر علی ہے۔ میں مردان سے کہتا ہوں کہ تم شیر علی سے بات چیت کرو اس لئے میں خاموش ہوں کہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتا ہے جو برابری کا نہ ہو۔

اکیسویں رات :۔ میں نے دیکھا ہے کہ میں بھاگ دوڑ کر گھر جانا چاہتا ہوں مگر لوگوں سے شرما رہا ہوں آخر میں وہاں پہنچ گیا ہوں تو اٹھے وزیر بیٹھی ہے مگر خنجی بخش کشمیر کی طرف ڈانس کرنے چلا گیا ہے وزیر اس کا انتظار کر رہی ہے اتنے میں وہ گیا واپس آیا ہے اس کے ہاتھ میں تھیلی ہے اس نے میرے ہاتھ میں وہ تھیلی دے دی ہے۔ میں نے اس کو کھول کر دیکھا تو اس میں جوار پاپڑ اور اچھے تمام جوار کے دانے بھنے ہوئے ہیں۔ پھولوں کے مرنڈے بنے ہوئے ہیں۔ میں نے وہ سارے نکال دیئے ہیں۔

تئیسویں رات :۔ میں نے بہت کچھ دیکھا ہے اور بے حد اچھا دیکھا ہے۔ کوئی مجھ سے پوچھتا ہے کہ کیسا ہے تو کوئی کہتا ہے کہ اللہ کا فضل ہے۔ میں شکل میری نہیں ہے کوئی دوسرا ہے **چوبیسویں رات** :۔ میں خود پڑھ رہا ہوں۔ **اتمامِ تقبل اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا** :۔ **پچیسویں رات** :۔ مدینہ کا راستہ پیدل پہاڑی راستہ سے نزدیک ہے۔ یہ میں دوسرے لوگوں کو کہہ رہا ہوں۔ اس راستہ میں مدینہ صرف سو میل ہے **چھبیسویں رات** :۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہزارہا آدمی بہت اچھے لباس میں ہیں اور ایک بہت ہی خوبصورت عورت ہے اور اس کے سب خواہش مند ہیں اور میں بھی خواہش مند ہوں اور اس عورت پر میرا ایسا اثر پڑا ہے کہ وہ وہاں سے بھاگی ہے اپنے گھر والوں سے آزاد ہونے کے لئے اور پھر واپس آ کر میری ہو جائے گی اور دراصل وہ میری ہو چکی ہے۔ اتنے میں وہ سب لوگ جو ایک کمپاؤنڈ میں بیٹھے تھے فوراً اٹھ گئے ہیں اور سب سے پہلے میری والدہ نے میرے ہاتھ چومے ہیں اور مصافحہ کیا ہے کہ جتنے لوگ اٹھے ہیں وہ آ کر میرے ہاتھ مصافحہ کرتے ہیں اور میرا ہاتھ چومتے ہیں۔ جیسے کوئی بڑی ہستی کوئی بزرگ فقیر پیش امام کے لوگ ہاتھ چومتے ہیں اور اس خوبصورت عورت کا نام فجمہ ہے۔ **ستائیسویں رات** :۔ میں ایک بڑے نل سے پاؤں دھو رہا ہوں بعد میں میں ایک میدان میں چارپائی پر بیٹھا ہوں اور اقبال بھی میرے سامنے مگر کوٹھی میں چارپائی پر بیٹھی ہے ایک بوڑھا آدمی ماند

سولھویں رات:۔ مسجد ہے اور نماز پڑھی گئی ہے اور جماعت پیچھے ہے۔ سب نے کالے کپڑے پہن رکھے ہیں اور یہ سب پٹھان ہیں اور سب کے پیش امام ہیں۔ ہم نے مل کر نماز پڑھی ہے۔ اور جماعت پیچھے ہے۔ سب نے کالے کپڑے پہن رکھے ہیں اور یہ سب پٹھان ہے اور سب کے پیش امام ہیں۔ ہم نے مل کر نماز پڑھی ہے اور ایک کہتا ہے کہ اس جماعت کے پیش امام تمہارے چچا ہیں۔ بعد میں میرے دانت سب کے سب ایک دم گر گئے ہیں اور میں ہاتھ میں لے کر بتا رہا ہوں کہ دیکھو سب دانت گر گئے ہیں **سترھویں رات**:۔ کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ پختون پاک کا تم پر سایہ ہے ایک عورت کہتی ہے اگر تم سے میں بات کروں تو میرا منہ کالا کرنا۔ پھر وہاں ہی رہے گا۔ یہ بھی کوئی کہتا ہے کہ پھر وہاں ہی رہے گا۔

اٹھارویں رات:۔ میں ہوں اور غلام حیدر صاحب ہیں اور سب میوزیشین ہیں اور ابھی ساز بجانا بالکل بند ہیں میرے ہاتھ میں جو ساز ہے وہ شکل میں سب سے الگ بھی ہے تو میں کہہ رہا ہوں کہ ہم دونوں کا درجہ پہلے ایک برابر تھا۔ ہم لوگ پشاور میں ایک ساتھ رہتے تھے لیکن اس درمیان خدا کی مہربانی سے بہت بڑے آدمی ہو گئے ہیں اور ہم غریب ہو گئے تھے لیکن اب پھر ہم دونوں کا درجہ برابر ہے **انیسویں رات**:۔ مکان کو چونا لگ گیا ہے اور تیار ہو گیا ہے۔ اقبال سامنے کھڑی ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ آؤ گھر سنبھالو، گھر سنبھالو۔ **بیسویں رات**:۔ ایک بیحد خوبصورت عورت ہے پلنگ پر لیٹی ہے اور سفید کپڑے اس نے پہنے ہیں۔ پاس منی۔ کو لیٹے مہ جبیں اور ماہ لقا بیٹھی ہے اور شرف الدین میرا بھائی پاس ہے۔ بعد میں گا نا گا رہا ہوں۔ جنگ پہ ہم پیدرنگ جائیں گے جائیں گے کہ سینہ تنگ جنگی جوان میں پہلوان خون بہائیں ہم خون بہائیں ہم جنگ پہ ہم بے درنگ جائیں۔ بہنا چلوری کریں درگشنوا ہاں برکھا کی رت چھائی ہے یہ کالی گھٹا، کالی گھٹا، میں عجب ٹھنڈی ہوا بہنا چلوری کریں درگشنوا ہاں

ذی قعدہ ۱۳۶۵ھ

تیسری رات:۔ میں دیکھتا ہوں کہ زیادہ ہو گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ جو بڑھ گیا ہے اس کو پوما کر لو۔ سامنے جگو مین کھڑا ہے۔ بھابی مجھ سے کہتی ہے تم تو مجنوں ہو **چوتھی رات** ۔ **نویں رات**:۔ بہت سارے آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑے ہیں اور میں ان سب میں سے اڑ رہا ہوں۔ تو ایک ادھیڑ آدمی نے میرا ڈنڈا پکڑ لیا ہے تو میں اس کو بھی کندھے پر رکھ کر اڑ رہا ہوں۔ تو وہ مجھ سے کہتا ہے تو فرشتہ در رسول ہے۔ پہلے مجھ سے پوچھتا ہے کہ تو جانتا ہے کہ تو کون ہے؟ تو میں کہتا ہوں نہیں۔ تو وہ کہتا ہے "تو فرشتہ در رسول ہے۔ اس کے بعد پاٹھا طبلہ والا طبلہ بجا رہا ہے اور بہت ہی اچھا طبلہ بجا رہا ہے اور پاس ہی غلام علی لیٹا ہوا ہے جو بہت بڑا گویا ہے اس نے گانا ہے اور میں بے حد اچھا گا رہا ہوں۔ اتنا اچھا گا رہا ہوں کہ جواب ہی نہیں ہے تو خود پاٹھا مجھ سے کہتا ہے کہ آپ اتنا اچھا گاتے ہیں کہ غلام علی لاہور والے کے اوپر آپ نے اثر ڈال دیا ہے اور اس پر آپ کے گانے کا اثر ہو گیا ہے۔ سامنے ہمارا گانا ٹیچر سن رہی ہے سامنے بہت بڑا سمندر ہے۔ گانا ختم ہونے کے بعد ٹیچر سمندر کے پار گئی ہے اور وہاں سے میرے لئے دو سو روپے کا انعام لائی تھی اور بھائی پاٹھا کے ہاتھ روپیہ دیا ہے اور وہ مجھے دے رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ غلام علی گویئے کے اوپر آپ کے گانے نے رعب ڈال دیا ہے۔ **بارھویں رات** پیر انور میر بیمار ہے اسکو بخار ۱۱۶ ڈگری کا ہے اور کبھی کبھی ایک سو آٹھ ڈگری کا ہے تو میں پکارتا ہوں پیر صاحب پیر صاحب اور دوڑ کر میرے پاس ہے اور میں پکارتا ہوں یا علی یا علی یا علی ایک جلال الدین نامی لڑکے نے میرے نچلے جبڑے پر ایک پاؤں رکھ دیا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ میں نے تو اپنے دادا کا پرتاد کھانے کے لئے ایسا کیا ہے تم نے نہ دیکھا نہیں جب میں کسی کو دکھاتا ہوں تو ایسا ہی دکھاتا ہوں۔ اس کے بعد اقبال نے مجھے دو روپیہ میرے خرچ کے لئے دیئے ہیں سامنے ایک ادھیڑ عمر کے سید کھڑے ہیں بزرگ ہیں اس کے پاس چند بھوکے آدمی کھڑے ہیں اور ان کو کھانا کھلانا ہے تو مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں نے وہ دو روپیہ اس کو خرچ کے لئے دیدیئے ہیں لیکن روانی

چوبیسویں رات:۔ اتبال میں اور سب بچے میں دریا خوب زور سے بہہ رہا ہے اور ہم سب نہا رہے ہیں۔ ایک جگہ جہاں چوکانے کی طرح پانی بہت گر رہا ہے اور اس جگہ کا نام زینت ہے تو خورشید نے اس میں نہیں کودنا ہے کیونکہ اس میں جو کودتا ہے غرق ہو جاتا ہے تو مجھے کہہ رہی ہے کہ بابو جی میں نے زینت میں ڈبکی نہیں کھانی ہے۔ اسیں آدمی غرق ہو جاتا ہے **پچیسویں رات**:۔ بخشی مانجھی ہے اور اس کا لڑکا میرا طرف دار ہے یہ خورشید کا جھگڑا ہے عشق و معشوق کا تو بخشی مانجھی کہتا ہے اس لڑکے کے ساتھ جو بھی بات کرے وہ روتا ہے اور اوروں کو بھی رلاتا ہے۔ ادھر خورشید رو رہی ہے اور بخشی مانجھی کہتا ہے کہ خورشید مذہب کے کانٹوں میں پھنسی ہے کہ کچھ کر نہیں سکتی ہے اور اقبال کو میرا بہت ڈر ہے اور وہ چارپائی کے نیچے گھسی ہوئی ہے تو میں اس کو یقین دلاتا ہوں کہ جو مرضی تمہاری ہے کرو۔ میں تمہارا ساتھ دوں گا اور میں تمہارے ساتھ ہوں تو اقبال خوش ہوتی ہے۔ بعد میں ایک لڑکا کہہ رہا ہے کہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سو دفعہ پڑھتا ہوں اور ہزار دفعہ بھی روز پڑھ کر ہاتھ دیکھ کر منہ پر پھیرتا ہوں۔ میں تعجب کرتا ہوں تو ایک کہتا ہے کہ تین دفعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لو۔ کافی ہے۔

رمضان ۱۳۶۵ھ

چھٹی رات:۔ میں کہتا ہوں کہ تاجی کو نہیں دیکھا تھا وہ بھی دیکھ لیا ہے تاجی آئی ہے اور فضل الٰہی کے گھر رہتی ہے اور میں پھلوں گیا ہوں۔ سب نئے مکان بڑے بڑے بن گئے ہیں تو میں بھی زمینیں لینے والا ہوں اور سوچتا ہوں کہ مکان اتنی رقم میں بن جائے گا۔ ایک لاکھ روپیہ تو میرے پاس ہے۔ **انتیسویں رات**:۔ میں اسٹیشن پر گیا ہوں کسی کا استقبال کرنا ہے مگر وہ نہیں آئے ہیں تو راستے میں ہندو مسلم فساد ہو گیا ہے اور لوگ بھاگنے لگے ہیں اور میں بھی بھاگنے لگ گیا ہوں۔ ایک ہندو نے ایک لکڑی کسی کو ماری ہے اور کوئی نقصان نہیں ہوا ہے ایک سکھ کو مسلمان ہے اور میں اس سے پوچھتا ہوں کہ لالو دائے ورداز کار ہنے والا ہوں اور میں راستہ بھول گیا ہوں۔ میں یہاں انیس برس سے رہتا ہوں مگر یہ راستہ نہیں جانتا ہوں۔ مجھے صرف اپنے گھر سے کام ہے اپنے گھر کے کام سے باہر جاتا ہوں۔ اور کام سے سیدھے اپنے گھر چلا آتا ہوں تو وہ مجھ سے کہتا ہے کہ اب فساد ہے ورنہ میں آپ کو آپ کے گھر پہنچا دیتا تو میں اس سے کہتا ہوں کہ بس آپ نے مجھ سے اتنا کہہ کر اپنے دین کی خدمت پوری کر دی۔ اس کے بعد ایک بہت بڑی بارات آ رہی ہے، جس میں دو لمبا ڈگر یا ہے اور عورتیں اس کو دیکھ کر چیخنے لگ گئی ہیں۔ مگر وہ کسی کو نہیں دیکھ رہا ہے اتنے میں وزیر بے حد خوبصورت بڑے پیمانے پر آ رہی ہے۔ ہاں ڈگر یا دلھا بیٹھا ہے یعنے یہ دلہن ہے اور یہ بارات سکھوں کی دھرمشالہ دربار صاحب میں اتری ہے اور سکھ اور مسلمان سرباجی خوب گا رہے ہیں

شوال المکرم ۱۳۶۵ھ

پانچویں رات:۔ سمنٹ کی دیوار بن کر تیار ہو گئی ہے اور بھی اس کے اوپر سمنٹ لگا کر مستری اور پختہ کر رہا ہے۔ **ساتویں رات**:۔ نور جہاں کی لڑکی ہے۔ کام کر رہی ہے اور ایک لڑکا بھی ہے۔ نور جہاں اوپر مالے پر بھی ہے تو میں نے پوچھا ہے کہ یہ کون ہے تو کوئی کہتا ہے کہ یہ نور جہاں کی لڑکی ہے اور اس نے جو ڈریس پہنا ہے وہ موتیوں سے بھرا ہے اور رنگ کالا ہے۔ اتنے میں نور جہاں نے اوپر سے رسی میں کوئی چیز باندھ کر نیچے ڈالی ہے جو میں نے کھول کر دیکھا ہے تو وہی ڈریس ہے جو اس لڑکی نے پہنا ہے اور میں نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ **نویں رات**:۔ مالی بوا آیا ہے اور کہتا ہے کہ صاحب مجھے سو روپے کا نوٹ دیجئے میں چھٹا کر ڈالوں۔ اریا بسنت ہے۔ **گیارھویں رات**:۔ میرے ہاتھ میں بھالا ہے اور میرے ساتھ ظلم کے ڈبے ہیں اور ایک دروازہ ہے جس کا نام در ہے اور میں اس کے اندر گھسا جا رہا ہوں اور یہ گانا بھی گاتا جا رہا ہوں۔۔۔ جا رہا ہے زندگی کا کارواں۔ زندگی کا کارواں۔ تو ایک مسلمان اندر بیٹھا ہے اس نے میرے بھالے کی نوک پکڑ لینا چاہا ہے تو دوسرا کہتا ہے کہ یہ بھاڑ رہے۔ **بارھویں رات**:۔ مکان بن کر ایک دم تیار ہو گیا ہے اور کہتا ہے کہ "ٹھیسو" یعنے ہو گیا ہے۔ تو اب ہوم منسٹر سردار دلبھ بھائی پٹیل جانیں۔

۱۳ ممبروں کی گورنمنٹ بن گئی تھی جسمیں ایک صدر تھے بعد میں ایک بہت بڑا مکان بنا رہا ہوں جسمیں کاریگر سب کے سب گانے بجانے والے ہیں تو ہم لوگ پہاڑ پر چڑھے جا رہے ہیں تو ایک کہتا ہے کہ مجھے تو ظہیر شاہ نے بلایا ہے نوکری کرنے کے لئے دوسرا بھی یہی کہتا ہے۔ میں آپ کے لئے نہیں گیا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ مجھے بھی ظہیر شاہ نے بلایا ہے۔ لیکن میں یوں نوکری نہیں کروں گا۔ میں تو اپنا کام کروں گا۔ میں کھڑا کھڑا کام لے رہا ہوں۔ اور ایک کاریگر جس کا نام آئندہ ہے اس کو میں کہتا ہوں کہ کچی اچھی طرح لگاؤ۔ ہم کو خوبصورتی نہیں چاہئے ہم کو ایک دم پختہ کچی چاہئے پختہ کام کرو اور ساتھ ہی میں کہتا ہوں کہ جو تمہارے دھیان میں ہے وہ راگنی الاپو کہ جو سنے وہ کہے کہ بھائی خوب جگ رونڈ بجا رہا ہے تو وہ کہتا ہے کہ آپ اپنا آئیڈیا دیں تو میں کہتا ہوں کہ اس میں سب اپنا اپنا کمال دکھائیں۔ سب کے سب میرے کہنے پر کام کر رہے ہیں کہ دوسرا کہتا ہے کہ اگر کابل جانے تو میں کہتا ہوں پٹھان ان کو خراب کرتے اور سکھ بھی ان کے پاس آکر سمجھاتے ہیں۔ کام خوب زور سے چل رہا ہے۔ سب دلچسپی سے کام کرتے ہیں۔ نویں رات۔ بہت ساری توپیں پڑی ہیں۔ پیکنگ ہو رہی ہے تو میں ان کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ ہمارا نشان یہ رہے گا۔ دسویں رات۔ بہت بڑا گڑھا ہے اور بیچ میں پتلا سا کپڑا پڑا ہے ادھر بائی سندر انین ہے اور ادھر میں۔ اس سے پہلے میں پانچ بجے اٹھا ہوں اور بجلی کا بٹن دبایا ہے اور بتی روشن ہو گئی ہے۔ گیارھویں رات۔ میں نے دیکھا ہے کہ سامنے ۶۶ (چھیاسٹھ) لکھا ہوا ہے جو انڈہ کا ہے تو سامنے سے سرحد کا خالدہ زار آگئی ہے تو میں اس کو دیکھ کر کہتا ہوں عید مبارک ہو۔ پھر میں کہتا ہوں کہ عید مبارک تو آپ کو بھی کہنا چاہیے تھا مگر آپ نے نہیں کہا وہ آتے ہی کہتی ہے کہ ہم کو روپیہ منتر سے ملا ہے جسے وہ ملے گا تو ہم تم لوگوں کو دینگے جو بہت جلد ملنے والا ہے۔ بارھویں تیرھویں رات۔ میں بہت ہی اوپر اڑ رہا ہوں۔ ایک سکھ اخبار نویس کہتا ہے کہ پاکستان کی مخالفت کرنے کے لئے میرے پاس کوئی دلیل ہے۔ موافقت کے لئے دلیل ہے۔ ہمارے گھر کی حفاظت کیلئے آدمی آئے ہیں مگر کسی نے ہمارے گھر کو آگ نہیں لگائی ہے بعد میرا بھائی شرف الدین سویا ہوا ہے اور بھابی وزیر اس کا سر دبا رہی ہے اور مجھے دیکھتی ہے تو کہتی ہے کہ وہ بھی میں ہی ہوں۔ پھر میں نے اس کو سینے سے پکڑ لیا ہے۔ پندرھویں رات۔ والنٹیرائے نے سلام قبول کیا ہے اٹھارویں رات۔ میں نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ ایک درخت کے سائے تلے بیٹھے ہیں چار پائی بچھی ہے بہت درخت بیر کا ہے۔ میں بیر چننے شروع کر دیئے ہیں تو بجائے بیر کے میری جھولی بڑے بڑے ٹماٹروں سے بھر گئی تھی اور لوگ میری جھولی سے ٹماٹر لے رہے ہیں اور میں پوچھتا ہوں کہ کنور فضل الہ کہاں ہے؟ تو میں ایک ورزی کو دکھا کر کہتا ہوں کہ میرے بچوں کے کپڑے بھی فینسی سیو تو اس نے ہنس کر ایکشن کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ آپ خوب ایکشن کرتے ہیں اور ہم اس کالے رنگ کا استعمال کرتے ہیں چوبیسویں رات۔ ایک پنڈت بیٹھا ہوا ہے دوسرے بہت سے پنڈت پھولوں کے ہار پہنا رہے ہیں میں نے کہا ہے کہ چل رہے ہیں میں ان کے پاس گیا تو وہ مجھے دیکھ کر ہاتھ میں سوئی لے کر سامنے پڑے ہوئے موتی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پرونے شروع کر دیئے ہیں۔ اور کہتے ہیں جس نے تم کو کھلایا ہے اس نے مجھے کھلایا ہے اور موتی یا پھول پرو رہے ہیں پچیسویں رات۔ گورنر کا آرڈر نکلا ہے کہ امن کی ضرورت ہے چاہے کوئی قوم ہو اس چاہئے چھبیسویں رات۔ میں نے اپنی بھوپی کا کھٹا مانگا ہے کہ بجائے لے کیونکہ وہ بے کار پڑا ہوا ہے۔ ستائیسویں رات۔ میں کہتا ہوں پوری سازش پکڑی گئی ہے اٹھائیسویں رات۔ ایک نقشہ ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ سب گاؤں بہہ جائینگے تو میں کہتا ہوں کہ یہ نقشہ پہلے کا بنا ہوا ہے انتیسویں رات۔ دوسرا کوئی آدمی مجھے کہتا ہے جیسے کہ میں نے کہا بند کرو جیسا کہ تمہارے حکم سے بند ہو جاتا ہے بعد میں چار کونے ہیں تین ہندو اور ایک میں کھڑا ہوا ہوں اور یہ لوگ کچھ خدا کی عبادت کر رہے ہیں جیسے وہ کھڑے آنکھیں بند کر کے انگلی اور انگوٹھا لائے ہوتے ہیں ویسے ہی میں بھی کر رہا ہوں۔ بعد میں ایک آدمی میرے ساتھ چل رہا ہے اور بان کا ایک میرے کپڑوں رسے گزر رہا ہے اور کپڑوں پر سب رنگ ہی رنگ ہے۔ تو میں کہتا ہوں ہماری مقبولیت میں کیا فرق ہے؟ تیسویں رات۔ میرے دشمن رشتہ داروں نے گرجا بنائی ہے اور اس کو گرجا برائے نام کر دیا ہے تو میں کہتا ہوں لعنت ہے لعنت ہے اس دھوکے کی گرجا پر تو وہ لوگوں کو کہتے ہیں یہ گرجا مسٹر علی بخش کا ہے پھر میں کہتا ہوں کہ لعنت ہے ایسے دھوکے کے رشتہ داروں پر لعنت ہے مجھے یہ گرجا نہیں چاہئے ازنہ مجھے ضرورت ہے لعنت ہے ایسی بد ایمانی پر لعنت ہے عیسائی بھی کھڑے ہیں اور مسلمان بھی تو میں کہتا ہوں کہ دونوں مذاہب کو میں نے سنبھالا ہے۔

میرے پاس میری جیب میں ہے بعد میں سامنے سے مجھ سے پیش کرنے کے لئے کہا گیا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ پیش اندر بھی اندر نہیں کرنا چاہئے بلکہ میں باہر تک پیش کرتا ہوں تاکہ آئندہ کبھی جھگڑا نہ ہو مہر دین کھڑا ہے۔ پندرھویں رات :۔ جنتی بخش بھاگ رہا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی گردن کاٹ کر تمہارے قدموں میں رکھ دوں گا۔ بعد میں جنتی بخش بھابی وزیر کو کہتا ہے کہ تم اپنے گھر لاہور پنجاب چلی آؤ تو وہ خاموش ہے ڈھائے کا نام سن کر خوشی نہیں ہوئی ہے اٹھارھویں رات :۔ صاحب نے اپنے لڑکیوں کی شادیاں کرنی ہیں جہاں اس کا دل چاہتا تھا۔ قتل عام ہے اور ہم حفاظت میں ہیں۔ بائیسویں رات بہت سارے لڑکے اور لڑکیاں کھیل رہے ہیں جو میرے رشتے ہوئے ہیں۔ تئیسویں رات :۔ ایک بزرگ بیٹھا ہے اور اس کو دریا بہانا ہے یعنے جاری کرنا ہے اور پانی آرہا ہے اور وہ سطح کے برابر گرتا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ اس پیمانہ میں کرو۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جسے وہ پانی دیکھ رہا ہے اور نماز عصر کا وقت گزر رہا ہے تو وہ مجھ سے کہتا ہے کہ اب نماز کا وقت گزر چکا ہے نماز نہ پڑھو کہ اتنے میں دریا تو یوسف میں آگیا ہے اور میں نے فوراً ہی دریا میں غوطہ لگایا ہے۔ پہلا غوطہ لگانے کے بعد میں نے دعا مانگی ہے "یا اللہ میرا جسے" میرا غوطہ لگا کر پھر میں نے دعا مانگی ہے یا اللہ تو مجھے میرا اپنا دے۔ تو یہ غوطہ لگا کر باہر نکلا ہوں اور نماز پڑھ لی ہے جس کا کہ پورا عصر کا وقت تھا اور وہ بزرگ کنارے پر بیٹھا دیکھ رہا ہے اور میں نے نماز پڑھ لی ہے پچیسویں رات ایک بھیڑ پہاڑ ہے اور بے حد بڑا اور اتنا گہرا اور اتنا گہرا ہے کہ میں نے آج تک دیکھا ہے نہیں اور ایک بہت ہی بڑا پل ہے اور ہم اس پہاڑ کے پاس سے ریل میں بیٹھ کر جا رہے ہیں اور گاڑی اس پل سے گزر رہی ہے اور نیچے دیکھتے ہیں اتنا گہرا ہے کہ انتہا ہی نہیں اور اوپر دیکھتے ہیں اتنا اونچا ہے کہ اس کی حد نہیں تو وہ پل ہم نے پار کر لیا ہے اور وہ گنگا کا پہاڑ ہے جو گنگ بابا کے پہاڑ جیسا ہے اور پھر میں کہتا ہوں کہ انگریزوں کی فتح فتح نہیں ہے ہندوستان کی ہے انتیسویں رات :۔ نذر سپاہی ہے اس نے مجھے سوتے سے جگایا ہے اور سامنے دو گدھ بیٹھے ہیں تو میں کہتا ہوں تو مجھے مارے گا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے مارے گا۔ اور یہ گدھ میرا گوشت کھائیں گے۔ تو وہ کہتا ہے کہ ہاں ... میری زمین اور مکان میں نے رذاں کو دیا ہے اور میں اس کا ماپ کر رہا ہوں اور وہ بھی ماپ کر رہا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ شکریہ ہے کہ تھوڑا ماپ کرنا تو آتا ہے۔

ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

دوسری رات :۔ کوئی دوسرے کو کہتا ہے کہ "علی بخش کے بخشندا علی بخش کے بخشیں دا" چوتھی رات کوئی ہے سامنے بہت گوشت پڑا ہے اور کچا گوشت ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ کیا ہو رہا ہے تو پھر میں ہی جواب دیتا ہوں کہ افتتاح ملک۔ پانچویں رات :۔ میں دیکھتا ہوں کہ بڑا نقشہ ہندوستان کا ہے اور جہاں سے شروع ہوا ہے وہاں اوم لکھا ہے فارائن مادائن۔ چھٹی رات تین آدمی کو پایا ہے جن نے بلایا ہے تو وہ نہیں آئے گویا باہر سے آکر اندر چھپے ہوئے ہیں تو میں نے ان کو بلایا ہے تو وہ تینوں سامنے آگئے ہیں۔ بعد میں ایک ہندو سر پر پگڑی پہنے ہوئے اور ہاتھ میں روٹی کا ٹوکرہ پکڑے ہے جو میری لڑکیوں کو روٹی کھلا کر آیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ غیروں کے ہاتھ میں کھانا تو گیا مگر کوئی خرابی نہیں ہوئی ہے بلکہ اچھائی ہوئی ساتویں رات :۔ فرنٹیئر میل گاڑی ہے اس میں صرف ایک ہی ڈبہ لگا ہوا ہے جس میں عام لوگ بیٹھے ہیں۔ وہ ڈبے صرف تین ہیں اس میں زیادہ تر ہندو بیٹھنے کے لئے آئے ہیں تو میں وہاں سے باہر آگیا ہوں تو گاڑی چلنے والی ہے تو پھر میں اسی ڈبے میں گیا ہوں تو ہندو تھوڑے ہیں اور مسلمان اس سے زیادہ ہیں۔ تو میں بیٹھ گیا ہوں اور گاڑی چل پڑی ہے بعد میں ۱۳ ممبروں کی گورنمنٹ بن گئی ہے جسمیں ایک صد روپے۔ بعد میں

پندرھویں رات ۔ فارن کنٹری میں "آمن ہے" اس کے بعد ایک مسجد میں جماعت نماز ہو رہی ہے اور میں اس میں شامل ہو گیا ہوں اور نماز پڑھ رہا ہوں اور یہ نماز کوئی قطب پڑھا رہا ہے ۔ سترھویں رات بہت سارے شیعے ہیں ان میں ایک شیعہ میرا ہے ۔ اس میں میرے بال بچے ہیں ۔ میری لڑکی سے جو میں نے شیعہ کے کان پکڑ رکھے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ آپ شیعوں کو بال رہے ہیں ۔ اسی کے ساتھ کوئی دوسرا چھوٹا جانور بھی میری بچی کے کھیلنے کے لئے پالیے ۔

(۲۰) بیسویں رات ۔ میں بہت سارے ملوں کا مالک ہوں اور دوسرے میرے گھر جانے پینے کو آیا ہے اور بہت سارے لوگ میرے اور اقبال سے کہتے ہیں کہ تمہیں مبارک ہو ۔ کہ تمہارا مرد فرندہ وسلامت تمہارے سر پر ہے

اکیسویں رات میں ہوں اور میرا باپ میرے سامنے بیٹھا ہے حاضر ہوا ہوں کہ میں نے آپ کا حکم نہیں مانا تو میں گنہگار ہوں اگر کہیں جا گیا تو میں گنہگار ہوں ۔ تو میں گنہگار ہوں ۔ اگر میں نے کوئی قصور کیا ہے تو میں گنہگار ہوں ۔ اور اگر میں نے کوئی گناہ کیا ہے تو میں گنہگار ہوں ۔ اور کوئی میرا جائز لینے آیا ہے اس کا جائز دیا ہے ۔ بائیسویں رات ۔ بہت سارے مکانوں کو آگ لگی ہے وہاں سے بچ کر میں تو میں اقبال سے اپنے گھر کی چابی مانگتا ہوں کہ اندر جو کچھ زیور اور سونا پڑا ہے اسکو نکال لوں ہمارے گھر کو بھی آگ نے پکڑا ہے مگر کوئی نقصان نہیں ہوا ہے اور ایک بزرگ نے ہمارے جانے کا ہوائی جہاز سے بندوبست کر دیا ہے ۔

صفر المظفر ۱۳۶۴ھ

یکم صفر المظفر ۔ وزیر نے میری بگڑی پر کفش بہت عمدہ لگایا ہے اور میں کہتا ہوں کہ لاؤ میں اپنے سر پر باندھوں مجھے بگڑی باندھنے پسند ہو گئے ہیں مگر میں ابھی اچھا طرح باندھ سکتا ہوں سب لوگ بیٹھے ہیں اور گھر کے لوگ اور بچے بھی بیٹھے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ سات ماہ بعد اقبال سے کوئی کام نہ ہوگا ۔ اس کے لڑکا ہونے والا ہے ۔ اقبال کے لڑکا پیدا ہونے کے بعد مجھے ولایت ملے گی اور میں امیر الامراء اور رئیس الرؤساء عرب المخرباھوں ۔

دوسری رات ۔ ایک جگہ گیا ہوں تو ایک بوڑھا مجھ سے کہتا ہے کہ ہم نے دو روپیہ دار کھا ہے مگر وہ بڈھی نہیں مانتی ۔ تو میں اس سے کہتا ہوں کہ تم بچے مسلمان ہو؟ اور اتنے میں میرے سامنے ایک نیا پرچہ آ کر گرا ہے اور اسپر لکھا ہے زینت زینت ۔ ۲۰ ۔ دسویں رات میں اوپر اڑ رہا ہوں اور لوگ بھی اڑ رہے ہیں ۔ تو میں کہتا ہوں کہ میرے برابر اڑنے والا ہندوستان میں کوئی نہیں ہے اور انھوں نے امتحان لیا ہے تو گھوڑے کھڑے اڑنے لگا ہوں ۔ ایسا اڑ رہا ہوں کہ گویا میرے پر لگ گئے ہیں اور میری طرح کوئی اڑ نہیں پاتا ہے ۔ اس کے بعد جھنڈے خاں کہتے ہیں کہ عطاء اللہ شاہ نمازی ہیں پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں ۔ ہم لوگوں کو پیر نے بھی بتایا ہے کہ اڑنا نہ چاہیئے ۔ اس کے بعد سید منور کمال دکھا رہا ہے ۔ میں گیا ہوں تو اوپر چڑھ گیا ہوں اور سید نے مجھے دو تین کندھوں پر کھڑا کر لیا ہے گویا کہ میں پھول ہوں ۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس نے تو حد کر دی ہے

(۱۲) بارھویں رات ۔ آغا خلفی کا شیرہ بہت ساری دوائیں لئے کھڑے ہیں اور انھوں نے مجھے بھی دعا دی ہے مگر مجھ سے کچھ کہا نہیں ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکا پریذائر ہو چلا ہے ۔ میرے پاس سوکھے چھوارے پاکٹ میں بھرے پڑے ہیں ۔ ان کو میں اپنے کام میں لاؤں گا ۔ اور ایک جگہ ہے ہم نے لی ہے ۔ تو وہ سنی کو کہتا ہے کہ ہم بھی یہاں پر ہی آ جائیں گے اور آرام میں رہیں گے ۔ اس کے بعد کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ تو ستارے کی طرح آ رہا ہے قیوم ۔ تیرھویں رات عبد الرزاق قصائی آیا ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ آپ ہر روز بریجہ بیل ادھار منگوایا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں تو ہمیشہ منگوایا کرتا ہوں ۔ تو وہ کہتا ہے کہ اس نے حوالہ رشید کیلئے کچھ برائی لکھی ہے یہ آپ نے پڑھا تو میں کہتا ہوں کہ یہ تو میں جانتا ہوں کہ فلم میں رنڈیاں کام کرتی ہیں کوئی شریف آدمی کام نہیں کرتا ۔ مگر سرکار لڑکیاں وہ نہیں ہیں وہ صرف بیٹ کے لئے کرتی ہیں ۔ چودھویں رات ایک کان ہے اس میں بہت سے جزیں موجود ہیں ۔ منشی منور اپنے حصہ دار سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے اور میں اس دوکان کے اندر کپڑے بدل رہا ہوں ۔ اور جب بدل چکا ہوں تو باہر سے سلطان باوا اسکو منکر دکان میں بھیج رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ سید کبھی ہوتا ہے سید دھنی ہوتا ہے سید خوب صورت ہوتا ہے ۔ اور سید میں سب نیک اوصاف ہوتے ہیں ۔ سید وہ ہوتا ہے کہ جس میں ساری خوبیاں ہوں اور سید سردار ہوتا ہے پندرھویں رات میرا بھائی محمد عیش ہے اور رنگ بروڈکشن میں وہ مجھ سے باتیں کر رہا ہے ۔

۱۳۶۶ھ

یا اللہ جل جلالہ (محرم الحرام) یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۶۶ھ :- ایک جگہ ہے کہ جہاں سکھ رہتے ہیں اور ہم بھی ان کی بستی میں رہتے ہیں مگر ہم یہاں نہیں رہنا چاہتے ۔ اگر آج گاڑی کا وقت ہوتا تو ہم یہاں سے نکل جاتے ۔ ایک تو ساڑھے دس بج چکے ہیں اور گاڑی کا وقت ہے بجے شکنجی ہے اس کے علاوہ آج جاتے تو سنگھ بھی ہمیں پکڑ لیتے ۔ اس لیے ہم نے کل جانے کا پکا ارادہ کر لیا ہے میرے بال بچے میرے ساتھ ہیں اور ہم نے بستر بند سب باندھ لیا ہے مگر سفر کل پر مقرر ہو گیا ہے اتنے میں ایک سفید داڑھی والا سکھ آ بیٹھا ہے اور باتیں کر رہا ہے اور ادھر میں نے کیرتن گانا شروع کر دیا ہے اور وہ سکھ خوش ہو رہا ہے اور اس نے مجھے سونے کی مندری دی ہے تو میں نے جا کر اپنی عورت کو دیدی ہے اور اس نے اپنے مالک کو دیدی ہے ۔ میں اپنی عورت کو کہتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہے یہ سب کچھ تیرا ہے میرا کچھ نہیں ہے ۔

تیسری رات ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ابراہیم مر گیا ہے اور دس دن دھکا رہا ہے اور دسویں دن فرشتوں نے اسے دھکا دیا ہے ۔ بعد میں فقیروں کا ایک گروہ جا رہا ہے اور میں بھی اس گروہ میں چل رہا ہوں اور میں جا رہا ہوں کہ یہ لوگ میرے گھر میں میاں احمد کی درگاہ کے پاس والا پل میں نے پار کر لیا ہے اور اپنا وقت ادھر ادھر گھوم کر نکال رہا ہوں تو بھائی دزیر مجھ کو دیکھ کر کہتا ہے کہ بچارہ تھک گیا ہے ۔ ایک فقیر میرے آگے آگے چل رہا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ آپ میرے لیے دعا کریں ۔ جا نیچے رات ہزاروں آدمی ہیں اور ان میں میں بھی جا رہا ہوں ۔ اور میں نے اعلیٰ درجے کی فوجی افسر کی وردی پہن رکھی ہے ۔ ان تمام لوگوں میں ایک میں ہی افسر ہوں ۔ میں نے کپاس کا بھاؤ پوچھا ہے تو لوگ بھاؤ بتاتے جاتے ہیں پھر میں آگے بڑھا ہوں تو بھائی وزیر کے ہاتھ میں لکڑی ہے اور وہ بنا کچھ اسی رہی ہے ۔ تو سامنے سے جتی بخشی آ رہا ہے اور وزیر سے کہتا ہے کہ جو کچھ تجھے میں بخشی کہے تجھے وہ کرنا ہوگا اور بس تم کرو ۔ چوتھی رات :- ایک مکان ہے اور اندر خورشید ہے اور تپی جل رہی ہے اور دروازہ بھڑا ہوا ہے تو میں نے دروازے کو سر کے زور سے کھول لیا ہے ۔ اور میں پکارتا ہوں گور کھا گور کھا ۔ تو خورشید پوچھتی ہے کہ کون کور کھا گو ! اس کو کہتی ہے وہ اندر سے بکڑ رکھا ہے اور میں اندر سے دروازہ کھول کر گھس گیا ہوں ۔ اور تپی جل رہی ہے ۔ پانچویں رات :- بالو نانک چند مالکینی بیٹھا ہوا ہے اور مجھ سے پوچھتا ہے کہ تم گاندھی راج میں رہو گے یا پاکستان میں تو میں کہتا ہوں کہ میں گاندھی راج میں رہوں گا ۔ اسی لیے تو میں یہاں آیا ہوں ۔ ایک لڑکا میرے ساتھ چل رہا ہے اور وہ مجھ سے کہتا ہے یعقوب تو پاکستان کی موافقت کرتا ہے ۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ کیا موافقت کریگا ہم تو یہاں مقابلہ کریں گے ۔ اس کے بعد ایک تمبو ۔ لگا ہوا ہے جو کہ کسی مالکینی کا ہے اور لوگ اس کو آگ لگانا چاہتے ہیں مگر وہ آگ لگا نہیں سکتے ۔ وہ تمبو بچ گیا ہے ۔

چھٹی رات ۔ دو ڈھائی سو ممبروں کے چندے سے کالج بن گیا ہے ۔ (۱۱) گیارھویں رات ۔ ایک بہت بڑا کالا سیار جا رہا ہے ۔ میں نے اسکو مارا ہے تو وہ آدمی بن گیا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ صالح میری عورت ہے پھر دوسرا آدمی کہتا ہے کہ صالح میری عورت ہے ۔ پھر تیسرا آدمی کہتا ہے کہ صالح میری عورت ہے اور وہ بھی سبھوں سے کہتی جا رہی ہے کہ ہاں تیری عورت ہوں اور میں کہتا ہوں کہ تو میری عورت ہے تو میری عورت بنی ہوئی ہے ۔ (۱۳) تیرھویں رات :- میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کنٹرول برگزی لینا چاہیئے اور کہتا ہوں کہ ظلم نہیں کرنا چاہیئے ۔ بعد میں نرگس ہمارے گھر آنے والی ہے تو ہم اوپر کی منزل پر رہتے ہیں ۔ تپی جل رہی ہے ادھر باری میں میں اور بھابی کھڑے ہیں ۔ دیکھا ہے کہ نرگس جیل گاڑی میں آتی ہے اور مجھ کو اس کو بھی نیچے لیے جا رہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ آئی بھی اور چلی بھی جا رہی ہے ۔ تو میں کہتا ہوں کہ گھر کو صاف کرو کہتا ہے تو میں نے بھائی کو خوب دبایا اور ڈانٹا ہے ۔ ہمارے گھر کے سامنے کی زمین میں دوسرے کا پاخانہ لگ رہا ہے ۔ قال کہتی ہے کہ اس کو بھی فلش سسٹم بنا لو تو کوئی کہتا ہے کہ دوسرے کی زمین میں کون بنانے دیگا ۔ پھر میں بیٹھا نہ کرنے لگا ہوں ۔ تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا ہے

ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ

قیامتی رات ربیع الاول ایک ہندو ساہنی کا گھر ہے تو اسکی عورت اپنے گھر میں بیٹھی ہے تو میں کہتا ہوں کہ دیکھو وہ ساہنی کی عورت بیٹھی ہے تو وہ کہتا ہے کہ بیٹھی کیا ہے۔ بلکہ میں اس نے ایک اعلیٰ درجے کی سارنگی خود اٹھا لی ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ بجانا بھی جانتی ہے۔ تو اتنے میں اس نے سارنگی سر میں بجائی ہے کہ میں حیران رہ گیا ہوں۔ بلکہ میں وہ مجھے کہتا ہے کہ دیکھے یہ بگڑ گئی ہے اور وہ سارنگی اور طبلہ خود بجا رہا ہے۔ جو بے حد اچھا ہے۔ حالانکہ نہ اسکی کوکنی ہے اور نہ اس کا کام اسکو آتا ہے مگر میرے خیال میں وہ اسی دھن میں سب کچھ کر رہا ہے ۸ ویں رات۔ میں کہتا ہوں انگریزوں کی ساری زندگی عدالت میں گذری آج انصاف کا دروازہ کھلا ہے اب کوئی کسی پر زیادتی نہیں کرے گا۔ اور اب کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ۹ ویں رات دیوالی جیسا بہت بڑا تہوار ہے اور سب لوگوں نے اپنی اپنی دوکانیں بنائی ہیں۔ اور سامنے تانتا کھڑا ہے اور اس نے سب سے زیادہ کپڑا اپنا دوکان میں لادا ہے۔ اور دکان بھولوں سے خوب سجائی ہے تو میں کہتا ہوں کہ مال بہت زیادہ ڈالا ہے۔ سارا بازار سے زیادہ سجا ہوا ہے۔ ٹیلیفون والے لوگ کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہماری ترقی ہونی چاہیئے تو میں آگے آگے ہوں اور پیچھے پیچھے وہ سب لوگ آ رہے ہیں۔ اور میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ ذرا ہمت سے کام لینا اور مالک سے ترقی مانگنا۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو اس وقت ۱۸۰ روپیہ ترقی ملنا چاہیئے۔ تو پھر میں کہتا ہوں کہ ہمت سے کام لیں تو کامیابی ہے ورنہ وہ کہیں گے کہ جب تم بھوکے تھے تو ہمنے تم کو کام دے کر مہربانی۔ اس وقت تم لوگوں نے مہنگائی اور ترقی نہیں مانگی تو وہ کہتے ہیں کہ ہم صاحب سے کہدیں گے کہ ایسے ہم سے کام نہ ہوگا۔ تو میں کہتا ہوں کہ ہمت سے کام کرو کہیں نہ مالک کے سامنے ہو۔ ۱۲ ویں رات میرے پاس بہت سارے خط آئے ہیں۔ اور چالاک لوگ آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں کہ علی بخش کی لڑکیاں بدکار ہیں کہ ان کے دوستوں نے خط لکھے ہیں۔ پھر اوہ مرغبگل ہرا بھرا ہے اور میں اپنی بکری کے بچے کو گھاس کھلا رہا ہوں (جو اہا ہوں) جب وہ بات کر چکے تو میں نے سب لفافے ان کو لے جا کر دیئے ہیں تو ان میں کوئی واہیات بات نظر نہیں آئی ہے بلکہ سب میں اچھی باتیں لکھی ہیں تو مجھ پر اور میرے لڑکیوں پر جھوٹا الزام لگانے والے شرمندہ ہوتے ہیں اور ہم رب بری ہو گئے ہیں۔

۱۵ ویں رات میں نے دیکھا کہ سہراب مودی سے ملنے ایک انگریز اور اسکی بیوی آئے ہیں جو قد اور وزن میں سہراب کے برابر ہیں۔ تو مودی فوراً زمبور لیکر اٹھا ہے۔ کیونکہ عورت کے داڑھ میں درد ہے۔ تو ایک دن نے میرے منع کرنے کے باوجود اس داڑھ کو اکھاڑ کر پھینک دی اور جو بڑے بڑے انگلش جو وہاں پر تھے لگا دیئے ہیں اور وہ عورت مر چلے گئے ہیں اقبال مجھے دھو رہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اقبال بس اب تم ہو گیا ہوں ۱۸ ویں رات کوئی اقبال سے کہتا ہے کہ آج بلا کم ہو گئی ہے۔ اور کنوئیں میں مرگئی ہے اسکو نکلوا کر پھینکوا دو۔ پھر میں سید بزرگ مجھ سے کہتا ہے کہ اسی ہزار ۸۰۰۰۰ میں مسلم کالج بہت اچھا ہوگا تو میں کہتا ہوں کہ جی اچھا۔ پھر میں ایک جہاز ہے اور اس پر کوئی آدمی کھڑا ہے اور وہ اوپر سے اور میں نیچے سے دیکھ رہا ہوں تو میں نے بہت کچھ دیکھا ہے۔ اوپر سے اس جہاز کا حاکم آ گیا ہے اور ایک آدمی سے میرے متعلق دریافت کرتا ہے اس کی تسلی کرا دی ہے۔ پھر میں افسر اوپر چیک کرتا ہے اور میں اس پہلے آدمی کو نیچے سے کہتا ہوں کہ بہت مال اور پیسہ ہے تم کسی اچھی جگہ پر تجارت میں لگا دو ۲۰ ویں رات میں کسی کو منع کرتا ہوں کہ تو نہ جا ہم ہی جاؤں گا تو میرے ساتھ چلنا۔ ابھی بارہ دن ہیں چاند نیا چڑھنے کو اور بارہ دن گذرے ہیں پہلی چاند کے دن جو نہ سونے والی بات ابھی مانگو گے وہ نہ ہوگا ہو۔ اور جاگتے رہو گے وہ ملے گی۔ اور تم کو خبر ہے نا کہ میں اس سید بزرگ سے جو پہاڑ والے یہاں ملنے آیا ہوں جس کے لیئے تم تیار رہنے کو کہا تھا۔ پہلی چاند دیکھے گا فوراً دعا قبول ہو جائیگی ۲۵ ویں رات ہمارے باہر والے دروازے پر ایک دم زبردست زور سے ایک بکرا اس کے ہاتھ میں ہے اور اس نے فوراً ہی ذبح کر دیا ہے۔ دوسری طرف ایک آدمی آیا ہے تو اس نے ایک سیاہ جڑیا ذبح کر دی ہے ۲۶ ویں رات کو کسی مجھ سے کہتا ہے کہ انجکشن لینا اچھا ہے اس کے لینے سے اچھے ہو جاؤ گے پھر ایک جگہ ہے وہاں پر میری ٹانگ لیکر گئے ہیں۔ تو وہاں پر جا کر وہ میری ٹانگ جوڑ گئے ہیں ۲۷ ویں رات میں بول رہا ہوں کہ مجھے بارہ آنے فائدہ ہوا ہے اور اب چار آنے میرا مرض باقی رہ گیا ہے وہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کے بعد شہزادہ بازار کو ٹھیک کر رہا ہے

محمد بخش بساط کا کام کر رہا ہے۔ اور میں گھوم رہا ہوں اور کہیں سے مجھے پانی نہیں ملا ہے۔ ایک عورت سے کہتا ہوں وہ بھی نہیں مانتی ہے۔ آخر میں نے اسکو منوالیا ہے۔ ایک آدمی آیا ہے اور اسکی حجامت ہوگئی ہے اور پھر بھی وہ دوسرے کے سامنے آکر بیٹھ گیا ہے۔ تو استرے سے میں نے اسکو ٹھیک کیا ہے۔ مگر ڈرتا ہوں کہ حجامت تو مجھے کرنی آتی نہیں ہے۔ اگر وہ ساری حجامت بنانے کو کہے تو میں کیا کروں گا۔ تو اب اسی نے بجائے دو آنے کے چار آنے مجھ دیئے ہیں۔ یعنی انعام بھی دیا ہے۔ میں اپنی دکان کپڑے سے الگ ہوں۔ کیونکہ مجھے وہ اچھا نہیں سمجھتے ہیں۔ بعد میں میرے گاؤں کا ایک زمیندار مجھ سے ملا ہے۔ اسکا نام فتح محمد ولد حاکم ہے (۲۲) بائیسویں رات۔ میں جیت گیا ہوں اور ساز اٹھائے ہوئے آیا ہوں تو راستے میں مجھے عابد گریز ملتا ہے اور کہتا ہے کہ پہلے وہ ایک معمولی آدمی تھا اب وہ اور اسکی عورت ایک کمپنی بنے ہوئے ہیں۔ اور ایکٹروں کو لے جا رہے ہیں اسی کے بعد میں اپنے ٹھکانے پر پہونچا ہوں تو ایک دوکان ہے۔ اسمیں میں پہونچا تو بیٹھا ہوا ہے اور بیٹھا بالکل ننگا ہے اور ساتھ ہی ٹیلیفون بھی بنا آگیا ہے۔ اور بے حد زور سے چل رہا ہے۔ اور اوپر دوسرے مالے پر بہرسل ہو رہی ہے جو کہ دائن کی ہے۔ اور وہ سارا بالا خانہ وغیرہ رنگتی بن گئے ہیں کہ نئے طور پر آئیل پالش کیا گیا ہے اور میرا ساز کٹ کر مجھے پہنچا ہے اور وہ پیرسل میں بتلاؤں گا۔ ۲۳ ویں رات۔ ادھر اُدھر سے پورا ہو گیا ہے ۲۴ ویں رات میں کہہ رہا ہوں کہ عنبر کی شکست اور اپنی فتح دکھاتا ہے۔ ۲۵ ویں رات۔ اس کے بعد ایک انسان اپنی خاکی وردی میں ہے اور کہتا ہے کہ ہر روز صرف آداب دنا ہوتا ہے۔ تو میں ٹیلیفون سے پوچھتا ہوں۔ کہ وائسرائے۔ یا کمانڈر انچیف کو یا بادشاہ کو ۲۶ چھبیسویں رات میں دل میں کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالےٰ لاکھوں وقت پر سب مسلمانوں کو ایک جگہ کر دے۔ ۲۷ ستائیسویں رات میں کسی سے کہتا ہوں کہ ایک بہت بڑا پہاڑ ہے جس پر پرانی عمارتیں ہی اور آگے کہیں راستہ نہیں ہے۔ بھول گئے؟ اور ہم دو آدمی ہیں بعد میں میرا گاؤں ہے گا۔ جو پہلے دبا نے گرا دیا تھا۔ اور اب وہ پھر نئے سرے سے بنا ہوا ہے۔ عالموں کا گھر ہے جس کی شکل گرجے کی ہے۔ لیکن عمارت بالکل ہے سفید چونا لگا ہوا ہے اور بے حد خوب صورت ہے۔ اور پر دو دروازے ہیں جن کا منہ مشرق کی طرف ہے۔

ربیع الاول ۱۳۶۶ھ

گیارھویں رات ربیع الاول:۔ مجھ کو کوئی کہتا ہے کہ عنبر ہی ہے۔ مدھو کر مجھ سے بھوجپوری میں گفتگو کرتا ہے اور وہ مجھ سے کہتا ہے کہ میں اپنے گانے اور اسٹوری اپنی فرض سے آپ دوں گا۔ مردان درزی کہتا ہے کہ علی کچھ نہیں بنا دانے کمپنی کھول لی ہے اور اب وہ عیاشی بن گیا ہے ۱۲ ویں رات۔ بھولے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے اسکی سیاہی کی بوتل توڑ دی ہے تو وہاں سے میرے نام سمن آیا ہے دو آدمی آئے ہیں کہ جنھوں نے شیروانیاں پہن رکھی ہیں تو میں بھی شیروانی پہنتا ہوں اور میں حسینی دین بالکل بوڑھے افسر کے پاس رہتا ہوں۔ اور میں اسکو یہ بتانے جا رہا ہوں کہ اسکے بعد عدالت ہے اور سپاہی اور دربان پہنے ہوتے ہیں۔ ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ خبردار اسکو کچھ مت کہنا تو میں اسکو کہتا ہوں کہ مجھے اس نے پہلے جھوٹی بیچ مجھ کو گالیاں دی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ سب کارروائی ثواب کی ہے ۱۳ ویں رات ایک دکان ہے میں اور اقبال ہے تو باہر سے سلطان بادا آکر ہمارے پاس بیٹھ گئے ہیں۔ اقبال سوئیٹر پہنے ہوئے کسرت کر رہا ہے۔ میں اسکو بلاتا ہوں اور جگہ والی۔ میرے ہاتھ میں دودھ کا گلاس ہے۔ میں سلطان سے کہتا ہوں کہ ہم نے ایک دوسری جگہ لی ہے جو پہلی جگہ سے بہت بڑی ہے۔ اس کے بعد بڑا واڑیا اور میں پہاڑ پر ہیں۔ واڑیا ایک لنگوٹی پہنے پہاڑ سے اتر رہا ہے اسکو اسکی لڑکی بلا کر لیگئی ہے۔ کرایہ والا کرایہ مانگتا ہے مگر میرے پاس سو روپے نہیں ہیں۔ ۱۴ ویں رات کو میں کرایہ دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا ہے اس کے بعد میں جیتا کے یہاں گیا ہوں اور وزیر سے کہتا ہوں کہ میں تجھے دیکھنے آیا ہوں۔ اور مجھے بچہ ملنے والا ہے وہ بہت خوش ہو گئی ہے ۱۶ ویں رات:۔ میں کہتا ہوں کہ شمس الدین دونوں اسٹوریوں پر قبضہ کیا ہوا ہے ۱۸ ویں رات تین چیزیں گانے کی ہیں نیچے اور اوپر والی تو میں گا چکا ہوں اب بیچ والی چیز بہت اچھی ہے وہ بھی میں گا رہا ہوں۔

(اے رحیم تو اور تیرا دامن رحمت بہت وسیع ہے کرم فرما)

۲۵ ویں رات۔ حسین بی بی کے پاؤں میں تنی آگ لگی ہے کہ اگر انھیں کوئی ہاتھ لگائے تو جل جائے۔ اس کے بعد کوئی کہتا ہے عشرت آبیٹا ابھی تک نہیں آیا ہے۔ اور میں جیسی گاؤں کا مالک ہوں ۲۷ ویں رات درگا کھوشے مجھ سے کہہ رہی ہے۔ اس سال سلام کا بول بالا ہے۔

جمادی الآخر ۱۳۶۶ھ

۵ ویں رات۔ چاند کی فقیری میک اپ میں جھکا چلا آرہا ہے اور اکھاڑے میں اترتا ہے کہ ایکدم سیدھا کھڑا ہو گیا ہے۔ بس اسٹنڈ ہے اور لوگ اتر رہے ہیں مگر میری بس۔ بس اسٹنڈ سے آگے جاکر کھڑی ہوئی۔ اور میں بھی اتر اور کچھ انڈے کھانے کے لئے لائے گئے ہیں۔ اس کے بعد مسجد ہے اور بہت سارے بزرگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ہوں اور میرے ساتھ ایک چھوٹا سا لڑکا ہے اس نے صرف ایک سجدہ کر کے نماز ختم کر دی ہے۔ مگر میں نے پوری نماز پڑھی ہے اور میں دعا مانگ رہا ہوں۔ اور میرے کپڑے زری کے ہیں اور لوگ مجھے دیکھنے آرہے ہیں۔ ۱۰ ویں رات ایک بہت اونچا سہ منزلہ مکان ہے میں اس پر سوار ہوا ہوں۔ اس کے بعد بشیر لاہور سے آیا ہے اور بھابی اس سے مذاق کر رہی ہیں تو وہ بھی ناموزوں مذاق کرتا ہے تو میں اسکو کہتا ہوں کہ ایسا نہ کرو بشیر کیونکہ تمہاری جوان بہنیں ادھر سو رہی ہیں۔ اس کے بعد بھابی ہمارے ساتھ جانا نہیں چاہتی ہے تو میں اقبال سے کہتا ہوں کہ اس کو ہوائی جہاز کا ٹکٹ دلوا دو کہ یہ وہاں چلی جائے جو دھویں رات۔ ایک بہت بڑا محل ہے اور اقبال کہتا ہے کہ آج گورنر بدلا ہے تو مسلمان چوریاں کر رہے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اس میں مسلمانوں کا کیا ہوگا رات نے میں ایک بہت ہی بڑا درخت لگا ہوا ہے اور میوں دربار کی سفید کپڑے پہنے بیٹھے ہیں اور زرد کے کپڑے بھی پہنے ہوئے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ موہن کمبنی نے اپنا اچھے ڈریس سلوائے ہیں۔ سوا ۱۵ ۔ ۱۴ ویں رات۔ اقبال کہتا ہے کہ جو دکھ اٹھاتا ہے وہی سکھ اٹھاتا ہے۔ اس نے دکھ اٹھایا ہے تو سکھ ضرور پائے گا۔ اس کے بعد پانی کا گھڑا ہے اس سے گلاس بھر پانی لے کر پیا ہے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ تبرا جا میرے شاگرد آئے ہیں اور میں انکا استاد ہوں۔ ۱۲ ویں رات ایک آفس ہے اس میں ہم کام کر رہے ہیں ایک کہتا ہے کہ یہ کام بزرگوں کو چلانا ہوگا اور میں کہتا ہوں کہ بیشک بچے بھال بڑے ہی کریں گے مگر تنخواہ ہم کو ماہ بماہ برابر ملنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تنخواہ تو ضرور برابر ترقی کے ساتھ لے گی۔ اور برابر ملنی چاہیئے۔

رجب المرجب ۱۳۶۶ھ

۵ ویں رات رجب المرجب۔ بھوری اونچائی سے کسی نے ہم تین آدمیوں کو نیچے پھینک دیا ہے تو میں اس پھینکنے والے سے کہہ رہا ہوں کہ دو صاحب کمال تو مر گئے ہیں مگر مجھے کوئی ضرر نہیں ہوا ہے ۷ ویں رات۔ میں نے دیکھا کہ فخو کمار مر گیا ہے اور لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون مرا ہے۔ ان کو میں کہتا ہوں کہ فخو کمار مر گیا ہے۔ اور جب سب لوگوں کو معلوم ہوا ہے تو مجھے امید ہو رہی ہے کہ میں کچھ دعائیں یا دعا کروں تو یہ مرا ہوا زندہ ہو جائیگا اور اللہ کے فضل سے میری زبان پر لوگ یقین کرتے ہیں ۹ ویں رات۔ میری لڑکی حور شید کہہ رہی ہے کہ ہالو خالہ اکی راہ دیکھ رہی ہے پھر میں دیوار بنا رہا ہوں جو بن چکی ہے۔ گیارھویں رات ایک بلڈنگ بن چکی ہے اور اسکا دروازہ بہت بڑا ہے اور اس میں شیشہ جیسا مٹیالا ہے اور سامنے کی طرف شیشے رکھے ہوئے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ میرے لئے جو کمرہ ہے اس میں ایک طرح کے تقاضہ رکھا ہوا ہے اور اس کے بعد مسز شاہ والٹر سے کہہ رہے ہیں کہ پہلی کونسل اچھی نہیں تھی اب جو کونسل بنے گی وہ اچھی اور سچی بنے گی

بارھویں رات ایک حورت ہے اور اسکی دو لڑکیاں ہیں جو بہت خوب صورت ہیں اور جوان ہیں ان کو کانچ کے گلاس میں پانی دیتا ہوں اور جب وہ پی رہی ہیں تو میں پڑھ رہا ہوں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ اس پانی سے پیٹ کی گرمی نکل جائے گی۔ پھر ان کو میں جانتا ہوں اور وہ مجھ کو جانتی ہیں۔ بعد میں ذرینہ بخش اور رحیم بخش آئے ہیں اور آپس میں اچھی اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ ۱۷ ویں رات۔ میں اور صالح چلتے جا رہے ہیں اور صالح کہتی ہے کہ اب آپ کوئی دوسری عورت کر لیں اور مجھے نہ بلائیں تو میں کہتا ہوں کہ جواب مجھ پر کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی تم پر کوئی گناہ ہے میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا

اور سبھی کے ساتھ ایک آدمی اور ہے اور یہ دونوں مسٹر جناح کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ شہزادہ ایاز تم نے ہمیشہ جناح کے خلاف لکھا تم کو کیا مل گیا یہ تمہاری زبانی معلوم ہوا ہے کہ اپنی قوم کو چھوڑ کر کہیں گزر نہیں ہو سکتا ہے۔

جمادی الاول ۱۳۶۶ھ

دوسری رات جمادی الاول ۱۔ صرف میری مزدوری باقی ہے مجھے بھی میری مزدوری ملنے والی ہے جو بالکل تیار ہے ۵ ویں رات رسول تیار ہے۔ شادی ہو چکی ہے پیر کو سلام ہے اور بعد میں ماں کو سلام ہو ۶ ویں رات ۱۔ میری تیسری شادی ہو رہی ہے میری والدہ ہیں اور میرے گھر میں لے شما اور بہت زیادہ کچا گوشت پڑا ہے اور کچے پھر ہے ہوئے اور ایک کند بکری کے گوشت کا ڈھیر لگا ہے۔ میں ڈھونڈ رہا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ یہ سب کتے بلے والے ہیں اور میں کہہ رہا ہوں کہ ایک عورت بہت سخت ہے اور میری خاص طور پر میرے مذہب کی ہے جو کہ اقبال ہے مگر بڑھیں اور میری ہمدرد ہے تیسری عورت جو ہے اسے میں نے دیکھا ہے بہت ہی خوبصورت ہے اور میری برات میڑھے چڑھ کر جانے والی ہے ۹ ویں رات۔ کوئی فلم ہے اس میں میرا کام اس خوبی سے انجام دے رہی ہے گویا بجلی ہے اور دیکھنے والے حیران ہیں کہ یہ بچی کیسا پھرتیلا کام کرتی ہے اور جن کا خیال تھا یہ کام اچھا طرح نہ کر سکے گی چپ ہو کر بیٹھ رہے ہیں اور شدر ہیں۔ اس کے بعد میرا ایک اب ہو رہا ہے فقیر کا میک اپ ہے۔ ایک آئینہ ہے اور اسمیں دیکھ کر میں نے اپنے آپ کو ٹھیک کر لیا ہے۔ ہم لوگ سینکڑوں فقیروں میں چل رہے ہیں اور میرا کام ہی سب میں نمایاں ہے۔ لوگ میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میرا کام ہو گیا ہے اور کیمرہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ میرے اور منی کے کام کے وقت اقبال ہمارے ساتھ رہی ہے۔ بعد میں دو گھوڑے خالی ہیں ایک سفید ہے اور ایک لال ہے۔ ایک آدمی اقبال سے دریافت کرتا ہے کہ ماسٹر علی بخش کی ذات کیا ہے۔ تو وہ کہتی ہے کہ ماسٹر علی بخش شیخ قریشی ہیں۔ تو ایک گھوڑا اس نے مجھے انعام میں دیا ہے جو کہ لال اور سفید ہے اور مجھے اس پر سوار ہو جانے کو کہا ہے (۱۱) گیارھویں رات کوئی قریب ہے اور قمر کہتا ہے کہ یہ مرد اور عورت ساتھ ساتھ چلیں ہم نے بازار سے اپنے لئے پھول کے ہار خرید لیے تھے۔ میں نے دیکھا کہ دو بڑے بڑے ہار میرے اور اس عورت کے گلے میں ڈالے گئے ہیں۔ خوبصورت اور خوشبودار ہیں اور تمام فضا معطر ہو گئی ہے خوشبو ہی خوشبو ہے۔ ۱۳ ویں رات ۱۔ ایک بچہ زنے ہمارے پچاس ہزار روپیہ چرا لیے ہیں اور چرا چرا کر بھاگ رہا ہوں۔ تو بچہ نے میرے پچاس ہزار روپیہ لا کر میرے سامنے رکھ دیئے ہیں اور پھر بھاگ گیا ہے اور میرا کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔ اس کے بعد خوجوں کی ایک بہت بڑی لاش دفنانے میں پڑی ہوئی ہے۔ اور اسکو بھوڑ کر وہ لوگ تماشے میں چلے گئے ہیں۔ یہ آغا خانی خوجے ہیں جو واپس آکر اس کو دفنائیں گے۔ ۱۵ کے بعد ہم لوگ چل پڑے ہیں آغا خانی ہم کو اپنی جگہ پر لے گیا مگر اسکا کوئی گھر نہیں ہے۔ تو اس نے خود ہم کو بلایا ہے اور ہم پھر اپنے گھر واپس آ گئے ہیں ۱۷ ویں رات ۔ ہیں، دیوی کا رانی اور مکھی ہیں۔ ادھر سے ایک بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا ہے۔ کسی نے پوچھا تو ہم نے کہا کہ ہاں ادھر سے بادشاہ گذرا ہے۔ اس کے بعد میرا گھر گا ہے۔ اور میں پھر وہیں اپنی بہن کو دیکھ آیا ہوں۔ اور بھاوج بھاگ بری کو بھی دیکھا ہے اور دونے جوڑے کپڑے اس کو دیئے ہیں۔ اور کہا ہے کہ سورو پیہ کا کپڑا خرید کر اس کے حق داروں کو دیدیا ہے اور یہ اس لئے کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ۱۷ ویں رات ۔ میرے ساتھ ہمدرد ہے۔ ۱۹ ویں رات ۔ ایک عورت کالے کپڑوں میں میرے پاس ہے اور رحمتی بخشی آیا ہے اور طبلہ بجا رہا ہے اور بھی لوگ جمع ہیں اور میں واہ واہ سبحان اللہ کہہ رہا ہوں۔ اس کے بعد ایک گاؤں میں تو رحمان مع اپنے باپ کے رہتی ہے اور اس کا بچہ تا بچہ بھی اس کے ساتھ ہے اس کا اور میرا وعدہ ہے کہ وہ ایک دن میرے ساتھ گاؤں میں رہے گی اور ایک دن شہر میں اقبال مجھ سے شہر جانے کی اجازت مانگتی ہے اور میں بے حد رو رہا ہوں اس کے بعد میں نے اسکو اجازت دیدی ہے کہ اچھا جاؤ ۲۰ ویں رات سردار اختر میرے پاس آتی ہے اور مجھ سے کہتی ہے کہ میرا ایک اعتراض آپ پر ہے۔ آپ مجھے اپنی معشوق سمجھتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ سردار تو اور میں پہلے بھی لکھ رہے ہیں اور تم جانتی ہو کہ ہماری ہمسری کافی بڑی ہے۔ میں کسی ضد پر انکار کرنے لگا ہوں اور میرے ساتھ کئی ہیروئن ہیں اور نانو بھائی خوب اچھی طرح مجھے جانتا ہے۔ اس کے بعد ایک چھوٹا دیوار ہے اور نیچے کنویں ہیں۔ اور آگے پانی بالکل نکلی ہوا رہتا ہے

ایک چھوٹا سا لڑکا ہے وہ لڑکا ہر وقت میرے پاس بیٹھا رہتا ہے اور یہ ایک بچھان کا لڑکا ہے تو لوگوں نے اس بچھان کے پاس جا کر شکائت کی ہے کہ اس کو منع آگیا اور اس کے اس لڑکے کا سر کھول دیا۔ پھر مجھے بلایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو کہا وہ میرا بچہ سر کھجاتا ہے لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ تو میں کھلونے لے کر بھاگا جا رہا ہوں۔ تو میں حسین کو میں کہتا ہوں کہ میں اپنی اور غیر کی اولاد کو ایک ہی سمجھتا ہوں تو وہ کہتا ہے بیشک۔" ۱۵ ویں رات پہلے میں نے غسل کیا ہے اور اس کے بعد مسجد ہے۔ اس کے اندر میں گیا ہوں تو اندر جھاڑ لٹک رہے ہیں اور ایک چراغ جل رہا ہے۔ اور میری بھوتنی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے اور میں اسکو کھلا رہا ہوں اور حجاڑو وغیرہ دکھلا رہا ہوں۔ اس کے بعد میرا کھانا آگیا ہے اور مسجد کے پیچھے ہی رکھا ہے اور میں کھانے لگ گیا پھر ایک منصف کی عدالت ہے اور میرے ہاتھ میں قلم ہے اور وہ کرسی پر بیٹھا ہے جو وہ بیان دیتا ہے وہ میں لکھتا ہوں اور وہ میری طرف دیکھ رہا ہے۔ اور میں نے طلبی بخشی لکھا ہے۔ خورشید کو پرکاش کمپنی میں بلایا ہے کنڑاکٹ پر سائن کرنے کے لئے۔ تو پرکاش والا کہتا ہے کہ اب خورشید کو بھیج دیجیے۔ کہ پہلی خوشی ہو جائے۔ اسکے بعد منی کچھ ایسا کام کر رہی تھی کہ جو کالی کا ہے تو ایک عورت کہتی ہے کہ غریب لوگوں کا چند وقت پر ہوتی ہے۔ میں منی کا سبق اسکو یاد کرا رہا ہوں۔ اس کے بعد شنکر بھٹ پر کاش میں آنے والا ہے اور میں اسکا انتظار کر رہا ہوں تو وہ اور بندر میں آیا ہے تو میں اسے اور جگہ بلا رہا تو وہ میرے ساتھ نیچے چلا آیا ہے تو میں اسکو اپنے چانسن کیلئے کہہ رہا ہوں اور وہ سن رہا ہے تو میں اسکو کہتا ہوں کہ اپنے چانسن کے متعلق کہتا ہوں۔ وہ سن رہا ہے۔ پھر میں اسکو کہتا ہوں کہ "دوست" میں بھی ہمراہ میوزک ہے اور بہت کامیاب رہا ہے اور میرا آرٹیکل بکنے تیار ہے وہ بھی جو تم اچھا ہے تو اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا ہے اور کہتا ہے کہ "اچھا ہے" تو اب آپ انجائیں اس کے مجھ سے پھر ہاتھ ملایا ہے اور میں وہاں سے چلا آیا ہوں" (۱۸) اٹھارھویں رات۔ ایک جگہ ہے وہاں بہت سارے لوگ رہتے ہیں۔ اور ایک لڑکی بہت خوب صورت ہے اور وہ میرے پاس آگئی ہے اور کندے پر بہت سارے بھل پڑے ہیں۔ اور کھانا ہے روٹی ہے اور ادھر میری والدہ گھر میں بیٹھی ہے اس کے پاس بھی بے حد کھانا پھل اور روٹی پڑی ہے اور میں سر پر اٹھا کر والدہ کے پاس لے جا رہا ہوں جو سبزی وغیرہ ہے۔ تو لوگوں نے دیکھی والدہ سے جا کر کہا ہے آپکے لڑکے کے پاس میری خوب صورت لڑکی اپنے مرد کو چھوڑ کر آگئی ہے اور ملگئی ہے تو وہ کہتی ہے کہ اللہ اسکو دے اور میں کہتا ہوں کہ آج جمعرات میں نے کس کا منہ دیکھا ہے کہ جو میں بوجھ اٹھا اٹھا کر تھک گیا ہوں۔ لیکن وہ عورت مجھ سے بے حد پیار کرتی ہے اور پھر کرشن اسٹوڈیو کے اس میں بڑے بڑے بورڈ ٹین رہے ہیں۔ تو وہ کہتا جاتا ہے۔ بنٹرا آگے آگے ہے اور پیچھے پیچھے ایک آدمی کہتا ہے کہ بابا ر اسٹوڈیو ہے مت گزر اکرو۔ مٹی سے خراب ہو جاتا ہے۔ ایک بورڈ پڑا ہے تو مائک لعل سے وہ بنٹر کہتا ہے کہ اگر علی بخش کا نام یہاں لکھا جائے تو اچھا ہے تو وہ کہتا ہے کہ نہیں۔ ماسٹر علی بخش ہی لکھو تو میں کہتا ہوں کہ ان سے ماسٹر علی بخش لکھا نہیں جاتا۔ پھر اس نے میرا نام ماسٹر علی بخش لکھ دیا ہے۔ اب تصویر ایسی ہے میرا سر اور منہ نیچے کی طرف ہے اور اوپر کی طرف بھابی جی کا سر اور منہ ہے یہ دوسرا ایکٹ ہے اور یہ پوز کھنچتی کا ہے اور یہ بھابی جی دین کا کام ہے (۲۰) بیسویں رات۔ اللہ خوا آیا ہے اور بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے تو میں نے اسکو کہا کہ آپ کو اخبار پڑھنے کا بڑا شوق ہے۔ آپ مضمون بڑھئے بہت مزیدار ہے تو وہ مجھ سے بہت خوش ہے اور راضی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حقیقت کو منا ہی حقیقت ہے۔ اس میں بناوٹ ہے نہ مصنوعات اس کے بعد میں مر چکا ہوں اور خود ہی غسل کر کے دفن کے لیے تیار ہوں۔ اس کے بعد ایک گاڑی پہاڑی راستہ سے جا رہی ہے اور میں بھی جا رہی ہے میں اس میں سوار ہوں۔ اور چیکر بھی ساتھ سوار ہے اور وہ ہر ایک آدمی کو چیک کرتا ہے لیکن کسی کے ساتھ زیادتی کرنا اگر کسی کا پیسہ اس کے پاس سے جاتا ہے تو اس کو فوراً واپس کر دیتا ہے۔ ایک چونی کسی کی رہ گئی ہے تو اس کو واپس کر رہا ہے اتنے انصاف والا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ ایسے انصاف والا چیکر تو آج تک نہیں دیکھا۔ گاڑی نے اوپر پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیا ہے وہ چیکر نیچے اتر کر کھڑا رہ گیا ہے اور میں اس کی بے حد تعریف کر رہا ہوں۔ میرے پاس نہ بیڑی ہے نہ سگریٹ۔ میرے پیچھے ایک نیچے والی عورت لیٹی ہے۔ اور مرد بھی اسکا اسی کے ساتھ ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ بھابی ہمارے ماننا ایک بات پوچھوں کیا آپ کو ہم جنس کی عورت ہیں تو وہ کہتی ہے کہ نہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ بچہ بھی اسی کا ہے تو وہ کہتی ہے کہ نہیں اسکے بعد وہ اور مرد

کتنی دفعہ تم کو بلایا مگر تم نہیں آئیں۔ اس کے بعد ایک سمندر ہے کنارے پر حسین بی اور بہشتاں اور چھبیوں کنارے پر بیٹھے ہیں پھر چھبیوں سمندر میں جا رہی ہے تو میں حسین بی سے کہتا ہوں کہ دیکھو تمہاری لڑکی سمندر میں غرق ہونے کو جا رہی ہے اتنے میں چھبیوں سمندر میں کود گئی ہے۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ سمندر اسکو اپنی آغوش میں لے لے گا۔ مگر سمندر کا پانی ایکدم غائب ہو گیا ہے

۲۰ ویں رات فیروز کو خواب نظر آیا ہے کہ جو بیدرد تھا وہ ہٹ گیا ہے اور اندر سے اصلیت سامنے آگئی ہے۔ سمندر رہے اور اسکے جہاز سامنے اکر کھڑا ہو گیا ہے۔ ایک بندوق جو کہ نہ ہے اور ایک تلوار چوکہ نیام میں ہے جہاز کی دیوار پر کھڑے ہیں۔ فی کو دیکھ رہی ہیں جہاز کی دیوار پر ٹنگ رہی ہے ۲۳ ویں رات کوئی آدمی مجھے کہہ رہا ہے کہ عزیز کے پاس ایک ایسی گولی ہے کہ کیسی بھی بیماری ہو اچھی ہو جاتی ہے۔ اور اسکا بیٹا یہ ہے عزیز بھنڈاری ہا زار۔ پھر کوٹھے کی چھت پر ہم لوگ بیٹھے ہیں۔ دادل بھگت آیا ہے اور آتے ہی پوچھتا ہے کہ کیوں صاحب کنارہ دیہ چاہیئے۔ بولو باؤ دیہ چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ صاحب آپ ہماری بھاشا نہیں سمجھتے اسلیئے آپ کو سمجھاتے ہیں کہ خدا کا مہربان ہے اور خدا نے ہم کو سب کچھ دیا ہے۔ اپنے فضل سے سب نعمتیں دی ہیں۔ اس کے بعد روزوں سے بارش آجاتی ہے اور ہم اپنے بستر سنبھالتے ہیں۔ اور نیچے اترنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بعد میں میرا روزہ ہے اور منو کا بھی روزہ ہے۔ ہر جمعرات کا میرا روزہ ہمیشہ ہوتا ہے ہم دونوں مسجد میں نماز پڑھ چکے ہیں اتنے میں میرے ہاتھ نیلے ہو گئے ہیں اور میں نے صابون مل کر دھونا شروع کیا ہے نل بھی اوپر سے نیچے آرہے ہیں۔ کسی کے مرنے پر بھی یہی آیا ہے۔ دفن سب کر رہا ہے تب وہ آیا ہے فاتحہ کیلیئے۔ نل خوب چل رہا ہے اور میں خوب ہاتھ دھو رہا ہوں جو ایکدم سفید ہو گئے ہیں۔ ۲۵ ویں رات۔ میں ایک گاؤں میں ہوں اور بانس کی اپنی لکڑی میرے پاس ہے تو میں اسکو مٹی کے کھیت میں بھول گیا ہوں اور وہ گم ہو گئی ہے۔ دور جا کر مجھے یاد آتی ہے تو میں نے آکر ڈھونڈا تو وہ مل گئی ہے۔ اسکے بعد جیتا اور وزیر ایک ہی بستر میں ہیں۔ اس کے بعد کوئی جگہ ہے کوئی تقریب کی جگہ ہے تقریب کی تو نہیں ہو رہی ہے۔ میرے لیلیے سے عورتیں ہی عورتیں آئی ہیں۔ وزیر آئی ہے اور منی سے گلے ملی ہے اور پوچھتی ہے کہ کیسے بیمار ہو گئی تھیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ کھیلتے کھیلتے بیمار ہو گئی ہے منی اور وزیر گلے مل کر خوب ہنس رہی ہیں۔ پھر وزیر نے مجھے اچھے اچھے کپڑے پہنا دیئے ہیں۔ اور میں نے لے لیئے ہیں۔ ۲۷ ویں رات میں محمود کو کام سکھا رہا ہوں اس سے کام لینے کے لیئے اور وہ میری بات پر لگ گئے ۲۹ ویں رات میں ہوں اور اقبال ہے تو میں اقبال سے پوچھتا ہوں کہ تو کتنی دفعہ دوست کے پاس گیا ہے تو وہ کہتی ہے کہ دو دفعہ تو میں کہتا ہوں کہ میرے ہوتے ہوئے تجھے کیا ضرورت تھی اور تو نے کیوں ایسا کیا۔ تو وہ کہتی ہے کہ جب سے پاس میں رہی ہوں وہ میرے بارہا تھا تو میں خود اس کے پاس وہ گئی ہوں تو میں روٹھ رہا ہوں اور وہ بھی بے حد رو رہی ہے۔ پہلے اسکو میرے پر واہ نہ تھی مگر اب اسکو بھی احساس ہوا ہے اور وہ بے حد رو رہی ہے۔ بعد میں دادل بھگت آکر بیٹھ گیا ہے اور دوسرے کو کہتا ہے کہ ہم ہیں

لتے ہیں۔ کہ ماسٹر علی بخش ایماندار۔ ایمان کا دھنی اور دل کا دھنی ہے

۳۰ ویں رات۔ جو کم تھا وہ پورا ہو گیا ہے جو غلط واسطہ تھا وہ سیدھا ہو گیا ہے۔ بیڑا پار ہو گیا ہوں دے مالک حقیقی اپنے دربار نے رحمت کو جوش میں

شعبان المعظم ۱۳۶۶ھ

قیسری رات شعبان المعظم :۔ ایک بیوپاری نے ہم کو کہا ہے کہ ڈھائی سو نکالو ڈھائی ہزار ملے گا۔ تو ہم لوگوں نے بیوپاری سے کہا ہے کہ یہاں کی ربیع فصل جو ابھی باریک باریک دانے ہیں ہم نے خریدی ہے اور اس بیوپاری سے ہم بہت خوش ہیں کہ ہم نے جنس خریدی ہے ۹ ویں رات۔ ایک آدمی کھڑا ہے اور کپڑے میرے سامنے ہیں اور میں اسکو دیکھتا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ جو سامنے ہے اسکو ہٹا دینا چاہیئے تو میں کپڑے اٹھا کر پھینک رہا ہوں۔ اسکے بعد میں مجلس امام حسین سن کر آرہا ہوں اور پل میں پار کر رہا ہے۔ پھر میں کہتا ہوں سلام علیک تو جانڈو والے کوئی بھی مجھ کو جواب نہیں دیتے تو پھر میں کہتا ہوں سلام علیکم۔ تو سب لوگ کہتے ہیں کہ ماسٹر علی بخش ہیں۔ مگر صرف مہد باندھے ہوئے ہے۔ اسکے بعد ایک جگہ نانک پنتی ہے اور اسمیں سب لوگ ہیں سلطان باوا اور فتح سنگھ اور سب لوگ جیتے ہیں صرف میرے بال بچے رہ گئے ہیں تو وہاں پر ایک آدمی پیدا ہوا رہتا ہے۔ جس سے لوگ ڈرتے ہیں وہ مجھے یہاں سے نکالے گا۔ اسکا نام داؤد خان ہے۔ اور ہم سب تیار ہو گئے ہیں۔

شوال المکرم ۱۳۶۶ھ

تیسری رات شوال المکرم :۔ میں نے سارا دھویا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ہمالہ دس ہزار میں کام چل پڑیگا۔

۶ ٹی رات ۔ میرا بھائی قمر الدین آگے آگے ہے۔ اور میں پیچھے پیچھے ہوں۔ ایک ناپو ہے وہاں پر بھینسیں چر رہی ہیں۔ اور بہت بڑا دریا بہہ رہا ہے تو وہ پہلے پانی میں جا رہا ہے اور میں پیچھے۔ ہم دونوں دریا کے پار ہو گئے ہیں۔ تو میں پار کے گھر پہونچا ہوں۔ بارش ہو رہی ہے اور میں نے برساتی اوڑھی ہوئی ہے۔ اور میں نے اس سے برساتی یا چھتری دینے کو کہا ہے اور وہ مسیل وحمت کرتا ہے تو میں نے بارش کی حالت میں اوپر آسمان کی طرف دیکھا ہے تو سارے آسمان پر تارے ہی ستارے نکلے ہوئے ہیں۔ اور میں اس سے کہتا ہوں کہ اور دیکھو ستارے نکلے ہوئے ہیں۔ ۹ ویں رات میں نے تارا متی کا کام کیا ہے اور ایسا پارٹ ادا کیا ہے کہ جواب ہی نہیں۔ ہے اور میں ڈائلاگ رد کر اس طرح ادا کر رہا ہوں کہ اے اللہ تو رحم کر تو بڑا ہی رحم والا ہے بہت ہی کریم ہے۔ اس کے بعد بھائی رحیم بخش ڈائرکٹر ہے۔ اور میرے پارٹ کی بہت تعریف کر رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اب تو تم کو ہماری روٹی پکانی ہے اور پکانی ہی چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں میں ضرور پکاؤں گا۔ ۱۳ ویں رات ہمارا کھیل ہانڈہ میں کام کر رہا ہے۔ اسکے ساتھ ملک جیون مل ہمارے سامنے آیا ہے اور صرف مجھ سے ملنے آیا ہے۔ میں نے اسکو دیکھا ہے اور اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے لیکن آیا میرے سامنے ہے۔ چودھویں رات (۱۴) میرے ہاتھ میں کچھ ہے اور میں کاپی رسل کرنے لگا ہوں۔ ایک بچہ سجاد حسین کے ہاتھ میں ہے وہ بھی رسل کرنے آیا ہے۔ تو میں میوزیشنوں کو کہتا ہوں کہ اب سجاد کی رسل کرو گے جو کہ سچین میں تو ایک کرسچین میوزیشن کہتا ہے۔ کہ صاحب سجاد کا میوزیشن بچہ جو مسجد میں کمپنی تھی وہ پرسوں ختم ہو گیا ہے اب وہ بچہ بھی نہیں اور اب اسکو کہیں کام بھی نہیں ہے۔ اب آپ اسند صبوں کی کمپنیوں میں چلئے۔ اس میں دو گانے ہیں انکی ٹیونس بنا دیجئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تم ان میں میری بات چیت کرا دو میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں بھائی جان آیا ہے۔

۱۷ ویں رات ۔ فضہ میری لڑکی آئی ہے اور میرا مکان بالکل تیار ہو گیا ہے۔ صرف سات لگا کی مال کی ہے جو کہ ابھی ابھی جس جگہ مزدوری ہو گی مل جائیگی ۱۹ ویں رات ۔ ایک بہت ہی بڑا پہاڑ ہے اسپر سے میں اتر رہا ہوں اور بے حساب مزدور اس پہاڑ پر کام کر رہے ہیں اور اس کو کھود رہے ہیں۔ اس کو کھود کر چھید بنائیں گے۔ اور میں اس پہاڑ سے نیچے اتر رہا ہوں اس پہاڑ سے اب ایسی دھات نکلے گی جو بہت ہی قیمتی ہے جو اب ہار دیپ کی ہو گی۔ اور یہ چوہا سیدوں خاہ کا پہاڑ ہے اور یہ دھات پانی کی طرح بہے گی۔ (۲۷) ستائیسویں رات ۔ دو بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں اور سید ہیں۔ میں نے ان سے ہاتھ ملایا ہے اور اسلام علیکم کیا ہے۔ بعد میں اپنے گھر سے روٹی پکوا کر ایک سید بزرگ قطب خانہ کے پاس لے گیا ہوں۔

(۲۸) اٹھائیسویں رات :۔ بعد میں میری لڑکی کے رشتہ کا سوال ہے۔ تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ بینڈ ٹ کندن لعل مانگ رہا ہے۔ اور وہ بہت سے لوگوں کی سفارش کرائے گا۔ تو میں اپنی عورت سے کہتا ہوں کہ میں صاف کہدونگا کہ ہم منہ دکھائی نہیں دیں گے تو وہ بھی کہتی ہے کہ جھگ۔ لیکن یہ آدمی وہ ہے کہ جس کی بات ہم بھی نہیں ٹال سکتے تو ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ جی نہیں وہ آپ کی لڑکی کا رشتہ نہیں مانگے گا۔ تب مجھے تسلی ہوئی ہے۔

ذی قعدہ ۱۳۶۶ھ

چوتھی ذی قعدہ :۔ وہ مجھکو کہتی ہے کہ وہ چاہے جو کچھ بھی ہو۔ آپ اسٹرٹ رہیں بھروسہ یا رہیگا ہے۔ ایک سعدل سا کاغذ ہے جو کہ معذ کا لکھا ہے کوئی کہتا ہے کہ اس پر میرا نام بھی لکھا ہے۔ لیکن میں نے دیکھا ہے تو مجھے نظر نہیں آرہا ہے کہ کہاں لکھا ہے۔ ۵ ویں رات ۔ مرا مکان بن کر ایک دم تیار ہو گیا ہے

۷ ویں رات کوئی کہتا ہے اور میں دیکھتا ہوں۔ رسم افتتاح چن لیا ہے کوئی کہتا ہے چن لیا ہے۔

گیارھویں رات ۔ کرشن بھگوان ہے۔ میں کہتا ہوں اتحاد کی ضرورت ہے

میرے ساتھ ہی گذر رہے ہیں اور گاڑی پہاڑ کے چوٹی کے اسٹیشن پر ہے اور سب جھیلے ہی جھیلے گئے ہوئے ہیں۔ اور لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ اور حلوا ہی حلوا میں کھا رہا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کا شکر ہے کہ یہاں سے سیگریٹ لیں گے۔

۲۵ ویں رات:۔ میرا گاگے والا گھر ہے اور ایک خوب صورت باریک کپڑا پہن کر غسل کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود کے پاس سلامت تحسین لٹیا ہوا ہے۔ میں نے اس کو بھگا دیا ہے اور اسکو آواز دے رہا ہوں کہ سلامت حسین سلامت حسین۔ اور میں نے کہا ہے کہ اگر تمہاری ضرورت ہوگی تو میں بلا لوں گا۔ ابھی تو تم اس کے پاؤں کے پاس لیٹے رہو۔ میں نے یہ کہا اس نے ویسا ہی کیا ہے اور فوراً مان لیا ہے۔ ۲۹ ویں رات۔ میٹھے جاول بہت سارے پک رہے ہیں۔ اور ان میں پستہ بادام ڈالے جا رہے ہیں اور میں ایک عورت کو کہتا ہوں کہ میرے پاس کچھ ہوگا تو تم کو روپیہ دوں گا۔ ورنہ کچھ نہیں۔

رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ

گیارہ رمضان المبارک ۱۔ میں اپنے بچوں میں بیٹھا ہوں کہ کسی ظالم طاقتور نے مجھے پکڑ کر اٹھا لیا ہے جیسے چور اور ڈاکو اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن میں گھبرا یا نہیں ہوں کہ جاں بھی مجھے چھوڑے گا میں یا علی یا علی پڑھ کر اڑ جاؤں گا۔ مجھے گرنے جانے کا کوئی فکر نہیں ہے ۱۶۔ سولھویں رات ہرے رنگ کی موٹر کار آگر کی ہے اور غلام حیدر اس میں بیٹھنے والا ہے اور وہ الہم مانگ رہا ہے۔ اس کے بعد ایک نوجوان اور خوب صورت لڑکی۔ میرے گھر میں گھس آئی ہے میں اس کو جانتا بھی نہیں ہوں اور وہ بہت دیر سے اندر گھسی ہوئی ہے۔ اس کے بعد ایک لڑکا بھی اندر گھس گیا ہے اس کو بھی میں نہیں جانتا اور پھر ایک سفید اور خوب صورت رنگ کی عورت بھی آ گئی ہے۔ اور پھر اسی طرح بہت سارے لوگ آ رہے ہیں اور مجھے علم نہیں ہے کہ یہ کون ہیں۔ تب میں نے وزیر سے پوچھا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں اور ایک عورت سے پوچھا ہے کہ تم کون لوگ ہو۔ جو اس طرح بغیر اجازت میرے گھر میں گھس آئے تو وہ بھی جواب نہیں دیتے ہیں تو میں نے فوراً بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ط بسم اللہ الرحمن الرحیم ط۔ کا ورد کرنا شروع کر دیا ہے تو وہ بالکل بے بس ہو گئی ہے اور کہتی ہے کہ آپ کو ہم نہیں جانتے اور نہ آپ نے ہم کو دیکھا ہے۔ مگر ہم نے آپ کا نام بہت سنا ہے اس لئے ہم یہاں آئے ہیں۔ ہم نے آپ کا نام علی بخش یا بھنگی چوکیدار ہوا ہے علی جنتر بھگا یا قبول ہوا ہے۔ اور پھر میں نے اس لڑکے اور لڑکی کو بھیج کر پوچھا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم دونوں نے اسلام قبول کر لیا ہے پہلے ہم دونوں سکھ تھے۔ اس کے بعد مجھے کوئی کہتا ہے کہ اپنے نمازیں خوب پڑھنی شروع کی ہیں اور ادھر چھرا چل رہا ہے۔ اور میں اپنے گھر والو کو بلکا رہا ہوں اور آواز دیتا ہوں کہ اقبال اقبال۔ بھابی بھابی مگر سب سوئے ہوئے ہیں کوئی بولتا ہی نہیں ہے تو میں نے ایک عورت کو بھیج کر اٹھانا چاہا ہے مگر وہ بولتی نہیں ہے اور نہ ہلتی جلتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جان بوجھ کر نہیں بولتی اور اندر سے خوش ہے۔ پھر میں نے اپنے بھائی کو آواز دی محمد محمد محمد۔ کوئی بولتا ہی نہیں ہے تو پھر کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ تو خوب نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ پھر ایک مالک کمپنی آیا ہے اور میں جانکر اٹھا نہیں ہوں تو وہ مالک کمپنی کہتا ہے کہ تم نے میرا ادب نہیں کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں معافی مانگتا ہوں یہ ساری عمر میں پہلی مرتبہ بھول ہوئی ہے۔ اور میں اپنے فرض کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اتنے میں ایجنسی کی کمپنی ہے اور اسکی عورت بھی ہے تو وہ مجھ سے کہتا ہے کہ ابھی آپ پانچ سو روپیہ لے لیں۔ اور دوسرے روپیہ میں آہستہ آہستہ کر کے دیتا رہوں گا۔ تو وہ کابلی کا بلی نوٹوں کی میں نے لی ہے اور اپنے پاس رکھ لی ہے ۲۷ ویں رات۔ کوئٹہ کا کوئی آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ میں نے اپ کی موٹر تو اسی وقت بھیجا نی تھی اور میں اسی وقت آپ کو سروہ دینے والا تھا۔ مگر اب یہ سروہ میں آپ کو دیتا ہوں۔ اس نے دیا اور میں نے لے لیا ہے۔ بعد میں عالم ہا ا لیکر کھڑا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ بہت دیر سے اپنے استاد کے پاس رہ کر سیکھتا رہا ہے اور بعد میں یعقوب الیکٹرک ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ جو اصل ہے وہ اصل ہی ہے۔ میں یعقوب میاں کو خاردا سے جانتا ہوں اور وہ کہتا ہے کہ انسان کو اپنی حالت نہیں بھولنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ عیب مجھ سے ہے تو اچھی طرح سے ہے گو اب یہ پانچ سات دس لاکھ کے مالک ہیں۔ ایک گانے کا میں نے دو قسم کی طرزیں بنائی ہیں۔ تو پسند اسکی ہونی چاہیئے اگر وہ پسند کرے تو پاس ہے۔ پھر میں نے دوسرا طرز دی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ تو وہ کہتا ہے کہ " جی ہاں " پھر میں کہتا ہوں کہ اب یہ کیسے نہیں بلکہ فلاں کس ہے

برابر بجا لاتا ہوں مگر یہ کیوں مجھ کو تنگ کرتا ہے آپ بھی خیال کریں میں بشر ہوں اور بشریت ہے جھگڑے میں ۲۸ ویں رات - میرے سامنے مٹھائی دودھ اور شکر پارے بے حد رکھے ہیں کہ جو میرے ہیں۔ میں اتنے میں بادشاہ سے ملنے گیا ہوں۔ تو میں دیکھتا ہوں کہ گھر کا گھر بدلا ہوا ہے اسکا لڑکا کارنجیت بیٹھا ہے اور مجھ سے بہت اچھی طرح ملا ہے اور میں اسکو پوچھتا ہوں کہ اب تو سب کے رب کا کام تم نے لے لیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ آج ایگریمنٹ برڈ ڈیوسری کا ہوتے گیا ہے تو بھیا کی ماں کہتی ہے کہ مجھ سے سب بلڈنگ پوچھتی ہے کہ کہاں ہے تو میں بتاتی نہیں ہوں۔ تو میں کہتا ہوں کہ بالکل نہیں بتانا چاہیئے۔ ۲۲ ویں رات بہت سے کوے جمع ہیں لیکن سب نے اپنا گانا دوسرے رنگ میں کر دیا ہے۔ کوئی تان اپنی چھوڑ رہا ہے اور جتی بخش، وزیر، رفیق اور غزنوی ہیں اور سب بڑے بڑے کوے جمع ہیں۔

ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۶ ہجری

میں جا رہا ہوں اور مجھے کسی نے بلایا ہے لیکن میں سوار ہوں اس کے بعد سید لعل شاہ کا طویلہ ہے اسکو انھوں نے بہت خوب صورت طریقے پر سجا دیا ہے مجلس امام حسین ہو گی۔ یہاں کا یہ دستور ہے کہ ایک سیر گڑ نیاز کی طرح چڑھایا جاتا ہے۔ میں باغ علی کو کہتا ہوں کہ آج تو سارے سال کی مجلس مجھے سنا دے۔ اتنے میں گھوڑا گاڑی پر سوار ہوں اور شیخ فضل الٰہی اور اسکا لڑکا بھی ہے تو پھر لوگ مجھے بلاتے ہیں مگر میں گاڑی پر سوار ہوں گاڑی دوڑی جا رہی ہے اور ایک خوب صورت عورت کھڑی ہے اور زور چیخے ہی جا رہی ہے۔ مجلس امام حسین ماتمی لوگ ہیں ۶ ویں رات فوجداں ہے اور میں ہوں ایک آدمی بیمار پڑا ہے اسکو میں اچھی طرح نہلا رہا ہوں پھولوں کا تاج اور قد آدم آئینہ بیمار کے پاس پڑا ہے اور وہ میں نے پہن لیا ہے۔ اور ہم سب ہنسی مذاق کر رہے ہیں اور ایک عورت بچوں کی ماں مودگا کی تعریف کرتی ہے اور کہتی ہے کہ وہی صاحب بچوں کو دیکھنے کیلئے آئے ہیں۔ اس کے بعد عورت ہے جو بالکل ہمارے گھر کے پاس ہے۔ اور وہاں بچے خوب نئے نئے کپڑے پہن کر جا رہے ہیں اور اقبال بھی ہے ۹ ویں رات۔ میں کہتا ہوں کہ مجھ کو کامیاب ہو گیا ہے۔

۱۰ ویں رات۔ انعام نبی ہمارے حد بے پگڑ اکر رہا ہے اور بہت سے اخباروں میں میرا نام آتا ہے (۱۱) ویں رات بہت بڑی خلقت میں ہی ہار موسم بجا رہا ہوں لوگ اتنے سن رہے ہیں کہ گویا میلہ لگا ہوا ہے۔ لیکن بے حد اچھے مچان پر بیٹھا ہوں اور نیچے حمید رسوا ہوا ہے اور اسکی نقل ہیں اقبال سو رہی ہے۔ اقبال کا بدن اس سے لگانا ہی چاہتا ہے کہ میں اسکو الگ کر دیتا ہوں اور فوراً اٹھ کر کہتی ہے کہ مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے کہ میں ان کے ساتھ لگا ہی ہوا اور حمید بھی اٹھ کر یہی کہتا ہے ۱۳ ویں رات میرے ساتھ ساتھ وزیر ہے تو کوئی عورت کہہ رہی ہے کہ میران بخش چاہیئے۔ تو وزیر کہتا ہے کہ منہ کھول کر یہاں ڈانو سامنے والوں کو معلوم نہیں کہ میران بخش مر گیا ہے یہ جاں مجھ سے کہہ رہی ہے۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ ذات کسے پوچھن ناہیں ذات۔ ۱۴ ویں رات یعنی ذات کسی نے نہیں پوچھنی ہے سو ہاں تو عمل کام آئے گا۔ اس کے بعد کوئی آدمی مجھ سے پوچھتا ہے کہ وہ مجھ آدمی ملکر اپنے گھر کا کام کر لیتے ہیں ۱۷ ویں رات میرے دونوں تولے بالکل معصوم دو نوں لڑکیوں کے بچے میرے ساتھ ہیں اور میں دریا کھلا دیکھ اور آگے دروازہ بند ہے اور میں نے اوزار مانگی ہے تو اس نے کھول دیا ہے اور میں اوپر چڑھ آیا ہوں اور بھابی میرے لحاف میں پڑی ہے اور میرے پاس سفید چادر بہت ہیں۔ اس کے بعد نثار میرے سامنے آکر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے ہاتھوں میں تیرے بندروں کی تاثیر ہے ۸ ویں رات میں نے سفید گھوڑا کسی کو دیا ہے اور وہ گھوڑا گھر اس پر سوار ہے اور اکیلا باہر آ گیا ہے۔ اس کے بعد پریا دنیا ہ بیٹھا ہوا ہے اس کے آگے میٹھی روٹی کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں۔ تو اس نے بڑا بنکر مجھے دیدیا ہے۔ اس کے بعد نین چھرے ہیں جو سب ملکر ایک ہو گئے ہیں اور فلم چل رہا ہے ۱۹ ویں رات ایک چھوٹا سا بکرا ہے جو بالکل نیا ہے قربانی کیلئے۔ جس کے بال کانگڑی میں نے باریک کر دیئے ہیں اور غسل کرا کر تیار کر دیا ہے ۲۲ ویں رات ایک گھوڑا گاڑی پر صفیہ سوار ہے اور میں بھی سوار ہوں اور اس کو بھابی آتی ہے اور کہتی ہے کہ آپ اس سے ہرگز ہرگز بات نہ کیجئے میں مگر اب اسکو بھیج دیجئے۔ پھر ایک بہت خوب صورت جگہ ہے

بعد میں دروازہ بند ہے اور تالا لگا ہوا ہے تو اسکو ذرا بھابی کھول رہی ہے مگر وہ کھلتا نہیں ہے۔ مشرقی دروازے کے اندر کھڑی ہے اور میں مغربی دروازے کے اندر کھڑا ہوں اور وہیں سے کھڑے کھڑے میں دروازے کے اوپر والے حصہ کو کھانا ہوں کہ تالا کھلکر فوراً میرے ہاتھ میں آگیا ہے اور میں وہیں کھڑے کھڑے اسکو دکھا رہا ہوں کہ دیکھو دروازہ اتنا ہم کھل گیا ہے۔ ۱۷ ویں رات۔ میں کہہ رہا ہوں کہ کل شاہ جنگ بہاری گئے یہاں جو آتے ہیں اچھے ہو جاتے ہیں بعد میں ایک بہت بڑی بارات ہے جو کہ چڑھی جا رہی ہے۔ نماز کا وقت ہے مگر نماز کسی نے نہیں پڑھی ہے پہاڑی جگہ ہے اور جنگل کا سا مکان ہے اپنی جگہ واپس آ رہی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ حاجی ملنگ پر میں تو اپنی نماز پوری کر لے آؤں یہ کہہ کر فوراً میں حاجی ملنگ کی مسجد میں نماز پڑھنے گیا ہوں۔ اور وضو کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ بعد میں رکھیتا کمپنی میں میں کام کر رہا ہوں اور شانتی کمار وہاں گانا دے رہا ہے جو بالکل ناٹک کا ہے اور میں اوپر مکان کے چڑھ رہا ہوں۔ گانا ہے اوچھیلے رنگیلے۔ ۱۸ ویں رات خورشید بیمار ہے اسکی دعا کی ہو رہی ہے میری ماں ہے اور عائشہ اس کے پاس ہے۔ اس کا جاننے والا بھی اس کے ساتھ ہے وہ اسکو کہتا ہے کہ اولاد کی تربیت ان سے سیکھو۔ مجال ہے لڑکیاں کوئی بری لائن اختیار کریں۔ بعد میں ایک کمپنی ہے اس میں بہت سارے آدمی ہیں تو میں کہتا ہوں میں تو وقت پر اپنے گھر چلا جاؤں گا۔ میں کوئی نوکر نہیں ہوں۔ جب میری مرضی ہوگی میں گھر جاؤں گا بعد میں ایک اونچی جگہ ہے وہاں پر تین آدمی بیٹھے نیچے دیکھ رہے ہیں۔ یہ جگہ ایسی ہے کہ یہاں سے آدمی نیچے گر جائے مگر یہ تینوں بیٹھے گئے ہیں۔ ان میں مراد دست ڈاکٹر بھی ہے یہ سب خیریت سے ہیں۔ ۱۹ ویں رات دو نئے مکان بنے ہیں۔ ایک مکان میں کہ شنا رہتا ہے اور بجلی جل رہی ہے۔ اور جو کوئی لوگ آتے ہیں تو اسکے ہی گھر کے اندر سے آتے ہیں سرکار نے اس کے گھر سے ہی پبلک کو آنے جانے کا راستہ دیا ہے کرشنا کہتا ہے کہ ہم تو اس گھر میں آرام سے ہیں کسی چیز کا فکر نہیں ہے۔ نہ برسات کا نہ آندھی کا نہ چور کا اور ہم بہت ہی مزے میں اور خوشی میں رہتے ہیں۔ ہم کو کوئی تکلیف نہیں ہے اور ہم کوئی فکر نہیں ہے۔ ۲۰ ویں رات۔ میں ہوں اور بھائی لال کپڑے پہنے کھڑی ہے اور بھاؤ کھڑی ہے تو میں اسکو کہہ رہا ہوں کہ میں بھی سفر سے واقف ہوں لے روئی اب روئی۔ خوب جانتا ہوں اور میں آپ کو بھی خوب جانتا ہوں۔ اور میں آپ کے دل کی بات جانتا ہوں اور میں بھی میں آپ سے کہتا ہوں کہ جتنی زندگی میں نے کاٹی ہے دوزخ سے نکل کر جنت میں کاٹی ہے اور آگے بھی اللہ مالک ہے (نشر یح زندگی یعنی بھی کی زندگی۔ بھاؤ کا دلی منشاء یہ ہے کہ مجھ کو پھر سے گاگے میں رکھے میں نے کھول کر نجات دی)

(۲۲) بائیسویں رات۔ میں نے اثر خوشی پائے روم کی عدالت میں کر دیا ہے ..... سب جگہ پر بھی ہے تو میں کہتا ہوں کہ ان کو ہری ہری گھاس پر بٹھانا۔ میرا مکان ہے اور اسپر زری کے پھول لگے ہوئے ہیں اور سب مکان سے باہر سے بھی بھرا ہے اور دیواریں بھی۔ اوپر بہو بچے تو کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ یہ سیٹھ کا مکان ہے یعنی کوئی دوسرا آدمی میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ سیٹھ کا مکان ہے اور میں اپنے غسل کے لئے پانی کی بالٹی بھر کر لا رہا ہوں۔ اچانک میرے پاس ہے اور کوئی اس سے بات کر رہا ہے ۲۷ ویں رات عبدالرشید کا روزہ ہے اور اس نے مجھے غریب کمینہ اور جھگڑالو کہا ہے۔ تو اسکی اس بات کو میں مانتا ہوں کہ میں کنگال ہوں اور تو کروڑپتی ہے مگر میرا اللہ چاہے تو ایک دم میں مجھے ختم کر دے اور مجھے کروڑوں پتی بنا دے اور تو ایکدم تباہ ہو جائے گا۔ تو اسکو اور غصہ آ جاتا ہے اور وہ لکڑی لیکر آتا ہے تو بابو مالک چند جو ہمارا مالک ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ آپ اس کو منع کریں کہ یہ لکڑی لیکر ہمارے پاس نہ آئے میں نے بھی تھوڑی سی عزت دنیا میں کمائی ہے۔ لوگ کہیں گے یہ ہمیں مارنے آتا ہے۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو آپ مجھے ماریں۔ تو وہ اس کو بھی کہتا ہے کہ یہ بڑا کروڑ پتی ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ میں اپنی ڈیوٹی پر سب سے پہلے آتا ہوں اور سب کے بعد جاتا ہوں اور کوئی گناہ نہیں کرتا تو پھر میں کیوں ڈروں اور دبوں۔ تو بابو مالک چند ایک جوتی لیکر ایک جوتی مار کر کہتے ہیں کہ کاروبار کہتا ہے کہ بڑا کروڑ پتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس کمپنی پر میرا بھی حق ہے۔ میں جھوٹا سا تھا جب میں یہاں آیا تھا۔ اور ملکہ پور میں آیا تھا۔ بابو چند کہتا ہے کہ جبکہ تم اسی عمر میں آئے تھے۔ تو میں کہتا ہوں کہ آخر میں بشد ہوں بشت مجھ میں ہے اور شیطان بھی مجھ میں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرا کوئی گناہ نہیں ہے میرا

محرم الحرام ۱۳۷۱ھ

اس نے فوراً سر پر ہاتھ پھیرا ہے۔ تو ہاں کچھ کچے اور کچھ پکے ہو گئے ہیں۔ دوبارہ ہاتھ پھیرا ہے **۱۰ ویں رات** ہے تو اکثر سارے یاد ہو گئے ہیں۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ ہم تو گھر میں بھائی کو بھی اپنے گھر کا ہی ایک ممبر سمجھتے ہیں۔ اور لڑتے تو بس صرف تبھی تو لے لیا کیوں کہ ہے ایک۔ اس کی لال ٹپٹپے پھیرے پاس آکر بیٹھ کر کہتی ہے کہ آپ تو ہم کو گھر کا کام کرنے کے لئے کوئی حکم ہی نہیں دیتے۔ اور یہ لڑکی جاتی ہے میں نے کچھ کھا لیا ہے۔ رسگزینہ پی لیا ہے۔ اور بھائی کو کہتا ہوں کہ بھائی بھوکل چوک میں اگر کوئی کچھ کھالے تو روزہ کیا جاتا ہے؟ تو وہ کہتی ہے کہ بھوا چوک میں روزہ نہیں جاتا۔ تو میں نے جو کچھ کھایا تھا وہ منہ سے نکال دیا ہے اور روزہ میرا برقرار ہے۔ ان شاء اللہ۔ ایک بوڑھی عورت ہے اور میں اسے گانا گا کر سنا رہا ہوں اور میری آواز اس قدر صاف اور بلند ہے کہ جواب ہی نہیں ہے۔ اور ٹھہراؤ کمال کا ہے اور میں گا رہا ہوں۔

۶ ویں رات انکھیوں نے جوت جلائی۔ نینوں نے جوت جلائی۔ نینوں میں دلدار بستا ہے۔ آنکھوں نے جوت جلائی۔ نینوں نے جوت جلائی۔ اور میں اکثر یہ کہتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ میں سُرخرو ہو جاؤں تو وہ کہتی ہے کہ سبحان اللہ آپ تو پہلے ہی سرخرو ہیں۔ اہ واہ۔ میں کہہ رہا ہوں یہاں سچائی کی ضرورت ہے بناوٹ کی ضرورت نہیں **۷ ویں رات**۔ اقبال کھانا پکا رہی ہے اور یہ لوگ باہا جی ملنگ والے ہیں۔ تو مکو پوچھتی **۸ ویں رات** ہے اور میں اوپر بیٹھا ہوں اور میں پہاڑ پر کیا ہے، تو میں کہتا ہوں بیٹا اوپر مٹی کھودی ہوئی حالت میں ہے۔ اور ایسی میں ہی جانا چاہیئے، اتنے میں جو میں آیا ہے، اور مجھے کہتا ہے کہ مجھے ڈاکٹر کٹر کے ساتھ بھیجیے کہ تم جاؤ ماسٹر علی بخش کے رہو، اقبال کہتی ہے کہ میں بیٹھتی ہوں کہ وہ لوگ یہاں آکر رہے ہیں۔ لینے سکینہ وغیرہ۔

سیدوں کا کوئی گھر بک رہا ہے اور دام بارہ ہزار روپیہ بتائے ہیں **۱۱ ویں رات** تو میں دینے کے لئے تیار ہوں سلامت جس کہتا ہے کہ ہم تین ماہ کے اندر مکان خالی کر دیں گے۔ تو میں سلامت سے کہتا ہوں کہ مجھے تو غنی مکان چاہیئے ایسا مکان میں لینے تیار ہوں، اور میٹر عرف بھنش انکیٹر کھڑے ہیں میری لڑکی خورشید اور مکو ہے تو میں خورشید کو کہتا ہوں کہ اس کو مکو کے نام کرو۔ ایک بہت ہی بڑا جشن ہے، اس میں میں دو زمیندار ڈھکل ہیں دھولیا ہے۔ ان زمیندار وں میں سے ابھی سنید کپڑوں والا زیادہ ہے۔ اور میں نے ان دونوں کو بڑی رسانی سے پہچان لیا ہے کیوں کہ میں نے ان کو بچپن میں دیکھا ہے۔ اس کے بعد بہت سے آدمی آرہے ہیں ان کے سروں پر ان کے بستر ہیں۔ اور کوئی جا رہا ہے تو میں پوچھتا ہوں وہ کون جا رہا ہے۔ تو کوئی کہتا ہے کہ یہ مرحوم جا رہا ہے۔ سلامت تین کا ڈیڑھ سو روپیہ کا مال ہے۔ اور میں دینے کو نکلا ہوں برسات بہت ہو رہی ہے اور میں ہوٹل کو اسے دیکھنے گیا ہوں کہ روپیہ دیدوں اور اس کی حاجت پوری ہو جائے، مگر وہ وہاں نہیں ہے۔ تو میں نے یہ روپیہ بکری کے پیٹ میں رکھ دیا ہے اس کے بعد بھائی شرف الدین سے ملاقات ہوئی ہے اور ہم دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے ہیں تو شرف الدین کہتا ہے کہ میں نے پانچ روپیہ جوار کے لئے ہیں تو اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر آباد کرا اور مجھے تار لے یہ الوتا اور لہٰذا کو کھلاؤ تو میرے پانچ روپیہ وصول ہو جائیں **۱۸ ویں رات** بعد میں فتح سنگھ کہتا ہے کہ اقبال کی منگنی ہے کہ آپ کا نکاح کر دیا جائے **۲۰ ویں رات** تو میں کہتا ہوں کہ اگر مل گیا تو پھر فتح کہتا ہے کہ پچاری کھانا کپڑا تو کھانا پہنے گی، تو میں کہتا ہوں وہ نواب کی کھانا کپڑا کھلا پہنتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے جی اقبال کی مرضی ہے اور میں چپ ہو گیا ہوں۔

بہت سارے آدمی ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ ہم آپ سے بات نہیں کر سکتے ہیں ۲۳ ویں رات کہ آپ بزرگ تر ہیں بعد میں ایک آدمی آیا ہے اور کہتا ہے کہ باہر **۲۴ ویں رات** عنایت کھڑا ہے اور وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس سے کہو کہ ٹہر دیں سویا ہوا ہوں۔ اس کے بعد بجلی کے چھوٹے چھوٹے تار کے ٹکڑوں کی ضرورت ہے اور میرے پاس ہیں لیکن سڑک بند ہی ہے اس مٹی میں چھپ گئے ہیں، تو میں نے اپنے تار ڈھونڈ لئے ہیں۔ اور میں چل پڑا ہوں تو میری پیچھے پیچھے ایک پہرے دار بوڑھا دوڑا آرہا ہے اور پوری تار کی گنجی اس کے پاس ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ یہ بجلی کا تار لایا ہوں آپ آپ لے لیجئے تو میں نے کہا کہ جی نہیں میرا اپنا تار مل گیا ہے۔ اور مجھے ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارا بہت شکر ادا کرتا ہوں کہ تم نے

اور میں دو لمبا ہوا ہوں۔ میں نے بہت اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور پاس میں ایک بیت ہے اور اسکو میں جھنجوڑتا ہوں اور اور برگزتے ہیں ان کو میں جن کر کھاتا ہوں۔ (۲۵) بہت بڑی طاقت کا مالک میرا لڑکا ہے جو بہت معصوم ہے اور اب پیدا ہوا ہے ۲۶ چھبیسویں رات۔ بخشہ ہو گیا ہے جب اخبار اقبال میں نکلا ہے میں بے حد اور پریوں اور بچے خوش ہو رہی ہے اس میں ہزار ہا لوگ قائل ہیں۔ بھائی میرے ہے۔

۲۷ ویں رات۔ پر تھوی راج بیٹھا اپنا قصہ سنا رہا ہے اسکے بعد چاچا بریکی مجھ سے پوچھتا ہے کہ تم نے لائری کہاں ڈالی ہے۔ بچہ میں ایک لوہے کی سلاخ ایسی پڑی ہے اسکو اٹھا کر پانی میں ڈال دیا ہے پھر میں نے کہا کہ چاچا جان جہاں لائری ڈالی ہے وہ ۱۶ دن میں کھلتی ہے چاچا کو کو کی میری معرفت دکھا کر کہتا ہے کہ علی بخش کی قبر پر رحموں ہے یعنی رحمت ہے۔ اس کے بعد میرا بچہ بیٹھا ہے۔ جو بچہ کوئی سی خوبصورت اور جوان لڑکی ہے تو میں بیٹرا کو کہتا ہوں کہ وہاں رہ سکتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ نہیں اس کے بعد سید علی چاچا ہے تو میں کہتا ہوں یہ بیٹھو اکشر صاحب میں بنگ سر پر کا کوٹ ہے خوب سجا ہوا ہے اور گوبند لیک آپ کی کیسے کھڑا ہے اور میں کہتا ہوں کہ تم کرانس معلوم ہوتے ہو۔

ختم شد ۲۶

باقی خوب سنہ ۱۳۶۲ ہجری ذی الحجہ ۲۳ ویں رات کوئی دو آدمی ہیں۔ اور ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ کی جگہ طیار ہے اور مجھے نا ہے کہ مسجد اب کی چلیے۔

جو بیوی رات رہیں ادنیٰ جگہ پر بیٹھا ہوں اور کسی نے دشمن کمار کو میرے پاس ڈال دیا اور وہ سب پیمانے میں بھرا ہوا ہے تو ادھر سے سپاہی آکر دیکھ کر چلا جاتا ہے اور میں اپنے کپڑے صاف پہن لیتے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ ابھی تو اور جگہیں مجھے لینی ہیں۔

چھبیسویں رات:۔ جگہ میرے نام ہو گئی ہے اور پیر الٰہی بخش نے گواہی دی ہے تو میں ان سے کہتا ہو بھئی واہ پیر الٰہی بخش نے بھی خوب تائید کی۔

میں کہہ رہا ہوں میری تسلی و تشفی ہو گئی ہے۔

ختم شد سنہ ۱۳۶۲ھ

ربیع الآخر ۱۳۷۱ھ

پھول پھٹ گیا ہے۔ اور میں نے اسے چبا دیا ہے اور وہ ٹھیک ہو گیا ہے گاڑی چل پڑی ہے ہوائی سیٹی اور بہت سارے آدمی ہیں۔ ٹھیٹر بننے والا ہے کھیل ہونے کو تیار ہے مگر ماسٹر بننے کو کوئی تیار نہیں ہے سب نے بائی بائی ہے انکار کر دیا ہے تو میں نے اسٹرٹی قبول کر لی ہے اور میں ہوائی سیٹی کو کہتا ہوں کہ آپ کے اخلاق کا جواب نہیں۔ ایشکی رات ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ روزہ کی اجازت مجھے مل گئی ہے اور میں نے خوب غسل کیا ہے۔ آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ مجھ پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا بلیک میلے خوبصورت عورت ہے اور میں اس سے کہتا ہوں گا "تم میری لڑکی بنو" میں بے ایمانی ہرگز نہیں کروں گا، خدا کے فضل سے تم میری لڑکی ہو۔ اتنا معلوم ہوا ہے کہ کچھ ہوا ہے۔ ایک سیاہ لمبا سا آدمی میرے گھر آیا ہے۔ مگر میری مینا نظر نہیں آ رہی ہے تھوڑی دیر بعد دیکھتا ہوں کہ آگے مینا ہے اور پیچھے وہ سیاہ آدمی جو میرے سامنے سے گزر کر چارپائی پر جا کر سو گیا ہے۔ میں مینا سے پوچھتا ہوں اس نے پانچ کا پونڈ لیا ہے میں کسی کو کہتا ہوں اس کو سپیرو کر دو وہ امانتدار ہے **۱۷ ویں رات** ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ دلیپ کو پکچر ڈائرکٹ کرنے کا چانس مل گیا ہے۔ گانا اس دام داجع ہو رہا ہے۔ ہاں آمدی اوندا تے کدی جاوندا۔ اے یہ سانس (تابعدار) بڑی پیاری ایپدیش دیتا ہے۔ یہ تو موت کا پیغام ہے آتا ہے کبھی باہر کبھی اندر لے۔ الکنڈیشنڈ اسپلائز بالٹی بھر دودھ خالص بھر کے میرے سامنے لا کر رکھ دیا ہے **۲۰ ویں رات** ہے۔ تو میں اس کو کہتا ہوں کہ الکنڈیشنڈ ریجکٹ کر دیا ہے ہو گا کہ ہمارا شاگرد تھا، اور ہم تیرے استاد تھے، اچھا اچھا دودھ کو اپنے کہتا ہے۔ اور ایسا ویسا ہم کو دیتا ہے۔ میں اپنے ناک چھاتی ہوں دودھ عورت بے بے راجا ہے **۲۲ ویں رات** جب ان آئی ہے تو میں نے اس کے پاؤں کو ہاتھ لگا کر اس کی قدم بوسی کر کے ان مان کیا ہے۔ میری عورت مجھے مل گئی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ میرا حق ہے **۲۴ ویں رات** سلطان سلطان کو ہار پہنا رہا ہے۔ **۲۷ ویں رات** مینا کو میں نے لال ریشمی ساڑی لا کر دی ہے۔ جو بہت خوبصورت ہے **۲۸ ویں رات** ہے۔ چند دلاں شاہ اور گبھرو مجھے ہیں۔ اور بڑے غلام علی خاں "نا نا کار رہے ہیں۔ اس دم کا کوئی بھروسہ نہیں کبھی آتا کبھی جاتا ہے یہ سانس جو آتا جاتا ہے۔ باری بالمری آپدیشن پہنچاتا ہے یہ تو موت کا پیغام لے کر آتا ہے۔ گیا باہر تو پھر نہیں آتا ہے۔

جمادی الاوّل ۱۳۷۱ھ

گوہر اپنی آگے ہو گئی ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ خوب دھوئے ہیں، پانی بھی بڑی زور **۳ ویں رات** سے جاری ہے جو بارش کے نالے کا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں یہ **۵ ویں رات** لاہور ہی ہے جہاں نیا مذہب چھپتا ہے اور بہت بڑا سمندر ہے اس میں بہت بڑی مچھلیاں تیر رہی ہیں۔ ہیرو نے کوئی چیز خرید لی ہے لیکن رنگ مجھ سے پوچھ کر خرید رہا ہے میں مزار حی صاحب سے کہتا ہوں کہ میں پانچ سال آپ کی وزارت میں **۷ ویں رات** رہا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ رب ہے اس کو میں نے لاٹھی لگا رکھی ہے پہلے وہ میری طرف پیٹھ کر کے بیٹھا ہے۔ پھر وہ غصہ میں میری طرف بڑھا ہے اور اس کے ہاتھ میں پستول ہے پستول تاننے لگا تو میں نے فوراً پکار لیا ہے تو اس نے فوراً بند کر لیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مالک پینہ والا شاہ ہے وہ وہ لوگوں سے پوچھتا **۹ ویں رات** ہے کہ اس علی بخش نے میرے خلاف کچھ بولا ہے۔ تو سامنے والا میری صفائی دیتا ہے کہ نہیں آپ کے خلاف کچھ نہیں بولا ہے۔ تو اس کو اطمینان ہو گیا ہے۔ تو لوگ کپور مجھ کو کہتا ہے کہ آپ بھی کچھ آگے ڈیٹ پر دستخط کر دیجئے اور ایک بات **۱۱ ویں رات** پر مت ضد کر کے کھڑے رہئے۔ تو میں ڈر گیا ہوں اور ایک پنسل میں نے اٹھائی ہے جس میں اگریمنٹ ہیں اور فوراً میں نے دستخط کر دئے ہیں۔ **میں نے کچھ دیدار دیکھا ہے کچھ اور معلوم ہوا ہے کہ "میری دو اچل رہی ہے" ۱۳ ویں رات** میں کپڑے خریدنے جا رہا ہوں، اور ایک سو دس روپے میرے پاس ہیں میرے پاس جوتا بھی نہیں ہے، تو میں سوچتا ہوں کہ چلو ایک جوتا اور ایک جوڑا کپڑے تو آ جائیں گے میں اپنے گھر میں مینا کو چھوڑ کر جا رہا ہوں وہ ہیرو ئن ہے۔ خورشید ایڈورڈ کی دوکان پر ہے وہ بھی ہیروئن ہے۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ میں تجھ سے اس لئے لڑتا ہوں کہ تو اپنے آپ کو سمجھے، کوئی کسی کا نہیں ہے اور وہ چپ ہے۔ اور میں اس سے پوچھتا ہوں کہ یہ تیرے ساتھ لون ہے۔ تو وہ کہتی ہے میرا دوست ہے سلامت علی۔ میں ایک ہیرو کے گھر جا رہا ہوں رات **۱۵ ویں رات** کے ۲ بجے ہیں اور مجھے راستہ کا علم نہیں ہے میں کبھی کسی گلی میں نکل جاتا ہوں اور کبھی کسی گلی میں نکل جاتا ہوں اور کبھی کسی گلی میں آخر ایک معصوم بچی وہاں اچانک آ نکلی ہے اور اس نے مجھے پتہ دیا ہے اور میں اور میں ٹھیک ٹائم پر پہونچ گیا ہوں۔ میں اس ہیرو کے بھائی سے پوچھتا ہوں کہ یہ اس ہیرو کا گھر ہے، تو وہ جواب دیتا ہے جی ہاں یہ ہیرو کا گھر ملتی جلتا ہے مگر بہت بڑی حویلی ہے وہاں سب کھیس بندھی رہتی تھیں مگر اب ایک بھی نہیں ہے ہیرو سے ملاقات ہوئی تو اس نے میرا شکریہ ادا کیا کہ میں آپ کا

بنی سیحی ہمدردی کا ثبوت دیا۔

صفر ۱۳۷۱ھ

رحمت بی بی ہے اور اس کو میں کوئی چیز رکھنے کے لئے دے رہا ہوں **۵ ویں رات** رو رو دوائی لے کر تھک گیا ہوں۔ الطاف کہتا ہے کوئی **۶ ویں رات** بی ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اقبال کوئی بی ہے، تو مجھے ذرا حوصلہ بڑھ گیا ہے مجھے کوئی بی ہی اجھا کرنے کی دوائی دی ہے ایک عورت اچھا گا رہی ہے اور مرغی رہی ہے۔ اس کے بعد میں نے اقبال **۹ ویں رات** سے بات کی ہے۔ اور وہ بالکل اچھی ہے۔ اقبال خورشید وزیر اور میرے دوست بچے ہیں تو میں کہہ **۱۲ ویں رات** رہا ہوں کہ میں غریب نہیں ہوں؟ کیا میں اسیر نہیں ہوں؟ کیا میں یتیم و بے سہارا نہیں ہوں؟ کیا میں حلیم نہیں ہوں تو سب منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہیں۔ مگر وہ جانتے نہیں کہ میں بہت غصہ والا ہوں۔ پہاڑ پر سے ہم اتر رہے ہیں سامنے ایک آدمی ہے اس کے ہاتھ میں **۱۵ ویں رات** گائے یا بیل ہے، تو میں اس کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ یہ بھی فقیر ہے ولی ہے۔ اور میں اس کو سلام کرتا ہوں تو وہ مجھے زور سے آواز دیتا ہے۔ اور سلام کا جواب دیتا ہے کہ وعلیکم السلام یا ناسٹر علی بخش تو میں اور سب لوگ حیران ہیں کہ اس کو میرا نام کیسے معلوم ہوا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے آپ کے لئے دعا کی تھی کہ یا قطب شاہ اس کا بول بالا ہوگا اور یہ بہت دولت مند ہوگا۔ بعد میں میں کنوئیں میں غسل کرنے لگا ہوں **۲۰ ویں رات**۔ نور جہاں میرے گھر خود بخود آئی ہے۔ اس کا رنگ بھی ہے جو شوکت کی شکل و صورت **۲۲ ویں رات** سے ملتا ہے۔ تو میں نور جہاں سے کہتا ہوں کہ جب سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ تب سے تمہارے گھر نہیں آیا ہوں، وہ بیڈ مھڑک میرے گھر میں گھومتی پھرتی ہے کہ جیسے میں اس کا باپ ہوں، بھابی وزیر ہے اور میں اس کو کہتا ہوں "پتر" تو بھابی **۲۶ ویں رات** حیران ہو کر کہتی ہے کہ آج تک تو مجھے پتر نہیں کہا تھا آج کیسے پتر کہہ دیا! تو میں اس سے کہتا ہوں کہ تو یہ تو صرف دکھانے کے لئے میں نے کہا ہے میرے یہ کہنے سے تو میتر تو نہیں ہو گئی۔ امرتسر کا بابا بیسوا آیا ہے۔ **۲۷ ویں رات** میں کہتا ہوں کہ چیت کار کو نمسکار ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ چیت کار بھی ہو گیا **۲۹ ویں رات** ہے اور نمسکار بھی ہو گیا ہے۔

ربیع الاول ۱۳۷۱ھ

بہت گئے — آصف متاثر — بہت اندھیرا ہے ۳، ۵، ۸ **رویں رات**

میں باہر نکلنا چاہتا ہوں مگر نکل نہیں سکتا اور میں نے پانی پی لیا ہے۔ پرارتھنا ہو رہی ہے۔ دھوں صاحب ان کی بیوی **۹ ویں رات** اور سب بچے پرارتھنا شریک ہیں۔ پھر وہ لوگ جا رہے ہیں تو میں نے دھوں کو گلے لگایا ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ پچھلی اتوار کو پرارتھنا میں دیر تو نہیں ہوئی، تو میں نے کہا کہ ایسا کہیں ہو سکتا میں سب قانون جاننے والا ایسا کر سکتا ہوں، تو وہ کہتا ہے کہ آپ کریں بھی تو کوئی حرج نہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ نے چائے پی نہیں کم از کم ان بچوں کو بلائیے تو دھوں صاحب انہیں بلانے کے لئے دوڑا بھاگ چلے ہیں۔ میں نے خط لکھا ہے کہ ہم یہاں پہنچ گئے ہیں کھانے پینے اور **۱۲ ویں رات** رہنے کا بندوبست ہم نے کر لیا ہے۔ **باہر دواخانے کی میز پر مینا لیٹی ہوئی ہے اور کہہ رہی ہے میں بھی ۱۵ ویں رات اسی دوائی سے اچھی ہو جاؤں گی کسی نے اس سے پوچھا کہ کونسی دوائی ہے تو وہ کہتی ہے یہ چوچل رہی ہے۔** اس کا اشارہ میری میز کی طرف ہے۔ میں سب ہسپتال میں پڑا ہوں۔ اور سلطان باہا مجھ سے اگر پوچھ رہا ہے **۱۷ ویں رات** کہ میں بہت مصیبتوں میں ہوں کوئی ایسا وظیفہ مجھے بتاؤ جس سے میں ان مصیبتوں سے چھوٹ جاؤں تو میں کہتا ہوں کہ سارا قرآن شریف وظیفہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جید رشتہ کے پاس تو بہت سے وظیفے تھے، تو میں نے یہ وظیفہ پڑھ کر دیا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ بھر میری آنکھ کھل گئی ہے۔ مینا مجھے بستول بھر کر مارنے لگی ہے، مگر بلبلی دبائی نہیں ہے میں کہتا **۲۰ ویں رات** ہوں بیلو جی تو بہ کرنے کا موقع تو دیں گے۔ میں عالمگیر بنا ہوا ہوں، ڈاکٹر جھ سے کہتا ہے **۲۲ ویں رات** کہ سٹ پر جاؤ، میں سٹ پر گیا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ ہر طرف آدمی لیٹے ہوئے ہیں ملیچ کی آسیچر کو معلوم ہوا ہے کہ اللہ ہے تو مینا کہتی ہے کہ اللہ نہیں ہے **۲۵ ویں رات** میں کہہ رہا ہوں کہ فضل ہے میں کہہ رہا ہوں اوا ڈرتے اتار دو تین دفعہ، زمینا کو اپنے بستر سے۔

دیتے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ یا اور پانچ: یعنی "نماز کی طور پر" کوئی تکلیف نہیں آئی چند دلال شاہ میرے ہاتھ میں چابی دے کر کہتا ہے کہ بہت بڑا طوفان **۱۳ ویں رات** آنے والا ہے اس سے بچو۔ بہت سے آدمی سفید لباس میں ملبوس ہیں سادو ایک کہتا ہے چھوکرو میں نے اپنے استاد کے لئے اپنی کرسی اٹھالی ہے اور استاد کے لیے رکھدی ہے۔ وہ تین آدمی ایک کو کہتے ہیں کہ لیٹ جاؤ تو وہ لیٹ گیا ہے میرا استاد کہتا ہے کہ بہت بڑا چانس ہے۔ میرا تعویذ گم ہو گیا ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ دیکھ روٹی میں لپٹا ہوا **۱۴ ویں رات** ہے۔ میں نے دیکھا تو برابر روٹی میں لپٹا ہوا مل گیا ہے۔ ایک کو ٹھاہے اصل پر شاستا راہ اور اسکی **۱۷ ویں رات** نہیں ہیں میں نے اوپر کوٹھے پر چڑھ کے دیکھا ہے کہ تو کوٹھا سارا گیہوں کے اناج سے پٹا پڑا ہے۔ اور پختہ ہے۔ مولا سنگھ بچھو سے ملا ہے۔ درکہتا ہے۔ میرے لئے کام **۱۹ ویں رات** کچھ بندوبست کرو تو میں اس سے کہتا ہوں کہ کوشش کر رہا ہوں۔ اس کے بعد دوسرے دروازے سے نکلا ہوں تو سامنے عبداللہ شاہ سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہ مجھے کہتا ہے کہ میرے لئے کچھ کام کی کوشش کریں، اور دو ایک دم اوپڑ ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ تم دونوں ٹائم کھانا کھا کے کرو، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس کو اور میں نے تسلی دی ہے۔ اتنے میں دیکھتا ہوں کہ دونوں غائب ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ابراہیم جیسا آدمی میں نے آج تک **۲۲ ویں رات** نہیں دیکھا ہے۔ اور سلیمان سے اچھا ہے، میں ابراہیم کی بہت تعریف کر رہا ہوں۔ اس کے بعد سہراب مودی اپنے بچے کی کنوشن پوری کر رہا ہے، اور خود رنگین کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور بہنا بھی رہا ہے اور ایک عورت کہہ رہی ہے کہ بچہ پورا کر لیا ہے مگر ابھی تک کچھ نہیں دیا ہے۔ اور سامنے چاندی کا کشن ہے۔ میرا گاگے کا گھر ہے، اور مجھ پر مودی کا رعب ہے اور کسی پر نہیں۔ دروازہ بند ہے اور میں نے ماں کو آواز دی ہے۔ اور وہ **۲۴ ویں رات** کہتی ہے کہ ہم سو رہے ہیں۔ تو باہر سے کڑی لگی ہے۔ جوجالی کی صورت میں ہے میں نے کھولی ہے۔ اندر میرا سارا خاندان ہے۔ ماں بھی ہے۔ میں کہتا ہوں بھئی واہ یہ تو قلندر کی طرح کھڑی ہے۔ پاس ہی ایک سفید آدمی کپڑوں میں لپٹا ہوا ہے تو میں کہتا ہوں اور ہے تو وہ کہتا ہے کہ جی ہاں ایک لڑکی ہے جو میری بھتیجی ہے وہ میرے گلے لپٹی ہوئی ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ تو تو میرا خیر ہے بلکہ میرے بھائی کی لڑکی ہے۔ جہاں بیگم۔ ایک برات آئی ہے مگر میں راستہ بھول گیا ہوں عورتیں کھڑی ہیں **۲۷ ویں رات** میں ان سے اس جگہ کا راستہ پوچھتا ہوں۔ وہ بتاتی ہے کہ وہاں جاؤ گے میں ہال میں پہنچ گیا ہوں اور اس برات میں شامل ہو گیا ہوں۔ میں نے گرم سوٹ پہن رکھا ہے۔

رجب ۱۳۷۱ھ

صبح کے وقت میں پونا پہنچا ہوں، وہاں ایک جگہ دو بوڑھے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے **پہلی رات** کہتا ہوں کہ حضور میں **شب معراج کی نماز** پڑھنے کو یہاں آیا ہوں میری موٹر بھی ہے اور گھر بھی ہے۔ دالان بہت بڑا ہے وہاں پر میرا اثر بڑا ہے۔ میں جو چاہوں وہاں فوراً ہو جاتا ہے مارے وہاں مسلمان کم ہیں اور مسلمان زیادہ ہیں۔ تو ایک کو میں کہتا ہوں تو وہ میری بات نہیں مانتا لیکن دوسرا میری بات مان لیتا ہے میں فوراً گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر اپنے گھر بمبئی پہنچ گیا ہوں موٹر کار وہیں پر چھوڑ کر آیا ہوں **۳ ویں رات** میں والدہ بہشتی جی کے قدم پکڑ کر معافی مانگ رہا ہوں کہ خدا کے لئے میں نے جو گناہ کیا ہے وہ مجھے معاف کر دیں تو اس نے میرے گناہ معاف کر دیئے ہیں اس کے بعد چک والا دروازہ ہے اور میں لوگوں کو بتلا رہا ہوں کہ ہم گناہ نہ کرتا کیونکہ وہاں سب عورتیں کام کر رہی ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں دو آدمی لیبن میں ہیں جیسے ہی میں لیبن میں گیا ہوں ویسے **۵ ویں رات** ہی ان لوگوں نے مجھ پر ایک لوہے کی پتری سے وار کیا ہے اور وہ پتری تلوار کی طرح میرے پیٹ میں ڈال دیا ہے۔ مگر میں بالکل اچھا ہوں اور مجھے کچھ نہیں ہوا ہے۔ پھر میں نے اسی پتری کو لے کر دونوں کے پیٹ میں ڈالی ہے میں نے صالو بی کو دیکھا ہے اور میں نل پر خوب نہا رہا ہوں اور نل سے دو رنگ کا پانی **۶ ویں رات** نکل رہا ہے۔ سفید اور پیلا تو میں پوچھتا ہوں یہ پیلے رنگ کا پانی کیسا ہے تو کوئی کہتا ہے اس سے بھوت بھاگ جاتا ہے میں پڑھ رہا ہوں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ **۹ ویں رات** میں نے لیموں کا ڈھیر دیکھا ہے اور وہ سب پیلے پیلے اور پکے ہوئے ہیں۔ تو میں نے ان کو لوگوں میں بانٹ شروع کر دیا ہے۔ میری موٹر ہے اور میں ڈرائیور کو پکار رہا ہوں **۱۱ ویں رات** رحیم اللہ رحیم اللہ ایک بہت ہی بڑے جلسے میں گیا ہوں دو آدمی ہم آگے ہیں اور پیچھے عالیشان بھیڑ سے نکلنے کا راستہ دکھا رہے ہیں۔ ان میں ایک کام سکھ ہے اپنے زندہ باد زندہ باد کہہ رہا ہوں کہ **علی بخش زندہ باد** **۱۳ ویں رات** **علی بخش زندہ باد** بہت سے موٹے موٹے بیل سڑک پر کھڑے ہیں اور ایک بیل **۱۴ ویں رات** گاڑی پر چڑھا ہوا ہے۔ اور ہاتھ میں ہار

بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے تکلیف فرما کر میرے گھر آنے کی زحمت گوارا کی، تو میں کہتا ہوں کہ مجھے راستہ کا علم نہیں تھا، ایک معصوم بچی نے مجھے راستہ دکھایا ہے اور میں اس کا شکر گذار ہوں۔ نوشاہ سے ملاقات ہوئی ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ دیکھئے میں نے ۲۱ ویں رات آپ کو پیاس بتلایا تھا اگر آپ کو پیاس کریئے، تو میں کہتا ہوں کہ میں نے آپ کو پیچھے بولا ہے دیکھئے میں سائن کرتا ہوں ہندوؤں کا ایک تیرتھ ہوتا ہے اور میں میری بی بی لال گاڑی پر سوار ہو کر جا رہا ہوں تو ۲۰ ویں رات راستے میں روشن علی مجھ سے ملا ہے وہ کہتا ہے مجھے ٹھہرایئے تو میں نے ڈرائیور کو شاستا کہتا ہوں کہ ٹھہراؤ اس کو بھی ٹھہرا لو کیونکہ بھائی کی گاڑی تھی اور مجھے نہیں ٹھہرایا۔ گاڑی چل پڑی ہے تیرتھ پر پہونچ کر میں نے پیچھے کی طرف دیکھا ہے تو بہت بڑا سمندر ہے جو کہ ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اور کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ تمہارے آگے پیچھے بہت بڑے بڑے جوشیوں کو بھی اپنے ساتھ لائے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ان سے بھوش پوچھنا چاہتا ہوں میں یہ اپنے دل میں کہہ رہا ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ میں حج جانے کو تیار ہوں اور بہت سارے ۲۲ ویں رات۔ لوگ قافلہ کی صورت میں ادھر ادھر کے جمع ہو گئے ہیں۔ ان تمام کا حج کا خرچہ میں دینے کو تیار ہوں میرے پاس بے حد روپیہ ہے، وہ سب ساتھ لے جا رہے ہیں اور ان کو سوار ہونے اور سامان رکھنے کی ہدایات دے رہا ہوں ایک ہاتھ میں ایک تلوار کسی عورت نے مجھے لا کر دیا ہے اور میں نے اس کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے اور جہاز اپنی پوری رفتار سے حج کے لئے نکل پڑا ہے۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ جہاز کتنی جگہ ٹھہرے گا، تو مجھے بتلایا گیا کہ دو جگہ پر جہاز رکے گا، اور جب ایک جگہ رکے گا تو ایک ملاح کشتی پر سوار ہو گا، جہاز اپنی رفتار سے چل رہا ہے ادھر دور ایک ریل گاڑی ایک پل پر سے گذر رہی ہے۔ اور سمندر ادھر کافی وسیع ہے اور موجیں اپنے پورے شباب پر ہیں اور ادھر ہمارے دلوں میں حج کا خیال بھی پورے شباب پر ہے پہلے اسٹیشن پر گاڑی رکی اور ملاح سوار ہو گیا ہے، اور میں کہتا ہوں کہ میں کوصالح کو بھی ساتھ لے لو ورنہ وہ کہیں گے کہ مجھے چھوڑ گئے ایک آدمی کہتا ہے کہ وہ بخیل کر رہی ہے میں کہتا ہوں کوئی بات نہیں میری لڑکو بھی لے لو، کیونکہ حج پر جا کر کون زندہ رہتا ہے اور کون مرتا ہے۔ اتنے میں کشتی نے دوڑنا شروع کر دیا ہے اور اقبال میرے آگے پر لیٹی ہوئی ہے بیدار ہے اور میں اس سے اچھی اچھی باتیں کر رہا ہوں، اور کشتی کی آواز آرہی ہے اس کی آواز ایسی ہے کہ جیسے موٹر کے ہارن کی آواز ہوتی ہے ایک آدمی موٹر چلا رہا ہے مگر موٹر اس کے قابو سے باہر ہو گئی ہے ۲۴ ویں رات اور وہ تالاب میں گر پڑی ہے۔ اور اس کے سوار ڈوب کر مر رہے ہیں۔ مجھے میرا بھائی محمد بخش کہتا ہے کہ جو کہتا ہے کہ جو تو میں کہتا ہوں کہ چاہے تم جو ۲۶ ویں رات کچھ کہو میں کہوں چاہے اور کچھ کوئی کہے مگر جو کچھ اس کو کرنا ہو گا وہی کرے گا۔ اس نے اپنا عہدہ سنبھال لیا ہے اور جنرل کا عہدہ ہے اور اس کا نام علی بخش خاں ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میری دوا کا بوتل نہیں ہے پھر میں کہتا ہوں کہ میری ۲۷ ویں رات سفید دوا کا کوئی جواب ہی نہیں ہے دوائی کے لئے لوگ نئی نئی اجازت لینے کو آرہے ہیں تو میں کہتا ہوں ۲۸ ویں رات کہ اگر ہو گی تو ہو گی، ہمارا اللہ مالک ہے۔ بیٹھا اور مدھو بیٹھی ہیں۔ مدھو کہتی ہے کہ بابو کو کرنٹ لگواؤ اس کے لگوانے سے ۲۹ ویں رات کوئی تکلیف نہیں۔ ہنستی تو میں بے تحاشا رو رہا ہوں اور بتلاتے کہتا ہوں جس نے مجھے ایسا رکھا ہے اس نے مجھے ایسا رکھا ہے اس سے مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے۔ اس نے مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں دی ہے۔ اس مدھو کو دیکھ کر یہ کہہ رہی ہے کہ کرنٹ لگواؤ۔

جمادی الآخر ۱۳۷۱ھ

ایک دروازہ ہے جو کہ اندر سے بالکل سفید ہے۔ اور کھلا ہوا ہے، اس میں ایک ۵ ویں رات چھوٹا سا کرشنا ہے۔ تاج پہنے ہوئے ہے چل رہا ہے۔ [illegible] کہ میرے پاس آرہے ہیں، یعنی کرشن مہاراج کے درشن کو آرہے ہیں۔ اس کے بعد میں دیکھ رہا ہوں کہ میری ماں چتا میں جل رہی ہے۔ تو مجھے خون کی بو آرہی ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ جل رہی ہے۔ میں مینا اور رصالو ہیں، اور صالح کہیں جا رہی ہے تو میں ۹ ویں رات مینا سے کہہ رہا ہوں کہ اگر یہ جل گئی تو میں چیخ چیخ کر کیلے میں مر جاؤں گا، اس کو نہ جانے دو۔ میں اوپر پہاڑ پر چڑھا جا رہا ہوں۔ ہر طرف لال پھول کھلے ہوئے ہیں اور میں جوان ہوں کہیں سے ثریا بھی آگئے ہے اور وہ میری مدد کر رہی ہے میں ثریا سے کہتا ہوں کہ شکر ہے کہ خدا نے تمہارے دل میں یہ بات ڈالدی ہے کہ کسی کی مدد کرنی چاہئے وزیر نے میرے پاس چاندی کے ایکسو تیس ۱۳۰ روپیہ ۱۱ ویں رات

دیا ہے۔ ہم سمندر کے پیچھے سے گاڑی لے کر نکل آئے ہیں۔ اور وہاں پر ایک سیاہی کالی دردار پہنے کھڑا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کتنی چیز آپ کو مل گیا ہے فائنس مل گیا ہے۔ تو وہ مجھ سے کہتا ہے اور چند دن میں پیسہ ہی پیسہ ہے۔ میں تم ان معلوم ہوتا ہوں۔ میری لڑکی مینا مریم معلوم ہو رہی ہے **۱۷ ویں رات** جو سفید کپڑے پہنے ہوئی ہے۔ میرے ہاتھ میں مریم کی تصویر ہے۔ جو بڑے مدخوبصورت ہے اور اس تصویر کا رنگ سفید ہے اور سنہری بھی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مانی تو باپ کی مرضی نہ مانی تو اپنی مرضی۔ پھر میں نے یہ تصویر مینا کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ تو وہ بہت خوش ہو کر کہتی ہے کہ آپ آگئے تو مجھے یوں بہلاتے رہتے تھے۔ یہ سب چیزیں مجھے آپ نے دی ہیں۔ اس کے بعد مینا کے سر پر ایک چھوٹا سا تاج ہے اور وہ بہت ہی خوبصورت لگ رہی ہے میں کہتا ہوں سب کام ہو رہے ہیں میری معمولی دو اکاؤنٹ جسٹریشن نہیں ہوتا ہے۔ میں سونا جاگتا دیکھتا ہوں میری بہن نے مجھ کو بنک سے نکلوا کر راشن کارڈ دئے ہیں۔ بمبئی میں میرے گھر لوگ ملنے کے لئے آئے ہیں **۲۰ ویں رات** میں ان کی تواضع کر رہا ہوں اتنے میں صالح کسی بات پر روتی ہے تو سونے کے کنگن اس کو دیکر کہتا ہوں کہ نہیں لو۔ اور بہانوں کی خاطر کر دو۔ دو نہیں یہ لوگ کیا کہیں گے بہت سے حاجی حج کر دنے جا رہے ہیں اور یہ سب کے سب میرے گاؤں کے ہیں **۲۱ ویں رات** میں ان کی خدمت میں لگا ہوا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو نہیں بھولا ہوں اور نہ بھولوں گا اور سب مجھ سے خوش ہو رہے ہیں اور پھر میں ہوٹل والے کو چائے لانے کو کہتا ہوں تو وہ چائے سے انکار کرتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں سب کو برف اور کوکو لا دو۔ اس کے بعد کشتی پر سب سوار ہو رہے ہیں۔ دریا بے پناہ ہے بس میں کشتی دوڑی جا رہی ہے۔ پانی تھپیڑے مار رہا ہے۔ اور کشتی آخر کنارے پر پہنچی ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ کیسے کنارے پر لگی۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی ڈوبی ہے۔ تو وہ کہتا ہے اس کے وزن کی وجہ سے ڈوب گئی تھی میں دیکھتا ہوں کہ میری دوا اور میں خود دونوں باتیں اچھی ہیں **۲۴ ویں رات** میں اپنا مکان جو کرایہ دار ہے چھوڑ رہا ہوں اس میں میں نے بانجو لگایا تھا میں کہتا ہوں کہ اپنے لگائے ہوئے باغیچے کو چھوڑتے ہوئے سخت دکھ پہنچتا ہے مجھ سے ایک آدمی کہتا ہے کہ آپ اپنی مشین مجھے دلوا دیں تو میں کرایہ دیدونگا میں کہتا ہوں رسول گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہا ہے۔ ادھر ایک **۲۶ ویں رات** لڑکی کالے کپڑے پہنے ہوئے گھوڑے سوار ہے اور گھوڑے کی پیٹھ پر چاندی کی دو پیوں کی بوریاں جو بھری ہوئی ہیں لدی ہیں اس لڑکی کو میں نے گھوڑے پر سے اتارا ہے اور وہ سب کیش بھی میں نے اتارا ہے اور پھر میں پکارتا ہوں کیشر کیشر سب کیش مجھے دیدو میں اندر گیا ہوں اندر کوئی نہیں ہے۔ تو میری عورت نے دو چندیاں دی تھی کہ اندر ڈالدینا اور میں ڈال کر چلا آیا ہوں مولوی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں میں جوں ہی اندر گیا وہ باہر نکل گئے **۲۷ ویں رات** ہیں۔ اور بہت بڑی برات آئی ہوئی ہے۔ اور اس کے آدمی دو سفید صافے باندھے ہوئے ہیں۔ جیسے دھوبی والوں کے شملے ہوتے ہیں میں۔ میں ان کی زبان سمجھ گیا ہوں مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ ان کی ٹرائیل ہے اور یہ سب گھوڑے سوار اس کی ٹریل دینے آئے ہوئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے یہاں سے نکلے گا۔ مگر کوئی نہیں نکلتا دانتے میں ایک موٹا کانا نکلا **۹ ویں رات** ہے میرا ایک بے حد موٹا ڈنڈا ہے اس سے میں نے زور سے دے مارا ہے تو وہ بے ہوش ہو کر گر گیا ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد اٹھ کر بغیر کہے خوب زور سے بھاگ گیا ہے کوئی کہتا ہے پھر آنہ جائے۔ تو میں کہتا ہوں کہ کیا مجال کہ آجائے

رمضان ۱۳۶۶ھ

بھجن گانے والے آئے ہیں اور میں ان کے ساتھ مل کر بھجن گا رہا ہوں تو جتنی **۲ ویں رات** پبلک ہے سب میرے بھجن گانے سے بے حد خوش ہو کر مجھے داد دے رہی ہے اور میں ان کا تھینکس تھینکس ادا کر رہا ہوں۔ کہ بہت بہت شکریہ میں نے سب سے اونچی بھجن اور زور لگا کر گایا ہے عرف یہ معلوم ہوا ہے کہ "واہ" **۴ ویں رات** ایک گھوڑا گاڑی ہے جو چل رہی ہے اور میں ڈرائیور کو کہتا ہوں کہ ہم **۵ ویں رات** کہیں بیل گاڑی جوت دیتے تو وہ بھی خوب دوڑتے۔ تو وہ کہتا ہے کہ گاڑی میں بیل جوتنا ٹھیک نہیں بلکہ گاڑی کے آگے گھوڑا جوتنا ٹھیک ہے۔ پھر گاڑی کا پیتیز کرتے گرتے گھوڑا ہو گیا ہے تو میں کہتا ہوں بچ گئی بچ گئی **میرے گرد حکیم لقمان جی لے دی** ہے۔ میری عورت دشمن کا نام لیتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ پرواہ نہیں کھانا خوب پلیٹ بھر کر کھا رہا ہوں **۷ ویں رات** گوشت اور روٹی میں نے خوب کھائی ہے۔ ادھر شیلا اور رضیا دیر سے باتیں کر رہے ہیں۔ پھر وہ مجھ سے پوچھتی ہے آپ کا جو ٹھایں کھائیں **۹ ویں رات** میں کہتا ہوں ہاں کھالو۔ کوئی ایک سپیز منٹ ڈیٹ ہے جو یہاں کام کر رہا ہے۔ مگر وہ آج ہی تھوڑی دیر کے بعد چلے جانے والا ہے۔ اور گنگنا تی جا کر اپنا چارج لیتا ہے۔ اور صبح کا وقت معلوم ہوتا ہے۔ کوئی شخص بسم اللہ کہتا ہے اس کے اوپر آٹا ڈال دی گئی ہے بہت ہے۔ **۱۰ ویں رات** میں کہتا ہوں کہ یہ بھی تو شاء عطاء اللہ شاہ حکم ہے دیکھئے تو اب یعقوب صاحب دیکھیے میں **۱۳ ویں رات** جاگتے سوتے سنتا ہوں کوئی کہتا ہے کہ یہ بیالیس ہے۔ کہتا ہے کہ یہ بیالیس ہے اور کہتا ہوں کہ میں اسلامی ہیرو ہوں چٹائیٹی ہوئی ہے ادھر کوئی لیٹا ہوا ہے **۱۷ ویں رات** بنانے ڈرگ ہاؤس کو بلایا ہے۔ اور رکمینے نے گورکھا کو بلایا ہے۔ میں اپنی لڑکیوں کی حفاظت کو پہونچ گیا ہوں اور غصے میں کھڑا ہوں **۲۰ ویں رات** میں میرے قدم پکڑے رو رہی ہے اور اٹھ کر

ہے اس کے بعد کالے کپڑے پہنے ہوئے ایک قافلہ جا رہا ہے اور ان سب کے پیچھے **حسین** چل رہے ہیں میں **حسین** کو کہتا ہوں کہ یہ آپ کی سبھا ہے ان کے ہاتھ میں چھوہاروں کی تھیلا ہے اور کچھ سفید سی چیز میٹھی ہے انہوں نے وہ ساری میرے ہاتھ دیدی ہے۔ کوئی کہتا ہے، شربا تو بھی اس کا نام سکھ رکھ ۱۶ **ویں رات** پہلے بھوائی مجھے لی ہے کوئی اگر مجھ سے کہتا ہے کہ مانک لال سیٹھ بلا یا ہے ایک ریل گاڑی لیکن بھبڑا تمی ہے کہ بگ گاڑی میں چھپکے ہوئے ہیں ۲۰ **ویں رات** میں بھی چپٹا ہوا ہوں اب مجھے بھی بہت اچھی جگہ مل گئی ہے۔ اور میں جا رہا ہوں میں نے حساب کر کے رحمن کو دیدیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بھائی وزیر سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑی ہے ۲۱ **ویں رات** اور سامنے ایک چھوٹی لمبی سی موم بتی جیسی ہے تو وزیر مجھ سے کہتی ہے کہ واہ سبحان اللہ خواب آپ نے اس کو پکڑا ہے۔ دادی ہے اور اس کے بعد بہت سی آدمی نماز پڑھ رہے ہیں ۲۲ **ویں رات** بابا الیشر داس ہیں کو میں لے بتا رہا ہوں، اور میرا شاگرد دے کو نہیں پکڑا تا ہے۔ بابا الیشر داس بھی اس کو ویسی ہی بتاتے ہیں جیسی میں بتاتا ہوں، اور وہ میرے پر زور تائید کر رہے ہیں، اور لوگ نماز پڑھ کر باہر نکل رہے ہیں، گھر ہے رونق ہے اور تازگی ۲۴ **ویں رات** ہے ایک بہت بڑا پہاڑ ہے جس پر ہم تینوں اپنی گاڑی پر سوار ہو کر جا رہے ۲۵ **ویں رات** ہیں۔ ڈرائیور بیٹھا کو ہم نے چارج دیا ہے مگر وہ گاڑی نہیں چلا رہا ہے بلکہ اس کا دوست چلا رہا ہے پہاڑ میلوں اونچا ہے۔ اور وہ اوپر سے تیر کی طرح گاڑی اتار رہا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تم ہماری دشمنی کر رہے ہو، کہ پوری تیزی سے سیدھے اتار رہے ہو۔ میں یا اللہ یا اللہ پڑھتا جا رہا ہوں اور ہم لوگ تینوں نہایت کے ساتھ نیچے اترے ہیں، تو جیو اجی ملنش بن گئے ہیں، بینا میرے ساتھ ہے مدھو ذرا میرے پیچھے ہے تو میں اس کو آواز دیتا ہوں مدھو مدھو مدھو تو وہ نزدیک سے جواب دیتی ہے جی جی اس کے بعد دو سکھ ہیں ایک تو سفید بال والا ہے۔ اور بہت بڑی عمر کا ہے وہ اپنے لڑکے میں ہیں۔ اور سامنے ہم چیزیں خرید رہے ہیں، تو ڈرائیور مجھ سے دس روپیہ گاڑی بنوائی کے مانگ رہا ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ تو نے خود گاڑی بنائی ہے پھر دس روپے کیسے مانگ رہا ہے۔ میری جھولی بھری ہوئی ہے جو صرف چاندی ۲۷ **ویں رات** کے سکوں چونی اٹھنی اور روپیوں سے ہے۔ میرے ہاتھ میں گلاس ہے اس میں کالا اور لال پانی ہے ۲۸ **ویں رات** میں اس کو دیکھ کر کہتا ہوں یہ سب سلطنتوں میں جائے گی۔ یہ سب سلطنتوں میں جائے گی میں اپنا بیگ صاف کر رہا ہوں ۲۹ **ویں رات** جو اندر تھا وہ میں باہر نکال دیا ہے اور بوجھ ہلکا ہو گیا ہے ہری ہری گھاس ہے۔ اور اس میں سے نئے نئے راستہ ۳۰ **ویں رات** بنے ہوئے ہیں۔ جانوروں کے گلے کے گلے ہیں۔ ایک نیا راستہ بن رہا ہے وہ اینٹوں سے بنا ہے اتنے میں بک پوسٹ میں آ رہا ہے۔ اس کا نام رام اوتار ہے۔ رام اوتار غسل کر رہا ہے اور ادھر لوگ نماز پڑھ کر باہر نکل رہے ہیں۔ اور پوسٹ میں رام اوتار پر ھتا آ رہے صلی اللہ علیہ وسلم میں لپٹا ہوں قافلوں کا ڈنڈا ملا ہے۔

شعبان ۱۳۷۱ھ

ایک پیر کے بلانے سے میں اس کے پاس گیا ہوں مگر میرے سارے بدن میں استرے کے لگ جانے کی وجہ سے خون نکل رہا ہے۔ اور مجھ ۵ **ویں رات** ٹھیک چلا بھی نہیں جاتا۔ مگر گرتے پڑتے میں وہاں سے واپس آ رہا ہوں، تو راستے میں دو آدمی بیل گاڑی لے کر جا رہے ہیں۔ اور ایک موٹر پر بیل جو گاڑی میں جتا ہوا ہے میری طرف گھور گھور کر دیکھ رہا ہے تو میں نے چلانا شروع کر دیا ہے کہ مجھے بچاؤ۔ بہت دیر کے بعد ایک آدمی نے میری آواز سنی ہے اور فوراً پتھر لے کر اس بیل کے منہ پر اس زور سے مارا ہے کہ اس کا منہ میری طرف سے دوسری طرف پھر گیا ہے اور وہ آدمی اس کو پکڑ کر دوسری طرف لے گیا ہے۔ ایک بوڑھا سا آدمی ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا ہے میں نے اس سے بار بار یہ پوچھا ہے کہ تیرا نام کیا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا نام مرزا ہے میں پوچھتا ہوں تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں بھیرے کا رہنے والا ہوں۔ تو کہتا ہوں کہ تو ٹھیک کہتا ہے میں نے تجھے وہاں کئی بار دیکھا ہے۔ تو فقیروں سے ملتا جلتا تھا۔ تو فقیر ہے اور فقیر دوست ہے مگر تو اتنی دور بمبئی کیوں آیا ہے میری لڑکی مجھ سے معافی مانگ رہی ہے۔ بہت بڑا چراغ جل رہا ہے۔ اور ۱۱ **ویں رات** کئی آدمی ادھر سے آ جا رہے ہیں تو میں نے چراغ بجھا دیا ہے۔ اس کے بعد آدمی اوپر میں کشتی میں سوار ہیں اور کشتی چل رہی ہے۔ ہم سب ڈبل بس جس میں ہمیں شاہی محل کے ۱۴ **ویں رات** پاس سے نکلنا ہے۔ ایک رات جا رہی ہے جس میں بہت سے مرد اور عورتیں جا رہے ہیں راستہ بند ہو گیا ہے سفید رنگ کی عورتیں برقعہ پہنے ہوئے محل کے نیچے سے آ رہی ہیں میں بھی برقعہ پہنا ہوا ہوں اور ادھر میرا بھائی قمر الدین کھڑا ہوا ہے۔ اور دیوار کا ہاتھ لگا تا ہے تو دیوار گر پڑتی ہے۔ مگر اس کو کہتا ہوں کہ ادھر سے نہ توڑ۔ پھر میں عورتوں سے کہتا ہوں کہ حضور ہمیں راستہ دیا جائے۔ انہوں نے راستہ دے

مہربانی ہوگی تو وہ مجھے دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں یہ سب دیکھ باہر نکلا ہو تو بڑی بڑی اور موٹی موٹی ہند و عورتیں دیکھنے کے لئے جا رہی ہیں۔ مدھو اور مینا اور میں بے صد اونچے پہاڑ پر ہیں اور اس ہم **۱۶ ویں رات** لوگ چڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پیچھے دھون صاحب پولیس انسپکٹر اپنے تمام کنبے کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ میں مینا سے کہتا ہوں کہ مینا اگر دھون صاحب بلائے تو بولنا ورنہ نہیں۔ میں دیکھتا ہے کہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو کھیریل کا بنا ہوا ہے **۲۰ ویں رات** صبح کا وقت ہے اذان کی آواز آ رہی ہے اور میں خود اذان دے رہا ہوں اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد الرسول اللہ اشہد ان محمد الرسول اللہ حی علی الصلوات حی علی الفلاح حی علی الفلاح اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ ھو۔ اس گاؤں کے اندر ایک چھوٹی سی گلی ہے اس میں سے ایک آدمی **۲۲ ویں رات** آ رہا ہے۔ اس کے سر پر ایک بہت بڑی ٹوکری ہے۔ جو روٹیوں سے بھری ہے۔ برسات ہو چکی ہے تو میں اس سے پوچھتا ہوں کہ میری ماں اور لڑکی پانی پینے کو گئی تھی اب بتائیے کس راستے آ رہی ہیں۔ پہلا نام صرف صالح بی بی ہے۔ اس کے بعد میں امرناتھ بچر کا دائرکٹر ایک **۲۷ ویں رات** لمبی کالی موٹر پر سوار ہو کر آیا ہے تو میں کہتا ہوں ہم تو گاڑی اپنی مرضی سے لیں گے میں پہاڑ کے کنارے پر ہوں دور بہت دور کوئی جہاز دریا میں ڈوب رہا ہے جو کسی غیر قوم کا ہے۔ میری تقدیر کا دو فعہ وصل ہوا ہے اور سکھ شاہ جانچ ششم کی **۲۹ ویں رات** تاج پوشی ہو رہی ہے۔

ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

میرا بدن ناپاک ہو چکا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ ایک قربانی **پہلی رات** ہے پھر میں پڑھ رہا ہوں معصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا۔ پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا۔ ہم نے تو جہنم کی سکی بہت تدبیر کیں لیکن تیری رحمت نے گوارہ نہ کیا۔ اس کے بعد ایک بڑا شہر ہے بمبئی کی پبلک کی طرح آدمیوں سے بھرا ہوا ہے۔ لوگوں نے گاؤں کے باہر جھونپڑے ڈال لئے ہیں۔ اور میں ایک لال گھوڑی پر سوار ہوں اور ہم دو آدمی **چوتھی رات** شہر سے باہر جا رہے ہیں اور اپنی ساتھی سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے تو بالکل کم بلا ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ کتنا بلا ہے! میں کہتا ہوں مجھے کل سات یونٹ ملے ہیں ساتھ ساتھ ایک انگریز عورت گھوڑیوں کا گلہ لے کر چلی جا رہی ہے سامنے پہاڑ اس کی اونچائی بے اندازہ ہے۔ اور بالکل سفید رنگ کا ہے۔ اور میں اس پر گھوڑی کو سرپٹ دوڑائے چلا جا رہا ہوں اور میری گھوڑی انگریز عورت کے گلے کو پیچھے چھوڑ چلی ہے میں کہتا ہوں یہ کس کی بلڈنگ ہے جو کہ تیار ہو گئی ہے تو کوئی کہتا ہے کہ **علی بخش قصاب کی بلڈنگ ہے اور اس کے اندر اس کا لڑکا محمد بیٹھا ہے محمد** گوشت کی مارکٹ ہے اس کے اندر سب قصائی بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کو پیسے دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس میں سے خوب صاف گوشت دینا۔ وہ کہتے ہیں صاف تو ہے۔ تو میں کہتا ہوں دیکھتے نہیں یہ پردہ پڑا ہے اسے صاف کر دینا۔ اس کے بعد لوگ دوڑنا شروع کر دیتے ہیں جس میں عورتیں بچے مرد سب شامل ہیں اور ان کے آگے میں لنگی پہنے دوڑا جا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ میری لڑکیاں ہیں۔ مجھے ان کی شادی کرنا ہے میں ان کی شادی کروں گا میں کہتا ہوں کچھ احمد اسلام لکھا ہے۔ مالک کمپنی بالوٹانک چند بیٹھا ہے جو نیو البرٹ کمپنی کا مالک تھا میں ان سے جانے کی اجازت مانگ رہا ہوں اور میں کہتا ہوں بابو جی آپ کا منیجر بہت بڑا آدمی ہے۔ دو جو آپ کے بچے اور وفادار نوکر اور وفادار ہیں ان کی ہمیشہ تنخواہیں کرتا ہے۔ اور ہر وقت ان کو پریشان کرتا ہے اس لئے میرا رواں رواں سب آپ کو دعا دیتے ہیں۔ اتنے میں بابو جی کا چشمہ ایک آدمی لا کر دیتا ہے اور بابو جی نے اس کو بسم اللہ کہہ کر آنکھوں پر لگا لیا ہے۔ اتنے میں ایک آدمی جس پر کاغذ کے شمار لپٹے ہیں اور وہ جا رہا ہے تو اس کو کوئی کہتا ہے کہ پہلے تمہاری جگہ دیکھ تو جو تمہاری ہے اس پر قبضہ جما پھر مگر اب کب لاہور جاؤ گے تو وہ کہتا ہے پانچ منٹ یا پندرہ منٹ میں۔ ایک پہاڑ ہے اس پر چٹائی بچھی ہوئی ہے اس پر نور جہان **۲۲ ویں رات** مدھو اور نور جہان کا بچہ لیٹا ہوا ہے اور میرے پاس ایک لکڑی ہے دو کتے آتے ہیں میں نے دونوں کو لکڑی ماری ہے۔ تو وہ بھاگ گئے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ مجھے نماز پڑھنی ہے۔ نور جہان اپنی جگہ سے اٹھنا چاہتی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ نور جہان اپنی جگہ سے اٹھے اور تکلیف اس کو پہنچے۔ مدھو نور جہان کو کہتی ہے کہ آپ نہ اٹھیں آپ کو بابو جی اٹھنے نہ دیں گے تو میں بسیار کرنے لگا ہوں دو کتے آئے ہیں ان کو بھی میں نے لکڑی ماری وہ بھاگ گئے ہیں۔ پھر میں نے اپنے گھٹنوں پر چادر ڈالی ہے اور وضو کرنے لگا ہوں۔ میں کہتا ہوں بسم اللہ سے مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ اس کے بعد میں غسل کر رہا **۲۵ ویں رات** ہوں۔ بعد میں میں پڑھتا

میرے گھٹے لگ گئی ہے۔ تو میں کہتا ہوں تو نے تو برا کام نہیں کیا ہے۔ مگر وہ روتی اور ہچکیاں لیتی چلی جا رہی ہے۔ مینا نے اجکاری کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ جب میں اس کے قریب گیا تو گورکھے نے بھاگنا شروع کر دیا ہے۔ بہت کچھ دیکھا ہے۔ یاد صرف اتنا ہے کہ بہت سی عورتیں کہیں **۲۵ ویں رات** جا رہی ہیں۔ راستے میں پانی کا نالہ ہے تو میں نے اس کو پنڈلیوں پر چڑھا کر پار لگایا ہے۔ بہت سے آدمی ہیں اور کوئی مجھ سے پوچھتا ہے کہ بابو بھائی کسی لے **۲۹ ویں رات** اعتراض تو نہیں کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کسی نے نہیں۔

شوال سنہ ۱۳۷۱ھ

بہت سے لوگ یوں ہی کہتا ہوں کہ میری توبہ قبول ہو **۵ ویں** رات کمرے سے مینا نکلی ہے اور مجھ سے کہتی ہے کہ بابو جی یہ ٹوٹ گئی ہے **۶ ویں رات** میں کہتا ہوں کہ جیب جائے گا۔ لڑی ہے جس میں سوراخ ہیں اور بیچ میں ٹوٹ گئی ہے اور ادھر میں نے اس کا جوڑ لگا دیا ہے۔ میرے کمرے میں فضی اس کی عورت ثریا کچھ صلاح کر رہے ہیں۔ عید ہو مس کھیل ہے شہزادہ سنجر ہیرو ہے جس کو شہزادی اقبال دشمنوں سے بچاتی ہے۔ عاقبت شہزادہ سنجر کو موت کا حکم ہو چکا ہے۔ مگر تمام رعایا شہزادے کی طرفدار ہوئی ہے۔ ایک بہت بڑا بزرگ بھی اس کا ساتھی ہے اس کا نام بھی میں بھلانا چاہتی ہوں اور اس کی دعا بھی اس شہزادے کے ساتھ رہتی ہے **۹ ویں رات** بہت آدمی ہیں اور میری گھڑی بہت قیمتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ٹائم پورا ہو گیا ہے گھڑی کا کانٹا پورے ۱۲ پر آ گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ مینا بہت ہی خوبصورت ہے اس کے **۱۳ ویں رات** بعد خورشید میرے ساتھ ہے۔ اور ہم دونوں پہاڑ کی اونچی چوٹی پر چڑھ رہے ہیں تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی لیٹا ہوا ہے اور میں اس کے سر پر مار کر کہتا ہوں کہ بھائی پردیسی لوگوں کو کیوں ستاتے ہو۔ کچھ آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں تو میں خورشید کو کہتا ہوں کہ یہ کھوپی کی سی بڑی جگہ ہے جہاں ہم پہنچ رہے ہیں اس جگہ کا نام حیدر آباد ہے۔ تو شاید پاس اب کچھ نہیں رہا ہے اور وہ مجھ سے لیوں مانگ **۱۶ ویں رات** رہا ہے۔ تو میں اس کو بتاتا ہوں آل دے دیرن تان رات دھان کرلا داں شالا خیر وہ ڈھلی دے پچھ دا بی آل دے۔ دیرن۔ عدھو مجھ سے کہہ رہی ہے کہ مینا پاپا بالکل ٹھیک ہو گئی ہے **۱۷ ویں رات** ایک بہت بڑی اونچی عمارت ہے۔ اس کے چاروں طرف پتھر کے شیر بنے ہوئے **۲۰ ویں رات** ہیں میں کہتا ہوں ٹھیک کر لیتا ہوں۔ میں نے مٹھائی منگائی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میں نے عید کی ہے **۲۲ ویں رات** بقر عید کی عید میں کہتا ہوں حکومت ہند بھاری بھاری افسروں کو **۲۵ ویں رات** تعینات کرے گی ہے۔ کہ ڈیوٹی کو دیری نہ ہو جائے۔ ایک بہت ہی بڑا میدان ہے وہاں پر سنسی ہے اور میں کہتا ہوں کہ چلو سٹر سنی سائیں کرو تو وہ میرے آگے چل پڑا ہے۔ میرے گاؤں کا رہنے والا سامنے ہے اس کا نام قطب الدین ہے۔ **۲۷ ویں رات**

ذی قعدہ سنہ ۱۳۷۱ھ

من کنت اعلیٰ ان کنتم صادقین۔ ترجمہ۔ جو شخص نہیں دیکھتا **۳ ویں رات**۔ ایک بہت ہی مشکل جگہ ہے پہاڑی مجھے کسی نے مٹھائی دی ہے **۶ ویں رات** تو میں نے اکیلے نہیں کھائی ہے بلکہ میں سب کو تقسیم کر رہا ہوں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چاند نکلنے والا ہے۔ ساں بیٹی ہیں سامنے کا کلیں پڑی ہیں ساتھ ایک کرشن کی **۱۰ ویں رات** تصویر ہے۔ تو میں ان لوگوں کو سنا رہا ہوں کہ دیکھو مجھے ہر روز روتی جانا پڑتا ہے اب میں ان لوگوں سے رخصت ہو رہا ہوں میں کہتا ہوں ماں سلام تو اس کی لڑکی مجھے سب جا بیاں دے دیتی ہے۔ اور کہہ رہی ہے کہ کرشن کی تصویر آپ ضرور لے لیں۔ یہ آپ کے کام آئے گی۔ اس کا بھائی بھی مجھ سے کہتا ہے۔ میں سنتے کہ کر چل پڑا ہوں۔ ایک بہت بڑا پتیر تھ ہے۔ اور دریا بہہ رہا ہے میں اس میں غسل **۱۲ و ۲** رات کر رہا ہوں۔ میرے ساتھ اور بھی آدمی غسل کر رہے ہیں۔ اپلو بندر جیسا کنارہ ہے۔ کنارے پر قالینوں کے سائبان ہیں جو بہت قیمتی ہیں۔ میں ان کے نیچے کنارے کنارے چلا جا رہا ہوں اور اندر دیکھنے کی اجازت مانگی تو مجھے مل گئی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اندر ایک بہت بڑا کمرہ ہے بہت ہی خوبصورت ہے۔ دو آدمی دیکھتے ہیں ایک مالک ہے اور ایک نوکر ہے۔ میں مالک سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر کہتا ہوں کہ صاحب آپ کی بہت بڑی

۱۳۷۲ھ

یا اللہ جل جلالہ (محرم الحرام) یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم

پہلی رات محرم الحرام سنہ ۱۳۷۲ھ جمعرات ۱۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ذرا قلم دوات مجھے دو جب کسی نے دوات قلم مجھے دی تو میں لکھ رہا ہوں محمد الرسول اللہ۔ محمد الرسول اللہ۔ ..... تیسری رات میں ایک کمرے میں بیٹھا ہوا ہوں جسکا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس دروازے پر صالحہ بچی کھڑی ہوئی ہے اور بارش موصلا دھار ہو رہی ہے جسکا رنگ بالکل سفید ہے تو میں صالحہ کو کہتا ہوں کہ دروازہ ذرا بھیڑ دو کہیں بارش اندر نہ آجائے تو اس نے دروازہ بند کر دیا ہے۔

۵ ویں رات میں جا رہا ہوں تو سامنے بھانڈیاں مجلس پڑھتی آرہی ہیں جن کے پیچھے بہت سی مخلوق ہے۔ میں نے باؤں پکڑ لیا ہے اور میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ قسم ہے کہ میں ۹ دن بعد آیا ہوں۔ بھاگتی بھی ہے۔ آبازی جگہ فاضل امام کی ہے

۷ ویں رات میں نے حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویریں دیکھی ہیں۔

۹ ویں رات۔ کرم دین بیرہ سے آرہے ہیں ان کے ساتھ دو چار آدمی ہیں اور ہم دو آدمی ان سے آگے جا رہے ہیں میں اکثر آدمی سے کہتا ہوں کہ اس کنویں کی طرف چلا جا۔ اور میں دوسرے کنویں کی طرف چلا جاتا ہوں۔ وہاں ایک ہوٹل ہے تو میں نے ایک آدمی سے ایک شخص کا نام پوچھا ہے۔ تو وہ میرا نام پوچھتا ہے میں جواب میں کہتا ہوں کہ میرا نام ماسٹر علی بخش ہے۔

گیارھویں رات۔ میں کوٹھے پر چڑھ گیا ہوں تو ایک عورت سفید کپڑے پہنے ہوئے اوپر کھڑی ہے اور تمام سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں وہ کہتی ہے کہ یہ سب بستر ماسٹروں کیلئے ہیں اور ان میں سے جتنا کو ایک بستر دے سکتی ہوں اور اس نے مجھے ایک نیا بستر دیا ہے صبح کا وقت ہے لوگ سینما دیکھ کر مرد اور عورتیں اور بچے چڑھی آرہی ہیں۔ اس کے بعد ایک مجلس ہے اس میں باجہ موسیم کے ایک مانے ہوئے استاد بیٹھے ہیں۔ باجہ ایسا ہے کہ میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے اور لوگ خوش خوش بیٹھے ہیں تو میں نے اجازت مانگی ہے کہ حضور میں باجہ دیکھ سکتا ہوں تو انھوں نے اجازت دیدی ہے۔ اور وہ عجیب غریب باجہ میں نے بجانا شروع کر دیا ہے۔ اس کی آواز بہت ہی عمدہ ہے اور سر بھی عمدہ ہیں لوگ مجھے واہ واہ کہہ کر داد دے رہے ہیں اور جن صاحب کا باجہ ہے وہ بھی بے حد داد دے رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں اور میں کہہ رہا ہوں کہ تھینک یو تھینک یو کہہ رہا ہے۔ اسکہ یہ میں نے ایسا باجہ تیار کیا ہے۔ جو استاد سے بھی تیار بجائی ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ دو چار مرتبہ اور بجاؤں تو اور تیار بجے گا۔

(۱۲) بارھویں رات۔ میں کہہ رہا ہوں کہ گیہوں کی من اندازہ سے زیادہ ہے ..... پھر میرے سامنے کئی توبیں بھری ہوئی پڑی ہیں۔ جو کہ عزیز یا شریف سے بھری ہیں۔ میں ایک چھت پر لیٹا ہوا ہوں اور نیچے عزیز یا بھانجا بھائی کھڑے ہیں تو میں عزیز سے کہتا ہوں کہ میرے اوپر ذرا کمبل اور اڑھا دو سردی لگ رہی ہے تو عزیز نے مجھے کمبل اڑھا دیا ہے۔ ایک جگہ ہرے رنگ کا جنگلہ ہے اور لوگ آرہے ہیں اور مجھے بھی وہاں ہونا تھا لیکن میری طبیعت ذرا ٹھیک نہیں ہے اس لیئے میں ذرا دیر سے پہونچا ہوں۔ تو ماسٹر اللہ رکھا ذرا آنے والوں کا استقبال کر رہا ہے۔ اور مجھے اللہ رکھا دیکھ کر کہتا ہے کہ نیا چاند آیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ نیا چاند نہیں بلکہ پرانا چاند آیا ہے

چودھویں رات۔ میں بھانڈوں والے محلہ میں گیا ہوں جو فاضل امام کی جگہ ہے تو سامنے مشرف حسین کا لڑکا کھڑا ہوا ہے۔ میں اس سے پوچھتا ہوں کہ محمد حسین کہاں ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ اس نے فقیری لے لی ہے تو میں کہتا ہوں کہ کب تو وہ کہتے ہیں کہ جیسے ہی یہاں سے گئے ویسے ہی فقیری لے لی ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ کبھی اس نے مجھے بھی یاد کیا تھا؟ تو وہ کہتا ہے کہ آپ تو اس کی خوبرت کو پاکستان میں رہنے نہیں دیں گے۔ اس کو یہاں ہندوستان میں رہنا پڑے گا۔

اٹھارھویں رات بھابی وزیر بیگم سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑی ہے ۱۹ ویں رات ایک خط آیا ہے۔ بیسویں رات۔ صاحب محرم ہے۔ قاری اٹھ رہے ہیں اور خلقت بہت جمع ہے میرے پاس انگور اور میٹھی روٹیوں کی ٹوکری ہے اور میں لوگوں کو بانٹ رہا ہوں۔ بھابی وزیر بیگم سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑی ہے۔ تو میں اس سے

ہوں کہ یہ اصول دین کے پانچ ہیں اول توحید خدا الصمد دوم عدل خدا عادل ہے ظالم نہیں سوم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں۔ چہارم امامت۔ امامت برحق ہے پنجم قیامت قیامت برحق ہے۔ اس کے بعد فروض دین میں آٹھ ہیں اول نماز دوم روزہ سوم حج چہارم زکوٰۃ پنجم خمس ششم جہاد ہفتم تولا اللہ ہشتم اہل بیت پر تبصرہ۔ میں کہتا ہوں جس سے اللہ چاہے **۲۷ ویں رات** ایک بہت بڑی اور اونچی جگہ ہے۔ اور اسکی پر ایک درگاہ شریف ہے۔ اور **۳۰ ویں رات** میرے پڑھے ہم میں جن کو سکھانے کے لئے میں نے پھیلا دیا ہے۔ اس درگاہ کے اندر دو آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اس میں سے ایک سفید ہے جو عمر اور جسم میں بالکل مجھ جیسا ہے لوگوں سے رخصت ہو کر تبلیغ پر جا رہا ہے میں بہت بڑا عالم ہے اس کے سامنے میں ایک پیسہ کے برابر علم رکھتا ہوں اسی نے مجھے سینے سے لگایا ہے اور میں کہتا ہوں کہ مجھے سینے سے روشنی ملی ہے۔ اور ملے گی۔ اور میں ذکر کہہ رہا ہوں کہ آپ کو معلوم نہیں میں سید کی کتنی عزت کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ کام کرتا ہوں آپ سے پوچھ کرتا ہوں۔ اس کے بعد ایک چال ہے اس میں سندھی عورتیں سفید کپڑے پہنے لیٹی ہوئی ہیں۔ تو میں ان سے کہتا ہوں کہ دیکھئے نہیں میں ملہار سناتا ہوں پھر میں اپنے کمرے میں گیا ہوں حسین بی میرے کمرے میں گھسی ہے تو میں نے اس کی گردن پکڑ لی ہے۔ اور میں اس کو دھکے دے کر باہر نکالتا جا رہا ہوں ساتھ ہی ہزاروں گالیاں دیتا جا رہا ہوں اور میرے ہاتھ میں لکڑی ہے آگے بڑھ کر میں نے دیکھا ہے کہ اس کا شوہر کمرے سے نکل کر بھاگا جا رہا ہے۔ اور میں نے دونوں کو لکڑی سے مارا ہے۔ اور اس کے زور سے بھگا دیا ہے اس کے بعد میں اور رصالو ہیں اور میں فوراً جاگ گیا ہوں۔

تجھے تیرے رب نے آزمائش کے لئے بھیجا ہے

چوتھی رات :- میں گھوڑا گاڑی میں بیٹھا ہوں میری پیٹھ کے پیچھے بتی روشن ہے۔ پھر میں موٹر گاڑی میں بیٹھا ہوں اور موٹر گیہوں سے بھری ہے اس کے بعد ایک ناٹک کا کھیل ہو رہا ہے اس میں اور ایک خوب صورت لڑکی کام نہیں کر رہے ہیں بلکہ دوسرا مرد اور ایک عورت کام کر رہے ہیں اور دونوں نے شاہی کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ میں جو کہتا ہوں وہی کام وہ خوبصورت لڑکی کرتی ہے لیکن بوشیدگی سے۔ پھر جو مرد بادشاہ بنا ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ اب آپ دونوں کو سامنے آجانا چاہیئے اور کھیل پھر کام شروع کر دینا چاہیے۔ اور بوشیدگی سے حاضر ہونا چاہیئے۔ تو سامنے ایک لمبا تڑنگا ہیکل پہلوان ہے میں نے اس کو ایک ہی ہاتھ میں مار گرایا ہے۔

۵ ویں رات :- ایک بہت بڑی اور چوڑی سڑک ہے۔ اس پر سینکڑوں لوگ گلے سے ننگے اور لنگوٹے باندھے سروں پر چھوٹی چھوٹی پگڑیاں باندھے اور اپنے بوجھ اٹھائے چلے جا رہے ہیں ان سب میں میں اکیلا ہوں۔ کہ پورا سفید لباس پہنے ہوئے بہت ہی جلدی جلدی چلا جا رہا ہوں سو سڑک جہاں ختم ہوتی ہے وہ ایسی جگہ ہے کہ جیسے ملنگ باباؤں کا پہاڑ ہو۔ لیکن وہ پہاڑ مٹی کا ہے اس سے میں سیدھا نیچے کی طرف اتر رہا ہوں سامنے سے ایک گندہ نالہ گزرتا ہے۔ اس میں پاؤں رکھکر میں پار ہو گیا ہوں۔ یا جناب حسین ابن علی میری امانت دھچان دینا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے میں اپنی عورت اقبال کیلئے کہہ رہا ہوں۔

ساتویں رات :- میں کھڑا ہوں اور اپنے مالک سے کہتا ہوں کہ اٹھا لاؤں تو وہ میری طرف دیکھتا ہے اور کچھ کہتا نہیں ہے اور میں بہت دیر سے کھڑا ہوا ہوں اگر آپ اس وقت ہی کہہ دیتے تو کتنا اچھا تھا تو وہ کہتا ہے مگر دیکھو سچا بولتا ہے تم نیا آدمی ہے تو ہم تو نہارے اوپر اتنی جلدی بھروسہ نہیں ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تو پ بالکل سچ بولتے ہیں۔ اتنے میں میں اوٹھ پڑ ہیں تو وہ مجھے کہتا ہے کہ بیٹا آپ بولنے اور باتیں کرنے والے وشنو معلوم ہوتے ہیں۔

۸ ویں رات :- معلوم ہوتا ہے کہ نین چیز ہیں عزت، عصمت، رزق۔ پھر ایک آدمی آیا ہے اور ادھر اڑنا شروع کر دیا ہے اور غائب ہو گیا ہے۔ دوسری طرف میں دیکھتا ہوں کہ بھابی وزیر کھڑی ہوئی ہیں اور آگ لگی ہوئی ہے تو میں دوہائی مچا رہا ہوں اور زور زور سے پکار رہا ہوں کہ خدا کیلئے آؤ خدا کیلئے کوئی آؤ اور آگ لگی ہے اسکو بجھاؤ۔ اس کے بعد ہاتھ میں آئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ بھارت بھوشن کا سائن ہو گیا ہے سامنے پیچھے کیلئے تو میں کہتا ہوں کہ ہٹاؤ۔

(۹ ویں رات) میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے متھرا دیکھا ہے اسکے بعد مہنا اپنے کمرے میں بیٹھی ہے۔ اور بدھو بھٹی ٹاکیز والا آیا ہے تو وہ مجھ سے پوچھتا ہے کہ مہنا کہاں ہے میں پوچھتا ہوں کہ اندر ہے تو وہ اندر گیا ہے اور وہ ہارمونیم بجا رہی ہے اور وہ خوب جھوم رہا ہے اور بیٹھا ہے تو میں نے جوتا لیا ہے اور مار کر بے ہوش کر دیا ہے۔ میں نے اس کو اتنا مارا ہے کہ وہ میرے پاؤں میں آپڑا ہے میں ایک کمرے میں لیٹا ہوا ہوں تو جیسے ہی میں اپنے کمرے کے اندر گیا ہوں تو میرے کمرے کے سامنے ایک بادشاہ لیٹا ہوا ہے۔ اسکے کوچینگی اور وہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ میں اندر جا کر لیٹ گیا۔ باہر اسکا وزیر اور باشاہ ہیں اور بادشاہ کیڑے پہن کر دکھا رہا ہے اور وزیر کہتا ہے کہ آنکھیں سب چاندی کی نوری لگی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ بادشاہ ہی تو پہننے والا ہے۔ تو وزیر کہتا ہے کہ ہمارے آدمی کلکتہ میں بھی رہتے ہیں لا (۱۰ ویں رات) کوٹھے کے اوپر بہت سی لڑکیاں اور بچے والیا جڑھ رہی ہیں۔ تو وہ مجھ سے کہتی ہیں کہ آپ ہم کو سونے دیں تو میں ان کو بچوں کو پکڑ کر کوٹھے پر چڑھا رہا ہوں اور وہ سب لیٹتی ہیں۔ تو میں پولیس کو بلوانا ہوں اور کہتا ہوں کہ کہ ابھی پولیس آئے گی اور چوری پکڑی جائے گی۔ ذرا بھی دیر نہیں لگے گی اور وہ دھکا دیکر اور جانی کا چاہو جائیگا۔ (۱۱) گیارھویں رات :- میں جنگل میں ایک جھونپڑی میں بیٹھا ہوا ہوں اور ایک دوسرا آدمی میرے ساتھ ہے جو دکھائی نہیں دیتا ہے تو میں اس آدمی کو کہتا ہوں کہ یا جوج ماجوج سے ہیں وہ کہتا ہے کہ بھاگ چلئے تو میں کہتا ہوں کہ سولہ سولہ (۱۶) ہیں۔ پہلے میری جھونپڑی کا دروازہ کھلا تھا اب آہستہ آہستہ بند ہو جاتا ہے اور کچھ بند ہو چکا ہے ایک کنواں ہے اور اس پر ایک بوڑھی عورت بیٹھی باجرے کا آٹا گوندھ رہی ہے۔ اور میں مرسکندیں کی صورت بگڑتی ہے اور میں جنوں کو ترجمہ میں کہہ رہا ہوں کہ جنت مکان دکار ہے۔ من الجنۃ والناس۔ کسی کمپنی کے مالک ایک آدمی کو ترجمہ کا کام دیا ہے اور وہ خوب ایکشن کر رہا ہے۔ اور واسطی بھی اسی چیز میں کام کر رہا ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ آپ بھی خوب ٹریجڈی ایکشن کرتے ہیں اور ایسا ہی کام کر رہے ہیں جیسا کہ وہ آدمی کر رہا ہے۔ بعد میں میں کہتا ہوں کہ مجھے شرک نہیں چاہیئے۔

کہتا ہوں کہ تیری شکل بھی انہی کی سی ہے۔ بعد میں آیا بہت وسیع جگہ ہے جہاں ایک بہت بڑا پیپل کا درخت ہے۔ پہلے یہ جگہ آباد تھی اب ویران ہے۔ اس جگہ میں فقیروں کی طرح ننگی پیٹھ اکیلا بیٹھا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ بمبئی میں ان کی بے حد جیل اور اوپر ابر بڑھ رہے ہیں اور سیوں میں بھی جہاں یہ آج کل رہتے ہیں:۔

(۲۳) تیئیسویں رات۔ مجھے ایک کشتی نظر آرہی ہے۔ مگر سمندر بے بہا ہے میں کہہ رہا ہوں کہ سمندر کشتی پار ہوگئی ہے اور میں کنارے پر کھڑا ہوں۔ میں نماز سے کہہ رہا ہوں کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ اس کے بعد بسمل لے مجھے پوچھتا ہے کہ کیا کام ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اچھا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مینا کے سر پر آپ کا ہاتھ ہوگا تو سب کچھ کام اچھا ہو جائے گا۔ تو میں بسمل سے کہتا ہوں کہ بسمل یا تو اگر مینا کے سر پر آپ کا ہاتھ ہوگا تو سب کچھ کام اچھا ہو جائیگا چوبیسویں رات۔ ایک جوان لڑکی ہے میں اسکو قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیرے جیسے بدن کی لڑکی نہیں دیکھی ہے۔ اس کا بدل۔ چھبیسویں رات۔ میرا گاؤں ہے وہاں ایک بڑا زور اسفند پڑ رہے پہنے ہوئے آیا ہے اور اسکی بگڑی بھی بہت بڑی ہے اور سفید ہے۔ اور کچھ چیزیں برتنوں کی شکل میں لایا ہے۔ مثلاً۔ کروے۔ لڈو۔ چھلیاں وغیرہ میں اس سے ملا ہوں اور اس نے اپنی دوکان کا نالا کھولا ہے اور میں نے پوچھا ہے کہ پھیرن کا کیا حال ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بہت معاوضہ ملتا ہے۔ فوراً لکھا جاتا ہے کہ میں جمعہ قضا العمری کی نماز پڑھ کر آیا ہوں۔

۲۷ ویں رات۔ مٹھائی کی دکان ہے وہاں ترکی کی تازہ مٹھائیاں اور جلیبی ہے میرے پاس چاندی کی چوٹی اور اٹھنی ہے۔ میں مٹھائی لے رہا ہوں اور دوسروں کو بلا رہا ہوں کہ آؤ کھاؤ۔ میں اپنی جگہ سے دوسری جگہ گیا ہوں۔ بیچ میں بہت بھاری سمندر ہے اور اس میں راستہ ہے اور میں اس راستہ میں ہوں اور وہ ملا ہے اور پھر میں واپس اپنی جگہ پر آرہا ہوں۔ پھر ایک جھگن مجھے ملی ہے جسکا ہاتھ میرے ہاتھ سے ٹکرا گیا ہے۔ تو میں نے اپنا ہاتھ اسی سمندر سے پانی لیکر صاف کر لیا ہے۔ پھر میرا گھر جہاں میں رہتا ہوں وہ مسجد ہے اور مسجد میں ممبر کے پاس بالکل بیچ میں رہتا ہوں (۲۹) اٹھیسویں رات۔ میں اور علی حسین دونوں بغیر کسی آسرے کے آسمان کی طرف اڑتے چلے جا رہے ہیں اور بہتری اور اچھائی کے واسطے ہے۔ اور میں جھولا جھول رہا ہوں۔

صفر المظفر سنہ ۱۳۷۲ھ

پہلی رات صفر المظفر۔ میں کہتا ہوں ہیرو تو وہ کہتا ہے کہ میری قسط ماری گئی تھی، اس کے بعد ایک بے حد خوب صورت عورت ہے اور وہ اس کی نگرانی کر رہا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ احمد علی خان کی کافی ڈاڑھی بڑھی ہوئی ہے۔ میں اسکو کہتا ہوں کہ ڈاڑھی بالکل باریک کاٹ کر رکھ لیجئے۔ تو وہ کہتا ہے کہ اچھا۔ لیکن ڈاڑھی اسکی راجپوتوں والی ہے۔ میں اس کو کہتا ہوں کہ خان صاحب نیاز ضرور دلوا دیا جو کہ مٹھی شکر کی نیاز بنی ہوئی ہے دوسری رات۔ میں سفید کپڑے پہنے ہوئے جا رہا ہوں۔ اور بھی دو آدمی میرے ساتھ جا رہے ہیں ایک تالاب کے کنارے کنارے۔ تو ایک لڑکی سامنے کھڑی ہے قریب دس بارہ سال کی عمر ہے۔ اس کے قریب ایک عورت سفید کپڑے پہنے ہوئے کھڑی ہے۔ تو میں دل میں کہتا ہوں کہ اگر یہ عورت مجھے روک لے تو اچھا ہے۔ میرے دل کی مراد بر آئے گی۔ تو اس عورت نے جاتے جاتے روک لیا ہے اور میں کھڑا ہوا ہوں تھوڑی دیر بعد اس عورت نے ہاتھوں کے اشارہ سے کہا کہ جاؤ میں چل پڑا۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ جتنی شراب پیو اتنے ہی کیچے سے سونے کے بڑے بڑے لڑکے نکلتے آتے ہیں۔ بعد میں میں نے میا کو دیکھا ہے:۔

تیسری رات۔ میں نے گایا ہے اور بہت اچھا گایا ہے۔ بعد میں زہرہ انبالہ والی گانے کے لئے آئی ہے اور میں اس سے کہتا ہوں کہ میں نے بے حد اچھا گایا ہے۔ اس کے بعد ممتاز شانتی بے حد اچھا موتیوں کا ڈریس پہنے ہوئے ہے اور میرے سر پر موتیوں کا تاج ہے۔ پھر اس نے میرے سر پر مارا ہے اور فوراً ہی میں نے اس کو پکڑ لیا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تم نے مجھے کیوں پکڑا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم نے میری موتیوں والی ٹوپی کو کیوں مارا ہے اور وہ بالکل بار بار انکار کرتی ہے۔ کہ میں نے نہیں مارا ہے۔ پھر میں اس کو قائل کرتا ہوں تو وہ مان جاتی ہے۔

کالے سوٹ میں ہے تو میں کہتا ہوں کہ اسکو یہاں کوئی ڈر نہیں ہے۔ پشاور کی طرح تو وہ کہتا ہے کہ یہاں کس کی مجال ہے تو وہ کہتا ہے پشاور کی طرح یہاں کوئی نہیں آتا۔ تو وہ کہتا ہے کہ یہاں بھی کسی کی کیا مجال ہے

چند دن ہے یہ شان و شوکت کا خمار — موت کی ترشی سے دیگی اُتار
جب اٹھائیں گے جنازہ مل کے یار — ہاتھ مل مل کے کہے گا ہر بار
کس لیئے آئے تھے ہم کیا کر چلے — جہاں پایا یہیں پر دھر چلے

۲۵ پچیسویں رات۔ ایک میٹر ہوتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ تھیٹر کرو۔ تھیٹر والے کہتے ہیں کہ اب صرف ڈانس ہے اور ڈانس اس طرح شروع ہوتا ہے کہ جیسے ہر ایک ہیروئن ہے۔ اور صرف ہزاروں مرد ڈانس کر رہے ہیں اور بیچ میں مالک لال جنہ ناچ بھی رہے ہیں۔ میں نے اس کو دو دفعہ دیکھا ہے گرو سوٹ پہنے ہے۔ اس کے بعد میں اندر پیشاب کرنے گیا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ میں پیشاب اس قدر کیا ہے کہ میرا پائنانہ کیا ہوا بھیگ گیا ہے اور میں اس کو نچوڑ رہا ہوں اور کمرے کے اندر سب پیشاب ہی پیشاب ہے اسکے بعد بیلی ٹوپی بوڑی ایک جگہ ہے وہاں ایک سورنگ دوڑی آرہی ہے اور دو کانوں کے نیچے سے گھس گئی ہے۔ اور ہم اور دوسرے آدمی کہہ رہے ہیں کہ آہ۔ آہ آہ۔ ایک بجا بی آدمی نے فوراً سورنگ کھول دی ہے وہ صاف باندھے ہوئے ہے اور سورنگ سے آگ نکل رہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ سجدہ کرو سجدہ کرو۔ میں پھر کہتا ہوں کہ سبحان اللہ سبحان اللہ

(۲۶) چھبیسویں رات۔ دو پنجابی ہیں ایک کو خواب دکھا ہے کہ اللہ اپنے فضل سے مجھے کمبینی دے گا۔ تو دوسرے نے پوچھا کہ مجھے کمبینی تو مل گئی ہے۔ کیونکہ بیس بائیس برس گذر گئے ہیں مجھے اس خواب کو دیکھے تو وہ کہتا ہے کہ اللہ ضرور دیگا۔ اس کے بعد میرا بھائی شرف الدین میرے ساتھ ساتھ جا رہا ہے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے اور میں اسکو سناتا جا رہا ہوں کہ کوئی ہندو مرجاتا ہے تو اس کے مردے کے ساتھ کرتن کرتے ہیں۔ میرا استاد بزم سبھائے میرے ساتھ میرے گانے میں آتا ہے اور مجھے واہ واہ کرتا رہتا ہے مگر تم بھی میرے ساتھ آجاؤ تو دونوں کرتن کیا کریں گے۔ اتنے میں دریا بھر بہ رہا ہے اور شرف الدین اس میں گرنے لگا ہے تو میں اسکو کہتا ہوں کہ آگے نہ جانا دریا بہت گہرا ہے اور اسکو دریا سے پانی باہر نکلنے والا ہے۔ (۲۷) ستائیسویں رات میری دو لڑکیاں ہیں ایک تو محفوظ ہے اور دوسری کو میں لے جا رہا ہوں تو ایک قوی ہیکل نما ڈاکو بھاگا ہوا آیا ہے اور مجھ پر جھپٹا اور مجھ کو مار کر میری لڑکی چھین لی اور لے جانا چاہتا ہے تو میں اپنی لڑکو لیکر ایک بہت بڑے گھر میں گھس گیا۔ اس میں ایک بہت بڑا ہال ہے اور اس میں کونسل ہے تو میں اپنی لڑکی کو انھیں سونپ کر کہہ رہا ہوں کہ خدا کے واسطے میری لڑکی کو ان سے بچاؤ۔ پھر میں ایک خوب صورت عورت کو گانا سکھا رہا ہوں

میری بار دوا بر برس نہ آئے — میری بار دوا بر برس نہ آئے
میری بار دوا بر برس نہ آئے — تمنی بھی بوندیں برس چون اور من کو لبھائے
میری بار دوا بر برس نہ آئے — مو لاگے کوک سلنت، ہوں اٹھت چھنیاں جبرن
کل زبڑے بن پھلہا بیا کرت — میرے بار دوا بر برس نہ آئے

واہ واہ جیتے کی جوانیاں میرے ہاتھ میں بھر دیں ہیں (بطور انعام)۔ ۲۸ ویں رات بہت سی لڑکیاں بچے لیے جا رہی دیکھ کر آرہی ہیں۔ سب کی سب خوب صورت اور جوان ہیں اور ان کے ساتھ بچے بھی ہیں۔ جو سب سے زیادہ خوب صورت ہے اس نے ایک بچہ اٹھایا ہوا ہے اور زبردستی مجھ سے بات کرنا چاہتی ہے اور باقی بھی ساتھ چل رہی ہیں۔ کبھی نہ کبھی تو میرے گھر بھی آیا کرو۔ اللہ کا فضل ہے میں بھوکا نہیں ہوں۔ اتنے میں اس کے ساتھ چلنے والی لڑکی ایک دوسرے راستے سے جھاڑوں کے درمیان سے ایک راستہ پر لے جا رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ دو تین دن ہوئے داڑھی والے نقطہ کا بھی خط آیا ہوا ہے۔ انھوں نے آپ کیلئے لکھا تھا پھر پرے پر بیٹھ کر پیشاب کرنے لگی ہے میں نے منہ پھیر لیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ آپ کی عفیفہ ہماری سنگی ہے۔ پھر میرے مکان میں آواز آرہی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ آپ ہمارے رشتہ دار ہیں۔ آپ ہمکو نہیں جانتے۔ یہاں آدھا گاؤں آپ کو جانتا ہے۔ جب آپ کہاں جیسے ہوئے حکیم تھے؟ تو میں اس کو جواب دیتا ہوں کہ اب میں نبی چار دن میں حکیم بنے والا ہوں۔ میں ان سب سے کہتا ہوں کہ لڑکیو تم سب کس کی لڑکی ہو۔ وہ کہتی ہیں میں فلاں کی لڑکی ہوں اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ سب ہیروئن کی نوکریں ہیں

چودھویں رات۔ میں محمل احمل کی مل کو رہا ہوں۔ پہلے ایک سو سے پھر ایک سو سے پھر ایک سو سے اور میں کہہ رہا ہوں کہ نیکی کر اور کنوئیں میں ڈال :- ۱۵ ویں رات :- بہت ساری بھیڑیے اور بھیڑیں رانچ آیا ہے اور اس نے اپنے سارے قبیلے میں سے مجھ کو مجھے بلایا ہے اور میں اس کے پاس گیا ہوں۔ تو وہ کہتا ہے کہ آپ کی توجہ اس طرح میری طرف ہو۔ تو مجھے کروڑوں مل گئے۔ اور میں رو رہا ہوں۔ سولھویں رات۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایک بہت بڑی عمارت ہے جو خوب صورت بنی ہوئی ہے تو اسکو گرا دیا گیا ہے۔ یعنی توڑ دیا ہے۔ پھر اسی عمارت کو ایک خوب صورت طریقے سے بنا دیا ہے ۱۷ ویں رات۔ ایک کنواں پانی سے بھرا ہوا ہے اس میں میری والدہ غسل کر رہی ہیں اور میں نے غسل کے لیے اس میں چھلانگ لگا دی ہے۔ میں اسکی پانی کی تہہ تک پہنچ کر پھر اوپر آ گیا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا ہے کہ ایک بے پناہ دریا جاری ہے اور چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ اس کے اوپر ایک بڑا پل بنا ہوا ہے۔ اس سے ایک ریل گاڑی جا رہی ہے اور میں اس میں سوار ہوں اور پانی پل سے میلوں نیچے ہے اور میں کہتا ہوں کہ قیامت کے دن سونے کی ریل بھی ڈوب جائے گی۔ پھر دو ڈاڑھی والے قیدی ہیں اور ایک پولیس مین ان کو ہتھکڑی پہنا کر لے جا رہا ہے۔

۱۹ ویں رات۔ میں نے ایک جگہ سے شراب کی بوتل چرائی ہے۔ جیسے ہی میں اپنے جھونپڑی والے گھر میں گھسنے لگا تو ایک آدمی چوکھٹ پر بیٹھا ہے جیسے ہی میں گھر میں گھسنے لگا تو اس نے میرا بازو پکڑ لیا ہے میں نے فوراً بوتل گھر کے ایک کونے میں پھینک دی اور اسکو پکڑ لیا پھر ایک اور آدمی میرے ساتھ مل گیا اور دونوں نے اسکو خوب مار مار کے بے ہوش کر دیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خفیہ پولیس ہے جس کو مارا وہ خفیہ پولیس کا آدمی ہے اور میرے ساتھ ہو کر اسے مارنے والا بھی پولیس میں ہے اس کے بعد میں موٹر گاڑی پر سوار ہوں۔ راستہ میں میرا ڈرائیور اتر کر بھاگ گیا ہے تو میں بھی اس کے پیچھے بھاگا ہوں۔ اس کا نام ہیرو ہے اور سامنے ایک اسٹیج ہے وہ اس پر جا کر بیٹھ گیا ہے۔ اس کے آگے کپڑے کا سانپ ہے تو میں کہہ رہا ہوں کہ ہیرو نے کام شروع کر دیا ہے۔ اور وہ بھی سڑک پر ہی ہے۔ بیسویں رات :- میں اپنے بچوں کو اپنے گھر ہیرو لے گیا ہوں اور انھیں گھر چھوڑ کر اپنے شہر میں گھومنے لگ گیا ہوں۔ تو میں دیکھ رہا ہوں کہ سڑک ٹوٹا پڑا ہے اور نئے نئے راستے ہیں جو کہ ایک جلاغ کی طرح ہیں۔ ایک پندرہ سالہ لڑکا ہے جس کے منہ پر چیچک کے داغ ہیں۔ میں اس سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیا ہوا ہے؟۔ تو وہ کہتا ہے کہ صاحب نئی نئی حکومت نے یہ نئے نئے راستے سیر کرنے کیلئے بنائے ہیں۔ اور لوگ ہر وقت سیر کرنے کے لئے یہاں آتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد میں ایک لال گھوڑی پر سوار ہوں اور وہ ہوا کی طرح اڑی جا رہی ہے۔ راستے میں میری ماسی کی لڑکی کومل ہے مگر اس نے مجھے نہیں پہچانا ہے اور میں اسکو پہچان گیا ہوں۔ تو میں نے اسکو بلایا ہے تو وہ مجھے پہچان کر کہتی ہے کہ بھائی علی بخش تم آ گئے۔ لیکن ہم اپنی لڑکیوں کی نظر اتارتے ہیں کیونکہ یہ ڈرنی جگہ ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ ڈرنی کوئی بات نہیں ہے۔ خیر ہی خیر ہے۔ کہتے لال کپڑے پہن رکھے ہیں اور میں نے آج صبح نظر اتاری ہے۔ لال کپڑا مسور کی دال۔ مٹھائی اور تانبے کے پیسے غریب کو دیدیے (۲۲) ویں رات۔ میرا گاؤں والا گھر ہے اور میرے گھر کے سامنے میرا بھائی قمرالدین پوجا دے رہا ہے اور اسکی اولاد بھی نافرمان ہے اور اس کے پاس سے حسین بی بی کسی بچے کو لیکر نکل رہی ہے اور میں سامنے کھڑا دیکھ رہا ہوں۔ بعد میں میں کہہ رہا ہوں کہ نرمس نرگس کے لینے میں نہ کسی کے دینے میں۔ اور جنا نرگس کا نام ہوا ہے وہ صرف برسیں والوں کی بدولت ہے (تیئیسویں رات)

دنیا میں سچی اور سیدھی راہ فقط نیکی کی ہے۔ جو انسان کو دوزخ کے کھڈے سے نکال کر قیامت کے میدان سے ہوتی ہوئی بہشت کے در بار میں پہنچاتی ہے باقی ہر ایک راہ ٹھوکریں کھلاتی اور کانٹوں میں پھنساتی آخر کار جہنم کے اندھیرے غار میں گراتی ہے پرواہ نہیں جو آج زمانہ خلاف ہے۔ میں راستہ وہی اجلوں کا جو سیدھا اور صاف ہے۔ دکھ اور خوف ہیچ ہے میری نگاہ میں۔ میں خاک بھی ہو لگا تو نیکی کی راہ میں۔

(۲۴) ویں رات۔ میں پرتھوی راج کے گھر گیا ہوں جو جنگل میں ہے میں نے اسے دو مرتبہ دیکھا ہے اور دونوں دفعہ

۱۷ ویں رات (اٹھارھویں رات): میری لڑکی بیمار آگئی ہے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مینا ہے اور وہ آکر ہم کو اچھی اچھی باتیں سنا رہی ہے اور مینا کہتی ہے تم چار نہ ہونے والی باتیں ہو گئی ہیں چوتھا بہت ہی اچھی ہیں ۱۸ ویں رات میں نے دیکھا کہ میں بہت دور سے اڑ رہا ہوں۔ جیسے بٹن دبانے سے لفٹ جاتا ہے۔ اور لوگ مجھے زور زور سے آواز دے کر کہتے ہیں۔

۱۸ ویں رات۔ دو آدمیوں کو پولیس پکڑ کر لے جا رہی ہے اور میں ان کے ساتھ ساتھ جا رہا ہوں۔ ایک آدمی نے شوت دے اپنے آپ کو چھڑا لیا ہے اور پھر پولیس والوں نے مجھے پکڑ لیا ہے اور میرے منہ پر داڑھی ہے اور لوگ اس پر ہنس رہے ہیں۔ اور بدھیں میں پھیرے گیا ہوں۔ اور یہ لوگ مجھ سے بہت ہی خوش ہیں کیونکہ میں یہی میں رہتا اور کھانا پیتا ہوں۔ بھاؤ میرے پیچھے پیچھے آ رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ بھی اب باہر نکلنے لگا ہے۔ پہلے وہ باہر نہیں نکلتا تھا اب وہ اکسودہ ہے۔ ماسی بھاؤ بھی اب مجھ پر خوش ہے اور کہہ رہی ہے کہ اب تو اللہ دتہ بھی باہر آ جاتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اچھا ہوا۔ میری بات تو مان لی۔ پھر یہ سب لوگ اور دشمن پارٹی بھی مجھ پر خوش ہے۔ میں دائیں بائیں جا رہا ہوں اور میرے ساتھ میری عورت بھی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ چلو میاں حاتم حکیم کے یہاں سے دوائی بھی لیتے چلیں کیونکہ سیدھی راستہ جاتے ہیں

۱۹ ویں رات ہوئی سیٹھ اور سو لینا ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ کروڑوں لاکھوں اربوں مہورت ہو گئے ہیں۔ پھر ایک بہت ہی بڑا شہر ہے اور مینا کے دانت نکلوانے ہیں۔ ہم جا رہے ہیں اور ایک لڑکا مینا مینا پکار رہا ہے۔ میں اس پر ناراض ہوتا ہوں۔ پھر ہم ایک ٹانگہ پر سوار ہو کر ایک پل پر سے گذر رہے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ ہم کو دانت نکلوانے کی کیا ضرورت ہے تو سامنے والا کہتا ہے کہ ہم اس کی تدارک کرتے ہیں۔ (۲۰) بیسویں رات۔ اشوک کمار کھڑا ہے اور میرے تحصیل کرنے کے لیے توشہ تیار تیار ہے مالیک مکرہ ہے اور وہ بند ہے اور میں وہاں بڑھنے گیا ہوں۔ استاد وہاں نہیں ہے اور کمرے کو تالا لگا ہوا ہے۔ گھنٹہ بھر انتظار کے بعد ایک آدمی آیا ہے۔ اس کے سر کے بال سفید ہیں اور وہی استاد ہے۔ اس نے چابی لگا کر اپنا کمرہ کھولا ہے وہ پڑھانے والا استاد ہے اور ہم پڑھنے والے موجود ہیں۔ بائیسویں رات۔ علی نواز مجھے گانا سکھا رہا ہے اور میں اس کو خوب داد دے رہا ہوں۔ اور کہہ رہا ہوں کہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ پھر کار دار ہے اور اس کو کہہ رہا ہوں کہ آپ نے میری زندگی پر بہت بڑا احسان کیا۔ بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ایک بہت ہی بڑا بھاؤ ہے میں وہاں نماز پڑھ رہا ہوں۔ بعد میں دیکھتا ہوں کہ میری جوتی نہیں ہے۔ اگرچہ وہاں پر بہت ہی بڑی جوتیاں پڑی ہوئی ہیں مگر میری جوتی نہیں ملتی ہے۔ اسی بھاؤ پر ایک جانور ہے جو ادھر ادھر بھاگا پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو آتا ہے آشا نتی ہے۔ جو آتا ہے آشا نتی ہے۔ پھر ایک کالا بیل دکھائی دیتا ہے اس کے لمبے لمبے بال ہیں۔ سینگ بھی ہیں جو اس پر سوار ہے اس نے کالا لمبا سا لبادہ پہنا ہوا ہے۔ دونوں خونخوار ہیں مجھ پر حملہ کرنے کے لیے آ رہے ہیں۔ تو میں اس کو کہتا ہوں کہ خدا کیلئے مجھے بچاؤ۔ خدا کیلئے مجھے بچاؤ۔ خدا کے نام پر مجھے بچاؤ۔ ان دونوں کا رخ دوسری طرف ہو گیا ہے (۲۱) چوبیسویں رات۔ میرا ایک بہت گہرا دوست ہے۔ اس کے بہت بال بچے ہیں اور بہت بڑا خاندان ہے اور سب کے سب کھانے والے ہیں تو میں ان کو کہہ رہا ہوں کہ جو چاہو تم کھاؤ پیو دے رہا ہوں اور بہت سے لوگ بیٹھے کھا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نمبس لیبارٹری میں گیا ہوں وہاں بڑے بڑے لوگوں کو بیچ دیکھنے کی دعوت ہے۔ جو کہ ابھی شروع ہونے والا ہے۔ مجھے کوئی دعوت نہیں ہے اور لوگوں کے ساتھ۔ میں اندر جا رہا ہوں تو مجھے کسی نے نہیں روکا ہے۔ اور اس کے بعد وہ بلند دیواریں ہیں اور میں ایک سیڑھی پر چڑھ رہا ہوں اور دوسری پر چڑھ رہا ہوں ایک دھوبی ہے میں اس کے کندھوں پر پیر رکھ کر اور ایک کپڑوں کی گٹھڑی کے اوپر ہو کر اوپر چڑھ گیا ہوں اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ میں بڑی مشکل سے اوپر چڑھا ہوں

پچیسویں رات میں گاڑھا ہوں۔؟

ایشور اللہ تیرا نام ، پتی پاون سیتا رام!

اور پھر اندر سے کب مانگ کر ایک آدمی کو پانی پلا رہا ہوں اور اس سے پوچھتا ہوں کہ تم مجھے پہچانتے ہو۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں نے دو مہینے پہلے آپ سے میری شادی کرائی تھی (اے رب العزت تو میری مدد فرما تو بڑی قدرت والا ہے)

۷۹ویں رات :- میرے سامنے سوکھی گھاس اور کالی مرچیں پڑی ہیں۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ داؤد اور باد نیا ہیں۔ میں اپنے کمرے کے اندر ہوں اور بہت سارے لڑکے نو برس، دس برس گیارہ برس، بارہ برس، تیرہ برس۔ چودہ برس بندرہ برس ۱۶ برس کے ہیں۔ وہ سب مجھے پچھاڑ رہے ہیں میں ان کو مارتا ہوں تو وہ سب کے سب بھاگ جاتے ہیں۔ تو میں نے اپنے کمرے کی اندر سے کنڈی لگا لی ہے (رحم فرمائے رحیم تو بڑا کریم ہے)

ربیع الاول ۱۳۷۲ھ

پہلی رات ربیع الاول :- میں نے بھوؤں کے سہرے دیکھے ہیں دوسری رات صرف کبوتر دیکھا ہے۔ قیسری رات۔ میں پیسے بانٹ رہا ہوں۔ چوتھی رات کوئی کہہ رہا ہے کہ بھگوان آپ کو منا رہے ہیں۔ پھر ایک لڑکی کا باپ اپنا ایک جوان لڑکی کو زبردستی میرے پلنگ پر ڈال گیا ہے پانچویں رات۔ موتیوں کے گچھے کے گچھے میرے سامنے پڑے ہیں جیسے کنگن بنے ہوتے ہیں ۶ ویں رات۔ میرے پاس ایک تھیٹر کی چادر ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ زنجوری راج کو دیدوں۔ کیونکہ اسکا تھیٹر ہر جگہ گھومتا ہے۔ اور پبلک اس چادر کو دیکھی گی ۸ ویں رات۔ لڑکے کو بیالنس دکھانے کے ملک لڑکی کو دیے۔ جو مجھ سے کہہ رہا ہے میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ فوکری بالکل تیار ہے۔ جو ٹرینی بناؤ نگا تو وہ پانچ ہزار سے کم نہیں۔ میں تو دیکر کے بیٹھا ہوں ۹ ویں رات۔ چچا ایرہ ہے اور ایک دوسرا آدمی دروازے میں کھڑا ہے تو وہ مجھے کہتا ہے کہ مجھے اچھا سمجھو۔ تو میں کہتا ہوں کہ آپ کو میں بزرگوں کا بزرگ سمجھتا ہوں۔ اتنے میں چچا ایرہ مسکرانے لگی چھیڑتی ہے۔ اور میں نے ایسا گایا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ سبحان اللہ جواب نہیں ہو چچا ایرہ بخش کو کہتا ہوں کہ آپ ہی اس ناچیرہ کو سر کر دیجئے ساتھ ہی ایک عورت بیٹھی ہے جو میری عورت سی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ ان دونوں کے ساتھ جائے گی۔ مگر وہ نہیں جائے گی اس کے بعد ایک آدمی اور ملنے آیا ہے۔ اور وہ مینا کا ملنے والا ہے اور بزرگ ہے۔ داڑھی سفید عمامہ اور کپڑوں سے ہے۔ لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ علی الٹر کر اسکی تعظیم کرے۔ اس لیے کہ وہ میری لڑکی سے ملنے آیا ہے۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ جو میرا ملنے والا ہوگا تو میں اس سے ملوں گا :- (دسویں رات) بقرعید ہے اور لوگ بکرے دیکھ دیکھ کر رہے ہیں مگر بہتے تھوڑے ہیں جگہ رنگیلی ہے مگر دنبی قسم کے پتھروں سے بنی ہوئی ہے جو مجھ سے لوگ نماز پڑھوا رہے ہیں مگر بہتے تھوڑے ہیں جتنے ہونے چاہئیں ان میں اتنے نہیں ہیں میں بھی نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا ہوں۔ اسکے بعد ایک بہت بڑا نالہ آ رہا ہے جو کہ دریا میں کود پڑا اور پار ہو جائے گا۔ میں نے بھی اپنا چھوٹا سا نالہ اسی کے پیچھے لگا دیا ہے وہ بھی دریا پار کرے گا۔ (۱۱) گیارھویں رات۔ میں ایک جس کے پیچھے دوڑ رہا ہوں۔ ..... پھر اللہ دتا سفید کپڑوں میں ملبوس مع عمامہ دتا کے آیا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ خواب کی تعبیر بتاؤ۔ تو میں اس کو کہتا ہوں کہ آپ تو خود عالم فاضل ہیں اور میں نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ میں آپ کی تعبیر ضرور بتاؤں گا (۱۳) تیرھویں رات دو آدمی میرے اوپر کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھ میں تشتری ہے۔ اور میں اوندھا لیٹا ہوا ہوں۔ ایک آواز دیتا ہے کہ کھولو۔ یعنی اسکی پچھلی رانوں میں تشتری چھوا دو جیسے ہی تشتری چھوئے کی آواز آئی میں نے بہ آواز بلند نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ اور سورہ فاتحہ پڑھنے لگا ہوں اور بلند آواز پڑھ رہا ہوں چودھویں رات۔ سب بڑے بڑے آدمی ہیں ٹکٹ ادا دیا چندہ کا خرید رہے ہیں۔ میں بھی ہر ایک سپیکر نے ہم کو بھی ٹکٹ خرید نے کو کہا۔ اور میں سوچ رہا ہوں کہ ٹکٹ نہ خریدوں تو اچھا ہے مگر پھر بھی خاطر اس سے کرتا ہوں کہ جیسے تو میری لڑکی مینا کماری کے نام سے ٹکٹ خریدوں گا اور میں خود میلے پر جاؤں گا چنانچہ میں نے مینا کماری کے نام کا ٹکٹ خرید لیا ہے اور پیسے دے دیا ہوں۔ میلہ بہت بڑا لگا ہوا ہے۔ اور اونچے لوگ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور لوگ تالیاں بجا بجا کر گا رہے ہیں۔ گا یہ رہے ہیں دنیا اسلام کی ہے دنیا اسلام کی ہے دنیا اسلام کی ہے۔ ہیرو اور ہیروئن کے جشمہ پر گئے ہیں۔ اور ہم دونوں کے پاس ہیں اور میں ہیرو سے کہتا ہوں کہ یہاں منہ منہ ڈالنا پانی بہت گندا ہے۔ میں نے اپنی مشک دھو کر صاف کر لی ہے۔ آگے ایک حوض ہے وہاں علی محمد لڑکا ہے اور دو مگرے قربانی کیلئے کھڑے ہیں علی محمد نے قربانی کرنے کو کہا ہے۔ بخشو قصائی نے ایک بکرا قربان کر دیا ہے۔

اس کا نام کیا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ وہ ابنا نام نہیں بتاتا ہے عمارت تیار ہوگئی ہے۔ اور اسکی آبادی مسلمانوں کی ہوگی۔
۱۳ تیرھویں رات۔ میں بھیرہ میں ہوں ایک مانگنے والا آیا ہے۔ میں نے اسکو ایک دیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ایک اور پیسہ دیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ جہاں اتنے میں ہی رہ شائی مجھے ملی ہے۔ تب میں اس سے کہتا ہوں کہ محمد حیات گھر میں ہے تو وہ کہتی ہے کہ اور کہاں جائے گا۔ اس کے بعد میں جا رہا ہوں اور جامع مسجد ہے اس کے سب دروازے کھلے ہوئے ہیں اور میں عالی دروازے سے گھس گیا ہوں۔ تو اندر بہت سارے آدمی بیٹھے ہوتے ہیں۔ کئی قسم کے ساز کھول رہے ہیں اور مسجد کے بیچ سفید گنبد ہیں۔ چودھویں رات۔ خوشخبری بیٹھی ہوئی ہے اور سامنے ہرے رنگ کا کاغذ کھلا پڑا ہے اور اس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دو ابلائی کے ابھی آٹھ ان گئے گیں۔ اس کے بعد ایک آدمی نہا رہا ہے اور پانی بہت گندا ہے تھوڑا اور ہرے رنگ کا ہے اس ناب کے اندر ایک گول پتھر گولے جیسا ہے۔ میں نے اس پر پاؤں رکھ کے کنارے پر پاؤں رکھا ہے اور میری زبان سے بنگلوان بھگوان نکلا ہے (۱۴) چودھویں رات حبی بخش اور بھابی دریر بیٹھے ہیں۔ اور بھابی دریر اپنے زور سے گا رہی ہے کہ جسکا جواب ہی نہیں ہے۔ دو عمارتیں ہیں ایک حبی بخش کی اور ایک میری۔ میں اپنی بیوی کشمیوں سے چھت کی تعمیر کرا رہا ہوں میری عمارت بالکل مکمل ہو چکی ہے اور میرا کچھ کام نہیں ہے۔ مگر حبی بخش کی عمارت نامکمل رہ گئی ہے۔ حبی بخش پوچھتا ہے کہ اب کیا کروں تو میں کہتا ہوں کہ دو کے چار اور چار کے چھ اور چھ کے بارہ کر دو گا۔ اس کے سامنے خواجہ صاحب بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ لائیے ہم اناؤنسمنٹ مشتہر کر دیں تو میں کہتا ہوں کہ میں تو خود گواہ بنا تا ہوں۔
۱۵ ویں رات۔ پیسہ بھائی بیجو مشکل آسان۔ عبدالقادر جیلانی دیر گا نا گا رہا ہوں۔ اس کے بعد دو لڑکیاں ہیں اور دونوں ایک ہی عمر کی ہیں۔ ایک کو میں کچھ سمجھا رہا ہوں اس کے بعد میں چھت پر سو رہا ہوں۔ میری عورت بھی دوسری کھاٹ پر سوئی ہوئی ہے۔ سیاہ بادل گھر آئے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بارش ہوگی۔ میں اپنی عورت سے کہتا ہوں کہ دوڑنا نہیں جلدی آجاؤ۔ میری طرف کو آجاؤ۔ پھر دو عورتیں دولہنے کیلئے آئی ہیں ان کے ہاتھ میں لکھا ہے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مجھے دی ہوئی ہے لیکن دو تین ماہ میں حمل دے گی۔
(۱۶) سولھویں رات) مینا بیمار پڑی ہوئی ہے اور میں اس کے پاس ہوں۔ ایک آدمی سیاہ کوٹ پہنے چشمہ لگائے ہنستا ہوا آتا ہے اور کرسی پر بیٹھ گیا ہے میں کہتا ہوں کہ دیا اس اگر پانچ ہزار آدمیوں کی بھرتی دیتے تو فائدہ کچھ پوری ہو جاتی۔ اگر اسنے نہیں چاہا تو کچھ نہیں ہوئی۔ اس کے بعد میں نے شیطانی حرکتیں بہت سی دیکھی ہیں۔ اس میں میری عورت بھی ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ میں ناپاک نہیں ہوا۔ ۱۷ ویں رات۔ پہلے ٹھاکر نے ایک گلاب کا پھول دیا ہے اور کہتا ہے کہ مینا نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ میں نے اس کو بھی پھول دیا اور دیتا رہوں گا۔ اس کے بعد جیدر شاہ مجھ سے کہتا ہے کہ میں نے ایک دوسرے آدمی کا قرضہ دینا ہے اس لیے مہربانی کر کے بتا دیجئے تک مجھے ۴۵ روپیہ قرضہ کے طور پر دیدیجئے۔ تاکہ میں نے جس کا لیا ہے اس کو دیدوں میں سوچ میں پڑ گیا کہ میں کیسے دوں کہیں اقبال تو ناراض نہ ہوگی۔ پھر میں سوچتا ہوں کہ جیسے تو سارے میرے پاس ہوتے ہیں دیدوں گا۔ اس کے بعد دولہا حاضر گاؤں جا رہے ہیں تین جگہ پر تو چلی گئی ہے۔ پھر کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ جو دولہا ہے اس پر درود شریف پڑھتے جانا اور دیتے جانا۔ اس کے بعد سب لوگ کو کھے پر ہیں اسٹیج پر بچہ کا سیٹ لگا ہوا ہے اور کئی لڑکیاں اور بچے اتر رہی ہیں۔ اقبال نے آکر مجھے سوکھی روٹی دی ہے۔ اور بہت سی لڑکیاں ہیں سے میں کہتا ہوں کہ تھوڑی سی استی دو۔ کہ میں روٹی کھا سکوں۔ پھر میں روٹی کھانے لگا۔ کوئی کہتا ہے کہ کوڑھی کو دودھ نہ دینا اور جس کو برص ہو۔ (۱۸) اٹھارھویں رات ایک جگہ ہے کہ جہاں فتح سنگھ صرف تہمد باندھ بنگا بیٹھا ہوا ہے اور اندر حسین بیٹھی ہے مگر نظر نہیں آتی صرف سایہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے سب بچے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور سب سے چھوٹا بچہ لوہی گھوم رہا ہے تو میں اسکو پاس سے بلاتا ہوں اور میرے ہاتھ فلالا ہاتھ فتح سنگھ کے گھر کھلا پڑا ہے تو میں اسکو پکار رہا ہوں۔ فتح سنگھ فتح سنگھ۔ اور وہ سامنے بیٹھا ہوا ہے اور جواب نہیں دیتا اور میں اس کو کہتا ہوں کہ فقط نہیں آیا یہ میرا باجہ سامنے کھلا پڑا ہے اور تم نے اسکو ٹھیک نہیں کیا اسکو ٹھیک کر دو۔ (۱۹) انیسویں رات ایک بہت بڑا مکان ہے اور تمام مکان میں گیہوں کی بالیں بڑی ہوئی ہیں

ربیع الآخر ۱۳۷۲ھ

پہلی رات ۔ نظر محمد ۔ محمد کی مجھ پر نظر ہے ۔ دوسری رات ۔ سوختہ

قسم باقی :۔ تیسری رات :۔ میری لڑکی کے اوپر کچھ پھینکا گیا ہے یعنی بنگالی کا کچھ کھیلا گیا ہے ۔ تو ایک بزرگ صفید کپڑے پہنے سر پہ باندھے اور سر سے گھنے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ جو کچھ ہے اور جو کچھ بنگالی کا ہے وہ بھی چھڑا دیں گے ۔ اور اب وہ چھوٹ بھی جائے گا ۔ ۵ ویں رات ۔ ایک مکان ہے اور اسکا بہت اچھا چوڑا دروازہ ہے ۔ تو وہاں پر حبیب خاں بیٹھے کوئی ساز اتنا سریلا بجا رہے ہیں کہ اسکا جواب ہی نہیں ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ سبحان اللہ سبحان اللہ ۔ جواب یہ ہیں ہے کہ ایک نام زوردار بارش ہو رہی ہے ۔ یعنی رحمت برس رہی ہے تو میں نے فوراً ہی دروازہ بند کر لیا ہے ۔

(۶) چھٹی رات ۔ ایک بہت ہی بڑا میلہ لگا ہوا ہے اور وہاں مرد عورتیں اور بچے آئے ہوئے ہیں اور میں اٹھ کر دیکھتا ہوں کہ کوئی چیز تو نہیں چرائی گئی ہے ۔ پھر میں نے پاکٹ میں ہاتھ ڈالا ہے تو میرے ہاتھ میں ایک بند پاکٹ آیا ہے جو کہ میری دوائی کا ہے جب میں نے اسکو کھولا تو اس کے اندر سے سفید رنگ کی دوائی نکلی ہے ۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ میری بچی گئی ہوئی چیز میں تھی وہ سب مجھے مل گئی ہیں ۔ ۷ ویں رات ۔ میرے پاس پیر سوب کافی ہے (صابون) ایک شخص آیا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ یہ لکس سوپ ہے ۔ آپ لے لیں اور پیئرس سوپ مجھے دیدیں ۔ پھر ایک اسٹور ڈیوہ ہے ۔ مگر میں لکڑی کا مچان ہے ۔ تو اس پر اوپر میں چڑھ رہا ہوں اور دوسرے پر خادم ہیں اور دونوں کالے جبے پہنے ہوئے ہیں ۔ اور وہ مجھ سے کہتا ہے کہ آپ ہی میری لڑکی کیلئے دعا مانگیں تو میں اسکو کہہ رہا ہوں کہ آپ بھی تو دیکھ رہی ہیں کہ میں ایک مانگتا پھرتا ہوں تو اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حالت پہلے سے بہت اچھی ہو گئی ہے ۔ اسکے بعد خود بخود مجھے کہہ رہی ہے کہ میں ایک بات بیچی ہو کر ٹوٹ جاتی ہیں ۔ تو میں کہتا ہوں کہ ہاں ٹوٹ جاتی ہیں ۔ تب وہ کہتی ہے کہ دیکھئے میں نے لکھ دیا ہے کہ ٹوٹ جاتی ہیں اور ختم ہو جاتی ہیں ۔ میں نے میک اپ کر لیا ہے اور ڈریس بھی پہن لیا ہے اور میں ڈریس کے کپڑے سنبھالتا جا رہا ہوں اور آستینیں نیچے کرتا جاتا ہوں کہ دو آدمی جلدی جلدی آئے اور مجھے بلا رہے ہیں کہ آپ کا کام آگیا ہے اور اسٹیج پر فوراً نکلیں ۔ میرا کام اسٹیج پر بادشاہ کا ہے اور میں نے اپنے سر پر تاج رکھ لیا ہے ۔ میں اسی طرح کپڑے سنوارتا جاتا ہوں کہ وہ دونوں آدمی کہتے ہیں کہ جلدی چلئے کہ آپ کو جلدی بلایا ہے ۔

۱۰ ویں رات ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ "نشان ڈنکا" اس کے بعد میں دروازے میں کھڑا ہوں تو دو بیل میرے گھر کی سیدھ کرتے ہوئے چلے آرہے ہیں ان بیلوں کا رنگ پیلا ہے اور میرے ہاتھ میں کوڑا ہے جو میں نے ان کے گلے میں باندھ دی ہے ۔ جیسے ہی چھوٹا بچھڑا آیا ویسے ہی میں نے اسکو پکڑنا چاہا ہے ۔ مگر وہ فوراً بھاگ کر نکل گیا ہے ۔ پھر وہ بیل میرے دروازے کے سامنے آکر رک گیا ہے مگر گھر میں گھسنے کی کوشش نہیں کرتا ہے اسکے بعد صبح صادق کیا وقت ہے اور اندر رہنا لیٹی ہوئی ہے ۔ اور میں اسکی اور گھر کی نگرانی کر رہا ہوں جیسے پہرہ دار ہو ۔ پھر میرے گھر میں دو عورتیں گھس آئی ہیں اور ایک عورت نے خود ہی ٹیلیفون ہاتھ میں اٹھا لیا ہے ۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ لاؤ میرا ڈنڈا لاؤ ۔ اور میں نے دونوں کو پکڑ لیا ہے اور مارنا شروع کر دیا ہے ۔ ایک عورت تو بھاگ گئی لیکن دوسری کو پکڑ کر میں نے مارنا شروع کر دیا ہے اور یہ کہتا ہوں کہ میرا نذر روسوی ہوئی ہے ۔ اور تم اندر گھس آئی ہو ۔ تو وہ عورت میری ہو گئی ہے (گیارھویں رات) میرے سامنے ایک آدمی بیٹھا ہے اور اس نے ایک کتاب میرے سامنے رکھ دی ہے جو چھپ چکی ہے ۔ اور مجلد ہے ۔ وہ مجھ سے سائن کرنے کی درخواست کر رہا ہے ۔ کہ سائن کر دیجئے ۔ اسکے بعد ایک ریل گاڑی بنا جا رہی ہے اس پر میں سوار ہوں اور گاڑی دوڑ رہی ہے ۔ اور میں گاڑی سے کہتا ہوں کہ واپس چلو گاڑی چکر دیکر اسی پٹڑی پر واپس آگئی ہے ۔ اور دوڑتی ہوئی ریل گاڑی کا میں نے رخ پھیر دیا ہے یعنی بمبئی کی طرف ہو گئی ہے ۔ پھر کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ ہم نے ایک جگہ دنیے کہ وڑوں روپیہ کے صرفے ایک بہت بڑی بلڈنگ بنائی ہے ۔ جو کہ مسلمانوں کو فائدہ پہونچانے کیلئے ہے ۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ

بجانا ہے ستائیسویں رات۔ ایک مکان ہے اس میں میرا بھائی عالم دین ہے (در نر یا سفید لباس میں بیٹھی ہوئی ہے۔ جب میرا بھائی وہاں سے اٹھا ہے۔ تو نر یا نے اپنے اب کو میرے سپرد کر دیا ہے۔ آگے میرا بھائی شرف الدین اور بھاک بری گھر میں موجود ہیں۔ اور مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ ہمارے گھر میں رہیں۔ گیارہ بارہ بجے تک آپ کا بستر لگا رہے گا۔ چونکہ میرے ساتھ دو آدمی ہیں اور میں اپنے استاد محترم سہارے موہن ہار مونیم والے کی حویلی میں رہونگا۔ جو کہ بالکل خالی پڑی ہے۔ تو میں حویلی کے اندر چلا۔ اندر جا کر دیکھا تو اس میں ایک مرحوم نام کا ایک آدمی رہتا تھا۔ میں محمد کو دیکھ کر باہر نکل آیا۔ پھر میں چھوٹی نواسی شہناز منہ پر کپڑا اوڑھے میرے پاؤں پکڑ کھڑی ہے اور میں نے اسکو اٹھا لیا ہے۔ میں دروازے کی طرف باہر نکلنے کیلئے بڑھا ہوں۔ تو مسٹر میر لیکر اور ایک دوسرا آدمی مجھے بلانے کے لیئے آئے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیوں شہنا میں ہاتھوں پر اٹھاؤں۔ تو پریکر کہتا ہے کہ آپکو رائیل ڈاکٹر جارج نے بلا یا ہے آپ کے برتیاک خیر مقدم کیلئے۔ آپ کو مبارکباد دینے کیلئے آپ کو خوش آمدید کہنے کیلئے۔ (۲۸) (اٹھائیسویں رات) ایک پہاڑی ہے اس پر میری دوائی کا مہورت ہو رہا ہے وہاں پر حاجی محمد بخش حلیں مولوی فہیم الدین صاحب ہیں اور مجھے بیچے ہیں اور میں کھڑا ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا ہوں یا اللہ اپنے رحم و کرم کے صدقے میں اس دوائی کو کامیاب کر۔ جو یہاں آئے وہ شفا پکر جائے تو تو بہت رحم کرنے والا ہے کرم کرنے والا کریم ہے۔ اس دوا کو دین و دنیا میں کامیابی عطا فرما۔ میرے اللہ مجھے کامیاب کر آمین آمین آمین۔

(۲۹) انتیسویں رات۔ یہ دعا میں نے گڑگڑا کر مانگی ہے اور ایک انگور کا دانہ اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لیا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ سب کے منہ میں انگور ہیں اور سب کے سب انگور کھا رہے ہیں۔ اور حاجی محمد بخش نے انگوروں سے بھری مٹھی مجھے دی ہے اور میں بھی کھا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ جو بھی آئیں ان کو انگور دیں۔ پھر میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بس کھڑی ہے۔ میں اس میں بیٹھنے کیلئے گیا ہوں اور میرا بیگ میرے ساتھ ہے۔ بس کا انجن انگ ہے۔ اور بس ڈرائیور نے اسکو اٹھا کر گاڑی پر رکھ دیا ہے۔ میں گاڑی پر بیٹھا ہوں اور گاڑی چلنے کو تیار ہے (۳۰) تیسویں رات۔ میں اسٹیشنوں پر کھڑا ہوں اور ریل گاڑی کا انتظار ہے۔ جیسے ہی گاڑی آتی ہے تو میں کسی کو کہتا ہوں کہ اس پر دستخط کر دیں۔ اس کے بعد چیمبر لس جا رہی ہے سنت کا اسٹوڈیو ہے اور وہاں بہت بھاری جلسہ ہے اور وہاں پر بہت بڑے بڑے آدمی ہیں اور ہوں سیٹھ بیٹھا ہے۔ میں اور بنا ہے بنانے پردہ کر دیا ہے اور اس پردے کے اندر ہم سب ہو گئے ہیں۔ تو بنا اوپر اسپرے مار رہی ہے۔ اتنے میں بڑا سیٹھ بے حد رو رہا ہے جس کی شکل فتح سنگھ جیسی ہے۔ گرنتھ بھائی بھوٹ کہتا ہے کہ حکومت مجھے کہتی ہے کہ نوکروں کو بھی کھلاؤ نہیں اگلیں تو تنخواہ بھی ہے لیکن میں ایسا نہیں کرونگا۔ اور ڈاکٹروں کو بھی کھلاؤں گا اور ٹیکس بھی دونگا۔ اس کے بعد میرے پاسپورٹ یا پرمٹ آف انڈیا یا ڈاکٹر راجندر پرشاد کا ورلڈ لینگ کارڈ آیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ خالی ہے۔ پھر ایک آدمی آیا ہے اور اس کے ہاتھ میں کانچ کا گھڑا دودھ سے بھرا ہوا ہے۔ اور وہ مجھے کہتا ہے کہ آپ کو مالک نے یہ بھیجا ہے آپ خوب پیٹ بھر کر پئیں۔ میں نے اپنا منہ کھول دیا ہے اور وہ گھڑے ہی سے مجھے دودھ پلا رہا ہے جو میرے منہ میں جا رہا ہے اور میں پی رہا ہوں۔ اور دودھ میرے سر پر بھی گر گر کر میرا سر بھیگ گیا ہے۔

جمادی الاول ۱۳۷۲ھ

۷ویں رات۔ میں کہہ رہا ہوں کہ سائیں بابا کی طرح نام ہوگا۔ (۱۱) گیارھویں رات۔ صبر اسکیم نوربائی اسکیم شروع ہے۔ ۱۰ ویں رات۔ کیمیائے فیض عام کی چار چیزیں تھیں جو کہ گوگل منٹ میں بالکل کمپلیٹ ہو گئی تھیں ادرک دی تھیں۔ ۱۲ ویں رات۔ ایک بہت بڑا پہاڑ ہے اور اس پر لوگوں کا قلعہ ہے مگر وہاں کوئی نہیں ہے۔ اور وہ جگہ سفیر کے رہنے کی ہے۔ آگے برطانیہ کا قلعہ ہے وہاں بھی سفیر کے رہنے کی جگہ ہے لیکن کوئی ہے نہیں ایک آدمی ہے جو کہ انڈھا ہے۔ اس نے ریبن سے ریڈیو کے لیے کہا کہ چالو کر دو ریڈیو چل پڑا ہے تو وہ خود طبلہ بجانے لگ گیا ہے لیکن اس کے ہاتھ میں خدام ہے۔ تو وہ پھر ہاتھ دھو کر طبلہ بجانے لگ گیا۔ لیکن اس کے ہاتھوں سے خون کی بوندیں نکل رہی ہیں اور میں وہاں سے چل پڑا ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ برطانیہ کے قلعہ کی ریبن میں دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ یعنی دیواریں پھٹ گئی ہیں۔ تب میں پھر واپس آ رہا ہوں

ان کے ایک بزرگ سفید کپڑے پہن کر بیٹھا ہے۔ میں اور مولوی فہیم الدین صاحب ہم تینوں کے ہاتھ میں جھاڑو ہے۔ بزرگ صاحب بیٹھے اور مولوی صاحب کھڑے ہوئے ہیں میں اسکو کھود رہا ہوں اور میں نے وہیں سے اجابت کر دی ہے اور مولوی صاحب نے اسے صاف کر دا کر پھینکوا دیا ہے۔ بچے سے اچانک سفید زمین نکل آئی ہے۔ اس کے بعد کوئی کہتا ہے کہ جب تک آپکا پورا نہ ہو جائے وہاں تک مجھے چار روپیہ روز دینا۔ دو روپیہ پڑھنے کا اور دو روپیہ کرایہ کا۔ پھر کوئی کہتا ہے کہ مال آپکے قبضہ میں دیدیا ہے۔ (۲۰) بلیسویں رات۔ دیکھا بہت کچھ ہے مگر یاد نہیں یہ ہے کہ کوئی کہتا ہے کہ پانچ روپیہ میں گزارہ ہو جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ پانچ روپیہ میں تو وہ کہتا ہے کہ سات روپیہ میں اکیسویں رات۔ میں اور میری عورت صالحہ ہے۔ وہ مجھ سے کہتی ہے کہ میں نے صرف دو بار کو ڈھ مل کھایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ شائد چھپکلی کھائی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اندھیرا سب کھلا پڑا ہو۔ اس کے بعد میں اسکو کھلے طریقہ سے نظر آیا ہوں تو وہ کہتی ہے کہ اب جمع نہیں چاہیئے میں اپنے گھر بھرے گیا ہوا ہوں۔ میرا بھائی شرف الدین اور اسکی عورت بھاگ بھری ہے۔ پھر کوئی مرگیا ہے تو اسکی ماتم پرسی میں میری سالی بہشت بی بی اور صالحہ بی بی نامل ہیں اور میری ساس مرنے والے کے حصہ کے لیئے لڑ رہی ہے کہ میرا حصہ دو، ذیری بھاوج بھاگ بھری کہتی ہے کہ خدا ایسی رشتہ داری کسی کو نہ دے جو میت سے حصہ مانگ مانگ کر لڑ رہی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ کون مرا تو وہ کہتی ہے کہ ظہور الحق بھانڈ۔ لوگ اس کی تجہیز و تکفین کے لیئے آگئے ہیں۔ پھر میرے بھائی نے ایسا دردانگیز گانا گایا ہے کہ میں بے حد رو رہا ہوں۔ میرے بھائی اور بھاوج نے مجھے رخصت کیا ہے۔ ساتھ ہی دوا بھی رکھ دی ہے۔ پھر بہت سی گاڑیاں آتی جاتی نظر آرہی ہیں جو کہ آدمیوں سے بھری ہوئی ہیں میں بھی ایک گاڑی میں سوار ہو گیا۔ جیسے ہی میں بیٹھا کہ ایک ٹکٹ چیکر نے میرا ٹکٹ چیک کیا اور مجھے واپس کر دیا۔ اس کے بعد ایک خوب صورت عورت نے مجھے بہت پریشان کیا ہے۔ لیکن مجھے اللہ نے برائی سے بچالیا ہے۔ (۲۳) تیئیسویں رات۔ ایک آدمی میرٹھ سے آگے مجھے کہتا ہے کہ آپ کے پاس آگے کا سرٹیفکیٹ نہیں تھا اب لے لیجئے۔ چنانچہ اس نے مجھے ایک کاغذ دیدیا ہے اور میں نے وہ کاغذ لیکر رکھ لیا ہے۔ اس کے بعد میرا گھر اندر سے بہت سجا ہوا ہے۔ اندر جنیوں کی لڑکیاں مینا کماری مدھر۔ خورشید۔ میں اور جنیوں نے بان کھا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ نوکروں تک نے بان کھا رکھا ہے۔ پھر مجھے یہ دیکھ کر غصہ آگیا ہے۔ اور پھر میں گھر کے اندر جاکر ان کو گالیاں سنانے لگا۔ تو سب کے سب ادھر ادھر ہو گئے ہیں۔ اور مینا کے کمرے میں جاکر میرے خوف سے منہ چھپالیا ہے اور میں اپنے کمرے کے اندر گھس گیا ہوں (۲۴) چوبیس ویں رات۔ ایک کنواں ہے اس میں بہت بڑا پائپ لگا ہوا ہے اور اس میں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا ہے۔ ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ اپنا پائپ بند کر دیجئے۔ میں نے اس کو بند کرنے کی بہت کوشش کی ہے مگر پانی بند نہیں ہو رہا ہے۔ سیلاب سا نظر آتا ہے۔ پھر میں نے مینا کماری کو کہا ہے کہ تم اپنی بہنوں کو کام پر کیوں نہیں لیجاتی ہو۔ تو وہ کہتی ہے کہ اپنے ہی بھلے کے لیئے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا بھلا ہوگا۔ مدھو اسٹوڈیو سے باہر نکلتی ہے تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے تیرے لیئے سب کچھ کیا اور تو نے مجھے یہ بدل دیا۔ تو وہ منہ پر کپڑا لپیٹ کر جالیٹی ہے۔ پھر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ہے اور اسکی سکنڈ ہینڈ عورت ہے (۲۵) ویں رات۔ میں کہتا ہوں کہ ہم پر تیئے مٹی سے بانتے ہیں۔ یہاں یہی فتوای ہے۔ پھر صبح کا وقت ہے اور میں بھولا روں منڈی گیا ہوں وہاں میرا سالہ فیروز بیٹھا ہوا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ یہی ہے مگر علی بخش ہے۔ اب ڈاکٹر علی بخش یہاں آئے ہیں۔

(۲۶) چھبیسویں رات۔ میری کتاب کی ہر جگہ نائید کی جارہی ہے اور بہت سارے بزرگ بیٹھے ہیں اور میری کتاب کو یکے بعد دیگرے دست بدست دیکھتے جارہے ہیں اور اسکی تائید کرتے جاتے ہیں اور جہاں عربی دیکھتے ہیں وہ خود ہی جھومنے لگتے ہیں۔ ایک محل ہے اس میں ایک فقیر بیٹھے ہیں۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک تعویذ کا غلاف ہے جیسے وہ منہ سے بول رہا ہے نصر من اللہ وفتح قریب۔ پھر یہ محل سفید رنگ کا ہے اس میں کوئی ہارمونیم باجا بجا رہا ہے اور میں سن کر حیران ہوں کہ ایک کنواں بن کر تیار ہو گیا ہے لوگ اندر سے مٹی نکال رہے ہیں۔ مٹی آخیر ہے۔ مٹی دیت کی شکل میں نکل رہی ہے۔ اور کنویں کے اوپر نالے بن کر تیار ہو گئے ہیں اور یہ کنواں اللہ نے مجھے دیا ہے۔ ایک سادھو بھوجائی کہہ رہا ہے کہ شادی ہونے والی ہے۔ ڈھول اللہ دتہ (یعنی اللہ نے دیا ہے) نے اچھا عمدہ تیار کرایا ہے جو کہ تم ہی نے

ناٹک اور فلم میں گھومتا پھرتا رہا اور پھر حکمت بھی سیکھ کے آیا ہے اور وہ جوق در جوق دوڑے آرہے ہیں کہ بڑی حکمت سیکھ آیا ہے ۲۵ ویں رات۔ میں ایک بہت بڑے جال میں ہوں اور وہاں لوگوں کا ہجوم ہے۔ مرد عورتیں اور بچے بیٹھے ہیں اور میں سرخ پہنے ہوئے برار رقصا کی تیاری میں ہوں۔ کھڑکی کے آگے کالا پردا ڈالا ہوا ہے میں اسکو ہٹا رہا ہوں کہ ایک لڑکی کو برار رقصا سیکھنے کا بہت شوق ہے۔ تو وہ کچھ دوسری کو کہتی ہے جس کے جواب میں وہ کہتی ہے کہ ابھی سن لینا چاہیئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے برار رقصا کے لیئے ایک بڑا ہال کھولنا چاہیئے۔ کیونکہ برار رقصا کے لیئے یہاں بہت سے ظلم کے لوگ آگئے ہیں۔ ۲۶ ویں رات۔ کوڑھی اچھے ہو رہے ہیں۔ اور کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آپ سخی ہیں آپ کو خیرات نہیں (۲۷) ویں رات۔ سب لوگ کہہ رہے ہیں مرحبا مرحبا۔ ۲۹ ویں رات۔ ایک لفافہ میرے پاس آیا ہے اور اور سامنے ٹوکری میں پتے بھرے پڑے ہیں اور اس لفافے میں لکھا کہ کوڑھی امید سے پہلے اچھے ہو رہے ہیں۔ کوڑھیوں کی گنتی کرو۔

جب المرجب ۱۳۷۲ھ

قصری رات۔ بہت سارے قبرستان کٹ کے آرہے ہیں اور میں کہتا جاتا ہوں کہ دیکھو اس خاندان نے کتنی بزرگی دکھائی ہے کہ پورا قبرستان سامنے آجاتا ہے۔ اور یہ سامنے آئی ہوئی قبروں میں سنہرے سنہرے بڑے ہیں پھر وہ قبریں چلی جاتی ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ دیکھو اس خاندان نے کون کون بزرگیاں دکھائی ہیں اور جس وہ بزرگیاں بھی دکھائی ہیں اور بھی وہ قبریں ٹائیٹل کی طرح بدل جاتی ہیں اور میں کہتا ہوں کہ دیکھو اس خاندان نے کیا بزرگیاں دکھائی ہیں۔ پھر وہ قبریں بھی بدل گئی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ حسین کے معجزہ جیسی قربانی کسی نے نہیں دیکھی ہے ۵ ویں رات میں کہہ رہا ہوں کہ میری لکھی گئی ہے اس پر اللہ کی رحمت ہو رہی ہے۔ پھر سمندر کی کھاڑی ہے۔ اس میں جہاز کھڑے ہیں جو کہ بہت بڑے ہیں۔ ایک میں سفید چادل بھرے ہوئے ہیں اور دوسرے میں بھی چادل بھرے ہوئے ہیں ۷ ویں رات۔ مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ گویا سردار سامنے کھڑی ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ سردار نے دنیا کو ایسا جھکایا ہے کہ جسکا جواب ہی نہیں (۱۱) ویں رات۔ میری کتاب لکھنے کے لیئے دو کاتب ہیں ایک عبدالسلام صاحب ہیں۔ دونوں جلدی جلدی لکھ رہے ہیں کہ یہ کتاب جلدی پوری ہو جائے اور دونوں ایک دوسرے کے بہت دوست ہیں۔ پھر دق والوں کے اچھے ہونے کی خبر آئی ہے ۱۲ ویں رات میری ماں سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے اور میں اس کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ ٹیکا کرو کہ ایک مفت میں چار آنے فائدہ ہوا ہے۔ چودھویں رات۔ منگنی ہو گئی ہے اور میرے کہنے پر حاضرین کو زبان میں تاثیر ہے ۔۔۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے گھر کے اندر موٹر ٹیکسی کھڑی ہے۔ مدھو بھی پاس کھڑی ہے اور ٹریفک کا سپاہی بھی کھڑا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کہہ رہا ہے کہ آخر پکڑی گئی تو میں کہتا ہوں کہ "کون" تو وہ کہتا ہے کہ مدھو نے چوری کی ہے اور وہ عورت چلائی ہے ۱۷ ویں رات۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک گلابی رنگ کا بہت ہی لمبا جوڑا کا غذ سے جیسے کہ ردی ہے۔ ۱۸ ویں رات۔ میں نے دیکھا کہ نماز پڑھی جا رہی ہے۔ اور مولوی ضمیر الدین بھی ہیں اور انھوں نے مجھے بلٹ کر دیکھا ہے۔ پھر میں نے اسی جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور ہم سب دعا مانگ رہے ہیں چوبیس ویں رات۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایک بہت بڑا باغ ہے۔ اور اسمیں بالکل سفید پھول لگے ہوئے ہیں اور وہ پھولوں سے بھرا ہوا ہے اور ایک صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور ان کو میں کاٹ راستے سے لے جا رہا ہوں۔ اور ایک جگہ وہ میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے لے جا رہے ہیں اور مجھے کچھ دکھتا نہیں ہے۔ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا ہے۔ جب ہم راستے پر آگئے تو میں ان سے کہتا ہوں کہ دیکھئے ہم کیسے کٹ راستے آپ کو لے آئے جس کا جواب نہیں ہے۔ اور ان کا لباس میں کوئی کتاب جیسی چیز ہے۔ جب ہم آگے گئے ہیں تو پان باندھ کر کوئی پھینک رہا ہے سب بٹے ہوئے پان ہم نے اٹھا لیئے ہیں۔ اور ہم کھانے لگے ہیں۔ اور برسات برس چکی ہے اسکی بیٹھ ہے۔ ۲۷ ویں رات ایک کوٹھا ہے اور وہاں بے حد گھاس پڑی ہوئی ہیں کاروار کی کھاٹ بھی بچھی ہوئی ہے۔ وہ خود اسی کھاٹ کو تلاش کرنے آیا ہے۔ اس نے اپنی کھاٹ

ایک جگہ ہے وہاں پر ایک کالا موٹا آدمی بالوں میں منہ چھپائے ہاتھ میں موٹا ڈنڈا لئے گائے بھینس چرا رہا ہے وہاں ایک جگہ پر ایک بزرگ سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور میں ان کے پاس بیٹھا ہوں۔ اور وہ چرواہا لڑکا بیٹا ہے اور پھر وہ اٹھا ہے اور میں بھی راستہ میں کھڑا ہوں تو وہ مجھ سے کہتا ہے کہ ہم نے سکہ جین لے لیا ہے۔ اس کے بعد ایک جگہ ہے وہاں بہت آدمی ہیں جگہ بھری ہوئی ہے دروازہ کھلا ہے اور ڈاکٹر اسی دالس بیٹھا ہے تو میں کہتا ہوں کہ ہم پر بھی رحمت ہوگئی ہے۔ ہم بھی اندر چلے جائیں گے۔ غسل یا صحت پہلے کالے کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آتی ہے اور کچھ کہہ رہی ہے اور میرا منہ دیکھ رہی ہے۔ (۲۵) دیں رات۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بیمار بہت آدمی ہیں اور میری دوائی کا اعلان ہو گیا ہے۔ میرا گھر ہے اور دریا زوروں سے بہہ رہا ہے اور بے پناہ بھنور پڑ رہا ہے اور اس میں کشتی بھنس ہوئی ہے جس کے نکلنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ اس پر دو سکھ لڑکے سوار ہیں۔ پھر جو بھنور پڑا تو کشتی میرے بھائی فرالدین کے دروازے سے ٹکرا کر پھر بھنور میں آگئی اور ایکدم بھنور سے نکل کر مغرب کی طرف بھاگ گئی۔ میں یہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ اللہ میری ان دونوں لڑکیوں کا کہیں ٹھکانا لگا دے۔ پھر غسل خانہ سامنے ہے۔ ایک دیوار ہے جو کہ ٹیڑھی ہوگئی ہے اور ایک اینٹ نکلنے والی ہے۔ تو اینٹ کو میں نے اسی جگہ پر ٹھونک دیا ہے اور دیوار ایکدم سیدھی کر دی ہے۔ پھر پانی ہے اسمیں میری چاندی کی ڈبیہ گر گئی ہے کہ جس میں میرے دانت ہیں۔ اور جہاں پر گری ہے وہ جگہ مجھے معلوم ہے۔ سب لوگ نکال رہے ہیں کسی کو جگہ کا پتہ نہیں لگتا۔ حالانکہ میرے ماما کی لڑکی بھاگ بھاگ کر بھی کھڑی ہے مگر وہ بھی نہیں نکال سکتی اور نہ ڈھونڈ سکتی ہے۔ پھر میرے پاؤں سے پانی نکل رہا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ ڈبیہ نکلے تو میں دوا لگاؤں۔ پھر میں نے خود ہی اس جگہ پہ ہاتھ ڈالا اور ڈبیہ مل گئی ہے۔

جمادی الآخر ۱۳۷۲ھ

ساتویں رات جمادی الآخر۔ جمادی الآخر میں دیکھتا ہوں کہ جھاڑوں سے ہمارے گھر کے تمام جالے اتار رہے ہیں۔ اور اتار کر صاف کر دیتے ہیں۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بلاک کا کالر لال اور کالا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اسمیں بھی میرا فائدہ ہے ـــــ پھر دیوں کا دیومہادیو۔ ۱۰ ویں رات مریم کے منہ پر داغ ہیں۔ اس کے بچہ ہونے والا ہے۔ یہ عبارت لکھکر میرے ہاتھ میں پرچہ دیدیا ہے۔ جذام، پیشاب میں شکر ناسور کا گہرا زخم، کھانسی کوڑھ جھنڈ سے جھنڈ آرہے ہیں اور اچھے ہو کر جا رہے ہیں ؎

بعد فتح جنگ خیبر جب پھرے سلطان دیں
پوچھا زہرا نے لڑے کیسے امیر المومنیں
ہنس کے فرمایا شہا نے سن تو اے ماہ جبیں
اتہا دست خدا یہ زور بازو کا نہیں

میرے کو کھانچا آتی ہے۔ ۱۲ ویں رات منو میرا سالہ ہے۔ وہ مجھ سے کہتا ہے کہ حسین بی آپ کی لڑکی ہے اس لیے آپ اس کو عزت دیں گے۔ میں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ جو عزت کا کام کرے گا وہی عزت والا ہے اور اسی کو عزت ملے گی۔ میری لڑکی سے مجھکو کوئی مطلب نہیں ہے۔ پھر وہ اپنی ماں سے کہتا ہے کہ مجھے میٹھی روٹی پکا دو میں میٹھی روٹی کھاؤں گا۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ میٹھی روٹی تو وہ کہتا ہے کہ ہاں مجھے اپنے حصے کی میٹھی روٹی کھانا ہے وہ تو میں نے طے کی ہے جو عزت کا کام نہیں کریگا اس کو ذلت ملے گی چاہے میری لڑکی کیوں نہ ہو۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ بچو نکو مجھے دودھ پلانا چاہیے۔

۲۰ ویں رات ـــ میں اپنے گھر بھیرہ گیا ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ پہلے ایک اشتہار دینا ہے کہ جس جس لوگوں کی ملی بخش

(رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ)

تیسری رات (رمضان المبارک) :- سب کے سب کالے رنگ ہیں جو کہ خوب گا بجا رہے ہیں - میں گھوم جا رہا ہوں لیکن اکیلے سے والس ہو گیا ہوں - اتنے میں دلی سے شنکر صاحب نے سب سامان اقبال اور سب بچوں کو میرے گھر بھیج دیا ۶ ویں رات - اشوک میرے پاس بیٹھا ہے - اور اس کے جھوٹے بھائی نے دوائی مجھ سے لی ہے اور اسکو بہت فائدہ ہوا ہے ۷ ویں رات - میرے ساتھ ایک لڑکی سنڈرلا اسٹڈی ہیں ہے - اوپر سے محبوب آ گیا ہے - تو وہ ڈائرکٹر مجھے کہتی ہے کہ میرا بھتیجا آ گیا اس نے مجھے دیکھ لیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ کوئی ڈر نہیں ہے ۹ ویں رات - میں اپنے گھر گیا ہوں اور میں بھرہ کے بازار میں گھوم رہا ہوں - کہ کوئی نہ کوئی میرے گھر کا آدمی مجھے یہاں صدر مل جائیگا - کیا دیکھتا ہوں کہ تھوڑی دیر بعد میری ماں اور میری بھاوج کرم بھری اور سب کے سب گھر جا رہے ہیں جیسے ہی میں نے اپنی ماں کو دیکھا تو میں نے اسکی پاؤں پکڑ لیئے اور میں ان کو چوم رہا ہوں اور رو رہا ہوں - تو میری ماں کہتی ہے کہ بیٹا تو یہاں رہ کیوں نہیں جاتا تو میں کہتا ہوں کہ میں یہاں سے کیا کروں مجھ کا مروں یہاں کوئی کام کاج تو ہے نہیں - اب کی سال تو میں بہت جلدی آیا ہوں یعنی ایک ہی سال ہوں - تو میری ماں کہتی ہے کہ اچھا میرے بعد بھی جلا یا کرنا - تو میں کہتا ہوں کہ اچھا میرے بعد آپ بھی جلا یا کریں گی - یا تو میں ہی جلاؤں - پھر میری ماں کہتی ہے کہ بیٹا یہیں رہو - تو میں کہتا ہوں نہیں - ماں جو ہاں بڑا مزہ آتا ہے جب لوگوں کی لاش جلتی ہے اور بیمار آتے ہیں - !

دسویں رات - میں کہہ رہا ہوں کہ افریقہ میں صابری دواخانہ کھلے گا -

گیارھویں رات میں کہہ رہا ہوں کہ کٹھیا کے زخموں کو بھی آرام ہو رہا ہے - اسکے بعد مورتی ایکٹر مجھ سے کہیں زیادہ موٹا ہے - مگر میں نے اسکو بے حد مارا ہے پھر اسکا باپ آیا ہے وہ پہلوان ہے وہ کہتا ہے کہ میرے لڑکے کو نہ مارنا - تو میں کہتا ہوں کہ نہیں نہیں میں نہیں ماروں گا - میں کوئی دیوانہ نہیں ہوں جو ماروں گا - چودھویں رات - میں کبیر کو کہتا ہوں کہ میرے پاس سوائے قرآن کے اور کچھ نہیں ہے - اس کے بعد ایک جانور ہمارے دروازے کے اندر جا رہا ہے - تو کسی نے زور سے پکارا ہے کہ جانور اندر جا رہا ہے - تو میں نے ہاتھ سے اسکو پکڑ کر دور پھینک دیا ہے - اتنے میں غسل خانے سے غسل کر کے مختار ڈرائیور باہر نکل رہا ہے تو میں نے لکڑی لے لی ہے - اور اس کو بے حد مار رہا ہوں پھر میں نے موٹا سا ڈنڈا لے لیا اور مارنا شروع کر دیا ہے - اور میں بے حد رو رہا ہوں کہ یہ غسل خانہ میرا ناموس ہے اس میں میرے آقا کیا غسل کرتی ہیں تو یہاں کیوں نہایا تو وہ کہتا ہے کہ میرے آنتوں کی چھیاں نکلنے والی ہیں - چوک بالکل زرد زرد سی ہیں اس لیے میں نہایا ہوں - اور میں بے پناہ رو رہا ہوں عزت اور ناموس کیلئے - اسی کے بعد میں ہال روم میں اٹھتی ہے اور کہہ رہی ہے کہ ادھر تو دیکھئے مجھے بھوت آیا ہے - خواب :- میں یہ بھگت رہا ہوں ومیں یضل اللہ ،

۱۵ ویں رات میں کہتا ہوں کہ ٹی بی کا نام مٹ جائیگا - ۱۷ ویں رات ایک نامرد ہے اور ایک عورت ہے - وہ عورت نامرد کے پاؤں دھلا رہی ہے - اقبال میری عورت ہے اور مجھے اپنی طرف رجوع کر رہی ہے تو میں اس کی طرف رجوع ہوا ہوں - دیکھتا ہوں کہ ہم دونوں سوکھے ہوئے ہیں - اور ہمارے اعضائے جسمانی بھی سوکھے ہوئے ہیں لیکن میں پھر یہ دیکھتا ہوں کہ ہم دونوں ہرے بھرے ہیں ۲۰ ویں رات تین دفعہ میں نے خواب میں بھول کر روزے میں کھانا کھا لیا ہے ۲۰ ویں رات - بنا میری فرمان بردار ہے اور جو میں کہتا ہوں وہ کرتی ہے - بابو راجندر پرشاد کی آواز سی آئی ہے کہ اسلام علیکم - میں کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ سچائی ہے ، سچائی سے ڈرنا نہیں ڈرنا چاہیئے جو سچ ہے کہنا چاہیئے - ۲۲ ویں رات - بنا بیٹھی ہوئی ہے اور بہت سارے آدمی بیٹھے ہیں اس سے ڈیٹ مانگ رہے ہیں - تو ایک آدمی کہتا ہے کہ اس کے باپ کو کہنا چاہیئے اور اصل جڑ پکڑنی چاہیئے - پھر بکرے کا گوشت ہے اور میں اسکو صاف کر رہا ہوں - دوسرا آدمی (وجھڑی) کر رہا ہے اور سب کام ہو گیا ہے ۲۳ ویں رات میں دیکھ رہا ہوں کہ عاشق پیدا ہو گیا ہے = بنارسی کے گھر گھوڑا سا بچہ ہے - میں نے دیکھا بہت کچھ ہے مگر یاد صرف اتنا ہے کہ سب لوگ (آئینہ جاننے والے ہیں) - لیکن میرو

ڈھونڈھ رہی ہے تو میں نے کوٹھے کے اوپر سے چابیاں پھینک دی ہیں اور ایک عورت نے ان کو اٹھا لیا ہے

شعبان المعظم ۱۳۷۲ھ

تیسری رات۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سارے عورتیں آئی ہیں۔ اور ان کے ساتھ میرونی کی سفید کپڑوں میں ملبوس ہے ان سب سے الگ میں اسکو اپنے پاس بلا رہا ہوں۔ مگر وہ ڈرتی ڈرتی آرہی ہے۔ تو میں نے اسکو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور اسکو پیار کیا ہے۔ اس کا مرد مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میں اسکو آپ ہی کیلئے لایا ہوں اور میرا کمرہ الگ ہے۔ ۱۷ ویں رات۔ میں بھانڈوں والے پرانے محلہ میں گیا ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ اللہ دتہ بھابی سارے اندر کہیں گئی ہیں اور میں ان کو بلا رہا ہوں۔ سادھو بھابی، سادھو بھابی)۔ تو وہ وہ سے کہہ رہی ہے کہ میں آرہی ہوں اور پھر وہ اندر سے آرہی ہے۔ اور اس نے منہ پر کالا برقعہ اڑھ رکھا ہے۔ تو میں اس کے پاؤں میں سجدہ کی طرح گر گیا ہوں اور اس نے منہ سے برقعہ اتار دیا ہے تو وہ بہت ہی خوبصورت ہے اور میں اسکو کہہ رہا ہوں کہ تو میری ماں ہے تو میری ماں ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں تب تک کہتا جاؤں گا کہ تو میری ماں ہے تو میری ماں ہے ..... اگر کوئی کہدے کہ کان کتا لے گیا تو کتے کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہیئے۔ پہلے اپنے کان کو دیکھنا چاہیئے آج کل تو غلام علی خان ہمارے وہاں ہے وہ کہتا تھا کہ بھائی بھروسہ میں تو سب ہی اللہ دتہ بھائی ہیں۔ مگر یہاں بمبئی میں تو آپ نے اخلاق کا جواب نہیں ہے۔ اور آپ عمدہ اخلاق والے ہیں۔ تو وہ مجھ سے کہتا ہے کہ آپ کے بیٹھنے کو کاٹ کھڑی ہے۔ اور میں نے خود وہ اٹھا کر بچھائی ہے۔ گیارھویں رات میں نے دیکھا کہ سارے خان صاحب ہیں اور میں نے ان کو کوئی چیز دی ہے اور ایک معجون وہ ان سب کو کھلایا ہے۔ اس کے بعد میں نے مجھے کاغذ پر کچھ لکھ دیا ہے کہ لاؤں۔ مگر وہ میں بھول گیا ہوں۔ کسی باقی سے کچھ لینا ہے تو میں پہلے اوپر چڑھ گیا ہوں۔ اور پھر سیڑھیوں سے اترتا ہوں اور کسی سے کہتا ہوں کہ باقی کہاں ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ آفس ہے مگر اب وقت ہو چکا ہے شاید ہمارے ۔ سامنے ایک اندھا درزی مشین پر بیٹھا کچھ سی رہا ہے۔ اور مجھ سے کہتا ہے کہ اس سے کیا لینا ہے۔ آپ خود ہی اپنے اللہ اور رسول کا نام لیکر کوئی چیز دیدیا کریں۔ تو وہ اچھا ہو جائے گا۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ تو میں کر ہی رہا ہوں۔ ۱۷ ویں رات میں دیکھ رہا ہوں کہ برس کے گھر سے گائیاں گائیاں بچوں کی بھری ہوئی آرہی ہیں جو سب دمہ کے مریض ہیں تو میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ دمہ کے مریض سب کے سب اچھے ہوں گے۔ ۱۹ ویں رات ایک جگہ ہے وہاں پر ہم سب آدمی اپنے خدا کو گالیاں کر یاد کرتے ہیں۔ میں نے گلے سے کرتہ اور بنیان اتارا ہے۔ تو وہ سب صحیح ہیں۔ ایک جگہ تو میں کپڑے پہن کر جانے والا ہوں لیکن وہاں پر ایک کاریگر مصور ایسا کام کر رہا ہے کہ جس کی مثال ہی نہیں۔ اس کو دیکھکر میں کپڑے پہننے گیا اور پھر واپس آیا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سب کے سب وہاں سے چل دیتے ہیں۔ ایک سکھ سفید کپڑے پہنے ہوئے اور ایک ٹھاکر آدمی وہاں پر ہے مجھے کہتا ہے کہ دو روپیہ کا سٹہ کا نمبر دینا۔ میں نے کہا کہ مجھے نہیں آتا۔ آگے بڑھا ہوں تو ایک بڑھیا اور ٹھاکر سکھ گھریلو باتیں کر رہے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ وہ سب لوگ کب آئیں گے۔ تو ایک آدمی رستہ کا کہتا ہے کہ کل آئیں گے۔ اکیسویں رات۔ میں کہہ رہا ہوں ارجن کرشن اور ویل کو ویلو یاد ہے بوجا رہوں گے۔ ۲۷ ویں رات۔ میں دیکھا کہ رنجیت والی حور شید ہے۔ اس کو میں کہہ رہا ہوں کہ تو کتنی اچھی معلوم ہوتی ہے پندرہ سولہ برس کی۔ وہ کہتی ہے کہ میں جانتی ہوں تو میں کہتا ہوں کہ ۲۴ - ۲۵ برس کی تو وہ کہتی ہے کہ ہاں پھر میں کہتا ہوں کہ اگر میک اپ لگایا جائے واقعی تم پندرہ برس کی معلوم ہو۔ ادھر مالک بیٹھا ہوا ہے۔ اور ایک گھر گرہستن عورت اور چادر اوڑھے ہے تو اس کو میں کہتا ہوں کہ تم گاؤ تو وہ کہتی ہے کہ میں گانا چاہتی ہوں اور پھر وہ ایسا گائی ہے کہ بے مثال گائی۔ اور میں کہتا ہوں سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ۳۰ ویں رات۔ پہلے میاں کا دل نے لکھا ہے کہ دمہ اچھا ہو گیا ہے پھر ایک بچہ نے لکھا ہے کہ میرا دمہ اچھا ہو گیا۔

(قادر مطلق رب کریم اپنی رحمت کی بارش فرما)

تو میں کہتا ہوں کہ نہیں میں نے ایسی دوائی کھلائی ہے کہ سب باتیں چھوڑ کر الہٰی کے راستہ میں لگے رہو یعنی سب خرافات میں۔ احمد اسی کے نام پر اسی کے بتائے ہوئے راستہ پر چستی رہو۔ پھر بھائی وزیر سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ جو کچھ میں کہتا ہوں وہی کر رہا ہے

میں سب کے آگے ہوں اور سب میرے پیچھے چلے

بادھوں رات ۔ ہم پانچ آدمی چلے جا رہے ہیں تو ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ یہاں امن کیلئے آئے ہیں۔ دوم سب بھی اس امن کے کام میں آپ کا ساتھ دیں گے۔ پھر سامنے ایک بہت بڑا گنبد ہے جو کہ مزار معلوم ہوتا ہے اور لندن یا ہر سفید ہے۔ اور میں نے وہاں کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی ہے۔ اور میں اندر دیکھتا ہوں تو وہاں قبریں ہی قبریں ہیں۔ اور میں ایک کچی دیوار پکڑ کر اوپر آنا چاہتا ہوں تو وہ ٹوٹ گئی ہے لیکن وہ گری نہیں ہے۔ پھر میں دوائی سے دھاگوں تو ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ ایسی دوائی دیں کہ جس میں ہر ایک گن ہو۔ تو میں کہہ دھاگوں کہ میں ایسی ہی دوائی دوں گا دھاگوں کہ جس میں ہر ایک گن موجود ہے۔ پھر اس نے پسے ہوئے کوئے میرے منہ میں ڈال دیئے ہیں جو کہ میں نے گرا دیئے ہیں۔ وہ ہزار ایک قصائی کا ہے اور میں ان پانچ آدمیوں کے آگے جا رہا ہوں اور پیچھے پیچھے وہ سب ہیں۔

۱۳ ویں رات۔ میں کہتا ہوں کہ آسمانی طاقت پیدا ہو گئی ہے۔ بعد میں میں پڑھتا ہوں

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ ۱۵ ویں رات

میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت بڑی بڑی پہاڑیاں بند ہو گئی ہیں تو میں اسکو دیکھ کر کہہ رہا ہوں یہ دار النفاق ہے۔ اس کے بعد ایک بالکل نئی بلڈنگ ہے جو کہ بادلی ہے۔ اور اسکی چھت پرشی کی لپائی ہو رہی ہے۔ اور برسات کا موسم ہے اور بہت سارے ڈھیلے چھت پر پڑے ہیں۔ تھین نیچے صاف کر دیئے ہیں۔ نیچے گر رہا ہے اور بھرپور پانی جاری ہے۔ اس کا پانی برسات کا پانی ہے۔ جو دونوں طرف سے بہہ رہا ہے۔

۱۶ ویں رات۔ میں کہتا ہوں کہ جس کا کھانا اس کا گن گانا۔ میں محبوب کی شوٹنگ دیکھنے کیلئے گیا ہوں میں نے اس کی شکل نہیں دیکھی۔ مگر اس نے میری شکل دیکھی ہے۔ اور اس نے بہت سے میرے ہاتھ میں چھوٹے چھوٹے میٹھے کیلے دیئے ہیں۔ کیلے پورے کچے اور ان گنت ہیں۔ اور محبوب خوش ہو کر کہہ رہا ہے کہ آج میں نے مبلغ کماری کے باپ اسٹر غلام غوث کو دیکھا ہے ۱۸ ویں رات۔ میں سویا ہوں اور میری صورت اقبال آواز دے کر جگا رہی ہے اور میں جاگ گیا ہوں ۱۹ ویں رات۔ کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ کاتبہ تحت رحمت ہی آئی ہے۔ اگر آپ کہیں تو اس سے اسرافیل لکھا لیں ۔ ۲۲ ویں رات۔ تمام مولوی لوگ بیٹھے ہیں اور نکاح خوانی ہو رہی ہے اور مولوی حاجی نور احمد صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے گواہ بھی ہیں۔ میں مسودہ دوات سے لکھوا رہا ہوں کہ لکھو مجھے منظور ہے ساتھ گواہی اللہ کے تو مولوی لوگوں نے میری طرف توجہ دی ہے تو میں کہتا ہوں کہ جلو پیر دلوا دیں۔ سامنے ایک لڑکی بیٹھی ہے کہ جو دس برس کی ہے اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ اس نے گلابی رنگ کا فراک پہنا ہوا ہے۔ اسکے بعد میں بیٹھا ہوا ہوں تو برسات کا پانی اس زور سے چل رہا ہے کہ سڑکوں پر گویا دریا بہہ رہا ہے اور لوگوں کے اور ہمارے گھر میں گھس گیا ہے۔ اور نقصان کے بغیر پانی باہر چلا گیا ہے۔ نوٹ جو بیس ویں رات جو بات میں کہتا ہوں لوگ اس کو منظور کرتے ہیں اور مجھے معلوم ہوتا ہے حضوری۔ اس کے بعد میری صورت اقبال کالا کمبل اوڑھے لیٹی ہوئی ہے اور اسی کے اندر مجھے بھی لپٹایا ہے اور بے پناہ محبت کی ہے۔ کیونکہ اس کی ماں نے اسکو سمجھایا ہے کہ تم کپڑے سے الگ ہو جاؤ تو وہ مجھ سے محبت کر کہہ رہی ہے کہ میں ابھی آؤں گی اب تو کبھی کا وقت آئیگا۔ ہزاروں لوگ کھڑے ہی اسکی چیز کو دیکھ رہے ہیں۔ اقبال بہت اچھا رہی ہے اور اسی نے مجھے بھی کمبل میں لپٹایا ہوا ہے۔ ۵ ویں رات۔ میں کہہ رہا ہوں کہ گورنمنٹ نے میری ساری چیزیں ایکسپٹ کر لیں۔ یعنی حکومت نے میری ساری چیزیں منظور کر لیں ہیں۔ ۶ ویں رات۔ دروازہ پر لوگ ہے باہر مکان ہے وہاں سب لوگ جمع ہیں اور وہ سفید لباس میں ملبوس ہیں۔ اور جب میں ہو چکا ہوں تو میں نے کسی سے پوچھا ہے کہ یہ مکان کا مالک ہوا ہے محمد حسین سے انہیں مل سکا۔ مجھے اس سے بے حد پیار ہے۔ یہ دونوں تسبیح مجھے محمد حسین نے دی ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ اگلے دن جب کبھی آپ کا ذکر کرتا تو محمد حسین کی آنکھ سے نکل گئی اور بے حد رونے لگتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ میرے بزرگ تھے۔ پھر وہ عورتیں جو آ رہی تھیں میں ان کو سائیڈ میں کھڑا ہو کر دیکھ رہا ہوں۔ اور برسات آندھی زور سے برس رہی ہے کہ لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا ہے اور میں بھی برسات میں بھاگ رہا ہوں اور اس کے بعد بھاولپور میں ہوں۔ وہ گھروں میں دوسری جنسیں ملا کر خیرات کر رہی ہیں۔ جو میں کہتا ہوں کہ تم اس خیرات سے زیادہ روپیہ خیرات دو

تو ولایت چلا گیا ہے۔ اور اس کے پاس بھی نہیں ہے لیکن وہ ولایت ہی میں سب کچھ بڑھ کر چھ مہینے میں یہاں آجائیگا۔ جتنا علم ہے وہ سب پڑھ کر آئے گا۔ اور وہ وہاں پڑھنے گیا ہے چوبیسویں رات۔ ایک سال گاڑی میں بیٹھا سوار ہے اور ایکدم اس نے چیخ ماری ہے۔ بیٹا کا ایکسی ڈنٹ ہوگیا ہے۔ میں خوشید کو بے حد پیار کرتا ہوں کہ تم سے ہی ایسا کیا ہے۔ تیری ہی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ تب اسنے اپنے دانتوں سے مجھے کاٹنا شروع کر دیا ہے اور میں اپنا گوشت اس کے آگے رکھ دیا ہے۔ اسنے کاٹنا چھوڑ دیا اور میں بے حد اور رہا ہوں۔ ۲۵ ویں رات۔ ہم لوگ ٹریا کے وطن گئے ہیں جو کہ بہت دور ہے وہاں ٹریا بھی جاتی ہے ساتھ ہے اور کشمیر کے شکاری بھی جیل میں گھوم کر آگئے ہیں کہ ہم کو بھی سیر کرائیں۔ ۲۶ ویں رات ایک بہت بڑا قالین لوگوں کے بیٹھنے کیلئے بچھانے کو آرہا ہے۔ ۲۷ ویں رات۔ مینا نے اپنی تصویر خورشید کے ہاتھ بھیجی ہے۔ یہ کہکر کہ ابو جی مجھ سے زیادہ کچھ سکتے ہیں۔ کچھ ہو رہا ہے اور ہو بھی زیادتی رہی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ مسلمان ہوں۔

۲۸ ویں رات۔ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔ ۲۹ ویں رات۔

کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ آپکی دوائی بیماری کو مولیں اور جڑ سے نکال دیتی ہے۔

شوال المکرم ۱۳۷۶ھ

تیسری رات سوال المکرم۔ بہت ساری کتابیں بند۔ سانے کی صورت میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور باہر سے آئی ہیں اوپر شٹ اور سدیں لگی ہوئی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اس کو رسے نے بہت ستایا ہے اور میں اس کو کہہ رہا ہوں کہ اے یہ کیا میں مجھے دے جن میں یہ لکھا ہوا ہے کہ۔ جو کچھ ہے قرآن ہے قرآن ہی سب کچھ ہے سب کچھ دینا ہے قرآن ہی سب کچھ لینا ہے قرآن کے سوا کچھ نہیں ہے اللہ نے قرآن اتارا ہے اور قرآن ہی سکھائے ذالک اللہ نے تم کو سکھایا ہے اور سمجھایا ہے۔ پس جو کچھ ہے قرآن ہے کیونکہ خود اللہ نے قرآن کی اتارا ہے۔ ۴ تھی رات۔ قبرستان ہے اور لوگ مردوں کو لا لاکر دفنا رہے ہیں۔ اور قبریں کھدی پڑی ہیں۔ ایک کوئی بڑا بر ہے وہ بیٹھا ہے اور اسکے پاس ایک برس والا کوڑھی بیٹھا ہے اور میں بھی بیٹھا ہوں۔ اس کے بعد نور جہاں ہے اور اسکا مرد ہے۔ تو میں اس سے کہتا ہوں کہ بتاؤ تو وہ کہتا ہے کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ کیوں تو وہ کہتا ہے کہ تم نے ابھی نوکری نہیں کی ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ مردوں کی طرح مجھے نہ کہو۔ پھر میں اس سے پوچھتا ہوں کہ وہ جو ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ وہ ضرور بنے گا میں کہتا ہوں کہ نور جہاں میری بیٹی ہے۔ اگر ایسا وقت خدانہ خواستہ آئے گا تو وہ میری مدد ضرور کرے گی۔ (۵ دس رات) میں اپنے پیاسی گاؤں میں ہوں تو کوئی روزہ کی بات ہے تو میں کہتا ہوں کہ رمضان نکل جانے کے بعد بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ جتنے روزے میں نے نہیں رکھے بعد میں ان کے بدلہ کرنے کا حکم ہے۔ اسی لئے میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد جس کو میں حسد سے زیادہ اچھا سمجھتا تھا اس کو میں نے دعوت دی ہے اس کا نام بھاگا ہے میری دعوت پر وہ فوراً کیلی میرے گھر آگیا ہے۔ تو میں بھی اس کی تعریف کر رہا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ خوبصورت جگہ بمبئی ہے بھی یہ جنت ہے۔ اور میں یہاں بارہ چودہ برس سے رہتا ہوں۔ یہاں انسان بھوکا بھی رہے تو بے حد خوش رہتا ہے۔ یہ تو بالکل جنت ہے دل گھبرانا بھی نہیں ہے۔ یہ کتنی دلچسپ ہے محمد حسین کا چہ لکھنے کو کہا لیکن تم نے نہیں لکھا۔ تو وہ کہتی ہے کہ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ تمہارا ذکر آیا تھا تو محمد حسین زار و زار رونا تھا۔ حیدر میرے ازار تو بھلا کر کانی کاڑی غلام علی نے کر آیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ تو ہماری ہے۔ لیکن دیکھنے میں معمولی معلوم ہوتی ہے اور پرانی لگتی ہے۔ مگر چلنے میں اسکا انجن بے حد مضبوط ہے

۷ ویں رات۔ انگریزوں کو سب پور ب کی سلطنتیں اور حکومتیں یہ کہہ رہی ہیں کہ ہندوستان بیماد سختی کرلی تھی اسکو اور دبانا تھا اور خوب دبانا تھا گاندھی جو کر رہا تھا۔ تو وہ کہتے ہیں کہ اچھا ہوا ہم چلے آئے ہماری عزت تو رہ گئی۔

۸ ویں رات۔ خود ہنس بھی رہی ہے۔ اور کہتی ہے کہ آپ نے دوائی ایسی کھلائی کہ میں آپ ہی کے نام پر گنتی رہتی ہوں

میں بہت زور سے گا رہا ہوں

تم ہی سردار عالم یا محمد مصطفےٰ ٹھہرے

نسیم حوض کوثر ہے، شفیع روز جزا ٹھہرے

احد میں اور احمد میں رہا ایک میم کا پردہ

وہ پردہ ہے کیا پردہ، اب بس احمد خدا ٹھہرے

چودھویں رات۔ ایک بہت بڑا دریا ہے اس میں ایک آدمی تیز تیز تیر رہا ہے اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی بھی غسل کر رہا ہے جس کی شکل شیر کیسی ہے۔ جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے بھی چھلانگ لگائی اور غسل کیا ہے اور پھر میں باہر نکل آیا ہوں تو کرسی بچھی ہوئی ہے۔ اس پر میں بیٹھ کر درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ میں نے کرسی کا منہ بدل لیا ہے اور پھر میں بھی درود شریف پڑھ رہا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ موچی فتحیں اور رس دار کی آئی ہیں اور میرا دوا خانہ کھلا ہوا ہے اور بیمار آ رہے ہیں۔ ۱۵ ویں رات۔ انجن کے بیمار میرے پاس کھڑے ہیں۔ اور ایک شبیہ نامہ میں میرا اپنے منہ سے کہہ رہا ہوں۔ دھنگ دھوا دھری بیماروں کیلئے کوئی اچھی بات ہوا ہے یعنی خوشی کی دھنگ دھوا دھری۔ ۱۶ ویں رات ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم جدوستانی پاکستان کو سے جزیہ دیں گے یعنی فرض کیسے دیں گے (۱۷ ویں رات) بہت بیمار ہیں اور ان کی جائیں لکھی جا رہی ہیں اور میں لکھ رہا ہوں ۱۸ ویں رات، گھوڑے دوڑانے کا کھیل ہو رہا ہے۔ اور اسکا مالک محبوب ہے۔ یعنی کو بات تو وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کا گھر کہاں ہے تو میں کہتا ہوں کہ پیڑ داد خان بڑا کوٹ اور بھائی اللہ دیا کا بھائی ہوں اور فدا حسین ہمارا رشتہ دار ہے۔ اور جب میں پہلے آیا تھا تو میں پہلے نکوان ایا تھا۔ مگر اب نہیں آتا۔ وہ کہتا ہے کہ ان گھوڑوں کا مالک کون ہے۔ تو میں نے کہا کہ میں ہوں (۱۹ ویں رات) میری عورت نے پہلے مجھ سے کہا کہ بیمار ناتھ آئے ہیں تو میں سوتے سے اٹھ کر ہال روم میں آ گیا ہوں اور اسی کو جا کر بلا ہوں ۲۰ ویں رات۔ اس کے بعد میری عورت فردوس سامنے کھڑی ہے اور ایک بڑی سی کتاب میرے ہاتھ میں ہے عورت کہتی ہے کہ آپ کو عدالت میں جانا ہے اور اس نے جو نیاں اور انھیاں چاند کی مجھے مٹھی بھر کر دیں ہیں۔ پھر میں وہ بڑا رجسٹر دیا ہے۔ بعد میں بے پناہ ہجوم ہے۔ اور فیصلہ میرے ہی حق میں ہوا ہے۔

۲۱ ویں رات۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرے سر میں کا رزلٹ بہت ہی اچھا آیا ہے۔ اس کے بعد فردوس الہ آباد کے اسٹیشن پر مجھ سے کہتی ہے کہ میں وہاں شادی دیکھوں گی۔ اگر شادی ہو رہی ہے تو مجھے بھی شادی کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ میں شادی کروں گا۔ ۲۲ ویں رات۔ میں فردوس کو کہانی سنا رہا ہوں کہ ستیا کو رام نے آگ میں جلا دیا تھا۔ تو وہ کہتی ہے کہ میں مٹی کے ڈھیر میں سے آپ کو ملی ہوں؟۔ میں نے کہا کہ میری پاک بی بی۔ تو وہ کہتی ہے کہ میں ہوں۔ پھر میں درآمدوں کیلئے سارٹیفکٹ لکھ رہا ہوں اور یہ کہتا جا رہا ہوں کہ یہ آدمی بہت ہی اچھے ہیں اور بہت ہی نیک ہیں اور ایمان دار ہیں۔

۲۳ ویں رات۔ میں دیکھتا ہوں ہنومان یعنی بجرنگ بلی ہوں اور ایک دوسرا آدمی مجھے اوپر سے کھرا تا رہا ہے کہ ایک چھوٹا سا حوض ہے۔ پھر میں اس میں کود گیا ہوں اور میں نے سر سے ٹکر ماری ہے۔ تو اس میں ایک پانی کا چھوٹا سا فوارا پھوٹ پڑا ہے

۲۴ ویں رات۔ ایک عورت میرے آگے آگے سیڑھیوں پر چڑھ رہی ہے۔ اور میں اس کے پیچھے پیچھے اور پر چڑھتا جا رہا ہوں۔ یہ کہتا ہوں یہ تو اقبال ہے پھر میں کہتا ہوں کہ یہ تو مرگی ہے۔ مگر مری تو دوسری عورت ہے یہ تو فردوس ہے۔

۲۵ ویں رات۔ نظام کے پاس میں نے خوب گایا بجایا ہے۔ تو وہ میرے واسطے انعام لیکر کھڑا ہوا ہے۔ اور زری کے کپڑے میں کچھ لپٹا ہوا ہے جیسے ہی میں گایا ہوں

چھبیسویں رات:۔ ہم پہاڑ پر ہیں بہت سارے آدمی جمع ہیں اور میں دوا دے رہا ہوں۔ اور لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ ایسی دوائی دیا کرجس سے مریض اچھے ہو جائیں تو میں کہتا ہوں کہ میں ایسی ہی دوائی دے رہا ہوں۔ پہلے چار گولیاں تھیں اب دو گولیاں ہیں۔ اب سب اچھے ہو جائیں گے۔ دوائی کیمیائے فیض عام ہے۔ ۲۷ ویں رات مولوی فہیم الدین صاحب کہتے ہیں کہ دوائی آپ خود بھی کھا سکتے ہیں۔ ۲۹ ویں رات:۔ فردوس مجھ سے کہتی ہے کہ دیکھئے جاجی محبت بڑھنے کی بجائے کم نہیں ہوتی۔ اس کے بعد کیلوں کا بہت بڑا ڈھیر ہے۔ اور کیلے پکے ہوئے ہیں۔ ٹوکرا بہت ہی بھرا ہوا ہے۔

ذی قعدہ ۱۳۷۲ھ

پہلی رات ذی قعدہ:۔ مولوی فہیم الدین صاحب سے میں کہہ رہا ہوں کہ آسانی سے جان کٹ جائیگی۔ یعنی اس آنکھ کے مریض سے۔ اس کے بعد میں لیٹا ہوا ہوں اور میرے بائیں پاؤں اور پنڈلی کے اندر سے خون نکل رہا ہے مگر ذرا بھی درد نہیں ہو رہا ہے

دوسری رات:۔ ایک بہت بڑا ہجوم ہے یعنی تمام گانے بجانے والوں کا جلسہ ہے اس میں سب لوگ جمع ہیں اور مجھ سے گانے کو کہا جا رہا ہے اور میں نے گانا شروع کر دیا ہے۔ . . . . . اوہ یار چرنگ سوگند ہو گائیں گنی سہ پول لے تار کے پر مال ان پر تم سارے سارے ما گارے گارے گا ما گا ما پا دھا نی سا نی رے گنھ دھا چا رگ برگ مینڈک جھینگر سو ہو سارے ساؤ دھان مے بہ چھ نبو ہنومنت بھرت اتی کاری ناتھ کار یکھ جگنگ منہ گاؤ بل پر ہی شام بھید کے اصیا سمیدرن ہانگ وغیرہ وغیرہ پیچھے بائیں بازو کی طرف میری عورت بیٹھی ہے جو بہت ہی خوب صورت ہے۔ اور سیدھے بازو لوڑ جہاں بیٹھی ہوئی ہے وہ بھی بے حد خوب صورت ہے اور اسکا مرد بھی ہے۔ اور لوگ میرے گانے پر بے حد داد دے رہے ہیں اور واہ واہ کر رہے ہیں اور میں ان سب سے کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی فرمائش ہے جسکا نام جیرنگ ہے۔ اور سو بولوں کی چیز ہے۔ اور چاروں مت کا گانا ہو جاتا ہے۔ اور بتاؤں۔ میں ہاتھی ہوں یا شیر۔

چوتھی رات:۔ دیکھ رہا ہوں کہ جو پودے دو مہینے یا دو ہفتے میں تندرست ہو گیا ہے

پندرھویں رات:۔ میں اور میری عورت سوار ہیں ہم اپنے گھر گانا گا رہا ہوں اور میری عورت ہنسے جا رہی ہے۔ میں اپنی منزل کے قریب پہنچ گیا ہوں۔ اور میری عورت مجھ سے بہت دور ہے اور میں کنکر والے کنوئیں پر کھڑا ہوں۔

چھٹی رات:۔ میں نے کہ چار عورتیں نکلیں ان میں فردوس بھی ہے اور بالکل سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ اس کے بعد میں ایک لڑکی سے کہہ رہا ہوں کہ بھابی دزیر کو لمانی بولی بہت اچھی آتی ہے۔ بڑی پیاری زبان ہے۔ اور ہم کو ان علاقوں میں ڈاکٹرین کر گھومنا چاہیئے

۷ ویں رات:۔ میر آنکھ والی دوائی دوائی کا امتحان ہو رہا ہے۔ اور دوائی اچھی اور کامیاب نکلی ہے

۸ ویں رات:۔ ایک فقیر بیٹھا ہوا ہے۔ اور اسکا سر منڈا ہوا ہے۔ اور آرتی ہو رہی ہے۔ جیسے شری اردن کا رارے جے شری اوں کا ترا برہما وشنو مہیشوار دنگی گورارم ہر ہر مہادیو کا شنی ہرا، دنھوا ناتھ را جے۔ تندا ہم چارت اٹھ جھوگ لگادے۔ نتہ اٹھ درشن پاوے مہا آرتی اور ہر ہر مہادیو ہاتھ میں کنگن اور کان میں کنڈل گلے رنڈ الا نیچی گلے رنڈ الا۔ چٹا میں لنگ بجے اوڑھے مرگ چھالا۔ اوم ہر ہر مہادیو۔ نعوان بی کی آرتی نندن جوگا دے سوامی نندن جوگا دے نکنت سامنی سوامی انجھا پھل پاوے بعد ہر ہر مہادیو

اندر ایک جیسی چیز بنی ہوئی ہے اور میرا لڑکا مینا ہے۔ پھر وہ فقیر اندر دیکھتا ہے لیکن وہ سامنے نہیں آتی۔ میں اسکو بلاتا ہوں مینا مینا تو وہ فوراً سامنے آجاتی ہے اور بالکل نکھنی جیسی ہی ہوتی ہے اور بے حد خوب صورت ہے اور سب پیور یوں سے لدی ہوتی ہے۔ تو میں اس فقیر کی طرف دیکھ کر بول رہا ہوں تو وہ مجھ کو کہتا ہے کہ اس کی زبان اٹکھا فنہ ہے کہ جسکا جواب نہیں

۹ ویں رات:۔ میں نے دیکھا ہے کہ فردوس کے کوٹھے پر سویا ہوا ہوں۔ فردوس بھی وہیں ہے۔ اور اسکی ماں اور بھائی وغیرہ بھی ہیں۔ اور باہر سے بہت لوگ آئے ہیں اور مجھ سے مذاق کرنے کے لئے وہ لوگ بہت غور بچار رہے ہیں کہ علی بخش کہاں ہے؟ اس کو گانا بجانا وغیرہ بھی یاد ہے کہ نہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ کہہ دو کہ علی بخش یہاں نہیں ہے اور میں سو گیا ہوں۔ ایسا ان کو دکھانے کے لئے کہا ہے۔ برسات بہت ہو رہی ہے

۱۱ ویں رات:۔ مولوی فہیم الدین صاحب سے میں کہتا ہوں کہ میں نے دوائی کا آدھا حصہ پی لیا ہے۔ وہ دوائی جس سے آنکھ جاتی ہے تو دوسرا حصہ بھی پی لیا ہے جس دوائی سے آنکھ کھل جاتی ہے۔

گل کھل رہے ہیں کس ڈھنگ کے گل کھل رہے ہیں کس ڈھنگ کے
گوری گوری ماتھا چمکے گل کھل رہے کس ڈھنگ کے

یہ گا گا ما سا رنگی سے بجا رہے ہیں اور بے حد خوش ہیں۔

چودھویں رات۔ ایک لڑکا ہے اور اس نے مجھ سے کچھ لیا ہے تو میں نے اس کو لہریں دی ہیں اور اس نے لینے سے انکار کر دیا ہے اور پھر وہ خود ہی راہ راست پر آ گیا ہے۔ اور لہریں لینی شروع کر دیا ہیں۔ میری بات مان لی ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ

دل بدست آور کہ حج اکبر است

پندرھویں رات۔ دائم کی ماں کھڑی ہیں۔ اور مجھے لا رہی ہے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور اس کے لیے حلوہ پکایا جا رہا ہے۔ اجواتی ہو رہی ہے۔ میں کسی دوسرے سے کہہ رہا ہوں کہ ہم نے بھی دو مائے گنج العرش پڑھی ہے۔

لا الہ الا ھو العزیز الجبار۔ پھر ایک بے حد مجلیوں کا بجرا ٹوٹ گیا ہے اور ایک آدمی کے ہاتھ میں رسکا بھی ہے

۱۹ ویں رات۔ ایک اسکول ہے وہاں پر لڑکے پڑھ رہے ہیں۔ اور ٹیچر جو کہ ایک پریم نگری اس کو کہتا ہے کہ یہ دیکھو۔ فردوس کا نکاح ماسٹر علی بخش سے کر دیا جائے۔ اور پھر ان سب نے لکھ دیا ہے کہ ماسٹر علی بخش کا نکاح فردوس سے کر دیا جائے۔ ۲۱ ویں رات۔ دریا بہت اور سے بہہ رہا ہے اور دو لڑکے ڈوب رہے ہیں۔ تو ایک بزرگ نے ان کو بچا لیا ہے۔ کنس کا ذکر ہے کہ وہ اچھا ہو گیا

۲۳ ویں رات۔ میرا سالا بیٹھا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرے سب مر گئے۔ ماں نہیں ہیں

۲۴ ویں رات۔ میں ایک پہاڑ پر ہوں پہلے تو میں کہہ رہا ہوں کہ آؤں گا۔ پھر میں اوپر اور آگے بڑھا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ ایک درگاہ ہے جو کہ پہاڑ کے جنگل میں اوجھل ہے۔ لوگ، اوہاں مراد لینے آئے ہیں۔ تو مجھے وہاں کا سنی رنگ کا سوفاد کھا ہے۔ اس کے بعد مجھے ہرے رنگ کا سوفاد کھا ہے جیسے کا نبات لٹین۔ پھر سامنے سے جنگل نے درگاہ کو ڈھانک رکھا ہے۔ تو وہ ہیلے ہی آپ ہی آپ ہٹ گئی ہے اور بہت ہی دور تک بلڈنگ بنی ہوئی ہے اور سامنے ہی نظر آنے لگی ہے۔ تو یہی مراد مانگنے لگا ہوں۔ اے شہنشاہوں کے شہنشاہ مجھے بھی مراد دے" فردوس میں"

۲۵ ویں رات۔ فردوس مجھے کہہ رہی ہے کہ میرے ماموں کو دستہ ہے۔ میری دوسری رشتہ دار کو دستہ ہے تو میں کتنا کر سبا چھے ہو جائیں گے۔

۲۶ ویں رات۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ فردوس کے ہاتھ میں کاغذ ہے۔ اور میرے ساتھ میں ابن صاحب چل رہے ہیں۔ تو کوئی کہتا ہے کہ نام کیا ہے۔ تو کہتا ہوں فقیر الدین۔

۲۷ ویں رات۔ فردوس دیکھتی ہے اس کے بعد مجسٹریٹ کا گھر ہے۔ وہاں پر میں بھی ہوں اور مادھو کا شوہر بھی ہے اور مجسٹریٹ کی لڑکی ہے اور اس کا بچہ بھی ہے۔ مجسٹریٹ میرا طرف دار ہے۔ ہمکو لڑکیوں کی حرکتیں بہت بری معلوم ہوئی ہیں۔ اور وہ رونے بھی لگا ہے۔ اور میرا طرفدار ہو گیا ہے۔

۲۹ ویں رات۔ بہت سارا ہجوم ہے اور میں کہہ رہا ہوں

لمدیرکون اور خیرالوالیقا

اس نے وہ پیلی ہوئی چیز مجھے انعام میں عنایت کی ہے۔ میں نے اسے کھولا تو اندر سے زری کی جوتی نکلی۔ جو بنی ہوئی ہے اور جھٹ میں نے اسے پاؤں میں ڈال لیا ہے۔ یعنی پہن لی ہے۔ ۲۷ ویں رات میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے ہمارا بہت اچھا گھر ہے اور بہت سے کمرے ہیں تو ایک آدمی دوسرے کو کہتا ہے کہ مجھے پہلے تو یہی تھا اور اس کی کسر رہ گئی ہے میں بیچ میں بولتا ہوں کہ اتوار کے دن آنا میرا بھی تو ہی ہوگا اچھا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

پھر فوراً گاڑی لے کر آیا ہے اور شراب اور سوڈے کی بوتل بھر رہا ہے۔ تو مختار کے ہاتھ سے خراب اور سوڈے کی بوتل لے لی ہے اور پھر اس کو صاف کر دے رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ تلوار کے یہاں تو کو خوب مجمل لڑی ہوگی۔ تو مختار بولتا ہے کہ نہیں محفل نہیں ہو رہی ہے

۲۸ ویں رات۔ میں نے دیکھا تو بہت کچھ ہے مگر یاد صرف اتنا ہے کہ فردوس نے مجھ سے معافی مانگ لی ہے۔

۲۹ ویں رات میں نے دیکھا کہ چالیس سیڑھیوں میں ان سب سے چھوٹا ہوں مگر ذات میں ان سب سے بڑا ہوں۔ اس کے بعد میں نے بھیرہ جانا ہے تو کوئی سواری نہیں ہے میں بیٹھا ہوں تو لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ ابھی ابھی ہوائی جہاز آئیں گی۔ آپ بیٹھ جانا۔ اتنے میں ایک بگھی آتی ہے تو میں اس میں سوار ہوں۔ جس میں بیٹھنے کی آرام کرسی لگی ہوئی ہے۔ پرے کے راستے میں بہت بگھیاں کھڑی ہیں۔ تو میری بگھی جہاں سے چلی ہے وہیں پر آ جاتی ہے اور میری بغل میں قرآن شریف ہے اور دوسرے ہاتھ میں جوتے ہیں جو میرے ہیں۔ ایک میرے ہاتھ سے گر گیا ہے۔ تو ایک عورت نے مجھے اٹھا کر دیا ہے اور قرآن شریف میری بغل میں ہے

ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۲ھ

پہلی رات ذالحجہ۔ بی بی ہمارے بنگلہ میں آئی ہے اور بہت ہی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ اس کے بعد وہ بیٹھ گئی ہے۔ پھر ہمارا حال ہے جو بہت ہی بڑا ہے اور برسات بہت زور سے برس رہی ہے اور ہمارا بھائی کلیم زید ہے مادر پھر کھل گیا ہے اور بے حساب پبلک ٹوٹ پڑی ہے۔ اور یہ دوا لینے کے لئے آئی ہے اور میں پبلک کے سامنے آداب کر کے تقریر کرنے لگا ہوں اور لوگ ہنس رہے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میری پہلی دوا "کیمیائے فیض عام" ہے یہ دوائی مجھے اللہ نے دی ہے۔ میں نے گورنمنٹ میں اس کو رجسٹرڈ کر دیا ہے۔ اور پبلک اسکو بردست مان رہی ہے۔ اور میری دوسری دوائی سچی جوت ہے اس سے آنکھ کی ہر بیماری اچھی ہو جاتی ہے۔ اور پبلک کھا کھا کچھ بھری ہوئی ہے

دوسری رات۔ میرا درد چلا گیا ہے۔ پانچویں رات۔ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ آپ کے اخلاق کا اثر ہے کہ لوگ دیکھا کر سرشندہ ہو جاتے ہیں ساتویں رات میں نے دیکھا کہ فردوس ایکدم سفید لباس میں ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ بہت دنوں کے بعد اپنے شہزادیوں کی بیگمات بھی اسی طرح تھیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ہر طرف پانی ہی پانی ہے۔ اور میرے پاس ایک سائیکل ہے میں اسکو پکڑے کھڑا ہوں۔ اور اس جگہ ایک چھوٹا سا پل ہے

۹ ویں رات۔ دو لڑکے ہیں ایک نے نماز پڑھی ہے اور پڑھ کر ایک کاغذ پر دعا لکھی ہے۔ اور دوسرے نے وہ دعا اٹھا کر پڑھی ہے۔ پھر یا ہے لوگ دہاکپڑے دھو رہے ہیں اور میں بھی وہاں پر گیا ہوں۔ تو ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے سرجی بجنسی کی سالی آپ کو مل گئی ہے۔ پھر ایک بہت بڑا کھیا ہے اور سرسبز ہے۔ اس میں میرا مکان ہے کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سامنے بخت جمال ایکدم سفید کپڑے پہنے ہوئے آ رہا ہے۔ اور اس کو لوگ یہاں لا رہے ہیں۔ جیسے ہی میری نظر ان پر پڑی میں بسم اللہ الکریم ان سے ملا ہوں اور میں پوچھتا ہوں کہ کام کاج کیسا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ وہ تو بہت جب تو وہ لوگ یہاں لائے ہیں۔ تو میں زبان کھول کر کہتا ہوں کہ کیسی طبیعت ہے تو وہ کہتا ہے کہ بہت ہی اچھی ہے۔ تب میں اسکو اپنے گھر لے جا رہا ہوں تو ایک صاحب کہتے ہیں کہ کہاں لے جا رہے ہیں تو میں آگے آگے سیڑھیوں پر چڑھتا بھی جا رہا ہوں اور کہتا بھی جا رہا ہوں کہ میں ان کو اپنا گھر دکھلانے لے جا رہا ہوں اس کے بعد سائیں بخت جمال نے اپنے ہاتھ میں سارنگی لے لی ہے اور خوب بجا رہے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ ے

اس کے پاس رکھا تھا رنجیت کہتا ہے میر سنیچر دیکھ جانے والا ہے اس کے حساب سے بڑا ہے مگر میرے کہنے سے میں کہتا ہوں کہ آنے والا سنیچر بہت ہی اچھا ہے اور وہ اچھا نہیں ہو جاتا ہے بلکہ ہو گیا۔ دوا خانہ ہے وہاں پر تین چار آدمی بیٹھے ہیں ایک بچہ کرسی پر بیٹھا ہے اور ہم یونہی بیٹھے ہیں ۱۸ ویں رات ایک آدمی کہتا ہے کہ دوائی سے مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے تو میں کہتا ہوں کہ دوائی کھاؤ اس کے بعد اس چھوٹے بچے کو میں نے کرسی سے اٹھا کر ایک دوسرے آدمی کو کرسی پر بٹھا دیا ہے اور میں کہتا ہوں کہ تم ہی دوا کے صدر ہو جاؤ اس کے بعد باورا ڈپائی آفس میں بیٹھا ہے اس کا نوکر آ کر کہتا ہے کہ بہا تما گاندھی آنا چاہتا تو اس نے کہا کہ آتے دو ہے کل دنیا مان گئی ہے ہم بھی مان لیں گے ایک پوسٹ آفس ہے اس میں سب آدمی کام کر رہے ہیں لڑکیاں گانا گانے لگے ہیں ۱۹ ویں رات تو سب کھڑے ہو گئے تو ان میں بھی کھڑا ہو گیا ہوں تو سب ٹیلیگراف سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے میں بھیم گا رہا ہوں اور سامنے میاں فتح علی بیٹھے ہیں وہ ہم کو سیکھا رہے ہیں اور میں ۲۰ ویں رات بے حد اچھا گا رہا ہوں اور وہ بے حد خوش ہو رہے ہیں۔ میرے آگے تو ایک بندر نے پھر حملہ کیا ہے میں کہتا ہوں کہ میں بوڑھا ہوں تو میرے اوپر چھپٹا ہے ۲۱ ویں رات تو میں کہتا ہوں کہ مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ۔ تو لوگوں نے ہے اتنا! اتنا ہے کہ وہ بالکل چھوٹا ہو گیا ہے میں گھر کی دیوار پر چڑھ گیا ہوں اتنے میں حسین بی بیاروں کو لیکر آ رہی ہے اور فردوس کے سامنے سے چھپ کر ایک چھوٹا سا سانپ ہے اس کو ڈنڈے سے مارڈالا ہے اور اقبال ڈانس کر رہی ہیں تو میں کہتا ہوں ۲۲ ویں رات آج کے بعد یہ گھر آباد ہو گا۔ میں کہہ رہا ہوں حضرت علی کی میت ہے ۲۳ ویں رات حسین بی اور اس کے بچوں کو میں کہہ رہا ہوں کہ میں امام مہدی آخر الزماں ہوں ۲۴ ویں رات میں دیکھتا ہوں نماز پڑھکر کالے کپڑے پہنے ہوئے بزرگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے ہیں ۲۸ ویں رات اور ایک آدمی پیخانہ صاف کر رہا ہے پانی سے دھو رہا ہے۔ میں چک والے دروازے سے اندر داخل ہوا ہوں میں چاہتا ہوں کہ کوئی دوکان خالی ملے اور میں ۲۹ ویں رات کرایہ پر لیکر بیٹھ جاؤں ساتھ میں میرے فردوس ہے لیکن سب دوکانیں کرایہ پر لگی ہوئی ہیں اس کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ ایک مرہم میرے پاس ہے۔ جو کہ بالکل تیز ہے ایک ایک دم اینا کام کرتی ہے اس کے بعد ایک بگھی ہے اس پر میں اور ایک سکھ اور ایک گجراتی وکیل سوار ہیں اور وہ ذرا کم چل رہی ہے تو میں کہتا ہوں ذرا تیز چلاؤ تو وہ گجراتی وکیل اس سکھ کو کہتا ہے کہ تم بات سناؤ تو وہ سکھ باتیں سنانے لگا۔ تو وہ بے حد خوش ہو گیا ہے پنجابی زبان سے اور مطلب صرف خدا کی بڑائی ہے یعنی خدا ہی خدا ہے تان کپتان کہا گیا جگت میں فتح علی خاں تان کپتان ۳۰ ویں رات جب گائیں تب گنی چاہیں گنی جیسے مہرباں تان بلونت کی ایسی بھرت ہے جو اوجن جی کے ہاں۔ تان کپتان میں کہتا ہوں یہ سید ہیں۔ درود شریف ان کا کام ہے پڑھنا۔ (باقی صفحہ پر)

محرم الحرام ۱۳۷۳ھ

پہلی رات
۲ ویں رات
۳ ویں رات
۴ ویں رات
۵ " "
۶ " "
۷ " "

فعلی فتح
شاستا رام کی کمپنی کا رجسٹر ہے۔ اس پر میرا نام علی بخش لکھا ہوا ہے
دیکھو میرا رتبہ اعلیٰ میں ہوں ایڈی کانگ
فعلی کرے
کوڑھی کا رنگ لال ہوتا ہے
فتح کو شادی ہو گئی دولہا اندر گیا اور باہر نکل آیا۔
اندھوں کو کاجل لگا رہا ہوں اور ان کی آنکھیں کھلتی جاتی ہیں۔
جھولے چھوٹے بڑے ہیں اور انہوں نے پگڑی باندھی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں چلے جا رہے ہیں عمر تھیٹر ہو رہا ہے پبلک بہت بھری ہوئی ہے۔ میری شلوار اتر گئی ہے اس کو ڈھونڈ رہا ہوں اتنے میں منار ذرا گھورتا ہے اس کو میں کہتا ہوں تم ذرا وہاں سے میری شلوار ڈھونڈ لو میں دیکھ رہا ہوں شلوار تھیٹر میں پڑی ہوئی ہے وہ ڈھونڈ رہا ہے۔

ہوں۔ اب وہ سپاہی مجھے نہیں دیکھتے اور میں برابر چلا جا رہا ہوں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شاہ صاحب یہ کیسی آگ ہے جو بجھتی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ اس سے تو ظلم راجہ کو مار ڈالا۔ پھر دیکھا کہ بنڈا اور خان کا تالاب ہے اور ریا بھی بہہ رہا ہے۔ ایک آدمی کچرے والی لاری پر سوار ہے۔ ساتھ میں اس کی عورت بھی ہے اس کی عورت کا آدھا دھڑ مچھلی کا ہے اور بہت لمبی لمبی رانیں ہیں وہ اسی تالاب میں اتر کر منہ ہاتھ دھو رہی ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک آدمی سفید کپڑے میں لپٹا ہوا میرے پاؤں کی طرف ٹنگ رہا ہے وہ میری پنڈلیوں کو پکڑنے لگا۔ میں نے اس کو دور کر دیا اور کہا کہ کیوں یہ کیا ہے؟ تو وہ آدمی سانپ بن گیا۔ لیکن سر اور ہاتھ آدمی کے ہیں۔ وہ بولا نہیں ہیں اس کے بعد بہت سی چارپائیوں پر سفید چادریں بچھی ہوئی ہیں۔ اوپر آدمی بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا یہ سب پیشوائی نہر پانی سے ختم ہو رہی ہے اور سینما کی طرح میں آؤٹ ہو رہا ہے یعنی بند ہوتا جا رہا ہے۔ جیسے سینما بند ہو لی جاتی ہے (رحم فرما تو ہی رحم والا ہے)۔

تیرھویں رات:۔ بہت کچھ آدمی دیکھے ہیں مگر اتنا یاد ہے کہ ہم دو آدمی سفید لباس میں ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ہم تو پہنچ گئے۔ پھر دیکھا کہ نینی بیٹھی ہے جو بالکل ننگی ہے۔ میں نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے اور دیکھتا ہوں کہ یہ بڑی بے شرم ہے۔ پھر بھائی نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ چیریں نے منگائی تھی لائے ہو۔ تو میں نے کہا کہ ہاں۔ تو کہتی ہیں کہ یہاں کے خلیفہ کو دیکھو وہ میرے ہی اوپر نیت کر بیٹھا ہے۔ اس کے بعد میں ایک جگہ گیا ہوں۔ ایک مسن مجھ سے کہتا ہے کہ آپ کہاں کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا مسروح میں۔ وہ بولا کہ دیکھو کمپنیاں تو بند ہو رہی ہیں۔ رحیم شاہ سے بھی جھگڑا ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ کیوں تو اس نے کہا کہ جس پارٹی کے پاس وہ نوکر تھا اس کی عورت اس پر عاشق ہو گئی ہے جب اس کی بیوی آئی تو اس کی عورت نے اس کو بلایا اور مجبور کیا۔ بس اسی بات پر ان کا جھگڑا ہو گیا۔ ایک اور آدمی کا بھی جھگڑا ہوا۔ (پروردگار تو ہی میری آرزو پوری کرنے والا ہے اور تو نے ہی میرے کل کام سنوارے ہیں)۔

چودھویں رات:۔ پھر دیکھا کہ ایک مکان میں بیٹھا ہوں۔ فیروز کی عورت حیات بی بی نے آ کر اللہ رکھی کے مرنے کی خبر سنائی سنتے ہی میرے ہاتھ پیر اور سارا بدن کانپنے لگا۔ میں اس قدر رو رہا ہوں کہ سانس نہیں نکلتی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس نے میری شادی کی تھی۔ بعد میں ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ علاج کرتے کرتے باپ کم ہو جاتے ہیں۔ میرے پیارے رب تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میری مخلوقات کی کچھ مدد کر سکوں)۔

پندرھویں رات:۔ پھر دن کو دیکھا کہ مضمحل ہے اس ہو گا۔ رات کو دو دفعہ دیکھا کہ اکرا لفظ کے سوا کچھ نہ تھا۔ پھر دیکھا کہ کچھ بیماروں کا ذکر ہے۔ موہن لال بھائی بھی ہیں وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ بھائی میں تو بیمار پر یہ پڑھتا ہوں نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ پھر دیکھا کہ روٹی کے بڑے بڑے نوالے چنے کی دال کے ساتھ میرے منہ میں ڈالے جا رہے ہیں۔ بعد میں حیدر شاہ بیٹھا ہے اور میرے پاس ایک بوتل میں پانی دم کیا ہوا رکھا ہے اسمیں سے پانی چھوٹی شیشی میں ڈال کر حیدر شاہ کو دیا ہے (آمادی بجا لانے) زیوجا رہا ہے۔ اس کا بھائی جو اس کا عاشق بھی ہے اس کو مار رہا ہے اور وہ اس کی عاشق ہے

سترھویں رات:۔ پھر دیکھا کہ میں اور سید لاہور سے گاڑی میں سوار ہو کر بھیرہ پہونچے ہیں۔ وہاں تحصیل میں جلسہ ہو رہا ہے لوگ گا رہے ہیں۔ مجھ سے بھی کہا گیا کہ تم بھی گاؤ۔ میں نے گانے سے انکار کیا۔ سید صاحب گا رہے ہیں اور پیر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آگے بڑھا تو بھاؤ اور بھاگی کہتی ہیں کہ یہ تو علی بخش آ گئے۔ (اے آقا میں مجسم گناہ ہوں تو مجسم رحم ہے اس لئے مجھے معاف فرما دے)۔

سولھویں رات:۔ آواز آئی جی گئی۔ زندہ ہو گئی۔ پھر دیکھا کہ خوب بارش ہو رہی ہے۔ پھر ایک مکان میں بانیچہ ہے۔ وہاں سب بال بچے اور اقبال ہیں۔ اس میں ایک شیر معلوم ہوتا ہے۔ اقبال ڈر رہی ہے۔ میں نے شیر پر ہاتھ پھیرا یا تو اس نے کچھ نہ کہا۔ اقبال کہتی ہے کہ دیکھئے حیدر شاہ کو معلوم تھا لیکن انہوں نے نہیں بتایا۔ میں نے کہا کہ شیر کچھ نہیں کرے گا۔ پھر ایک سپاہی کھڑا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ الحمد حیدر شاہ یہاں آیا تھا۔ وہ مجھ سے کہتا تھا کہ مالک صاحب سے مجھے تنخواہ دیجئے۔ میں نے کہا کہ مجلس تو محرم کی ہے یہ آخری مجلس ہے جو انیس محرم کو ہوتی ہے۔ پھر ایک مٹھائی کی دکان دیکھی۔ وہاں بڑی جل رہی ہے۔ ایک آدمی کھڑا ہے۔ دوسرا آدمی کھڑا ہے۔ دوسرا آدمی کہتا ہے کہ یہ پہلے ریلوے ڈرائیور تھا۔ یہ ہم کو بہت ہی پیارا ہے۔ اور یہ ہمارا پیارا ہے (میرے پیارے رب تو مجھے توفیق دے کہ میں تیرے مخلوق کی خدمت کر سکوں) اس کے بعد میں فضل الٰہی کے گھر گیا وہاں میری بہن بھائی بہری

کے بہت سے مریض ہیں۔ مریضوں سے سارا گھر بھرا ہوا ہے۔ ان میں سے ایک نے دوائی نہیں پی ہے۔ تو میں اس کو دوائی کھلا رہا ہوں اور کہتا ہوں ۱۰ ویں رات "دوائی تم بھی کھالو۔ اچھے ہو جاؤ گے۔ دیکھو سارا گھر اچھا ہو گیا میں نے اپنی عورت فردوس کے بدن کو ہاتھ لگایا ہے اس کا بدن دکھتا تھا تو درد فوراً رک گیا ہے۔ اس کے بعد اور بھی لوگ دردوں والے آرہے ہیں تو میں فوراً رک گیا ہے۔ اس کے بعد اور بھی لوگ دردوں والے آرہے ہیں تو میں ان کے بدن کو ہاتھ لگاتا ہوں تو لوگ فوراً اچھے ہو جاتے ہیں بنگال کی سرحد پر ۱۲ ویں رات فردوس ہے اور میں نے جیت لیا ہے اور میں اوپر چڑھ رہا ہوں نصر من اللہ فتح قریب ۱۳ ویں رات میں اپنے پرانے گھر گاگے میں ہوں اور مولوی عالم دین کا اور میری والدہ والا گھر ہے لیکن سب بہت ہی نئے بنے ہوئے ہیں۔ اور خوبصورت اور میری ماں والا گھر بہت ہی پختہ بنا ہوا ہے اور اس پر بہت ہی بڑا وزن پڑا ہوا ہے مکہ جس سے ہوا لگنے پر گھر ہلتا ہے۔ تو میری ماں کہتی ہے کہ چاہے کتنی ہوا لگے مگر گھر مضبوط ہے میں کہتا ہوں کہ میں بھی یہاں اپنا گھر بناؤں ۱۶ ویں رات میرے ہاتھ میں پڑیا ہے جو لوگ دوائی لے گئے ہیں وہ پھر واپس آرہے ہیں۔ دوائی لینے کو ۱۷ ویں رات میرا بھائی محمد بخش بیٹھا ہوا ہے۔ کپڑے بالکل سفید ہیں۔ اور چارپائی بچھی ہوئی ہے اور آگ سلگ رہی ہے۔ تمباکو پینے کے لئے اتنے میں اس کا لڑکا (خط) آیا ہے اس کی آنکھ میں پھولا ہے تو میں نے دیکھ لیا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ چلو تمہارا یہ پھولا کٹ جائے گا۔ لوگوں کا پھولا کٹ جاتا ہے۔ موتیا کٹ جاتا ہے۔ اندھوں کو بھی اللہ نے آنکھیں دیدی ہیں سب میرے یہاں سے دوائی لیتے ہیں۔ یہ سب مریض اچھے ہو رہے ہیں۔ میرے پاس یہاں دوائی نہیں ہے میں تم کو دوائی بنا کر دے جاؤں گا۔ میں نے دیکھا ہے کہ میرے انگوٹھے میں قلم ہے اور میں گھوڑے پر سوار ہو کر راستہ پھلانگ رہا ہوں ۲۰ ویں رات عباس کاجل مانگ رہا ہے۔ اس کے بعد میرا گھر ہے۔ اور وہاں پر پانی نہیں ہے۔ جمال حسین ایک طرف بیٹھ کر گا بجا رہا ہے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا ہے۔ تو کمال سفید کپڑے پہن کر بے ہوش سویا ہے اور میں اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر کہہ رہا ہوں کمال صاحب اٹھو، کمال صاحب اٹھو، کمال صاحب اٹھو، وہ بے ہوش ہے۔ ۲۱ ویں رات میں نے دیکھا کہ میرے گھر کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ میں غسل کر کے باہر کھڑا ہوا ہوں اور میں غسل کر کے اندر گھڑی ہوئی ہے۔ میں کہتی ہے کہ میں نے تو فیصلہ کر لیا ہے کہ "جو میرا باپ کہے گا وہ مجھے منظور ہے۔ ۲۲ ویں رات میں کہتا ہوں اظہر علی کا گھر یہیں ہے۔ ۲۳ ویں رات میں نے دیکھا میں اپنے گھر گاگے ہوں تو میرا چچا کالڑ کا حمید چارپائی پر بیٹھا ہے۔ تو میں اس کو کہتا ہوں میرے سے کہنے کو یہاں آیا تھا تو میں نے کہا کہ ملتا جاؤں تو دوسرا ایک آدمی میرے سر کے بال دیکھ کر کہتا ہے کہ یہ عورتوں کے بال ہیں میں نے کہا کہ یہ میرے بیٹے ہیں۔ تو وہ سامنے والا کہتا ہے کہ جب ہمیں بھی ہوں گے کو پئے رکھ لیں گے ۲۴ ویں رات میں ایک جگہ کھڑا ہوں تو ایک بہت بھاری اسٹیڈیو بن چکا ہے۔ مگر اس کے اندر نیچے پانی بہت بھر گیا ہے۔ ایک آدمی نیچے نل لگا کر پانی باہر نکالتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں اب پانی باہر نکل جائے گا۔ پھر مالک آیا ہوا ہے اور لوگ اس کے پاس بیٹھے ہیں۔ سلیمان ماسٹر بھی آیا ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ وہ دیکھو مالک بیٹھا ہے تم بھی جا کر دیکھ لو۔ ۲۶ ویں رات میں نے دیکھا ہے کہ ایک بزرگ نے مجھے پیٹھ پر اٹھایا ہوا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ میرا گواہ عباس علی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ میں ہیرو بنا ہوا ہوں ساتھ میرے ہیروئن ہے اور ایک چھوٹا سا بچہ ہے جیسا ڈائرکشن ہوتا ہے ویسا ہی میں بنتا ہوں اور بچہ اور ہیروئن بھی بنتے ہیں۔ تو وہ ہیروئن کہتی ہے کہ لاکھوں دیہاتی پکڑ کر لاتے ۲۸ ویں رات میں مگر جس کو چاہتے ہیں ہیروئن لیتے ہیں اور ہم لوگ شوٹنگ کر رہے ہیں میرے گھر میں لڑکا تولد ہوا ہے ۲۹ ویں رات اور میں خیرات بانٹ رہا ہوں۔ ۳۰ ویں رات چنداں سرور ریح میدان آیا۔ ابن عیسیٰ۔ خلیہ خوان آیا۔ اس کے بعد میں پڑھ رہا ہوں..... اللہ میں تو صدقے جاؤں ان پر قربان لولاک شان جس نے دیا عالی جی سبحان بعد اندر داسا جد عبد القادر نان سہروی اوظفر کرسن کرڈ دی نظیر ہر وقت تیری مدد منگاں۔ دستگیر پیر اس کے بعد سہراب مودی ڈائرکشن کر رہا ہے اور میں میک آپ کر رہا ہوں اور وہ کہتا ہے ایسا لگاؤ، ایسا لگاؤ، اس کے بعد موٹر کار سے گھر گاگے جا رہا ہوں سامنے ایک نالا سوکھا ہوا ہے اس میں سے ہم آہستہ گاڑی نکال کے پار کر رہے ہیں وہاں ایک بڈھی جا رہی ہے تو میں اس بوڑھی کو کہتا ہوں کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ ہو۔ ایک آدمی مجھے کہتا ہے تم مجھ سے مذاق کرتے ہوئے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ نہیں جی میرے بچے کی قسم ہے مذاق نہیں کیا ہے

خبرات دو ۸ ویں رات
مصطفیٰ بجا رہی ہے
تھیٹر بلکل کھچا ہے۔ ہوس بالکل بھر گیا ہے آدمی بھرپور ہیں اور پبلک بے پناہ اور بھی آرہی ہے۔ اور سٹیج پر ۹ ویں رات
میں ہوں اور اپنا کام کر رہا ہوں ۱۰ ویں رات
مینا وہاں چلی گئی ہے۔ اور اس کے دو خط آئے ہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ خرچ ایک دم بہت ہو گیا ہے جس کو میں ۱۱ ویں رات
برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے میں یہاں چلی آئی ہوں تو میں اس کو کہہ رہا ہوں کہ مینا کے خیر خواہ ہو تو تم ہی کچھ لو۔ میری ماں ہے میں نے
زمین خریدی ہے اس کے کاغذات آئیں گے وہ میری طرف بھیج دینا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ثریا میرے پاس آئی ہے۔ اور اس نے میرے منہ میں مٹھائی ڈالی
ہے۔ اور پھر سورج ۱۳ ویں رات نکلا ہوا ہے اور خوب روشنی ہو رہی ہے۔ ۱۴ ویں رات فرد وس اندھی ہے میں نے اس کو سرمہ
لگایا ہے اور وہ دیکھنے لگ گئی ہے ۱۵ ویں رات ایک گیٹ ہے اس کا بہت ہی بڑا گیا ڈنڈ ہے۔ اور میری کریمین ساس میری دشمن ہے
۱۶ ویں رات اور ایک میرا دشمن مجھے مار رہا ہے تو وہ اس کو بتا رہی ہے کہ وہ علی بخش ہے۔ اس کو جا کر مارو تو وہ میرے پاس سے نکل لیا ہے۔ اور اس
کباڑ منڈی میں ایک بہت ہی بڑا مکان ہے اس میں کوئی بہت بڑا آدمی رہتا ہے۔ اور میرا دشمن خیال کیا ہے وہاں میں بھی گیا ہوں تو وہاں ایک
بنگالی بابو سا زندگی بجا رہا ہے۔ میں جب وہاں گیا ہوں تو وہ اٹھ کھڑا ہو جاتا ہے اور مجھے عزت کے ساتھ بٹھاتا ہے۔

صفر المظفر ۱۳۷۳ھ

۱۴ ویں رات میرے گھر لڑکا تولہ ہوا ہے اور بے حد خوبصورت ہے اور اس کا رنگ بہت سفید ہے اور اس کا نام یوسف
رکھا ہے اس کے بعد دس دس بارہ بارہ سال کے لڑکے کھڑے ہیں اور ان لوگوں نے سفید قمیض پہن رکھی ہے۔ اور بہت خوب ہو
رہا ہے۔ ایک کمرہ ہے اس کا دروازہ نہیں ہے۔ تو میں ان سب سے کہتا ہوں کہ تم اس کے اندر جاؤ بھیگو بہت تو وہ سب اندر چلے گئے ہیں
۱۸ ویں رات میں آگے گئے ہوں میرے پیچھے عنایت حسین ہے اور جس برہم جا رہے ہیں یہ ایک بے پناہ اونچا پہاڑ ہے مجھ سے عنایت حسین
کہتا ہے کہ مجھے دم آتا ہے۔ یعنی دمہ آتا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ ذرا گئے مجھے زمین خریدنی ہے اور اس کے بعد میں نیچے اترنے
لگا ہوں۔ ۲۰ ویں رات باد شہر داس کی جگہ ایک دریا ہے۔ تو وہاں سے ایک آدمی ادھر میری طرف آگیا ہے۔ جدھر میں آگے
بیٹھا ہوا ہوں۔ اس کے بعد نہاتا کا ندھی گرتے پڑتے میرے گھر دوسرے رائے پر آکر بیٹھ گئے ہیں اور پھر میرا کیس بنا ہوا ہے۔
پہاڑ پر ایک مسجد ہے اور نماز عید پڑھی جا رہی ہے۔ تو میرے سر پر صافہ نہیں ہے اور میں نے ایک ۲۳ ویں رات بہت بڑی چادر
اٹھا کر سر پر باندھ لی ہے۔ میں نے پہلی رکعت پڑھی ہے اور دوسری رکعت میں سوگیا ہوں پھر دعا مانگی جا رہی ہے تو میں بھی ہاتھ اٹھا کر
آمین آمین کہہ رہا ہوں۔ ۲۶ ویں رات ایک بہت ہی بڑا پہاڑ ہے اس پر ریل گاڑی جا رہی ہے میں بھی گاڑی میں ہوں لیکن جگہ
بڑی ہی ۲۶ ویں رات خطرناک ہے۔ اور جنگل ہے اور گاؤں ہے۔ پھر اسی راستے پہاڑی سے ریل واپس آرہی ہے لیکن دونوں
دفعہ پل پار کیا ہے۔ اور پل سے گذر رہی ہے ۲۷ ویں رات میں نے کاجل لگایا ہے تو وہ ٹھیک ہوا ہے۔ اور کسی کو پیشاب سے خون
آتا ہے۔ دوائی دینے سے خون بند ہو جاتا ہے۔ اور ایک مٹی کا پہاڑ ہے میں اس میں سیخ مارتا ہوں جو نیچے چلی جاتی ہے۔ ۲۸ ویں رات
میں بہت رو رہا ہوں خواجہ صابر بیٹھا ہوا ہے میں سفید کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور کہتا ہوں کہ آپ نے تو مجھے کبھی کوئی مشورہ نہیں دیا
تو کوئی دوسرا خواجہ صابر کو کہتا ہے کہ آپ صلح دیتے کہ ملتان پورے میں دو کان کھول لے"
ڈور یل گاڑیاں پہاڑ پر سے جا رہی ہیں۔ میں نے ایک پر چڑھنا ہے مگر دوسری طرف سے بھی گاڑی دوڑی ۲۹ ویں رات آرہی ہے
اور میں کہہ رہا ہوں گاڑی دونوں طرف سے آرہی ہے۔ میں آگے بڑھ کر جھاڑی کی طرح پڑ کر اس پر چڑھ رہا ہوں ۳۰ ویں رات میں نے
تعویز لکھا ہے۔ اور میں نے خود ہی اپنے گلے میں ڈال لیا ہے۔ فردوس پاس کھڑی ہے لیکن دونوں آنکھیں سے اندھی ہے جیسے
ہی میں نے اسے تعویذ ڈالا ہے تو فردوس دیکھنے لگ گئی ہے۔ ۵ ویں رات میں جھولا جھول رہا ہوں۔ اور ساتھ میں چھوٹا
ہے ۷ ویں رات۔ ایک عورت کی ٹی بی بالکل ٹھیک ہو گئی ہے۔ میں آگے آگے ۸ ویں رات دوڑ رہا ہوں اور ثریا میرے
پیچھے پیچھے دوڑ رہی ہے پولیس کیمپ ہے مگر کچھ نہیں ہوا ہے میں کچھ بن رہا ہوں اور بہت بنتا جا رہا ہے میرے پاس ٹی بی

دیتا ہوں تو سب لوگ دیکھنے لگتے ہیں۔ ۱۵ویں رات مالک نانو بھائی ڈیسائی سے جاکر ملا ہوں اور میں اس سے نوکری مانگتا ہوں، تو وہ کہتا ہے کہ میرے پاس کوئی نوکری نہیں ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ کچھ تو مجھے نوکری دو، جتنی تمہاری مرضی ہو۔ تو وہ کہتا ہے کہ بازار کی نوکری تو میں نے ۲۵ رکھی ہے، جو بھی ہو مجھے دیدو اسی لئے کہ مجھے تو صرف شام کے لئے چاہئے کیونکہ مجھے ہزار روپیہ ملتا ہے۔ بعد میں منہ سے مخشش "نکلا" یہ چھوٹا سا گاؤں ہے اس میں منادی ہو رہی ہے۔ تو میں کہتا ہوں یہ وہی غریب ہیں ایک بہت بڑا دروازہ ہے اس کے اندر شفقاء کی برائی ہو رہی ہے تو ڈھنڈورہ پیٹ کر اعلان ہو رہا ہے جتنے دم کرنے والے ہیں ہیگم صاحبہ کو دم کرنے آئیں پھر دربار اندر گیا ہے اور پھر باہر آیا ہے کہ کہتا ہے صرف ایک وقت دم کرنے کو آنا چاہئے۔ میں اپنے درمیان کے بیچ میں لیٹا ہوا ہوں تو دو بیماروں کے آدمی دوا لینے کو آئے ہیں، ایک تو لفافہ اس کے ہاتھ میں ہے اندر چلا آیا ہے دوسرا مجھ سے کہتا ہے کہ "چلئے آپ کو خاں صاحب نے بلایا ہے" تو میں کہتا ہوں کہ میں نہ تو کہیں آتا ہوں اور نہ کہیں جاتا ہوں یہ قدرت کی بخشی ہوئی چیز ہے لوگ آتے ہیں، ہزاروں آدمیوں کو فائدہ ہوتا ہے تو وہ آدمی کہتا ہے کہ قائدہ خاں صاحب کو بھی ہوا ہے۔ تو میں کہتا ہوں۔ وہ کیا کام کرتے ہیں تو وہ بولا کہ وہ کام "میکینیکل" کا کرتے ہیں، اور یہ پیچھے کی گلی میں ہیں پھر میں کہتا ہوں میں آتا جاتا نہیں اور نہ مجھے جانے کی ضرورت ہے۔ میری ماں میرے پاس ہے اور میں اس کے پاس ہوں اور بہت پانی کا ندہا ہے اس میں ایک عورت اکلوتی سی اس کے ہاتھ میں سونے کا کڑا اور کنگن ہیں۔ اس کے بعد ایک عورت آئی ہے اس نے سر پر تیر کی پکی ہوئی روٹیاں ٹوکری بھری ہوئی ہیں۔ اس نے اتار کر دو روٹیاں ہمارے گھر پر دینا چاہتی ہے۔ مگر پھر اس نے ایک ہی ساری روٹیاں لوہے کی تار میں پروئی ہوئی لٹک رہی ہیں۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ تیرا کوئی گناہ نہیں ہے۔ تو میں پڑھتا ہوں۔ الحمد للہ علیہ۔

جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۳ھ

تیسری رات حسین بی بغیر پوچھے میرے گھر آئی ہے۔ اور اندر آگئی ہے تو میں آنے کہتا ہوں کہ تو کس سے پوچھ کر آئی ہے؟ میں نے تجھ سے کہہ دیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں میں تیرے منہ نہ لگوں گا، میرے مرنے پر تو نہ آنا اور تیرے مرنے پر میں بھی نہ آؤں گا ۶ویں رات میں کہتا ہوں کہ احمد آباد جرے روڈ سے پیروں والے روڈ سے لوگ تعویذ لینے آرہے ہیں۔

"تعویذ وہ طاقت ہے، وہ طاقت ہے، جو کام نہ ہوتا ہو وہ ہو جائے"!

۱۰ویں رات حسین بی اپنے لڑکے کو ساتھ لائی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ تو کبھی سرسبز نہ ہوگی، یہ سب تیرا کیا دھرا ہے اگر تو ایسا نہ کرتی تو آج یہ حالت میری کیوں ہوتی؟ ۱۱ویں رات میرا پتلا ایک یہودی کے گھر ہے، میرا گھوڑا ہے۔ میں اپنی گاڑی خود ہی ڈرائیو کرتا ہوا۔ اس یہودی کے گھر پہنچا ہوں جو پہلے ملے ہے۔ دیکھتا ہے کہ اس کی ماں اور عورت سب رضائی اوڑھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور میں نے بھی رضائی اوڑھ لی ہے۔ لیکن میں ننگا ہوں، تو میں اس کی ماں کو کہتا ہوں کہ اپنے لڑکے سے کہہ کہ میرا پتلا دے۔ پھر میں نے دیکھا ہے کہ میری گھڑی نہیں ہے تو میں اس ممی سے کہتا ہوں کہ میری نئی کار چوری ہوگئی ہے مجھے کوئی پولیس کی چوکی بتاؤ تاکہ میں رپورٹ لکھوا دوں، تو وہ ذرا دیر کر رہی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کار انہیں یہودیوں نے چرائی ہے تو پھر میں گھر آکر کہتا ہوں کہ مجھ کو پولیس چوکی لے جائیں میں رپورٹ کروں تو وہ مجھ کو لے جا رہی ہے۔ تو سامنے ایک پولیس کا سپاہی کپڑے دھو رہا ہے۔ میں اس کو کہتا ہوں کہ میری رپورٹ لکھو میری گاڑی چوری ہے اور میں نے اگست ۱۹۵۳ء میں خریدی ہے اور وہ بانکل نئی ہے۔ ۱۲ویں رات ٹاکر ڈگرے مجھ سے کہتا ہے کہ چاہے کچھ ہو مگر ہم تو تمہاری عزت کرتے ہی رہیں گے۔

۱۳ویں رات میں سید حاکر شاہ سے ملا ہوں، وہ کچھ کپڑے خریدنے جا رہے ہیں میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ اس کے بعد مدھو نے مجھ کو بسنات سوراپے کا نوٹس دیا ہے۔ ۱۴ویں رات میں کوڑھ کے بیماروں کو گیہوں خیرات کر رہا ہوں اور دعا بھی دے رہا ہوں یہ مریض سفید کوڑھ والے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ جو کسی کی بھلائی کرتا ہے خدائے تعالیٰ سب سے پہلے اس کی بھلائی کرتا ہے۔ ۱۵ویں رات بالو ڈرائیور۔ سفید انگور نکال کر مجھے دے رہا ہے اس میں کھٹے کھٹے میں نے نکال دیئے ہیں اور میٹھے میٹھے میں اپنے لئے لے رہا ہوں۔ ۱۶ویں رات بڑے غلام علی خاں ہیں میں ان کے سامنے خوب رو رو کے کپڑوں کی گت بجا رہا ہوں اور بجو گانے

ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ

پہلی رات میرا گھر گانگ ہے۔ وہاں پر دو ملے ہتے ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو بھی ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں یہ جگہ آزاد ہے۔ میں کہتا ہوں یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں یہاں مکان بناؤں گا جہاں دو راستے ملتے ہیں۔ تو پنڈت جواہر لال نہرو کہتے ہیں۔ ہر مسلمان کو ہمت نہیں ہارنا چاہئے اس کے بعد ایک کالا آدمی سیاہ کپڑے پہنے ہوئے آتا ہے اور پنڈت جی کو جھک کر سلام کرتا ہے اور ہاتھ ملاتا ہے **دوسری رات** پہلے میرا بہت کچھ بھلا ہوا ہے پھر کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ پہلے سائمن نے لوں تو بالکل ٹھیک ہے۔ اور لے صاف ہے اس کے بعد کے میں نے تند نے کو میں پر عمل کیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اللہ سجدہ کرا دے تو اس کی مرضی نہ کرائے تو اس کی مرضی۔ میری قمیض اور شلوار میرے پاس ہے اور میں خوب نہایا ہوں اس کے بعد زہرہ انبالے والی جس نے چاندی کے زیور بہت زیب تن کئے ہیں اور کپڑے بھی خوبصورت پہنے ہیں اور خوب ناچ رہی ہے میں بجا رہا ہوں۔ پھر دوسرا مکان ہے۔ وہاں پر اقبال گا رہی ہے اور میں بہت اچھا بجا رہا ہوں۔ **۶ ویں رات** ایک بہت بڑا تالاب ہے۔ جو کہ **۸ ویں رات** مسجد بن چکی ہے اس کے برابر میں نئے خانہ کیا ہوں مردان مجھے کچھ دے رہا ہے میں دریا پر دھو رہا ہوں **۱۲ ویں رات** ایک دریا ہے میں ایک اور آدمی سیر کرنے گئے ہیں اور سیر کرتے پھرتے ہیں۔ اور میں قرآن کی کوئی آیت کریمہ ہر وقت پڑھ رہا ہوں۔ **۱۶ ویں رات** میرا گھر ہے میرا استاد جتہ برہم سہانے آیا ہے اندر ایک عورت ہے میں لڑکے کو کھلا رہا ہوں **۲۱ ویں رات میں دیکھ رہا ہوں میری دوائی اشتہار چھاپے جا رہے ہیں** بجیا چار دھوتیاں دھونے کو کہتی ہے **۲۴ ویں رات** میں نہانے دریا پر گیا ہوں اور دریا بے حد چڑھاؤ پر ہے اور بھرپور بہہ رہا ہے میں اس میں خوب **۲۹ ویں رات** کود کود کر نہاتا ہوں۔ دریا بے حد چوڑا ہے مگر میں آسانی سے پار ہو گیا ہوں پھر میں دلی گیا ہوں اور پھر کھنڈ میں پھر رہا ہوں راستہ بھول گیا ہوں آخر میں اپنے درجے پر پہونچ گیا ہوں اور میرے واقف لوگ سیر کرتے جا رہے ہیں۔ اور میں اپنے گھر بمبئی پہونچ گیا ہوں۔

جمادی اول ۱۳۷۳ھ

پہلی رات میں اور مینا گھوڑے گاڑی پر جا رہے ہیں۔ بھارت بھوشن کا گھر ہے۔ میں مینا سے کہہ رہا ہوں بھارت کی طرف دیکھ کر کہ میں نے مینا کو بہت سمجھایا کہ اپنی کچھ جائداد بنالے مگر اس نے نہیں مانا تو وہ کہتی ہے کہ آپ اب اپنی انٹروڈکشن بس کرو تو بھارت کہتا ہے کہ تین بل ڈنگے میری ہیں اور دس ہیں اور خباؤں گا۔ تو میں پھر کہتا ہوں میں تم کو مینا کہا تھا کہ ایک سینما بنالے لیکن وہ تم نے نہیں مانا۔ **دوسری رات** میں دیکھا ریت ہی ریت ہے اور اس میں بہت ہی بڑے تودے کے تودے ہیں **تیسری دیں رات** بہت بڑا نالہ ہے۔ نمازی لوگ نماز پڑھنے کے لئے وضو کر رہے ہیں اور میں بھی وضو کر رہا ہوں اور بھاگی اور اس کا چھوٹا بچہ ہے۔ بھاگی بہت کمزور ہے تو اس کو ٹی بی ہے۔ تو میں اس کو کہتا ہوں کہ میں ابھی تم کو ٹی بی کی دوا دیں گا اور تم اچھی ہو جائے گی۔ میں پہاڑ پر ہوں وہ بہت بہت ہی بوڑھے اور دو دو پتلے پتلے آدمی ہیں تو میں وہاں پہونچا ہوں تو **۵ ویں رات** ایک دیکھ کر مجھے کہتا ہے کہ مجھ کو ہنسی ہے۔ کیونکہ میری آنکھ کچھ خراب معلوم ہوتی تھی۔ دوسرا مجھ سے کہتا ہے کہ اس کا حلقوم بند ہو گیا ہے۔ **۷ ویں رات** اللہ دتہ بھائی اللہ دیا بھی خیر آئے ہیں وہ سب صبا ئی ہو گئے ہیں۔ **۱۰ ویں رات** بہت سارے میونسپلٹین آئے ہیں۔ میونسپلٹی بچانے کے لئے لیکن میں اکیلا ہی بچا ہوں تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ مالک کو بہکا دیا ہے۔ تو مالک ان کو جواب دینے والا ہے تو میں نے ہاتھ میں قرآن لے کر قسم کھانا شروع کیا ہے کہ میں بے گناہ ہوں مجھے قسم ہے قرآن کی کہ میں نے مالک کو نہیں بہکایا ہے۔ تو میں مالک کو کہتا ہوں کہ اچھا صاحب آپ مجھ کو جواب دے دیں تو مالک اس پر تیار ہے۔ تو میری ماں اور منہ بولی بہن دونوں رو رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ مالک کو سمجھا لیں مگے لیکن آپ کا جواب نہ ہونے دیں گے میں مالک کے پاس گیا ہوں جس کا نام رحیم ہے یا کریم ہے میں اس کو چھٹا کر رو رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ صاحب تیرے کوئی نہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں تو اسی طرح کی چھوٹی موٹی لڑکر ہمیشہ سے زیادہ کماتا پھرتا ہوں، اور سامنے وہی دوائی کی لکڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ **۱۳ ویں رات** میرے ساتھ میری عورت فردوس ہے اور اس کا نام اقبال ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ میرے پاس ہے میری اقبال ہے مالک صاحب کو جب معلوم ہو گا جب پتہ چلے گا تو بعد میں جا کر مالک سے ملا ہوں تو فردوس اپنے بچے کو پانی پلا رہی ہے سب سے پہلے مجھے ترس آتا ہے اور میں سب کو بتلا

اس میں میں کودگی ہوں اور خوب زور سے پیرنے لگ گیا ہوں اور ایک لڑکا بھی نہا رہا ہے۔ اس کو میں پوچھتا ہوں کہ تمہارا نام کیا ہے تو وہ کہتا ہے "میں کہتا ہوں وہ مجھے دیتا تو وہ کہتا ہے بہت اچھا، میں اس سے پار ہو گیا ہوں۔ پھر میں واپس کنارے طرف آگیا ہوں پھر میں پاکستان گیا ہوں، اور ایک گلی کے پاس پوچھتا پھرتا ہوں اور دیکھتا پھرتا ہوں کہ میرے بھائی شرف الدین کا گھر کدھر ہے۔ تو راستے میں ایک جوان آدمی سے ملاقات ہوتی ہے۔ اس نے مجھے سینے سے لپٹا لیا۔ اور میں اس نے نام پوچھتا ہوں تو وہ کہتا ہے "فتح محمد" میں کہتا ہوں "تو بس فتح ہی فتح ہے" بس فتح ہی فتح ہے" جب میں اندر گیا ہوں تو ایک معصوم دوڑ کر میری گود میں آیا ہے تو میں نے اس کو اٹھا کر اسے پیار کیا ہے۔ اور ایک بچی یا بچہ بھی بیٹھا ہوا ہے۔ تو میرا بھائی شرف الدین اور میری ماں پاس ہی بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم نکلے جا رہے، اور مسٹر دھون انسپکٹر کھڑا ہوا ہے۔ اور ایک برہمن جا رہا ہے تو وہ اس کو بلا رہا ہے۔ تو میں اس سے کہتا ہوں کہ مسٹر دھون تم کو بلا رہے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم نکلے جا رہے ہیں کلکتہ تو میں کہتا ہوں وہاں کون میری جان پہچان کا ہے، تو پھر ہم واپس اپنی جگہ آرہے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ گنیش، گوڑہ لقوہ کنٹھ مالا کے سنہری اور چاندی کے بورڈ مجھے ملے ہیں جو کہ سارٹیفکیٹ ہیں، اتنے میں ایک سکھ آکر بیٹھ گیا ہے۔ تو میں اس سے کہتا ہوں۔ اور میں بے مدرو رہا ہوں اور وہ سکھ بھی رو رہا ہے میں کہتا ہوں کہ نانک ہم پہنچ کر اشنرن پڑے کی رات کو ۲۲ ویں رات میں کہتا ہوں، اخروٹ آم اور انار کے والے جواہرات ہوتے ہیں

۲۴ رجب المرجب ۱۳۷۳ھ

میں کہہ رہا ہوں کہ "میں امام ہوں"

اور میرا مکان نیا بن کر بالکل تیار ہے۔ اور سارا بازار نیا بن چکا ہے۔ دکانیں کرایہ پر چڑھ گئی ہیں۔ اور سیتا رام بیٹھا ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر نہ چلے گی تو میں آگے بڑھا دوں گا تو میرے خیال میں یہ بات آئی ہے کہ میں بھی لیاقی جلدی کرا لوں گا

۲۶ ویں رات بے پناہ بہت بڑی بلڈنگ ہے۔ اور لمبی چوڑی اتنی ہی ہے چونا پیلا اور پرانا لگتا ہے اور میں چند ربجیا کا کامل ڈبی میں دے رہا ہوں۔

۲۸ ویں رات ایک بہت بڑا بزرگ قطب شاہ لیٹا ہوا ہے اور اس کے پاس اشرف خاں بیٹھا ہوا ہے۔ تو میں بھی وہاں پہونچ گیا ہوں۔ تو اشرف خاں وہاں سے چلا گیا ہے۔ تو ایک اور آدمی سید بابا قطب شاہ کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ سید کوئی روشن ضمیر نہیں ہیں جو پہچانیں کہ یہ کون آیا ہے۔ تو میں اتنے میں ان کے پاؤں دبانے لگ گیا ہوں اور ان کی مثلاً سفید ہے۔ جب میں اندر پہنچا تو قطب پوچھتا ہے کہ یہ کون آیا ہے۔ دوسرا آدمی مجھے دیکھ کر کہتا ہے کہ **علی** آیا ہے۔

۲۹ ویں رات میرے گاؤں کی سب سے بڑی پارٹی ہے جو سرکار کے پاس جا رہی ہے اور ان میں ایک کا نام **علی محمد** ہے اور ان میں بھی ہوں اور سب کے کپڑے ایک دم سفید ہیں۔

شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ

پہلی رات ناٹک کا کھیل ہو رہا ہے اس میں میں بھی ہوں، میرا ایکٹ زیادہ ہے۔ جو چلتا ہے۔ سٹیج پر آدمی بھرے ہوئے ہیں۔ اور فرد و دس بھی سٹیج پر نکلنے والی ہے کمپنی بابو ناٹک چندکی ہے۔ اپنے کھیل میں بڑے بڑے آدمیوں کو بلایا ہے اور مجھ سے پوچھتا ہے کہ لوگ آئے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ نہیں آئے ہیں۔ کھیل کا نام **فتح جنگ** ہے **دوسری رات** ایک راستہ ہے اس پر مولوی نور احمد صاحب مولوی حافظ فہیم الدین صاحب حافظ وکیل احمد صاحب میں تو بک رہے ہیں جو کہ وکیل احمد صاحب کا ہے اس پر تین دستخط کر رہے ہیں۔ **۵ ویں رات** میں پیشاب کر رہا ہوں اتنے میں دو مرد والے بیمار لوگ اچھے ہو رہے ہیں۔ تو ایک آدمی آیا ہے تو میں اس کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ تو پھر آیا ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ مجھے مینا بائی نے واپس کر دیا۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ مینا ان کی دوائی نہیں ہے۔ یہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دی ہے۔ **۷ ویں رات** راشن کی دکان ہے۔ کہیں بہت بڑا ہوا ہے۔ اور لوگ اپنا اپنا راشن لے رہے

بھی لگ گیا ہوں اور میں کہتا ہوں اسی لئے میں اگر بین بھی دے رہا ہوں۔ اس کے بعد ایک پہاڑ ہے اور اس کے نیچے سے پانی نکل رہا ہے۔ کالی ریت ہے۔ **۲۱ ویں رات** میں پانی نکال نکال کر خوب غسل کر رہا ہوں۔ **۲۲ ویں رات** میں اپنے حال روم میں ہوں، اور میری عورت بھی لیٹی ہوئی ہے۔ میں نے جو کور رکھا رکھا ہوا ہے اس کی بہن بہت ہی غصے میں آ کر مجھے کاٹنا چاہتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ خدا کے لئے مجھے معاف کر دے اور میں ہاتھ باندھ کر رو کر کہتا ہوں کہ میں تو مر چکا ہوں مرے ہوئے کو کیا مارنا" تو وہ پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ مگر اس کو رنج ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میرے بھائی تو جو تم نے رکھا ہوا ہے اس کو تم کیوں تکلیف دیتے ہو؟ تو میں کہتا ہوں کہ میں نے آج تک کسی کو کر کھا نہیں دیا ہے۔ اس کے بعد میری ماں اور دوسرے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے کمرے میں ہیں **۲۹ ویں رات** میں نے دیکھا کہ میں پہاڑ پر ہوں اور ایک راستہ ہے جس پر کانٹے اور پھول بچھے ہوئے ہیں۔ تو میں نے ان کو ہٹا کر راستہ بالکل صاف کر لیا ہے۔ اور میرے کپڑے پانی میں نے کپڑے اٹھائے ہیں۔ اور پھر ایک بہت ہی بڑا مکان ہے، جو ایک بڑے میدان میں ہے۔ یہ حد بہلک کھڑی ہوئی ہے۔ اور کچھ اپنی اپنی شکایت کر رہے ہیں کہ تاکہ سب لوگ سن لیں

رجب المرجب ۱۳۷۳ھ

پہلی رات میں کہہ رہا ہوں یہاں رزق کا کام بے حد چلتا ہے **۴ ویں رات** ایک بہت بڑا مینارہ (میلر) ہے جیسے کوئی قلعہ قلعہ کا ہے۔ تو میں اس پر سے اتر رہا ہوں، تو سامنے دسترخوان چنا ہوا ہے۔ تو میں دسترخوان پر بیٹھ گیا ہوں اور میں نے خوب پیٹ بھر کھانا کھایا ہے اور سامنے بلقیس بیٹھی ہوئی ہے۔ اور کہتی ہے اس مینار پر سے کیوں اترے تو میں نے کہا ہے کہ یہاں سے نزدیک ہے اس لئے اتر کر کھا لیا ہوں خوب پیٹ بھر کر روٹی اور گوشت کھایا ہے۔ **۱۵ ویں رات** بلقیس پاکستان چلی گئی ہے۔ اور میں نے سو روپے بلقیس کو اگن کے ہاتھ منی آرڈر کرایا ہے لاہور منی آرڈر گیا ہے۔ بلقیس کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ روپیہ روانہ کر دیا ہے۔ میرے کپڑوں کی پٹیاں بھری پڑی ہیں۔ میں انہیں لے کر آنے جا رہا ہوں تو سامنے ایک گھر ہے اس کے اندر بڈھی صابر عزیزہ بیٹھی ہوئی ہوئی ہے۔ تو بڈھی کہتی ہے۔ وہ من آ گیا ہے۔ اور جیسے ہی میں پاؤں اندر رکھتا ہوں تو بجلی قمقمے روشن ہو جاتے ہیں اس کے بعد ایک ایک بہت بڑا افسر مجھے دیکھتے ہوئے اندر چلا گیا ہے۔ اللہ دتہ بھائی اور میں اس کو جانتے ہیں اللہ دتہ مجھ سے کہتا ہے کہ تم بھی تو اس افسر کو جانتے ہو، جا کر اس سے ملو، وہ اچھے اخلاق والا ہے۔ **۱۰ ویں رات** میں نے دیکھا ہے کہ لوگ میرے پاس دوا لینے آ رہے ہیں اور ایک آدمی کہتا ہے کہ ارے صاحب یہ پیر و مرشد بھی کیا ہیں ابھی تک میں اچھا نہیں ہوا ہوں۔ میری دوائی کا نمبر ۵۰ ہے اور اس سے مجھے فائدہ ہے اتنے میں میرے پاس سے ہیرا آئی ہے۔ اور بیٹھ گئی ہے۔ اور سامنے ایک دیگچی کچی پکی سے بھری پڑی ہے **۱۱ ویں رات** میرا گھر ہے اور اگن آ کر مجھ سے کہتا ہے کہ مینا آئی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کون مینا تو وہ کہتا ہے کہ "مینا" اس نے اس کا ٹھڑا جو ابھی اس نے اگر باندھا ہے۔ اس کے بعد اگن اور بھاگیں جا رہے ہیں اور میں اپنے ملک گیا ہوں تو اگن بھی میرے ساتھ ہے۔ میں اس کو لوگوں کے مکان وغیرہ دکھاتا جاتا ہوں اور اللہ دتہ میرا بھائی میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور پھر وہ اپنے گھر چلا گیا ہے اور میں اپنے گھر جا رہا ہوں اور دروازے کے اندر پہنچ گیا ہوں پھر میرے پاس تین پاسپورٹ ہیں جو میرے خود کے ہیں اور انہیں میں نے اپنے سینے سے لگائے ہوئے رکھا ہے۔ **۱۵ ویں رات** میں دوسرے کو کہتا ہوں، یہ کیمیائے فیض عام ہے یہ طاقت والی ہے میں **۱۸ ویں رات** میں وضو کر کے نماز پڑھنے کیلئے تیار بیٹھا ہوں اور ایک پہاڑ جیسی دیوار اس پر سے میں نیچے دیکھا ہوں، اور اوپر میں نے نیچا کیا ہے۔ **۱۹ ویں رات** ایک آدمی کالا سوٹ پہنے ہوئے ہے اور ایک لڑکا اس کے ساتھ ہے۔ تو میں نے اس سے کچھ مانگا ہے شاید کپڑے تو اس پہلے تو دیتا نہیں پھر دیدیتا ہے کہنے پر دیدیتا ہے۔ پھر میں نے بلو سوٹ نیا پہنے ہوئے ہوں، اور میری بیوی بلقیس عرف فردوس نے بھی ڈریس پہنے ہوئے ہے اور ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کوئی تاجدار ملکہ ہے۔ اور ہم دونوں ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ اور ہمارے آگے وہی کالے سوٹ والا آدمی ہے۔ **۲۰ ویں رات** سارا قصبہ یک جگہ پر موجود ہے نافی حسین بی، خورشید مینا ھو تو نافی ہمت ہتی ہے کہ لڑکیوں نے اپنی مرضی سے شادی بیاہ کر لیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ ان کے حق میں بُرا ہوگا۔ اتنے میں مجھے پاخانہ آیا ہے تو میں پہاڑ پر گیا ہوں تو وہاں بہت سارے بچوں نے مجھے گھیر لیا ہے میرے ہاتھ میں ڈنڈا ہے۔ تو میں لڑکوں سے کہتا ہوں کہ ہٹو مجھے پاخانہ کرنے دو، تو کچھ ہٹ گئے ہیں اور پہاڑی ایک کنواں ہے اور اسی سے میں استنجا کر رہا ہوں، **۲۱ ویں رات** ایک بہت بڑا تالاب ہے

سب میں بیٹھ کر کہتا ہوں واہ واہ سبحان اللہ سبحان اللہ ۲۵ ویں رات میں نے تین پیلے دیکھے ہیں ایک کی گردن میں نے پکڑلی ہے۔ اور دوسرے دو بھی جھک گئے ہیں ۲۶ ویں رات آدھی رات ہے۔ فردوس بلقیس اور بجیا جا رہی ہیں۔ تو میں نے ان کو دیکھ لیا ہے اور میں فردوس کو کہہ رہا ہوں کہ تمہارا ارادہ تو نہیں تھا کہ تم چوری جا رہی ہو۔ تو بجیا نے سارے زیور میرے ہاتھ میں دے دیئے ہیں سونے کنگن دے دیئے ہیں۔ ۲۹ ویں رات میرے پاس لکڑی نہیں ہے۔ لیکن دو ڈنڈے ہیں اور ایک آدمی ہے جس کے بدن پر کپڑا نہیں ہے۔ اس کا بدن ننگا ہے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ آسمان پر ستارہ کا ایک بہت بڑا اجھرمٹ گول گول ناچ رہا ہے۔

رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ

پہلی ویں رات سب ہندو ہی ہندو ہیں اور سب جوان ہیں۔ تو میں ان کو کہتا ہوں کہ یہ بھنگ مت پیو۔ ہمارے اسلام میں یہ کام نہیں کرنا ہے۔ تم بھی نہ کرو، مگر وہ سب نشہ میں جھوم جھوم رہے ہیں۔ اور ان میں ملک جیوں میں بھی کھڑا ہے اور میں ان کو منع کر رہا ہوں ۳ ویں رات میں دیکھتا ہوں کہ بجیا کہہ رہی ہے کہ جتنا بہ سیدہ فاطمۃ الزہرا جب نعرہ اللہ اکبر کا لگائی تھیں تو سب کو معلوم ہو جاتا تھا ۴ ویں رات میں نے دیکھا کہ بہت لوگ ہیں۔ میں اور فردوس ہیں۔ اور کوئی دو سو آدمی ہے جو کہ فردوس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اور وہ کمانی شیروانی پہنے ہوئے ہے۔ اور تنگ پاجامہ پہنے ہے تو فردوس مجھ سے کہتی ہے کہ آپ اس سے سگریٹ لے لو، تو اس نے ڈبی نکالنے میں دیری کر دی ہے۔ تو میں نے سگریٹ کی ڈبی دکھائی ہے جس میں چار سگریٹ ہیں۔ تو وہ بھی شرمندہ ہوا ہے۔ اور اس نے پوری بھری ہوئی ڈبی مجھے دیدی ہے۔ تو فردوس مجھ سے کہتی ہے کہ آپ بہت عزت دار ہیں۔ تو میں فردوس کو کہتا ہوں کہ کیا میں اس کو منع کروں کہ اب یہ خیال چھوڑ دے کہ فردوس تمہارے ساتھ ہوگی۔ ایک بڈھی عورت کچھ شعر پڑھ رہی ہے تم نے مجھے بلایا ہے اور میں آئی ہوں اور جا رہی ہوں ۵ ویں رات میں نے دیکھا کہ ایک چوپایہ جانور ہے اور اس کو چکر آتا ہے۔ اور گر جاتا ہے۔ جب میں پاس گیا ہوں تو وہ آدمی بن گیا ہے۔ اور مجھ سے کہتا ہے کہ چلئے میں آپ کو پہونچا دیتا ہوں پاس میں دریا بہہ رہا ہے۔ اس کو جو چکر آیا ہے وہ فوراً دریا میں گر گیا ہے۔ اور کلاک ہے تو ڈوبتے ڈوبتے ڈوب گیا ہے۔ تو میں پل کے ساتھ الٹا لٹکا ہوا ہوں اور پکارتا ہوں کہ ارے کوئی بچاؤ بچاؤ۔ ۶ ویں رات میں کہتا ہوں کہ میری سب چیزیں میرے تابع ہیں میری بیوی فردوس کے تابع نہیں ایک آدمی سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے کیچ ڈائرکٹ کر رہا ہے اور نیچے کھڑا ہوا ہے تو میں دیکھتا کیا ہوں کہ ہیرو اور ہر ایک چوبا سے میں پورا ڈریس پہن کر بیٹھا ہوا ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ کون ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ ہیرو ہے تو میں کہتا ہوں کہ

بیشک ہیرو کبھی امیر آدمی یا بڑے آدمی کو نہیں بنانا چاہئے بلکہ غریب آدمی کو ہی بنانا چاہئے غریب آدمی اپنے غریبوں کے پیٹ کی فکر کرے گا۔ اور امیر آدمی بے فکر رہے گا۔ اس غریبوں کے پیٹ کا کوئی خیال نہیں رہے گا۔

ہیرو نے کیا کام کیا ہوا تھا ڈریس پہنے ہے جیسے بادشاہوں کا کپڑا ہوتا ہے اور سر پر زری کا رومال اور عربی رسی باندھی ہوئی ہے اور ڈریس سب سیمی زری کا ہے۔ اور سلمہ ستارہ لگا ہوا ہے مکان کنجری والی مسجد بھیرہ کی ہے"۔

میرے ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی پر لکھا ہوا ہے "اعلان" میں فرانس میں ہوں" ۸ ویں رات

۹ ویں رات برسات برس رہی ہے اس لئے بعد بہت سارے دیہاتی ایک ریلوے اسٹیشن سے آئے ہیں جو کافی دور ہے بھیگتے آئے ہیں۔ تو ان میں سے ایک کہتا ہے آپ مجھے سرمہ لگائیے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ تم لوگ بمبئی میں تھے نا" تو وہ کہتے ہیں "ہاں" تو میں نے ان کو سرمہ لگایا ہے پھر میں پوچھتا ہوں کہ ان کا روپیہ بھی [illegible] ہے تو وہ کہتی ہے کہ آج صبح دو دفعہ لیا ہے اس کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ ایرانی لوگ جن کا ہوٹل ہے [illegible] ۱۰ ویں رات [illegible] ہی ہے لیکن بہت دیر ہو رہی ہے۔ بہت دیر

ہیں سا ور راشن لینے والے کا نام موتی ہے تو میں جب گیا تو دیکھا ہے کہ راشن کا کاغذ لمبا سا لٹکا ہوا ہے اور میر ۔ نام کے ساتھ دوسرا نام بلقیس بیگم صرف خردوس بیگم ہے سب کو راشن مل گیا ہے لیکن مجھ کو نہیں ملا ہے جب میں اندر گیا ہوں تو موتی کہیں اندر چھپا رہا ہے میں پکارتا ہوں موتی تو دوسرا کہتا ہے کہ موتی کا اب بھلا نہیں۔ پھر سامنے سے ایک مونچھیں آتا ہے کہ ہم تو صابر کے ہاں میوزک بجانے گئے تھے لیکن یہیں پر ہیں اور گھوم رہے ہیں **۹ویں رات** میں نے ابوس ہو کر فرخ اکو پکارا ہے اس کے بعد شمبو لنگم ایک فلم میں میک اپ کر رہا ہے میں اس کو کہتا ہوں کہ تم کہتے ہو کہ میں کچھ راسی ہوں میں دیکھی ہوں تو تم جھوٹے ہو۔ وہ کہتا ہے نہیں پھر دیکھا ہے وہ کتا سائیکل کی فلم میں کام کر رہا ہے۔ ایک کمرہ کے سامنے رو رو کر کام کر رہا ہے۔ اور رمیش اس کو ایکٹنگ بتا رہا ہے تو وہ مجھے کہتا ہے **"یہ درود شریف کی برکت ہے"** جو آپ نے مجھے بتایا ہے وہ صرف ایک اکھتر صرف ایک اکھشر ہے۔ اس کے بعد میں اور فردوس ہیں۔ تنخواہ بٹ رہی ہے اور کیشیر اندر باری میں بیٹھا گن رہا ہے اور تنخواہ دے رہا ہے ایک دو تین، اور فردوس اندر سے آ رہی ہے اور میں بھی تنخواہ لینے والا ہوں، اور کہتی ہے مجھے شیطان ستاتا ہے یہ اندر میرا کے پاس سے آئی ہے اور مجھ سے ہنستی ہے شیطان ستاتا ہے **۱۱ویں رات** محبوب سامنے کھڑا ہے۔ اور میں بھی کھڑا ہوں، تو وہ مجھ سے کہتا ہے کہ عزیز بنڈل کو کس آپ نے دیکھا ہے میں پوچھتا ہوں کیوں؟ تو وہ کہتا ہے میں اس کو سدھارو گا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ تو ہر مہینہ میرے گھر آتا ہے۔ جب وہ آئے گا تو میں فوراً اس کو آپ کے پاس بھیج دونگا۔ اس کے بعد ڈائرکٹر علی محمد مجھ سے ملا ہے۔ جو کہ بالکل سفید کپڑوں میں ہے۔ تو میں اس سے کہتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے درست ہے اور بالکل صحیح ہے۔ **۱۲ویں رات**۔ ایک بہت ہی اونچا پہاڑی ہے۔ یہ پہاڑی **بختاور بابا** کی ہے۔ میں اس پر ایک چھوٹے سے میں ہوں لیکن وہ سب چڑھا ہوا ہے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ ابھی پھٹ جائے گا، اور میں گر جاؤں گا۔ تنے میں شاگرد آیا ہے اور میں اس سے کہتا ہوں کہ مجھے بچاؤ، تو ہنس نے چبوترے کے بل مجھے گھسیٹنا شروع کر دیا ہے۔ اور میں صاف اور مضبوط جھونپڑے میں پہونچ گیا ہوں اس کے بعد سیاہی آ گیا ہے، اور کہتا ہے کہ کنٹرولر آیا ہے اس نے آپ کو بلایا ہے تو میں تو میں بغیر کپڑے پہنے ہی چلا ہوں کہ کنٹرولر سے ملوں۔ اس کے بعد بیل ہوا کا گلہ ہے تو دو بھینس میرے پیچھے لگی ہیں تو میرے میں کچھ ایسی چیز ہے کہ میں بھینسوں کو مار رہا ہوں۔ تو وہ اپنے سا ۔ سرگلہ بہت اور ہی راستہ پر جاری ہیں۔ اس کے بعد میں لڑکوں سے پوچھ رہا ہوں کنٹرولر کہاں ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہاں ہے وہاں ہے میں اس کو کہتا ہوں میں میناکماری کا باپ ہوں اور طوفان اور بارش ہو رہی ہے اور لڑکیاں اس طرف ہیں اور میں اس طرف ہوں۔ **۱۴ویں رات**۔ **ہم تین آدمی وفد بن کر پنڈت** نہرو سے ملنے گئے ہیں، میں کہتا ہوں کہ میں ایک وفد سفیر بن کر پنڈت جی سے ملا ہوں اس کے بعد **پنڈت جی بالکل سفید کپڑے** پہنے مجھ سے آ کر ملتے ہیں تو میں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں تو وہ چلے گئے ہیں تو میرا عورت بلقیس بیگم کہتی ہے کہ سال سوا سال کے بعد ہم جائیں گے تو پنڈت جی ہم کو پکڑوا لیں گے **۱۵ویں رات** میں کہہ رہا ہے کہ میرے ساتھ ایکٹ کینسل ہو گئے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ تو نے تو اس کی بات مانی ہے۔ اور مانتی ہے۔ تو تو نے کنٹرولر کو کیوں نہیں مانا ہے۔ اگر بیوی مانی ہے تو دو دفعہ دستہ دھرم ادھیکاری نے مجھے تیرے کنٹراکٹ کے لئے کہا ہے۔ میں کر سکتا ہوں اس کے بعد مجھے فردوس نے دو اٹھنیاں دی ہیں۔ کہ آپ ایک پر پوری لے آئیے۔ تو کہتا ہوں کہ اس کو لے آؤ۔ اس کے بعد فردوس سے فردوس میلا اور میں ہیں **۱۶ویں رات** شعبان کو یہاں سے سائی بابا کے وہاں گئے ہیں۔ **۱۷ویں رات** سمرن کے ناچ کے بعد ہیں اور بیماری بہت سے ہیں تو ایک بڈھی مجھ سے کہتی ہے کہ اب جو دن آئے گا آپ کے دواخانے کا نمبر ۔ ہے اور دوسرا دن آئے گا، تو اسی دن بھی بہت سے بیمار لے آئیں گی۔

۱۸ویں رات بہت ۔ ہیں اور میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آخری گانا ہو چکا ہے؟ تو ایک کہتا ہے نہیں پھر میں دوسرے سے پوچھتا ہوں، وہ ۔ ہوا ہے؟ پھر ۔ بعد دیکھا ہے کہ بنے بیٹھا بیٹھی ہوئی ہے۔ اور آرتی ہو رہی ہے ایک آدمی جس کو کوئی نہیں جانتا وہ ۔ سب سے بڑا بنا ہوا ہے اور مجھے باہر کھڑا کرا ہے۔ اور میں کہتا ہوں **۱۹ویں رات** میں نے دیکھا کہ میری لڑکیاں بنا رہی ہیں کہ خود وہاں پہونچ گیا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ میں تمہا ۔ ستے دیکھتا رہ گیا ورنہ میں خود ہی کر لیتا ۔ ہوں اور اس طرح ۔ ہے اور اس طرح ۔ ہے تو یہاں ۔ ہے

۲۳ویں رات ایک اصلی سونے کی گھڑی ہے تو میری عورت فردوس میرے ہاتھ میں باندھ رہی ہے ۲۵ویں رات میں سنتا ہے کہ میری کچھ غیبی کا ذکر ہے پھر میں دیکھتا ہوں کہ میرا گھر ہے اندر قالین بچھے ہوئے ہیں اور سبز گملے رکھے ہوئے ہیں اور میں پیشاب کرنا چاہتا ہوں اور اگر کوئی جگہ نہیں تو میں نے ایک گملے میں پیشاب کر دیا ہے۔

۲۷ویں رات۔ ایک بہت دیوار کی بنیاد پڑی ہوئی ہے جو سیمنٹ کی بنی ہوئی ہے اور میں اس کو پکڑ کر خوب زور سے جھنجھوڑ رہا ہوں تو وہ ہلتی ہی نہیں ہے۔ تو کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ اب پورا قبضہ ہو گیا ہے اور مضبوط ہو گیا ہے۔ اس کو کوئی اکھاڑ نہیں سکتا، میری بیوی ہے چھوٹا سا لڑکا ہے تو میرا سسر اس کو مدراس بلا رہا ہے یہ لوگ مل آئیں گے تو میں کہتا ہوں آپ سے انکار نہیں کر سکتا مگر یہ لوگ واپس کب آئیں گے تو وہ کہتا ہے کہ چودہ دن کو میری لڑکی واپس آجائے گی تو میں کہتا ہوں کہ جب یہ واپس آئیں گی تو ہم بہت جلد دیوار اٹھا دیں گے۔

۲۸ویں رات ناقابل فہم

۲۹ویں رات جمعہ

۳۰ویں رات "ہم امت رسول محمد ہیں ہم میں ایسی بے حیائی نہیں ہے"

شوال المکرم ۱۳۷۳ھ

۷ویں رات۔ عورتیں بیٹھی گا رہی ہیں۔ اور تالاب پانی کا بھر پور بہہ رہا ہے اور میرے ہاتھ میں جال کی بہت بڑی چادر ہے۔ اور میں نے آگے چل کر دی ہے اور پھر میں نے پیچھے واپس آیا ہوں تو میں کہہ رہا ہوں یہ جگہ ہے اس کو نہ بھولنا جہاں کہ وہ عورتیں گا رہی تھیں

۸ویں رات میں کہہ رہا ہوں سب کچھ لکھا ہوا مسلمانوں کے لئے ہے۔

۹ویں رات بابو بھائی بڑی انچارج ہے اور مجھے کہتا ہے کہ اب چندو ڈرائیور کو رکھ لو تو میں کہتا ہوں کہ وہ تو آپ کا ڈرائیور ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں تو اپنی گاڑی خود بھی چلا لیتا ہوں تم اس کو رکھ لو۔ تو میں کہتا ہوں کہ واہ بابو بھائی آپ نے تو غریبوں کے لئے یہ اچھا کام کیا ہے کہ غریب کھا کر پیٹ بھر کھائیں۔

۱۰ویں رات ایک پہاڑ ہے وہاں دو ہندو پنجابی کتاب کھول کر پڑھ رہے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ دیکھو یہ پنجابی پہاڑ پر پڑھ رہے ہیں بھوں مارے گئے ہیں

۱۳ویں رات میں کہتا ہوں۔ یہ فتنہ فساد ہر روز ایک دن ختم ہوگا۔۔۔ ایک ہزار ہے جو دیوار کی شکل کی ہے اور بہت لمبی ہے۔ ایک عورت اور اس کا لڑکا دونوں وہاں بیٹھ کر دعا مانگ رہے ہیں۔ کہ خدایا ساری مصیبتوں کا خاتمہ کر دے ہم کو ہر آفت سے بچائے۔ ہماری ساری تکلیفوں کا خاتمہ کر ہمارے سارے کام سنوار دے

۱۴ویں رات میں گیا ہوں وہ ایک بالکل جاہل آدمی ہے اور بے حد اچھی تقریر کر رہا ہے۔ جو کہ عالمانہ ہے۔ تو میں جانتا ہوں کہ یہ تو بالکل بے علم ہے اور تقریر اتنی منصفانہ اور واعظانہ کر رہا ہے۔۔۔ تو دوسرا کہتا ہے کہ یہ بہت بڑا عالم ہے۔ اور یہ جانتا ہے جو مر گیا ہے۔ وہ اس وقت بہت ہی سکھی اور خوش ہے۔

۱۶ویں رات ہم ایک مکان میں ہیں۔ فردوس اور میں اور بہت سے لوگ ہیں ان لوگوں نے فردوس پر چوری کا الزام لگایا ہے تو انہوں نے مجھے بلایا ہے۔ اور کہتی ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے چوری کی ہے۔ تو میں کہتا ہوں چلو یہاں سے چلے جائیں۔ تو میں پکارتا ہوں دست دست تو میری وہ سنتا ہی نہیں۔ تو میں اس کو کہتا ہوں کہ تم ہمارے لئے کوئی سواری لے آؤ، تو وہ پھر بھی نہیں سنتا تو میں کہتا ہوں کہ تمہارا بھی تو فرض ہے۔

۱۷ویں رات۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری ماں پلنگ پر لیٹی ہوئی ہے۔ تو ایک چھوٹا سا ننھا بچہ اس کے آگے کھیل رہا ہے۔ گویا یہ بچہ اسی کا ہے۔

۱۹ویں رات دو محرم کے ہیں۔ ایک عورت جوان ہے اور سفید ساڑی پہنے ہوئے اس کو لوگ تلوار سے قتل کر

بعد اس کو دو لفافے ملتے ہیں جس پر "ناشکورا اور نامردی دونوں اچھے ہو گئے ہیں" وہ سب خوش ہو رہی ہے۔ اس کے بعد بھی عبدالرحیم سلطان ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس کو سب سے پہلے میں نے کام پر لگایا ہے۔ مگر اب یہ کام دھندا چھوڑ رہا ہے اب اس کو کام نہیں مل رہا ہے۔ اگر یہ دل سے کام پر لگ جائے تو پھر اس کو کسی کام سے الگ نہ ہونا پڑے گا۔ ہمیشہ کے لئے کام پر لگ جائے گا۔

۱۱ ویں رات میرا بے حد بڑا مکان ہے، الکدم نئی بلڈنگ ہے۔ اور بہت ہی بھاری کمپاؤنڈ ہے اور اس کے اندر مال گاڑی کے ڈبے کھڑے ہوئے ہیں اور یہ کمپاؤنڈ میرا ہے۔

۱۴ ویں رات تو ڈھی سفید کوڑھ اچھا ہو گیا ہے

۱۵ ویں رات ایک اونچی جگہ ہے اٹھارہ انیس سال کے لڑکے بہت سارے بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک اٹھارہ سالہ لڑکا جو خوبصورت ہے آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں سفید ہوں تو میں کہتا ہوں میرے آقا دے (مجھے ایسے محلو ہوتا ہے کہ جیسے میں خود یہ ہوں) اس کے بعد ایک ایکڑ میری بیوی فردوس کو سرمہ دے رہا ہے، یہ کہہ کر کہ یہ دنبل کی پڑیا ہے۔ تو میں نے اس آدمی کو مارا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ اس نے مجھے یہاں کا پتہ دیا ہے۔ تو میں یہاں آیا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ اگر وہ یہاں کا پتہ دیتا تو میں اس کو اپنے گھر بلاتا۔ اس کے بعد میں بے حد رو رہا ہوں اور اس سے معافی مانگ رہا ہوں اور فردوس نے سرمہ لگایا ہے۔ میں اس کو کہتا ہوں کہ یہ سرمہ آپ اس کالے کوٹ کی پاکٹ میں رکھتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ اس کے تو دو کالے کوٹ ہیں اندر والی پاکٹ میں اور بھی سفید پڑیا ہیں۔ **۱۶ ویں رات** بہت سارے آدمی سمندر میں نہا رہے ہیں۔ اور میں بھی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر غسل کر رہا ہوں اس کے بعد میں بھیرہ گیا ہوں۔ اور میں اپنی بہن کا گھر ڈھونڈ رہا ہوں آخر مجھے اپنی بہن کا گھر مل گیا ہے۔ اور وہ لیٹی ہوئی ہے اور اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ تو میں اس کو آواز دے کر پوچھتا ہوں کہ معلوم ہے میں آج چاند دن یعنی جمعرات سے تم کو ڈھونڈتا ہوں تم مجھے پہچانتی ہو؟ وہ کہتی کہ ہاں تم میرے بھائی بخش ہو۔ بعد میں کسی نے گرم گرم جلیبی میرے منہ میں ڈالدی ہے۔ اس کے بعد عبدالرحیم بیٹھا ہے اور وہ میرا گھر ہے۔ مینا اور فردوس بیٹھی ہوئی ہے۔ تو میں عبدالرحیم سے کہتا ہوں کہ کیا اسی کا نام ہمدردی ہے؟ میں نے تم کو منع کیا تھا کہ اس کمرے میں مت بیٹھو اور تم پھر اسی میں بیٹھے ہو۔ **۱۷ ویں رات** "چکر بند ہو گیا ہے۔

۱۸ ویں رات۔ میرے پاس ۱ پیسے ہیں دو دو پیسہ ہیں کوئی کہتا ہے کہ تم عدالت میں چھ پیسے کورٹ فیس داخل کرو اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ میرے حق میں ہی ہوگا" دو آدمی داخلے والے ہیں۔ اور ایک سرپوش میں خوشبودار مٹھائی رکھی ہوئی ہے اور میں کہتا ہوں میں لایا ہوں۔ **۱۹ ویں رات** ایک ہوٹل ہے۔ اس میں میں لیٹا ہوا ہوں تو فردوس مجھے پڑھ رہی ہے تو ایک عورت دروازہ کھول کر اندر آئی ہے۔ اور اس نے فردوس کو ڈانٹ کر نکال دیا ہے۔ مگر وہ خود لڑکا بنی ہوئی ہے اور مجھے لتاڑ رہی ہے۔ **۲۱ ویں رات** سامنے ٹھنڈے گھڑے پانی کے بھرے ہوئے پڑے ہیں تو ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ آپ بھی ٹھنڈا پانی پی لو تو میں اس سے کہتا ہوں کہ مجھے پانی کی ضرورت نہیں ہے مجھے آپ باتیں مجھے ٹھنڈی معلوم ہوتی ہے۔ اور میرا دل ایک دم ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ کیوں تم میرے وطنی ہو۔ اس کے بعد ایک آدمی رستے پر لگانے جایا کرتا تھا مگر اس نے آج انکار کر دیا ہے تو فوراً دوسرا آدمی مجھے پہونچانے میرے ساتھ آرہا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ اب میری ساری کمی پوری ہو گئی ہے۔ یہ جگہ منڈی پھیلو میں ہے۔ یہاں سے لوگ بگھی پر چڑھتے جاتے ہیں۔

۲۲ ویں رات میرے سامنے ایک ریچھ ہے وہ مجھے آگے نکلنے نہیں دے رہا ہے تو میں اس کی آنکھ بچا کر اپنے گھر پہونچ گیا ہوں اس کے بعد میں اور فردوس ہیں میرا لڑکا مر رہا ہے لیکن وہ ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا آدمی سے کہتا ہے کہ میں نے آپ کے لئے نیا کرتہ اور پاجامہ بننے کے لئے بولدیا ہے۔ اس کے بعد ماہم کا بازار ہے اور میں بیٹھ کر اپنے دوست کے لئے ایک خط لکھ رہا ہوں اور اس کی دوائی کی سفارش بھی کر رہا ہوں اس کے بعد میرا گھر ہے اور عورتوں کا جھنڈ کا جھنڈ ماہم کے بازار میں سے آرہا ہے۔ اور پوچھتا ہوا آرہا ہے کہ "علی بخش کے دواخانے کا راستہ کونسا ہے؟ تو میں کھڑے ہو کر ان عورتوں کو کہتا ہوں کہ میں ہی علی بخش ہوں میرا ہی نام علی بخش ہے۔ مگر آج دوائی نہیں ملے گی اتوار کے دن دوائی ملے گی اور تم اتوار کے دن آنا اور ان میں سے کسی آدمی کی آنکھ جاری ہے۔ اس کا بہت چرچا ہوتا ہے۔

محرم الحرام ۱۳۷۴ھ

ناسور بغل میں ہوگا۔ اس کے بعد ڈھاکہ سے کشتی دریا سے آئی ہے اور کنارہ لگی ہے۔ **اویں رات** ایک فقیر آیا ہے اور مجھ سے مانگتا ہے۔ تو میرے پاس پیسہ نہیں ہے تو میں دوسرے سے مانگتا ہوں تو وہ بھی انکار کرتا ہے میں نے پھر اس سے مانگا ہے۔ تو اس نے سب پیسہ میرے سامنے رکھا ہے تو میں نے اس بھوکے دیدیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دو لڑکیاں دوائی خانے میں آئی ہیں۔ ان میں سے ایک کے ساتھ بیرون ملک کی بات کروں گا۔ **دوسری رات**۔ ایک تھیٹر بنایا ہوا ہے۔ تو حضرت جی دائیا اعلان کر رہا ہے عاشق معشوق کا کھیل شروع ہے۔ تو میں **۳ ویں رات** کہتا ہوں کہ کھیل نہیں ہوتا ہے پاس ہوا ہے **۴ ویں رات** ایک پارسی کروڑپتی آیا ہے۔ اور اس کے ساتھ دو آدمی بھی ہے۔ اور ریل کی پٹڑی بچھی ہے۔ اور یہ لوگ سیدھے جا رہے ہیں۔ اور پاسی نے بوتل بھی بنایا ہے۔ اور میں نے دو پیسہ اٹھا لئے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ ممتاز علی کا لاکھ ہزاروں روپیہ کماتا ہے۔ میں ایسی نوکری کروں گا کہ آرام ہو آپ کو۔ یہ میں اپنی بیوی سے کہہ رہا ہوں **۵ ویں رات** کھیت کی جگہ ہے پانی لگا ہوا ہے اور بڑے بڑے نل ہیں۔ جیسے سیڑھی ہوتی ہے۔ اور بنے ہوئے ہیں اور وہ اور وہ پھوٹ کر نکل رہے ہیں۔ نل جو دوسرے کے کھیت میں ہے۔ پانی دے رہا ہے۔ اس سے لے کر اپنے کھیت میں لگا دیا ہے اور سب برابر معلوم ہو رہا ہے۔ اور کھیل **فتح جنگ** دربار لگا ہوا ہے **سلطان کی آمد آج شادمانی ہے یہاں آئی خوشی کی ساعت صبح کی مہربانی سے یہاں**۔ **۷ ویں رات**۔ **عدل کی تیرے شہرت روئے زمین اندر بلک فلک جن وملک کی ہے دعا قائم رہے راج وتاج**۔ **رب کا سایہ ہوئے اسی آن دشمن پہ پاوے فتح جگ میں بڑھے تو تیری شان**۔ میری مدد آگئی ہے۔ میرے خاندان کے لوگ سب میری مدد کرنے آئے ہیں **۸ ویں رات** اور مرد ان علی اور بہت سارے لوگ مائی لباس پہنے ہوئے ہیں اور جیل میں بند ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ان سب کو رہائی دی جائے تو۔ وہ سب قیدی رہا کئے گئے ہیں اس کے بعد کھیت تو وہاں سے میری موٹر چلی گئی ہے۔ اور وہ کنارے دریا پر کھڑی ہے اور لوگ آ جا رہے ہیں سب کھلا ہے۔ اور پاکستان اور ہندوستان تو موٹر پر لکھا ہے اوٹ آف آنڈیا اس کے نیچے سائیکل پر میں سوار ہو کر خوب دوڑا جاتا ہوں اور دریا کا کنارا ہے۔ پہونچ گیا ہوں اس کے بعد مطلبوں کی شادی ہو رہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ ماں تم ضرور جو میں مانگتا ہوں دیتی جاؤ پھر تو تم کو معلوم ہے کہ تمہارے غریب آدمی کے پیسے میں واپس کر دوں گا۔ میں بھاگی آ رہی ہے۔ اور میں جا رہا ہوں تو میں ناز کو کہتا ہوں کہ دیکھو وہ تمہاری خالہ ہے تو اس نے اس کو جا کر پکڑ لیا ہے۔ نہ اس نے مجھ سے بات کی ہے نہ میں نے اس سے بات کی ہے۔ بیس دن ہوئے ہیں۔ دروازہ گھر کا کھلا ہے تو ہمارے بال بچے کسی کو نہ کہیں تو میرے پاس جاں **۹ ویں رات** ہے تو میں نے نالہ لگا دیا ہے اس لئے کہ نہ کوئی اندر نہ گھس آئے اس کے بعد اقبال ایک سکھ لڑکے سے مصافحہ لیٹی ہوئی ہے تو مجھے بہت رنج ہوا ہے۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ یہ تو دیکھنا تھا کہ یہ سکھ ہے۔ کتنا لندھ ہے۔ تو وہ روتی جا رہی ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں تو معلوم ہوا ہے کہ یہ سب ایجنٹ کیا ہے تو سکھ لوگ تین تلوار نکال کر کھڑے ہیں اقبال کی نگہبانی کے لئے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ تجھ سے اچھی تو یہ ہے۔ کہ جس نے کہا ہے کہ دوستو مجھے ملتا جائے گا۔ تو میں رہوں گی۔ اس کے بعد شہنشاہ کا لفافہ آیا ہے تو میں کہتا ہوں معانی الحمد اور اس میں کچھ نصاب سا لکھا ہے۔ **اویں رات**۔ میں پیروں والے دروازے کے باہر محمد حسین سے ایک بڑے مکان میں ملا ہوں اور وہاں پر بھاگی اور دوسری عورتیں ہیں تو میں محمد حسین کو کہتا ہوں ہیں ویسی ٹوڑی تو سنا کر اور اس کے ہاں بارہ مونیم جو ہے اس کی تین سریں نکلی ہوئی ہیں۔ مگر میں نے اچھا بجانا شروع کیا ہے۔ تو اتنا تیز بجایا ہے کہ لوگ حیران ہو گئے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں میں نے بھی یہ ترانہ بڑے غلام علی خاں سے سیکھا ہے۔ جب وہ بمبئی آئے تھے۔ تو بیٹھ رہ دن رہے تھے۔ مگر زیادہ تر میرے ہی یہاں آتے جاتے تھے تو مجھے کہتے تھے کہ مولا تو ہمیں اچھا کھڈے میں لٹھا ہوں سب نے مل کے خدا کے ہاں جانا ہے۔ میں رنجیت کہتی ہوں تو بلقیس چندولال شاہ سے کہتی ہے کہ میں جاتی ہوں تو وہ کہتا ہے کہ کب آؤ گی۔ تو وہ کہتی ہے میں ابھی آتی ہوں۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ تم نے پہلے بھی کہا تھا کہ بیچ دلال شاہ ہے جس سے کہ سب نے دلالی کی ہے۔ تو بلقیس مجھے کنکر مارتی ہے اور میں اس کو مارتا ہوں تو اس کو گیند بغل میں لگا ہے جس نشان موجود ہے تو ابن صاحب بلقیس کو دکھا کر مجھ سے کہتے ہیں کہ "ربنشی ہی روشنی" ہے اس کے بعد کوئی آدمی مر گیا ہے۔

رہے ہیں۔ اور اس کے تین ٹکڑے کر دیئے ہیں۔

۲۰ ویں رات ایک بزرگ ہے وہ میدان میں آیا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ حضور میری عرض سنو۔ میں نے درود شریف پڑھا ہے ہاتھی بی اور کوڑہ بھی میں اچھا ہو رہا ہے۔ پھر میں کپڑا لپیٹ کر لیٹا ہوا ہوں تو ایک آدمی سیاہ سوٹ پہنکر تیار ہے اور مجھ سے گھومنے کے واسطے کہتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں میرا بھی دکھ سنو۔ میں لیٹ نہیں سکتا میں بھی پھروں گا چلوں گا۔

ایک سادھو میدان میں کھڑا ہے اور میں اس کو کہتا ہوں کہ حضور میری عرض سنو۔ میں نے درود شریف پڑھا

۲۱ ویں رات ہے میں نے دیکھا ہے کہ بہت ہی بڑی لکڑیاں پڑی ہیں۔ اور تختے بھی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ قرآن شریف لکھے ہیں۔ اس کے بعد میرا استاد ہستا ہرم سنہاسے صاحب ہیں تو میں کہتا ہوں کہ دیکھئے قدرت کا کام آپ کو اور مجھ کو اس کے بیٹے سے ہندوستان بھیج دیا ہے۔

۲۲ ویں رات ایک عورت بچے والی بیٹھی ہے۔ وہ مولا سنگھ کی عورت ہے میں پوچھتا ہوں تو وہ کہتی ہے کہ تین دن سے مجھے چھوڑ گیا ہے۔ اور میں تین دن سے بندگی کرتی ہوں۔

میں نے دیکھا ہے کہ مدھو مینا سفید کپڑوں میں ہیں اور ایک بڑی عمر کی عورت بیٹھی ہے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ تو میں اس سے پوچھتا ہوں کہ۔ تو وہ کہتی ہے کہ میں کنٹرولر بن گئی ہوں تو مدھو مینا کی ہمت پر کہتی ہے کہ جتنا روپیہ چاہوں دے سکتی ہوں۔ وہ کنٹرولر عورت کہتی ہے کہ میں کنٹرولر بن چکی ہوں تو میں کہتا ہوں کہ اس واسطے کیا خوشی فتسٹی ہوگی بندگان خدا کی خدمت کر رہی ہو خلق خدا کی سیوا کر رہی ہو وہ بہت مالدار ہے۔

۲۴ ویں رات میں پڑھ رہا ہوں۔

شاہ است حسین شہنشاہ است حسین ، دیں ست حسین دین پناہ است حسین
سردار، نہ دار دست در دست مزید ، حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسین

۲۵ ویں رات محرم کے دن ہیں۔ تو میں پوچھ رہا ہوں کہ معمول آیا ہے تو دوسرا کہتا ہے کہ نہیں آیا۔ محمد حیات آیا ہے جو کہ خوب مکرمی مجلس پڑھتا ہے محمد حسین نہیں آیا۔

۲۸ ویں رات میں اپنی گاڑی میں بیٹھ کر جا رہا ہوں۔ ان میں ڈائرکٹر فلم عطا محمد اور عبدالعزیز ہیں تو میں ایک کنٹریں پر گیا ہوں اور نہانے کے لئے پانی کھینچ رہا ہوں تو دونوں واپس آئے ہیں تو عطا محمد کہتا ہے کہ مجھے دو دو کے عطا محمد کی لڑکی علی بخش اپنی گود میں لے کر اس کا منہ چومتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عطا محمد کی بیٹی میری بیٹی ہے عطا محمد کی عزت میری عزت ہے تو میں نہانے لگا ہوں تو یہ دونوں لٹنے پٹی کر آئے ہیں۔ ان کے پاس خالی توتلیں ہیں

۲۹ ویں رات میری دو چادریں بچھی ہوئی ہیں ایک فقیر عیسائی ایک کالا بوڑھ گھس رہا ہے جو کہ بہت ہی سے تو ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ کہتا جا رہا ہے۔

یہ ظہور کا وقت ہے۔ یہ ظہور کا وقت ہے۔

تین روپیہ تو لا دینا۔ تو آدمی آئے ہیں۔ کوئی موٹا بڑا بزرگ بھی آئے گا۔ جو آکر بیٹھ گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ تمباکو جلی ہوئی راکھ بھی لے لینا۔ جب یہ کم پڑے تو وہ بھی اس کا کام دے گی۔

میری بڑی لڑکی کہتی ہے میں سپنا سے لڑی ہوں کہ تم نے اپنے ۴ خواب اپنے باپ کو ایسا دکھ میں رکھا ہے کہ خدا کبھی معاف کرے گا۔ میں شنکر پنا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں جو ہے اللہ ہی اللہ ہے ۱۱ واں خواب سلمیٰ ستارے کا کارخانہ ہے اس میں کاری گر لوگ کام کر رہے ہیں جس میں میری عورت ایک دم بھاری بھاری سچے ۲۵ واں خواب کپڑے پہنکر آئی ہے جو لال لال ہیں اور ہیرے موتیوں کے زیوروں سے لدی ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ آج میں انسان سے بن مانس نہیں آئی ہوں ہنسکر کہتا ہوں واہ رے میری تقدیر انسان سے بن مانسی میں آئی ہے۔ ایک پہاڑ ہے جس پر ہم تین آدمی ہیں ایک آدمی کہتا ہے دوسرے کو تمہارے پاس ایک چیز ہے ۲۹ واں خواب امامت کی نشانی ہے اور علی بخش کے پاس چار چیزیں امامت کی نشانی ہے۔ تو میرا کہنا ہے کہ یا تو تم علی بخش سے چار چیزیں امامت کی اگر وہ دیتا ہے تو لے لو نہیں تو تمہارے پاس ایک چیز اس کو دے دو

ربیع الآخر ۱۳۷۴ھ

مجھے ایک روپیہ کسی کو قرض دینا ہے ۴ واں خواب۔ میں نے ایک روپیہ قرض دے دیا ہے اور اس نے رسید پر محصول کی مہر لگائی اور مجھے دیدی ایک جگہ پر گیا میں۔ ایک مکان ہے اور تمام عورتیں سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور پانی مراد لینے آئی ہیں ۱۵ واں خواب ایک مرد سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہے جو کہ سب کو ان کی مرادیں کاغذ اور پانی کی چھوٹی چھوٹی پیٹ کر دے رہا ہے۔ میں بھی گیا ہوں اس نے مجھے بھی پانی ۲۰ واں خواب اور کاغذ پر کچھ لکھ دیا ہے اور کہتا ہے کہ جو تم مانگتے تھے وہ ہم نے تم کو لکھ کر دے دیا ہے اس کے بعد پہاڑ ہے اس پر میں گیا ہوں تو سامنے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ شاہ شمس تبریز مجھے ملے ہیں ملکہ ملنے کے لئے آرہے ہیں۔ سامنے ایک چارپائی بچھی ہے اس پر بیٹھ گئے ہیں ان کے سفید کپڑے ہیں میں ان کو دیکھ کر فضل شاہ کہتا ہوں ہولانا ابو نکلام آزاد ہیں میں ان کو چھڑے کے ہڑ سے مار رہا ہوں اور وہ ۲۵ واں خواب ہائے مائے کہتے جا رہے ہیں۔ میں ان کو کہتا ہوں بول بول تو وہ کہتے ہیں کہ ہیں بھی مسلمان اور تو بھی مسلمان۔ میں کہتا ہوں بول بول۔

جمادی الاول ۱۳۷۴ھ

معلوم ہوتا ہے کہ جمادی الاول ہے اور شنکر بھائی مجھے چاندی کے دو روپیہ دے ۱۸ ویں رات کر کہتے ہیں نیا سال مبارک ہو پھر میں نے دیکھا کہ صور اسرافیل۔ میں پڑھ رہا ہوں یا قہار و یا قیوم۔ میں ماہم شریف کی درگاہ گیا ہوں ۱۵ واں خواب اور نماز کے لئے وضو کرتا ہے پانی وہاں نہیں ہے۔ تو میں ایسے ہی اوپر چڑھتا جاتا ہوں وہاں ایک لڑکی ہے جو بہت ہی خوبصورت ہے اور میں اس سے پانی مانگتا ہوں وضو کے لئے تو وہ کہتی ہے وہ پانی کا گھڑا بھرا ہوا ہے۔ میں اوپر گیا ہوں ایک مکان ہے چھوٹا سا وہاں پانی کا گھڑا بھرا ہوا ہے۔ میں لڑکی سے کہتا ہوں پہلے جو نالہ بہتا تھا وہ کہاں ہے تو وہ کہتی ہے وہ دور بہہ رہا ہے اوپر ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے تھا کالے لباس میں وہ مجھ کو دیکھ کر دوسری طرف بھاگ گیا میں پھر دوبارہ پڑھتا ہوں یا قہار و یا قیوم میرے ہاتھ میں قلم ہے میں گھوڑے پر سوار ہوں ۲۵ واں خواب سہراب مودی ہے غالب کیمرے کی ڈائرکشن کر رہا ہے۔

رمضان ۱۳۷۴ھ

پنڈت جواہر لال نہرو ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ ہی ان پر حاوی ہیں۔ ۴ ویں رات ایک آدمی کہتا ہے کہ ہم آپ کو الف خوبصورت لکھکر تیار کر کے دے سکتے ہیں دے سکے ہیں۔ چھت پر بیٹھے ہیں میں بھی پہنچا ہوں ایک کہتا ہے ہم کو مولا سنگھ نے ۵ ویں رات بلایا ہے۔ میں کہتا ہوں مجھ کو بھی مولا سنگھ نے بلایا ہے۔ کیونکہ مولا سنگھ میرا شاگرد ہے۔ میں نے اس کو ہارمونیم سکھایا ہے۔ سید فضل علی شاہ ہے اس کے ہاتھ میں بورڈ لکھا ہوا ہے۔ میں نماز پڑھ رہا ہوں ۷ ویں رات میرے پیٹ پر ایک آدمی سوا ہے۔ ایک آدمی ایک لڑکی کو چھیڑ رہا ہے میں اس کو منع کرتا ہوں سید نے میرے ہاتھ وہ بورڈ دے دیا وہ کہتا ہے کہ دیکھو تم کو چھیڑ نہ دیا

تو لوگ اس میت کو میرے پاس لائے ہیں۔ میں نے جب دیکھا تو وہ مرا نہیں ہے۔ بلکہ ہاتھ پاؤں ہلانے لگا ہے۔ لوگ اس کو گھر ہی میں دفن کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ زندہ ہے میں ایک جگہ ہوں سب طرف سے کانٹے ہی کانٹے ہیں چاروں طرف لیکن مجھے ۱۴ ویں رات کوئی چبھتا ہے۔ میں گھوڑا کو جا رہا ہوں۔ میں نے ڈبل موزے پہن لئے ہیں۔ تو ایک بہت بڑا گویا ۱۵ ویں رات نظام کے پاس گیا ہے۔ اس نے اس سے بغیر گانا سنے اس پانسو (۵۰۰) روپیہ انعام میں دے دیا ہے۔ پہلے سب سے صبح کا وقت ہے۔ اور آفتاب ہو رہی ہے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ۔ پھر اقبال ہے سب لوگ سوئے ہیں تو میں کسی بات کے لئے کہتا ہوں کہ وہ کہتی ہے کہاں پھر مدھو دوڑ رہی ہے تو اقبال اس کے پیچھے لگی ہے۔ بہت بڑا سمندر ہے اس کے بیچ میں ہوائی جہاز اترا ہے۔ جب اڑا تو نیچے سے میں نے ۱۶ ویں رات پکڑ لیا ہے اور میں بھی اڑا ہوں۔ دریا کا کنارہ ہے وہاں پر ایک کشتی میں فوٹو گرافر میری فوٹو لینے لگا ہے ۱۸ ویں رات تو میں کالی کتاب میں لکھ رہا ہوں یعنی قلم میرے ہاتھ میں اور گورڈ ڈائری میں سنے لکھے ہیں۔ اور پھر میں نے کتاب بند کر لی ہے۔ اور اپنے تکیے میں رکھ دی ہے۔ اور کوئی مجھے کالی شیروانی پہنا رہا ہے تو مجھے کہتا ہے کہ "روزا ور طاقت سے پلزا ور ایکشن دو اور میں میک اپ میں ہوں۔ میرا نوکر قد آدم آئینہ میں منہ بنا بنا کر دیکھ رہا ہے۔ میں نے اس کو خوب مارا ہے میں اس سے کہتا ہوں کہ "یہ ماں بہنوں کا گھر ہے۔ تجھے شرم نہیں آتی۔ وہ کہتا ہے کہ صاحب مجھے معلوم نہیں تھا ایک مالک بیٹھا ہوا ہے بہت سے لوگ روٹیاں تنور میں لگا رہے ہیں اور ۲۰ ویں رات گانا گا رہے ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں اور مالک اٹھا ہے اور اس نے آکران آدمیوں کو دیکھا ہے۔ اور کہتا ہے کہ کام بہت اچھا ہو رہا ہے اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوا تو میں کہتا ہوں دنیا ہو کہ اس ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں آپ کے دوا خانے میں گیا تھا۔ مجھے فائدہ ہوا ہے۔

صفر ۱۳۷۴ھ

میں درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآفتاب محمدہ پہلی رات پھر ایک آدمی آفتاب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پھر میں آیۃ کریمہ پڑھ رہا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں میلاد ہو رہا ہے۔ ۲ ویں رات میں یہ نظر پڑھ رہا ہوں الفت ہے اس بنی کی جو دل میں ہماری ہے۔ کھنگے گنا ہیں آپس میں چپ رہو تم۔ آواز مصطفےٰ کی کانوں میں آرہی ہے۔ آئی ہاتھ جنت لکر چلو گن ہیں حضرت بنی کی بیٹی بیڑے تیرا رہی ہے۔ اس کے بعد میدان کربلا ہے خیمے لگے ہیں۔ جنگ شروع ہے میں گھوڑے پر ہوں لوگ میرا پیچھا کر رہے ہیں اور میں اڑنے لگا ہوں۔ کرام کاتبین نے میرے حصہ میں دسہ کی دو الکھی ہے جو کہ میرے پاس ہے میں اپنے سسرال والوں ۳ ویں رات سے کہہ رہا ہوں۔ میں اکبر بادشاہ ہوں بیٹھا ہوں۔ دریا کا کنارہ ہے کوئی اندر نہیں جا رہا ہے میں نے غوطہ لگایا ہے۔ سب سیاہی میرے پیچھے دریا میں کود گئے ہیں۔ میں نیچے بیٹھ میں تیر رہا ہوں ۴ ویں رات مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہے۔ میں اختر کے پاس گیا ہوں سب لوگ کہتے ہیں اختر اچھا ہے اور اس کے گھر والے خراب ہیں مکان کے اوپر میں اس سے ملا ہوں۔ وہ کہتا ہے میں سب کو تنخواہ دیتا ہوں اور یہ لوگ نہیں مانتے تم میرے ساتھ رہو۔ سروری حیدری کا دروازہ ہے اوپر ڈانس ہو رہا ہے میں سیڑھیوں پر چڑھا ۵ ویں رات گیا ہوں۔ کلہاڑی میرے ہاتھ میں ہے۔ دس روپیہ بابو نانک چندر نے دیا ہے اس پر کچھ ڈنگا ہوا ہے میں نے صاف کر کے ۶ ویں رات واپس دے دیا ہے۔ جنی بخش اور میں ہوں سانحو چلتے جا رہے ہیں وہ پیشین گوئی کرتا ہے وہ کہتا ۷ ویں رات رات ہے میں نے کہا تھا چمڑا ہے وہ بیل نہیں ہے۔ ایسا ہی ہوا۔ ہم اور ہم لڑ کر کام کریں گے تو سب پر حاوی ہو جاویں گے عورت حکم میں رہے تو پکھی اور پدمی ہے ورنہ کچھ نہیں۔ میں مینا کے گھر گیا ہوں وہ گھر میں نہیں ہے تو بہت بڑا لوہے کا دروازہ ہے ۸ ویں رات میں نے اس میں تالا لگا دیا ہے۔ میری عورت صالحہ ہے اندر میں بیمار پڑا ہوں میں کہتا ہوں مدد آئی ۹ ویں رات فوراً آگئی وہ کہتی ہے چلو میں کہتا ہوں کہاں وہ کہتی ہے قبرستان میں اس کے پاس ایک بہت بڑا پہاڑ ہے اس کے نیچے شیطان ہے میں چلا ہوں پر ریل کا پھاٹک بند ہے میں نے اپنے ہاتھوں سے کھولا ہے اور پہاڑ کے نیچے گیا ہوں تو وہ شیطان شولہ بن کر بجھا گا تا

ربیع الاول ۱۳۷۴ھ

محرم الحرام ۱۳۷۵ھ

ایک بڑی عمر کے آدمی نے ایک کنواری لڑکی کو اپنی عورت بنا لیا ہے **پہلی رات** تو میں کہتا ہوں کہ میرے پاس وہ گنج العرش ہے۔ اتنے میں ایک مکان کے دوسرے منزل پر میں پہنچا ہوں۔ میرے ساتھ میری چھوٹی لڑکیاں ہیں۔ بہت سارے آدمی ہیں جو وہاں سے آجا رہے ہیں۔ ایک پردہ پڑا ہوا ہے دوسرے طرف ایک مرد اور ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے تو جب آدمی سمجھ چلے گئے تو ہم کو انھوں نے جگہ دی ہے تو وہ آدمی کہتا ہے۔ پردہ کر لیا ہے۔ میں نے وہ پردہ کھول ہٹا کر رکھ دیا۔ اس مرد کا نام ضابخش ہے اور عورت کا نام فتح ہے۔ میں اپنی چھوٹی لڑکی کو کہتا ہوں کہ تمہاری پھوپی نے کیسی اچھی جگہ تم کو دی ہے۔ جہاں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے اور بدن میں لگ رہی ہے تم سو جاؤ۔ بہت بڑی مسجد ہے جو کہ پھولوں سے سجائی ہوئی ہے اس میں ایک سفید لباس پہنے **تیسری رات** ہوئے بہت بڑا بزرگ ہے اور اندر حجرے میں جا رہا ہے ادھر میں اور میرا سب سے بڑا بھائی عالم دین میرے ساتھ ہے اور وہ کہتا ہے کہ دیکھو نہ یہ ہمارا بہنوئی ہے۔ اس کے بعد محبوب صاحب گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور میں ان کو کہتا ہوں کہ بڑے صاحب سے انجکشن لگوا آؤں تو وہ کہتے ہیں کہ لگوا آؤ۔ مصر ہے۔ جہاز بندرگاہ پر کھڑا ہوا ہے اور رنجیب پریسیڈنٹ مصر اترا ہوا ہے **چوتھی رات** اور توپ ہے اور ایک بہت بڑا مینار ہے جو نیچا اونچا ہے کوئی کہتا ہے کہ سلامی کے لئے توپ داغ دوں تو نجیب کہتا ہے کہ نہیں دو پیالے میں ایک میں دودھ اور ایک میں شربت مجھے دیا ہے اور میں دونوں میں پانی ملا کر پیا ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں امام علی چلو ان اماموں میں داخل **۵ ویں رات** ہو جاؤں۔ اس کے بعد ظفر ہے خاکی وردی ملیٹری کی پہنے ہوئے ہے اور گاندھی کی ٹوپی لگائے ہوئے ہے اور ایک موٹے آدمی کو پکڑے ہوئے اور اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی بیڑی ہے اور وہ آدمی بھی ویسے ہی کپڑے پہنے ہوئے ہے اور ظفر پہلے پیڑی منہ پر مارنا شروع کیا تو کوئی دوسرا آدمی ظفر کو کہتا ہے کہ ایسی کچی بات نہیں کرنا کہ اس آدمی کو مارو۔ محرم کے دن ہیں اور باہر سے بہت سارے سید آئے ہوئے ہیں جن کا لک **۶ ویں رات** دوسرا ہے اور بیجو رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مارا گیا مارا گیا یعنی حسین اور ادھر ادھر عورتیں کالے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہوئی ہیں میں ان سب کو کہتا ہوں کہ جسے جسے باہر کے لوگ آئیں پرساں دینے کے لئے تو سب کے سب صف باندھ کر ان کی عزت کے لئے کھڑے ہو جایا کریں۔ بہت بڑا میدان ہے اس میں ایک مرد اور ایک عورت میرے ساتھ ہیں **۷ ویں رات** میری خدمت کے لئے مرد کے ہاتھ میں پانی کا گھڑا ہے میرے استنجا کے لئے اس کے بعد دو ریل گاڑی آنے والے ہیں جس پر میں چڑھ گیا ہوں وہ آگئی ہے لیکن لوگ کہتے ہیں کہ اس پر نہ چڑھو اتنے میں دوسری بھی گاڑی اسی وقت آگئی ہے تو ایک آدمی مجھے گیہوں کا آٹا سب سے بڑا بورا بھر کے دے رہا ہے تو قل کر میرے پاس کپڑا نہیں ہے اسی نے مجھے کپڑا دیا ہے اٹا اس میں باندھ دیا ہے ایک آدمی کے سر پر رکھ دیا ہے اور ریل پر لادنے کے لئے جا رہا ہے اور میں ساتھ میں ہوں اس میں سے تھوڑا آٹا گرا ہے میں اٹھا کر جھولی میں رکھ لیا لیا ہے گاڑی اپنے چلنے کے وقت سے زیادہ رکی ہے ہمارا انتظار کر رہی ہے تاکہ میں اس میں بیٹھ جاؤں۔ بعد اونچی مسجد ہے اس کی چھت پر لوگ نماز کے لئے چڑھ رہے ہیں اور میں بھی چڑھ **۹ ویں رات** گیا ہوں۔ چھت پر ریتی اور سمنٹ جگہ جگہ پڑا ہے۔ اوپر چھت پر پلستر ہونے والا ہے بھوری بھگن مجھے دعا دے رہی ہے۔ خدا ترقی دے اس کے بعد میں پڑھ رہا ہوں۔ اوم اللہ تیرا نام پتی تی پاؤں سیتا رام سیتا رام پھیج سیتا رام سب کو سنتی دے بھگوان۔ کہو تو بیڑا پار ہمارا تیرے سوا نہیں کوئی سہارا اتنے میں سر بندر مجھے یہ کہتا ہے جیلو۔ تو دیکھیوں کو کر سودھا۔ پتی تی پاؤں سیتا رام میں سیاہی ہوں اور جنگ پر گیا ہوں آگے دور کالے کالے بہت سارے **۱۱ ویں رات** آدمی ہیں۔ ان کا میرا مقابلہ ہے۔ وہ مجھے دیکھ کر بھاگ گئے ہیں۔ اس کے بعد ایک نانک کمپنی ہے اس میں ماسٹر غلام نبی بھی ہے۔ ایک آدمی باجا بجانے کی نوکری کرنے آیا ہے اور وہ کچھ اچھا باجا نہیں بجاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مجھے دو مہینہ کی نوکری نہیں کرنی ہے۔ اس کو میرا ڈر ہے تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں تمہاری جگہ باجا بجانے کی نوکری نہیں کرونگا۔ اس کے بعد میں نے باجا اتنا زور سے بجایا ہے کہ سب کمپنی والے میرا منہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور میں گانا بجا رہا ہوں کہ گل کھل رہے ہیں کس ڈھنگ کے۔ گوری گوری لتا چمکے گل کھل رہے ہیں کس ڈھنگ کے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا اونچا پہاڑ ہے میں اس پر چڑھا جا رہا ہوں۔ اس کے بعد

ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں لکھا کیا ہے تو اس بورڈ میں چیف کی تعریف ہی تعریف لکھی ہے اور اوپر لکھا ہوا ہے فضل الٰہی اسکے بھائی بابو نانک چند بیٹھا ہوا ہے اور وہ ایک آدمی سے میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ وہ ریاض کرتا ہے تو وہ کہتا ہے جی ہاں اس نے اوپر سے جا اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا ہے۔ میں ہارمونیم بجا کر خوب گاتا ہوں۔ سُر اوپر تک پہنچ ہے تو وہ کہتا ہے ہاں ۲۰ ویں رات دوسرا آدمی کہتا ہے نہیں۔ اس کو مار کر کے بھگا دیا۔ دور دیکھا کہ جَو کے دانے بھیڑے ہوئے ہیں منو کی شکل میں ہے میں چلتا جا رہا ہوں شیخ فضل الٰہی کے گھر کا راستہ بھول گیا ہوں لوگ کہتے ہیں وہ تو مر گیا ہے میں کہتا ہوں اس کا نام تو زندہ ہے۔ ابھی میں سات راستہ پہنچا ہوں۔ لوگ ہیں میں ان کو کہتا ہوں میرے پاس تپ دق کی دوا ہے تم لوگ اس سے فائدہ اٹھاؤ دوسرا کہتا ہے کہ یہ دوا سب مریضوں پر جادی ہے میں کہتا ہوں تم وہاں آؤ جہاں میں رہتا ہوں کونے کونے سے آدمی آیا ہے۔ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ (شب قدر میں نے دیکھا ہے ایک بزرگ نے بیٹھے ایک خط دیا ہے اس پر لکھا ہے کہ علی بخش صابری مہدی

ذی قعدہ ۱۳۷۴ھ

مگر تم سات راستہ والے ابھی تک نہیں آئے میں محمد کو موٹر پر چڑھا کر اپنے گاؤں لایا ہوں اور اس کا لڑکا بنی ہے میں ۵ ویں رات اس کو کہتا ہوں تم اس کو پہچانو۔ پھر میں کہتا ہوں چلو باپ کے پیر یانے کے یہاں۔ پیروں والا دروازہ ہے۔ اس کے باہر بہت بڑا محل ہے اور مسجد تیار ہو گئی ہے اور اس پر کشمیری کام ہو رہا ہے۔ ۹ ویں رات میں گھر سے دریا پار گیا ہوں۔ میرے سر پر مشک پانی کا ہے۔ اور پہاڑ پر چڑھتا جا رہا ہوں۔ تو ایک آدمی اُدھر طا اور مجھ سے کہتا ہے تمہارا نام کیا ہے۔ میرے ہاتھ پر لکھا ہوا ہے علی بخش۔ وہ کہتا ہے تمہارا بھائی محمدؐ تو گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔ اوپر پہاڑ کے سب سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور گاؤں کے لوگ نماز پڑھنے آئے ہیں۔ ماہم کی مسجد ہے اس میں میں نے نماز پڑھی ہے سب کے ساتھ دعا مانگ رہا ہوں۔ ۱۵ ویں رات دو آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرا استاد بھی ہے۔ وہ کہتا ہے تم آپس میں فیصلہ کر لو میں کہتا ہوں فیصلہ کرنے والے کی ایسی کی تیسی میں نے آپ سے پایا ہے اور آپ نے مجھے بتایا ہے۔ ۲۵ ویں رات جھولا ہے۔ ہیر اور رہیرو گا رہے ہیں۔ رو ٹھ گئے روٹھ گئے۔ میرے ہاتھ کا تھیلی لکھا ہوا ہے۔ اس کو میں نے آیا ہوں اور دوا بھی لایا ہوں ۲۷ ویں رات راستہ میں ایک آدمی نے مجھے روکا ہے اور آخر میں اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ لوگ کہتے کہ ۲۹ ویں رات چلو بھیرے چلو میں کہتا ہوں کہ ہم ابھی پاؤں پاؤں چل کر پہنچ جائیں گے۔

ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ

صدیق بیٹھا ہوا ہے۔ میں کام کر کے تھک گیا ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ دیکھنے کی انتہا ہو گئی ۴ ویں رات ہے۔ مجھے اس نے بستر بچھا دیا کہ آپ آرام کرو۔ اور میں کام کرتا ہوں۔ میں بھیرہ پہنچ گیا ہوں۔ آگے بھائی اور بھابھی سے دو بیٹھی ہے تو میں کہتا ہوں عید مبارک ہو تو وہ کہتیں ہیں دیکھو کتنی دیر سے کہتا ہے ۱۱ ویں رات کہ عید مبارک ہو فردوس کا حصہ بٹ گیا فردوس میرے ساتھ ہے۔ پک بانی کا نالا بہہ رہا ہے دونوں طرف سے پھوارے چھوٹ رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نکلا ہوں یہ سمندر کنواں ہے اور بھیرا ہے فردوس کہتی ہے یہ مچھلی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کاجل لگانے سے اندھے کو آنکھ آجاتی ہے کیڑھی کیڑھی صفت کران۔ میں حیدر نیک۔ مسیدی مظہر ذات ۲۷ ویں رات خدا واحد قدرت مدد دی میں یہ پڑھا ہوں یا حسین دارین دما یک نبیں سینو ر کاسے مدد غریب دی آن پہنچو سخی عباس علمبردار سید عطاء اللہ شاہ ہاشمی میرے پاس ہے کاروار اپنے ملک میں ہیں میں کہتا ہوں شاہ جی ۲۹ ویں رات آپ ہی دو حرف لکھ دیجئے جب وہ یہاں ہوتے ہیں تو میرے بڑے خیر خواہ ہوتے ہیں اور وہاں جا کر بھول جاتے ہیں۔

ختم شد

صفر المظفر ۱۳۷۵ھ

دو عورتیں ہیں ایک عورت خوب گا رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ میں ایسا پہلی رات اچھا بجایا ہے کہ اس کے دل سے جو آواز نکلتی ہے تو میں بھی وہی لگاتا ہوں اس نے چاندی کا زیور اس قدر پہنا ہوا ہے کہ وہ زیور سے لدی ہوئی ہے۔ اس کے بعد دین محمدؐ اولیندی والا آیا تھا تو میں نے دین محمدؐ کے ساتھ بھی ایسا ہی بجایا تھا کہ جس کا جواب ہی نہیں ایسا وہ دو بار ادین محمدؐ آنے کو بالکل تیار ہے اور اپنے گانے میں صرف رنگینی بھر رہا ہے اس کے بعد پشاور شہر ہے بابو دیوی دتا مل میرا استاد مجھے اسٹیشن پر پہنچانے آرہا ہے تو میں چلتے چلتے ان سے یہ بھی کہتا آتا ہوں کہ میں نے شہر کے پورے محلے نہیں دیکھے ہیں صرف میں نے کریم پورہ دیکھا ہے۔ مردان علی اور اس کی عورت ہے۔ ایک کنواں ہے اور اس میں میں ہوں۔ ۲ ویں رات اینٹوں کے دروازوں سے پانی کے پھوارے نکل رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں اوپر والوں سے رسی پھینکو تو اوپر سے رسی آتی ہے جو میں پکڑ کر کنوں سے باہر آگیا ہوں۔ ایک تیار راستہ ہے اس میں چل رہا ہوں۔ میرے گود میں میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ ایک پتلی اور بوڑھی عورت آتی ہے اور اس لڑکے کا منہ رو رو کر پوچھتی اور چوم رہی ہے مجھے کہتی ہے کہ پانچ تعویز آتے ہیں ایک تعویز فتح محمدؐ کے لڑکے محمدؐ کے بازو پہ باندھ دیا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کہہ رہے ہیں کہ ایسا لباس پہنو اور کچھ ہدایت کر رہے ہیں ۴ ویں رات تو دو آدمی شیروانی تنگ پائجامہ پہنکر باغ میں آئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ راجہ مہاراجہ معلوم ہوتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے ایسا بولا ہوگا کہ شیروانی اور تنگ پائجامہ پہنو۔ تو وہ بے دھڑک بولتا ہے کسی سے نہیں ڈرتا میدان ہے اور ایک آدمی لوہے کا سامان جوڑ ٹھی کے کام آتا ہے وہ بیچ رہا ۵ ویں رات ہے۔ اور بیحد سامان اس کے آگے پڑا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ تم میرے دوست ہو میں تم سے رعایت چاہتا ہوں۔ جو سو روپے کا مال ہے مجھ کو پانچ روپے میں دو۔ اور وہ دے رہا ہے سامان اس کے سامنے بکھرا پڑا ہے اس کے بعد اقبال کی سالگرہ ہے اس میں میوزنگ بج رہا ہے۔ میر انجش نے بہت اچھی سارنگی بجایا ہے جو کہ کلی وال کا ہے اور اس کے ساتھ اللہ دیا بھی ہے عورتیں بھی بے حد آئی ہوئی ہیں اور میری قوم کے آدمی بھی سب کے سب ہیں ایک عورت دوسری عورت سے کہتی ہے کہ یہ ہمارے پیچھے آرہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں نے سب سن لیا ہے جو تم کہہ رہی ہو کہ ہمارے پیچھے آرہا ہے تو وہ شرما گئی ہے آدمی بے شمار آئے ہوئے ہیں میر انجش اور اللہ دیا نے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ ان آدمیوں کے بیچ میں کہیں گھوم رہے ہیں۔ میں لوگوں سے پوچھتا ہوں یہ دونوں کہاں ہیں آدمی کہتے ہیں کیسی قدر ہوتی ہے یعنی میر انجش کی۔ ۷ ویں رات میں گاتا پھرتا ہوں۔ ہے بھگوان سامنے اشرف خاں کھڑا ہے اس کے ایک ۱۶-۱۵ سال کا لڑکا کھڑا ہے وہ میرے پاس آیا ہے۔ مجھے کہتا ہے آپ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں تو میں کچھ گاتا گاتا ہوں کیا یعقوب ہے بھگوان۔ میں بہت اونچے پہاڑ پر چڑھ گیا ہوں۔ وہاں پر ایک آدمی مٹی کا تیل کا ۸ ویں رات چشمہ ڈھونڈ رہا ہے اور اس کو مل بھی گیا ہے۔ میں اس کو دیکھکر کہتا ہوں پہلے یہ کیشو رسا ہو کے پاس کام کرتا تھا اس کے بعد میرے بھتیجی حاقاں مجھے کہتی ہے بابو جی کرم بھر دیا ہے۔ میں کہتا ہوں بنی اسرائیل کی لڑکی ہے بعد میں کنیز ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں نے ۹ ویں رات بھی تو آپ کے نام کی عزت کی ہے۔ وہ میری بیحد عزت کر رہی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سارے سکھ ہیں۔ اور دربار صاحب کھلا ہوا ہے سنگت سب بیٹھی ہوئی ہے اور میں کہتا ہوں استتی۔ گرنتھی صاحب گرنتھ گھرے بیٹھے ہوئے ہیں ۱۰ ویں رات بارات جا رہی ہے گھوڑے سب سفید ہیں اور اور جوان کے اوپر سوار ہیں ان کے لباس سفید ہیں ۱۳ ویں رات اس میں میں اکبر بادشاہ ہوں اور میں کہتا ہوں کہ مل گیا ہے اس کے بعد بہت سارے آدمی کھڑے ہوئے ہیں اور میرا منہ دیکھ رہے ہیں۔ اور میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ دوائی سے فائدہ ہو تو کہنا سچ ہے۔ اللہ کی دی ہوئی یہ دوائی ہے نہیں تو کچھ نہیں اور چچا فضل بڑھی بھی کھڑا ہے دو مور ہیں۔ یہ زادہ ملداہیں۔ میں ہیں کہتا ہوں پہلا امام اور آخر امام ایک ہیں ۱۴ ویں رات میں دیکھ رہا ہوں کہ گونگے لڑکے کی کوئی بات ہے تو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ستتی کے وقت ۱۵ ویں رات تعویذ بھر لینا چاہیئے ایک ڈاکٹر کشمر ہے جو کہ کمال ہے وہ مجھے کہتا ہے کام کرتا ہے یا نہیں تو میں چپ سن رہا ہوں۔ اس نے کہ پیسے ملتے ہی نہیں ہیں تو وہ پھر مجھ سے یہ کہتا ہے تم کو پائھ کرنا ۱۶ ویں رات ہے یا نہیں میں کسی دوسرے کو یاد کرنے کو دے دوں تو میں کہتا ہوں کہ صاحب آپ پائھ کو کیا کہتے ہیں مجھے پائھ تو حفظ ہے اور یاد ہے مجھ سے زبانی سن لیجئے وہ کہتا ہے

میرا مکان ہے اور میں اندر ہوں۔ باہر مریض بہت آئے ہیں تو میری ماں نے مجھے آواز دی ہے۔ میاں علی بخش۔ میاں علی بخش باہر آؤ مریض بہت آئے ہیں اس میں سے دو آدمی انور آگئے ہیں۔ ایک کی عورت بیمار ہے وہ اس کی حقیقت لکھ کر لایا ہے۔ باقی بیمار بیٹھے ہیں کچھ پرچیاں پر ہیں اور کچھ دیوار پر ہیں جو لکھ کر لایا ہے وہ پڑھ رہا ہے کہ یہ تکلیف ہے۔ یہ تکلیف ہے بیگانہ رہی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ دوا اگر تبرک ہے تو بھگند را چھا ہو جائے گا۔ تو میں یہ سن کر یہ کہتا ہوں کہ اللہ سب اچھا کرے گا۔ میاں فضل الٰہی ہیں سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور مجھے کہہ رہے ہیں **۱۲ ویں رات** کہ دو چار روز سے میرا پیٹ خراب ہے۔ تو میں ان کو کہتا ہوں کہ آپ دوائے لیجئے آپ اچھے ہو جائیں گے اس کے بعد دیوان رام لال ہیں اس کا لڑکا غریب ہے تو اس کی جتنی دولت چلی گئی ہے تو دیوان صاحب نے دعا کو ہاتھ اٹھایا تو اس کی جتنی دولت چلی گئی ہے وہ بھی اور اس کی دونی دولت اور بھی آگئی۔ ایک اندھا ہے اس کو تھوڑی روشنیاں آگئی ہیں۔ **۱۳ ویں رات** ماسٹر غلام حیدر کے گھر پر گیا ہوں تو وہاں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان **۱۴ ویں رات** سے میں پوچھتا ہوں۔ ماسٹر صاحب کہاں گئے وہ کہتے ہیں باہر گئے۔ ہم آپ کو نہیں پہچانتے میں کہتا ہوں کہ اگر بیٹی ہوتا تو مجھے پہچانتا اگر منی ہوتا تو مجھے پہچانتا میں تو بھائی موتی۔ بھائی اتنے میر علی سب کو پہچانتا ہوں۔ جب وہ آئیں تو کہنا ماسٹر علی بخش آیا تھا اور وہاں گھر کے سامنے بجدیا پانی ہے اور بہہ بہہ کر پانی نکل نکل رہا ہے اور بہہ رہا ہے جیسے معلوم ہوتا ہے کوئی چشمہ ہے میرے کان میں آواز آتی ہے کہ تھوڑا تھوڑا دعا قنوت پڑھ لیا کرو۔ اس کے بعد حملہ ہے اور وہ میری عورت کو اصل اور اچھا کھل رہا ہے اس کو وہ دیکھی ہے (درس گاہ دیکھی ہے) **۱۶ ویں رات** غلام علی ہیں اور اس والدہ کرم بھری میرے پاس آئے ہیں کہ خلاصی **۱۷ ویں رات** کی شادی ہے تم بھی آنا۔ میں نہیں گیا پھر مجھے خیال آیا کہ چلو اور میری بھی شادی ہے آگے جا کر دیکھا تو غلام علی اونٹ کے پیچھے نچا رہا ہے اور میں اس کو دیکھ کر بجد داد دے رہا ہوں۔ میں کہتا واہ۔ واہ سبحان اللہ حد ہو گئی۔ حد ہو گئی۔ دو موٹر کاریں ہیں ایک کالی اور ایک لال ان میں میں اپنا سارا کنبہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک بھر بھر کر لا رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں بوبلی۔ قسط قلوب کم **۱۸ ویں رات** میں کہتا ہوں ۸۰ برس تمہارے کے بعد دیکھتا ہوں کہ میلہ لگا ہوا ہے **۲۰ ویں رات** اس میں عورتیں ہیں جو بہت خوبصورت ہیں۔ میری عورت مجھ سے کہتی ہے تم کو درد ہے ملوانا ہے تو میں کہتا ہوں ہاں تو وہ کہتی ہے جاؤ ملواؤ۔ اس کے بعد سامنے مولانا ابوالکلام آزاد کھڑے ہیں۔ کوئی مجھے کہتا ہے کہ بھیرے سے ایک فقرا آیا ہوا ہے۔ آپ ملنے کے لئے۔ تو میں سوچتا ہوں کہ **۲۱ ویں رات** وہ کون فقیر ہے۔ پھر میرے خیال میں آیا ہے کہ کرم الٰہی میرا بھانجہ آیا ہوگا۔ میں جب جاتا ہوں تو وہ نہیں ملتا ہے۔ جب میں چلا آتا ہوں تو مجھے ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ اس کے بعد دو موٹر کاریں ہیں ایک پر میں سوار ہوں اور دروازے کے پاس لا کر کھڑی کر دی دوسری میں دیکھتا ہوں دولت رام بہت سارا آدمیوں کو لا رہا ہے میں نے اس کو روکا کہ ذرا ٹھہر و لیکن وہ میرے پاس آ ہی گیا ہے۔ اندر سے آدمی بیسوں نکلے آ رہے ہیں۔ جو کہ برقوم کے ہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلمان ٹرٹر کر مر رہے ہیں اور کٹ کٹ کر قتل ہو رہے ہیں **۲۲ ویں رات** اور میں کہتا ہوں مسلمانوں ادھر دیکھو تو سہی ادھر دیکھو سہی اس کے بعد فردوس مجھے کہہ رہی ہے کہ میرے پاس ۱۰۰/ روپے ہیں میرے لے لیوں ظفر تو وہ کہتا ہے کہ سونے کا کنگن لے آنا۔ تو میں ہاتھ اٹھا کر دعا کر کے کہتا ہوں کہ آمین۔ آمین۔ آمین برسات بہت زیر دست ہو رہی ہے میں کہہ رہا ہوں شاہ جہاں اور نور جہاں کھڑے ہیں **۲۳ ویں رات** میرا تولیہ سفید اس میں کچھ داغ ہوا ہے اڑکر دریا میں پڑ گیا اور بہتا جا رہا ہے میری بیوی عورت کو دیکھ کر اس کو پکڑنے گئی ہے۔ تو دونوں کبھی ڈوبتے ہیں اور کبھی تیرتے ہیں اس کی عورت نے تولیہ کو پکڑ لیا اور کنارے پر آ گئی ہے اور میرو مجھے کہتا ہے یہ آپ کا ہے لے لیجئے۔ گانا ہے۔ ناتھ شرن تو ری آئے ہم آئے اتی دیکھ پائے **۲۵ ویں رات** شرن آئے ہم نہاری دور کرو دنڈ سارے۔ دیا کرو جگدیش ہم پہ بھگتی جن بچائے۔ ناتھ شرن تو ری آئے ہم آئے اتی دیکھ پائے سنو کہتے کیا ہیں برہما شش سارد پھیرے نارد گا تیرے۔ سو ہوا ہاں بات رہتی ہے من میں رات دن۔ ناتھ شرن۔ ۔ ۔

چوبیسویں رات: بہت سارے آدمی میرے پیچھے ہیں اور دروازہ کے اندر میں اسجدا رہا ہوں میرے پیچھے فرودس ہے آگے ایک بزرگ چل رہا ہے میں تین دروازوں سے پار ہو کر پلیٹ فارم پر چل رہا ہوں اور دیکھتا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ یہ میرا دوست ہے

پچیسویں رات: ایک بہت بڑا افسر ہے اسیں بخشی صاحب جھاڑو دے رہے ہیں۔ پہلے ان سے ایک بچہ جھاڑو لے رہا تھا پھر میں جھاڑو لے کر کہتا ہوں کہ بخشی صاحب جھاڑو لینا آپ کا کام نہیں ہے ہمارا کام ہے **چھبیسویں رات:** یک عرض گفتم پیش تو درگوش کن کہ تار ہے حق کا کبیر کرم تو بے عیب پروردگار ہے۔ **ستائیسویں رات:** مالی گرچرنی جت لائیے پربھ چوسے کر پال کمل پر گاسے سدا سدا ہر بھجائیے گھٹ اودھٹ دوئیاں سب اٹھائیں ہر پورن برہم دکھائیے اس تت کریں سیوک من کیتیں تیرا انت نہ پایا جائے اٹھائیسویں رات: ایک کھنی بیٹھی ہوئی ہے مجھے دیکھ کے کہتی ہے صدقے صدقے کیوں نہ ہراں جواے ساڈے بھلے دی کرنا۔

شوال المکرم ۱۳۷۵ھ

پہلی رات: چار جالیں بھری ہوئی ہیں لوگوں سے اور سب کھانا کھا رہے ہیں۔ **دوسری رات:** لوگوں میں کھانا بٹ رہا ہے لوگ باہر کھانا کھا کے بیٹھے ہیں۔ میں اور مالک دونوں اندر ہیں پہلے وہ کھائے گا پھر میں کھاؤں گا۔ **تیسری رات:** ایک عورت اور ایک مرد دونوں سفید گھوڑوں پر سوار ہیں۔ ان سب کو ایڈوانس ملا ہے اور میں نے بھی پچیس روپے ایڈوانس مانگے ہیں۔ صاف کہلئے تو مجھے بیس روپے ملے ہیں **چوتھی رات:** آدھ سیر گھی میں نے خریدا ہے آزمائش کے لئے۔ بنئے نے کچھ دانے اور پیڑا وغیرہ ملا کر مجھے دیا۔ اور کہا کہ کوئی عورتاں کسی کی باتوں میں نہ آنا وہ اس کو کھا لے جانا۔ **پانچویں رات:** ایک مسلمان ہے اس کے بچہ کو دمہ ہوا ہے کہتا ہے کہ اس کو دمہ ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ اچھا کرے گا۔ ہمارا کام دوا دینا ہے۔ اچھا کرنا اللہ کا کام ہے اللہ اچھا کرے گا۔ **چھٹی رات:** ایک عورت گا رہی ہے اور مجھے کہتی ہے کہ ٹی بی کب اچھا ہو گا۔ میں نے کہا مہینہ دو مہینہ میں۔ تو وہ کہتی ہے نہیں ایک مہینہ میں۔ پھر پوچھتی ہے کھانسی کب اچھی ہو گی۔ میں نے کہا ایک مہینہ میں وہ کہتی ہے نہیں آٹھ دن میں اور وہ دھوبی کی عورت ہے خوب یاد کر کے گاتی ہے میں وہاں سے چلا ہوں تو دھوبی گھاٹ پر پوچھا ہوں میں دھوبی کو کہتا ہوں وہ تو خوب لم کو یاد کرتی ہے دھوبی کہتا ہے اللہ حسین اس کو خوش رکھے۔ **ساتویں رات:** میں نے دیکھا ہے ایک منزلہ مکان ہے اس پر سرارجی ڈیسائی وزیر اعظم بیٹھے ہیں میں بھی اس کے پاس بیٹھا ہوں انہوں نے اپنے کپڑے اتار کر مجھے پہنا دیئے اور میرے کپڑے خود پہن لئے ہیں۔ میں ان کو کہتا ہوں حضور اور پنکھا جھل رہا ہوں وہ سو گئے پھر اٹھ کر نیچے اتر کر میں چل رہا ہوں اور میرے ہی کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ میں اٹھ کر نیچے گیا ہوں۔ وہاں کے کپڑے ان کو دے کر اپنے کپڑے خود پہن لئے وہ کھانا کھانے اپنے کمرہ میں چلے گئے ہیں میرے لئے کھانا بھیجا ہے اور وہ کھانا میرا بھائی محمد بخش لایا ہے ساگ بھاجی بڑی لذیذ ہے میرا بھائی مجھ سے کہتا ہے کہ یہ بہت اکڑو ہے میں کہتا ہوں دھرمی آدمی تو ہیں جو بڑے مدبر ہیں قابل ہیں اندرا پنڈت نہرو اور دوسرے سردار جی بھائی ڈیسائی مجھے اور ایک دوسرے آدمی کو فی بی کا بخار چڑھا ہے۔ **آٹھویں رات:** میں کہتا ہوں کہ بابا الیشور اس دورہ کرنے والے میں دوسرا آدمی کہتا ہے ریل یا گاڑی پر۔ میں کہتا ہوں ہوائی جہاز کے چوتھے درجے پر بیٹھ کر جانے والے ہیں جو کہ جہاز چل پڑا ہے اور پہاڑوں پر اڑتا جاتا ہے۔ دھان ایرانی کا ہوتل ہے سب دکانیں بند ہیں یہ کسی کو سوار کرنے کے لئے گئے ہیں **نویں رات:** اونٹ پر سوار ہو کر سمندر کے کنوئیں سے پار اتر گیا ہوں۔ لکھا ہوا ہے تم کھاؤ اور خوب کھاؤ۔ کاغذ لکھے ہوئے ہیں ایک پر میرا نام ہے اور کھانا ہے چاول روٹی بھاجی ترکاری **دسویں رات:** مینا کسی کے پاس گئی ہے دل بہلانے کو **گیارھویں رات:** روس کا پہاڑ ہے لاکھوں آدمی کھڑے ہو کر دعا مانگ رہے ہیں۔ اللہ مہربان ہے خدا مہربان ہے۔ **بارھویں رات:** میں وضو کر کے نماز پڑھ رہا ہوں۔ **تیرھویں رات:** ہندوستان سے کشمیر اور کشمیر سے چین کے گاؤں گاؤں میں پھر رہا ہوں۔ ڈیڑھ سیر میرا بلڈ پریشر ہے۔ وہ جج کو چلا گیا ہے **چودھویں رات:** کتے کو میں نے روٹی کی بتری ماری ہے اور وہ مر گیا ہے بعد میں جج سنگھ نے مجھے ایک رنگ کپڑے میں لپٹا ہوا دیا ہے وہ ایک کاغذ کی تھیلی میں ہے میں اسمیں کچھ جواہرات چھپا رہا ہوں۔ میں جج سنگھ کو کہتا ہوں میں نے کچھ چرایا نہیں ہے اندر کچھ کھایا نہیں ہے جیسا تھا ویسا ہی ہے۔ کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی۔

پندرھویں رات: میرے سامنے سلور پکا ہوا رکھا ہے سب لوگ کھا رہے ہیں ایک شخص کہتا ہے کہ تم نے کتنا [illegible] کتنی مرتبہ کھائی

کرسب کو ایک ریپلسل دینی ہے ساتھ بیز نیس کے۔ تو میں کہتا ہوں بڑی خوشی سے ریپلسل دیجئے۔ پہلی بات کچھ عمل اس کے بعد میں بھیرے سے موڑ سے آرہا ہوں۔ اور من موہن **۱۹ ویں رات** سنگھ ایک موٹر سائکل پر آرہا ہے۔ اس کے آگے ایک چھوٹا سا بچہ بیٹھا ہوا ہے تو میں پکار رہا ہوں سردار جی۔ سردار جی۔ تو میرے پاس آکر کھڑا ہے تو وہ چھوٹا بچہ زبردستی اور کر میری گود میں آیا ہے تو میں اس کو پیار سے اپنی گود میں لے لیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ بخشی جی کی کیا حالت ہے اتنے میں مبارک سنگھ بھی آگیا تو وہ کہتے ہیں کہ وہ بیمار ہیں ہم ان کو حکیم کے پاس لے گئے تھے جو کہ گاؤں میں رہتا ہے۔ بخشی جی پڑے ہیں سامنے بابا نانک کی بڑی فوٹو یعنی تصویر لگی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں غریب نواز سامنے عبدالرحمٰن آرہے ہیں ان کو دیکھ کر خاموش **۲۰ ویں رات** ہوگیا ہوں کہ مجھے پہچانتے ہیں یا نہیں۔ انھوں نے مجھے سلام کیا ہے۔ میں نے کہ میں جانکے آپ کو سلام نہیں کیا ہے کہ آپ مجھ کو پہچانتے ہیں یا نہیں۔ تو آپ نے پہچان لیا ہے۔ کیونکہ میں بھی یہاں سال کے سال آتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ ۲۳ تاریخ کو یہاں ہندوؤں کا بہت بڑا میلہ لگنے والا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کوئی ہیر دین اپنا کام کر رہی ہے اور وہ اسٹیج پر گر گئی ہے **۲۱ ویں رات** یہی اس کا کام ہے اس نے مجھے پانچ ہزار فوٹو کا بڈ دیا ہے خرچ کرنے کے لئے وہ کہتی ہے کہ دو روپیہ روز تھوڑا تھوڑا خرچ کرنا۔ میں اپنی کتاب پڑھ رہا ہوں اور اس پر ایمان لا رہا ہوں۔ **۲۲ ویں رات** میری عورت ہے اس کی ماں ہے اور میں ہوں میری عورت **۲۵ ویں رات** نے مالک سے ہیر دین بننے کا سٹل کر لیا ہے اور وہ اس کو ٹ جا رہی ہے کام کرنے کو تو وہ کہتی ہے کہ دوسرا مالک پیسہ زیادہ زیادہ دیتا۔ میں کہتا ہوں نہیں چاہیئے جس مالک کو ہم پہچانتے نہیں ہیں اس کے پیسہ نہیں چاہیئے۔

ربیع الاوّل ۱۳۷۵ھ

مالک قاضی نے کمپنی بنائی ہے۔ اس نے کام کے لئے مجھے بلایا ہے۔ میں گیا ہوں تو **پہلی رات** سامنے رفیق رضوی کیچر ڈرٹیکر بیٹھا ہے شروع ہوگیا ہے۔ بہت ساری عورتیں برقع پہنے ہوئے ہیں اور کھیل میں بیٹھ گئی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے اٹھکر دوسری جگہ چلی گئی ہیں دوسری جگہ کھڑی ہوگئی ہیں اور ایک نے برقع اٹھا دیا ہے۔ جو بہت ہی خوبصورت ہیں اور مرزا مشرف مجھے ملے ہیں اور کہتے ہیں جتنی مجھ سے ہوسکتی تھی میں نے اتنی تعریف آپ کے مالک قاضی سے کردی ہے۔ پھر میں جانا چاہتا ہوں اور وہ راستے میں کچے چمڑے گائے کے پڑے ہیں راستہ بند ہے اندھیرے دوسرا راستہ مل گیا ہے اور میں سمندر کے کنارے پہنچ گیا ہوں ٹھاکر بودھا نند بھائی اللہ دیا سے کہہ رہے ہیں کہ جو میں کہوں لکھ لیا کرو **۴ ویں رات** اور رقم بھی آجایا کرے۔ اور میں بھی ایک بک اسٹال ہے لوگ بک خرید رہے ہیں اور سب چھوٹے بچے ہیں تو اندر ایک کھلنے رنگ کا فادر **۵ ویں رات** کھڑا ہے دوسرے اسٹال پر رہتا ہے۔ آج کادر پیچ رہا ہے تو میں نے بھی بک لیا ہے میں چاہتا ہوں کہ دوسری بھی بک خریدوں تو میں بول رہا ہوں کادر فادر تو وہ بولتا نہیں ہے جو مجھے بک دی ہے اس میں کچھ بھی نہیں لکھا ہے سب صاف اور خالی ہے۔ بڑی حسرت کا میں پڑھ رہا ہوں **۱۲ ویں** رات روشن آرا خوب مزے میں گا رہی ہے۔ اس کے بعد دواخانہ ہے جس میں تین چار مریض ہیں تو مالک دواخانہ مجھ سے کہتا ہے کہ کل تین چار مریض آئے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ تین چار مریض باہر جاکر کہیں کے تو بخشا ہے مریض آئیں گے بخشی برکت کی جگہ ہے۔ یہ جگہ نہ چھوڑنی چاہیئے اس کے بعد گاڑی دوڑی جا رہی ہے میرا چاندی کا روپیہ گر گیا بھنگن کے ہاتھ میں ہے وہ نہیں دیتی ہے تو میں گاڑی سے اترا روپیہ بھنگن سے لے لیا ہے۔ پھر مجھے گاڑی لیکر چل پڑی ہے پہلی گاڑی چلتے چلتے کھڑی ہوگئی تھی پھر چل پڑی ہے۔ میں پڑھ رہا ہوں کلمہ تو پاک ہستی دلیکھتہ کہ تطہیرا **۱۵ ویں رات** میں شرف الدین کے گھر گیا ہوں۔ تو وہ سب لوگ مامی روشنائی کے گھر میں ہیں تو میں کہتا ہوں **۱۶ ویں رات** یہ تو مامی روشنائی کے گھر میں میں بھی اندر چلا گیا ہوں دیکھا ہے تو وہاں پر سید مہدی راجا بھی بیٹھا ہے تو ہم نے پوچھا ہے کہ میری طبیعت کیسی لگتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ کچھ کمزور لگتی ہے وہ پوچھتا ہے کہ ایسا کیوں ہے تو میں کہتا ہوں تفکرات سے۔ یہ کیسے ہوگا۔ یہ کیسے ہوگا۔ میں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جو صرف خواب ہی خواب ہیں جس میں تمام انبیاؤں اور تمام ہندو اوتاروں کی۔ عیسائیوں کی اور سکھوں کی خوبیوں یاد رہیں اور جتنے بدھوں کو دیکھا ہے۔ وہ کہتا ہے واہ میرے پاس [illegible] ہے اور میں پاکستان میں بھیرہ گھوما پھرتا ہوں تو مجھے کوئی نہیں پوچھتا ہے مجھے بھاگ بھری شہر دیکھانے لے گئی ہے [illegible] شہر کا بھول گیا ہے تو مجھے کہتی ہے کہ تمھاری عورت نے اپنی ماں کو بھی زیور لئے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ میں نے فی روپیہ

کہ گھاس بچے مت پھینکو تو انہوں نے روک دیا ہے اوپر سے اوپر چڑھ گیا ہوں اور منہ سے پڑھتا جا رہا ہوں:
وَاَیَّدَنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَیَّدَنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اس کے بعد پل کے اوپر دو بیل کھڑے ہوئے ہیں جس کا رنگ بالکل سفید ہے جیسے انڈا اور میں اس کو لے کر پار ہو رہا ہوں۔

گیارھویں رات:۔ میں کہہ رہا ہوں اشرفی الگ ہو جائے۔ میں وغیبت کمپنی گیا ہوں مالک چندو لال شاہ سے حساب کر رہا ہوں ادھر مکتبی ایکٹرس کچھ کھانے پینے کا سامان لے کر جو کہ ہر قسم کا ہے لے کر بیٹھی ہے تو وہ چندو لال شاہ کو آواز دے رہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ ذرا ٹھہرو ہم بھی تو یہاں نوکری کر چکے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ چندو لال شاہ روبرو کی بلڈنگ میں داخل ہو چکا ہے اس کے بعد چنے اور گوشت تلے ہوئے ہیں تو میں ایک چھوٹا سا بچہ ہوں۔ اور میں کھانا جا رہا ہوں۔ اس کے بعد چنے اور گوشت تلے ہوئے ہیں تو میں ایک چھوٹا سا بچہ ہوں۔ اور میں کھانا جا رہا ہوں اس کے بعد نہانے کی جگہ ہے اور وہاں کورے گھڑے سے پانی بھر بھر نہا رہے ہیں تو میں نے بھی ایک کورا گھڑا بھرا ہے لیکن مجھ سے اٹھایا نہیں جاتا تو محمد شفیع آیا ہے اور اس نے نیچے سے اٹھا کر اوپر لے گیا ہے اور پھر نیچے لا کر رکھا ہے۔

بارھویں رات:۔ بہت بڑا دریا بہہ رہا ہے اس میں کشتیاں چل رہی ہیں اور کشتی بہت بڑی ہے اور اوپر پل ہے ایک چھوٹی کشتی ہے وہ بھی چل رہی ہے۔ ادھر بہت سارے آدمی میرے پاس بیٹھے ہیں اور میں نے کپڑے پہن کر بیٹھ گیا ہے اور وہ مجھ سے کہتی ہے اس آدمی کا پھٹا ہوا پاجامہ سلوا لینا تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ کون ہے تو وہ کہتی ہے کہ یہ آخری باقی کا آدمی ہے اور میری دوسری ایک گاڑی لال رنگ کی ہے بنانے کسی آدمی کو سوار کر کے نہیں بھیجے ہے تو میں کہتا ہوں میں اسے چلنے نہیں دوں گا۔ وہ کہتی ہے کہ ایسا ہی چلے گا تو اس کی پیٹھ کو ہاتھ سے پکڑ کر کہتا ہوں "اچھا بیٹی جیسا تو نے برا کیا اور میرے دل کو تکلیف پہنچائی تیرا بھی ایسا ہی ہو۔ اور میں دیکھوں۔ اور میں خوش ہوں۔ میں غصے اور دکھ میں جل رہا ہوں۔

پندرہ ذی القعدہ:۔ آنکھ کے بیمار میرے پاس ہیں اور میں ایک بہت بڑے کمرے میں بیٹھا ہوں۔ سولھویں رات:۔ بلڈنگ بن کر اور روغن لگا کر تیار ہو گئی ہے مکمل ہو گئی ہے جس طرح روغن فرنیچر میں لگتا ہے اور اسی طرح کا روغن لگا ہوا ہے (۱) اس کے بعد میں سڑک پر جا رہا ہوں ایک آواز اتنی اچھی آ رہی ہے جیسے کوئی گانا ہو جا رہا ہو۔ بعد میں میں وہاں پہنچا ہوں۔ دیکھا ہے کہ سڑک آدمیوں سے بھری ہوئی ہے لوگ آ جا رہے ہیں۔ اور دو آدمی الگ چل رہے ہیں۔ سڑک کے بازو میں ایک نے ابھی گانا شروع کیا ہے جو کہ بہت اچھی آواز میں گا رہا ہے۔ میں نے فوراً اس کو دوڑ کر پکڑ لیا ہے میں نے اس کو کہا۔ واہ سبحان اللہ۔

لالہ حیات میرا نام علی بخش ہے اور میں اس کے سینے سے لگ گیا۔ اور سینہ بہ سینہ لگا ہوا ہوں۔ اس کو کہتا ہوں لالہ تم زندہ ہو آپ کا تو کہیں پتہ ہی نہیں تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ لالہ مر گیا ہے مگر آپ تو زندہ ہیں۔ اور اتنی اچھی آواز ہے کہ سبحان اللہ آپ کی آواز میں تو کوئی کمی نہیں۔ اور انہوں نے ٹرالی کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ سر پر صافہ ہے اور گاڑی پر سب سوار ہونے والے ہیں، پبلک بہت ہے ریلوے اسٹیشن سامنے ہے اور ابھی گاڑی نہیں آئی ہے انتظار (۲) میں دریا کے پار سے واپس آ رہا ہوں ایک آدمی کھڑا ہے میں اس سے کہہ رہا ہوں میں دریا کے پار گیا تھا۔ وہاں ایک کا نام کوڑی تھا۔ وہ وہ تمہارا ہے تو میں واپس آیا ہوں۔

سترھویں رات:۔ میں مندر کے دروازے پر کھڑا ہوں تو اندر سے پجاری آیا ہے۔ اس نے میرے کانوں پر پتے چھوٹے چھوٹے لگائے ہیں اور بھبھوتی میری آنکھوں پر لگایا ہے۔ میرے سامنے جھکا ہے اور پرنام کیا ہے اس کے بعد ایک مکان ہے وہاں میں چار سو ایک (۴۰۱) روپیہ لے گیا تو سب نے مجھ سے قرضہ لے لیا ہے۔ اور مجھے کوئی دیتا نہیں ہے۔ حسین بی اور اس کا مرد ہے تو میں ان سے اپنا قرض مانگتا ہوں۔ تو وہ لوگ بھی ہنس رہے ہیں۔ اور سنتے ہی نہیں تو میں اس کو کہتا ہوں میرے روپے قرضہ دے دو۔ وہ نہیں سنتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں تمہارا بھلا کبھی نہ ہو گا۔

ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ

یکم ذی قعدہ: مجھے مہاراج کی لڑکی کو ایک جگہ ناچ کا کام میں نے دلوادیا ہے تو وہ مجھ سے کہتا ہے کہ وہ امرت سر میں آپ کو گالی دیتا تھا کہ میری لڑکی کا سنتے میں ناچ کروایا۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں نے اس کو تو زیادہ پیسہ دلوایا ہے کہ کسی بڑے آدمی کا بھلا میرے ہاتھ سے ہو جائے۔ اگر وہ گالی نکالتا ہے تو نکالے تو وہ کہتا ہے کہ اب وہ کیا گالی نکالے گا۔ اب تو وہ بالکل جیتے جی اس کی مجال نہیں ہے کہ گالی نکالے۔ **دوسری رات:** محمد شفیع آگیا ہے پہلے وہ یہاں نہ تھا۔ تو کوئی کہتا ہے کہ یہاں نہیں۔ اپنے گھر میں تھا۔ محمد شفیع کہتا ہے بیس دن ہوئے میں کہیں گیا تھا مجھے خود معلوم نہیں ہے کہاں گیا تھا۔ سلطان بابا کہتا ہے میں بیمار لاؤں گا۔ **پانچویں رات:** ایک شاعر نے کچھ شعر کہا ہے تو میں اس کو بے پناہ داد دے رہا ہوں۔ میں چلا جا رہا ہوں وہ اپنی بے حد داد سن کر میرے پیچھے آرہا ہے۔ اس کے بعد ایک مکان ہے اس کے اندر ہندو کھانا کھا رہے ہیں۔ تو میں پوچھتا ہوں میں اندر آسکتا ہوں۔ تو ہندو لڑکا کہتا ہے کہ اس کے گھر والے اس سے بہت ناراض ہوتے ہیں کہ تو نے کیوں روکا ہے۔ تو وہ پھر کہتا ہے اندر آجائیے تو میں اندر چلا گیا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ میرا استاد مہتہ ہرسہائے مرحوم تھا جس نے اپنے گھر کی ساری چابیاں مجھے دی ہوئی تھیں۔ اس کے سارے کام گھر کے میں کرتا تھا۔ اور وہ بھی برہمنوں میں سے ہے اس کی ذات اونچی ہے۔ اس نے مجھے بالا پڑھایا اور لکھایا تھا اور وہ بھی برہمنوں میں سے ہے اس کی ذات اونچی ہے۔ اس نے مجھے بالا پڑھایا اور لکھایا تھا بلکہ اس نے اپنے گھر کی سب کنجیاں مجھے دی تھیں بلکہ گنپت رائے پریمی تھے سب لوگ شرمندہ ہو رہے ہیں۔ **سولھویں رات:** میرا ماموں چنا بیٹھا ہے تو اس کے سامنے خورشید میری شکایت لے گئی ہے کہ باوجی مدھو کو کہتے ہیں کہ تیرے منہ پر تھوکتا بھی نہیں ہوں تو چنا ماموں مدھو کی طرفداری میں تو میں اس کو کہتا ہوں کہ سور کا خون کھاؤں جو میں نے اس کو ایسا کہا ہو۔ تم ابھی ریاکار ہو اور ریاکاری کر رہے ہو۔ اگر میرا راج ہوتا تو میں مدھو کو ختم کر دیتا۔ جیسے اس نے مجھے تھفت دی ہے۔۔۔ اس کے بعد حاجیوں کا قافلہ آیا ہے جس کو پولیس والے دھکیل رہے ہیں۔ میں نے پہچان لیا ہے کہ حاجی فضل قادر معہ اپنے لڑکے کے حج کرنے جا رہے ہیں تو میں دوسرے سے کہتا ہوں کہ میں نے پہچان لیا ہے کہ حاجی فضل قادر ہے۔ تم ان کو بلاؤ اور جانے دیدو۔

ساتویں رات: میں بیٹھ گیا ہے پھر دوسرے دن ایک بہت بڑا بانیچہ ہے اس میں بھی انگریز لوگ جوا کھیل رہے ہیں اور وہاں پٹھان چوکیدار ہیں۔ تو میں ان سے کہتا ہوں تم کیوں منع نہیں کرتے ہو کہ جوا نہ کھیلے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارا منع کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ انگریز کا ہے جو ان کی مرضی میں آئے سو کریں۔

اس کے بعد میں کالی کملی اوڑھے ہوئے ہوں اور میں دوائی کسی کونے میں چھپ گئی ہے جو مجھے ملتی نہیں ہے دوسرے کو بلایا ہے ڈھونڈنے کو۔ اس کے بعد میں اکیلا ہوں اور پہاڑ اور جنگل ہے تو وہاں بے حد بھاری سانپ نکلا اور لپٹ ہی تو گیا ہے تو جیسے میں کہتا ہوں گو گو (GO GO) تو وہ زمین میں دھنس گیا ہے۔ اس کے بعد ایک چک کرنے والا آیا تو مجھ سے پیٹ مانگتا ہے تو میں نے دیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں دیتا تو میں کہتا ہوں کہ اس کا دوسرا تو میرے پاس ہے میرا سامان ہے اور اس میں تان پورہ بھی ہے تو وہ گاڑی میں چلا گیا ہے۔ دوسرے کی گاڑی ہے اور میں پوچھتا ہوں کہ اب کیا ہوگا۔ تو ایک آدمی کہتا ہے تمہارے دو۔ سلطان کہتا ہے میں بیمار لاؤں گا۔

اٹھارویں رات: میں شہادت کی انگلی بل میں ڈال کر کہتا ہوں تم کو روح حسین کی قسم ہے کہ اس کو کاٹو۔ تو وہ سانپ فوراً کاٹتا ہے پھر سامان بندھ گیا ہے اور دھوپ بہت ہے تو ایک آدمی کہتا ہے چھاؤں میں بیٹھو۔ تو ہم چھاؤں میں بیٹھ گئے ہیں **انیسویں رات:** میرا وطن ہے میرا گھر ہے اور میرے ہی لوگ ہیں وہ لوگ ایک نیا گھر بنا رہے ہیں۔ ایک پٹھان جانے والا ہے جس کو قرضہ لینا ہے دس روپیہ اور آنہ، ۱ آنہ وصول کر لیا باقی کے لئے کہا ہے ان سے دس روپیہ لے لینا۔

بیسویں رات: میں نے غسل کیا ہے نیک بہت بڑا سمندر ہے اسی سے لگا ہوا ایک پل ہے جس کی سیڑھی سمندر سے لگی ہوئی ہے یہ غسل کر کے سیڑھیوں پر چڑھ رہا ہوں۔ اوپر سے فردوس بیگم ہری ہری گھاس کاٹ کاٹ کر گرا رہی ہے تو میں ان کو کہہ رہا ہوں

قلعہ تو اپنی کھولی کے اندر بند ہے۔ بلانے پر بھی وہ باہر نکلتا نہیں ہے۔ **متائیسو میوراٹ**:۔ سکھر کا پل ہے اس طرف قادر ہے اور اس طرف میں کھڑا ہوں اس نے مجھے چابیاں دے کر کہا ہے کہ بس۔ پل بہت خطرناک ہے اور پل کی جالی بنی ہوئی ہے جس پر سے اس نے مجھے چابیاں دے دی ہیں۔ **اٹھائیسو میں مراٹ**:۔ دو آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور ٹی ٹی کے جاریں اور اچھے ہوئے ہیں۔ **انتیسو میں مراٹ**:۔ ایک ٹیلہ پہاڑ ہے اس پر سے ایک بچہ گرا ہے مگر زندہ ہے بعد ایک چھلانگ میں نے لگائی ہے تو میں سیدھا آ کر کھڑا ہوا ہوں۔ یہ پہاڑ جیسے لنک کا پہاڑ ہے۔ پھر چھلانگ لگائی ہے۔ پھر چھلانگ لگائی ہے۔ اور نیچے تین چھلانگ میں آیا ہوں۔ ایک آدمی اپنا کالا میک اپ کر رہا ہے نقل کا کام کرنے کیلئے اور اس کے بال گھنگریالے ہیں تو وہ مجھ سے کہتا ہے **میں مظہر خان** دکھتا ہوں۔ تو میں کہتا ہوں بے شک ہو بہو تم مظہر خان معلوم ہوتے ہو۔ اس کے بعد ایک جگہ عورتیں کالے کپڑے پہن کر اپنی مراد لینے آئی ہیں اور یہ شیعہ عورتیں ہیں اور ایک بزرگ بھی وہاں پر ہے جو کہ کالے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور وہی لوگوں کو تعویذ دیتا ہے تو وہ سب کو کاغذ میں لپیٹ کر ایک پانی کی شیشی دیتا جاتا ہے تو اس نے مجھے میری مراد دی ہے تو وہ کہتا ہے کہ **جو کچھ تم کو چاہیئے تھا ہم نے سب کچھ لکھ کر دیدیا ہے** اس کے بعد میں وہ لے کر چلا ہوں تو شمس منیر مجھ سے پہلے آ رہے ہیں اور سامنے بیٹھ گئے ہیں تو میری شیشی گر گئی ہے اور وہ گر کر جاری ہے تو میں اسے نہیں روکتا ہوں۔ وہ خود کچھ دور جا کر رک گئی ہے۔ تو میں نے اس کو اٹھا لیا ہے تو وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ **فضل شاہ** ہیں وہ فضل شاہ ہیں۔ اس کے بعد ایک عورت آئی ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ تو ابھی آئی تھی۔ پھر کیوں آئی تو میری عورت مجھ سے کہتی ہے کہ روپیہ چاہیئے تو یہ عورت یوں ہی روپیہ لینا چاہتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ میرے پاس نہیں ہے

ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ

یکم بقرعید:۔ میرے پاس دوائی کی پڑیاں ہیں اور ایک عورت ٹی بی کی بیمار بھی ہو گئی ہے **۲ ذی الحجہ**:۔ میں اپنی عورت کے پاس لیٹا ہوا ہوں۔ اور بیمار بہت سے ہیں تو وہ اچھے ہو رہے ہیں اور میں اٹھ کر ان کو دوائی دے رہا ہوں اس کے بعد کوئی بہت سارا گرد ہے تو میں نے اس کو پکڑ لیا ہے۔ اس کے بعد ہم سو رہے ہیں۔ تو ابن صاحب اپنی بہن سے کہہ رہے ہیں کہ باوجی کو بولو آپ سے ملنے کیلئے اختر علی آئے ہیں۔ میں دروازے میں گیا ہوں۔ تو سامنے چودہ پندرہ برس کا بچہ سفید کپڑے پہنے کھڑا ہے میں اس سے پیار سے باتیں کر رہا ہوں۔ میں بنارس گنگا کے کنارے کھڑا ہوں تو اس کا پاٹ بالکل چھوٹا سا ہے سامنے یار لوگ کام کر رہے ہیں اور اس طرف بھی لوگ کام کر رہے ہیں میں سامنے کھڑے ہوئے آدمی سے پوچھتا ہوں کہ اس گھاٹ کا نام کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ **حافظ کاظم** پلاٹ کرا انا نسس اچھے ہو رہے ہیں اور **میں نے اپنی ننگی چھن لی ہے**۔ **۵ ذی الحجہ**:۔ میں نماز پڑھنے لگا ہوں۔ مٹی اور گھاس پڑی ہوئی ہے تو ایک عورت **فرد دس** کہتی ہے کہ یہ گھاس اور مٹی پڑی ہوئی ہے آپ نماز کیسے پڑھیں گے۔ تو میں کہتا ہوں کہ **مٹی اور گھاس کو ہٹا دوں گا۔ اور ہم مٹی کے تو بنے ہی ہوئے ہیں**۔ اور میں مٹی ہی میں جا رہا ہے اور میں نماز پڑھنے لگا ہوں۔ اس کے بعد گانا بجانا ہو رہا ہے تو مجھے بھی چودھری نے ایک روپیہ انعام میں دیا ہے مگر مجھے نہیں ملا ہے اور وہ چودھری آ کر مجھ سے پوچھتا ہے کہ تم کو روپیہ نہیں ملا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ روپیہ ہم نے دے دیا ہے اتنے میں وہ ثلیمہ دکھانے لگ گیا ہے پہلے اس نے مجھے ثلیمہ دکھایا ہے میں دیکھ کر بڑی تعریف کر رہا ہوں۔ پھر اس نے دوسرا نگینہ انگوٹھی پر چڑھا ہوا دکھایا ہے جو سرخی ہے اور بے پناہ چمک رہا ہے تو میں اس کی حد سے زیادہ تعریف کر رہا ہوں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ سائیں بخت جمال تو یہاں سے بیحد روپیہ لے جاتے تھے اس لئے میں نے تم کو ایک روپیہ دیا ہے۔ اس کے بعد ریل گاڑی جانے والی ہے شیلا نے فیروز کا لڑا کا جو شمشیر ہے بازو سے لٹکایا ہوا ہے۔ پلیٹ فارم پر لا کر ڈال دیا ہے اور ایک چھوٹا لڑکا ہمارے پاس ہے تو جس کو اس نے ڈالا ہے تو میں نے اٹھا کر اپنی گاڑی میں ڈال لیا ہے اور گاڑی چل پڑی ہے گاڑی میں فرد دس بھی ہے اور یہ لڑکا شیلا نے بھجوا دیا ہے اس کے بعد عبدالرحیم ہے۔ اور میں کہتا ہوں الحمدللہ۔

۶ ذی الحجہ:۔ گیارہ بارہ برس کے بہت سارے لڑکے ایک دم سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ یتیم

اٹھارہ ذی قعد:۔ میں نے دیکھا ہے کہ فخر الزماں شعر پڑھ رہا ہے۔ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔
انیسویں رات:۔ میں اور میری عورت دونوں لیٹے ہوئے ہیں تو میں نے دیکھا ہے کہ ایک آدمی کالی قمیص پہنے ہوئے ہے ہمارے پائنتانے بیٹھا ہوا ہے اور دیکھ رہا ہے۔ تو میں نے پکارنا شروع کیا ہے۔ چور چور وہ بھاگنے لگا ہے تو میں نے پیٹنا شروع کر دیا اور مارتے مارتے اس کی گردن اڑ گئی ہے۔ تو وہ اوندھا ہو کر گر پڑا ہے تو میں دیکھتی ہوں کہ یہ کون ہے تو وہ بہت غور کرنے کے بعد کہتا ہے "یہ سانپ ہے" ایک عورت چھ ماہ کا بچہ لے کر آئی ہے اور بچہ اس نے اپنے چوتڑ پر اس طرح باندھا ہے کہ پوتے اژدہے کی شکل ہو گئی ہے۔ اتنے میں ایک انگریز عورت آئی ہے اور انگریزی میں مجھ سے بات کر رہی ہے اس کا منہ کالا ہے۔ میں بیحد رو رہا ہوں کہ مجھے معاف کر دو۔ میں معافی چاہتا ہوں تو وہ کہتی ہے گھبراؤ نہیں گھبراؤ نہیں۔ بیسویں رات:۔ میں کہتا ہوں ساری بواسیر ایک گولی ہو گئی ہے۔ دیکھو خدا کی شان۔ اس کے بعد گانے کی کانفرنس ہے اور اس میں گانے والے گانا گا رہے ہیں تو طبلہ والا طبلہ بجاتا ہے اس کے بعد میں ایک دم سریں گا رہا ہوں جو کہ بہت ہی اچھا ہے اس کے بعد میں میں طبلہ والے سے کہتا ہوں یہ کیا سیدھا سادہ طبلہ بجاتا ہے بھائی ہمیر اور بھائی مہند نے ان کے جیسا ساز کسی نے نہیں بجایا۔ میں دھمر پیت بجاؤں گا۔ اکیسویں رات:۔ اوپر مکان ہے اور جھنڈے خان کا ہے اس میں کوئی دوسرے ہیں گانا بتا رہے ہیں۔ میں خوب اچھی طرح گا رہا ہوں تو اس کے بعد میں نیچے اترا ہوں تو ایک آدمی مجھے کہتا ہے کہ یہاں ڈاکٹر روزانہ آتا ہے آپ بھی اپنی بواسیر دکھا لیجئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ بواسیر ڈاکٹری حرام تھیں ہے اتنے میں میں پھر اوپر گیا ہوں تو میری لنگی وہاں پھیلی ہوئی ہے جو کہ گندی تھی تو میں نے وہ لپیٹ کر اٹھائی ہے اور اپنی چپل بھی اٹھا کر نیچے چلا آیا ہوں۔ پہلے میں ٹوڈی کا ترانہ گانے لگا ہوں تو پھر میں کہتا ہوں بڑے غلام علی خان کا بنایا ہوا ہے۔
بائیسویں رات:۔ مجھے ایک خط ملا ہے اس پر مہر لگی ہے ۹ ستمبر کی تاریخ لکھی ہوئی ہے اس کے بعد نسبت اسٹریٹ روڈ ہے تو دیکھتا ہوں کہ وہاں دکانیں لگی ہوئی ہیں جو سب سنگتروں اور سیب کی ہیں جو کہ بالکل پکے ہیں اتنے میں ڈائریکٹر ڈائریکشن دے رہا ہے۔ (وہاں دکانیں لگی ہیں جو کہ سیب سنگتروں کی ہیں) اور ڈائریکٹر مجھے وہی کہتا ہے تو میں کودتا ہوا سین پر جا رہا ہوں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ گرمیں ہنومان ہوں۔ نئی کمپنیاں آکر مشٹنگ کر رہی ہیں۔ بہت کمپنیاں ہیں۔ پھلوں کا نیا انتظام سب کمپنیوں کے لئے ہے۔ تیئسویں ذی قعد:۔ ایک بہت بڑا میدان ہے میں وہاں کھڑا ہوں تو میں نے دیکھا ہے ایک آدمی آیا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ آپ کو چوتھے مالے پر بلایا ہے! تو میں پوچھتا ہوں کیوں؟ تو وہ کہتا ہے کہ "نوکری دلانے کے لئے"۔ اس کے بعد میں اور رضی دونوں اسرائیل پاکستان گئے ہیں۔ تو میں ان کو کہتا ہوں "میں مسلمان ہوں بمبئی سے آیا ہوں" میں ان کو پیروں والے دروازے کے بعد سب دکھا رہا ہوں۔ اس کے بعد وہاں کے سب لوگ آئے ہیں اور سب کے سب سفید قمیص اور کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور میں اپنے بھائی شرف الدین کے گھر جانا چاہتا ہوں لیکن میری تہ بند کھلی ہوئی تو میں ان لوگوں کو ایک طرف کپڑا پکڑا کر جو بہت نیچا کپڑا ہے دوہرا کر لیتا ہوں اور کمر میں باندھ لیتا ہوں میرے پاس سامان کا کپڑا اینا ہے جو کہ میں بمبئی سے لے گیا ہوں۔ اور میرے پاس ایک سو روپیہ کا نوٹ ہے اور اور بھی کچھ نوٹ ہیں۔ وہ کپڑا لے کر کچھ ری والی کے سامنے میں اپنے بھائی شرف الدین کے گھر پہنچ گیا ہوں۔ آگے میرا بھائی شرف الدین مجھے ملا ہے اس نے نئی حویلی بنائی ہے اور تین سو روپیہ میں۔ سب اپنی نان کی حویلی خریدی ہے اور یہ دونوں وہاں پر کھڑے ہیں۔ مجھے مولوی فہیم الدین صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ کا نکاح جائز ہے کیوں کہ آپ نے بچے سے پوچھا تھا۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں تو آپ سے ہر وقت خلع لیتا رہتا ہوں تو آپ نے کہا ٹھیک ہے۔ میرے اللہ میرا گناہ ہو میرے سارے گناہ بخشدے میرے سارے کام سنوار دے۔ تو رحیم ہے اور تو ہی کریم ہے مجھے دین دنیا کی کامیابی دے دے کر۔
۲۶ ذی قعد:۔ اوپر سے دوائی کی پڑیا گری ہے ایک کھنی عورت کھڑی ہے اور کہتی ہے کہ یہ اوپر سے دوائی گری ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ میری ہے۔ تو اس کے بعد میں گیا ہوں دروازہ کھلا ہے اور کہ آپ کے سلطان بابا نے سنا ہے کہ ماں کو یہ لیتا تو میں کہتا ہوں کہ میں نے وہ آیت پڑھی ہیں۔ اس کے بعد میں اپنے بستر پر پڑا ہوا ہوں تو ایک کانا سا آدمی نیچے کھڑا ہے اور مجھے دھونس بتاتا ہے کہ ابھی تک تمہارا نام و نشان مٹ جانا چاہیئے تو میں کپڑا باندھ کر اس کو ڈھونڈھنے کے لئے گیا

نیندرھویں رات:۔ بے حد اور ان گنت آدمی ہیں میدان وسیع ہے اور ایک آدمی زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے۔ پہلے تو ایسے آدمی قتل کر دیئے جاتے تھے۔ مگر اب قتل نہیں کئے جاتے تو سب لوگ ایک دم سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور ریتا کپڑا اخروٹ خرید کر لا رہے ہیں اور کپڑے سلا رہے ہیں۔ اس کے بعد مجلس محرم ہے اور یہ ایک نہایت بڑی اونچی جگہ ہے زمین درخت سب اکدم سرسبز ہو رہے ہیں۔ جیسے جنت ہے اور اس پر مسجد ہے اس میں مجلس محرم ہے تو مالک اور اس کا لڑکا آ کر پوچھتے ہیں کہ تم کو چار پانی ملا ہے تو میں کہتا ہوں کہ ہم یہاں چلنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ چار پائی تو ہم کو ملتا ہے اور ہم بیٹھ کے ساتھ ہیں۔ تو مالک کہتا ہے کہ اب بھی سب کچھ ملے گا۔ اس کے بعد مالک کہتا ہے کہ اب مجلس بند کرو شام ہو گئی ہے۔ سب لوگ چلے لگ گئے ہیں۔ میری چار پائی جوتی ہے وہ میں ڈھونڈتا ہوں۔ وہ مجھے نہیں مل رہی ہے

سولھویں رات:۔ کپڑے دھو کر ٹہنی میں نچوڑ کر پھیلا دیئے ہیں اس کے بعد میری عورت ہے اس نے بالکل سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور ایک آدمی کالے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور میں بھی ہوں۔ اور میری ساس بھی الہ آباد والی ہے تو ہم سب کو پتہ ہے کہ شادی میرے ساتھ ہو چکی ہے مگر پھر بھی وہ آدمی میری عورت فردوس کو کہتا ہے کہ میرے ساتھ شادی کرو لیکن تم ایکدم صاف صفائی سے رہو۔ جیسا کہ میں ہوں اور وہ بار بار یہی سوال کرتا ہے تو ہم کہہ رہے ہیں کیوں وہ بار بار یہی سوال کرتا ہے تو ہم دل میں کہہ رہے ہیں۔ میں اور میری عورت ہنس رہے ہیں شادی تو ہو چکی ہے اب دوسری کرنی نہیں ہے۔ لیکن اس کی ماں کا بھی زور ہے کہ شادی کرلو۔

اٹھارویں رات:۔ میری عورت فردوس ہے آنے جانے کی باتیں کر رہے ہیں بعد میں سندوؤں کا بہت بڑا جلوس ہے گھی اور گھوڑوں پر سوار ہیں لیکن آپس میں لڑ رہے ہیں۔ اور کوئی جلوس دلوی دیوتا ہے لاکھوں آدمی ہیں تو جو الگ ہو کر واپس جا رہے ہیں تو لوگ ان کے گھوڑوں کی باگیں واپس کر رہے ہیں۔ اور آپس میں مل کر رہو۔ اس کے بعد میری عورت لال کپڑے پہنے ہوئے ہے اور زیوروں سے لدی ہوئی ہے۔ اور اپنے گھر آ گئی ہے۔ وہ مجھ سے کہتی ہے۔ اس میں آئی ہوں تو میں کہتا ہوں "واس تیا میری نقد میں" بن ماس میں آئی ہوں اور میں سنتے سنتے کہہ رہا ہوں اور یہ ستارہ سلہ کا کارخانہ ہے

پچیسویں رات:۔ سب لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہم کو کچھ فائدہ نہیں ہے اس کے بعد تو میں حیران ہوں۔

چھبیسویں رات:۔ سب مریض اچھے ہو رہے ہیں ہسپتال کی رات:۔ مریضوں کا گوشت نوں بھرا ہے اور سیر آٹھ آنے تک رہا ہے میں گیا ہوں تو مجھے وہ لوگ گوشت نہیں دیتے تو اگال دائم بیٹھی ہے تو میں اس کو کہتا ہوں دھیانی مجھے بھی گوشت دو میرا نام علی بخش ہے۔ گوشت اتنا ڈھیر ہے کہ اندر سے نکلتا آتا ہے اور اوپر سے ڈھکا ہوا ہے اور اس کے بعد گھوڑے پر میں سوار ہوں۔ اور بھی سوار ہیں۔

انتیسویں رات:۔ گیہوں کا سوکھا آٹا بہت زیادہ ہے۔ صادق علی گوندھ رہا ہے اس کے نیچے زمین کے غار ہے اس میں نوشاد علی سفید کپڑے پہن کر باہر آنے کے لئے باکل تیار ہے تو میں اس کو کہہ رہا ہوں تو آپ چلئے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی تھوڑا وقت ہے۔ میں تیار ہوں تو میں کہتا ہوں کہ اچھا میں جاتا ہوں تو اسی غار میں چار بڈھے انگلیں نوشاد کی ہیں تو ایسے میں باہر نکلا ہوں تو غار کا منہ کھلا ہوا ہے جیسے مٹی کے پہاڑ ہوتے ہیں۔

تیسویں رات:۔ شریف مجھ سے کہہ رہا ہے شکر ہے آپ آئے۔

ختم شد

خانے کے بچے ہیں۔ سید علی حاتوی ایک اونچے پہاڑ پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ امام صاحب اولوالعزم ہو گئے۔ اس کے بعد ہمارا گھر ہے اس میں میں اور فردوس بیگم بیٹھے ہیں۔ مینا آئی ہے اور میں فردوس سے کہہ رہا ہوں کہ اٹھو ہم دونوں اٹھ کھڑے ہوتے۔ مینا نے ہماری طرف دیکھا ہی نہیں اور دیر تک بعد مینا نے فردوس بیگم کو دیکھا ہے اور گلے چمٹ رہی ہے اور کہہ رہی ہے "ارے میں نے تو تمہیں دیکھا ہی نہیں۔ پھر وہ میرے گلے مل رہی ہے اور بجد جھپٹ رہی ہے اور ہستی ہی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے عید کا دن ہے۔ کچھ بولا ہی نہیں جا رہا ہے خاموش ہوں۔ حیرانگی کی حالت میں ہوں اور اس کے بعد رضیہ مجھ سے لپٹی ہوئی ہے اور میں اس کی آنکھوں کی بے حد تعریف کر رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ تمہاری آنکھوں کا جواب نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ کہہ رہی ہے "بک گیا" میں نے کہا "کیا؟" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ "بچہ" اس کے بعد میری ساس ہم سندری اپنی لڑکی کاملا کو بچہ جنوانے جا رہی ہے کسی نے پکارا "ماں" وہ بولتی ہے چپ، مجھے نہیں پکارتے۔ صاحبہ جمع مصادر ہے۔ گلاب کے ساتھ میں باتیں کر رہا ہوں اور اس کو میں کہتا ہوں کہ مینا کا دکھ مجھے بہت ہے جو کہ بھولے گا نہیں۔ تو وہ کہتی ہے کہ وہ ایسا ظالم ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ظالم کے ختم ہونے کا وقت اب آ گیا ہے تو گلاب مجھ سے کچھ چاہتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ تو تو میری ماں ہے تو میں نے اپنا بستر لپیٹا ہے جو میرے ڈرائیور جابو کے ہاتھ میں ہے اور اس میں اپنے جوتے بھی رکھ لئے ہیں اور چل پڑا ہوں۔ ریل سے اسٹیشن بہت دور ہے گاؤں سے تو برسات بالکل ختم ہو گئی۔ اور پرانی پرانی سوکھی کھڑی ہیں۔ ایک تانگہ بھی آتا ہے تو میں بھاڑا کرتا پھرتا ہوں۔ تو میں کھڑے والے سے پوچھتا ہوں کہ تم مجھے لیجاؤ گے تو وہ کہتا ہے کہ میں آپ کو ضرور پہنچاؤں گا۔ اور میرا بھاڑا آٹھ آنے بھاڑا دینے کا ہے آٹھ مصادر ہیں۔ دو چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بیٹھے ہیں۔ ایک تو میرا لڑکا ہے اور دوسری میری بھانجی ہے اور وہ میرے چھوٹے بچے تو جو صرف بیٹھ سکتا ہے سنبھالے ہوئے ہے اور پاس میری ماں بیٹھی ہے۔ فردوس پاس ہی پارسی کی آنکھ کو کم نظر آتا ہے مگر برابر لکھتا ہے تو میں دل میں کہتا ہوں کہ پارسی کی آنکھ میں سرمہ لگا دوں تو دیکھے گا مگر یہ نہیں مانتا ہے۔ (عید) اخری الحجہ:۔ ایک بڑا ہیرہ ہے اس پر ایک بہت بڑا پارسی جس کا نام اڈلیسہ ہے دوسری طرف بھی میرے اس پر دوسرا بیٹھا ہے وہ بھی پارسی ہے وہ کچھ بک رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مینا کماری سے اگریمنٹ کرا دو۔ میں نے کہا کہ نہیں اس کے دو اگریمنٹ ہیں ان کے سر بہت بڑے ہیں۔ جیسے سرداروں کے سر ہوتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ مینا کماری میری لڑکی ہے تو وہ پارسی کہتا ہے کہ آپ کی لیاقت اور اخلاق کا تو جواب نہیں۔ جب مینا چھوٹی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ بادا کا جھولا جھلا دو۔ وہ جھولا تھی۔ اس کے بعد فردوس گھر میں کھڑی ہے تو محمود کہتا ہے کہ آپا آپا مجھے چھوٹی سی رسی تو دو جس سے لٹو کھیلتا ہے اس کے بعد فردوس غسل کر کے کھڑی ہے اور چھوٹا سا بچہ اس نے اٹھایا ہوا ہے تو ارادہ اس کا ہے کہ باؤ روٹی منگالی جائے تو نانو بھائی رفیق کا ڈرائیور آیا ہے اور اس کے ہاتھ میں روٹیوں کا بڑا تھال بھرا ہوا ہے تو فردوس اس میں سے ایک باؤ روٹی اٹھاتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ رزق تمہاری جوتیوں میں رہے گی۔ بادا خری الحجہ۔ میں نے بکرے کی قربانی اپنے ہاتھ سے کی ہے اس کے بعد سکھوں کی سنگیت ہے جو کہ کیرتن کر رہے ہیں۔ اور بھجن ہے۔ بھلا سنائے خزانے لائے۔ اس کے بعد وزیری تو میں نے اس سے باتیں کی ہیں اپنے میں اقبال سامنے دیکر کھڑی ہے اور اس نے دیکھ لیا تو میں اس سے کہتا ہوں کہ بہت مدت سے میں نے اس سے باتیں کی ہیں۔ میں اس سے اب کبھی باتیں نہیں کروں گا۔ تو میری ہے تو میری ہے۔ میں نے چار چار آنے میں کوئی چیز بیچی ہے۔ ایک نے عراق کے کپڑے پر بنی ہوئی تصویر آدمی کی مجھے دی ہے اور پیسے دے کر تیرھویں خری الحجہ:۔ فردوس اور میں دونوں میں بہت سارے سانپ ہم لوگوں کے پاس سے جا رہے ہیں تو ایک کا پیٹ الگ کر کے پھر لگا دیتی ہے۔ اور اس کے منہ سے زہر نکلا ہوا ہے اور وہ کاٹتا نہیں سکتا ہے میں اور فردوس پڑھتے جاتے ہیں سلام قولا من رب الرحیم پھر پڑھا ہے سلام قولا علی نوح سلام قولا علی نوح اس کے بعد پانی ہی پانی ہے اور یہ کپڑوں کی منڈی ہے تو ہیر فردوس اور ہیم سندری ہے۔

تیرھویں خری الحجہ:۔ تو میں کہتا ہوں تو ہیر کھیل رہا ہے۔ کپڑوں کی منڈی بھری ہوئی ہے فردوس بھی ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ پھر اس کو کہتا ہوں کہ پھر تمہیں کون سنبھالے گا۔ تو ہیر رونے والا منہ کرتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں نے برائی سے بالکل نہیں کہا ہے بلکہ میں نے پیار سے کہا ہے اگر میں نے برائی سے کہا ہے تو میرے مکھ میں کیڑے پڑیں ۱۱

ہزاروں کا مجمع ہے لوگ گاڑی کا انتظار کر رہے ہیں۔ لوگ کئی گاتے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں ایک مزار کی طرف جا رہے ہیں۔ میری نیک چھتری کسی نے چرالی ہے میں نے دو چھاتے لے لئے ہیں وہاں بہت سی ٹٹی تھیں اور جانے والوں سے پوچھتا ہوں کہ کہاں جا رہے ہو وہ کہتے ہیں چھوڑو گھر کو ہم دعا میں لینے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا گاڑی کدھر سے آئے گی۔ وہ کہتے ہیں ادھر سے آئے گی لوگ گاڑی کی طرف بھاگ رہے ہیں بیسویں رات:۔ ایک بے پناہ اونچا مینار ہے گھڑی اندر کی طرف لگی ہوئی ہے۔

پانچویں رات:۔ میں اور وکیل صاحب سلطان ملی ایک منزلہ مکان پر بیٹھے ہیں کوئی آدمی پکارتا ہے منگیم فضل بہادر۔ سامنے کچھ چارپائی اور نالا پڑا ہے۔ وکیل صاحب کہتے ہیں کہ نالا جلدی مجھے پکڑا دو۔ میں نے پکڑا دیا ہے اس کے بعد ایک ریل گاڑی ہے میں اور کچھ بچے سوار ہیں میں کہتا ہوں کہ ہم پٹنا ڈھان کی لائن سے بہت جلدی بھیڑہ پہونچ گئے ہیں نزدیک رستہ سے۔ پھر ایک اونچا گھر کھڑا ہے اونچا چبوترہ ہے اس پر منشی عابد کری پر بیٹھے ہیں اور میرے ہاتھ میں چابیوں کا گچھا ہے وہ سفید کپڑے پہنے ہیں میرے ساتھ کوئی میری لڑکی بھی ہے منشی جی مجھے اشارہ سے آداب کرتے ہیں۔ میں نے آداب کیا ہے اور کہا حضور وہ کہتے ہیں مالک نے مجھے سفید سوٹ بنوا دیا ہے اور پرانا سوٹ لے لیا ہے ان کو دینا چاہتا ہوں ہے اٹھارویں رات:۔ ممی میرے گھر گئی۔ ہے میں ممی کے گھر آیا ہوں۔ ممی میرے گھر سے واپس آئی ہے جہاں میں ہوں۔ میں ممی کو کہتا ہوں آپ کے لئے کھانا میں منگا دیتا ہوں۔ پھر کوئی دوسرا آدمی مجھے کہتا ہے تمہاری دعوت حق آج بارہ سے شروع ہے میں کہتا ہوں جی ہاں۔ گیارھویں رات:۔ میں نے کارڈ لکھا ہے اندر ڈال دیا ہے میرا نوکر عالم ہے میں نے دو چھاتیں لڑکے ہیں۔ میں عالم سے پوچھتا ہوں میرا خط کہاں ہے۔ وہ کہتا ہے معلوم نہیں۔ میں نے اس کے ہاتھ پر مارا ہے وہ زار زار رونے لگا ہے۔ اور لڑکے بھی کھڑے ہیں۔ میں کہتا ہوں میں نے پوسٹ کارڈ گھر جانے کے لئے لکھا ہے اندر پھینکا ہے دو گھر میں یہی نوکر ہے اور رہتا ہے اور کہتا ہے مجھے معلوم نہیں پھر اور کس کو معلوم ہوگا۔ وہ رو کر کہتا جاتا ہے جب تک الہ آباد میں کمپنی خلم بناتے گی وہاں تک میں آپ کے پاس رہوں گا۔ میرے ہاتھ میں ایک عصا ہے میں اٹھا کر عالم کو کہتا ہوں چپ۔ چپ۔ چپ۔ بارھویں رات:۔ ایک عورت سفید ساڑھی پہنے ہے میں کہتا ہوں کہ میں بھوکا ہوں۔ آپ کی آزمائش کے لئے مجھے کھانا نہیں دے رہے ہیں تو میں بھوکا بھی رہ سکتا ہوں۔ اتنے میں ہردین دلدار شرف تھانی میں جو کا آٹا بھرا ہوا میرے پاس لے آیا۔ تیرھویں رات:۔ میں کہتا ہوں لکھا ہوا نہیں مٹ سکتا۔ چودھویں رات:۔ صاف پانی بہہ رہا ہے اس کے بعد دو تین آدمی کو میں پوچھتا ہوں کہ اب تو کسی کا قرض نہیں دینا۔ وہ کہتا ہے نہیں۔ میں کہتا ہوں چلو بوریا بستر باندھ لو۔ چلیں۔ پندرھویں رات:۔ دروازہ کے باہر بلقیس بیٹھی ہے چھوٹا سا بینڈک کو دکر اندر آنا چاہتا ہے۔ بلقیس اس کو دیکھ کر کہتی ہے بھوت بھوت۔ میں نے آیۃ الکرسی پڑھنی شروع کی پھر فاتحہ علی پڑھا تو بھوت بندر بندر کی شکل بن کر مجھ کو گھورتا ہے میں پڑھتا جاتا ہوں۔ سترھویں رات:۔ میں الہٰی بخش کے نام پر سورہ فاتحہ قل شریف درود شریف پڑھ کر فاتحہ دلا کر دعا مانگ رہا ہوں۔ اٹھارویں رات:۔ مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ ہے وہ کہتے ہیں پڑھ لیجئے۔ میں کہتا ہوں دشمن نے زور باندھو آپ جتنی مرتبہ پڑھائیں گے ہم پڑھیں گے۔ پھر کمال صاحب سامنے شیروانی پہنے کھڑے ہیں۔ بلقیس بیگم کہتی ہے کہ ننگے لیٹے ہو۔ میں نے کہا دو سوچڑیاں بنا دو۔ انیسویں رات:۔ ہم بوریا بستر سنبھال کر گھر پہونچ گئے ہیں۔ ایک اسٹیج ہے ڈراپ اٹھا ہوا ہے اندر غلام حیدر اور میں اسٹیج پر ہیں۔ غلام حیدر نے کالا کپڑا اوڑھا ہے میں اس کو اٹھاتا ہوں وہ اٹھتا نہیں۔ میں کہتا ہوں ٹائم بھی نہیں ہے جو دوسرے کو اسٹیج پر بھیجوں۔ اٹھو اٹھو اٹھو وہ منہ لپیٹے ہوئے ادوں ادوں کر رہا ہے۔ بیسویں رات:۔ میرا بھائی سفید کپڑے پہنے بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کوئی امام مہدی بنے ہیں کیا؟ میں کہتا ہوں اگر قدرت نے امام مہدی بنایا ہے تو کوئی میرا کیا کر سکتا ہے۔ میں نے کالا سوٹ۔ شلوار سفید پہنا ہے اور کہہ رہا ہوں آج مجھ پر بے حد کرم ہو رہا ہے بڑا کرم ہو رہا ہے۔ بتیسویں رات:۔ حسین بی چھوٹی ہے سب لوگ پردہ میں ہیں میں پوچھ رہا ہوں تیری بے بی کہاں ہے وہ کہتی ہے [illegible] نماز پڑھنے گئی ہے۔ اس کے بعد بھیڑ بازار ہے میں اس کے اندر جا رہا ہوں۔ ایک ہندو نے مجھے ہاتھ باندھ کر سلام کیا ہے سامنے محرم کا جلوس آ رہا ہے سب سید اور سیدانیاں ہیں جو کہ سیاہ رنگ کے برقعے پہنے ہیں اور تمام قریشی بھی ہیں۔ نوحہ پڑھا جا رہا ہے ماتم بھی کیا جا رہا ہے ہائے ہائے شاہ دشنا تن تنہا نا [illegible] ہائے ہائے ہائے

صفر ۱۳۷۵ھ

بارھویں رات :۔ ایک آدمی میرے پاس آیا ہے سب لوگوں کی روائی لے جا رہا ہے پس سب کی حقیقت پوچھتا ہوں۔ وہ کہتا ہے بابر ہے سب کو فائدہ ہے ماروائی انگیٹر ہے اور ڈراپ اٹھ گیا ہے گانا ہو رہا ہے ناچ شروع ہو گیا ہے۔ ہم آئے ہیں دیکھنا ہے۔

تیرھویں رات :۔ کوئی کہتا ہے یہ ناکاری کا جہاز "بہادر" آ گیا ہے کچھ آدمی مرے ہے پاس ہیں ہم چٹی پٹی والے درواز سے گھر میں اندر چلے گئے ہیں۔ جا کر میں بیٹھ گیا ہوں میرے پاس ایک کرسچین لڑکی آ کر بیٹھی ہے۔

چودھویں رات :۔ ایک آدمی کاغذ پر لکھ رہا ہے میں کہتا ہوں یہاں ہی تو میرا نکاح ہوا ہے دوسرا کہتا ہے کیوں نہیں بتا لیتے ہو کہ یہاں ہی میرا نکاح ہوا ہے اس کے بعد بینائی ماں رو رہی ہے اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ پندرھویں رات :۔ بدیا کا حفظ آیا ہے معلوم ہوا کہ بلقیس اور اگن تھوڑے دن کیلئے الہ آباد آ جاؤ۔ میں کہتا ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے یہاں کیسے چلے گا۔ بلقیس نے جانے کی رائے تو دی کر دی ہے۔ سولھویں رات :۔ کسی نے مجھے عطر کی ڈبیہ دی ہے۔ خوشبو آ رہی ہے سترھویں رات :۔ بہت بڑے میدان میں ہزاروں لاکھوں آدمی ہیں ایک ڈاکٹر سیاہ سوٹ پہنے آیا ہے اور اپنی کرسی پر بیٹھ گیا ہے۔ آگے میز لگی ہوئی ہے۔ سامنے دو معصوم لڑکے بیٹھے ہیں۔ میں بھی اس کے سامنے بیٹھا ہوں ایک کرسی گھسیٹ کر میں اس پر بیٹھ گیا ہوں۔ ڈاکٹر کہتا ہے مجھے ذرا راستہ دو میں نے کرسی ہٹا دی ہے جیسے ہی وہ اٹھا ہے فوراً امام بھائی نے اٹھ کر اذان دینی شروع کی ہے تو ہزاروں آدمی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ عصر کا وقت ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اذان ہو رہی ہے انیسویں رات :۔ میں کہہ رہا ہوں مذہب خدا رسول۔

بیسویں رات :۔ ایک پتلی سی گلی ہے وہاں پر کرسی بچھی ہے میں ہوں اور ایک نیلی قمیض پہنے آدمی غصہ سے آیا ہے مجھے کہتا ہے کرسی ہٹاؤ تو میں نے ہٹا لی ہے۔ اور میں بلقیس بیگ کو کہتا ہوں کہ یہ رہنے نہ دیں گے کسی دوسرے شہر میں چلو۔ وہ کہتی ہے یہ نہیں لڑیں گے میں مسجد کی گلی سے آگے بڑھ کر گیا ہوں لوگ وضو کر رہے ہیں۔ میں نے بھی جوتی سمیتی ہے وضو کرنے لگا ہوں یہ گاگے کی مسجد ہے اس کے بعد دادر کی مسجد ہے اسمیں نماز پڑھی جا رہی ہے۔ پوری جماعت کھڑی ہے۔ میں اور ایک دوسرا آدمی پیچھے کی صف میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز ختم ہو چکی ہے جیسے وہ نماز پڑھتا تھا میں بھی پڑھتا تھا۔ مجھے وہ کہتا ہے کہ میرے پر کہتے تھے امام مہدی آخر الزماں کی بہت تعریف کرتے تھے کہ امام مہدی آخر الزماں بہت خوبیاں لے کر آئے ہیں سب خوبیاں لے کر آئے ہیں اور میں سن رہا ہوں اور سب نمازیوں کے کپڑے سفید ہیں۔ پھر وہ آدمی خاص میری طرف دیکھ کر کہتا ہے خاص نور اللہ تم ہو اس کے سر پر صافہ بھی بندھا ہے تم خالص نور اللہ ہو۔

اکیسویں رات :۔ میں ہوں ایک بزرگ آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے ایک لڑکا ہے تو میں اس بزرگ سے کہتا ہوں آپ اس کی مشکل دور کرا دیجئے۔ بیسویں رات :۔ کچھ بچے سیاہ لباس پہنے شہادت کو جا رہے ہیں مگر شہید نہیں ہوئے میں کہتا ہوں مجھ میں طاقت ہے چوبیسویں رات :۔ اسٹیشن ہے بلنگ کلرک تیار بیٹھا ہے لوگ باری باری ٹکٹ لے رہے ہیں میں نے چاندی کے روپے کلرک کے ہاتھ میں دے دیئے ہیں۔ اور کہتا ہوں میری چارپائی ہے بستر ا ہے ٹرنک ہے اور میرا دو رات اور ایک دن کا راستہ ہے مجھے کوئی تکلیف نہ ہونی چاہیئے۔ میرا سفر دور کا ہے وہ کہتا ہے تم کو تکلیف بالکل نہ ہوگی۔ کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

پچیسویں رات :۔ امام آخری امام ہے کرم دین ولد حکم ہے۔ میرا بھتیجا نافرمان ہوا۔ میں اس کو سمجھا رہا ہوں کہتا ہوں تم ہی پر انصاف ہے تم ہی انصاف کرو کہ نافرمانی کا حق تم کو پہنچتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نہیں۔ میں پھر کہتا ہوں تم کو حق پہنچتا ہے وہ کہتا ہے نہیں۔ پھر کرم دین ولد حکم مجھے کہتا ہے یہ گھوڑا کودنے لگ گیا ہے میں ذرا اس کو زمان بر داری سے سکھلا لاؤں گھوڑا لال رنگ کا ہے میں نے کہا ہاں۔

ربیع الاول ۱۳۷۵ھ

چھبیسویں رات :۔ بلقیس بھیا اور میں ہوں تو اور کوئی میرا دشمن ہے میں نے اڑنا شروع کیا ہے اور اڑتا جا رہا ہوں اس کے بعد پست قد کا ایک ہندو گورے رنگ کا ہے میرے سینہ سے لگ گیا ہے۔ میں کہتا ہوں شاہ جی آپ بہت دن سے ملے وہ کہتا ہے کھانسی نزلہ بہت ہے اس لئے آیا ہوں۔ میں کہتا ہوں نہ کھانسی رہیگی نہ نزلہ رہے گا۔ اس کے بعد گورکھا دھن سنگھ اور اسرائیل اور کچھ چھوکرے مذاق کر رہے ہیں۔ میں گورکھے کو خوب مار رہا ہوں۔ ستائیسویں رات :۔ میں کہہ رہا ہوں نماز خدا کی ہے ماں کی نہیں ہے اسٹیشن ہے

دکھی ڈنڈوت والی دادر والے مکان میں آئی ہے مجھسے پوچھتی ہے قرآن پڑھ لوں۔ میں نے کہا ہاں۔ وہ قوالی گانا شروع ہوئی ہے زور و شور سے تان لگا کر گاتی ہے ادھر میرے پاس لعل محمد ایکا بیٹھا ہے جو ناٹک کا ہیرو بنتا ہے وہ بھی گانا شروع ہوگیا دونوں طرف سے تانیں لگا کر قوالی ہو رہی ہے۔ میں کہتا ہوں سبحان اللہ اس کا تو جواب ہی نہیں ہے

دسویں رات :۔ میں رنگ والی پنڈی رہو رہا ہوں۔ کہتا ہوں کہ چار جار نوکر تو ہر وقت رہتے ہیں۔ گیارھویں رات :۔ بابا جمال الدین درزی الناصر نے ڈریس سلسلہ ستارہ والا تیار کر لیا ہے۔ میں گا گے گیا ہوں۔ باپ کے آنے کے وقت میں نے پوچھا۔ میری عورت کہاں ہے کہتے ہیں تمہاری عورت ہمارے گھر گئی ہے میں گھر جا رہا ہوں مسجد میں ایک اندھا حافظ کہہ رہا ہے مسلمانوں کپڑا تم مجھے بنا لیتے ہو مگر کھانے کو بھی دے دیا کرو۔ بارھویں رات :۔ میں نے دیکھا کہ دو پارٹیاں آپس میں لڑ رہی ہیں ایک کا نام معتصم باللہ صفتہ اللہ دوسری کا نام ہے رفیق غزنوی اور حمید اور میرا نام ہے خلیفتہ اللہ

میں دلیفہ پڑھ رہا ہوں اللھم صل علی محمد و آل محمد و آفتاب محمد۔ دلیفہ پڑھتے پڑھتے کہہ رہا ہوں ادھر ان لوگوں کی چیخیں نکل رہی ہیں۔ میں کہتا ہوں اگر تم نہیں مانو گے تو میں پولیس کو بلاؤں گا تو حمید کہتا ہے آپ اور ہم پہلے بی ماں کے وہاں جاتے ہیں اگر یہ نہ مانیں گے تو پھر آپ ان سب کے نام پولیس کے نام رپٹ کرا دیجئے۔ پھر میں کہتا ہوں میری جان دال کی خیر ہو۔ تیرھویں رات :۔ ایک گاڑی نکلی جا رہی ہے ایک آدمی ہمارے سکرہ میں آ گیا۔ گاڑی کے پہیے ڈبہ میں بیٹھا ہوں جس کا انجن نہیں ہے وہ آدمی سب کو مار رہا ہے اور وہ گاڑی کا دروازہ کھل جانے کی وجہ سے نیچے گر گیا۔ گرے ہوئے بھی لوگوں کو پھر اٹھا کر مار رہا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں جیسا کوئی کرے گا ویسا پائے گا۔ پھر ایک آدمی کو میں ڈھونڈھتا پھر رہا ہوں اور اس کے ہاتھ میں سفید لانگ کلاتھ کا تھان ہے میں کہتا ہوں چلئے آپ کی روٹی تیار ہے چل کر آپ کھا لیجئے۔ میں پوچھا نام کیا ہے کوئی کہتا ہے منگلو داس کا بھائی چودھویں رات :۔ ابراہیم اوپر سیڑھیوں پر چڑھا جا رہا ہے میں نے کہا تم نے افیم کھائی ہوگی تاکہ نیند نہ آئے وہ کہتا ہے میں نے نہیں کھائی۔ پندرھویں رات :۔ میں نے دیکھا تین چار خط آئے ہیں اور میرا پتہ اس پر لکھا ہوا ہے علی بخش خلیفتہ اللہ تین چار خطوں پر یہی لکھا ہوا ہے۔ سولھویں رات :۔ میں نے دیکھا میں خوب گانا گا رہا ہوں طبلہ بجا رہا ہوں مونی لالی ہیرو دادے رہا ہے لاج شرم توڑی آئے سترھویں رات :۔ دو چار آدمی بیٹھے ہیں اور میں نے کہا ہے کہ مجھے ایک پادری لکھ دو جس میں اپنے ساتھ لے جاؤں ان لوگوں نے مجھے ایک خط لکھ دیا ہے جسمیں لکھا ہے کہ علی جب سے آیا ہے سچ ہو کے آیا ہے جو علم اس کو بتایا ہے وہ اس کے دل پر ہے اٹھارھویں رات :۔ سامنے میری عورت سفید کپڑے پہنے ہوئی ہے اور بھی کچھ آدمی ہیں سارے میرے ہاتھ میں کچھ ہار و نیم ہار جو ہے جو میں بجا رہا ہوں اور بے تحاشہ رو رہا ہوں اور میرے آنسو بھل بھل بہہ رہے ہیں اور میں گا رہا ہوں۔

کیوں چھین لیا تو نے اے مالک رحمانی — اس دل کی تجھے آخر کیا بات پسند آئی
میں بھی تو بندہ ہوں دل بھی تیرا شیدائی — اے نازش دو عالم اے پیکر رعنائی

اور میں عشق میں جل رہا ہوں بے حد رو رہا ہوں۔

۱۹ ربیع الثانی :۔ اسرائیل کے یعقوب کو کچھ پہنایا جا رہا ہے ایک عورت دبلی پتلی لمبی کچھ یعقوب کو پہنا رہی ہے۔

رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ

بیسویں رات :۔ میری ساس ہے اور دو آدمی ہیں ان کو کہتی ہے کہ چابی میرو کو دلوا دو۔ یہ چابی دواخانہ کی ہے اس کے بعد اقبال کہتی ہے کہ انگوٹھی کہاں ہے اور گھڑی کہاں ہے میں کہتا ہوں کہ یہ ہے۔ اکیسویں رات :۔ کریم ہے قلعی کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کریم کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اب ہم کسی کے محتاج نہیں ہوں گے۔ بائیسویں رات :۔ میں بھیرہ اپنے گاؤں گیا ہوں جو نیا نیا بنا ہوا ہے سفید چونا لگا ہوا ہے میری والدہ گھر میں آرام کر رہی ہیں۔ میری اہلیہ صالحہ بھاگ کر چھپ گئی ہے اور کہتی ہے ایک آدمی رکھ دو۔ میں نے کہا کوئی نہیں رکھتا ہے وہ کہتی ہے بھیجہ رکھ اور جو آیا کھا رہا ہے۔ تیئسویں رات :۔ اقبال کہتی ہے مسٹر سوئیل کو تھوڑا نفع لا کر کام لا ہے ہزار ہزار ہاتھ کی تانیں نمبر علی کی ہے جو کہ تین چھتوں پر بچھی ہوئی ہے۔

کا بندی خانا۔ اور میں بے پناہ روتا جاتا ہوں اور ماتم بھی کر رہا ہوں اور دعا مانگ رہا ہوں کہ مولا میری مشکل آسان کر۔ ہر آفت سے بچا اور بہت لمبی چوڑی دعا مانگ رہا ہوں چلتا بھی جا رہا ہوں۔ چوبیسویں رات ۔ میں نے دیکھا نظام ہے اور بازار ہے میرے پاس ایک چھوٹی لڑکی ہے میں نے تہبند باندھی ہے بنیک بے حد ہے دو افسر بڑے خوبصورت کپڑے پہنے بیٹھے ہیں اور ایک آدمی رکشا چلاتا ہے ایک سائیکل گری پڑی ہے لوگ کہتے ہیں شرابی نے شراب پی ہے پولیس والوں نے اس سے پوچھا ہے اس کے بعد مسجد میں میں اور میری عورت سوئے ہوئے ہیں جو کہ گاہے کی مسجد ہے میں اس کو جگا رہا ہوں کہتا ہوں لوگ نماز پڑھنے آ رہے ہیں۔ اٹھو۔ اٹھو۔ تو میں نے بدن ڈھانک دیا ہے اور کپڑے پہن لئے ہیں اور لوگ آ رہے ہیں۔ **پچیسویں رات** ۔ ایک محل ہے ایک بزرگ سفید کپڑے پہنے ہوئے دروازے پر آئے ہیں اور محل طیار ہو گیا ہے۔ بزرگ کی سیاہ ڈاڑھی ہے دروازہ پر کچھ پڑھا ہے دروازہ خود بخود کھل گیا ہے۔ ہم لوگ اندر چلے گئے ہیں اندر بہت سا جھاڑ فانوس اور لگے ہیں بزرگ آگے ہیں۔ میں ساتھ ساتھ پیچھے ہوں لائٹ فٹ ہو چکی ہے مزدور نے بٹن دبایا تو دس ہزار یا دس لاکھ کا بڑا بلب جل گیا اور تمام روشنی ہو گئی ہے۔ پھر صبح ایک محل ہے میں اس میں لیٹا ہوں۔ باہر کئی آدمی ہیں میں کہہ رہا ہوں یہ محل میرے سسر کا ہے مجھے کوئی نہیں نکال سکتا۔

چھبیسویں رات ۔ دو جلسے ہیں ایک جلسہ ہو گیا اس کی دھلائی ہو رہی آتشی آدمی میں دے رہا ہوں اور گرد دھو بھائی ٹیپل فوٹو گرافر پبلسٹی فیتہ سے لے کر کہہ رہا ہے پنڈت جواہر لال نہرو دو دفعہ ہمیں سائڈ میں آ کر بیٹھتے ہیں یعنی جلسہ میں اس کے بعد ایک پڑیا ہے اور ہرے رنگ کا لمبا سانپ نکلا جا رہا ہے کسی کو کاٹتا نہیں۔ میں کہتا ہوں یہی ہے جو نکلا ہے۔ اس کا سب کو انتظار تھا۔ **ستائیسویں رات** ۔ دودھ میں زہر ہے لیکن مجھے کچھ نہیں ہوا۔ **اٹھائیسویں رات** ۔ میرے خاندان کی عورتیں اور مرد ہیں مار دار ڈی ایٹر بھی ہیں بی بی جس بیٹھا ہے اور اللہ رکھا کھڑا ہوا ہل رہا ہے۔ میں ان عورتوں میں جا کر بیٹھ گیا ہوں۔ اور اللہ رکھا مجھے دیکھ کر کہہ رہا ہے کہ عیسیٰ مسیح ہو جائے گے۔ میں کہتا ہوں آمین۔ **انتیسویں رات** ۔ میں بازار میں کھڑا ہوں میرے ساتھ میری ساس بہشت بی بی چھوٹا بچہ اٹھائے ہوئے آئی ہے اور کہتا ہے اتنی بوریاں گیہوں کی چاہئے میں کہتا ہوں ہمارے گھر میں دو بوریاں تو موجود ہیں پھر میں طبیعت پوچھتا ہوں کیسی ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ بولی اچھی ہے۔ میں نے کہا صالح کی طبیعت کیسی ہے اس کو بخار تھا اب اچھا ہے میں خرچ کو پیسہ دیتا ہوں۔ **تیسویں رات** ۔ ہم دو آدمی ہیں ایک جیسا ڈریس پہنا ہوا ہے میں سامنے والے کو کہتا ہوں یہ آخری چانس ہے وہ بالکل میرے جیسا ہے ایسا کام کرنا ہے کہ دنیا میں نام رہ جائے۔

ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

یکم ربیع الثانی ۔ بے گناہ جو ہے گا وہ بات پوری ہو گی اور دورا یو رمیرا ہے قائم اس سے بات کر رہا ہوں۔ **تیسرخ رات** ۔ بہت سارے آدمی ہیں نماز عشا کا وقت ہے دیر ہو گئی ہے میں لوگوں کو کہتا ہوں نماز پڑھا کرو۔ **پانچویں رات** ۔ میرے سر پر پانی کا بھرا گھڑا رکھا ہوا ہے میری رشتہ دار نیاں اور ہم گھڑونچی بھر لے نئے گھڑیں پر جا رہے ہیں۔ اور سب گانا گاتے جا رہے ہیں واہ واہ گھڑ دری بھر آئیاں۔ آگے مسجد ہے اس گئے نل سے پانی لیا ہے پھر گاتے آ رہے ہیں واہ واہ گھڑ دری بھر آئیاں۔ پھر میری عورت جو کہ بڈھی لمبی دبلی ہے اس کے پاس ایک پٹارہ روٹیوں سے بھرا ہے جو کہ گھی سے چپڑی ہیں میں نے دو روٹی اٹھائی ہے اس نے بھاجی رکھ دی ہے۔ میں کھا رہا ہوں دوسری عورت آئی ہے اس نے روٹی مانگی ہے میری عورت نے دو روٹی اس کو دے دی ہے اس نے دو روپے نکال کر دیئے ہیں۔ اور کہا کہ یہ تمہاری امانت ہے تو بہت بڑی میٹرک ہے اس پر تین آدمی جا رہے ہیں۔ میری عورت نے بہت دعائیں دی ہیں کہ خدا تمہیں دولت دے پھلائے پھولائے ہم میں آدمی جا رہے ہیں ایک آدمی نے پکڑ کر مجھے ہٹا دیا پھر اپنی مرضی سے سڑک پر ڈال دیا ہم چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تجھے پھولے پھلائے آمین۔ **بتیسویں رات** ۔ عصر کی نماز میں ہیں ایک میں بھی وزیر ہوں سب جہاز والوں کو سمندری راستہ بتا رہا ہوں۔ میری عمر گھٹتی ہے وزارتوں کا قائم دس برس ہے اس کے بعد اللہ

چھیاسیویں رات:۔ میں کہتا ہوں گنگا رام میرا دوست ہے بعد میں بینا کی گاڑی پلے ماؤتھ پونہ ڑ النسفر ہو چکی ہے بینا ہے اور کوئی کہہ رہا ہے کہ کچھ لگتا ہے وہ کہتی ہے کچھ نہیں لگتا ہے میری گھڑی پر تکبیر لگی ہے میں برش سے صاف کرنے والا ہوں۔ سامنے بڑی خوبصورت ریل گاڑی آئی ہے میں کہتا ہوں وہ گاڑی آ گئی۔ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں میں نے بھی علیحدہ نماز پڑھ لی ہے۔

ستاسیویں رات:۔ ایک گاؤں ہے وہاں کی لڑکی کا نام ہے گنگا جمنا ہے وہ کچہری میں کام مانگنے آئی تھی۔ میں نے اس کو دیکھ لیا تھا۔ پھر میں اپنے گھر جا رہا ہوں اور اس میں پنڈت لوگ ہیں اور جگدمبا بھی ہے اور گاؤں کے لوگوں نے گاؤں کو نیا بنایا ہے۔ میں کہتا ہوں پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ برس کے مکان لوگوں نے نئے بنا لئے ہیں۔ دیہات نے بھی خوب ترقی کی ہے۔ میں پوچھتا ہوں یہ کون جگدمبا ہے وہ کہتی ہے یہ تیتی ہے میں کہتا ہوں تیتی اور گاگا تو ساتھ ساتھ ہے تو وہ کہتی ہے کہ یہ حد ملتی ہے اور وہ عورتوں سے بچہری باتیں کر رہی ہے۔ میں نے اس کو پہلے بھی دیکھا تھا جب میں نے پوچھا تو اس نے کہا ہاں دیکھا تھا۔ میں کہتا ہوں ہندستان نے بہت ترقی کی ہے اور میں اپنے گاؤں پہونچ گیا ہوں۔ میں اور ہوی دانا یا اور رانا کی کہنی ہے اسمیں بڑی آگ لگی ہے میں اور ہوی سیٹھ دونوں پہونچے ہیں اور ایسا سیپ لگایا ہے کہ آگ بجھ گئی ہے منشی ظہیر کے ہاتھ میں کاغذ ہے جسمیں سب آدمیوں کے نام اور ایڈریس لکھا ہوا ہے اس میں میرا نام بھی لکھا ہے کمپنی نے تین کھیل کئے ہیں بارہ ہزار روپیہ آیا ہے۔ اور سیٹھ نے بلا ہے سب روپیہ آدمی کو دیدو رسید پر دستخط ہو جائیں گے۔ میں پوچھتا ہوں میرے نام کتنا روپیہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ پانچسو روپیہ ہے۔ میں کہتا ہوں ملک ہو تو ایسا ہو۔ انصاف ہو تو ایسا ہو۔ پھر میں ہوی سیٹھ کے بڑے بھائی لباس پہن کر گھوڑے پر سوار ہونے والے ہیں۔ اور ہوی سیٹھ نے بہت بڑا بنگلہ پکڑا ہوا ہے اور چل رہے ہیں۔ میں نے وہ بیگ اپنی پیٹھ پر لاد دیا ہے اور چل رہے ہیں سمندر کنوئیں کے پاس ہم آؤٹ ڈور لینے گئے ہیں میں نے وہ بیگ اپنی پیٹھ پر لاد دیا ہے اور چل رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں آج صرف آواز لینی ہے اور ٹاکی مشین ساتھ میں ہے اور مرہٹے پنجابی زبان کے ہیں۔

اٹھاسیویں رات:۔ میں کہتا ہوں جو بیماری دنیا میں اچھی نہ ہوتی ہو وہ یہاں اچھی ہوتی ہے

انتیسویں رات:۔ کھیل شروع ہے پبلک تھوڑی ہے پتے کے جیسے تھیٹر ہیں چاروں طرف کھلا ہے میں ہارمونیم بجا رہا ہوں برسات ہو رہی ہے حمد شروع ہے تو داتا جگ داتا تیرو نسدن رہے تیرا نام سنسار تیرو آدھار سب بچار تو پالے شا لاکھ بار کرم دھرم راکھو شرم سب دکھ ہرتا تو داتا" پیاری پیاری پھلواری قدرت کی گل کاری، دیکھو بہار نچایا نکھار ہر بن میں چمن میں تو ہی رسندن بسو کنٹ ہرتا تو داتا۔

ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ

یکم ذی قعدہ:۔ میں کہہ رہا ہوں اللہ کا فضل ہے گھوڑا دوڑا جا رہا ہے اس کے گلے میں کپڑا سفید لپٹا ہے جو اٹک جاتا ہے میں نے کپڑا گلے میں لپیٹ دیا ہے ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ گھوڑے کے کان میں کہو۔ خوب دوڑ" میں نے کہا تو وہ زور سے دوڑنے لگا۔ بڑا بھاری میدان ہے **دوسری رات**:۔ اونچا مکان ہے میں لیٹا ہوں پر چڑھ کر اوپر گیا ہوں میرے کپڑے دھلے ہوئے ہیں۔ ایک آدمی نے مجھے پکڑ لیا ہے وہ مجھے دفنانے لئے جا رہا ہے۔ اور لوگوں کو بھی لے جاتا ہے۔ اور بند کر کے چلا آتا ہے مجھے لیجانے لگا تو میں کہتا ہوں کہ میں خود چلتا ہوں اور چلتے چلتے کہتا ہوں کہ میں تو زندہ ہوں اور زندہ دفن ہونا خودکشی ہے پھر سید محمد باقر نے کپڑے میں لپیٹ کر کچھ چیز مجھے دی ہے اور کہا کہ یہ ماہواری رپورٹ ہے۔

تیسری رات:۔ میں کہتا ہوں کہ امام آخر امام ہے۔ (فضل کریم پروردگار)

چوتھی رات:۔ ہم سب منہ کالا جا بجا رہے ہیں۔ گانا ہے۔ سیدھی راہ چل پردیسی سیدھی راہ چل اور پہاڑ ہے اور دریا کا پانی پہاڑ سے ٹکرا رہا ہے۔ گانا ہے پاپ کئے ہیں ہم نے بھاری۔ اس سے لگی ہم کو بیماری اس سے چھڑا دے ہم کو اور حسن سیدھی راہ چل پردیسی۔

ہے میں نے کہا چار دفعہ ۔ پھر ایک معصوم بچہ میری گود میں سو رہا ہے میں اس کو سلانے کیلئے دوسری جگہ لے جا رہا ہوں ایک آدمی سامنے سے آ رہا ہے میں اس کو دیکھ کر کہتا ہوں ۱۶ بار اللہ ملی پھر کہتا ہوں نیاز آغاز و انجام کے لئے اچھا ہے۔ **سنترھویں رات**:۔ فیروز کی شادی ہو گئی ہے اس کو رہنے کے لئے جگہ نہیں ہے میرے کپڑوں میں تین گھر خالی پڑے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ایک مکان رہنے کے لئے فیروز کو دے دو۔ **اٹھارویں رات**:۔ واڈیا کی عورت۔ ہے اور بالا خانہ پر۔ ہے ایک عورت آئی ہے اور واڈیا کی عورت کو کہتی ہے کہ میری لڑکی جس کو کوئی بی نقاوہ کہاں ہے۔ وہ کہتی ہے ہمارا کام ہے غریبوں کا پالن کرنا وہ کہاں گئی ہے مجھے دو۔ وہ کہتی ہے تم اس کو لے جاؤ۔ **انیسویں رات**:۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم میں پڑھ رہا ہوں۔ **بیسویں رات**:۔ میں کہتا ہوں علی بخش کو ملنے کیلئے اللہ کی رحمت آئی جاتی ہے۔ **اکیسویں رات**:۔ میں نے دیکھا ہے اوپر مکان میں ایک بزرگ بیٹھے ہیں ایک آدمی ان سے کچھ کہہ رہا ہے وہ بزرگ کہتے ہیں کہ وہ تو ابھی آیا نہیں ہے اتنے میں میں سیڑھیوں پر چڑھ کے اوپر پہنچ گیا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ میں آ گیا ہوں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ میں ڈاکو ہوں میں کہتا ہوں کہ یہاں بڑے بڑے ڈاکو آئے اور باندھ کر لائے سے اصل بات پوچھی گئی انہوں نے بتا دیا۔ اس کے بعد ایک کنواں ہے اور پانی نکل رہا ہے دو تین آدمی غوطہ لگا کر غسل کر رہے ہیں میں بھی غوطہ لگا کر غسل کر رہا ہوں اس کے بعد وہ آدمی چلے جا رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ تم اس کو پتے سے تھپیڑ میں جا کو ملو۔ میں کپڑے پہن کر گیا۔ سامنے بہت بڑا گویا ہے جس کا نام فتح علی خاں ہے بیٹھ کر کچھ الاپ رہا ہے گھے گھے گھے میں نے کہا عاشق علی غلام علی اور میاں فتح علی۔

بائیسویں رات:۔ میں نے دیکھا ایک آدمی کی لاش پر داغ ہے اور دوسرے نے اس کا کرتہ اٹھایا ہے اور اس نے ہاں تک ہے اور وہ دونوں اوپر باندھ گئے ہیں۔ پھر وہ چھت سے کالے سوٹ نیچے پھینک رہے ہیں اور بھی آدمی ہیں اور میں بھی ہوں پہلے کچھ کھیل کا نام ہے پھر فلاں ہے وہاں کمپنی ہے اور مالک جگن ناتھ ہے اور بڑے بڑے آدمی اس کے پاس ہیں میں کہتا ہوں کہ ہم یہ نشانی لے کر ساتھ لے جائیں گے اور یہ جگہ حسین گاہی ہے میں اندر گیا ہوں۔ اور بڑی خوبصورت عورت دیکھی ہے پھر ایک موٹر گاڑی ہے اس پر ڈرائیور بیٹھا ہوا ہے موٹر چلا رہا ہے اس کو دیکھ کر مجھے اطمینان ہوا ہے کہ ڈرائیور جانا پہچانا ہوا ہے میری گاڑی کا بھی بندوبست کر دے گا اتنے میں موٹر گاڑی ایک جہاز بن گیا ہے سامنے اس کا نام لکھا ہوا ہے "جیون" میں کہتا ہوں جیون تو کئی جہازوں کا نام لکھا ہوا ہوتا ہے دوسرا آدمی کہتا ہے ہر کمپنی کا نام الگ ہوتا ہے "جیون" اور کھیل شروع ہونے میں دیر ہے۔ میں کہتا ہوں ہم خود کھیل شروع کر دیں گے۔ مالک دیر کر رہا ہے۔۔۔

میں قرآن شریف پڑھ رہا ہوں ایک عورت کہتی ہے ہمیشہ ٹیکا دینا۔ رضائی کا ٹھکا رکھنے۔ میں نے ایسا ہی کیا حسین اور کربلا کا ذکر ہے کہ ایک عورت نے مجھے چھری ماری ہے مگر مجھے لگی نہیں ہے۔ ساتھ میں "میرا بھائی" ہے کھیل شروع ہو گیا ہے۔

تیئسویں رات:۔ میری دونوں چھوٹی لڑکیاں ہیں بنانے میک اپ کیا ہے میں نے اس کو ٹوکا ہے اور وہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہے اور شکایت اپنی ماں اقبال سے کی ہے میں کہہ رہا ہوں کہ ایک بار مجھ نے کہا تھا کہ بچوں کو ڈانٹا کرو تم باپ ہو۔ باپ کا رعب ہوتا ہے۔ اقبال لڑکیوں سے ناراض ہے اور میری طرف دار ہے بہت بڑی مسجد ہے پیش امام مولوی حاجی نور احمد ہیں۔ جب حج کرنے جاتے تھے تو دوسرے پیش امام کو اپنی جگہ نامزد کر جاتے تھے۔ پیش امام صاحب آ کر دوسرے پیش امام کو بنا صافہ سر پر بندھا کر لوگوں کو ملنے جلنے والوں کو کچھ چیزیں دے رہے ہیں۔ دوسرے پیش امام صاحب یا یا کرتے ہوئے مار رہے ہیں۔

چوبیسویں رات:۔ مدنی نواب کی کمپنی آئی ہے بہت سے لوگ نوکری کرنے گئے ہیں تو ایک کو پچیس روپیہ تنخواہ انہوں نے بولی دوسرا کہتا ہے تنخواہ راجی ہے ایک نے کہا ابھی تو وہ بجٹ بنا رہے ہیں میری ماں اور میں دونوں کشتی میں ہیں۔ کشتی خود بخود چل پڑی ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ ہی پار لگائے گا۔ چھوٹی سی کشتی ہے اس میں بی ہے اس کو لپیٹ کر رکھ دیا ہے۔

پچیسویں رات:۔ چین دلہ گنگا اور دوسرے لوگ ہیں ہوائی جہاز خود بخود اڑنے لگ گیا۔ میں نے چین کو بلایا ہے کہ تو کال دے کل طریقہ سے بہار کا اڑنا بند کر دے اس نے بند کر دیا۔

گیا ہے اور دو اسکوڈیو ہیں۔ ایک کاردار کا اور ایک کوئی اور ہے اس میں میں کام کر رہا ہوں کاردار اسکوڈیو سے دوسرا آدمی پان کی دکان پر آیا ہے میں نے سفید گولیاں لی ہیں وہ آدمی کہتا ہے کہ تین لڑائیوں کے بعد کاردار صاحب نے مجھے کام دلوایا ہے اس کے بعد دو گلے کاٹے کے ہیں۔ ایک چھوٹا ایک بڑا۔ بڑا ہندوؤں کا ہے اور چھوٹا مسلمانوں کا ہے وہ ہمیشہ ایک راستے جاتے جاتے لڑتے تھے تو میں نے مسلمانوں کو سمجھایا ہے اور دونوں گلے ایک راستہ پر ملے ہیں مسلمان فوراً ایک راستہ کے کنارے اونچے چبوترہ پر اپنی گایوں کو بٹھا دیا ہے۔

سولھویں رات:۔ علی بخش اور ایک دوسرا آدمی روپیہ مانگتا ہے تو میں نے دس روپیہ علی بخش اسناد کو بطور چندہ دیا ہے اور دو روپیہ میرے پاس ہے پھر یہ زور سے گا رہے ہیں۔ بابو نانک چند ہیں۔ فیروز اور میں ان کے ساتھ ہیں۔ بابو نانک چند فیروز کو کوئی جگہ دکھا رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کے کہتا ہے دیری گڈ۔ میں کہتا ہوں میں تو اپنی کمپنی نیوٹی سنبھال رہا ہوں۔ اس کے بعد سوہن لال اپنے بھانجے دولت رام کو مجھے سنا کر کہتا ہے کہ میک اپ کے لئے تم بھی اپنے گرو پربھو کو بلا لو۔

سترھویں رات:۔ میں کہتا ہوں دائمی نمی باندرہ ٹاکیز میں کھیل ہو رہا ہے صرف پانچ چھ آدمی ہیں۔ مالک نے آدمی کو ڈانٹا ہے وہ لوگ باہر نکل آئے ہیں۔ دو لڑکے غریب بھاگ کر میرے پاس آئے ہیں۔ میں نے پوچھا کھیل کیسا ہے وہ کہتے ہیں ہم نوکر ہیں کیا کہہ سکتے ہیں کھیل بہت اچھا ہے۔ میں دیکھتا ہوں تو صرف سفید روشنی ہے تصویر نظر نہیں آتی۔ اور میرا نام مجھے معلوم ہو رہا ہے۔ اور دوگوں کو بھی معلوم ہو رہا ہے کہ علی مراد ہے۔

اٹھارویں رات:۔ سیم کی دکان ہے اس پر بابو بیٹھا ہوا ہے اور میں بھی جا کر بیٹھتا ہوں بابو لوگوں کو کہتا ہے کہ اس نے آئینہ الکٹریسٹی کی توہین کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے میں نے کبھی آئینہ الکٹریسٹی کی توہین نہیں کی۔ یہ قرآن کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ ایک آدمی چشمہ لگائے اور سب مل کر کہہ رہے ہیں بابو جھوٹا ہے اور باہر سب سکھ ہیں ایک سکھ کی بانہہ پکڑی ہے وہ کہتا ہے کہ آپ تو الگ ہیں۔ میں نے کہا میں نے تو بے آسرے ہو کر آپ کی بانہہ پکڑی ہے وہ کہتا ہے کہ آپ تو الگ ہیں۔ میرا الگ ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ آپ کا آسرا لے کر میں کیسے الگ ہوں۔ پھر میں آدم کو کہتا ہوں اس نے میرا گھر بار دیکھا ہے۔ میں یہاں آ کر بیٹھتا ہوں یہ سب اسی کی عزت ہے۔

انیسویں رات:۔ میں کہہ رہا ہوں خدا کا فضل اور روزی ہو۔ میرے گھر میں ایک پنجرا بڑا سا پڑا ہے وہ برائیوں کا ہے اسے میں گھر سے نکالنے والا ہوں۔ پنجرہ کی شکل ہالنہ گاڑی جیسی ہے اس کے بعد میں پڑھ رہا ہوں ہر فضیحت۔

بیسویں رات:۔ گلاب گا رہی ہے آسمانوں سے گزرتی کرنی بنی بھگت بیتی تھوڑی مدھی۔ میں کہتا ہوں اس طرح گا۔ تو وہ بگڑ گئی۔ میں نے کہا تو تو میری بیٹی ہے جیسی مینا ویسی تو۔

بائیسویں رات:۔ میں بمبئی آیا ہوں۔ چاول کی پلیٹ میرے سامنے آئی ہے۔ سفید چاول میں کھا رہا ہوں۔ پھر واپس آ گیا ہوں۔ وہاں ایک جماعت ہے جس میں ہر کام کرنے والے شامل ہیں۔ میں کہتا ہوں ہوا ہے نیا اک برادر مہ چلے دو یہ ساعر کہ ہے آج عید۔ اس کے بعد ایک آدمی کے ہاتھ میں تھال بھرا ہوا ہے۔ سنیک دشمن یعنی سانپ اور دوسری چیزیں اس میں بند ہیں، جیسے سپیرا ہے۔ میں کہتا ہوں ہضم کرنے والی دوائی مجھے دینی شروع کی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ میں کامیاب ہو رہا ہوں میری گھڑی دو ٹکڑے ہوئی ہے۔

تیئسویں رات:۔ مینا بیمار ہے اس کی آنکھوں میں کچرا بھرا ہوا ہے۔ اور وہ کہہ رہی ہے میں اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں کہ میرا دم کب نکلتا ہے وہ رو رہی ہے۔ میرے سامنے پھلی تلی ہوئی دکھی ہے اور مچھ کے دانتے میں کھا رہا ہوں۔ مچھ اور اس کا کچھ ٹکڑا جس کو غلاف چڑھا ہوا ہے ایک مرد اور عورت سفید برقع میں ہیں۔ مینا ان سے کہتی ہیں یہاں آ کر روز چائے پی جایا کرو۔ میں گانا گاتا ہوں اموا کی ڈالی تلے جھولنا جھولے، اس کے بعد چھوٹا بچہ مینا کو اشارہ کرتا ہے کہ چلو میں نے دیکھ لیا۔ مینا کہتا ہوں کون۔ وہ کہتی ہے آنکھ والی۔ پھر میں کہتا ہوں گا کر کرشن کر کرشن بولو رادا کرشن کرشن بولو۔

چوبیسویں رات:۔ ڈائرکٹر وغیرہ والا گھر ہے پولیس ہر گھر میں تلاشی لے رہی ہے میرے گھر میں بچے رو رہے ہیں میں تسلی دیتا ہوں اتنے میں پولیس مین آیا ہے وہ میرے ہاتھوں میں الکٹرک کا تار لگا کر دیکھتا ہے اور جسم پر تار لگا کر کہتا ہے کہ اگر چور ہو گا تو پکڑا جائے گا۔ مگر مجھے کچھ نہیں ہوا۔ نہ بے ہوش ہوا نہ جسم کا کوئی عضو پھولا۔ میں نے کہا میں تو صرف دوائی دیتا ہوں جو گورنمنٹ

پانچویں رات :۔ میں نے پرستانوں کو دیکھا ہے میں کسی سے کہہ رہا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ کہاں میں نے کہا دل ہی کے اندر۔ دل ہی کے پاس (رحم کر پروردگار)

چھٹی رات :۔ کنواں چل رہا ہے پانی بھرا ہے لوگ غسل کر رہے ہیں میں بھی غسل کر رہا ہوں۔

ساتویں رات :۔ بہت سارے آدمی آئے ہوئے ہیں ایک چھوٹا آدمی ہے میں دُھرپت یعنی طبلہ بجا رہا ہوں۔ دھاد ھین دھتا۔ اس لڑکے نے تیز طبلہ بجایا ہے اس کی پیٹھ پر طبلہ بجا رہا ہے اور لوگ خوش ہو رہے ہیں۔ لڑکا بہت داد دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تو انہوں نے گیان دیا ہے اور اس کی آنکھ میں میں نے کاجل ڈالا ہے اور بڑا درخت ہے اس کے نیچے لوگ بیٹھے ہیں اور لڑکے کا رشتہ دار کہتا ہے دعا مانگ میں موٹا ہو جاؤں۔ وہ دعا کرتا ہے۔

آٹھویں رات :۔ دو آدمی چلے جا رہے ہیں ایک چھوٹے قد کا آدمی مجھے کہتا ہے کہ پیر صاحب آپ بتائیے آپ سرمہ کب دیتے ہیں میں نے کہا فراغی ڈنڈے سے۔ وہ کہتا ہے کہ آپ کے پیچھے لڑکا رہتا ہے اس نے سرمہ کی بہت تعریف کی ہے۔ اس کے بعد نئے نئے کپڑے مسل کر آ رہے ہیں۔ ازار پھولوں کا کپڑا مسل کر آیا ہے اور کپڑا اسٹیل لایا ہے میرے ہاتھ میں پھول ہیں اس نے اندر لے جا کر مجھے کپڑا پہنایا جو کہ جانگیہ جیسا ہے۔

نویں رات :۔ میری عورت ساتھ والے کباڑ منڈی میں کود گئی ہے میں نے دیکھ لیا ہے اور میں نے پوچھا تو پانی بھر بھر کے نہا رہی ہے میں اس کو ڈانٹ رہا ہوں اور پکڑ کر لے آیا ہوں۔

دسویں رات :۔ میں پولیس آفیسر ہوں اور سپاہی میرے آگے آگے چل رہا ہے سامنے اور سپاہی ہیں۔ کالی وردی پہنے ہوئے۔ جیسے ہی میرا سپاہی گیا تو انہوں نے روک لیا۔ پھر میں پہونچا ہوں تو میری خاکی وردی ہے اور لائسنس ہے اور رسیٹی ہے ہتھیار ہیں۔ یہ سب ان کو میں نے دکھایا ہے تو اس نے کہا جہاں جہاں بھی جو آدمی آپ کو دیکھے گا وہ آپ کو سلامی دے گا۔ اور سب سٹ گئے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ وہی مگر مطلب نہیں سمجھا پھر کہتا ہوں میں بھی تو برہمن ہوں۔ نئے نئے کپڑے اور نئی نئی ساڑیاں میری لڑکیاں حسین بی اور مدھو ہیں۔ اور مدھو کو دیکھ کر حسین بی کو کہتا ہوں کہ پہناؤ مدھو مینا کے پاس رہتی ہیں میں کہتا ہوں اس کو خوب پہناؤ مجھ سے زیادہ اس کو کوئی پہنانے والا نہیں ہے۔

گیارھویں رات :۔ گانا ہے چڑھے ہو رگھبیر وندھیر گڑھ لنک پہ ساتھ لکشمن بڑھو دھنش دھاری رام چڑھو رگھبیر۔ پدم ڈنڈ شٹ میں یودھا بھی ہیں ایکسو ایک ہوت بھاری رام ستیش دھر جی دھسو شوریا در چھپیو ھا تھ بکھان لئے بھکاری گوڑھ چنگوڑھ گڑھ مار لنکا لئے ایکسو ایک ہوت بھاری رام چڑھے ہو رگھبیر، کھیل ختم ہو گیا ہے کرسیاں تہ کر کے رکھی ہیں۔ سب ایکٹر گھر جا رہے ہیں میں بھی جا رہا ہوں۔ پھر کہتا ہوں کہ بھائی رحیم بخش ڈائرکٹر پہلے مالپر رہتے ہیں ان کا لڑکا صابر، لڑکی صابرہ دونوں جوان ہو گئے ہوں گے۔ ان کو دیکھتے چلیں۔ پھر میں پکار رہا ہوں۔ رحیم بخش صاحب رحیم بخش صاحب۔ سب ایکٹر چلے گئے ہیں ہم کو بھی اجازت دیجئے کہ ایسا ہمارے پاس ہے تو وہ کہتے ہیں نہیں ابھی آپ کو بھال رہنا ہے مت جاؤ۔ اس کے بعد مولوی ابوالکلام آزاد ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ دوسرا مولانا آزاد کو دلوانا ہے۔ انہوں نے گورنمنٹ سے بجٹ منظور کرا لیا ہے اور اگلے سال سے بچے مفت تعلیم پائیں گے۔

بارھویں رات :۔ نیچر پبلک ہے کورٹ بند ہو گیا ہے۔ مقدمہ میں نے جیت لیا ہے وہ کاغذ میرے پاس ہیں دوسرا مقدمہ بھی میں جیتنے والا ہوں۔ لاریاں بھر کر جا رہی ہیں۔

تیرھویں رات :۔ ایک بچہ نے مجھے بلایا ہے اور لاری جا رہی ہے اور لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک ہی لاری شہر جانے والی رہ گئی ہے میں کہتا ہوں مجھے بھی بٹھا لو۔ وہ کہتے ہیں سیٹ آؤٹ ڈور لگی ہے وہ اکیلی اس میں بیٹھ کر جا رہی ہے۔ میں کہتا ہوں میں بھی اس کے ساتھ جاؤں گا۔ چودھویں رات :۔ میں ہارمونیم بجا رہا ہوں۔ رحمٰن مجھے سوئی کی نوک چبھا کر کہتا ہے کہ یہ میراثی ہے نقال ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں میں تو ہمیشہ آپ کی عزت کرتا ہوں آپ کی باتوں سے مجھے بالکل غصہ نہیں آیا۔

پندرھویں رات :۔ مالک چبوترہ میں کرسی پر بیٹھا ہے اس نے مجھے کام سپرد کر دیا ہے اور عالم دین کو بلا کر اس کے سپرد بھی کیا

کبھی بتائیے بزرگ کہتے ہیں جیسے آپ کی مرضی ہو کر لیجئے۔ اس کے بعد ایک بزرگ شخص ہیں ان کا ایک عورت کے ساتھ کسی نے نکاح کرا دیا ہے ان کو عورت کی ضرورت تھی انہوں نے عورت کو پاس بٹھا لیا ہے۔ وہ بزرگ کہہ رہے ہیں جس آدمی کو ضرورت ہو اسے نکاح کر لینا چاہیئے

پندرھویں ذی الحجہ:۔ میں ادھر دیکھ کر ایکشن کر رہا ہوں سلطان باہا کہتے ہیں۔ سیڑھی اٹھا کر اوپر دیکھ۔ میں نے اوپر دیکھنا شروع کیا اور کہتا ہوں ایک دوائی ہے جو سب مرضوں پر حاوی ہے۔ **سترھویں مراقبات**:۔ میں کہتا ہوں میں امام مہدی آیا ہوا ہوں۔ پھر فضا میرے ساتھ ہے بہت بڑا ڈنڈا میرے ہاتھ میں ہے اس کے سہارے میں چھت پر چڑھ گیا ہے۔ نیچے بہت سے لوگ کھڑے ہیں اور دروازہ بند ہے۔ میں پوچھتا ہوں اندر کون ہے لوگ کہتے ہیں اندر یوسف علی ہے۔ محمود آیا ہوا ہے۔ **اٹھارویں مراقبات**:۔ خورشید میری لڑکی بیٹھی ہے میں نے اپنی سب کمائی اسے دیدی ہے اور اس نے سب کمائی مجھے واپس کر دی ہے۔ **انیسویں مراقبات**:۔ معلوم ہوتا ہے ہمارا رزق افراط پڑا ہے ہم سب قتل ہو جائیں گے مگر سب قتل نہیں ہوئے سب بچ جاتے ہیں۔ **بیسویں مراقبات**:۔ امام ہے جو کہہ رہا ہے تحسن من تشاء و تذل من تشاء پھر میں کہتا ہوں سب سیدوں کی پارٹی تو میرے ساتھ ہے سلطان باہو بھی ہے۔ **تیسویں مراقبات**:۔ تعویذ پانچ چھ ہیں۔ میں نے دعا اٹھا کر بانٹ لئے ہیں۔ کنواں نفل اللہ:۔ الاہے جس پر میں بیمار طریقہ سے پڑا ہوں۔ پاس سے گماشتہ ڈاکٹر گزر رہا ہے میں اس کو کہتا ہوں ڈاکٹر صاحب میرا عقیدہ ہے آپ اگر ہاتھ لگائیں بیمار کی طرف تو کوئی بیماری بھی ہو اچھی ہو جائے گی۔ اس نے ہاتھ اٹھا دیا۔ سفید کوڑھ اچھا ہوتا جا رہا ہے پانی میں نظر آ رہا ہوں۔

ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ

پہلی ذی الحجہ:۔ میرے ہاتھ میں کاغذ لکھا ہوا ہے بکرا ذبح کرنے کو لوگ بیچار رہے ہیں بڑی بڑی چیزیں میرے پاس ہیں بہت بڑا اکٹھ ہے لوگ بھرے ہیں ہزاروں عورتیں اور مرد جمع ہیں عورتیں ایک دوسرے کو کہتی ہیں کہ تم نے نہیں لکھا کہ امام مہدی یہاں آیا ہوا ہے۔ دوسری کہتی ہے میں نے تو صاف لکھ دیا ہے کہ امام مہدی آیا ہوا ہے کچھ رسیدیں میرے پاس ہیں تیسری عورت کہتی ہے آپ اس کو اپنی پارٹی میں رکھ لیجئے۔ میں نے دیکھا تو رسیدیں پارٹی میں موجود ہیں۔ میں سوٹ پہنے بیٹھا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ کھٹ کا پانی خشک ہو تو میں اٹھ کر چلا جاؤں کچھ میں اپنے گھر پہنچا ہوں سب بھائی لڑ پڑے ہیں امداد کے لئے کرم دین دلہ حاکم کو بلاتا ہوں وہ آ گیا ہے۔ اس کو بٹھانے کیلئے کہتا ہوں تو وہ کہتا ہے کرسی پر بیٹھوں گا۔ میں کہتا ہوں کرسی لاؤ کرسی اندر ٹکی ہوئی ہے۔ میں اندر جا کر دونوں کرسیاں نکال لایا ہوں اس کو بٹھانے کے لئے۔ کوئی آدمی کہتا ہے ہم اس لئے آپ کی عزت کرتے ہیں کہ محمد دین لال حکیم دکھا ہے اور میرا استاد دیوی دتا آ گیا ہے میرے اندر سے آواز آ رہی ہے۔ میں آپ کا باپ علی ہوں۔ میں نے دیکھا بہت بڑا پل ہے جس کے پار ہو گیا ہوں۔ اور گرتے ہی میں نے اس کو پکڑ کر دبی لگائی ہے۔ سامنے بھالو گرے ہیں بلقیس کو مار رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں دیکھو عورت کو مار رہے ہیں۔ میں کچھ نہیں کر سکتا **تیسویں ذی الحجہ**:۔ مولا بخش جو ذاکر امام حسینؑ کا ہے کہتا ہے میں کچھ بڑا ذاکر نہیں تھوڑا بہت سناتا ہوں مرثیہ سناتا ہے سارے آدمی میدان میں ڈنڈے لئے ہیں میں گاتا گا رہا ہوں تجھ کو پایا ہالن ہارا۔ سائیں انکھیاں بھریں تو میری ملک تمام تاک بحر اک لہر کی تو لاکھوں کرے سلام حاتم اٹھائے پھرا کوئی در سے زے خالی کبھی اور رحم تری ذات میں معمور ہے ابر دہلی ہو نظر ہم سب پر تری۔ آدمی مجھے انعام کے مدے دے رہے ہیں لینے میں واہ واہ واہ واہ خوش ہو کر چلے گئے۔ پھر آواز آئی ہے آفتاب تم ہو۔ **چوبیسویں ذی الحجہ**:۔ کوئی آدمی مجھے مولانا یاد دے رہا ہے میں لگا رہا ہوں اور رجسٹر ہا ہے ایسے لگا دیا جیسے لگا دیا۔ کوئی فقیر کہتا ہے اس کو بارہ ٹوپیاں سب کا نڑی سب درباری یاد ہے ہمارے یاد ہیں۔ **پچیسویں ذی الحجہ**:۔ میں نے فقیر کو روپیہ دیا اس کے گھر والے کہتے ہیں کپڑے بدل لو۔ اس نے سفید کپڑے پہن لئے ہیں فقیر اندر گیا۔ **۲۶ ویں ذی الحجہ**:۔ میں کہہ رہا ہوں خدا نے مجھ کامیاب کر دیا ہے فوٹو محل کھڑا کر دیا ہے اونچے پہاڑ پر چڑھ کر جا رہا ہوں۔ رسیمی کپڑے کی گٹھڑی گلے میں ہے ایک عورت آگے جا رہی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ میں بھی ادھر چڑھ جاؤں گا۔ وہ کہتی ہے کیوں نہیں۔ میں چڑھا جا رہا ہوں اور تیسری دفعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی ہے اور پہاڑ کے پار ہو گیا ہوں۔ مکان ہے ایک آدمی ادھر کھڑا ہے میں پڑھ رہا ہوں وھو العلی العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وھو العلی العظیم

پیٹ ہے اس کے بعد ایک آدمی کے سر پر پگڑی بندھی ہوئی ہے اور وہ اندر گیا ہے۔ اور میں اندر گیا ہوں تو تمام پولیس والے امتحان دے رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ میں بھول گیا ہوں۔ باہر آکر پھر وہی الکٹرک والا پولیس میں آیا ہے۔

پچھیسویں رات:۔ علی بخش کے گھر میں فقیر لوگ کھانا کھانے جا رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ دل چاہے تو ہاتھ دھونا یا نہ دھونا ظاہر ہو گیا میں کہتا ہوں جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اور سب روشنی ہی روشنی ہے۔ ۲۶ ویں رات:۔ میرا مودے سے بات کرنا۔

ستائیسویں رات:۔ سورۂ حجرات پڑھ رہا ہوں پھر اودھاڑیا ہے اس کو کہتا ہوں میں تمہاری سفارش کرتا ہوں اور داڑھیا میں نوکری دلا دیتا ہوں۔ کوئی گانا گا یا جا رہا ہے اس کے بعد آواز ہے کہ جو اس کو سنے گا اس کی جان لی جائے گی۔

اٹھائیسویں رات:۔ میرے سامنے صندوق ہے جو خود بخود کھل گیا اور میں کہتا ہوں کہ آج فتح کا دروازہ کھل گیا ہے اور یہ قدرت کی نشانی ہے۔ انتیسویں رات:۔ جن کو حق پہونچ گیا ہے خورشید کو غلاف چڑھا ہوا ہے میں نکال رہا ہوں سامنے الٰہی بخش اس کو بلا رہا ہے۔ گردہ بچتے بچتے نکل گئی ہے۔

ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ

یکم ذی الحجہ:۔ ایک مکان ہے اور ہمارا گھر ہے۔ اندر سے میں نے چابی دی ہے اور کنڈی لگا رہا ہوں اگر میں کنڈی نہ لگاتا تو ٹوک کمار قتل ہو جاتا۔ پھر میں اترا ہوں تو کورا مجھے بلا رہا ہے اور چیل کوے زور زور سے اڑ رہے ہیں اور مجھے چھینٹے لگ رہے ہیں۔ میں ان کو اڑا رہا ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ بحر تلزم سے پار ہو گیا۔

دوسری رات:۔ میں کہتا ہوں بگڑی ہوئی تقدیر میری نئی بنا دے اور بہت سے سکھ تلوار لئے ہوئے ہیں اور میری عورت بلقیس پر لڑائی ہے اور وہ میری طرف ہے۔

تیسری رات:۔ کوئی آدمی مجھے کہہ رہا ہے ہزاروں نور مامے ہزاروں آسیہ المکرمی اور ہزاروں درود مشریف اس کو پہلے پہنچ چکے ہیں۔ چوتھی رات:۔ ہم تین آدمی ہیں میں نے ایک سے کہا میرے لئے دعا کیجئے وہ کہتا ہے دعا کیا۔ پھر تیسرے کو کہتا ہے کہ ان پر یعنی مجھ پر اللہ کی مہربانی ہے۔ پھر کہتا ہے جو اپنے ہاتھ سے دیر ہے ہو وہی کام آنے والا ہے۔

پانچویں رات:۔ میرا بھائی اللہ دتا ہے میں اس سے کوئی بات پوچھ رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ خدا کی مہربانی کا جب وقت ہوتا ہے تو اسی طرح پوچھ لیا جاتا ہے۔ چھٹی رات:۔ میں اور میری عورت بلقیس اور فردوس بیگم ہیں میں کہتا ہوں میرے پاس روپیہ خرچ ہو جائے گا تو وہ کہتی ہے کہ آپ نے میرے پاس ڈھائی سو روپیہ جو زکوٰۃ کا رکھوایا ہے وہ میں بھیج دوں گی۔

ساتویں رات:۔ میں نے دیکھا باہر لاشیں ہی لاشیں ہیں۔ ان سے پار ہو کر دیکھتا ہوں سامنے سرسبز ہے۔ میں اکیلا جا رہا ہوں۔

آٹھویں رات:۔ ایک بازار ہے میں چل رہا ہوں۔ دعوت حق دیتا پھرتا ہوں۔ میری اہلیہ بھاجا بھاجی رہی ہے میں ایک شخص سے کہتا ہوں کہ ہمارا سارا گھر بھاجا بھاجی جانتا ہے۔ نویں رات:۔ ایک افسر بیٹھا ہے مجھ سے بات نہیں کرتا۔ میں حقہ سر پر رکھ کر اٹھا ہوں تو اس نے اپنے ہاتھ کے کوئلے مجھے دے کر کہا آرام سے بیٹھو۔ آرام سے بیٹھو۔

دسویں رات:۔ میں اور بلقیس برآمدہ میں بیٹھے ہیں سامنے سے ایک حوالدار کہتا ہے کہ نہیں صاحب ابھی مال نہیں لایا ہے۔ میں نے رضائی کو اور سامان کو دے دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کیوں تو وہ کہتا ہے افشانی کے لئے۔

گیارھویں رات:۔ میں کہہ رہا ہوں (بن غازی) دو عورتیں ہیں ایک دوسرے کو کہہ رہی ہے ماں تو میں لوں گی۔ اور بحث کر رہی ہیں۔ میں کہتا ہوں کیا خوب کہا۔

۱۲ ویں رات:۔ میں نے کندھے پر چادر ڈالی ہوئی ہے اور کرم دین ولد حاکم کے گھر گیا ہوں۔ ایک آدمی دودھ بو چکا ہے اور کہتا ہے مجھے گھڑے میں دکھا کر کہتا ہے پیو۔ اس کے بعد ایک کاپی ہے اس میں تمام کام لکھا ہوا ہے جو درج کھولتا ہوں اس میں لکھا ہے پیار۔ اس کے بعد ایک بہت بڑے بزرگ ہیں گھوڑے گاڑی میں بیٹھ کر جا رہے ہیں۔ کپڑے سفید ہیں ڈاڑھی بھی سفید ہے میرا استاد کہتا ہے اس کا کام ختم کرنے کے لئے میں نے دو پیغمبروں سے تو پوچھ لیا ہے آپ کا اس میں کیا خیال ہے۔ آپ

چوبیسویں رات :۔ میں کسی کو کہتا ہوں کہ آپ کا لڑکا ٹائیفائیڈ تک پہنچ گیا ہے ۔ ۱۵ ویں رات ہوں۔ کہانی بغاور گئی ہے میں پڑھ رہا ہوں قلب القلوب۔ نانک چند کی کہانی ہے۔ مینا بھی جا رہی ہے ۔ مجھے کہتے ہیں تم چلے ہو کہاں کہتا ہوں کہ میں نہیں جاؤں گا۔ مینا کے ہاتھ میں آئینہ ہے وہ کہتی ہے کہ یہ میرے قبضہ میں ہے ۱۶ سولھویں رات ۔ خاتمہ اور میرے کہنے کے سب لوگ مانگنے آئے ہیں دو لڑکیاں مینا اور مدھو بھی ہیں۔ جوا چار مار واڑی لڑکے مذاق کر رہے ہیں اور میں نے ان کے منہ پر طمانچہ مارا ہے۔ میں ادھیڑ ہو گیا ہوں اور کہتا ہوں کہ میری عمر مذاق کرنے کی ہے ۔ میں میدان گیا ہوں مینا اور مدھو گاڑی میں ہیں اور میں پیدل ہوں ۱۷ ر ستر ھویں رات ۔ بلقیس بیگم کہتی ہے کہ آج دارا پکاؤں گی ۔ میں نے کہا کہ چاول مٹھی بھر کے ڈال دو یعنی کھچڑا ۔ پھر سرینہ ہے اس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں ایک اور کوئی ہے میں دونوں کو سکھا رہا ہوں ۔ سرینہ رکو میں نے کہا تو وہ بگڑ گیا ۔ پھر میں نے کہا کہ استاد کا حق ہے تب وہ چپ ہو کر بیٹھا ۱۸ ویں رات ۔ ایک لڑکا ہے ۔ سہراب مودی سینما چلتا ہوا چھوڑ کر چلا آیا ہے ۔ اور ہم دونوں مناکر لا رہے ہیں ۔ وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جاؤنگا ۔ ۱۹ ویں رات میں کہتا ہوں کہ سارا دن ٹیلیفون پر سوال حق کی بات کریں گے ۔ ۲۰ ویں رات خود کی گاڑی ہے میں اور میری عورت سوار ہیں ۔ اور میرے بڑے اترے ہوئے ہیں ۔ ایک بزرگ نے مجھے بلایا ہے اور اچھی اچھی باتیں کی ہیں ۔ مجھے لینے جانا ہے اور میرے کپڑے گاڑی میں ہیں ۔ نہمد عورت کے پاس ہے اور وہ گاڑی لیکر اندر چلی آئی ہے ۔ چوکہ مینا کماری ہے ۔ ایک آدمی نے مجھے اوپر بلایا ہے ۔ اسکا نام پسنت ہے وہ میرا دوست ہے اس نے مجھ سے اچھی باتیں کی ہیں ۔ جب میں نیچے آیا تو ایک آدمی نے مجھ سے کہا کہ تم جبرئیل فرشتے سے مل آئے ہو ۔ تو میں کہتا ہوں کہ ہاں ۔ پھر وہ کہتا ہے کہ ہو بہت تقدیر والے ہو بھاگ کر امت ہے ۔ بھردار کا تھیم خانہ ہے میں وہاں دکھاتا پھرتا ہوں ۔ جس گھر میں رہتا تھا ۔ میں لوگوں کو کہتا ہوں کہ میں بس روپیہ کرایہ دیتا تھا اسکا ۔ اب اسمیں فقیر رہتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ میں بھی مقدر والا ہوں ۱۸ روپیہ دیتا ہوں ۔

اکیسویں رات ۔ بہت سارے آدمی ہیں شادی ہے میں سب کو چار آنے دے رہا ہوں ۔ لاؤڈ اسپیکر پر سبز کا ہے محبوبہ مجھے کہہ رہی ہے کہ میں آپ کے در پر پکاروں گی ۔ ۲۲ ویں رات میری عورت بلقیس سفید کپڑے پہنے مجھ سے کہتی ہے کہ آپ کیلئے کھانا تیار ہے ۔ میں سنیما میں ہوں پکچر چل رہی ہے ۔ میری عورت میرے سامنے بیٹھی ہے میں کہتا ہوں کہ میں نے سینما بھی دیکھ ہی لیا ہے ۔ ۲۳ ر ویں رات ۔ مقدمہ ہے، عدالت ہے ۔ گواہی ہے اور میاں نذر محمد راجہ گونڈل ہے اور میں ہوں ۔ میں وہاں گیا ہوں میاں نذر محمد نے میرے پاس آکر مجھے جگایا ہے ۔ مجھے رنج ہوا کہ کیوں جگایا ۔ وہ کہتا ہے کہ محمد گیا اور علی آیا ۔ محمد بڑا بھائی تھا اور میں علی ہوں ۔ میرے پاس شجرہ نسب ہے جو فیصلہ ہونا ہے میں نذر محمد کے پاس گیا ہوں فیصلہ میرے شجرہ سے ہو تو اسلئے میں شجرہ لکھ رہا ہوں تاکہ عدالت میں آپ پیش کریں تاکہ پہلے ایک فیصلہ میری گواہی سے ہو ہے میرا خاندان میراثی ہے ۔ میراورثہ ہے اور میں وارث ہوں ۲۴ ر ویں رات میں کہتا ہوں کہ جونڈل پر کیا میرا اقتدار نہیں ہے بدیں ہجوم ہے اور لوگ چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں ۔ سلطان بابا رائفل ڈھونڈھ رہے ہیں وہ چلتی نہیں ہے ۔ پھر ایک عالم ہے اس کے گلے میں بندوق ہے ۔ لوگ کہتے ہیں کہ رائفل تو چلتی نہیں ہے ۔ یہ تو بندوق ہے ۔ پھر سلطان بابا کہتے ہیں کہ مارسائی کو ساتھ ستر کو جلا دے ۔ پھر ریل کے انجن کی طرح کی مشین ہے ایک سنیما کی شیڈ ہے جس کو عالم نے خانہ مارا ہے تو وہ دھڑ سے ٹوٹ گیا ہے ۲۵ ویں رات بہت سارے آدمی ہیں ۔ ایک حوض ہے ۔ وہ ضو کرنے کے لئے کھڑے ہیں میں سویا ہوا ہوں ۔ مجھے جگایا ہے ۔ میں بھی حوض میں گھس گیا ہوں ۔ میں نے وضو دیکھا کہ آسمان پر ستارے روشن ہیں ۔ عائد مغرب ہو گئی ہے ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مغرب اور عشاء دونوں ملا کر پڑھ لیں گے ۔ غلام جنید سندھی بیٹھا ہے اور میں اسکی تعریف میں کہتا ہوں کہ کام تو تم نے کیا ہے چاہے پبلک ہو یا نہ ہو ۔ مگر بارش تم نے خوب ادا کیا ہے میں تمکو مبارکباد دیتا ہوں ۔ اس کے بعد میں اور قاضی معصوم میں ہم دونوں چل رہے ہیں ۔ قاضی سر سے ننگا ہے اور کالی میرزائی پہنی ہوئی ہے ۔ آگے شیر علی بابا نماز پڑھ رہے ہیں سفید کپڑے ہیں اور وہ موٹے تازے ہیں ۔ مجھے قاضی صاحب آکر کہتا ہے

۱۳۷۶ھ

یا اللہ جل جلالہ (محرم الحرام) یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم

پہلی محرم الحرام :- میری عورت بلقیس ہے۔ ہم دونوں بیٹھے ہیں۔
۵ ویں رات :- میں کہتا ہوں جعفر عبد اللہ پھر ایک چھوٹا سا شہزادہ جبہ پہنے ہوئے چل رہا ہے اور میں کہتا ہوں۔ فخر پور ۱ :- ۶ ویں رات میں جا رہا ہوں اور سڑک پر ایک سید صاحب ہیں۔ میں ان سے لپٹ کر کہتا ہوں کہ آپ ہی کے پاس لوگ آکر چلتے ہیں آپ ہی آپ ہیں تمام دنیا میں۔ اسی کے بعد میرے پاس بیگ ہے۔ ایک بنیئے کا قرضہ دینا ہے وہ آیا ہے میں نے کہا کہ بیگ میں سے نکال لے اس نے سو سو کے دو نوٹ نکال لیے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ مایوس صاحب قتل ہو گئے ہیں :- ۷ ویں رات :- میں ایک مکان میں بیٹھا ہوں اور راستہ میں لڑکی سنا رہی ہے جو کہ چھپی ہے۔ سامنے ایک آدمی کھڑا ہے مگر نہیں (رہنا) کہتی ہے کہ خیمہ مذہب بڑا محفوظ اور پاک ہے اور بہت ہی سچا اور پکا ہے سبحان اللہ کہہ رہی ہے۔ اتنے میں دوسری جگہ جا کر بیٹھے تو وہ جوان سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ پھر میں کہتی ہے کہ شیعہ مذہب پاک ہے میں نے اس نوجوان کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کہا کہ سامنے سے ہٹ جا۔ وہ نہیں تو میں اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر زور سے چلا یا کہ یا علی یا علی یا علی۔ پھر اس کو باہر نکال کر اس کی گردن چھوڑ دی۔ وہ کہتا ہے کہ میرے لیے دعا کیجئے۔ زین العابدین کیلئے آل عبا کے واسطے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تو زین العابدین کو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے ہاں۔ پھر میں نے دعا کے لیے وعدہ کیا ہے۔ سوچی رضائی میں لپٹا ہوا کہتا ہے کہ دوائی میں پارسنیا ہو میں کہتا ہوں کہ آدھا روپیہ دیدو یا کھڑے ہو جاؤ۔ تو وہ کہتا ہے کہ روپیہ تو میرے پاس نہیں ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ میں کوئی کوڑ پتی ہوں جو پارسنیا دوں گا۔ پھر میں گاتا ہوں۔ ناتھ مورے تورے کارن۔ پھر میرا سامان تیار ہے کہیں جانا چاہتا ہوں۔ والدہ گھر میں ہیں مجھ سے آگے ہے۔ والدہ بیٹھی ہے وہ کہتا ہے کہ حساب کر لو۔ والدہ کہتی ہے کہ محمود آیا تھا۔ میں نے کہا کہ کیوں کہا کہ حساب کرے۔ میں نے کہا کہ بھایا نہیں تھا؟ پھر بنڈ یا دانوں پانی کا بیمار ہے جہاں سفید کپڑا ہی کپڑا بچھا ہوا ہے۔ ۱۰ ویں رات انسپکٹر پولیس کچھ کام کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا تو بولا کہ اپنی اپنا نام لکھوا دیا ہے۔ پھر ایک بہت بڑے بزرگ سفید داڑھی ہے لوگ ان سے ان کا شجرہ نسب پوچھنا چاہتے ہیں وہ میر صاحب ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ حضور کیا آپ غوث پاک کی سے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ میں امام حسین میں سے ہوں۔ مکہ میر اگھر ہے۔ لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ آپ مکہ کے رہنے والے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ لکھنؤ میں میرا شاندار فشہ دار گھر ہے۔ میری عورت کی طرف سے لکھنؤ میں میرا شاندار فشہ ہے۔ ۱۱ گیارھویں رات۔

کیا شان احمدی چمن میں ظہور ہے۔ ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے۔

میں یہ پڑھ رہا ہوں۔ شاہ مرداں شاہ یزداں قوت پروردگار لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار
۱۲ ویں رات۔ بلقیس نوکر کو بول رہی ہے کہ بابو جی بچے سے اچھے ہو رہے ہیں۔ ۱۳ ویں رات تخواہ بڑھوری ہے۔ بلکہ بہت ہے میں بھی پبلک میں ہوں۔ آواز آئی علی بخش علی بخش علی بخش نذر بکٹ آدھ میں تخواہ بھائی لے گیا ہوں جو سب سے بڑی تخواہ ہے۔ ہم نے ایک رنگ لال اور بابو نانک چند کو کہتے دیکھا ہے مالک کہتا ہے کہ باقی کے آدمی جانے پہچانے ہیں۔ تخواہ بٹ گئی ہے۔ امام بھائی مر چکے ہیں اور دوسرے دیا ہے وہ بھی مر چکے ہیں۔ بیل کہہ مجھے واپس کر دیا ہے۔

لکھیا شام دا بندی خانہ۔ جن تنہا نہیں ساوی اوڈی جن دنیا کن نا میں بھی تاکم کرنے لگا، اور بے صبر ورہا ہوں اور دعا مانگ رہا ہوں۔ مولا میری مشکل آسان کر۔ میں رونا جا رہا ہوں اور لمبی چوڑی دعا مانگ رہا ہوں۔ ۲۴ ویں رات۔ میں نے دیکھا کہ نظام ہے اور بازار ہے۔ میرے پاس چھوٹی بچی ہے اور میں نئے تہمد باندھی ہوئی ہے۔ پیلا کا ہوتا ہے پھر دو پولیس افسر ہیں۔ خوب صورت کپڑے پہنے مونڈھے لگائے رکشا میں بیٹھے ہیں اور رکشا ایک آدمی چلا رہا ہے۔ جیسے گھوڑا بھاگ رہا ہے۔ اس کے بعد ایک سائیکل گری ہوئی ہے لوگ کہتے ہیں کہ شرابی نے شراب پی ہے۔ اس کے بعد مسجد ہے میں اور میری عورت سو رہے ہیں گانے کی مسجد ہے۔ میں کہتا ہوں کہ لوگ نماز پڑھنے آ رہے ہیں۔

۲۵ پچیلسویں رات۔ ایک بہت بھاری دنیا سفید رنگ کا محل ہے۔ وہ تیار ہو گیا ہے۔ ایک بزرگ کپڑے پہنے سیاہ ڈاڑھی در دازے پر کھڑے کچھ پڑھ رہے ہیں۔ دروازہ کھل گیا ہے اور وہ اندر چلے گئے ہیں بھی اندر گیا ہوں، اندر بہت سارے جھاڑ فانوس لگے ہیں۔ وہ اوپر چڑھ گئے اور ایک بزرگ نے ایک فانوس کا بٹن دبا دیا ہے اور دو رنگ لائٹ ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا بٹن دبائے گا تو بہت ... روشنی ہو جائیں گے۔ پھر ایک محل ہے اور صبح کا وقت ہے اور میں اکیلا لیٹا ہوا ہوں۔ باہر بہت آدمی ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ محل میرے سے سنسان ہے یہاں سے کون نکال سکتا ہے۔ یہ محل سفید ہے۔ ۲۶ چھبیسویں رات۔ دو جلسے ہی ایک جلسہ ہو گیا۔ اس جلسے کی دھلوان چار آنہ فی آدمی کپڑا میں نے دی ہے اور گوہ دھن بھاکرے کی پیشانی افیتہ لیکہ کر رہے ہیں۔ کہ نیلمت جواہر لال نہرو ہر دفعہ بائیں سائڈ بیٹھے ہیں۔ ... کے بعد ایک پریسی سانپ ہرے رنگ کا ہے جو کسی کاٹتا نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں جو اسکلا ہے کہ سب کاسب کو انتظار تھا۔ ۲۷ ویں رات۔ دو دو میں زہر ہے اور میں نے پیا ہے۔ مگر مجھے کچھ نہیں ہوا۔ ۲۸ ویں رات۔ میرے خاندان کی عورتیں بھی ہیں اور واڑی الجرد کی ہیں نیچے بیٹھا ہے اور اللہ رکھا کھڑا ہے۔ میں جا کر بیٹھ گیا ہوں اللہ رکھا سامنے رہا ہے جلسے مسیح ہو جاڑے نہیں میں کہتا ہوں آمین پھر وہی کہتا ہے میں نبی مرسلہ آمین کہتا ہوں۔ ۲۹ ویں رات۔ میں بازار میں کھڑا ہوں۔ میری ساس بہشت بی بی سامنے چھوٹا سا بچہ گود میں اٹھائے کہتی ہے کہ بچہ گوہوں کی بوریاں جا رہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ دو بوریاں ہمارے گھر میں موجود ہیں پھر اس کی طبیعت پوچھتا ہوں کہ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بخار تھا اب اچھی ہے۔ پھر میں پیسے دیتا ہوں کچھ نالی میں گر گئے ہیں اور میں نے اٹھائے ہیں۔ ۳۰ ویں رات۔ ... دو دو اکی ایک جیسے ڈریس پہنے ہیں ایک جیسی شکل ... میں کہتا ہوں کہ آخری چانس ہمیں ملا ہے۔ ایسا کام کرنا چاہیئے کہ دنیا میں ہمارا نام رہ جائے

ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ

پہلی رات ربیع الآخر۔ بے گناہ جوات کمینگاہ بوری ہو گی۔ میں اور قاسم ڈرائیور باتیں کر رہے ہیں ۳ ربیع الآخر۔ بہت سارے آدمی ہیں اور رشنا کا وقت ہے۔ دیر ہو گئی ہے میں کہتا ہوں کہ نماز پڑھا کرو۔ ۵ ویں رات۔ میں نے سر پر گھڑا رکھا ہے۔ میری رشتہ دار نیاں اور ہم گھڑا بھر نے جا رہے ہیں۔ اور نئے کنوئیں پر گانا گاتے جا رہے ہیں۔ آگے مسجد ہے اسکائل ہے۔ نل سے پانی بہہ رہا ہے اور گا رہے ہیں واہ واہ گھڑا خالی بھر آئیاں۔ اس کے بعد بڑی عورت ہے جو لہ چوڑی اور لمبی ڈبا ... اور اس کے پاس میں روٹیاں ہیں ان میں گھی چپڑا ہوا ہے۔ میں نے اکر روٹیاں اٹھا لی ہیں۔ پھر اس نے روٹیوں پر بھاجی رکھی ہے اور میں کھا رہا ہوں۔ پھر اس عورت نے روٹی مانگی ہے اس نے دی۔ پھر اس عورت نے دو روپے میری عورت کو دیئے ہیں اور ... پھر ایک چوڑی سڑک پر آدمی جا رہے ہیں پھر ایک لمبی ... ایک آدمی نے ... چھوڑ کر سڑک پر چھوڑ دیا پھر چلے جا رہے ہیں اور وہ عورت ... دے رہی ہے۔ ... قتل بچہ ... دھوں دھاں سے ... جہازوں کو ... اسے بنا رہا ہوں ... تو کہ ... میں کہتا ہوں ... اللہ رکھی ... والی ... میں ... کہتی ہے ...

بابا سے لیتے ہیں کہ میرے سر پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور میرا جسم سے بالکل تعلق نہیں ہے۔ میں نے بابا کا ہاتھ چوم لیا ہے اور وہ نماز پڑھ کر دعا پڑھ رہے ہیں (درود شریف) میں نے پوچھا کہ آپ کب آئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ کچھ دن ہوئے میں نے کہا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے وہ کہتے ہیں کہ کبھی کبھی رہتی ہے۔ اور کبھی خراب ہو جاتی ہے۔ یہ پاکستان میں رہتے ہوئے۔ پھر میں نے کہا کہ آپ کب جائیں گے کہتے ہیں کہ میں ۹ تاریخ تک جاؤں گا۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے

صفر المظفر ۱۳۷۶ھ

پہلی رات صفر المظفر۔ ایک شخص آکر مجھے کہتا ہے کہ آپ میرا نام جانتے ہو۔ میں نے کہا کہ نہیں وہ کہتا ہے کہ حکیم بدیع الزمان نے مجھے کہا تھا کہ دو ایک شعر آپ بھی کہیئے۔ میں نے کہا کہ میری یہاں بہت عزت ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں شعر کہوں۔ ۳ تیسری رات بے نقاب آجو تو رے گیسوؤں والے آبا ..... چاند سے چہرے پہ ڈالے ہوئے آجا ..... ابھی جا طالب و مطلوب میں ہو وہ کیسا۔ تو ہمارا تیرے ہم چاہنے والے آجا .. ہم نے خوش ہو کے تجھے ساری خدائی دیدی۔ .. اپنے بندوں کو کیا تیرے حوالے آجا۔ ہوں سیہ کار عیب کھلے جاتے ہیں کملی والے کملی میں مجھے چھپا لے آجا۔ اس کے بعد۔ ایک نہر ہے جو بھری ہوتی ہے بہہ رہی ہے۔ دو نوٹ میں اور میں ہوں۔ پھر انھوں نے غوطہ لگایا اور بہت دور تک جا کر واپس کنارے پر آگئیں۔ میں بھی چھلانگ لگا کر واپس آگیا ۵ ویں رات ۔ دو گاڑیاں جا رہی ہیں۔ پہلی گاڑی مال سے بھری ہوئی ہے اور دوسری میں سوار ہوں۔ اور پہلی گاڑی کو دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ یہ ست جگ جائیگی ... پھر ایک پارسی عورت ہمارے درمیان میں آکر دوا بدل کر دے رہا ہوں۔ اور دوا بدل کر دے رہا ہوں۔ میرے ہاتھ میں قلم دوات ۴ ایک موٹر آئی ہے اور ایک پارسی عورت ہمیں بیٹھی ہے۔ وہ ایک وکیل سے کوئی چیز مانگتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نوٹس ٹائم ۶ رمضان رات ۱۔ بھائی رحیم بخش ہے اور کمپنی ہے ایک آدمی بیٹھا ہے مگر اسکا کنٹراکٹ مضبوط ہو نیرالا ہے بھائی رحیم بخش کہتے ہیں۔ کہ اس کا کنٹراکٹ آج ہی مضبوط کر لیتے ہیں۔ ۷ صفر۔ ساتویں رات۔ میں نے دیکھا کہ مالک سر پر پگڑی باندھے ہوئے ہے۔ اور سامنے روٹی کا تنور لگا ہوا ہے۔ اور ایک کہتی ہے کہ میرا ایک روپیہ قرضہ کا دیدو۔ تو مالک بلا کر کہتا ہے کہ آؤ تو میرا کیا جائے گا۔ ایک روٹی تم کو بھی دیدوں گا۔ میں کہتا ہوں کہ تمہارا جھگڑا اب ختم ہے۔ ان کے ساتھ دو اس بھائی ہے اور ایک عورت ہے وہ محکوم رہے ہیں۔ (۸) آٹھویں رات۔ میرا بھائی الٹہ دتہ ہے اور مالی روشنائی ہے اور اس کا لڑکا اعجاز حسین ہے دونوں بیٹھے جاول لکھا رہے ہیں۔ میں نے بھی اس میں سے لیے ہیں۔ پھر قاضی کی دوکان ہے۔ اس پر کچھ لفظ لکھے ہوئے ہیں ان پر میرا نام نہیں ہے۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے۔ اخبار نکالا ہے جسکا نام ہے۔ "صقتر یہ" پھر ایک بزرگ آدمی بلاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے تو آپ کو پہلے سلام کیا ہے۔ میں ذرا بات کر کے آپ کے پاس آتا ہوں۔

۹ ویں رات آج اصل چیز مولا نے مجھے دی ہے۔ اس سے پہلے تمام جو بڑے ہی چھوٹے ہیں ان سے دور جا کر حساب کر رہا ہوں۔ گیارھویں رات۔ ایک مکان ہے دروازہ کھلا ہوا ہے پہرے دار بیٹھا ہے سیہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ اندر میں اندر جانا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے جانے نہیں دیتا ہے۔ میری لڑکی مینا یہاں کام کرتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے کوئی روک نہیں سکتا بحث جاری ہے۔ اندر ایکڑیاں ایکڑ رہی ہیں اور سین جاری ہیں۔ وہاں گیا تو سب لوگ اسفید کپڑے پہنے ہیں۔ میں جسکو تلاش کر رہا ہوں وہ نہیں ہے۔ سب ہنس رہے ہیں اور یہ پوری کہانی ہے۔ میرے ہاتھ میں لال رنگ کی کتاب ہے جو بند ہے۔

ربیع الاول ۱۳۷۶ھ

۳ ربیع الاول۔ حسین بی چھوٹی سی ہے۔ سب لوگ کھڑے ہیں وہ برہ پہنے ہے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ میری بیوی کہاں ہے وہ کہتی ہے کہ صبح کی نماز پڑھنے گئی ہے۔ اس کے بعد بھیرہ بازار ہے اور میں اس میں جا رہا ہوں۔ سامنے ایک ہندو ہاتھ باندھ کر کہتا ہے۔ اور محرم کا جلوس آرہا ہے۔ سب سیاہ اور سیدانیاں ہیں۔ جو لال اور سیاہ رنگ کے برقعے پہنے ہوئے ہیں اور تمام قسم لیٹی ہیں۔ مرثیہ پڑھا جا رہا ہے اور ماتم بھی کیا جا رہا ہے۔ نوحہ ہائے شاہ و گدا نہ بہن غریب دی نصیحت

ایک کہتا ہے کہ کیسے دیکھ سکتے ہیں میں کہتا ہوں کہ میں دکھاؤں گا۔ میں بازار لیگیا ہوں بازار سجا ہوا ہے میں آتا ہوں کہ یہ دیکھ لیتا ہوں کہ کیا ہوا ہے۔ وہ تینوں آدمی دودھ کی دوکان پر دودھ پینے لگ گئے۔ بھرنا نو بھائی ڈیسائی ہے اور اور نیں بھی ہیں کہ نہ ہاتھ سے مشکل کا دروازہ کھل گیا۔ یعنی بھیا جی کا دروازہ کھل گیا۔ میرے پاس کیس کا سر نیض آیا ہے۔ جمعہ کا دن ہے میں کہتا ہوں کہ یہ آنکھوں کے مرض کا دن ہے آپ آنکھوں کی دوائیں نو کیسر کی دوا الجھ دینگا۔ ۲۵ ویں رات میں کہہ رہا ہوں کہ کدرے کا آپریشن ہے اور بھی شہر کے ہاسپٹل ہیں مگر کیسر کے نہیں ہیں۔ اور کدرے کا سپیشل چھوٹا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مسافی باوا کو میں نے کیسر کی دوائی کھلائی ہے۔ پھر میں اوپر سے اتر آیا ہوں۔ سلمان باوا آئے ہیں کہہ رہے ہیں کہ میں ایک خبر لایا ہوں۔ اس فقیر نے صاف کہہ دیا کہ کچھ ہے مانو۔ تم تعصب سے نہیں مانتے ہوں اسکو مانو وہی ہے صاف لکھدیا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ نو نمبر پر لیس کو سب معلوم ہے چھپ گیا ہے اور اخبار میں آگیا ہے۔ دو انڈے میرے پاس ہیں۔ اور گھر میں رکھے ہیں۔ ایک انورستا کی ہے مگر وہ انڈے پکا نہیں سکتا۔ ۲۶ ویں رات بہت لوگ کام کر رہے ہیں۔ مالک کہتا ہے کہ سب کام تم لوگ ہی کیا کرو سب کام تم ہی کیا کرو۔ میری بڑھائی کا ذکر ہے

جمادی الاول ۱۳۷۶ھ

پیر جمادی الاول۔ میری ساس ہے اور میرا سالا بیمار ہوا ہے۔ اور چھوٹی سالی لڑکی ہے اور دوائی کی پڑیا بھی ہے۔ بڑا سالا میری ساس نے لڑکی کو دیدی ہے۔ لڑکی دو نمبر ہے دونو ٹھیک ہو گئے میری ساس کہتی ہے کہ اسکو دیکھ لیجئے میں نے دوائی دیدی ہے میں نے کہا کہ جب آپ نے دوا دی ہے تو میں کیا دیکھوں۔ دوائی کے لیے پیسے بھی نہیں چاہیئے

منگلسری رات ۱۲ بجے دروازہ سے نکلکر چوپاٹی میں داخل ہو گیا ہوں۔ جونہ ویک کا راستہ ہے۔ مگر دو نور دروازے مندر کے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں جلدی ہو گیا ہوں۔ پھر میں کسی کارخانہ میں جو مالدار لڑکی ہے میں اسکا باپ ہوں میں اسکا گھوڑے پر سوار ہوں کپڑے بھی سیاہ ہیں۔ پیچھے سوار بھی سیاہ کپڑوں میں ہیں ۴۔ چوتھی رات۔ تینوں لڑکیاں مدھو۔ مینا اور اصغر رشید میرے دشمن ہیں۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ تم نے ان کو چھیڑا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہیں میری لڑکیاں لڑکی طرف دار ہیں۔ مجھے کسی نے روٹی کو بھی نہیں پوچھا میں ناراض ہے۔ پھر ایک بہت بڑا پہاڑ ہے میں اتر رہا ہوں میرے پاس دس دس سیر کی دو روٹیاں ہیں۔ جو میٹھی ہیں اور بچی ہوئی ہیں میں کھاتا جا رہا ہوں ایک عورت آئی ہے اور روٹی کو ہاتھ لگا رہی ہے۔ میں نے لگانے نہیں دیا۔ ایک آدمی سے میں پوچھتا ہوں کہ تم کون ہو۔ کہتا ہے کہ میں فوزی خاندان سے ہوں پھر ایک عورت بھی یہی کہتی ہے۔ پھر میں ایک مکان میں نماز پڑھ رہا ہوں کوئی بیچ کی سے چنے والا آیا ہے مجھے بہت سی مٹھائی دی ہے۔ بول ہے کہ جنگلو والے باوا نے آپ کو بھیجا ہے۔ ابھی ہندو کے ہاتھ روپیہ بھیجے گا۔ کہتا ہے کہ چھینے والا ہے میں کہتا ہوں کہ چھا چھنے والے کو کون روک سکتا ہے جو اس کے دل میں آئیگا کریگا۔ میں نے ٹھکرا دیا پرلے لیا ہے۔ جمعہ بتیاں ہیں تیار خود بخود جل گئی ہیں۔ ایک اسٹیج ہے۔ تمام ہندو (۱) ہندو ہیں۔ ایک مسلمان ہیں ہوں کروڑوں ہندو ہیں۔ آخری بھجن پڑھا جا رہا ہے شام کا وقت ہے کیرتن ہو رہا ہے۔ اوپر جو بیٹھے ہیں وہ مجھے اوپر بلا رہے ہیں۔ میں زمین پر بیٹھا ہوں لوگ بھجن دعا مانگ رہے ہیں پانچ بجے شام کا وقت ہے دعا ختم ہوتے ہی سب چل پڑے۔ سیتا رام پٹاوری کپڑے پہنے سر پگڑی باندھی ہے۔ اور بہت بڑا قد آور ہے ساتھ میری عورت بلقیس ہے۔ اور فیروزی کپڑے پہنے ہوئے ساتھ چل رہی ہے۔ اور بھاری میدان ہے۔ سیتا رام مجھے دیکھ کر کہتا ہے کہ آیئے میں بلقیس کو کہتا ہوں کہ میں اس سے بات کروں ساتھ ساتھ میدان میں چل پڑے۔ سیتا رام کہتا ہے کہ یہ میدان آگیا ہے۔ محمڈن ٹالین اور محمڈن کمپنی میں میری ڈیوٹی لگی ہے میں یہاں ڈیوٹی کروں گا۔ ۸ ویں رات۔ میں کرسی پر بیٹھا ہوں۔ ایک بائیسکل لڑکی میرے پاس دائیں طرف بیٹھی ہے گویا میرے سے دوسرے سے بات کر رہا ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ آپ پہلے اس عورت کی بات سنیں۔

۹ ویں رات۔ میں کسی آدمی کی آنکھوں میں کاجل لگا رہا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اندھے کو بھی آنکھ آجائیگی

۱۰ ویں رات مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ شاہ سیتا کا میں مالک ہوں۔

میں نے کہا ان وہ قرآن شریف پڑھتی ہے۔ پھر قوالی شروع کر دی زور زور سے تان لیکر گاری ہے۔
جس نے حلوہ تیرا دیکھا وہ دیوانہ ہو گیا:۔ وہ دیوانہ ہو گیا۔ وہ مستانہ ہو گیا۔ اور لال
محمد بھی ساز لیکر بجا کر تان لیکر قوالی گا رہا ہے میں خوش ہو کر دونوں کو داد دے رہا ہوں سبحان اللہ اس کا جواب ہی
نہیں جیسے۔ ۸ ویں رات ۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ والی بڑی دھو رہا ہوں کہتا ہوں کہ چار چار نوکر ساتھ میں رہتے ہیں تین
چار ہیں اور ایک عورت ۔ ۱۰ ربیع الآخر ۔ باد اجمال الدین درزی انصاری نے ڈریس ماسٹر کا تیار کر لیا ہے۔ اور میں گاڑی
گیا ہوں۔ میں نے پوچھا ہوں کہ میری عورت بلقیس کو لایا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے گھر گئی ہے میں اپنے گھر جا رہا ہوں اور
مسجد میں اندھا فانوس ہے۔ کہہ رہا ہے کہ مسلمانوں نے بڑا تو بھگو نا دیتے ہو میرا کھانا بھی دیا کرو۔ ۱۲ ویں رات ۔
میں نے دیکھا کہ دو پارٹیاں ہیں ایک کا نام ہے معتصم باللہ صبغۃ اللہ۔ ایک کا نام ہے رفیق غزنوی عبد المجید دوازدہ (۱۲) رکھی ہیں۔ میرا نام ہے خلیفۃ اللہ میں اپنا وظیفہ
درود شریف پڑھ رہا ہوں رفیق والی پارٹی جیت رہی ہے میں کہہ رہا ہوں کہ اگر جاندھیں اگے
تو معتصم باللہ نویس تو بلا لوگ دونوں ایک ہو گئے ہیں۔ میں حمید بھائی کو ساتھ لیا ہوں
اب ہم کبھی ان کے پاس جاتا ہے۔ اگر نہ جائیں تو پولیس میں رپورٹ لکھوا دیجئے۔ میں کہتا ہوں کہ میری جان مال کی
خیر ہے ۱۳ ربیع الآخر کی رات۔ ایک گاڑی چلی جا رہی ہے پھر ایک آدمی ہمارے کمرے میں آکر لوگوں کو بے تحاشا مارنے
لگا۔ گاڑی زور سے چل رہی ہے اور درد ناک کھلا ہے ایک آدمی دھم سے نیچے گر گیا اور پھر جیسی گاڑی میں پتھر مار رہا ہے۔
لوگوں کو مار رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جو جیسا کرتا ہے ویسا پاتا ہے۔ گاڑی اسٹیشن کی طرف پیچھے جا رہی ہے کہ اس آدمی
کو بھی گاڑی میں بٹھا لے۔ اس نے اپنی کمر پکڑی ہوئی ہے۔ پھر ایک آدمی ہے میں اسکو ڈھونڈ رہا ہوں اسکے ہاتھ میں سفید
کپڑا ہے میں کہتا ہوں کہ جلیبی دودھ تیار ہے چل کر کھاؤ۔ پھر میں گھر بنوانے والے کا نام پوچھتا ہوں تو ایک آدمی کہتا ہے کہ
بنگلہ والے کا نام بھائی ہے ۱۴ ویں رات۔ ابراہیم، سیڑھیوں پر چڑھا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے
تو کہا تھا کہ اشیر باد کر دو تاکہ تعویذ نہ آئے اور ریاض کرتا رہوں گا۔ کہتا ہے کہ میں نے انیون کھایا تھا آگے چلا جا رہا ہے
اور میں پیچھے پیچھے اور چڑھ رہا ہوں۔ ۱۵ ویں رات۔ میں نے دیکھا کہ میں چار پولیس کار لیکر میرے گاؤں آئے ہیں۔ میرا بیٹا
کہتا ہے کہ ابو بخش خلیفۃ اللہ۔ سب پر لکھا ہے ۱۶ ویں رات میں نے دیکھا کہ گا رہا ہوں اور طبلہ بھی بجا
رہا ہوں بول ہیں۔ قاضی نثار نوری آئے موتی لال سامنے کھڑا ہے بے تحاشا داد دے رہا ہے ۱۷ ویں رات۔
وہ چار آدمی پیچھے آئے میں نے کہا کہ خط لکھ دو تو میں لیکر ساتھ جاؤں۔ ان لوگوں نے خط لکھ دیا ہے کہ "صلبی" جب سے
ہمارے پاس آیا ہے سچا ہو کر آیا جو علم بتایا ہے وہ اس کے دل پر ہے۔
۱۸ ویں رات۔ بری عورت سفید کپڑے پہنے ہے کچھ آدمی ہیں۔ میرے ہاتھ میں باجہ ہے جو میں بجا رہا ہوں۔ مدد رہا ہوں
اور گا رہا ہوں۔ کیونکہ جیسی یا تو نے اے مالک رفتہ ہیں۔ اس دل کی آخر تجھے کیا بات بتلائی۔
جس سمت کو جانکلا آواز یہی آئی ۔ دیوانہ تیرا دیوانہ سودائی ہے سودائی۔
میں بھی تیرا دیوانہ ہوں دل بھی تیرا فدائی ۔ اے نازشِ دو عالم آ کے پکڑ رہنمائی۔
۱۹ ویں رات [illegible] ایک عورت سادی پتلی لمبی بعقوب کا کچھ بتا رہی ہے۔ میں کہتا
ہوں رحم کرتا ہے جبر چاہتا ہے بے صبر کرتا ہے [illegible] ۔ تعویذ یا ہو ہے سب اگر بکروں کا مختار منیجر
ہے۔ کہتا ہے کہ سب ڈاکٹر کنٹرکٹر ہیں اور میں گا رہا ہوں۔ میں وہ [illegible] ۔ حضرت جی جیسے کل سے کل
نہ آئے۔ اس کے بعد آٹھ منزلہ بلڈنگ ہے میں ہوں۔ اندر وہاں سے گھومتا ہوں اور پھر اندر گھومتا ہوں۔ پھر میں ہوں اور
میرا ہمسفر ہے۔ وہ کہتی ہے کہ یہاں والے اور وہاں والے کہتے ہیں کہ خوب آدمی ہے۔ دو لفافہ اچھا چل رہا ہے خوب کمائی
[illegible] ۔ سردار جی بسکر جا رہے ہیں [illegible] ۔ چار کے ٹھنڈے ہیں [illegible]
۲۱ ویں رات کو [illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔

مجھے معاف کر دیجیے ۲۵ویں رات مجھے کیسر ہے مگر تکلیف نہیں ہے۔ ایک استاد ہے اور میں شاگرد ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ میں کنارا بچا رہا ہوں۔ اور میرا مشق انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک اترے گا استاد ہے ناراض ہوں کہتا ہوں کہ مان لینا چاہیئے۔ اور میں نے استاد کو مان لیا ہے۔ ۲۶ویں رات۔ میں سات آٹھ منزلہ بلڈنگ پر ہوں۔ اوپر سے نیچے کودنا چاہتا ہوں۔ پہلے ایک دفعہ کود چکا ہوں۔ لیکن ہمت نہیں ہوئی۔ پھر واپس چھت پر چڑھ گیا اور پڑھنے لگا ہوں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور یا علی کہہ کر دیوار پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ نیچے والے آدمی سے کہتا ہوں کہ بھاگو نہیں میں صلح جو آدمی ہوں میں نیچے آتا ہوں سمجھاتا ہوں۔ ۲۷ویں رات مشکل آسان ہوں میں ہوں میری عورت ہے اور میرا لڑکا ہے اس نے بستر باندھ کر سر پر رکھا ہے۔ میں عورت سے پوچھتا ہوں کہ یہ بھی چلیں وہ کہتی ہے کہ چلو ہم گاگے مار رہے ہیں۔ اینٹوں کی ہنڈیا ہوتی ہے کہ میں پکانا کر کے آتا ہوں۔ ہم گاگے پہونچ گئے ہیں ۲۸ویں رات میں ساگ اور روٹی کھا رہا ہوں میری آنکھوں میں روشنی آگئی ہے بڑائی بالکل نہیں ہے ۳۰ویں رات ایک مالک ہے اور موٹا ہے اور میں نے اسکو سینہ سے لگایا ہے دونوں گلے ملے ہیں۔

رجب المرجب ۱۳۷۶ھ

تین رجب المرجب۔ ایک آدمی ہے اور سیڑھیوں پر میں بھی چڑھ گیا اور مالک کو جون بھی کر رہا ہوں اور تانا دم ہوں اور تھکا نہیں ہوں۔ پھر معلوم ہوا میرا نام اوتار حسن ہے۔ میں کھڑا کھڑا چل رہا ہوں۔ اور پھر بلقیس ہے اور وہ کہتی ہے کہ جاؤ سب کی آنکھیں کھچی ہیں۔ چند رئیس کہتا ہے کہ پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔ ۴ چوتھی رات۔ بلقیس بیٹھی ہے اور کلیجی پڑھ رہی ہے وہ کہتی ہے یہ دو گنتی آپ کے حصہ کی ہیں۔ سلو۔ ۵ویں رات بہت مکان ہیں عجیب و غریب ہے۔ نیچے اور پرے کمروں میں روشنی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ مکان کس کا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ مکان سید منصور کا ہے۔ اسکی بیگم بھی میں بیٹھا ہوں کہ ستو کی منگ دو دھ دو۔ ۷ویں رات میں سائیکل پر سوار ہوں گھنٹی تک بجانی نہیں آتی کسی نے پوچھا تو میں نے کہا کہ دروازہ جھک والا ہے۔ میرا انتظار میری لڑکی فضہ کر رہی ہے سب خوش ہوتے ہیں ہنس رہے ہیں فضہ سامنے بیٹھی ہے ۸ویں رات۔ ایک بہت بڑا ہال ہے ایک طرف میرے بال بچے بیٹھے ہیں۔ اور دوسری طرف مہمان ہیں۔ وہ لوگ جگہ کی تعریف کر رہے ہیں۔ بسنت کا ہے اور ہم تین آدمی ہیں ایک استاد۔ ایک میں اور ایک اور کوئی۔ اور رات کا وقت ہے لڑکے کھڑے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جیئے رات آرام سے گذاریئے ۹ رجب۔ لمبی رات۔ عمر خیام کے ساتھ لڑائی کی ہے۔ دوائی جل رہی ہے۔ اور بہار بڑھ رہا ہوں۔ اور ہر ایک جگہ برابر کر رہے اور پورے سیول میں ہم بچ گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ دقتی جادہ مانتے کی ہے ۱۰ویں رات۔ میری عورت کہتی ہے کہ دیکھا ہے۔ ایک چیز گلاب کے رنگ کی سی ہے۔ ایک انتظار ہے اس میں دیار حبیب۔ اخبار میں دیار حبیب لکھا ہے میں نے کہا کہ قسم کیا جانو دیار حبیب کیا ہے۔ تو پھر وہ کہتی ہے کہ اگر ابو جی نے میرا کام نہ کیا تو میں کاٹی بکڑوں گی۔ ۱۱ویں رات اصیا بھائی الٹ دیتا ہے میں نے کہا کہ میں نے تو گوڈے خان کو بھی دادی ہے۔ میں نے درباری کا ٹکڑہ گانا شروع کر دیا ہے۔ بھر اللہ دتا خوش ہو رہا ہے مجھے کہتا ہے کہ زمانے کو جھوڑ دو۔ موسم بہار ہے بہار کی چیز سناؤ۔ میں کہتا ہوں کہ میرا طوطی حلالی ہے جیسے میرا باپ مجھسے ملنے آیا ہے۔ میں اڑانے کے بہانے گانے والا ہوں پھر وہ رشید ہے اور بہت سے آدمی بیٹھے ہیں۔ خوشی کا دن ہے میں بدھو کو بہت مار رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ دہی جوانا جو رہی کہہ رہا تھا۔ منی مجھے جھڑکتے نہیں تو منی۔ خورشید کے بال کھلے ہیں بری حالت ہے اور میں کہتا ہوں کہ تیرے بن کیا دم ہے ۱۲ویں رات۔ سہراب سو رہا ہے اور بہت ایکٹر ہیں اور قوالی ہو رہی ہے۔ میں اپنا بازو باندھ رہا ہوں۔ ایک آدمی قوالی زور دار گا رہا ہے۔ الٰہی کا۔ امید تھی۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ پہلے یک خوب گاتا ہے۔ پھر ایک بچہ گاتا ہے اور لوگ پار کر رہے ہیں جیسے گراموفون کا پل۔ میں بھی پار کر رہا ہوں۔ ایک عورت بھی ہے میں جیت گیا ہوں۔

۱۱ ویں رات ہیں اور غلام علی خان ہیں۔ میں باجا بہت تیار بجا رہا ہوں۔ میرا ہاتھ بہت تیار ہے۔ اور میاں کی ٹوری بجائی ہے پھر غلام علی خان نے ٹوری گائی ہے۔ میں زبردست باجا بجا رہا ہوں برکت علی بھی ہے ۱۲ ویں رات۔ ہم یورپ میں ہیں وہاں کسی جائداد میری عورت کی ہے یا میرے نام کسی نے لکھ دی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ وقف کا بادشاہ ہے۔ میری عورت بلقیس میرے بھائی کی بچگی میں کوئی چیز گال رہی ہے۔ ٹائم پیریڈ ال رہی ہے میں رو رہا ہوں اور مجھ کو بھی کسی اپنے کو پیسے دینے چاہئیں

جمادی الآخر ۱۳۷۶ھ

تیرہ جمادی الآخر ۔ میں نے دیکھا کہ فضل الٰہی ہے اور علم دین ہے۔ اور بلقیس کہتی ہے کہ یہ میری جگہ بیچ کر محل بنا دو۔ جگہ ذرا ہٹ کر بیچنا۔ میری عورت کل باتوں کا تام لے رہی ہے۔ اور میری ماں چپ بیٹھی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کیوں جب ہو وہ کہتی ہے کہ تم نے سب روپیہ خرچ کر دیا ہے اور کاغذ کی پڑیاں بندھی ہیں جو تھوڑا پیسہ باقی ہے۔ ہماری چل رہی ہے جمعہ ڈرائیور ہے اور ابو قاسم گاڑی کو خوب دوڑائے جا رہا ہے اور یونس بیٹھا ہے۔

۱۵ ویں پڑھ رہا ہوں واللہ ویحم الخنزیر۔

۱۶ ویں رات ۔ میں نے ۳۵ روپیہ کا کسی چیز کا کپڑا دیا روپیہ بھی میرے پاس ہیں فی آدمی پانچ روپیہ۔

۱۷ ویں رات ۔ دعا مانگ رہا ہوں کہ یا اللہ محبوب کو مہربانیت دکھا دے۔ اور ایک مکان کے اندر یونس کی ماں اور بہن بیٹھی ہیں میں بھی اندر ہوں یونس کہتا ہے کہ مجھے پولیس نے پکڑ لیا تھا۔ اس کے بال سفید ہیں میں کہتا ہوں کہ تم نے حالت ہی ایسی بنا رکھی ہے۔ تب ہی تو پولیس نے پکڑا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرے سامنے پولیس نے دو دفعہ کان کو ملیگیرام دیا ہے۔ اور رس نے سنسن نہیں لیا ہے۔ پھر میں رشیا گیا ہوں اونگا گاڑی گھوڑا ہانک میں کہتا ہوں کہ میرا نام منظور ہے۔ پھر نعیم الدین صاحب سر سے ننگے ہیں میرے بغیر پوچھے ڈرائیور سے کہا کہ گاڑی نکالو۔ میں ڈنڈا لگا کر کہتا ہوں کہ ٹھہرو۔ ۱۹ ویں رات ۔ ایک دو تین من کا کیک ہے۔ میں سویا ہوا ہوں بچی نے جگا دیا ہے میں کہتا ہوں کہ تم نہیں سونے دیتے۔ پھر میں جاگتا ہوں اور صبح کا وقت ہے کسی نے کیک کاٹا ہے اور میرا حصہ مجھے دیا ہے۔ پھر میاں سرخ دبن ہیں اور میں ہوں سب نے سفید کپڑے پہنے ہیں۔ آگے مسجد ہے۔ میاں جی پوچھتے ہیں کہ جلوہ آیا یا نہیں۔ میں نے کہا کہ ہلال تو آگیا ہے ۲۰ ویں رات بحر روم سے کشتی پار ہو کر گھر پہونچ گئی ہے۔ ہم کچھ آدمی بلقیس اور میں دوسری جگہ پر ہیں۔ پھر میں نے رضائی تہہ کر لی ہے۔ جوائی کہتی ہے کہ جلو میں کہتا ہوں کہ ابھی نہیں۔ جوائی کہتی ہے کہ جوائی ہم کو راستہ پر نہیں کاٹنے دیگا۔ اور ہم کالج پہونچ جائیں گے۔ دوسرا آدمی کہتا ہے کہ ہم آجتک مجبور تھے۔ مگر اب آزاد ہیں کل صبح تک گھر چلے جائیں گے۔ ہم مع بچوں کے بہت بڑا کردہ ہے۔ ۲۱ ویں رات۔

قبو کا گھوڑا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ جگہ ناگور ہے۔ پھر میری عورت اپنے دونوں ہاتھ بچوں کے دوڑے جا رہے ہیں۔ ایک ٹیکسی پھیرہ سے اور ایک گاگے کی طرف سے ہمارے پیچھے آ رہی ہے۔ پھیرہ والی ٹیکسی میں لوگ کالے کالے ہیں بستر بندھے ہیں۔ اور اپنے گھر پہونچ رہے ہیں۔ رات کا وقت ہے ٹیکسی خوب روشن ہے۔ ۲۳ ویں رات ڈاکٹر کے وہاں چائے پی ہے۔ چوبیسویں رات ۔ مالک اور ڈائرکٹر مجھے لیکر گاڑی میں جا رہا ہے ایک مکان ہے اس میں اوپر جانے کو دو سیڑھیاں ہیں۔ اندر والی سے وہ خود جا رہا ہے باہر والی سے میں چڑھ رہا ہوں سیڑھی پر بہنی جمیلہ روشن ہے۔ اور مجھے ہیرو بنایا ہوا ہے یہ آدمی کاروار ہے اور بہنی ہیروئن ہے۔ ڈائرکٹر بیٹی کو میرے ہاتھ میں دیکر کہتا ہے کہ سفید کپڑے ہیں اور مکان خوبصورت ہے۔ اور بہنی بہت خوش ہو رہی ہیں میں کنیز سے پوچھتا ہوں کہ طبیعت کیسی ہے۔ وہ مالکہ سے بات کرتی ہے۔ پھر فرش لگا ہے اور میں پڑھ رہا ہوں۔ عرائض کی یا عرائض خطبہا۔ اس کے بعد ہم دو آدمی ایک بزرگ کے پاس گئے ہیں اور وہ پہاڑ پر گیا ہے۔ وہ پہاڑ پر بھی رہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہاں آدمی بہت آتے ہیں اس لئے کہ یہ ہل اسٹیشن ہے۔ لوگ نماز پڑھنے لگ گئے ہیں۔ اور وہ پہاڑ پر رہتا ہے اس کے بعد ہم سب لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ میں نے گالی نکالی ہے تو فضل رد ہی جاتا ہے۔ میں اس کو بنا رہا ہوں کہ بھائی

حویلی ہے جو مسجد کے پیچھے ہے اور سب لوگ آنے والے ہیں اور میں سٹرک پر کھڑا ہوں اور ایک اسرائیلی لڑکی نیلا برقع پہنے آرہی ہے اور وہ مجھے بھی چاہتی ہے۔ میری عورت بلقیس سفید کپڑے پہنے میرے پیچھے پیچھے ہولی ہے۔ اس لڑکی کے آنے کو دیکھ لیا ہے۔ اور میں اپنے نانا کی کوٹھی میں اوپر پہنچکر سب سے پہلے اسرائیلی کی منحوس روٹی بچی پڑی تھی۔ سب سے بڑی میں سے ٹکڑا توڑ کر کھانا شروع کیا۔ میری عورت اور اسرائیلی لڑکی اندر آگئے ہیں۔

شعبان المعظم

(۱۳۷۶ھ)

میں نے دیکھا کہ پیر بادشاہ آرہے ہیں کالی شیروانی اور سفید پگڑی پہنے ہوں کہہ رہے ہیں کہ یہاں کفار الاعتبار رہتے ہیں۔ ان میں سے بھی بڑی مشکل سے پگڑ اتل گیا ہے۔ کوئی پوچھتا ہے کہ نماز پڑھتے ہو میں نے کہا کہ صرف دو نفل رہتے ہیں۔ جب دل رجوع ہوتا ہے تب نماز پڑھتا ہوں۔ دل رجوع نہیں ہوتا ہے تو نماز نہیں پڑھتا ہوں میں نے پورے دو نفل پڑھ لیے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ تمہاری باتیں بہت پیاری معلوم ہوتی ہیں۔

دوسری رات۔ میرے ہاتھ میں بڑی سے بڑی پاکر دی ہے۔

تیسری رات۔ نانوں بھائی اس کی عورت اور بچے ہیں۔ عورت اور مرد کھانا کھا رہے ہیں۔ میں بیمار پائی پر لیٹا ہوا ہوں۔ کہتا ہوں چلو۔ [illegible]

چوتھی رات آدمی بہت ہیں گورکھا بھی ہے۔ اسکا روپیہ سترہ میرے پاس تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اسکا روپیہ میرا چوری ہوگیا۔ ۵ ویں رات میری عورت قرض لے رہی ہے۔ اور قرضدار مانگ رہا ہے۔ میری عورت میرا نام لے رہی ہے آپ نے قرض لیا ہے۔ میں روز رہا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ قرض خود لیتی ہے اور میرا نام لگاتی ہے۔ ایک کبوتر اڑتا ہوا آکر میں آگیا۔ اسکو نکالنے کی کوشش کی مگر نکلا نہیں۔ میں عورت کو کہتا ہوں کہ تم گھر کے اندر رہا۔

(۶) چھٹی رات۔ ملا مت حسین سفید کپڑے پہنے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں آپ کی اور باقر کی ہمیشہ مدت کرتا ہوں۔ تمہارا باپ کہتا تھا کہ خورشید ایکٹریس ہے میں تو پہلے آپ سے ملنے گیا تھا۔ باقر صاحب بولے کہ آپ نے سلامت کیلئے جانس کو کہا تھا۔ میں کہا تھا کہ فوٹو کھچ کر بھجوا دینا۔ آپ خیال کریں میں انکار تو نہیں کر سکتا۔ وضع داری کو کیسے چھوڑ سکتا تھا۔ پھر میں بھی خاموش ہوگیا اور سلطانی بادا بیٹھے ہیں۔ اور انھوں نے مجھ سے بے پروائی کی ہے تو میں چپ ہوگیا اب یہ خود فریب لائے ہیں تو میں انکا بھی خدمت گار ہوں۔ میں بے ہوش خدمت کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر تم ہو تو بغیر کسی لالچ کے تم میں خدمت کروں گا وہ لوگ خوش ہوگئے اس کے بعد سہراب موری کا اسٹوڈیو ہے۔ آدمی بہت ہیں ایکٹر پریشان کر رہے ہیں اور سیمنٹ گرا پڑا ہے۔ میں اپنے ہاتھ سے دھو رہا ہوں۔ ایک ایکٹرز دیکھ رہی ہے۔ سانس سانس سے رام بھجو کوئی بتا سانس بھی جائے۔ انیور جانے کون سانس آخری ہو جائے۔ جس نے سوالی کا کہنا نہ مانا۔ اس نے نرک میں کیا تھکانا۔ سنت بھی منہ سے صاف جلوہ ہو چاپا بناد کھایا۔ اب تو رام میں رام سمایا ہے۔ بہت خوب صورت اور موٹا ایکٹر نکلا ہے کہتا ہے اور کہتا ہے کہ پرانا نام اسکو ترقی اور فتح دے۔

۷ ویں رات۔ ایک آدمی سمندر پار جا رہا ہے کہتا ہے کہ راہ میں واپس آؤنگا۔ میدان سرسبز ہے صفیروں کی جگہ ہے۔ میں چلتے چلتے شہر پہونچ گیا۔ وہاں مکان بن رہا ہے۔ مستری کہتا ہے تم نے بڑا کیوں نہیں بنوایا۔ وہ کہتا ہے کہ اب کے چھوٹا بنانے اور بڑا بنانے کو۔ ایکبار دفعہ آپ کو ڈبل سونا اور بہت سا روپیہ ریگی میں۔ پھر میں نے تھانیدار کے نگہبان اور کہتا ہوں کہ میں نے کسی کا لالچ نہیں کیا۔

۸ ویں رات ڈاکٹر نے سب دوا مجھے دیدی ہے کہکر کہ فیس دوائی لے لو۔ میں برسوں یہاں سے چلا جا رہا ہوں اور دوا میں تر بدی جا رہی ہے اور ایک گولی کھا چکا وہ میں نے اٹھالی ہے ۹ ویں رات ہوگئی کہ کہیں مست جا رہا ہے۔

۱۷ ویں رات۔ ایک بڑھن گیتا گول کر پڑھ رہا ہے۔ ایک عورت اختری فیض آبادی کی بہن ہاس بیٹھی ہے گیتا پڑھنے کو منع چاہے آئندہ پاسے آئندہا ہے وہ دونوں بریم کر رہے ہیں۔ میری عورت دورزی کو کہتی ہے کہ ہم بہت کام دیں گے۔ پھر ایک جوڑ سینے کیلئے دیا صبح کا وقت ہے اور میں غسل کر چکا ہوں۔ اور کپڑے پہن لیے ہیں۔ پھر ایک کمپنی کا مالک ہے بیمانے بڑائی اور مذاق کے طریقہ کا میرا پوزیشن اسکو بتایا ہے کہ پہلے نہا لیجئے پھر کپڑے پہنے گے پھر کام ہوگا۔ ہاں پھر کنسر ٹھیک ہوگا۔ اسطرح وہ نام گنواں رہے ہیں۔ نمبر میلے میلے سینکڑوں ہزاروں کپڑے ٹنگے ہیں میرے لگا کپڑے ٹنگے ہیں۔ چاندی کی چھڑی ہے اور گھڑی بھی ہے۔ میں نے بنا سے کہا کہ گھڑی اتار لو۔ برا چھے ہیں اس نے کہا کہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں ۱۸ ویں رات ایک پہاڑ ہے اسپر کنواں ہے۔ اسی پہاڑ پر چھے کیلئے ایک ایک آدمی لاتا ہے۔ بیل چوت رہا ہے گائے بھی ہوتی ہے بیل زور سے دوڑ رہا ہے بالٹی لوٹے بھر بھر کے نکل رہا ہے کنواں پہاڑ پر ہے۔ مگر لہریں ہے۔ پہاڑ ٹنگ بابا کے پہاڑ سے بھی اونچا ہے۔ اور بیل چھوٹ کر بھاگ گیا ہے۔

۱۹ ویں رات عورتیں برقعے پہنے آئی ہیں ایک میں کشلیا بخش صاحب کہاں ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ اندر دیکھ رہے ہیں۔ وہ میرے پاس بیٹھی ہیں ایک کہتی ہے کہ میرا لڑکا بھاگ گیا۔ میں تعویذ لکھنے لگ گیا ہوں۔

۲۰ ویں رات۔ میں کہتا ہوں کہ میں صاحب آپ سرے سرے پھول لے جائیے میں بھرا گیا ہوں وہاں سب کو ملا ہو رات کو میں اور دو عورتیں اور جمع ہو رہے ہیں اور بھی آرہے ہیں۔ میں اس عورت سے پوچھتا ہوں کہ نام کیا ہے وہ کہتی ہے فاطمہ تو میں کہتا ہوں کہ چلو۔ ۲۱ ویں رات۔ ننگی بھی ہوتی ہے اور سب بدن ننگا ہے اور حجامت بنوانے کیلئے بیٹھا ہوں سامنے سے ایک مالک سفید کپڑے پہنے ہوئے آیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں مینا کا باپ ہوں۔ ہر وقت آتے جاتے آپ کو سلام کرتا ہوں۔ مالک کہتا ہے کہ مینا کے دو ریکارڈ بہت بالوں ہوئے ہیں ہم کمپنی کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے پہلے اس بات چیت پر دھیان نہیں دیا۔ میں نے بے پروا ہو کر حجام کا راستہ دیکھا ہے۔ اور دو منزلہ سیڑھیوں پر چڑھ گیا ہوں

۲۳ ویں رات۔ قبرستان ہے اور میری ماں ہے۔ اندر سب بوڑھوں کی قبریں ہیں جو بھٹ گئی ہیں۔ میری ماں کہتی ہے کہ اس کا کوئی وارث نہ ہوگا جو کوئی نہیں آتا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ میت کلی کی معلوم ہوتی ہے۔ میں باکیسری الاپ رہا ہوں۔ آواز صاف اور دور دار ہے گا رہا ہوں رب نقش خیالی ہیں

سب نقش خیالی ہیں کعبہ ہے نہ بت خانہ

تو مجھ میں ہے میں تجھ میں اے جلوۂ جانانہ

میں کہتا ہوں گرونانک ہے۔ ایک بڑی کتاب ہے صفحے سامنے ہیں سامنے پڑی ہے۔

۲۴ ویں رات چار کنسر تھے جو سب اچھے ہو گئے۔ میں کہتا ہوں میرے لئے اچھا ہوا یہ لوگ کہتے تھے کہ بچنا دشوار تھا۔ دادر پر لکڑی کا گیرج خالی پڑی ہے۔

۲۶ ویں رات۔ دھن دھن دھن دوار کا دھان شیش مکٹ کنڈل سوئے۔ سنگھ چکر گدا پدم دھاری جو جو بھگت آوت ان سبھی پاوت نام کنج بہاری لال۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ پنڈت کو تو آپ نے بلانا تھا آپ اگر یاد دلاتے تو اچھا ہوتا۔

۲۷ ویں رات میں کہہ رہا ہوں کہ دن رات مجھے نور بنانے سے کام ہے۔

۲۸ ویں رات میرا بھائی اللہ دتا ہے اور کسی نے آکر خبر دی ہے کہ اب کی محرم میں تمہارا نام لیکر اللہ دتا نے دعا مانگی ہے۔ اور اگلے میں وہ آگئے ہیں میں کہتا ہوں کہ ہمنے تا ہے [illegible] نام لیکر دعا مانگی ہے وہ سر کے اشارہ سے کہتے ہیں کہ ہاں۔

[illegible] رات۔ سب قومیں ہیں اور ہم لوگ میلے پر جا رہے ہیں بہت لوگوں کی میٹھی روٹیاں تیار رکھی ہیں میرے نانا کی

۲۰ ویں رات تھا انا الحق کہنے والا منصور دیوانے میں کون
قم باذنی کہنے والا شمس تبریزی میں کون

ایک اونچا درخت ہے اس پر میں بیٹھا ہوں میرے سر منڈھے ہوئے ہیں اور میں انکو بجا رہا ہوں اور گا رہا ہوں کہ
کہ تھا۔ انا الحق کہنے والا۔

۲۱ ویں رات۔ میر تصور ت میرے لڑکے کو سمجھا رہا ہے کہ بول میرا باپ علی بخش سنی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ
اگر مجھکو کوئی ایمان دار عورت ملے تو میں اس سے شادی کر لوں۔ اس کے بعد مسیحی کی عورت اور اسکا بچہ کھڑا ہے۔ میں ان کو
انجان کے پاس دیکھتا ہوں اور لڑکے کو پیار کرتا ہوں۔ تو اسکی عورت کہتی ہے کہ ہم کسی عورت کو گھر میں گھسنے نہیں دیتے گے
وہ ہمارے بھائی کو یعنی مجھکو ساتھ لے جائینگی اور ہم منہ دیکھتے کو رہیں گے۔

۲۲ ویں رات میں کہہ رہا ہوں کہ آن واحد میں راجہ مجھکو ملنے والا ہے۔

۲۳ ویں رات۔ سیتا رام کہہ رہا ہے کہ اگر میرا آلہ تناسل ٹھیک ہو جائے تو میں ایک لاکھ روپیہ
خرچ کرنے کو تیار ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہو جائیگا۔ میری عورت میرے پاس سوئی ہوئی ہے جو میری بہن کی طرح
ہے۔ میں بہن کا نام لیکر چلا رہا ہوں اٹھو بھاگ بری۔

۲۴ ویں رات ایک عورت اور ایک مرد ہیں مجھکو کنبر تا رہے ہیں۔ کنبر میں زہر ڈالا ہے اور پیلا رنگ ہے۔ میں کہتا ہوں
کہ دنیا کی دوائیں کریں اب یہ آخری خدا کے نام کا پڑھا ہوا پانی پیو۔ کنبر اچھا ہوگا۔ مرد کو کہتا
ہوں کہ تم عورت کو پانی پلاؤ۔ اور خیال رکھو وہ کہتا ہے کہ کبھی نہیں یہ تو میری بوڑھی ہے۔ پھر میں ہوں استاد بیٹھا
لوگ بھی وہاں ہارمونیم بج رہا ہے۔ میں طبلہ بجا رہا ہوں میرے استاد میرا منہ دیکھ رہے ہیں۔ میں طبلہ اچھا بجا رہا ہوں
گر ٹھیک ہی گر گر کر آرٹیں گرتے ہیں۔ وہ غصہ سے دیکھ رہا ہے۔ پھر میں ایک پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں۔ اسکے پاس گھر ہے
اور میری شرم گاہ ہاتھوں سے ڈھکی ہے۔ میں ننگا ہوں اور کہتا ہوں اب میں کبھی نہ بھولوں گا۔

۲۵ ویں رات۔ ایک دبلا پتلا آدمی شیروانی پہنے گا رہا ہے اور خوب گا رہا ہے۔ سب لوگ خوش ہو رہے ہیں مجھکو کچھ
تھوڑی تھوڑی آرہی ہے ۲۶ ویں رات میں گانا گا رہا ہوں ادھر میں ہے آتے جاتے باجہ کو طبلے جا
جا بجا مردنگ ڈنگ بھی باجے۔ باجے منگل گاؤں گھر گھر مستوبر پڑا ہے برہانند سرجان۔ بدوار اودے نام گا باجہ کو فیضی
نے جایا۔ پھر ایک جگہ بہت آدمی بیٹھے ہیں۔ میں نے جاکر اسلام علیکم کیا۔ رفیق عزنوی پوچھتے ہیں میں کونا ہوں کہ زور
سے بولو اپنے مالکوں سے غریب شیطان کی تو سفارش نہیں کی بوسیونکی ڈائرکٹر بنا ہے میں نے کہا کہ نہیں میں نے کوئی سفارش
نہیں کی۔ اگر مالکوں کے سامنے سفارش کروں گا تو آپ ایسی بڑی ہستی کی سفارش کروں گا۔

۲۷ ویں رات ایک موٹر کار ہے اس پر سامان لدا ہوا ہے اور وہ جانے کے لیے تیار ہے۔ گھر والوں کو سمجھا رہا ہوں
الیکٹرک بتی کے بلب کو بار بار شی جو دیواروں میں جل رہی ہے۔ اور مجھے نظر نہیں آرہے اور دوں کو منع کر رہا ہوں کہ [illegible]
گا۔

رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ

قیس رمضان المبارک میں ہوں بقسم ہے اور صالح ہے کہ آپ تعویذ لیا بھیجنے کی جبر [illegible]
کا تحفہ سے قبض جائیگی۔ اور میرا مالک ہے وہ بھی سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہے وہ سر منڈا ہوا ہے اسکا [illegible]
پہنے ہے۔ سارے لوگ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور میں بہت رو رہا ہوں اور کانپ رہا ہوں [illegible]
بے پناہ رحم کیا ہے۔ اور ہمیشہ مجھ پر مہربان رہے یہ رحیم ہیں اور رحم کرنے والے ہیں۔ اس میں ایک [illegible]
کیا تم سنتی ہو۔ اس اسٹوری کو مانتے ہو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو نہیں مانتے۔ وہ لڑکا کہتا ہے کہ ہم [illegible]

دسویں رات میں میک اپ کر رہا ہوں۔ اور جھاڑ کے بیچے گھڑا رکھ کر گا رہا ہوں۔ کاہے پیت لگائی سجن کاہے پیت لگائی سجن یہ دلدار البست ہے۔ ہوگ جگ ہنسائی کاہے پیت لگائی۔ پھر کوئی آدمی ہے اس سے میں کہتا ہوں کہ تم رسول سے پوچھو کہ تندرستی اور صحت کیلئے کیا دوا لائے تھے۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ رسول تندرستی اور صحت کیلئے کوئی دوا نہیں لائے تھے تم خود تندرستی کیلئے دعا کرو۔

گیارھویں رات میں ہی عورت کہہ رہی ہے کہ میں غریب اور مسکین ہوں۔ مجھے مجھ جیسا اکھلا ہے میں کہتا ہوں کہ تم غریب اور مسکین ہو؟ ۱۲ ویں رات میں گھر میں محرم ہے اور سب فقیر جمع ہیں ماتم ہو رہا ہے اور میں ماتم کرتا ہوں۔ کریم بخش اور رند بخش ملنے کیلئے آئے ہیں اور سب کے ہاتھ مار رہا ہوں صالح بی کو کہتا ہوں الائی پڑھو۔ دو عورتیں الائی پڑھنے لگتی ہیں۔ خفر شیشہ اور فولاد کی تلواروں سے پڑھنے کہتے ہیں ماتم بھی ہو رہا ہے

۱۳ ویں رات انوار کا دن ہے میں سفید کپڑے پہنے ہوں اور لوگ بھی سفید کپڑے پہن کر آ رہے ہیں۔ بیچ آدمیوں سے بھر گئے ہیں۔ ایک آدمی دوسرے سے کہتا ہے کہ اگر ایسا ہے تو ہمارا ارکو آنے لگے۔ مجھے اجابت ہوئی ہے اور میں باہر نکلا ہوں۔ تو ایک بوڑھا حضرت مجھے کہتا ہے کہ ہم کو تو یہی بات کہا ہے۔ میں کہتا ہوں نہیں وہ کہتا ہے کہ ہم کو شک میں مت رکھئے بتایئے تو میں کہتا ہوں مجھ میں وحی آ گئی ہے جو آنے والی تھی۔ میں جنگل میں گیا ہوں۔ مینا کہتی ہے کہ مجھے روپیے خرچ کیلئے دو۔ میں کہتا ہوں کہ اپنی مرضی سے جائیے میں ایک پیسہ دوں تو اسی میں برکت ہو گی۔

۱۴ ویں رات میں ہی عورت کہتی ہے اور لال ٹیکا لگائے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دھوبی والو۔ ایک ڈانر ہے اسکے بوجھ کر دھوں گی۔ سجنے لگی کہ تمہارے یہاں صابن ہے میں نے کہا میرے یہاں بروقت صابن رہتا ہے۔

۱۵ ویں رات۔ ایک قافلہ ہے اور ہم دیس کے کاغذ کاغذ پھر رہے ہیں میں کہتا ہوں میں مخلوط انتخابات میں ووٹ دینے کا کاغذ لکھ رہا ہوں۔ اور عورتیں کہہ رہی ہیں کہ جو ووٹ بیماد ہو اسے بہلانہ کا لعاب دینا چاہیئے پھر میں کہتا ہوں۔ پارٹی ہے مشترکہ خاندان جس میں گوپال دینا تھ دکھ بھنجن مادھو موہن سدا سوہن مرلی دھر میگھ شام موہن کہو کچھ نند نند ان پارٹی ہے میں دوسروں کو کہہ رہا ہوں کہ تمہاری زبان میں اردو ہے اور تمہاری تکھ میں انگلا ہے۔

۱۷ ویں رات۔ میں کہہ رہا ہوں کہ حساب پورا ہوا پھر وہ سفید کپڑے پہننے کا بچہ۔ سفید رنگ خوبصورت نہا کر رنجن کے ہاتھ میرے پاس روانہ کرتا ہے کہ جو بالکل معصوم ہے۔ بلقیس سے کہتا ہوں کہ تو کیا کام کرنے کے لیے روانہ کرو۔ بلقیس کہتی ہے کہ ابھی کوئی تو کام کرنے نہیں دیا۔

۱۸ ویں رات ان کو ہسپتال بھرتی کرنے گئے ہیں۔ ایک آدمی اونچا اور لمبا میرے پاس آیا ہے اور سفارش کرنے کے لئے کہتا ہے۔ میں منع کرتا ہوں کہ ڈاکٹر کے سامنے مت جاؤ۔ وہ کہتا ہے کہ میرے ایسی قد کا آدمی تمہارے نام کا لوگوں نے ڈالا ہوا تھا۔ اور کچھ نا معلوم کیا ہوں۔ اور ایک آدمی کو پیسہ دے رہے ہیں۔ آدمی مجھ سے ضد کرنے لگا۔ میں کہتا ہوں کہ مت کرو ویسے ہی لیٹو گے تو میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ اگر موت کے وقت کا پیسہ دو پیسے مانگتے تو ہم دیدیتے مگر سے یہی اس کے بعد اشرف خان لمبا ہوا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ [illegible] کہتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ وہ موتمین سو یا ہوتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ [illegible] کہ ہم نے آپ کو زندہ رکھا ہے فیض ہو جانے کے لیے۔ میں نہیں کہتا کہ کسی سے گفتا ہوں

۱۹ ویں رات میں کہتا ہوں کہ ہمارا آدمی بالکل صاف ہوتا ہے۔ یہ ایسا آدمی ہو کہہ رہا ہوں فیروز خان۔ فیروز خان وہ آدمی ہیں۔ لکھ دیکھ سرسبز کھیت ہے اور ہنسو کاٹ رہے ہیں میں اس کھیت سے دل لگا لیا ہیں حصہ لگا رہا ہوں اور فیروز خان کہتا ہے برابر آپ کا حصہ۔ ہم آپ کو دیں گے۔

اندرانی ۔ رسیاں کھاتی ۔ رگ میں جاتی جانے صاحب ابھی مانی جئے جئے اندرانی کوئی باجا بجانے والا نہیں ہے ۔ تو میں ہی باجا بجا رہا ہوں ۱۲ ویں رات ۔ دو آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں جن کا نام ۔ میں کہتا ہوں کہ آؤ ماموں ۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی عورت کو پہلے کہہ دیا تھا کہ جو کچھ مجھے نے دینا ۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے ثواب دارین حاصل کرو ۔

۱۳ ویں رات ایک سفید جگہ ہے اور میں کھانا کھا رہا ہوں وہ بے عدالہ بدہ ہے تو ایک آدمی کہتا ہے کہ بارہ بوری کیہوں ہو تو کتنے روپے من ہوا ۔ تو میں کہتا ہوں کہ چار روپے من ۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ اسکا باپ پرتھی راج بھی یہی کہتا تھا ۔ میں کہتا ہوں بھگوان چودھویں رات ۔ ایک افسر ہے اور اسکا پستول اڑایا ہے گڑھی نہیں آتا کہ کہاں رکھوں ۔ آخر زمین کے اندر دفن کر دیا ہے ۔ میں دار دالے گھر میں گیا وہاں حسین بھی رہتی ہے کہتا ہوں کہ اس کو چھپا دو ۔ اس کی چھوٹی لڑکی ہے جو دیوار سے نکل کر چھت پر آجاتی ہے ۔ جب میں اندر گیا تو ایسا نو بیٹھی ہوئی ہے ۔ کہتی ہے ادعلی بخش میواتی قریشی آپکا نام بہت سنا تھا اور میں گھر آنے والی تھی ۔ اسکے بعد میں جا رہا ہوں اور میرے ساتھ لڑکا ہے ۔ گھوڑا کر رہا ہے ۔

۱۵ ویں رات دار دالا مکان ہے فدا حسین نے مجھکو چھپا تا یا ہے اور میں اسکو بہت تیاری میں گا رہا ہوں محمد بیگم کہتی ہے کہ ذرا آہستہ گاؤ ساتھ دلمیت ۔ بھوا چلی لیسی اور لیسی لگے پیاری پیاری ۔ منگی گلاں کے غلام پھیلائی ہے دھول بجا رہا ہے کپڑے کا برات کا ۔ ایک سپاہی آیا مجھکو بلانے کے لیئے ۔ آپ کا یار حاضر کر کے کہتا ہوں کہ افسر نے بلایا ہے گیارہ بجے سے پہلے پہلے میں بیوی کو بلاتا ہوں کہ میرے کپڑے نکالدو میں کہدونگا کہ میں نے رب کو پکارا ہے اسنے مجھے دعا دی ۔

۱۶ ویں رات میری عورت ہے اور مالک کا لا سوٹ پہنے ہے ۔ دروازے پر کالا کپڑا پڑا ہے میں نے مالک کو صوفے پر بٹھایا ہے اور دو پنکھے چھت کے اور ہاتھ کے میں نے کھول دیے ۔ اور وہ پھر مجھے بات کرتا ہے کہ آپ کے بچے سن پونا میں پڑھنے لگے ہیں ۔ اور ہم آپ کو پوری فیسلٹی سے جانسن دینا چاہتے ہیں ۔ آپ بے فکر ۔ میں سوچتا ہوں کہ فلم کا میوزک دینے میں ہزاروں روپے ایکدم مل جائینگے مگر میرے پاس تو دوا ہے میں تو دوا ہی دونگا ۔ ۱۷ ویں رات میں تعویذ بیچنے والا ہوں پل پر سے اعلیٰ دائم آ رہی ہے ۔ اور بھاگ بڑی میری بہن نے آٹھ روپے چار آنے میری پاکٹ میں ڈال دیئے ہیں ۔ دو تعویذ دیدیا ہدیہ ۔ تو میں کہتا ہوں کہ کسکے لیئے تعویذ بھروں وہ بات تم کہو کہ جو دنیا میں نہ ہو سکتی ہو ۔ میں وہ بھروں وہ ہو جائے گی ۔ پھر میرے میرے استاد اور ستانی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آپ میرے دین اور ایمان ہیں ۱۸ ویں رات ۔ دو زمینیں ہیں ایک بڑی اور ایک چھوٹی میں نے کرایہ پر دلا دی ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ بھی حقدار تھے ۔

۱۹ ویں رات ۔ اگر حجامت بنوانی ہے تو بنوا لیجئے ورنہ کوئی حجام نہیں ملیگا ۔ اسرائیل کہدیا ہے ۔ میں اسکو کوئی جواب نہیں دیتا ہوں ۔ ۲۰ ویں رات ۔ میں نے دو بڑے برتن قلعی کروائے ہیں تو مالک کا ذکر مجھے پیسے دے رہا ہے میں نے اسکو دس روپے بتائے ہیں پہلے میں نے اسکو ڈیڑھ روپیہ دیدیا اور اسکا مالک بھی آگیا تو میں اسکو کرائی سے کہہ رہا ہوں کہ جتنی قلعی کرائی پیسے زیادہ لیتی ہو بازار بھرا پڑا ہے اسکو پھر برتن قلعی کرانا ہوگی تو بازار سے کروالیں گے ۔ برتن ایک بڑا گلاس ہے اور ایک بڑی پرات ۔ اس کے بعد ایک پہاڑ ہے تو میں پیشاب کرنے کیلئے جلا آیا ہوں ۔ راستہ بابا ملنگ کا ہے راستہ میں مجھے امام علی ملا ہے جسکا سائیں جات کے گھر میں رہتا تھا وہ مجھے دیکھکر اداس گیا ہے ۔ پھر خدا بخش ملا ہے پھر غلام علی قاضی تراشکار ہے ہیں ۔ پھر ایک بڑا شہر گھوڑے ہے ۔ اس کے گرد گرد پانی بہہ رہا ہے ۔ ایک آدمی چاروں طرف مندر بنا رہا ہے مندر اٹھا کر راستہ بنا دیا ہے ۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ راستہ کس نے بنایا ہے میں کہتا ہوں رضائے مولا نے ۔ ۲۲ ویں رات ۔ ہری سیٹھ کی کمپنی بچے بانکیلئے تیار ہو گئی ہے ۔ مدھو بھی اس میں کام کرے گی ۔ خاکا رنگ کا ہی ماسٹر متر ہیں ۔ اور کپڑے تیار ہیں اور بچے تیار کی پر ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ آرضی زیارت کو کریں ۔ پھر جو سارا کا بھنایا ہوا ہے لوگ اس کو لا رہے ہیں پڑھتا ہوں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ یہ لڑکا مدھو کا ہے وہ بھی ساتھ ہے

پچوتھی رات:۔ ایک مالک ہے اور ایک ایجنٹ۔ اور میں بھی ہوں اس مالک نے اس ایجنٹ کا فوٹو بھی لیا ہے اور وہ بے حد خوش ہوا ہے اور اسکا ایڈورٹائزر کرتا پھرتا ہے اور اسکو بے حد پسند آیا ہے کسی نے مالک سے پوچھا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ قبرستان میں تھا۔ ان لوگوں نے کہا جو کہ مجھے بے حد پسند ہے۔ اس کے بعد ہم سب لوگ ایک جگہ جمع ہیں۔ ایک پارسی ہے اور ایک آدمی مجھے کہتا ہے کہ میں اسکو جانتا ہوں وہ پارسی کو کہتا ہے کہ کیوں بادا اوظفرال بابا جو اپنے پاس رہتا تھا دلی تھا نا۔ جو کچھ وہ کہتا ہے۔ ہو جاتا ہے۔ اور جو آپ پوچھتے تھے بتا دیا تھا اور پارسی کہتا ہے کہ ہاں۔ پھر وہ آدمی کہتا ہے کہ اس کو وہ معمولی نہ سمجھو اس کے گھر ہو جاؤ سب کچھ ملتا ہے۔ اس کے بعد ایک موٹر پر ہم جا رہے ہیں۔ راستہ نہیں ہے۔ پہاڑ پر موٹر چڑھی جا رہی ہے۔ ایک جگہ پر موٹر کھڑی کی ہے۔ وہ موٹر تین منزل کی ہو گئی ہے۔ مجھے موٹر کے ٹائر کی شکل نظر آئی ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں یہ راستہ ہے آنے جانے کا تو ابراہیم جو میرے پاس سفید کپڑے پہنے بیٹھا ہے۔ ایکدم اچھل پڑا ہے میں نے اس کو اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ یا اللہ تو نے دیا ہے تو ہی بچانا۔ پہلے ہم حاجی ملنگ کے مزار پر گئے ہیں اور بہت سارے آدمی ہیں۔ پھر جو ہاسپٹل کے مزار پر گئے ہیں تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ تو بالکل ملنگ بابا کے جیسا ہے۔

چھٹی رات:۔ ایک مٹھائی کی ٹوکری سجی اور بھری ہے۔ مجھے آواز آئی کہ اپنا حصہ لے لو۔ میں نے ٹوکری سے ایک پیڑا اٹھایا۔ پھر ایک آدمی ہے اس کے ہاتھ میں گوکی پھلی ہے۔ باجوا بلقیس وغیرہ سب موجود ہیں اور سب سوئے ہوئے ہیں۔ صرف میں جاگا ہوں **ساتویں رات**۔ میں کہہ رہا ہوں محمد اس کے بعد دو سکھ میرے دروازے پر کھڑے ہیں اور وہ پوچھتے ہیں کہ دوا یہاں ملتی ہے میں کہہ رہا ہوں کہ ہاں **نویں رات**۔ نظیر ہیرو بھی ہے اور یعقوب بھی ہے میں بھی ہوں نظیر نے سہرا لگا رکھا ہے میں گا رہا ہوں۔

جس نے جلوہ تیرا دیکھا وہ دیوانہ ہو گیا ۔ وہ مستانہ ہو گیا
جو ربہ تیرے آئے دل کی مرادیں پائے .....
جس نے نور کو تیرے دیکھا وہ پروانہ ہو گیا .....

پھر بہت سارے لوگ ہیں اور یعقوب سے میں کہہ رہا ہوں کہ تم کیسے آئے ہو وہ کہتا ہے کہ ووٹنگ کے رزلٹ کے لیئے آیا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ میں مست ہو گیا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ بھارت بھسم کھاڈ بھی کہتا ہوں کہ اس کا اصلی نام کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ رام رام **دسویں رات**۔ میں عورت ہوں۔ اونچے مکان کی چھت پر ناچ گا رہا ہوں اور گھنگرو پہنے ہوئے ہوں۔ نیچے بہت آدمی بیٹھے ہیں اور میں گا رہا ہوں غزل۔

دل کی حسرت دل عاشق کی قضا ہوتی ہے۔
دیکھ لینا بھی حسینوں کو بلا ہوتی ہے۔
کاٹے کٹتی نہیں واللہ کسی صورت سے
محبت کی رات بھی کمبخت بلا ہوتی ہے

لوگ ہنس مور کر رہے ہیں۔ ایک لڑکا آٹھ سال کا میرے ساتھ ہے۔ میں گانا بند کیا ہے پھر میں پوچھتا ہوں کہ فیل کے پاس سامنے سے آواز آئی کہ پاس۔ پھر اپنے وکیل کو نوٹس کیلئے کہہ رہا ہوں

گیارویں رات۔ میں نے دیکھا کہ مجھے بلایا ہے۔ بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور میں اوپر کی سیڑھیوں پر چڑھا جا رہا ہوں اوپر جانے کے بعد دیکھتا ہوں کہ طبلہ پڑا ہوا ہے تو میں اسکو خوب بجانے لگتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ بھاگ بھری۔ پھر میں کہتا ہوں کہ یہ سب ریت ہی ریت ہے اور مٹی دھول اڑ رہی ہے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا مکان ہے اور ایک آدمی کے ہاتھ میں بتی ہے اور وہ بتا رہا ہے کہ یہ مسلمان کا ہے جسکا ایک حصہ میں نے دیدیا ہے اور یہ پاک ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مکان مجھے دیا ہے۔ دوسرے حصہ میں شیطان بند ہے اسکو بند ہی رہنے دو۔ اور کھیل شروع ہو گیا ہے اور ڈراپ سین اٹھ گیا ہے۔ سب لوگ الحمد گا رہے ہیں جے جگدیش اندر کی پتنگیانی جگدیش مورتی رانی

پر سوار ہیں اور بارات جا رہی ہے جو کہ نیز بوں کی ہے اور راستہ پر ستانے کو بیٹھے ہیں لعد سٹرک بمبئی ہے۔ آپا عورت سائیکل بستا ہی ہے لعد مڈانٹ کر کہتی ہے کہ راستہ کیوں نہیں چھوڑتے ہو۔ وہ چلے گئے پھر برات چلنے لگی۔ ہم تینوں آدمی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ ۱۰ ویں رات۔ مجھے میرا بھائی شرف الدین خواب لگانا سکھا رہا ہے۔ اور ہم دونوں خواب گا رہے ہیں۔ اس کے بعد مالک گیلا رام کہتا ہے کہ ۱۱ اچھے ہیں اچھا گانا اور ناچ کر دانا ہو تو علی بخش سے یا حاضر و۔ بگوانا میں کہیں جانا چاہتا ہوں۔ مگر راستہ نہیں جنگل ہے میں واپس آگیا۔ خود رشید اتھ میں تھیلی لٹکائے چپکے چپکے میرے پاس آئی میں نے کہا تم یہاں کیوں آئی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ہاں آئی ہوں اور اس نے پھر تھیلی میں سے چھلیاں تلنے کو نکالیں ہیں۔

۱۱ ویں رات۔ کوئی کہتا ہے کہ نمازی بابا کے یہاں چلو گے۔ میں کہتا ہوں ہاں۔ ہم چل پڑے دروازے پر آگ جل رہی ہے۔ ہم آگے بڑھے ہیں تو پاس کی جالی میں جو بانسوں کی ہے نمازی بابا بیٹھے ہیں۔ اور بہت لمبی کالی داڑھی ہے۔ میں نے پوچھا کہ بابا ماں کہاں ہے وہ کہتے ہیں کہ الگ ہو گئی ہے۔ اس کے بعد میں گیا ہوں اور اقتصادی حالت سے پوری ہار گیا ہے۔ ۱۲ ویں رات۔ میں گاڑی میں بیٹھا ہوں ایک مہرین ہے جو مجھے گنتا دینا چاہتا ہے۔ میرے پاس تین روپے کے نوٹ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم ہوٹل میں اسکو لے آؤ وہ کہتا ہے کہ ہوٹل میں میں نہیں آؤنگا۔ دا جبی پیسہ تو وہ کہتا ہے کہ اچھا گاڑی ہی میں لاکر دیدو۔ سب ہولا نا بیٹھے ہیں اور بیٹھکر کوئی بحث ہو سب کی داڑھی ہے ایک ان میں سے میرا طرفدار ہے۔ دوسرے پوچھتے ہیں کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں ایک کہتا ہے کلکتہ دوسرا کہتا ہے کہ دالہ صورت شکل ایک ہی جیسی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میرا دوست دلول میں رہتا ہے میں سفید گھوڑے پر سوار ہوں اور بہت اونچا پہاڑ ہے۔ اوپر جا کر میں نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ بڑھ رہے ہیں اور اردگرد آدمی بیٹھے ہیں۔ میں گھوڑے سے اتر کر اسکو باندھ کر پیدل چل پڑا ہوں جہوزہ پہاڑ پر بنا ہوا ہے۔ وہاں محمود نام کا فقیر کھڑا ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ کیوں محمود میاں کیسے ہو۔ وہ کہتا ہے کہ کبھی اچھا ہوں اور کبھی برا ہوں۔ میں کہتا ہوں قبلہ کس طرف ہے۔ جدھر روشنی کی روشنی جا رہی ہے ادھر ہی ہے دعا مانگ لیں۔ وہ جگہ خاص ظہور کی ہے۔ ظہور ہو گیا ہے۔ میں نے وہاں نماز پڑھ لی ہے

۱۴ ویں رات۔ میں نے دیکھا کہ بت گر گاڑیاں صاف کر رہا ہے۔ گیرج اسکی ہے۔ میں نے سونے کے ڈبل کرنٹ پھر کی بنانے کا آرڈر دیدیا ہے ۱۵ ویں رات۔ مالک گھر ہے اس نے پنسل اور آری دی ہے میں نے پنسل سے لکیر کھینچی ہے لکیر پر آری سے دو ٹکڑے کئے ہیں۔ مالک سے کہا ہوں کہ نہ ہونے والی بات میں نے کر دی ہے۔ میں نے کبھی لکڑی نہیں چیری ہے تو بھی چیر دی ہے۔ تب مالک کہتا ہے کہ اسٹیشن پر آنا میں کام دونگا۔ بیشک تم نے لکڑی چیری ہے

سولھویں رات۔ ہم دو آدمی کہیں جا رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ اشرف خان ہیں اس کے بعد ایک آدمی گھوڑے پر بیٹھا ہے اور اس کے آگے بڑا نقارہ رکھا ہے۔ میں کہتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں۔ اسی نقارہ سے میں ایڈورڈ ٹائز کرتا ہوں پہاڑ ہے میرے پر عورت بقیس ہے وہ گرنے لگی تو میں نے پکڑ کر بچا لیا ہے۔ میں گا رہا ہوں سندر کنچن سرن بنی چندر مکھی بلگ بو جھنی رادھے پرنی سنادت عرت کے سمے جائے۔ سد ھار منوہر گاجے آج ابراہیم۔ راج سہاسن ساتھ سدا سوہن رنگ سانجے۔ میرا کہنا ہے درجنوں گوئے چیخ رہے ہیں۔ دھاکے کی آوازیں آرہی ہیں سب رو رہے ہیں

امام مہدی آگئے ہیں امام مہدی آیا ہے چھوٹا معصوم بچہ ہے دو کس کہہ رہا ہے امام مہدی آئیں گے۔ بھائی شرف الدین اور کرم دین کے سر پر کالے رنگ کا صافہ بندھا ہے۔ اس میں سیاہ رنگ کا کرتا پہنا ہے۔ سفید رنگ کا تہمد بندھا ہے ہم کہتے ہیں کہ فقیر تو ہم پہلے ہی ہیں۔ بھیڑ بہت ہے

۲۰ ویں رات۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ وہاں سے گھوم آؤں میں کہتا ہوں کہ جاؤ۔ دوسرا کہتا ہے کہ دونوں نا بک گئے ہیں جمع آجائیں گے۔ دو بالکا بڈھے آرہے ہیں ایک دبلا پتلا ہے اور دوسرے کا سر گنجا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کون ہے۔ گنجا کہتا ہے کہ میں فلزم ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھہرو۔ میں پولیس پولیس آواز دیتا ہوں دوسرا دیوار کے ساتھ چپک گیا ہے میں نے اسکو کوٹ سے پکڑ لیا ہے۔ اس کے ہاتھ میں عورتوں کی بہت سی تصویریں ہیں۔ اس میں بنیا کماری کی بھی تصویر ہے وہ کہتا ہے کہ مینا کو بلانے کو بھیجا ہے میں کہتا ہوں کہ کیوں وہ کہتا ہے کہ موج شوق کیلئے۔ میں کہتا ہوں کہ تم بھی مالا ہیں

۲۳ ویں رات ۔ ایک عورت دوسری سے کہتی ہے کہ تیرا مرد مجھے بہت چاہتا ہے وہ کہتی ہے کہ چلو ہم یہاں نہ رہیگے معلوم ہوا کہ وہ یہاں سے نہ جائے گی ۔ اس کے بعد بھائی اللہ دیا آتے ہیں اور آکر مجھے ملے ہیں ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ۔ بعد مدت کے ملا آج وہ دھوکہ دیکر ۔ یاد جب اس سسٹم ایجاد کی صورت نہ رہی ۔

۲۴ ویں رات ۔ دعا مانگ رہا ہوں ۔ یاسین دارین دا مالک ۔ فیض میمو در کار ہے مدد ے غریب دی ۔ ان چون ہوسنی عباس علمدار ۔

۲۵ ویں رات ۔ دیوان صاحب سفید کپڑے پہنے ہیں ۔ لوگ ان کو سلام کرنے جا رہے ہیں ۔ میں نے بھی جا کر ان کو سلام کیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ اس لڑکے کی خبر نہیں لی میں نے کہا کہ میں جاؤں اسکی خبر لینے کو وہ کہتے ہیں کہ تارا آیا ہے میں آج جا کر کل جرنے کرا جاؤنگا ۔ ان کے پاس کچھ نعمتیں کاغذ کی تھیلی پر پڑی ہیں وہ ہی پر بھیجکر مجھے بلا رہے ہیں کہ نزدیک آجاؤ جیسے کہ مجھے اپنے پاس کر کے دی ہو بیٹھنے کہنے اور نعمتیں کھلائینگے ۔ ۲۶ ویں رات ۔ راجہ مہاراجہ کی اندرونی باتیں اخبار والے کیا کھل کر لکھتے ہیں یہ میں کہہ رہا ہوں ۲۷ ویں رات میں اور فتح سنگھ ہے اس نے خالی تہمد باندھی ہوئی ہے وہ مدھو کو تیل ملنے لگا ہے تو میں کہتا ہوں کہ تم مدھو کا پیٹ نوگے وہ کہتا ہے کہ میں صرف دوائی بنا دونگا ۔

۲۸ ویں رات ۔ میں کہتا ہوں کہ علی یہ ہزاروں نعمتیں نچھاور ہوتی ہیں بڑا اڑ رہا ہے دو آدمی میرے دو کندھوں پر ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ ہوشیار ہو جاؤ میں چلا ۔ پھر میں نے ڈبکی لگائی تو باہر آگیا پھر ہم سب سیدانی مان شاہ نوری کے پاس پہونچ گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ میں علی میں ہوں ۔ میں کہتا ہوں کہ ایک روپیہ ان کو دیا ہے ۔ پھر میں گا رہا ہوں نند لال سر پر مچ بابا کہ سن کے کہنا تم اگا تو ہو میری عزت بڑھاؤ ۔ ۲۹ ویں رات میں کہہ رہا ہوں کہ میری عزت بندھاؤ ۔

شوال المکرم ۱۳۷۶ھ

پہلی رات ۔ لوگ نماز کو مسجد میں موجود ہیں میں نے استنجا کرنے کے لیے دروازہ بند کر لیا ہے پھر میں کہتا ہوں کہ صبح کی روشنی ہونے والی ہے سب لوگ سفید کپڑے پہنے ہیں اور میں پڑھ رہا ہوں کان ٹھنیفا ۔ پھر ایک مالی اور ڈرائیور قینچیاں گھاس کاٹنے کی لائے ہیں باغیچہ کا سامان لائے ہیں ۔ مالی نے کہا ہے کہ آپ اپنا حساب لے لو ۔ پھر میں نے مالیوں اور مالی جھاڑوں کو پانی دے رہا ہے ۔ تیسری رات ۔ ایک بڑا جلوس سفید کپڑے پہنے ان کی آنکھوں میں سرمہ لگانے کو ایک ایک آدمی انکے ساتھ ہے میں ان کے سامنے عاجزی کر رہا ہوں ۔ مہربانی کر کے میری آنکھوں میں آپ سرمہ لگا دیجئے ۔ سب انھوں نے بھر بھر کے آنکھوں میں سرمہ لگا دیا ہے ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ذرا باب ایل دنہا رتو دیکھیں ۔ پھر کہتا ہوں کہ آج قبضہ ہو گیا ہے ۔

چوتھی رات ۔ میں سلطان باہو کو کہتا ہوں کہ اچھا ہوا آپ آئے مجھے تعبیر پوچھنی تھی سوائے رب کے اور کوئی نہیں دیکھتا ۔ میں نے آپ کو عورت بنکر ڈانس کرتے ہوئے دیکھا ہے ۔ میں نے پوچھا کہ میرا ڈانس فیل کے پاس ۔ بولے کہ پاس ۔ انھوں نے تعبیر دی کہ پاس ہے ۔ نوٹ ہی نوٹ ہے ۔ نوری نور ہے ۔

۵ ویں رات ۔ ایسی لڑائی لڑی ہے سرکار نے کہ ہزاروں بوجھوں سے نکل گئے ہیں فتح ہی فتح ۔

۶ ویں رات ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ فیصلہ ہو گیا ۔ توپیں ہیں اور نہیں چلتیں ہیں ۔ مدھو بالا توپ کے دہانے پر بیٹھ گئی توپ چلنے لگی ۔ ساتھ ہی حاکم نے حکم دیا ہے کہ اگر اس میدان میں توپ نہیں چلتی تو پونے دس دور جا کر توپ چلاؤ ۔ میں حیران ہو کر کہتا ہوں کہ حکم مالک کا عجیب ہے ۔ اگر یہاں توپیں نہیں چلتی ہیں تو پونے دس دور جا کر دوسری جگہ چلاؤ ۔ میرے ہاتھ میں پانچ گھوڑے ہیں اور ڈنڈا ہے میں دشمنوں کو مار مار کر بھگا رہا ہوں ۔

۷ ویں رات ۔ میں پہلے کچھ کمال سے باتیں کر رہا ہوں ۔ ادھر سے مظہر خان روٹیوں کی ٹوکر جو بہت وزنی ہے سر پر رکھے ہوئے آ رہا ہے ۔ سب ساتھ بولتے ہیں کہ حاجی صاحب حاجی صاحب اور رب ان کے پاس روٹیاں مانگنے جا رہے ہیں کوئی بڑی کھلی مسجد معلوم ہوتی ہے ۔ ۸ ویں رات ۔ میں بھائی عالم دین سے ملا ہوں ۔ اور ہم تین آدمی جھوٹے سے گدھے

۱۴ چودھویں رات میں نے عید کی نماز پڑھی ہے۔ دوبارہ عید کی نماز پڑھی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ زمین پر برسات آئی اسی نے کہا حق آگئی۔ زمین پہ چاند تارا تیرا روپ ہے پیارا پیارا۔ معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوں اور بہت سی عورتیں ہی عورتیں ہیں۔ اور میں سیاہ لنگوٹی پہنے ہوں۔ اتنے میں اسرائیل شہید کپڑے پہنے سفید صافہ باندھے مجھے کہتا ہے کہ بابو پور کوٹ میں کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں۔ اس کے بعد ایک آدمی بستر باندھے اس کے پاس بیٹھا ہے۔ دو جوان لڑکیاں بھی اس کے پاس ہیں۔ فاقہ کا بستر باندھ رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ چیز ان کو دکھاؤ یعنی بستر کھول کے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ایک شاگرد بھی میرا ہو جائے تو تمام دنیا میں میرا نام ہو جائے۔ میں ہر ایک کے گھر میں جا جا کر سکھاتا ہوں۔

۱۵ ویں رات۔ ایک لڑکا ہے اس کے ہاتھ میں کتاب ہے۔ آدھے ورق اس میں سے مجھے دیدیئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ رحمت آگے چل کر تم کو معلوم ہوگا۔ اسکو سوراخ ہے۔ یہاں میری کتاب ختم ہوگئی۔

۱۶ ویں رات۔ میں کہہ رہا ہوں کہ عدل کیلئے انصاف ڈھیلا ہو رہا ہے۔ انصاف کیلئے عدل ڈھیلا ہو رہا ہے۔

۲۶ ویں رات ایک آدمی میرے پاس آیا ہے اس نے کہا ہے کہ آپ کو محبوب نے بلایا ہے۔ تو میں محبوب کے پاس گیا ہوں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس نے مجھے کیرکٹر بزرگ کا دیا ہے اور کھیل شروع ہے۔ محبوب مجھے کہتے ہیں کہ آپ اپنے لیئے ان سے کہہ بھیجئے اور اپنے لیئے پتھر کی ٹوپی بنوا بھیجئے دعا بدعا کیلئے۔ پھر میں کہتا ہوں اللہ نگہبان ہو

۱۳ ربیع ویں رات میں اور میرا داماد گل خان ہے میری لڑکی اور نواسی بھی ہے۔ وہ ہمارے گھر جانا نہیں چاہتے۔ اس کو زبردستی لے جا رہے ہیں۔ میں سرائے پر کھڑا ہوں گل خان نے مجھے پکڑ لیا ہے میں کہہ رہا ہوں کہ اس میں کچھ نہیں ہے۔ ہوش میں نہیں آتا ہے مجھے فکر ہوتا ہے۔ یہ کام نہیں ہوا وہ کام نہیں ہوا اس فکر میں اسکو ہوش نہیں آتا۔ گل خان کہتا ہے کہ میں اکیلا جاؤں گا۔ اور آپ کے لیئے ریت لے آؤنگا۔ جیسے ہی آپ کھاتیں گے ہوش آجائے گا۔ پھر سندھی عورتیں جا رہی ہیں اور میرے گھر قدآدم آئینہ لگے ہیں اور میں ان کے ساتھ چل پڑا ہوں۔ ایک انتہا ہے کہ آپ کے وہاں سرمہ بھی ملتا ہے میں کہتا ہوں کہ سرمہ لگانے سے رب تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ آگے جبکر معلوم ہوا کہ گھر کھلا پڑا ہے۔ میں واپس آیا اور دروازہ بند کر کے کنجی میرے ہاتھ میں ہے اور عورتوں کو کہتا ہوں اندر دروازہ بند ہے۔

۱۴ ویں رات میں سینما کا ٹکٹ لے رہا ہوں۔ نیچے کپڑا ہی کپڑا ہے۔ اس کے نیچے اکنی دونی اور چاندی کا چونی ہی چونی بس چن رہا ہوں جو بے حد ہیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ دیپ کمار کے پاس تھالی ہے جس پر لیبلوں کے نام لکھے ہیں۔ ایک بڑا تالاب ہے جس میں مچھلی کے بچے نہا رہے ہیں۔

امریکہ میری بے حد تعریف کر رہا ہے جو کہ بونڈی پونڈ ہے۔ پھر میں اپنے گھر گیا ہوں جو کہ کھجوری والی مسجد سے جا رہا ہوں اور دیوار بالکل ٹوٹ گئی ہے وہاں سے نکلکر حویلی میں پہونچا دھلا رہا ہوں۔ محمد حسن محمد حسن سامنے سے تین برس کا بچہ دوڑ کر میرے پاس آیا۔ میں نے گھر والوں سے پوچھا اتنے میں بھاوج بھاگ بری چھوٹے بچے کو گود میں لیئے آرہی ہے۔ بچے کے منہ سے میں نے کیڑا نکالا تو غلام حسین اور مسرور حسین ایسا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بالکل ویسا ہی لڑکا ہے۔ بعد میں بہت آدمی جا رہے ہیں اور بڑا گاؤں معلوم ہوتا ہے کوئی کہتا ہے کہ زرا دیکھ لیں میں کہتا ہوں کہ کسی راجہ مہاراجہ کا ہے جو لال رنگ کا محل ہے اور بادن کروڑ کا ہے اور دوسرا محل تیس کروڑ کا ہے اور بھی کئی کروڑ کے ہیں غلام میاں لیٹا ہوا ہے۔ کہتا ہوں کہ نبی بخش کو میں اپنا باپ مانتا ہوں۔ اس لیئے غلام بھائی اور میرے بھائی ہیں۔ بہت سارے ستارے آسمان پر دکھ رہے ہیں

۱۷ ویں رات میں سو کر اٹھا ہوں اور تہہ باندھ رہا ہوں بیاہ عورت میرے پاس علاج کو آرہی ہے میں پڑھتا جاتا ہوں بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

۱۸ ویں رات۔ ایک آدمی نے کھانے کو اجازت مانگی میں نے کہا کہ جاؤ سامنے آم کے پاس وہ بیٹھ گیا میں نے کہا کہ تم کب سے بیٹھے ہو کہنے لگا کہ آپ نے تو کھانے کی اجازت دی۔

والے ہو اگر تمہارا بھتیجا کوئی ایسی بات کہے۔ تو وہ جھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ میں کہتا ہوں اچھا میں نے تم کو چھوڑ دیا ہے ۲۵ ویں رات۔ میں کوٹھے پر کھڑا ہوں۔ کوئی بولتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ گوذرا کا گھر نہیں ہے سلمان کا گھر ہے اس کے بعد بہشت بی بی ہے میں کہتا ہوں قسم ہے تجھے فلاں کی۔ آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے کہ میں نہیں بھول سکتا ہوں پھر میرے استاد بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک بزرگ گناٹ کے گھرے ہوئے روم میں ہیں۔ رحیم ان کے ہاتھ میں ہے اور فاتحہ لکھا رہے ہیں۔ اور کاپی نام ہے اور سب سے پہلے میں ہوں۔ ماسٹر علی بخش ہیں۔ میں کہتا ہوں جی۔ پھر پکارتے ہیں ماسٹر علی بخش جی حیں۔ اس کے بعد بلقیس کہتی ہے کہ بتی نہ بجھا نالائٹ جلنے دینا۔ دس کے بعد کہتی ہے کہ مجھے وہ تعویذ بتایا ہے کوئی کتے کی چیز نکال کر کام میں لائے تو مرد ہو جاتا ہے۔

۳۰ ویں رات۔ میرے ساتھ ایک آدمی اور ہے۔ تین سیڑھیاں ہیں بالکل سیدھی الف کی طرح۔ میں چڑھ کر پہلے شاہ کریم کے پاس پہونچا وہ آدمی کہتا ہے کہ تین سیڑھی چڑھ کر کیسے شاہ کریم تک پہونچ سکتے ہو۔ میں کہتا ہوں کہ کیوں نہیں جا سکتا دیکھو تو۔ سیڑھی پھر کر اور بڑھ گیا۔

ذی قعدہ ۷۶ھ

دھلی رات۔ میں کہتا ہوں کہ سہروردی کی وزارت اب کبھی ٹوٹ نہیں سکتی اب وہ ہمیشہ رہے گی۔ میری عورت الٰہ آباد ننھیالوں کے پاس گئی ہے مگر تھوڑے دن میں واپس چلی آئی ہے۔ سفید کپڑا پہن کر ہار پہنے ہے اب وہاں نہیں رہنا چاہتی ہے۔ ۱۲ دوسری رات میں نے اپنی بیوی کا فوٹو سلطان بابو کو بھیجا ہے وہ بے حد خوش ہوئے ہیں۔ اور انھوں نے فوٹو کی بیحد بہت تعریف لکھی ہے۔ میری فوٹو پر لکھنی لگی ہے۔ انھوں نے فوٹو واپس کر دیا ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ میں شمبو لنگ کے گھر گیا ہوں اور اسکی عورت کو میں نے کہا کہ شمبو لنگ کو خط لکھ دو یا کہ علی بخش گھر پر آ کر گیا ہے اس کے بعد شنکر کی ماں شنکر کو کہتی ہے کہو۔ تایا لادو۔ بول بابو جی کو تایا لا دو۔ میں کہتا ہوں۔

تیسری رات۔ میں کہتا ہوں کہ ہماری گاڑیاں کہاں ہیں۔ لوگ ہنس رہے ہیں ۵ ویں رات مولوی فہیم الدین کہتے ہیں کہ مجھ مقید ہے ۶ ویں رات۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ آپ کا نام کیا ہے میں کہتا ہوں مشہور خان ایک پرندہ پر سوار ہوا ہے میں اسکو کہتا ہوں کہ نیت میں فرق ہے وہ اڑ پڑا ہے میں گر رہا ہوں وہ اونٹ بن گیا ہے اور اڑ گیا ہے گرز لگا نہیں ہے۔

۷ ویں رات۔ ایک لوہے کا ہتھیار ہے کوئی کہتا ہے کہ کماؤ اور کھاؤ۔ ایک کہتا ہے کہ آپ گر دہیں۔ اور شراب عنایت علی نے منگوائی ہے۔ مجھے معلوم ہے میں دیکھ رہا ہوں اور چل پڑا ہوں ۸ ویں رات میں شیو کی کرسی پر بیٹھا ہوں ایک ڈاکٹر سب ڈویژنل آفیسر ہے ۹ ویں رات بہت آدمی کہتے ہیں کہ ہم آپ کیلئے نیک ارادہ رکھتے ہیں۔ دسویں رات لوگ کھیل دیکھنے آتے ہیں اشرف صاحب نے باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔

۱۱ ویں رات مسجد ہے اور حافظ مولوی وکیل احمد صاحب ہیں۔ میں نے کپڑوں کی ایک پائیل مسجد میں رکھی ہے عید الفطر کا دن ہے نماز پڑھنے جاتا ہے۔ میں وکیل احمد صاحب مولوی کے پاس پہونچا ہوں سفید کپڑے پہنے مسجد میں موجود ہیں۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ مسجد میں پہونچانی تھی۔ میں مسجد میں پہونچا آیا ہوں۔ مہربانی کر کے آپ جینے کی پائل میری طرف سے پہونچا دیجئے کہ مسجد کیسے واپس منگالیں۔ میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ اچھا۔ ان کی عورت میری طرف اشارہ کر کے کہتی ہے کہ سب سامان تو انھوں نے لا دیا ہے۔ اور میں نماز پڑھنے مسجد سے جا رہا ہوں۔ مگر میرا بیٹا باہر نکلتا جا رہا ہے میرے پیچھے دو آدمی آ رہے ہیں اور میں شرمندہ ہو رہا ہوں۔ مجھے ایک آدمی کہتا ہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا آ رہا ہے۔ ۱۲ ویں رات میں نے پیچھے میں دو دھ دیا ہے بلقیس نے بھی دیا ہے۔ کہہ رہا ہے کہ میاں آج ہی گئی ہے کسی نے دودھ اس کیلئے دیا ہے کہ سوئیاں نکلی پڑی ہیں۔

گیا دھویں رات ایک آدمی جگہ سے دوسری جگہ لیتا ہے ۱۲ ویں رات ایک آدمی ٹیکر کے پیچھے بھاگا جا رہا ہے اور اسمیں بلقیس بیٹھی ہے نازوت گاڑی چلا رہا ہے۔ وہ پہلے دودھ لیتا ہے وہ بھیک مانگنا چاہتا ہے۔ میں اسکو کچھ پیسے دینا چاہتا ہوں ۱۳ ویں رات میں کنتھوں کے پیچھے گاندھی روڈ اور گاندھی بازار ہے۔ چودھویں رات کوئی آدمی کہتا ہے ۷۶ نمبر بس آپ کی عافیت کیلئے۔ ۱۵ ویں رات۔ میں گیا ہوں تو آگے بے بخیاں کھڑی ہے اور ہال میں گنگی کھڑی ہے اور پیر پھیلائے بیٹھی ہے۔ میں نے دونوں پاؤں کو ہاتھ لگا کر چوما ہے بی بخیاں اپنے لڑکے الہٰ دتہ کی نکاحت کر رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جبتک بھائی اللہ دتہ زندہ ہے وہ آپ کو بھوکا نہیں مرنے دے گا۔ میں یہ بات نہیں مان سکتا۔ تو بخیاں خوش ہو کر ہنس رہی ہے۔ پھر ایک بڑا میدان ہے میں اکیلا کھڑا ہوں سید لوگ گھروں میں ہیں۔ سید امیر اللہ کہہ رہا ہے کہ یہ امام مہدی کا استھان بانٹ رہا ہے اور اسکو کوئی کچھ نہیں کہتا ۱۶ ویں رات۔ ۱۷ بیماروں کے لفافے پڑے ہیں۔ میں دربار دعا دے رہا ہوں اسکے بعد ایک لڑکا کہتا ہے کہ میں پہلے قرآن شریف پڑھ لوں۔

۱۸ ویں رات۔ میں کہہ رہا ہوں کہ چلو امام زین العابدینؒ نماز پڑھانے آگئے ہیں پھر ہماری مالک مکان جو قد پہنے ہے بہت اونچی لمبی۔ سر کے بال لمبے ہیں آکر کہہ رہی ہے کہ ہر دسویں روز مجھکو آنا پڑتا ہے اور ہمارا سامان بندھا پڑا ہے اور ہم پرانے گھر جا رہے ہیں نئے گھر سے ہم کو جواب مل گیا ہے۔

۲۳ ویں رات میں کہتا ہوں تمسی کا پتہ۔ ہمارے وہاں بھی تھوڑے مسلمان ہیں ملکہ النسا تجھ نے کرا دن پہنا ہے پھر سب گھر والے حج کر کے آئے ہیں۔ ۲۵ ویں رات لمبا سا دروازہ جو کہ بند ہے میں کہتا ہوں ہٹو۔ دو انجن اور ریل گاڑیاں اس دروازے سے اندر جا سکتی ہیں۔ ڈبل لائن ہے۔ دروازہ خود بخود کھل گیا ہے۔ پھر سرور میرے سامنے آکر کھڑا ہے ۲۶ ویں رات قادر چچا پتہ بانٹ رہے ہیں۔ ۲۸ ویں رات آگے آگے ماما پڑھ رہا ہے پیچھے پیچھے میں ہوں میں رو کر کہہ رہا ہوں کہ جب سے میرا والد مرگیا ہے میں آپ کو اپنا باپ سمجھتا ہوں وہ ہنس کر کہتے ہیں کہ تم نے اپنے بھائیوں کو کیوں نہیں پڑھایا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ انگلش لائن میں نہیں ہیں۔ آپ مجھ سے بڑے ہیں میں نے آپ سے کہا یہ چیز آپ کر لیتے آپ نے مجھ سے کہا کہ یہ چیز کریں نے کر لی۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ترقی ہے۔ پھر ایک بڑا اسپتال ہے۔ تیسرے جھگڑے مانے کا۔ میری عورت بلقیس میرے ساتھ ہے۔ میں اسکو کہہ رہا ہوں اگر ضرورت ہوئی تو میں تم کو اسی میں داخل کر دونگا مگر بہتری کیلئے۔

۲۷ ویں رات۔ بہت سارے سکھ ہیں میری تعریف کرتے ہیں۔ مارشل جی کی بہت تعریف کرتے ہیں انھوں نے کبھی لالچ نہیں کیا۔ مالک نے خود کہا کہ آپ یہ بلڈنگ لے لو۔ مگر لالچ نہیں کیا۔ مالک اسکو بہت چاہتا ہے۔

۱۹ ویں رات۔ ایک پٹھان ہے اسکا پانا ہے میں کپڑے دھو رہا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے بڑی مہربانی کی۔ وہ کہتا ہے کہ اس میں کیا ہوا۔ میں نے کہا کہ میرا مذہب کہتا ہے کہ میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔ وہ کہتا ہے کہ تمہارا مذہب یہ کہتا ہے میں نے کہا ہاں۔ ۲۱ ویں رات کچھ بوڑھی لوگ ہیں میں کہہ رہا ہوں کہ میں جا رہا ہوں۔ رام دین فخر دین دیکھے اس کے بعد ایک مزار پر ہم چار آدمی گئے وہ واپس چلے آئے ایک کہتا ہے کہ مجلو۔ منوں میں کہتا ہوں مت ہو کر گا رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں تو وہ دونوں کہنے لگے انشاء اللہ تعالیٰ واپس پہونچ گئے ہوں گے۔

۲۴ ویں رات۔ پہلے یہ گانا گا رہا ہوں۔ جنگ بہادر لگے رنگ۔ جانیں کر کے سیدھا مگ پھر سوئی سبٹھ مار دا ڑی کا فلم لے رہا ہے۔ پھر ایکٹر اور ایکٹرسیں ہیں۔ چھوٹا بچہ اور میرا کام ہے۔ بچہ ڈائیلاگ نہیں بولتا۔ تو میں منی کو کہتا ہوں کہ ہم دونوں کے ڈائیلاگ لکھ دے دیجئے کتاب میں سے ڈائیلاگ لکھ کر دیدے ہے

۲۵ ویں رات میں کہہ رہا ہوں کہ میں اور باب قسمت کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔ ۲۷ ویں رات ایک گھی چھوٹی ہے لال موٹر نازرتے نے نکالی ہے میں کہتا ہوں حد ہو گئی حد ہو گئی۔ اس کے بعد ایک پہاڑ ہے اور پانی بہہ رہا ہے موٹا نل ہے اور میں نہا رہا ہوں۔

ایک آدمی نے کتاب بھیجنے دی ہے جو کہ لغات جہنمی ہے۔ اس کے بعد بہو دیوں کے تیس کنبے ہیں۔ بہت آدمی میدان میں ہیں جن میں بھی ہوں۔ میں نے کپڑے اتارے ہیں اور روپے کپڑوں میں پڑے ہیں۔ میں بیچ آیا ہوں تو زر معلوم ہوتا ہے۔ ایک سادھو بیٹھا ہے جو کہ بوڑھا صورت معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ گودام کہاں ہے کیونکہ اس کے یہاں میرے بہنوئی جو کہ مرے ہے کے لیے جاتے تھے اس کے بعد میں بھی جانا تھا کہ کوئی روپے لے آئے۔

۳۰ ویں رات میں بھی پڑا ہوں اور کچھ عورتیں اور بھی ہیں۔ ایک عورت کی آنکھ میں پھوٹ لاہے۔ میں کہتا ہوں آنکھ کی روشنی قیمت دو آنہ ہے اور دوسرے مرض کی کم ہے۔ پھر ایک کالے گھوڑے پر سوار ہوں اور شہر میں تیز چلا رہا ہوں میں پختہ سوار ہوں۔

ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ

پہلی رات پنجاب میں ایک اسٹیشن ہے کہ جو اور کہیں پیدا نہیں ہوئی۔ وہ اپنے لڑکے کو ایک ایک روٹی کا اناج زیادہ دیتے ہیں جب ان میں یہ عادت پختہ ہو جاتی ہے تو ایسا کام کرتے ہیں کہ جسکا جواب نہیں

۲ سری رات استاد جی بیٹھے ہیں۔ اور ان کا لڑکا سنا رہا ہے پھول بنا کر کاغذ کے یہ لوگ رکھ رہے ہیں اور پھولوں کو جھلا رہے ہیں۔ میں استاد سے کہتا ہوں کہ آپ مجھے تصویر بنانے کی اجازت دیں انھوں نے کہا کہ تم قینچی بنا دو۔ پھر اجمل پرنس کا کپڑا ہے وہاں حجام بچے کے بال کاٹ رہا ہے۔ بال کٹوانے والا کوئی نہیں ہے میں نے کہا کہ اب میرا ہے ۳ رات میں کہتا ہوں موسیٰ معاذ یوسف ایک ہیں۔

چوتھی رات میں کہہ رہا ہوں پھانسی چانسی۔ باپ بیٹے دونوں گھر ہو بجا دیئے گئے۔ ۵ ویں رات۔ میں نے لکھا ہے کہ ایک لڑکیوں کو تعلیم دیتا ہے۔ چھڑاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے کیوں نہیں بتایا۔ پھر کچھ آدمی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ تم انوار کو آواز۔ اتنا کہا کہ پھر ایک آدمی آیا۔ اور بہت لمبا لکھا ہوا کاغذ مجھ کو دیا جو کہ مجھے کرنا ہے میں نے کہا کہ یہ مجھے کرنا ہے چاہے کچھ بھی ہو۔ چھٹی رات بہت سارے آدمی ہیں ایک آدمی کوئی ساز بجا رہا ہے کہ جسکا جواب نہیں لوگ سننے کو اپنے پاس بلا رہے ہیں مگر وہ نہیں گیا۔ وہاں لوگوں نے لائن لگا کر سننا شروع کیا ہے

۷ ویں رات میں کہتا ہوں یا علی مشکل کشا شیر خدا سخی شاہ مردان شیر مردان قوت پروردگار لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔

۸ ویں رات۔ میرے منہ میں کیڑے منہ سوجا ہے مگر تکلیف نہیں ہے۔

۹ ویں رات میں گھوڑا گاڑی پر جا رہا ہوں میری کاپی میں کسی نے کوئی چیز چھپا دی ہے اور خفیہ پولیس میرے پیچھے لگی ہے

صفر المظفر سنہ ۱۳۷۷ھ

۱۹ صفر المظفر ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ دان دو میں بتا رہا ہوں کہ کب سے کوشش کرتے کرتے تو دھوبی کو جالیا ہے ۔ ۲۴ ویں رات ۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں کوئی بہت بڑی چیز ہے وہ اسکو لٹکائے ہوئے ہے ۔ اسی ہاتھ کی بغل میں کوئی پرانی کتاب ہے اسکا ایک ورق کھلا اسپر لکھا ہوا ہے کہ اللہ نیک اجر دے اللہ نیک بدلہ دے ۔ میں پڑھ رہا ہوں

ربیع الاول سنہ ۱۳۷۷ھ

آٹھ ربیع الاول ۔ میں دیکھتا ہوں کہ جو کچھ وہ کہتا ہے میں کہتا ہوں

۹ ویں رات میں نے پہلے قرآن شریف پڑھا اسکے بعد میں کچھ بیمار ہوا اور میری عورت کہہ رہی ہے کہ آپ ٹھیک ہو گئے ہیں ۔ اس کے بعد میں پھر قرآن شریف لیے گاؤں گا گاؤں گا گلی میں پڑھ رہا ہوں اور میں نے دیکھا کہ میرے سر پر پگڑی بندھی ہے اور میں گھوڑے پر سوار ہوں اور نبی کریم لوگوں سے کہہ رہے ہیں (میرے بارے) کہ اسکو گھوڑے پر سوار کر کے دنیا میں بھیجدو ۔ پھر میں اپنی ماں اور بیوی کو یہ خواب سنا رہا ہوں ۔ ماں مجھے قسم ہے اپنی عورت کی کہ جسے میں بھیجنا چاہتا ہوں ۔ میں نے آج یہ خواب میں دیکھا ہے ۔

—— پہلے گاگے میں سوائے آپ کے کوئی نماز پڑھنے والا نہ تھا ۔ دو دو سیکے لوگ سمجھتے تھے کہ سوائے آپ کے کوئی گاگے میں نماز پڑھنے والا نہ تھا ۔ میں نے کہا نماز پڑھو تو وہ کہتا ہے کہ دل کی نماز ہوتی ہے ۔ جیسے آپ اپنی صبح کی نماز میں قرآن شریف پڑھتے ہیں ۔

—— دیگر ۔ کسان کے بال سفید ہیں ۔ اور لمبی ڈاڑھی ہے ۔ اور سر پر کچھ اٹھایا ہوا ہے اور چاروں طرف سے لوگوں نے کپڑے کی پٹی کا سایہ کیا ہوا ہے اور لوگ چل رہے ہیں ۔ تو ایک بلوچ کمال کے بچہ کو نہلا رہا ہے ۔ تو اس سے میں پوچھتا ہوں کہ کمال نے کیسے پریم پرا ہے تو وہ کہتی ہے کہ میں ناقی ہوں

—— میں ایک پرانی میں گیا تھوں ۔ وہاں ایک آدمی بیٹھا ہے اور میرے ہاتھ میں چھپے ہوئے کچھ پرچے ہیں ۔ تو وہ مجھ سے کہتا ہے کہ مہربانی یہاں تک پڑھ گئے تو میں کہتا ہوں کہ آپ [illegible] پڑھو آپ اسکو پڑھو

—— دو فقیر ہیں [illegible] اور دوسرا طبلہ بجا رہا ہے اور گلوکار والا گا رہا ہے اور اللہ جل میری تصویر لکھوا [illegible] الاول [illegible] بجا رہا ہے کہ میں حیران ہوں ۔ وہ دونوں میرے سامنے آگئے اور گا رہے ہیں اللہ [illegible] میری [illegible]

(۱۰ محرم الحرام کی رات) [illegible] میں بیٹھا ہوا ہے اور اسکے گیرے بالکل سفید ہیں ۔ میں اسکو کہتا ہوں کہ آپ نماز [illegible] (۱۰ صفر المظفر) ایک لڑکا بیمار میرے گھر میں رہتا ہے اور وہ [illegible] کا نوکر تھا ۔ میں اسکو کہتا ہوں کہ جاؤ پوچھ آؤ اور [illegible] سے کام پر لگ جاؤ ۔ [illegible] ہے اور اس میں پلیٹ امام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور انکا [illegible] میں اپنے ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھے ہیں ۔ اور میں ان کا مرید ہو گیا ہوں اور بڑھتے جا رہے ہیں اور ان کے پیچھے میں بھی بڑھتا جا رہا ہوں ۔ اور پڑھ رہے ہیں [illegible]

۱۳۷۷ھ

یا اللہ جل جلالہ (محرم الحرام) یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی رات محرم الحرام ۔ آج سب حج کو جا رہے ہیں عورتیں آپس میں اڑ رہی ہیں ۔ میں اکیلا مرد ہوں اسلئے ۔ ایک آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ بیچ میں سے ہٹ جاؤ ۔ وہ سب بڑے بڑے گھر سے باہر نکل گئے ۔ میں اکیلا دوسری عورتوں کو کہتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں ۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ اس اسپتال میں ایک آدمی بھی نہیں آئیگا میں عصہ سے کہتا ہوں کہ یہ سب بیمار بیماریوں سے بھرا ہے گا ۔

دوسری رات ۔ ایک مرد ۔ کہتا ہے کہ اس کو دیکھ چہرے پر نور برس رہا ہے ۔ میں جیل رہا ہوں ایک عورت بچہ جنا رہی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ دنیا کی کوئی بیماری بھی ہو تو ٹھیک ہو جاتی ہے ۔ اللہ کے حکم سے

۷ویں رات ۔ بہت سارے آدمی ہیں عورتیں بھی ہیں ۔ ایک آدمی بڑا ہے ایک لڑکا بھی ہے لڑکے نے تھوڑے کو دیا ہے اور وہ خوش ہے ۔ کہتا ہے کہ جاؤ آج سے ہم تم دونوں سچے دوست بن گئے

۸ویں رات مجھے بنی اسرائیل کا ڈر ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے جنم جنم کا فتح ہے

۹ویں رات اعلان کیا ہے ۔ میں اندر ننگا بڑا ہوں ۔ ایک بزرگ ایک دفعہ آیا ہے میں نے دروازہ نہیں کھولا ۔ ایک آدمی ہے اور شام کا وقت ہے ۔ میں نے کہا کہ لنگی باندھو لوں اور دروازہ کھول دیا ہے

۱۰ویں رات میں ایک پہاڑ پر چڑھا جا رہا ہوں ۔ چوٹی پر میرے ساتھ چار آدمی ہیں ۔ سلطان میرے پیچھے پیچھے چڑھے آرہے ہیں میں سب سے اوپر چوٹی پر چڑھ گیا ہوں بولا ہوں حق حق السلام لے آ حق حق السلام لے آ ۔ حق حق السلام لے آ ۔

۱۱ویں رات ۔ اس میں شکر کے کارخانے ہیں میں بھی ایک شکر کے کارخانے کا مالک ہوں

۱۲ویں رات پہلے کی سواری پر دس بیٹھے ہیں میں نے بارہ بٹھائے ہیں ۔ اس کے بعد کوا ہے اس کو مار کے ڈالا ہے پھر معلوم ہوتا ہے کہ میں آزاد ہوں ۔ میں پڑھ رہا ہوں حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ

۱۴ویں رات ۔ ایک پہاڑ ہے اور بے حد بڑا ہے ۔ اس پر لاکھوں کبوتر ہیں ۔ ایک عورت مجھے کہتی ہے کہ تو میرا کیا ہے میں کہتا ہوں کہ تو کہاں رہتی ہے ۔ میں ڈانڈے میں رہتی ہوں ۔ تیری محرم ہے اور لوگ ہیں ۔ میں جیب میں پیسے بانٹتا رہا ہوں ایک لڑکے نے ہم سے مانگے میں نے اسکو چار پیسے دیئے ۔ پھر بعد میں کھانا ہے ۔ مصلے بچھا یا منہ شرق کی طرف ہے نماز پڑھی ہے ۔

۱۷ویں رات اجنبت میرے کا سامان بندھا ہوا ہے اور وہ اگنا کو چاہتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ آدارہ ہے ۔ اور اسکو منع کرتا ہوں ۔ اسکو مت لے جاؤ ۔ اور میں اسکو کہتا ہوں ۔ یاں رکھنہ تجھے لازم ہے غافل کام کرنا سوچ کر پہلے

۱۷ویں رات ۔ میں ایک ہندو کے گھر گیا ہوں ۔ میں پہلے بھی بیمار کا علاج کرنے گیا تھا ۔ اور اس ہندو کی عورت نے ایک چھوٹا سا بچہ بھی ہاتھ پر اٹھایا ہوا ہے ۔ اور ہندو اپنی عورت کو کہتا ہے ۔ ان ھی کے طفیل اد ۔ دعا سے بچہ آیا ہے ان ھی سے دم کروانے دم کروانے ۔

عصیاں سے کبھی ہمنے کنارا نہ کیا — پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہمنے تو جہنم کی کی بہت تدبیر لیکن — تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

اس کے بعد ایک عورت مر گئی ہے۔ اور اس عورت کا مرد جاگر سو گیا ہے۔ اور اسکو معلوم نہیں کہ اس عورت کو غسل دے رہے ہیں اور ایک برہمن غسل کا منتر پڑھ رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ سناؤ۔

دسویں ربیع الاول کی رات۔ میں پڑھ رہا ہوں لا الہ الا اللہ سبحان الملک القدوس ۔ اس کے بعد ایک آدمی جگہ جگہ پانی کی تلاش میں گڑھا کھود رہا ہے اسکے ساتھ تلاش میں میں بھی پانی دیکھنے لگا۔ ایک جگہ کیا دیکھتا ہوں کہ پانی نکلنا شروع ہوا بلکہ ایکدم اتنا پانی نکلا کہ بہت بڑا منہ ہو گیا اور ایکدم اتنا پانی نکلنا شروع ہوا کہ ہم کو ڈر گئے اور بھاگنا شروع کیا۔ اور وہ اس میں سے نکلا ہی آ رہا ہے۔ جیسے کہ بہہ جانے کا ڈر ہو۔ اس کے بعد ایک فقیر ہے جو کہ مانگنے آتا تھا میں نے پوچھا کہ وہ کہاں گیا ہے وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ وہ مکہ گیا ہے۔ خدا کیلئے۔

19 ویں رات۔ پہلے شاکر صاحب آئے ہیں میرا در ہیرو کا کچھ جھگڑا ہے تو خورشید اپنے نانا شاکر صاحب سے کہہ رہے ہیں کہ میرے والد نے ہمیشہ ہیرو ماموں کے اوپر احسان کیا ہے۔ اور وہ تو صلح جو ہیں۔ صلح جو۔

15 ویں رات۔ میں نے دیکھا ہے کہ اندھے کو بینائی دینے والی روشنی میرے اللہ نے مجھے دی ہے

19 ویں رات میں کچھ کر رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ میں مالک کا کام کر رہا ہوں

19 ویں رات میرے سامنے کوئی عورت (میری لڑکی خورشید ہے) تو کہ چمکیلے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ اور اسکو بنجابی زبان میں داد دے رہا ہوں کہ لے کم ناتو آجیا کیتا کہ جدا جواب نہیں۔ تو داد کام یہ ہے کہ ایک دولہا اور دلہن ہیں اور دونوں نے ایک جیسے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور لڑکی کے سر پر میں ہاتھ پھیر رہا ہوں اور سر پر میں نے پیار کیا اور معلوم ایسا ہوا کہ رام درخش کا لڑکا ہے پریم ناتھ۔ اور وہ دونوں امریکہ جانے والے ہیں۔ تو خورشید کو میں نے بھیجا کہ جا کر ان کو لے آ۔ اور میں کہہ رہا ہوں کہ انہوں جاپان تو وہ کہتا ہے کہ نہیں۔ تو میں نے کہا کہ میں نے بھیجا تھا انھیں اکہ انھوں ہو کے امریکہ جائے۔

تمام شد

معذرت ۔ ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمنے نہایت ہی عجلت میں اس کتاب کی کتابت کروائی عجلت کے بعض نظر نہ ہم کتابت کی طرف دھیان دے سکے اور نہ ہی طباعت اچھی کروا سکے اور نہ ہی پروف ریڈنگ ہو سکی انشاء اللہ اس خامی کو ہم دوسرے ایڈیشن میں پورا کر دیں گے اس مرتبہ ہمارا مقصد یہ رہا کہ کسی نہ کسی طرح جلد از جلد قدرت کی دی ہوئی یہ ہدایات کہ جسکی فی زمانہ اشد ضرورت تھی عوام کے سامنے آجائے اور ہم اپنے اس فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ امید ہے کہ آپ کتاب کی اس خامی کو نظر انداز فرمائیں گے۔ اور اس کے اصل مقصد کی طرف دھیان دیں گے۔ (شکریہ)

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کوئی صاحب طبع نہ فرمائیں۔